McGill University Library
3 103 045 657 D

SHASTRI INDO-CANADIAN INSTITUTE
156 GOLF LINKS,
NEW DELHI-110003. INDIA

~~HG3 .G6V.t~~
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
58932 ★ v.2
McGILL
UNIVERSITY

Library
Institute of Islamic Studies
MAR 1 1 1975

Gōtor Muḥammad Bādī

"

Tuzuk-i Maḥbūbiyah

V. 2.

بفضلہ تعالیٰ شانہٗ

جلد دوم

تزک محبوبیہ

اعنی

حالات

امراء عظام - حکام اعلےٰ - مشائخین کبار - علماء اعلام
و اکابر ذی اعتبار - حکماء حاذق - شعراء نازک خیال

عہد میمنت مہد

اعلیحضرت آصف جاہ سادس مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ ناصر جنگ
میر محبوب علیخان بہادر جی - سی - ایس آئی سلطان دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ

سنہ جلوس ۳۶

مؤلفہ

۱۳۲۱ ہجری

جان نثار سلطنت آصفیہ غلام صمدانی خان گوہر حیدرآبادی

نظام المطابع پریس - بازار چتہ حیدرآباد دکن میں چھپی ہوئی

تذکره امرای - وکلای - حکام شیراز - ادبای - علمای بلدان - و اعیان کرمان

MG3
.G61AT
v.2

یہ صحت نامہ (دفتر اول جلد دوم ترک محبوبیہ) اون اغلاط کے متعلق ہے کہ جو ابواب بعد ترتیب کتاب معلوم ہوے یا بعد طبع ظہور پذیر ہوے

نمبر شمار	نشان صفحہ	کیفیت
۱	۲	۳
۱	فہرست صفحہ ۷	علی مرزا خان بہادر کے حالات مین بوجہ زیادتی حالات ایک صفحہ بڑہا دیا گیا اسلئے فہرست مین تا ۳۲ ۱/۲ کے عوض تا ۳۳ ۱/۲ لکھہ لیا جائے۔
۲	فہرست صفحہ ۱	وقار نواز جنگ بہادر کے محاذی صرف ۴۹۶ ۱/۲ لکھا گیا ہے لہذا فہرست مین ان دو نون ہندسون کے درمیان لفظ تا بڑہا دیا جائے۔
۳	〃	سوربہی راجہ ونکیٹ لچمارا ؤ بہادر کے محاذی صرف ۴۹۰ ہے پس فہرست مین تا ۴۹۳ ۱/۲ کے الفاظ بڑہا لئے جائین۔
۴	〃	سر خورم علی خان بہادر کے بعد فہرست مین نمبر ۱۱ راجہ پین رائے بہادر ۲۵ و ۲۶ صفحات ڈالنا چاہیئے اور خاتمہ کے ہندسون کو بجائے ۲۵ و ۲۶ کے ۲۷ و ۲۸ تحریر کیا جائے۔
۵	۹ سطر ۱۴ شجرہ صفحہ ۱	اولاد۔ آپ کو دو صاحبزادے ہین (دوسرے محل سے) اکلان کا نام میر چراغ علیخان آصف جاہ الملک بہادر کو تین صاحبزادے ہین۔ میر چراغ علی خان۔ میر بہادر علی خان میر فرزند علیخان شجرہ مین دو حلقے جو نامعلوم لکھے گئے ہین انمین درج کر دیا جائے۔ اور خلف اکبر کو ایک صاحبزادہ میر تراب علی خان ہے۔
۶	-۱۲	جب ۱۳۲۰ھ مین اعلیحضرت مدظلہ العالی دربلدہ تاچوشی کی شرکت کے لئے تشریف فرما ہوئے تو مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی ہمراہ رکاب تھے اور بلدہ مین نواب افتخار الملک بہادر مشیر مالیہ مدار المہامی کو انجام فرماتے تھے۔ اور آپ کو ایک صاحبزادہ میر اصغر معین خان ہے۔ شجرہ مین شریک کر لینا چاہیئے۔

	۲۸-	دربار عید ۱۳۲۰ھ میں سرور الملک خطاب عطا ہوا۔ اور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی آنریری ایڈکانگی کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ شجرہ میں آپکے صاحبزادوں کے نام میں بہ نمبر (۲) عثمان نواز جنگ جو لکھا ہوا ہے غلط ہے۔ یہ سرور الملک کے صاحبزادے ہیں۔ البتہ آپکے چھوٹے صاحبزادے کا نام جو فردگذاشت ہوا ہے مرزا اقبال علی بیگ ہے۔ اسطرح شجرہ درست کرلیا جائے
۸	۵۰	نواب انتخاب جنگ بہادر کے حالات میں صاحب تذکرہ کے صاحبزادے کا نام میر محمود علی خاں شجرہ میں شریک کرلینا چاہئے۔
۹	۵۲	اقبال یار جنگ مرحوم کا انتقال محرم سنہ ۱۳۲۰ھ لکھ لینا چاہئے۔
۱۰	۶۰	نواب افضل نواز جنگ بہادر کے تذکرہ میں یہ بڑھانا چاہئے کہ سنہ ۱۳۲۱ھ میں اعلیحضرت مدظلہ العالی نے آپ کو معتمی کنجہ جات و تعمیرات و صفائی قلعہ محمد نگر کی خدمت سے سرفراز فرمائے جو قبل ازیں اہتمام جنگ بہادر کو تھی۔
۱۱	۷۸	نواب اہتمام جنگ بہادر کے حالات میں لکھ لینا چاہئے کہ صاحب تذکرہ کے خدمات سنہ ۱۳۲۰ھ میں حسب الحکم اعلیحضرت مدظلہ لئے گئے۔
۱۲	۱۳۲	راجہ شیشگر بہادر کا شجرہ غلط ہے۔ اس طرح ہونا چاہئے۔
۱۳	۱۶۱	نواب حسن یار جنگ بہادر کے حالات میں شجرہ غلط ہے۔ حسب ذیل چاہئے۔
۱۴	۱۶۳ شجرہ	نواب محی الدولہ حال کے صاحبزادے کا نام شجرہ میں کمال یار خاں درج کرلیا جائے
۱۵	۱۶۲	نواب حیدر یار جنگ بہادر کے حالات میں شجرہ غلط ہے۔ داور جنگ کے بعد تہور جان ہونا چاہئے اور ان کے بعد میر حیدر علی خاں جیسا کہ حسن یار جنگ کا شجرہ دیا گیا۔
۱۶	۱۰۰ شجرہ	سردار دلیر الملک مرحوم کے باقی دو فرزندوں کے نام شجرہ میں شریک کرلینا چاہئے
۱۷	۱۰۴	نواب ذوالقدر جنگ بہادر کے شجرہ میں آپکے صاحبزادے کا نام مرزا محمد صادق بیگ بڑھا لیا جائے

۱۸	۲۱۱ شجرہ	نواب رسول یار جنگ بہادر کے صاحبزادے کا نام شجرہ مین صدیق یار خان لکھہ لیا جاے
۱۹	۲۱۲	نواب سید الدولہ بہادر ۱۲ صفر ۱۳۲۱ھ کو منصرم معتمدی صرفخاص سے حسب الحکم اعلحضرت سبکدوش کیے گئے
۲۰	۲۴۳ شجرہ	سر سالار جنگ کے نام کے ساتھہ شجرہ مین دو جوڑ لگے ہین ایک تو سراج الملک سے دوسرے شجاع الدولہ سے لہذا سراج الملک والا جوڑ پہیل ڈالنا چاہیے کیونکہ سالار جنگ اعظم شجاع الدولہ کے فرزند تھے
۲۱	۲۵۶	نواب شمس الملک بہادر کے شجرہ مین بقیہ صاحبزادون کے نام - محمد یار الدنیخان بہادر محمد فیض الدنیخان بہادر - محمد صفیر الدین خان بہادر - محمد عزیز الدنیخان بہادر - محمد فیاض الدین خان لکھہ لینا چاہیے جس سے نو صاحبزادے کے نام پورے ہوجاتے ہین
۲۲	۲۵۹	شجاع الملک کے شجرہ مین دیگر محلات سے دو صاحبزادے کے نام حسب ذیل بڑہا لیے جائین میر کاظم حسین خان - میر بہبود علی خان -
۲۳	۲۶۶	نواب شہ زور جنگ بہادر کے شجرہ مین صاحبزادون کے نام میں علیبیگ خان بہادر غالیبیگ خان بہادر احمد بیگ خان بہادر شریک کر لینا چاہیے -
۲۴	۲۷۴	علی بن عمر کے ایک بیٹے کا نام شجرہ مین شریک کر لینا چاہیے -
۲۵	۲۷۷	نواب صادق جنگ بہادر صفر ۱۳۲۱ھ مین مہتمی خزانہ صرفخاص سے حسب الحکم اعلحضرت ظلہ العالی سرفراز ہوے
۲۶	۲۸۰	میر صفدر علیخان بہادر کو تین خانے ذیلی خالی رکھے گئے ہین اب انہین سے صرف ایک باقی رکھکر میر محبوب علی ان کے صاحبزادے کا نام لکھنا چاہیے -
۲۷	۲۸۳	صف افگن جنگ مرحوم کا مکمل شجرہ ہے - 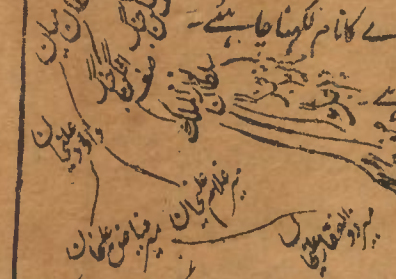
۲۸	۳۲۰/۴	محبوب نواز الدولہ مرحوم کا سن انتقال ۲۰ رجب ۱۳۲۱ھ روز دوشنبہ لکھہ لینا چاہیے -
۲۹	۳۲۴	نواب غالب الملک بہادر کے حالات سطر ۶ مین نام نواز الدولہ بہادر کے نام خدمات مہتمم کنجہ خانہ و صفائی قلعہ محمد نگر وغیرہ (جو اہتمام جنگ کو تھے) لکھا گیا ہے - وہان پر مہتمم خدمات تہہ خانہ و فیلی

		(سید اللدولہ بہادر کو تھا لکھنا چاہئے۔ اور سطر میں افضل نواز خنگ بہادر کے نام عوضات لکھے ہیں وہاں خدمات مسلم کچھ جاگیر صفائی قلعہ محمد نگر وغیرہ (جو اہتمام جنگ بہادر کو تھے) لکھنا چاہئے۔
۳۰	۳۵۱	سطر اول میں سید نور اصاحب سید نور الہدے صاحب غلطی سے لکھا گیا ہے۔ اس جگہ سید نور العلے صاحب خلف سید قمر الدین صاحب لکھ لینا چاہئے۔
۳۱	۳۵۲ شجرہ	شجرہ میں علقہ نمبر ۲ و ۳ زائد لکھے گئے ہیں انکو پھیل ڈالنا چاہئے یعنے سید قمر الدین صاحب کے خلف سید نور العلے صاحب اور سید نور العلی صاحبین خلف سید نور الابنیا۔ سید نور الاولیا۔ سید نور الاصفیا۔
۳۲	۳۶۸	نواب کمال خان بہادر کے شجرہ میں محمد بدیع خان کے بعد محمد کمال خان غلط ہے۔ تصحیح حسب ذیل ہے۔
۳۳	۳۷	راجہ گیانی لعل کے شجرہ میں۔ تیسرے فرزند کا نام نہیں لکھا گیا ہے۔ لہذا وہاں سنگ لعل لکھا جائے۔
۳۴	۳۸۲	مصطفےٰ یار جنگ مرحوم کا سن انتقال ۲۱ محرم ۱۳۲۱ھ لکھ لینا چاہیے۔
۳۵	۳۹۲	نواب عضد جنگ بہادر ۱۳۲۱ھ میں وظیفہ نصف تنخواہ پر خدمت سے علیحدہ ہو گئے۔
۳۶	۴۰۱	نواب متبع جنگ بہادر کے شجرہ میں فرزندان صاحبزادوں کے نام مرزا حمزہ حسین۔ مرزا مظہر حسین درج کئے ہیں
۳۷	۴۳۸	نواب مقتدر جنگ بہادر کے حالات سطر اول آپ نے عظیم جنگ بہادر کے پوتے ہیں سہو ہوا لکھا گیا ہے۔ وہاں عظیم جنگ کے نواسے لکھ لینا چاہئے
۳۸	۴۴۰	محبوب نواز جنگ مرحوم کا شجرہ یہ ہے
۳۹	۴۴۷	نواب متھور الملک بہادر کے صاحبزادوں کے نام محمد علی حسن خان۔
۴۰	۴۵۳	نواب لئیر جنگ بہادر کے حالات میں انکو ایک صاحبزادہ محمد عزیز الدین لکھ لینا چاہئے۔
۴۱	۴۸۲	نواب وقار جنگ بہادر کے حالات سطر ۶ میں انکو صاحبزادے لکھا ہوا ہے تصحیح یہ ہے کہ آپکا کوئی فرزند نہیں ہے۔
۴۲	۵۰۴	یاور حسین خان مرحوم کے شجرہ میں آپکے صاحبزادے کا نام مرزا محمد علی حسن لکھ لینا چاہئے

اغلاط نامہ دفتر اوّل طبقۂ امرا متعلقہ جلد دوم ترک محبوبیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
دیباچہ	۲	نگہداشت	نگہداشت	گ	۲	غلام دستگیر خان گوہر	غلام دستگیر خان	۱۷	آخر	۸	۷
〃	۸	ناپیدا کنیم	ما پیدا کنیم	۱	نمبر ۲	آصف نواز الملک	آصف یار الملک	۱۸	۱۳	بہتیجے کو	بہتیجے سے
〃	۹	ذات	ذات	۳	نمبر ۱۴۴	۱۴۴ و ۱۴۴	۱۴۴ و ب ۱۴۴	۱۹	۲	بھیجند	بھیجند
ج	۶	گئے من	گئے ہین	۳	نمبر ۱۰۲	خواجہ حسن النیجان	میر حسن النیجان	〃	۱۹	〃	〃
د	۱۴	چند معزز افسرون	چند معزز افسرون	۴	نمبر ۱۱۲	مرحوم	مرحوم	۲۳	آخر نمبر ۱۱۲	۷	۸
〃	۵	انتجاب	انتخاب	۵	نمبر ۱۵۹	راجہ سوبیر راؤ	راجہ سوبیر راؤ	۲۶	۱۲	کارگزاری و قدر افزائی	کارگزاری کی وجہ سے قدر افزائی
ہ	۱	ہین	مین	۲۰	نمبر ۱۹۲	عزۃ العلیٰ ۱۹۲	عزۃ العلیٰ ۱۹۲	۲۴	۱	بہادر	برادر
〃	〃	چھوڑ دیتے	چھوڑ دیتے	۲۹	نمبر ۹	مہاراجہ پرونت	مہاراجہ پرونت	〃	〃	محی الدولہ بہادر ثانی	محی الدولہ بہادر ثانی
〃	۳	ں سے	جس سے	۳	۲	۱۱۰۵	۱۱۰۵	〃	۹	تقربت	تقرب
〃	۹	اذ و باد	از دیاد	۴	۹	۸۰۷۵	۱۲۹۲	۳۴	۲	بوب	سب
د	۱۸	غلام محبوب علیخان	غلام محبوب علیخان گوہر	〃	۲۰	۱۸۰۷	۱۳۰۴	۳۵	۷	ششمی	ششمی
ح	۶	ابہی	بہی	۸	۱	رشہبلا	رشد و اعتلا	۳۶	۲	۱۳۱۰	۱۳۱۰ مجری سنہ ۱۳۰۹
〃	۱۵	مستقلی	منتقل	۹	۴	آپہی	آپکی	〃	〃	میر دلدار علی	میر دلدار علی
ط	۱۵	اب آپ	آپ	۱۱	۶	مہد	عہد	۳۷	۱۳	تا الان	تا الے لآن
〃	〃	سن مین	سن مین	〃	۱۳	سلہ فرزند	تین فرزند	۴۰	۴	پریزیڈنٹ آنریبل	پریزیڈنٹ
ی	۷	حین حیات مین	حین حیات	۱۲	نمبر ۱۴۱	اولین میر غلام نبی خان	اولین میر غلام نبی خان	۴۲	شجرہ	احمد	احمد
و	۲	یوسفے مین	یوسفے مین	〃	〃	میر غلام نبی خان	میر امیر علیخان	۴۳	۴	مستار الدولہ	مختار الدولہ

۴۵	۶	متبرع	متشرع	۸۷	۱۳	ماذیر	ماذیر	۱۱۹	۳	گوسپند بخش	گوسپند بخش
″	۸	آپ	آپ	″	″	احتساب	احتساب	″	۱۲	۱۲۵۰/	۱۲۵۰/
″	۹	تادیبا	تادیباً	″	۱۴	حسن آباد بسنہ عدد	حسن آباد بسنہ عدد	۱۲۵	۴	۱۲۲۰/	۱۲۲۰/
۴۶	شجرہ	میر فادر علی	میر کرار علی	۸۹	۵	اعلان حسنہ	اعلان حسنہ	″	۱۰	سرفراز	سرفراز
۵۱	۱۱	ہے	ہین	″	۶	عہدہ جلیلہ	عہدہ جلیلہ	۱۲۰	۷	منسی لال	بنسی لال
″	۷	او نہد	اور بعہد	۹۲	۱۴	ہدی	ہدی	۱۲۰	۱۷	بدیہی	بدیہی
″	۱۱	مصاحبت	مصاحب	۹۰	عنوان	ردیف الف	ردیف ب	″	۳۰	من الشمس	من الشمس
″	۱۲	تہدب	تہذب	۹۸	″	″	″	۱۲۴	۴	نوین پشت	اٹھوین پشت
۵۷	۱۴	سن ۱۳	۱۹ شعبان ۱۳۱۲ھ	۹۹	″	″	″	۱۲۴	۳	درماوت	وقتاً فوقتاً
۶۱	۲	صدر مشرقی	صدر شرقی	۱۰	″	کہ چانچہ	چنانچہ	″	۹	جفاکش	جفاکش
۶۳	۸	خاندان	خاندانی	۱۲	″	لعہد	بعہد	۱۲۴	۳۰	تحریہ	تحریر
۶۳	۳	۳۷	۳۵	۱۰۰	عنوان	ردیف الف	ردیف ب	۱۲۶	۱۰	اعزاز	اعزاز
۶۴	۴	۳۸	۳۶	۴	″	کنیت	کنیٹ	″	۱۲	جملہ معاش	جملہ خوش خلق
۷۵	″	۳۶	۳۷	۵	″	شہزادہ	شہزادہ	۱۲۷	۱	سید احمد	سید احمد
۸۳	۲	سعد بنتے	سقہ بنتے	۷	″	شریفین	شریفین	″	۱۰	منصب	خدمت
″	۴	ماب	آب	۱۰۱	۱۱	کہشاش	راکس	۱۲۹	۱	جب	جد
۸۵	۶	میر عسکری	میر عسکر بخارا	۸۴	شجرہ	احمد حسین	احمد حسین	۱۲۱	۷	۱۴۴/	۱۴۴/
۸۶	۷	یکصد روپیہ	یک سد اروپیہ	۱۰۷	۱۹	از دحام	اژدہام	″	۱	بنظیر	بے نظیر
۸۶	۱۰	جاگیر ذات	جاگیرات خاصلی یک لکھ روپیہ	۱۱۳	۶	ردیف د	ردیف د	۱۲۷	۶	اسکا مال	آپکا ہے مقابل
″	۱۴	مہینہ لکھ روپیہ	مہینہ لک روپیہ حسب الطلب میر تک پہنچے	۱۱۴		بعدہ	بعدہ	″	۱۵	مستیاد	استیاد
۸۷	۱۲	چہار جاگیرات	چہارہ جاگیرات مواضع	۲	″	بلہاری	بلہاری	۱۲۷	۱۶	خط مستوا	خط استوا
″	۱۳	میر نجف	میر نجف حاصل مواضع ۸ ہزار	۱۱۷	۱۴	۱۲۹۲ھ مین	۱۲۹۳ھ مین	″	۱۷	صید ملک سواری	صید ملک سواری

۱۵۵		بہبود علیخان بہادر	بہبود علیخان	۱۴۴ ب	۷	اولاً شہرآت	نہایت سم	۱۷	۱۴۹	جنگ دن
۱۳۴	۲	ذاتی	دلی	۱۴۰	۹	۹	۹۱	۱۷۹	۶	۱۸۰
۱۴۰	۱	داروغگی	داروغگی	۱۴۱	۸	سنہ ۱۳	۲۹ شہر ۱۱ ۱۳۱۳	۱۷۹	۱۰	۱۸۱
۱۴۱	۴	جسکے	جسکے	۱۴۲	۱۱	تصنیف	نصف	۱۸۰	۱۱	۱۸۲
۱۴۲	۵	فخار الملک بہادر کی	فخار الملک بہادر کی	۱۴۳	۱۲	جمت	مرحمت	۱۸۱	۱۲	۱۸۳
۱۴۳	۸	سنتے تھے	ملتے تھے	۱۴۴	۱۴	اس معزز	اسی معزز	۱۸۲	۱۴	۱۸۴
۱۵۰	۴	بتلانا	بتلانا	۱۴۳	۱	سنہ ۱۳	۲۹ شوال ۱۳۱۴	۱۸۳	۱۵	۱۸۵
۱۴۵	۵	خان بہادر	خان بہادر	۱۴۴	۸	آپکو (۱)	آپکو (۱)	۱۸۴	۱۳	۱۸۶
۱۴۶	۱	محمد مظفر	محمد مظفر	۱۴۴	۱	رکن مجلس	سابق رکن مجلس	۱۸۵	۱۴	۱۸۷
۱۵۱	۴	پریزیڈنسی	پریزیڈنسی	۱۴۵	نوٹ	منتخب الامرا	منتخب امرا	۱۸۶	۱۵	۱۸۸
۱۵۲	۱	ہائی کورٹ مقدمات	ہائی کورٹ مقدمات		شجرہ	منتخب علے	منتخب علے	۱۸۷	۱۶	۱۸۹
۱۵۳	۴	جوہر شرافت	جوہر شرافت	۱۴۶/۱		۱۴۶	۱۴۶/۱	۱۸۸	۱۴	۱۹۰
۱۵۴	جلد دوم	جلد دوم	جلد دوم	۱۴۶/۱	۷	سے کے	کے	۱۸۹	۸	۱۹۱
۱۵۵	۸	ان جگر دوز	ان جگر دوز	۱۴۶/۲	شجرہ	معز الدنیجان	معز الدنیجان	۱۹۰	۱۹۰	۱۹۲
۱۵۶	۹	دو سطر	دو سطر	۱۴۶/۲	۹	مائین ہین	مائین ہین	۱۹۱	۱۹۱	۱۹۳
۱۵۷	۱	سنہ ۱۳ھ	سنہ ۱۳۱۱ھ	۱۴۶/۳	شجرہ	واجہ حمید الدین	خواجہ حفیظ اللہ خان	۱۹۲	۱۹۲	۱۹۴
۱۵۸	۱۲	آپکو (۴)	آپکو (۴)	۱۴۷		۱۴۸	۱۴۷	۱۹۳	۱۹۳	۱۹۵
۱۵۹		۱۸۰	۸۲	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۹	۱۴۸	۱۹۴	۱۹۴	۱۹۶
۱۶۲	۹	درسے	تو برسے		۲	مضامات	مضامات	۱۹۶	۱۹۶	۱۹۸
۱۶۳	۴	ایران	ایران	۱۴۹	۴	ابتدار	ابتدار	۱۹۷	۱	میر موسیٰ خان بہادر
۱۶۴	۶	تجر	تجر	۱۴۹	۶	تہاتا کے	تہاتا کے	۱۹۸	۲	حقیقی بہائی تھے

۱۸۵	۳	آباد دار ارادہ	آباد دین آصفجاہ	مدیر الدولہ	۲	۱۹۳	مدیر الدولہ	۱۵	۲۲۳	بہادری
″	۴	مررہا ما	مقرر فرمایا	محمد داور الدینخان	″	شجرہ	محمد داور الدینخان داور یار جنگ بہادر	″	نوٹ	شمس الدینخان
″	″	مرر کی خان	میسر ترکی خان	مدار المہام	۲	۱۹۰	مدار المہام	۲	۲۲۵	چراغ ہوین
″	۵	دلر لمہ	دیو رکنڈہ پر	اپلو	۴	″	آپکو	۴	″	پشت
۱۸۶	بنجر	۱۸۷	۱۸۶	نفرت رہے	۱۲	″	نفرت رہی	۱	۲۲۶	جزئیات
″	۱۹	ارطاری	ائمہ طاہرین	ممتاز الامرا	۱۰	۱۹۸	ممتاز الامرا	۱۵	″	جاگیرات
″	۲۱	وقت	رقت	دوار الملک	۲۰۰	شجرہ	دوار الملک	″	″	مشکلات کا
″	″	مجلسن	مجلسین	دستگیر رائے	۲۰۲	شجرہ	دستگیر رائے	۱۳	۲۲۸	بڑھا ہوا
۱۸۷	۲	مکان	سکان	میر دلاور علیخان	″	۴۳/۱	میر دلاور علیخان	″	″	چوصرف
۱۸۸	۴	دلیر جنگ	دلیر جنگ	سنہ ۱۳۱۳ھ	۵	۲۰۴	سنہ ۱۳۱۳ھ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ	۳	۲۲۹	ہیر
″	۶	حصیق	حفیض	تصنیفہ	۱۳	۲۰۷	تصنیفہ	۵	″	کے لئے بھے
″	۱۱	لی دیوڑہی	کی دیوڑہی	رہنے	۱	۲۰۹	ہنے	۱۴	″	سپیریم
″	۱۷	مالات	تالاب	المختصر	۲	۲۱۱	المصقر	۱۷	″	تہین
۱۸۹	۲	دمان	دہان	سوم راجندر	۹	۲۱۲	رام چندر بدھوی	۲۰	″	تہین
۱۹۰	۴	بعہد	بعہد	سنہ ۱۳۱۵ھ	۱۲	۲۱۵	سنہ ۱۳۱۵ھ	۱۸	۲۴۰	دین
″	۹	معہ لوازمہ ہم	معہ لوازمہ بلم	صلہ	۵	۲۱۷	صلہ ہین	۶	۲۴۱	عزیز کے
″	رنج	شخاوتی	شیخاوتی	الی اصل کے	″	۱۰	الی اصل کے	۱۲	″	مال ہوا
۱۹۱	۱۰	روپیہ	روپیہ	سنہ ۱۳۰۱ف	۲۱۰/۱	۱۰	سنہ ۱۳۰۱ف	۲۱	″	گہرام
″	۱۵	احمد	احمد	عمادی وغیرہ	عمادی وغیرہ	۱۵	عمادی وغیرہ	۸	۲۴۲	میر الملک
″	۱۶	احمد	احمد	ثانی سطوت جنگ	سطوت جنگ	۲۲۰	شجرہ	۱۳	″	محن نے
″	شجرہ	دلاور نواز جنگ	دلاور نواز جنگ	عروب	قوم عروب	۲۲۱	۱۱	۱۸	″	جانبر
″	″	احمد	احمد	لیجاتے تھے	لیجاتی تھی	۲۲۳	۶	۲۴۲	۲۴۱	۲۴۳

۲۴۳	۱۱	دوہزاری وپانصدی	دوہزار وپانصدی	۲۵۳	۱۰	معہ اپنے	معہ اپنے بھائی	۲۶۵	منصب
۲۴۴	نمبر تعلیق	۲۴۲	۲۴۴	″	″	کے بھادر	بہادر کے منصب	۲۶۶	آپ کو (۳)
″	۱۸	سنہ ۱۳	سنہ ۱۳	۲۵۴	۲	مغفرت آب	مغفرت منزل	۲۶۷	سنہ ۱۳۰۵ھ
۲۴۵	نمبر تعلیق	۲۴۳	۲۴۵	″	۵	روضۂ	روضۂ رضوان	۲۶۸	۱۶۸
″	۴	مقام دلی	بمقام دلی پیدا	″	۶	تھے	بھی	۲۷۰	شفادجنگ
″	۵	حوددری	جوپنجاب کی لڑکین	″	۶	پھونتخاہتا	پہونچتاتھا	۲۷۱	معسوب
″	۶	ساھ	ساتھہ	″	۱۵	سنہ ۱۳	سنہ ۱۳۰۷ھ	″	بنظیر
″	۱۰	ودوست	ودوست	″	″	(جوصاحب	صاحب	″	بدیل
″	۱۴	اسٹنٹ	اسسٹنٹ	″	۱۸	آپ سے	آپ سے	۲۷۵	انتقال
″	۱۶	گذرا	گذرانا	۲۵۴/۵	۲	مراتب مین	مراتب خان	۲۷۹	ریز قلم
۲۴۶	نمبر تعلیق	۲۴۴	۲۴۶	″	۶	قدیم وجدید	قدیم وجدید	″	پیرانی
″	۱	صاف پر	صاف طور	″	۱۴	″	مرحمت ہوا	″	صفدر
۲۴۷	نمبر تعلیق	۲۴۵	۲۴۷	۲۵۴/۶	۱	عزائے کی	عزا کی	۲۸۰	آپکو (۱)
″	۶	گزارہی ہیں	گذارہے ہین	۲۵۶	۷	آپ کو (۹)	آپ کو	″	صاحبزادے ہین
″	۱۱	ہین	ہتین	۲۵۸	۴	رکھتے	رکھتے ہتے	۲۸۲/۱	۲۸۳
۲۴۸	نمبر تعلیق	۲۴۶	۲۴۸	″	۶	ہین ہین	ہین ہین	۲۸۲/۲	۲۸۴
″	۱۱	ہے	ہوا ہے	۲۵۹	۱۱	اور ہین	اور ہین اور بھی ہین	″	خطاب عطا ہوا
۲۴۹	۶	تفصل	تفضل	۲۶۱	۴	آحمد	احمد	۱۱	میر فرخندہ علی
″	۱۶	مثایل	مسایل	۲۶۵	۹	جانثار	جان نثار	۲۸۵	سنہ ۱۱۷۱ھ
″	″	افتا	استفتا	″	۱۰	توشخانہ	توشکخانہ	۲۸۶	سنہ ۱۱۷۳ھ
۲۵۰	۱۹	کردیا	کردئے	″	۱۲	خلف	خلف	″	احتشام
۲۵۲	۵	بعد	بعد آپنے	″	″	راجہ بیگیان	راجہ بیگیان	۱۵	سعیدالدولہ

۲۸۹	۱	حسین علیخان	اسد علیخان	۲۱۰	۲	مختار جنگ	ممتاز جنگ	″	۱۱	پورپ	یورپ
۲۸۹	۱	ادرس	ادریس	۳۱۲	۵	بالی	پائی	″	۱۰	کیا ہے	ہے
۲۹۰	۲	۳۰۹	۲۹۰	۳۱۴	۸	بڑا ہوا	بڑا ہوا	″	نوٹ	اعلیحضرت	اعلیحضرت
۲۹۲	۲	رسیم الدین	رحیم الدین	۰	۱۵	مڈلسکول	مڈل اسکول	۳۱۵	نمبر صفحہ	۳۲۶	۳۲۵
۲۹۷	۴	سہانہ	سامانہ	۳۱۶	۱۲	آب	آپ	″	نمبر ۱	۲۰۲ T	۲۰۳
″	۱۰	۱۳۱۲ء	۱۲۱۲ء	۳۱۷	۰	گری	گیری	″	۱	صاحب	صاحب
۲۹۸	۱	ہسر	ستہتر	۳۱۸	۱	کارروی	کارروائی	۳۱۶	نمبر صفحہ	۳۲۵	۳۲۶
″	۷	۵۶ سالہ	نمبر ۵۶ سالہ	″	۲۰	کاملی	کامیابی	″	نمبر ۱	۲۰۲	۲۰۲ T
۲۹۹	۱۳	ودیف	ردیف	″	″	رعایا	رعایا	″	۱	سالار الملک	سالار الملک
۳۰۰	۳	پنڈٹ	پنڈت	۳۱۹	″	اورنٹل لرننگ	اورنٹل لرننگ	″	۵	فاض	فیاضی
۳۰۱	شجرہ	رمنت	رمنت	۳۲۰	۱	یونیورشی	یونیورسٹی	″	۷	متقی	متقی
۳۰۲	۹	پیرانی	پیرانہ	″	۳	آعظم نے	اعظم	۳۲۶	۱۱	کتاے	کیتائے
۳۰۴	شجرہ	دلدر والد نور الامرا	دلاور الدولہ نور الامرا	″	۶	الصلانے	الصدر نے	۳۲۱	۲	ہوتین رہین	ہوتے رہے
۳۰۵	۱	سمدیک	شہیار الملک	۳۲۰	۱۰	میر	میر	″	۹	اُنہیں سے	اون سے
″	۳	″	″	۳۲۰ T	۲	امیر عوی	آیر غوی	″	۱۴	ڈوالو	ڈولیون
″	۵	″	″	″	۴	عتاب	عتیب	″	″	کئے	کرکر
″	۶	″	″	۳۲۲ T	۱	زمیدار	زمیندار	۳۲۲	۷	غظیم خان کی	غظیم خان کو
″	۷	سنہ ۱۳	۱۲ دیجہ ۱۳۱۲ء	″	۲۱	علم لب	علم طب	۳۲۳	۷	گذر نے	گذرنے
۳۰۶	۲	سنہ ۱۳	۱۶ محرم ۱۳۰۵ء	۳۲۰ T	۳	لہب	عہدہ افتا	″	۱۸	مکان قدیم	مکان قسیم
۳۰۷	شجرہ	شمشیر جنگ	سپہ سلطنت علیخان بہادر شمشیر جنگ	″	۱۲	اعظیم	اعظم	۳۲۶	۴	ہو گئے	ہوں گے
۳۰۸	۷	زندہ پرشاد	نرنجن پرشاد	۳۲۳	۱۱	ہزاری و	ہزارد	۳۲۹	۹	سنہ ۱۳۱۰ء	
۳۰۹	۴	مزاجی	مزاج	۳۲۴	۴	پردو صاحبان شرف اعزاز	پردہ نشین شرف اعزاز	″	۱۱	گر	گر

۳۴۲	۲	پہونچنے کی	پہونچنے کی	سوغ خان	سوزخوان	۷	۳۶۱	احسیلہ	اختیار
۳۴۳	۲	انگریزی	انگریزی	نرہمر	نرہندر	۳	۳۶۲/۱	رضا	رہنما
″	۸	سوار علم	سوار و علم	زندہر	زہندر	۸	″	بان	بہ آن
″	۹	موذین	معاذین	اپنی مالکر	اپنی عالمگیر	۲۰	″	چہالر	جہالر
″	″	احوا	اعوا	بہ مردم	ہر دم	۱۳	۳۶۳	پٹہہ	تتبیہ
″	″	شکایتی	شکایتی	سنہ ۱۳۲۰	سنہ ۱۳۲۰	۱۷	″	بہی	سہی
″	″	مس لئے	جس لئے	گیرت	گیرت	۱	۳۶۴	سہ ہزاری پالصد	سہ ہزاری پانصدی
۳۴۷	۵	یاریاب	باریاب	نتظام	انتظام	۳	۳۶۵	پرتکلف	پُرتکلف
۳۴۸	۴	حمیت خان	حمیت خان	گذارے	گذاری	۴	۳۶۶	واہل نظر	واہل نظر
۳۵۲	۲	پوتی	نواسی	شام لعل	شام لعل	۱۵	۳۶۷	حوبی	خوبی
″		نجم الدین	قمر الدین	ردلیف ڈ	ردلیف و	۱۶	″	کے	کو
۳۵۳	۸	عروب	اور عروب	حائرا	جاترا	۲۱	۳۶۸	حیدر الدولہ	حیدر الدولہ
۳۵۴	۴	علاوہ	علاوہ	ہن	تین	۴	۳۶۹	الطاف	الطاف
″	۶	ذی مرتبت	ذی مرتبت	گنہی	گنٹھی	۴	۳۷۰	بہرور	بہرہ ور
۳۵۰	شجرہ	خواجہ ان الدین یحاں	خواجہ ان الدین یحاں	ناب	ناب کی کلبن بیٹے ہیں	″	″	جاتی ہے	جاتی ہے
۳۶۰	۹	آپ	آپ	۳۰۷	۳۷۵	صفحہ نمبر	″	مین	مین
″	۱۱	رسگی	رسنگی	۳۰۸	۳۷۶	صفحہ نمبر	″	المجاہد جنگ	مجاہد جنگ
″	۱۳	سکا	کا	۳۰۹	۳۷۷	صفحہ نمبر	سنہ ۱۳ آمین	۲۹ صفر سنہ ۱۳ آمین	
″	۱۵	محذوب	مجذوب	سنہ ۱۳	۹	″	شوال سنہ ۱۳	اسد ۳۰	ابتدائے خواہ
″	۱۶	لئے	لئے	۳۱۰	۳۷۸	صفحہ نمبر	بہادر شاہ	بہادر شاہ	بہادر شاہ علم فضل کے
″	۱۷	ای	نومی	۳۱۱	۳۷۹	۰	۳۷۱	جان نثار	جان نثار
۳۶۰	۱۷	گوکل	گوکل	۳۱۲	۳۸۰	صفحہ نمبر	۳۰۰	پوچھا	پوچھا

۴۱۴	۶	ارکات	آرکاٹ	۵	قدیم کے	قدیم کو	″	۱۵	آنکاسن	آپکاسن
″	۱۶	شاہی	شاہی	۹	″	امراالملک	″	″	محت	محبت
۴۱۵	۳	سلسلہ ملتانی	سلسلہ ملتانی	۱۰	″	چہادلی	۴۳۲	۱	مداد	جدامجد
″	۴	سنہ ۱۲۵۰ھ	سنہ ۱۲۵۰ھ	۳	۴۳۰	سروپس	″	۴	رصی	کوبمبئی
″	۱۰	سرکار ماہوار	سرکار ماہوار	۶	۴۳۱	بہان	″	۶	متلا	متلاً
″	۱۵	تیس ہزار	تیس ہزار	۱۱	″	چلنی خانہ	پینی خانہ	″	۱۱	بعد	جوبعد
۴۱۶	شجرہ	دامانوات میر الزمان	دامادنواب میر الزمان	۱۲	″	کمہ	کچہ	۴۳۵	۲	سمس الامرا	شمس الامرا
۴۱۳	۴	پرم	چرم	۱۶	″	درارت	وزارت	″	۸	امیل	۲ میل
۴۱۴	۱۱	دہرسالہ	دہرم سالہ	۲۱	″	حفرات	حضرت	″	۱۰	ررزر	پُرزور
″	۱۳	سدر	مندر	۴۲۳	″	احاد	اجداد	۴۳۶	۳	نبر	نمبر ۱۶۵
″	۱۵	رجان	رجحان	۴۲۴	۲۱	اورہ دلویز	اورہ دلویز	۴۳۷	۳۷۵	۲۷۵
″	″	اوساعری	اورشاعری	۴۲۵	۱۹	آمرزشن اور	امرزشن او	شجرہ	″	احمد
″	۱۹	فاری سے	فارسی	۴۲۶	۱۹	جانخ	جانخ	۴۳۸	۳۷۶	۲۷۶
″	۲۰	خامات	خدمات	۴۲۹	۲	مصفر علیخان	مظفر علیخان رضوی	۴۳۸	۱۰	ی	ہوشیاری
۴۱۹	۱۱	نراندر	نرہندر	″	″	حسن العما	حسن اتفاق	″	″	آفاق ہے	آفاق ہیں
″	۱۲	نراندر	نرہندر	″	۱۲	بھانج علام علیخان	بھتیجے غلام علیخان کے	۴۳۹	۳۷۷	۳۷۷
۴۱۸	۶	معاعدہ	بیقاعدہ	۴۳۰	۵	حملہ امرار	جملہ امراز	۴۴۰	۳۷۸	″	۲۷۸
″	″	اخلاف	اخلاق	″	۷	اپ	آپ (	″	۴	سالگرہ	سالگرہ مبارک
″	″	سرف	سرشت	″	۸	ال	پائی	″	۵	سنہ ۱۳	سنہ ۱۲۱۳ھ
″	۹	نراندر	نرہندر	″	۹	حاگیرات	جاگیرات	۴۴۱	۳۷۶	۲۷۹
۴۱۶	۳	رک	ترک	۴۴۲	۱۰	لعد	لعہد	″	۳	ہیں ہے	ہیں ہے
″	″	کلارت	کلامات	″	″	سارہ	پیمانہ	۴۴۲	شجرہ	مغزیارالدولہ	مغزیارالدولہ

۴۶۱	۵	ہر جگہ	ہیر جگہ	۶	درجہ کا	درجہ	۴۶۱	قدر و منزلت	قدر و منزلت
〃	۱۰	اپکے	آپ کے	۸	کے	کی	〃	مہر فزا	مہر افزا
〃	۱۰	منتقال	انتقال	۶	نرنبہ تہا	نرنبہ نہ تھا	۴۶۴	۴۸۵	۴۸۵
۴۶۵	۱۱	ریاست علیخاں	امیر السلطنت علیخاں	۱۰	نرہندر	نرہندر	۴۶۵	معفور	معفور
۴۶۶	۱۲	اوداپتارا	اوداپتارا	۹	جانٹ	جائنیٹ	〃	عہدہ وزارت	عہدہ وزارت
۴۶۶	۱۲	منصب دوہزاری	منصب دوہزاری	۱۴	فبس	قبض	۴۶۶	۴۸۵	۴۸۶
۴۶۷	۱۳	جیتوت	جسونت	۵	آآن	آن	۴۶۷	مدار المہام ہوکے	مدار المہام ہو
۴۶۹	۶	ادس	اُس	۱	خطاب	خدمت	۴۶۹	آپ	آپ نے
۴۶۹	۱۴	دلیل بن	دلیل بن	۴	سربرآوردہ	سربرآوردہ	۴۶۹	حضرت و	حضرت اقدس و
〃	〃	ہر صنف	ہر صنف	۶	اپ	اب	۴۷۱	سکا	بجا
۴۷۲	۷	سنہ ۱۳۱۶	سنہ ۱۳۱۶	۱۲	نورالاتقیا	نورالاتقیا	۴۷۲	اچھی	ابھی
۴۷۲	۱۵	( )	(۲)	۴۷۷	۴۷۷	۴۷۶	۴۷۲	دنایک راو	دنایک راو بہادر
۴۷۲	۶	سنہ ۱۲۸۱	سنہ ۱۲۸۶	۳۰۶	۳۰۶	۳۰۶	۴۷۲	مدد دیکھنا	مدد دیکھنا
۴۷۱	۲	تقریب	تقریب	۳	پیٹ	مہیپت	〃	ذالی	ڈالی
〃	〃	سن ۱۳	سن ۱۳	۹	پہرہ	پہر	〃	منعطف فرمائی	منعطف فرمائی
〃	۱۲	ہے	ہے	۵	۱۰ شوال	۱۰ شوال	۴۸۰	برسے	سب سے
۴۷۵	۶	چارلاکھ	چار لاکھ	۱۲	ہے	کے	〃	بیجان	بے جان
۴۷۵	۸	سن ۱۳	سن ۱۳	〃	خیرخواہ	خیرخواہ	〃	تمہ	ہمت
۴۸۰	۳	علاقہ	علاقہ	۱	نورسن	نورس	۴۸۰	مہاراو	چنارائو
۴۸۰	۶	اکرام سردار	اکرام سرا	۳	اپی	اپنی	۴۸۹	پرسیدہ	پرسیدہ
۴۸۹	۲	حکم السلطان	کلام الرحمان	۹	یدطولے	یدطولے	〃	سنہ ۱۲۷۸ھ	سنہ ۱۲۷۵ھ
〃	۲۰	تشبیہات	تشبیہات	۴	مولف کو	مولف کو	۴۹۱	بمبئی	بمبئی

۴۹۱	شجرہ	مرزا علی محمد	مرزا علی محمد	۴۹۱/۱	۱۶	مکوب	مکسوبہ	۱۱	۴۹۵/۵	مطابق لکھنا
۴۹۲	۲	کے بطن	کے	″	۱۸	کا پر پوتا	کا پڑ پوتا	″	″	ارسوقت
″	۴	گورنمنٹ انڈیا مین	گورنر آف انڈیا مین	″	۲۱	پھول	جٹ پول	″	۱۳	معمولی سند
″	۶	انجام ہی مین	انجام وہی مین	۴۹۳/۳	۳	پر پوتا	پڑ پوتا	″	۱۸	چرو
۴۹۴	۸	رکھتے ہین	رکھنے مین	″	۲	کرستہ	کرشتہ	″	۲۱	عرسہ
۴۹۵	۱۶	بطن	بطن سے	″	۸	پنی	اپنی	۴۹۶/۶	۴	جوپٹی
۴۹۶	۴	ہن کا	جن کا	″	۱۱	غیب	زیب	″	۵	بیٹے
۴۹۶/۱	۲	ترجمہ قرآن	ترجمہ قرآن	″	″	مقابل ہو	مقابل ہوئے	″	۹	کارمد
″	۸	پہنہین	پڑہین	″	۱۳	مارڈلے	مارے	″	۱۰	راماراؤ
″	۱۶	تیرماہ	تیراماہ	۴۹۶/۴	۲	رس ماکر	نرسمہاں گر	۱۱	۱۱	سے
۴۹۶/۳	۷	ابوداداد	ابوداؤد	″	۳	ترسمہا	نرسمہا	″	۱۴	منسب
۴۹۷	۶	کہین بنی	گہن پتی	″	۸	وراعہ	ذریعہ	″	نوٹ	گلزار آصفیہ
″	نوٹ ۱	والوالعزم	والوالعزم	″	۱۱	اپ بدر علی	میر ثاپدری	″	″	ورن
۴۹۸	۳	گہین	گہن	″	″	قبل	فیل	″	۲۳	مکاکون
۴۹۸/۱	۱	ایسا	ایسا فریب دیا	″	۱۶	ترل راد	نرل راؤ	۴۹۸/۷	″	بیگم
″	۲	سب	بہت	″	″	مسول	مضبون	″	۹	نبتی
″	″	عندالاحقصار	عندالاختصار	″	۱۸	سرسر	سرفراز	″	۱۷	سان
″	″	انامرپڑو	اناپوناپڑو	″	۲۱	کونہ کونہ	کونہ کونہ	″	۱۸	غفران منزل
″	۳	بیگنٹہ	بیکنٹھ	۴۹۸/۵	۲	حولی	مغرنے	″	۱۹	ہے ہوسکتی
″	۴	۱/۲	میرا	″	۶	بہانجیصاحب	بھانجیصاحب	۴۹۸/۱۰	۴	کیلئے مقرر
″	۹	سورمی	سوامی	″	۹	دلن	دکن	″	۵	جاترا
″	۱۰	سورل	سوامی	″	۰	ہین معروف	ہین معروف	″	۱۱	نبتی

〃	۱۶	سہری سری	سری	۴	۶	ایک فرزند	دو فرزند	۱۴	۱۶		بنظر لیاقت
〃	۱۷	لے	آئی	〃	۷	ہے	ہین	〃	۲۰	زمانہ	زمانہ
〃	۱۸	لے	آئی	ضمیمہ نمبر ۱				۱۵	〃	آپنے	اپنے
۴۹۸/۹	۴	ربیع الاول سنہ ۱۳	ربیع اول سنہ ۱۳	۲	۵	جوار بسیر باؤ	وارہ سو بسیر باؤ	۱۶	۱۱	بقیہ فوجداری	بصیغہ فوجداری
〃	۹	وسعت	وسعت	〃	۱۴	چھے	اچھے	〃	۱۳	سنہ ۱۲	سنہ ۱۳۰۹ ہ
〃	۱۱	ہین وغیرہ	وغیرہ	۶	۶ (۱۲)	التفات علوی	التفاتا علوی	۱۸	۹	وینکیٹیا	وینکیٹیا۔
〃	۱۳	راماسوامی	راماسوامی	۷	۷ (۱۳)	پنچہ	پنچہ	〃	۱۲	حاکپا	ناگپا
〃	۲۰	رجدمنٹ	ریاست	〃	۲۳ خالہ	سای	سعانی	〃	۱۹	سنگمنٹ	سٹلمنٹ
۴۹۸/۱۰	۳	اوسر وزانہ	اورر وزانہ	〃	۸	کرڈ گیری	کرڈ گیری	〃	۲۰	کرمیا	کرمیا
۴۹۸/۱۰	۸	ایکنہ	ابنہ	۸	۹	سواریدی	سیورڈی	۱۹	۲	جنرل ہان	جنرل ان
۴۹۸/۱۱	۵	حروحرفت	صنعت وحرفت	〃	۱۶	اعزازی	اعزاز	۲۰	۲	س	مین
〃	۸	مسدودی	مسدودی کے	۹	۶	سنہ ۱۳	۱۲ سعفان سنہ ۱۳	〃	۳	باقی	باقی
۴۹۸/۱۲	۹	صاحب کے	صاحب کی	۱۰	۵۴ (۵۲)	۵۴	۵	〃	۴	نیبر	یہہ
〃	۱۳	ہمشیر وحائل	ہمسر وحائل	۱۲	۱۲	پاس لعنید	بعینہ	〃	۷	علاوہ ہوا	علاوہ
۴۹۹	۲	نرسندہر	نرسندر	۱۳	۱	پوے سے	پوتے ہین	〃	۸	ہوا	فرمایا
〃	۴	کنے مددگاری	نے مددگاری	〃	۸	رگھوم	رگھوتم	〃	۸	زبانی	زبان
〃	۲	کے مددگاری	کا مددگاری	〃	۱۲	ہم نجوم	علم نجوم	〃	۹	سلسل	مسلسل
〃	۹	ابتداؤ	ابتدائے	۱۴	۳	پرٹونس	پہرٹونیس	〃	۱۱	تیور جنگ	تیمور لنگ
۵۰۱	۴	ارسہ	ارشد پاشم علی خان	〃	۱۲	داس	اس	۲۱	۴	باتحت	ماتحت
〃	۹	اوس	اِس	〃	۳۰	ناندیٹر	ناندیٹر	〃	۵	سوہدو	اسوارادُ
۵۰۲	۷	خطاب جشن	بموقع جشن	〃	۱۴	قایم کی گئی	قایم کی گئی	〃	۱۵	دعوا	دعوے
۵۰۲	۶	سنہ آئے		〃	۱۵	مقرر ہوئے	مقرر فرمایا	〃	۱۸	اٹھور ہوین	اٹھارہوین

۲۳	۶	نام غوث
۲۴	۱۰	برٹلہ ادر
۲۸	۵	ڈان

نام علاقہ عرشہ

برٹلہ ادر

ڈان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ وخیر
خلقہ ختم المرسلین خاتم النبیین احمد المختار وعلیٰ آلہ اطہارہ واصحابہ الکبار اجمعین

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

معزز ناظرین! ۱۳۱۱ھ میں تزک محبوبیہ کی پہلی جلد جب ہمنے آپکی خدمت میں پیش کی تھی تو اوسوقت یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر زندگی نے وفا کی تو اسکی دوسری جلد بھی (جسمیں اعلیحضرت قدر قدرت قوی شوکت حضور پرنور ظلہ العالی کے عہد میمنت مہد کے امرا عظام و مقتدر حکام متاخرین کبار و وکلائے ذی اعتبار و علمائے علام و حکمائے حاذق شعرا و نازک خیال کے حالات ہونگے) پیش کرینگے۔ بحمد اللہ وہ نایاب تحفہ حسب وعدہ اب آپکی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسکی ترتیب و تکمیل میں جسقدر محنت و جانفشانی تقریباً اس مدت سال کے عرصہ میں کی ہے۔ وہ آپ اسکو دیکھکر اندازہ کر سکتے ہیں اور اس نازک و اہم کام کی ذمہ داری کو بھی بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اسکے مواد کی فراہمی اور حالات کے اجتماع میں جسقدر دقتیں پیش آئے ہیں اور مشکلات کا سامنا ہوا اوسکو ہمارا دل خوب جانتا ہے۔ چونکہ اس قسم کا مذاق ہمارے اپنے ملک کو ابھی تک نہیں ہے۔ اور اس کی خوبی سے بالکل نا آشنا ہیں اوسکی دلیل بدیہی یہی ہے کہ ایک ایک تذکرہ کیلئے صاحب حالات کے مکان پر مہینوں دوڑنا پڑا ہے۔ تب کہیں حالات میسر آئے۔ اور بعض حضرات نے تو اس کوشش پر بھی مطلق لحاظ نہ فرمایا۔ آج کل پرسوں کہہ کر مہینوں گذار دیئے۔ آخر ہمکو ایسے حالات کے نسبت اکثر توقیع کی ورق گردانی بعضہ جو اسکے

58932

حضرات سے دریافت کرنا پڑا۔ اور کہین کہین اپنی ذاتی معلومات و واقفیت کو بھی کام مین لایا گیا۔ بہرحال جہانتک ہوسکا تصدیق و صحت کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا۔ اب اس قدر احتیاط و نگہداشت پر بھی اگر کہین غلطی یا فروگذاشت ہوگئی ہو تو اوسکو ہمارے معزز ناظرین مقتضائے بشری تصور فرماکر معاف فرمائینگے۔

ہان خوب یاد آیا کہ جلد اول مین ہم نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ حالات کے ساتھ فوٹو بھی رہینگے۔ مگر افسوس ہے کہ اوسکا انتظام ہمارے حسب منشا نہ ہوسکا۔ کیونکہ سابق مین یہ امید لگی ہوئی تھی کہ ہمارے معزز امرا و عہدہ دار ضرور اس زندہ یادگار کو ایک بیش بہا تحفہ اور اس موقع کو غنیمت تصور فرماکر ہماری امداد کرینگے۔ اور اپنے اپنے فوٹو کے اخراجات کا بار جو بلحاظ اون کی ثروت و امارت کے بالکل ہی کم رکھا گیا ہے (صرف پچاس روپیہ چار) برداشت کرینگے۔ مگر گمان خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم جہان حالات کے دینے مین اسقدر بخل ہوا تو اس رقمی بار کے کہان متحمل ہوسکتے تھے۔ اور یہ بھی ممکن نہ تہا کہ ہماری تحفاذات اس قدر بوجہ اٹھا سکتی۔ اسلئے ہم اس ناممکن کام کو پھانہ کرسکے جسکا افسوس ہمکو ہمیشہ کے لئے رہیگا۔ لیکن شکر ہے کہ بعض قدردانون نے اپنی فیاضی اور اولوالعزمی کو کام مین لایا۔ اور اپنے فوٹو کے اخراجات بخوشی ادا فرمایا۔ چنانچہ اب اس کتاب مین چند فوٹو جو نظر آئینگے وہ اون ہی بامہت و فیاض حضرات کی زندہ یادگار ہین جو تا قیام دنیا مثل آفتاب جہانتاب تابان و درخشان رہینگے۔

یہان پر یہ بیان بھی قابل ذکر ہے کہ سنہ ۱۳۱۹ھ سے قبل اس قسم کی تاریخ لکھنے کی کسی نے بھی پیش قدمی نہین کی تھی۔ جب ہمنے جلد اول تزک محبوبیہ (جسمین اعلےٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کے سی پنج سالہ عہد حکومت کے حالات درج ہین) کی اشاعت کی۔ اور اوس مین یہ ظاہر کیا کہ اس کی دوسری جلد بھی عنقریب مین شایع کرینگے۔ اور اوسمین حضرت اقدس و اعلےٰ کے عہد میمنت مہد کے امرا۔ عہدہ دار۔ حکما۔ شعرا۔ وکلا وغیرہ کے حالات شامل رہینگے۔ پھر کیا تھا۔ چند حضرات نے ہمارے اس خیال و ارادہ کی پیروی اور تقلید شروع کی۔ بلکہ ایک دو صاحب نے اسی مضمون کے اشتہار بھی شایع کئے۔ مگر بحمد اللہ میدان ہمارے ہاتھہ رہا۔

ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہین کہ اس طرز و اختراع کے موجد و مخترع ہم ہین۔ باقی جس قدر کہ اب پیروی کر رہے ہین یا آیندہ تقلید کرینگے وہ ہمارے پیرو اور مقلد کہلائینگے۔ اور اون کے مقابلہ مین ہمارا

درجہ مقتدا اور پیشوا کا ہوگا۔ اس ایجاد کا سہرا بفضلہ تعالیٰ ہمارے ہی سر بندھے گا۔ اور ہمارے انصاف پسند حق دوست معزز ناظرین اس ہمارے صداقت آمیز دعوے کی تائید اور شہادت دینگے۔

اس جلد دوم تزک محبوبیہ کے سات دفتر رکھے گئے ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دفتر اول

طبقۂ امرائے عظام

اس میں اول جملہ امرا کے حالات درج ہیں جنکو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے عہد سعادت عہد میں خطابات سے سرفرازی حاصل ہوئی ہے۔ علاوہ برین چند دیگر امرا و معززین بلدہ کے حالات (جو ابھی خطاب و منصب کے اعزاز سے مستفیض نہیں ہوئے لیکن اپنے واجداد صاحب خطاب و منصب و خدمات گزرے ہیں) بھی اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں اس دفتر کی ترتیب دلچسپ و دلکش رکھی گئی ہے اور ناموں کا انتخاب آخری خطاب (خواہ ذاتی یا جاگیری۔ راجہ بہادر۔ جنگ۔ دولہ۔ مکرم۔ دولت۔ علما۔ حکما۔ امرا جاہ۔ جو کچھ ہو) سے کیا گیا ہے مگر اس دلچسپ و دلکش انتظام میں سخت دقت لاحق ہوئی۔ سنوات و تاریخ میں کسیقدر غلطیاں واقع ہوگئیں۔ اکثر جگہ شکمی نمبر ڈالنا پڑا۔ یہ غلطیاں اور پیچیدگیاں دراصل دلچسپ و دلکش ہیں بلکہ اکثر حالات مسلسل نہ پہونچنے کی وجہ سے پیش آئیں۔ ماسوا اسکے بعض ضروری نوٹ مثلاً کسی ریاست کے کسی عہدہ کے اب دوسرے کو منتقل اور اولاد کے نام وغیرہ کیلئے سادہ جگہ عمداً چھوڑنا ہوا۔ اگر ایسا نکیا جاتا تو ساٹھ سال کی مدت کتاب کی تکمیل کو درکار ہوتی لیکن ہمنے اون ضروری نوٹ کی تکمیل وقتاً فوقتاً کرلی ہے۔ جو اس دفتر کے ابتدا میں ایک ضمیمہ کی صورت میں شامل کیا گیا ہے امید ہے کہ ہمارے ناظرین اولاً اس صحت نامہ کے مطابق (قبل از مطالعہ) کتاب کی صحت فرمالینگے۔

اس دفتر میں ایک ضمیمہ بھی ایزاد کیا گیا ہے۔ یہ اون حالات سے مملو ہے جو بعد ختم دفتر ہذا دلچسپ و دلکش وارد وصول ہوئے یا یوں خیال کیجئے کہ ان حالات کا بھی رہنا خود ہمنے ضروری سمجھا۔

دفتر دوم

طبقۂ اعلیٰ عہدہ داران

اس میں اون معزز عہدہ داروں کے حالات شامل ہیں جو ترتیب کتاب ہذا کے وقت اس ریاست ابد مدت کے اعلیٰ عہدوں سے سرفراز و ممتاز ہیں اور اس عہد میمنت مہد کے معزز افسر ہونیکا فخر حاصل ہے۔ اس دفتر میں التزاماً ہر ضلع کے ہر ایک محکمہ کا اعلیٰ افسر انتخاب کیا گیا ہے۔ اور بعض اعلیٰ محکموں سے دو دو چار چار عہدہ دار بھی منتخب کئے گئے ہیں اور اضلاع کے تو صرف صوبیداروں کا انتخاب اور اول التعلقداران اضلاع کے نام اخذ کر لئے گئے۔ علاوہ اس کے چند معزز افسروں کا دفتر کے خاتمہ میں ایک ضمیمہ دیا گیا ہے جس میں نام کے ساتھ صرف تنخواہ اور عہدہ کی صراحت کی گئی ہے۔ کیونکہ اگر سولسٹ سرکاری کے مطابق عہدہ داروں کا انتخاب کیا جاتا تو بکثرت کتاب میں دشواری پیدا ہو جاتی۔ اور اس قلیل عرصہ میں ممکن نہ تھا کہ کتاب پوری ہوتی خصوصاً عہدہ داران اضلاع کے حالات کا دستیاب ہونا ایک امر ناممکن تھا۔

یہ دفتر ردیف وار بھی نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ دفتر اول کی ترتیب میں جو دقتیں پیش آئی تھیں اوس کا تجربہ ہو چکا تھا پھر کیسے ممکن تھا کہ ہم اسکو ردیف وار کرنے کے مصنف دقت اوٹھاتے۔

دفتر سوم

طبقۂ مشائخین کبار

اس دفتر میں چند سربرآوردہ اور برگزیدہ بزرگوں کے حالات درج کئے گئے ہیں جو اس عہد مبارک میں طالبین کو اپنے ہدایات و ارشادات سے مستفیض فرما رہے ہیں اور خصوصاً حیدرآباد دکن میں مشائخین کی کمی نہیں ہے۔ اور اگر دس پانچ نامی مشائخین کے نام اس میں رہ گئے ہوں تو بھی کوئی تعجب کا مقام نہیں کیونکہ حالات میسر نہ آنے سے مجبوری تھی۔ پس ایسے بزرگوں پر اکتفا نہ بھی جاتا تو پھر کیا جاتا۔ ان چند حالات میں بھی اکثر حالات تو ہمنے اپنی یاد پر مرتب کیا ہے۔ ورنہ اس قدر ہونا بھی دشوار تھا۔ اور اس تقلیل کے نظر کرتے ردیف کی بھی پابندی نہیں کیگئی۔

دفتر چہارم

طبقۂ علمائے عظام

یہ دفتر بھی اس دفتر سوم کے اون چند چیدہ حضرات کے حالات پر ختم کر دیا گیا ہے۔ جنکے وجود باوجود سے اس عہد ہمایون

ہین گروہ خلایق مستفید ہورہا ہے۔ گو علماء کی تعداد حیدرآباد دکن مین بکثرت موجود ہے۔ مگر وہی حالات نہلنے کا مرض ایسا ہاتھ تھا کہ انھین مختصر نامون پر صبر کرنا پڑا۔ ورنہ ہماری جستجو اور تلاش مین تو انتہا درجہ کی سرگرمی تھی سادہ یہ بھی ممکن نہ تھا کہ صرف نام ہی لکھکر چھوڑ دیتے۔ کوئی مفادہ نہ تھا۔ یہ دفتر بھی ترتیب ردیف وار سے معرا ہے۔ جو کمی حالات کی دلیل ہے۔

دفتر پنجم

طبقۂ وکلائے ذی اعتبار

یہ دفتر اس عہد مسعود کے ادون نامی اور ممتاز وکلا کے حالات سے مملو ہے جنکی رہنمائی خلایق مین مشتہر ہے اور اپنی اعلی دماغی اور مدبری سے گورنمنٹ کو فائدہ پہونچا رہے ہین۔ اسکی ترتیب مین بہت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اور صرف انھین ممتاز وکلا کے انتخاب پر اکتفا کی گئی ہے۔ جو اسوقت اپنی عمدہ لیاقت اور جوہر قابلیت کے باعث مشہور و معروف ہین۔ ورنہ وکلا کی تعداد بکثرت موجود ہے جنمین بیرسٹر۔ درجۂ اول درجۂ دوم۔ درجۂ سوم کے وکلا شامل ہین اگر ان سب کے حالات لکھنا چاہین تو ایک ضخیم دفتر ہو جائے۔ اور علاوہ برین امر لاحاصل کیونکہ ہمارا مقصد صرف ہر آوردہ اور ممتاز وکلا سے تھا۔ جو اسمین بخوبی تکمیل پا چکا ہے۔ از زیادہ بیکار۔ یہ دفتر بھی ردیف کی زینت سے خالی ہے۔

دفتر ششم

طبقۂ حکماء حاذق

اس دفتر مین خیند ایسے منتخب حکما کے حالات درج کئے گئے ہین جو اس عہد میمنت مہد مین مسیحائے وقت ہین اور قسمتی تشخیص و نایاب معالجہ کے بدولت شہرۂ آفاق ہین علاوہ برین خاتمہ مین صرف چند نام بھی لکھدئے گئے ہین جو اس وقت موجود نہین ہین لیکن کسی زمانہ مین بڑے نامور اور اسم بامسمی حکیم تھے ورنہ یون تو اسوقت صدہا حکیم اور ڈاکٹر موجود ہین مگر اپنی ناتجربہ کاری کیوجہ سے کس مپرسی کی حالت مین ہوئی ہین یہان صرف جسقدر حالات لکھے ہین وہ نام کو مشق تجربہ کار لایق و ہوشیار ہین اسکی ترتیب بھی ردیف وار نہین رکھی گئی

دفتر ہفتم

طبقۂ شعرای نامدار گذشتہ و حال

پھر وہ مبارک دفتر ہے جسکی ابتدا حضرت اقدس و اعلیٰ خلد اللہ ملکہ کے کلام معجز نظام سے کیگئی ہے۔ اور جہانتک ہوسکا اس دفتر کو بہشت نوشتہ اور معمولی شعرا کے حالات سے پاک رکھا گیا ہے۔ اور جسقدر حالات کہ اسمیں درج ہیں (خواہ وہ زندہ ہیں یا مردہ) وہ اسی عہد کے شعراء نازکخیال کے ہیں اور ہر ایک تذکرہ کے ساتھ بعض تذکرہ کے چند اشعار بھی شامل ہیں تاکہ ناظرین کو بعض حالات کی نازکخیالی مضمون آفرینی۔ قادرالکلامی کا اندازہ معلوم ہوسکے۔ اور یہ دفتر ردیف وار مرتب کیا گیا ہے۔ بعد ہیں ایک ضمیمہ بھی شامل ہے جسمیں مدیر وصول شدہ حضرات کے حالات درج ہیں۔ **آخر** ہیں اس قدر عرض اور ہے کہ اس ضخیم الحجم کتاب کی تصحیح میں ہم نے نہایت اہتمام اور کوشش بلیغ کی۔ لیکن اسمیں ناکامی ہوئی۔ افسوس ہے کہ ہم ایسے مرد میدان نہیں ہوسکتے۔ اور نہ غالباً کوئی دوسرے اسکا دعوےٰ کرسکتے ہیں۔ جسمیں جسمی غلطی کا اعتراف کرتے نظر آئے۔ اور آخر اس کتاب میں کہیں کہیں سہو نظری اور کاتبوں کی عنایت سے غلطیاں ہوگئیں جسکا کفارہ بھی مناسب سمجھا گیا کہ ہر ایک دفتر کے آغاز میں (حسب طریقہ قدیم) ایک غلطنامہ مرتب کردیا گیا۔ پس امید ہے کہ ہمارے معزز ناظرین (قبل مطالعہ) اون غلطیوں کے اصلاح فرمالینگے۔

معزز ناظرین! جو کچھ رطب و یابس حالات ہماری کج زبان اور شکستہ قلم سے نکلے ہیں وہ بجنسہ ہدیۂ نظر ہیں اگر آپکے پسند آجائیں طبیعت کو دلچسپی اور لطف حاصل ہوجائے تو بس سمجھ لیجئے کہ ہماری اس سالہا سال کی عرقریزی اور محنت کا صلہ ملگیا۔ ورنہ خیر۔ ؎ شکوہ عزیز سے نہ شکایت حبیب سے + ہمکو اگر گلہ ہے تو اپنے نصیب سے

انشاء اللہ تعالیٰ ہماری امید کے مطابق اگر آپنے قدر افزائی فرمائی۔ اور حیات مستعار باقی رہی تو عنقریب ہی تزک محبوبیہ جلد اول کا ضمیمہ (جسمیں اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی پینتیس سالہ حکمرانی کے بعد کے حالات مع سفر مبارک دربار دہلی سنہ ۱۳۲۰ھ درج ہونگے۔) اور جلد دوم کا تکملہ (یعنے بعض امرا۔ عہدہ دار مشائخین علما۔ وکلا۔ شعرا۔ حکما۔ کے حالات مع دیگر ضروری ابواب کے جو اسوقت نظر عجلت درج ہوسکے رہگئے ہیں) بھی (جو موسوم بہ جلد سوم تزک محبوبیہ ہوگا) آپکی خدمت میں پیش کیا جائیگا ؎ اٹھ جاتے ہیں تبکدہ سے میر + پھر ملینگے اگر خدا لایا۔

نوٹ خالق عالم نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار مولف تزک محبوبیہ کو ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۱ھ روز سہ شنبہ ایک اور مولود مسعود یعنے فرزند نرینہ عطا فرمایا جسکا نام (غلام محبوب علیخان) رکھا گیا۔ چونکہ مولف تزک محبوبیہ کی مختصر لائف اسکے قبل چھپ گئی تھی اسلئے یہہ مژدہ یہاں درج کردیا گیا۔ فقط

جان نثار ملک و ملت

غلام صمدانی خان گوہر حیدرآبادی۔ مولف تزک محبوبیہ ریاض آصفی وغیرہ و ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار جلوۂ محبوب

غلام صمدانی خان گوهر مولف
تزک محبوبیه و آئینه اخبار جلوهٔ محبوب

اس احقر غلام صمدانی خان گوہر کے پدر بزرگ وار کا نام نامی محمد گوہر خان مرحوم اور جد امجد کا اسم سامی غلام امام خان مغفور ہے۔ تمام بزرگوار ہندوستان کے رہنے والے تھے۔ لیکن یہاں بھی برابر چار پشت گذرے ہین۔ اور سو سال سے زیادہ ہوئے چنانچہ ابتدا اُر خاکسار کے جد اعلےٰ محمد منور خان لعالم شباب بارہوین صدی کے اواخر مین (بعہد حضرت غفران مآب میر نظام علیخان بہادر) اپنے والد کے کسی بات پر رنجیدہ خاطر ہوکر تحائف مضافات ہندوستان سے وارد دار الخلافہ حیدرآباد دکن ہوئے اور بلدہ کے شرقی جانب چار میل کے فاصلہ پر (جہان کہ اب سرور افزا بیگم منکوحہ ارسطوجاہ بہادر کا آباد کردہ موضع سرور نگر واقع ہے۔ جس کی بنا ۱۲۰۸ھ مین ہوئی ہے) طرح اقامت ڈالی۔ اس ریاست ابد مدت مین ملازمت کا تعلق ہوگیا۔ جس سے بقیہ عمر نہایت آن و بان سے

** خاکسار کے خاندان مین لفظ خان کا جو استعمال ہوا ہے۔ یہ بلحاظ قومیت نہین ہے۔ بلکہ دراصل یہ لفظ خطابی ہے جو بزرگون سے مورثی طور پر چلا آرہا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس خاندان مین اکثر سادات شیوخ کے لڑکیان منسوب ہوکر آئی ہین۔ ۱۲۔ مولف

گذاری - اون کے فرزند **غلام امام خان** مغفور نے بھی قدم بقدم اپنے پدر بزرگوار کے عزت و حرمت کے ساتھ نہایت نیک نامی اور سلامت روی سے بسر کی - آپ کو پانچ فرزند ہوئے - اوّل **محمد شہباز خان** مرحوم (یہ اپنے والد کے ہی روبرو بعارضہ خلل دماغ انتقال کئے) دوم **محمد گوہر خان** مغفور (یہ اس ناچیز کے پدر بزرگوار ہین) سوم **محمد خیر البید خان صاحب** مغفور (یہ اب سرورنگری مین رہتے ہین اور نواب سلطان الملک بہادر خلف سردفار الامرا کی سرکار مین ملازم ہین) چہارم **محمد منور خان** مرحوم (یہ بھی اپنے پدر بزرگوار کی زندگی مین رحلت کئے) پنجم **محمد انور خان صاحب** (یہ اب سرورنگر مین مقیم اور صیغہ فوج علاقہ نظم جمعیت مین ملازم ہین)

چنانچہ خلف دوم **محمد گوہر خان** مرحوم نے (جو انتہا درجہ کے عقیل و فرزانہ تھے) جن کی تعلیم و تربیت کمال نگہداشت اور اعلےٰ پیمانہ پر ہوئی تھی - اپنی طرز زندگی کو جوہر ملمیت دقا سے آراستہ فرمایا - اور جدت پسند طبیعت کے بدولت وہ وہ کارہائے نمایان ظہور پذیر ہوئے - کہ موجب شرف خاندان کہلائے - ابتداءً آپ کا تعلق نواب روشن الدولہ مغفور برادر حضرت نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کی سرکار سے تھا - بعد انتقال نواب ممدوح اون کی صاحب زادی راحت النسا بیگم صاحبہ مرحومہ (جو حیدر الدولہ مرحوم خلف نواب حیدر الملک مغفور سے منسوب ہتین) کے جانب آپکے تعلقات مستقل ہوئے - چنانچہ آپ صاحبزادہ صاحبہ کے سرکار مین تمام ملکی - مالی - انتظامی کاروبار کے معتمد علیہ اور جاگیرات وغیرہ کے اعلےٰ افسر تھے - شہر کے امرا و اعزہ مین کمال درجہ احتیاط و ارتباط بڑہا ہوا تھا - اور اکثر نواب صاحب ممدوح و صاحبزادی صاحبہ کے معاملات کی وجہ سے نواب مختار الملک اعظم کے دربار مین بھی آپ کی حضوری رہا کرتی تھی - چنانچہ ایک موقع پر نواب مختار الملک اعظم نے آپ کو علاقہ سرکار عالی مین خدمت تعلقداری عطا کرنی چاہی تھی - مگر آپنے منظور نہ کیا - اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ قدیم طرز و معاشرت کے پابند تھے - اور اپنی سرکار سے قطع تعلق منظور نہ تھا

کیونکہ قدیم لوگون کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے۔ کہ جب کہین تعلق ہو جاتا ہے تو اس کو
* تا زیست نہین چھوڑتے۔ حتے کہ ترقی کی بھی چنداں پروا نہین کرتے۔ بہرحال آپ نے
اپنی قدیم سکونت مین تمام عمر نہایت اعزاز و اکرام سے بسر فرمائی۔ اس عرصہ مدت مین اکثر
زمینات و دیہات وغیرہ کا تعہد و اجارہ لیا۔ دولت و ثروت اچھی طرح پیدا کی (افسوس
ہے کہ بہت سی جائداد اور رقم کثیر بعض قریبی رشتہ دارون کی بدنیتی اور غصب کے
نذر ہو گئی) آپ کا حسن اعتقاد بہت بڑھا ہوا تھا۔ حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ کی یازدہم
شریف دو روز تک کمال تکلف و اہتمام سے کرتے تھے کہ تمام بلدہ کے معزز امرا
و عمائدین اطراف و اکناف کے غربا و مساکین کا صبح سے شام تک تار بندھا رہتا تھا۔
جو اب تک مشہور خاص و عام ہے۔

آپ کو شمس الدنیخان مرحوم خواہرزادہ سکندر جاہ بہادر فخر الملک نظام جنگ مغفور کی صاحبزادی قمر النساء بیگم صاحبہ
منسوب تھین۔ جس کی وجہ سے اکثر امرائے قدیم مثلاً حافظ یار جنگ مرحوم اور دارا جاہ جنگ
مغفور وغیرہ سے قرابت قریبہ حاصل تھی۔ قمر النساء بیگم صاحبہ کی بطن سے ایک فرزند
غلام صمدانی خان اور ایک دختر امین النساء بیگم تولد ہوئے۔ امین النساء بیگم
عوض بن سالم عمشان جمعدار عرب علاقہ نظم جمعیت سرکار عالی سے منسوب اور صاحب اولاد ہین
اب آپ ۱۲ شعبان سنہ ۱۳۰۶ھ کو بعارضہ ذات الجنب یا ۵۲ سال کے سن مین راہی روضہ
رضوان ہوئے۔ پروردگار عالم اپنی جوار رحمت مین جگہ بخشے۔ مرحوم انتہا درجہ کے
فیاض و خیر چشم تھے۔ چنانچہ اکثر غیر مستطیع اشخاص کو شادی اور میت کے موقع پر بلا
تفریق قوم و مذہب رقمی امداد دینا اور اعانت کرنا اپنا فرض عین سمجھتے تھے۔ اور جس قدر ممکن

---

* آپ حضرت مغفرت منزل کے اوستاد تھے۔ آپکے والد قاضی معین الاسلام خان مرحوم بعہد وزارت ارسطو جاہ مغفور حضرت مغفرت منزل کے
ممتاز تھے۔ جب حضرت سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل سریر آرائے اعہد حکومت ہوئے تو میر الدنیخان سکندر یار جنگ بہادر کو دو ہزار جوانان بارگی کی بخشی گری
ہوئی۔ ماہیوا کے عدالت کی خدمت سے بھی سرفرازی پائی۔ اب بوقت آپکے پوتے محمد میر الدین خان بہادر سکندر یار جنگ موجود ہین ۱۲ مولف

ہوسکتا تھا کارخیر کے انجام دہی مین سعی فرماتے تھے۔ علاوہ برین اتحاد و محبت مین یکتائے روزگار۔ شجاعت و بہادری مین بےمثیل۔ صاحب اخلاق و وضع مروت تھے۔ آپکی لیاقت علمی۔ جودت طبع۔ فراست ذہنی امر مسلمہ تھی۔ بہرصورت آپ جملہ صفات حسنہ کا مجموعہ تھے۔

اس کمترین کی سنہ ولادت ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ ہے۔ اور والد بزرگوار کی حسن توجہ اور نگرانی سے علم فارسی اور عربی۔ مین (جیسا کہ چاہئے) مہارت کلی رکھتا ہے۔ انگریزی اور تلنگی سے بھی حسب ضرورت واقف ہے۔ طبیعت مین کسیقدر شاعری کا بھی مذاق موجود ہے۔ گوہر تخلص رکھتا ہے۔ خاکسار کی پہلی شادی والد مرحوم کے حین حیات مین (مقام سرور نگر) ۱۳۰۰ھ مین میر جعفر علی* صاحب مرحوم منصبدار امتیازی کی دختر احمدی بیگم صاحبہ سے ہوئی تھی ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اور ۸ محرم ۱۳۱۴ھ کو ہمگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ جو سرور نگر حین حیات (جہان خاندانی مقبرہ ہے) دفن ہین۔ اور دوسری شادی ۱۳۱۳ھ مین (پہلی بی بی کے حین حیات بوجہ لاولدی) میر غوث الدین علیخان صاحبزادہ بنیرہ منصور* جنگ قمر الدولہ قطب الامرا کی

---

* میر جعفر علی صاحب مرحوم مسٹر فریزر (خود بانی گدستہ مین رزیڈنٹ حیدرآباد دکن کے اسسٹنٹ تھے اور رفیق سفر و حضر میر منصور خان تھے۔ اور آپ بھی ان کو بھائی کہکر لگاتے تھے۔ رزیڈنسی مین آپ بہت ہردلعزیز و معروف ہین اس وقت آپکے بھتیجے میر مہدی حسن امین کوتوالی متعلقہ عنبر پیٹہ موجود ہین ۱۲ مولف۔

* آپ خواجہ میر عبدالبقا خان مرحوم کے خلف الرشید اور خواجہ بابا خان شاہزادہ بخارا کے پوتے ہین۔ ابتداء خواجہ بابا خان (فرزند پادشاہ بخارا) بخارا سے شریف لیجاکر حضرت آصفجاہ مغفرت مآب نے آپکے ورود کی کیفیت سماعت فرماکر خود بنفس نفیس تشریف لیجاکر ملاقات فرمائے۔ اور بازندوے تمام ہمراہ لاکر رکھے۔ چار مہینے کے بعد آپکی ذاتی لیاقت و جوہر قابلیت اور اعزاز و شرافت خاندانی کے باعث اپنی صاحبزادی پادشاہ بیگم صاحبہ کی شادی آپ سے کردی جنکے بطن سے خواجہ عبدالبقا خان تولد ہوئے۔ ان کی شادی نواب مرحمت خان کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جنکے بطن سے میر محمود خان منصور جنگ قمر الدولہ قطب الامرا بہادر پیدا ہوئے۔ آپکی شادی نواب نامور جنگ شہید علیہ الرحمہ کی صاحبزادی کالی بیگم صاحبہ سے عمل آئی۔ آپ لاکھون روپیہ کے تعلقات و جاگیرات اور جمعیت کثیر سواران و پیادہ سے ممتاز و سرفراز تھے۔ آپکو پانچ صاحبزادے از انجملہ ایک نواب غلام احمد خان تھے جنکے دو فرزند اول میر غوث الدین علیخان (جو مین مولف کے خسر ہین) دوم میر قمر الدین علیخان مولف

صاحبزادی شمس النسا بیگم صاحبہ عرف خواجہ بیگم سے عمل میں آئی۔ جنکے بطن سے ۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۷ھ کو ایک لڑکا تولد ہوا۔ جن کا نام غلام دستگیر خان عرف دستگیر بادشاہ ہے جو اس وقت اپنے معزز نانا میر غوث الدین علیخان بہادر کے آغوش شفقت و کنار عاطفت میں پرورش پاتے ہیں۔

فی الحال کمترین کا تعلق ملازمت محکمہ معتمد مالگزاری سرکار عالی سے ہے۔ ایک ہفتہ واری اخبار (جو عنقریب میں روزانہ ہوگا) موسوم بہ جلوۂ محبوب بندہ کی ایڈیٹری سے شائع ہوتا ہے اور اوس کی مالکی کا حق بھی خاکسار ہی کو حاصل ہے۔ فن شعر گوئی کے متعلق ایک مختصر سا دیوان موسوم بہ نظم گوہر سنہ ۱۳۰۹ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے۔ جسکے چند اشعار ذیل میں ہدیہ ناظرین ہیں۔ تاریخ ریاض آصف و ناول صادق و رحیم النسا اسی ناچیز کے تالیف و تصنیف سے ہیں۔ بہرحال اس (بدنام کنندۂ نکونامے چند) کے جو مطلب دیانی حالات تھے وہ درج کردیئے گئے۔

اشعار

دیتے ہیں اپنی جان وغیرون کی چاہ میں
بالکل نہیں سماتے ہم اون کی نگاہ میں

کھوٹا نہیں کہرا ہے بتو نقد دل میرا
دیکھو پرکھ لو جانچ لو اپنی نگاہ میں

زلف سیاہ یار کے عارض پر آ گئی
فوج حبش ملی ہے حلب کی سپاہ میں

وصلت کی شب ہے صبح بہت سی قریب ہے
اٹھو حضور آؤ چلو خواب گاہ میں

بوسہ لیا جو اون کا تو جھنجلا کے یون کہا
چھوڑ دھتو ہٹو کوئی دیکھے نہ راہ میں

اے دل ذرا ٹھہر کہ جواب آہی جائیگا
قاصد کو دیر ہوگئی شاید کہ راہ میں

گو مہرتون کی جور سے بالکل ہوا ہے ننگ
شیر خدا کے رکھو اپنی پناہ میں

دلہ

دیکھ آدہ بت حور شمائل تو نہیں ہے
اے نامہ رسان غیر کی محفل تو نہیں ہے

ل

تسلّی آفتیں جھیلیں اسی بدخواہ کی باعث
چلو میں بھی دشمن ہے میرے دل تو نہیں ہے

اک دل تھا کیا ندر سب اب لاؤں کہاں سے
ہاں جان و جگر لیجئے پر دل تو نہیں ہے

خون تو کرتا ہوں فرمتِ دلدار میں دن بھر
کہتے ہیں طبیب آ کے اسے سل تو نہیں ہے

گوہر کو کیا فائدہ ہے عشق بتاں سے
جز خواری و ذلت بہتیں حاصل تو نہیں ہے

ولہ

کمر باندھے ہے قتل عام پر دلداران رزدن
پھر اکر اے دل نادان ذرا ہشیاران رزدن

کوئی کہتا ہے سودائی کوئی مجنون کوئی وحشی
تمہارے عشق میں پائے لقب دو چاران رزدن

کہاں وہ ذوق اور وہ شوق اپنا حضرت گوہر
ضیا کے کہنے سے لکھے ہیں چند اشعاران رزدن

ولہ

اون گورے گورے ہاتھوں سے مرقد پہ یاسمن
دو پھول تو گلاب کے اکر چڑھائیے

ولہ

جو حال پوچھے گوہر خانہ خراب کا
کہدو کہ اب مقیم ہے وہ رایچور میں

ملے گا آپ سے گوہر پھر آکر
خدا صحت سے لائے گر سفر سے

اُدھر وہ ترک ہے کھینچی نیام سے تلوار
اِدھر بھی ہم سر تسلیم میں جھکائے ہوئے

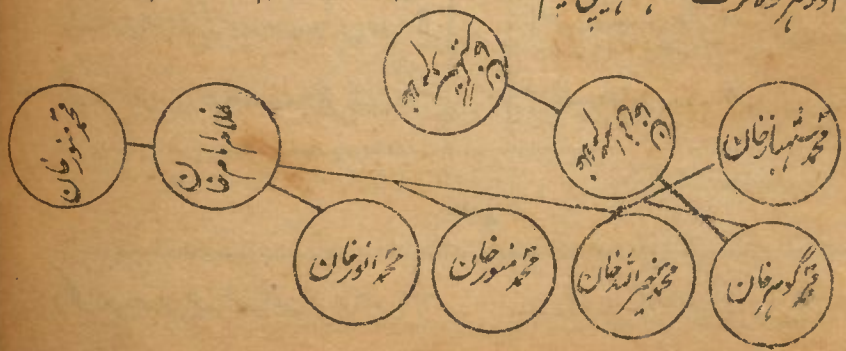

فهرست اسماء طبقهٔ عظام دفتر اول جلد دوم ترتیب جدید

نمبر شمار	نام صاحب تذکره	نمبر شمار	نمبر صفحه	نمبر شمار	نام صاحب تذکره	نمبر شمار	نمبر صفحه
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
	ردیف الف			۱۶	اشرف جنگ مرحوم	۱۶	۴۲ و ۴۱
				۱۷	انوار جنگ بهادر	۱۷	۴۴ و ۴۳
۱	امیر اکبر سپهر آسمان جاه مغفور	۱	۱ تا ۶	۱۸	احتشام جنگ بهادر	۱۸	۴۶ و ۴۵
۲	امیر کبیر سپهر خورشید جاه مرحوم	۲	۷ و ۸	۱۹	ارسطو جاه جنگ مرحوم	۱۹	۴۸ و ۴۷
۳	اصف نواز الملک بهادر	۳	۹ و ۱۰	۲۰	انتخاب جنگ بهادر	۲۰	۵۱ و ۴۹
۴	افتخار الملک بهادر	۴	۱۱ و ۱۲	۲۱	اقبال یار جنگ مرحوم	۲۱	۵۱ و ۵۱
۵	اکبر الملک بهادر	۵	۱۳ و ۱۴	۲۲	انتظام جنگ مغفور	۲۲	۵۳
۶	اصف نواز الملک مرحوم	۶	۱۵ و ۱۶	۲۳	احترام جنگ مرحوم	۲۳	۵۴
۷	امانت دولت بهادر	۷	۱۷ تا ۲۲	۲۴	اختر جنگ بهادر	۲۴	۵۵
۸	آصف نواز دولت بهادر	۸	۲۳ و ۲۴	۲۵	امالت جنگ بهادر	۲۵	۵۶
۹	افسر الدوله افسر الملک بهادر	۹	۲۵ تا ۲۸	۲۶	آسمان یار جنگ مرحوم	۲۶	۵۸ و ۵۷
۱۰	اشرف الحکما لقمان الدوله بهادر	۱۰	۲۹ و ۳۰	۲۷	اشرف نواز جنگ بهادر	۲۷	۵۹
۱۱	اکبر نواز جنگ مرحوم	۱۱	۳۱ و ۳۲	۲۸	افضل نواز جنگ بهادر	۲۸	۶۰
۱۲	احمد یار جنگ بهادر	۱۲	۳۳ و ۳۴	۲۹	امیر الدوله مرحوم	۲۹	۶۱ و ۶۲
۱۳	آفتاب جنگ مغفور	۱۳	۳۵ و ۳۶	۳۰	افضل یار جنگ بهادر	۳۰	۶۳ و ۶۴
۱۴	اقتدار نواز جنگ بهادر	۱۴	۳۷ و ۳۸	۳۱	مختار افضل نواز خان بهادر	۳۱	۶۵ و ۶۶
۱۵	راجه اندر کرن بهادر	۱۵	۳۹ و ۴۰	۳۲	مولوی محمد انوار الله خان بهادر	۳۲	۶۷ و ۶۸

۳۳	امیر یاور جنگ مرحوم	۳۳	۶۹و۷۰	۵۲	بہرام الدولہ بہادر	۵۰	۱۰۵تا۱۰۸
۳۴	افضل الحکما حکیم فیض اللہ خان بہادر	۳۴	۷۱و۷۲	۵۳	بہادر دل جنگ بہادر	۵۱	۱۰۹
۳۵	افضل جنگ بہادر	۳۵	۷۳	۵۴	بہبود علی خان بہادر	۵۲	۱۱۰و۱۱۱
۳۶	اسد یاور الدولہ بہادر	۳۶	۷۴	۵۵	راجہ بھگوان سہائے بہادر	۵۳	۱۱۲
۳۷	راجہ امیری پرشاد متوفی	۳۷	۷۵و۷۶	۵۶	میر بشیر علی خان بہادر	۵۴	۱۱۳تا۱۱۶
۳۸	اہتمام جنگ بہادر	۳۸	۷۷و۷۸	۵۷	راجہ باری پرشاد بہادر	۵۵	۱۱۷و۱۱۸
۳۹	مرزا محمد اکبر خان بہادر	۳۹	۷۹	۵۸	راجہ بالگوبند متوفی	۵۶	۱۱۹و۱۲۰
۴۰	اعظم یار جنگ مرحوم	۴۰	۸۰	۵۹	راجہ بجے راج متوفی	۵۷	۱۲۱
۴۱	امیر یار جنگ بہادر	۴۱	۸۱	۶۰	راجہ پرتھی راج متوفی	۵۸	۱۲۲
۴۲	امیر علی خان بہادر	۴۲	۸۲	۶۱	میر بیدار علی خان مرحوم	۵۹	۱۲۳و۱۲۴
۴۳	محمد انور خان بہادر	۴۲/۱	۸۳	۶۲	راجہ بنسی لعل متوفی	۶۰	۱۲۵تا۱۳۰
۴۴	میر اسد علی خان بہادر	۴۲/۲	۸۴	۶۳	بشیر نواز جنگ بہادر	۶۱	۱۳۱
۴۵	سید محمد اکرم اللہ خان بہادر	۴۳	۸۵تا۹۱	۶۴	راجہ بشنیشور گیر بہادر	۶۲	۱۳۲
۴۶	امجد علی مرزا خان بہادر	۴۴	۹۱تا۹۴	۶۵	بہمن جنگ بہادر	۶۳	۱۳۳
۴۷	مردہ اعتماد نواز خان بہادر	۴۵	۹۵و۹۶	۶۶	مرزا پرورش علی خان بہادر	۶۴	۱۳۴
	ردیف ب			۶۷	راجہ بنسی لعل بہادر	۶۵	۱۳۵
۴۸	بہادر جنگ شمشیر بہادر	۴۶	۹۷	۶۸	راجہ بھگوان داس بہادر	۶۶	۱۳۶
۴۹	برق جنگ بہادر	۴۷	۹۸		**ردیف ت**		
۵۰	مدر الدولہ مرحوم	۴۸	۹۹ و ۱۰۰	۶۹	تیمور جنگ بہادر	۶۷	۱۳۷ و ۱۳۸
۵۱	بے نظیر جنگ بہادر	۴۹	۱۰۱ از ۱۰۱ تا ۱۰۴				

۷۰	تفضل یاب جنگ بہادر	۶۸	۱۳۹ و ۱۴۰
۷۱	تراب جنگ بہادر	۶۹	۱۴۱ و ۱۴۲
۷۲	ترک تاز جنگ مرحوم	۷۰	۱۴۳
۷۳	ٹیپو خان بہادر	۷۱	۱۴۴
۷۴	تراب علی خان بہادر	۷۲	۱۴۵

ردیف ث

۷۵	مرزا ثابت علی خان مرحوم	۷۳	۱۴۶ و ۱۴۷

ردیف ج

۷۶	جہانگیر جنگ بہادر	۷۴	۱۴۸
۷۷	جلال الملک مرحوم	۷۵	۱۴۹
۷۸	جہانگیر یار جنگ بہادر	۷۶	۱۵۰
۷۹	جان باز جنگ بہادر	۷۷	۱۵۱
۸۰	جرار جنگ مرحوم	۷۸	۱۵۲
۸۱	جنید یاور جنگ بہادر	۷۹	۱۵۳
۸۲	راجہ جندا پرشاد متوفی	۸۰	۱۵۴
۸۳	جسارت الدولہ بہادر	۸۰/۱	۱۵۵
۸۴	جان نثار یار جنگ بہادر	۸۰/۲	۱۵۶

ردیف ح

۸۵	حیدر الملک مرحوم	۸۱	۱۵۷ و ۱۵۸
۸۶	حیدر الدولہ مرحوم	۸۲	۱۵۹ و ۱۶۰
۸۷	حسن یار جنگ بہادر	۸۳	۱۶۱
۸۸	حیدر یار جنگ بہادر	۸۴	۱۶۲
۸۹	حضور یار جنگ بہادر	۸۵	۱۶۳
۹۰	حامد جنگ بہادر	۸۶	۱۶۴
۹۱	حسام یار جنگ بہادر	۸۷	۱۶۵
۹۲	میر حشمت علی خان مرحوم	۸۸	۱۶۶
۹۳	حکیم الممالک مرحوم	۸۹	۱۶۷ و ۱۶۸
۹۴	مرزا حیدر بیگ خان مرحوم	۹۰	۱۶۹
۹۵	حکیم الحکما معی الدولہ رسول یار خان مرحوم	۹۱	۱۷۰
۹۶	حکیم الحکما نجی الدولہ عزت یار خان بہادر	۹۲	۱۷۱ و ۱۷۳
۹۷	حضور نواز جنگ بہادر	۹۳	۱۷۴
۹۸	حسین نواز جنگ بہادر	۹۴	۱۷۵ و ۱۷۶
۹۹	محمد حامد الدین حسین خان بہادر	۹۵	۱۷۶/۱
۱۰۰	حیدر نواز جنگ مرحوم	۹۶	۱۷۶/۲
۱۰۱	خواجہ حفیظ اللہ خان بہادر	۹۷	۱۷۶/۳
۱۰۲	خواجہ حسین الدین خان بہادر	۹۷/۱	۱۷۶/۴
۱۰۳	مرزا محمد حیدر حسین بیگ خان بہادر	۹۸	۱۷۷

ردیف (خ)

۱۰۴	خانخانان حسام الملک بہادر	۹۹	۱۷۸ تا ۱۸۰
۱۰۵	خورشید الملک بہادر	۱۰۰	۱۸۱
۱۰۶	خورشید جنگ مرحوم	۱۰۱	۱۸۲
۱۰۷	خسرو جنگ بہادر	۱۰۲	۱۸۳
۱۰۸	میر خیرات حسین خان بہادر	۱۰۳	۱۸۴
۱۰۹	خان دوران خان رکن الملک بہادر	۱۰۴	۱۸۵ تا ۱۸۷

ردیف (د)

۱۱۰	سردار دلیر الملک مرحوم	۱۰۴/۱	۱۸۸
۱۱۱	دلاور نواز جنگ مرحوم	۱۰۵	۱۸۹ تا ۱۹۱
۱۱۲	داور یار جنگ مرحوم	۱۰۶	۱۹۲
۱۱۳	دایم جنگ مرحوم	۱۰۷	۱۹۳
۱۱۴	راجہ دھرم ونت شیوراج بہادر	۱۰۸	۱۹۴ تا ۱۹۶
۱۱۵	میر دلاور علی خان بہادر	۱۰۹	۱۹۷
۱۱۶	میر داور علی خان بہادر	۱۱۰	۱۹۸
۱۱۷	میر در علی خان بہادر	۱۱۱	۱۹۹
۱۱۸	داور الملک بہادر	۱۱۲	۲۰۰
۱۱۹	راجہ درگا پرشاد بہادر	۱۱۳	۲۰۱ و ۲۰۲
۱۲۰	میر دلاور علی خان بہادر	۱۱۴	۲۰۳ و ۲۰۳/۱
۱۲۱	دولت یار جنگ مرحوم	۱۱۵	۲۰۴

ردیف (ذ)

۱۲۲	ذوالقدر جنگ بہادر	۱۱۶	۲۰۵
۱۲۳	ذوالفقار جنگ مرحوم	۱۱۷	۲۰۶

ردیف (ر)

۱۲۴	راجہ راؤ رنہا جیونت بہادر	۱۱۸	۲۰۷ تا ۲۰۹
۱۲۵	رحمان یار جنگ بہادر	۱۱۹	۲۱۰
۱۲۶	رسول یار جنگ بہادر	۱۲۰	۲۱۱
۱۲۷	مسٹر رنگا ریڈی	۱۲۱	۲۱۲ و ۲۱۳
۱۲۸	رفعت یار جنگ مرحوم	۱۲۲	۲۱۴
۱۲۹	ریاست علی خان بہادر جمعدار	۱۲۳	۲۱۵ و ۲۱۶
۱۳۰	راجہ رام بھوپال بہادر	۱۲۴	۲۱۷

ردیف (ز)

۱۳۱	غلام محمد زین العابدین خان بہادر	۱۲۵	۲۱۸ و ۲۱۸/۱

	ردیف (س)						
۳۲							
۱۲۵	سردار جنگ مرحوم	۱۲۶	۲۱۹ تا ۲۲۱	۱۵۱	سربلند جنگ بهادر	۱۴۵	۲۵۲
۱۲۳	راجه سری پرشاد متوفی	۱۲۷	۲۲۲	۱۵۲	سعید الدوله بهادر	۱۴۶	۲۵۳ تا ۲۵۴
۱۲۴	سپهدار الدوله مرحوم	۱۲۸	۲۲۳	۱۵۳	سلطان الحکما میرزا علیخان بهادر	۱۴۷	۲۵۴/۱
۱۲۵	سیف الدوله مرحوم	۱۲۹	۲۲۴	۱۵۴	سردار یار جنگ بهادر	۱۴۸	۲۵۴/۲
۱۲۶	سطوت جنگ مرحوم	۱۳۰	۲۲۵	۱۵۵	راجه سیتا رام هوپال بهادر	۱۴۹	۲۵۴/۳
۱۳۰	سیف نواز جنگ بهادر	۱۳۱	۲۲۶	۱۵۶	سرفراز جنگ مرحوم	۱۵۰	۲۵۴/۴
۱۳۸	سلطان الملک بهادر	۱۳۲	۲۲۷	۱۵۷	سبقت یاب جنگ بهادر	۱۵۱	۲۵۴/۵
۱۳۹	سهراب جنگ مرحوم	۱۳۳	۲۲۸	۱۵۸	شاد الملک بهادر	۱۵۲	۲۵۴/۶
۱۴۰	سرتاج جنگ بهادر	۱۳۴	۲۲۹	۱۵۹	سید سکندر علیخان بهادر	۱۵۳	۲۵۴/۷
۱۴۱	سرباز جنگ بهادر	۱۳۵	۲۳۰	۱۵۹/۱	راجه سومیر راؤ متوفی	۱۵۳/۱	۲۵۴/۸
۱۴۲	سعید جنگ بهادر	۱۳۶	۲۳۱				۲۵۴/۱۶
۱۴۳	سید الدوله بهادر	۱۳۷	۲۳۲		ردیف (ش)		
۱۴۴	سکندر یار جنگ بهادر	۱۳۸	۲۳۳	۱۶۰	شمس الملک بهادر	۱۵۴	۲۵۵ تا ۲۵۶
۱۴۵	سکندر نواز جنگ بهادر	۱۳۹	۲۳۴	۱۶۱	شمشیر نواز جنگ بهادر	۱۵۵	۲۵۷
۱۴۶	سالار جنگ بهادر	۱۴۰	۲۳۵ تا ۲۴۳	۱۶۲	شجاعت جنگ بهادر	۱۵۶	۲۵۸
۱۴۷	سعید الملک مرحوم	۱۴۱	۲۴۴	۱۶۳	شجاع الملک بهادر	۱۵۷	۲۵۹
۱۴۸	سرور الملک بهادر	۱۴۲	۲۴۵ و ۲۴۶	۱۶۴	شمشیر یار جنگ بهادر	۱۵۸	۲۶۰
۱۴۹	راجه سری نواس راؤ بهادر	۱۴۳	۲۴۷	۱۶۵	شمشیر فاتح جنگ بهادر	۱۵۹	۲۶۱
۱۵۰	سیف الملک بهادر	۱۴۴	۲۴۸ تا ۲۵۱	۱۶۶	شهباز جنگ بهادر	۱۶۰	۲۶۲
				۱۶۷	شهسوار جنگ مرحوم	۱۶۱	۲۶۳ تا ۲۶۴

۱۶۸	شہر و جنگ بہادر	۱۶۲	۲۶۵ و ۲۶۶
۱۶۹	شجاعت شعار جنگ مرحوم	۱۶۳	۲۶۷
۱۷۰	رائے شیشگیر راؤ چنگی	۱۶۴	۲۶۸
۱۷۱	شفاء الدولہ بہادر	۱۶۵	۲۶۹ و ۲۷۰
۱۷۲	شمس الحکما حکیم شمس الدین مرحوم	۱۶۶	۲۷۱ و ۲۷۲
۱۷۳	شمشیر الملک بہادر	۱۶۷	۲۷۳ و ۲۷۴
۱۷۴			
	ردیف (ص)		
۱۷۴	صمصام الملک ثانی مرحوم	۱۶۸	۲۷۵
۱۷۵	صولت جنگ بہادر	۱۶۹	۲۷۶
۱۷۶	صادق جنگ بہادر	۱۷۰	۲۷۷
۱۷۷	صف شکن جنگ مرحوم	۱۷۱	۲۷۸
۱۷۸	صفدر نواز جنگ بہادر	۱۷۲	۲۷۹
۱۷۹	میر صفدر علی خان بہادر	۱۷۳	۲۸۰
۱۸۰	صدیق یار جنگ مرحوم	۱۷۴	۲۸۱ و ۲۸۲
۱۸۱	صف افگن جنگ مرحوم	۱۷۵	۲۸۳ و ۲۸۴
	ردیف (ض)		
۱۸۲	ضرغام الدولہ مرحوم	۱۷۶	۲۸۳
۱۸۳	ضیغم جنگ بہادر	۱۷۷	۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶

ردیف (ع)

۱۸۴	عزیز جنگ بہادر	۱۷۸	۲۸۷ تا ۲۹۰
۱۸۵	عظمت جنگ بہادر	۱۷۹	۲۹۱ و ۲۹۲
۱۸۶	عثمان یار الدولہ بہادر	۱۸۰	۲۹۳
۱۸۷	عثمان نواز جنگ بہادر	۱۸۱	۲۹۴
۱۸۸	عظام الدولہ بہادر	۱۸۲	۲۹۵ و ۲۹۶
۱۸۹	علی یاور جنگ بہادر	۱۸۳	۲۹۷ و ۲۹۸
۱۹۰	عنایت علی خان بہادر	۱۸۴	۲۹۹ و ۳۰۰
۱۹۱	غلام محمد عباس علیخان بہادر	۱۸۵	۳۰۱
۱۹۲	عزیز یار جنگ بہادر	۱۸۶	۳۰۲
۱۹۳	عمدۃ الحکما باقر نواز جنگ بہادر	۱۸۷	۳۰۳
۱۹۴	علی یار الدولہ مرحوم	۱۸۸	۳۰۴
۱۹۵	عبد العلی خان بہادر	۱۸۹	۳۰۵ و ۳۰۶
۱۹۶	علی محمد خان بہادر	۱۹۰	۳۰۷
۱۹۷	عماد السلطنۃ مغفور	۱۹۱	۳۰۸ و ۳۰۹
۱۹۸	عزیز الدولہ بہادر	۱۹۲	۳۱۰
۱۹۹	محمد عبد الکریم خان بہادر	۱۹۳	۳۱۱
۲۰۰	عماد نواز جنگ مرحوم	۱۹۴	۳۱۲
۲۰۱	عماد جنگ بہادر	۱۹۵	۳۱۳ و ۳۱۴
۲۰۲	محمد عسکری خان بہادر	۱۹۶	۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸

۲۰۳	عماد الملک بہادر	۱۹۷	۳۱۹ و ۳۲۰
۲۰۴	علی مرزا خان بہادر بخشی	۱۹۸	۳۲۰ و ۳۲۱
۲۰۵	عمدۃ العلما محبوب نواز الدولہ بہادر	۱۹۸	۳۲۱ و ۳۲۲

ردیف (غ)

۲۰۶	غلام احمد خان بہادر	۱۹۹	۳۲۱
۲۰۷	غلام جیلانی خان بہادر	۲۰۰	۳۲۲
۲۰۸	غالب الممالک بہادر	۲۰۱	۳۲۳ و ۳۲۴
۲۰۹	غضنفر الدولہ بہادر	۲۰۲	۳۲۵
۲۱۰	غوث محی الدین خان بہادر	۲۰۲	۳۲۶

ردیف (ف)

۲۱۱	فخر باب جنگ مرحوم	۲۰۳	۳۲۷
۲۱۲	فیض باب جنگ مرحوم	۲۰۴	۳۲۸
۲۱۳	فصیح الملک بہادر	۲۰۵	۳۲۹ و ۳۳۰
۲۱۴	مرزا فضل علی بیگ خان بہادر	۲۰۶	۳۳۱ تا ۳۳۴
۲۱۵	فیاض الملک مرحوم	۲۰۷	۳۳۵
۲۱۶	فطرت جنگ بہادر	۲۰۸	۳۳۶
۲۱۷	فیض جنگ بہادر	۲۰۹	۳۳۷

۲۱۸	میر فرخندہ علی خان بہادر	۲۱۰	۳۳۸
۲۱۹	فتح نواز جنگ بہادر	۲۱۱	۳۳۹
۲۲۰	فرمان جنگ بہادر	۲۱۲	۳۴۰
۲۲۱	فخر الملک بہادر	۲۱۳	۳۴۱ و ۳۴۲
۲۲۲	فرامرز جنگ بہادر	۲۱۴	۳۴۳
۲۲۳	فیروز یار جنگ مرحوم	۲۱۵	۳۴۴
۲۲۴	فہیم محمد خان مرحوم	۲۱۶	۳۴۵ و ۳۴۶

ردیف ق

۲۲۵	قتام الدولہ مرحوم	۲۱۷	۳۴۷ و ۳۴۸
۲۲۶	قوی جنگ مرحوم	۲۱۸	۳۴۹
۲۲۷	قوت جنگ بہادر	۲۱۹	۳۵۰
۲۲۸	قادر الملک مرحوم	۲۲۰	۳۵۱ و ۳۵۲
۲۲۹	قہار جنگ بہادر	۲۲۱	۳۵۳
۲۳۰	قادر علی خان بہادر	۲۲۲	۳۵۴
۲۳۱	قوت یار الدولہ مرحوم	۲۲۳	۳۵۵ و ۳۵۶
۲۳۲	قایم جنگ مرحوم	۲۲۴	۳۵۷
۲۳۳	قیصر جنگ بہادر	۲۲۵	۳۵۸

ردیف ک

۲۳۴	راجا بابو راجه بهارا راجه کرشن پرشاد دیمن السلطنت بهادر	۲۲۶	از ۳۵۹ تا ۳۶۲	۲۵۰	منور جنگ مرحوم	۲۴۲	۳۸۱
۲۳۵	راجه گوبر سهائے بهادر	۲۲۷	۳۶۳	۲۵۱	مصطفےٰ یار جنگ مرحوم	۲۴۳	۳۸۲
۲۳۶	راجه گجانند پرشاد متوفی	۲۲۸	۳۶۴	۲۵۲	مظہر یار جنگ بهادر	۲۴۴	۳۸۳
۲۳۷	راجه گردهر راج بهادر	۲۲۹	۳۶۵	۲۵۳	مظفر یار جنگ بهادر	۲۴۵	۳۸۴
۲۳۸	راجه کیسهی پرشاد بهادر	۲۳۰	۳۶۶	۲۵۴	معتصم جنگ بهادر	۲۴۶	۳۸۵ تا ۳۸۸
۲۳۹	محمد کمال خان بهادر	۲۳۱	۳۶۷ و ۳۶۸	۲۵۵	معین جنگ بهادر	۲۴۷	۳۸۹
۲۴۰	راجه گیانی لعل بهادر	۲۳۲	از ۳۶۹ تا ۳۷۱	۲۵۶	ملک یار جنگ بهادر	۲۴۸	۳۹۰
۲۴۱	راجه گیان گمبیر بهادر	۲۳۳	۳۷۲	۲۵۷	معتضد جنگ بهادر	۲۴۹	۳۹۱ و ۳۹۲
۲۴۲	کامیاب جنگ بهادر	۲۳۴	۳۷۳	۲۵۸	مظہر جنگ مرحوم	۲۵۰	۲۹۳
۲۴۳	کرشنا رجنگ مرحوم	۲۳۵	۳۷۴	۲۵۹	محکم جنگ بهادر	۲۵۱	۲۹۴
				۲۶۰	محسن الملک بهادر	۲۵۲	۳۹۵ و ۳۹۶
	ردیف (ل)			۲۶۱	منصور جنگ بهادر	۲۵۳	از ۳۹۷ تا ۴۰۰
				۲۶۲	متهور جنگ بهادر	۲۵۴	۴۰۱
۲۴۴	راجه لوچن بهادر	۲۳۶	۳۷۵	۲۶۳	مستقل نواز جنگ بهادر	۲۵۵	۴۰۲
۲۴۵	لشکر جنگ بهادر	۲۳۷	۳۷۶	۲۶۴	مجاہد جنگ بهادر	۲۵۶	۴۰۳
۲۴۶	لطیف الملک مرحوم	۲۳۸	۳۷۷	۲۶۵	میر منور علی خان بهادر	۲۵۷	۴۰۴
۲۴۷	مرزا لطیف بیگ خان بهادر	۲۳۹	۳۷۸	۲۶۶	مظفر جنگ بهادر	۲۵۸	از ۴۰۵ تا ۴۰۷
۲۴۸	رائے للتا پرشاد بهادر	۲۴۰	۳۷۹	۲۶۷	محمد علی خان بهادر	۲۵۹	از ۴۰۸ تا ۴۱۰
۲۴۹	لعل گمبیر جی	۲۴۱	۳۸۰	۲۶۸	منیر الملک مرحوم	۲۶۰	۴۱۱
				۲۶۹	راجه موہن لعل بهادر	۲۶۱	۴۱۲
	ردیف (م)			۲۷۰	راجه محبوب نواز دنت متوفی	۲۶۲	۴۱۳ و ۴۱۴

۲۶۱	مشیر جنگ	۲۶۳	۴۱۵	۲۹۲	مشرف جنگ بہادر	۲۸۴	۴۴۷/۲
۲۶۲	محمد معین الدین خان بہادر	۲۶۴	۴۱۶	۲۹۳	مہاجبونت بہادر	۲۸۵	۴۴۷/۳
۲۶۳	رائے مومن لال بہادر	۲۶۵	۴۱۷ و ۴۱۸	۲۹۴	مشہور الملک بہادر	۲۸۶	۴۴۷/۴ و ۴۴۷/۵
۲۶۴	ممتاز یار الدولہ بہادر	۲۶۶	۴۱۹	۲۹۵	مکرم الدولہ بہادر	۲۸۷	۴۴۷/۶
۲۶۵	ناصر جنگ بہادر	۲۶۷	۴۲۰	۲۹۶	مہاراجہ نریندر بہادر	۲۸۷/۱	۴۴۷/۷
۲۶۶	میر محمد حسین خان بہادر	۲۶۸	از ۴۲۱ تا ۴۲۸				
۲۶۷	مشیر الملک بہادر	۲۶۹	۴۲۹ و ۴۳۰				
۲۶۸	محمد مبارک علی خان بہادر	۲۷۰	۴۳۱	۲۹۷	نظام نواز جنگ بہادر	۲۸۸	۴۴۸
۲۶۹	معتمد الدولہ بہادر	۲۷۱	۴۳۲ و ۴۳۳	۲۹۸	نادر جنگ بہادر ثانی	۲۸۹	۴۴۹
۲۸۰	محمود نواز جنگ بہادر	۲۷۲	۴۳۴	۲۹۹	نیر جنگ بہادر	۲۹۰	۴۵۰
۲۸۱	ڈاکٹر میر محمد علی خان بہادر	۲۷۳	۴۳۵	۳۰۰	نادر جنگ اول مرحوم	۲۹۱	۴۵۱
۲۸۲	مسیح دوران خان مرحوم	۲۷۴	۴۳۶	۳۰۱	نصرت جنگ بہادر	۲۹۲	۴۵۲ و ۴۵۳
۲۸۳	میر مصطفےٰ علی خان	۲۷۵	۴۳۷	۳۰۲	راجہ نیم چند بہادر	۲۹۳	۴۵۴
۲۸۴	مقتدر جنگ بہادر	۲۷۶	۴۳۸	۳۰۳	راجہ نانک پرشاد متوفی	۲۹۴	۴۵۵
۲۸۵	ممتاز الامرا مرحوم	۲۷۷	۴۳۹	۳۰۴	راجہ زینت گیر بہادر	۲۹۵	۴۵۶
۲۸۶	محبوب نواز جنگ مرحوم	۲۷۸	۴۴۰	۳۰۵	نصیر یار جنگ بہادر	۲۹۶	۴۵۷
۲۸۷	معزز یار الدولہ بہادر	۲۷۹	۴۴۱ و ۴۴۲	۳۰۶	نادر مسعود علی مرزا خان بہادر	۲۹۷	۴۵۸
۲۸۸	مصور جنگ بہادر	۲۸۰	۴۴۳	۳۰۷	نواب یار جنگ بہادر	۲۹۸	۴۵۹
۲۸۹	محمد محمود علی خان بہادر	۲۸۱	۴۴۴	۳۰۸	سید نور الیاقی خان بہادر	۲۹۹	۴۶۰
۲۹۰	میر محمد علی خان بہادر	۲۸۲	از ۴۴۵ تا ۴۴۷	۳۰۹	سید نور الرسول خان بہادر	۳۰۰	۴۶۱
۲۹۱	مہاراجہ نریندر بہادر	۲۸۳	۴۴۷/۱	۳۱۰	ناظم الملک بہادر	۳۰۱	۴۶۲ و ۴۶۳

ردیف ن

۳۱۱	نصیر جنگ مرحوم	۳۰۲	۴۶۴
۳۱۲	مہاراجہ نرپندر پرشاد متوفی	۳۰۳	۴۶۵
۳۱۳	میر نثار حسین خان بہادر	۳۰۴	۴۶۶ و ۴۶۷
۳۱۴	ناصر نواز الدولہ بہادر	۳۰۵	۴۶۸ و ۴۶۹
۳۱۵	سید شاہ نعمت اللہ حسینی صاحب	۳۰۶	۴۷۰ و ۴۷۱
۳۱۶	مولوی نور الضیاء الدین صاحب	۳۰۶/۱	۴۷۲ و ۴۷۳

ردیف و

۳۱۷	محمد واجد علی خان مرحوم	۳۰۶/۲	۴۷۴ و ۴۷۵
۳۱۸	محمد واجد علی خان مرحوم	۳۰۶/۳	۴۷۶ و ۴۷۷
۳۱۹	راجہ وینکٹ رنگراؤ بہادر	۳۰۶/۴	۴۷۷ و ۴۷۸
۳۲۰	راجہ وینکٹ گنپت راؤ صاحب	۳۰۷	۴۷۹ و ۴۸۰
۳۲۱	وزیر بیگ خان بہادر	۳۰۸	۴۸۱
۳۲۲	وقار جنگ بہادر	۳۰۹	۴۸۲
۳۲۳	واجد نواز جنگ بہادر	۳۱۰	۴۸۳
۳۲۴	محمد ولی الدین خان بہادر	۳۱۱	۴۸۴ و ۴۸۵
۳۲۵	سر وقار الامرا مغفور	۳۱۲	۴۸۶ و ۴۸۷
۳۲۶	راجہ وناکیٹ راؤ بہادر	۳۱۳	۴۸۸ و ۴۹۰
۳۲۷	وزیر جنگ بہادر	۳۱۴	۴۹۱
۳۲۸	محمد ولی الدین خان بہادر	۳۱۵	۴۹۲
۳۲۹	راجہ واسدیو رائے بہادر	۳۱۶	۴۹۳
۳۳۰	میر وزیر علی خان بہادر	۳۱۷	۴۹۴
۳۳۱	وقار الملک بہادر	۳۱۸	۴۹۵ و ۴۹۶
۳۳۲	وقار نواز جنگ بہادر	۳۱۹	۴۹۶ و ۴۹۷
۳۳۳	سوبھی نرسنگ راؤ بہادر	۳۲۰	۴۹۷

ردیف ہ

۳۳۴	راجہ ہری کشن بہادر	۳۲۱	۴۹۹ و ۵۰۰
۳۳۵	ہاشم نواز جنگ بہادر	۳۲۲	۵۰۱ و ۵۰۲

ردیف ی

۳۳۶	یاور جنگ مرحوم	۳۲۳	۵۰۳
۳۳۷	یاور حسین خان مرحوم	۳۲۴	۵۰۴

ضمیمہ فہرست امراء

۱	راجہ چتر سیج داس بہادر	۱	۱ و ۲
۲	راجہ شیو لال متی لعل بہادر	۲	۳
۳	اتنیست یار الدولہ مرحوم	۳	۴
۴	سید زین العابدین خان مرحوم	۴	۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹
۵	میر تلاوت علی خان بہادر	۵	۱۰ و ۱۱ و ۱۲
۶	راجہ رگھوتم راؤ بہادر	۶	۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶
۷	راجہ رامیشور راؤ بہادر	۷	۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و -
۸	راجہ پارتھ سارتھی آپا راؤ بہادر	۸	۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و -
۹	غلام محمد خان شہامت	۹	۲۳
۱۰	میر محمد علی خان بہادر	۱۰	۲۴
	خاتمہ	۰	۲۴ و ۲۵

۷۸۶

دیوان حدیقه محبوبه

دفتر اول

طبع اقدم اعظم

۷۸۶

امیر کبیر

محمد مظہر الدین خان فتح جنگ بشیر الدولہ

عمدۃ الملک عظام الامرا سپہر اسمان جاہ بہادر

کے۔سی۔آئی۔ای منصور

(دفتر اول ردیف الف)

۱

خاندان آپ محمد سلطان الدین خان بشیر الملک بہادر کے خلف ارشد ہین۔ جو محمد فخر الدین خان شمس الدولہ شمس الملک شمس الامرا امیر کبیر اول کے فرزند ارجمند محمد ابو الفتح خان ابو الخیر خان ثانی شمس الملک شمس الامرا بہادر اول کے پوتے اور محمد ابو الخیر خان امام جنگ شیر بہادر کے پڑپوتے تھے۔ آپکے اجداد کا سلسلہ حضرت گنج شکر شیخ فرید الدین قدس سرہ کو پہونچتا ہے۔ اور نسب خواجہ ابراہیم سلطان بلخ علیہ الرحمہ سے ملتا ہے۔ اسیطرح سلسلہ سلسلہ خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر فاروق ابن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ خلیفہ دوم سے آپ تک اونتالیس پشت گذرے ہین۔ ملا جلال الدین ملک العلما جو محمد ابو الخیر خان کے جد تھے عہد اکبر شاہ مین موضع کہڑی ضلع لاہور سے نقل کر کے بلدہ شکوہ آباد مین متوطن ہوئے۔ انکے فرزند محمد بہاء الدین خلد مکان عالمگیر کے عہد مین خدمت صدارت و امانت خزانہ سرکار اکبر آباد پر مامور ہوئے۔

محمد ابو الخیر خان بہادر اونکے خلف بعد انتقال اپنے پدر بزرگوار کے خطاب خانی اور منصب سے

سرفرازی پائے۔ حضرت مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کی جوہر شناس نظرون نے آپکو منصب دو ہزاری اور پانسو سوار و جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور بوقت نہضت دکن آصفجاہ بہادر نے نیابت صوبۂ مالوہ اور فوجداری ماندو عنایت فرمایا۔ اور چند ہی روز بعد حسب الطلب دکن حاضر ہوکر اصل و اضافہ چار ہزاری دو ہزار سوار و خطاب بہادری اور علم و نقارہ سے مباہی ہوئے۔ ۱۱۵۸ھ مین بالونا یک سردار مرہٹہ کو (جو واسطے چوتھہ حیدرآباد کے آیا تہا) شکست دیکر مورد تحسین و آفرین ہوئے۔ من بعد فوجداری بکلانہ اور نیابت صوبہ داری خاندیس سے بھی ممتاز ہوئے۔ نواب ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین خطاب شمشیر بہادر اور نیابت صوبہ خجستہ بنیاد عطا ہوئی۔ نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد مین امام جنگ خطاب اور پالکی جہالردار سے سرفراز ہوئے۔ آخر مرض فالج و لقوہ سے شہر برہان پور مین ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ھ کو راہی خلد برین ہوئے۔ آپکو دو صاحبزادے تھے ایک ابوالفتح خان بہادر دوسرے ابوالبرکات خان امام جنگ بہادر۔ نمبر (۲) نے توعین عنفوان شباب مین اپنے والد کے روبرو ہی جنگ کے موقع پر شہر برہان پور مین عالم بقا کو سدہارے۔

ابوالفتح خان بہادر جو اپنے والد کے حین حیات ہی منصب و خطاب خانی سے سرفراز تھے بعد انتقال پدر عالیمقام کے پیشگاہ آصف جاہ ثانی نواب نظام علیخان بہادر سے تیغ جنگ خطاب عطا ہوا۔ جب مراتب حسن عقیدت کے انتہا کو پہونچ گئے آصف جاہ بہادر ثانی نے شریک رزم و بزم فرماکر اضافہ منصب پنجہزاری تین ہزار سوار اور علم و نقارہ و پالکی جہالردار اور خطاب شمس الدولہ سے مفتخر فرمایا۔ اسکے بعد خطاب شمس الملک و شمس الامرا اور دس ہزار سواران پاگاہ سرفراز ہوئے ان سوارون کے گہوڑے اکثر فی راس ایک ایکہزار روپیہ قیمت کے تھے حتے کہ آپنے منصب نہ ہزاری و سراپائے جواہر معہ لٹکن و لڑی سے جو کہ خاصہ مرشدزادون کا ہے ممتاز و مفتخر ہوئے۔ رکن الدولہ مدار المہام کے انتقال کی وجہ سے آصف جاہ ثانی نے خدمت مدار المہامی آپ کو دینا چاہا۔ مگر آپنے منظور نہ فرمایا بلکہ ارسطو جاہ بہادر کے لئے سفارش فرمائی۔ آخر پانگل کے سفر مین (جو مہم میرزنگ پٹن کے لئے ہوا تھا) ۲۵ ربیع الثانی سن ۱۲۰۵ ہجری کو بمقام پانگل سیاح عالم بقا ہوئے۔ وہان سے جنازہ دوش مدوش

لاکر بیرون درگاہ حضرت برہنہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز مین دفن کیا گیا۔

محمد فخر الدینخان بہادر آپ کے خلف (مولدہ حیدرآباد) جن کی سنہ ولادت ۱۱۰۵ ہجری تھی بوقت انتقال اپنے پدر بزرگوار کے بلدہ حیدرآباد مین تھے۔ حسب الحکم حضور راہی قلعہ پانگل ہوئے۔ اور منظور نظر خاقانی کی وجہ سے جہاندار جاہ بہادر کو استقبال کے لئے حکم ہوا۔ اور بعد شرف ملازمت و نذر الطاف خسروانہ بمجد مبذول ہوئی آپ اپنے والد کے حین حیات مین خطاب محمد بہار الدین خان انام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک اور پینتالیس ہزار روپیہ کی ذات جاگیر سے سرفراز ہوئے۔ مگر بعد انتقال والد کے سن ۱۲۰۵ ہجری مین خطاب ابوالخیر خان اور شمس الامرا شمس الملک اور کل مناصب دس ہزاری دس ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار و عماری دوہری جھالردار اور مورچل اور ہمہ لوازمہ سراپا لکین وغیرہ اور تمامی محالات سے جو تخمیناً چالیس لاکھ روپیہ کے تھے ممتاز و مفتخر ہوئے۔ اور اکثر سواری عماری مین آصف جاہ ثانی کے خواصی مین اعظم الامرا کے برابر نشست فرماتے تھے۔ اور جنگ کھرلہ کی واپسی کے بعد آپ کی پہلی شادی آپکے اہل قرابت مین مسماۃ امیر النسا بیگم صاحبہ سے سن ۱۲۰۷ ہجری مین ہوئی چونکہ غایت سنایت حضور پرنور کی آپکے حال پر زیادہ تھی اسلئے آصفجاہ ثانی نے اپنی صاحبزادی بشیر النسا بیگم صاحبہ کو سن ۱۲۱۵ ہجری مین منسلک فرمایا۔ اور عہد سکندر جاہ بہادر مین اکثر تقریب شادی و بسم اللہ خوانی مین سکندر جاہ بہادر آپکے گھر مین تشریف لاتے تھے۔ اور ناصر الدولہ بہادر کے عہد حکومت مین باضافہ منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار علم و نقارہ و نشان فیل و عماری و پالکی جھالردار و ماہی مراتب رسالہ سواران پاگاہ قدیم و پاٹہنائے بار و توپ خانہ آتشبار و شترنالان برق کردار سے ممتاز اور سن ۱۲۴۶ ہجری مین خطاب امیر کبیر سے سرفراز ہوئے۔ اور سن ۱۲۴۴ ہجری مین چند ماہ عہدہ جلیلہ مدار المہامی سے ممتاز رہکر سن ۱۲۷۴ ہجری مین راہی فردوس برین ہوئے۔ جہان نما۔ وغیرہ آپکے احداثات سے۔ اور تالیف سے ستہ شمسیہ وغیرہ ہین۔ آنکو خداوند تعالی نے پانچ فرزند عطا فرمائے تھے۔ اول محمد فرید الدینخان بہادر۔ دوم محمد بدر الدینخان منظم الملک بہادر۔ سوم محمد رفیع الدین خان عمدۃ الملک امیر کبیر ثانی۔ چہارم محمد سلطان الدینخان بشیر الملک۔ پنجم محمد رشید الدینخان اقتدار الملک

وقار الامرا امیر کبیر ثالث ۔ نمبر اول و دویم و سیوم نے تولا ولد قضا کی ۔ نمبر چہارم کو دو صاحبزادے ایک حشم الدولہ بہادر دوم نواب بشیر الدولہ سر آسمان جاہ بہادر ۔

ولادت خطابات ۔ خدمات مناصب

آپ کا سن ولادت ۱۲۵۶ ہجری م ۱۸۳۹ء ہے جبکہ حضرت مغفرت مکان کا انتقال ہوا تو بوجہ کم سنی اعلیحضرت مدظلہ گورنمنٹ ہند نے ایک ریجنسی قائم کی جس مین سالار جنگ اولے اور شمس الامرا بہادر ریجنٹ مقرر ہوئے اور سلطنت کے چار صیغون کے لئے چار امرا بنام صدر المہامان نامزد کئے گئے چنانچہ صیغہ عدالت کی صدر المہامی پر آپ کا انتخاب ہوا مگر آپ کی فیاض طبیعت اور اولوالعزمی نے خدمت متعلقہ کی تنخواہ جو تقریباً تیس ہزار سالانہ تھی لینا گوارا نہ کی انہین ایام مین حضرت مغفرت مآب کی صاحبزادی پروردن النساء بیگم صاحبہ کا ازدواج آپ سے ہوا سن ۱۸۷۵ء مین جبکہ سالار جنگ یورپ گئے تھے آپنے باتفاق نواب مکرم الدولہ بہادر اپنے صیغہ عدالت کے کام کے علاوہ مدار المہامی کے خدمات کو بھی انجام دیا ۔

پرنس آف ویلز (شاہ اودر ڈہنقم) جب ہندوستان تشریف لائے تو آپنے بطریق وکیل حیدرآباد (بوجہ ناسازی مزاج عمدۃ الملک بہادر) بمبئی پہونچکر خیر مقدم ادا فرمایا سن ۱۲۹۳ھ مین بہمراہی اعلیحضرت مدظلہ دربار دہلی مین شریک ہوئے جہان آپکو ایک یادگاری تمغہ بھی ملا سن ۱۳۰۰ھ مین جبکہ سالار جنگ کا انتقال ہوگیا تو کونسل آف ریجنسی قایم کی گئی اور آپ اوسکے ایک رکن اعظم مقرر ہوئے ۔ سن ۱۳۰۱ھ مین جبکہ اعلیحضرت مدظلہ کلکتہ تشریف لیگئے تو آپنے بکمال خوبی امور سلطنت کا انتظام کیا اوسی سال کونسل آف اسٹیٹ کی رکنیت سے بھی ممتاز ہوئے ۔ سن ۱۳۰۲ھ مین بہ تقریب دربار سالگرہ مبارک خطاب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر آسمان جاہ مرحمت ہوا اور اوسی سال آپنے ہمراہ رکاب اعلیحضرت مدظلہ سفر بلیگری بھی فرمایا سن ۱۳۰۴ھ مین گولڈن جوبلی کے موقع پر منجانب اعلیحضرت مدظلہ بطریق وکیل آپ لندن کو گئے نہر سویز اور قاہرہ ہوتے ہوئے خدیو مصر سے ملاقی ہوئے ۔ پیرس ۔ جنیوا وغیرہ شہرون کا ملاحظہ کرتے ہوئے ۱۴ مے سن ۱۸۸۷ء کو وارد لندن ہوئے جہان آپکا نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا گیا اور بہت کچھ آؤ بھگت ہوئی ۔ پرنس اور پرنسس آف ویلز ۔ ڈیوک اور

ڈچز آف کناٹ نے آپ کی خاطر داری و مہمانی بطریق احسن فرمائی - اسیموقع پر خدمت مدار المہامی
(جو عماد السلطنت کی استعفا کی وجہ سے خالی تھی) سرفراز کئے گئے چنانچہ پرنس آف ویلز نے آپکو
مبارکباد دی اور اثنائے تقریر مین فرمایا کہ اس سبب سے آپ کا قیام لندن مین زیادہ نہ رہے گا
جسکے جواب مین آپنے کہا کہ اعلیحضرت مدظلہ نے ٹیلگراف دیا ہے کہ جوبلی ہوتے ہی فوراً حیدرآباد کی
واپسی کا ارادہ کرین - لندن سے واپس آنے کے پیشتر ملکہ معظمہ نے اپنے دست خاص سے آپکو
جوبلی مڈل عطا فرمایا - چنانچہ آپ حیدرآباد پہونچکر سن ۱۳۰۴ھ مین مدار المہامی کا چارج لیا - سن
۱۳۰۵ھ مین عظیم الشان دربار منعقد ہوا جس مین آپ کو خلعت خاص حضرت غفران مآب اور ساتھ جیغہ
جواہر بیش بہا - سرپیچ - طرہ - ہار - کنٹھی - بازو بند - بچ بند - دستبند - مرحمت ہوئے اوسکے تیسرے روز
ایک دربار رزیڈنسی مین بھی سٹر ہاول رزیڈنٹ بہادر نے ترتیب دیا جس مین آپ کو خطاب
کے - سی - آئی - ئی - منجانب ملکہ معظمہ عطا ہوا صاحب عالیشان بہادر نے اس موقع پر آپکا جام صحت
نوشین کرتے ہوئے آپ کے پبلک خدمتون کی بہت کچھہ تعریف کی -

واقعی آپنے اپنے زمانہ مدار المہامی مین امور رفاہ عام و توفیر آمدنی کے ذرایع اعلےٰ درجہ کے تجویز
فرمائے چنانچہ بجٹ نقشہ مداخل و مخارج خوبی سے مرتب دیا گیا صیغہ کرورگیری مین مفید اصلاحین اور ترمیمات
کین ملک کی صنعت و حرفت کی ترقی کے اسباب مہیا کئے مجلس آبرسانی مقرر ہوئی جس سے ملک کو بیحد
فائدہ پہنچا ملکہ آپ وایسرائے کی ملاقات کی لئے کلکتہ گئے تھے تو وایسرائے بہادر نے علم ملک کو یورپین طرز پر
ترقی دینے کیلئے جو آپنے کارروائی فرمائی تھی اوسکے نسبت مبارکباد دی - سن ۱۳۱۱ھ مین آپنے بہ اختیار خود
مدار المہامی سے علیحدگی اختیار کی - ۲۶ صفر سن ۱۳۱۶ھ کو راہی خلد برین ہوئے -

آپ نہایت وجیہ - خلیق - اولوالعزم - خندہ رو - پاک طینت - رقیق القلب تھے - حسن عقیدت مین بیمثل -
مجالس مواعظ و سماع و عزا مدام منعقد فرماتے اور نہایت مودبانہ شریک رہتے - نیازات و اعراس مین ہمیشہ
تقریباً ایک لاکھ روپیہ کا صرفہ تھا سوائے ممالک محروسہ کے حرمین شریفین اجمیر شریف اکبرآباد وغیرہ مین خانقاہ
سرائین تعمیر کرائین - تالاب عمدہ ساگر بصرف ایک لاکھ روپیہ بنایا گیا - علما و مشایخین و امرا و اعزا بلدہ مدعو

ہوا کرتے تھے اور آپ اپنے ہاتھ سے سب کا ہاتھ دلاتے تھے۔ پیادہ پا گاہ کی آراستگی و باقاعدہ کرنے مین نہایت دلچسپی رکھتے تھے۔ انگلش پارٹی کی مہمانداری وغیرہ اعلےٰ درجہ کی کیا کرتے۔ عمارات و تزئین کا بیحد شوق تھا یورپین طرز پر آراستہ کرنیکا بہت خیال رہتا تھا چنانچہ سر دفتر کا بنگلہ۔ آسمان گڈھ کی کوٹھی بشیر باغ کا مکان۔ اکبر باغ وغیرہ اعلےٰ درجہ کے سنوارے گئے ہین۔ آپکی علاقہ کی آمدنی تقریباً بیس لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ کل انتظام و اہتمام آپکے محل محترمہ کے زیر حکومت بوجہ احسن انجام پا رہا ہے۔ آنجناب مرحوم کے وقت کے جتنے ابواب تھے وہ سب برابر جاری ہین کسی مین کمی نہین کی گئی۔

اولاد } آپکے اکلوتے خلف ارجمند نواب محمد معین الدین خان بہادر ہین۔

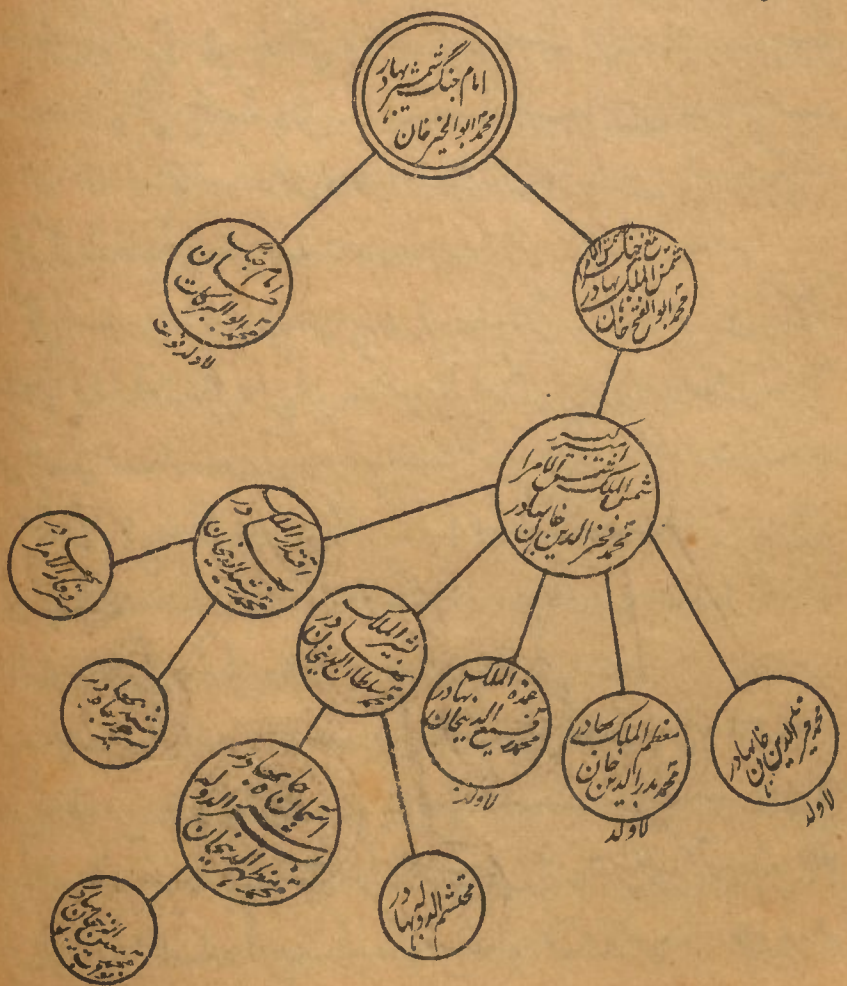

امیر کبیر
ابوالخیر خان بہادر تیغ جنگ شمس الامرا
سرخورشید جاہ کے سی۔ آئی۔ ای مرحوم

۲

خاندان آپ نواب رشید الدینخان اقتدار الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا امیر کبیر ثالث کے خلف اکبر ہین۔ محمد رشید الدینخان بہادر سن ۱۲۳۰ھ مین پیدا ہوئے ۱۲۴۶ھ مین بہادر جنگ اقتدار الدولہ سے مخاطب ہوئے سن ۱۲۵۵ھ مین عصمت النسا بیگم صاحبہ بعیہ مغفرت منزل سے کتخدا ہوئے سن ۱۲۵۶ھ مین خطاب اقتدار الملک عطا ہوا سن ۱۲۸۰ھ مین وقار الامرا ہوئے سن ۱۲۹۵ھ مین عہدۂ نائب السلطنت اور شمس الامرا امیر کبیری سے سرفراز ہوئے۔ آخر ۱۹ محرم سن ۱۲۹۹ھ کو رحلت فرمائے۔ انکا خاندانی سلسلہ امیر المومنین مین پہنچ

ولادت خطابات۔ مناصب آپ ۱۲ ربیع الاول سن ۱۲۵۷ھ مین بطن سے بعیہ مغفرت منزل کے متولد ہوئے اور محمد محی الدینخان سے موسوم ہوئے۔ ۲۰ رجب سن ۱۲۶۱ھ کو تسمیہ خوانی ہوئی جس مین نواب ناصر الدولہ بہادر تشریف فرما ہوکر قرآن اپنی زبان خاص سے پڑھائی۔ اولاً ۷ جمادی الاول سن ۱۲۶۶ھ کو پیشگاہ نواب ناصر الدولہ بہادر سے تیغ جنگ کے خطاب سے سرفراز فرمائے گئے۔ اور عہد نواب افضل الدولہ بہادر مین غرہ ربیع الثانی سن ۱۲۷۴ھ کو خورشید الدولہ بہادر خطاب عطا ہوا۔ اسکے کچھ ہی روز دن بعد ۲۷ شعبان ۱۲۷۶ھ کو خورشید الملک خورشید الامرا سے ممتاز کئے گئے ذی حجہ سن ۱۲۷۵ھ مین نواب افضل الدولہ بہادر نے اپنی صاحبزادی حضرت محسین النسا بیگم صاحبہ کو آپ سے ازدواج فرمایا۔ یہ شادی نہایت دھوم دھام اور تزک و احتشام سے ہوئی۔ غرہ شوال سن ۱۲۷۸ھ کو خورشید جاہ بہادر خطاب اور ماہی مراتب عماری مورچل وغیرہ سے معزز و مفتخر فرمائے گئے اور سن ۱۳۰۰ھ مین شمس الامرا امیر کبیر کا خطاب عطا ہوا۔ آپ اپنی جوانی مین نہایت

حسین جوان تھے۔ جون جون آپکی عمر ترقی کرتی گئی دون دون آثار رشد و اعتلا نمایان ہوتے گئے آپنے دادا کی انتہا درجہ کے لاڈلے اور پیارے تھے۔ جو اثر کہ اونہون نے آپ پر ڈالا اوس سے ہر طرح سو عادت کی درستی اور اطوار کی صفائی ہوئی۔ آپکی طبیعت فطرتاً جوہر شناس دوربین اور پیش اندیش واقع ہوئی تھی۔ آپکو امور انتظامی مین بہت بڑا ملکہ تہا۔ تاریخ دانی خوب تھی۔ سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق تھا۔ آپ سے شہر و مقامات مبند شاذ و نادری چھوٹے ہون گے۔ علاوہ بڑے بڑے شہرون کی سیر کے آپنے سرحدی مقامات مثلاً کوئٹہ سبی اور چمن وغیرہ کو بھی مشاہدہ فرمایا ہے۔ حیدرآباد کے امراؤن مین آپ بلحاظ اعزاز و وقعت کے سفیر تھے۔ بزرگان دین کے ساتھ انکو کمال درجہ عقیدت اور محبت تھی۔ چنانچہ اکثر سفر محض زیارت بزرگان دین کی غرض سے آپنے کئے ہین۔ اور آپکے داد و دہش کی ایک مثال یہ ہے کہ حجاز ریلوی کے چندہ مین پچیس ہزار روپیہ دینا منظور فرمایا۔ صوم و صلوٰۃ کے بھی بڑے پابند تھے۔ مستعدی اور چفاکشی۔ پابندی وضع اور لحاظ قدامت مین آپ ضرب المثل تھے۔ جو مجلسین کہ انتظام سلطنت وغیرہ کے متعلق بحکم اعلیحضرت منعقد کیجاتی ہین اوسمین آپ ضروریات سے شریک کئے جاتے تھے۔ اور اہم و سترگ معاملات مین آپکی رائے مقدم سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ سن ۱۳۰۰ھ مین بشرکت نواب بشیر الدولہ بہادر کورسچنٹ مقرر ہوئے۔ اور سن ۱۳۰۱ھ مین کونسل آف اسٹیٹ کی رکنیت پر ممتاز فرمائے گئے۔ اور بعد مجلس امرا کے رکن ہوئے۔ اکثر امورات سلطنت مین رائے لینے کی غرض سے پیشگاہ اعلیحضرت مین یاد ہوا کرتی تھی۔ اکثر معزز یورپین آپکے یہان مہمان کئے جاتے تھے۔ اور بعض وسیر بھی حین ورود آپکے یہان مدعو کئے گئے ہین۔ گورنمنٹ انگلشیہ مین بھی آپکی وقعت مانی جاتی تھی ملکہ معظمہ کی گولڈن جوبلی سن ۱۸۸۷ء مین مسٹر ہاول رزیڈنٹ کے ذریعہ آپ کو خطاب۔ نائٹ کمانڈ آف ڈی موسٹ امینٹ آرڈر آف ڈی انڈین امپائر۔ گورنمنٹ انگلنڈ و انڈیا سے عطا ہوا۔ علم تجربہ اور ذاتی رعب داب کے باعث موجودہ امراء مین اپنے آپ نظیر تھے۔ آخر الامر آپنے ۱۳۲۰ھ کو رحلت فرمائی

اولاد آپ کو دو صاحبزادے بلند اقبال ہین۔ ایک نواب ظفر جنگ شمس الدولہ شمس الملک بہادر جو خاص بطن صاحبزادی صاحبہ حضرت مغفرت مکان سے ہین۔ اور دوسرے نواب امام جنگ خورشید الدولہ خورشید الملک بہادر ہین جو دوسرے محل کے بطن سے ہین۔

آصف یار الملک
آصف یار الدولہ برقرار جنگ
میر وزیر علیخان بہادر

خاندان ولادت خطابات

آپ کا اصلی نام نامی میر وزیر علی ہے۔ آپ صدیقی النسب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز کے احفاد اور خاندان آصفیہ خلد اللہ ملکہ کے اولاد سے ہین۔ حضرت مغفرت مآب آصف جاہ بہادر تک آپ کو چھٹا واسطہ ہے۔ آپکا سن ولادت سن ۱۲۶۸ھ ہے۔ آپکی شادی سن ۱۲۹۵ھ مین کمال تزک و احتشام کے ساتھ حضرۃ سراج النسا بیگم صاحبہ قبلہ مہاجزادی حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر آصف جاہ خامس سے ہوئی۔ اور سن ۱۳۰۱ھ مین بہ بخشن نوروز پیشگاہ اعلیحضرت مدظلہ العالی سے خطاب میر وزیر علیخان بہادر برقرار جنگ آصف یار الدولہ آصف یار الملک عطا ہوا اور نہ ہزاری منصب شش ہزار سوار از انجملہ چار ہزار سوار ایک اسپہ و چھار ہزار سوار دو اسپہ و علم و نقارہ و پالکی جہالردار سے سرفراز کئے گئے۔ آپ خاندان آصفیہ خلد اللہ ملکہ کے اعلے ممبر ہین۔ آپکے چہرہ سے رعب داب خاندانی عیان ہے۔ اور حضرت مغفرت مکان کے مشابہ نہایت قوی ہیکل و تنومند جوان ہین۔ فارسی عربی مین اچھی مہارت ہے۔ اکثر مجالس عزا محافل میلاد اور اعراس بزرگان دین مین کمال عقیدت سے شریک ہوتے ہین شعر گوئی مین بہی اچھا ملکہ ہے۔ وزیر تخلص فرماتے ہین۔ اکثر کلام تصوفانہ ہوتا ہے۔ وضع قدیم کے سخت پابند ہین۔

اولاد آپ کو دو صاحبزادے ہین (دوسرے محل سے) کلان کا نام میر چراغ علیخان۔

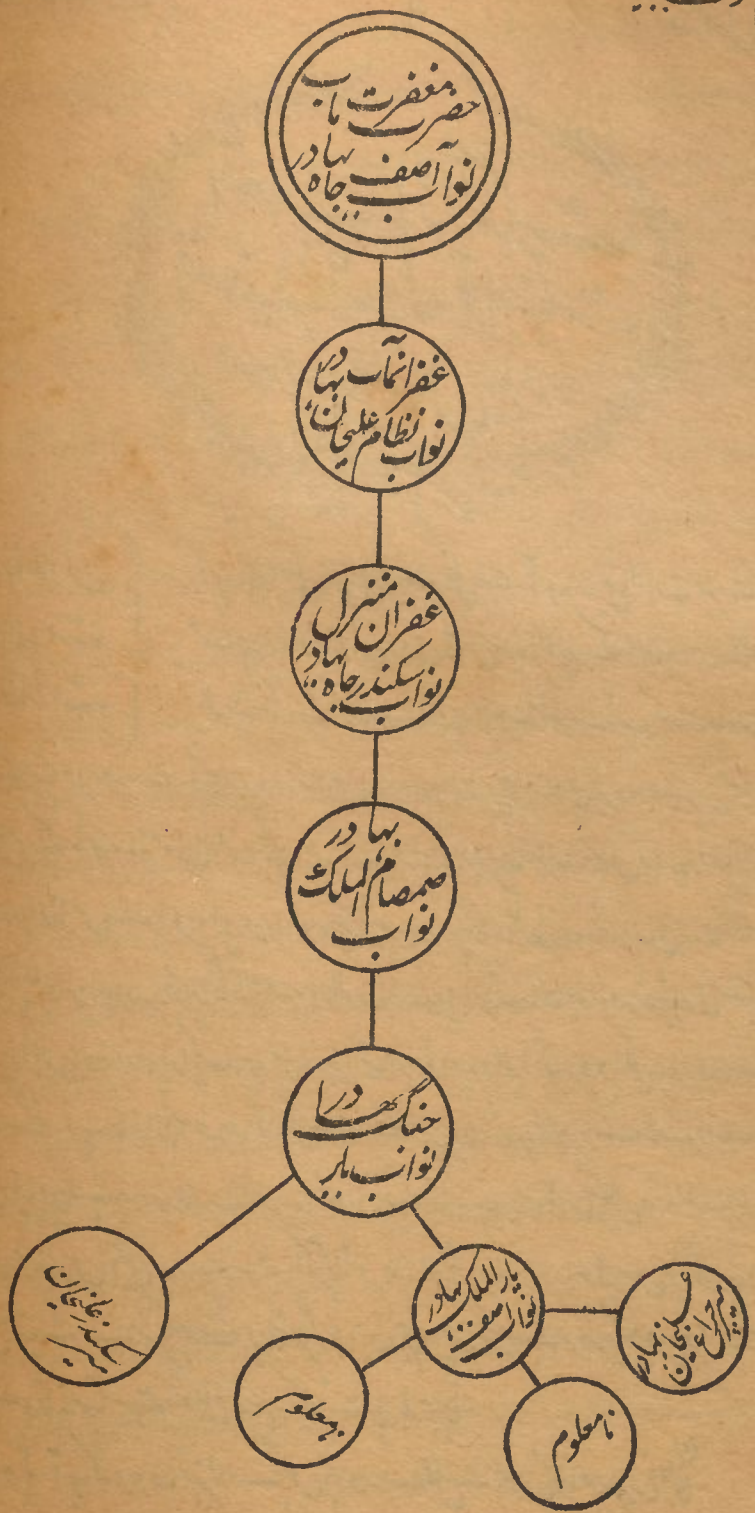
حضرت مغفرت مآب
نواب آصف جاه بهادر
غفران مآب
نواب نظام علیخان بهادر
غفران منزل
نواب سکندر جاه بهادر
بهادر
صمصام الملک
نواب
جنگ گهه دار
نواب یار
نامعلوم
نامعلوم

افتخار الملک
مختار الدولہ شہاب جنگ
میر یاور علیخان بہادر

خاندان آپ سادات صحیح النسب سے ہین۔ آپکے مورث اعلےٰ میر محمد کاظم خان بہادر رضوی نے جنگ رگھناتھ راو مین جسقدر کارنمایان کئے ہین وہ تواریخ مین بخوبی مندرج ہین آپ کو دو فرزند اول میر غلام حیدر خان اعتصام الملک (جنکا ذکر اونکی اولاد کی حالت مین ہوگا) دوسرے شہاب جنگ بہادر جو نواب صاحب نیب دو عنوان کے پڑدادا ہوتے ہین۔ کمال عظمت و جبروت کے ساتھہ زندگی بسر کی۔ اور ہمچشمون مین نہایت ممتاز رہے۔ آپکے فرزند میر کاظم علیخان مختار الدولہ بہادر بعہد وزارت میر عالم بہادر جاگیر ذات و ماہوار سے سرفراز ہوئے۔ عہد غفران منزل مین منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار اور جاگیرات سے ممتاز رہتے۔ علوم عقلی و نقلی و حکمت مین دخل تام تھا۔ اکثر امور مین حضور پرنور آپکی عالی فطرتی کی وجہ سے مشورہ فرماتے تھے۔ پیشتر آپکے حبالہ اعتصام الملک بہادر کی صاحبزادی آپکے ازدواج مین تھی بوجہ انتقال اونکی مریم زمانی کے باستصواب میر عالم بہادر بہرام الملک کی صاحبزادی منعقد کی گئیں صاحبزادی موصوفہ کے بطن سے میر غلام مہدی سردار جنگ بہادر تولد ہوئے۔ اور عہد حضرت مغفرت منزل مین داروغگی ہرکارگان وغیرہ خدمت ہوئی۔ آپ علی درجہ کے شجیع اور سخی تھے۔ خوش اخلاقی اور خوش لباسی کا آپ پر خاتمہ تھا منصب سہ ہزاری اور انکیہزار سوار و جاگیر تیس ہزار سالانہ سے سرفراز تھے۔ آپکو خداوند تعالیٰ نے پسر فرزند

عطا فرمائے تھے ۲ دوی، نواب میر یادر علیخان افتخار الملک سوی میر مصطفےٰ علیخان - (مدگار مہتمم دارالضرب سرکار عالی)

دواوین میر غلام نبی خان -

اسم - خطابات - مناصب - خدمات

آپکا اسم گرامی میر یادر علیخان ہے - آپ سن ۱۲۸۶ھ مین صدر المہام متفرقات ہوئے - اور سن ۱۲۹۱ھ مین خطاب خانی و بہادری و شہاب جنگ عطا ہوا - اور سن ۱۳۰۱ھ مین کونسل آف اسٹیٹ کی رکنیت سے ممتاز کئے گئے - اور سن ۱۳۰۱ھ مین صدر المہامی معین المہامی سے مبدل ہوئی - چنانچہ آپ معین المہام کو توالی و تعمیرات عامہ سے نامزد کئے گئے - اور سن ۱۳۰۴ھ بدربار نوروز مختار الدولہ افتخار الملک خطاب ہوا اور اضافہ منصب چہار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز ہوئے - اور سن ۱۳۲۰ھ مین بوجہ رخصت مستعفی کیا - سن واکر معین المہام فینانس آپ معین المہام فینانس (علاوہ معین المہامی کو توالی و تعمیرات عامہ کے) مقرر ہوئے - آپ پنتیس ۳۵ سال سے ان خدمات جلیلہ کو اس خوش اسلوبی اور منتظمی سے انجام دے رہے ہین کہ ہر کہہ و مہ کی زبان پر کلمہ تحسین و آفرین ہے - اس حسن کارگزاری کی وجہ سے مورد الطاف خسروانہ ہین - آپکے اعلےٰ مدبری اور بے لگاؤ ادائے فرائض منصبی ضرب المثل ہے علمی لیاقت اچھی ہے - مزاج مین نرمی و تہذیب پورے درجہ کی ہے - اوقات کے نہایت پابند - منصف مزاجی کمال درجہ ہے - ہر ایک مجلس امور سلطنت مین آپکا مشورہ اور شرکت ضروری سمجھی جاتی ہے -

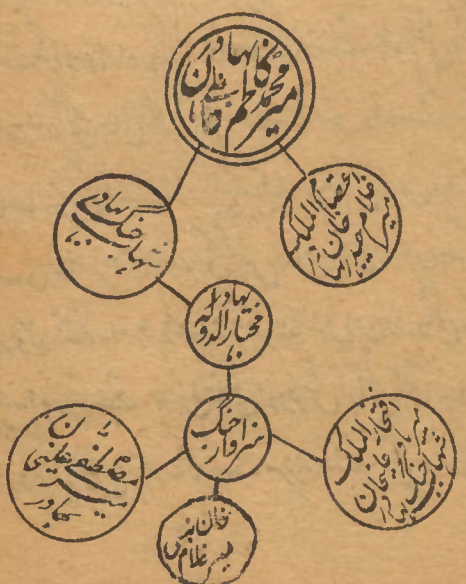

سی۔ ایس۔ آئی
اکبر الدولہ اکبر الملک سپاہ
میر اکبر علیخان اکبر جنگ

ولادت
خدمات
خطابات

آپ کا اصلی نام میر اکبر علی ہے۔ آپ سن ۱۲۵۶ھ سن ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے
غدر کے زمانہ میں آپ اپنی عمر کے ستراسنہ طے فرمائے تھے۔ ابتداءً آپ
فوج کنٹنجنٹ علاقہ نظام سے تعلق رہا ممالک متوسط کی لڑائیوں میں آپ کی
شرکت رہی ہے۔ انہیں ایام جنگ میں تین دفعہ آپ زخمی ہوئے۔ بعد فرو ہونے غدر کے جنگ
تاتیا توپی میں بھی شریک رہے۔ اسکے بعد لارڈ ڈیفرن کے اسٹاف میں برانٹلنجس برانچ میں ملٹری
کوگئے۔ لارڈ ڈیفرن نے مدالا کے جنوب میں شاہ ہنتوڈوڑ کے رہنے کیلئے انکو روانہ کیا۔ چنانچہ انہی
حسن کارگزاری اور فطرت طبع کی وجہ سے اس جنگ کا بوجہ احسن خاتمہ ہوا۔ اور ہنتوڈوڑ مارا
گیا جنرل نے آپ کی قابل قدر خدمتوں کا کمال درجہ شکریہ ادا کیا۔ اور سی۔ ایس۔ آئی کا
خطاب گورنمنٹ سے عطا ہوا۔ اور رزیڈنسی میں ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا گیا۔ اور سرکار نظام
سے چھ ہزار کی جاگیر اور پانسو روپیہ منصب اور اکبر علی خان کا خطاب عطا ہوا۔ اسکے بعد سر ڈگلاس
فارسٹ کے سفارت یارقند پر آپ بطور انریری سنٹو سکریٹری کے روانہ ہوئے چنانچہ
وہاں بھی آپ نے بہت کچھ کارہائے نمایاں کئے جس کی وجہ سے مکرر شکریہ ادا کیا گیا اور
مختار الملک اولے آپ کی عزت و توقیر فرماتے تھے۔

بعہد وزارت نواب عماد السلطنت ۱۳ جمادی سن ۱۳۰۱ھ کو بوجہ استعفا نواب عناست حسین خان بہادر
کے خدمت کوتوالی بلدہ حیدرآباد سے سرفراز کئے گئے۔ جو اب تک اسی

آپ اس ہم و مشترک خدمت کو بیس سال سے اس حسن و خوبی اور مستعدی و جانفشانی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں کہ حیدرآباد کی رعایا اس سے مستفید ہو رہی ہے۔ اور والی ملک اعلیحضرت خلد اللہ آپ سے بہت ہی خوش و خرم ہیں۔ سن ۱۳۰۱ھ میں جشن نوروز کے موقع پر اکبر جنگ خطاب اور منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ اور جشن سالگرہ ۱۳۱۶ھ میں اکبر الدولہ اکبر الملک خطاب اور اصل و اضافہ منصب سہ ہزار پانصدی دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ اور تنخواہ جو ابتداً ۱۵۰ روپیہ ماہانہ تھی اب پندرہ سو روپیہ کر دی گئی۔ آپ میونسپالٹی بورڈ اور لیجسلیٹو کونسل کے ممبر اور میر مجلس بھی ہیں۔ خوش اخلاق۔ ہوشیار۔ تجربہ کار۔ لایق۔ اور جفاکش ہیں چہرہ سے جوان مردانہ رعب عیان ہے۔ پروردگار عالم نے آپ کو چار فرزند عطا کئے ہیں ہر ایک لایق اور ہوشیار نوجوان صاحب خطاب و منصب ہیں۔

آصف نواز الملک
آصف نواز جنگ آصف نواز الدولہ
سید عبد الرزاق خان بہادر

۶

خاندان ولادت آپ کا نام نامی سید عبد الرزاق عرف احمد صاحب تھا۔ سید سعد الدین عرف چندا صاحب کے اکلوتے فرزند اور سید نظام الدین صاحب کے پوتے تھے حضرت سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد سے تھے حضرت سے آپ تک ستر ہوان واسطہ تھا۔ آپ کی قوم نوایت ہے۔ سن ۱۲۵۶ھ مین تولد ہوئے۔

خدمات خطابات سید سعد الدین صاحب سن ۱۲۶۴ھ مین بعہد وزارت نواب سراج الملک بہادر بحسن لیاقت کے سررشتہ تعلقات کی تعلقداری سے سرفراز ہوئے۔ اور بعہد وزارت نواب سر سالار جنگ اولے بعد رحلت حضرت مغفرت مکان معتمدی صرفخاص پر سلطے ہوئے۔ اوس وقت سید عبد الرزاق (جن کا نام زیب دہ عنوان ہے) معتمدی خانگی مدار المہام اور معتمدی مال سے ممتاز تھے جب سعد الدین صاحب کا انتقال ہوگیا تو خدمت معتمدی صرف خاص بھی آپ ہی کے تفویض ہوئی۔ کچھ روز دن بعد معتمدی مال کا کام آپ سے علیحدہ کرلیا گیا۔ اور صرف معتمدی خانگی اور معتمدی صرف خاص بحال رہے۔ بعد انتقال مختار الملک اولے کے مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر کی منصرمی مدار المہامی کے زمانہ مین چندنے معتمدی صرف خاص بھی نواب مدار الدولہ بہادر کے تفویض کیگئی۔ پھر تو صرف ایک معتمدی خانگی مدار المہامی سے جب اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ زیب دہ مسند حکمرانی ہوئے تو آپ عہدہ جلیلہ معتمدی صرف خاص شیخی اعلیحضرات سے مباہی و مفاخر ہوئے۔ اعلی اقتدارات وغیرہ بھی عطا ہوئے۔ سن ۱۳۰۴ھ مین جشن نوروز کے موقع پر خطاب خانی و بہادری آصف نواز جنگ اور منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم سے سرفراز

کئے گئے - اور سن ۱۳۰۰ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب آصف الدولہ آصف نواز الملک منصب شش ہزار پانصدی دو ہزار پانصد سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔
اور سن ۱۳۱۷ھ میں نوبت اور عماری بھی مرحمت ہوئی - بہر حال اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے نوازشات نے آپ پر پورا پورا سایہ ڈالا - کوئی اعزاز باقی نہ رہا - جو آپ کو نہ ملا ہو
عہد وزارت سالار جنگ اول سے تا ایں آن دوسرا کوئی شخص ایسی خدمت ہائے جلیلہ کو اتنی مدت دراز تک انجام نہیں دیا - آپ اپنے زمانہ میں انتہا درجہ کے نیک نام رہے جیسا کہ آپ نے ماہوارات صرفخاص اور پرورش یافتگان مرحومان علاقہ منصب رکاب و صرفخاص وغیرہ وغیرہ جو آپ نے ہمدردی و خیر رسانی کی ہے وہ قابل قدر و تحسین ہے - اور ہمیشہ یادگار رہے گی -
با این ہمہ ثروت دنیوی و خدمات ملکی کے آپ کا مشرب فقیرانہ تھا - اور شاہ عبد النبی صاحب حیدرآبادی سے انتہا درجہ کا اعتقاد تھا - عمر علی شاہ صاحب کے رحلت کے بعد سجادہ نشین خلافت ہوکر سلسلہ بیعت کا بھی آپ نے جاری فرما دیا تھا - اور تا دم واپسین ورد و وظائف و حلقہ توجہ جاری رکھا - آخر ربیع الاول ۱۳۲۰ھ کو بمرض سرطان ۶۵ سال کی عمر میں راہی دار الخلود ہوئے

اولاد | آپ کے اکلوتے فرزند سید عبد الرشید سید جنگ سید الدولہ ہیں - جن کا تذکرہ حرف (س) میں کیا جائے گا -

راجہ رائے رایان امانت و نمت بہادر

امانت ونت راجہ رائے رایان بہادر

خاندان آپکے مورث اعلیٰ کرشناجی پنڈٹ (بہالے راواتری گوتر اشوین لاین ساکھا رگ دیدی برہمن) تھے جو کہ موضع لام گاون علاقہ دولت آباد (اس موضع کے آپ پٹواری تھے) سے ہمراہ قلعہ دار دولت آباد حسب الطلب شاہ جہان پادشاہ غازی سن ۱۰۶۵ھ مین دہلی گئے اور وہان منصب سے سرفراز ہوکر سن ۱۱۰۰ھ مین انتقال کئے۔ اونکے دو فرزند۔ مورو پنڈٹ۔ نارو پنڈٹ نواب آصفجاہ بھادران بہائیون کو (زمانہ نعاوت ناصر جنگ بہادر) ہمراہ لیکر حیدرآباد آئے بغاوت فرو کی اور ان دونون بہائیون کو حیدرآباد مین چھوڑ دئے۔

مورو پنڈٹ کو سن ۱۱۶۳ھ مین عہدہ پیشکاری معہ خلعت جواہر سرفراز ہوا۔ اور چند روز بعد انہون نے لاولد انتقال کیا۔ نارو پنڈٹ نے اپنے بیٹے شنکراجی پنڈٹ کو اپنے بھائی کا جانشین بنایا اور انہون سن ۱۱۶۵ھ مین رحلت کی۔

شنکراجی پنڈٹ بعہد امیر الممالک صلابت جنگ بہادر سن ۱۱۶۴ھ مین دفترداری شش صوبہ دکن سے سرفراز ہوئے۔ عارضہ دق نے اونہین اس قدر ستایا کہ تارک الدنیا ہوکر سن ۱۱۷۳ھ مین فوت ہوئے۔ **دھونڈاجی پنڈٹ** سن ۱۱۷۲ھ بوجہ علالت والد خود کل کام انجام دیتے رہے اور بعد انتقال والد دفترداری سے چھ صوبہ دکن کے سرفراز ہوئے۔ اور موضع رائے پور۔ سانگوی۔ انکو منجانب سوامی مادھوراو پونہ دئے گئے۔ سن ۱۱۸۲ھ مین خطاب رائے رایان

دیانت رام و ۷ ر صفر سن ۱۱۸۷ھ خدمت دیوانی پیشکاری مع خلعت جواہرات و سن ۱۱۹۲ھ مین
خطاب راجہ دیانت دنت و سن ۱۱۹۴ھ بعہد نواب نظام علیخان بہادر بجائے راجہ جگدیو راو
پیشکاری سرکار سدھوٹ خلعت جواہرات و چار ہزاری منصب و علم و نقارہ و خطاب بہادری
سے سرفراز ہوئے۔ سن ۱۱۹۵ھ مین بعد فتح قلعہ بودہن جیغہ مرصع و شمشیر خاص معہ
علی بند مرحمت ہوا۔ سن ۱۱۹۲ھ مین جب شیر الملک بہادر دیوان ہوئے تو زمیندارن
سرکش نے اوس زمانہ مین ادائے زر محصول سے سرتابی کی اوسوقت انہون نے معہ اپنے
برادر خورد کے ایسا معقول انتظام کیا کہ زر محاصل بہ دقت وصول ہوگیا اور حضرت
غفران مآب نے۔ بجد خوشنود ہوکر خلعت عطا فرمایا۔ انہون نے ۲۹ ر محرم سن ۱۱۹۸ھ
کو قضا کی۔ **ناناجی پنڈت** عرف نانک رام کو سن ۱۱۷۵ھ مین اڑگانون وغیرہ (۱۱)
دیہات پنت پردہان پونہ سے ملے سن ۱۱۷۹ھ مین محرری ہر چہار صوبہ جات دکن کی عطا
ہوئی۔ سن ۱۱۸۰ھ مین موضع ریل پرگنہ کنڑ پنت پردہان سے ملا۔ سن ۱۱۹۵ھ مین سہ
ہزاری منصب و خطاب راجہ امانت دنت و علم و نقارہ سرفراز ہوا۔ اپنے بھائی کے انتقال
کے بعد اون کے بیٹے یعنے اپنے بھتیجے کو امداد و مشورہ کیا کرتے تھے۔ سن ۱۲۰۱ھ
مین انہون نے انتقال کیا۔

اوما کانت راو سن ۱۱۹۳ھ مین منصب یک ہزاری اور خطاب رائے سے سرفراز ہوئے
اور اسی سال فوت ہوئے۔

رینکا داس ان کی ولادت ۸ شوال سن ۱۱۷۸ھ کو ہوئی ان کے زمانہ شیرخواری مین ان کے
والد نے تحریر سررشتہ داری دیوانی سرکار عالی اور سررشتہ داری جمعیت و منصب منتقل
کرائی۔ سن ۱۱۹۴ھ کو منصب یک ہزاری و خطاب رائے عطا ہوا۔ بعد انتقال والد منصب
سہ ہزاری و خطاب رائے رایان راجہ دیانت دنت اور پیشکاری سرکار عالی خلعت
جواہرات سن ۱۱۹۹ھ مین سرفراز ہوئے۔ اور بتقریب آمد سن سین فرنگی ایک جوڑ دست بند

اور سن ۱۲۰۱ھ مین منصب چارہزاری و بہادری اور سن ۱۲۰۲ھ کو بتہنیت فتح قلعہ چنور و مہادیپور بہ عطا ہوا۔ اور موضع مدم گاؤن۔ وریل جوان کے والد کو منجانب پنت پرہان پونہ سے تھے ۲۰ شعبان سن ۱۲۰۲ھ کو ان پر منتقل ہوئی۔ اور منصب پنجہزاری اور پالکی جہالردار ۱۱ رجب سن ۱۲۰۲ھ کو اور مورچل ۲۹ ذیحجہ سن ۱۲۰۵ھ کو اور خطاب شامراج معہ جواہرات و علم و نقارہ و آفتاب گیری و چتر و عماری جہالردار وغیرہ ۔ ۲۹ ذیحجہ سن ۱۲۰۶ھ کو عطا ہوئی بعد فتح شہر گنجام راجہ شامراج رائے رایان بہادر دیانت دست ہمراہ اعظم الامرا بہادر فیلان چار جامہ پر سوار ہو کر ہری پنڈت بہرکیہ کے خیمہ مین گئے اور ایک پہر رات تک تخلیہ رہا اور وہین نقشہ سرنگ پٹن دیکھا گیا۔ غرہ رجب سن ۱۲۰۶ھ کو بعد صلح سرنگ پٹن جب ٹیپو سلطان کے لڑکے بغرض تصفیہ بلائے گئے تو متصل عیدگاہ ایک جانب خیمہ وکلائی پسر ٹیپو سلطان اور ایک جانب خیمہ میر عالم بہادر اور راجہ شامراج بہادر بفاصلہ ایک بان برپا ہوئے اور جب ٹیپو سلطان کے قلعہ سے باہر آئے تو لارڈ صاحب بہادر وغیرہ نے استقبال کیا اور بعد ملاقات عطر و پان دیکر رخصت کیا۔ اس مین راجہ شامراج بہادر اول سے آخر تک شریک رہے اور کاغذات و تہ نامہ کی درستی اور تصفیہ بندوبست انتظامی کے لئے میر عالم بہادر اور راجہ شامراج بہادر پندرہ روز تک قلعہ سرنگ پٹن مین مقیم رہے۔ اور قلعہ کا انتظام کر کے واپس آئے۔ اور معاش تحریر یاوانی و رسوم سردیسپانڈیہ گری چھ صوبہ جات دکن سن ۱۳۰۱ھ کو عطا ہوئی۔ اور جاگیر ہر اقسام کے وقتاً فوقتاً جاگیر ذات۔ اغراری۔ انعام۔ التمغا۔ و نگہداشت جمعیت و تفویض دیہات و تنخواہ جاگیر وغیرہ عطا ہوئین جب ارسطو جاہ بہادر پونہ گئے (بعہد نواب نظام علیخان بہادر) تو سن ۱۲۰۸ھ مین خدمت مدارالمہامی بخلعت چار پارچہ کارچوبی و سرپنچ و طرہ و حمایل مروارید و دست بند بجہند کنٹھ مرصع و چوکڑہ و علی ہذا مرصع و شمشیر خاص سے سرفراز ہوئے۔ سن ۱۲۱۴ھ عازم رامیسر ہوئے اور سن ۱۲۱۹ھ مین بیدر آئے اور یہان سے لیکر شامراج پور کو آباد کیا۔ اور سن ۱۲۲۲ھ کو اس کی سند عطا ہو انتقال آیا۔ ۸ ذی قعدہ سن ۱۱۹۵ھ کو دوہزاری منصب و خطاب دیانت رام عطا ہوا اور سن ۱۲۰۰ھ مین بعد

نانا جی پنڈٹ ان کو ہر چہار صوبہ جات دکن کی مخبری سرفراز ہوئی - سن ۱۲۰۰ھ کو سہ ہزاری منصب و خطاب مہاراج ونت و علم و نقارہ و سن ۱۲۱۱ھ مین خدمت پائگاہ خاص معہ خلعت جواہرات و خطاب بہادری سرفراز ہوا اور اسکے اخراجات کیلئے گیارہ لاکھ روپیہ کا معاش بھی عطا ہوا - اس جمعیت مین سوار ان جوانان و توپ خانہ جات و عہدہ داران فرانسیسی دیورپین و یورشین وغیرہ تھے - سن ۱۲۰۳ھ مین بتقریب سالگرہ مبارک جیغہ معہ کلغی مرحمت ہوا - اور سن ۱۲۰۴ھ کو پالکی جہالردار و علم و نقارہ و جواہرات سرفراز ہوئے - سن ۱۲۱۴ھ مین انتقال ہوا - سری کشن راؤ - بھوانی شنکر راؤ - راجہ شام راج بہادر کے فرزند تھے ان کی والدہ یعنے راجہ شام راج بہادر کی پہلی رانی نے اپنے بچون کی صغر سنی مین انتقال کیا اور راجہ صاحب موصوف نے دوسری شادی کی جس کے سبب سے ان بچون کی نگہداشت برابر نہین ہونے لگی (یہہ عہد نواب نظام علیخان بہادر غفران ماب کا تھا) جب یہہ حضرت بخشی بیگم صاحبہ کو پہنچی تو اونہون نے حسب فرمان خداوند نعمت ان دونون بچون کو اپنے محل مین طلب فرما کر ان کی خاطر خواہ پرورش ہوئی - جب ان کی زنار بندی کا زمانہ پہونچا تو بندگان عالی کے حکم سے ایک نیا مکان سمی بدیوانخانہ اسی رسم کی ادائی کیلئے تیار ہوا حضرت غفران مآب نے چار روز تک اسی دیوانخانہ مین زینت بخش رہکر ادائی رسم کرائی اور دفتر دیوانی کو اسی دیوان خانہ مین رہنیکا حکم فرمایا (جہان اب موجود ہے) سری کشن راؤ تھوڑے عرصہ مین مر گئے اور بھوانی شنکر راؤ کو خطاب امانت رام سیکھی پرتاب پور - اور سن ۱۲۱۲ھ مین خطاب بالو راج و خدمت پیشکاری سرکار معہ خلعت جواہر کل عطا ہوئی - سن ۱۲۲۱ھ مین بمقام بیدر قضا کئے - چنانچہ راجہ رام سن ۱۲۱۵ھ مین پیدا ہوئے اور بعہد سکندر جاہ بہادر خدمات موروثی سے معہ خطاب راجہ رائے رایان امانت رام بہادر و جواہرات تاریخ ۳ شوال سن ۱۲۳۷ھ کو سرفراز ہوئے ۱۲۴۹ھ مین رحلت کی - جیرام راؤ - سن ۱۲۴۹ھ مین خدمات موروثی سے معہ جواہرات بخطاب راجہ رائے رایان بہادر بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر سرفراز ہوئے اور سن ۱۲۵۹ھ مین قضا کی - نرسہر راؤ سن ۱۲۶۰ھ مین خدمت موروثی و خطاب راجہ رائے رایان بہادر معہ جواہرات سے بعہد حضرت غفران منزل سرفراز ہوئے - اور ۱۲ شوال سن ۱۲۷۶ھ مین فوت شنکر راؤ - ۲۷ رجب سن ۱۲۶۷ھ کو پیدا ہوئے - بعد ادائی رسم زنار بندی بعہد افضل الدولہ بہادر حضرت مغفرت مکان ۲۵ رجب سن ۱۲۷۳ھ کو جواہرات سے سرفراز ہوئے - اور بحیات والد خود خطاب راجہ رائے رایان بہادر امانت و نت سن ۱۲۷۳ھ غرہ ربیع الثانی کو عطا ہوا اور ان کے انتقال کے بعد خدمت موروثی کے ساتھہ ۲۱ محرم سن ۱۲۷۷ھ کو خطاب راجہ رائے رایان

وعلم ونقارہ وغیرہ معہ خلعت جواہر است عطا ہوئے - پھر تقریب شادی ہوئی جس کی سرفرازی ۲۰ رجب سن ۱۲۸۲ھ کو ہوئی - ان کی تاریخ انتقال ۴ صفر سن ۱۳۰۴ھ ہے -

ولادت تعلیم سرفرازی خدمات آپ کی تاریخ ولادت ۶ ذی حجہ سن ۱۲۹۰ ہے نام نامی لچھمن راؤ رکھا گیا - ۸ جمادی الثانی سن ۱۲۹۹ھ کو رسم زنار بندی ادا کی گئی اور سن ۱۳۰۰ھ میں زنار بندی کی سرفرازی ہوئی اور سن ۱۳۰۴ھ ۲۴ صفر کو منجانب حضور پرنور بذریعہ نواب مستحکم جنگ بہادر رسم تعزیت ادا فرمائی گئی جس پر حکم اعلیحضرت صغری زیر نگرانی میر مجلس میٹی کرنل مارشل صاحب جملہ کام آپ کے انجام پاتے رہے - ۲ شعبان سن ۱۳۰۲ھ کو حسب الحکم داخل مدرسۂ عالیہ ہوئے - بعد تین سال کے حسب الحکم ۲۱ جمادی الثانی سن ۱۳۰۶ھ کو بورڈنگ ہوس میں زیر نگرانی مسٹر ایچ پی ہاڈسن ایم - اے پرنسپل نظام کالج اقامت پذیر ہوئے - اور سالانہ انعامات بہ دست خاص اعلیحضرت پاتے رہے - ماہ جمادی الاول سن ۱۳۰۹ھ میں بتقریب سپورٹس سالگرہ مبارک گھوڑ دوڑ کی شرط میں بہ سواری اسپ "ایکلپس" (گھوڑے کا نام) بازی لیجانے کے باعث صاحب عالیشان بہادر نے نقرئی (کپ) عطا فرمایا - ۱۴ رجب سن ۱۳۱۰ھ میں امتحان مڈل کی کامیابی کا نتیجہ ظاہر ہوا جسمیں آپ کا پہلا نمبر حساب میں تھا - اس کے بعد آپ میاٹرک میں شریک ہوئے اور سن ۱۳۰۹ھ کو بتقریب کتخدائی - اعلیحضرت مظلہ العالی نے دست مبارک سے سہرا باندھا - ۲۷ شوال سن ۱۳۱۰ھ کو قرعات شادی بمضمون تقسیم ہوئے کہ رقعہ کے نیچے (الداعی وقار الامرا بہادر حسب الحکم سرکار) اور رقعہ میں (برخوردار لچھمن راؤ) خلف راجہ رائے رایان بہادر - مرقوم تھا - بہ سرپرستی سرکار عالی اس تقریب سعید کا انجام ہوا - بورڈنگ ہوس سے داخل مکان ہوکر اپنے علاقہ کا کام بہ احسن وجوہ انجام دیتے رہے - غرہ شوال سن ۱۳۱۲ھ دربار عید رمضان میں خلعت وجواہرات سے معزز ہوئے - سن ۱۳۱۴ھ میں بوجہ قابلیت وحسن انتظام علاقہ زیر نگرانی سرکار عالی سے واگذاشت ہوا - غرہ محرم سن ۱۳۱۵ھ کو حسب الحکم جریدہ اعلامیہ اعلیحضرت مظلہ بتقریب جشن جوبلی ملکہ معظمہ بغرض انتظام کمیٹی قوم ہنود کے آپ رکن مقرر ہوئے - اور بموجب فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت مظلہ ۲۸ محرم سن ۱۳۱۵ھ کو حسب الحکم مدار المہام "کمیٹی انتظام قرضہ" (جو خاص دیوڑی مبارک میں منعقد ہوئی تھی) کے آپ رکن مقرر ہوئے اور منجانب اعلیحضرت آپنے سوال وجواب کئے سن ۱۳۱۶ھ دربار سالگرہ مبارک میں خطاب راجہ رائے رایان بہادر امانت ونت معہ منصب سہ ہزاری ودو ہزار سوار وعلم ونقارہ سے سرفراز ہوئے - ۱۹ ربیع الثانی سن ۱۳۱۷ھ کو بجواب عرضی (جو بغرض

پیش کرنے اڈریس منجانب برہمنان پیش ہوئی تھی) فرمان منظوری صادر ہوا۔ سلخ رمضان سن ۱۳۲۰ھ کو ہر
امرائے ہمراہ اعلیحضرت بغرض شرکت دربار دھلی۔ دہلی کو بہفت فرما ہوئے۔ آپ نہایت لایق و فایق
کارگزار۔ خوش وضع۔ عالی خاندان۔ عالی حوصلہ۔ پسر چہارم حسن صورت و سیرت ہر دو جمع ہیں

اولا } آپکو تین فرزند ارجمند اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ راجہ شنامراج۔ ترمبک راج۔ راجہ دھونڈیراج۔ ولادت خلف اکبر
۲۶ ربیع الثانی سن ۱۳۱۶ھ ولادت خلف دوم ۲۹ ذی قعدہ سن ۱۳۱۷ھ ولادت خلف سوم ۵ دیجہ سن ۱۳۱۹ھ ہے

کرشناجی پنڈت از سنہ ۱۰۶۵ھ تا سنہ ۱۱۰۰ھ

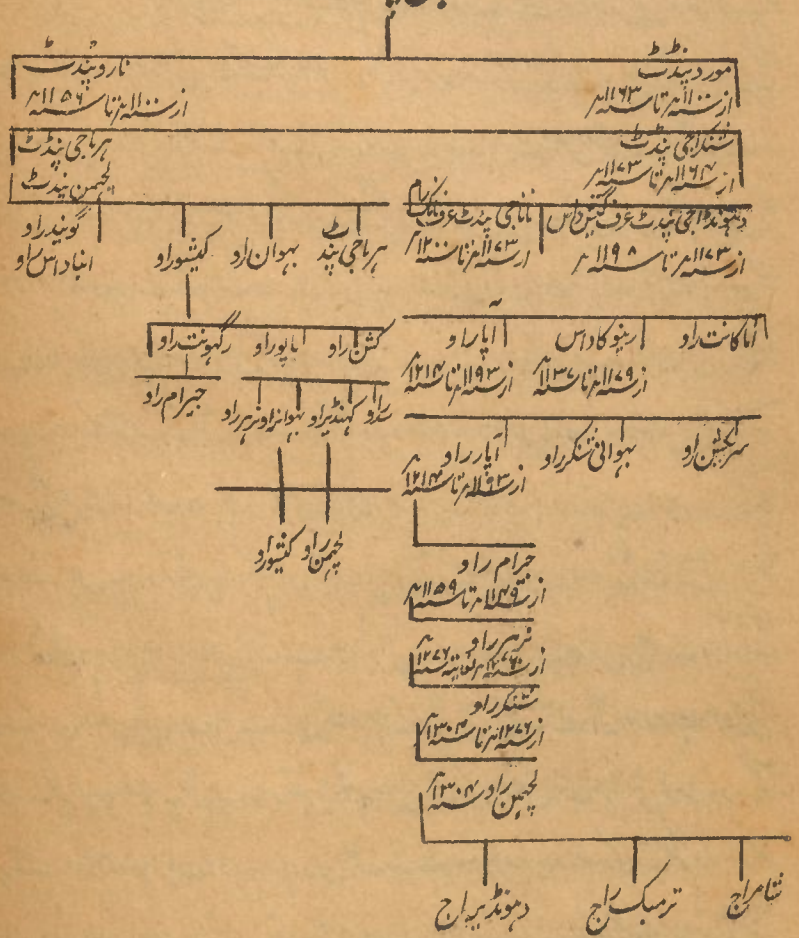

آصف نواز دنت
راجہ راجمان مہاراج
مرلی منوہر بہادر

ولادت خطابات خدمات

آپ کا اصل نام مرلی منوہر ہے۔ اور راجہ راجمان راجہ شیوراج بہادر دہرم دنت کے چھوٹے بھائی۔ راجہ اندرجیت کے فرزند بلند اختر ہین۔ آپکے خاندان عالی شان کا مفصل ذکر آپکے بڑے بھائی کے حالات ردیف (د) مین کیا جائیگا یہان صرف اس قدر بتلا دیا جاتا ہے کہ آپ کا سلسلہ خاندان راجہ رگھناتھ (جو وزیر اعظم حیدرآباد تھے) سے ملتا ہے۔ آپکے آبا و اجداد شاہجہان آباد کے رہنے والے ہین۔ آپ سن ۱۲۷۰ف مطابق سن ۱۸۶۰ع پیدا ہوئے۔ اور مدرسہ عالیہ مین جو حیدرآباد کے معزز امرا زادون کا مدرسہ ہے تعلیم پائی جب تعلیم سے فارغ ہوئے تو طبیعت نے قانون کے طرف پلٹا کہائی۔ جب اس مین بھی تجربہ حاصل ہوا صیغہ مالگزاری مین تجربہ حاصل کرنے کی غرض اضلاع مین (جب تحریک سر سالار جنگ اول) بھیجے گئے جہان آپنے بکمال محنت و مشقت ہر ایک کام مین پورا پورا ملکہ پیدا کیا۔ اور ہر ایک عہدہ پر از ادنےٰ تا اعلےٰ کارگزار رہکر اعلےٰ درجہ کے مشاق ہوئے۔ جب وہان سے واپس ہوئے تو ابتداءً آپ کو صیغہ مالگزاری کی سررشتہ داری سپرد کی گئی۔ رفتہ رفتہ ریونیو اور جوڈیشل عہدون پر ترقی ہوتی چلی۔ سن ۱۲۹۱ف مین راجہ مرلیمنوہر بہادر خطاب عطا ہوا۔ اور سن ۱۳۰۱ف مین بتقریب تشریف فرمائی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ آپ کو راجاؤن اور مہمانون کے استقبال اور دربار کے انتظام کی خدمت تفویض ہوئی۔ جسکو آپنے بوجوہ احسن انجام دیا۔ جبکہ ریاست کے اخراجات کی اصلاح اور پبلک قرضہ کی تحقیقات کیلئے کمیشن مقرر ہوا تو آپ ان ہر دو کے ممبر مقرر کئے گئے۔ اور سن ۱۳۰۴ف

مین صدر محاسبی کی خدمت عطا ہوئی سن ۱۳۱۱ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک راجہ راجمان مہاراج نوازونت خطاب اور منصب چار ہزاری پانصدی و علم و نقارہ و پالکی جہالہ دار حمت ہوئے - اور سن ۱۳۱۲ھ مین بتقریب سالگرہ مبارک آصف نوازونت خطاب ہوا - سن ۱۳۲۰ھ مین بوجہ رضامندی خاص مسٹر کیاسن داکر منصرم معتمد فنانس ڈپارٹمنٹ (اپنی خدمت صدر محاسبی کے علاوہ) مقرر ہوئے - چنانچہ اس وقت تک ہر دو خدمتین نہایت جفاکشی اور مستعدی کے ساتھ انجام دے رہے ہین - آپ نے انگریزی اور فارسی علم کے لئے اپنے خاص اخراجات سے ایک مدرسہ قایم کیا ہے اور جوبلی کے موقع پر متعدد اس کا لرشپین طلباء مدارس کیلئے معین کین اور ایک سبھا بھی قایم کی ہے بطور جنرل رفاہ عام کے کامون مین آپ کو انتہا درجہ کی دلچسپی ہے - حال مین دو اسکیم لنگر خانہ و پرورشی پس ماندگان عہدہ داران کے نسبت آپنے پیشگاہ اعلیحضرت مین پیش کی ہے - جو آپ کی لیاقت اور تجربہ کاری کا نمونہ ہے جسکو گورنمنٹ نے بھی کمال درجہ پسند فرمایا ہے - اکثر آپ کے مضامین تنوشنل مورل اور علمی ہوا کرتے ہین - آپ انتظار حد کے کفایت شعار - خیراندیش - ذی مروت - صاحب اخلاق - ہین -

اولاد آپ کو تین فرزند ہین -

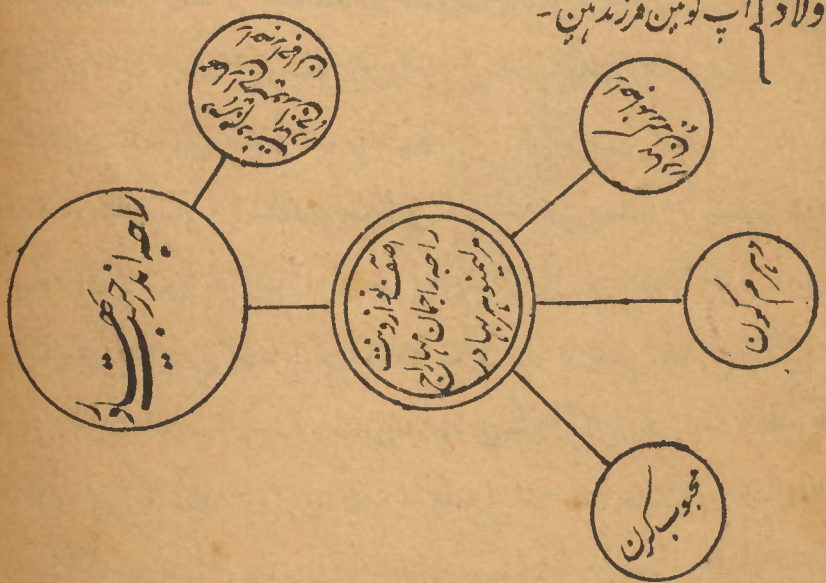

آفر الدولہ بہادر
سی - آئی - ای
لفٹنٹ کرنیل ڈ

۹

ولادت
خدمات
خطابات

آپ کا اصلی نام نامی میرزا محمد علی بیگ ہے - آپ میرزا ولایت علی بیگ (حیدر آباد کنٹجنٹ تہرڈ کیولری -) رسالدار کے فرزند ارجمند ہین زمانہ غدر مین آپکے والد بزرگوار سرہور وز کے اردلی افسر تھے اوس موقع پر اونہون نے ایسے کارہائے نمایان کئے کہ جس کے صلہ مین آپکو اردر آف میرٹ اور ایک تلوار انعام دی گئی - آپ کا سن ولادت ۱۲۷۰ھ مطابق سن ۱۸۵۲ء ہے - پندرہ برس کے سن مین (بمقام اورنگ آباد) اپنے والد کی کیولری مین داخل ہوئے - اور تھوڑے ہی زمانہ مین اپنی حسن کارگزاری اور جان فشانی کے باعث رسالدار ہوگئے - سن ۱۲۹۳ھ کے دربار دہلی مین کنٹجنٹ کے جنرل کمانڈر نے انکو اعلیحضرت حضور نظام کے فوج کی افسری کے لئے منتخب کیا - اوس کے تین ہی سال بعد نواب سالار

اعظم جب اورنگ آباد (روضہ خلد آباد) تشریف لے گئے تو انہین اپنے ہمراہی سو سوارون کی کیولری کا افسر بنایا۔ اوس زمانہ مین اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ کی اتالیقی اور مصاحبت و تعلیم و تربیت کے واسطے نواب سر سالار جنگ اعظم کو لایق اور ہوشیار اشخاص کی سخت ضرورت تھی۔ چونکہ آپ اپنے کو ایک لایق مشہور اور قابل کارگزار ثابت کر چکے تھے۔ اور جنرل رائٹ نے بھی آپ کی سفارش کی تھی اسلئے نواب صاحب موصوف نے آپ کو اعلیحضرت کے اسٹاف مین شمولیت کا اعزاز بخشا۔ اس عرصہ مین جنگ افغانستان کا آغاز ہوا اور آپ اپنی رجمنٹ کے ہمراہ اس جنگ مین شریک ہوئے۔ بعد واپسی۔ حضور پرنور خلد اللہ ملکہ کے اسٹاف مین داخل ہوئے۔ اورنگ آباد سے رخصت ہونے کے موقع پر آپکے ہمرہ ہندوستانی و یوروپین عہدہ دار اور آپ کے رجمنٹ کے سپاہی ازراہ محبت و ہمدردی ایک چاندی کا پیالہ آپ کی خدمت مین تحفتاً پیش کیا جو اس وقت آپ کے بنگلہ راحت منزل مین بجنسہ میز پر رکھا ہوا ہے۔ اور اون احباب و ہمدردون کی یاد دلاتا ہے۔ اعلیحضرت نے آپ کی مستعدی۔ جفاکشی اور کارگزاری و قدردانی فرماکر سن ۱۳۰۱ھ مین جشن دربار حکمرانی کے موقع پر خطاب خانی و بہادری اور منصب پنجہزاری سے سرفراز فرمایا۔ اور اوسی سال بتقریب جشن نوروز افسر جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب و یک ہزار سوار و علم سے ممتاز فرمائے گئے۔ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے اپنی ایڈکیانگی کا اعزاز عطا فرماکر گولکنڈہ لانسرز کو بھی آپ کے زیر حکم کر دیا۔ کرنل مارشل (سابق پریوٹ سکرٹری اعلیحضرت) کے چندروزہ رخصت مین آپ نے اون کا کام بھی انجام دیا۔ سن ۱۳۰۶ھ مین جبکہ مسٹر مارٹمر ڈیورنڈ سفارت کابل پر گئے تھے تو آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ لیکن جب پشاور پہونچے تو معلوم ہوا کہ سفارت موقوف ہوگئی۔ انہین ایام مین کالی پہاڑی کے معرکہ کی تیاری شروع ہوئی۔ آپ نے شرکت کے لئے درخواست دی۔ جنرل لارڈ رابرٹس نے جو آپ کی بہادری اور دلیری کا تجربہ کئے ہوئے تھے بخوشی تمام آپ کو جنرل ہیکوئن کا اڈلی افسر مقرر کیا۔ چنانچہ

اپنی حسن خدمات کی وجہ سے گورنمنٹ آف انڈیا کے شکریہ کے مستحق ہوئے۔ ایک میڈل بھی عطا ہوا۔ سن ۱۳۰۰ھ مین جب ڈیوک آف کنیاٹ حیدرآباد تشریف لائے تو آپ ڈیوک صاحب کے پرسنل اسٹاف مین مقرر کئے گئے۔ سن ۱۳۱۰ھ مطابق سن ۱۸۹۲ء مین حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس ترتیب دی گئی اور اوس کے افسر آپ ہی قرار پائے۔ اور مزید برآن رسالہ جوتین بھی آپ کے تفویض کیا گیا۔ سن ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء مین آپ کو خطاب افسرالدولہ و منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر حیدرآباد کی فوج کی قواعد آپ نے ایسی عمدہ کی۔ کہ جو پیشتر اس سے بہتر کبھی نہین ہوئی تھی۔ جس کے صلہ مین گورنمنٹ آف انڈیا نے برٹش انڈیا مین منصب پنجہزاری سرفراز فرماکر سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ جب کرنل ہڈل کا انتقال ہوا تو کل باقاعدہ فوج کا کمانڈ آپ کے تفویض ہوا۔ جنگ چین کے موقع پر بھی آپ جنرل کنٹس کے اسٹاف مین شریک ہوکر گئے۔ سر حال جب کوئی جنگ کی ضرورت گورنمنٹ آف انڈیا کو لاحق ہوتی ہے تو آپ ضرور شریک ہوتے ہین اور کارہائے نمایان و حسن خدمت سے شکریہ اور صلہ کے مستحق ٹھہرتے ہین۔ کچھ ہی روز ہوئے کہ آپ سن ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء مین شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے جشن تخت نشینی کے موقع پر دربار لنڈن مین شریک ہوئے۔ اور وہان نہایت تپاک سے آپ کا خیر مقدم کیا گیا شہنشاہ کی فوج کی افسری کا اعزاز بھی بخشا گیا۔ وہان لارڈ رابرٹس کے آنریری اے ڈی کانگ مقرر ہوئے۔ دربار دہلی کے موقع پر غالباً امپیریل سروس ٹروپس کی کمان آپ کے تفویض کیجائیگی اور منجانب گورنمنٹ آف انڈیا آپ کو اعزازی طور پر لفٹنٹ کرنیل کا عہدہ برٹش افواج مین عطا ہوا ہے۔ صیغہ فوج کو آپ پر بہت بڑا ناز ہے۔ اور اپنی خوش خلقی اور نیک نیتی کی وجہ سے ہر طبقہ اور ہر فرقہ مین آپ ہر دلعزیز ہین۔ تمام ہندوستان کے شہسوارون مین آپ کا نمبر اول شمار کیا جاتا ہے۔ سیاہیانہ جسقدر فن ہین اون مین طاق تھہرے آفاق ہین۔ اعلیحضرت کی پیشگاہ مین بھی آپ کو بہت رسوخ حاصل ہے۔ صاحب اخلاق و صاحب مروت ہین۔ چہرہ سے جوان مردی

اور شجاعت و بہادری عیان ہے۔ فارسی اور انگریزی مین اچھی مہارت ہے۔

اولاد پروردگار عالم نے آپ کو پانچ فرزند عطا فرمائے ہین۔ جملہ لایق اور ہوشیار۔ فوجی کامون مین چالاک۔ اپنے پدر بزرگوار کے قدم بقدم ہین۔ نوجوان صاحب اولاد و صاحب خطاب و منصب کارگزاری سرکار نظام مین اعلے درجہ کے فوجی عہدون پر مامور ہین۔ اللھم زد فزد۔

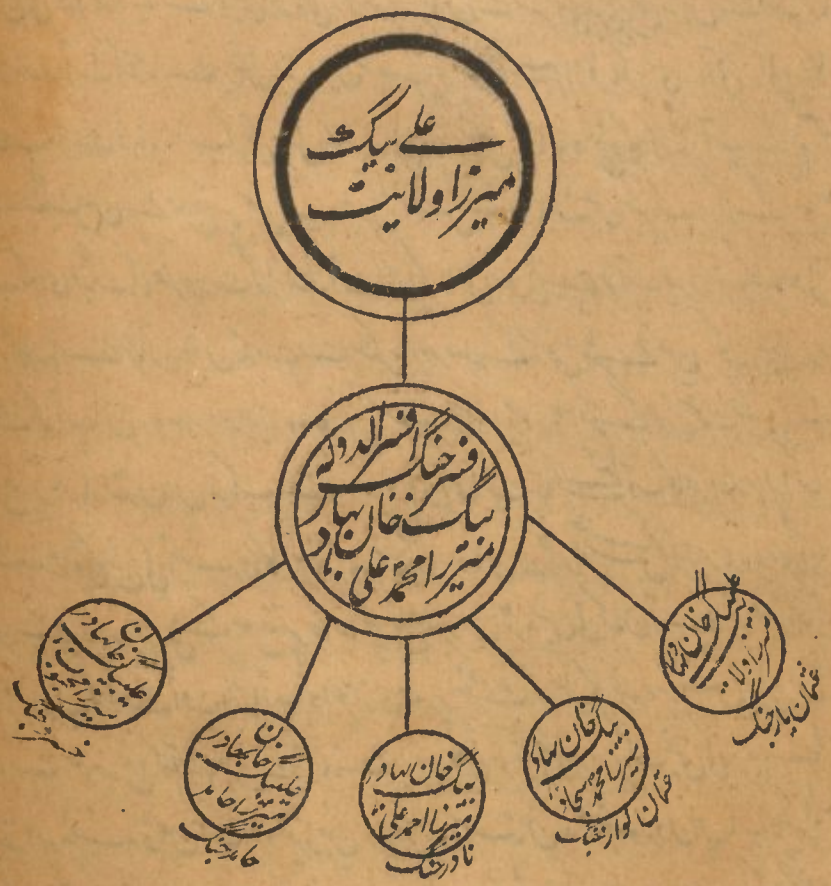

اشرف الحکما لقمان الدولہ فلاطون جنگ محمد حیدر خان بہادر

۱۰

آپ ڈاکٹر محمد اشرف صاحب کے خلف ارشد ہین ابتداً حیدرآباد مین مدرسۂ ڈاکٹری کی جب بنا ہوئی تو محمد اشرف صاحب بھی مدرسۂ مذکور مین شریک ہوئے اور آخر کامیاب ہو کر شہر حیدرآباد مین آپنے اوّل اوّل طبابت ڈاکٹری کی اشاعت دی۔ چونکہ اس زمانہ مین ڈاکٹری علاج کے فوائد سے پبلک واقف نہ تھی چنانچہ آپ کی سریع التاثیر ادویات و سریع العمل جراحی سے آپکے دواخانہ کو مرجع عالم بنالیا تھا اور شافی مطلق نے آپ کے ہاتھ پر شفا بھی عنایت فرمائی تھی۔ آپنے بہت جلد اس کام مین اعلیٰ ناموری حاصل فرمائی اور شمس الامرا امیر کبیر اول اور امیر کبیر ثانی۔ اور امیر کبیر ثالث کے آپ ہی معالج خاص اور بیش قرار ماہوار و نوازشات سے مالامال تھے۔ حتےٰ کہ نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان کے معالجہ مین بھی آپ شریک رہے ہین۔ آپکے دو فرزند ارجمند اولین محمد حیدر لقمان الدولہ بہادر۔ دوم محمد وزارت اشرف نواز جنگ (جو اس وقت ڈاکٹری کی تعلیم لندن مین پا رہے ہین)

خطابات مناصب چنانچہ خلف اول کو بتقریب دربار جشن سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۱۱ف مین خطاب خانی و بہادری۔ فلاطون جنگ و لقمان الدولہ اشرف الحکما

خدمت | اور منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز کئے گئے
آپ کے والد نے آپ کی تعلیم میں اعلےٰ درجہ کی کوشش کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علوم
ڈاکٹری و فنون جراحی میں کامیاب ہو کر آپ نے اپنے دواخانہ کو نہایت زیب و زینت
سے ترقی دی ابتداءً شمس الامرا امیر کبیر سر راج سر نور رشید جاہ بہادر کے معالج خاص رہے
جب شہرہ آپ کی عمدگی تشخیص و صائب الرائے کا ملازمان اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی پیشی
میں پہنچا تو قسمت نے یاوری کی اور اسٹاف مبارک کی خدمت ڈاکٹری اور دواخانہ
سے مباہی و مفتخر ہو کر خطاب و منصب بیش قرار و نوبت وغیرہ سے مورد الطاف خسروانہ
ہوئے۔ واقعی جو جو عمدہ باتیں حکیم حاذق کے لئے لازمی ہیں وہ آپ میں جمع ہیں تشخیص قدیر
میں مدطولے رکھتے ہیں۔ ذکی الطبع۔ حکیم حاذق۔ جوان صالح۔ خلیق۔ لئیق ہیں۔ اور
سفر و حضر میں بارگاہ خداوندی کی حضوری سے مشرف رہتے ہیں۔ چنانچہ سن ۱۳۱۷ھ سفر مبارک
کلکتہ میں آپ ہمراہ رکاب فلک رقاب حاضر تھے اور فی الحال دربار دھلی کے موقع پر بھی
آپ کو ہمرکابی اعلیحضرت مظلہ العالی کا شرف حاصل ہونیوالا ہے۔

(کتب خانہ احمد نواز رامپور میں نے دیکھے ہیں ای آر نیکولس)

اکبر نواز جنگ
خواجہ سید علیخان

۱۱

خاندان آپ خواجہ شجاعت علی خان عرف دولہ پادشاہ کے فرزند اور خواجہ غلام حسین خان عوض خانی کے پوتے تھے آپکے مورث اعلیٰ **میر عوض خان** بہادر عضد الدولہ قسور جنگ جن کی ایک صاحبزادی (حضرت مغفرت مآب) کے حبالۂ عقد مین تہی جن کو پیشگاہ عالمگیر پادشاہ سے سن ۱۱۱۴ھ مین خطاب عوض خان بہادر سرفراز ہوا اور سن ۱۱۳۳ مین ہمراہی نواب آصف جاہ بہادر وارد دکن ہوکر خطاب عضد الدولہ قسور جنگ سے ممتاز ہوئے۔ اور سن ۱۱۴۲ھ مین انتقال ہوا درگاہ شیخ برہان الدین صاحب قدس سرہٗ العزیز (خلدآباد) مین مدفون ہین۔ آپکے فرزند **خواجہ غلام حسین خان** کو مسماۃ کبیر النسا بیگم صاحبہ صبیہ نواب ہمایون جاہ بہادر میر مغل علیخان مرحوم منسوب تہین جن کے بطن سے خواجہ شجاعت علیخان تولد ہوئے۔ اور مسماۃ امیر النسا بیگم صاحبہ صبیہ نواب صمصام الملک بہادر سے عقد ازدواج فرمایا۔ آپ کو چار فرزند ہوئے۔

اوّل فخر جنگ خواجہ زور آور علی خان (بطن سے صبیہ صمصام الملک) کے دوم خواجہ بہرام علیخان فیضیاب جنگ۔ سوم خواجہ ہمایون علی خان فخر یاب جنگ (نبیری صفی الدولہ کے بطن سے) چہارم خواجہ سرور علی خان اکبر نواز جنگ (دوسری زوجہ سے) چنانچہ فرزند چہارمی جن کا نام نامی زینت

عنوان سے خواجہ منور علی کے نام سے مشہور رہے۔ اولاً آپ کی شادی صبیہ نامدار جنگ مرحوم خلف حیدر الملک سے ہوئی۔ بعد عقد مجنونی اوس مریم زمانی کے مغفرت جنگ خلف صمصام الملک مرحوم کی صاحبزادی منسوب ہوئین۔ سن ۱۳۰۵ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری اکبر نواز جنگ اور منصب دوہزاری دیک ہزار سوار و علم سے مباہی ہوئے۔ اور نواب سر آسمان جاہ بہادر کی وزارت مین تین سو روپیہ کی معاش سے ممتاز ہوئے۔ اور نواب صاحب مغفرت کے زمانہ وزارت مین رفیق سفر و حضر رہے۔ اور ہر وقت باریاب رہتے تھے۔ نواب صاحب موصوف آپ سے حد درجہ خلوص رکھتے تھے۔ اکثر گاڑی کی سواری مین بازو لیکر بیٹھتے تھے۔ آخر آپ جمادی الاول سن ۱۳۱۹ھ مین راہی دار الجنان ہوئے۔ آپ کمال درجہ کے منکسر المزاج صاحب اخلاق صاف باطن تھے۔ کبر و غرور سے کوسون دور رہتے۔

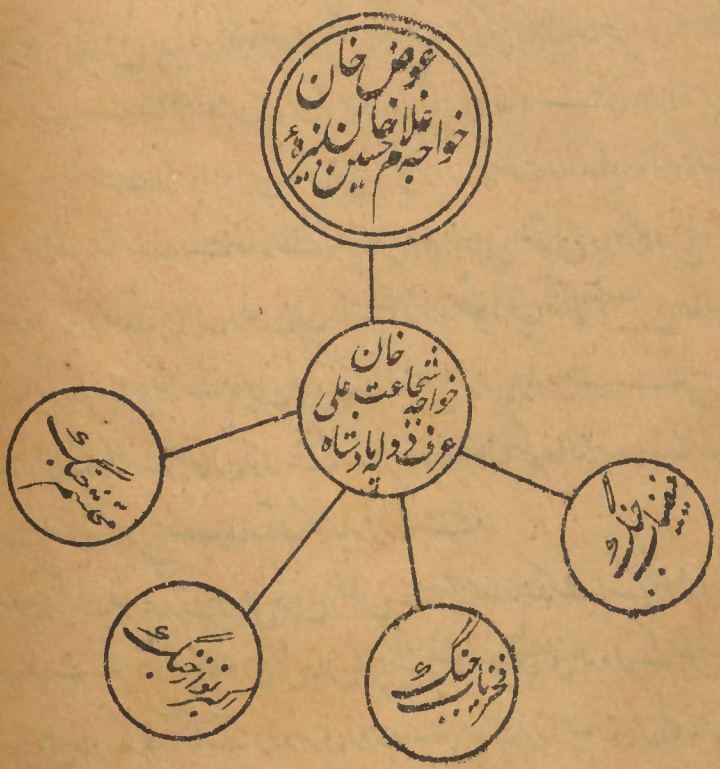

احمد یار جنگ

حیدر یار خان بہادر

۱۲

خاندان آپ نبی یار خان بہادر محی الدولہ بہادر ثانی کے پوتے ہین آپکے مورث اعلےٰ حکیم الحکما حکیم جعفر خان مغفور تھے جو عہد حضرت غفرآن مآب نواب میر نظام علی خان بہادر آصف جاہ ثانی مین احتساب بلدہ حیدرآباد اور صدر الصدوری سے سرفراز ہوئے آپکے خلف

حکیم الحکما محی الدولہ عزت یار خان شہید خدمت آبائی سے ممتاز اور معالج خاص حضرت مغفرت منزل نواب سکندر جاہ بہادر تھے۔ آپنے علم حدیث مین محدثین حرمین شریفین سے اسناد حاصل کیا تہا۔ ریاضی مین یکتائے عصر جمیع علوم معقول و منقول سے ماہر و بہرہ یاب تھے حضرت مغفرت منزل کی عنایت نہایت درجہ مبذول تھی جاگیرات سیر محاصل سے ممتاز فرماکر مصاحبت و تقربت سے بہی مفتخر و مباہی فرمائے تھے۔ سن ۱۲۳۹ھ مین افغانان مہدوی کے ہاتون شہید ہوئے۔ اللہم اغفرہ وارحمہ۔ آپ کو دو صاحبزادے۔ ایک احمد یار جان

محے الدولہ بہادر ثانی دومی بنی یار خان بہادر بنی یار خان بہادر کے فرزند رسول یار خان محے الدولہ بہادر اور اون کے تین فرزند جن مین نواب آحمد یار جنگ ثالث بہ سب مین چھوٹے ہین اس خاندان کا مفصل تذکرہ آحمد یار جنگ بہادر کے بڑے بھائی حکیم الحکما محے الدولہ حال کے حالات مین کیا جائے گا۔ کیونکہ وہی بزرگ خاندان ہین۔ یہان صرف کسیقدر معلومات کے لئے نام بتا دئے گئے ہین۔

اسم و خطاب آپ کا اصل نام نامی حیدر یار خان ہے۔ بالکل نوجوان ہین سن ۱۳۱۶ھ مین بہ تقریب دربار جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری و آحمد یار جنگ ثالث اور منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار و علم سے مفتخر و مباہی ہوئے آپ نہایت لئیق خوش وضع۔ خوش قطع۔ سلیم الطبع۔ کثیر الاخلاق ہین۔

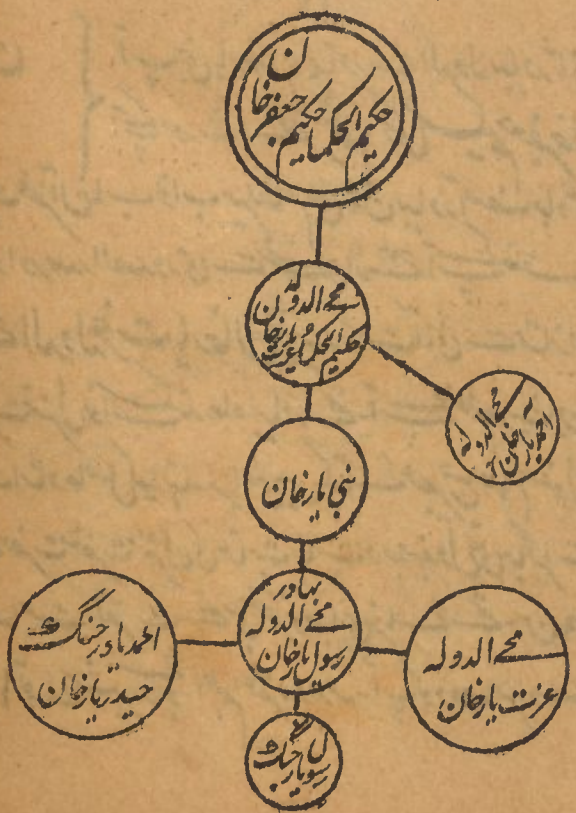

آفتاب جنگ میر نثار علی خان بہادر

۱۳

خاندان آپ خاندان آصفیہ کے اعلےٰ ممبر نواب صمصام الملک میر بشیر الدین علی خان مرحوم کے پوتے اور میر برات علی خان آفتاب جنگ اول کے خلف تھے۔

صمصام الملک صمصام الدولہ میر بشیر الدین علی خان (خلف دوم حضرت منیر منزل اور نواب سکندر جاہ بہادر) سن ۱۲۱۱ھ مین بطن سے چاندنی بیگم صاحبہ قبلہ کے تولد ہوئے ۹ جمادے الاول سن ۱۲۹۳ھ کو وفات پائے۔ آپ کو سترہ صاحبزادے اور سترہ صاحب زادیان تھین جن مین میر برات علی خان آفتاب جنگ اول خلف اصغر تھے۔ اور ایک صاحبزادے میر نثار علی خان آفتاب جنگ ثانی تھے۔ جنکو تقریب سالگرہ مبارک سن ۱۳۰۰ھ مین خطاب خانی و بہادری و آفتاب جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سرفراز ہوا تھا اور

جس زمانہ مین کہ مدرسۂ اعزہ قایم ہوا تو آپ اسکے رکن بنائے گئے چنانچہ آپ نے اپنی برادری کے اولاد کی تعلیم و تربیت مین جو حصہ لیا وہ قابل قدر ہے آپ کا سن انتقال ۱۳۱۰ھ ہے۔ آپ نہایت متین متحمل مہذب۔ جوہر شناس تھے۔ آپ کی کدخدائی صبیۂ میر حسین علی خان نبیرہ منور جنگ کلان سے ہوئی تھی جن کے بطن سے دو صاحبزادے ہوئے۔ خلف اکبر میر منور علیخان۔ جنھون نے عین شباب مین اس جہان فانی کو الوداع کہا۔ خلف دوم میر معزز علیخان داماد قایم جنگ جو اسوقت موجود ہین۔ آپ مدرسۂ عالیہ مین بہ تقرر ایک سو روپیہ میوہ خوری مدت تک تعلیم پاتے رہے۔ بمصداق الولد سر لابیہ۔ مہذب نیک روش۔ خوش اخلاق۔ نوجوان لائق ہین۔

اقتدار نواز جنگ

غلام محبوب جان بہادر

خاندان حافظ محمد حسین خان صاحب مغفور (آپکے مورث اعلیٰ) بزمانہ مغفران مآب میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی شہر اورنگ آباد جستہ بنیاد سے حیدرآباد فرخندہ بنیاد آئے۔ اور براہم جسروانہ دباعزاز خاندانی مہتمی اصطبل خاص سے سرفراز ہوئے۔ آپکے فرزند حافظ محمد رسول صاحب مغفور کو بعہد سلطنت سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل دوسو روپیہ منصب عطا کیگئی۔ اور اون کے خلف الرشید محمد غلام قادر صاحب مرحوم بزمانہ شاہی نواب ناصر الدولہ بہادر مغفران منزل جاگیر سے سرفراز ہوئے۔ اور مزید براں داروغگی حفاظ و آب خاصہ بھی مرحمت ہوئی آپ کو دو فرزند اول غلام محی الدین خان مستقل نواز جنگ بہادر دوم غلام محمد صاحب عرف غلامی صاحب مرحوم جاگیردار

مستقل نواز جنگ غلام محی الدین خان بہادر بعہد نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان خدمت آبائی داروغگی حفاظ و آب خاصہ مبارک و جاگیر قدیمی سے سرفراز ہوئے۔ اور بزمانہ وزارت نواب مختار الملک بہادر بوقت ضلعبندی تعلقہ سگاریڈی کی تحصیلداری پر مامور کئے گئے۔ ایک عرصہ تک بوجوہ احسن کارگزار رہے بعد ازاں مستعفی ہوکر مجلس انتظام کو ہٹہ جات صرفخاص سرکار عالی مین بحیثیت رکن اول مقرر ہوئے۔ بعد انقضائے مدت مدید بعہد سریر آرائے اعلیحضرت حضور پرنور میر محبوب علیخان بہادر آصف جاہ سادس مدظلہ العالی منصرم مجلس انتظام کو ہٹہ جات ہوئے۔ جو تا الآن مامور ہین اور

سن ۱۳۱۶ھ مین بتقریب سالگرہ مبارک خطاب غلام محی الدین خان بہادر مستقل نواز جنگ اور منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفراز کئے گئے۔ آپکے دو فرزند۔ غلام محبوب خان بہادر منیر الدولہ خان

اسم۔ خطاب خدمت

آپ کا اصل نام نامی غلام محبوب ہے۔ ایک عرصہ تک دفتر معتمدی صرفخاص مین بحیثیت کارآموزی بہ تقرر الونس ساٹھ روپیہ کارگزار رہے۔ بعد ازان چالیس روپیہ کا اضافہ ہوا۔ جملہ سو ملنے لگے۔ اوسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد تحصیلداری درجہ اول تعلقہ غربی علاقہ صرفخاص پر مامور ہوئے۔ جشن سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۶ھ کے دربار مین غلام محبوب خان بہادر اقتدار نواز جنگ خطاب اور منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے مفتخر ہوئے۔ نواب آصف نواز الملک بہادر معتمد صرف خاص و پیشی خداوندی کی صاحبزادی سے آپکے ازدواج مین ہے۔

آپ اعلے درجہ کے فرنیس اور لایق ہین۔ علمی لیاقت بھی اچھی ہے نہایت خلیق چہرہ سے ہمیشہ شگفتگی پائی جاتی ہے۔

اولاد

آپکو دو فرزند ارجمند ہین اوّل غلام قادر صاحب دوم غلام حبلانی صاحب۔

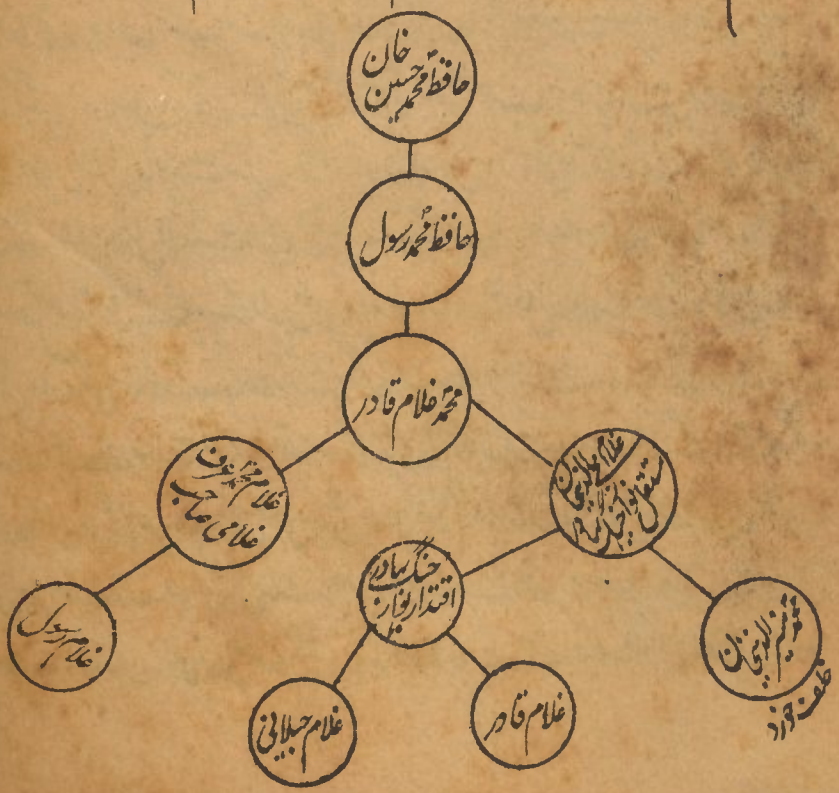

آصف جاہی
راجہ اندر کرن بہادر

۱۵

خاندان } آپ راجہ راجان مہاراج آصف نواز دنت مرلیمنوہر بہادر کے خلف اکبر ہین۔ حالات خاندانی راجہ راجان راجہ شیوراج دہرم دنت بہادر کے تذکرہ مین بیان ہون گے۔

تعلیم } آپ ۱۸۹۱ء مین پیدا ہوے۔ عہد طفلی سے ہی آپکو تحصیل علوم کا کمال شوق تھا۔ چنانچہ بعد فراغ تعلیم
خطاب } خانگی ۱۲ سال کی عمر مین داخل مدرسہ عالیہ (یہ ایک حیدرآباد کا نامی مدرسہ ہے جہان امرازادے تعلیم پاتے ہین) ہوے جہان چار سال تک تعلیم پائی۔ اور مدراس یونیورسٹی کا امتحان (مٹریکیولیشن) پاس کیا ۱۹۰۷ء مین اپنے والد کے ہمراہ بنگلور تشریف لیگئے۔ بعد واپسی نظام کالج مین شریک ہوے ۱۹۱۰ء مین بعنوان تبدیل آب و ہوا مہابلیشور کی سیر فرمائی۔ اس موقعہ پر مہاراجہ میرج کے مہمان رہے۔ اور مہاراجگان کولہاپور و جم کھنڈی۔ گورنر صاحب بمبئی۔ ہز ہائنس آغا خان وغیرہ سے ملاقات فرمائی ۱۹۱۱ء مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپکو خطاب راجہ بہادر منصب دہ ہزاری ذیلدار و علم عطا ہوا۔ اسی سال خدمت سررشتہ داری منصبداران سے بھی سرفراز ہوے ۱۹۱۳ء مین مدراس یونیورسٹی کے امتحان (ایف۔ اے) مین کامیابی حاصل کی۔ چنانچہ اس موقع پر اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے بمراحم خسروانہ آپکو مبارکبادی دی۔ اسی سال آپ صفائی اندرون و بیرون بلدہ اور پورہوس اسکیم سوسائٹی کے ممبر بنائے گئے۔ بعد ازان آپنے بی۔ اے کا امتحان دیا۔ جو آجتک آپکے خاندان بلکہ طبقۂ امرا مین کسی نے پاس نہین کیا ہے۔

سیاحت } چونکہ آپکو سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور قریب قریب تمام ہندوستان کی سیر فرمائی ہے۔ چنانچہ اسکے بعد آپنے پنجاب کی سیر فرمائی۔ جہان لفٹنٹ گورنر پنجاب سے ملاقی ہوے۔ اور متعدد سوسائٹیون کی جانب سے آپکو ایڈریس دیا گیا۔ اور اکثر رؤسا مثلاً راجہ ہربنس سنگھ بہادر والی ریاست خوزی پور۔ رائے بہادر پنڈت جنارد ہن فرزندان رائے بہادر پنڈت میلارام وغیرہ نے ضیافتین کین۔ اور مہاراجگان کپورتھلہ و پٹیالہ نے خاص طور پر مدعو کرکے

اپنی اپنی ریاستون مین مہمان رکھا۔
پھر آپنے کاٹھیواڑ کا سفر فرمایا۔ جہان والیان ریاستہائے ووڈوان وجام نگر کے مدعو رہے۔
سنہ ۱۹۱۲ء مین جب کایستھ کانفرنس کا انعقاد (ضلع گیا صوبہ بہار) مین ہوا تو آپ صدر نشین بنائے گئے۔ اور اس انتخاب کا اعزاز آپکو خاص طور پر تمام ہندوستان کے کایستھون کے مقابل (کیونکہ اس کایستھ کانفرنس کا سالانہ جلسہ تقریباً ۲ لاکھ کایستھون کی جانب سے ہوا کرتا ہے) حاصل ہوا تھا۔
سنہ ۱۹۱۳ء (سب الحکم من الہام سرکار عالی) تین سال تک معتمدی تعلقات مین کارآموز رہے جب معتمد علاقہ نے آپکی نسبت عمدہ رپورٹ پیش کی تو ہز ایکسلنسی سرکار عالی نے آپکو حسابی معلومات حاصل کرنیکے لئے مسٹر کرالی سابق کنٹرولر جنرل کے یہان روانہ فرمایا۔ جہان آپ دو سال تک بحیثیت مددگار۔ صدر بحسی کے ہر ایک شاخ کا کام انجام دیا۔ زان بعد ترتیب رپورٹ نظم ونسق مین معتمد صاحب مالگزاری کو مدد دی۔ پھر آپ بحیثیت کارآموز بار بھی گئے۔ جہان آپکو فوجداری مین مجسٹریٹ درجہ اول اور مال و دیوانی مین بھی اول درجہ کے اختیارات عطا ہوئے۔ (جو آجتک کسی کارآموز کو نہین دیے گئے۔) اور حین قیام بڑا قحط سالی کے موقع پر آپنے اپنے خدمات گورنمنٹ کو متعار دئے اور ایک تعلقہ کا انتظام اس حسن خوبی سے فرمایا کہ کنسر صاحب نے بہت کچھ تعریف فرمائی۔ چنانچہ آپ وہان تین سال تک کارآموز رہے۔ آپکی واپسی پر کنسر صاحب ڈپٹی کنسر صاحب نے آپکی حسن کارگزاری اور اپنی خوشنودی کا نہایت عمدہ الفاظ مین اظہار فرمایا۔
سنہ ۱۹۱۳ء مین جب آپ جاترا کے لئے روانہ ہوے تو کلکتہ کے قیام مین مہاراجہ تگمور کے مہمان رہے۔ وہان سے بنارس پہونچے۔ تو مہاراجہ بنارس نے ضیافت کی جب جودہپور آئے۔ تو مہاراجہ جودہپور کے مہمان ہوے۔ پھر دوار لکھنؤ دہلی۔ اگرہ ہوتے ہوے متھرا بندرابن کی سیر فرمائی۔ وہان سے اجمیر شریف تشریف لیجاتے ہوے دوارکا پہونچے۔ اس سفر مین مہاراجگان ووڈوان وجام نگر نے بڑی مددی اور اعلےٰ درجہ کے تواضع ومدارات فرمائی۔
اب سوقت آپ محکمہ مالگزاری مین بحیثیت آنریری مددگار معتمد کام کر رہے ہین اور کورٹ آف وارڈز کے جملہ مرجوعہ مقدمات آپہی کے اجلاس پر پیش ہوتے ہین۔
آپ اعلےٰ درجہ کے لکچرار اور فصیح اللسان ہین۔ آپنے ایک کایستھون کے سوسائٹی موسوم بہ کایستھ بنگ مین امپرو مینٹ سوسائٹی قائم کی ہے۔ جسکے آپ پریزیڈنٹ ہین۔ متعدد پبلک جلسون مین کرسی صدارت کو زینت بخشی ہے۔
بہرحال آپ صورت ظاہری سیرت باطنی مین لایق وفائق ہین۔ علم و متانت آپکے ذاتی جوہر ہین فقط۔

اشرف جنگ بہادر
میر محمد یار خان

۱۶

خاندان آپ اشرف الدولہ بہادر کے فرزند اور خواجہ غلام حسین خان عوض خانی کے نواسے ہیں۔ اور آپ کے سورث اعلےٰ شرف الامرا برادر رکن الدولہ بہادر (جنھوں نے نہایت نامور می اور نیک نامی سے دکن کی وزارت کی ہے) جن کا مفصل حال آپ کے برادر بزرگ اور فخر خاندان نواب رکن الملک خاندوران خان بہادر کے تذکرہ مین کیا جائے گا۔ سن ۱۳۰۱ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپ کو خطاب خانی دبہادری اشرف جنگ و منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا تھا۔ جاگیرات موروثی وغیرہ سے سرفراز تھے۔ سن ۱۳۱۰ھ مین آپ نے انتقال فرمایا۔ نہایت ذی خلق و ذی مروت تھے۔ اتحاد و محبت مین آپ کو یگانہ روزگار کہا چاہیئے۔ قمر النسا بیگم بنت شمس النسا بیگم ابنہ منسوب ہین جنکے بطن سے اسوقت آپ کی یادگار ایک صاحبزادہ میر احمد علی خان ہین۔ اعلےٰ

درجہ کے ہوشیار - نوجوان - صاحب علم و لیاقت - ذی مروت و اخلاق - اپنے والد کے قدم بقدم ہین - اسی سال سن ۱۳۲۰ ہر مین آپ کی شادی آپکی برادری مین نہایت تکلف و احتشام کے ساتھ ہوئی ہے -

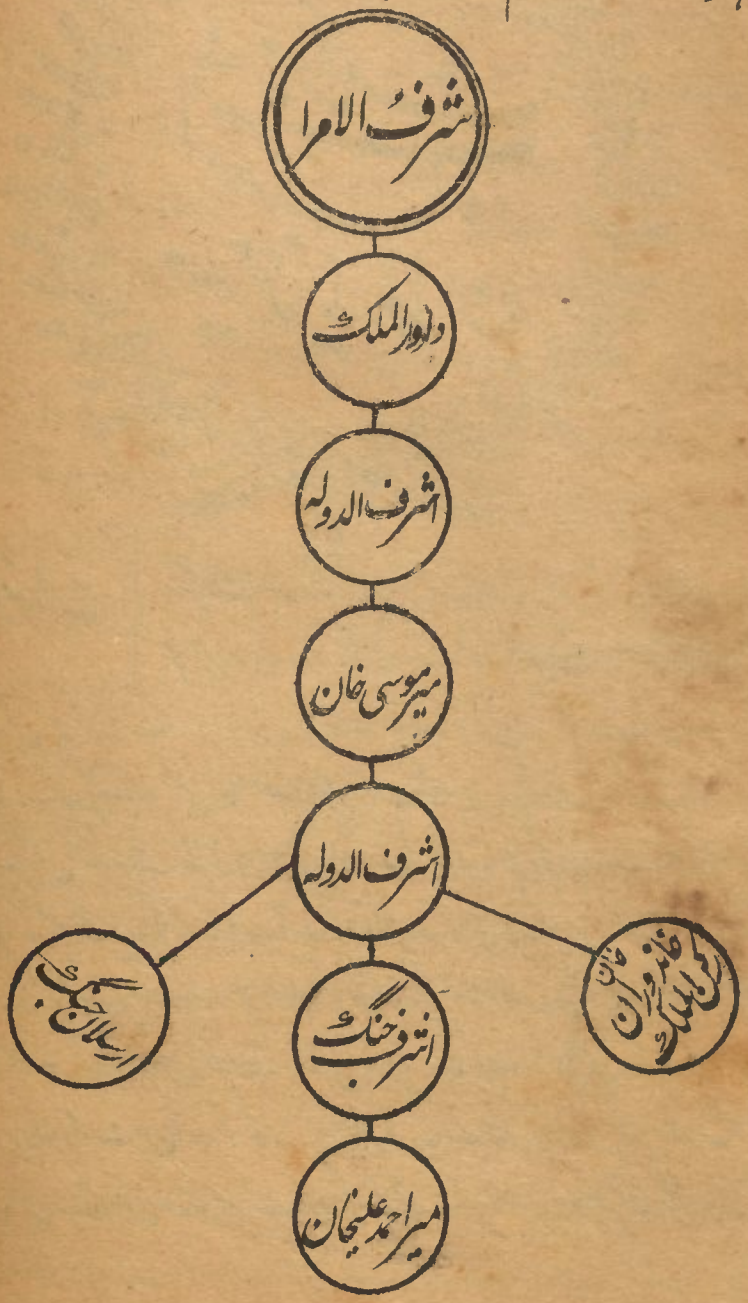

انوار جنگ ثالث
فضل علی بیگ خان بہادر

۱۷

خاندان آپ کے جد اعلےٰ مرزا بیگ خان بعہد حضرت مغفرت مآب آصفجاہ بہادر دو ہزار سوار اور جاگیرات سے ممتاز تھے۔ آخر بمقام اورنگ آباد انتقال فرمایا اور وہین مدفون ہوے۔ آپ کو دو فرزند۔ فرزند اکبر فضل علی بیگ خان مختار الدولہ فرزند اصغر حفیظ اللہ بیگ خان دیہہ لاولد انتقال کئے اور مختار جنگ خدمت استقبال مرہٹگان اور داروغگی باورچیخانہ مبارک سے سرفراز تھے۔ راکس بہون کی لڑائی مین مارے گئے آپ کے فرزند محمد انوار اللہ بیگ خان انوار جنگ اول مثل اپنے اب وجد کے داروغگی باورچیخانہ پر مامور تھے۔ آپ کو دو فرزند۔ اسد اللہ بیگ انوار جنگ دوم اور معین اللہ بیگ نمبر ۲ نے تولا ولد قضا کی۔ اور نمبر (۱) تا حیات اوسی موروثی خدمت پر بحال رہے آپ کو تین فرزند فضل علی بیگ خان انوار جنگ ثالث۔ تلاوت علی بیگ۔ نصر اللہ بیگ۔ نمبر دوم نے بگذاشت یک فرزند انوار اللہ بیگ قضا کی۔ اور نمبر سوم نے بھی ایک فرزند رضا علی بیگ یادگار اپنے بعد چھوڑا۔ چنانچہ بھی ہر دو صاحب نوجوان تا الے الان موجود ہین۔

فرزند اکبر **انوار جنگ ثالث** اس وقت خدمت موروثی باورچیخانہ سے سرفراز ہین۔ تقریباً ستر سال کا سن ہوگا۔ نہایت ضعیف و بزرگ صورت ہین۔ اس عمر مین بھی طبیعت انتہا درجہ کی لطیفہ گو بذلہ سنج

ومذاق پسند واقع ہوئی ہے۔ آپ کو دو فرزند من عباس علی بیگ۔ جہانگیر علی بیگ۔ یہہ ہر دو صاحب بھی اسوقت ضعیف اور پچاس سال سے کم نہ ہونگے۔ صاحب اولاد ہین۔ چنانچہ نمبر (۱) کو دو دختر ہین اور نمبر (۲) کو دو فرزند ولایت علی بیگ۔ اسد اللہ بیگ اور ایک دختر۔ یہہ ہر دو صاحب نوجوان ہونہار ہوشیار و لایق ہین۔

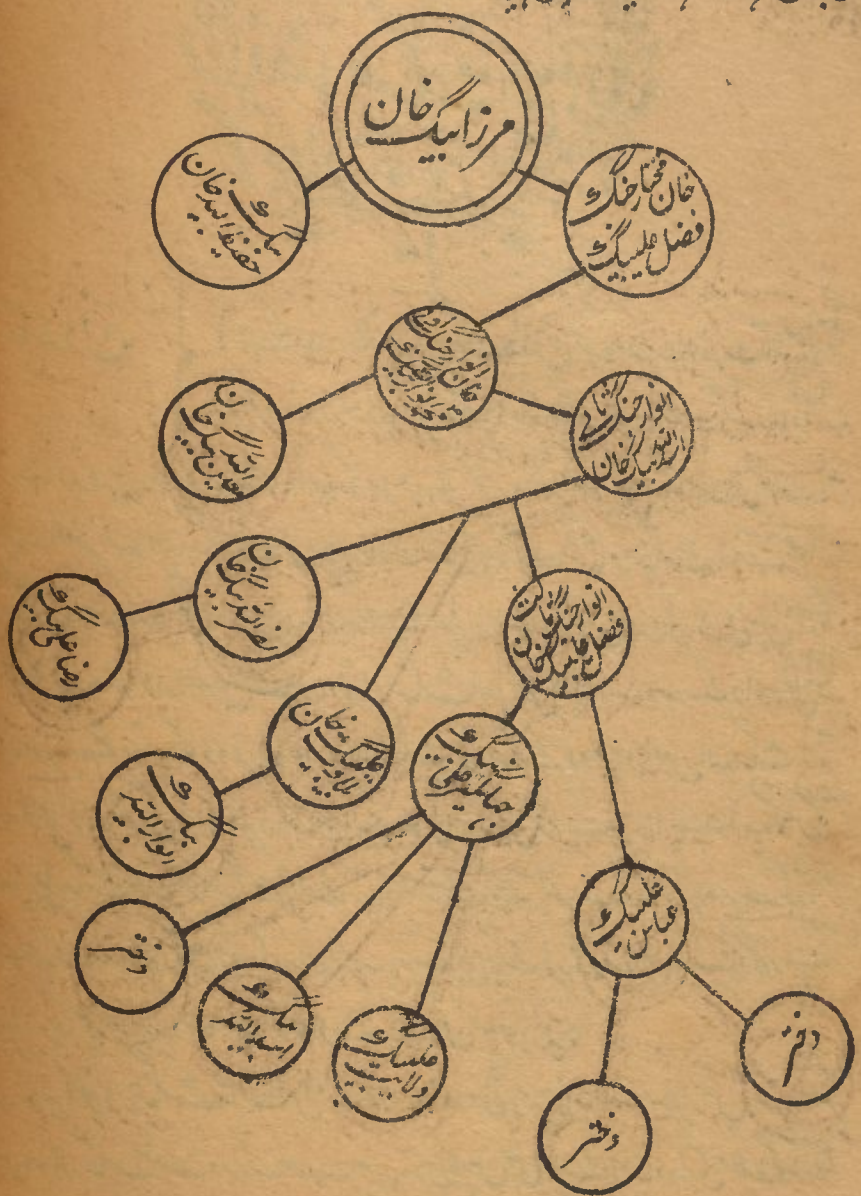

احتشام جنگ
میر محمود علیخان بہادر

۱۸

خاندان آپ خاندان آصفیہ کے ایک ممبر ہین۔ آپکے مورث اعلےٰ مبازر الدولہ مبازر الملک بہادر۔ حضرت غفرآن مآب نواب میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی کے پوتے تھے۔ مبازر الدولہ بہادر میر گومر علے خان۔ نواب سکندر جاہ بہادر کے خلف سومی تھے۔ آپ کا تولد سن ۱۲۱۴ھ مین ہوا تھا۔ آپ کی تعلیم اعلےٰ درجہ کی ہوئی تھی اکثر علماء جید آپ کی ہم صحبت رہتے تھے۔ علماء و فضلا سے ہمیشہ مناظرہ رہتا تھا۔ زہد و تقوے مین یگانہ۔ پابند صوم و صلوٰۃ۔ متشرع۔ متحیع۔ دلیر۔ فنون سپہگری سے ماہر تھے۔ سن ۱۲۳۱ھ مین فیما بین فوج انگریزی ایک خیاط کے مقابلہ مین آپکے ملازمون سے جنگ و جدال کی نوبت پہونچی۔ اس موقع پر آپنے اپنے ملازمون کی طرفداری (جیسا کہ عام طریقہ ہے) فرمائی جسکے باعث آپکے والد بزرگوار (سکندر جاہ بہادر) آپسے منغض ہوکر تادیاً آپکو قلعہ گولکنڈہ روانہ فرمائے۔ بعد ازان سن ۱۲۳۰ھ مین محبت پدری نے جوش کہایا اور وہان سے آپکو طلب فرمائے۔ پھر سن ۱۲۴۶ھ مین بعہد (نواب ناصر الدولہ بہادر) کچھہ روہیلہ وغیرہ کے جمع کرنیکی وجہ سے مکرر قلعہ

محمد نگر بھیجے گئے - وہین ۲۹ مہر رمضان سن ۱۲۷۰ ہر ہین آپ کا انتقال ہوا - اور جنازہ دوش بدوش ہیرون بلدہ سے درگاہ برہنہ شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز مین لاکر دفن کیا گیا - آپ کو سات فرزند اور تین دختر تھین - جن مین فرزند چہارمی میر احمد علیخان بہادر تھے جو اپنی پھوپی جوال النسا بیگم (صبیہ کلان حضرت مغفرت منزل) کے آغوش مین دیئے گئے تھی - آپ کے فرزند میر شمس الدین علی - اور ادن کے خلف میر محمود علی (جن کا نام نامی زیبدہ عنوان ہے) ہین -

خطاب } جنگ
احتشام
اپکو سن ۱۲۰۸ ہر مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری کے
منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا - ان کی شادی لطیف النسا بیگم صاحبہ صبیہ میر جہاندار علیخان
بہادر منور جنگ مرحوم سے ہوئی - جنکے بطن سے اس وقت دو صاحبزادے نوجوان صاحب استعداد
ذی مروت و اخلاق - میر گوہر علی - میر قادر علی ہین -

آپ انتہا درجہ کے حلیم الطبع - کفایت شعار - قدیمی عادات و اطوار کے پابند ہین -

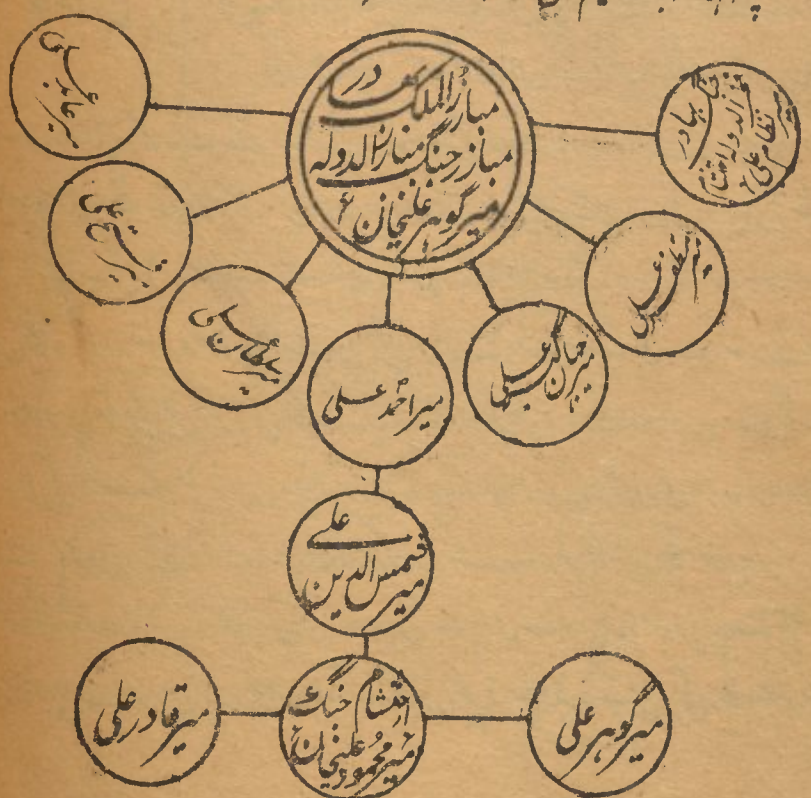

ارسلان جنگ

میر جہاندار علیخان بہادر

خاندان و خطاب آپ اشرف الدولہ بہادر کے پوتے اور ارسلان جنگ اول کے خلف اکبر رکن الملک غازیدان خان کے بھتیجے اور قیصر الدولہ بہادر آپ کے نانا اور مکرم الدولہ بہادر حقیقی ماموں ہوتے ہین - آپ کی تعلیم و تربیت کمال درجہ کی احتیاط سے ہوئی تھی - عماد السلطنت مختار الملک ثانی کے ساتھ سفر ہائے قسطنطنیہ مدراس و جرمن وغیرہ بھی آپنے کیا تھا - کچھہ روزون اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے شمولیت اسٹاف کا بھی شرف حاصل ہوا تھا - اور ہمیشہ الطاف خسروانہ مبذول رہا کرتی تھی - سن ۱۳۰۱ھ مین خطاب خانی و بہادری بہ منصب یکہزار و پانصدی پانصد سوار و علم سے سرفراز ہوئے - اور بہ تقریب جشن سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۱ھ مین ارسلان جنگ خطاب - دو ہزاری منصب ایک ہزار سوار و علم عطا ہوا - کچھہ دنون اگر زندہ رہتے نوازشات شاہی انتہا درجہ کی مبذول رہتی - مگر عین عنفوان شباب مین اس جہان فانی سے

سن ۱۳ ہم میں راہی دار الجنان ہوئے - سادگی مزاج اور حسن اخلاق میں بے نظیر تھے

اولاد { آپ کے (ایک) فرزند کم سن آپ کی یادگار میر راحت علی ہیں -

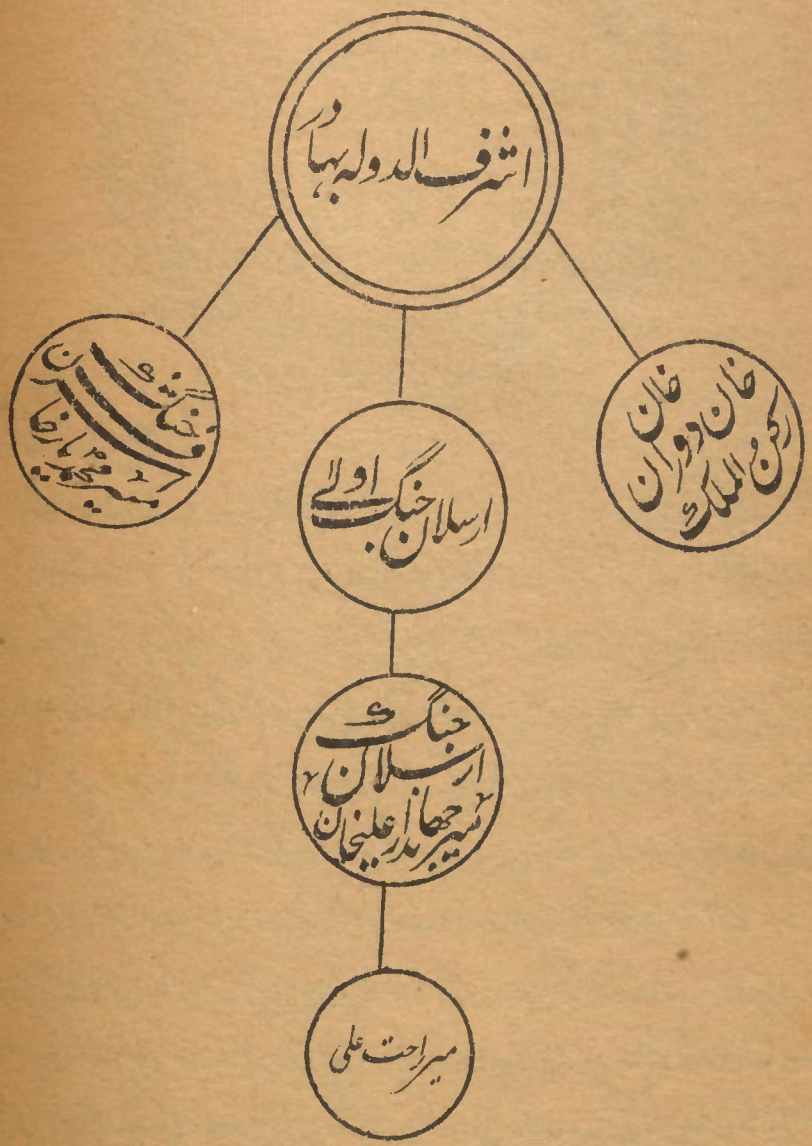

امتیاز جنگ بہادر
میر حافظ علی خان بہادر

(اسم) (ولادت) تعلیم

آپ کا اصلی نام میر حافظ علی ہے۔ آپ کے والد کا نام میر ناصر علی خان تھا نواب صولت جنگ ثانی آپ کے بڑے بھائی ہیں۔ آپ کی سن ولادت ۲۶ رجب ۱۲۸۱ھ ہے۔ ایام طفولیت میں آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ الملکہ کے ہم سبقی کا اعزاز حاصل تھا۔ تخمیناً سات سال تک انگریزی۔ فارسی اردو نوشت و خواند۔ گھوڑے کی سواری وغیرہ آپ نے اعلیحضرت کی مصاحبت میں ہی سیکھی بعد ازاں مدرسہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ جہاں انگریزی کی تکمیل کی۔ یہاں بھی آپ کے ہم سبق سر سالار جنگ ثانی۔ راجایان راجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام سکندر علی وغیرہ تھے جب اعلیحضرت تخت نشین ہوئے تو آپ نے تعلیم کو ترک کیا اور اسٹاف میں داخل ہوئے۔

خدمات خطابات

سن ۱۳۰۴ھ میں مدد گار معتمد مال علاقہ صرف خاص کی خدمت پر مامور ہوئے۔ علاوہ بریں مینو سپالٹی حیدرآباد کے رکن بھی ہیں۔ سن ۱۳۰۸ھ بہ تقریب جشن سالگرہ مبارک آپ کو خطاب میر حافظ علی خان بہادر امتیاز جنگ اور منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار و علم مرحمت ہوا۔ آپکے آبائی جاگیرات بھی آپ پر بحال ہیں۔ پیدل

علی غول صرف خاص اور رسالہ بیقاعدہ کے بخشی ہین - بحیثیت منتظمی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کا سلح خانہ و پالکی خانہ بھی آپکے تفویض ہے - گھوڑے کی سواری اور نیزہ بازی مین کمال درجہ کا مشق حاصل ہے - چنانچہ ہز رائیل ہائینس ڈیوک آف کناٹ کی تشریف آوری کے موقع آپنے جو کرتب سپاہگری کے دکھلائے اوس مین اعلیحضرت نے بکمال خوشنودی آپکو ایک قیمتی تلوار مرحمت فرمائے - اور اکثر اس قسم کے موقعون پر آپنے بہت کچھہ انعام پائے ہین انتہا درجہ کے مہذب اور شایستہ ہین - اخلاق و مروت مین آپ اپنا نظیر ہین - سمدردی اور غربا و مساکین کی دستگیری مین ساعی رہتے ہین - جفاکشی اور محنت آپ کا خاص شیوہ ہے نہایت وجیہ اور قدآور جوان ہین -

اقبال یار جنگ بہادر
معین الدنیخان

۲۱

خاندان آپ کا اصل نام نامی معین الدین ہے۔ اور عظیم پادشاہ کے نام سے مشہور ہین۔ آپکے والد کا نام سید قمر الدین حسین المعروف بہ عزیز پادشاہ ہے۔ آپ خاص اورنگ آباد کے رہنے والے ہین۔ آپکے خاندان کی فضیلت دکن کے اطراف واکناف مین مشہور ہے۔ ایک دفعہ اورنگ زیب عالمگیر پادشاہ اورنگ آباد تشریف لائے۔ اور گھوڑے پر سوار ہوکر شہر کی سیر کو نکلے اتفاقاً ایک مقام پر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ فوراً گھوڑے کو ٹھہراکر آدمیون سے دریافت فرمایا کہ مجھکو یقین ہوتا ہے کہ اس قرب وجوار مین کوئی بزرگ تشریف رکھتے ہین فوراً تلاش کیجائے۔ چنانچہ بعد تلاش واقعی ایک بزرگ کا پتا ملا۔ جو زہد وتقوے کے زیادتی اور کثرت مشاغل الٰہی سے بالکل نحیف ونا توان تھے حتنے کہ چلنا پھرنا دشوار تھا۔ شہنشاہ نے اسیوقت اطبائے شاہی کو آپکے معالجہ کے لئے تاکید فرمائی۔ مگر چند ہی روز مین اون کا انتقال ہوگیا۔ بعد انتقال بزرگ موصوف عالمگیر پادشاہ نے اون کے فرزندون کو جاگیرات مرحمت فرمائے۔ چونکہ نواب صاحب معنے کے بزرگ موصوف جداعلے ہوتے ہین (چنانچہ اب تک وہ جاگیرات نواب صاحب کے تصرف مین ہے،

خدمات خطاب } آپ کی فارسیت و عربیت چھٹی ان علوم کی بدولت ابتداً نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر نے سرو قار الامرا بہادر کی تعلیم و تربیت کے لئے آپ کو مقرر فرمایا۔ بعد ازاں بزمانہ کوریجنٹی نواب شمس الامرا بہادر اعلیحضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ کی اتالیقی کا اعزاز بھی آپ کو بخشا گیا۔ کچھ روزوں حسب الحکم اعلیحضرت فیما بین صاحب عالیشان اور حضور پر نور ظلہ العالی وکیل مقرر ہوئے۔ مگر بوجہ انگریزی نہ جاننے کے اوس خدمت سے فوراً علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ اسکے بعد خزانہ صرف خاص کی خدمت پر مامور ہوئے۔ اور بزمانہ وزارت نواب سر آسمان جاہ بہادر منصرم کشتر دیا انعام مقرر کئے گئے اور بعہد مدار المہامی نواب سرو قار الامرا بہادر مستقل ہوئے۔ چنانچہ ابتک اوس خدمت پر مامور ہین۔ اور خدمت مفوضہ کو نہایت دیانت اور لیاقت سے انجام دیتے ہین۔ اور فضیلت خاندان اور جوہر ذاتی کی وجہ سے پیشگاہ اعلیحضرت سے سن ۱۳۰۱ھ مین بہ تقریب دربار عید الفطر معین الیمان بہادر اقبال یار جنگ کے خطاب سے سرفراز کئے گئے۔ کئی سال تک میونسپل بورڈ کی پریسیڈنٹ بھی رہے اپنی خدمات مفوضہ کے علاوہ اس وقت نواب میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر کے اتالیق و مصاحب بھی ہین علوم عقلی و نقلی سے بخوبی ماہر ہین۔ پہلے درجہ کے ادیب اور کمال درجہ کے مہذب۔ بزرگی کے آثار چہرہ سے نمایان ہین۔ آپنے عجیب نورانی چہرہ پایا ہے۔ یہ ساری باتین آپکی خاندانی فضیلت و عظمت کے نشانیان ہین۔ اسوقت آپکا سن ساٹھ سال کا ہوگا۔ مگر چستی و تندرستی مثل جوانون کے ہے۔

اولاد } آپکے اکلوتے فرزند مولوی سید رحیم الدین خان صاحب عرف شادی پادشاہ اسوقت بعہدہ دوم تعلقدار مامور ہین۔ اخلاق و مروت مین بیمثل خوش صورت خجستہ خصال ہین۔

انتظام جنگ

ڈاکٹر محمد عباس خان بہادر

۲۲

آپ منصر جنگ کے بھتیجے تھے ڈاکٹری کی تعلیم آپنے ڈاکٹر ونڈو صاحب اور بجن جانسٹن صاحب سے مدرسہ ڈاکٹری حیدرآباد مین پائی تھی۔ بعہد وزارت نواب سر وقار الامرا مرحوم اسٹاف مدار المہامی کے ڈاکٹر تھے۔ علاوہ برین دواخانہ افضل گنج اوٹ پیشنٹس کی خدمت کو بھی انجام دیتے تھے۔ اکثر امرا اور وساء وغیرہ کا معالجہ آپ کے ہاتھہ ہوتا تھا۔ غربا مریضون کا مرجوعہ بڑا ہوا تھا۔ کیونکہ آپ غربا ؤن سے بہ نرمی وملایمت پیش آتے تھے اور تشفی ودلاسا کے ساتھہ معالجہ کرتے تھے اور غایت توجہ کے ساتھہ تشخیص فرماتے تھے۔

سن ۱۳۱۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی وبہادری انتظام جنگ اور منصب دوہزاری دیک ہزار سوار وعلم عطا ہوا۔ افسوس ہے کہ مین جوانی مین بعارضہ نمونیا۔ رجب سن ۱۳۲۰ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کو ایک صاحبزادہ ہے۔

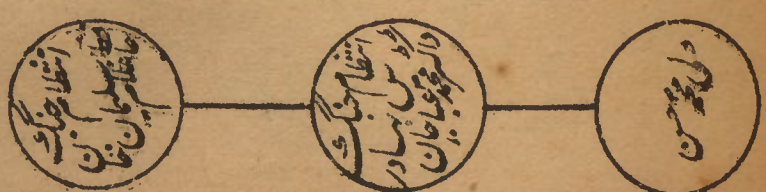

احترام جنگ
دلیل الدیخان بہادر

۲۳

آپ کا نام مولوی دلیل الدین تھا۔ بنگالہ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائے انتظام حیدرآباد کے وقت نواب مختار الملک شاد کو جب چند چیدہ اور منتخب لایق و ہوشیار قانون دان اشخاص کی ضرورت ہوئی ہندوستان سے یہہ بھی بلائے گئے۔ چنانچہ آپ ۱۹ رجب سن ۱۲۹۹ھ کو حسب الطلب سرکار حیدرآباد آئے ہوئے انگریزی۔ فارسی۔ اور عربی مین لایق تھے۔ ذی حجہ سن ۱۲۹۹ھ کو رکنیت مجلس مال سے سرفراز ہوئے۔ ۱۸ ربیع الاول سن ۱۳۰۲ھ کو صوبہ دار اورنگ آباد ہوئے۔ سترہ سو روپیہ ماہوار پاتے تھے۔ اور سن ۱۳۰۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری احترام جنگ عطا ہوا۔ سن ۱۳۰۴ھ مین انتقال ہوا۔ آدمی نہایت ہوشیار اور لایق تھے۔

مسٹر ابو رضا اسکویر علاوہ سرپوٹمانڈوڑ مرحوم کے لطفی فرزند ہین۔ یہ بھی مثل مرحوم کے لایق اور ہوشیار ہین۔

سید غیر اللہ خان بہادر اخبر جنگ

۲۴

خاندان خطاب

آپ کا اصلی نام سید غیر اللہ ہے۔ سلطان العلما آغا سید علی شوستری ادیب الدولہ سناد الملک کے چھوٹے صاحبزادے ہین۔ تخمیناً ۲۰ سال کی عمر ہوگی۔ عربی فارسی اچھی ہے انگریزی مین بھی کسیقدر دخل ہے۔ سن ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپ کو خطاب خانی و بہادری اخبر جنگ مع منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ آپ نوجوان حلیم الطبع۔ ذی اخلاق و صاحب مروت ہین۔ آپ کو اس وقت ایک کم سن صاحبزادہ سید غیاث الدین نامی ہے۔ آپ کے خاندان عالیشان کا مفصل تذکرہ آپ کے والد بزرگوار کے حالات مین کیا جائے گا۔ یہان صرف سید کے حالات لکھنے پر اکتفا کیا گیا۔

اصالت جنگ

سید اصالت علی اکبر خان بہادر

۲۵

آپ نواب اکبر الملک بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ کوتوال صاحب بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد۔ صانہ اللہ عن الشر والفساد کے خلف دوم ہین جنکے خاندان کے حالات نمبر (۵) مین درج ہین۔

آپ کو دربار جشن سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۶ھ مین خطاب خانی و بہادری اصالت جنگ مع منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سرفراز ہوا۔

لایق۔ ہونہار۔ نوجوان۔ تعلیم و تربیت۔ انگریزی۔ فارسی۔ عربی کی جاری ہے اس وقت ولایت مین تعلیم پا رہے ہین۔

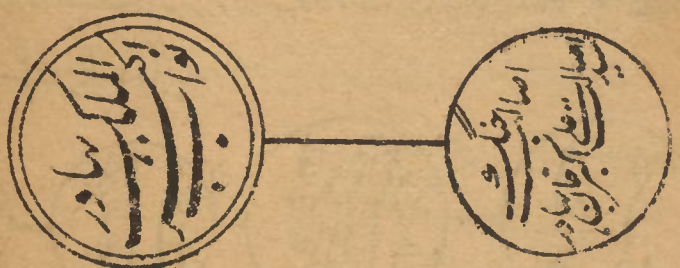

آسمان بار جنگ بہادر
حاجی سید غلام محمد خان

آپ سید صادق صاحب کے خلف الرشید تھے۔ سید صاحب موصوف امیر کبیر اول کے بادفا اور متدین مصاحب تھے۔ چنانچہ امیر کبیر دوم عمدۃ الملک بہادر نے آپ کو نگرانی تعلقات و سپاہ پائگاہ وغیرہ کی تفویض فرمایا تھا۔ اور بہادر موصوف کو آپ پر پورا بھروسہ اور کمال درجہ اعتماد تھا۔ بعد انتقال سید صاحب کے اون کے فرزند (جن کا نام عنوان مین رقم ہے) اپنے آبائی خدمت سے ممتاز ہوئے۔ امیر اکبر سر آسمان جاہ مرحوم نے آپ کے مدارج مین ترقی کی بتقریب جشن سالگرہ مبارکہ سنہ ۱۳۰۵ھ مین خطاب خانی و بہادری آسمان یار جنگ منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔

آپ کے خلف اکبر سید رکن الدین (عرف پیتر دمیان) آسمان جاہ مرحوم کے مصاحب تھے۔ اکثر امورات مین ان سے مشورہ فرماتے تھے۔ سفر یورپ مین بھی ہمراہ تھے۔ جب آسمان بہادر مدار المہام حیدرآباد ہوئے تو ان کو ایڈیکانگی کی خدمت مرحمت ہوئی۔ انھون نے اوس خدمت کو تا زیست نہایت حسن و خوبی سے انجام دیا اور ہر ایک فریق کو راضی رکھا۔ مگر عین عروج کے زمانہ مین اجل طبعی نے انہین ہمیشہ کے لئے اپنے بوڑھے باپ اور عزیز و اقارب سے جدا کر دیا۔ آخر آسمان یار جنگ بہادر نے چند سال اسی رنج و غم مین گذار کر سنہ ۱۳۱۲ھ مین انتقال کئے۔ بزرگ صورت فرشتہ سیرت تھے۔

آپ کو تین فرزند۔ خلف اکبر سید رکن الدین نے تو بگذاشت یک فرزند سید نور اللہ

آپ کے روبرو ہی انتقال کیا۔ خلف دوم سید شمس الدین خلف سیوم سید غلام احمد
اس وقت موجود ہیں۔

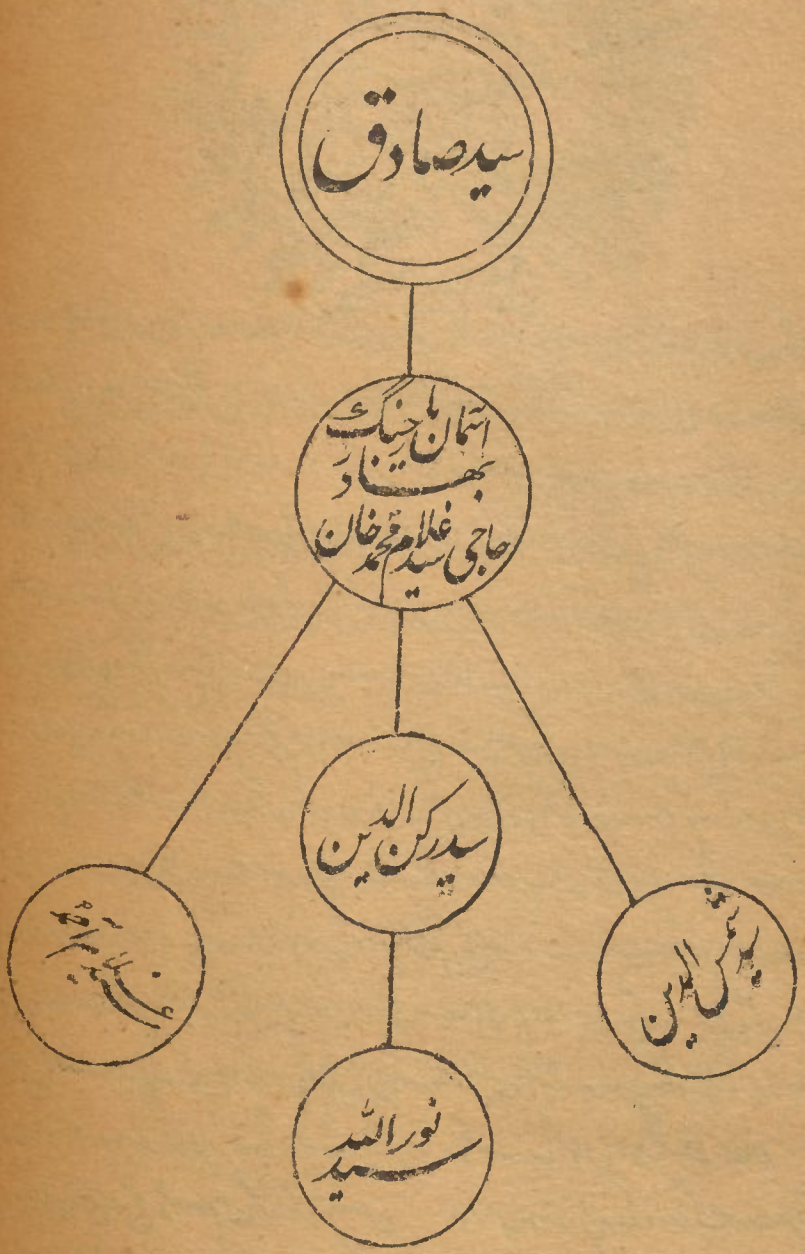

اشرف نواز جنگ

محمد وزارت خان بہادر

۲۷

آپ کا نام محمد وزارت ہے۔ ڈاکٹر محمد اشرف کے فرزند اصغر اور نواب لقمان الدولہ بہادر کے چھوٹے بھائی ہوتے ہین۔ آپ کے خاندان کے حالات آپ کے بڑے بھائی نواب لقمان الدولہ بہادر کے تذکرہ مین تفصیلی طور پر درج کئے گئے ہین۔ اسلئے یہان اوس کے مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔

آپ سن ۱۳۱۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری۔ اشرف نواز جنگ و منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفراز ہوئے۔

نوجوان۔ نہایت ہوشیار و لایق ہین۔ اور آجکل بمقام انگلنڈ تحصیل علوم مین مصروف ہین۔

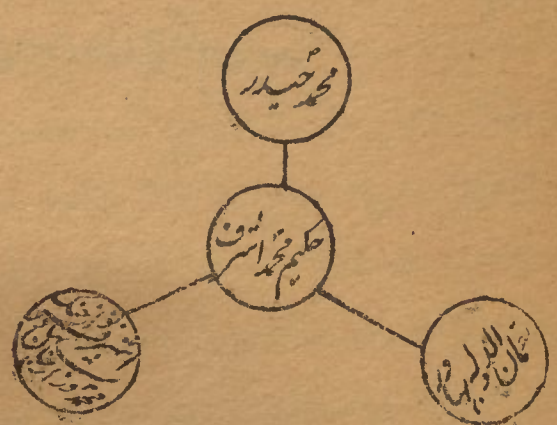

افضل نواز جنگ بہادر

محمد عبداللہ خان

۲۸

اصل نام محمد عبداللہ ہے۔ آپ کو نواب غالب الملک بہادر (ہمشیرہ زادہ غالب جنگ اولے) نے عہد طفلی سے پرورش فرما کر اپنا پسر خواندہ کیا ہے۔ جب نواب غالب الملک بہادر کا تقرب بارگاہ خاقانی اعلیحضرت خلداللہ ملکہ مین زیادہ ہوا تو آپ کا بھی ستارہ اقبال چمکا اور ہمراہی رکاب مبارک کا شرف حاصل ہوا۔ جشن سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۱۶ف کے موقع پر خانی و بہادری افضل نواز جنگ منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفراز ہوئے۔ اور غلام دستگیر مرحوم فرزند قادر علی خان صاحب کی صاحبزادی (جو غیرت جنگ بہادر خلف صمصام الملک اولے کے نواسے ہین) آپ سے منسوب ہوئین آپ سلیم الطبع۔ سادہ مزاج جنٹلمین ہین۔

امیر الدولہ شہامت جنگ محمد قادر علیخان بہادر

۲۹

آپ کے جد اعلےٰ محمد طاہر خان بہادر امیر الدولہ حضرت مغفرت مآب نواب آصف جاہ بہادر کے ہمراہ دھلی سے آئے تھے۔ اور صدر مشرقی کل مہمات (خانہ) توشک خانہ۔ جواہر خانہ وغیرہ سے ممتاز تھے۔ اور جاگیرات وغیرہ سے بھی سرفراز۔ اکثر سفر و حضر میں حضرت غفرآن مآب کے ہمراہ رکاب حاضر رہتے تھے۔ آپ کے دادا محمد اسد علی خان شہامت جنگ اواخر عمر میں شاہ غلام علی شاہ صاحب خلف شاہ موسیٰ صاحب قادری سے خلافت حاصل کرکے تارک لباس فرمائے تھے اور گوشہ نشینی قبول کئے تھے اور آپ کے والد محمد مدار الدین خان امیر جنگ امیر الدولہ (جن کا انتقال سن ۱۲۶۶ھ میں ہوا) بھی مثل اپنے اب وجد کے خدمات و جاگیرات و مناصب سے علی التسلسل ممتاز و مفتخر تھے۔ امیر الدولہ حال بھی معہ تمی توشک خانہ و خانسامانی حضوری سے سرفراز تھے۔ خطاب خانی و بہادری شہامت جنگ کی سرفرازی بعہد حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر ہوئی تھی۔ اور اس عہد ہمایون اعلحضرت خلد اللہ ملکہ کی تقریب

جشن سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۲ھ مین امیر الدولہ خطاب اور منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔ غالباً سن ۱۳۱۲ھ مین بعمر ۶۵ سالہ آپنے اس جہان فانی کو الوداع فرمایا۔

امیر والا تدبیر۔ خوش اخلاق۔ پابند وضع قدیم تھے۔

خطابات و مناصب کی فرخندہ ازی کا دربار اقدس والا علے مین اس ہی خاندان کی زبانی اعلان ہوتا ہے۔ اور جلوس ہائے تقریبات سرکاری مثل سالگرہ و مہندی و لنگر مبارک بھی اس ہی خاندان کے اہتمام سے انصرام پاتے ہین۔

آپ کو چہار صاحبزادے ہین۔ محمد اشرف علیخان۔ محمد امین علیخان۔ محمد محبوب علیخان عرف عنایت علیخان۔ محمد حسن علیخان خلف اکبر محمد اشرف علیخان بہادر خدمت آبائی سے ممتاز ہین۔ مگر دوسرے بھائی آپ کے کمسن ہونیکی وجہ سے جاگیرات و جائداد کا انتظام حسب الحکم سرکار کورٹ آف وارڈز کی نگرانی مین ہے۔ اور حکیم مراد علی صاحب (جو مرحوم سے قرابت رکھتے ہین) بمنصب کورٹ آف وارڈز بحیثیت منتظم اغراض کمسن صاحبزادون کی تعلیم و تربیت و انتظام جائداد وغیرہ کے نگران ہین۔ اور جاگیرات کی نگرانی تعلقداران اضلاع کے سپرد ہے۔

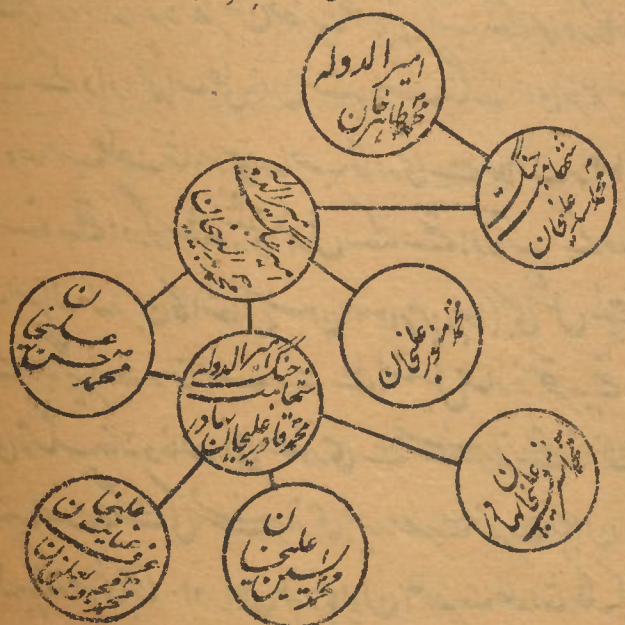

افضل یار جنگ

محمد افضل خان بہادر

۳۰

آپ کا اصلی نام محمد افضل ہے۔ آپ کے اب وجد برہان پور کے رہنے والے ہین۔ آپ سن ۱۲۸۱ھ مین بمقام حیدر آباد پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت سے ہی آپ کے نام منصب کی اجرائی ہوئی۔ آپ کے والد محمد اظہر صاحب کو بھی اس سرکار سے منصب تھا۔ جن کا انتقال سن ۱۳۰۳ھ یا سن ۱۳۰۴ھ مین ہوا۔ گو آپ کے ابا و اجداد اس ریاست سے منصب پاتے تھے۔ اور نہایت عزت و آبرو سے شریفانہ زندگی بسر کی تھی۔ مگر اتفاقات زمانہ سے آپ کے ہمایون طالع نے جو یاوری کی۔ اور نیر اقبال نے جو درخشندگی پائی کہ تقرب بارگاہ خاقانی نصیب ہوا۔ جس سے خاندان کو اعلےٰ درجہ کا شرف حاصل ہوا۔ آپ اگر اپنے نسبت فخر خاندان اور شرف خاندان کا دعوے کرین تو ہرگز بیجا نہ ہوگا بتقریب سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۲ھ مین محمد افضل خان بہادر افضل یار جنگ خطاب اور منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم کی سرفرازی ہوی۔ اور صاحبت اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کا بھی فرشتہ و اعزاز حاصل ہوا۔ مزید برآن ۴ رجب سن ۱۳۱۲ھ کو اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی آپکے اکلوتے فرزند محمد فاضل (جو محل ثانی سے ہے) کی بسمیہ خوانی مین مع محل مبارک آپکے مکان مین تشریف ارزانی فرما کر گیارہ روز تک شریک

محفل نشین و انبساط رہے۔ اور دو منجے بھی منجانب کلکٹر بڑے تکلف سے آئے۔ اس تشریف آوری ہمایون نے آپ کے اعزاز کے لئے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔

شعبان سن ۱۳۲۰ھ مین آپ کی صاحبزادی (جو محل اوّل سے ہے) کی شادی نواب محمد واحد حسن خان خلف انور الدین خان بہادر شہسوار جنگ مرحوم سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ عمل مین آئی۔

اس وقت آپ کو ایک ہی فرزند محمد فاضل ہین جو ۱۳ یا ۱۴ سالہ سن کے ہون گے آپ کے فرزند کے نام سرکار سے منصب بھی جاری ہے۔

آپ لایق شایستہ مزاج۔ خندہ رو۔ نیک نفس ہین۔ علمی لیاقت بھی اجرائی ضرورت کے موافق ہے

شجرہ نسب

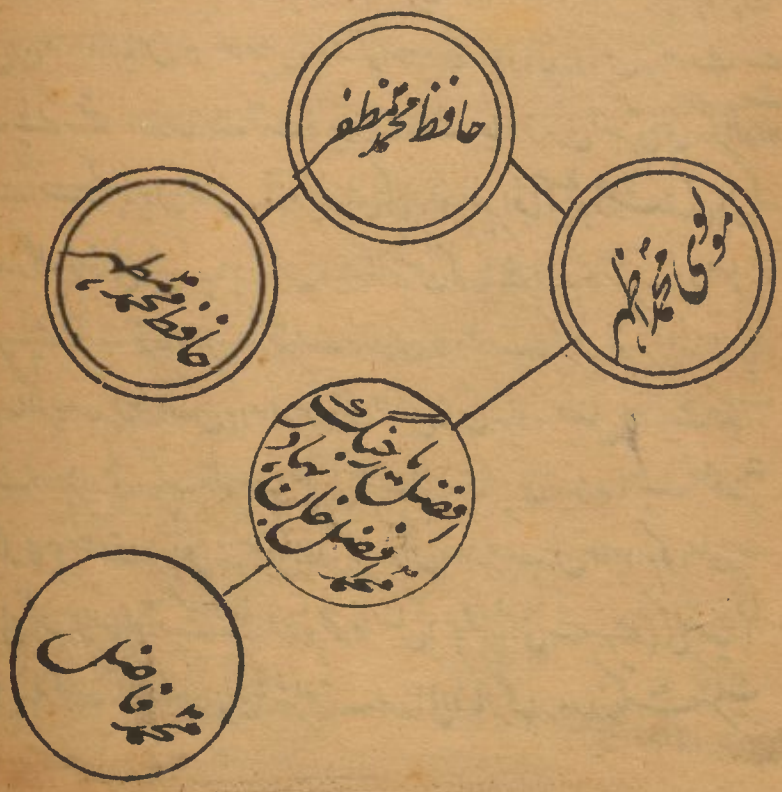

محمد افضل نور خان بہادر

۳۱

آپ کے جد مولوی محمد عبد العزیز خان بزمانہ وزارت مہاراجہ چندو لعل بہادر افغانستان علاقہ تاغستان موضع توغائی سے حیدرآباد آئے تھے۔ مہاراجہ بہادر نے تین سو دیہیلون پر جمعدار کر کے موضع شکر کھیڑ ضلع بڑاڑ پر متعین فرمایا۔ اور وہان کی ایک منضبطہ حویلی آپ کے رہنے کو دی گئی۔ کچھ دنون بعد چالیس ہزار روپیہ حاصل کے دیہات آپ کے تفویض ہوئے۔ اور موضع دہوتری جاگیر بھی عطا ہوی جسوقت ضلع بڑاڑ معاوضہ تنخواہ فوج کنٹنجنٹ سرکار انگریزی کے تفویض ہوا یہہ جاگیر بھی شامل بڑار ہو گئی۔ اور دو ہیلے بھی برخاست کر دئے گئے۔ پس عبد العزیز خان مع اپنے فرزند علی نور خان صاحب کے گھوڑون کے سوداگر گئے نیت سے حیدرآباد آکر کاروان (پیشیر مستعد پورہ مین تھا) مین مقیم ہوئے (جن کا انتقال سن ۱۲۸۶ھ مین ہوا) اوس زمانہ مین پیر سبحان خان صاحب کوتوالی کے مہتمم تھے اونھون نے بوجہ اتحاد قدیمی علی نور خان صاحب کو کوتوالی کا صدر دارغہ مقرر کیا۔ مگر بعد مین پیر سبحان خان صاحب کی علیحدگی کیوجہ سے علی نور خان صاحب نے بھی استعفا دیدیا۔ چونکہ پیر سبحان خان صاحب ان کی نیک چلنی اور راست بازی سے واقف تھے لہذا عنایت النسا بیگم صاحبہ (جو حضرت مغفرت مکان کی پھوپی ہوتی ہین) کے پاس اون کی سفارش کی بیگم صاحبہ نے اپنا مقطعہ متری گوڑہ ان کے تفویض فرمایا۔ جب انہون نے اپنی مستعدی اور محنت سے مقطعہ مذکورین افزایش کی تو دوسرے بیگمات منتظارین بائی صاحبہ اور حسین بی صاحبہ نے بھی اپنے مقطعہ جات اون کے تفویض کر دئے۔ بعد ازان حسب ایمائے حسین بی صاحبہ انہون نے موضع شکر کھیڑ

سے اپنے متعلقین کو بھی حیدرآباد بلوا لیا۔ اس اثنا میں کوتوالی بلدہ و بیرون کی جوق بندی شروع ہوئی اور میر سبحان خان صاحب مخلصتم کوتوالی بیرون مقرر ہوئے تو علی نور خان صاحب کو معہ اون کے فرزند افضل نور خان صاحب کے (جو سن ۱۲۷۹ھ میں تولد ہوئے تھے جن کا نام عنوان میں ہے) اپنے یہاں بلوا لیا۔ اور اون کو جمعداری کی خدمت دی۔ اور افضل نور خان صاحب کو درجہ اول کے جوانوں میں بھرتی کرکے اپنے ہمراہی میں رکھا۔ انہیں ایام میں مسٹر فریزر کے گھوڑے چوری گئے جنکا پتہ ہونہار نوجوان افضل نور خان صاحب نے لگایا۔ اسکے صلہ میں دفعداری دی گئی۔ جب آپ کے والد مستعفی ہوکر نواب سراسمان جاہ مرحوم کے علاقہ میں چلے گئے (جن کا انتقال سن ۱۳۱۱ھ میں ہوا) اون کی جگہہ جمعداری پر آپ کا تقرر ہوگیا بعد ازاں متعدد مہتممان پولیس کی حاضری میں آپنے کمال دیانت و ہوشیاری سے کارگزار رہکر ناموری حاصل کی۔ اور اکثر خدمت اہمی کو بھی مصفرانہ انجام دیا۔ مگر مستقلی کا موقع ہاتھہ نہ آیا جب نواب اکبر الملک بہادر کوتوال شہر ہوئے پھر تو نواب صاحب موصوف کی قدرشناس نظروں نے مستعد جفاکش اور متدین خان صاحب کو انتخاب فرماکر کوٹہ میں متعین فرمایا جب سٹی پولیس کی فوج رکھی گئی تو آپ کو اوس میں اجیٹن جمعداری دی گئی۔ بعد ازاں وقتاً فوقتاً ترقی پاکر اس وقت افسر خفیہ پولس ہیں۔ اور آپ کے عمدہ رویہ نے آپ کو سن ۱۳۱۷ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری سے بھی مستفیض کیا۔ آپ نہایت خوش اخلاق اور شگفتہ مزاج ہیں۔ اور ایک فرزند کمسن احمد نور خان نامی موجود ہے۔

مولوی محمد انوار اللہ خان بہادر

۳۲

آپ کا اصلی نام محمد انوار اللہ ہے۔ اور آپ کے خاندان کا سلسلہ خلیفہ دوم حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے۔ سلاطین ماسلف دھلی نے آپ کے بزرگون کو عہدہ قضاۃ کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ اور جاگیرات و مناصب عطا فرمائے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی وہی معطیہ جاگیرات آپ کے قبضہ مین موجود ہین۔ آپ کے والد حافظ محمد شجاع الدین صاحب کو اس سرکار ابد مدت مین منصفی اضلاع اورنگ آباد وغیرہ کی خدمت تفویض ہوئی۔ اور حضرت مولانا رفیع الدین صاحب قدس سرہ العزیز جنکا مزار مبارک تعلقہ قندہار مین مشہور اور زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے نانا ہوتے ہین۔ آپ کے اب وجد اسی ملک کے رئیس عالی تعلقہ قندہار تھے۔ اور وہین رہنے والے ہین۔ چنانچہ آپ سن ۱۲۶۴ھ مین بمقام قندہار تولد ہوئے۔ اور مولوی عبدالحی صاحب سے کتب درسی علم معقول اور منقول کی تعلیم پائی۔ فارسی۔ عربی مین فرد فرید ہین۔ سن ۱۲۹۵ھ مین اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی اتالیقی اور تعلیم کے لئے مولوی محمد زمان خان صاحب (اوستاد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) کی مددگاری مین مقرر ہوئے۔ اور اپنے کار مفوضہ کو بخوبی سلوبی وجوہ احسن انجام دیا۔ سن ۱۳۰۱ھ مین بتقریب جشن دربار حکمرانی (اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) آپ کو خطاب خانی و بہادری اور منصب یکہزاری عطا ہوا۔ اب شاہزادہ نواب میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر کی اتالیقی اور تعلیم کے لئے منجانب اور اساتذہ کے آپ بھی مقرر ہین۔

---

* لقب خطاب کے جتنے یہان طبقہ امرا کے جسقدر خطاب وغیر خطاب تھے درج کئے گئے۔ اب دفتر علما مین درج کرنیکی ضرورت نہین (مولف

سن ۱۲۹۳ ہجری آپنے ایک مدرسہ علوم دینیہ کی تعلیم کی غرض سے موسوم بہ مدرسہ نظامیہ کی بنیاد قایم کی - اور مدرسہ مذکور کی انجمن کے صدر نشین مقرر پائے - دستور العمل مدرسہ کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس مدرسہ کی شاخین آپنے تمام شہر اور اضلاع مین کھولنے کا ارادہ فرمایا تھا - مگر ممکن نہ ہوسکا - غالباً موجودہ آمدنی کفایت نہ ہوتی ہوگی -

اس وقت مدرسہ مذکور بفضلہ تعالی اچھی ترقیون پر ہے - ماہانہ آمد و خرچ ایک ہزار روپیہ ہے - اسمین اعلحضرت خلد اللہ ملکہ کا امدادی وظیفہ سات سو روپیہ ماہانہ شامل ہے - حضور پرنور نے ایک وسیع مکان بھی (واقع شاہ گنج) اس مدرسہ کیلئے عطا فرمایا ہے - اس وقت تقریباً تین سو طلبا تعلیم پاتے ہین - جنکے خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام منجانب مدرسہ ہوا کرتا ہے - آپکے تالیفات و تصنیفات بہت ہین - مگر تا ہنوز معرض طبع مین نہین آئین - آپ مولوی جید عالم متبحر ہین - علاوہ برین خوش اخلاق - مہذب - جامہ زیب - خندہ رو ہین -

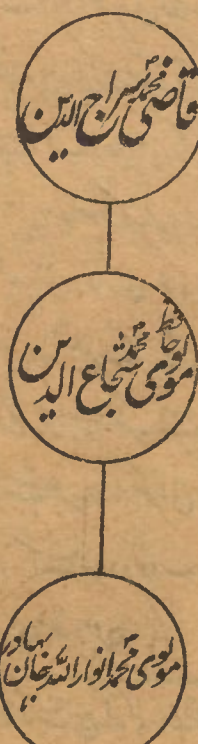

امیر یاور جنگ بہادر محمد مظفر الدین خان بہادر

آپ کا اصلی نام محمد مظفر الدین ہے۔ آپ کے جد اعلےٰ محمد طاہر خان بہادر امیر الدولہ حضرت مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے ہمراہ دہلی سے تشریف لائے تھے۔ جتنے خدمات کہ لفظ (خانہ) سے موسوم ہیں وہ آپ کے تفویض تھے مثلاً۔ جواہر خانہ۔ تنبول خانہ وغیرہ علاوہ برین ہزار ہا روپیہ کے جاگیرات بھی سرکار سے عطا ہوئے تھے۔ طاہر خان پٹہ ایک جاگیر بھی انھیں کے نام سے موسوم تھی۔

امیر یاور جنگ بہادر کو فارسی تحصیل اور حساب میں اچھی مہارت تھی۔ خوش نویسی میں یکتائے روزگار تھے۔ وجہ الدین خان معنی کے لایق اور نامی شاگردوں میں شمار تھا۔ اور علیا حضرت خلد اللہ ملکہ کی اوستادی کا بھی شرف حاصل تھا۔ مہتممی شعلخانہ حضوری کی خدمت تفویض تھی سن ۱۳۰۸ھ میں خطاب خانی و بہادری امیر یاور جنگ اور منصب دو ہزاری دیک ہزار سوار دعلم سے سرفراز ہوئے۔ آخر سن ۱۳۱۵ھ میں بعمر ۷۵ سالہ راہی خلد بریں ہوئے۔ نہایت خوش اخلاق و بامروت تھے۔ حسن اتفاق سے آپ کی رحلت کا سن آپ کے پیدائشی نام مظفر الدین اعداد سے ظاہر ہے۔ اور مرحوم اکثر قطعات میں اپنے نام کے ساتھ (غفرلہ ۱۳۱۵ھ) تحریر کرتے تھے وہ مادہ تاریخ رحلت ہے۔

آپ کو دو فرزند محمد وجہ الدین خان۔ محمد علاء الدین خان۔

چنانچہ خلف اکبر محمد وجہ الدین خان صاحب (جن کا سنہ تولد ۱۲۸۰ھ اور وجہ الدین خان معنی

آپ کے تولد کی تاریخ (روید بنیاکردہ وجہ الدین نہیے والا نہاد) کہی ہے۔ اپنے والد مرحوم کے جانشین اور خدمت موروثی صمصامی متعلقہ اور جاگیر خانہ پور سے سرفراز و ممتاز ہیں۔ علمی لیاقت بھی اچھی ہے۔ فارسی۔ عربی۔ علم سیاق و خوش نویسی وغیرہ سے ماہر ہیں۔ مثل اپنے والد بزرگوار کے اخلاق و مروت میں بیمثل۔ بذلہ سنج۔ خندہ رو ہیں۔ آپکو سبقت یاب جنگ بہادر اور شہامت جنگ امیر الدولہ مرحوم سے قرابت قریبہ ہے آپ کو پانچ صاحبزادہ ہیں۔ محمد منیر الدین خان۔ محمد محی الدین خان۔ محمد شمس الدین خان۔ محمد شجاع الدین خان محمد سعید الدین خان۔ جو ابھی زیر تعلیم ہیں۔

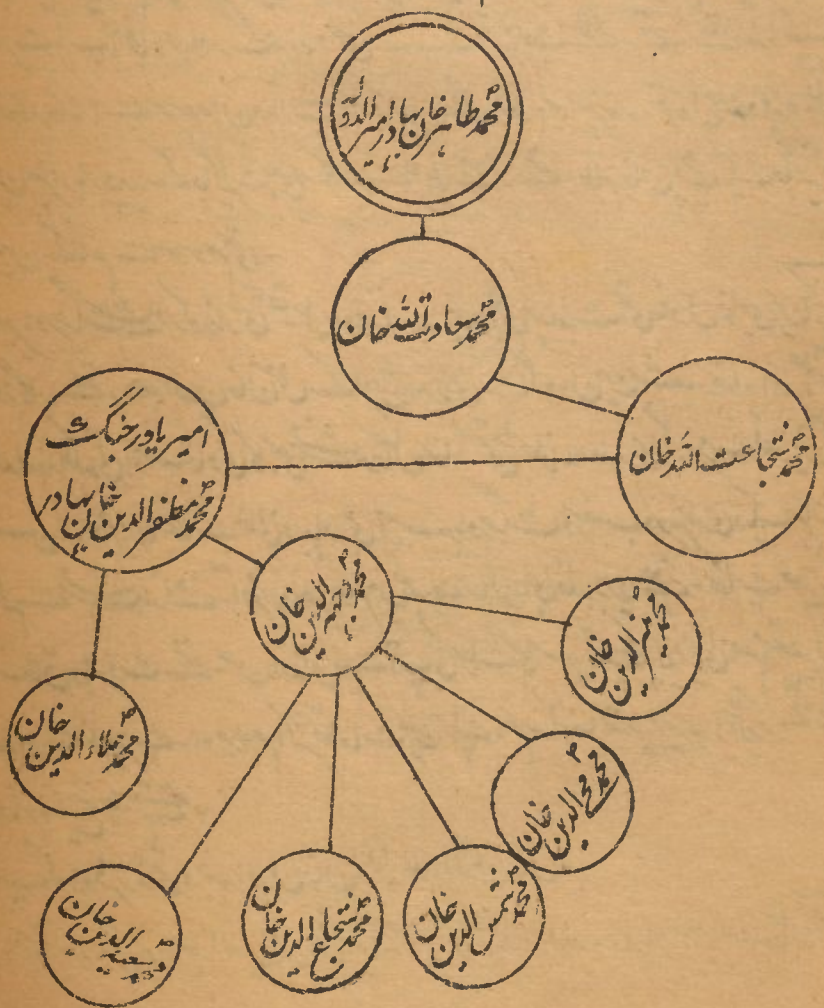

افضل الحکما حکیم فیض اللہ خان بہادر

۳۴

خاندان ولادت تعلیم

آپ بہار علی شاہ صاحب (جو شاہیر متاخرین بلدہ سے تھے) کے بھتیجے تھے۔ آپ کے والد کا نام محمد زین الدین خان تھا۔

آپ سن ۱۲۳۸ھ مین پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ امیر کبیر اول مین ہوئی۔ بعدہ جب اول اول مدرسہ ڈاکٹری کا قیام ہوا تو آپ اس سلسلہ مین شریک کئے گئے اور ڈاکٹر مکلین صاحب نے تعلیم دیا۔ اور سن ۱۲۶۴ھ مین لیاقت نامہ بھی حاصل ہوا۔

اوس زمانہ مین ڈاکٹری کا چرچا حیدرآباد مین بالکل نہ تھا۔ اور ڈاکٹری کا حاصل کرنا ایک مشکل سمجھا جاتا تھا۔ جب آپ نے لیاقت نامہ حاصل کیا تو اکثر امراء اعزہ بلدہ آپ سے رجوع ہونے لگے اور آپ کا مطب روز بروز ترقی پذیر ہوا۔ شمس الامرا امیر کبیر اول و دوم کے آپ ہی معالج رہتے تھے۔ منجانب نواب شمس الامرا بہادر حضرت مغفرت مکان کے بارگاہ مین متعین ہوئے۔ اور مورد الطاف خسروانہ ہوکر منصب بیش قرار اور فیل و اسپ و سیمانہ سے سرفراز ہوئے۔

سن ۱۲۹۴ھ مین حرمین شریفین کو اپنے خلف اکبر محمد ضیاء اللہ خان اور خلف اصغر ڈاکٹر

یٰسین خان کے روانہ ہوئے۔ اور زیارت سے مشرف ہو کر واپس آئے۔ اور تا دم حیات
بارگاہ سر آسمان جاہ مرحوم کے علاقے کے صدر ڈاکٹر رہے۔
سن ۱۳۰۶ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی بہادری افضل الحکما منصب پنجہزاری پانصدی سے
ممتاز ہوئے۔ آخر ۲۳ رجب سن ۱۳۱۳ھ کو انتقال فرمائے۔ خوش اخلاق۔ زاہد۔ عابد۔ تہجد گذار
تلاوت کلام مجید اور وظائف کا ہمیشہ ورد رہتا تھا۔ دست شفا اللہ جل شانہ نے ایسا دیا تھا
کہ جس بیمار کا معالجہ کیا وہ اچھا ہوا۔
آپ کو پروردگار نے چار فرزند ارجمند عطا کئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد نور اللہ خان (صاحب خاص
نواب سر آسمان جاہ بہادر) محمد امان اللہ خان۔ ڈاکٹر محمد یٰسین خان۔ محمد بسم اللہ خان وکیل درجہ اول
یہ چاروں صاحب آشنا پرست۔ لایق۔ خلیق۔ خوش اخلاق ہیں۔

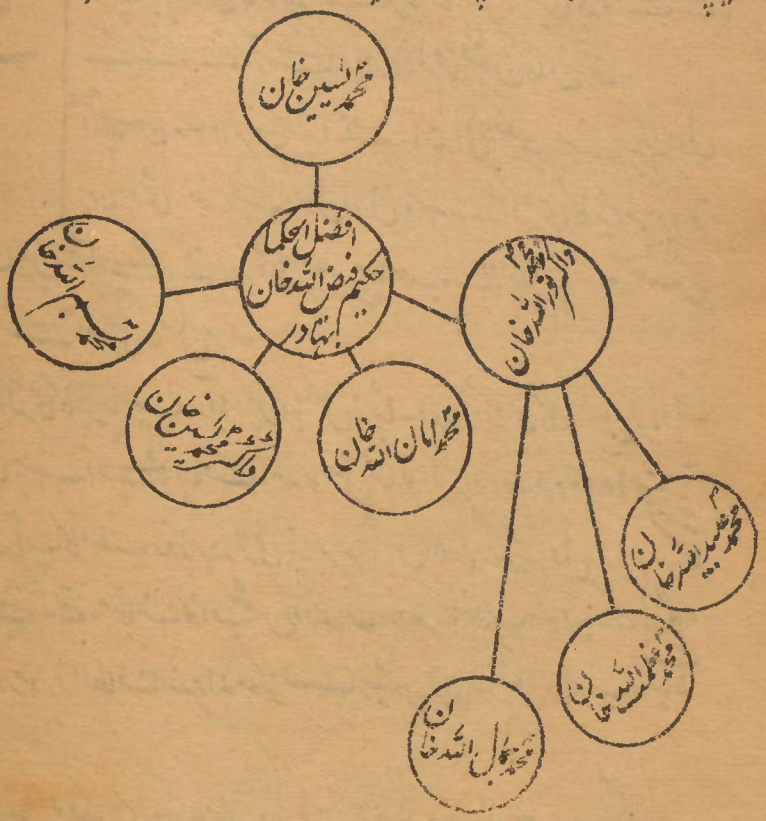

افضل جنگ معظم مرزا خان بہادر

خاندان خطاب آپ کا اصلی نام معظم مرزا ہے - آپ مرزا داور علی بیگ خان بہادر داور الملک کے کمسن فرزند ہین - جن کی عمر اس وقت گیارہ سال کی ہوگی - ابتداءً نواب داور الملک بہادر نے اپنے کو اولاد نہ ہونیکی وجہ سے مرزا امین بیگ خان بہادر اسد یار الدولہ کو پسر خواندہ فرمایا تھا - مگر اللہ جل شانہ نے ایک مدت مدید کے بعد فرزند عطا فرمایا - اور نواب داور الملک بہادر کی تقرب خاقانی کی وجہ سے یہ بھی خطاب بھی سنہ ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک (اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) خطاب ثانی بہادر وافضل جنگ منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفراز و ممتاز ہوئے -

تعلیم ابتدا مین آپ فارسی اور انگریزی کی تعلیم مدرسہ عالیہ مین پاتے تھے - اب گرامر اسکول مین پڑھتے ہین ہونہار - ذہین - لایق ہین -

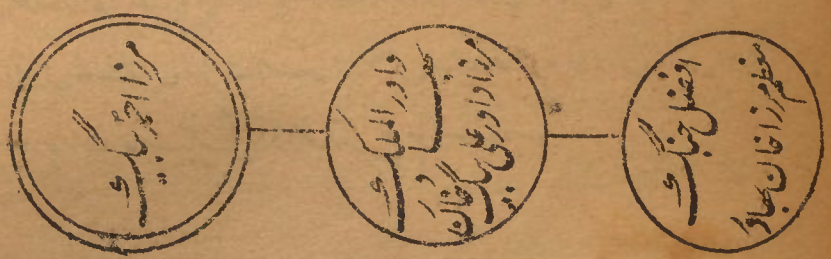

اسد یار الدولہ
اسد یار جنگ
میرزا اسمٰعیل بیگ خان بہادر

۳۵

آپ کا اصلی نام میرزا اسمٰعیل بیگ ہے۔ آپ نواب دادر الملک بہادر کے فرزند آغوشی میں نواب موصوف بوجہہ فرزند نہ ہونے کے آپ کو مثل اپنے صلبی فرزند کے پرورش فرمایا ہے جب اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی مراحم خسروانہ اور ظل عاطفت نے نواب موصوف پر سایہ ڈالا اور خطاب و مناصب سے ممتاز فرمائے گئے تو آپ کے فرزند آغوشی مرزا اسمٰعیل بیگ کے تقدیر نے بھی اوج و شرف پایا۔ چنانچہ آپ اڈیکانگی اعلیحضرت کی خدمت سے سرفراز ہو کر سن ۱۳۰۸ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری اسد یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے ممتاز ہوئے۔ اور سن ۱۳۱۲ھ کے جشن سالگرہ کے موقع پر اسد یار الدولہ خطاب۔ اور منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ بھی عطا ہوا۔ شب و روز حضوری ڈیوڑھی مبارک سے ممتاز۔ اور سفر اقدس و اعلےٰ میں شرکت اسٹاف خاص سے مفاخر۔ نوجوان لائق اور ہوشیار ہیں چہرہ سے غایت سنجیدگی اور حلم مترشح ہوتا ہے۔

راجہ امیسری پرشاد بہادر

خاندان و خطاب آپ رائے رامیسر رائے کے خلف اکبر ہین۔ آپکے اب وجد خاص اورنگ آباد کے رہنے والے تھے۔ ابتداءً آپکے والد رائے رامیسر رائے (بعہد حکمرانی نواب ناصر الدولہ بہادر حضرت مغفرت منزل) دفتر نیابت نواب سراج الملک (مغفور) رسالہ خاص کی سررشتہ داری پر مامور ہوکر حیدرآباد دکن آئے تھے بعدازان بنام بہادر ماہوار امتیازی۔ تحریر سررشتہ داری منصب وغیرہ آپنے تعدادی ایکہزار دو سو اٹھاون روپیہ ماہانہ کی معاش سے سرفرازی پائی جب طرہ باز خان نے مع چند باغیون کے زمانہ غدر سن ۱۲۷۴ھ مین کوٹی رزیڈنسی پر حملہ کیا تو یہی رائے رامیسر رائے نے اون باغیون کا مقابلہ کرکے اون کو پسپا اور ان پر فتحیاب ہوئے تھے۔ جسکے صلہ مین رائے صاحب کو بتاریخ ۲۹ ربیع الاول سن ۱۲۷۸ھ روز شنبہ منجانب نواب گورنر جنرل بہادر ہند خلعت مرحمت ہوا۔ علاوہ برین رائے رامیسر رائے نے متعدد کارہائے نمایان اس ریاست مین کئے ہین اور لاکھون روپیہ کی جو کہ سرکاری سیٹہ ساہوکارون سے بھی کرادی ہے۔ جسکے لئے تفصیل درکار ہے مگر بیان اجمالاً مشتے نمونہ خروارے لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ۱۱ محرم سن ۱۲۸۳ھ کو جو کہ بنام گردھاری لعل فتح چند تعدادی ایک لاکھ چوبیس ہزار آٹھ سو پچہتر روپیہ مع سود سرصید ایک روپیہ بعوض پرگنہ انبر وغیرہ محالات سرکار عالیہ پور وغیرہ صوبہ مخصوبستہ مبلغ مجملہ محصول سن ۱۲۵۶ف بعہدہ نواب [illegible] لعلقدار محالات مذکور داخل سرکار کیگئی۔ اور ایک وقصہ راجہ رائے رامیسر رائے بہادر متوفی (بعہد حکمرانی نواب افضل الدولہ بہادر حضرت مغفرت مکان) دو زنار داروں کے [illegible] زنار داران مذکور راجہ رائے رامیسر رائے بہادر [illegible]

جب رائے امیر رائے کا انتقال ہوگیا تو وہ جملہ معاش اون کے چھوٹے فرزند رائے پرمیسری پرشاد (برادر خورد راجہ البیسری پرشاد بہادر) کے نام اجرا ہوئی۔ جب اون کا بھی انتقال ہوگیا تو معاش مذکور (بعہد حکمرانی اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ) بمعہ اضافۂ المضاعف راجہ البیسری پرشاد بہادر (جن کا نام نامی عنوان مین درج ہے۔) کے نام بنام نہاد منصب ۱۰ سوار دیول۔ ۱۰ سوار رسالہ داری وغیرہ تعداد دی دو ہزار چھ سو چوالیس روپیہ چارآنہ کی سرفرازی ہوئی۔ اور بتقریب جشن نوروز سن ۱۳۰۱ھ مین راجہ بہادر کا خطاب اور منصب یکہزاری ویا نصد سوار و علم عطا ہوا۔ چند روز بعد جب آپکا انتقال ہوا تو کوئی اولاد ذکور آپ کو اور نہ آپکے خاندان مین موجود تھی۔ قبل ازین گوپال پرشاد جو آپنے بتبنے کیا تھا اون کا بھی انتقال ہوگیا تھا۔ اسلئے بعہد وزارت نواب سر وقار الامرا مغفور کل معاش و ہمراہی داورده وغیرہ معرض تخفیف مین لایا گیا۔ اور جسقدر کہ املاک و جائداد راجہ صاحب متوفی کی تھی وہ بوجہ قرضہ ساہوان سلام ہوگئی۔ اس تہ بالائی نے ایک معزز و ممتاز خاندان کو (جسکے بزرگون کی اس ریاست کے اعلےٰ عہدون پر کمال خیر خواہی و فارغ البالی کے ساتھ گذری تھی) ہمیشہ کیلئے مٹ میٹ کردیا۔ اسوقت اس خاندان مین رائے پرمیسری پرشاد متوفی (برادر خورد راجہ البیسری پرشاد بہادر) کے دو دختر باقی ہین۔ ایک للتا پرشاد صاحب کی زوجہ ہین جنکو سوا سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ اور دوسری گردہاری لعل (جو قایم مقام و خانہ داماد ہین) کے بیوی ہین۔ انکے نام صرف دیول کی معاش سے منجملہ پانسو روپیہ کے ایک سو روپیہ اجرا ہوئے ہین۔ یہ جز معاش اس معزز خاندان کیلئے بالکل ناکافی ہے۔ افسوس ہے کہ وہ پچھلے جاہ و مکنت رخصت ہوچکے ہین۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار** دونو صاحب کی علمی لیاقت اچھی ہے۔ لایق اور ہوشیار ہین۔ اخلاق و مروت مین بھی بےنظیر ہین

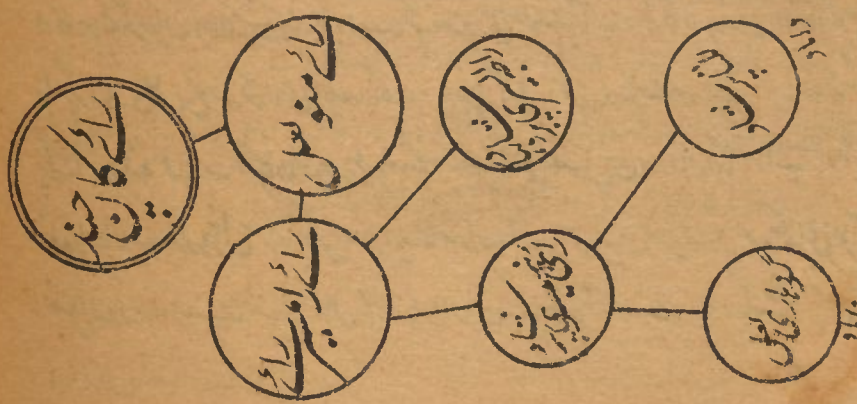

اہتمام جنگ

سید خلیل الرحمان خان بہادر

۳۸

خاندان آپ کا اصلی نام سید خلیل الرحمان عرف بڈھے صاحب ہے۔ سید مظفر حسین بندو صاحب مرحوم آپ کے والد بزرگوار تھے۔ اور اب وحید خیر کے نام سے موسوم ہیں۔ سادات خیر کے نام سے موسوم ہیں۔

نواب آصف نواز الملک مرحوم معتمد صرفخاص آپ کے حقیقی بھانجے تھے۔ اور مرحوم کو اپنے نانا (آپ کے والد) سید محمد عرف بندو صاحب مرحوم سے بہت کچھ حاصل تھی۔ کیونکہ آپ کے خاندان میں قدیم سے طریقہ متبعیت جاری ہے۔

خدمت خطاب معتمد صاحب مرحوم کے عروج و اقبال نے اون کے تمام رشتہ دار قریبہ جب اپنا سایہ ڈالا تو آپ بھی اوس میں حصہ پائے۔ معتمی صفائی تعمیرات۔ کچھ جات علاقہ صرفخاص کی خدمت آپ کے تفویض ہوئی۔ (جبکو اس وقت آپ کے نوجوان پوتے سید شہاب الدین صاحب بوجہ آپ کی کبرسنی کے انجام دیتے ہیں) اور بتقریب جشن سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۱۶ھ میں خطاب نمائی۔ بہادری۔ اہتمام جنگ منصب دو ہزاری دیک ہزار سوار و علم سے سرفراز ہی پائے۔ اس وقت آپ کا اسّی سال کا سن ہوگا حسب ضرورت۔ اردو اور فارسی میں مہارت حاصل ہے۔ اخلاق اچھے ہیں۔ اوس کے ساتھ کفایت شعار بھی ضرور ہیں۔

اولاد آپ کو تین فرزند۔ سید رشید الدین مرحوم (جنکے تین خلف سید شہاب الدین و سید الدین

غیاث الدین موجود ہیں) سید کریم الدین صاحب (جو تحصیلداری کی خدمت پر مامور ہیں)
سید صدرالدین مرحوم۔

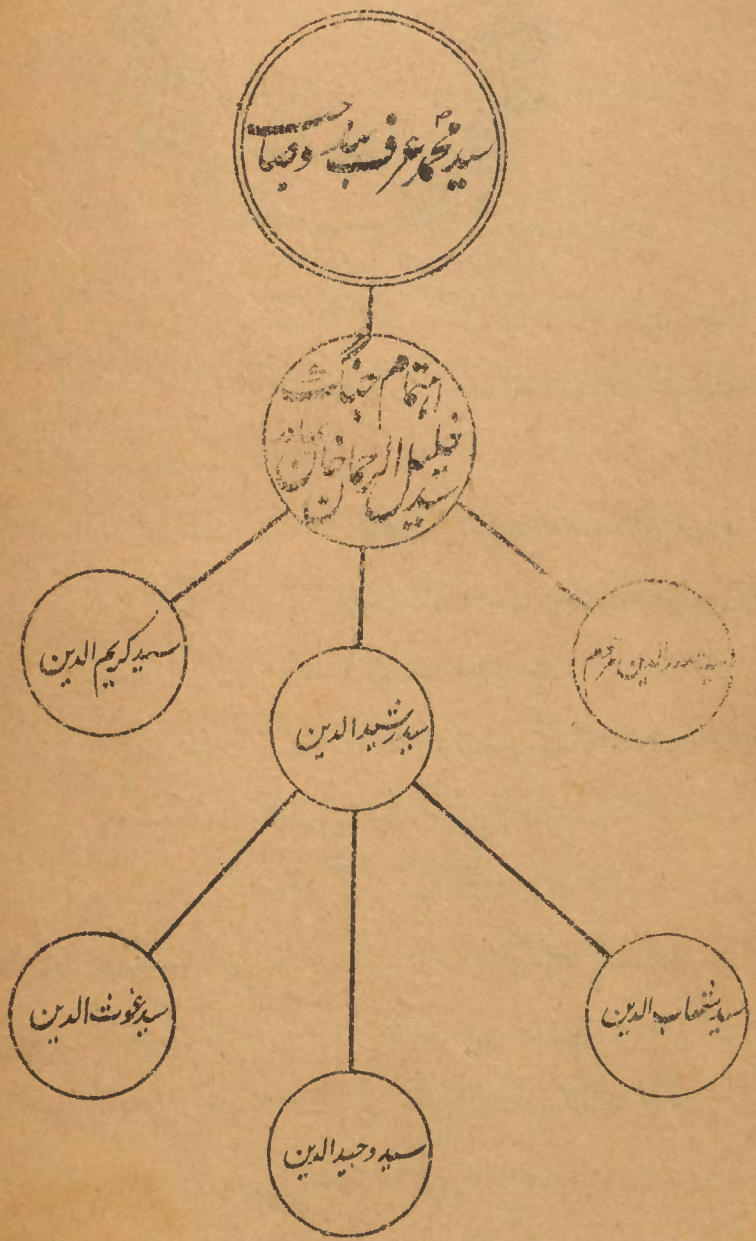

بہادر محمد اکبر خان مرزا

۳۹

خاندان } آپکا اصلی نام مرزا محمد اکبر ہے۔ آپ نواب آغا مرزا سرور الملک بہادر کے خلف چہارمی ہین۔ تفصیلی حالات خاندانی نواب سرور الملک بہادر کے تذکرہ مین ملاحظہ ہون۔

خطاب } ۱۳۱۲ھ مین آپ کو جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خانی و بہادری منصب یک ہزاری۔ پیشگاہ سلطانی سے عطا ہوا۔ اور علاقہ دیوانی و صرف خاص مین آپ کے نام تنخواہ منصب بھی جاری ہے۔

تعلیم۔ } آجکل آپ انگلنڈ مین باخراجات سرکاری بیارسٹری کی تعلیم پا رہے ہین۔ ہونہار۔ لایق۔ ہوشیار۔ ذکی الطبع۔ تیز فہم ہین۔

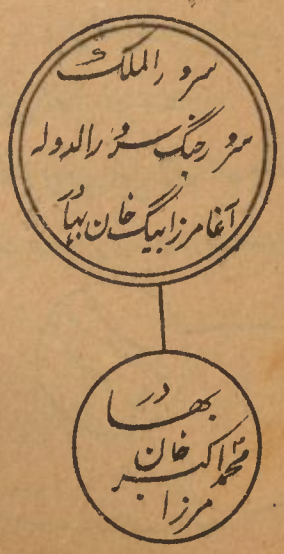

اعظم یار جنگ
چراغ علیخان بہادر
مولوی

خاندان } آپکا اصلی نام مولوی چراغ علی تھا۔ آپ میرٹھ ممالک متحدہ آگرہ واودہ کے رہنے والے تھے۔ ابتداءً آپ حیدرآباد دکن وارد ہوکر ۱۱ر صفر ۱۲۹۴ھ کو بمشاہرہ چار سو روپیہ مددگار معتمد مال مقرر ہوے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ معتمد مال کا ایک ہی مددگار تھا۔ چنانچہ آپکی تنخواہ کا اضافہ بار سو روپیہ تک اسی مددگاری پر ہوتا رہا۔ بعد ازان ۱۸ر ربیع الاول ۱۳۰۲ھ کو پندرہ سو روپیہ کے تنخواہ سے معتمد مال کی خدمت سے مستفیض ہوے پھر صوبیدار ورنجل ۱۳۰۵ھ مین صوبیدار گلبرگہ شریف۔

خطاب } اسی سال ۱۳۰۵ھ مین بتقریب سالگرہ ہمایون خطاب خانی وبہادری۔ اعظم یار جنگ۔ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔

۱۲ر محرم ۱۳۱۱ھ کو فانظل سکرٹری قرار پائے۔ ۹ر جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو معتمدی فنانس کے علاوہ معتمدی مال بھی تفویض ہوی۔ آخر ۱۷ر ذیحجہ ۱۳۱۲ھ کو تبدیل آب وہوا کے غرض سے بمبئی گئے۔ اوسکے پانچوین روز ۲۱ر ذیحجہ ۱۳۱۲ھ کو بمبئی مین انتقال فرمائے۔

آپ اردو۔ فارسی عربی مین ماہر۔ انگریزی مین لایق تھے۔ آپ نے نواب سالار جنگ اعظم کے سوانح تفصیلی حالات پر انگریزی مین لکھی ہے جو لایق دید ہے۔ آپ کے فرزند سراج علی۔ احمد علی حیدرآباد دکن ہی مین موجود ہین۔

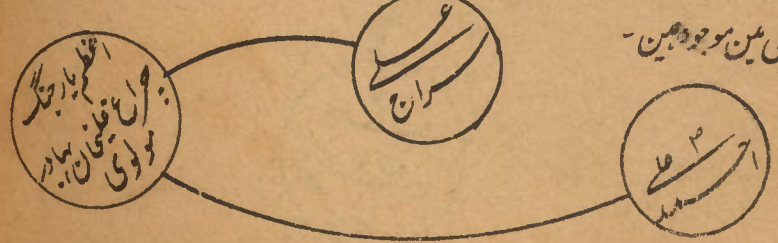

امیر یار جنگ
سید سراج الحسن خان بہادر

۱۴۱

خاندان آپکا اصلی نام سید سراج الحسن ہے۔ آپ ناسک احاطہ بمبئی کے رہنے والے اور سید عبدالحق سردار دیرالملک کے حقیقی بھائی ہین۔ اولاً آپ علاقہ گورنمنٹ انگریزی مین ملازم تھے۔ بعدازان حیدرآباد دکن وارد ہوے اور جمادی الثانی ۱۲۹۱ھ مین مددگار کنسٹر کروڑ گیری ہوے۔ چندروز بعد دوم تعلقدار پھر اول تعلقدار مقرر ہوے۔

خطاب ۱۳۰۳ھ مین مددگار ہوم سکرٹری ہوے۔ اور ۱۳۰۵ھ مین بمشاہرہ سترہ سو روپیہ صوبیدار بیدر۔ ۲۴ شعبان ۱۳۱۱ھ کو منصرم رکن دوم مجلس مال ۱۳۱۲ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خانی و بہادری امیر یار جنگ منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ آخر ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۱۴ھ کو شکوہ فالج دلقوہ مین مبتلا ہوکر رخصت حاصل کی۔ اور ۳ محرم ۱۳۱۵ھ کو صوبیداری بیدر سے چھ سو پچیس روپیہ وظیفہ کے ساتھ علیحدہ ہوے۔ اور نواب قوت یاور الدولہ بہادر صوبیدار بیدر قرار پائے۔ آپ ہوشیار۔ لایق۔ تجربہ کار افسر ہین۔

اسوقت آپ سکندرآباد مین مقیم ہین۔ آپکو چار صاحبزادے۔ اول سید نورالدین حسن مرحوم (جو اولاً دوم مددگار ہوم سکرٹری تھے بعد انکے خدمات انگریزی مین منتقل ہوگئے) دوم سید ضیاء الحسن صاحب (سوم تعلقدار کلامریڈی) سوم سید نظام الدین حسن (اولاً مہتمم کوتوالی تھے۔ اب تحصیلدار ہین) چہارم سید منیر الحسن (آپکو نواب اقبال یار جنگ بہادر کی پوتی منسوب ہین)

---

* سید عبدالحق سردار دیرالملک اوس زمانہ مین ہوم سکرٹری تھے۔ یعنے اپنے بھائی کے مددگار ہوے ۱۲ مولف۔

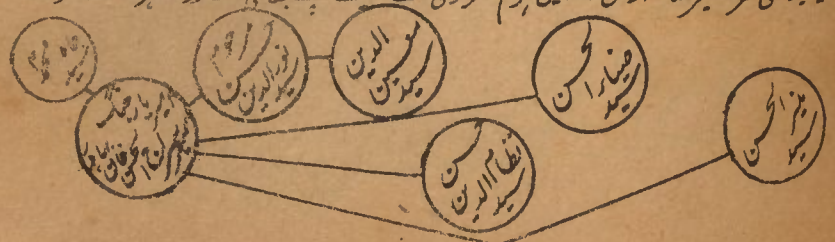

امیر علی خان بہادر

۴۲

خاندان } اصلی نام امیر علی ہے۔ پادشاہ صاحب کے بیٹے اور روح اللہ صاحب کے بھتیجے ہیں
روح اللہ صاحب کو شاہی دستار باندھنے کا شرف تھا۔ چنانچہ اون کے انتقال کے بعد امیر علی
اون کی جگہ پر مقرر ہوئے۔ اور اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے دستار مبارک باندھنے کی عزت پائی
دربار جہان مدار کی ہمیشہ حضوری اور حسن خدمت گزاری اور مساعدت بخت سے منظور نظر
عاقانی ہوئے۔ رفتہ رفتہ تنخواہ مین بھی اضافہ ہوا حتے کہ پانچسو روپیہ ماہانہ سے سرفرازی پائی

خطاب } اور بتقریب جشن سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۰۸ھ مین خطاب خانی و بہادری و منصب
یک ہزاری عطا ہوا۔ چند روز اچھی ہوا بندھی رہی۔ جب تقدیر نے پلٹا کھایا۔ دماغ مین اناینت
سمائی۔ نامناسبتہ حرکات سرزد ہوئے۔ فوراً عتاب شاہی نازل ہوا۔ مدت مدید تک نظر بند رہے
بعد بین بوجہ رحم سلطانی اون سے خلاصی پائی۔ مگر پہلا تقرب دربار شاہی نصیب نہ ہوا۔ آوارہ
دشت ادبار ہوئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

نواب انور خان بہادر محمد

خاندان آپکے مورث اعلےٰ محمد رستم خان بہادر فرزند منور خان بن محمد داؤد خان الی قزلباش ہیں۔ بلدہ آپکے والد مغفور کبیر الشان بہادر حکومت قزلباش بسنہ ۱۲۳۳ھ مین انتقال فرمایا آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام مبارک کے شیدا ہیں۔ اہ محرم مین سنکڑون روپیہ خرچ کرکے سبیل شربت اور مصنوعی بہشت بناکر پانی پلاتے تھے دیار و پیونام شہیدان سبیل ہزارہا روپیہ سلوک شہدا کے نام پر خیرات کرتے ساتھ کیا جاتا تھا اور خلعت دوسی محمد ابراہیم بہادر دارد حیدرآباد ہوکر پیشگاہ حضرت غفران آبے جاگیر جعفرآباد و شالہ گذہ وغیرہ جمعیت پیادہ سوار دون سے سرفراز و ممتاز ہوکر نہایت احتشام کیساتھ اوقات عزیز بسر فرمائی۔ رستم پور آپکے بھائی اعظم خان کی احداثات سے ہے۔ محمد ابراہیم خان بہادر کے خلف محمد داؤد خان۔ محمد جعفر خان۔ محمد داؤد خان کے خلف محمد اعظم خان۔ محمد سلطان خان۔ محمد انور خان آپ (انور خان بہادر کے جد خطاب شاہ نواز الدولہ بہادر سے سرفراز ہوکر بمطابق اپنے اب وجد کے ثروت و حشمت کیساتھ بسر فرمائے۔ شاہ نواز الدولہ کے خلف محمد داؤد خان۔ محمد منور خان۔ محمد داؤد خان کے خلف محمد انور خان۔ (جنکا نام نامی زینت عنوان ہے۔

آپکی کم سنی ہی مین آپکے والد کا انتقال ہوگیا۔ مگر سرکار نے بلحاظ اعزاز خاندانی و قدردانی جاگیرات و معاش آبائی سے سرفراز فرمایا۔ اسوقت ساٹھ ہزار کی جاگیر آپکے قبض و تصرف مین ہے۔ آپ نہایت خلیق۔ منکسر المزاج۔ کثیر التواضع۔ نوجوان ہین۔ اپنی جاگیرات و کارخانہ کا انتظام بوجہ احسن انجام فرماتے ہیں۔

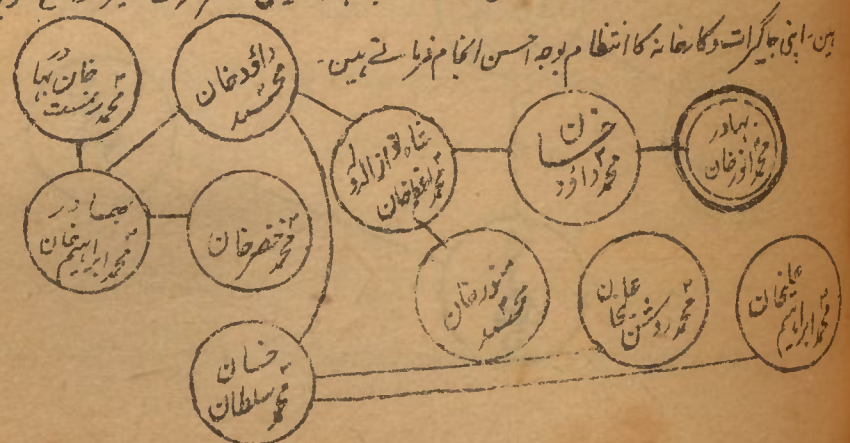

خاندان آپ حکیم شفائی خان ثانی کے خلف الصدق حکیم میر صفدر علی مرحوم کے پوتے۔ اور میر فضل علی شفائی خان بہادر شفاء الدولہ کے بھائی ہین۔ خاندانی حالات تفصیلی طور پر شفاء الدولہ بہادر کے تذکرہ مین بیان ہون گے۔

آپ کی علمی لیاقت اچھی ہے۔ خوش قطع جامہ زیب۔ صاحب اخلاق۔ ذی مروت ہین اعزاز و مناصب سے سرفراز۔ باغات اعلی حضرت خلد اللہ ملکہ (واقع نرسم پیٹہ) کی مہتمی سے ممتاز ہین۔ حکیم میر داؤد علی صاحب مرحوم کے دختر نیک اختر آپ سے منسوب ہین۔

آپ کو (ایک) صاحبزادے ہین۔ جن کی تعلیم انگریزی و فارسی کی جاری ہے۔

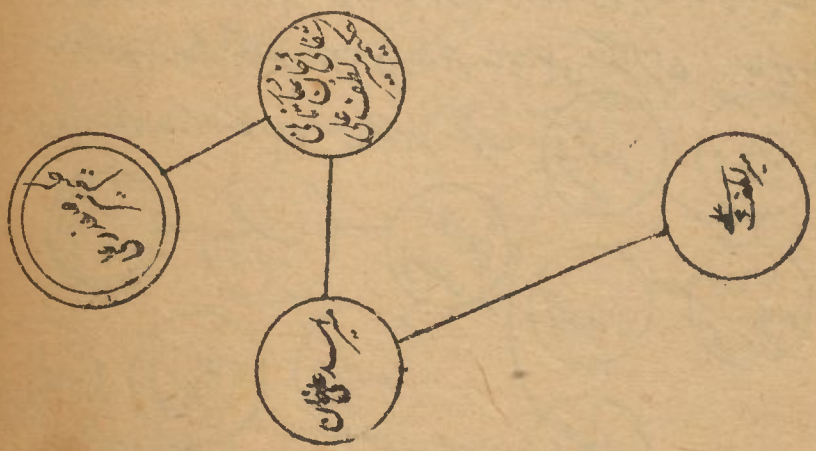

سید محمد اکرم اللہ خان بہادر

خاندان آپ نواب خواجہ ہدایت اللہ خان بہادر المخاطب تیمور جنگ کے فرزند اور حالیجناب نواب میر تفضل علیخان میر پادشاہ مغفور المخاطب سیف الملک مرتضیٰ خان حضرت نواب سکندر جاہ مغفرت منزل علیہ الرحمہ کے حقیقی نواسے ہین۔ نواب خواجہ ہدایت اللہ خان تیمور جنگ مرحوم ابن نواب خواجہ اکرم اللہ خان فرزند نواب اسد اللہ خان پسر نواب خواجہ ہدایت اللہ خان مخلف نواب خواجہ عبد اللہ خان آصف جاہی ہین۔

خواجہ عبد اللہ خان مرحوم۔ سید محمد طالب میر عسکری کے فرزند اور سید محمد مہدی صدر الصدور خراسانی نبیرۂ حضرت سید محمد ادہم قطب خراسانی کے پوتے اور خواجہ ابو البقا خان وزیر بخارا کے نواسے ہین۔ ان کا مولد بخارا ہے ان کے دادا کا مولد خراسان ہے یہہ کاظمی سید اور ان کا جدی سلسلہ حضرت محمد ادہم صاحب الارشاد قطب خراسانی سے حضرت قطب الاقطاب سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا خاص جناب امام الہمام حضرت امام موسی کاظم رضے اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچتا ہے۔ اجدادی کا سلسلہ خواجہ ابو البقا خان وزیر بخارا سے پندرہ واسطہ پر حضرت سلطان بخارا ماضی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ اور جناب امام کے مقدس وجود سے سید محمد مہدی صدر الصدور خراسانی تک نسلاً بعد نسل علی التسلسل ہر یک جدی و خلفائے خرقہ خلافت سے بہرہ مند اور ہر یک سے فیضان و طریقہ جاری رہا۔ اور سید محمد طالب میر عسکر بخارا سے بوجہ دامادی وزیر بخارا

دنیوی شان وشوکت شروع ہوئی - آغاز سن ۱۱۱۷ھ مین خواجہ عبداللہ خان باتفاق برادر خود خواجہ رحمت اللہ خان بعد انتقال پدر ومادر اور بہ تعرفات سابقہ بشہرۂ قدر دانی حضرت خلد مکانی علیہ الرحمہ ہند کے ارادہ سے وارد کابل ہوئے - اور ساتھ ہی بذریعہ حیات خان داروغہ غسلخانہ وخواجہ مکارم خان عرض بیگی شہزادہ محمد معظم الملقب بہ شاہ عالم بہادر شاہ کی شرف ملازمت حاصل اور چار چار صد روپیہ منصب پادشاہی سے سرفراز اور عزت باریابی اور اعزاز دربار کے ساتھہ ملازمت مین حاضر رہے من بعد خواجہ عبداللہ خان اولاً بعد تنبیہہ باغیان وغارتگران خیبری بہ اضافہ یکصد روپیہ منصب دسہ صد سوار مفتخر ثانیاً بعد سر برآرائے شاہ عالم بہادر شاہ خطاب خانی وبہادری سے ممتاز ہوئے آغاز سن ۱۱۲۰ھ مین بعد فتح محاربہ ملک دکن جس مین اون کے جان نثاریان وقتاً فوقتاً ظاہر ہو چکی تہین باجیغۂ الماس وخلعت چار پارچہ معہ نیم آستین مستقلاً سند حاکمی وفوجداری مچھلی بندر وضلعجات متعلقہ سے معہ جاگیر ذات سرفراز وسربلند ہوئے - اور جہاندار شاہی عہد حکومت مین ایک انگشتری زمرد اور فرخ سیر کے زمانہ سلطنت مین یک قبضہ شمشیر ویک راس اسپ باساز گنگا جمنی کی سرفرازی کے ساتھہ اپنے منصب سابقہ امور ومستقل رہے اور حضرت نواب مغفرت مآب آصفجاہ اول کے عہد حکومت مین بروقت مقابلہ مبارز خان معہ نہہ لک روپیہ نقد بابتہ خزانہ باسہ ہزار پیادۂ کرناٹکی وسہ صد سوار وچار ضرب توپ حاضر رکاب اور شرف ملازمت حاصل اور نمایان کارستانیون کے ساتھہ بہ ترقی مدارج ومراتب پنجہزاری معہ لوازمہ وسرفرازی جاگیرات سیر محاصل باچار عدد جواہر ودو قبضہ شمشیر معہ علی بندمرصع وچار راس اسپ ودو زنجیر فیل سے بایک لک روپیہ نقد بغرض تیاری حویلی مفتخر ہوئے - اور پھر من ابتدائے سن ۱۱۳۲ھ لغایتہ سن ۱۱۵۷ھ ۲۴ سالہ عرصہ تک ہر یک جنگی موقع پر بہ حیثیت سپہ سالاری وسپہداری اور ہر ایک انتظامی موقع پر بہ حیثیت وزرائی وصوبداری وہ خیر خواہیان اور عمدہ کارگزاریان دکھلائے کہ جسکے باعث ان کا وجود نواب مغفرت مآب علیہ الرحمہ کے قدردان بارگاہ مین جزو لاینفک سمجھا جاتا لہذا متعدد بار خدمات تفویضہ

مثل عہدۂ دیوانی وصوبہ داری برار و بیجاپور وصوبہ داری ارکاٹ کی سرفرازی
کے ساتھہ دواماً امور و تفضلات رہے اور آغاز سن ۱۱۵۷ھ مین صوبہ ارکاٹ
کے انتظام مین راہی دار البقا ہوئے۔ ملاحظہ ہو مآثر الامرا۔ خافی خانی۔ حدیقۃ العالم
گلزار آصفیہ۔ سوانح دکن۔ وقایع راجہ پرتاب ونت۔ مہن لال۔ راجہ شام راج
چہنستان دکن وغیرہ۔

خواجہ ہدایت اللہ خان بہادر خلف دوم خواجہ عبد اللہ خان مرحوم سن ۱۱۴۱ھ
مین تولد اور پدر بزرگوار کی حیات مین بتقریب نذر تسمیہ خوانی نواب مغفرت مآب
کی پیشگاہ سے بسرفرازی دو عدد جواہر و اجرائے منصب چارصدی مفتخر اور بعد پدر
بزرگوار حسب الحکم نواب مغفرت مآب آصفجاہ اول معاش پدری سے سرفراز اور
نواب آصف جاہ ثانی غفران مآب کی ملازمت مین متعین اور ہمراہ رکاب صوبہ برار وغیرہ
وغیرہ مین حاضر رہے اور بعد سریرارائی نواب آصفجاہ ثانی و بعد محاربہ پونہ جس مین ان کی
جان نثاری بہت کچھہ ظاہر ہو چکی تھی بہ سرفرازی خطاب خانی و بہادری و چہار جاگیرات
(۹) مواضع سیر محاصل آٹھہ ہزار روپیہ واقع سرکار گلشن آباد و ماندیٹر اولاً خدمت تعلقہ اختتاب
کروڑگیری و ثانیاً خدمت نظامت و قلعہ داری گلبرگہ معہ فوجداری حسن آباد سہ عدد جواہر و
ایک قبضہ شمشیر و علی بندمرصع سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اور سن ۱۱۹۷ھ مین راہی دار البقا ہوئے

خواجہ اسد اللہ خان بہادر خلف خواجہ ہدایت اللہ خان مرحوم سن ۱۱۹۲ھ مین تولد
ہوئے ان کی تسمیہ خوانی مین حضرت غفرانمآب علیہ الرحمہ نے براہ سرفرازی خسروانہ اپنی تشریف
فرمائی سے دوبالا عزت بخشی فرمایا اور نیز بسرفرازی سہ عدد جواہر و یکصد روپیہ ماہوار منصب سے
ممتاز فرمایا اور بعد انتقال پدر بزرگوار منصب و جاگیر آبائی سے سرفراز اور حسب الحکم حضرت غفرانمآب
علیہ الرحمہ نواب سکندر جاہ مغفرت منزل کی ملازمت مین متعین کئے گئے اور حضرت مغفرت منزل علیہ الرحمہ
کے عہد حکومت مین بسرفرازی خطاب خانی و بہادری مادام الحیات اعزاز درباری سے مفتخر

اور ملازمت مین حاضر رہے اور سن ۱۲۳۰ھ مین انتقال کئے۔

خواجہ اکرم اللہ خان بہادر فرزند دوم خواجہ اسد اللہ خان مرحوم سن ۱۲۱۹ھ مین تولد اور بعد انتقال پدر خضرت مغفرت منزل علیہ الرحمہ کی پیشگاہ سے معاش و جاگیر پدری اور خطاب خانی و بعد انتقال پدر خضرت مغفرت منزل علیہ الرحمہ کی پیشگاہ سے معاش و جاگیر پدری اور خطاب خانی و بہادری سے سرفراز اور نواب ناصر الدولہ غفران منزل علیہ الرحمہ کی خدمت مین زمانہ مرشد زادگی سے متعین کئے گئے اور حضرت غفران منزل کی حکومت مین مختلف خدمات مثل تعلقات صرفخاص و جیب خاص و خدمت داخلہ فوج صرف خاص و فوج دیوانی سے سرفراز اور بتاریخ ۲۱ شہر شوال سوار اور توپ سیدل باد و مواضع تنخواہ جاگیر جمعیت سے سربلند اور اعزاز دربار سے ممتاز اور دوا مامور دعا بات خیر ہوئے ۱۵ ربیع الآخر سن ۱۲۷۴ھ کو انتقال کئے۔

خواجہ ہدایت اللہ خان بہادر الخاطب تیمور جنگ ابن خواجہ اکرم اللہ خان مرحوم سن ۱۲۴۷ھ مین تولد اور نواب غفران منزل علیہ الرحمہ کی پیشگاہ سے بوجہ سرفرازی خسروی ابتداً دو صد روپیہ ماہوار منصب و خطاب تیمور جنگی سے سرفراز ہوئے بعد ازان آغاز سن ۱۲۷۳ھ مین حضرت غفرانمنزل علیہ الرحمہ اپنی برادر زادی اعنی مسماۃ سردار النساء بیگم صاحبہ منجھلی صاحبزادی نواب میر تفضل علیخان میر بادشاہ مغفور سے منسوب اور پانچہزار روپیہ نقد و دو عدد جواہر جہیز سمہ مرحمت فرمائے اور بعد وفات غفران منزل علیہ الرحمہ نواب مغفرت مکان علیہ الرحمہ بسرفرازی خسروانہ و پانصدی ماہوار دامادی اور دیڑھسو روپیہ ماہوار خوراکی اسپ و فیل و لوازمہ اعزازی اور پندرہ ہزار روپیہ نقد بابتہ معمول شادی اور چار عدد جواہر سے سرفراز و ممتاز فرمائے اور ۴ ذیحجہ سن ۱۲۷۹ھ مین انتقال کئے۔

ولادت دوم اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے تیسرے روز۔ بتاریخ ۶ ذیحجہ سن ۱۲۷۹ھ روز دوشنبہ صاحبزادی صاحبہ میر بادشاہ مرحوم کے بطن سے تولد ہوئے۔ اور حسب منظوری نواب مغفرت مکان علیہ الرحمہ اپکا نام نامی سید محمد اکرم اللہ خان رکھا گیا اور بدستور جاگیر و ماہواری معاش و لوازمہ اعزازی سے سرفراز اور تقریب تسمیہ خوانی مین بوجہ قرابت قریبہ تین ہزار روپیہ نقد اور ایک عدد سرپیچ و یک ہار مرصع معہ سلک ہائے مروارید سے سربلند ہوئے۔

تعلیم و قابلیت انہون نے پریوٹ تعلیم پایا اور اٹھارہ سالہ سن مین فارسی کے تحصیل کتب درسیہ سے فارغ عربی مین صرف۔ نحو۔ منطق۔ فقہ۔ ادب۔ ریاضی مین حساب۔ الجبرا۔ اقلیدس جغرافیہ۔ ہسٹری۔ انشاء پردازی۔ تھوڑی بہت کچھ مرہٹی۔ نقشہ نویسی۔ خوشنویسی۔ اور دستورات مجاریہ سرکار عالی و قوانین مال و عدالت مجریہ سرکار عظمت مدار اور نیز اصول قوانین اور پولیٹکل اکانومی مین عمدہ لیاقت و قابلیت اور خوش رویگی بیک ردشی اور عام اعلان حسنہ مین وہ شہرت خیز نکلے کہ حضور سرسالار جنگ اول نے ان کو انتخاب ایک اعلے اور اعزازی امید سے وابستہ اور عہدۂ جلیہ کی تجویز مستقل وعدے سے دفتر معتمدی سرکار عالی مین امتحاناً متعین کیا۔

انجام دہی خدمات انہون نے من ابتدائے سن ۱۲۹۸ف لغایتہ آغاز سن ۱۳۰۰ف سررشتہ مال کے تفصیلی کامون سے دفتر معتمدی کے اصولی کام تک اظہار لیاقت و دیانت کے ساتھہ سرانجام دیا اور اس حسن و خوبی سے حصول تجربہ کے ساتھہ کارگزار رہا کہ خود نواب سرسالار جنگ اول انکی مستعدی جفاکشی۔ واقفیت قانونی۔ قابلیت کارگزاری سنجیدگی رائے کے موصف تھے۔ بعدازان نواب سراسمانجاہ مرحوم کے عہد وزارت مین برنبائے تجویز سرسالار جنگ اول اور برنبائے تعمیل فرمان شاہی۔ سررشتۂ عدالت مین کیا بہ حیثیت آنریری اسیسٹنٹ باقتدارات درجہ اول و کیا بہ حیثیت منصرمی نظامت اول عدالت فوجداری بلدہ بلیاقت معاش فوجداری کے نازک انتظامی اور اہم سیاستی کام اور سشن کے اقتداری منصبی و چالانی مقدمات کو اہتمامندی و مستعدی۔ اور ضوابط کی پابندی کے ساتھہ انجام دیا اور ایک انتظامی رپورٹ کے پیش کرنے سے اپنی قوت انتظامی و بیدار مغزی ثابت کر بتلایا کہ جس سے عامۂ رعایا اور پولیس رعایا اور طبقۂ وکلا موصف اور عہدہ داران سررشتہ عدالت مدّاح خود گورنمنٹ اپنی قدردانی سے ان کی قابلیت و تجربہ کارگزاری۔ طرز انصاف۔ واقفیت قانونی اور دانشمندی وغیرہ صفات کو بذریعہ جریدہ اعلامیہ مطبوعہ ۲۲ دے سن ۱۲۹۸ف تصدیق و تسلیم اور مشتہر کی ہے۔

آپ سنی مذہب حنفی مشرب صوم و صلوۃ کے پابند سلسلہ عالیہ قادریہ مین بیعت رکھتے ہین۔ آئین و اطوار و طریق معاشرت نہایت اعلے درجہ کے ہین۔ وجیہہ خلیق کریم الطبع ہین۔

اولاد تین فرزند۔ یک دختر ہے۔ سید محمد غوث اللہ خان۔ سید محمد قادر اللہ خان۔ سید محمد قطب اللہ خان۔ ماہوار میوہ خوری سے کامیاب ہیں۔

بہادر
امجد علی میرزا خان

۴۴

آپ کے جد اعلےٰ میرزا صادق بیگ خان بہادر (جنکے آبا و اجداد بخارا شریف کے مشائخین کبار سے ہین) بخارا شریف سے (بعہد اورنگ زیب عالمگیر پادشاہ غازی) وارد دہلی ہوکر ملازمان شاہی مین داخل ہوئے - اور بوقت روانگی حضرت مغفرت مآب جانب دکن ہمراہ رکاب جید رآباد فرخندہ بنیاد آئے سرکار آصفیہ سے آپ کو آٹھ سو پیہ منصب تھا - آپ کا انتقال اورنگ آباد مین ہوا چنانچہ نواب آصف جاہ بہادر کے مزار کے پائین چبوترے پر جہان کہ اکثر رفقا کے مزار ہین آپ مدفون ہین - آپ کو ایک فرزند قاسم بیگ خان المخاطب شہریار جنگ اول ہے - اور ایک صاحبزادی بنی بیگم صاحبہ (جو بخشی بیگم صاحبہ قبلہ محل خاص نواب میر نظام علیخان بہادر کے والدہ ماجدہ تھین) شہریار جنگ اول

بعد انتقال سے اپنے والد ماجد کے خدمت و مناصب پدری سے سرفراز ہوئے
آپ کو چار صاحبزادے اول محمود بیگ خان قاسم یار جنگ - دوم -
فتح بیگ خان بہادر - سوم عزیز مرزا ذوالقدر خان بہادر شہریار جنگ
ثانی - چہارم مرزا صالح بیگ خان المخاطب قاسم بیگ خان بہادر اور ایک
صاحبزادی - قادران بیگم صاحبہ (جو نواب ناصر الدولہ غفران منزل کو علی بند بیاہی
کرتی تھیں - اور نواب ممدوح کمال درجہ توقیر و عزت اور سلام میں تقدیم فرماتے تھے)
محمود بیگ خان قاسم یار جنگ کو ایک صاحبزادہ فرید مرزا خان بہادر قاسم یار جنگ
ثانی (جو معاش جدی کے علاوہ نظامت اورنگ آباد اور صدر تعلقداری ضلع
نلگنڈہ و میر مجلس عدالت العالیہ سے سرفراز - اور عالم فاضل تھے - آپکو تین فرزند
مرزا احمد بیگ خان - میرزا محمد بیگ خان - میرزا غلام علی بیگ خان -
فتح اللہ بیگ خان بھی معاش پدری سے سرفراز تھے - اور صالح بیگ خان المخاطب
قاسم بیگ خان بہادر بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر معاش پدری کے علاوہ
یک صد نفر جبوش اور جمعیت متفرق وغیرہ سے ممتاز تھے - اب ہے عزیز مرزا المخاطب
ذوالقدر خان بہادر شہریار جنگ ثانی ان کو سوائے جاگیرات و منصب جدی کے
خدمت داروغگی فیل خانہ و تعلقداری عمر کھیڑ و رسالہ خاص سے مباہی و مفتخر ہوئے
آپ کو بہت سی اولاد ہوئی مگر سب فوت ہوئے - صرف چار فرزند زندہ رہے -
اولین لیاقت میرزا خان - شہریار جنگ ثالث دویمی کاظم میرزا خان
سیومی یوسف مرزا خان شہریار جنگ رابع - چہارمی حافظ حاجی وجیہ اللہ مرزا خان
فرزند اولین علاوہ معاش پدری کے داروغگی فیلخانہ و داغ تصحیحہ وغیرہ سے سربلند
تھے - آپکے تین فرزند - واحد مرزا خان - و غلام رسول خان - محمود میرزا خان -
فرزند دویمی کو ایک فرزند ذوالقدر مرزا - فرزند سیومی جاگیرات و معاش پدری

علاوہ سن ۱۲۷۴ھ مین صوبہ داری اورنگ آباد وخطاب شہریار جنگ اور چہار عدد جواہر سے سرفراز ہوئے - اور سن ۱۲۸۶ھ تک مامور بخدمت مفوضہ رہے - آپ کو اولاد ذکور سے کوئی نہین -

فرزند چہارمی خطاب خانی وبہادری سے ممتاز اور علم عربی وفارسی وہیئت وہندسہ مین کامل - جن کو تین فرزند - حاجی حافظ واجد علی مرزا خان بہادر - عظیم مرزا خان - احمد مرزا خان -

ولادت تعلیم حافظ حاجی واجد مرزا خان بہادر کو دو فرزند ایک امجد علی مرزا خان بہادر (جن کا نام نامی زیب دہ عنوان ہے) دوسرے ناظر علی مرزا خان - امجد علی مرزا خان اورنگ آباد خجستہ بنیاد مین سن ۱۲۸۳ھ مرنھم رجب روز یکشنبہ کو پیدا ہوئے - ابتدائی تعلیم بطور خانگی رہی بعدہ حسب الحکم نواب مختار الملک مرحوم مدرسۂ اعزہ مین شریک کئے گئے وہان چار سال تک - عربی - فارسی ریاضی - انگریزی - کی تعلیم ہوتی رہی - علم ملکی یعنے تلنگی ومرہٹی - مین بھی آپ کو دخل ہے - معاشل دجاگیرات آبائی سے سرفراز ہین - ہوشیار لایق - کارگزار اخلاق ومروت مین بے مثل ہین -

اولاد آپ کے دو خلف ارجمند اکرم علی مرزا خان - اشرف علی مرزا خان - یہ بھی اپنے والد کے ہم خیال اور قدم بہ قدم ہین - تعلیم جاری ہے -

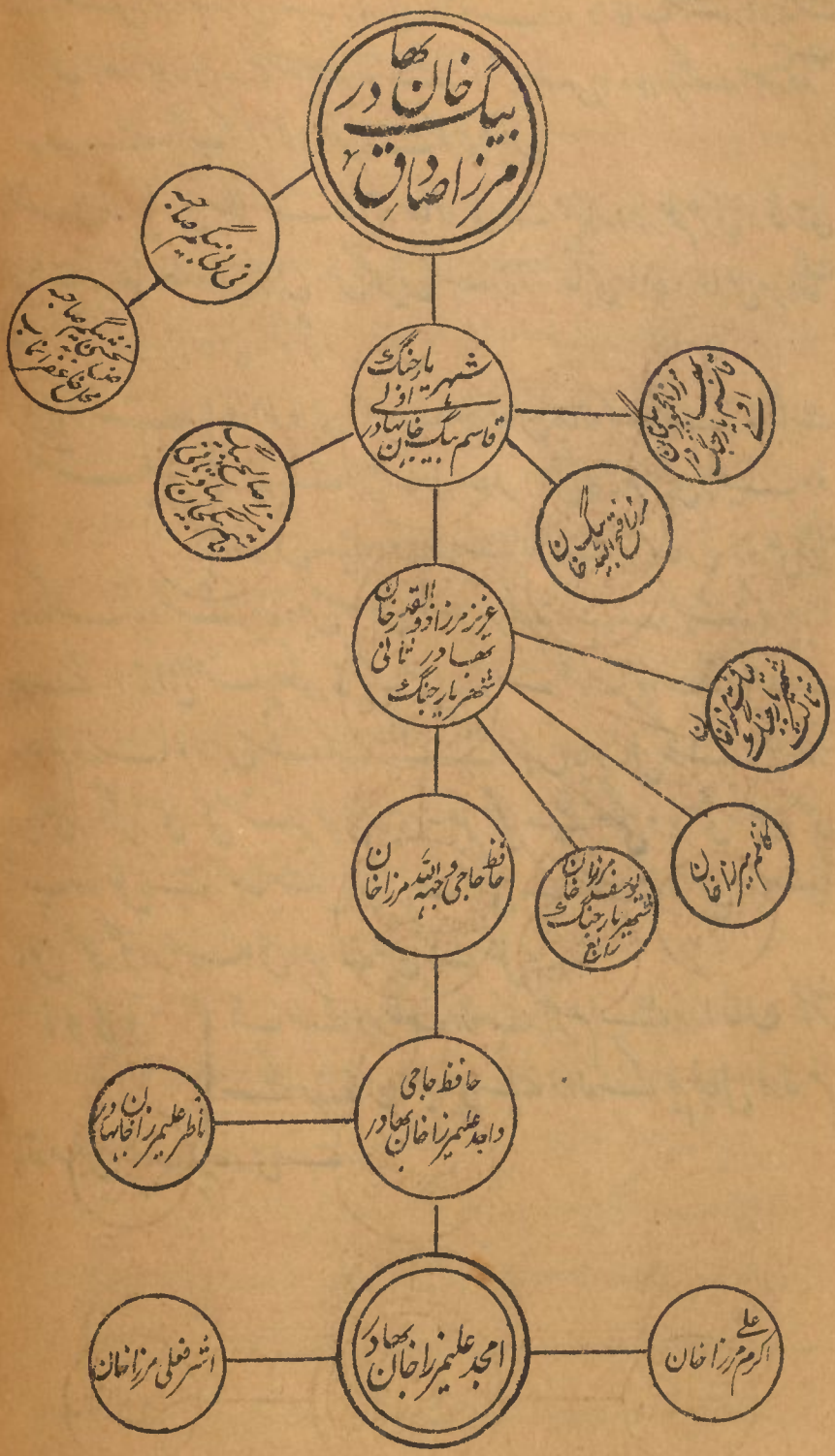
بیگ خان بهادر
مرزا صادق
شهریار جنگ
قاسم بیگ خان بهادر
عزیز مرزا ذوالقدر خان
بهادر ثانی
شهریار جنگ
حافظ حاجی وجیه الله مرزا خان
حافظ حاجی
واجد علیمیرزا خان بهادر
ناظر علیمیرزا خان بهادر
امجد علیمیرزا خان بهادر
اشرفعلی مرزا خان
علی
اکرم مرزا خان

مردبہ اعتماد نواز خان بہادر

۴۵

اصلی نام مردبہ محمد غفور خان ہے۔ آپ مردبہ حمید خان مرحوم المخاطب بہ اعتماد نواز خان بہادر کے اکلوتے فرزند ہین۔ آپ کے والد کو بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر غفرانمنزل اعتماد نواز خان خطاب عطا ہوا تہا۔ چنانچہ وہی موروثی خطاب (اعتماد نواز خان بہادر) اب آپ کو اس عہد ہمایون اعلحضرت خلد اللہ ملکہ مین بہ تقریب جشن سالگرہ مبارک سن ۱۳۰۵ ہ مین عطا ہوا ہے۔ اور چار صدی منصب سے بھی سرفراز ہین۔ آپ ڈھائی سو چوبدار ان دیوڑہی مبارک کے اعلے افسر ہین۔ جو مردبہ کے نام سے موسوم ہین۔ یہ خدمت آپ کی موروثی ہے جو علی التسلسل آپکے خاندان مین نواب آصف جاہ بہادر مغفرت مآب کے زمانہ سے چلی آرہی ہے۔ لوازمہ نشست جو آپ کے ماتحت ہے وہ حسب ذیل ہے۔

ہاتھی	پالکی	میانہ	اسپ
یک زنجیر	دو منزل	ملے منزل	۵ راس

علاوہ برین تین سو کئے روپیہ ماہانہ تنخواہ ہے۔ اور تقریباً بیس ہزار کی جاگیر ہے

ماسیوا اسکے اکثر امرائے بلدہ کے یہان سے بھی بیش قرار ماہوارین مقرر ہین۔ علمی لیاقت بھی اجرائی کار کے لئے ناموزون نہین۔ جوان ہین۔ چالیس سال کی عمر ہوگی۔ دو کمسن لڑکے بھی موجود ہین۔

مخفی نرہے کہ اس ریاست ابدمدت مین پانچسو نفر چوبدار ہین۔ جو دو نشستون پر تقسیم اور دو مردہون کے ماتحت ہین۔ ایک اعتماد نواز خان بہادر جن کا تذکرہ اوپر کیا گیا۔ دوسرے مردہ محمد بخش ہین جو مردہ محمد چاند المخاطب بہ خدمت گزار خان کے فرزند ہین۔ ان کے بھی مثل اعتماد نواز خان بہادر کے ڈھائی سو چوبدار ماتحت ہین اور لوازمہ نشست۔ پالکی۔ میانے۔ اور گھوڑے بھی موجود ہین۔ اور تنخواہ بھی تین سو کئے روپیہ ہے۔ مگر جاگیر البتہ کم ہے۔ جو تقریباً آٹھ ہزار کی ہوگی۔ ابھی یہ اپنے والد کے خطاب سے سرفراز نہین ہین۔

آپ کو چار فرزند ہین۔ اول احمد بخش (قایم مقام مردہ) دوم نبی بخش سوم محمد غفور چہارم رسول بخش۔

بہادر جنگ شمشیر بہادر

۴۶

خاندان آپ نواب رشید الملک امام جنگ بہادر خلف خورشید جاہ امیر کبیر سابع کے فرزند اکبر ہین۔ آپ خاندان امیر کبیر بہادر کے ایک ممبر ہین اس خاندان کے مورث اعلےٰ ابوالخیر خان بہادر تھے جن کا تذکرہ ردیف الف نمبر (۱) مین شرح و بسط کے ساتھ کردیا گیا ہے۔ اور آپ کے جد سر خورشید جاہ کا مفصل احوال ردیف الف نمبر (۲) مین لکھدیا گیا ہے۔ اس وجہ سے صرف اسقدر یہان تبلانا کافی تھا۔

اسم خطاب مناصب آپ کا اصل نام نامی۔ محمد کریم الدین ہے۔ سن ۱۳۰۴ھ ۱۸ جمادی الثانی کو بتقریب دربار جشن نوروز آپ کو خطاب خانی اور شمشیر بہادر مع منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ ۲۰ و ۲۱ ربیع الثانی سن ۱۳۰۵ھ بتقریب دربار سالگرہ مبارک خطاب بہادر جنگ مع منصب پنجہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سرفراز ہوا۔

آپ نوجوان مستعد جفاکش خلق و کرم مین بےمثیل ہین۔

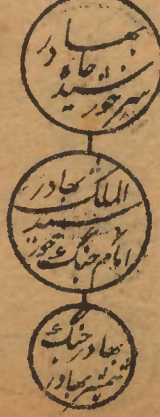

برق جنگ
محسن خان بہادر

۴۷

اسم خطاب خاندان

نام محسن ابن صالح برق جنگ اولے ابن عمر جانباز جنگ شمشیر الدولہ ابن عوض قوم یافعی۔ ابتداءً ان کے جد یعنے عمر بن عوض وارد حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہوئے تھے اور اپنے مالک کی وفاداری و جانثاری کی وجہ سے اعلےٰ درجہ کی ترقی کے مدارج حاصل کئے معاملہ داد و سند بھی امراء و اعزۂ بلدہ سے بڑھگیا۔ روزانہ دولت کی ترقی ہوئی۔ مزید براں اجمعداری عزت بھی سرکار سے عطا ہوئی۔ ثروت و حکومت مین بعد عبداللہ بن علی المخاطب سیف الدولہ کے دوم نمبر (چونکہ سیف الدولہ ابو الفتح تھے) یہی تھے۔ ان کے خلف اکبر صالح المخاطب برق جنگ اولے ان کے فرزند محسن کو (جنکا یہ تذکرہ ہے) سن ۱۳۰۲ف مین خطاب خانی و بہادری برق جنگ عطا ہوا۔ مولف کو ان کی عادات و خصایل کے معلوم کرنیکا موقع نہین ملا۔ اسلئے یہان سکوت اختیار کیا گیا۔ بظاہر تیز مزاج اور سخت گیر معلوم ہوتے ہین۔ باطن کا حال خدا جانے۔ آپ کو ایک فرزند ہے۔

بدر الدولہ
اکرام جنگ بہادر

۴۸

خاندان خطاب خدمت

آپ تہنیت یار الدولہ تہنیت یار جنگ محمد وزیر الدین خان مرحوم کے خلف دوم تھے۔ ان کے خاندان کے مورث اعلیٰ شرف الدین خان بہادر تھے جنھوں نے نارنول سے حیدر آباد آکر بزمانہ مہاراجہ چندو لعل بہادر بغایت رسوخ و دولت و حشمت پیدا کیا تھا۔

محمد وزیر الدین کا عروج حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر کے عہد سلطنت میں ہوا۔ اور مصاحبت کا شرف حاصل ہو کر خطاب تہنیت یار جنگ تہنیت یار الدولہ (بلحاظ اسم مبارک حضرت مغفرت مکان) عطا ہوا۔ مزید بران بخشی گری جوانان و سواران صرف خاص سے ممتاز ہوئے۔ اور بعہد اعلیحضرت مدظلہ العالی نوبت دردشن چوکی و جاگیرات سے سرفراز ہو کر بہ نیک نامی تمام سن ۱۳۰۸ھ بسن ہشتاد سالگی رحلت کئے۔

آپ کے دو فرزند مستحکم جنگ بہادر۔ اکرام جنگ بہادر کہ چنانچہ اکرام جنگ بہادر کو خطاب خانی بہادری و جنگی بعہد حضرت مغفرت مکان عطا ہوا تھا۔ بزمانہ کمسنی اعلیحضرت مدظلہ العالی آپکو مصاحبت و

اتالیقی کا اعزاز حاصل رہا۔ اور بتقریب جشن نوروز (سر برآرائے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) سن ۱۳۰۱ھ میں خطاب بدرالدولہ اور منصب ۳ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز ہوئے سن ۱۳۰۳ھ میں نایب میر مجلس انتظام صرف خاص مقرر ہوئے۔ اور سن ۱۳۰۶ھ میں ہز میجسٹی ڈیوک آف کنابٹ کی تشریف آوری حیدرآباد کے موقع پر آپ نے گلبرگہ شریف تک جاکر شہزادہ بہادر کا استقبال فرمایا۔ خزانہ صرف خاص کی مہتمی آپ کے تفویض تھی۔ جس کو آپ نے نہایت جفاکشی اور دیانت داری سے انجام دیا۔ آخر حیدرآباد سے بہ نیت ہجرت حرمین شریفین کو روانہ ہوئے۔ اور وہیں رحلت فرمائی۔

آپ انتہا درجہ کے متدین۔ پرہیزگار۔ رحم دل۔ خوش اخلاق۔ امیر تھے۔

بنیظیر جنگ بہادر
محمد مہدی حسن خان

۴۹

آپ کا اصلی نام محمد مہدی حسن ہے - محمد قاسم علی خان شوکت جنگ حسام الدولہ مرحوم کے خلف اصغر ہین -

آپ کے مورث اعلےٰ آغا معین بہادر جن کا مولد و مسکن اصفہان اور شہنشاہ ایران کے سرکار مین معین التجار کا خطاب عطا ہوا تھا - سات سو غلامون کے ہمراہ (بعہد مبارز خان) ایران سے حیدر آباد آئے - یہان خان بہادری کا خطاب اور سات ہزار کی جاگیر سرفراز ہوئی -

اون کے فرزند جعفر علی خان کو آصف جاہ بہادر کے عہد مین سیکاکول کی صوبہ داری مرحمت ہوئی - اکثر آپ مرہٹے اور فرانسیسون کی سرکوبی کے لئے مہملی بندر وغیرہ بھیجے جاتے تھے - اور ہر ایک معرکہ مین فتحیاب رہتے تھے - صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین محمد معین خان شوکت جنگ خطاب اور منصب ہفت ہزاری عنایت ہوا - اور سات ہزار روپیہ کی تنخواہ منصب کے اضافہ ہوئی - سن ۱۱۷۳ مین کہتاش

بھون کے مقام پر مرہٹون کے مقابلہ مین آپ کی گردن مین ایک زخم کاری ایسا آیا کہ جس سے جانبر نہ ہو سکے۔

اُن کے خلف ابوالحسن خان بہادر منصب شش ہزاری اور مرغام جنگ حسام الدولہ معین الملک کے خطاب سے مباہی و مفتخر ہوئے۔

اِن کے فرزند محمد سامی خان اپنی آبائی خطاب و مناصب و جائداد سے ممتاز رہے۔ کچھ روز دن کمشنر کرڈر گیری کی خدمت انجام دی۔ اور عرض بیگی کی خدمت بھی تفویض رہی۔

اِن کے صاحبزادے ابوالحسن خان بنظیر جنگ سن ۱۲۰۰ مین قلعہ داری کہم سے سرفراز ہوئے۔ اور بعہد نواب سکندر جاہ بہادر خطاب بنظیر جنگ عطا ہوا۔ اور آبائی جاگیرات و خدمات بھی بحال ہوئے۔ اور سن ۱۲۲۵ھ مین (بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر) معین الملک خطاب اور چار ہزاری منصب مرحمت ہوا۔ اور میر عالم بہادر کی وزارت مین رزیڈنسی کی وکالت کے کام کو بھی آپ نے انجام دیا۔

اِن کے خلف قاسم علی خان شوکت جنگ اپنی آبائی جاگیرات و خدمات سے ممتاز ہوئے۔ اور کوٹھ جات دیوڑھی مبارک کی منتظمی بھی آپ نے بجا لائی۔ ایک زمانہ تک ناظم مجلس تصفیہ ساہوان رہے۔ آپکو چار فرزند اولین محمد حسین علی جنکا انتقال ہو گیا دوم امحمد حسن جو صمصام الدولہ بہادر کے آغوشی مین باقی دو فرزند محمد ابوالحسن (جن کو تقریب حسین سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۱ھ مین خطاب خانی و بہادری شوکت جنگ اور منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم اور سن ۱۳۱۲ھ کے سالگرہ مبارک کے موقع پر حسام الدولہ خطاب اور منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار علم و نقارہ عطا ہوا تھا۔ اور آبائی خدمات سے بھی سرفراز تھے۔ اور انگریزی فارسی مین بھی ممتاز اور لیجسلیٹو کونسل و مینوسپالٹی بورڈ کے آنریری ممبر تھے مگر ۲۴ جمادی الثانی سن ۱۳۱۹ھ کو فرمان واجب الاذعان اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ

بدین مضمون صادر ہوا کہ

"مین بہت افسوس کے ساتھہ لکھتا ہون کہ محمد ابوالحسن خان شوکت جنگ حسام الدولہ نے بلا وجہہ دخل در معقولات دیگر یہہ نالایق حرکت کی ہے کہ آنریبل کرنل بارکر کے نام چند ایسے بیہودہ شرم و تہتک آمیز خط بھیجے جن مین میرے چند امرا و عمائدین کی حقارت ہے۔ اور خود میرے اور رزیڈنٹ صاحبون کے نسبت غلط باتین لکھے ہین حالانکہ میری رعایا مین سے کوئی شخص ایسا کرنا در اصل میری دربار کی حقارت ہے چونکہ اندنون حیدرآباد مین اس قسم کی بدمعاشی درپردہ ہونا پایا جاتا ہے لہذا لازم ہے کہ حسام الدولہ بہادر کو ایسی سزا دیجائے کہ دوسرون کو اس سے عبرت ہو۔ پس حسام الدولہ بہادر علاقہ صرف خاص کی ملازمت سے برطرف کردئے گئے اگر ان کو علاقہ دیوانی مین کوئی خدمت ہو تو اس سے بھی فوراً برطرف کئے جائین اور ان کے خطابات خانی بہادری شوکت جنگ حسام الدولہ جس کے لایق یہ ہونا انہون نے اپنے کو ثابت کردیا ہے وہ منسوخ کئے گئے۔ اگرچہ ان کی خطا اس قابل تھی کہ وہ پولیٹکل طور سے قیدی بنا رکھے جائین تاہم مین ان کے خاندان پر رحم کرکے اور ان کی آبا و اجداد کی خدمت کے مدنظر ان کو ایسی سزا دینے سے باز رہتا ہون۔"

چنانچہ فرمان بالا بذریعہ جریدہ اسلامیہ اطلاع عام کے لئے شایع ہوا۔ اور ان کی ناشایستہ حرکت کی پاداش مین خدمات سرکاری سے برطرف اور خطابات ضبط کئے گئے واقعی ان کی لایعنی کرتوتون سے ایک اعلےٰ خاندان کے نام پر ہمیشہ کے لئے ایک کلنگ کا ٹیکہ لگا۔) خلف اصغر محمد مہدی حسن خان منیظر جنگ جن کا نام زیب دہ عنوان ہے۔ آپ انگریزی مین میاٹریکولیشن پاس ہین۔ عربی۔ فارسی۔ مین ممتاز۔ نوجوان ذہین ہوشیار فخراب وجیہ ہین۔ تقریب سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۲ف خطاب خانی اور بہادری

نبیرہ جنگ منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم آپ کو عطا ہوا۔ اخلاق و مروت میں بیمثل ہیں۔ چنانچہ فی الحال انگلنڈ میں واسطے تعلیم و تحصیل علوم کے مقیم ہیں۔

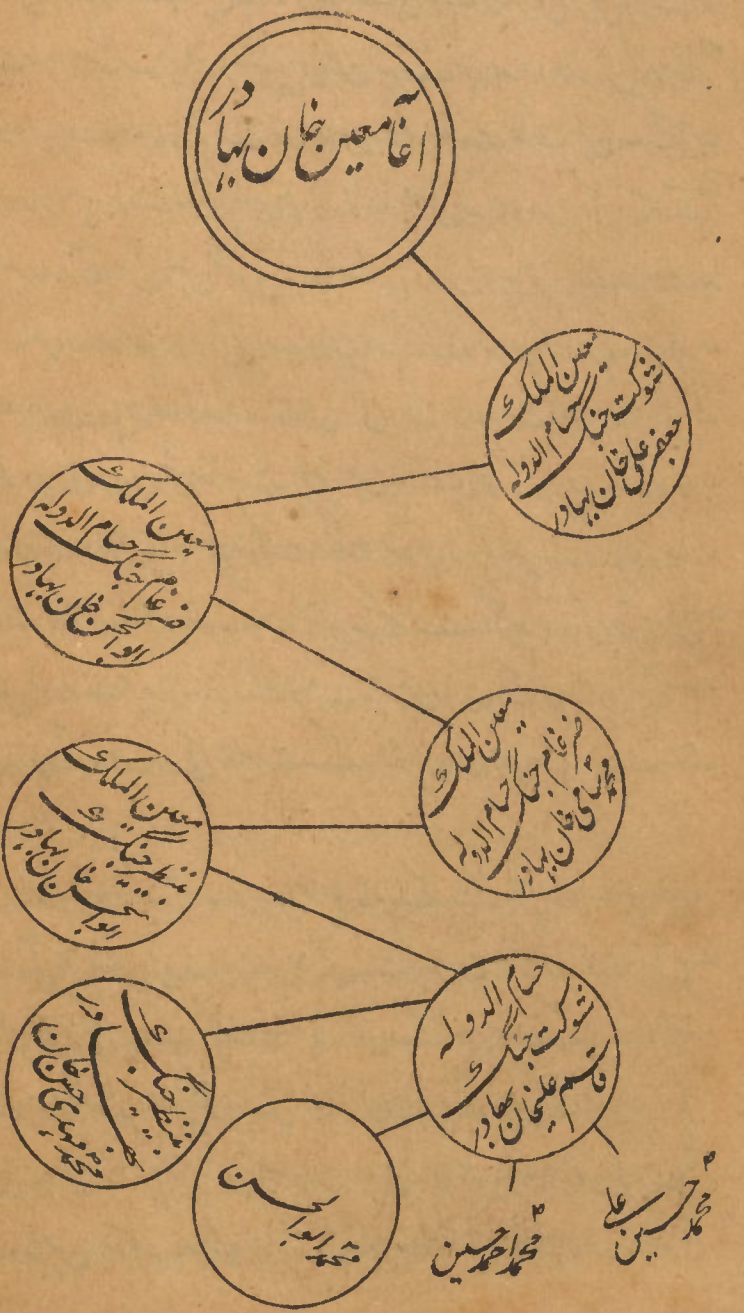

بہرام الدولہ جنگ بہرام میر داؤد علیخان بہادر

خاندان آپ کے مورث اعلےٰ سید عاقل خان بہادر لب چاک (اس کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کا لب زیرین زخمی تھا اور آپ اکثر غصہ کے وقت اوسی زخمی لب کو دانت سے چباتے تھے جس کی وجہ سے وہ ہونٹ تمام عمر جنگا رہا) ہین یہ سادات بارہہ سے تھے۔ فرخ سیر بادشاہ دہلی کے منتخب ملازمون سے تھے بعد بہمی معاملہ نواب آصف جاہ بہادر کے ہمراہ سات سو سوارون کے ساتھہ حیدرآباد آئے اور اپنی زندگی بعزت تمام گذارے اون کے خلف میر امام علیخان بعہد نواب میر نظام علی خان بہادر برہان الدولہ بہرام جنگ کے خطاب جاگیر محاصل سرسس گاون بڑار منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار اور صوبہ داری ایلچپور سے سرفراز کئے گئے بعدازان احتشام جنگ نبہ برہان الدولہ کو ایلچپور کی صوبہ داری عطا ہونے کے وجہہ سے نرمل کی قلعہ داری پر مامور ہوئے اسکے بعد خدمت داروغگی ہرکارگان تفویض ہوئی مگر سن ۱۲۰۸ھ مین انتقال ہوا۔

اون کے فرزند میر زین العابدین خان بعہد نواب سکندر جاہ بہادر

مغفرت منزل خطاب سطوت جنگ بہرام الدولہ بہرام الملک منصب
ہفت ہزاری سہ ہزار سوار پالکی جھالردار و علم و نقارہ و نوبت سے سرفراز
ہوئے اور بزمانہ وزارت میر عالم بہادر علاوہ جاگیرات قدیم کے ایک لاکھ
کی ذات جاگیر اور دو سو سوار سے ممتاز و مفتخر ہوئے ہمیشہ سیر و شکار مین
حضرت مغفرت منزل کے شریک خاصہ رہتے تھے جمادی الاخر
سن ۱۲۳۲ھ مین مرض استسقا سے راہی خلد برین ہوئے آپ انتہا درجہ
کے زندہ دل عبادت الہی کے مشاغل اور کشتی اور گرز گردانی مین
بے مثل تھے بلدہ مین آپ کی سواری نہایت تزک و شوکت کے ساتھ
نکلا کرتی تھی۔ اور عشرہ شریف مین عزا کی مجلسین کمال انتظام و اہتمام
سے آپ کے یہان ہوا کرتی تھی آپ کو پانچ صاحبزادے۔ میر غلام حسین خان
بہرام جنگ۔ سید عاقل خان بہادر۔ سید غیرت خان بہرام الدولہ
سید قنبر علی خان بہادر۔ سید محمد علی خان بہادر۔ نمبر ۲ سید عاقل خان
بہادر نے اپنے ایک صاحبزادے امام علی خان کے انتقال کی وجہ سے
پریشان خاطر ہو کر حج کو گئے اور وہان سے واپسی کے وقت بمقام آبنہ جو گائی
بعارضہ فالج و لقوہ سن ۱۲۴۴ھ مین انتقال فرمایا اون کا جنازہ دوش بدوش
لاکر اون کے خسر مستقیم الدولہ کے مقبرہ مین دفن کیا گیا اون کے خلف سید
زین العابدین خان سطوت جنگ ثانی اپنے آبائی جاگیرات و خدمات سے
سرفراز تھے سیر و شکار کا بہت شوق تھا آخر ۴۸ برس کی عمر مین اسہال
کبدی سے انتقال کئے اون کے خلف میر بہادر علی خان (ہم زلف نواب
مختار الملک اول) بھی مثل اپنے اب وجد کے۔ جاگیرات سے
سرفراز تھے جن کو بتقریب جشن سالگرہ مبارک اعلے حضرت آصفجاہ سادس

خلد اللہ ملکہ سطوت جنگ خطاب عطا ہوا - نواب فخر الملک بہادر (وزیر عدالت (امور عامہ) کے ہمراہ شکار کے لئے تشریف لے گئے تھے جہان از خود بندوق چل گئی جسکے صدمہ سے آپ جان بحق تسلیم ہوئے - آپ کے خلف میر داور علی خان جن کا تولد سن ۱۲۸۲ھ ہے اس وقت اپنے آبائی جاگیرات وغیرہ سے سرفراز ہین سن ۱۳۰۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپ کو خطاب میر داور علی خان بہادر بہرام جنگ عطا ہوا - اور سن ۱۳۱۴ھ مین بتقریب جشن نوروز خطاب بہرام الدولہ در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز کئے گئے نواب مختار الملک اولے کی چھوٹی صاحبزادی (جنکی شادی مختار الملک اولے کے حین حیات نہایت تزک و احتشام سے ہوئی) آپکے حبالۂ عقد مین ہے آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسۂ عالیہ مین ہوئی اور کئی سال لنڈن مین بھی رہکر آپ نے تعلیم پائی ہے - فارسی - عربی - انگریزی سے اچھے واقف ہین ملکی اور مالی کامون مین بھی مہارت ہے عماد السلطنۃ مختار الملک ثانی کے عہد وزارت مین معتمد دفتر خانگی و متفرقات رہ چکے ہین معین المہام عدالت کی بھی منصرمی کی ہے سالار جنگ اسٹیٹ کی کمیٹی کے بھی پریسیڈنٹ تھے آپ کی جاگیرات کا انتظام ایک کمیٹی کے ذریعہ انجام پاتا ہے جسکے آپ ہی خود پریسیڈنٹ ہین شریف پرور - کرم گستر - صاحب اخلاق - دنی جود و سخا - ہین عشرہ شریف مین عزا کی مجلسین ہزار ہا روپیہ کے صرفہ سے کیا کرتے ہین جناب نفیس لکھنو سے آکر اپنے تازہ مراثی و سلام سناتے ہین - ہزار ہا آدمیون کا ازدحام رہتا ہے آپ کے دو فرزند ہین اول سید تراب علی خان جن کا تولد سن ۱۳۰۲ھ ہے دوم سید زین العابدین خان جو سن ۱۳۰۵ھ مین تولد ہوئے ہر دو صاحبزادے زیر تعلیم ہین

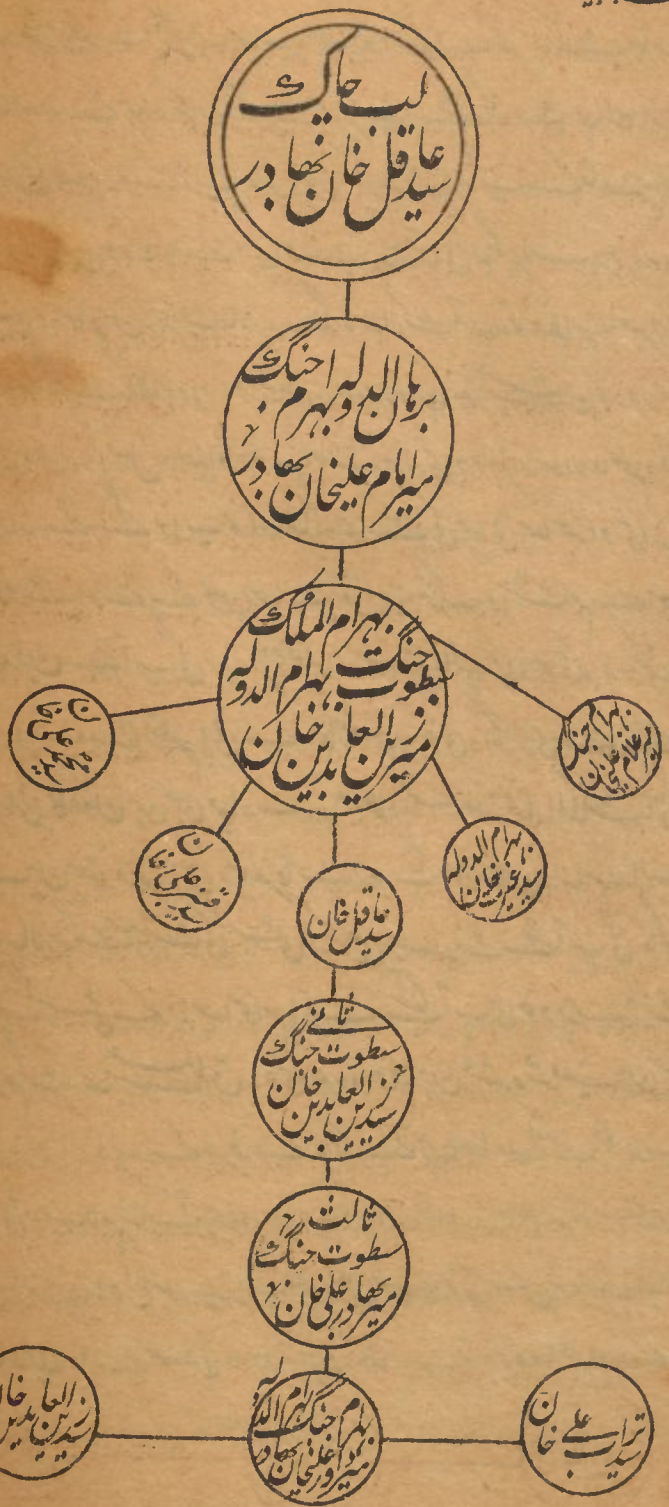
سید عاقل خان بهادر
برهان الدوله بهرام جنگ
میر امام علیخان بهادر
بهرام الملک سطوت جنگ
میر زین العابدین خان بهرام الدوله
سید عاقل خان
ثانی سطوت جنگ
سید زین العابدین خان
ثالث سطوت جنگ
میر بهادر علی خان
بهرام جنگ بهرام الدوله
میر زین العابدین خان
سید تراب علی خان

بہادر دل جنگ بہادر
محمد وقار الدین خان

۵۱

خاندان اسم

آپ کا اسم سامی محمد وقار الدین ہے آپ وقار جنگ اولے المعروف امیر میان کے خلف دوم اور رشید الدین خان بہادر شمس الامرائے خامس کے نواسے ہین۔ آپ کے خاندان کا تفصیلی تذکرہ آپ کے بڑے بھائی وقار جنگ ثانی کے حالات مین کیا جائے گا۔ آپ کو سن ۱۳۰۵ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری و بہادر دل جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ انتہا درجہ کے خوش اخلاق سلیم الطبع ہین۔

آپ کو تین فرزند (امام الدین خان) (بدر الدین خان) (زبیر الدین خان) ہین

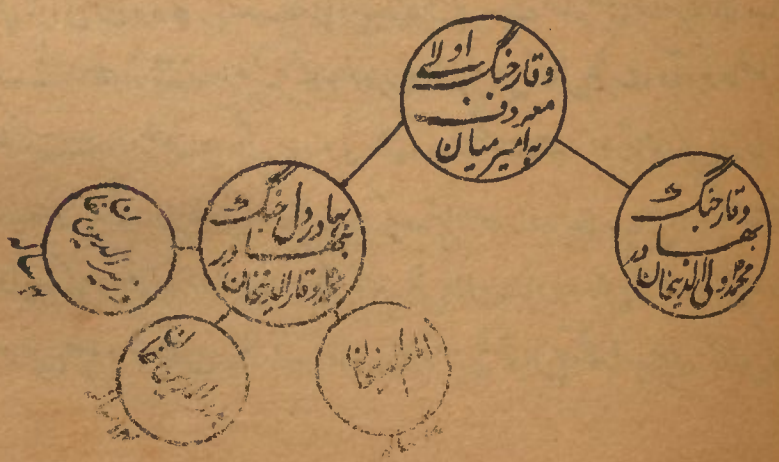

محبوب علی خان بہادر

۵۲

خاندان آپ کے جد محمد اعظم خان اعظم الملک نے بعہد نواب میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی بہ پیشدستی شمس الامرا امیر خنجر بہادر پائگاہ خاص کی تیاری۔ اور دس ہزار گھوڑون کی خریدی۔ اور باون لاکھ کے تعلقات کے نظام میں بے انتہا سعی فرمائے تھے۔ اور نواب سکندر جاہ بہادر کے زمانے مین خدمت خانسامانی سے ممتاز تھے۔ اون کے فرزند بندہ علی خان بہادر باقتضائے جنگ کی فساد انگیزی کے موقع پر بمقام دنبل کنڈی فوج مہدویان مرسلہ فرخ مرزا کے مقابلہ مین اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کے فساد کے وقت ظلوعہ بندر پر سید سیور ڈی اور بدیع اللہ خان (جو فوج رہیگان و مہدویان لائے تھے) کی لڑائی مین وہ کارہائے نمایان کئے کہ جس کے صلہ مین جواہر و خطاب علی یار جنگ سے سرفراز ہوئے اور ہمیشہ پیگاہ مغفرت منزل مین کمال عزت و آبرو حاصل تھی اور خلف سردار علیخان جاگیر موروثی مٹالہ سے سرفراز اور تمامی کارخانہ جات متعوضہ سے بحال تھے اور منصب سہ ہزاری و یک ہزار سوار اور خطاب علی یار جنگ سے ممتاز اون کے تین فرزند اولین خلف اکبر قادر علی خان بہادر دوم قاسم علی خان بہادر سوم محبوب علی خان بہادر نمبر (۱) نے توعمی عنفوان شباب مین انتقال کیا اور

نمبر ایک کا تذکرہ ردیف (ق) میں لکھا جائے گا نمبر (۳) جن کا نام زبیدہ عنوان ہے جوان - لایق - ہوشیار - قانون دان - صاحب اخلاق بنکسر المزاج ہیں امتحان جوڈیشل میں کامیاب اور آنریری مجسٹریٹ ہیں -

آپ کو دو صاحبزادے یعنی سردار علی خان اور مرتضےٰ علی خان اسوقت موجود ہیں -

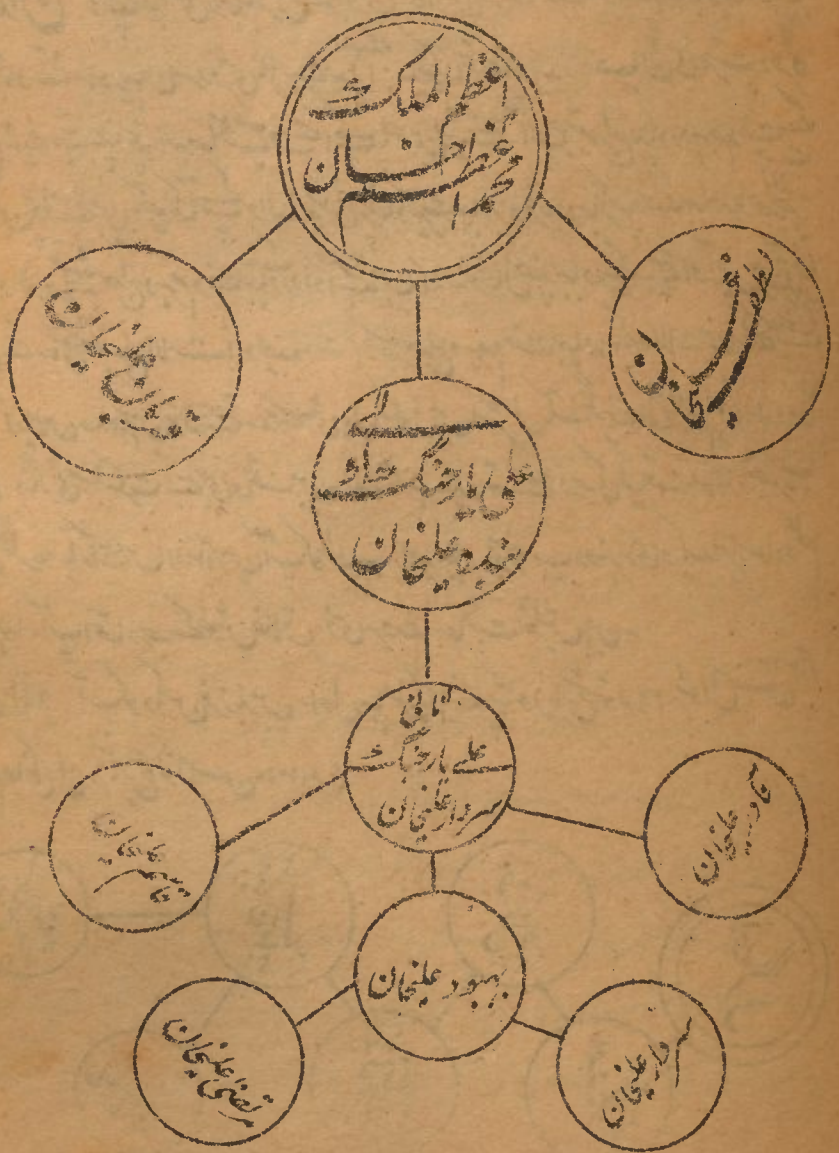

راجہ بہلوان سبھا بہادر

۵۳

خاندان آپکے جد اعلیٰ راجہ ساگر مل تھے جو سن ۱۱۵۰ھ مین حضرت مغفرت مآب آصف جاہ بہادر کے ہمراہ حیدرآباد آئے۔ اور یہان سرد فتری مال سے سرفراز تھے جنکے ماتحت ساہتہ و متصدیان ذی مرتبت دفتر کا کام انجام دیتے تھے چنانچہ راجہ صاحب موصوف سے آپکا پانچوین پشت ہے۔ آپ راجہ شیوراج بہادر دہرم ونت کے رشتہ مین چچا ہوتے ہین۔ کیونکہ آپکے والد راجہ موتی پرشاد کیرت بہادر اور راجہ اوجاگر چند رائے بہادر (جو راجہ اندر بہادر کے والد اور راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر کے دادا ہوتے ہین) راجہ خوشحال چند بہادر کے بیٹے اور آپس مین حقیقی بھائی تھے۔ باقی تفصیلی حالات (ردیف ۵) راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر کے حالات مین لکھے جائینگے

آپ سن ۱۲۸۵ھ مین تولد ہوئے۔ مدرسہ سٹی ہائی اسکول مین انٹرنس تک انگریزی کی تعلیم پائی۔ اردو فارسی مرہٹی۔ ونا گری سنسکرت سے بھی واقف ہین۔ اور حساب مین تو اعلےٰ درجہ کی لیاقت ہے۔ بتقریب جشن سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۱ھ مین آپ کو خطاب راجہ بہادر اور منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ آپ انتہا درجہ کے خوش اخلاق۔ ذی مروت۔ عاقبت اندیش ہین۔

اولاد آپ کو دو کمسن فرزند ہین۔ اول بہالس کرانند پرشاد (تاریخ تولد ۲۶ شوال سن ۱۳۱۳ھ) دوم جانکی راج (تاریخ تولد سن ۱۳۱۷ھ)

خاندان آپ سید غلام محی الدین خان بہادر صفدر جنگ کے فرزند ہیں آپ کے سیادت کا سلسلہ حضرت قطب الاقطاب سید جلال بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو پہونچتا ہے۔ برزگون کا وطن بخارا ہے۔ اولاً بخارا سے آپ کے اجداد ہین جو ہندوستان آئے وہ حضرت سید جلال مخدوم جہانیان جہان گشت رحمتہ اللہ علیہ ہین۔ آپ کے جد اعلےٰ میر غلام محی الدین خان بہادر صفدر جنگ انتظام الدولہ نے مع اپنے حقیقی بھائی میر اسد علیخان بہادر بہادر جنگ منور الدولہ کے حضرت مغفرت آب کی ملازمت اختیار کی۔ خطاب و مناصب سے سرفراز ہوئے۔ اور فوج کے سپہ سالاری عطا کی گئی۔ کلوری پاٹ کی قلعداری بھی مرحمت ہوئی۔ مزید برآن سات لاکھ روپیہ کی تنخواہ جاگیر

گورنمنٹ کنڈہ عنایت ہوا۔ بعدہ حسب الحکم حضرت غفران مآب نواب امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ بہادر کے سرکار مین متعین ہوکر ادھونی تشریف لے گئے۔ وہان دیوانی کی خدمت اور کل فوج کی سپہ سالاری مرحمت ہوئی۔ اکثر آپ سے معرکہ ہائے جنگ مین کارنمایان ظہور پذیر ہوئے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر بلہاری کے راجہ سے مقابلہ ہوا۔ اور بہادر جنگ حاکم سریرنگ پٹن نے بلہاری کے راجہ کی اعانت کی۔ اور نواب بسالت جنگ بہادر کے مدد کے لئے حضرت غفران مآب نے ظفر الدولہ بہادر کو روانہ فرمایا۔ طرفین مین خوب جنگ وجدال ہوا۔ چنانچہ اس موقع پر آپنے جو بہادرانہ اور رستمانہ جنگ کی ہے اوس کا مفصل حال تذکرۃ البلاد اور نشان حیدری مین مرقوم ہے۔ جب بسالت جنگ بہادر کا انتقال ہوا اور اون کے فرزند نواب مہابت جنگ دارا جاہ مسند آرائی حکومت ہوئے اوس وقت صفدر جنگ بہادر حیدرآباد دکن مین حاضر رکاب حضرت غفرانمآب تھے۔ بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر کے رخصت لیکر ادھونی روانہ ہوئے تھوڑے زمانہ کے بعد صفدر جنگ بہادر کا انتقال ہوگیا۔ اور اون کے فرزند سید عماد الدین احمد خان صفدر جنگ احترام الدولہ دارا جاہ بہادر کے دیوان ہوئے۔ جب ملک ادھونی ٹیپو سلطان کے قبضہ مین گیا تو دارا جاہ بہادر رائچور مین مقیم ہوئے۔ بعد انتقال دارا جاہ بہادر رائچور داخل ملک سرکار عالی ہوا۔ اور حسب الحکم حضرت غفرانمآب اوس کی نگرانی نواب احترام الدولہ بہادر کے تفویض رہی۔ اس کے بعد کنک گیری کا راجہ باغی ہوکر ملک رائچور پر قبضہ کرنا چاہا۔ مگر احترام الدولہ بہادر نے رستمانہ مقابلہ کرکے اوس پر فتح حاصل کی۔ اور اسی جنگ مین

زخمی ہوئے - اوس وقت حضرت غفران مآب نے فرط عنایات
سے جو فرخندہ نامہ آپ کے نام آفرین و تحسین کا روانہ فرمایا تھا
وہ اس وقت میر باقر علی خان صاحب موصوف کے پاس موجود ہے
مولف نے بچشم خود دیکھا ہے -

مہاراجہ چندو لعل بہادر کے عہد وزارت مین نواب صفدر جنگ بہادر
معہ متعلقین - مکہ معظمہ تشریف لے گئے - جہان اون کا انتقال ہوگیا -
یہان کسی ایک کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے دو جاگیرات موضع بجال
و موضع کاترکی جو راجپور مین ہے وہ ضبط سرکار ہوگئی - آپ کے فرزند
سید غلام محی الدین خان صفدر جنگ پر بھی - وہ جاگیرات
بحال نہ ہوئے - چنانچہ تاحال اون کے فرزند میر باقر علی خان ممدوح بھی
اون جاگیرات سے محروم ہین - ہان صرف اس وقت ان کے نام منصب
آپ نہایت پاک طینت - نیک نفس - ہمدرد - رفیق القلب ذی
اور ایک جلیل القدر خاندان کے یادگار ہین چنانچہ اس سے آپ کی
اعزاز کا خوب پتا چلتا ہے کہ آپ کے والد سید غلام محی الدین خان
کے جد مادری میر علی مردان خان بہادر وزیر اعظم سلطان عبد اللہ
قطب شاہ تھے - اور سید علی اللہ خان حیدر الملک بہادر آپ کے
والد کے خالہ زاد بھائی ہوتے تھے - اور میر باقر علی خان موصوف کے
نانا میر محمود علیخان بہادر بھی میر علی مردان خان بہادر وزیر اعظم موصوف
کے نواسے اور حیدر الملک اولے کے خالہ زاد بھائی تھے میر محمود علیخان
بہادر کے اجداد کے نام سلطان شہاب الدین کے زمانہ سے گرم کنڈہ
پانچ لاکھ روپیہ محاصل کی ذات جاگیر تھی - اب وہ جاگیر سرکار عظمت مدار

انگریزی مابین ضبط ہے۔ صرف اخراجات گبند مثلاً نوبت وحفاظ لنگر وغیرہ تاحال جاری ہے۔

شجرہ نسب

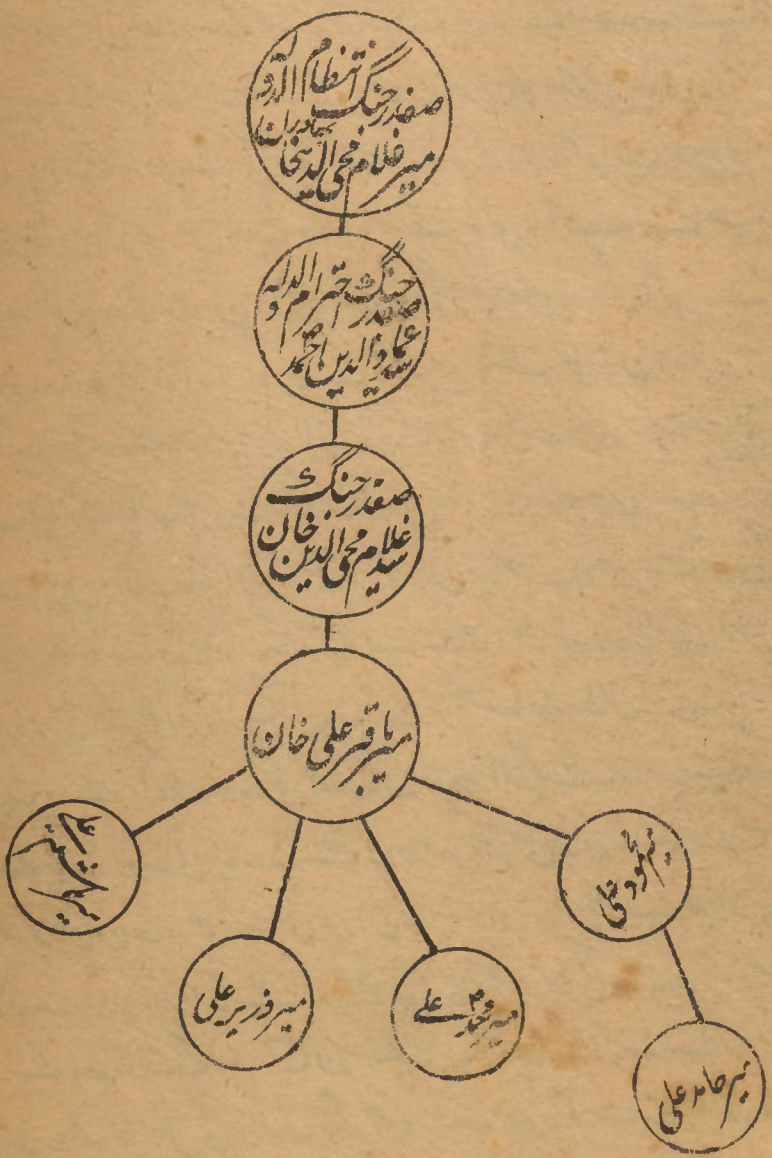

راجہ بہاری پرشاد بہادر

راجہ بھاری پرشاد بہادر

خاندان آپ راجہ نانک بخش راجہ بھادر کے فرزند اکبوشی ہین۔
راجہ نانک بخش راجہ بہادر مہاراجہ چندو لعل بہادر کے فرزند اصغر تھے جو سنہ ۱۲۲۲ھ مین بعہد حکمرانی نواب سکندر جاہ بہادر حضرت مغفرت منزل پیدا ہوئے۔ نواب ناصر الدولہ بہادر حضرت غفران منزل کے سریر آرائی کے زمانہ مین خطاب راجہ بہادر اور منصب چار ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و پالکی جہالردار سے ممتاز و مفتخر ہوئے۔ خدمت کلکٹری اور ستر جمعیت بھی عطا ہوئی۔ آخر سنہ ۱۲۸۶ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ انتہا درجہ کے نیک نفس اور صاحب باطن تھے آپکی بنائی ہوئی ایک دیول موضع جلبل گوڑہ مین اس وقت موجود ہے۔ یہان سالانہ جاترا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔ اور سیو اتزک واحد شاہی کہ بھی لکھا ہے کہ راجہ نانک بخش راجہ بہادر کو ایک فرزند راجہ گنگا پرشاد بہادر جسکا اولاد (راجہ نانک بخش بہادر نام جنکا حال ہی مین انتقال ہوا) ہے مگر رانی صاحبہ بطن سے کوئی اولاد نہ ہونیکی باعث راجہ بھاری پرشاد بہادر کو (جبکی عمر اوس وقت یکسالہ تھی) سن ۱۲۸۱ھ مین اپنا فرزند اکبوشی فرمایا۔ اور کمال ناز و نعم سے پرورش کی گئی۔ تعلیم و تربیت بھی اچھی ہوئی۔ مگر افسوس ہے کہ آپکی کم سنی ہی کے زمانہ مین راجہ نانک بخش بہادر کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد سن ۱۲۹۲ھ مین آپ کی شادی ہوئی۔ اور

افدس داعلے حضور پر نور مدظلہ العالی سے بوقت شادی حسب رواج خاندان جملہ اعزا جیسا کہ امرا کے لئے ہوتے ہین آپ کو نذر ارز ہوئے - آپ حیدرآباد ہی کے تعلیم یافتہ ہین - علمی لیاقت اچھی ہے - ہوشیار اور تجربہ کار ہین - اخلاق و مروت مین تو بمثیل ہین - چہرہ سے سنجیدگی اور متانت پیدا ہے طبیعت مین حلم اور بردباری ہے - افسوس ہے کہ اس وقت تک آپ کو کوئی فرزند نرینہ نہین ہے جو گھر کا چراغ ہو - مگر ایک نواسہ معمر ہشت سالہ موسوم بہ کرن پرشاد موجود ہے - جو فی الحال آپ کا چشم و چراغ ہے - انگریزی اور فارسی کی تعلیم جاری ہے -

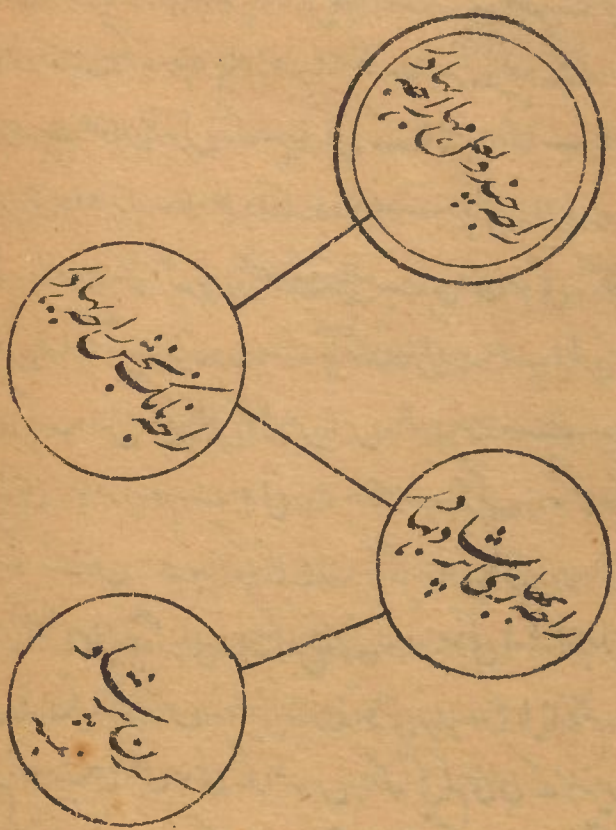

راجہ بالگوبند بہادر

خاندان آپ راجہ رام بخش بہادر (فرزند اکبر راجہ گوبند بخش بہادر) کے خلف الصدق تھے۔

راجہ گوبند بخش بہادر۔ راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر کے چھوٹے بھائی۔ اور رائے نارائن داس کے خلف اصغر ہیں۔ ابتداءً آپ بزمانہ وزارت اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر کڑوڑ گیری کی خدمت پر مامور تھے۔ بعد ازاں بعہد مدار المہامی میر ابو القاسم میر عالم بہادر بوجہ تغیری دربہمی راجہ ہیت رام کے خدمت بزرگ لشکر فیروزی بندوبست دوصوبہ بڑار بالاگہاٹ و پایان گہاٹ وصوبہ مجبستہ بنیاد حیدرآباد جمعیت پچیس ہزار سوار۔ پیادہ پاٹن ہائے بار۔ توپخانہ اور دیگر جمعیت محولہ سرکار عظمت مدار سے سرفراز ہوئے۔ اور منصب شش ہزاری چہار ہزار سوار اور لاکھون روپیہ کے جاگیرات ذات وصفات نوبت علم۔ نقارہ۔ نشان فیل۔ اور پالکی جہالردار معہ جمعیت سواران وپیادہ اور رسالہ ہائے خاص سے ممتاز۔ اور سراپاہائے جواہر سے مفتخر تھے۔ اور حضرت مغفرت منزل کے نوازشات آپ کے لیے انتہا ہمیشہ مبذول رہا کرتے تھے۔ آخر آپ نے ۱۵ ماہ رمضان سن ۱۳۵۰ھ کو انتقال فرمایا آپ عالی ہمت۔ شجیع۔ خوش اخلاق تھے۔ علما اور فقرا کی صحبت سے ہمیشہ شوق تھا۔ آپ کو دو فرزند تھے۔ راجہ رام بخش بہادر۔ راجہ گوربخش بہادر۔

راجہ رام بخش بعد انتقال والد کے نواب ناصر الدولہ بہادر کی پیشگی خلاف شش ماہہ سے

کل اعزاز آبائی و جاگیرات وغیرہ سے سرفراز ہوئے۔ اور منصب پنجہزاری۔ سہ ہزار سوار
نوبت و علم۔ نقارہ۔ نشان فیل وغیرہ اور پالکی بہالی دراست ممتاز۔ بعد انتقال اپنے چچا
راجہ جیدو لعل مہاراجہ بہادر کے اولاً آپ بمنصب پنجہزاری برمامور ہوئے۔ بعد ازاں
تخمیناً پانچ سال تک عہدۂ وزارت کو انجام دیا۔ آخر عمر میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور
اسی عزلت نشینی میں وفات پائی۔ آپ کو ایک فرزند راجہ بالگوبند بہادر۔ جنکا نام زیب
عنوان ہے۔

خطاب | آپ بھی مثل اپنے اب وجد کے جاگیرات و اعزاز سے ممتاز و مفتخر تھے اور
سن ۱۲۹۱ فصلی میں آپ کو (بعہد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) وزارت نواب مختار الملک مرحوم
بتقرر پنجہزاری سالگرہ مبارکی خطاب راجہ بہادر عطا ہوا۔ کچھ زمانہ ہوتا ہے کہ آپ نے انتقال
فرمایا۔ آپ کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اسلئے اس خاندان کے مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
مدار المہام سرکار عالی مالک و مختار ہیں۔

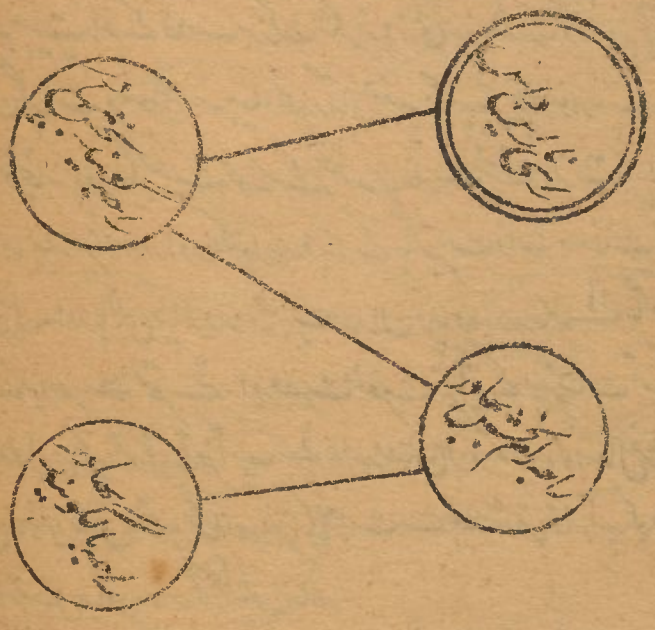

راجہ بجی راج بہادر

۵۷

آپ راجہ انجنی پرشاد پرتاب بہادر (جو راجہ خوشحال چند کے خلف اصغر تھے) کے فرزند اصغر تھے۔ اور راجہ شیوراج دھرم ونت بہادر کے یک جدی رشتہ مین چچا ہوتے ہین۔ باقی حالات راجہ دھرم ونت بہادر کے تذکرہ مین لکھے جائینگے۔ آپ سن ۱۲۶۶ھ مین تولد ہوئے اور تعلیم مدرسۂ عالیہ مین ہوئی تھی۔ فارسی اردو سیاق سباق مین کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ سرکار سے سن ۱۲۹۱ھ مین عروب نظم جمعیت کی سررشتہ داری تفویض ہوئی تھی۔ اور سن ۱۲۹۱ھ جشن سالگرہ کے موقع پر (بعہد سریرآرائی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ و دوزارت نواب مختار الملک مرحوم) آپکے راجہ بہادر کا خطاب عطا ہوا تھا۔ ۱۵ رمضان سن ۱۳۱۰ھ مین آپ نے انتقال کیا آپ کو کوئی فرزند دلبند نہین ہے۔ صرف ایک دختر ہے۔

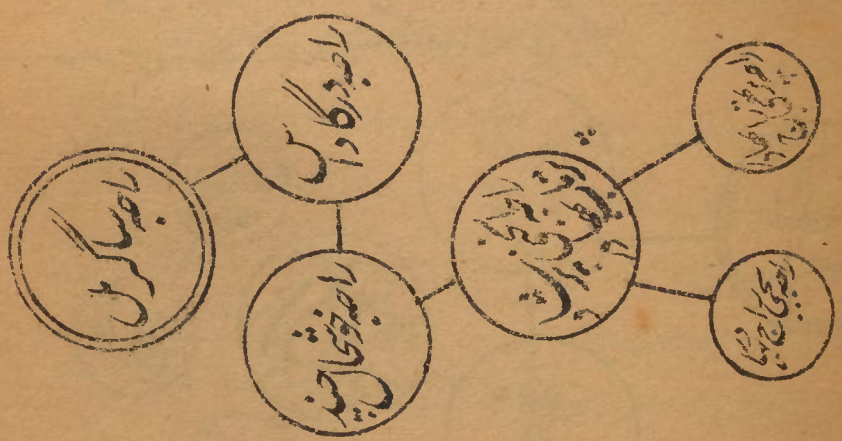

راجہ پرتھی راج بہادر

۵۸

آپ راجہ انجنی پرشاد پرتاب بہادر (جو راجہ خوشحال چند کے خلف اصغر تھے) کے فرزند اکبر تھے۔ اور راجہ شیوراج دھرم ونت بہادر کے یک جدی رشتہ مین چچا ہوتے ہین۔ اور آپ کے جد اعلےٰ راجہ ساگرمل سے آپ تک پانچوین پشت ہے۔ باقی تفصیلی حالات خاندانی راجہ شیوراج بہادر دھرم ونت کے تذکرہ مین لکھے جائینگے آپ سن ۱۲۶۴ھ مین پیدا ہوئے اور مدرسۂ عالیہ مین فارسی اور انگریزی کی تعلیم پائی علمی لیاقت اچھی تھی۔ سن ۱۲۹۱ھ مین جشن سالگرہ کے موقعہ پر (بعہد حکمرانی اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ و وزارت نواب مختار الملک مرحوم) آپ کو راجہ بہادر کا خطاب عطا ہوا تھا سن ۱۳۰۵ھ مین آپ نے قضا کی۔ آپ کے اکلوتے فرزند راجہ گردھر راج بہادر اس وقت موجود ہین۔ جن کا تذکرہ ردیف (ک) مین درج ہوگا۔

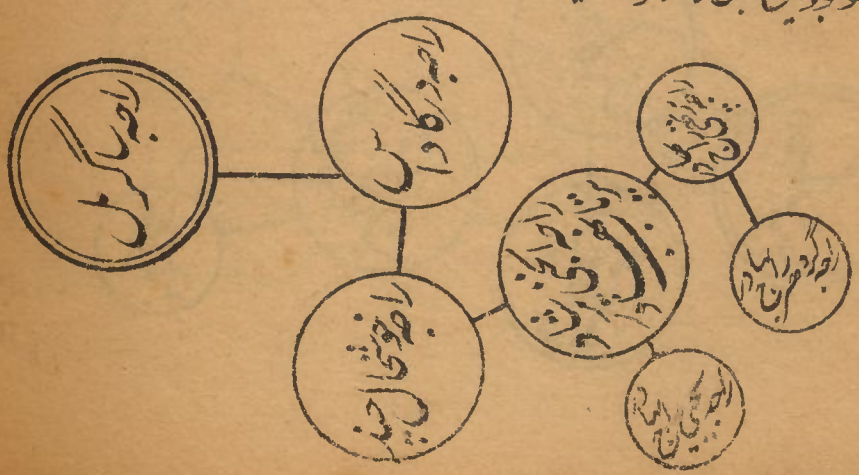

میر حیدر علیخان بہادر

۵۹

خاندان آپکے جد میر مہدی رضوی شہدی (سادات خراسان سے تھے) نواب کن الدولہ مرحوم کے باورچیخانہ کی داروغگی پر مامور تھے۔ اون کی زوجہ مسماۃ بہوری بیگم (جو نجیب الطرفین تھین) ہمیشہ ہر ایک تقریب مین بطریق مہمانی حضرت بختی بیگم صاحبہ و حضرت بیو بیصاحبہ محل حضرت غفرانمآب کی خدمت مین جایا کرتی تھین۔ جب مسماۃ مذکورہ کو دختر پیدا ہوی تو نذر کے لئے محل مین حاضر ہوئین۔ اسوقت نواب سکندر جاہ بہادر کے تولد کو آٹھ روز گزرے تھے بیگم صاحبہ موصوفہ نے بلحاظ شرافت مسماۃ مذکورہ کو ضاعت پر مقرر فرمائے۔ انہین تین فرزند تھے۔ میر فضل علی فرزند کلان نے تو ایام مرشدزادگی نواب سکندر جاہ بہادر ہی مین انتقال کیا۔ دوسرے میر جعفر علی حیدرآباد مین ایک گائن کا خون کرکے چند روز پونا مین ایک نامور سردار بالومیان کے یہان بسر برد کی۔ بعد مین (حسب سفارش مرشدزادہ عالم پناہ) بوجہ عفو تقصیر حیدرآباد آکر شمس الامرا بہادر کے رسالہ مین بہرای سردار الملک گہانسی میان چارسو روپیہ تنخواہ پر نوکری کرلی جب نواب سکندر جاہ بہادر کی آرائی سلطنت ہوئی خطاب خانی۔ بہادری جعفر یار جنگ منصب مناسب۔ رسالہ سواران مرحمت علم و نقارہ سے سرفرازی پائی۔ اسوقت سے پیگاہ مین باریابی کا فخر حاصل ہوا۔ اسکے بعد حیدرآباد کا علاقہ (جو یرانی عیدگاہ کے قریب) تفویض ہوا۔ حسن تدبیر و رسائی عقل سے راجہ چندو لعل بہادر کے یہان سلسلۂ اتحاد پیدا کرکے اپنے درجہ سے سواران پیگاہ سلحداران۔ علی غول اور دو سو جوانان بار پلٹن انگریزی وضع کی جوانان روہیلہ عرب جملہ ساڑھے سات سو نفر معہ دو ضرب توپ کے سید آباد پر چھاونی ڈالی۔ اور دو لاکھ روپیہ کے محالات مکتعل وغیرہ سے بابتہ تنخواہ سواران و جمعیت ہمراہی تفویض ہوئے۔ اس دولت و حشمت کے ساتھ طبیعت

خیر وخیرات کے جانب بھی انتہا درجہ کی مایل تھی۔ اور راگ و رنگ کے جانب بھی راغب چنانچہ ذریعہ بخش
فرحت بخش ہر دو طوائف ماہانہ پانسو روپیہ پر نوکر تھی۔ آخر ۲۰ جمادی الثانی سن ۱۲۲۳ھ کو بعارضہ استسقا
رحلت فرمائی۔ سیوم میر حسن علی۔ یہ بھی مثل اپنے بڑے بھائی کے خطاب ثانی۔ بہادری۔ اسد نواز جنگ و مناصب
وجاگیرات سے سرفراز ہوئے۔ اور نہایت فارغ البالی سے بسر کی۔ ضریح مبارک جناب سید الشہدا علیہ السلام
خالص نقرئی قیمتی دس ہزار روپیہ تیار کرا کے عشرہ شریف میں استاد کرتے تھے۔ اور دسویں شب کو ضیافت
تکلف کیساتھ اوٹھاتے اور خود بھی پیادہ پا ہمراہ رہتے تھے (بعد رحلت حضرت مغفرت منزل ضریح مبارک
کا اوٹھانا موقوف ہوگیا) اور تمام مرثیہ خوانان حیدرآباد کو کھانا اور حلیم کی دعوت دیجاتی تھی۔ اور ہر ہر
کو ایک ایک کٹوری نقرئی بہ وزن چھ چھ تولہ قہوہ خوری کے بخش دیجاتے تھے۔ اور انتہا درجہ کے
مخیر تھے۔ اور اکثر ہواؤں اور مساکینوں کو ماہانہ ماہوارات مقرر تھی۔ جو کسی کو خبر تک نہ تھی۔ بعد انتقال
یہ سب ظاہر ہوا۔ ان کے فرزند میر جوہر علیخان المخاطب بہ اسد نواز جنگ نے بھی تمام کاروبار حسب سابق بحال رکھا
اور موروثی خطاب و مناصب جاگیرات سے سرفراز اور حاضر دربار جہانمدار رہتے تھے۔ آپ کے فرزند

خطاب میر بیدار علیخان بہادر (جن کا یہ تذکرہ ہے) آبائی مناصب و جاگیرات سے ممتاز تھے بعہد
اعلحضرت مدظلہ العالی۔ مدار المہامی نواب مختار الملک لغایت سن ۱۲۹۱ھ میں خطاب ثانی۔ بہادری سے بھی سرفراز کئے گئے
تھوڑے ہی زمانہ کے بعد سن ۱۳۰۰ھ میں آپنے انتقال فرمایا۔ نہایت خوش خلق و صاحب مروت تھے۔ آپکو ایک فرزند میر
نام مکرم موجود ہیں۔ اور تمام آبائی جاگیرات مثلاً کاغذی مدور خانہ پور۔ اور راٹور وغیرہ بحال ہیں۔ مگر بوجہ صغر
حسب الحکم سرکار آپ کی ذات اور جائداد پر کورٹ آف وارڈز کی نگرانی ہے۔ اور آپکے جاگیرات کا انتظام اور
تعلیم و تربیت کا اہتمام کورٹ آف وارڈز کے سپرد ہے۔

راجہ بنسی لال بہادر

راجہ بنسی لال بہادر کے بزرگ محمد اکبر بادشاہ کے عہد حکومت میں سپہ سالار سلطان پور ضلع دوآبہ بین ستلج و دریائے بیاس کے تھے جو خدمت اب تک ان کے خاندان میں چلی آتی ہے حضرت غفرانمآب کے زمانہ سے آپ کے بزرگ اس ریاست سے وابستہ ہیں۔ راجہ بنسی لال بہادر کے پدر بزرگوار سے چھیالیس سے تقریباً سن ۱۲۲۰ھ میں حضرت غفرانمآب کی ملازمت حاصل کی اور بموجب فرمان حضرتی غفرانمآب مورخہ ۱۲ محرم سن ۱۲۲۱ھ دو سو روپیہ منصب ذات اور منشی بالکی عطا ہوئی اور پیشرفی مہمات خدمت دیوانگی و جاگیرات بموجب فرمان مورخہ ۱۱ ربیع الثانی سن ۱۲۲۲ھ مرحمت ہوئی اور اکثر موقعوں پر بحیثیت سررشتہ داری فوج محاربہ و جدال میں ہمراہ رہتے تھے جو تاریخ بخش لال و سوانح عمری سے ظاہر ہے۔ رائے جیسلا رام کے دو فرزند تھے۔ رائے گنگا داس اور رائے بدری لال۔ رائے گنگا داس اپنے والد کے ہمراہ آبائی سے سرفراز اور حضرت مغفرت منزل کے خیمہ نشین رہے۔ رائے بدری لال اپنے والد کی حیات ہی میں شاہانہ نوازش سے سرفراز ہو چکے تھے اور جاگیرات و اعزاز خاندانی کے ساتھ فوجی خدمت کا تعلق بھی ان کی ذات سے تھا اور حضرت مغفرت منزل و نواب سراج الملک مرحوم مغفور کے درمیان وکیل تھے اور اس بنا پر بحیثیت سررشتہ داری ایسی خدمت تھی کہ فوج کا ہر کام جواب محکمہ عدالتی و نظم جمعیت سے بحیثیت افسرانہ ہوتا ہے وہ سررشتہ دار انجام دیا کرتے تھے چونکہ سررشتہ داری و نظم ہر دو خدمات سررشتہ داروں کو بجا لانے پڑتے تھے اس وجہ سے اکثر اپنی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں جا کر وفاداری و جانثاری کا ثبوت دیتے تھے (جیسا کہ رائے بدری لال کی نسبت رائے جوالا سہائے پسر رائے بدری لال کے بیان سے جو کتاب حال تزک کے ضمیمہ میں موجود ہے اپنے سررشتہ کی فوج کے ساتھ بمقابلہ غنیم میدان جنگ میں کام آئے تھے) رائے بدری لال بھی

دو بار زخمی ہوئے تھے اور ایک مرتبہ پٹھانوں کے دنگہ کی وجہ سے کئی ماہ محاصرہ میں رہنا پڑا - اور جسوقت پٹھانوں نے بمقام سیدا باغ نواب سراج الملک مغفور پر حملہ کیا تھا (جس میں صدہا عرب و پٹھان مارے گئے) اس کے استیصال میں آپنے بہت کوشش کی تھی چنانچہ انھیں جان نثاریوں کے باعث نواب منیر الملک اور نواب سراج الملک انپر بیحد مہربان رہا کرتے تھے اور آن کے عزت و آبرو کی حفاظت بدرجہ اکمل فرماتے تھے جیساکہ نواب سراج الملک مرحوم کے مندرجہ ذیل دو رقعوں کے نقول کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے -

نقل عنایت نامہ نواب سراج الملک مغفور

از روزیکہ صدمہ بسر علی شدہ خدا گواہ کہ اینجانب را خواب و خور حرام شدہ چرا کہ از وقت میر صاحب مغفور تا حال چنین حرکت نشدہ بود مگر از خوبی زمانہ کہ خالی از مقدرات نیست چارہ بجز صبر نیست ہر امرے کہ صورت می گیرد رفتار زمانہ مانع آن می شود از اینجا کہ ہر ذی حیات را حفاظت جان و عزت واجب است چونکہ نوشتہ اند تا ستدن صورت انتظام نخواہم آمد متصدیان ہر جا کہ حکم شود حاضر خواہند بود ہر چند کہ بدون ایشان ہیچ امرے نشدہ و نخواہد شد گوارا ندارم مگر حال وعزت ایشان را النظر خدا است از جنوب عزیز میدارم در انچہ خوبی ایشان باشد عین صلاح و فلاح اینجانب است و نیز از افضال الٰہی و توجہ مہاراجہ بہادر یقین کلی دارم کہ صورت درستی رو دہد - لہذا اکثر کواغذ مطلوب و مسطور سر دست می شوند لہذا متصدیان را معہ دفاتر و بکاری فرد ادر دیوانخانہ حاضر دارند کہ بنیابت ایشان خود بذات خود کوشیدہ بعد صورت درستی مصدع آمدن خواہم شد زیادہ احوال دل را خدا میداند

ایضاً موسومہ رائے بدری لال

رقعہ مرسلہ سید کیفیت مرقومہ معلوم گردانیدہ از راہ دور اندیشی و خیر خواہی نوشتہ اند واقعی است مگر خوب یقین باشد کہ اینجانب سوائے ایشان کسی خیر خواہ ندارم و عزت ایشان شریک عزت اینجانب است بہبودی ایشان شریک بہبودی اینجانب است بر ہمہ وجوہ خاطر جمع دارند در باب بندوبست کہ نوشتہ اند از ہمہ اولے است بیگم صاحبہ کہ قرار گرفتہ اند آن چہ پسند اینجانب کشن راؤ طلبیدہ ام خود نیز رقعہ نوشتہ دریافت سازند اگر آمد و رفت موقوف سازند مردم زیادہ پریشان خواہند شد سوائے این انچہ بندوبست باشد جلد جواب نویسند کہ بندوبست کردہ آید - جواب تیاری کواغذ و یازدہ ہزار روپیہ کہ نوشتہ ام جواب آن را ہم بنویسند جلد بنویسند کہ بہ کدام کس مقابلہ دادن صلاح

است اگر در دنیا باید و دست شب بیاید مختار الدولہ را بہم طلب می نمایم باہم نشستہ آنچہ تدبیر این معاملہ باشد جلد نویسند زیادہ چہ) نواب سالار جنگ مرحوم کے ابتدائی زمانہ میں سوائے بدری لال نے بلا لحاظ خود جان و مال فوج کے تقررات مرتب کیے لاکھوں روپیہ ماہانہ کی سرکاری کفایت اور لاکھوں روپیہ کے تعلقات داخل سرکار کرائے اور داخلہ حمیت کی کارروائی میں اسلوب اریہ داخلہ کی بجائے کثیر المعیار کی کفایت سرکار کو انہیں کی وجہ سے ہوئی۔ سال سن ۱۲۰۲ھ میں رائے بدری لال کا انتقال ہوا اور رائے خدمت اونکے فرزند رائے کشن لال کو سرفراز ہوئی لیکن چونکہ رائے بدری لال کے زمانہ سے تمام کاروبار متعلق سرکاری وخانگی وغیرہ ان کے پوتے راجہ بنسی لال بھادر انجام دیا کرتے تھے اسلئے رائے کشن لال نے اس بار کو اپنے سر نہ لیا اور ہونہار فرزند کو اپنے جان نثاری و کارگذاری دکھلانیکا پورا موقعہ رہا چنانچہ ان کی درخواست پر رائے بدری لال کے تمام معاش و خدمات وغیرہ آپکے نام بحال و سرفراز ہوئیں۔ سرفرازی خدمت کے بعد جب آپنے دیکھا کہ صیغہ فوج میں سرکار کا بیحد نقصان ہو رہا ہے تو نواب مختار الملک مرحوم گزارش کرکے فوج کا داخلہ ہونیکے متعلق رائے پیش کی جسکے بناء پر نواب مختار الملک مرحوم نے محکمہ نظم حمیت کا تقرر فرمایا اور حمیت کا داخلہ دیکھنے کا حکم محکمہ موصوفہ کو دیا گیا آپکے خیر خواہانہ خیالات کی وجہ سے نواب مختار الملک مغفور نے نواب محمد کمال خان کی صغر سنی کے زمانہ میں ان کے گھر کی اور نیز عالم علیخان میر حیات علی کے کارخانہ جات کی نگرانی ان کے تفویض فرمائی۔ اسکے علاوہ ریاست کے معاملہ میں ملک و مالک کا نقصان نظر آتا تھا آپ ضرور اسکے متعلق اپنی گذارش پیش کیا کرتے تھے ان گزارش کے جوابات جو خاص مختار الملک مرحوم کے دستخطی مزین ہوا کرتے تھے ان کے دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ نواب مختار الملک مرحوم ان کے اعزا خاندانی و دیانت داری و لیاقت و خیر خواہی سرکار کی وجہ سے ان پر پورا اعتماد کرتے تھے اور ان کے ہر کام کو دل سے پسند فرماتے تھے چنانچہ ایک مرقعہ پر نواب مختار الملک مغفور نے آپ کو جو الفاظ تحریر فرمائے ہیں اونکے معاینہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اون کا کس قدر لحاظ نواب صاحب مرحوم کو تھا الفاظ مذکورہ یہ ہیں (الفاظ خاندان الیتان بدل منظور بودہ است) آپنے نواب مختار الملک مرحوم کے زمانہ میں

اپنی خدمت سررشتہ داری اپنے بھائی رائے روپ لال صاحب اور اپنے فرزند رائے ہری لال صاحب کے نام منتقل کرادی تھیں اور خود نگرانی کیا کرتے تھے اور جب یہ دونو صاحب خود ان خدمات کو بخوبی انجام دینے کے قابل ہو گئے اس وقت بدل جملی تمام انہیں پر چھوڑ دیا۔ بعد وفات نواب مختار الملک اول جب مہاراجہ نارائن پرشاد نرسنہ بہادر بمکیٹہ بخشی خدمت جلیلہ متصرفی مدار المہامی سے سرفراز ہوئے تو مہاراجہ ممدوح نے آپ کو مددگار معتمد فوج مقرر فرمایا بعد ازاں بہ عہد نواب میر لائق علی خاں مؤید سالار جنگ ثانی خدمت معتمدی فوج بے قاعدہ معتمدی باقاعدہ میں ضم ہو گئی اس وقت آپ خدمت سے علیحدہ ہوئے تاہم نواب سالار جنگ ثانی نے جو کمیٹی فوج کے انتظام کے لئے مقرر فرمائی تھی۔ اس میں راجہ موصوف اور ان کے فرزند رائے ہری لال صاحب برابر شریک رہا کرتے تھے۔ مدار المہامان وقت کی عنایتوں اور عزت افزائیوں کے علاوہ جب سن ۱۳۱۶ف میں اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی سالگرہ مبارک کے جلسے ہوئے۔ ان مواقع پر راجہ ممدوح نے اپنی قوم اور فوج سررشتہ کی جانب سے اپنے باغ واقع ملک پیٹہ میں (چنانچہ باغ میں خود اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ دونوں دفعہ رونق افروز ہوئے تھے) اڈریس پیش کیا اور خطابات کے موقع پر راجہ بہادر کا خطاب و منصب پنجہزاری و پانصد سوار دو علم سے سرفراز کئے گئے۔ مختصر یہ کہ اور خیر خواہان ملک و دولت اور جاں نثاران حضرت پیر و مرشد کے زمرہ میں راجہ ممدوح کا بھی نمبر بڑھا چڑھا ہوا تھا۔

علاوہ ان ملکی خدمات کے راجہ ممدوح نے اپنی قوم اور سررشتہ کے پٹھانوں کی صلاح و فلاح کے جو جو تدابیر نکالے اور جو جو فوائد کہ آج اون سے ہو پہنچے اور ہو پہنچ رہے ہیں اس سے بڑھکر بھی ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ آج سارے قوم اور اکثر معمر ارشد اون کے مداح پائے جاتے ہیں۔ مدرسہ منعقدہ الانام راجہ ممدوح کی ہی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس مدرسے سے عموماً ابنائے ملک اور خصوصاً قوم کچہری کو جو فائدہ پہنچا اظہر من الشمس ہے قوم مہدویہ کے لئے راجہ ممدوح نے مجلس استعانت اسپان قائم فرمائے جس کی وجہ سے ہزارہا سلحداران اسپ یلغام سے محفوظ رہیں اور سیکڑوں کی

عزت و آبرو بچی اوس مجلس سے لکھو کھا روپیہ کا لین دین ہوا اور ہو رہا ہے اور کئے ہزار روپیہ کا فنڈ موجود ہے۔

الغرض راجہ ممدوح نے اپنے حیات مین وہ وہ کام کئے جو کسی انسان کو اپنے اس دو روزہ زندگی مین کرنے کی تمنا یا خواہش ہوتی ہے گو وہ آج صفحہ دنیا پر نظر نہین آتے ہین لیکن اونکا نام ان امور خیر کی وجہ ہمیشہ صفحہ عالم پر زندہ رہے گا۔

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ ہر شخص کو ہمیشہ یہہ ہوس اور خواہش ہوتی ہے کہ اوس کے کئے ہوئے کامون کے نتایج کو خود دیکھے اور اوس سے اپنا دل خوش کرے مگر ہر کسی کی یہہ مراد بر نہین آتی۔ راجہ ممدوح بڑے خوش نصیب تھے کہ اونھون نے اپنی جملہ تمنائین حاصل کرلین اور بتاریخ ۵ جمادی الثانی سن ۱۳۲۰ھ روز دوشنبہ دن کے دس بجے راہی عالم جاودانی ہوئے۔ اس موقعہ پر مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی نے جو تعزیت نامہ متوفی کے خلف رشید رائے ہری لال صاحب کے نام زیب تحریر فرمایا تھا۔ درج کیا جاتا ہے۔ جس سے اس خاندان کے اعزاز کی حالت کا اندازہ معلوم ہوسکتا ہے۔

مہربان

آپکے والد راجہ بنسی لال آنجہانی جو میرے سچے اور دلی دوست تھے اون کے وفات کی خبر نے جو میرے دل پر کیا ہین اوس کا اظہار تحریر نہین کرسکتا۔ افسوس ہے کہ زمانہ ایسے نیک اور وفادار اور خیر خواہون سے خالی ہو رہا ہے خدا مغفرت کرے ایسے خوبیون کا انسان ملنا مشکل ہے ہفتہ کے روز جب مجھے معلوم ہوا کہ ناتوانی زیادہ ہو رہی ہے تو میرا جی چاہا کہ ایک دو روز مین خود چلکر دیکھون مگر افسوس اجل نے ایسے جلدی کی کہ بس تیسرے ہی روز یعنے کل معلوم ہوا کہ وہ انتقال کئے۔ الغرض نہایت افسوس ناک واقعہ ہوا اپنے دلی انبرات کے مقابل جبکہ مین آپ کے اور خصوصاً آپ کے دادا* صاحب کے غم کا اندازہ کرتا ہون تو میری چھاتی پھٹی جاتی ہے اللہ اللہ اس کبرسنی مین اولاد کا داغ اللہ اکبر یا اللہ

---

* دادا صاحب سے مراد یعنے کشن لال صاحب ہے۔ جو متوفی کے والد ہین۔ ۱۲ مولفہ

نذر رحم کر بجشتہ سال ایسے موقع میں بشر مجبور ہو جاتا ہے اللہ کے مشیت میں کسیکو چارہ تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا خدائی تعالے آپ کو اور خصوصی مرحوم کے بوڑھے باپ کو اور اون کے پس ماندون کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اب آپکے چشم و چراغ خاندان آپکے سو غمخوار بھائی رائے روپ لال صاحب اور آپ کے دو فرزند رائے ہری لال صاحب و رائے تزک لال صاحب ہیں بدا رائے روپ لال بہادر رائے ہری لال صاحب ایک زمانہ سے سرکار عالی کے مختلف دفاتر میں مشغول تھا مور دیانت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے چلے آئے اور آج ساری جوڈیشل لین میں ان ہر دو صاحبو کی لیاقت و دیانت مشہور ہے رائے روپ لال صاحب نے فی الحال بدرگاری عدالت ضلع ورنگل پر امور اور کارگزار ہیں اور رائے ہری لال صاحب نظامت دیوانی بلدہ کا کام دیکھ رہے ہیں۔

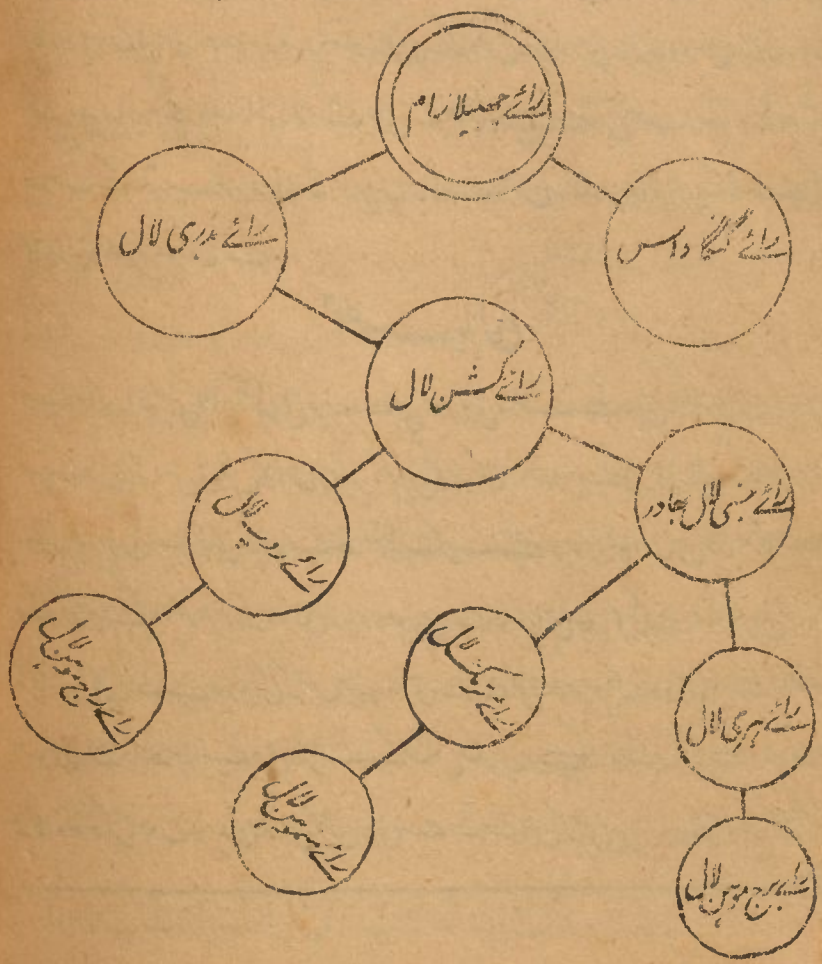

بشیر نواز خنگ

محمد بہاء الدین خان بہادر

۶۱

آپ کا اصلی نام محمد بہاء الدین ہے۔

خاندان آپکے جد اعلےٰ محمد سوائی خان بہادر سالدار (بعہد وزارت راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر) جاگیر و منصب و خطاب و نقارہ و نشان سے سرفراز تھے۔ اور سلحداری کی خدمت تفویض تھی۔

خدمت آپ عربی اور فارسی مین لایق۔ سیاق و سباق سے واقف ہین۔ ابتدائی ملازمت ۱۳ر صفر سن ۱۲۹۰ف سے مختلف عہدہ ہاے سرکار عالی پر مامور تھے۔ اب ۱۳ر شعبان سن ۱۳۰۷ف سے خدمت صوبہ داری اورنگ آباد جسکا بنیاد (جس کا جایزہ ۱۰ر شوال سن ۱۳۱۲ف کو لیا گیا) انجام دے رہے ہین۔ ستر اسور روپیہ تنخواہ ملتی ہے گو اسوقت باون ۵۲ سال کی عمر ہے مگر نہایت مستعدی اور خوش اسلوبی کے ساتھہ خدمت مفوضہ ادا کرتے ہین۔

خطاب آپ سن ۱۳۰۵ف مین (بعہد وزارت نواب آسمان جاہ مغفور) بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری بشیر نواز خنگ اور منصب دوہزاری یک ہزار سوار و علم سے ممتاز و مفخر ہوے

اولاد آپکو چار صاحبزادے عبداللہ خان۔ غلام محی الدینخان۔ غلام غوث خان۔ عبدالرحمن خان ہین جو

خصائل تعلیم عربی و فارسی ہین۔ آپنیک خلق پرہیزگار۔ فقیر دوست۔ غریب پرور ہین۔ آپکا دسترخوان ہمیشہ کشادہ رہتا ہے۔ حضرت جناب پیران پیر رضی اللہ عنہ کی نیاز شریف حضور صاحبہ بتکلف سے کرتے ہین جسمین پوری ایک ماہ کی تنخواہ صرف کیجاتی ہے۔ دوسرے نیازات بھی نہایت عمدگی سے ادا کرتے ہین۔ یہہ آپکے حسن اعتقاد کی

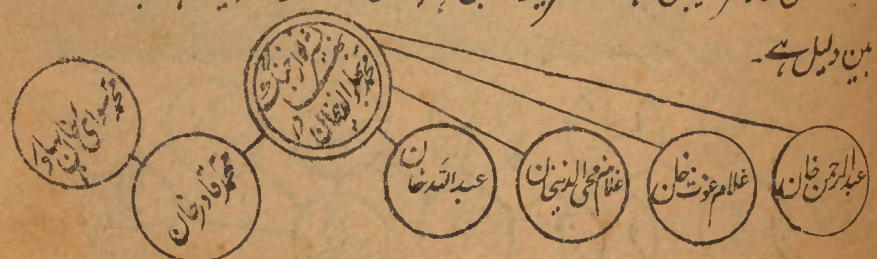

ہین دلیل ہے۔

راجہ بشیشر گیر بہادر

۶۲

خاندان آپ اس ریاست ابدمت کے نامی اور متمول گوسائیون سے ہین آپکے مورث اعلےٰ پرھاد گیر تھے جنکے لاکھون روپیہ کی داد و ستد اس ریاست مین جاری تھی - اون کے چار چیلے تھے - بشیشور اج گیر - دھرم گیر راجندر گیر - کاسی گیر - چنانچہ بشیشور اج گیر سے آپ کا سلسلہ ملتا ہے - آپکے مورث اعلےٰ سے آپتک نوین نیتیس ہے - آپ رامیشر گیر کے چیلے ہین - جو بعد انتقال اون کے گدی نشین ہوئے - جوان لائق ہوشیار - صاحب اخلاق - خوش وضع - ذی مروت ہین - یہان کے امرا اور روسا مین آپ کا لین دین جاری ہے - معاملہ نہایت راستبازی اور عمدگی سے چلتا ہے - تخمیناً چالیس پچاس لاکھ کے مالک ہین جس سے سودی قرضہ دیا جاتا ہے اور اکثر جاگیرداروں کے دیہات وغیرہ بتعہد پر لئے جاتے ہین - نہایت دیانت و امانت سے معاملہ کیا جاتا ہے - رفاہ عام کے کامون مین آپ کو خاص دلچسپی ہے - اپنے مالک و ملک کے خیر خواہ اور جان نثار چنانچہ آپکے اون مسرت خیز کامون سے ظاہر ہے جو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے واپسی سفر کلکتہ و دہلی کے موقع پر کئے گئے - اور سن ۱۶ و ۱۳۱۷ ف کے جشن سالگرہ کے موقع پر منائے گئے مدظلہ اور ۱۵ و نیز سن ۱۳۲۰ کو موقع جشن واپسی دربار دہلی بمقام باغ عامہ مین جانب عام رعایا آپنے پھولون کے ہار اعلیحضرت اور شہزادہ ولیعہد کو پہنائے - اور شاہ شہزادے نے اپنے گلوئے مبارک سے گلون کی بہار نثرائی فرمائے

خطاب جو آپکو ہمیشہ کیلئے موجب فخر و مباہات ہے - سن ۱۳۱۶ ف مین بتقریب جشن سالگرہ ہمایون پیشگاہ اقدس اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے خطاب راجہ بہادر منصب یکصدی ذات و پانصد سوار و علم عطا ہوا - آپکے دو چیلے ہین

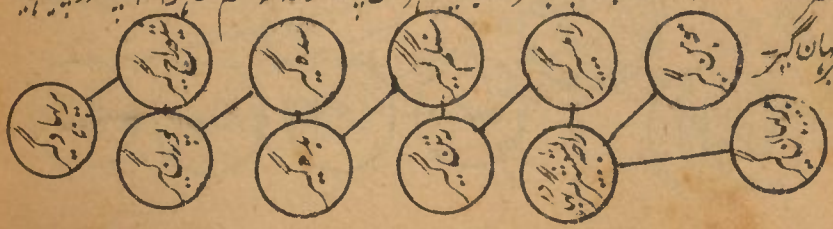

راجه بشیشر گیر بهادر

خاندان آپ کا اصلی نام قربان علی ہے۔ سید اسد اللہ مرحوم عرف میر نواب سابق صدر تعلقدار کے بھتیجے ہین۔ آپ کے بزرگوار حیدر آباد سندھ کے رہنے والے تھے

آپ کی ابتدائی ملازمت ۱۲۸۸ھ ہے۔ آپنے وقتاً فوقتاً صیغہ فوج مین اپنی مستعدی و جفاکشی کے بدولت ترقی کی ہے۔ سنہ ۱۳۰۳ھ سے تھرڈ لانسز (جسکی چھاونی مہاراج گنج کے متصل ہے) کے کپتن کمانڈنگ ہین۔ تین سو پچہتر روپیہ تنخواہ اکیسو منٹھ الونس جملہ اکچسو چالیس روپیہ ملتے ہین۔

خطاب سنہ ۱۳۱۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری بہمن جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی ہے۔

آپ انتہا درجہ کے لایق۔ ہوشیار۔ مستعد۔ جفاکش۔ محنتی۔ شجیع۔ بہادر افسر ہین۔

مرزا پرورش علیخان بہادر

۶۴

خاندان آپ مرزا ثابت علی خان بہادر کے خلف دوم ہین۔ اور مرزا شمس الدین خان بہادر عرف ابن صاحب کے پوتے ہین۔ تفصیلی حالات خاندانی آپ کے پدر بزرگوار کے تذکرہ مین تحریر پاوینگے۔

آپ فارسی مین لایق۔ سیاق و سباق سے ماہر۔ لایق۔ مدبر۔ تجربہ کار۔ ذی فہم ہین۔ اور ایک معزز خاندان کے لایق افراد سے ہین۔ کتب بینی کا کمال درجہ شوق ہے۔ اکثر تاریخ۔ اخبار۔ ناول زیر مطالعہ رہتے ہین۔ خوش اخلاقی مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ فیاض سیر چشم خوش دل ہین

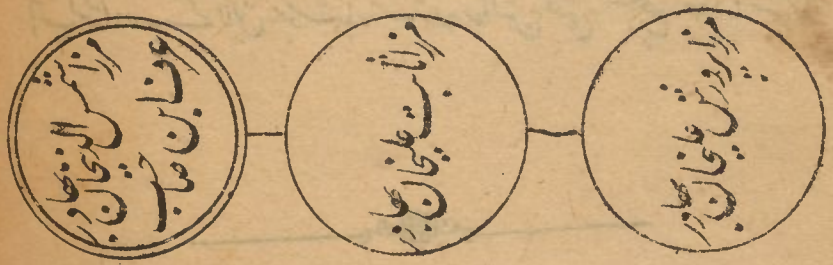

راجہ بنسی لعل بہادر

۶۵

لعل بہادر

آپ راجہ بشیو لعل دوتی لعل مرحوم کے فرزند ہیں۔ آپ کے حالات مجملاً راجہ بشیو لعل موتی لعل کے تذکرہ میں مندرج ہو چکے ہیں۔ لہذا اس مقام پر قلم انداز کیے گئے۔

سنہ ۱۳۱۲ھ میں آپ کو خطاب راجہ بہادر و منصب پنجہزاری پانصد سوار و علم عطا ہوا آپ اپنے اب و جد کے ہم خیال۔ کفایت شعار۔ معاملہ دان۔ اور کاروبار میں بڑے ہوشیار و چالاک ہیں۔

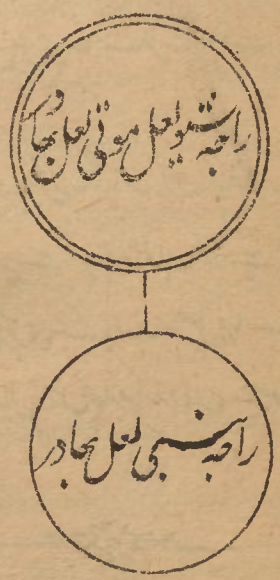

راجہ بھگوان داس بہادر

۶۶

خاندان آپ سیٹھ ہری داس متوفی کے خلف ارشد اور پرشوتم داس کے پوتے ہین - آپکے مورث اعلےٰ سیٹھ کشن داس تھے - ابتداءً آپ کی دوکان "کشن داس پرشوتم داس بھائی ہری داس" کے نام سے قایم اور جاری تھی - اب تو ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے نام سے موسوم ہے - بہرحال کاردان ساہوان مین آپ کی دوکان بہت قدیم ہے - اور داد و ستد کا معاملہ بھی نہایت احسن طریقہ پر چلتا ہوا کاروبار کمال نیکنامی و دیانت سے جاری ہین - لاکھون روپیہ کا لین دین بلدہ کے امراء اعزا سے ہے - خصوصاً راجہ بھگوان داس بہادر نے اپنی حسن اخلاق و مروت - اور خوش معاملگی کے بدولت اعلےٰ درجہ کی ناموری حاصل کی ہے - اور سرکار عالی مین بھی نہایت عزت و وقعت پیدا کی ہے - فیاضی اور پرہیزگاری مین شہرت پائی ہے -

خطاب سنہ ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک اعلیحضرت شہنشاہ خطاب راجہ بہادر اور منصب یکہزاری پانصد سوار و علم عطا ہوا ہے - جسکی وجہ سے آپ فخر خاندان کہلانیکے مستحق ہین - جو اسرار کہ بزرگون کو نہ تھے وہ آپنے اپنی جوہر قابلیت و ہردل عزیزی کے باعث حاصل فرمائے - آپ کو چار فرزند ہین - اول انند داس دوم پرمانند داس سوم گوپال داس چہارم مکند داس - جملہ معاش - لایق - زیر تعلیم ہین -

۹۷

خاندان آپ کا خاندانی سید اولاد امین حضرت قطب الاقطاب **سید احمد کبیر رفاعی** قدس سرہٗ اور تیمور جنگ اول ابن خواجہ اکرم اللہ خان ابن خواجہ اسد اللہ خان ابن خواجہ عبداللہ خان بہادر آصفجاہی کے خلف اور شیر افگن جنگ بہادر ابن سالار الملک بہادر کے نواسے ہیں۔

خواجہ عبداللہ خان بہادر سید محمد طالب میر عسکر نجارا کے فرزند اور وزیر نجارا کے نواسے تھے سید محمد طالب کے والد سید محمد مہدی صدر الصدور خراسانی تگ لسلاً بعد نسلاً علی التسلسل جدی وخلفائے خرقہ خلافت اور فیضان وطریقہ جاری رہا سید محمد طالب میر عسکری سے بوجہ داماد ی وزیر نجارا دنیوی شان وشوکت پیدا ہوئی خواجہ عبداللہ خان بہادر معہ برادر خود خواجہ حمت اللہ خان بعد انتقال پدر دانا ہند کے ارادہ سے کابل آئے اور شہزادہ محمد معظم کی شرف ملازمت حاصل کئے۔ بعد سیر آرائی شاہ عالم بہادر شاہ خطاب خانی وبہادری وجواہرات وخلعت سے سرفراز ہوئے۔ اور بعد فتح محاربہ دکن سند حاکمی ودفوجداری مچھلی بندر وغیرہ سے ممتاز ہوکر عہد جہاندار شاہ تک منصب سابقہ پر مستقل رہے۔

مغفرت مآب نواب آصفجاہ بہادر کے عہد حکومت میں بروقت مقابلہ مبارز خان (حاکم سابق حیدرآباد) معہ نو لاکھ روپیہ نقد بابتہ خزانہ اور جمعیت پیادہ ہائے کرناٹک وسوار وتوپ وغیرہ سے حاضر رکاب رہکر شرف ملازمت سے بہ ترقی مناصب مدارج ومراتب عہدہ دیوانی وصوبہ داری برار وبیجاپور وارکاٹ سے سربلند ہوکر سن ۱۲۵۰ھ میں راہی جنان ہوئے۔

خواجہ اسد اللہ خان بہادر جد اعلائے تیمور جنگ بہادر حال کی تشمیہ خوانی میں غفران مآب

نواب نظام علی خان بہادر آصف جاہ ثانی اپنی تشریف فرمائی سے دوبالا عزت افزائی فرمائی۔ مزید کیفیت اس خاندان ذی شان کی ردلیف الف نمبر (۴۳) مین درج ہو چکی ہے۔

اسم خطاب آپ کا نام نامی خواجہ عباد اللہ عرف سید نواب ہے۔ آپ کی شادی صبیہ حسن منور خان بہادر متھور جنگ مرحوم سے بہ کروفر وطمطراق تمام جلوہ ظہور مین آئی۔

سن ۱۳۰۰ھ مین بہ تقریب دربار جشن سالگرہ مبارک آپ کو خطاب خانی و بہادری و منصب دہ ہزاری و یک شہ ہزار سوار و علم سے سرفرازی ہوئی۔

آپ صاحب جاگیر منصب۔ کثیر الاخلاق۔ متقی۔ ہمدرد قوم وملت۔ بزرگ صورت و سیرت۔ امیر ہین

اولاد آپ کو چار خلف ارجمند ہین۔ خواجہ اسد اللہ خان۔ حافظ خواجہ رحمت اللہ خان خواجہ اخوۃ اللہ خان۔ خواجہ ہدایت اللہ خان۔ ہر ایک لایق اور ہوشیار ہین۔ خلف اکبر تو اس وقت دیوانی بلدہ مین آنریری مجسٹریٹ ہین۔ جن کے پاس لوث منصلون کے اعلے حکام ہراج ہین۔

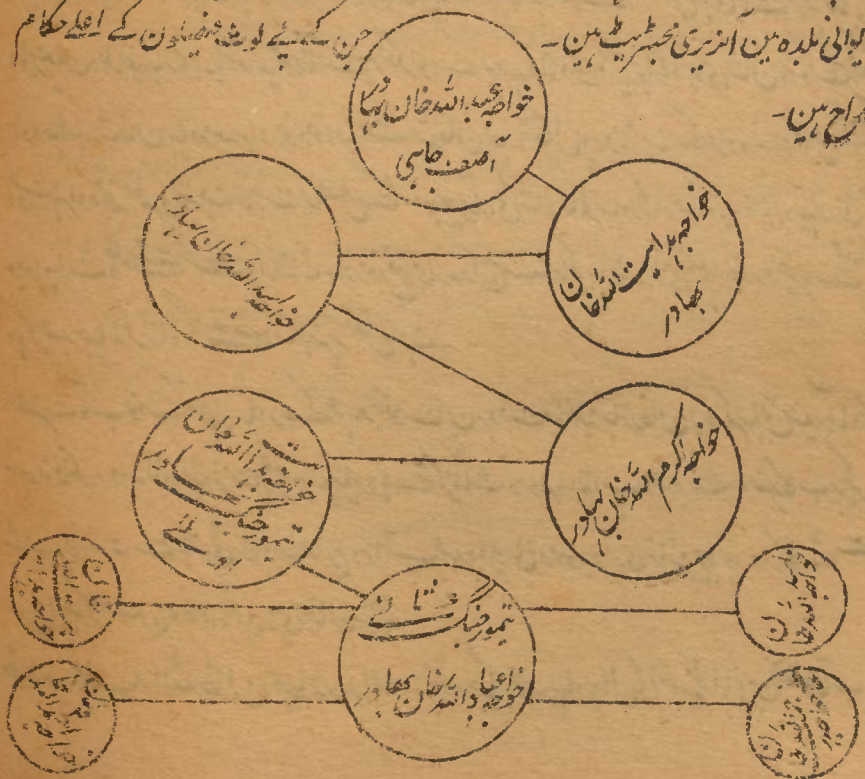

نواب فضل یار جنگ بہادر و نواب سید محمد سعید الدین خان

خاندان و خطاب

آپکے جد اعلےٰ نواب فضل خان و میر خان بہادر برادر خورد نواب نظام الملک آصف جاہ مرحوم حضرت غفران منزل کے مورد عنایات تھے اور صوبہ بیدر کی اعلےٰ حکومت پر فائز تھے۔ بانمیڑان کی جاگیر بھی چنانچہ انکے نام کردہ دیوانی بانمیڑان میں موجود ہے۔ بہادر مرحوم کے چار فرزند تھے میر نظام الدین خان عرف میر امام الدین خان عرف کٹے میر بہادر میر فرید الدین خان بہادر فضل یار جنگ میر حبیب الدین خان بہادر یہ چاروں بھائی منصب ہائے عالی سے سرفراز اور مورد عنایات شاہانہ تھے چنانچہ میر امام الدین خان عرف کٹے میر صاحب منصب فائز تھے اور فرید الدین خان بہادر کو عمر ہی سے اپنی بیٹی نواب سیف الملک کی صاحبزادی منسوب فرمانیکے بعد جاگیر اور عمارتی اور خطاب فضل یار جنگ سے سرفراز فرمائے تھے جملہ نواب فضل یار جنگ بہادر کا انتقال فرمائے ہوئے عرصہ ہوا نواب فضل یار جنگ کے بڑے بھائی نواب میر نظام الدین خان بہادر کے حقیقی پوتے ہیں اور موجودہ ممبران خاندان میں نواب دلاور الملک بہادر اور لائق ہیں اپنے چچے دادا کے مسند عالی اور قائم مقام ثابت ہو رہے ہیں اعلیحضرت مظفر جاہ نے شش دہ ۱۳۱۱ف میں خطاب خانی و بجاگیری و فضل یار جنگ و منصب دو ہزاری و کمیز اسوار و علم سے مباہی و مفتخر فرمائے

تعلیم و خدمات

آپنے کم سنی کے زمانہ میں جبکہ پندرہ سولہ سالہ تھے عربی و فارسی وغیرہ کا استعداد حاصل کرکے اپنے اخوی منصب کو اپنے چھوٹے بھائی کے نام منتقل کرکے مدرسہ طبابت میں شریک ہوگئے اور بکمال محنت و شغف فن طبابت کو درجہ اعلےٰ میں حاصل کرنیکی کوشش کی۔ مرکز خاطر رہتی پانچسال کی مدت میں فاضل کامل اور ماہر فن طبابت ہوکر محکمہ طبابت میں عمدہ کارگذاری اور نیک نامی کے ساتھ دس سال کارگذار رہے جس سے آپکے تدبر

ڈاکٹروں میں ہوا۔ حتے کہ ڈاکٹر لاری ناظم طبابت وقت نے سرکار میں رپورٹ کی کہ بعض بعض عمل جراحی جو انہوں نے اضلاع سرکار عالی میں کیا ہے وہ اس قدر قابل قدر ہیں کہ آج تک ہندوستان میں کسی ملکی ڈاکٹر نے نہیں کیا بلکہ یورپ کے ڈاکٹروں میں ہی کم ہیں جو ایسا عمل کر سکتے ہیں لہذا ان کو تمغہ اور خطاب اور آبائی منصب و اعزاز ملنا چاہئے اور عند الموقع اعلے عہدہ پر ترقی دیتے جانا چاہئے۔

صدر منجانب سرکار عالی بزمانہ وزارت سر آسمان جاہ منصور در بلدہ مدار المہامی منعقد ہو کر گہڑی طلائی جسپر عبارت ذیل گہڑی منجانب مدار المہام وقت سرکار عالی بطور ہدیہ کے حکیم میر محمد سعید الدین کو عطا ہوئی۔ بصلہ اس عمل جراحی کے جسکو (اوپری آمی اپریشن) کہتے ہیں۔ یعنے شکم کو چاک کر کر رسولی نکالنا۔ جو یہ عمل ممالک محروسہ سرکار عالی میں پہلی مرتبہ کامیابی کے ساتھ کیا گیا) درج ہے عطا ہوئی۔ اور اسی زمانہ میں دواخانہ کو توالی پر مشاہرہ پانسو روپیہ ماہوار پر ان کا تقرر ہوا۔ اور امرا و اعزہ بلدہ ان سے رجوع ہونے لگے حتے کہ عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یہی ان کو اپنا فیملی ڈاکٹر مقرر فرمایا بزمانہ وزارت سر وقار الامرا بہادر ان کے بعض مخالفین کو ان کے پاس رسوخ نہ ہونے سے ان کی زیادہ ترقی نہ ہوئی اور آبائی منصب سے سرفراز نہ ہوئے جبکہ مہاراجہ بہادر مدار المہام ہوئے تو ان کو اپنا اسٹاف سرجن مقرر فرمائے اب انشاء اللہ امید ہے کہ اعلیحضرت مدظلہ العالی کی پیشی سے اپنے موروثی اور آبائی منصب سے سرفراز ہو جائینگے واقعی یہ ہے کہ آپکی ترقی آپ کی ذاتی سمی اور کوشش اور لیاقت سے ہوئی۔ اور ہوتے رہے گی کیونکہ آپ تشخیص حذاقت۔ خوش وضعی۔ خوش اخلاقی۔ اصول حکمت کی تحقیقات آپ کا زینہ عروج ہے۔

میر تراب علیخان تراب جنگ بہادر

۶۹

خاندان آپکا اصلی نام میر تراب علی ہے۔ اور تعلق خاندان شرف الامرا برادر رکن الدولہ بہادر کو پہونچتا ہے۔ آپکا سلسلہ نواب رکن الملک بہادر کے ساتھ نواب دادر الملک فرزند شرف الامرا بہادر سے علیحدہ ہوتا ہے۔ دادر الملک بہادر کے صاحبزادے محکم جنگ اولے اور نواب اشرف الدولہ اولے تھے۔ چنانچہ اشرف الدولہ بہادر سے نواب رکن الملک بہادر کا سلسلہ نکلا ہے۔ اور محکم جنگ بہادر سے آپکی (تراب جنگ بہادر) شاخ خاندان نکلتی ہے۔ محکم جنگ اولے کے متعدد صاحبزادے تھے۔ جنمین ایک محکم جنگ ثانی تھے جو محکم جنگ حال کے والد تھے۔ اور دوم سید باقر علی خان جو اس وقت موجود ہین تخمیناً ۶۲ سال کا سن ہوگا۔ فارسی اور عربی سیاق وسباق مین لایق اور زبان ملکی تلنگی سے واقف۔ اور آبائی جاگیرات ومناصب سے سرفراز تخمیناً پندرہ ہزار محاصل کے جاگیرات آپکے قبضہ مین ہین۔ آپکو سات صاحبزادے ہین۔ میر رضا علی خان (۱۹ سالہ) احمد یار خان (۱۳ سالہ) میر مہدی حسن خان (۱۲ سالہ) میر داور علی خان (۱۱ سالہ) میر محمد رضا علی خان (۹ سالہ) میر محمد حسین خان (۷ سالہ) میر حیدر خان (۵ سالہ) یہ جملہ صاحبزادے مدرسۂ مفید الانام مین تعلیم پاتے ہین سوم مہدی حسن خان جنکی یادگار اسوقت مصطفے یار جنگ بہادر ہین۔ اور یار جنگ بہادر۔ حیدر علیخان بہادر وغیرہ نے انتقال کیا۔ چنانچہ حیدر علیخان بہادر کے تین فرزند میر تراب علی خان بہادر تراب جنگ۔ حسن یار جنگ بہادر مہدی یار جنگ بہادر۔ آپ تراب جنگ بہادر فارسی وعربی سے واقف تحریر وتقریر مین لایق وجاہت سے امیرانہ کامیابان تشبرہ نے

خطاب ومناصب متانت ظاہر سن ۱۲۸۰ھ مین آپکو خطاب خانی دبہادری تراب جنگ ومنصب دوہزاری ویک ہزار سوار وعلم عطا ہوا۔ آبائی اعزاز ومناصب سے سرفراز وجاگیرات موروثی تخمیناً ۱۵ ہزار سے ممتاز ہین۔ آپکو ایک صاحبزادہ کمسن جو اسی سال سنہ ۱۳۲۰ھ مین تولد ہوا ہے اصغر حسین خان

نام موجود ہے۔

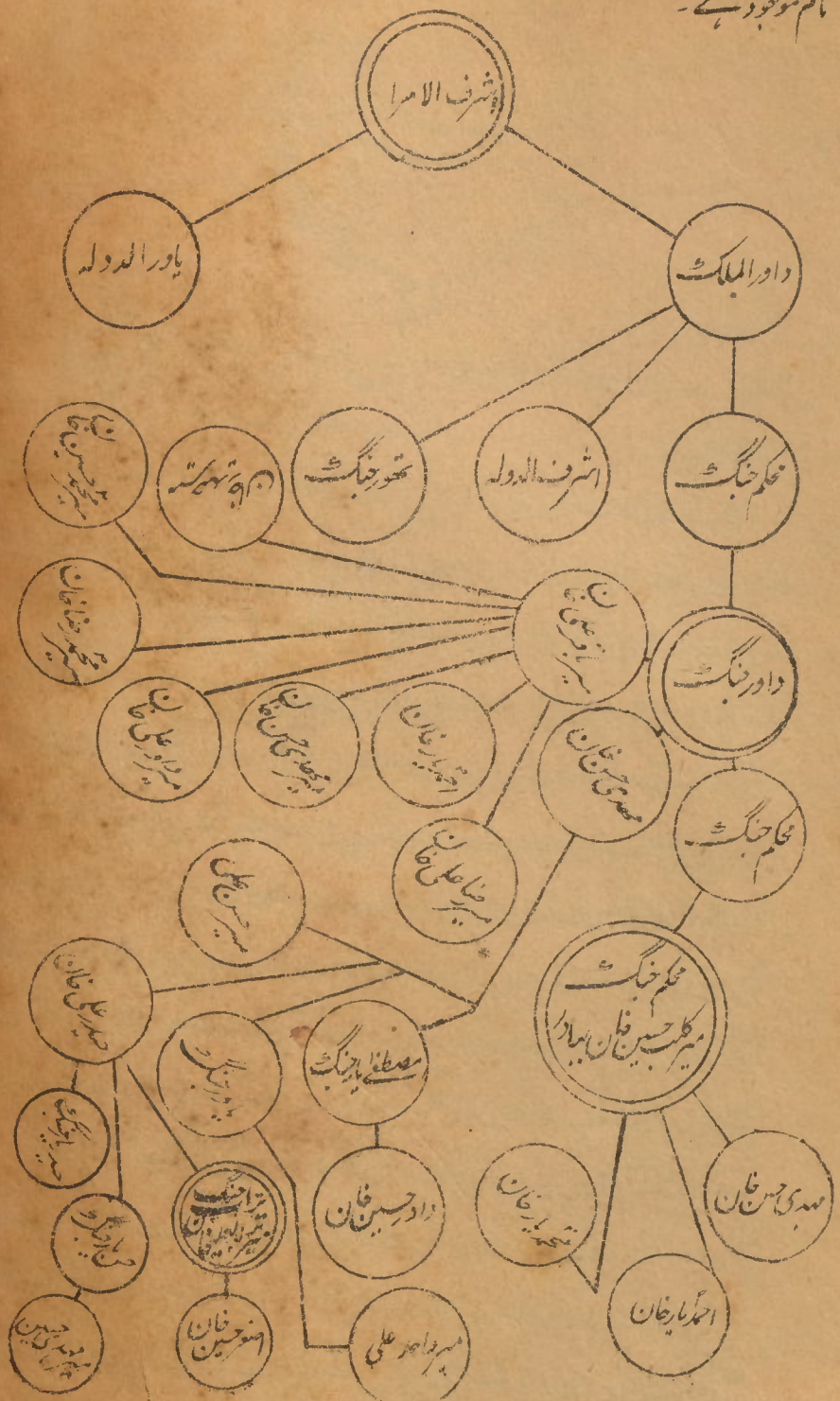
اشرف الامرا
یاور الدولہ
دادر الملک
اشرف الدولہ
تھور جنگ
محکم جنگ
دادر جنگ
محکم جنگ
میر کلب حسین خان بہادر
مہدی حسن خان
احمد یار خان
مصطفےٰ یار جنگ
دادر حسین خان

تزکیۂ زخنگ

عالم علی خان بہادر

خاندان | آپ کا اصلی نام عالم علی تھا۔ آپکے جداعلےٰ سید میر کرم خان زور آور جنگ غضنفر الدولہ رفعت الملک اوسالہ اس ریاست ابد مدت کے معزز و نامی امرا سے تھے۔ اون کے دو فرزند ایک میر جعفر علی خان رفعت الملک ثانی بعہد حضرت غفران مآب منصب ہفت ہزاری و پنجہزار سوار و خطاب ملکی و سپہ سالاری مہمات نظیر و غیرہ اور جاگیر پچاس ہزار ذات و رسالہ دو سو سواران مغلیہ توران سے فرزند تھے۔ بہ رفعت اعظم الامرا از سفر چاہ پونہ سے حیدرآباد واپس آئے۔ بسبب نااتفاقی برادران مال و اموال آپ کے ضبط ہوگیا۔ چند سے گوشہ نشین رہے بعد جلوس اعظم الامرا جب دیوانی پر میر عالم بہادر سرفراز ہوئے جاگیر قدیم و جدید سرکار ناندیڑ وغیرہ متعلقات لکھا روپیہ سے بوجہ موافقت میر عالم بہادر کے بحال ہوئے اور سی سوار و پیادہ۔ علی غول وغیرہ سے ممتاز۔ پہلے سے زیادہ آبرو پائی۔ اور مہاراجہ چندو لعل بہادر کی مختاری میں ستر لاکھ روپیہ نقد متعلقات سے لاکر نذر و نیاز میں صرف کرکے جاگیر ذات و صفات پر کہ بہ ورود خانہ نشین رہے۔ آخر بمارضۂ مغلی مثانہ سے سن ۱۲۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔ نہایت طویل القامت۔ عرض الجثہ خوش ترکیب تھے۔ اوس وقت ایک بھی آپکے مقابل زور و طاقت میں نہ آتا تھا۔ آپ کی قوت کی یہ حالت تھی کہ خم برنجی جو پانچ کھال سے بھرا ہوا اوٹھا کر دیوانخانہ سے بڑے دروازہ تک لاتے تھے۔ جو سو قدم کا فاصلہ تھا۔ بہرحال کوئی امیر یا غریب آپکے مقابل میں لگاتار نہ کھاتا تھا۔ آپ کی طاقت و زور کے عجیب و غریب تلکین مشہور ہیں۔ مگر حضرت منزل کی قوت آپ پر غالب تھی۔ سید عاقل خان خلف دوم میر اکرام الملک بہادر بھی نہایت قوی ہیکل سے رجوہ بیل کی پوٹ تھا کھینچتے تھے۔ مگر آپ کی خوش ترکیبی کو نہ پہونچتے تھے۔ چار شخص اوس زمانہ میں زور آور تھے۔ اول رفعت الملک۔ بعد میں افسر الدولہ بہادر محمد خلیل خان بہادر (استاد ذوق)

حضور پرنور) بہرام الملک بہادر۔ خیر آمد ہر سہ مطلب (دوسرے بیٹے سید میر کرخان رفعت الدولہ کے میر غلام علیخان تھے۔ جو جعفر علی خان زور آور جنگ بہادر نواب میر عالم علی خان بہادر ترکتاز جنگ کے پدر بزرگوار ہیں۔

آپ (عالم علی خان ترکتاز جنگ) اردو فارسی سے ماہر۔ سیاق و سباق میں لائق تھے۔ اور آبائی مناصب و اعزاز سے ممتاز۔ سن ۱۳۰۵ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپ کو خطاب خانی و بہادری ترکتاز جنگ

خطاب } و منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ ۴ ربیع رمضان ۱۳۰۷ھ کو عازم حج مکہ معظمہ زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً ہوئے بعد فراغ حج مدینہ منورہ کے زیارت سے مستفیض ہوکر واپسی کے موقع

انتقال } پر راستہ میں ۸ محرم ۱۳۰۸ھ کو راہی جنت الفردوس ہوئے تخمیناً ستر سال کا سن ہوگا۔ آپ نہایت ہی لائق۔ اور منکسر المزاج۔ خندہ رو۔ پابند وضع قدیم تھے۔

اولاد } آپ کے فرزند میر محبوب علیخان بہادر ہیں جو مثل اپنے پدر بزرگوار کے لائق و ہوشیار ہیں تقریباً ۴۰ برس کا سن ہوگا۔ منصب علاقہ دیوانی و رکاب میں تخمیناً دو سو روپیہ کے قریب اکیو ماہوار ملتی ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے میر ہاشم علی ۱۲ سالہ۔ میر کاظم علی ۱۱ سالہ موجود ہیں۔ جو زیر تعلیم فارسی و انگریزی ہیں۔

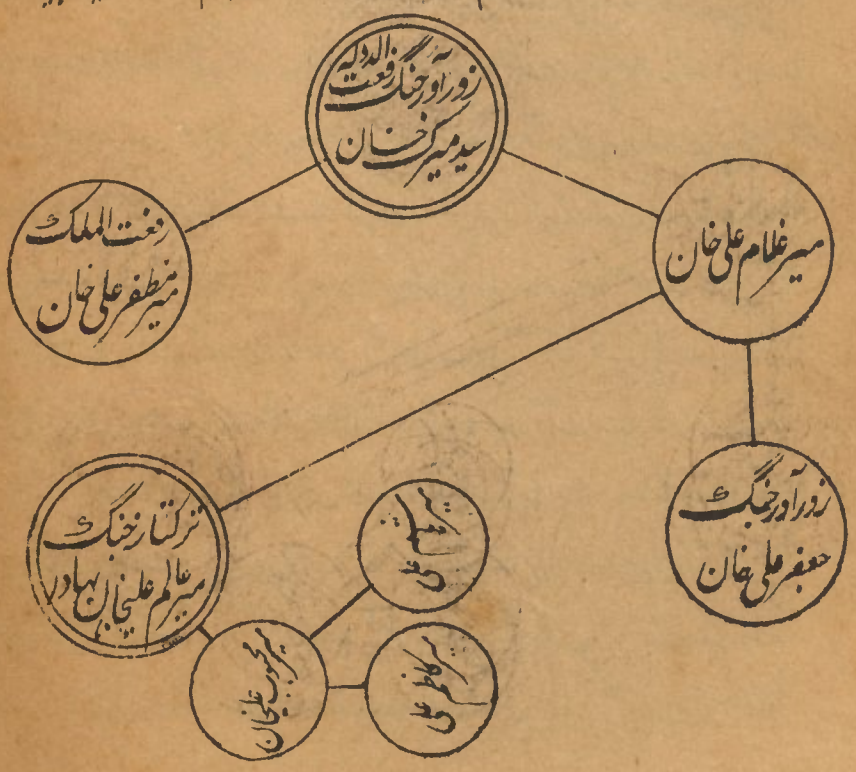

۴۴

تیمو خان بہادر

آپ حیدرآبادی الاصل ہین۔ آپکے والد محمد نور خان شہسواری مین بےنظیر اور اعلےٰ درجہ کے اوستاد تھے۔ حضرت غفرآن منزل حضرت مغفرت مکان اور نواب سرشوس الدولہ مغفور کو گھوڑے کی سواری کے مشق کرانیکا اعزاز محمد نور خان مرحوم کو ہی حاصل تھا۔ اور نواب مختار الملک اولے امیر کبیر شمس الامرا بہادر بھی آپ ہی کے ہاتھون پر گھوڑے کی سواری سیکھی تھی۔ بہرحال کثیر التعداد امیر و غیر خان صاحب مرحوم کے شاگرد تھے۔ انہون نے سن ۱۲۷۱ھ مین انتقال کیا۔ ان کو تین فرزند تھے۔ جن مین ایک تیمو خان بہادر بھی ہین۔ آپنے تیمو خان بہادر اگھوڑے کی سواری مین اچھا مشق پیدا کیا ہے شہسواری مین آپکا مقابل اس وقت حیدرآباد مین مشکل ملیگا۔ طالع کی یاوری سے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کو گھوڑے کی سواری کی تعلیم دینے کا شرف آپ کو حاصل ہوا۔ اور تقرب خاقانی آپ کی روزافزون ترقی کا باعث ہوا۔ آپکی خدمت گذاری فرمان برداری نے سلطان دکن خلد اللہ ملکہ کے خاطر اقدس مین جگہ کرلی۔ اور الطاف و عنایات شاہی کے جلوہ ہونے لگی۔ ابتداءً سن ۱۳۰۰ھ مین آپ کو گرڈر جاگیر عطا ہوئی۔ اور سنہ ۱۳۰۱ھ مین خطاب خانی و بہادری منصب یک ہزاری سے سرفرازی پائے۔ بعدازان اکثر باغات و مکانات و بازارات وغیرہ کی نگرانی آپکے تفویض کیگئی۔ کبوتر خانہ اور شتر خانہ بھی عنایت ہوا۔ متعدد اوقات رزمرخ ہیتیار۔ اور مختلف شیاد مرحمت ہوئے۔ ہاتھی بھی عنایت ہوا تھا۔ گھوڑے بھی سرفراز ہوئے ہین۔ بہ ہیئت سفر و حضر مین ہمراہی کا اعزاز حاصل رہتا ہے۔ سیر و شکار کے موقع پر ہمرکاب رہتے ہین۔ چنانچہ کلکتہ و دہلی کے سفر مین ہمرکاب شاہ و شہزادے رہے۔ اکثر شیا امہ کاری کی خرید و فروخت متعلقہ عمارت و مکانات کے بیع و شراء آپ ہی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ بہرحال وقت آپکا ستارۂ اقبال خط استوا پر قایم ہے۔ آپ صدر جایلک سواری سے مستعفی چار سو روپیہ ماہانہ پاتے

مکہ معظمہ کا حج اور مدینہ منورہ کی زیارت سے بھی مشرف ہو چکے ہین - آپ کی جاگیرات مین آپ کو درجہ سوم کے اقتدارات حاصل ہین - آپ کی مالی حالت جس قدر کہ بڑھی ہوئی ہے اوسیقدر آپ مخیر بھی ہین - اور امور خیر جاریہ مین خاص دلچسپی رکھتے ہین - اور رفاہ عام مین آپ نے بہت بڑا حصہ لیا ہے - چنانچہ ایک مسافر خانہ اور مسجد اسٹیشن نام ہلی کے قریب تعمیر کرائی ہے - مختار الملک اولے کے دلپوڑ ہی کے متصل بھی ایک مسجد شاہ راہ عام پر بنوائی ہے - شاہ علی بنڈہ - گول بنگلہ - افضل گنج - اڈی میٹہ کے مقامات پر بھی مساجد و بازارات احداث کئے ہین - اور نام ہلی کا باغ - اڈی میٹہ کا باغ - (وارث گڈہ) بھی آپ نے بنوایا ہے - آپکو چار خلف ہین - خلف اکبر محمد شہباز خان (جنکو دو بیٹے محمد پردرش علیخان - محمد یعقوب علیخان ہین) ہین - فرزند دوم دولت خان نے بعمر ۴۶ سالہ سن ۱۳۱۷ف مین بگذاشت دو فرزند (محمد عباس خان - محمد احمد علیخان) انتقال کیا - سوم محمد وارث خان (۲۴ سالہ) موجود ہین - چہارم محمد مدثر خان نامی حال ہی مین پیدا ہوا ہے -

اس وقت آپ کی عمر ۷۲ سال کی ہے - آدمی ہوشیار اور لایق ہین - اخلاق و مروت مین بھی اچھے ہین -

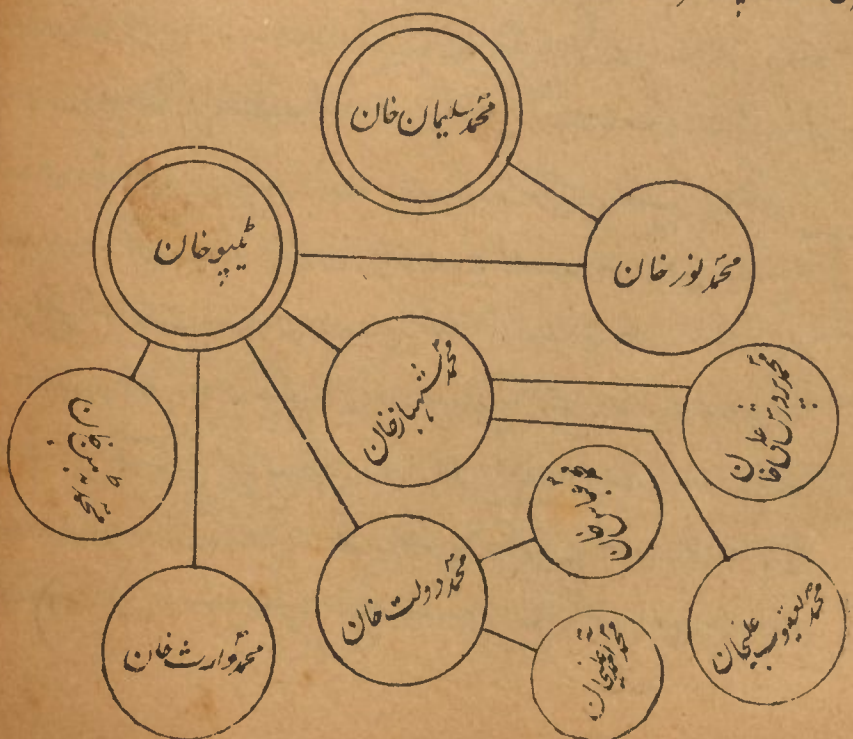

نواب عبدالعلیخان بہادر

خاندان ولادت آپ نواب بہبود علیخان بہادر فتحیاب جنگ بہادر (جو بالا پرشاد راجہ دھراج بہادر خلف اکبر راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر کے فرزند تھے) خلف الصدق ہین۔ بہبود علیخان بہادر سنہ ۱۲۴۳ھ مین تولد ہوئے۔ اور فتحیاب جنگ کا خطاب۔ جاگیرات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔ آخر سنہ ۱۲۷۹ھ مین وفات پائی۔

آپ کو وہ فرزند تھے خلف اصغر نیاقت علیخان بہادر نے تو جنکا تولد سنہ ۱۲۷۰ھ مین ہوا تھا پونہ گاڑی سے گر کر سن ۱۳۱۰ھ مین بعالم نوجوانی راہی دار البقا ہوئے۔ جنکی نعش بلدہ لاکر دفن کی گئی اور خلف اکبر نواب علیخان بہادر (جنکا نام نامی زیب دہ عنوان ہے) سن ۱۲۷۵ھ مین پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت اچھی ہوئی۔ جو اسوقت عربی۔ فارسی۔ انگریزی مین پوری دستگاہ ہے۔ اور تلنگی سے بھی واقف ہین۔ اور آپکے والد کے اعزاز سب آپ پر بحال ہین۔ متعلقہ بورگل وغیرہ آپ ہی کے قبضہ مین ہین۔ شاعری کا بھی شوق ہے۔ تصیر تخلص کرتے ہین۔ جناب عصر حیدرآبادی سے تلمذ ہے۔ نیک طینت خوش مزاج شگفتہ رو صاحب اخلاق ہین۔

اولاد اس وقت آپ کو ایک صاحبزادہ سرافراز علیخان نام کسن موجود ہے۔

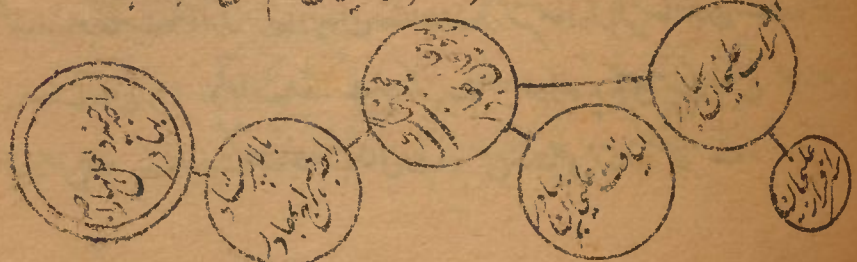

مرزا ثابت علیخان بہادر

۴۳

خاندان آپ طالب الدولہ حسن علیخان کوتوال بلدہ کے ہم جد ہین۔ آپکے والد مرزا شمس الدین خان بہادر المعروف بہ ابن صاحب تھے جنھون نے تجارت کو حیدرآباد مین ایسا رواج دیا فروغ دیا کہ جب یہان ولایتی اشیا کم تھے۔ تمام اشیا یحتاج از قسم اعلے واد نے جنکا ملنا بوقت ضرورت دشوار تھا وہ ان کے پاس مہیا رہتے تھے۔ بعہد مہاراجہ چندو لعل بہادر ابن صاحب نے انتظامی محالات اورنگ آباد و براڑ و بالاگھاٹ کو بخوبی انجام دیا۔ لکھو کھا روپیہ کا دادوستد ان کے پاس جاری تھا۔

چونکہ اہل بیت مبارک سے ان کو نہایت ذاتی اعتقاد تھا اسلئے ہر عشرہ شریف و رجب المرجب مین روشنائی ابدارخانہ و دعوت طعام نفیس از امیر و غریب بصرفہ کثیر کیا کرتے تھے۔ عرس کوہ شریف پر انکی بنا کردہ مکان پر عمدہ تکلف رہتا تھا چنانچہ وہ انجمن کے تعمیر کردہ مکانات مین جن کو نے الحال بوقت عرس کوہ شریف حضرت اقدس و اعلے مدظلہ العالی اپنے قدم میمنت لزوم سے زینت بخشتے ہین ابن صاحب موصوف سے اکثر امور نمایان ظہور پذیر ہوئے ہین۔ چنانچہ خلد آباد مین جو نہر پانی کی مسدود ہو گئی تھی اُس کو انہون نے از سر نو تیار کرایا۔ براڑ و برہان پور کے مابین ہندوستان کے راستہ پر دو پل گھاٹ جو نہایت دشوار گذار تھا انہون نے بصرف زر کثیر ہموار کرا کر مسافرون کے آمد و شد کا راستہ آسان کر دیا۔ اور مختلف مقامات پر اکثر سرائین اور کنوئین بھی تعمیر کرائین۔ مہاراجہ چندو لعل بہادر کے توجہات سے خطاب خانی و بہادری سے بھی ممتاز و مفتخر تھے۔

ان کے خلف مرزا ثابت علی تھے جو اپنے باپ کے قدم بقدم جنکے لاکھوں روپئے کے معاملات امرا دل سے جاری تھے۔ اور سن ۱۳۱۶ھ میں بہ تقریب دربار سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری و منصب پنج ہزاری بھی عطا ہوا تھا۔ آپ نے خوب ثروت و دولت سے اپنی زندگی بسر کی اور بسن ہشتاد سالہ سن ۱۳۱۹ھ میں راہی دار البقا ہوئے۔ ان صاحب کے آپ سے پانچ فرزند ہیں۔ مرزا دلاور علی خان۔ مرزا پرورش علی خان۔ مرزا کاظم علی خان مرزا فیاض علی خان۔ مرزا داؤد علی خان۔ فرزند نمبر اول نے انتقال کیا۔ اور باقی چار فرزند اس وقت موجود ہیں۔ جو لایق اور صاحب اولاد ہیں۔

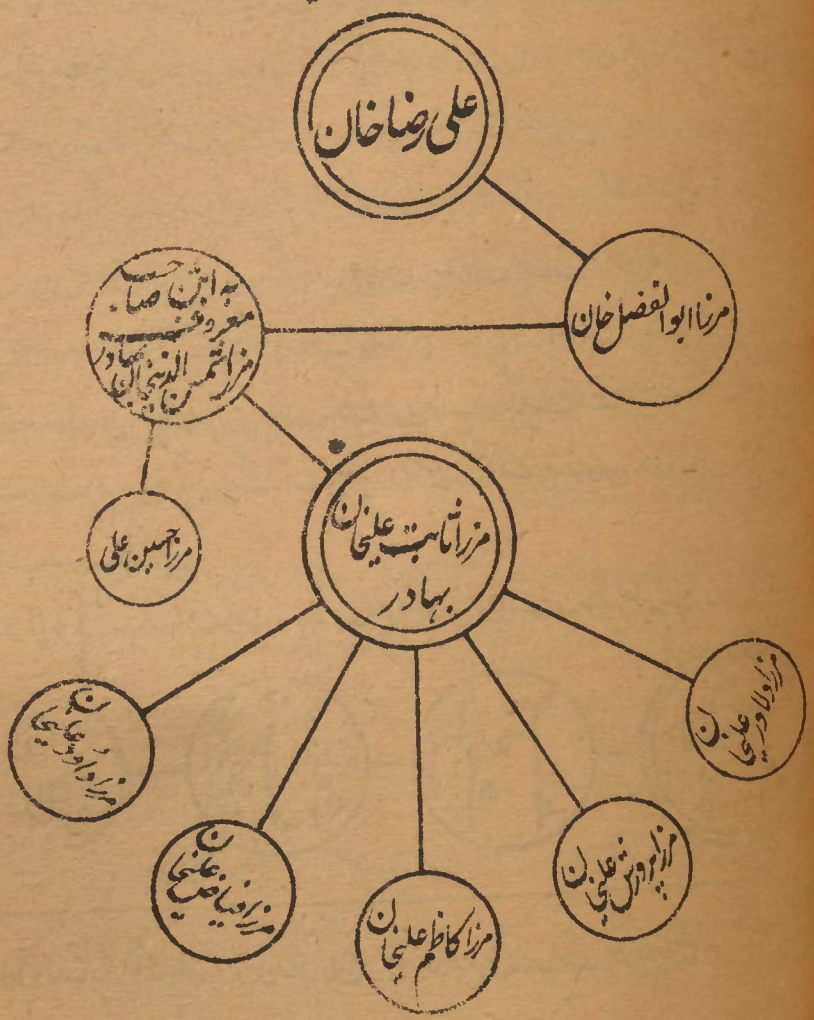

امیر جہانگیر جنگ غلنجان بہادر

خاندان و خطاب آپ کا اصلی نام میر جہانگیر علی ہے۔ نواب حیدر الدولہ بہادر (جو نواب سپہ سالار فخر الدولہ حیدر الملک مغفور کے خلف اکبر تھے) کے خلف الصدق اور نواب سپہ سالار الدولہ مغفور (صاحبزادہ اصغر نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل) کی صاحبزادی حضرت النساء بیگم صاحبہ کے بطن سے ہیں۔ آپ سات برس تک محلات مبارک میں حضرت والدہ النساء بیگم صاحبہ (جو اعلیٰحضرت شاہ ملک کی دادی ہوتی ہیں) کے آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ اسوقت سے آج تک آپ مستفیض اور جملہ اعزاز مرشد زادگان سے سرفراز ہیں۔ علاوہ بریں محلات مبارک سے ماہانہ پانچ سو روپیہ تنخواہ سوائے ماہوار میوہ خوری کی ملتی ہے۔ ایک شتر خبر فیل سے تعلق رکھتا ہے۔ بٹیان۔ جوانان علی غول۔ پیادے۔ کمر رشتا گدی پیشہ۔ اصیلان۔ چوبداران متعلیان۔ فراش وغیرہ بھی سرکار سے متعین و مقرر ہیں۔ سنہ ۱۲۸۱ھ میں تقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری جہانگیر جنگ مصحوب دیہ ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا ہے۔ باقی آپکے امدادی حالات آپکے عموی نواب مظفر جنگ خلف نواب حیدر الملک مرحوم کے حالات ردلیف (م) میں درج ہوں گے۔ آپ نی خلق۔ صاحب مروت شگفتہ مزاج۔ نوجوان خندہ رو ہیں۔ فارسی اور اردو حسب ضرورت جانتے ہیں۔

اولاد آپ کو ایک صاحبزادہ میر قدرت علیخان کمسن موجود ہے۔ جو زیر تعلیم ہے۔

نوٹ علاوہ نواب جہانگیر جنگ بہادر کے اور تین صاحبزادیاں بھی ہیں جن میں صاحبزادی صاحبہ احت النساء بیگم مغفورہ کے بطن سے اسوقت موجود ہیں ۱۲ مولف

جلال الدولہ جلال الملک جنگ
میر تھور علیخان بہادر مخیار تمار

۷۵

خاندان خدمت آپ کا اصلی نام میر تھور علی عرف خلو صاحب تھا۔ اور میر اعظم خان مرحوم (جنکو سرور محل کے داروغگی اصطبل علاقہ دیوانی کی خدمت تفویض تھی) کے خلف اکبر ہین۔ آپکے خاندان کا تعلق بھی میر حیدر خان صاحب بہادر سے بے تعصیلی حالات آپکے فرزند نواب ناظم الدولہ محبوب یار جنگ بہادر کے تذکرہ مین لکھے جائینگے۔ آپکی ترقی دولت و ثروت کے باعث نواب مختار الملک اولے ہین جنکے اسباب مین آپکی والدہ بہوری بیگم (جو ایک بیٹی کی دختر ہین) کو صاحب بیگم صاحبہ (جو میر عالم بہادر کی صاحبزادی۔ منیر الملک بہادر کی محل خترمہ مختار الملک بہادر کی والدہ تھا ہین) نے پرورش فرمایا تھا۔ عام طور پر منصہ آپکے نسبت مختار الملک اولے کے نوکر کے نام سے مشہور ہین وہ بالکل غلط اور بے سر و پا ہے آپکو منجملہ خانہ خورد دستر خانہ۔ گاؤ خانہ علاقہ دیوانی کی خدمت تفویض تھی جسکی تنخواہ سات سو روپیہ ماہوار تھی سو منصب جملہ ایکہزار روپیہ تھے۔

خطاب بتقریب جشن نوروزی ۱۳۰۱ف مین خطاب خانی و بہادری مختار یار جنگ۔ دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم و نقارہ ہوا بعد ازان بتقریب جشن سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۰۵ف مین جلال الدولہ خطاب و سہ ہزاری منصب دوہزار سوار و علم و نقارہ کی سرفرازی ہوئی اوسکے چھ سال بن ۱۳۱۱ف بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب جلال الملک چہارہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ آخر آپ اس جہان فانی سے (۷۲) سالہ بن ۴ محرم سنہ ۱۳۱۹ف کو رہی دار البقا ہوئے۔ اخلاق و مروت مین بے نظیر اتحاد و ارتباط مین بمثل تھے۔

آپکو ایک ہی فرزند میر ریاضت علیخان بہادر محبوب یار جنگ ناظم الدولہ بہادر ہین۔

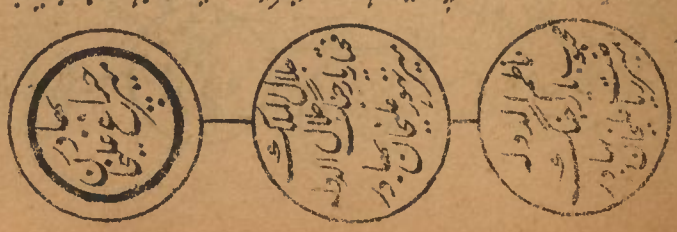

میر جہانگیر علی خان بہادر

۷۶

خاندان و خطاب آپ کا اصلی نام میر جہانگیر علی ہے۔ آپکے مورث اعلیٰ اشرف الامرا بہادر برادر نواب رکن الدولہ مغفور ہین۔ جن کا تفصیلے حال نواب رکن الملک خان دوران خان بہادر کے تذکرہ مین لکھا جائے گا۔ یہان صرف اس قدر بتلانا کافی ہے کہ آپ ارسلان جنگ اولے (برادر خورد نواب رکن الملک خان دوران خان بہادر) کے خلف اور قمر الدولہ مرحوم کے نواسے ہین۔ اور نواب رکن الملک بہادر کی صاحبزادی آپکے حالہ عقد مین ہین۔ سنہ ۱۳۱۱ھ مین آپکو تقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری جہانگیر جنگ۔ منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ آپ تعلیم یافتہ۔ نوجوان۔ ہوشیار لایق ہین۔

اولاد آپکو (تین) صاحبزادے ہین۔

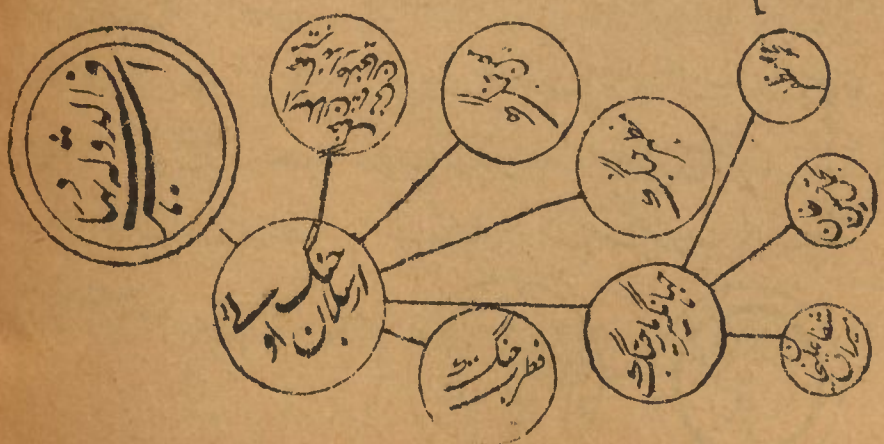

جانباز جنگ محمد غالب خان بہادر

خاندان } آپ کا اصلی نام محمد غالب عرف غالب میاں ہے۔ آپ نواب سلطان نواز جنگ شمشیر الملک بہادر کے فرزند اکبر ہین۔ قبل ازین آپ حیدرآباد دکن مین ہی اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ رہتے تھے۔ مگر دو چار سال ہوتے ہین۔ کہ حسب ارشاد اپنے والد کے ایما ریاست مکلہ (یہہ ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست ہے۔ جو حضرموت کی قریب اور بمبئی بندر سے تعلق رکھتی ہے) مین رہتے ہین۔ آپ کے خاندانی حالات آپ کے والد شمشیر الملک بہادر کے تذکرہ مین تفصیلی طور پر لکھے جائینگے۔

خطاب } آپ کو سن ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی بہادری۔ جانباز جنگ منصب دوہزاری یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ آپ انتہا درجہ کے لایق اور صاحب خلق و مروت ہین محبت و دوستی مین فرد فرید۔ آپ کو دو صاحبزادے ہین۔ محمد صالح المخاطب محمد صالح خان بہادر سیف نواز جنگ و محمد المخاطب محمد خان بہادر شمشیر جنگ۔ جنکے حالات اپنے اپنے موقع پر لکھے جائینگے۔

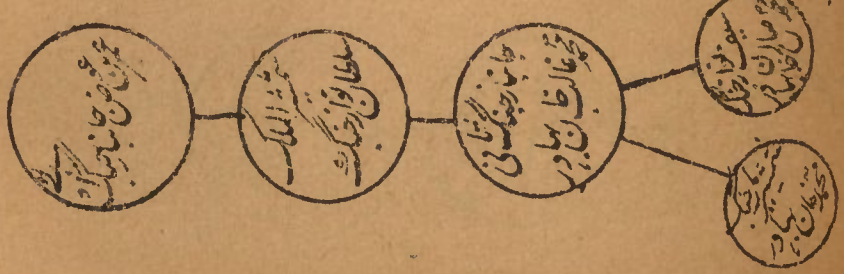

جرار جنگ محمد مختار الدین خان بہادر

۷۸

آپکے اصلی نام محمد مختار الدین تھا۔

خاندان آپکے خاندان کا تعلق قاضی بدر الدین حسین خان نارنولی سے تھا۔ اور آپکے جد اعلے محمد شرف الدین خان بہادر رستم جنگ مدبر الدولہ بہادر اس ریاست ابد مدت کے معزز امرائے صاحب خطاب سے تھے۔ آپ کو ایک عرصہ تک اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی مصاحبت کا فخر بھی حاصل رہا ہے۔ اور بعہد وزارت نواب سراج الملک مغفور نواب صاحب معزز کے ہمیشہ صحبت میں ہمہ پایہ و ہمہ نوالہ رہتے تھے۔ اور لیاقت علمی بھی اچھی تھی۔ مروت و اخلاق کی بھی کمی نہ تھی۔ نواب صاحب

خطاب معزز کے زمانہ وزارت سنہ ۱۳۰۵ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری جرار جنگ بمنصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم عطا ہوا۔ آخر دسمبر سنہ ۱۳۰۹ھ میں آپنے انتقال فرمایا۔ اسوقت آپکا کوئی فرزند بجز ایک بیوہ صاحبزادی کے (جو سلیمہ علی مرحوم فرزند ارجمند علی کو منسوب تھیں) جن کو ایک صاحبزادی ۱۰ سالہ ہے نہیں ہے۔ باقی اقارب ایک جدی مثلاً نواب سر فتح یاب جنگ بہادر نواب نظام نواز جنگ بہادر وغیرہ بہت ہیں

(دفتر اول دیباچہ)

جنید یار جنگ
نواب شیر علیخان بہادر

۷۹

خاندان آپ قوم مہدوی سے جنید خان مرحوم کے خلف الصدق ہیں آپکے اجداد بارہ بنی مضافات سندوس کے رہنے والے ہیں ابتداءً آپکے جد امجد شادی خان بعہد نواب سکندر جاہ بہادر مہاراجہ چندو لعل بہادر کے زمانہ وزارت میں حیدرآباد دکن تشریف لائے اور تین گھوڑوں کی سلحداری سے بزمرۂ امتیازیان ملازم ہوئے اور نہایت آبرو عزت سے بسر کی۔ آپکے اکلوتے فرزند جنید خان مرحوم نے بزمانہ وزارت نواب مختار الملک اپنے جوہر شجاعت اور ہمت مہاوری کے باعث بہت کچھ ترقی کی۔ چنانچہ ۳۲ اسپ کی سلحداری۔ اور سو روپیہ تنخواہ یک رنجیر نیل ایک میانہ سے ممتاز ہوئے۔ اور اپنے ہم قوم پٹھانوں و ہم چشموں میں ناموری حاصل کی۔ آپکے دو فرزند تھے غلام* خان صاحب جنکو دو سو نو روپیہ تنخواہ ملتی ہے جنکو ایک فرزند بہادر خان نامی موجود ہے۔ دوسرے نواب شیر علیخان بہادر جنکا نام نامی عنوان میں درج ہے۔ آپ تمام اعزاز و لوازمات آبائی سے ممتاز مدرسۂ عالیہ میں علماء السلطنۃ کے مدرس رہے ہیں علوم ضروریہ سے واقف۔ نہایت لایق ہوشیار۔ صاحب اخلاق و مروت ہیں نوجوان سن ۳۱ میں سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خانی دہادری جنید یار جنگ و منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ آجکو مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی کے دربار میں بہت کچھ رسوخ اور ہمیشہ باریابی کا موقع حاصل ہے پشتکار کا بھی کمال درجہ شوق ہے۔ نہایت وجیہہ اور خوش ترکیب ہیں آپکو کوئی فرزند نرینہ موجود نہیں ہے۔ اس وقت صرف ایک کمسن دختر موجود ہے۔

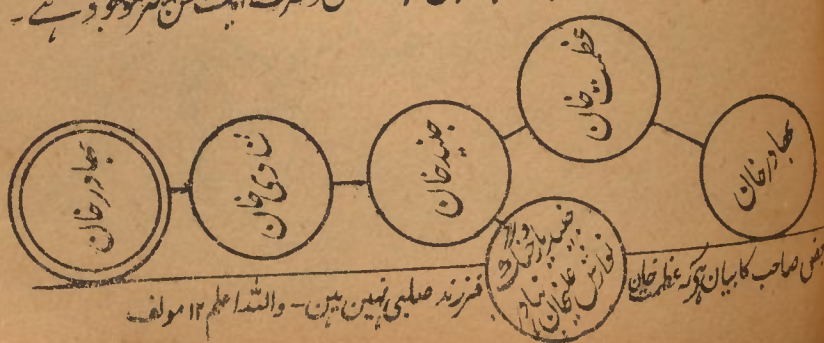

راجہ چندا پرشاد بہادر

۸۰

آپ کا اصلی نام چندا پرشاد تھا۔ آپ راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار و مدار المہام سرکار عالی کے خلف اکبر تھے آپ کی تربیت بھی اچھی ہوئی تھی۔ ماشاء اللہ سے فارسی اور انگریزی میں اس کم سنی میں اچھی بصارت و واقفیت تھی۔ گو مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی کو ایک اور فرزند کم سن محبوب پرشاد تھے۔ مگر راجہ چندا پرشاد بہادر اپنے والد بزرگوار کے نہایت لاڈلے فرزند تھے آپ کو بتقریب سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۱۱ف مین خطاب راجہ بہادری منصب دو ہزاری یک ہزار سوار و علم عطا ہوا تھا۔ افسوس ہے کہ (بوقت انتقال تقریباً پندرہ سولہ سال کا سن ہوگا) ۱۵ اسفندی حجہ سنہ ۱۳۱۲ف روز دوشنبہ اپنے والد بزرگوار و خویش و اقارب کو داغ مفارقت دایمی دیگئے۔ اوسکے ہوتے ہی سال سنہ ۱۳۲۰ف مین جو دہ دوسرے فرزند محبوب پرشاد تھے اون کا بھی انتقال ہوگیا ان جگر روز سانحہ کے وقوع سے جسقدر غم و رنج مہاراجہ بہادر کو ہوا ہے وہ بسطۂ تحریر سے باہر ہے۔

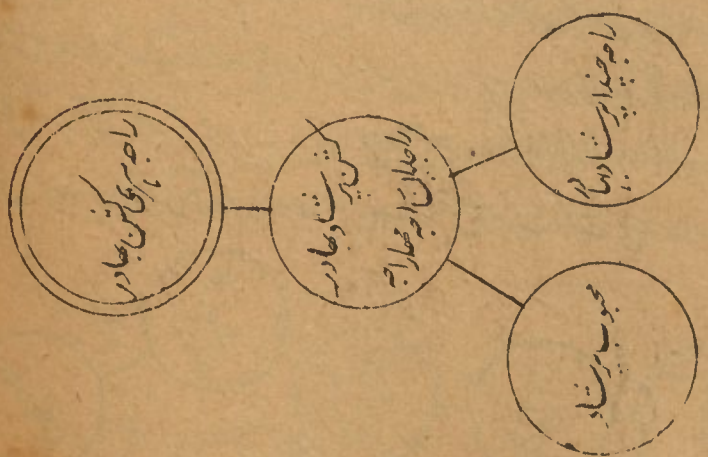

جسارت الدولہ
جسارت جنگ
خواجہ شفیع الدینخان بہادر

۸۰

خاندان } آپکا اصلی نام خواجہ شفیع الدین ہے۔ آپکے مورث اعلیٰ محمد سعید الدینخان بخاری تھے۔ جنکو حضرت [illegible] سے صحابیت خود کمال اعزاز و افتخار کا تھا۔ لیکن [illegible] باقی مفصل کیفیت اس خاندان والا دودمان کی علم جنگ بہادر کے تذکرہ میں (جو آپکے برادر بھی ہیں) لکھدی گئی ہے۔ اسی لئے مکرر اعادہ کی ضرورت نہیں۔

آپکے جد مقبول عزت یار جنگ بہادر خدمت گرد مبارکباد مسمی اعراس سرفراز تھے۔ آپکے والد خواجہ کریم الدینخان بہادر [illegible] جاگیرات منصب آبائی کے خدمت دوم تعلقداری ضرفخاص کے بھی ممتاز تھے۔ اور جدیکہ اعلیحضرت مظلہ العالی کی منصب [illegible] کی ضرفخاص حاصل تھا سفر [illegible] کلکتہ سن ۱۳۱۰ فصلی میں اکثر خلعہائے خاصہ سے سرفراز ہوئے اور امیر تو قرب [illegible] تھے۔ سنہ ۱۳۱۱ فصلی میں آپنے انتقال فرمایا۔ آپکے کوئی فرزند نہ تھا۔ خواجہ شفیع الدینخان بہادر ہیں۔ (جنکا تذکرہ ہوا)

خطابات } سن ۱۳۱۱ فصلی تعزیت بار سانگرہ مبارک آپنے خطاب خانی و بہادری و جسارت جنگ جسارت الدولہ منصب ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائی۔

تعلیم و خدمت } آپکی تعلیم و تربیت بوجہ احسن ہوئی ہے۔ عربی۔ فارسی۔ خطاطی۔ انشاپردازی۔ سپاہیانہ کسبانہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ خوش خلقی۔ خوش اعتقادی میں یکتا ہیں۔ علم تصوف کے شایق صاحب ذوق و شوق سا سوا جاگیرات و منصب آبائی کے خدمت دوم تعلقداری ضرفخاص سرکار عالی بھی ممتاز ہیں۔

اولاد } آپکو دو صاحبزادے ہیں۔ خواجہ کریم الدینخان۔ خواجہ وجیہ الدینخان۔ جو زیر تعلیم ہیں۔

گلستان

جان نثار یار جنگ
عوض بن اللیل جان نثار خان بہادر

آپ کا اصلی نام عوض بن اللیل ہے۔ آپ بمضافات عرب کے رہنے والے ہین۔ آپ کی ابتدائی ملازمت ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۱ھ ہے۔ غرہ شعبان سنہ ۱۲۸۹ھ سے جمعیت میرم کے کپتن کمانڈنگ ہین۔ جواب جمعیت نظام محبوب کہلاتی ہے۔ جس مین زیادہ تر عروب و روہلہ ملازم ہین یہ ایک باقاعدہ باعرب وشان جمعیت ہے۔ جس کی چھاونی حیدرآباد دکن کے جنوب رویہ کیتو گیری واقع چندراین گڈہ مین ہے۔ اس وقت آپ کی عمر اسی سال سے اونچی ہے۔ مگر مستعدی و چالاکی مثل جوانون کے ہے۔ اور اس ریاست کے قدیم ملازم ہین۔ ساٹھ سال سے اونچی آپ کی سروس ہے نو سو چیاسی روپیہ تنخواہ چودہ روپیہ الونس جملہ ایک ہزار روپیہ ماہانہ پاتے ہین ہمیشہ حضرت اقدس و اعلےٰ مظلہ العالی کی پیشگاہ مین آپ کو باریابی کا فخر حاصل رہتا ہے۔ سنہ ۱۳۰۲ھ مین بتقریب سالگرہ مبارک خطاب جان نثار خان بہادر عطا ہوا۔ اور سنہ ۱۳۱۱ھ مین (جشن سالگرہ مبارک) جان نثار یار جنگ منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔

آپ انتہا درجہ کے جفاکش مستعد۔ چالاک۔ بہادر۔ دلیر ہین۔ اور اپنے مفوضہ خدمت کے ادا کرنے مین ہوشیار اور لایق۔ آپ کو ( ) صاحبزادے ہین۔

خواجہ سعد اللہ خان بہادر رفیع الدولہ وحیدر الملک

خاندان و خطاب آپ کا نام نامی خواجہ سعد اللہ خان تہا۔ ۱۲۳۶ھ مین تولد ہے۔ خواجہ عبد اللہ خان آصفجاہی آپ کے جد اعلے تھے۔ اور فرید و نجا بہادر (صاحبزادہ حضرت غفرانمآب) کے آپ نواسے ہین۔ باقی حالات خاندانی آپکے خلف اصغر نواب مظفر جنگ بہادر کے تذکرہ مین لکھے جائینگے۔ حضرت غفران منزل کے عہد حکمرانی مین آپکو فرید دون جنگ خطاب عطا ہوا تھا۔ اور ۵ شعبان سن ۱۲۷۴ھ مین (بعہد نواب افضل الدولہ بہادر حضرت مغفرت مکان) خطاب رفیع الدولہ سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی کتخدائی میر شیر الدین علیخان صمصام الملک اولے کے صاحبزادی سے ہوی تھی اور آپ حضرت مغفرت مکان کی مصاحبت خاص اور رفیق عہد صاحبزادگی تھے۔ جس قدر توازشات شاہانہ اور الطاف کریمانہ حضرت مغفرت مآب کے آپ پر مبذول تھے وہ دوسرے کسی امیر پر کم ہون گے۔ سن ۱۳۰۰ھ مین آپ کو (بعہد ہمایون اعلحضرت خلد اللہ ملکہ) حیدر الملک خطاب اور منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ اور آخر عمر مین آپ کو اعلحضرت خلد اللہ ملکہ نے شاہزادہ میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر کی آتالیقی کیلئے انتخاب فرمایا۔ چنانچہ ایک عرصہ تک حاضر خدمت شاہزادہ والا تبار ہوتے رہے۔ آخر بہ شکوہ جس بول (بمقام سرونگر) سن ۱۳۱۶ھ مین راہی دار الخلان ہوئے۔ اور اپنے خاندان

مقبرہ واقع نام پلی متصل گنبد حضرت یوسف صاحب و شریف صاحب قدس سرہما مین دفن کیے گئے

خصائل حمیدہ } آپ عربی اور فارسی مین پوری دستگاہ رکھتے تھے خطابی مین آپ کا ہمسر حیدرآباد دکن مین کوئی نہ تھا۔ جملہ قسم کے خط مین آپ کو ید طولےٰ تھا۔ علم تصوف مین غرق تھے۔ حضرت سردار بیگ صاحب قدس سرہ العزیز سے بیعت تھی ہمیشہ ذکر و شغل رہتے تھے۔ امورات سلطنت ملکی۔ مالی و انتظامی مین اچھا ملکہ تھا۔ مدبر متحمل وضع قدیمانہ۔ روش امیرانہ کے پابند تھے۔

اولاد } آپ کو دو صاحبزادے خلف اکبر نواب حیدر جنگ حیدر الدولہ بہادر خلف صغر نواب مظفر جنگ بہادران دونون صاحبون کے تذکرے موقع پر لکھے جائینگے۔

خاندان خطاب آپ کا اسم گرامی خواجہ انوار اللہ خان تھا۔ آپ نواب نصیر الدولہ حیدر الملک بہادر کے خلف اکبر تھے۔ سن ۱۲۶۳ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد بزرگوار کے زیر نگرانی تعلیم و تربیت اچھی پائی۔ آپ کی شادی نواب بہادر (برادر خورد نواب افضل الدولہ بہادر حضرت مغفرت مکان) کی اکلوتی صاحبزادی راحت النسا بیگم صاحبہ سے ہوئی تھی۔ خطاب خانی و بہادری حیدر جنگ بہ عطائے حضرت مغفرت مکان عطا ہوا تھا۔ اور سن ۱۳۰۸ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ خطاب حیدر الدولہ اور منصب سہ ہزاری دو دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز پائی تھی۔ آخر اٹھاون سال کی عمر میں بمرض سرطان (حیدرآباد واقع مغل پورہ) سن ۱۳۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔ اور اپنے خاندانی مقبرہ واقع نام پلی میں مدفون ہوئے۔

فضائل آپ خلیق متبسم منکسر المزاج تھے بزرگان دین سے کمال درجہ اعتقاد تھا۔ اور تمام لوازمات امرائی سے ممتاز تھے۔ کبھی کبھی اشعار بھی کہتے تھے جاہ تخلص رہتا۔

اولاد آپ کو پانچ صاحبزادے۔ خلف اکبر میر سردار علیخان۔ خلف دوم میر محمد علیخان منصرم سوم تعلقدار ضلع رائچور بنسل تارا صاحب جاگیردار۔ خلف سوم میر امیر اللہ خان بنسل سید علامی صاحب جمعدار قدیم (جو نظم جمعیت میں پچیس سوار۔ پالکی اور ایک شتر نجیر فیل سے

(بقیہ حاشیہ) خلف چہارم میر جہانگیر علیخان جہانگیر جنگ بہادر مقبہ نواب روشن الدولہ مغفور۔ خلف پنجم میر وارث علیخان۔ یہ چاروں صاحبزادے مثل اپنے باپ دادا کے لائق اور ہوشیار ہیں۔ اور علمی لیاقت بھی اچھی ہے۔ خلف اکبر میر سرور علیخان کو ایک صاحبزادہ میر غالب علیخان ہے۔ اور خلف دوم کو دو صاحبزادے ہیں۔ خلف چہارم کو ایک صاحبزادہ میر قدرت علیخان ہے۔ خلف پنجم نے عالم جوانی میں انتقال فرمایا۔

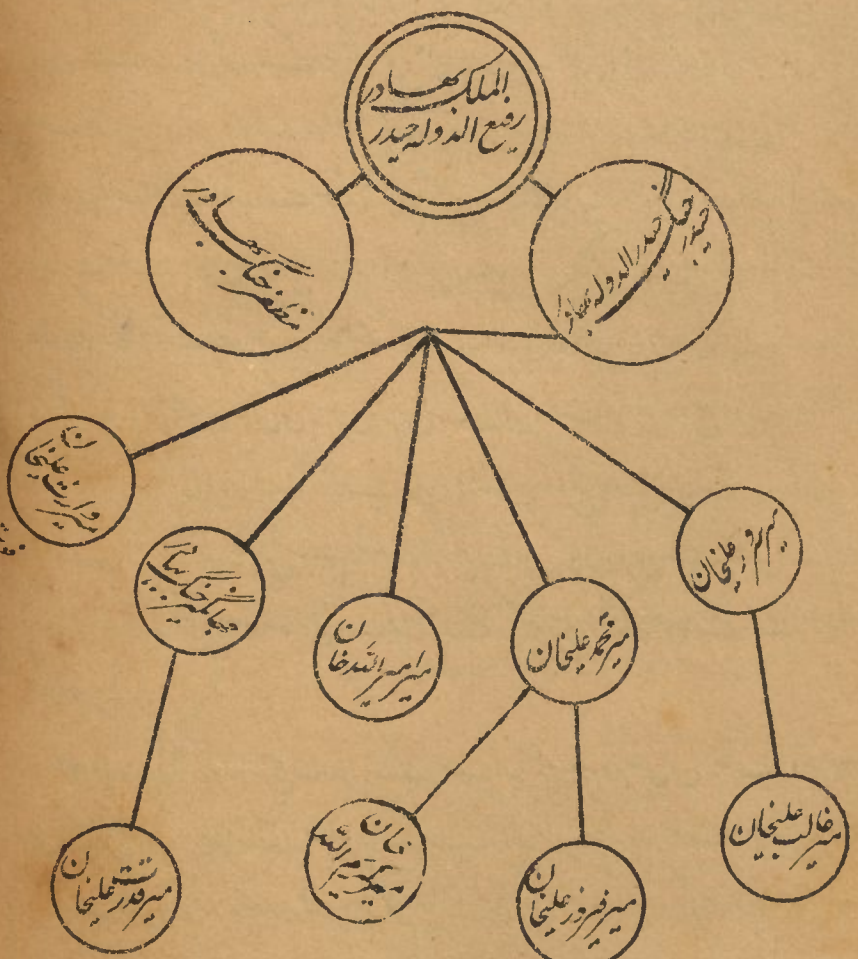

میر آفتاب علیخان بہادر حسن یار جنگ

۸۳

خاندان خطاب

آپ کا اصلی نام میر آفتاب علی ہے۔ آپ میر تراب علیخان بہادر تراب جنگ کے حقیقی منجھلے بھائی ہین۔ ۱۲۹۰ھ سن ولادت ہے۔ اور خاندانی سلسلہ [illegible] سکن الدولہ مرحوم برادر شرف الامرا کو پہونچتا ہے۔ جیساکہ نواب تراب جنگ بہادر کے [illegible] مین لکھا گیا۔ آپ کو ایک سو ترپن ۱۵۳ روپیہ منصب اور جاگیرات خاندانی مین حصہ ہے۔

[illegible] فارسی اور انگریزی کی تعلیم مدرسۂ اعزہ و مدرسۂ عالیہ مین پائی ہے۔ کچھ دنون بمبئی [illegible] رکر علم حاصل کیا ہے۔ بہرحال علوم متذکرہ مین پوری دستگاہ ہے۔ سن ۱۳۰۸ھ مین [illegible] سالگرہ مبارک (اعلیحضرت خلداللہ ملکہ) خطاب خانی بہادری حسن یار جنگ منصب [illegible] ری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔

اولاد و شمائل

ایک صاحبزادہ میر مہدی حسین کمسن موجود ہے۔ جنکا تولد ۲۵ ذی قعدہ سن ۱۳۰۵ھ مین ہوا مہذب۔ صاحب خلق و مروت۔ وجیہہ جوان ہین۔

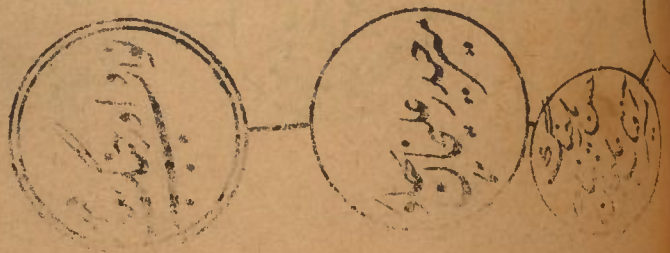

حیدر یار جنگ
سید اکبر علی خان بہادر

۸۴

آپ کا اصلی نام سید اکبر علی ہے۔ اور نواب ایلچی جنگ بہادر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپکے خاندان کا سلسلہ نواب رکن الدولہ برادر شرف الامرا کو پہونچتا ہے تفصیلی حالات نواب تراب جنگ کے تذکرہ میں لکھدیئے گئے ہیں۔ آپکے اباو اجداد مذہب امامیہ رکھتے تھے۔ اور آپکے دو بھائی بھی اس وقت اسی مذہب پر قایم ہیں۔ مگر آپ حضرت آغا داؤد صاحب قبلہ (جو حیدرآباد دکن کے مشاہیر متاخرین سے ہیں) کے ہاتھ پر بیعت کرکے مذہب آبائی کو رخصت اور مذہب سنت جماعت اختیار کیا ہے۔ اور مکان بھی اپنے پیر و مرشد کی قیام (درگاہ حضرت محمد حسن صاحب قدس سرہ العزیز) کے قریب بنالیا ہے۔ اور وہیں رہتے ہیں۔ آپنے سن ۱۳۰۸ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب حیدر یار جنگ منصب دو ہزاری۔ یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی ہے۔ صاحب اخلاق و مروت ہیں۔ علمی لیاقت بھی اچھی ہے۔

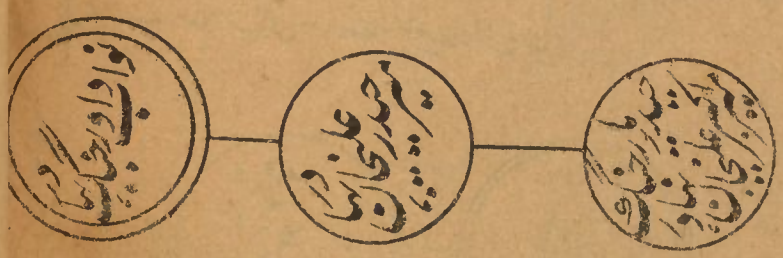

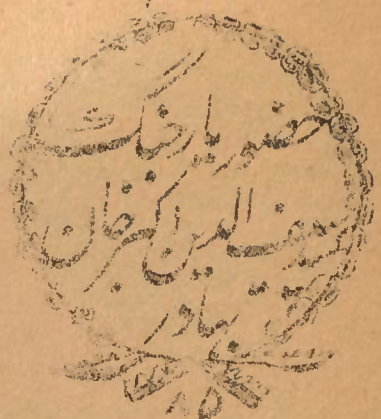

آپ کا اصلی نام سید سیف الدین اکبر ہے۔ نواب اکبر الملک بہادر کوتوال صاحب بلدہ حیدر آباد دکن کے خلف اکبر ہیں۔ تفصیلی حالات تو نواب اکبر الملک بہادر کے تذکرہ میں لکھدئے گئے ہیں۔ اب بیان ضرورت باقی نہ رہی۔

آپ نوجوان۔ ہوشیار۔ لایق ہیں۔ گو فارسی اور انگریزی میں اچھی مہارت حاصل ہے مگر تاہم بھی آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو مزید تعلیم پانے کے غرض سے (بہ اجازت سرکاری) انگلنڈ روانہ فرمایا ہے۔ جہاں آجکل وہ تعلیم پا رہے ہیں۔

آپ نے بتقریب جشن سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۱۶ھ میں خطاب عالی و بہادری حضور یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی ہے۔

حامد جنگ
مرزا حامد علی بیگ خان
بہادر

۸۶

آپ کا اصلی نام مرزا حامد علی بیگ ہے۔ آپ نواب افسر الدولہ بہادر کے خلف سوئم ہین۔ انگریزی۔ فارسی کی تعلیم جاری ہے۔ سن ۱۳۱۱ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری منصب یک ہزاری عطا ہوا۔ اور بتقریب سالگرہ ہمایون بابتہ سنہ ۱۳۱۶ھ خطاب حامد جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم کی سرفرازی پائی۔ ہونہار۔ لایق۔ اور ہوشیار ہین۔ باقی تفصیلی خاندانی حالات تو آپکے والد بزرگوار نواب افسر الدولہ بہادر کے تذکرہ نمبر (۹) مین لکھدئے گئے ہین۔ اب یہان مکرر تحریر کی ضرورت نہین ہے آجکل لنڈن مین تعلیم پا رہے ہین۔

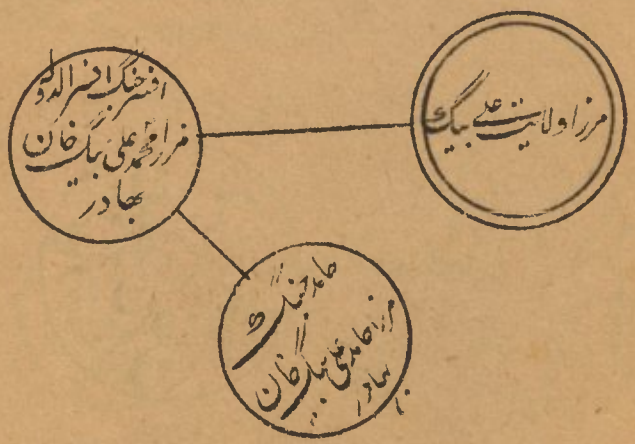

خاندان آپ کا اصلی نام میر قدرت علی ہے۔ آپ خاندان آصفیہ کے اعلیٰ امیر اور نواب شیر الدین علیخان بہادر صمصام الملک اولے ابن نواب سکندر جاہ بہادر حضرت مغفرت منزل کے خلف اصغر ہین نواب صاحب مغفر کے صاحبزادون مین آپ کا نمبر ستر ہوان ہے۔ آپ کی کم سنی کے زمانہ مین ہی آپ کے سر پر سے والد بزرگوار کا سایا اوٹھگیا۔ آپ نے مدت مدید تک بتقریب یکصد روپیہ الونس مدرسۂ عالیہ مین تعلیم پائی۔ فارسی وغیرہ مین حسب ضرورت مہارت حاصل ہے۔ آپ کو حضرت آغا داؤد صاحب قبلہ (جو مشاہیر شیراز مین بلدہ اور سجادہ نشین حضرت محمد حسن صاحب قدس سرہ العزیز ہین) سے بیعت ہے۔ خوش اعتقادی مین آپ ضرب المثل ہین۔ خلیق و مروت و تواضع مین یکتائے برادری۔

خطاب سن ۱۳۰۸ھ مین بتقریب دربار سالگرہ مبارک آپ کو خطاب خانی و بہادری حسام یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم کی سرفرازی ہوئی۔

اولاد آپ کو دو کم سن صاحبزادے ہین۔

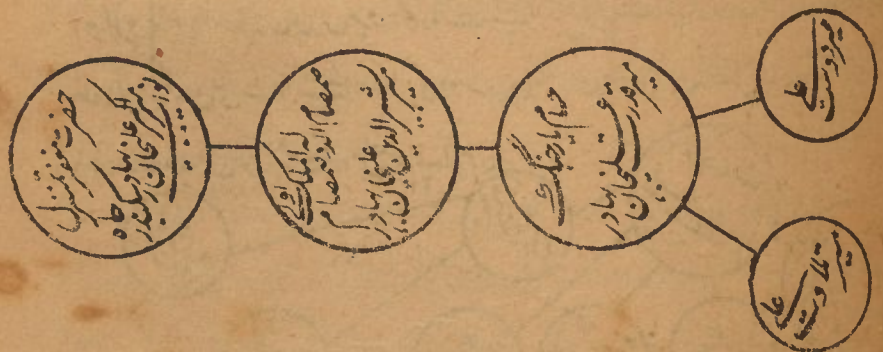

میر حشمت علیخان بہادر

۸۸

خاندان و خطاب آپ کا نام نامی میر حشمت علی تہا۔ آپ خاندان آصفیہ سے میر حبیب علیخان بہادر معزز جنگ (خلف پنجمی نواب صمصام الملک اولے) کے فرزند دلبند تھے۔ ابتداءً آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ساتہہ تعلیم پانیکا اعزاز اور ہمدرسی کا شرف حاصل تھا۔ اسکے بعد مدرسۂ عالیہ مین بتقرر کمسید روپیہ الونس تعلیم پائی۔ بتقریب حکمرانی اعلیحضرت مدظلہ العالی سن ۱۳۰۱ھ خطاب خانی و بہادری منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے ممتاز و مفتخر ہوئے۔ گو خطاب خانی کے ساتہہ دوہزاری منصب کا قاعدہ نہین مگر مکمل اعزاز خاندانی آپ کو خطاب خانی و بہادری کے ہی موقع پر منصب دوہزاری عطا ہوا۔ افسوس ہے کہ کشکوہ خزانی جگر عین شباب مین بعمر ۲۲ سالہ ذی قعدہ سن ۱۳۱۳ھ مین انتقال فرمایا۔ اور اپنے ضعیف العمر باپ کو داغ مفارقت دایمی دے گئے۔ چنانچہ نواب معزز جنگ بہادر نے اسی صدمۂ جانکاہ کے باعث اوسکے چوتھے سال ہی سن ۱۳۱۶ھ مین داعی اجل کو لبیک فرمایا۔ سخت افسوس تو یہ ہے کہ نواب صاحب معزز کے چار صاحبزادون مین ایک بہی باقی نہ رہا۔ جو یکے بعد دیگرے بغیر بہوپنچے عمر طبعی کے راہی عدم ہوے۔

اولاد اس ۲۲ سالہ سن ہی مین پروردگار پاک نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو دو صاحبزادے عطا کیا تہا۔ جسمین خلف اکبر میر نعمان علی نے تو آپ کے انتقال کی دوسری ہی سال سن ۱۳۱۴ھ مین انتقال کیا۔ اب دوسرے فرزند میر یعقوب علی (۹) سالہ موجود ہین جو مدرسۂ عزیزیہ مین تعلیم پاتے ہین۔

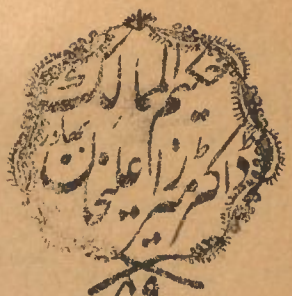

خاندان آپ کا اصلی نام میر علی معروف بہ میرزا علی مخلص بہ علی ہتا۔ آپسا دات کرام سے تھے چنانچہ سلسلہ جدی منتہی فرزند حضرت امام حسن مجتبی علیہ تحیۃ والثناء کو پہونچتا ہے۔ اور واسطہ جد حضرت امام حسین شہید علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپکے والد حاجی سید زین العابدین المتخلص بہ ہمدم شیرازی الاصل تھے۔ عنفوان شباب میں بعد از تحصیل علوم متداولہ و علوم رسمی ولایت ایران میں جناب میرزا ابو القاسم شہور بہ سکوت کی خدمت میں (جو بزرگ دوعہد میں شیرازہ مشائخ کبار و سرحلقۂ ارباب باطن و صفا تھے) کمال ظاہری و باطنی کے حاصل کرنیکی غرض سے ایک مدت دراز رہکر اعلیٰ درجہ کا تبحر حاصل کیا۔ انہین روزون مین اکثر شیراز۔ اصفہان طہران مشہد۔ خندعباس وغیرہ کی سیاحت بھی کی۔ بزرگ موصوف کا انتقال ہوگیا۔ یاران طریقت نے اپنا اپنا راستہ لیا۔ چنانچہ یہ بھی سن ۱۲۵۰ھ مین وہان سے چلے۔ اور بشہر [illegible] وہان سے بمبئی پہونچے۔ جہان یہ فروکش تھے وہان آقا ابو القاسم شیرازی (جنکو حیدرآباد دکن مین مہاراجہ چندو لال بہادر کے وقت دربار مین کمال رسوخ تہا۔ اور طالب الدولہ بہادر کو نوال شہر کے نائب بھی رہے) مستر لیسنی جنٹر کو (جو نظام حیدرآباد دکن کے لئے) لیجانیکی غرض سے ٹہرے ہوئے تھے۔ اتفاقاً ان سے بھی ملاقات ہوگئی تو قسمت دلائی ان کو حیدرآباد دکن چلنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ یہ اون کے ہمراہ حیدرآباد دکن آئے اور مہاراجہ بہادر کے دربار شبینہ (جسمین تکلف و یار کے شعرا جمع ہوا کرتا تھا) مین شامل ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک نہایت فارغ البالی کے ساتھ بسر ہوئی۔ جب سن ۱۲۶۱ھ مین مہاراجہ بہادر کا انتقال ہوا تو یہ مہاراجہ بہادر کے فرزند راجہ رامکشن بہادر کی صحبت مین حاضر رہنے لگے۔ اسکے بعد شمس الامرا بہادر اور سراج الملک بہادر کی پیشگاہ مین رہنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اور آخر مین نواب مختار الملک اولے کے دربار مین باریابی رہی چنانچہ ان کے دیوان کے مدحیہ قصائد سے اظہر ہے جب پیمانۂ عمر لبریز ہوا ذی قعدہ سن ۱۲۷۷ھ مین راہی فردوس ہوئے۔ ان کا دیوان فارسی متضمن بہ قصائد مدحیہ مطبوعہ مولف کی نظر سے گزرا ہے۔ کلام نہایت شستہ اور پاکیزہ ہے اون کے پانچ فرزند ہین۔ سید حسن صبا (جو رنگون مین تجارت کرتے ہین) جنکو ایک فرزند رشید یاشم ہے۔ اور ڈاکٹر مرزا علیخان

بہادر حکیم الممالک۔ یہ دونوں صاحب خلف حکیم علی کی بی بی سے ہیں۔ محمد ابراہیم صاحب (جن کا انتقال ہوگیا اور سید عباس یادگار مرحوم ہے) ڈاکٹر یوسف علی صاحب (جو قبل ازیں باقاعدہ فوج کے ڈاکٹر رہتے۔ اور کثیر الاولاد ہیں) میر اسحاق علیہ الرحمۃ (جو اس وقت صدر امین کوتوالی بلدہ ہیں) یہ تینوں صاحب سید آباد دکن کی دو بیبیوں کے بطن سے ہیں۔

خدمت خطاب — آپ (حکیم الممالک) اپنے والد کے ساتھ ہی حیدرآباد دکن آئے تھے۔ اور یہاں ڈاکٹری کی تعلیم پائی۔ ۱۲۸۷ھ میں سند حاصل کی۔ جو کامیابی ابتداءً دواخانہ کوتوالی بلدہ پر ماموریت سے حاصل ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ علاوہ بریں مدرسۂ طبابت میں طلبا کو تعلیم دینا اور اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی کے شفاخانہ جات کا (بغرض تفتیش دگرانی ادویات وغیرہ) دورہ کرنا آپ ہی کے تفویض اور فرایض میں داخل تھا۔ اسکے بعد آپ صدر شفاخانہ افضلگنج پر مقرر ہوئے۔ اور ایک مدت کے بعد نواب مختار الملک اولے کے صاحبزادوں کے ہمراہ لنڈن گئے جب وہاں سے سپاہی صاحبزادگان نواب صاحب مغفور معاودت کی تو کچھ روز بعد آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے اسٹاف سرجنی کا اعزاز حاصل ہوا۔ اور بتقریب جشن نورروز سنہ ۱۳۰۱ھ مین خطاب خانی بہادری و حکیم الممالک منصب یک ہزار پانصدی سے سرفرازی پائی۔ اسکے تھوڑے زمانہ بعد انتقال ہوگیا۔ آپکو دو فرزند ہیں ایک سید عباس صاحب (جو اسوقت مہتمم کروڑگیری سکندرآباد ہیں) اور دوسرے سید محمد صاحب پولیس مجسٹریٹ فوجداری بلدہ۔ انہین ایک فرزند ہے جو اپنے دادا کے نام میرزا علی سے موسوم ہے۔

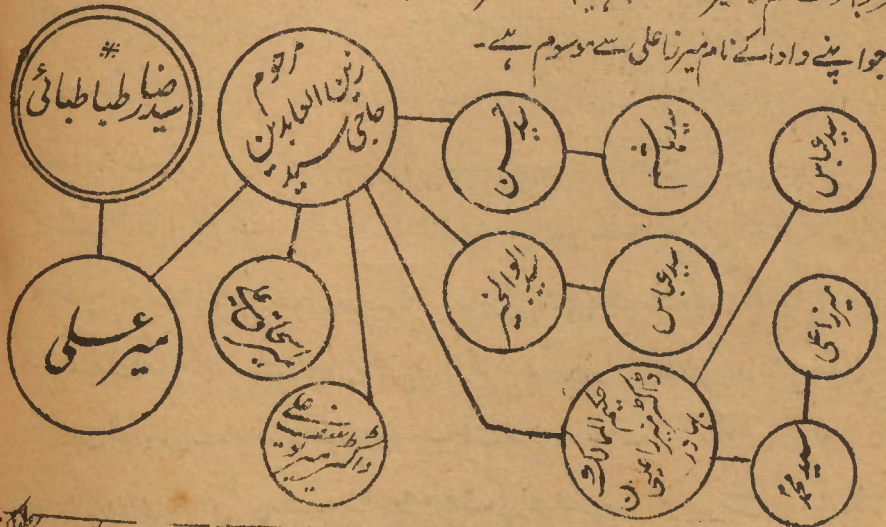

* لفظ طباطبائی کی رعایت سے یہ نسبت دی ہے ورنہ اولاد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ہے بہرحال اصل ایک ہی ہے۔ مولف

مرزا حیدر بیگ خان بہادر

۹۰

خاندان) آپ کا اصلی نام مرزا حیدر بیگ تھا۔ کوتوالی بیرون بلدہ کے (بعہد وزارت نواب سالار جنگ اعظم) صدر مہتمم تھے۔ آپ نہایت ہی تجربہ کار اور لائق عہدہ دار تھے۔ آپ کے کارنامے زبان زد خواص و عوام ہین۔ اپنی خدمت مفوضہ کو آپ نے نہایت راست بازی اور محنت و جفاکشی سے انجام دی تھی۔ ساڑے پانچسو روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔ چنانچہ اس حسن خدمت کے صلہ مین بتقریب جشن نوروز سنہ ۱۲۹۱ھ مین خطاب خانی و بہادری عطا ہوا۔ بسولہ سال سے زیادہ ہوتے ہین کہ آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کی یادگار اسوقت دو فرزند ہین۔ اول مرزا صدیق بیگ صاحب (جو لایق اور ہوشیار اپنے پدر بزرگوار کے قدم بقدم ہین۔ دوم مرزا محمود بیگ صاحب

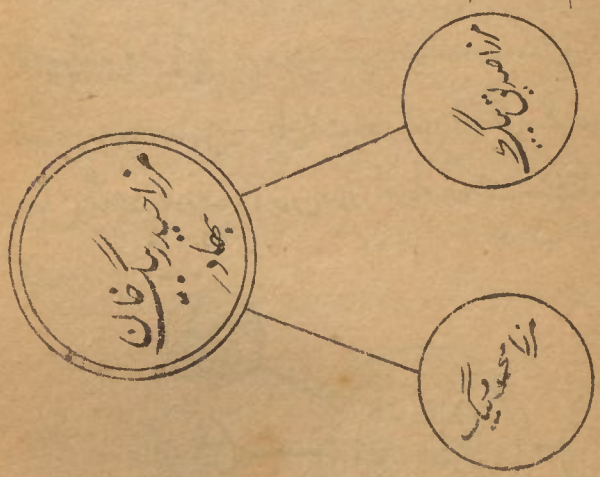

الحکیم الحکما محی الدولہ رسول یار خان بہادر

۹

خاندان آپ نبی یار خان مرحوم کے خلف الصدق اور احمد یار خان محی الدولہ حکیم الحکما رابع کے پوتے ہین۔ آپکے خاندانی حالات تفصیلی طور پر آپکے خلف الصدق عزت یار خان بہادر حکیم الحکما محی الدولہ حال کے تذکرہ مین لکھے جائینگے۔ آپ (کہتے ہین) اپنے عموی بزرگ محمد یار خان محی الدولہ (جنھون نے لاولد انتقال کیا) کے انتقال پر خدمت احتساب و صدارت بلدہ سے ممتاز و جاگیرات و اعزاز مورثی سے (بعہد حضرت مغفرت مکان) سرفراز ہوے۔ اور نہایت عمدگی و لیاقت سے کام کو انجام دیا۔ اور اپنے خدمت مفوضہ کو دیانت و امانت داری سے ادا فرمایا۔ سنہ ۱۳۰۵ھ مین (بعہد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری حکیم الحکما محی الدولہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوے آخر سنہ ۱۳ مین بمرض قولنج راہی ملک بقا ہوے۔ آپ بمتحد درجہ کے خلیق۔ متواضع۔ منکسر المزاج۔ لایق و ہونہار آپ کو تین صاحبزادے ہین۔ اول عزت یار خان بہادر حکیم الحکما محی الدولہ (سلمہ) دوم محبوب یار خان بہادر رسول یار جنگ۔ سوم حمید یار خان بہادر احمد یار جنگ۔ جنکے تذکرہ اپنے اپنے موقعون پر بیان ہوے اور ہون گے۔

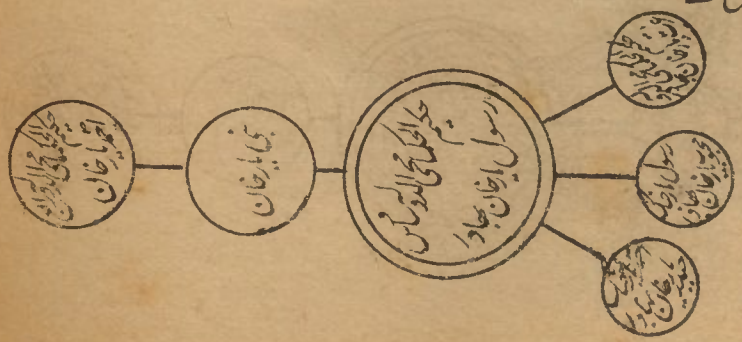

حکیم الحکما محی الدولہ
غوث یار خان بہادر
۹۲

خاندان آپ رسول یار خان حکیم الحکما محی الدولہ بہادر کے خلف اکبر اور نبی یار خان مرحوم کے پوتے ہین - ابتداءً آپ کے جد اعلےٰ حکیم جعفر یار خان محی الدولہ ثانی کے بھائی عبد الغفار المخاطب قادر یار خان حکیم الحکما محی الدولہ اول (جو عالم جید تھے) بعہد سلطنت امیر الممالک صلابت جنگ بہادر بندر بھوپت سے اورنگ آباد داخل ہوئے - اور شاہ محمود کے تکیہ مین قیام کیا - چند روز احمد محمد غوث خان بخشی بسایر کے توسط سے بڑا پیچ بجا کر حضرت غفران مآب (جو اوس وقت بڑا پٹ کے صوبیدار تھے) کی ملازمت حاصل کی - اور قضاوت لشکر کی خدمت سے سرفرازی پائی جب حضرت غفران مآب صلابت جنگ بہادر کے دیوان ہوئے تو آپ کو خطاب خانی و بہادری سے سرفراز کیا - من بعد حضرت غفران مآب نے اپنی عہد حکومت مین ۵ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۲ھ کو خدمت صدارت و احتساب بلدہ سے ممتاز کیا - آپ کے دو فرزند تھے - محمد علی خان المخاطب قادر یار خان - محمد حسین المخاطب قادر نواز خان جو آپ کے انتقال کے وقت یہ دونون فرزند نہایت ہی کمسن تھے - اسلئے حضرت مغفرت مآب نے مرحوم کی جگہ حکیم محمد جعفر کو احمد آباد سے طلب فرما کے خدمت صدارت و احتساب بلدہ اور تصنیف جاگیرات مرحمت فرمائے - اور بقیہ نصف جاگیرات مرحوم کے فرزندان پر بحال ہوئے - چنانچہ الے الان مرحوم کی اولاد مین جاری ہین - مگر خدمت و احتساب و صدارت حکیم محمد جعفر کے خاندان مین چلی آرہی ہے - چنانچہ ہمارے لایق صاحب تذکرہ اس معزز خدمت سے اس وقت سرفراز ہین - ۱۷ شوال سنہ ۱۱۸۲ھ مین حکیم محمد جعفر کو خطاب جعفر یار خان حکیم الحکما محی الدولہ ثانی منصب باصل و اضافہ ہفتصدی

پیشگاہ حضرت غفران مآب سے عطا ہوا۔ اور ہمیشہ پیشگاہ سلطانی مین باریاب رہتے تھے۔ حضرت مغفرت منزل کے عہد مین زیارت حرمین شریفین کو روانہ ہوئے وہان سے بعد دو سال کے مراجعت کی۔ چونکہ آپ فرشتہ خصال نفوس آب تھے اسلئے حسب حکم حضرت غفران مآب سکندر جاہ بہادر کے سالگرہ مبارک کے ہمایون گرہ آپ ہی کے ہاتھ سے عمل مین آتی تھی۔ چنانچہ وہ رسم ہمایون اب تک آپ ہی کے اولاد کے ہاتھون انجام پاتا ہے۔ آپ کو تین فرزند تھے۔ اول عزت یار خان حکیم الحکما معے الدولہ ثالث جو بعد انتقال آپ کے خدمت صدارت و اعتساب بلدہ سے سرفراز ہوئے۔ آپ جمیع علوم عقلی و نقلی۔ ریاضی۔ طب وغیرہ سے ماہر تھے۔ اور حضرت مغفرت منزل کی مصاحبت خاص کا شرف حاصل تھا۔ مرشدزادہ ہائے ملبذ اقبال و خلاف عصمت اختصاص کا معالجہ آپ ہی کے تفویض تھا۔ اور اس زمانہ کے ہمعصر حکمامین کوئی آپ کا مدمقابل علم حکمت مین نہ تھا۔ روز ازل سے آپکے مقسوم شہادت ہو چکی تھی۔ اسلئے ۱۲۴۰ھ مین گلزار حوض کے قریب چار افغانان مہدویہ نے آپ پر حملہ کر کے جدہر سے شہید کیا۔ آپکے بعد آپکے فرزند احمد یار خان خدمت صدارت و اعتساب بلدہ سے ممتاز ہوئے۔ خاص حضرت مغفرت منزل کے معالجہ (بالذات یا باتفاق دیگر حکما) آپ ہی کے ہاتھ پر ہوتا تھا اور مدام حاضر دربار فلک اقتدار رہتے تھے۔ چند روز بعد بوجہ انتقال مرشدزادی فیروز بیگم صاحبہ خدمات موروثی سے علیحدہ ہو کر (جسمین بعض مخالفین نے رنگ آمیزی کی تھی) خانہ نشین رہے۔ جب ناصر الدولہ بہادر مسند آرائی ریاست ہوئے تو ازراہ پروری آپ کو یاد فرمایا۔ اور سب سابق خدمت و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ آپکو چار فرزند تھے اول محمد یار خان حکیم الحکما معے الدولہ خامس دوم رحمان یار خان عرف رضا علی صاحب (مشایخ آصف نگر) سوم نبی یار خان (صاحب تذکرہ کے جد امجد) چہارم حبیب یار خان عرف حضرت حبیب علی شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی (آپکا تذکرہ طبقہ مشایخین مین مندرج ہے) چنانچہ بعد انتقال احمد یار خان محی الدولہ کے آپکے خلف اکبر محمد یار خان اعتساب بلدہ و خطاب حکیم الحکما محی الدولہ جاگیرات وغیرہ سے سرفراز ہوئے۔ آپ اتحاد درجہ کے صاف باطن رحم دل غمخوار بردبار شریف نواز۔ فیاض سیر چشم تھے۔ آپکے کوشش و سفارش سے ہزارہا آدمی نے پرورش پائی۔ امر فکر معاش سے خلاصی حاصل کی۔ بہرحال اس ریاست ابدمدت مین آپکا نام کمال احترام و تزک کے ساتھ تا ابد الآباد قایم رہے گا۔ چونکہ آپ لاولد تھے۔ اسلئے آپکے انتقال کے بعد آپکے بھائی نبی یار خان مرحوم کے صاحبزادے (بعہد افضل الدولہ بہادر) رسول یار خان خدمت صدارت العالیہ و اعتساب بلدہ سے سرفراز اور جاگیرات موروثی سے ممتاز ہوئے ۱۳۰۵ھ مین (بعہد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) خطاب حکیم الحکما معے الدولہ سادس منصب ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔ آپکے بھی مثل

اپنے سابقہ بزرگون کے عنایت نیکنامی کے ساتھ خدمت مفوضہ کو انجام دیا۔ آخر سنہ ۱۲۱۳ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکی یادگار اسوقت تین فرزند ہین اوّل عزت یارخان حکیم الحکما محی الدولہ (جنکا تذکرہ ہے) دوم محبوب یارخان جا دبرسول یارخان سوم محمد احمد یار جنگ چنانچہ اسوقت خلف اکبر خدمت صدارت اعلیٰ پر سرفراز و جاگیرات موروثی سے ممتاز ہین سنہ ۱۲۱۶ھ میں

خطاب } خطاب بہادری حکیم الحکما محی الدولہ منصب ہزاری و دو ہزار سوار و علم نقارہ سے سرفرازی پائی۔ فارسی عربی مین لائق رسیاق و سباق سے ماہر ہین۔ قانون آپ ہی اپنا مرتب کیا ہے۔ گو کہ قبل ازین آپکے فکر کا تعلق بزمانہ مشیر مزاجی معتمد امور عامہ معتمدی مذکور سے علیحدہ کر کے بالاستقلال بہ مہام سرکار عالی سے بحیثیت معتمدی امور مذہبی رکھا گیا تھا مگر اب پھر حسب سابق معتمدی امور عامہ مین ضم کر کے زعامت امور مذہبی کا دفتر آپکے تفویض ہے۔ گو آپ نوجوان ہین۔ مگر لیاقت و فراست مسلمہ ہے۔ اپنے خدمت مفوضہ کو بوجہ احسن انجام دیتے ہین۔ علاوہ بریں صاحب اخلاق ذی مروت ہین۔ آپکو صاحبزادے ہین۔

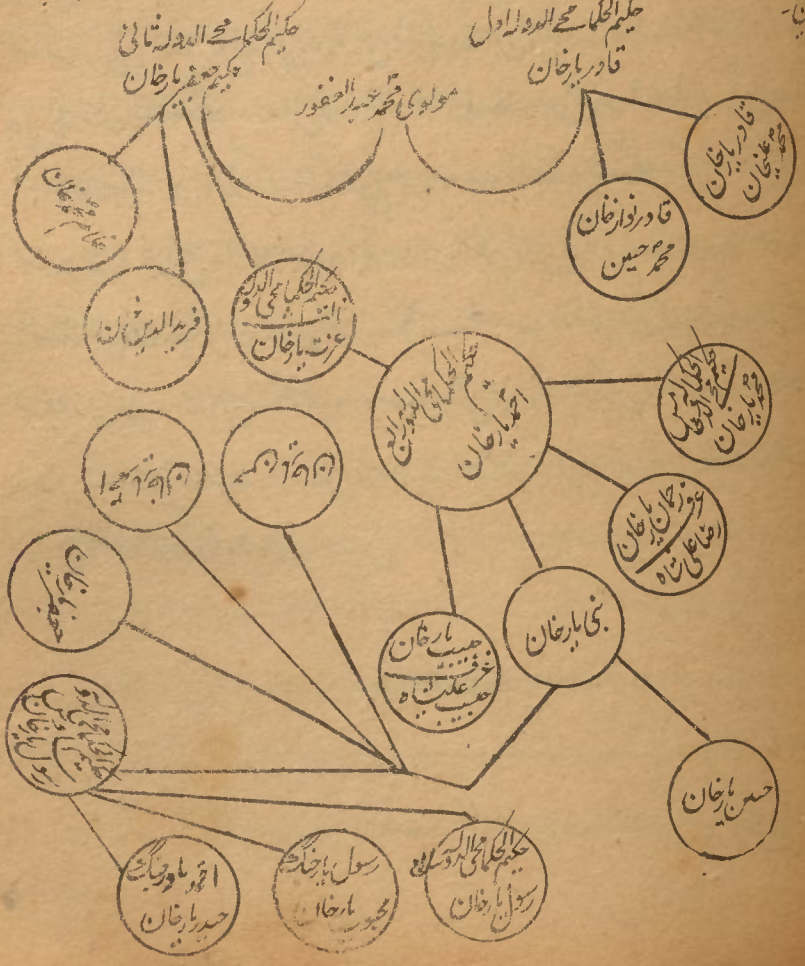

حضور نواز جنگ

مولوی شیخ مصلح الدین بہادر سعدی

ایٹ لا

۹۳

خاندان} آپ مولوی حافظ عبداللہ مرحوم رکن مجلس عدالت العالیہ کے خلف اکبر اور نواب اکبر الملک بہادر کوتوال صاحب بلدہ و بیرون کے داماد ہین ۱۲۹۶ھ مین پیدا ہوے۔ نظام کالج مین تعلیم پائی۔ ۱۳۱۶ھ مین یونیورسٹی کالج لندن اور ٹرینٹی ہال کیمبرج مین گریجویٹ ہوے۔ ۱۳۱۸ھ کو مڈل ٹمپل مین بیارسٹر بنائے گئے۔ دو سال تک بمبئی کے ہائیکورٹ مین بیارسٹری کی۔ وہان سے حیدرآباد دکن آئے اور ۱۳۱۱ھ مین ناظم کے ڈسٹرکٹ جج مقرر ہوے۔ ۱۳۱۲ھ مین ورنگل کے اسسٹنٹ جوڈیشل کمشنر پھر ۱۰ شوال ۱۳۱۲ھ کو بمشاہرۂ آٹھ سو روپیہ ناظم دیوانی بلدہ کی خدمت پر مامور ہوے۔ ۱۳۱۶ھ مین خطاب خانی و بہادری حضور نواز جنگ بمنصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ شعبان ۱۳۲۰ھ کو پندرہ سو روپیہ کی تنخواہ سے رکن عدالت العالیہ کے معزز عہدہ سے ممتاز ہوے۔ جو تا حال اوس خدمت آخر الذکر پر مامور ہین۔ نہایت لایق ہوشیار جوان۔ مستعد۔ جفاکش عہدہ دار ہین۔

سید صدیق حسین نواز جنگ سید صدیق حسین خان بہادر

۹۴

خاندان آپ کا اصلی نام سید صدیق حسین ہے۔ آپ سید مجب علیخان امام نواز جنگ نجم الدولہ مرحوم مغفور میاں آپ کے خلف ارشد اور سید اسد علیخان مغفور کے پوتے ہین۔ آپکے جد اعلے سید النقلین علیخان مرحوم سادات جعفری سے تھے ابتداً مدینہ منورہ سے نارنول آئے۔ وہان سے دہلی وارد ہوئے اور خطاب خانی و بہادری* سے ممتاز ہوکر بعہد بخشیگری کی خدمت سے سرفرازی پائی۔ اون کے فرزند سید المجب علی بھی دربار دہلی مین معزز و ممتاز رہے۔ اور آپ کے خلیفہ سید کریم الدین خان معہ اپنے فرزند سید اسد علیخان کے دہلی سے سعی الطلب غلام حیدر خان نجم الملک بہادر (رئیس دہلی مین اعلے پایہ کے امیر تھے۔ جنکو حضرت آصف جاہ بہادر نے حیدرآباد دکن تشریف لاتے وقت ہمراہ لاکر خطاب جنگی و دوانی ملکی سے سرفراز اور ۵۲ لاکھ کی معاش سے ممتاز فرمایا) کے حیدرآباد دکن وارد ہوئے۔ اور بھان سید اسد علی خان کی تمامی نجم الملک بہادر کی پوتی (دختر سیف الدولہ) کے ساتھ انجام پائی۔ جب سنہ ۱۲۶۸ھ مین اسد علی خان نے رحلت کی تو انکو سات فرزند تھے ازان میان خلف اکبر سید مجب علی خان (جن کا تولد سنہ ۱۲۲۰ھ مین ہوا تھا) نے خطاب خانی و بہادری امام نواز جنگ سے سرفرازی پائی۔ بعد ازان سنہ ۱۲۶۹ھ مین نجم الدولہ کا خطاب عطا ہوا۔ اور شش ہزاری منصب۔ نوبت۔ گہڑیال علمای بھی مرحمت ہوئی۔ اور بعہد وزارت مہاراجہ چندو لعل بہادر (دوانی کے عمل مین) تقریباً بیس لاکھ کے تعلقات تفویض ہوئے۔ کمال آن و بان کے ساتھ عمر گذاری۔ نہایت ناموری اور شہرت حاصل کی۔ عہد حضرت مغفرت مکان مین تعلقات لے لئے گئے۔ آپ خانہ نشین ہوگئے۔ آخر سنہ ۱۲۷۸ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کو دو صاحبزادے تھے۔

---

* دہلی مین خطاب وغیرہ شاذ اور خانی بہادری منتخب الامرا کو ہوئی تھی ۱۲۔ مولف

اول سید صدیق حسین (صاحب تذکرہ) ۱۲۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آبائی منصب و اعزاز موروثی جاگیرات وغیرہ سے سرفراز ہیں۔ اور اقتدارات دیوانی و فوجداری جاگیرات میں حاصل۔ ۱۲۹۷ھ میں (بعہد ناصر الدولہ بہادر) خطاب دلیری سے نوازے گئے۔ حضرت

جگل حضرت اقدس و اعلیٰ کے روضہ مقدسہ پر آپ بجا سجادہ نشین ہیں۔ کوہ شریف کے عرس میں اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ دو چار مرتبہ آپکے باغ میں رونق افروز ہو کر آپ کی عزت افزائی فرمائی ہے۔ مختلف اوقات متعدد اشیاء بھی مرحمت ہوئے ہیں۔ آپکے لئے آئندہ مبارک فالی کا پتہ دے رہے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ آپکے اعزاز و مناصب میں ترقی ہو جائے اور کسی معزز و لائق خدمت سے سرفرازی پائیں۔

آپ نہایت لائق۔ ہوشیار۔ تجربہ کار۔ مدبر۔ فریس۔ صاحب اخلاق۔ خیر۔ فیاض۔ پیشرو ہیں۔

آپکو دو صاحبزادے ہیں۔ اول سید اسد علیخان (تولد ۱۲۹۷ھ) دوم سید قربان حسین صاحب (تولد ۱۳۰۲ھ) یہ ہر دو ہونہار صاحبزادے بھی تعلیم یافتہ۔ لائق ہوشیار ہیں۔ خلف اکبر کو دو صاحبزادے ہیں۔

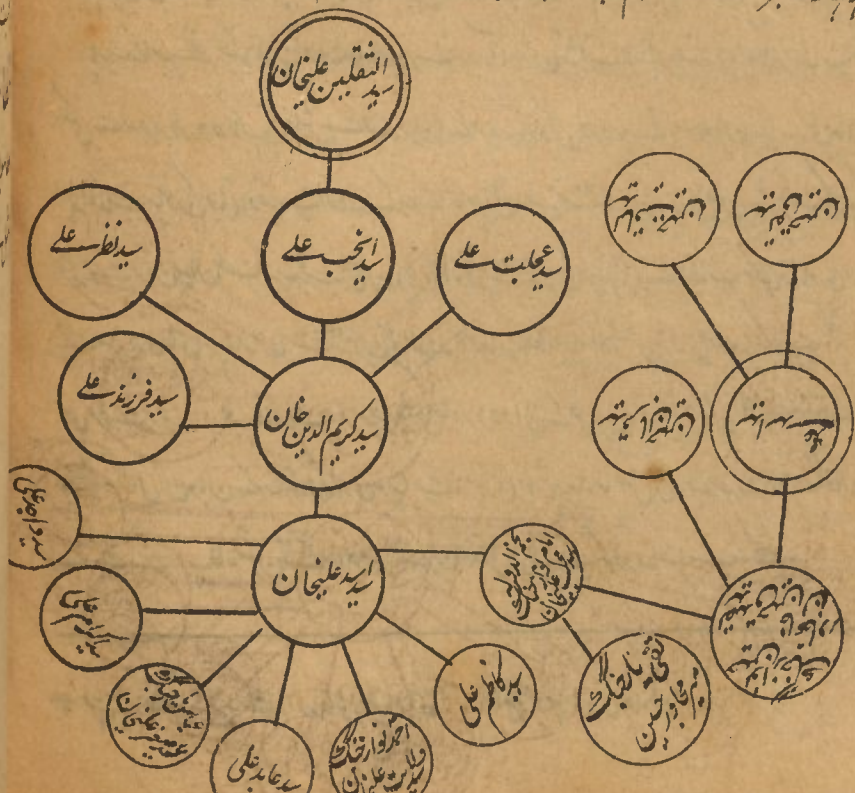

محمد حامد الدین حسین خان بہادر

۹۵

خاندان } آپ نواب مغز یار جنگ مغز یار الدولہ بہادر کے خلف اکبر اور فیروز یار جنگ مرحوم کے بھتیجے ہین۔ باقی خاندانی حالات آپکے بزرگوار کے تذکرہ مین بیان ہون گے آپ فارسی۔ عربی مین لایق۔ سیاق و سباق سے واقف۔ اعزاز و مناصب سے سرفراز ہین اور اپنے بزرگون کے طرز و روش کے پابند۔ اخلاق و مروت مین بے مثل اتحاد و محبت مین یکتا ہین۔

خطاب } سنہ ۱۳۱۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک، آپ کو خطاب خانی و بہادری مرحمت فرمایا گیا عطا ہوا ہے۔ امید ہے کہ آیندہ بلحاظ لیاقت و اعزاز جنگی۔ و دولائی سے کے خطاب سے بھی (مثل اپنے پدر بزرگوار کے) سرفرازی پائین گے۔ اور شرف خاندان کہلائین گے۔

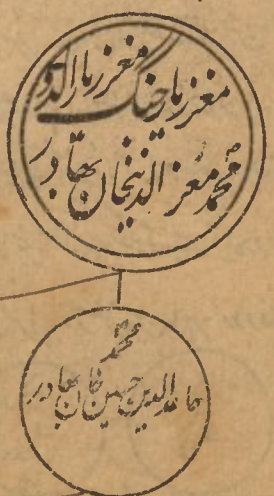

حیدر نواز جنگ
سید علی خان بہادر

۹۶

خاندان آپکا اصلی نام سید علی تھا۔ آپکے والد حکیم میر جعفر علی خان بہادر بعہد حضرت مغفرت مکان منصفات ہندوستان سے وارد حیدرآباد دکن ہوئے تھے۔ اور محی الدولہ حکیم الحکما کی توجہ او کوشش سے اور اپنی ذاتی لیاقت و جوہر شرافت کے باعث ترقی پائی۔ اور اعزاز و مناصب و جاگیرات حاصل کئے۔ اور کمال عزت و آبرو سے بسر فرمائی۔

آپ (سید علی مرحوم) اردو فارسی مین لایق۔ سیاق و سباق مین ماہر تھے۔ ڈاکٹری مین اعلے درجہ کی سند حاصل تھی۔ تجربہ بھی بڑھا ہوا تھا۔ حکمت یونانی بھی خوب جانتے تھے۔ اور نواب مختار الملک اعظم کے اسٹاف سرجن اور رفیق سفر و حضر تھے چنانچہ ہر سفر یورپ وغیرہ مین نواب صاحب موصوف کے ہمراہ رہتے تھے۔ نواب صاحب ممدوح کے توجہات سے خدمات اعلے پر ممتاز ہوئے۔ چنانچہ ایک مدت تک بمشاہرہ ایک ہزار روپیہ صدر مہتمم صفائی بلدہ رہے۔ اور اپنے مفوضہ خدمت مین بہین انجام دیا۔ سنہ ۱۲۹۱ مین خطاب خانی و بہادری سے سرفرازی پائی اور سنہ ۱۳۰۵ھ حسن بالگرہ مبارک مین خطاب حیدر نواز جنگ و منصب دو ہزاری دو یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ آخر نمبر ۹ سالہ ۱۳ شوال سنہ ۱۳۱۵ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ لایق مدبر۔ خوش اخلاق۔ ذی مروت تھے۔ ایک کتاب موسوم بہ اصول طبابت آپ کی مصنفہ مطبوعہ موجود ہے جس سے آپکی لیاقت اور علم طب کا تجربہ معلوم ہو سکتا ہے۔ آپکے دو صاحبزادے ہین۔ اول سید حسین علی صاحب جو انگریزی مین میٹرک پاس عربی اور منطق مین ماہر۔ اردو و فارسی مین لایق۔ وجیہ متین اور جامہ زیب ہین

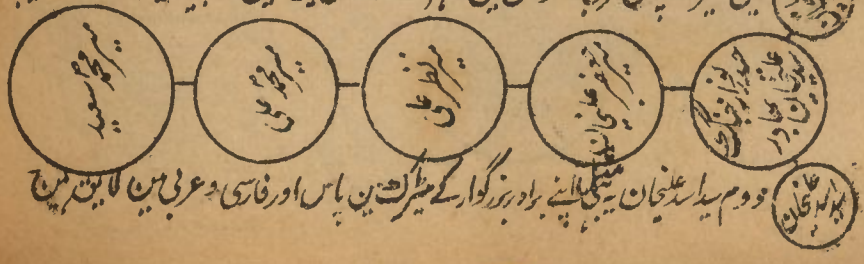

دوم سید اسد علی خان یہ بھی اپنے برادر بزرگوار کے میٹرک پاس اور فارسی و عربی مین لایق ہین

خواجہ حفیظ اللہ خان بہادر

۹۷

خاندان آنجناب خواجہ احمد اللہ خان مرحوم کے خلف الصدق اور خواجہ اسد اللہ خان مغفور کے پوتے ہیں نواب سید محمد اکرم اللہ خان بہادر اور تیمور جنگ بہادر (جنکے تذکرات نمبر ۳۲ و نمبر ۶۱ میں تحریر ہوئے ہیں) آپکے بھتیجے ہوتے ہیں۔ آپکے حقیقی خواجہ محمد عطاء اللہ مغفور ہیں۔ جنکے بجلہ نو فرزندوں سے فرزند ششمی خواجہ ہدایت اللہ خان مرحوم تھے۔ جو کلیں بیگم صاحبہ عرف شکر جنگ مرحوم سے مزوج تھے۔ والدہ موصوفہ بطن خواجہ اسد اللہ خان مرحوم سے پیدا ہوئے۔ انکو دو صاحبزادے تھے۔ ایک خواجہ احمد اللہ خان اور دوسرے خواجہ اکرم اللہ خان (صفحہ سید محمد اکرم اللہ خان بہادر تیمور جنگ بہادر کے جد مجد ہیں) چنانچہ خلف اول کی شادی سکندر یار جنگ مغفور کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے بطن سے صرف ایک صاحبزادی پیدا ہوئی۔ اور دوسرے محل سے ہمارے معزز صاحب تذکرہ خواجہ حفیظ اللہ خان بہادر تولد ہوئے۔ آپ (صاحب تذکرہ) فارسی عربی میں لائق اور ہوشیار۔ اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز۔ متروکہ موروثی سے متمتع ہیں۔ آپکی شادی نظام جنگ مرحوم کی صاحبزادی سے عمل میں آئی جنکے بطن سے چند صاحبزادیاں ہیں۔ اور دوسرے محل سے ایک صاحبزادہ غوث اللہ خان نام موجود ہیں اس وقت آپکا سن ساٹھ سال سے اونچا ہوگا۔ اتحاد و مروت میں فرد فرید۔ اخلاق و مروت میں بمثل بے تجربہ کار جماندہ۔

فیاض ہے تقلل مزاج سلیم الطبع ہیں

* مولف تزک محبوبیہ کے نانا شمس الدین خان مرحوم انہیں سکندر یار جنگ مغفور کے خواہر زادے تھے۔ ۱۲ مولف

میر حسن الدین خان بہادر

خاندان آپ میر برہان الدین مرحوم کے پوتے ہین جو معلے جاہ مغفور کے خلف الصدق اور اقربائے سرکار عالی سے ہین۔ آپکے جد اعلے غازی الدین خان فیروز جنگ وزیر الممالک امیر الامرا (خلف اکبر حضرت مغفرت مآب آصف جاہ بہادر) تھے آپ کو محمد قمر الدین خان اعتماد الدولہ وزیر الممالک کے صاحبزادی زیب النسا بیگم منسوب ہتین جنکے بطن سے میر شہاب الدین خان المخاطب غازی الدین خان فیروز جنگ عماد الدولہ عماد الملک پیدا ہوئے۔ جنھون نے سن شعور کو پہونچکر احمد شاہ بادشاہ کے وزارت سے سرفرازی پائی۔ آپ کی شادی عمدۃ النسا بیگم صبیہ معین الملک خلف فخر الدین خان سے عمل مین آئی تھی۔ جن کے بطن سے دو صاحبزادے معلے جاہ اور قطب الملک تولد ہوئے۔ اور دوسرے محلات سے چھ صاحبزادے تھے۔ جنکے نام نصیر الدولہ۔ حمید الدولہ۔ غلام محی الدین خان۔ خواجہ محمد بخش خان۔ غلام علیجاہ حسن بخش خان ہین۔

معلے جاہ بہادر کو بھی اٹھہ صاحبزادے تھے۔ آپ (صاحب تذکرہ) فارسی مین لایق۔ آداب و لحاظ دربار داری سے ممتاز اعزاز و مناصب و معاش آبائی و موروثی سے سرفراز ہین آپ کو سلطان نواز الملک عرف بیگو میان کی صبیہ منسوب ہین۔ بوجہ لاولدی اپنے ہمشیرہ زادے کو اپنا فرزند خواندہ مقرر فرمایا ہے۔ آپ نہایت لایق ہوشیار۔ صاحب اخلاق و مروت ہین

---

* آپ نواب ناصر جنگ شہید کے حقیقی بھائی تھے۔ بعد شہادت نواب موصوف جب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر سریر آرائے ریاست ہوئے تو غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر بدیں نگاہ خلوت آرامگاہ سے صوبہ داری دکن اور خطاب نظام الدولہ سے سرفراز پائی اور دہلی سے دکن کا رخ کیا مگر افسوس ہے کہ اورنگ آباد کے مقام پر ۱۱۶۰ھ مین مرگ مفاجات سے رحلت کی ۱۲ مو

بہادر خان
محمد حیدر جیون بیگ
مرزا
۹۸

خاندان } آپکا اصلی نام مرزا محمد حیدر جیون بیگ ہے۔ آپ نواب آغا مرزا سرور الملک بہادر کے خلف سوم ہین۔ تفصیلی حالات خاندانی نواب سرور الملک بہادر کے تذکرہ مین ذکر کئے جائین گے۔

خطاب } ۱۳۱۲ھ ہجری مین تقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری منصب یکہزاری عطا ہوا۔ آجکل لنڈن مین بیارسٹری کی تعلیم پا رہے ہین۔ نوجوان۔ ہوشیار۔ لایق۔ صاحب خلق۔ ومروت ہین۔

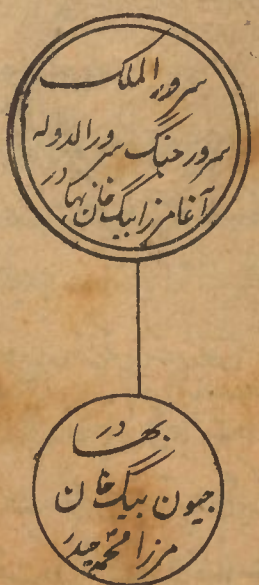

۷۹

خانخانان
نظام حسام الملک نظام یار الدولہ
میر سید علی خان بہادر

۹۹

خاندان] آپ میر غلام حسین خان صفدر جنگ حسام الدولہ فخر الملک کے خلف اکبر اور میر عباس علی خان بہادر نظام نظام یار الدولہ حسام الملک حسام الامرا خانخانان بہادر کے پوتے ہین۔ آپکے جد اعلے میر کاظم علیخان بہادر تھے جنکو میر عالم بہادر کے ہمشیرہ منسوب ہوئین آپکے پدر بزرگوار کا وطن شہر طوس منضمات ایران ہے۔ آپکے خاندان کے اراکین ایک زمانہ مین محافظ روضہ امام رضا علیہ التحیۃ والثنا تھے۔ آپکے خاندان کی ابتدا میر نقی و میر ابو القاسم سے ہے۔ جو عبد اللہ خان خلف محمد سلطان والی تاتار کے ہمراہیون مین تھے۔ چنانچہ میر نقی حکومت خراسان اور روضہ منورہ کی کلیدبرداری سے سرفراز تھے۔ آپکے اجداد مین میر کمال الدین حسین ایک زمانہ مین تھاتا کے وزیر بھی تھے۔ ابتدا ہندوستان مین آپکے بزرگون سے ۱۱۴۰ھ مین میر حسن امانت خان اول تشریف لائے۔ اور جنگ ن مین شہزادہ خرم کے ہمراہ تھے۔ بعد فوج کے سپہ سالار دی گئی۔ اسکے بعد وزیر اعظم بنائے گئے۔ بہرحال آپکے بزرگون نے ملتان لاہور کشمیر وغیرہ کی بھی حکومت کی ہے۔ اور رنگزیب کے زمانہ مین میر حسن امانت مظفر (یہی آپکے خاندان سے ہین) گجرات کے صوبیداری اور قلعہ سورت کے حکومت پر مامور تھے۔ میر عبد الرزاق خواجی شاہنواز خان صمصام جنگ صمصام الدولہ (مولف مآثر الامرا) جو ایک زمانہ دراز تک ناصر جنگ شہید کے وزیر اعظم اور جملہ ملکی و مالی امورات کن پر قابض و مسلط تھے۔ جنکے فراست و دانائی کے ڈنکے بجے ہوئے تھے۔ آخر ۱۳ رمضان ۱۱۷۱ھ مین ورانسیسیون کے ہاتھ قتل ہوئے۔ یہی نوابصاحب ممدوح (صاحب ترجمہ) کے بزرگون سے ہین بہرحال نوابصاحب معنے کے بزرگون نے گذشتہ زمانہ مین بہت کچھ دولت و ثروت پیدا کی تھی۔ اور اپنی ذاتی شجاعت و دلیری سے ایسے کارہائے نمایان انجام دئے کہ جسکے باعث مورد الطاف خسروانہ رہے۔ اور اس وقت آپ بھی کچھ کم نہین ہین چنانچہ آپنے اپنے بزرگون کی پیدا کی ہوئی عزت و آبرو کو اپنی لیاقت و فراست سے دوبالا فرمایا ہے۔ جو سوائے بہادر کا کام کیا ہے۔ جو اعزاز

نواب حسام الملک خانخانان بہادر

واکرام الملک مدت ہیں آپ کے خاندان کو پیدا ہیں وہ دوسروں کو کم حاصل ہیں۔ آپ کے والد مرحوم میر کلب علی خاں بہادر (بقول یادگار مکھن لال) اولاً ٹیپو سلطان کے سرکار میں ملازم تھے۔ بعد ترک ملازمت کر کے حیدرآباد تشریف لائے۔ اور یہاں بوجہ ہم جدی ہمشیرہ میر عالم بہادر سے شادی کی۔ اور ایک مدت تک۔ نہایت فارغ البالی سے بسر فرمائی آپ کو دو فرزند تھے اول میر عسکر علیخان بہادر دوم میر عباس علی خان بہادر میر عباس علی خان بہادر عہد غفران مآب میں (یعنی میر عالم بہادر) خطاب خانی و بہادری نظام یار جنگ اور جاگیرات سے ممتاز ہوئے چونکہ آپ کی پیشانی سے آثار ترقی و دولت ہویدا تھی اسلئے تھوڑی ہی مدت میں حضرت مغفرت منزل کی نگاہ سے (بتقریب جشن سالگرہ ہمایون خاص میر عالم بہادر کے مکان میں جہاں حضرت مغفرت منزل رونق افروز تھے) خطاب حسام الملک و منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت سے سربلند ہوئے۔ اور ہمیشہ نوازشات سلطانی آپ پر مبذول ہونے لگی۔ آپکی شادی نواب صمصام الملک بہادر کے چھوٹی صاحبزادی سے عمل میں آئی۔ جس زمانہ میں کہ پنڈاروں کا فساد ممالک محروسہ میں بجا پھیلا ہوا تھا۔ اور متعلقات سرکاری ان کے دستبرد سے ویران ہو رہے تھے۔ حضرت مغفرت منزل نے بہادر موصوف کو پندرہ ہزار پلٹن و پیادہ اور بعضے امرا و منصبداران عہدہ داران کو ہمراہ دیکر پنڈاروں کی دفعیہ کے لئے روانہ فرمایا۔ اپنی شجاعت موروثی و فراست ذاتی سے اس انبوہ کثیر مفسدہ کو (جسکا استیصال محال سمجھا جاتا تھا) سرحد سرکار سے نکالدیا جس سے مورد آفرین و تحسین ہوئے۔ حضرت غفران منزل کے عنایت و الطاف آپکے حال پر زیادہ مرحمت زادگی سے ہی مبذول رہی اسلئے خطاب عودب حسام الدولہ خانخانان اور منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار سے مفتخر فرمایا۔ تقریباً دس لاکھ روپیہ حاصل کے دیوانی تعلقات۔ سوار ان پلٹن ہائے نامبردار و ہلہ یا معہ دو جاگیر دو لاکھ روپیہ ذات و صفات سے سرفراز تھے۔ قریب دو ہزار کی جمعیت ہمراہ رکاب رہتے تھے بہرحال آپ نے کمال خوش وضعی اور وجاہت سے زندگی بسر فرمائی۔ گو سن ہشتاد حالہ ہو گیا تھا۔ مگر دربارداری اور حضوری بارگاہ سلطانی برابر جاری تھی۔ چند روز بصارت میں فرق آگیا تھا۔ لیکن علاج سے درست ہو گئے تھے۔ آخر سن ۱۲۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکے اکلوتے خلف الصدق میر غلام حسین خان بہادر جمیع علوم سے واقف معقول و منقول سے ماہر آبائی اعزاز و مناصب سے سرفراز اور خطاب صفدر جنگ حسام الدولہ فخر الملک سے ممتاز تھے۔ بعد انتقال اپنے پدر بزرگوار کے نہایت لیاقت اور ہوشیاری سے تمام اموالات مالی و ملکی کو انجام فرمایا اور مورد عنایات و الطاف شاہی رہے۔ آپکے دو فرزند اول میر اسد علی خان بہادر نظام یار جنگ حسام الملک خانخانان (جن کا یہ تذکرہ ہے) دوم سرفراز حسین خان بہادر صفدر جنگ فخر الملک

جلد دوم تزک بجوبیہ

وزیر عدالت و امور عامہ سرکار عالی (جن کا تذکرہ ردیف (ف) مین تحریر ہوگا)

خطابات وخدمات میر اسد علی خان بہادر کو خطاب خانی و بہادری نظام یار جنگ پیشگاہ حضرت مغفرت مکان سے عطا ہوا تھا اس عہد ہمایون اعلحضرت خلد اللہ ملکہ مین آپ نے بتقریب عید الفطر سن ۱۳۰۱ھ مین خطاب نظام یار الدولہ خانخانان - چار ہزاری منصب و سہ ہزار سوار سے سرفرازی پائی - ایک زمانہ تک خدمت جلیلہ معین المہامی متفرقات کو بھی نہایت خوش اسلوبی و خیر اندیشی سے سرانجام فرمایا - مدتون کنبٹ کونسل کی رکنیت سے بھی ممتاز رہے -

ستودہ صفات آپ اون دنیا کے امرائے عالی قدر سے ہین جنکی اولوالعزمی - علوہمتی - شان و شوکت - ترک و احتشام جمعیت و سپاہ - تعلقات و جاگیرات ہین عہد حضرت مغفرت مآب سے آج تک اپنے آپ ہی نظیر رہے ہین - آپ سے چشمی اور دریا دلی مین بجبا - بذل عطا مین بے ہمتا غریب پرور - سخیا نواز - پاسبند وضع امیرانہ و اطوار شجاعانہ ہین چہرہ سے شان امارت و مدبری عیان ہے -

اولاد آپ کو دو صاحبزادے ہین - اول میر بضاعت حسین خان المخاطب بہ شہنواز خان فتح یار جنگ سہام الدولہ شجاع الملک (منسلک بواب میر جنگ بہادر) دوم میر کمال الدین خان بہادر (منسلک ذوالفقار جنگ مرحوم

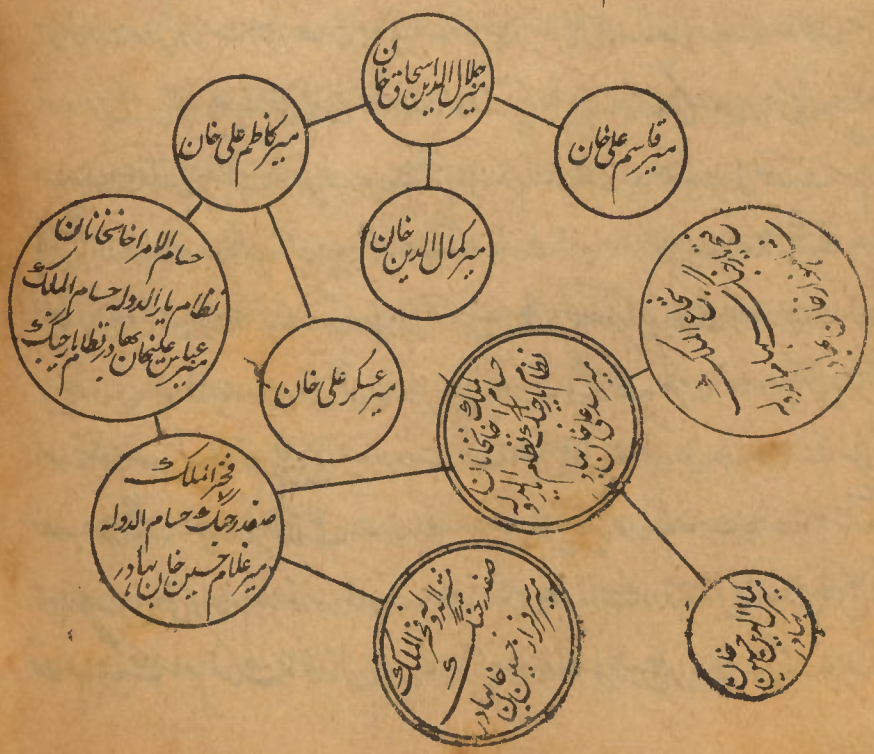

جناب خورشید الدولہ خورشید الملک سید محمد فیض الدین خانجی امام جنگ بہادر

خاندان آپ کا نام نامی محمد فیض الدین ہے۔ آپ امیر کبیر نواب سر خورشید جاہ بہادر کے خلف اکبر ہین۔ اپکے خاندان والاشان کے تفصیلی حالات قبل ازین نواب سر آسمان جاہ مغفور اور نواب سر خورشید جاہ بہادر کے تذکرات مین درج کردئے گئے ہین۔ آپ سن ۱۲۷۲ھ مین پیدا ہوئے اور سن ۱۲۹۱ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک

خطابات خانی و بہادری و امام جنگ سے ممتاز ہوئے۔ اور سن ۱۳۰۱ھ مین عین حکمرانی کے روز خطابات خورشید الدولہ۔ اصل و اضافہ منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔ سن ۱۳۰۴ھ کے دربار نوروز مین خورشید الملک اصل و اضافہ منصب پنجہزاری و چار ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے سرفرازی

شادی پائے۔ سن ۱۳۱۰ھ مین نہایت تزک کے ساتھ حضرۃ نجیب النسا بیگم صاحبہ (صاحبزادی حضرت مغفرت مکان) کے ساتھ آپکی شادی عمل مین آئی۔ اور سن ۱۳۲۰ھ کے دربار قیصری (تخت نشینی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ انگلستان و ہندوستان) کے موقع پر سفر دہلی مین اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ہمرکاب تھے۔ مگر بوجہ علالت مزاج شریک دربار نہ ہوسکے۔ اور ڈاکٹرون کی رائے و مشورہ سے فوراً آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے معاودت کے قبل واپس ہونا پڑا۔ آپ فارسی سے واقف۔ لایق ہوشیار۔ تجربہ کار۔ پابند وضع قدیم۔ صاحب فہم و ذکا۔ ذی اخلاق و مروت ہین۔ انکو (صاحبزادی صاحبہ قبلہ کے بطن سے) ایک فرزند ارجمند ہین اور دوسرے محلات سے دو (۲) خلف جو لایق اور ہوشیار ہین۔

خورشید جنگ میر وزارت علیخان بہادر

۱۰۱

خاندان آپکا اصلی نام میر وزارت علی تھا - آپکا سلسلۂ خاندان میر غلام حیدر خان بہادر ممتاز جنگ اعتصام الملک سے ہے - اور نواب معتصم جنگ بہادر - نواب سردار جنگ مغفور آپکے یک جدی رشتہ دار ہین - چنانچہ آپ نواب معتصم جنگ بہادر کے حقیقی چچا تھے - تفصیلی خاندانی حالات تو تذکرۂ نواب معتصم جنگ بہادر مین لکھے جائین گے اب یہان اس قدر بتلا دیا جاتا ہے کہ میر حسین علی خان اعتصام جنگ بہادر کے آپ فرزند ارشد تھے - اور اعزاز و مناصب آبائی سے ممتاز و جاگیر دار تھے

خطابات موروثی بحال تھے - سن ۱۳۱۱ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خانی بہادری خورشید منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا - آپ حلیم الطبع - صاحب اخلاق و ذی مروت تھے - افسوس ہے کہ ماہ شعبان سن ۱۳۱۱ھ مین بعمر ۴۰ سالہ بگذاشت دو فرزند میر دلاور علی - میر داور علی - راہی دار الجنان ہوئے - آپکے صاحبزادون کے کم سنی کے وجہ سے سرکار عالی نے کورٹ آف وارڈز کی نگرانی آپکے جاگیرات و معاش پر رکھی ہے اور کم سن صاحبزادون کے والدہ فرزند بیگم صاحبہ (زوجہ خورشید جنگ مغفور) اوس کے منتظم ہین - جنکو سالانہ حساب دفتر کورٹ آف وارڈز مین داخل کرنا ہوتا ہے -

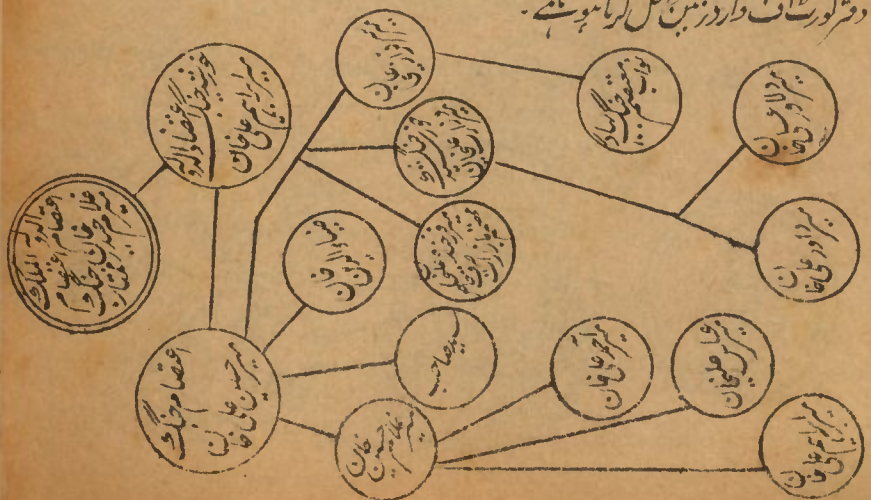

خسرو جنگ

مرزا محبوب علیگ خان بہادر

۱۰۱

آپکا اصلی نام مرزا محبوب علی بیگ ہے۔ آپ نواب افسر الدولہ افسر الملک بہادر* سی۔ آئی۔ ای لفٹنٹ کرنل کے خلف چھارمی ہین۔ مزید کیفیت خاندانی آپکے والد بزرگوار کے حالات مین لکھدی گئی ہے۔ سن ۱۳۱۱ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر آپ کو خطاب خانی دیہادری منصب یکہزاری عطا ہوا۔ اور سن ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خسرو جنگ خطاب اور منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔

آپ باخراجات سرکاری لنڈن مین تعلیم پا رہے ہین۔ لایق اور ہوشیار ہین۔ حصول علم مین نہایت سرگرم و مستعد۔

* افسر الملک کا خطاب اسی سال سن ۱۳۲۰ھ مین بتقریب دربار عید الفتح سرفراز ہوا ہے۔ ۱۲ منہ

میر خیرات حسین خان بہادر

خاندان آپ کا اصلی نام میر خیرات حسین ہے۔ آپ خاندان والاجاہی (علاقہ مدراس) سے ہیں۔ ابتداءً آپکے والد میر شجاعت علی خان مرحوم حیدرآباد دکن وارد ہوئے۔ اور اس سرکار ابد قرار میں بہ عہدہ تحصیلداری تعلقہ اندول ضلع میدک مستفیض ہوئے۔ ان کو گورنمنٹ مدراس سے خانی و بہادری کا خطاب حاصل تھا۔ نہایت ممتاز اور پاک طینت تھے۔ اون کے اکلوتے فرزند میر خیرات حسین خان بہادر (جنکا نام عنوان میں درج ہے) اولاً امین علاقہ صرفخاص ہوئے۔ بعدازاں مہتمم کوتوالی اضلاع کی خدمت پر فایز ہوئے۔ اب بمشاہرہ تین سو پچاس روپیہ ماہوار مہتمم خفیہ پولیس اضلاع کے عہدہ پر مامور ہیں اس وقت ۵۵ سال کی عمر ہوگی۔ آدمی نہایت مستعد۔ جانکش۔ کارگذار ہیں۔ چنانچہ اس حسن کارگزاری اور پاکدامنی کے صلہ میں گورنمنٹ نظام خلداللہ ملکہ نے سنہ ۱۳۱۷ھ کے سالگرہ ہمایون کے موقع پر آپ کو خطاب خانی و بہادری سے ممتاز فرمایا ہے۔ اخلاق و مروت میں بھی یکتائے روزگار۔ محبت و دوستی میں بھی فرد فرید ہیں۔

خطاب

اس وقت آپکو ایک صاحبزادہ میر غلام علی حسن ۱۹ سالہ موجود ہے۔ جو فارسی۔ اردو حساب میں لایق ہے۔

نواب تہور جنگ رکن الملک خان
دوران خان بہادر

خاندان امیران خان
نہور جنگ شرف الدولہ رکن الملک
میر علی حسین خان بہادر

خاندان } آپکا اصلی نام میر نادر حسین ہے۔ آپ شرف الدولہ ثانی کے خلف اکبر اور میر موسیٰ خان بہادر کے پوتے ہین۔ آپکے جد اعلےٰ شرف الامرا بہادر
نظام جنگ رکن الدولہ مدار المہام حضرت آصف جاہ نظام کے حقیقی بہائی تھے۔ آپکے اجداد کا سلسلہ میر موسیٰ خان کلید بردار درگاہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے
ملتا ہے۔ چنانچہ میر موسیٰ خان کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک نے دین و وطن مین اپنی آبائی خدمت کو سنبھالے رہی۔ اور اونکی اولاد بھی اب تک ہین ہے۔ اور دوسرے صاحب نے
ملازمت اختیار کی۔ چنانچہ انکی اولاد مین سے اولاً سید محمد ہین جو وارد ہندوستان ہوے۔ جنکو غازی الدین خان فیروز جنگ نے شاہجہان آباد مین آصفجاہ
کے تعلیم و تربیت کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ جب حضرت آصفجاہ سریر آرائے سلطنت ہوے تو اپنے اوستاد کو میر ترکی خان کے خطاب سے مخاطب فرمایا۔ اور ہمیشہ
صلاح و مشورہ رکھا۔ آپکے فرزند میر موسیٰ خان جو وقائع نگاری لوکنڈہ پر مامور تھے۔ بعد برافت ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ صوبیداری
دکن پر رسالہ سواران سے ممتاز و مفتخر ہوے۔ آپکے چار خلف اول میر محمد یار المتخلص بہ میر موسیٰ خان بہادر انتظام جنگ رکن الدولہ یہ امتیاز مین دولت آصفجاہی کے
سب سے پرانے نمک خوار تھے۔ جو کارہاے نمایان و خدمات شایان رفتہ رفتہ پیشگاہ حضرت غفران مآب سے عہدۂ امین خلعت دیوانی سے ممتاز ہوے۔ اور تمام کارو
بار مالی پر مسلط ہوے۔ اور ۱۱۸۶ھ مین بوجہ من الوجوہ فیضو گارڈی کے ہاتھون مقتول ہوے۔ کوئی اولاد نرینہ سوا ایک دختر کے (جو حاکم جنگ کو منسوب ہوئین
اور رسالہ انتقال کر گئین) نہ تھی۔ بعد ازان حضرت غفران مآب نے رکن الدولہ بہادر کے بھائیون کو بطریق خون بہا اٹھارہ لاکھ کے جاگیرات
عطا کین۔ جو اب تک آپکی اولاد مین بحال و منقسم ہین۔ اور اسکا داخلہ اکثر تواریخ سے ملتا ہی۔ مگر بعض جاگیرات چند در چند اسباب کے وجہ سے قبضہ سے
بھی نکل گئین۔ چنانچہ ایک جاگیر تعلقہ گنڈاری ہے جو اسوقت نواب مکرم الدولہ بہادر کے قبضہ مین ہے۔ جسکا محاصل ایک لاکھ روپیہ کے قریب ہے۔
یہ جاگیر نواب مختار الملک مرحوم نے اپنے زمانہ وزارت مین اپنے بھانجے نواب مکرم الدولہ بہادر کے نام کردی تھی۔ قص علےٰ ہذا انکی جاگیرات اور معاش
غرض نکل گیا ہے۔ مگر آب و جود ہی۔ اور آپکی اولاد مین تقسیم ہے وہ بھی بہت کچھ ہے۔ اگر جاگیرات کے اسناد جو اس خون بہا مین عطا ہوے
تھے ہم نے بچشم خود نواب رکن الملک بہادر کے پاس دیکھا ہے۔ چنانچہ ایک سند کی نقل یہان ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کیجاتی ہے
مگر اسناد کا نقل کرنا تو موجب طوالت ہے۔

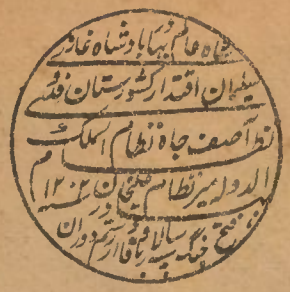

بسکنان و دیہاتیان و متقدمان و رعایا و مزارعان پرگنہ ہیر کہ سرکار راجگلوت صوبہ محمد آباد نوشتہ میشود پرگنہ مذکور سرکار و صوبہ بسلوک یکصد کامل مبلغ چہار نذر و شصت صد و ہفتاد و ہشت روپیہ و چہار آنہ محال انعام متعلقان میر موسیٰ خان مرحوم بجاگیر ذات میر علی حسین خان بہادر اشرف جنگ پسر اول الدولہ بہادر بموجب تفصیل کہ بر پشت پروانہ بقلم آمدہ تنخواہ گشتہ باید کہ بنابہ بہادر مذکور رجوع بودہ ادای مالواجب بوقت و ہنگام نمودہ باشند دریں باب تاکید دانستہ حسب المسطور بعمل آرند۔ تحریر چہاردہم شہر ذی حجہ شنبہ ۱۲ ہجری

بلفظہ

خاصہ مبارک خاص

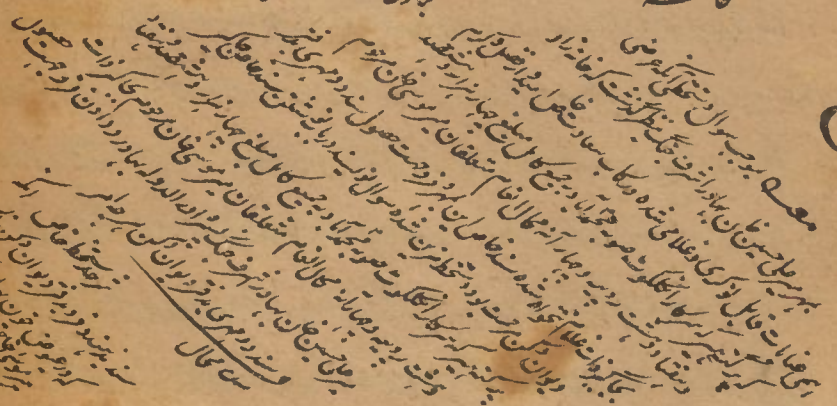

معہ

بموجب سوال و استعلام آنکہ مبلغ چہار نذر و شصت و ہفت روپیہ و چہار آنہ محال انعام متعلقان میر موسیٰ خان مرحوم بجاگیر ذات میر علی حسین خان بہادر اشرف جنگ پسر اول الدولہ بہادر بموجب تفصیل کہ بر پشت پروانہ بقلم آمدہ تنخواہ گشتہ باید کہ بنابہ بہادر مذکور رجوع بودہ ادای مالواجب بوقت و ہنگام نمودہ باشند دریں باب تاکید دانستہ حسب المسطور بعمل آرند۔ تحریر چہاردہم شہر ذی حجہ شنبہ ۱۲ ہجری

بلفظہ

خاصہ مبارک خاص

لعل لاہ معہ محال

۴

نواب کن الدولہ بہادر کے یادگار اسوقت ایک نہر ہے جو حسینی نہر کے نام سے موسوم ہی اور عام دخاص کن الدولہ کا بم کہتے ہین۔ (یہ نہر حیدرآباد کے مغرب جنوب مین واقع ہی) جسکی تاریخ بنا (بجوآب بڑی بہادر) ہے۔ یہ عجیب خوشگوار شیریں ہی و سلسبیل بہشت کا نمونہ ہی۔ اور آجتک کبھی خشک نہ ہوا جس سے پانی نہر کے حسن نیت کا اندازہ ہو سکتا ہی۔ اور عہد حضرت غفران مآب سے تا الی الآن جملہ سلاطین آصفیہ اسی خوشگوار شیریں کا پانی نوش فرماتے ہین۔ چنانچہ اسکے اطراف و اکناف کے زمین و کنجے وغیرہ موسومہ حسینی نہر کے ہمارے مفوض صاحب تذکرہ کے نام سند التماس ہے۔ سند مذکور کی نقل حسب ذیل ہے۔

پیشگاہ فضل و کرم دولت خانہ مبارک
آصف جاہ نظام الملک
مظفر الممالک سطوت زمان
رستم دوران ۱۳۲۱ھ
جند و لعل فدوی

دریولاز زمین و کنچہ وغیرہ معہ حسینی نہر بدستور سابق از فصل تا ۱۳۲۴ھ فصلی بنام شہزادہ جنگ بہادر مقرر شدہ بعنوان جاگیر

نالہ وغیرہ و آب موافق معمول بعمل آوردہ محاصل زمین وغیرہ بدستور سابق میگرفتہ باشند

تحریر فی تاریخ

فرزند دوم میر احمد علیخان شہزادہ جنگ شرف الدولہ شرف الملک شرف الامرا سوم میر ایزد یار خان حشمت جنگ چہارم میر حامد یار خان اسد یار جنگ
چنانچہ فرزند دوم میر احمد علیخان ابتدائے سررشتہ منصب میں تھے۔ بعد بعہد امیر الممالک صلابت جنگ بہادر خطاب خانی و بہادری سے ممتاز ہو کر
حضرت غفران مآب کے زمانہ میں منصب شش ہزاری و چہار ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار خطاب ہمتہ جنگ شرف الدولہ شرف الملک شرف الامرا
سے سرفراز ہوے۔ اور بیس لاکھ کے تعلقات تفویض پائے۔ آپکو تین صاحبزادے تھے۔ سلطان دولت جنگ جو قلعۂ نرسل کے محاصرہ میں (بکار سرکار)
ضرب گولہ توپ سے جان بحق ہوے۔ اوسط دار الملک بہادر (صاحب تذکرہ کے جد) خورد یار الدولہ بہادر (جنکا انتقال ۱۳۳۱ھ میں ہوا)
اور دار الملک بہادر نے ۱۳۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکے تین فرزند اول میر علی حسین خان اشرف الدولہ دوم میر علی حسن خان محکم جنگ سوم میر حمید علیخان
شہور جنگ۔ چنانچہ خلف اکبر میر علی حسین خان اشرف الدولہ بگذاشت یک فرزند میر موسی خان ۱۳۲۲ھ میں کاہی روضہ رضوان سپرد۔ اور میر موسی خان بہادر
کو ایک فرزند اشرف الدولہ ثانی۔ اور اشرف الدولہ ثانی کے تین فرزند اول میر علی حسین خان بہادر رکن الملک (جنکا یہ تذکرہ ہے) دوم میر علی حسن خان
ارسلان جنگ مرحوم (جو نواب جہانگیر یار جنگ بہادر و نواب فطرت جنگ بہادر و غیرہ کے والد تھے۔) سوم میر محمد یار خان اشرف جنگ
مرحوم (جنکا تذکرہ دفتر ہذا کے صفحہ ۱۴ میں درج ہے)

آپ (صاحب تذکرہ) ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۵۱ھ میں پیدا ہوے۔ اور میرزا دلحسین نام رکھا گیا۔ جب جناب اشرف الدولہ بہادر بایب بارگاہ سلطان خواب
نامراد الدولہ بہادر ہوکر پیشگاہ خداوندی میں عرض کی کہ غلام زادہ پیدا ہوا ہے۔ بمجرد اسماع اس امر کے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسکے
بطن سے۔ عرض کی کہ نواب منصور الدولہ بہادر نواب بیگن بی کے بطن سے ہے۔ فرمایا مراد و مسعود مبارک ہو۔ اور تعلیم
تربیت و پرورش وغیرہ میں کمال احتیاط رکھی جائے۔ جب نواب اشرف الدولہ دار بار سے واپس گئے۔ دوسرے ہی روز

معلوم ہوا کہ حضرت نے اس فرمودہ کے نام موضع کلیکوٹہ جاگیر کی جملہ دو ہزار ہشتصد دو روپیہ دو آنہ جمع کا مال عزاز فرمایا ہے۔ چنانچہ تا الحال جاگیر مذکور نواب کن الملک بہادر کے قبضہ میں موجود ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اس خاندان میں ایک قدیم سے یہ رواج چلا آرہا ہے کہ اولاد اکبر کے تولد پر بیشگاہ سرکار سے ہمیشہ جاگیر عطا ہوتی ہے لیکن بسبب قضائے مذکرہ صاحبزادے نواب مشیر جنگ بہادر پر نہ ہونیکا یہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ نواب مختار الملک اولے نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ بعد دریے رسم حکمرانی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ ایک جاگیر حسب رواج قدیم آپکے خلف اکبر کے نام بھی عطا کیجائیگی۔ مگر اتفاق زمانہ نواب مختار الملک کا انتقال قبل از تخت نشینی ہوگیا۔ سلسلہ کارروائی اوسی حالت پر رہگئی اور تعمیل نہ ہونے پائی۔ خیر آمد بر سر مطلب۔

اس کے بعد ۱۲۵۰ھ مین (بعہد نواب شمس الدولہ بہادر) آپکو (صاحب تذکرہ) خطاب علی حسین خان بہادر عطا ہوا۔ بعد ازان ۱۲۷۳ھ مین آپکی شادی رقیہ بیگم صاحبہ صلبیہ نواب حسن علیخان بہادر (جو آپ کے حقیقی ماموں تھے) خلف نواب منصور الدولہ مغفور نواب بیگن بلی کے ساتھ عمل مین آئی۔ اور اسی سال بعہد حضرت مغفرت مکان تہور جنگ کا خطاب ہوا۔ اور بعہد میمنت مہد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ ۱۲۷۸ھ مین خطاب اشرف الدولہ منصب پنجہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ اور ۱۲۸۱ھ مین رکن الدولہ خانہ دوران خان بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوے۔ اور ۱۲۸۲ھ مین شاہزادہ ولیعہد میر عثمان علیخان بہادر دام اقبالہ کے آتالیقی کا اعزاز حاصل فرمایا۔

۱۲۸۸ھ مین آپ حج مکہ معظمہ و زیارت کربلائے معلے و نجف اشرف و غیرہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً سے بھی مشرف ہوے۔ آپ اسی ریاست بدت کے قدیم امرا سے ہین اور معزز و لایق افراد مین آپکا شمار ہے۔ جملہ اعزاز و مناصب خاندانی سے سرفراز اور کثیر المحاصل جاگیرات سے ممتاز ہین۔

مولفہ کو آپکی خدمت مین ایک مدت سے نیاز حاصل ہے۔ نہایت ہی خوش خلق و وضع مروت۔ فیاض۔ سخن شیرین ہین۔ ہر ایک سے گفتگو کمال شگفتگی کے ساتھ فرماتے ہین۔ اس نخوت و حشمت پر مزاج بالکل سادہ ہے۔ چہرہ سے امارت و مدبری عیان ہے۔ ائمہ طاہرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جناب مین کمال درجہ اعتقاد رکھتے ہین۔ عشرہ شریف مین آپ کے یہان کے مجالس عزا لایق دید و قابل شنید ہوتے ہین۔ اور سالہا سال سے آپکے یہان مجالس عزا برپا ہوتی ہین۔ چنانچہ ۱۳۰۰ھ کے عشرہ شریف مین آپکے یہان کے مجالس کی بندا ہوی ہے۔ یہ زمانہ نواب مختار الملک بہادر اولے کے وزارت کا تھا۔ ابتدا حضرت میر انیس برد اللہ مضجعہ [illegible] حیدرآباد دکن آپکے مدعو ہوکر آئے۔ جنکے عمدہ و تازہ مراثی سے لطف بے اندازہ حاصل ہوا۔ اور ہر ایک مجلس کی یہ حالت [illegible] مجلس ہوتی تھی۔ اس کے دوسرے سال ۱۳۰۱ھ مین اون کے چھوٹے بھائی جناب میر انس رضی [illegible] آئے۔ اور یہ برابر سولہ سال [illegible] رہے۔ انکی ایک رباعی اب تک یاد ہے۔ (رباعی)۔ حیدرآباد دکن سے لکھنؤ تک فاصلہ ہے سیکڑون فرسنگ کا

کتب خانہ انیس و اُنس آتشے تھے یہان بہ فیض ہے یہ سب ہور جنگ کا + جب میر اُنس صاحب کا انتقال ہوگیا تو میر سلیس صاحب نے تین سال تک اپنے مراثی سے مجلس کو رونق دی۔ بعد ازان ایک مدت تک ساہا ساہا سال حدیث خوانون کی آمد رہی۔ اسیکے بعد ایک سال مرزا صاحب اور ایک سال نواب قمر الدین حیدر خان المتخلص بہ سرشار (خلف نواب سراج الدولہ بہادر) نے اپنا اپنا کلام غم حسین علیہ السلام مین سنایا۔ جب ان سبکی باری ہو چکی تو مولوی میر محمد کاظم صاحب جاوید نے اپنا رنگ جمایا۔ چنانچہ اسوقت تک ہر سال آپکے پاس جاوید صاحب اپنے کلام تازہ سے سامعین کو لطف بے اندازہ بخشتے ہین۔ بہرحال آپکے یہان کے مجالس عجیب شاندار اور رقت فیخ ہوتے ہین۔ عام و خاص کا ہجوم رہتا ہے۔ اگر سچ پوچھئے تو حیدرآباد دکن کے امرا مین آپ ہی ہین جنہون نے ابتدا یہان مجالس حضرت امام حسین علیہ السلام کو لکھنؤ سے طلب فرمایا۔ اور مرثیہ خوانی کی بنا ڈالی۔ اسکی ایجاد کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ ورنہ آجکل تو حیدرآباد دکن مین نواب بہرام الدولہ۔ نواب شیر الملک بہادر۔ نواب ناظم الملک بہادر۔ نواب مرزا فیاض علیخان صاحب وغیرہ کے یہان بہت کچھ شاندار مجلسین ہوتی ہین۔

اولاد آپ کو دو فرزند ہین۔ خلف اکبر سید محمد کاظم خان شیر جنگ بہادر (جن کے حالات اس کتاب کے دیباچہ مین علحدہ درج ہین۔ خلف اصغر میر عنایت حسین خان بہادر۔

۱۸۸

سردار دلیر الملک
سردار دلیر جنگ سردار دلیر الدولہ
عبد الحق خان بہادر

۱۰۴

خاندان آپکا اصلی نام سید عبد الحق تھا۔ ناسک احاطہ بمبئی کے رہنے والے سید سراج الحسن امیر یار جنگ کے بھائی تھے۔ ابتداءً آپ ۱۰ ذیحجہ ۱۲۹۰ھ کو منصرم تحقیقات مقدمات پولیس ضلع اورنگ آباد وغیرہ کی خدمت پر مامور ہوئے۔ بعد ازاں بشاہرہ ایک ہزار روپیہ دس خدمت پر مقرر ہوئے جو عہدہ دار خاص کے نام سے موسوم تھی۔ ۲۶ رجب ۱۳۰۱ھ کو معتمد ریلوی اور کوتوالی قرار پائے۔ اور ۱۳۰۳ھ مین (یوم حکمرانی) سردار دلیر جنگ

خطاب سردار دلیر الدولہ۔ سہ ہزاری منصب و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ غرہ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ کو معتمد ہوم ڈپارٹمنٹ ہوئے

خدمت ۱۳۰۲ھ کے دربار نوروز مین خطاب سردار دلیر الملک۔ و اصل و اضافہ منصب ہزار پانصدی۔ دو ہزار پانصد سوار و علم ونقارہ مرحمت ہوا۔ اس کے دوسری سال ۱۳۰۳ھ مین ستارہ اقبال حضیض پایا۔ تو معدنیات کے معاملہ مین معطل ہوئے۔ یہ زمانہ سر آسمانجاہ مغفور کی وزارت کا تھا۔ چنانچہ معطلی کا حکم جاری ہوا جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے "سردار صاحب کے یادداشت مین جو امور فروگذاشت کیے گئے ہین وہ پسند اولیا ہو کے زیادہ تر قابل اعتراض اور شبہ ہین۔ بہرحال سردار صاحب کی کارروائیون کو جو خود انکی یادداشت کے مضامین سے ظاہر ہوتے ہین سرکار عالی کی نظر مین ایسے سخت ہین کہ وصول جواب بلختام کارروائی جو جواب آنیکے بعد کارکو مناسب معلوم ہوگا الہام سرکار عالی سر دار دلیر جنگ دلیر الملک بہادر کو منظوری اعلیحضرت اونکی خدمات معتمدی ہوم ڈپارٹمنٹ سرکاری ڈائرکٹری ریلوی معدنیات سے معطل فرماتے ہین پس تعمیل احکام صدر سردار صاحب کو چاہیے کہ مدار المہام سرکار عالی کی ڈیوڑہی مین معتمد خانگی کو جایزہ دیدین۔ اور کل کاغذات ریلوی اور معدنیات کے متعلق معتمد موصوف کے حوالہ کرین۔ بالآخر سردار صاحب کی موقوفی ہی عمل مین آئی۔ اور انکے نقصانات کے متعلق بمبئی ہائیکورٹ مین منجانب سرکار عالی مقدمہ دائر ہوا اور سردار صاحب پندرہ لاکھ روپیہ سرکار عالی کو دیکر صلح کرلیے۔ مگر بہت کچھ سرمایہ انکا بیچ مین آپس کے مختلف مقامات پر جایداد خریدین جس مین بسر اوقات کرنے لگے بمبئی مین اولٹن ہوٹل خرید کیا جسکی سالانہ آمدنی صدہا روپیہ ہی پھر آپکو نواب سکرٹر اللامراء مغفور کے زمانہ وزارت مین دوبارہ ملازمت سرکاری کی خواہش ہوئی

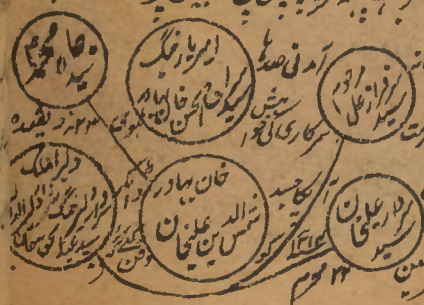

۱۳۱۲ھ کو لندن روانہ ہوئے جہان آپکا انتقال ہوگیا۔ ایک بڑی شیشہ مین ۲۱ محرم ۱۳۱۴ھ کو حیدرآباد لائے۔ اور سکندرآباد کے ماب کے متصل آپکے بنائے ہوئے مقبرہ مین ۲۲ محرم

نواب محمد عالم علیخان بہادر

۱۰۵

خاندان آپکا اصلی نام محمد عالم علیخان تہا۔ آپ محمد خان قایم خانی المخاطب دلاور جنگ کے خلف الرشید تھے ابتداءً محمد خان قایم خانی ملک راجپوتانہ علاقہ جیپور شیخاوٹی قصبہ جھنجھونہ سے وارد دناگ پور ہوئے۔ وہاں چند روز نہایت عزت و آبرو سے بسر کرکے بلدہ جھنجھونہ بنیاد اورنگ آباد آئے۔ بقول صاحب گلزار آصفیہ وہاں چند سنون نے چند ایام تجارت میں گزارے۔ بعد ازاں در عہد نواب سکندر جاہ بہادر حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ وہ وہ مہاراجہ چندو لعل بہادر کی وزارت کا تہا جہاں انہوں نے رسائی پیدا کرکے اولاً خزانہ ذات اور پس سوار ہزاری کے ساتھ سراسری میں ملازم ہوئے۔ چونکہ یہ ایک لایق اور تجربہ کار ہوشیار شخص تھے ترقی

---

* یہ قوم دراصل چوہان راجپوت ہے۔ جس کا سلسلہ مہاراجہ پرتھی راج راجہ دہلی و اجمیر سے ملتا ہے۔ اس قوم کے مورث اعلےٰ نواب قایم خان خلف موتے راو فرمانروائے دریرہ ہیں جو دہلی سے اکیسو پچیس ۱۲۵ میل گوشہ شمال و مغرب میں واقع ہے۔ نواب قایم خان سن ۸۱۴ھ میں عہد فیروز شاہ تغلق شاہ دہلی مشرف باسلام ہوئے۔ اور بادشاہ کے بہت اعلےٰ منصب پر کامیاب تھے۔ سن ۸۶۰ھ میں بجانب شاہ دہلی معہ خطاب خان جہانی صوبہ حصار فیروزہ کی حکومت ان کے سپرد ہوئی۔ ہمیشہ نمایندہ محمود شاہ تغلق خضر خان کے مقابلہ میں تاریخ ۲۰ جمادی الاول سن ۸۲۲ھ کام آئے۔ نواب قایم خان بہادر خان جہان سے کہ ان کے جہان کے فرزندان محمد خان و تاج خان نے جھنجھونہ و فتح پور میں خود مختار ریاستیں قایم کیں۔ اور ان ریاستوں کا مجموعی سالانہ قریب تیس لاکھ روپیہ کے تھا۔ پادشاہان مغلیہ سے ہمیشہ ان کا ربط و ضبط و اتحاد رہا ہے۔ نواب الف خان قایم خان جہانگیر و شاہجہان کے عہد میں ایک عہدہ جلیلہ پر ممتاز تھے۔ اور بہت سے کارہائے نمایاں کئے جنکا تذکرہ تزک جہانگیری میں مسطور ہے۔ بالآخر سن ۱۱۶۰ھ میں جھنجھونہ و فتح پور کی ریاستیں قایم خانیوں کے ہاتھ سے نکلکر شیخاوت راجپوتوں کے قبضہ

بقیہ بر دوم پر

روزون مین مورد عنایات مہاراجہ بہادر ہوئے۔ سن ۱۲۳۰ھ مین نواب سعد اللہ خان قایم خانی کا کارخانہ
بوجہ لاوارث ہونے کے آپکے تفویض کیا گیا۔ جس مین پچیس راس اسپ۔ ایک پالکی۔ یک شتر نقارہ یک
زنجیر فیل۔ تنخواہ جمعیت سواران دو ہزار سات سو نود روپیہ۔ تنخواہ ذات عہدۂ جمعداری تین سو روپیہ سے سرفرازی
پائی۔ بعد ازان سن ۱۲۴۵ھ مین (بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر) سینتالیس راس اسپ بمشاہرہ دو ہزار دو سو پچہتر روپیہ
عطا ہوئے۔ سن ۱۲۵۲ھ مین ایک سو ستر سوار۔ دو منزل پالکی یک منزل میانہ۔ چار زنجیر فیل جسکی تنخواہ ماہانہ چھ ہزار
تین سو ایک روپیہ تھی مرحمت ہوئی۔ من بعد سن ۱۲۵۳ھ مین دو سو اسی جمعیت سواران چوبیس نفر جمعیت پیدل منشی سے
پالکی۔ دو منزل میانہ۔ چار زنجیر فیل۔ یک شتر نقارہ (جسکی مجموعی تنخواہ ماہواری پندرہ ہزار تین سو پچپن روپیہ تھی) سے
ممتاز ہوئے۔ چونکہ بخت یاور اور انجم اقبال ترقی پر تھا سن ۱۲۵۶ھ تک سات سو پچاس جمعیت سواران سو عروب سو
گیارہ زنجیر فیل۔ گیارہ منزل پالکی۔ چار ضرب توپ معہ سامان۔ دو نقارے۔ دو نقارہ شتر۔ نوبت۔ عماری۔ معہ نوازش مبلغ
بہالہ ہزاروں دو پٹہ آفتاب گیری۔ گہڑیال۔ علم۔ تنخواہ ذات دو ہزار تین سو پچیس روپیہ۔ جاگیر ذات پرگنہ شیشی معہ بارہ دیہات
محاصلی سالانہ ایک لاکھ روپیہ۔ جاگیر نوبت بارہ ہزار۔ خطاب نواب دلاور نواز جنگ سے مباہی و مفتخر ہوئے۔ چونکہ آپ اپنے حو
واقارب پر نظر عنایات رکھتے تھے۔ اور ہر طرح اون کی ترقی منصب و اعزاز مین کوشان تھے چنانچہ اسیوجہ سے آپکے برادر زادگان
مسمیان قمر الدنیخان بڑے خان۔ رستم خان کے نام سے چھوٹے چھوٹے کارخانے جو اسی جمعیت مین شامل تھے کرادئے گئے۔ دیوانی فوج مین آپکا
جلوس سب سے اول رہتا تھا۔ آپ ریاست کار نظام کی نہایت خیر خواہ و اعلی الرکین سلطنت تھے۔ پولیٹکل معاملات مین مدبران سلطنت سے
ہمیشہ ہم صلاح و ہم مشورہ رہتے تھے۔ اس ریاست بلند مین آپکی بہت کچھ عزت و توقیر تھی چنانچہ آپکی صاحبزادی کی شادی سن ۱۲۶۳
مین نواب اصالۃ الملک بہادر آپکے یہان تشریف لائے تھے۔ آپکی فوج نے اضلاع مین اکثر کارہائے نمایان کئے ہین چنانچہ سن ۱۲۶۰
مین بمقام جالنہ ہزارون روہیلہ جمع ہوکر تاخت و تاراج کر رہے تھے جسکی سرکوبی آپ ہی کے ماتحت فوج کے ہاتھون ہوئی۔ آخر اس معرکے
افسر نے ۲۹ شوال سن ۱۲۷۵ھ کو اس جہان فانی سے ملک جاودانی کا کوچ کیا۔ دلیری۔ شجاعت۔ سخاوت مین بیمثیل تھے۔ آپکے

مین آئی جو اب تک حکمران ہین۔ قایم خانی اب بھی زیادہ تر اسی ملک حیدرآباد مین آباد ہین جہان ان کے جاگیرات بھی ہین۔ اور وہان
حکام اون کی نظر مین اون کی بہت عزت و وقعت ہے۔ اور برابر یہ راہ و رسم جاری ہے۔ نواب محمد علی خان نبیرہ قایم خان خانجہانی بہادر کے پوتے ہین
۱۲۔ مولف

دو فرزند خلف اکبر محمد عالم علیخان (جنکا نام زیب دہ عنوان ہے) جنکا تولد ۱۲ جمادی الاول سن ۱۲۶۷ھ مین ہوا خلف اصغر محمد علیخان جو ۱۲ جمادی الاول سن ۱۲۶۹ھ مین پیدا ہوے۔ اور سن ۱۲۸۸ھ مین لاولد انتقال کئے۔ بعد انتقال محمد خان بہادر دلاور نوازجنگ اولے کے آپکے فرزند محمد عالم علیخان بہادر تمام جائداد کارخانہ سے سرفراز ہوے۔ سن ۱۲۸۴ھ مین آپکو ایک صاحبزادہ پیدا ہوا۔ تہور علیخان نام رکھا گیا جس کی تسمیہ خوانی سن ۱۲۸۹ھ مین نواب مختار الملک اولے تشریف لاکر پانچہزاری کی جاگیر آپکو عطا فرمائی۔

خاندان اور در عہد اعلیحضرت میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ بہادر خلد اللہ ملکہ سن ۱۲۹۱ھ مین محمد عالم علیخان بہادر دلاور نوازجنگ کا خطاب عطا ہوا۔ تہوڑہی زمانہ کے بعد جاگیر تنخواہ افواج قبضہ اپنے سے علیحدہ کرکے تنخواہ خزانہ سرکار عالی پر مقرر کردی گئی۔ ہان ذات جاگیر و نوبت جاگیر بحال رہی۔ اسکے بعد آپنے اپنے اکلوتے فرزند کی تادی بیٹے دہوم دہام سے کی جسمین نواب میر لائق علیخان بہادر عماد السلطنت مدار المہام وقت تشریف لاکر آنکی عزت افزائی فرمائے۔ مگر افسوس ہے کہ چند ہی روز بعد سن ۱۳۰۲ھ مین اوس نوجوان اکلوتے فرزند نے آپکو داغ مفارقت دایمی دیگیا جسکی وجہ سے آپکو سخت صدمہ ہوا۔ سن ۱۳۰۵ھ مین آپکو اپنے جاگیرات مین دیوانی پانچہزاری روپیہ۔ اور بمقدمات فوجداری مجسٹریٹ درجہ اول کے اقتدارات سرکار سے عطا ہوئے تھے۔ اور سن ۱۳۰۸ھ مین آپنے مکہ معظمہ کا حج ادا فرمایا۔ مگر غم فرزند مین ہمیشہ دل پر داشتہ اور مایوس رہا کرتے تھے۔ آخر شب اس غم واندوہ مین

انتقال ۲ ربیع الثانی سن ۱۳۱۶ھ مین بعمر ۴۸ سالہ آپنے انتقال فرمایا۔ آپ انتہا درجہ کے سخی۔ شجیع۔ دلیر تھے۔ آپکو گھوڑدوڑ کا بہت شوق تھا۔ اکثر گھوڑدوڑ کے موقع پر انگریزون سے شرطین لگایا کرتے تھے۔ اور محنت وجفاکشی مین بھی آپ اپنا نظیر رکھتے تھے۔ اسکے ساتھ کسیقدر عیش پسند بھی تھے۔ مرحوم کی ذات وجائداد۔ وجاگیرات وکارخانہ زیر نگرانی سرکار ہے۔ اب بوجہ نہونے کوئی صلبی اولاد کے آپکے محل کلان نیلوفر بیگم صاحبہ نے بشورہ قوم وبرادری ودیگر محلات کے حسب دلخواہ خاندانی آپکے برادر زادہ احمد بخش خان صاحب کو متبنّٰی بنا کر جائداد کیلئے اور کارخانہ وغیرہ کے حاصل کرنیکی کارروائی جاری ہے لیکن ابتک کوئی کامیابی نہین ہوئی۔ علاوہ آپکے برادر زادہ احمد بخش خان کے آپکے قرابت دار قریبہ سے موجود نہین ہے۔ دستاویز حسب ذیل جو شجرہ مین نوٹ ہوے جرم کے ہوتے ہوئے مین موجود ہین۔

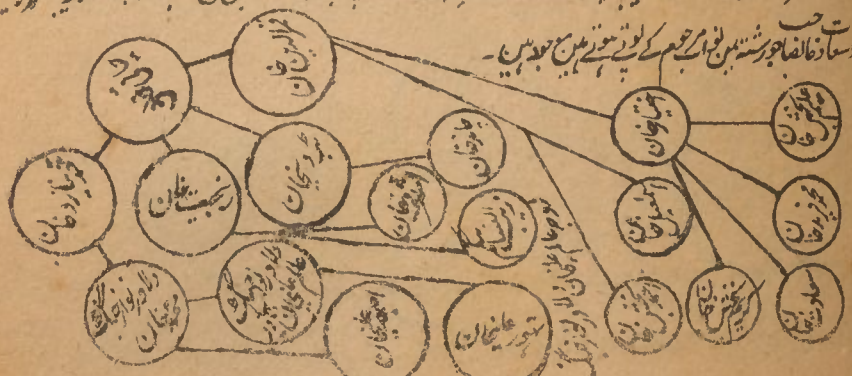

داور یار جنگ محمد داور الدین خان بہادر

۱۰۶

خاندان آپ کا اصلی نام محمد داور الدین تھا۔ آپ کے والد محمد کمال الدین خان نواب شرف الدولہ بہادر رستم جنگ مدار المہام کے نواسے تھے۔ آپ نواب تہنیت یار الدولہ بہادر کے پوتے جدی قریبی رشتہ دار تھے۔ آپ اردو فارسی میں بخوبی ماہر تھے۔ چھ ہزار کی جاگیر تھی۔ اٹھارہ سال تک سرکار عالی کے مختلف خدمات کو آپ نے انجام دیا ہے۔ بوقت کنارہ کشی سیوم تعلقدار تھے۔ سورو پیہ وظیفہ ہو گیا تھا ہتیار دن کا آپ کو انتہا درجہ کا شوق تھا۔ روزانہ آپ اپنے مکان پر اکثر اشخاص کو چار خوری کی دعوت فرماتے تھے۔ جس میں اکثر امرا و عمائدین شہر شریک رہتے تھے۔

خطاب سن ۱۳۱۱ھ کے تقریب سالگرہ مبارک کے موقع پر آپ کو خطاب محمد داور الدین خان بہادر داور یار جنگ منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم عطا ہوا تھا۔ آخر آپ نے رجب سن ۱۳۱۹ھ میں بعمر ۵۳ سال انتقال فرمایا۔ اخلاق و مروت میں اچھے تھے۔ آپ کی صاحبزادی کی شادی اسی سال ذی حجہ سن ۱۳۲۰ھ میں نواب نظام نواز جنگ بہادر کے صاحبزادے محمد غیاث الدین خان سے ہوئی ہے۔

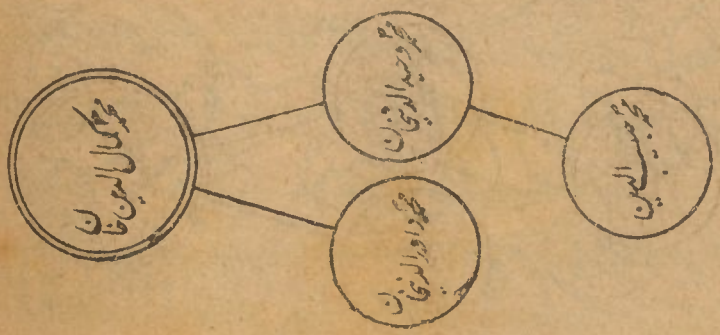

خاندان } آپ کا اصلی نام محمد امام الدین تھا۔ محمد منیر الدین خان بہادر صادق جنگ ثانی (داماد تہنیت یار الدولہ بہادر) کے فرزند اکبر تھے۔ آپکے جد اعلیٰ قاضی بلد الدین حسین خان (نارنول کے مشاہیر میں سے تھے) ہیں۔

تعلیم } آپ کی تعلیم مدرسۂ عالیہ میں ہوئی۔ عربی۔ فارسی میں لیاقت۔ انگریزی میں بھی وقفیت حاصل تھی شاعری کا مذاق

خطابات } تصوفانہ رنگ میں تھا۔ پوربی زبان میں بھی اکثر چیزیں آپنے لکھی ہیں۔ اکثر اوقات میں سے زبان نظام میں سن ۱۳۰۵ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری و منصب پنجہزاری عطا ہوا تھا۔ سن ۱۳۱۱ھ کی تقریب ہمایوں میں خطاب دایم جنگ منصب دوہزاری و یکصد ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی تھی۔

خدمات } پرنس میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر کی صدر اتالیقی سے ممتاز تھے۔ فیما بین اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ و ولایت سرکار عالی کالت کی خدمت انجام دیتے تھے۔ میر خانہ مبارک کی مہتممی اور دسالہ خاص کی بخشیگری سے بھی سرفراز تھے بہرصورت ایک مدبر امیر اور روشن خیال و خوش تدبیر تھے۔ افسوس ہے کہ ۴۵ سال سن میں ۱۴ ربیع سنہ ۱۳۳۰ھ

انتقال } کو اس عالم فانی سے راہی دار البقا ہوئے ؎ گر پیر نبود سالہ بمیرد عجبے نیست۔ این ماتم سخت است

اولاد } کہ گوید جوان مرد۔ ایک ۱۳ سالہ فرزند نجم الدین خان آپکے یادگار ہیں خدا عمر دراز کرے

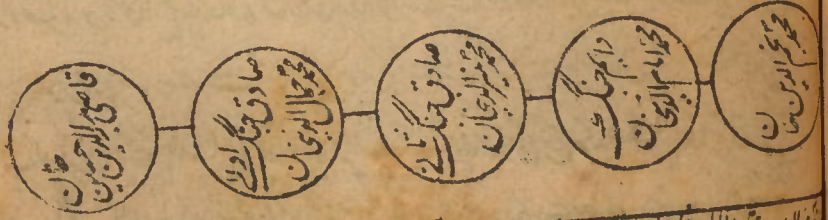

محمد منیر الدین محمد جمال الدین خان صادق جنگ اولی کے فرزند تھے۔ بتہنیت جشن سالگرہ مبارک (عہد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سن ۱۲۹۱ھ میں منیر الدین خان بہادر صادق جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۲ مؤلف

دھرم ونت راجہ اجمان راشٹوراج

خاندان | آپ کا اصلی نام شیوراج ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ راجہ ساگرمل کے چشم وچراغ اور موجب فخر خاندان وشرف دودمان ہین۔ اس خاندان عالیشان کے تمام اراکین بجز ایک کے راجہ ساگرمل بہادر کے عہد شہنشاہی اورنگزیب مکان کے گرنے سے دبکر مر گئے۔ اور راجہ ساگرمل بہادر کی پرورش تعلیم وتربیت حضرت مغفرت مآب نے کمال توجہ کے ساتھ فرمائی جسوقت فردوس آرامگاہ محمد شاہ پادشاہ ہندوستان اور نادرشاہ دارائے ایران کے بین بعد جنگ صلح ہوگئی۔ اور نواب آصف جاہ بہادر انتظام دکن کی غرض سے پیشگاہ پادشاہ سے رخصت حاصل کرکے عازم دکن ہوئے تو راجہ ساگرمل بہادر کو دار الخلافہ شاہجہان آباد سے حیدرآباد دکن ہمراہ لیتے آئے۔ اور مختار کاروبار دفاتر مال وملک سے ممتاز فرمائے۔ چنانچہ آپکے ماتحت سلہنہ ومتصدیان فوجی مرتبہ کام انجام دیتے تھے۔ اور اسی ایک آپکے دفتر سے مملکت شش صوبہ دکن کا کام انتظام پاتا تھا۔ آپکے فرزندان راجہ بھوانی داس دھرم ونت اور راجہ درگا داس دیانت ونت نے نواب شہید ناصر جنگ اور نواب صفدر الدولہ امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے زمانہ سربرآرائی مین اپنے خدمات مفوضہ کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ بعد ان کے راجہ بھوانی داس دھرم ونت بہادر کے فرزند اکبر راجہ کیول کشن بہادر (بعہد نواب میر نظام علی خان بہادر) نے بھی کمال درجہ دانشمندی سے بسر کی۔ اور ہمیشہ مورد الطاف شاہانہ رہے۔ مگر نواب سکندر جاہ بہادر کی حکمرانی مین بوجہ لاحق ہونے امراض جسمانی اپنے چچازاد بھائی راجہ خوشحال چند بہادر کو مختار کاروبار دفاتر سرکار کرکے خود خانہ نشین ہوئے۔ چونکہ راجہ خوشحال چند بہادر نہایت فہیم اور ہوشیار تھے اسلئے تمام کاروبار مفوضہ کو آپنے نہایت محنت وجانفشانی کے ساتھ رونق تازہ بخشی۔ آپ کو چار فرزند تھے خلف اکبر راجہ او جاگر چند رائے بہادر جنکی تاریخ تولد (دفتہ مال کی بتاتی ہے) انتقال اپنے پدر بزرگوار کے تمام خدمات سرکاری کا انتظام اپنی فکر رسا اور فہم ودکا سے بوجہ احسن انجام دیا۔ آپکو غریب پروری وقدر شناسی مین اعلیٰ درجہ کا تبحر حاصل تھا۔ اور پرتگاہ خداوندی سے منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار وعلم ونقارہ ودولت

راجہ شیوراج دھرم ونت بہادر

نشان و خطاب عمدہ و جاگیرہائے سیر حاصل سے ممتاز و مفتخر تھے۔ آپکے دوسرے بھائی راجہ رام پرشاد لالہ بہادر۔ راجہ
موتی پرشاد کیرت بہادر اور راجہ انجنی پرشاد دیرتا بہادر بھی مثل اپنے بزرگ بھائی کے لایق اور ہوشیار۔ مناصب
وخطابات سے سرفراز تھے۔ راجہ او جاگر چند بہادر کو تین فرزند خلف اکبر بھوپرشاد راجہ کرن بہادر خلف اوسط
راجہ اندرجیت بہادر خلف اصغر راجہ اندربل بہادر۔ چنانچہ بعد او جاگر چند بہادر کے راجہ کرن بہادر خدمات سرکاری سے
مستفیض ہوئے۔ اور تاحیات نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ جب اون کا انتقال ہوگیا تو بوجہ لاولدی کے چھوٹے بھائی
راجہ اندرجیت بہادر اون کے جانشین و قایم مقام ہوئے۔ اور جملہ خدمات شاہی کا تعلق آپ سے ہوا۔ یہ بھی مثل اپنے آب
وجد کے نہایت شایستگی اور دیانت و امانت سے خدمات سرکاری کو بجا لایا۔ آپکے چار فرزند خلف اکبر راجہ شیوراج دھرم
ونت بہادر جن کا نام نامی زیب عنوان ہے۔ آپ سن ۱۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ بعد فراغ علوم ضروریہ پہلے پہل
تولد } آپنے اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ رونیو ڈیپارٹمنٹ میں کام کیا۔ سن ۱۲۹۰ھ میں رونیو کمشنر کے عہدہ
خدمات } پر آپکو ترقی دی گئی۔ اور سن ۱۲۹۱ھ میں راجہ بہادر کے خطاب سے سرفرازی پائی۔ جب سن ۱۲۹۴ھ
خطابات } میں آپکے والد راجہ اندرجیت بہادر کا انتقال ہوگیا تو آپ سن ۱۲۹۷ھ میں بہ پیشگاہ سلطانی سے اپنی موروثی
خدمات ممتازہ سے سرپیچ اور مالہ مروارید بھی عطا ہوا۔ سن ۱۳۰۵ھ میں دھرم ونت کا خطاب او چار ہزاری منصب دو ہزار
سوار و علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ سن ۱۳۱۱ھ میں راجہ راجایان کے اعلے خطاب اور چار ہزار بالفعل منصب سے ہزار
بالفعل سوار و نقارہ و پالکی جھالردار سے مباہی و متمتع ہوئے۔ آپکو خدمت دفتر مال کے علاوہ سر رشتہ داری منصب و
نظارت رسومات بھی تفویض ہے۔ علاوہ بریں حسب الحکم اعلحضرت و ہز ہائنس مدار المہام سرکار عالی ہر امرا بلدہ کی متعلقات
خانگی کا تصفیہ (جو ایک اہم اور بزرگ کام ہے) بطور ثالثی منفصل کرنا آپ ہی سے متعلق ہے۔ اور جب کوئی ہندوستانی
رؤسا بطریق سیاحت حیدرآباد دکن آتے ہیں تو اون کی مہمانداری کا انتظام بھی آپ ہی کے سپرد رہتا ہے۔ اور اعلحضرت
سے ملاقات و تعارف کرانیکا ذریعہ آپ ہی ہوتے ہیں۔ ایک موقع پر امرائے دکن کے جانب سے بطریق وکالت آنریبل
سابق وایسرائے ہند کے خدمت میں حاضر ہونیکا اعزاز آپکو حاصل ہوا تھا۔ اور ہنا سے سفر میں آپ بمبئی تک ہمراہ آنریبل گئے تھے
قوم (کانگریس) کی بڑی آؤبھگت کی تھی۔ اور بمعاودت کے وقت بمقام حیدرآباد دکن مع قومی لیڈروں کے
خدمت میں ایک اڈریس پیش کیا تھا۔ آپ کی خیرات و مبرات کا نمبر بڑھا ہوا ہے۔ اور امور خیر جاریہ میں خاص دلچسپی

اوصاف حمیدہ } اور رفاہ عام کے کاموں سے کمال درجہ انس ہے تعلیمی مذاق زیادہ ہے چنانچہ آپنے ایک سنسکرت پاٹ شالہ قایم کیا ہے۔ جہاں سنسکرت اور فارسی کی تعلیم ہوتی ہے۔ انگریزی میٹریکولیشن کے درجہ تک ہوتی ہے طلبا کو فیس معاف ہے۔ دوسرا دہرم پرچارک شور پاٹ شالا ہے جس میں وید اور علم نجوم و شاستر کی پڑھائی ہوتی ہے۔ علاوہ بریں اپنی جاگیرات میں بھی آپنے مدارس قایم کئے ہیں۔ جسکے اخراجات کثیرہ آپ اپنے ذات پر برداشت کرتے ہیں آپ اپنی قوم کی بہبودی اور ترقی کیلئے سالانہ ایک بہت بڑی رقم خرچ فرماتے ہیں سن ۱۳۰۸ھ میں جوبلی اسکالرشپ آپ ہی نے طلبا کیلئے قایم کیا سن ۱۳۱۵ھ میں ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر چاندی اور سونیکے تمغے تقسیم فرمائے۔ ایک عظیم الشان جشن مسرت ترتیب دیا جسمیں تمام امرا و عمائدین شہر مدعو تھے۔ آپکو اپنے مذہبی رسومات کے علاوہ اسلامی امور خیر میں بھی خاص مذاق حاصل ہے۔ چنانچہ سالانہ یازدہم شریف کی نیاز اور عشرہ محرم کے چراغان وغیرہ کمال حسن نیت اور خلوص دل سے نہایت تکلیف و اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں اور سالگرہ مبارک اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ میں ایک پر تکلف اٹ ہوم تمام معزز امرا و معتمد عہدہ داروں کو دیا جاتا ہے بہرحال آپکا وجود دولت ریاست ابد مدت میں بجانب مغتنم سمجھا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ ایک عرصہ دراز سے آپکی بصارت میں فرق آگیا ہے جس کا علاج اطباء حاذق و حکمائے لائق سے کیا جاتا ہے۔ پروردگار پاک اپنا کرم و فضل فرمائے۔ اور آپکی دلی مطالب بر لائے آپکے کمسن اکلوتے فرزند راجہ شنکر راج بہادر ہیں خدا عمر دراز کرے۔

میر دلاور علی خان بہادر

خاندان آپ میر فضیلت علی خان بہادر سلیمان جاہ ریناب علی یاور الدولہ بہادر کے اکلوتے فرزند ارشد اور نامور الدولہ بہادر کے پوتے ہیں آپکے جد اعلیٰ نواب نور الامرا بہادر ہم جد ارسطو جاہ شہیر الملک سپہ دار الملہام سرکار علیہ تھے جو قبل از ورود حیدر آباد دکن آصف الدولہ بہادر والی لکھنؤ کے مقرب اور حیثیت پالسو سواران اور سال خاص سے ممتاز تھے ارسطو جاہ بہادر نے بسبب قرابت قریبہ کے اپکو طلب کرکے بارگاہ نظام علیخان بہادر غفران مآب میں پیش کیا جنہوں نے ظفر جنگ کو مع اکیس لاکھ کے جاگیرات حیثیت سواران دہلیٹن ہاتھ پر قریب ساتھ ہزار اور خطاب نور الامرا سے سرفراز فرمایا تمام عہد مغفرت منزل تک بسر فرمائے۔ ہر امیدوار کو منزل مقصود تک پہونچایا۔ آپ ہاشیدہ تھے اور قورمہ صبح وشام اپنی سپاہ کو کھلاتے تھے۔ اور اگر کسی قوم منہوس سے ہولو غلہ دیا کرتے تھے۔ آپ ہر سال [illegible] خوراک بر بانی وشیر برنج تھی۔ علم تیر اندازی میں کامل چار ٹانگ کی کمان آپکے ہاتھ سے کھینچی جاتی تھی۔ حالات اس خاندان کے دلاور علی خان بہادر (صاحب تذکرہ) کے عم علی یاور جنگ بہادر کے تذکرہ میں تحریر ہو چکے ہیں۔ آپ دلاور علیخان بہادر بوقت انتقال اپنے والد بزرگوار (سلیمان جاہ ریناب علی یاور الدولہ بہادر) کے نہایت صغر سن تھے۔ مگر ابتدا ہی سے اکتساب علوم وفنون کے جانب غیرت کا رجحان رہا۔ اور تمام قسم کے اہل دولت سے متصف ہیں نفرت تھے۔ مدرسہ عالیہ میں آپنے فارسی اور انگریزی کی تعلیم پائی ہے مختلف سوسائٹیوں میں ممبر رہے ہیں اپنے مکان پر بکثرت قیام کیا اپنے اوقات عزیز کو ارکان جانتے۔ اسوقت آپ اعلیٰ درجہ مہذب پابند قول وفعل عالی خیال بلند حوصلہ لائق وفائق نوجوان ہیں جملہ اعزاز ومناصب سے وجاگیرات موروثی سے بھی سرفراز وممتاز۔ اپنے آقائے ولی نعمت کے خیر خواہ۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت مظلہ العالی دربار دہلی سے بہ خیر وعافیت واپس ہونیکے بعد آپنے اپنے مکان پر ساکنین دفاتحین کو بہت کچھ خیرات دی۔

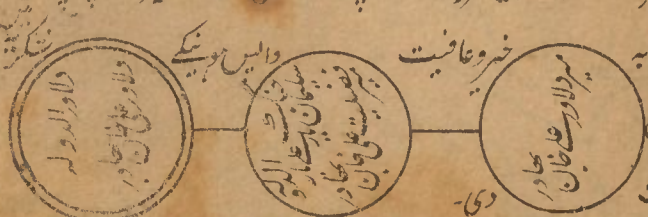

میر داور علی خان بہادر

خاندان] آپکے مورث اعلےٰ خواجہ بابا خان مخلص میر بخارائی تھے۔ تاریخ یادگار کہن لال ص۴۰ میں مسطور ہے کہ خواجہ بابا خان باشندہ بخارائی شریف فرزند بادشاہ بخارا وارد دہلی شدند آصفجاہ بہادر خیر ورود ایشان یافتہ بہ لفرت ملاقات رفتہ ہمراہ اورد ند بعد آں رزوی تمام نزد خود داشتند۔ وتا چہار ماہ اسلوب مزاج وکیفیت خاندان دریافتہ بادشاہ بیگم دختر نور الثنا دی منوده دادند۔ الحاصل حضرت مغفرتمآب کی صاحبزادی مسماۃ بادشاہ بیگم صاحبہ قبلہ ہمشیرہ حقیقی ناصر جنگ شہید آپ سے منسوب تھیں بیگم صاحبہ موصوفہ کے بطن سے ایک فرزند ارجمند خواجہ عبد البقا خان تولد ہوئے جنکی شادی نواب رحمت خان بہادر برادر عمدی حضرت مغفرتمآب کی صبیہ سے عمل میں آئی آپکے بطن سے میر محمود خان متولد ہوئے اور سید النساء بیگم عرف جانی بیگم صبیہ ناصر جنگ شہید سے مرزا محمود خان کو خطاب منصور جنگ قمر الدولہ قمر الملک قطب الامرا پیشگاہ سے حضرت غفرانمآب سے حمت ہوا۔ اور علاقہ بیش قرار اور جاگیرات بسیار حاصل وجمعیت سواران وپیادگان وخلعت وجواہرات بیش بہا سے سرفراز ومتاز ہوکر اعلےٰ درجہ کی حشمت ودولت کے ساتھ سربرآئے قطب الامرا بہادر پانچ خلف اور چھ دختر تھیں جنمیں خلف دوم سکندر جاہ غلام معظم خان بہادر المعروف میر بہاء الدین خان تھے جنکی شادی سکندر بادشاہ بیگم صاحبہ مہارالامرا بہادر نواب کلبانی سے ہوئی تھی بعد معظم خان بہادر کے خلف الرشید میر داور علیخان بہادر جنکا نام نامی زینت دیباچہ ہے۔ آپ کی شادی بہ میر قادر علیخان خلف عظیم الدولہ بہادر جلوہ ظہور میں لائی۔ آپ اس اولاد صاحبہ] خاندان کی شان کے اور لائق فرزند ہیں جاگیرات منصبی آبائی

خطابی میں مباہات تامہ رکھتے ہیں۔ اخلاق ذمیمہ سے بیحد دور ہیں

اولاد] آپکے تین صاحبزادے ہیں

۱۲ مولف

امیر دُرِ علیخان بہادر

خاندان } آپ خاص و عام میں مشہور میر دُرِ علی بادشاہ اور خاندان آصفیہ خلد اللہ ملکہ کے ایک اعلیٰ ممبر اور سپہ سالار علیخان سہام جنگ بہادر خلف صمصام الملک اولے کے صاحبزادے ہیں فی الحال صمصام الملک اولے کے بزرگان میں سے اعلیٰ آصف یار الملک بہادر کے آپ ہی کا نمبر ہے۔ اس شاہی خاندان کے احوالات اظہر من الشمس و ابین من الامس ہیں اعادہ کرنا گویا سورج کو چراغ سے دکھانا۔

صفات پسندیدہ } آپ ذی مرتبہ ذی رویہ۔ صاحب سلیقہ۔ پابند تہذیب ہیں۔ تحریر رجستہ۔ تقریر شستہ رکھتے ہیں طرز معاشرت بہت ٹھیک ہے۔

اولاد } آپ کو تین صاحبزادے نیک رویہ فرخندہ خصال ہیں میر اقبال علی خان۔ میر مومن علی خان میر کفایت علیخان جنکی تعلیم مدرسہ عزیزیہ میں بوجہ احسن ہو رہی ہے۔

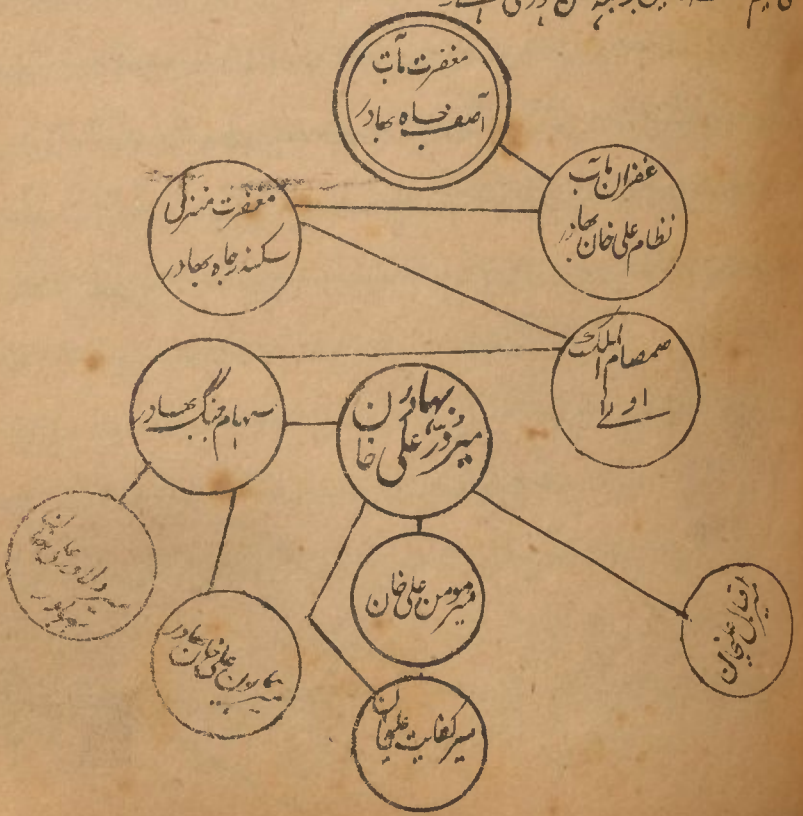

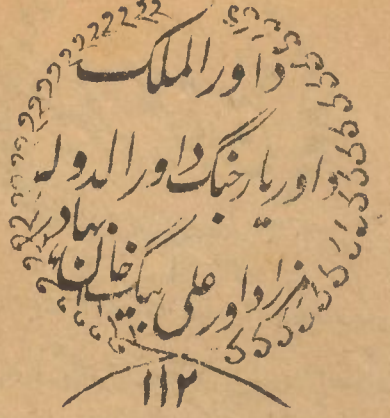

خاندان | آپکا اصلی نام مرزا داور علی بیگ عرف داور مرزا اور مولد و مسکن حیدرآباد دکن ہے۔ ابتداً آپکی ملازمت تعلق نواب فضل یار علیخان بہادر خلف بندہ علیخان مرحوم کے یہاں تھا۔ اور یہ بھی سنا جاتا ہے کہ آپ جب چالیس روپیہ ایک گھوڑے کی سلحدار کی سرکار میں ملازم تھے ۱۳۰۰ھ میں کچھ ایسے اتفاقات آپیش آئے کہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی پیشگاہ میں پیش ہوئے تقدیر رسا و بازوی کی منظور نظر خاقانی ہوئے دن دونی رات چوگنی ترقی ہونے لگی منصب ظل سبحانی کا شرف حاصل ہوا ہمیشہ باریاب رہنے لگے۔ تقریباً دو ہزار ماہوار پاتے ہیں۔ بتقریب جشن سالگرہ مبارک ۱۳۰۸ھ میں خطاب خانی و بہادری

خطاب | داور یار جنگ داور الدولہ داور الملک منصب سہ ہزار دو پانصدی دو ہزار دو پانصد سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائی۔ ۱۳۱۰ھ کے سالگرہ ہمایون کے موقعہ پر عماری نوبت سے ممتاز ہوئے۔ یہ سب مناصب و اعزاز تو مل چکے تھے مگر صرف خدمت کی کمی تھی وہ بھی آپکی حسن نیت و صدق عقیدت کے سبب سے ۱۳۲۱ھ کو (جبکہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے علاقہ صرف خاص کا انتظام فرمایا اور سابقہ عہدہ داروں کی موقوفی عمل میں آئی) پوری ہوی۔ صدر بخشی گری افواج مرحمت

خدمت | (جسپر نواب عزیز الدولہ صارم جنگ بہادر ممتاز تھے) کی خدمت سے سرفراز ہوئے۔

آپ ہمیشہ حضور پرنور مظلہ العالی کے ہمراہ رکاب سیر و شکار میں شریک رہتے ہیں ۱۳۲۱ھ میں جب بار قیصری دہلی میں منعقد ہوا تھا تو آپ بھی بلتمو ولیت اسٹاف اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ہمرکاب تھے۔

اخلاق و مروت میں اچھے ہیں۔ علمی لیاقت واجبی ہے۔ حلیم الطبع بینکسر المزاج ہیں۔

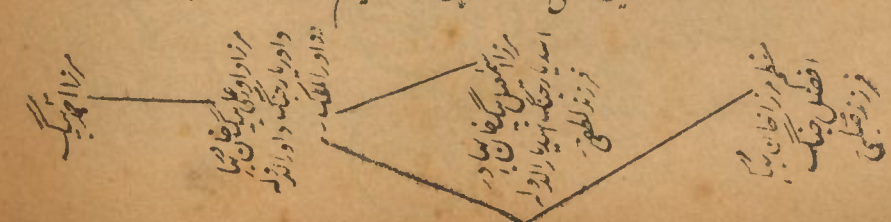

خاندان) آپ راجہ منولعل خلف الصدق راجہ بھوانی پرشاد کے بڑے نواسے ہیں آپ کے جد اعلے راجہ دیبی داس خلف رائے مرلیدہر بندہ شاہی تاریخ نہم رجب ۱۱۳۵ھ بعہد سرکار آصف جاہ منصب آب زمرۂ ملازمین شاہی مین شریک و منتخر ہوکر خدمات پیشکاری و خانسامانی و دفاتر سررشتہ جات محکمہ مال و تحصیل کاغذات سے سرفراز ہوے اور نہایت جان نثاری و دیانت داری سے خدمات مفوضہ ادا کرتے ہوے ۱۱۹۶ھ مین دینے ذاتی سے راہی ملک جاودانی ہوے۔ بعد ازان آپ کے فرزند اکبر راجہ تلجا پرشاد ۱۱۹۶ھ مین خدمات آبائی مصرحہ صدر سے سرفراز ہوکر بانصرام خدمات مفوضہ بمعرکہ جنگ بمقام پانگل تصدق ہوے۔ بعد انتقال آپ کے راجہ بھوانی پرشاد (خلف دوم راجہ دیبی داس) نے بجاے اپنے برادر کلان کے بہ پیشگاہ قدس داعلے جملہ خدمات سے سرفرازی پائی جس زمانہ مین کہ نواب ارسطو جاہ بہادر بمقام پونہ مقیم تھے اوسوقت آپ سے بحکم نواب نظام علی خان بہادر غفرانمآب جو کچھ کہ کارگزاری و جانفشانی ظہور پذیر ہوی تاریخ گلزار آصفیہ کے صفحہ ۲۵۹ کے ملاحظہ سے ہویدا ہے۔ چنانچہ اس نمایان خدمت کے صلہ مین ذیقعدہ ۱۲۱۳ھ مین بمعرحمت نواب ارسطو جاہ بہادر خدمت مشرفی محلات مبارکہ و صاحبزادگان و اقربایان وغیرہ و نیز آٹھ لاکھ روپیہ کی تعلقداری اور چار ہزار نفری اور پانسو سوار رسالہ رضا علی خان سے ممتاز ہوے۔ آخر الامر ذی قعدہ ۱۲۵۲ھ کو لاولد انتقال فرمایا۔ آپکے دو نبیرہ (اکبر راجہ منولعل۔ اصغر راجہ منولعل) تھے بعد انتقال آپ کے جملہ خدمات سے ۱۲۵۲ھ مین نبیرہ اصغر راجہ منولعل پیشگاہ حضرت غفران منزل سے سرفراز ہوکر بوجہ عدم توجہ بہ انصرام خدمات ۱۲۶۲ھ مین

خانہ نشین اور خدمات سے علحدہ کئے گئے - اور بگذاشت ایک فرزند مہراپرشاد ۱۲۶۳ھ مین انتقال فرمایا - سن بعد فرزند مذکور بھی لاولد فوت ہوگئے - تاریخ علحدگی دخانہ نشینی منولعل متوفی کے نبیرہ اکبر راجہ ہنولعل ۱۲۶۱ھ مین بہ لحاظ حقوق موروثی جملہ خدمات مشرفی وسرشتہ جات و جاگیرات و پیشکاری وخالصہ مالی وغیرہ سے سرفراز ہوے اور آپ کے ساتھ بمقدار الطاف خسروانہ نواب ناصرالدولہ بہادر غفران منزل کے سبدول تھے - اور عند البار یابی آپ کے معروضات پر جوارشادات ہوتے تھے عوام الناس پر ظاہر ہے - چنانچہ آپ نے تمامی امور است مفوضہ وخدمات معطیہ کو اپنی زیست مستعار کے اختتام تک نہایت ہی خوش اسلوبی و نیک نیتی سے انجام دیکر آخر خش بتاریخ ۱۳ ار رمضان ۱۲۷۴ھ مین بگذاشت ایک فرزند راجہ دگابرشاد بہادر (یعنے مغفور صاحب تذکرہ) راہی ملک بقا ہوے - آپ کے بعد راجہ دگابرشاد بہادر خلف الصدق راجہ ہنولعل غرہ شوال ۱۲۷۴ھ مین بپیشگاہ اقدس واعلے نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان سے بنظر اطاعت گزاری وجان نثاری وحقوق موروثی بعطاے خلعت سرفراز ہوے مرصع جملہ خدمات آبائی وجاگیرات عطیہ سلطانی وجائداد وغیرہ موروثی سے سرفراز ومتمازہوے اور اسوقت تک بلاشرکت غیری قابض ومتصرف ہین اور تاحال اون سرفراز خدمات کو بوجہ احسن انجام دیرہے ہین بالسنور دیہہ سے زاید ما ہوار خدمت مشرفی کے علاوہ سرشتہ جات دکار رخانجات کی تحریر بھی پاتے ہین - آپ کے جاگیرات کم وبیش (حصہ) ہزار کے تخمین جس مین فوج وغیرہ کی تنخواہ جاگیر سرکار مین بوجہ تقسیم دست بدست - اور دوسرے طریقہ سے بعہد نواب سرسالار جنگ اعظم مدارالمہام اولے نے آگئے نیز اب صرف نہایت بندرہ ہزار کی ذات جاگیر اور جاترا ودیول سری رام باغ کے انجام دہی کے لئے (صد بعنے) تخمیناً کی ہین اور ہمراہی کے لئے پچیس سوار اور منزل پالکی اور زنجیر فیل علاقہ دیوانی سے معہ تنخواہ جاری وتحت مین ہین -

اور آپ کے حدود جاگیرات مین سماعت مقدمات دیوانی وفوجداری کے لئے درجہ دوم کے

اقتدارات سرکار سے عطا ہین - اور آپ کے بزرگون کی بنا کردہ دیول وجاترا موسوم
بہ سری رام باغ ہے ہر سال آپ کے حسن انتظام واہتمام سے نہایت ہی تکلف سے ہوتی ہے
جو خود اپنا نظیر آپ ہی ہے بلکہ آپ کی نیک نیتی وخوش اعتقادی ایسی ہے کہ آپ آمدنی جاگیر
دیول سے صدہا روپیہ ماہانہ وسالانہ اخراجات مین اپنی ذات سے زیادہ تر صرف
کرتے ہین جسکی وجہ سے حسب الحکم نواب مدار المہام سرکار عالی محکمہ اوقاف کی نگرانی
وادخال حساب جاترا سے مستثنے کیے گئے ہین - آپ نے علمی لیاقت وذکاوت
مین اعلے درجہ کی پائی ہے اخلاق ومروت مین بے مثل ہین - آپ کی فیاضی کی
زندہ دلیل یہ ہے کہ مسمی تیجا پرشاد جو ایک غیر قوم کا لڑکا ہے جسکو اوسکی والدہ نے
بوجہ فوت ہونے اپنے شوہر کے اور کوئی وسیلہ پرورش نہ ہونے سے بغرض پرورش
وتعلیم وتربیت راجہ صاحب مغفور کے یہان چھوڑ گئی تھی - راجہ صاحب نے
بپاس دستگیری ہزارہا روپیہ اون کے خورد ونوش اور تعلیم وتدریس مین
صرف فرماکے انگریزی وفارسی مین کامل مہارت حاصل کرائی اور ہمیشہ کے
پرورش کے لئے علاقہ برگیڈ آفس نواب افسر الملک بہادر مین ملازم کرادیا
اور اون کی بود وباش کے لئے اپنے ذاتی مکانات سے ایک مکان بھی عطا کیا
تیجا پرشاد کے دو فرزند ہین ایک محبوب رائے دوسرے دستگیر رائے ان
دونون لڑکون کو بھی اپنے علاقہ مین ملازم کراکر ایفاء وعدہ فرمایا اب یہہ
تمام راجہ صاحب سے علیحدہ فارغ البالی سے بسر کر رہے ہین مغفور صاحب تذکرہ
کا سن اسوقت ساٹھ سال کے قریب ہے مگر افسوس ہے کہ اب تک خداوند کریم
نے آپ کو کوئی اولاد صلبی سرفراز نہین فرمایا اسلئے آپ نے اپنے بقائے
سلسلہ وادائی طریقہ تجہیز وتکفین وکریہ کرم وپوجا وغیرہ سری رام باغ کے لئے
ایک لڑکا اپنی قوم وقرابت کا ہندوستان سے طلب کیا ہے اور اوسکی تبنیت کی

منظوری کی کارروائی پیشگاہ سرکار میں پیش ہے غالبًا اوسکی منظوری ہوجائیگی۔
خدا اس معزز خاندان کے سلسلہ کو مستحکم کرے۔

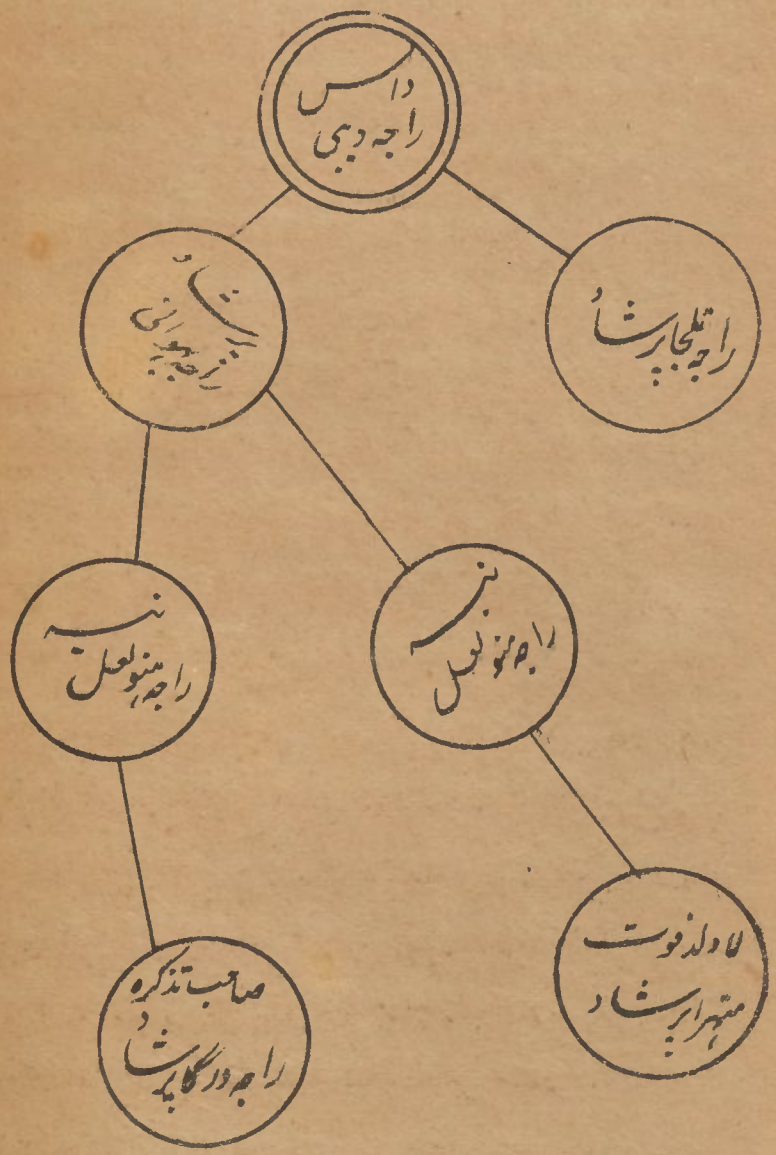

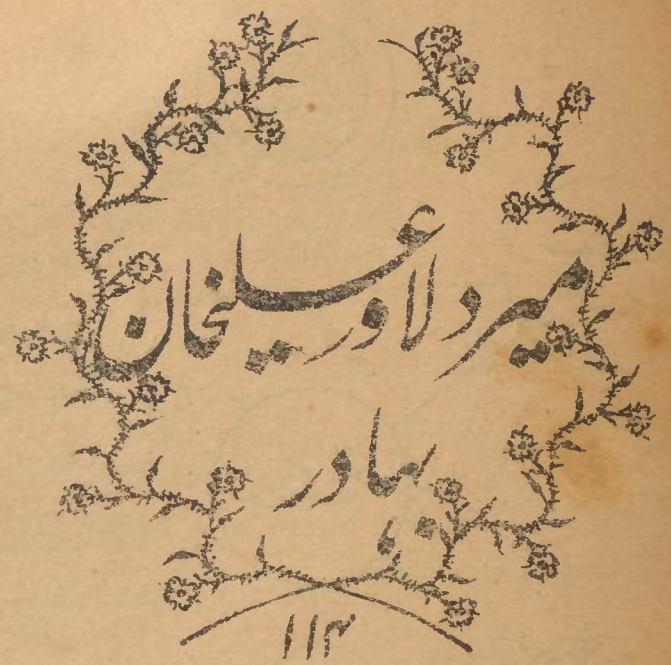

خاندان } آپ خاص دعام مین دلاور علی پادشاہ مشہور ہین۔ اور خاندان آصفیہ خلداللہ ملکہ کے ایک اعلے ممبر اور میر سرفراز علی خان المخاطب سپہام جنگ خلف معصام الملک اول کے صاحبزادے ہین

صفات پسندیدہ } آپ ذی مرتبہ۔ ذی رویہ۔ صاحب سلیقہ۔ پابند تہذیب ہین۔ آپ کی تحریر آراستہ اور تقریر شائستہ ہوتی ہے۔

اولاد } آپ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیان نیک رویہ فرخندہ خصال ہین۔ خلف اکبر میر ولی الدین علی خان جنکو سرکار سے ایک سو پچیس روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہے۔ مدرسہ عالیہ کے بورڈنگ مین تعلیم پاتے

ہین - دوم میر حسن علے خان اور سوم میر قاسم علی خان یہ دونون اچھے کمسن ہین

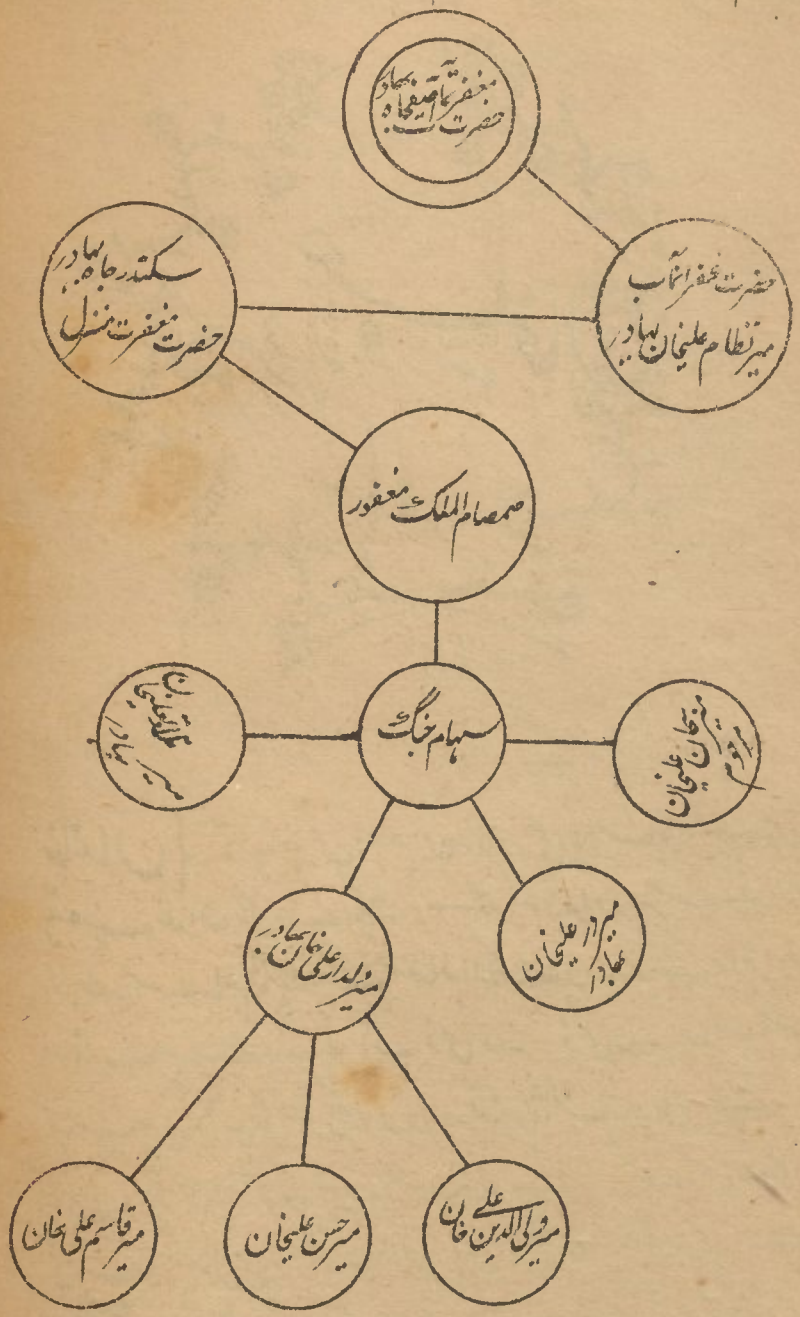

دولت یار جنگ
مرزا نصر اللہ خان بہادر

۱۱۵

آپ کا اصلی نام آغا مرزا نصر اللہ اور فدائی تخلص تھا۔ اور آپ غلام حسین اصفہانی خوشنویس کے فرزند ارشد تھے۔ آپ کو سنہ ۱۲۷۴ھ سے حضرت اقدس و اعلےٰ کی التفات و مصاحبت کا شرف آپ کو حاصل رہا تھا۔ لیکن ابتدائی طلازمت ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۰ھ سے پانسو روپیہ منصب علاقہ دیوانی اور پانسو روپیہ منصب علاقہ صرف خاص جملہ ایک ہزار روپیہ آپ کو ملتے تھے۔ کتب خانہ حضور پر نور کے مہتمم بھی رہے۔ سنہ ۱۲۹۲ھ میں مہتمم دار الضرب و مہور کے معزز عہدہ سے سرفراز ہوئے۔ برسوں خدمت مفوضہ کو باحسن وجوہ انجام دیا۔ کمال نیک نامی اور آن و بان سے بسر فرمائی۔ آخر سنہ ۱۳۱۲ھ میں انتقال فرمایا۔

آپ انتہا درجہ کے لائق ہوشیار، صاحب اخلاق و وضع مروت تھے۔ مرحوم کا مصنفہ دیوان فدائی اور مولفہ تاریخ داستان ترکمانان ہند اس وقت یادگار ہیں۔ جنکے دیکھنے سے آپ کی لیاقت و قادر الکلامی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ آپکے چار صاحبزادے۔ جوان لائق۔ ہوشیار۔ زیر تعلیم اس وقت موجود ہیں۔

۲۰۵
ذوالقدر جنگ بہادر
مرزا ذوالقدر بیگ خان
۱۱۶

خاندان } آپ کا اصلی نام مرزا ذوالقدر بیگ ہے۔ آپ نواب آغا مرزا سرور الملک بہادر کے خلف اکبر ہین۔ آپ کے حد اعلے حالات نواب سرور الملک بہادر کے تذکرہ مین درج ہون گے۔ بجز اس آپ دہلی کے ایک خاندان ذی شان کے معزز ممبر کے صاحبزادے ہین جنھون نے سلطنت آصفیہ مین بھی رسوخ و وقعت حاصل کی جو اظہر من الشمس ہے۔

آپ فارسی۔ عربی۔ انگریزی مین لایق۔ ایک مدت تک انگلنڈ مین رہکر۔ بی۔ بی۔ ایل۔ کا امتحان بھی پاس فرمایا ہے۔

خطاب } ۱۳۱۲ھ مین جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خانی و بہادری۔ ذوالقدر جنگ و منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی ہے۔

خدمت } ۲۸ رمضان ۱۳۱۷ھ سے نظامت* سوم فوجداری بلدہ کا کام انجام دیتے ہین۔ چار سو روپیہ ماہانہ تنخواہ ملتی ہے۔ اسکے علاوہ منصب مین بھی تنخواہ پاتے ہین۔ نہایت لایق۔ ہوشیار۔ ذی علم۔ قانون دان صاحب اخلاق و ذی مروت۔ وجیہ نوجوان ہین۔ آپ کو ایک کمسن صاحبزادہ موجود ہے۔

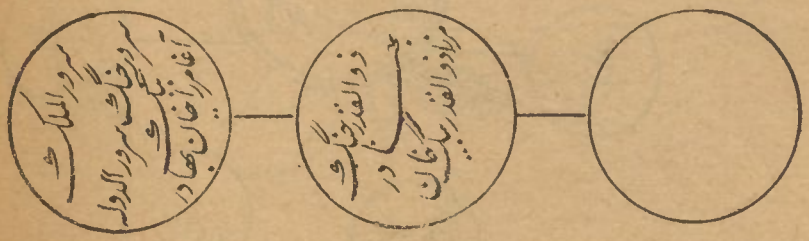

* نظامت سوم پر مولوی سید علی احمد صاحب کا تقرر ہے لیکن مع مولوی صاحب موصوف ضلع محبوب نگر کی نظامت دیوانی کا کام انجام دیتے ہین ۱۲ مولف

ذوالفقار جنگ
میر محمد علیخان بہادر
۱۱۷

خاندان آپ کا اصلی نام میر محمد علی ہے۔ آپ منیر جنگ بہادر شجع الدولہ ثانی کے اکلوتے خلف الصدق تھے۔ آپ کے خاندان کا سلسلہ حیدر یار خان بہادر شیر جنگ کو پہونچتا ہے۔ جو نواب مختار الملک اولے کے جد اعلے تھے اس خاندان عالیشان کے تفصیلی حالات نواب میر یوسف علیخان بہادر سالار جنگ حال (جو دودمان مختار الملک اولے کے چشم و چراغ ہیں) کے تذکرہ میں درج ہیں۔

خطاب آپ کو پیشگاہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے سنہ ۱۲۹۱ھ میں بتقریب تبدیل سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری ذوالفقار جنگ عطا ہوا۔

انتقال افسوس ہے کہ بعالم شباب بلا فرزند نرینہ سنہ ۱۳۰۱ھ میں راہی خلد بریں ہوئے۔

خصایل آپ صاحب اخلاق و ذی مروت تھے۔

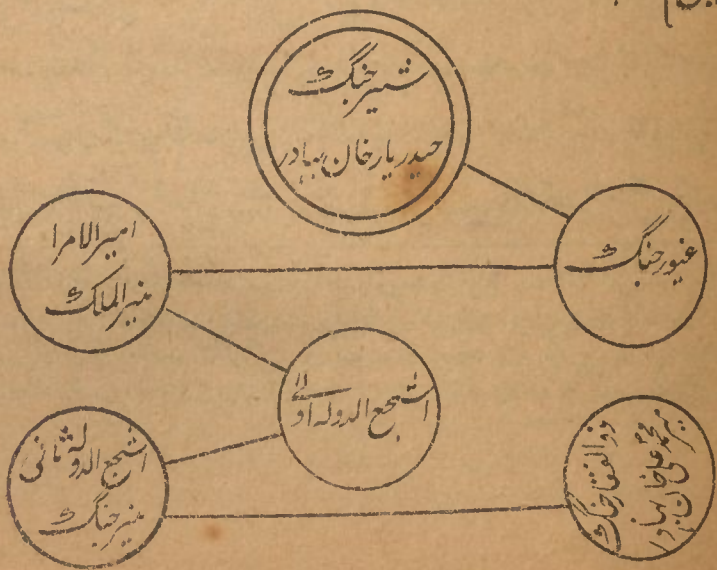

ذکر جنبونت بہادر راجہ ورنجہا و کھانڈیراؤ

۱۱۸

خاندان اسکا اصلی نام نامی کھانڈیراؤ ہے۔ آپ راجا نند راؤ بہادر کے فرزند ارجمند اور راجہ کھانڈیراؤ المخاطب براجہ ارجن دیو کے پوتے۔ اور راجہ باجی راؤ المخاطب براجہ راؤ ورنجا جیونت بہادر کے بھتیجے ہین۔ آپکے مورث اعلیٰ راجہ بنہاجی راؤ بنالکر جو قوم کے سورج بنسی چھتری مرہٹے مقام بنالہ منمضافات ہندوستان کے رہنے والے تھے۔ انکی والدہ بعد انتقال اپنے شوہر کے (جو حامل تھین) بوجہ ناانفاقی اقربا سنگیا پور کے راجہ کے یہان آکر مقیم ہوئین۔ اور رنجہاجی ہمین پیدا ہوے۔ چونکہ فیطرتاً شجیع اور جوانمرد تھے علاوہ برین راجہ نے بھی عمدہ تعلیم و تربیت جمیع علوم و فنون سپہ گری مین دلائی تھی اسلئے اکثر سپاہیان نامور آزما انکی تابع ہوگئے جس سے اطراف و اکناف کے زمیندار ان پر انکا رعب غالب ہوگیا حضرت محمد شاہ بادشاہ غازی کے عہد حکمرانی مین بوجہ معاملہ تعلقات سرکاری چندے سید حسین علیخان بہادر کے نگرانی مین رہے۔ مگر تھوڑے ہی روز بعد بطفیل حضرت امام حسین علیہ السلام تصفیہ ہوگیا اور راجہ بہادری کا خطاب علم و نقارہ ماہی مراتب و نوبت گھریال فیل نشان منصب ہفت ہزاری دس ہزار سوار باون لاکھ کے جاگیر سے بھی سرفراز کئے گئے۔ اور بزمرہ منصبداران شاہی شریک ہوے نہایت کریم النفس اور صاف باطن تھے۔ انکو چار حلف تھے جنمین راجہ جانوجی جسونت بنالکر المخاطب براجہ ارجن بہادر بدستور قدیم جاگیر اور مورونی سے سرفراز اور منصب ہفت ہزاری دس ہزار سوار علم و نقارہ وغیرہ سے ممتاز ہوے جب حضرت مغفرت مآب آصفجاہ بہادر عازم حیدرآباد دکن ہوے تو انکو حسب الحکم واجازت شاہی دس ہزار سوار کے ساتھ اپنا رفیق خاص مقرر کرکے ہمراہ لے آئے چنانچہ یہان آن سے ایسے ایسے کارہائے نمایان ظہور مین آئے کہ ہمیشہ مورد تحسین و آفرین رہے۔ راؤ پنڈت پردھان کے مقابلہ مین جنگ کا تصفیہ اس حسن سے فرمایا کہ موجب

---

* اسکا قصیدہ ہے کہ جب بنہاجی راؤ بنالکر کے معاملہ کا تصفیہ جلد ہوتا نظر نہ آیا تو بہت پریشان ہوے۔ وہ ایام عشرہ شریف کے تھے۔ قریب مین امام باڑہ تھا جہان تقریر داری ہورہی تھی جسکو سنکر بصدق اعتقاد جناب باری مین دعا کی کہ اگر بطفیل حضرت امام حسین علیہ السلام یہ تصفیہ جلد ہوجائے تو مین ہر سال تقریر داری کرونگا۔ اور بعد میرے میری اولاد کو یہ نیکی دمبدم کرتی رہیگی۔ اوسکے دوسرے روز ہی بلا کسی سعی و سفارش کے سید حسین علیخان بہادر نے از خود طلب کے انکا تصفیہ کردیا۔ اور خلعت و مناصب سے بھی سرفرازی دلائی۔ اور بہادری کا خطاب بھی عطا ہوا۔ انھون نے فوراً تو دیدی کی بناکی۔ اور اپنی اولاد کو بھی وصیت کی چنانچہ اب تک انکے خاندان مین تقریر داری برابر جاری ہے۔ اور اکثر راجہ بہادر اور راجہ عشرہ شریف مین بہایت تکلف کرتے تھے۔ [illegible] اور ہر سال عشرہ شریف کو [illegible] اور چراغون کی روشنی و تقریر داری [illegible] جاری رہتا تھا [illegible] ۱۲ منہ

خوشنودی حضرت مغفرت مآب ہوئے۔ اور حضرت ممدوح اپنکا بجز اتعظیم لیتے تھے اور بیٹھنے کا حکم صادر فرماتے تھے۔ آپکو تین فرزند تھے جینمین راجہ انند راؤ بہا مورد مناصب و اعزاز سے سرفراز ہوئے اور سب سابق متعین سرکار آصفیہ ہے۔ اکثر محال کرملہ جاگیر اور کوٹلہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد مین (جو آپکی دو لاکھ روپیہ کی تیاری سے تیار ہوا تھا) رہتے تھے۔ اور حسب الحکم شاہی اعظم الامرا کے ہمراہ جنگ الورہ وغیرہ مین بھی شریک تھے۔ آپکے اکلوتے فرزند راجہ راؤ رنبھا جیونت بہادر (جو محال کرملہ مین پیدا ہوئے تھے) حسب الطلب حضرت غفران مآب محال کرملہ سے حاضر ہوکر اعزاز مناصب آبائی سے سرفرازی پائی۔ اور امکنات زمین دولاجاہی اندرون دروازہ چادر گھاٹ سکونت کے لئے مرحمت ہوئی۔ آپ حضرت ممدوح کے ہمیشہ رفیق جان نثار رہے۔ چنانچہ جنگ کھڑکی مین جب فوج نے تزلزل پایا تو آپنے شمشیر بے نیام سے وہ پرزور حملہ کیا کہ فتح شاہی ہوئی اور قلعہ قبضہ مین آگیا۔ بعد انتقال حضرت غفران مآب کے حضرت مغفرت منزل کے عہد ریاست مین بھی راجہ راؤ رنبھا جیونت بہادر نے نہایت عزت و آبرو سے بسر فرمائی۔ چندے بعد وزارت میر عالم بہادر جاگیر کرملہ مین رہنے کا حکم ہوا تھا۔ بعدہ حسب الحکم وارد بلدہ ہوئے۔ آخر عہد حضرت ممدوح ۱۲۳۶ھ مین بتصفیہ موروثی خانگی کے لئے حویلی قدیم مین بیٹھ گئے تھے۔ حضرت مغفرت منزل نے ایک ہزار روپیہ روزانہ آپکی رسولی کے لئے مقرر فرمایا تھا (بقول گلزار آصفیہ سو روپیہ روزانہ) اور منیر الملک بہادر و مہاراجہ چندو لعل بہادر کو تاکیدی حکم ہوا تھا کہ جلد انکے مقدمات کا تصفیہ کیا جائے۔ چنانچہ بہت جلد تصفیہ ہوگیا۔ اور حضرت غفرانمنزل کے زمانہ مین بسبب منتقل ہونے جاگیر کرملہ بعلاوہ سرکار عظمت مدار پرگنات بھوم عنایت ہوئے۔ اور لاکھ بھار روپیہ کے وعدہ کی ادائی خزانہ خاص سے فرمائی۔ آپ عشرہ شریف مین روزانہ ہزار روپیہ کا کھانا مساکینون کو کھلاتے تھے۔ اور روشنائی کا تیل اسقدر افراط سے خرچ ہوتا تھا کہ بدر رود سے بہتا تھا جسکو غربا اوٹھا لیجاتے تھے طبیعت کے بھی نہایت شجیع تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت غفران منزل کے دربار مین حاضر تھے کہ خلوت مبارک مین ایک مست بھینسہ چھوٹ کر آیا۔ حسب الحکم حضرت ممدوح اوسکو آپنے ایک ضرب تلوار مین دو نیم کیا۔ اکثر مہابگر اسپ آپ پاس پانچ پانچ سو روپیہ کے ملازم تھے۔ سواری مبارک مین غفران منزل کے مجرا اور نذر ہاتی یا گھوڑے پر سوار ہوکر گذرانتے تھے۔ آخر آپنے عمر طبعی کو پہونچ کر سن ۸۰ سالہ فالج کے عارضہ سے ۱۲۶۰ھ مین راہی عالم باقی ہوئے۔ آپکو اولاد کثیر تھی جینمین راجہ کھانڈیراؤ المخاطب آرجن بہادر آپکے خلف اکبر تھے۔ جو اپنے والد کے کم توجہی کے باعث کرملہ مین رہتے تھے۔ بسفارش منیر الملک بہادر و مہاراجہ چندو لعل بہادر حسب الحکم حاضر

رہنے لگے۔ آپکے تین خلف حسین خلف اکبر راجہ راؤ رنبھا جیونت بہادر ثانی جنکا تولد ۱۲۵۰ھ میں ہوا تھا جملہ اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز اور جاگیرات و خطاب سے ممتاز تھے۔ یہ بھی مثل اپنے جد کے دلیر جوانمرد شایق تیر و سپر حسب پابند امارت تھے۔ ۸ صفر ۱۲۸۳ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ لاولد انتقال فرمانیکی وجہ سے آپکے چھوٹے بھائی راجہ انند راؤ بہادر کے فرزند ارشد راجہ کھانڈیراؤ (جنکا یہ تذکرہ ہے) جو اوسوقت بہت کم سن تھے۔ کل مناصب و اعزاز آبائی سے سرفراز ہوئے۔ مگر جاگیرات میں نصف جاگیرات رانی کشنا بائی صغار راجہ راؤ رنبھا جیونت بہادر کے (تاحیات والی ضابطہ) قبضہ میں رہیں اور باقی آپکے قبض و تصرف میں ہیں۔ ایک زمانہ تک بوجھ کم سنی آپکی تمام ذات و جائداد نگرانی کورٹ آف وارڈز میں رہکر بعد بلوغ چھوڑ دیگئی۔ چنانچہ اب آپ اپنے جاگیرات پر اچھی طرح نگران اور منتظم ہیں۔ ۱۳۱۶ھ میں آپ کو خطاب راؤ رنبھا جیونت بہادر منصب دو ہزار و پانصدی و یک ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔ اور نوبت کی بھی اجازت سرفراز ہوی۔ آپ کا سن اسوقت تخمیناً ۲۴ سال کا ہوگا۔ آپ دیوانی بلدہ میں آنریری مجسٹریٹ ہیں۔ انگریزی۔ فارسی میں اچھی لیاقت ہے۔ اور جاگیرات میں درجہ اول کے اقتدارات عدالتی دیوانی و فوجداری حاصل ہیں۔ فطرتاً اور پر آپ کو علم و ہنر کا شوق ہے۔ کمال درجہ خلیق ذی مروت۔ صاحب جود و سخا ہیں۔ اسوقت انکو دو صاحبزادیان ہیں۔ فرزند نرینہ ابتک مولود نہیں ہوا۔

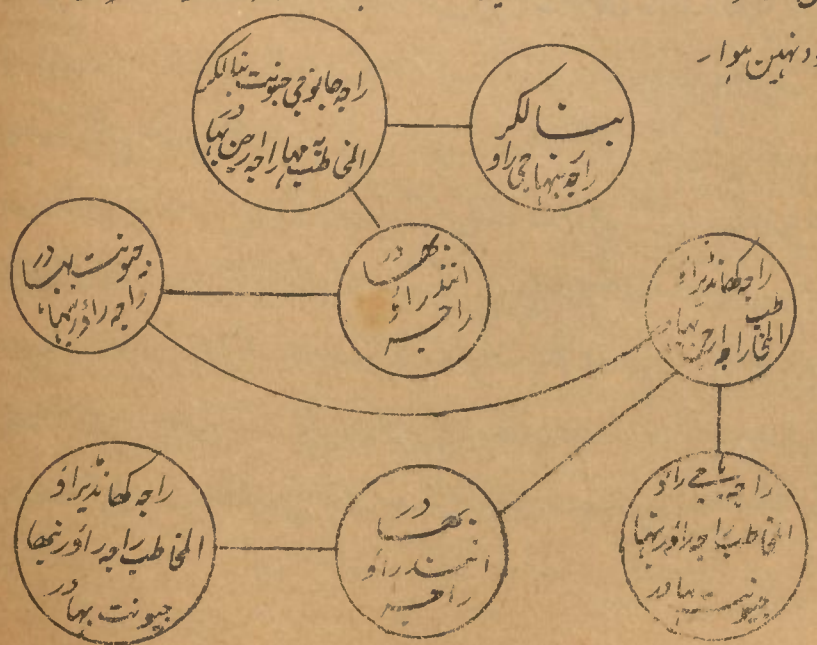

رحمان یار جنگ
رحمان شریف خان بہادر

۱۱۹

خاندان] آپکا اصلی نام رحمان شریف ہے۔ ابتداءً آپکے جد شریف صاحب سنہ ۱۲۵۹ھ مین (بعہد ناصر الدولہ بہادر) بجاگیر علاقہ سکار نظام خلد اللہ ملکہ سے وارد حیدرآباد ہوئے۔ اور برہان الدین عرف برہنہ صاحب کے دیہات پر ایک زمانہ تک مامور رہے۔ اون کے فرزند امین شریف صاحب بھی برہنہ صاحب کے علاقہ مین ہی اپنی بسر بردگی۔ اور ۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۵ھ مین انتقال کیا۔ اون کے خلف الصدق رحمان شریف (جنکا نام نامی عنوان مین درج ہے) سن ۱۲۵۰ھ مین تولد ہوئے۔ مدرسہ دار العلوم مین فارسی اور عربی تحصیل کی۔ اور سنہ ۱۲۷۰ھ سے مختلف خدمات پر کار گزار رہے سنہ ۱۳۱۱ھ مین مددگار پریوٹ سکرٹری (رتاج دفتر ملکی) مقرر ہوئے۔ پانسو روپیہ تنخواہ اور پچاس روپیہ الونس ملتی تھی۔

خطاب] سنہ ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری رحمان یار جنگ منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ آخر رجب سنہ ۱۳۲۰ھ مین خدمت مذکور سے سبکدوش کئے گئے اور دو سو پچاس روپیہ وظیفہ مقرر ہو گیا۔ اس وقت عمر ۵۳ سال کی ہوگی۔ آپ اخلاق و مروت کے اچھے ہین۔ آپکو کوئی فرزند نرینہ نہین ہے۔ صرف دو صبیہ ہین ایک محمد فیاض الدین صاحب سے منسوب اور دوسری علی مرتضیٰ صاحب فرزند مولوی علی رضا خان مرحوم سابق رکن مجالس) سے سلکت ازدواج مین ہے۔

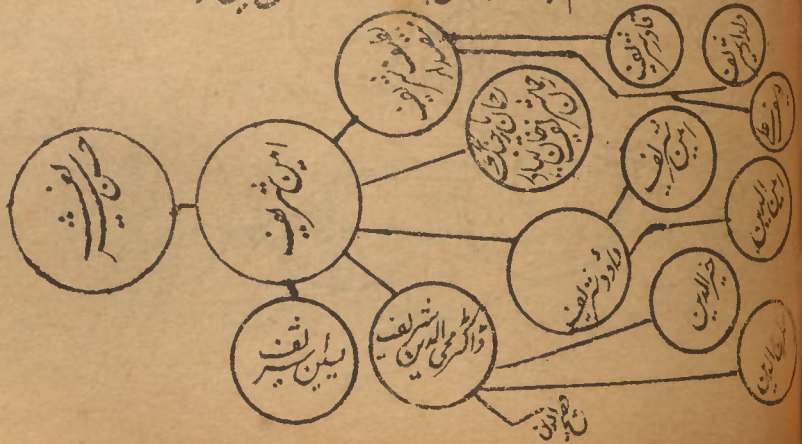

رسول یار جنگ
احمد یار خان بہادر

۱۳۰

خاندان } آپ رسول یار خان محی الدولہ مغفور کے خلف دوم اور عزت یار خان بہادر محی الدولہ حال کے چھوٹے بھائی ہین۔ آپ کے خاندان کے تفصیلی حالات محی الدولہ بہادر حال کے تذکرہ مین بیان ہو گئے ہین۔ الغرض آپ اُسی خاندان ذی شان کے ممبر ہین جن کے گھر صدر الصدوری عہد حضرت غفران مآب سے آج تک چلی آتی ہے۔ اور جس کا اعزاز و احترام ہر رئیس وقت کے پاس ترقی پذیر رہا۔

لیاقت } آپ فارسی۔ عربی۔ انگریزی مین لایق۔ سیاق و سباق سے واقف قانون سے ماہر ہین۔

خطاب } سنہ ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری۔ رسول یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی ہے۔

اس وقت آپ فوجداری بلدہ مین آنریری مجسٹریٹ ہین۔ اپنے کار مفوضہ کو نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیتے ہین۔ اور تصفیہ مقدمات کمال حسن کے ساتھ کرتے ہین۔ ہر فریق مقدمہ آپ کے سچے انصاف کا معترف ہے

نوجوان۔ لایق۔ ہوشیار۔ مدبر۔ فرنس صاحب اخلاق۔ وجیہہ۔ فیاض ہین۔

آپ کو ایک صاحبزادے ہین۔

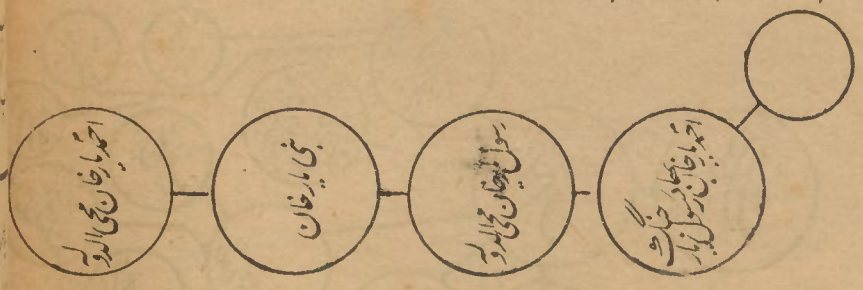

مسٹر رنگا ریڈی صاحب
مہتمم کوتوالی ضلع مراد آباد صدر مقام

۱۲۱

آپ مسٹر لچما ریڈی متوفی عرف کپتان* لیکن صاحب کے خلف اکبر ہین - آپکا خاندان اس ریاست کے معزز گروہ زمینداران سے ہے - چنانچہ آپکے والد مسٹر لچما ریڈی متوفے اپٹی بادے پلی قصبہ جنواڑہ کے دیسکھ تھے - اور بعہد سر سالار جنگ اعظم سرکاری ملازمت مین داخل ہوئے - ابتداءً بمشاہرہ دوسو روپیہ مہتمم کوتوالی ضلع میدک ہوئے - بعدازان صدر مہتمم سمت مہتمم صدر المہام کوتوالی اور ناظم نظم جمعیت کے عہدہ پر یکے بادیگرے مامور ہوئے - آخر مین بمشاہرہ ایکہزار روپیہ اول مددگار ناظم کوتوالی اضلاع کے معزز عہدہ سے سرفراز ہوئے - سنہ ۱۳۰۹ھ مین آپنے انتقال کیا - آپکے چار صاحبزادے اوّل مسٹر رنگا ریڈی - دوم وینکٹ نارائن ریڈی (مہتمم ضلع لنگسگور) رام چندر ریڈی سابق کورٹ انسپکٹر اطراف بلدہ (جن کا انتقال اوائل سنہ ۱۳۳۰ھ مین ہوا - چہارم میگا ریڈی (یہ بھی اواخر سنہ ۱۳۲۰ھ مین انتقال کئے)

آپ (صاحب تذکرہ) انگریزی - فارسی مین لایق - اعزاز و مناصب موروثی سے سرفراز ہین آپکی ابتدائی ملازمت سنہ ۱۳۰۴ھ ہے آپ اپنے والد بزرگوار کے زندگی ہی مین مددگار

---

* یہ عیسائی نام کے متعلق مشہور ہے کہ سر سالار جنگ اعظم نے آپ کو عطا کیا تھا - چنانچہ اسیطرح رانچنا ونپرتی کے بھائی کپتان واب اور وینکٹ ریڈی زمیندار کپتان نیک کے نام مشہور تھے - ۱۲ مولف

ہنطبہم کو توالی سررشتہ سکہان پر بمواجب دوسو روپیہ مامور تھے۔
بعد ازاں ۱۲ شعبان ۱۳۰۹ھ کو مہتمم کوتوالی ضلع اطراف بلدہ کے عہدہ سے ممتاز ہوئے
چنانچہ اس وقت تک اوسی عہدہ کو انجام دیرہے ہین۔ ساڑے تین سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے
نہایت لایق اور ہوشیار ہین۔ سررشتہ کوتوالی مین ماہر اور تجربہ کار مانے جاتے ہین۔ اپنے
فرایض کو کمال مستعدی اور جفاکشی کے ساتھ انجام دیتے ہین۔ آپ کو پانچ صاحبزادے ہین جنمین
خلف اکبر سرنواس ریڈی عرف رنگارڈی اپنے نانا رنگارڈی صاحب دیسکھ حسن آباد کے
فرزند آغوشی ہین۔ بقیہ چار صاحبزادے انگریزی اور فارسی کی زیر تعلیم ہین۔

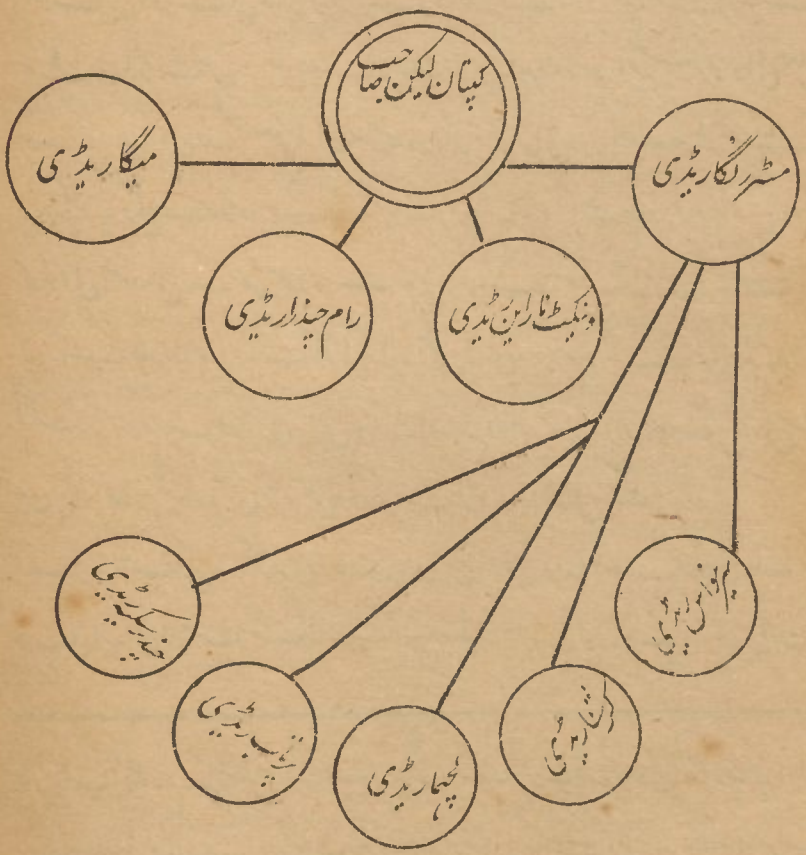

رفعت یار جنگ
مولوی شیخ احمد خان بہادر
۱۲۲

خاندان } آپ کا اصلی نام مولوی شیخ احمد تھا - نواب عماد جنگ بہادر کے حقیقی بھائی تھے - مدرسۂ دار العلوم مین تعلیم پائی تھی - اُردو - فارسی - عربی مین اعلےٰ درجہ کی لیاقت تھی ابتداء ملازمت ۱۲۷۸ھ سے مختلف خدمات کو انجام دینے کے بعد غرہ رمضان ۱۳۰۲ھ مین شمس الانام کی خدمت پر مامور ہوے ۱۳۰۵ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپ کو خطاب خانی و بہادری رفعت یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا تھا - بعد ازان ۵ جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ کو صوبیدار صوبۂ ورنگل کے معزز عہدہ سے ممتاز ہوے - ستر اسو روپیہ تنخواہ اور دو سو روپیہ لوازمہ صوبیداری پاتے تھے - افسوس ہے - ۸ صفر ۱۳۱۵ھ روز جمعہ بوقت دو بجے دن کے آپ نے انتقال فرمایا - نہایت لایق اور خوش اخلاق تھے - آپ کے ورثار کو چھ سو روپیہ سرکار عالی سے ملتا ہے اور چار صاحبزادے آپکی یادگار موجود ہین - جو اسوقت بلدہ کے معزز خدمات پر سرفراز ہین منجملہ اون کے یہان مرحوم کے خلف ارشد مولوی نظام الدین احمد صاحب ایم - اے - بی - ایل - بی بارسٹرایٹ لا قابل ذکر نہایت لایق اور ہوشیار ہین - آپ نے لنڈن مین ایک عرصہ تک رہکر ایم - اے کی ڈگری اور بیارسٹری کی سند حاصل کی ہے - بعد ازان حیدرآباد دکن مین ۱۹ شوال ۱۳۱۴ھ سے مختلف معزز خدمات ادا کرنے کے بعد اسوقت بمشاہرہ ایک ہزار روپیہ منصرم نائب معتمد مجلس وضع قوانین ہین - اخلاق و مروت مین اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم ہین

ریاست علیخان بہادر جمعدار

۱۲۳

خاندان } آپ نواب دولہ خان مرحوم کے خلف الصدق اور ریاست علیخان
رفیق یار الدولہ مغفور کے پوتے ہین۔ آپ کے جد اعلے دولہ خان المخاطب کرار نواز
تھے۔ جنکے کارہاے نمایان وخدمات شایستہ سے اکثر صفحات تواریخ مملو ہین
اس خاندان عالیشان کے حالات آپ کے چچازاد بھائی عنایت علیخان بہادر
جمعدار خلف امیر نواز خان مرحوم کے تذکرہ مین بیان ہون گے۔

بعد انتقال ریاست علیخان رفیق یار الدولہ بہادر کے مرحوم کے ہر دو لایق فرزند
اعنی دولہ خان بہادر اور امیر نواز خان بہادر مین تمام جائداد و فوج جاگیرات علی السو
تقسیم پائے۔ چونکہ دولہ خان مرحوم نہایت مخیر اور فیاض تھے اسلئے بہت جلد
مقروض ہوگئے۔ اور کئی لاکھ کا قرضہ جایداد جاگیر پر ہوگیا۔ آخر مرحوم نے اس
قرضہ سے خلاصی پانے کے لئے یہ تجویز کی کہ اپنا علاقہ عدم صلاحیت انتظام
مدرسے کورٹ آف وارڈز کے تفویض کردیا۔ چنانچہ اوس کثیر قرضہ کے ادائی
انتظام بطریق سرشتہ کورٹ آف وارڈز نے مقرر کیا۔ اس عرصہ مین ۸ ر صفر ۱۳۱۵ھ
دولہ خان بہادر نے انتقال کیا۔ اور مرحوم کے صاحبزادے ریاست علیخان
(صاحب تذکرہ) کے کم سنی کیوجہ سے حسب سابق علاقہ کورٹ کے نگرانی مین

اور اب آپ کی جائداد کی نگرانی اور تعلیم و تربیت سب کچھ کورٹ کے ذمہ ہے ۔
اسوقت آپ کی عمر ۱۵ سالہ ہوگی ۔ مدرسۂ آصفیہ میں تعلیم پاتے ہیں ۔ نہایت لایق ۔
ہوشیار اور ذہین ہیں ۔ جملہ اعزاز و مناصب آبائی و جاگیرات موروثی آپ پر
بحال ہیں ۔ چنانچہ سو سوار ساٹھ پیدل ۔ پانسو روپیہ تنخواہ ۔ تقریباً بیس ہزار روپیہ
کے جاگیر دیگر متفرق جائداد ۔ عمارتی ۔ نوبت وغیرہ یہ سب کچھ اجرا ہیں ۔

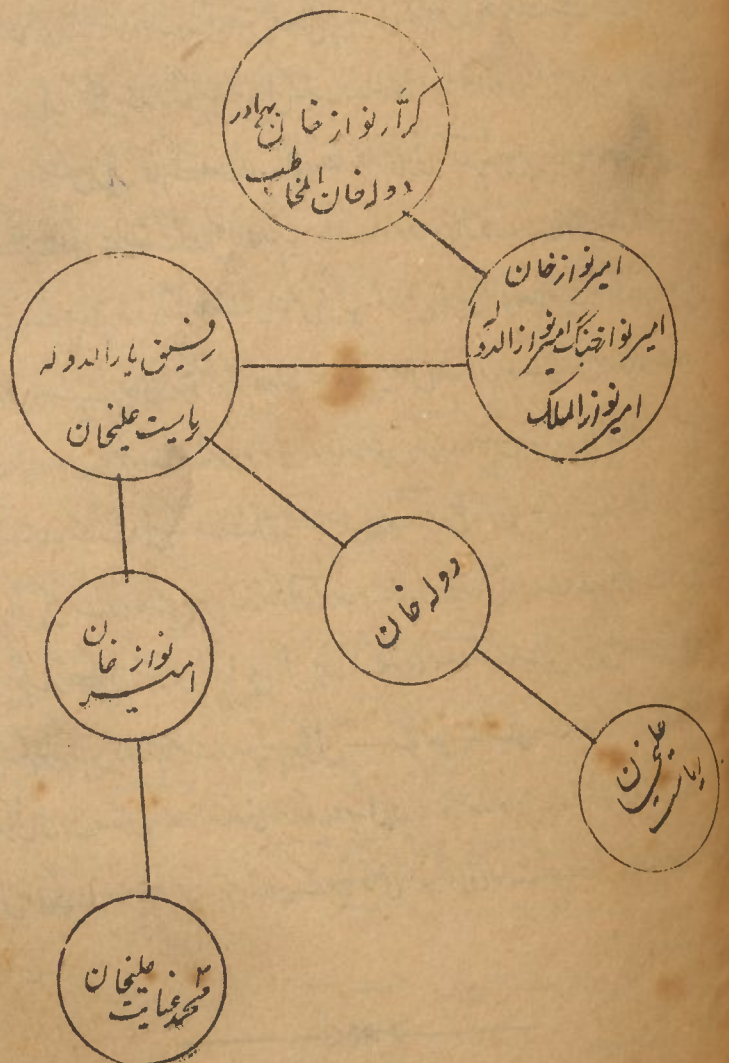

راجہ رام بہوپال بہادر

۱۲۴

آپ راجہ ستیارام بہوپال متوفی (راجہ صاحب ستان گدوال) کے متبنیٰ اور جانشین ہین۔ آپکے سلسلۂ خاندان بہوم بہوپال ہین جو بہوم مارکوڈی کیلئے حسب سناد سلاطین سابقہ تعلقات ریجوردغیرہ جانب مقرر پائے۔ بقول صاحب تاریخ یادگار مکن لعل بہوم بہوپال گو بہادری تقدیر سے صحرا مین ایک بہت بڑا دفینہ ہاتھ آیا جس سے گدوال گڈھی تیار کی۔ اور اوس کی نگہداشت کیلئے جمعیت وغیرہ بھی رکھی اور ملک کرنول کو بھی قبضہ مین کیا۔ بعہد شہنشاہ عالمگیر بہوم بہوپال کے تنبیہ کیلئے شاہی جمعیت امور ہوئی لیکن بہوم بہوپال بلا جنگ و جدال مطیع و منقاد کے اطاعت قبول کرلی۔ اور پیشکش پیش کیا۔ جسکے صلہ خطاب راجگی سے سرفرازی پائی۔ بعد چندے بہوم بہوپال نے لاولد انتقال کیا اور کے اہلیہ دس سال تک نہایت عمدگی سے تعلقات گدوال کا انتظام کیا جب وقت موعود پہونچا تو کارپردازون کو وصیت کی کہ اپنے بھانجے نرمل راؤ کو مسلط کیا جائے چنانچہ متوفیہ کے بعد حسب وصیت عمل کیا گیا۔ مگر نرمل راؤ مین انتظامی صلاحیت موجود نہ ہونے سے پانچ ہی سال مین کارپردازون نے نرمل راؤ کے چھوٹے بھائی رام راؤ کو حاکم مقرر کیا۔ چنانچہ پچیس سال تک رام راؤ نے باحسن الوجوہ حکومت کی۔ اور لاولدی کے باعث اپنے بھائی نرمل راؤ کے خلف اکبر بہوم بہوپال کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ انہین بہوم بہوپال کے زمانہ مین ملک کرنول کو منور خان بہادر نے لیا۔ اب گدوال کے تعلقات باقی رہے۔ المحاصل کے بعد دیگرے اس خاندان کے ارکان حکومت کرتے آئے۔ اب آخر مین راجہ ستیارام بہوپال کی نوبت آئی۔ یہ بھی مثل اپنے آباواجداد کے نہایت عمدگی و نیکنامی سے تاحیات انتظام و حکومت کرتے رہے جب آپکا انتقال ہوگیا تو آپکے فرزند آغوشی راجہ رام بہوپال (صاحب تذکرہ) مسلط ہوئے۔ اور رسوم و آئین سلطنت پیشگاہ سرکار مین نذرانہ داخل ہوا۔ مگر بوجہ کم سنی و عدم صلاحیت راجہ رام بہوپال ـــــ سرکار عالی نے آپکی ذات و جائداد پر کورٹ آف وارڈز کی نگرانی قایم فرمائی تھی اس ستان کے سالانہ آمدنی چار لاکھ روپیہ کی ہے اور جملہ ستانون مین اول درجہ کا کہلاتا ہے۔ راجہ ستیارام بہوپال متوفی کی رانی صاحبہ منتظمہ ہین۔ اور ستان کے جملہ انتظامی امور بنگرانی کورٹ آف وارڈز نہایت عمدہ طریقہ سے انجام پارہے ہین۔

بہادر
محمد زین العابدین خان
آنریبل مولوی غلام
۱۲۵

[illegible] آپ محمد اکرام الدین خان مرحوم کے خلف الصدق اور غلام زین العابدین خان اعتضاد جنگ بہادر کے پوتے ہیں۔
[illegible] مولوی محمد اسلم خاں مرحوم المتخلص بہ نیاز خلف قاضی محمد نایلی کوگھڑی المخاطب علی احمد خان متوطن محمد پور عرف
[illegible] امیر الامرا بسالت جنگ بہادر کے سرکار میں میر منشی گری کی خدمت پر مامور تھے۔ جب امیر الامرا بہادر کا انتقال ہو گیا
[illegible] جنت آرامگاہ بیسل کاٹ کے پاس مغز خدمات پر مامور ہوئے۔ آپکے حالات کتابچہ کروگزار عنوان مصنفہ نواب غلام غوث خان
[illegible] کتابچہ صحیح و ملن میں بصراحت موجود ہیں۔ اون کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہان مرحوم اعلیٰ درجہ کے
[illegible] جنکے الفاظ کی بندش عبارت کی سلاست کچھ مجیب رنگ میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھی جسکی ہمارے زمانہ کے لائق شاعر بھی
[illegible] کی طرز پائی جاتی تھی۔ اور نظم میں بھی کمال حاصل تھا مضمون کی دل آویزی۔ استعارات بتشبیہات۔ تلازمات۔ جملہ صنائع
[illegible] سے کلام مملو رہتا تھا۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ چنانچہ مسائل التعلیم۔ منہاج التقویم۔ مثنوی گدازدل۔ مثنوی ظفرنامہ
[illegible] علیخان۔ عین الصفا۔ گلدستہ مناقب وغیرہ بہت کچھ ہیں ۱۳۳۲ھ میں آپ راہی فردوس بریں ہوئے۔ آپکے خلف ارجمند
[illegible] خان بہادر اپنے والد مرحوم کے حین حیات ہی بزمانہ کم سنی وارد عہد آباد دکن ہوئے۔ اور بحاظ خود طبع ذکاوت ذہنی بہت بڑھے
[illegible] سرکار کی قدردانی اور فرط عنایات سے لاکھوں روپیہ کے لقاق سرکاری پکے تعلق حاصل ہوئے۔ بارگاہ سلطانی نواب
[illegible] نزل کا شرف و اعزاز حاصل ہوا۔ ۵ ارجب ۲ جلوس مطابق ۱۳۲۲ھ کو پیشگاہ شاہی سے خطاب ارادت جنگ سالار الدولہ
[illegible] منصب پنجہزاری۔ علم و نقارہ عطا ہوا۔ اور جاگیرات وغیرہ و رسالہ سواران و پیادگان سے سرفرازی پائی
[illegible] نیکنام۔ راستی پسند۔ رعایا پرور۔ دادرس۔ صاحب لوک۔ اقربا پرور رہے۔ اور اپنی بات کی استقامت
[illegible] گویا پتھر کی لکیر تھی۔ آخر ۱۳۵۰ھ میں راہی روضہ رضوان ہوئے۔ آپکے ۴ فرزند تھے۔ مقتدا دجنگ بہادر
[illegible] جنگ بہادر۔ لشکر جنگ بہادر۔ ارادت جنگ بہادر۔ مشیر جنگ بہادر

[illegible] اکبر غلام زین العابدین خان اعتضاد جنگ بہادر جو صغر سنی ہی سے ہونہار اور لائق تھے۔ بعد رحلت پدر بزرگوار کے

انتظام امور خانگی و سرکاری مین مشغول ہوے۔ پیشگاہ سلطانی اور علاقہ دیوانی سے خدمات اعزاز موروثی حاصل فرمایا اور منصب آبائی سے سرفرازی پائی۔ ساٹھ لاکھ کے تعلقات سپرد ہوے۔ آپنے بھی قدم بقدم اپنے والد مرحوم کے کمال تزک و احتشام کیساتھ عمر عزیز بسر فرمائی۔ ۱۳۸۰ھ ۲۹ رمضان مین انتقال ہوا۔ آپکو تین فرزند تھے اول محمد اکرام الدین خان بہادر۔ (صاحب تذکرہ کے والد) دوم حسین دوست خان بہادر (جنکے فرزند احمد حسین خان بہادر نے ۱۳۱۰ھ ۲۳ شوال مین بعالم جوانی انتقال کیا) سوم غلام جیلانی خان بہادر (جنکا تذکرہ ردیف غ مین درج ہے)۔

چنانچہ مقتضاے جنگ مرحوم کے خلف اکبر محمد اکرام الدین خان بہادر بھی اعزاز و مناصب آبائی و جاگیرات موروثی سے سرفراز۔ نہایت خیر۔ فیاض۔ سیر چشم امیر تھے ۱۳۰۱ھ مین اس جہان فانی کو رحلت فرمایا۔ آپکے خلف الصدق غلام محمد زین العابدین خان بہادر (صاحب تذکرہ) ہین۔ آپ فارسی عربی مین لایق۔ صرف۔ نحو منطق۔ اصول سے ماہر۔ اعزاز و مناصب آبائی سے ممتاز۔ جاگیرات موروثی سے سرفراز۔ امتحان جوڈیشل مین کامیاب ہین۔ بعد کامیابی بصیغہ ملازمت سرکار عالی اوائل ۱۳۱۱ھ مین داخل ہوے۔ مختلف و متعدد خدمات سرکار عالی کو بایں بہین انجام دیا۔ عرصہ تک اضلاع مین مددگار عدالت و ناظم عدالت دیوانی اضلاع و منصرم صدر مددگار عدالت صوبہ رہ چکے ہین۔ اور فی الحال ۱۳۱۷ھ سے مددگار معتمد عدالت العالیہ کے خدمت سے ممتاز ہین۔ چار سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ اپنے کار مفوضہ کو نہایت لیاقت و عمدگی سے انجام دیرہے ہین۔

آپ انتہا درجہ کے نیک نفس متین سنجیدہ مزاج۔ ذی فہم۔ حسن اخلاق۔ وجیہہ۔ جامہ زیب۔ لایق و ہوشیار ہین۔ آپکو دو صاحبزادے ہین جنکی تعلیم انگریزی اور فارسی مین اعلے پیمانہ پر جاری ہے۔

سردار جنگ
میر محمد علی خان بہادر
۱۲۶

خاندان اس آپ کا اصلی نام میر محمد علی تھا۔ آپ کا سلسلہ میر محمد درویش سے ملتا ہے۔ یہ ایک بزرگ منش سادات صحیح النسب سے تھے۔ انکے تفصیلی حالات نواب معتصم جنگ بہادر کے تذکرہ میں لکھے جائیں گے۔ یہاں ان کی بزرگی اور خرق عادات کے متعلق ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ شہنشاہ ہمایون کو اولاد نہ تھی۔ ایک لڑکا ہو کر جاتا رہا تھا جس سے سخت غمگین رہتا تھا۔ ایک رات خواب میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے جمال مبارک سے مشرف ہوا اور عرض حال کیا۔ ارشاد ہوا کہ ہم اپنی اولاد سے میر محمد درویش کو بھیجتے ہیں۔ اب جو لڑکا ہوگا اون کے گود میں ڈالدینا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ صحیح و تندرست رہیگا۔ اور ترا قایم مقام ہوگا۔ اور اوس عالم رویا میں میر محمد درویش کی شناخت بھی کرادی۔ ادہر میر محمد درویش کو دہلی جانیکا حکم ہوا۔ چنانچہ میر محمد درویش حسب الارشاد امام علیہ السلام دہلی آئے اور شہنشاہ ہمایون سے ملاقات کی۔ انہیں ایام میں بادشاہ بیگم حاملہ ہوئیں اور لڑکا پیدا ہوا۔ میر محمد درویش کے گود میں ڈالا گیا۔ نام اوس کا محمد جلال الدین اکبر رکھا گیا۔ چنانچہ ان کے فرزند سید محمد اور میر محمد کاظم رضوی۔ ان کے اخلاف الصدق میر غلام حیدر خان ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک۔ ان جملہ حضرات کے حالات نواب معتصم جنگ بہادر کے حالات میں تحریر کئے جائیں گے۔ اعتصام الملک کے خلف اکبر میر محمد علی خان حیدر یار جنگ رشید الدولہ بہادر تھے جو سن ۱۱۸۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ صاحب تذکرہ (نواب سردار جنگ مرحوم) کی شاخ یہاں سے آغاز ہوئی ہے۔ یہ نہایت حلیم بردبار رحیم۔ شجیع صاحب فضل و کمال ہر فن میں شہرہ آفاق

نواب اعتصام الملک بہادر نے اپنے حیات ہی میں بوجہ کبر سنی سن ۱۲۱۹ھ میں حضرت مغفرت منزل سے عرض کرکے خدمت دارالانشا پر آپ کو مقرر کردیا تھا۔ اس کے علاوہ وقایع نگاری پرگنہ گانڈاپور۔ بیضاپور و نیز قلعہ داری دولت آباد سے بھی معزز و مفتخر تھے۔ سن ۱۲۱۲ھ میں ان کو ایک صاحبزادہ تولد ہوا جن کا نام نامی میر اسمعیل خاں المخاطب حیدر یار جنگ رشید الدولہ رشید الملک تھا۔ عہد طفلی سے ہی آثار فطرت و ذہانت ان کی پیشانی سے ظاہر تھے۔ بقول گلزار آصفیہ "میر اسمعیل خان بہادر ازبدو شعور آثار رشادت از جبین مبین او درخشان بود در اندک حاضر باشی منظور نظر خافانی مشمول عواطف سلطانی گشتہ بدرجہ بلند و بخدمت موروثی معمور گردید" الخ اور ان کے عقل رسا و فہم و ذکا کا تذکرہ یوں کرتا ہے کہ "روزے در مجلس میر عالم بہادر کہ پسر سدنم صاحب وکیل انگریزی در گفتگوئے امورات کلیات سرکار مشغول بود۔ رشید الدولہ با میر اسمعیل علے خان بہادر شریک مجلس گردیدند در اوقت عمر میر اسمعیل علے خان ہشت سالہ بود چون شمشیر بر طبق معمول دربار در دست داشت سدنم صاحب سوال کرد کہ شمشیر را بامتیان کہ اہل قلم اند چہ نسبت است بہادر مغز در آن صغر سنی فوراً بالبداہت جواب داد کہ با دشمنان ہستیم سیف و قلم ہر دو وابستہ خاندان ماست سدنم صاحب را کمال استعجاب حاصل آمد و بہادر مغز را بسینہ خود تنگ کشید" القصہ بعد رحلت پدر بزرگوار خود پیشگاہ حضرت مغفرت منزل سے خدمت دارالانشائی سے سرفراز ہوئے اوس وقت ان کا سن پچیس سال کا تھا۔ ادائے جوابات عرایض گورنر کلکتہ اس حسن سے تحریر کرتے تھے کہ بنظر مبارک ہر مورد تحسین رہتے تھے خطاب جنگی و دولائی و ملکی و منصب ہزاری و چہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت جاگیر قدیم و جدید سے ممتاز تھے و نیز قلعہ داری دولت آباد و پالکی جہالدار و عماری سے غرہ فرراز سن ۱۲۶۴ھ میں بشرکت سپہ سالار جنگ بہادر مدار المہامی کے کام کو نو مہینے تک بعد عزل سراج الملک انجام دئے بعد ازاں امیر کبیر مرحوم المراد بوان ہوئے۔ سن ۱۲۴۴ھ میں میر سلیمان علیخان بہادر جنگ تولد ہوئے۔ اور بعد رحلت والد بزرگوار خدمت دارالانشاء سے سرفراز ہوئے۔ خطاب سردار جنگ رشید الدولہ جاگیر وغیرہ سے ممتاز ہوئے۔ اور سفر دہلی وغیرہ میں معہ اپنے فرزند خرد سال میر محمد علی خان کے شریک سفر و حضر رہکر اپنے عمر گرامی تا بعد اری سرکار میں صرف کرکے سن ۱۲۹۵ھ میں راہی دارالجنان ہوئے۔ خلق و مروت سخاوت و شجاعت و لیاقت میں بے نظیر تھے۔ بعد اون کے۔ اون کے فرزند میر محمد علی خان سردار جنگ بہادر (جن کا نام نامی زیب دہ عنوان ہے) کم سنی ہی میں خدمت آبائی دارالانشاء سے سرفراز ہوئے۔ اور تا سن شعور آپ کے

اسلئے حضرت قبلہ قدرت نے بکمال مراحم خسروانہ انجام دہی خدمت کے لئے بعنایت خلعت وغیرہ نواب اعتصام جنگ بہادر کو نائب مقرر فرمایا۔ بعد سن رشد میر محمد علیخان اپنے خدمت آبائی پر (جبکہ اعلیحضرت خلداللہ ملکہ نے

خطاب زمام سلطنت اپنے قبضہ اقتدار مین لائی) مستقل ہوے۔ اور بتقریب جشن سالگرہ مبارک سن ۱۳۰۸ھ مین خطاب خانی و بہادری سردار جنگ منصب دوہزاری دیگ ہزار سوار سے سرفراری پائے

انتقال مگر افسوس ہے کہ نوجوان ۲۸ رمضان سن ۱۳۱۶ھ کو انتقال فرمایا۔ اس وقت آپ کے

اولاد بڑے فرزند میر شجاعت حسین خان عمر ۱۵ سالہ پیشگاہ اعلیحضرت خلداللہ ملکہ سے بخدمت دارالانشا ومنصب وغیرہ سے سرفراز ہین۔ اور بسبب کم سنی کے نواب معتصم جنگ بہادر نگران ہین۔ اور دوسرے فرزند میر سلیمان علی خان ہین جو نہایت ہی کمسن ۵ سالہ ہین۔ آپ مروت و اخلاق مین اچھے تھے۔ اتحاد و محبت مین یکتا۔

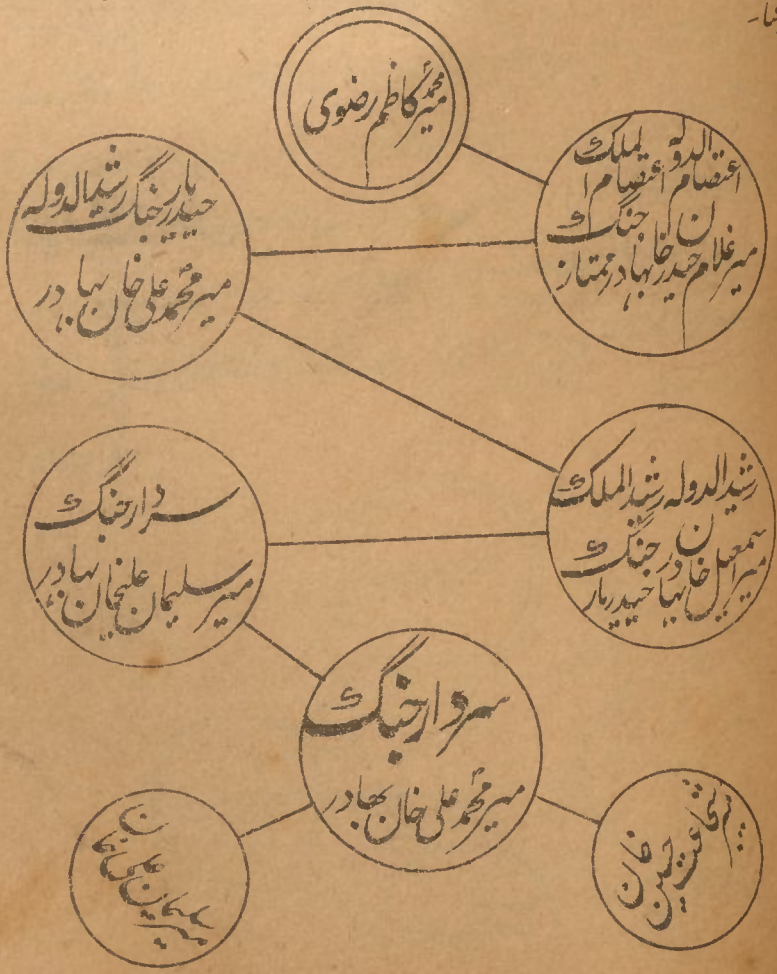

راجہ ہری پرشاد بہادر

۱۲۷

خاندان آپ راجہ گردھاری پرشاد بہادر محبوب نواز ونت عرف بنسی راجہ متوفی کے بھتیجے تھے اور خوب چند ابن نرہری پرشاد کے فرزند اصغر۔ بعد انتقال اپنے چچا بنسی راجہ کے بوجہ کمسنی فرزندان متوفی۔ کل خدمات سرکاری کے منصرم و نگران کار رہتے تھے

خطاب سن ۱۳۱۲ف میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب راجہ بہادر منصب دو ہزاری دیگ ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائے تھے۔ آخر ۳۵ سالہ سن مین سلخ

انتقال محرم ۱۳۱۳ف کو انتقال فرمایا۔ کوئی اولاد نہین ہے۔ آپ نیک مزاج و مہمان باطن تھے

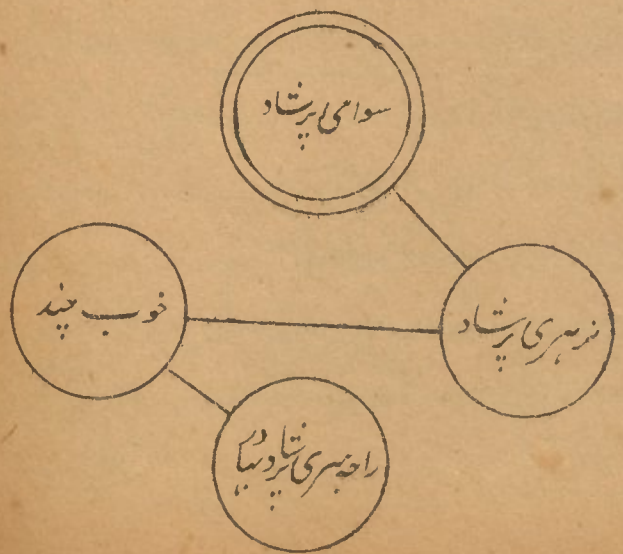

سپہدار الدولہ علی بہادر جنگ ارسطو

۱۲۸

خاندان آپ کا اصلی نام سید بندہ علی تھا۔ آپ نواب شیر الملک بہادر کے خلف اکبر تھے۔ باقی خاندانی حالات آپ کے پدر بزرگوار کے تذکرہ مین آیندہ درج ہوں گے۔ التابان

خطاب آپ زیور علم سے آراستہ اور اخلاق و مروت سے پیراستہ تھے۔ ۹ ربیع الثانی سن ۱۳۰۲ھ کو خطاب خانی و بہادری ارسطو جنگ سپہدار الدولہ سے سرفرازی پائی تھی۔ سید مردار علیخان بہادر سپہدار جنگ آپکے اکلوتے فرزند تھے۔ جو بعد انتقال آپ کے وہ بھی راہی خلد برین ہوئے جن کا تذکرہ آیندہ معرض تحریر مین آئے گا۔

انتقال افسوس ہے کہ آپ جوان ۱۸ شوال سنہ ۱۳۰۲ھ مین اپنے بوڑھے باپ کو داغ مفارقت دے گئے۔ (خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنیوالے مین)

آپ انتہا درجہ کے دلیر اور جسیم۔ چہرہ سے رعب و استقلال عیان تھا۔

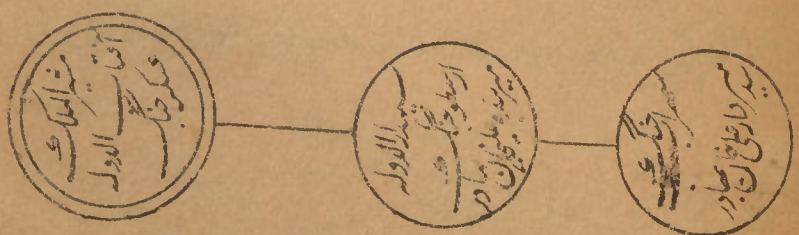

۲۲۴

سیف الدولہ
مدبر جنگ
غالب خان بہادر
۱۲۹

خاندان آپکا نام غالب عرف غالب میاں قوم عویقی تھے۔ آپکے والد رستم جنگ عرف نامر میاں تھے جس زمانہ میں عبد اللہ سیف الدولہ کا عروج زمانہ مدار المہامی راجہ چندولال میں ہوا اور بہ مقابلہ افواج مسکھان انکی قوم فتحیاب ہوئی تو سیف الدولہ نے اپنی ہم قوم عروب کو اطراف اکناف ہندوستان و دکن و عرب سے طلب کرکے حسب حوصلہ ہر ایک کے ملازمت و عہدہ سے ممتاز کیا اسی زمانہ میں نامر میاں جو عبد اللہ بن علی کے ہم قوم و بھائی کے بیٹے تھے۔ وارد حیدرآباد ہوئے۔ عبد اللہ بن علی خان نے اپنی دختر سے منسوب کرکر عہدہ جمعداری پر ممتاز کرائے۔ چنانچہ ایام کم سنی فرزندان عبد اللہ بن علی کے تمام کارخانوں کا اہتمام انہین کے ہاتھون تھا۔ اور خطاب رستم جنگ سے بھی پیشگاہ حضرت غفران منزل سے سرفراز ہوئے تھے۔ عبد اللہ بن علی خان کی صاحبزادیون سے انہین اولاد نہین ہوئی دیگر ازواج سے دو فرزند ہوئے ایک غالب دوسرے صالح نمبر دوم نے قرین عالم شباب مین لاولد راہی دار البقا ہوئے۔ غالب کو سن ۱۳۰۲ھ مین خطاب خانی و بہادری مدبر جنگ اور سن ۱۳۰۴ھ مین خطاب سیف الدولہ در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔ اجمیری جوانان عروب و سواران اور گیارہ سو روپیہ معاش سے بھی سرفراز تھے۔ سن ۱۳۱۸ھ مین بہ عمر ۵۰ سال انتقال کیا آپ خلیق و متواضع تھے۔ مگر مصرف زیادہ تھے۔

اولاد آپ کو ایک خلف مسمی احمد بن غالب دوازدہ سالہ اب موجود ہے جسکو برق جنگ جمال نے اپنی کمسن دختر منسوب فرمایا ہے۔

سطوت جنگ
میر بہادر علی خان بہادر

۱۳۰

خاندان آپ کا اصلی نام نامی میر بہادر علی ہے۔ جو نواب بہرام الدولہ بہادر حال کے والد اور نواب مختار الملک بہادر کے ہمراہ لقب تھے۔ آپ کا خاندانی تذکرہ نواب بہرام الدولہ بہادر کے حالات ردیف میں مفصلاً و مشرحاً کر دیا گیا ہے اب مکرر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آپ نرم گفتار شیریں بیان۔ ملایم الطبع تھے۔

خطاب آپ کو سن ۱۳۰۲ھ میں خطاب خانی و بہادری سطوت جنگ سرفراز ہوا۔ اس کے تھوڑی مدت بعد آپ شکار کو گئے ہوئے تھے کہ اتفاقاً آپ ہی کی بندوق کے سر ہونے سے آپ راہی خلد بریں ہوئے۔

اولاد آپ کے اکلوتے خلف الرشید فخر خاندان نواب داور علی خان بہادر المخاطب بہرام جنگ بہرام الدولہ بہادر ہیں۔

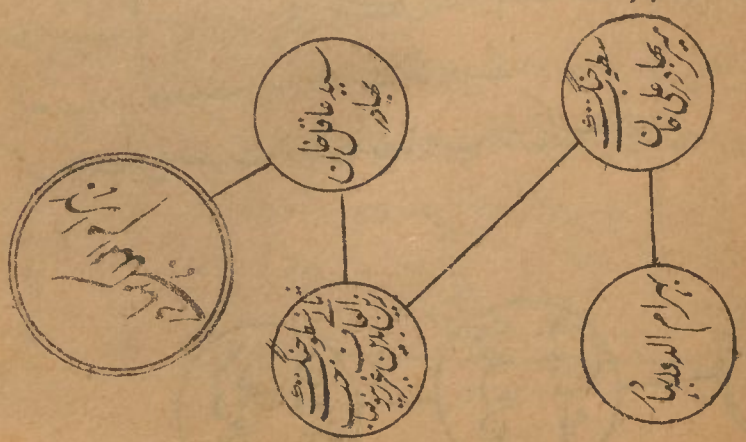

سیف نواز جنگ
محمد صالح خان بہادر
۱۳۱

خاندان آپ کا اصلی نام محمد صالح ہے۔ آپ محمد غالب خان جانباز جنگ کے فرزند اکبر اور نواب شمشیر الملک بہادر کے پوتے ہین اور اپنے دادا کے ساتھ حیدرآباد دکن مین قیام پذیر ہین۔ اکثر اپنے دادا نواب شمشیر الملک کے رخصت کے زمانہ مین تمام کارخانہ کی نگران اور منصرم آپ ہی رہتے ہین۔ اور بجائے اپنے دادا کے منصرمانہ جمعداری کا کام انجام دیتے ہین۔ چنانچہ سن ۱۳۰۹ھ مین جس وقت نواب شمشیر الملک بہادر نے ایک سال کی رخصت سرکار عالی سے حاصل کرکے اپنے وطن کو تشریف لیگئے تو یہان تا ختم رخصت نواب سیف نواز جنگ بہادر ہی نے جمعداری کے کام کو انجام دیا تھا۔

آپ کی علمی لیاقت بھی اچھی ہے۔ اخلاق و مروت بھی ٹھیک ہے۔ سن ۱۳۱۴ھ مین آپ کی شادی صبیہ حسین دوست خان صاحب سے نہایت دھوم دھام سے عمل مین آئی ہے۔

خطاب سن ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری سیف نواز جنگ منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے ممتاز ہوئے۔

آپ عرب مین خوبصورت۔ نوجوان۔ جامہ زیب۔ خوش ترکیب ہین۔

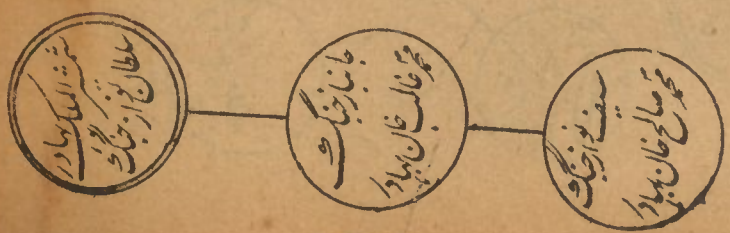

سلطان الملک اقتدار الدولہ
محمد مختار الدین بہادر ناموری جنگ

۱۳۲

خاندان آپ کا اصلی نام نامی محمد مختار الدین ہے۔ آپ نواب سر وقار الامرا مغفور کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سابق وزیر اعظم حیدرآباد دکن کے خلف اکبر اور خاندان عالیشان سمشیر الامرا امیر کبیر بہادر کے اعلے ممبر ہین اور خاص حضرت داور الملک بیگم صاحبہ صاحبزادی حضرت مغفرتمکان (نواب افضل الدولہ بہادر) کے بطن اطہر سے ہین اس خاندان والا دودمان کے تفصیلی حالات ردیف الف نمبر (۱) مین بہ شرح وبسط تمام بتلادئے گئے ہین

خطاب آپنے سن ۱۳۰۰ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر پیشگاہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے خطاب خانی وبہادری مع سلطان الملک اقتدار الدولہ منصب پنجہزاری وچار ہزار سوار وعلم ونقارہ وپالکی جہالردار سے سرفرازی پائی

لیاقت آپ کی علمی لیاقت اعلے درجہ کی ہے۔ فارسی اور انگریزی سے بخوبی ماہر ہین۔ انتظام ملکی ومالی سے واقف چنانچہ اس وقت نہایت خوش اسلوبی سے (بوجہ انتقال پدر بزرگوار) اپنے جاگیرات (جو لاکھون روپیہ کے ہین) اور ممیعت (جن کی تعداد ہزار پانسے ہے) کا انتظام اور نگہداشت بہ کسی قسم کی شکایت وبدنظمی کے انجام دے رہے ہین۔ جو مین آپ کی مدبری اور خوش نظمی پر دلالت کرتا ہے۔ اور ہر ایک معاملہ مین آپ کا رجحان کفایت شعاری پر زیادہ تر رہتا ہے۔ اور توسیع وتوفیر آمدنی کے ذرایع ہر وقت آپکے پیش نظر رہتے ہین۔ اور آمدنی ہمیشہ خرچ کا پلہ گہٹا رہنا آپنے اپنا اصول قرار دیا ہے۔ گو اس وقت آپ جوان ہین تقریباً تیس سال کی عمر ہوگی مگر اس لیاقت اور عمدگی کیوجہ سے جہاندیدہ اور تجربہ کار پائے جاتے ہین۔ آپکے چہرہ سے خود مدبری اور دانائی کے آثار نمایان ہین۔ ضرہ یران خوش اخلاق وذی مروت۔ شریف پرور ہین۔ آپکو اسوقت (۴) صاحبزادے

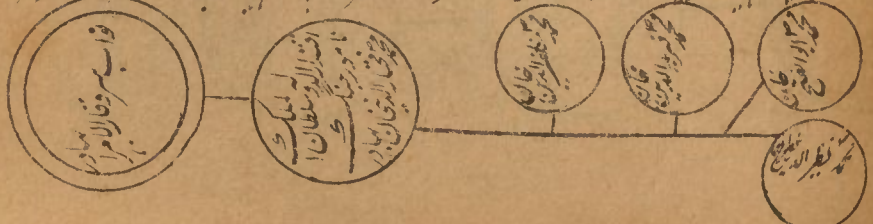

سپہر جنگ بہادر

سید سردار علیخان بہادر

۱۳۳

خاندان } آپ کا اصلی نام سید سردار علی تھا۔ آپ سپہ سالار سپہ سالار الدولہ کے خلف ارشد اور نواب عسکر جنگ مشیر الملک بہادر کے پوتے تھے۔ باقی خاندانی حالات نواب مشیر الملک بہادر کے تذکرہ مین بیان ہون گے۔

خطاب } بتقریب جشن سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۰۵ھ مین خطاب خانی و بہادری سپہر جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی تھی۔

آپ اردو۔ فارسی۔ انگریزی سے واقف۔ اور لیاقت و ہوشیاری سے مستفیض تھے۔ اخلاق و مروت بھی اچھے تھے اپنے ہم سن امرازادون مین آپ ممتاز تھے۔ مگر افسوس ہے کہ عین عنفوان شباب مین

انتقال } آپکے نہال زندگی کو باد اجل نے پژمردہ کیا۔ ۲۹ رمضان سنہ ۱۳۱۰ھ مین راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ اپنے جد بزرگوار کو اس موسم پیری مین داغ تازہ دے گئے۔

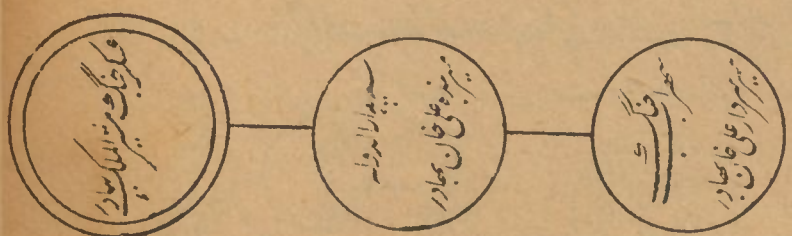

سر تاج جنگ میر لطف علیخان بہادر

۱۳۴

خاندان آپ کا اصلی نام میر لطف علی ہے۔ آپ نواب محبوب یار جنگ ناظم الملک بہادر کے اکلوتے فرزند ارجمند ہین۔ تفصیلی حالات خاندانی ناظم الملک بہادر کے تذکرہ مین ملاحظہ فرمائے جائین۔

آپ علم فارسی اور عربی مین لایق۔ انگریزی سے ماہر ہین۔ آپکے پدر بزرگوار نے آپ کی تعلیم و تربیت نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کی ہے۔ چنانچہ تا ہنوز جاری ہے۔ اس وقت آپ کا سن تخمیناً بیس سال کا ہوگا تقریر نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ تحریر بھی پاکیزہ و شستہ ہے۔ چہرہ سے فراست و دانائی عیان ہے امید ہے کہ آپ خوش اقبال اور مفخر خاندان ثابت ہون گے۔

خطاب سنہ ۱۳۱۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ ہمایون خطاب خانی و بہادری سر تاج جنگ اور منصب دوہزاری دیگ ہزار سوار و علم سے آپنے سرفرازی پائی ہے۔

آپ وجیہہ ہوشیار۔ لایق۔ ذی مروت صاحب اخلاق ہین۔

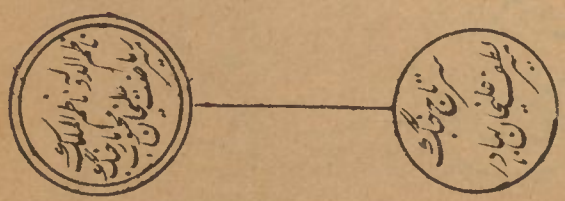

سر باز جنگ
سید غازی الدین اکبر خان بہادر
۱۳۵

خاندان آپ کا اصلی نام سید غازی الدین اکبر ہے۔ نواب اکبر الملک بہادر کو والد صاحب بلدہ حیدرآباد دکن کے خلف صوبی ہین۔ اب وقت تقریباً ۱۹ سال کی عمر ہوگی۔ باخراجات سرکاری لنڈن مین تخمیناً تین سال سے تعلیم پا رہے ہین۔

خطاب سن ۱۳۱۶ھ مین خطاب خانی و بہادری سر باز جنگ و منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے ممتاز ہوئے۔

خصایل آپ لایق۔ ہوشیار۔ ہونہار۔ ذکی الطبع۔ تیز فہم ہین۔

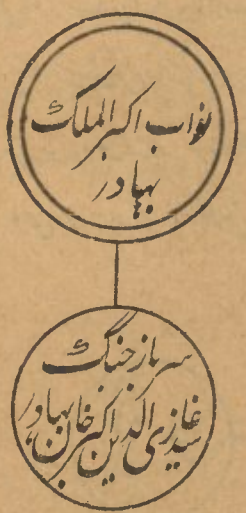

سعید جنگ

شیخ جلال الدین خان بہادر

۱۳۶

خاندان] آپ کا اصلی نام شیخ جلال الدین ہے۔ آپ مولوی حافظ عبداللہ مغفور کے خلف اصغر اور نواب حضور نواز جنگ بہادر رکن مجلس عالیہ عدالت کے چھوٹے بھائی ہین۔ باقی حالات آپ کے بڑے بھائی کے تذکرہ مین ذکر ہون گے۔

آپ آجکل لنڈن مین بامداد کاری بیارسٹری کے تعلیم پارہے ہین۔ مولف کو آپ سے قدیمی نیاز حاصل ہے۔ کیونکہ ایک زمانہ مین آپ اور ہم رزیڈنسی ہائے اسکول چادرگھاٹ مین پانچ چار سال ہم کلاس رہے ہین۔ اور مڈل کے امتحان کے کوشش کئے ہین۔ بہرحال آپ نہایت ہی لایق ہوشیار سلیم الطبع ذی علم۔ وجیہ۔ نوجوان ہین۔ سنہ ۱۳۱۶ھ مین تقریب سالگرہ مبارک خطاب خانی و سعادری سعید جنگ منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے آپنے سرفرازی پائی ہے۔

سید الدولہ سید جنگ
سید عبد الرشید خان بہادر

۱۳۷

خاندان } آپ کا نام نامی سید عبد الرشید ہے۔ آپ سید عبد الرزاق مرحوم المخاطب آصف نواز الملک بہادر مستمد مرحوم صاحب وپشتی خداوندی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے اکلوتے خلف الرشید ہین۔ خاندانی حالات تو قبل ازین معتمد صاحب مرحوم کے تذکرہ مین لوگ رقم ہو چکے ہین اب بیان مکرر تحریر کی ضرورت نہین ہے۔ آپ فارسی اور عربی مین لایق۔ نوجوان ہونہار شہسوار تیر فہم ہین ہو چکے آصف نواز الملک بہادر ایک اعلے عہدہ سے ممتاز تھے۔ اور بارگاہ سلطانی مین آپ کا رسوخ بڑھا ہوا تھا اسلئے اپنے حیات ہی مین اپنے فرزند کو حسب حکم اعلیحضرت مظلہ العالی مشاہرہ آٹھ سو روپیہ اپنے دفتر مین خدمت اول مددگاری پر مقرر فرما گئے تھے اور حضرت کے زمانہ مین (جبکہ کسی ضرورت یا بیماری کی وجہ سے لیجاتے تھے) اپنے فرزند ارجمند ہی کو ہر مہم کا خدمت متعدی فرماتے تھے چنانچہ سوقت بوجہ انتقال نواب آصف نواز الملک بہادر خدمت معتمدی صرفخاص کو آپ ہی انجام دے رہے ہین گو ابھی پنشن اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے متعلق صرف خاص کے متعلق منصرمی یا تعلقی کا مسئلہ طے نہین ہوا ہے۔ مگر نوازش شاہی بدستور قائم ہے چونکہ آپ جبلی طور پر ذہین۔ طباع اور دور اندیش ہین اسلئے اکثر بجھیڑے مدعیوانون کا التوا اور زیادہ ضرورت امور کے کانٹ چھانٹ ابھی سے فرما رہے ہین اگر آیندہ بھی آپ کی توجہ بسطرح بجا مصارفون کے تخفیف اور امیرون کی اصلاح کی جانب مائل رہی تو امید ہے کہ علاقہ صرف خاص ایک اعلے نمونہ بنیگا۔ سنہ ۱۳۱۱ ف مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک

خطاب } آپ کو خطاب خانی و بہادری سید جنگ منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم عطا ہوا تھا۔ اور سنہ ۱۳۱۲ ف مین جشن سالگرہ ہمایون سید الدولہ کے خطاب اصل و اضافہ منصب ۲ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی

سکندر یار جنگ
محمد منیر الدینخان بہادر

۱۳۸

خاندان | آپکا اصلی نام محمد منیر الدین ہے۔ آپ محمد محی الدینخان کے خلف الصدق اور محمد منیر الدینخان المخاطب سکندر یار جنگ مرحوم اوستاد سکندر جاہ حضرت مغفرت منزل کے پوتے ہین۔ آپکے جد اعلےٰ قاضی صبغۃ اللہ سلام خان بہادر وزارت ارسطو جاہ بہادر خدمت قضاوت بلدہ حیدرآباد سے سرفراز تھے۔ محمد منیر الدینخان سکندر یار جنگ والی ہے یہ خدمت قضاوت قاضی شریعت اللہ خان عرف یوسف خان کے نام منتقل ہوئے۔

محمد منیر الدینخان مرحوم کو ۱۲۲۰ سنہ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک (یہ جشن میر عالم بہادر نے اپنے مکان پر ترتیب دیا تھا) نواب سکندر جاہ بہادر نے سکندر یار جنگ کا خطاب سہ ہزاری منصب و سالاران و جواہر سرفرازی بخشی تھی۔ بعد ازان دو ہزار جوانان بارگی تجویز ہوئی اور خدمت کچہری عدالت سے ممتاز ہوئے۔ بہرحال آپنے نہایت آن و بان اور شوکت و شان سے اپنی عمر عزیز بسر کی۔ آپکے خلف محمد محی الدینخان تھے انکے تین صاحبزادے اول محمد منیر الدینخان بہادر سکندر یار جنگ ثانی (جنکا یہ تذکرہ ہے) دوم محمد ضیاء الدینخان۔ سوم محمد شمس الدینخان آپ علم فارسی و عربی مین ماہر اور سیاق و حساب سے واقف ہین۔ ایک مدت تک آپنے علاقہ دیوانی مین مختلف عہدون پر مامور رہکر بوجہ احسن انکے کار مفوضہ کو انجام دیا۔ آخر سوم تعلقداری کی خدمت پر مامور تھے کہ وظیفہ ملگیا۔ مگر آپنے مکان مین بیکار رہنا پسند نفرمایا اور نواب سر غوث رشید جاہ بہادر کی سرکار مین معتمد مجلس عدالت کے خدمت پر ہیں گو اسوقت آپکا سن ساٹھ سال سے زیادہ ہوگا لیکن کام نہایت مستعدی اور چستی کیساتھ انجام دیتے ہین جسکے باعث نیکنام اور سرفراز ہین۔

آپکے پاس ایک عمل سانپ کا ایسا پر تاثیر ہے کہ جسکی شہرت تمام حیدرآباد و ممالک محروسہ کے علاقہ مین پھیلی ہوئی ہے اور اس وجہ خاص سے پبلک آپ سے بخوبی واقف ہے۔

خطابات | ۱۳۱۶ سنہ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپکو خطاب خانی و بہادری، سکندر یار جنگ منصب ہزاری و یکہزار سوار و علم عطا ہوا آپکو تین فرزند مین

بہ سکندر یار جنگ مرحوم کے حقیقی خواہرزادہ شمس الدینخان مصنف مخزن افغانی کے نام مولف کتاب ہذا کے حقیقی نانا تھے ۱۲ مولفہ

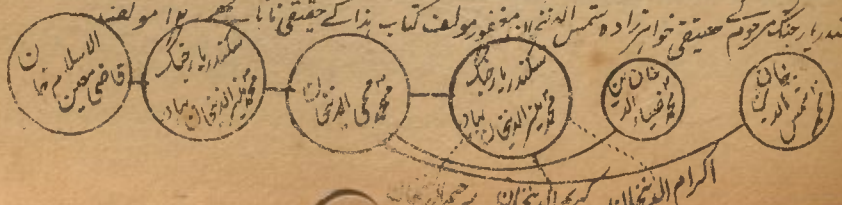

۲۳۴

سکندر نواز جنگ

احمد سید رضا خان دبہادر

مولوی حافظ

۱۳۹

آپکا اصلی نام مولوی حافظ احمد رضا خان ہے۔ آپ عظیم آباد کے رہنے والے ہین۔ اردو۔ فارسی۔ عربی مین اچھی لیاقت ہے ۱۳۰۲ھ مین جب سفارش صاحب عالیشان رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد دکن ایکا تقرر کینیٹ عدالت العالیہ پر ہوا۔ اسکے پیشتر ریاست بھوپال مین نائب مدار المہام تھے جب وہان سے موقوف ہوکے تو یہان تقرر ہوا۔ بعد ۱۳۰۳ھ مین ناظم صدر عدالت اورنگ آباد پر مامور ہوے۔ جب ۱۳۰۴ھ مین ڈسٹونیڈنٹ کا تقرر نظامت موئی اورنگ آباد پر ہوا تو آپ پھر اپنی خدمت رکینیٹ پر عود کیے۔

خطاب } ۷ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ کو بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی دبہادری سکندر نواز جنگ منصب ہزاری کیکہزاری سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ ۴ رمضان ۱۳۱۲ھ کو رکینیٹ سے موقوف۔ اور ناظم صدر عدالت صوبہ بیدر کے خدمت سے ممتاز فیض ہوے۔ آپکی خاطر سے نواب برقار الامرا مدار المہام وقت نے مستقر عدالت بجاے پٹن چرو کے حیدرآباد قرار دیا۔ ذی قعدہ ۱۳۱۵ھ مین خدمت سے علیحدہ کیے گئے۔ بعد ازان اخراج کا حکم ہوا۔ آخر ۲۱ ذیحجہ ۱۳۱۵ھ کو روز جمعہ شام کی ٹرین مین اپنے وطن مالوف کو سدھارے۔ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے حضور مین عفو قصور کیلئے گذارش پیش کی گئی تھی مگر نامنظور ہوی۔ آپکے اخراج کے متعلق جو فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نافذ ہوا تھا اوسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ نواب مدار المہام صاحب "ایک عرصہ کے قبل مین نے آپکو اطلاع دی تھی کہ جو عہدہ دار میرے مقرر کان مجلس کا معتوب ہوگا وہ نزاکا مستوجب ہوگا۔ اور مجھے ہرگز پسند نہین کہ مجلس اُمرا جسکو مین نے مقرر کیا ہے۔ اسکے یا اسکے کام کے متعلق کوئی عہدہ دار تضحیک یا حقارت کرے۔ حافظ احمد رضا خان سکندر نواز جنگ نے مجلس مذکور کی تضحیک کی ہے جو اسکے عہدہ کے لئے ہرگز شایان نہین ہے۔ اور جسکی نسبت خود عدالت العالیہ نے اپنا افسوس ظاہر کیا ہے۔ لہذا حسب رائے مجلس امرا سکندر نواز جنگ فورًا اونکی خدمت سے علیحدہ کردے جائین اور ممالک محروسہ کے حدود کے باہر بھیجدیے جائین اور اون کے وسط قابلہ مرد جو خلیفہ دیا جائیگا اسکے متعلق معروضہ کرکے میری منظوری حاصل کرلیجاے۔ مگر خلیفہ انکو اس شرط پر دیا جائیگا کہ وہ ہمارے ممالک محروسہ کے اندر کسی وقت بھی قیام نکرین۔

اب دو سو روپیہ ماہانہ خلیفہ سرکار سے پاتے ہوے سرفراز ہوا کرتا ہے۔

سالار جنگ
میر یوسف علیخان بہادر

۱۴۰

خاندان آپ کا اصلی نام میر یوسف علی ہے۔ آپ میر لائق علی خان عماد الدولہ کے اکلوتے خلف الصدق اور سالار جنگ اعظم کے پوتے اور خاندان سالار جنگی کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے خاندان کا سلسلہ حضرت شیخ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو پہونچتا ہے شیخ صاحب موصوف سے آپ (سالار جنگ میر یوسف علیخان) تک ۳۰ پشت ہیں۔ ابتدائی شیخ اویس ثانی (جو اکبری دھوئیں [illegible] مدینہ منورہ میں اوقاف کے متولی تھے۔ انہوں نے اپنے فرزند شیخ محمد علی کو لیکر وارد ہندوستان ہوئے علی عادل شاہ کے زمانہ میں بیجاپور آکر سکونت اختیار کی شیخ محمد علی سے ملا احمد نوائت کے دختر منسوب ہوئیں جو دربار عادل شاہی میں مدار المہام تھے۔ بعد ازاں محمد علی کو بادشاہ نے اپنا دبیر مقرر کیا۔ حسب الحکم اورنگ زیب [illegible] ہیں راجہ جے سنگھ نے جب بیجاپور پر حملہ کیا تو علی عادل شاہ نے ملا احمد کو (جنہیں امور کے تصفیہ کیلئے) راجہ موصوف کے پاس روانہ کیا۔ جب وہاں پہونچے تو ملازمت شہنشاہی میں داخل ہوگئے۔ یہاں ملا احمد کے دختر نیک اختر سے شیخ محمد علی کو دو صاحبزادے ہوئے شیخ محمد باقر اور شیخ محمد حیدر علی عادل شاہ نے محمد باقر کو میر سامان اور شیخ حیدر کو مستوفی الممالک مقرر کیا۔ کچھ روز دن بعد شیخ محمد باقر نے بیجاپوری امرا میں سے علیخان کی صاحبزادی کی سے جنہیں دونوں بھائی بیجاپوری وزیر کے بد سلوکیوں سے برداشتہ خاطر ہوکر سلطنت مغلیہ میں حاضر ہوئے چنانچہ یہاں شیخ محمد باقر کو دو ہزار پیادہ پانسو سوار کی افسری اور شاہجہان آباد دکشمیر کی دیوانی کا خلعت عطا ہوا۔ اور شیخ حیدر کو پندرہ سو پیادہ۔ تین سو سوار کی افسری اور شاہزادہ محمد اعظم کی فوج میں دیوانی کا عہدہ عنایت ہوا۔ ایک زمانہ کے بعد شیخ محمد باقر نے بوساطت اسد خان اپنا تبادلہ دیوانی تلنگانہ پر کرکے دکن وارد ہوئے۔ جب پیرانہ سالی کا زمانہ آیا تو نوکری چھوڑ کے اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی اور وہیں انتقال کیا۔ آپ کو ایک صاحبزادہ شیخ محمد تقی تھے۔ جنکو بعہد اورنگ زیب تین ہزار پیادوں کی افسری ملی۔ اور بعہد شاہ کے زمانہ میں پانچہزار پیادہ [illegible] سوار عطا ہوئے۔ اورنگ فرخ سیر نے آپ کو اوس جزیہ کا منتظم مقرر فرمایا تھا جو اورنگ آباد میں ہنود پر لگایا گیا تھا جب تخت پر حضرت مغفرت مآب کا تسلط ہوا تو

محمد تقی کو تمام قلعہ جات کے فوج کی افسری مرحمت ہوئی۔ آخر ۱۱۴۵ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔ آپکے صاحبزادے شمس الدین محمد حیدر جو ۱۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اورنگ زیب نے انکو کم عمری کے زمانہ میں سو پیادوں کی افسری پر مامور کیا تھا جب یہ جوان ہوئے تو نواب آصف جاہ بہادر کے حضور میں حاضر کئے گئے۔ یہاں دو سو سواروں کی افسری۔ اور فیلخانہ کی نگرانی عطا ہوئی۔ بعد تین سو پیادوں کی افسری ایزاد کی گئی جب آصفجاہ بہادر دہلی تشریف لیگئے تو آپ عرض بیگی مقرر ہو کر ہمراہ گئے۔ نادر شاہ کے حملہ کے بعد آپکی افسری پانسو فوج کی ہوئی۔ اور حیدر یار خان خطاب عطا ہوا۔ آصف جاہ بہادر کو اس قدر آپ پر اعتبار تھا کہ جب شاہنشاہ کے دربار میں جاتے تو آپ اور درگاہ قلی خان ہمیشہ ہمراہ موجود رہتے۔ رفتہ رفتہ آپنے پندرہ سو پیادہ اور پانسو سوار کی افسری حاصل کی۔ اور امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کی حکمرانی میں پانچہزار پیادے۔ چار ہزار سوار خلعت۔ پالکی۔ نشان۔ نوبت۔ منیر الدولہ شیر جنگ خطاب مرحمت ہوا۔ بعد ازاں سات ہزار پیادے سات ہزار سوار منیر الملک کے خطاب سے سرفرازی پائی۔ اور منتظم علی امور خانگی ہوئے اسکے بعد دیوان سلطنت ہوئے اور آخر الامر صوبجات دکن کے دیوان مقرر ہوئے۔ پھر بوجہ پیرانہ سالی گوشہ نشینی اختیار کر کے اورنگ آباد میں سکونت پذیر ہوئے لیکن نواب میر نظام علی خان بہادر نے نظامت اورنگ آباد آپکے تفویض فرمائی۔ آخر ۱۱۸۹ھ میں بعمر ۸۰ سالہ راہی خلد بریں ہوئے آپ کو دو فرزند تھے۔ اول صفدر خان غیور جنگ۔ دوم تقی یار خان ذوالفقار جنگ۔ دوم تو اپنے پدر بزرگوار کے انتقال کے سات برس بعد راہی عالم جاودانی ہوئے۔ لیکن خلف اکبر غیور جنگ بہادر جنکا سنہ تولد ۱۱۲۵ھ ہے۔ عہد نظام علی خان بہادر میں دو سو کے منصب اور نائب داروغہ فیلخانہ کے عہدہ سے ممتاز تھے۔ اور مظفر جنگ بہادر کے زمانہ میں تین ہزار پیادے اور چند سو سوار کی افسری ملی۔ اور خطاب خانی سے سرفراز ہوئے۔ امیر الممالک صلابت جنگ کی عہد میں کوتوال اورنگ آباد مقرر پائے۔ رفتہ رفتہ تین ہزار پیادے اور دو ہزار سوار۔ نوبت۔ نشان سے مشرف ہوئے۔ اور ۱۱۷۴ھ میں غیور جنگ شجع الدولہ خطاب اور پالکی عنایت ہوئی۔ آخر منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار اور شجع الملک کا خطاب عطا ہوا۔ ۸ صفر ۱۲۰۵ھ میں خانخانان کا خطاب مرحمت ہوا۔ آخر اسی سال ۱۴ ربیع الثانی کو بمقام بھال میں انتقال فرمایا۔ آپ کو چار صاحبزادے تھے۔ اول محمد تقی خان بہادر قوی جنگ اکرام الملک جو حضرت غفرانمآب کے خانسامانی سے سرفراز رہتے جنکا انتقال ۱۲۱۳ھ میں ہوا۔ دوم حسن رضا خان بہادر منیر جنگ شوکت الدولہ شجع الملک۔ جو اولاً شاہی بادرچیخانہ کے منتظم تھے بعد میں اورنگ آباد کے ناظم ہوئے جنکا انتقال ۲۸ شعبان ۱۲۱۶ھ کو ہوا۔ سوم بدیع الزمان خان المخاطب حیدر یار خان غیور جنگ منیر الدولہ منیر الملک امیر الامرا حال میں موجودہ خاندان عالیشان قائم ہے چہارم امین الملک بہادر جو اپنے فرزند بزرگ حسن رضا خان المخاطب بہ ذوالفقار جنگ حسن یار الدولہ عرف خان صاحب کے انتقال کے بعد سے

مدحواس ہوش باختہ ہوکر بیس لاکھ روپیہ نقد وجواہر ساتھ رکھکر عتبات عالیات کا قصد فرمایا۔ مگر بیٹھ گانون مین (جو ہوا کے متصل ہے) ۱۱۴۶ھ مین انتقال فرمایا۔ اب بیان تفصیلی حالات میر الملک امیر الامرا کے لکھے جاتے ہین کیونکہ ہمارے معزز صاحب تذکرہ کا سلسلہ انہین سے پیدا ہوا ہے۔ آپ (امیر الامرا) عہد حضرت مغفرت مآب مین خطاب ملکی و منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ نشان و نوبت۔ عماری۔ پالکی جہالردار اور خدمت بخشی گیری پادشاہی جو بلال کچہری کے نام سے مشہور ہے سرفرازی پائی۔ اور میر ابوالقاسم میر عالم بہادر غزالہ الہام دولت کی صاحبزادی آپ سے منسوب ہوئین مگر ان صاحبزادی کے انتقال کیوجہ سے دوسری صاحبزادی بھی میر عالم بہادر نے آپ کو دی۔ اور آپ کو خانہ داماد رکھکر شریک مصلحت کلیات و خیر ثیابت فرمایا۔ چنانچہ بعد انتقال میر عالم بہادر کے آپ خدمت دیوانی سے سرفراز ہوئے مگر مہاراجہ چندو لعل بہادر تمام ملکی و مالی امورات ریاست و دولت کے مختار کل تھے۔ چند روز بعد عہد ناصر الدولہ بہادر مین آپ کو امیر الامرائی کا خطاب عطا ہوا۔ آخر آپ نے اپنے بڑے فرزند شجاع الدولہ کے غم مین، ۲۰ شعبان ۱۲۴۸ھ مین انتقال فرمایا۔ آپکے چار فرزند تھے۔ اول شجاع الدولہ دوم محمد علی خان شجاع الدولہ سوم عالم علی خان بہادر سراج الملک چہارم اکرام الدولہ خلف دوم جو محمد علی خان شجاع الدولہ تھے اون کی شادی سیکا فاطم علی خان مختار الدولہ (جد اعلی نواب شہامت جنگ افتخار الملک بہادر وزیر کوتوالی و تعمیرات عامہ سرکار عالی) کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جنکے بطن سے نواب میر تراب علی خان بہادر سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ڈی۔ سی۔ ایل تولد ہوئے۔ چونکہ محمد علی خان شجاع الدولہ کا انتقال آپکے کمسنی مین ہوگیا تھا اسلئے آپ اپنے برگزار نواب سراج الملک کے نگرانی مین پرورش پائے۔ اور سراج الملک لاولد تھے اسلئے اونہون نے آپکی تعلیم و تربیت پرورش و نگہداشت مثل فرزند صلبی کے فرمائی۔ نواب سراج الملک بہادر منصب ہفت ہزاری ہشت ہزار سوار۔ پالکی جہالردار۔ علم و نقارہ سے معتازہ جاگیر اور اعزاز مناصب سے سرفراز تھے۔ بعد انتقال میر الملک بہادر کے مہاراجہ چندو لعل بہادر دیوان ہوئے مگر ۱۱۵۹ھ مین خدمت دیوانی سے مہاراجہ بہادر کو مستعفی ہونا پڑا۔ اسکے بعد راجہ رام بخش (جو مہاراجہ چندو لعل بہادر کے بھتیجے تھے) پیشکاری کی خدمت سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب سراج الملک بہادر وکیل مقرر کئے گئے۔ اوسکے چوتھے سال ۱۲۶۲ھ مین سراج الملک نے خلعت وزارت سے سرفرازی پائی۔ مگر یہ زمانہ وہ تھا کہ ریاست کی حالت بالکل ناگفتہ بہ تھی۔ آپ نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے مگر کچھ نہ ہوا آخر ۱۲۶۴ھ مین معزول ہوگئے۔ اسکے بعد احمد الملک بہادر راجہ رام بخش گنیش راؤ۔ یہ ہر سہ امرا نے تھوڑی تھوڑی مدت دیوانی کے کام کو انجام دیا۔ لیکن پھر مکرر ۱۲۶۶ھ مین سراج الملک خدمت وزارت پر عود کئے۔ مگر یہ وقت ہی آپکے لئے مناسب حال نہوا مالی مشکلات بڑھے ہوئے تھے چنانچہ اسی زمانہ مین تنخواہ فوج کنٹنجنٹ کی ادائی مین ملک ٹرار حوالہ گورنمنٹ انگریزی کیا گیا۔ اور مشکلات

سفیجانہ تہانہ سلیمچہ - آخر آپ ۱۲۶۹ھ میں بارہی روضۂ رضوان ہوئے - اب یہاں کے سیقدر اجمالی حالات شرف خاندان فخر ہندوستان نواب سر سالار جنگ اعظم کے لکھنا ضروری ہے جسکے بغیر حالات کے لئے ایک دفتر درکار ہے - آپ (سر سالار جنگ اعظم) ۱۲۴۵ھ میں پیدا ہوئے - اور اپنے عم بزرگوار سراج الملک کے نگرانی میں تعلیم و تربیت (جو ایک ایسے خاندانی امیر کے شایان تھی) پائی اور اس زمانہ کے موافق جو چیزیں ضروری سمجھی گئیں اون کی تکمیل کرائی گئی - نیزہ بازی شہسواری اور دوسری ورزشی کھیل میں بھی مشق کرایا گیا - آپ کو گھوڑے کی سواری کا بے انتہا شوق تھا - فارسی و عربی میں ماہر اور انگریزی سے بھی واقف تھے ابتداءً آپ کی داد و دہش صرف اپنے جاگیر کے حساب و کتاب آپ کے متعلق کر دیا - بعد سراج الملک صاحب مرحوم نے ۱۲۶۳ھ میں انکو اضلاع ایلگدہ تلنگانہ میں ضلع کہم کا تعلقدار مقرر کیا - جہاں آپنے مالی کاموں کا قرار واقعی تجربہ حاصل کیا - جب سراج الملک نے انکو بیرم فیم اور وزیر یا نائب مشیر قرار دیا - اور اکثر پیچیدہ معاملوں میں صلاح کار رہا - مگر جس طریقہ پر کہ وہ چلتے تھے - وہ آپکے پسند نہ تھا مثلاً کنٹنجنٹ کے فوج کا خرچ یا سرکاری قرضہ کے ادائی عربوں اور پٹھانوں کے بے انتہا سودی قرضہ پر منحصر تھی - اور تعلقہ کے بطور کفالت دئے جاتے تھے - چونکہ ساہوکار قرضہ دینے سے انکار کرتے تھے جب آپکے عم بزرگوار کا انتقال ہوگیا تو آپ اوس کے پانچویں روز ۱۲ شعبان ۱۲۶۹ھ کو بمنگاہ سلطانی نواب ناصر الدولہ بہادر سے ایک دربار عام میں جہاں جاہ عالیشان کرنیل لمجی موجود تھے خلعت وزارت سے سرفراز کئے گئے - اور راجہ نرندر بہادر کو خدمت پیشکاری عطا ہوئی پہلے پہل آپنے اسیکا انتظام کیا - اور ساہوکاروں کے وثوق پر گورنمنٹ کا اعتماد پیدا کیا - اور عربوں کا اقتدار جو تمام ریاست پر پڑا ہوا تھا کسیقدر اون کے قرضہ کی ادائی اور کاروبار میں طمانیت وغیرہ کرکے اون کے قبضہ سے تعلقات نکالے - آپکے اس اہم کام میں عبد اللہ بن علی الخاطب مرحوم جنگ سیف الدولہ اور عمر بن عود الخاطب چاچا جنگ شیر الدولہ ان دونوں معزز عہدداروں نے بہت مدد دی - اسکے ساتھ ساتھ پٹھانوں کے قبضہ سے بھی تعلقات چھوڑائے گئے - گو ان معاملات میں آپنے اپنے کو سخت مشکلات میں پھنسایا تھا - لیکن بڑے صبر و استقلال سے کام لیا - اس انتظام و اصلاح میں گورنمنٹ آف انڈیا نے بھی اعانت کی - انہیں ایام میں بلا کسی دھوم و تکلف کے نواب فخر الملک کے لڑکی کی صاحبزادی سے آپنے ازدواج فرمایا - اس عرصہ میں اضلاع مملکت محروسہ میں قحط بھی واقع ہوا - بوجہ احسن انتظام رفاع کیا گیا - اس سے کافی ملی تھی کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کا پیش خیمہ نظر آیا - یہ غدر ایسا سخت تھا کہ انگریزی سلطنت بالکل متزلزل ہوگئی تھی - جو صرف بغاوت کا بازار پھیلا ہوا تھا - جب تمام مغربی و شمالی و وسطی ہندوستان کا ہلہ باغی ہوگیا تو جو طرف سے طلب ریاست دکن پر لوگوں کی نگاہیں پڑی لگیں - لیکن یہاں کسی قسم کے بے چینی اور دغدغہ پیدا نہیں تھا - اس موقع پر گورنر بمبئی نے کرنل ڈنلوپ سن رزیڈنٹ

حیدرآباد کو تار بھیجا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر نظام گرفتہ ہو جائیں تو پھر ہمارے لئے کچھ باقی نہیں رہا اور حقیقت میں یہ بات سالار جنگ اور رزیڈنٹ سے بہتر کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا۔ سالار جنگ کے نسبت کیا خوب کہا گیا ہے کہ اس وقت پر خاملات کے حالت ان کی ازبالش و امتحان کا موقع تھی جو کسی یورپین یا عیسائی کے سمجھ میں نہیں آسکتی ہیں آنکامہ گیر دوراندیش نواب صمصام الدولہ بہادر نے انتقال فرمایا۔ اور نواب افضل الدولہ بہادر سریر آرائے سلطنت ہوئے حضرت مغفرت مکان کے لئے بجے گورنمنٹ آف انڈیا کے ساتھ دینے میں کوئی امر فروگذاشت نہ فرمایا۔ اور سر سالار جنگ نے ایک عام اعلان دیدیا کہ اگر کوئی شخص انگریزوں کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کرے تو فوراً گولی سے مار دیا جائے۔ ان انتظامات کے نسبت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے افواج کا سپہ سالار میجر جنرل ہل عذر کے چند سال بعد یوں لکھتا ہے کہ ان مؤثر اور اولوالعزم تدابیر سے جنوبی ہندوستان کو بچالیا۔ ورنہ اگر حیدرآباد کے لوگ ہمارے خلاف اوٹھتے تو مدراس کے مسلمان بھی ضرور اون کی تقلید کرتے چنانچہ یہ بات اس وقت رزیڈنسی کے لوگ بخوبی جانتے تھے۔ انگلنڈ کے لوگوں کو واقف ہونا چاہئے کہ اس اولوالعزم شخص ہی کا باعث ہے کہ ایسے نازک وقت میں اس نظام اور اس کی مدبرانہ پالیسی نے انگریزی حکومت کو استحکام کے ساتھ جنوبی ہندوستان میں قایم رکھا۔ گو رزیڈنسی پر چڑھ آنے کا خان اور مولوی علاء الدین نے ایک مختصر سا حملہ کیا۔ مگر ناکام واپس ہوئے۔ اور بعد میں گرفتار ہو کے اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ جب ایک عرصہ کے بعد بلوہ فرو ہوا۔ اور دہلی (جو باغیوں نے قبضہ کرلیا تھا) گورنمنٹ انگریزی کا قبضہ ہوگیا تو حضرت مغفرت مکان اور سر سالار جنگ کی اس وفاداری کا شکریہ گورنمنٹ نے ادا کیا۔ اور کرنل ڈیوڈسن نے اپنی اسپیچ میں یوں بیان کیا کہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے مدار المہام نے جس استقلال اور آمادگی کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کو مدد دی ہے وہ حیطۂ تحریر سے باہر ہے۔ اس سے پیشتر ریاست کے کسی دیوان نے انگریزی گورنمنٹ سے ایسی صداقت و سرگرمی کے ساتھ دوستانہ برتاؤ نہیں کیا تھا جیسے کہ سر سالار جنگ نے کیا ہے۔ اگرچہ انھیں مدد دینے کی وجہ سے مسلمان انہیں مخالف شرع سمجھے۔ نیز طعنہ زنی کرتے اور انھیں قتل کے دھمکیاں دینے لگے لیکن باوجود اسکے ان کے وفادارانہ طریقہ میں کبھی فرق نہ آیا۔ اور نہ ہماری فوجوں کی عاجلی پسپائی کے خبروں نے جو ہمارے مغربی و شمالی سے ہم چلی آرہی تھی انہیں ایک لمحہ کے لئے بھی متزلزل کیا۔ میں نے ایسے وقت میں جس میں سر کے الماس سے استدعا کی انہوں نے بغیر کسی غور و تامل کے اسے موقوف اسکو نپورا کیا + اور گورنمنٹ نظام کے خدمات

حتے الامکان میرے سپرد کردے"

رجب ۱۲۷۵ھ میں سالار جنگ اوّل ریزیڈنٹ بھادر دہلی پر ایک بدمعاش نے گولی چلائی۔ لیکن حسن اتفاق سے بال بال بچ گئے۔ بعد اوس کا قصاص لیا گیا۔ غرہ جمادی الاول ۱۲۷۶ھ میں گورنمنٹ آف انڈیا نے ایام غدر کی وفاداری کے صلہ میں حضرت مغفرت مکان کی خدمت میں ایک راکبہ کے تحایف ارسال کئے۔ پچاس لاکھ کا قرضہ معاف کیا اور راجپور ننلدرگ۔ دھارسیون سے کے اضلاع واپس ہوئے۔ وہاں راجہ کی بغاوت سے انگریزوں کے قبضہ میں آگیا تھا وہ بھی حوالہ کیا گیا۔ علاوہ برین گرینڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغہ بھی منجانب ملکہ معظمہ عطا ہوا۔ اسکے بعد سالار جنگ اعظم نے بردہ فروشی کا انتظام فرمایا۔ ان ایام میں حضرت مغفرت مکان اور سالار جنگ کے فیما بین بعض معاملات کی وجہ سے شکر رنجی آگئی۔ مگر کرنل ڈیوڈسن کے حضوری دربار پر یہ معاملہ رفع دفع ہوا۔ اسکے بعد ۱۲۷۸ھ میں ایک اور سازش آپ کے معزولی کے متعلق کیگئی مگر وہ بھی بالا بالا ٹل گئی۔ انہیں ایام میں آپ کو ستارۂ ہند کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۲۸۵ھ میں آپ پر ایک اور حملہ ہوا۔ مگر فضل الٰہی شامل حال تھا کچھ نہ ہوا۔ اسی سال نواب افضل الدولہ بہادر نے انتقال فرمایا۔ اور ہمارے آقائے دلی نعمت حضور نظام میر محبوب علی خان بھادر خلد اللہ ملکہ سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ چونکہ حضرت اقدس واعلےٰ اوس وقت کمسن تھے اسلئے ایک کونسل قایم ہوئی۔ نواب سالار جنگ اور نواب شمس الامرا بھادر بالاتفاق ریاست کا کام انجام دینے لگے۔ انہیں ایام میں آپ وسیرائے کے مہمان ہوکر کلکتہ گئے جہاں آپ کا نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا گیا۔ ۱۲۸۸ھ میں آپ کے جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب گورنمنٹ آف انڈیا نے آپ کو عطا کیا۔ اسکے دوسرے سال کارڈنار تھ بروک کے مہمان ہوکر بمبئی گئے۔ ۱۲۹۲ھ میں پرنس آف ویلز (شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم) وارد ہندوستان ہوئے تو آپ حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے جانب سے وکالتاً اون کے خیر مقدم کے لئے بمبئی گئے۔ اسی سال میں میرے بار آپ کا کلکتہ جانا ہوا۔ اور اسی سال ڈیوک آف سدرلنڈ۔ جو پرنس کے ہمراہیوں میں تھے۔ حیدرآباد آئے اور رخصت کے وقت آپ کو اصرار کے ساتھ انگلنڈ آنے کے دعوت دی جسکو آپ نے قبول فرمایا اور اسی سال ۱۰ ربیع الاول کو آپ روانۂ یورپ ہوئے۔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۹۳ھ کو وارد ڈاٹا لیا ہوئے۔ اور وکٹر امانویل شاہ اٹلی سے ملاقات فرمائی۔ اور روم کے پوپ سے بھی ملاقی ہوئے۔ پھر وہاں سے فلارنس وغیرہ کی سیر کی۔ ۱۸ ربیع الثانی کو پیرس داخل ہوئے۔ گرینڈ ہوٹل میں رات کو زینے سے پاؤں پھسلا۔ اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی جسکی وجہ سے چند روز وہاں توقف کرنا پڑا۔ جب بقدر سکون ہوا تو وہاں

سے روانہ ہوئے اور ۸ جمادی الاول کو انگلنڈ پہونچے۔ وہاں آپ کا نہایت ہی تپاک سے معززین انگلنڈ نے استقبال کیا اور ڈیوک آف سدرلنڈ جو وہاں آپکے منتظر تھے اونھوں نے ہر ایک کا تعارف کرایا۔ اس موقعہ پر ٹائمز کا ایک نامی اخبار اس طرح لکھا کہ "آجکل وہ شخص ہمارا مہمان ہے جس نے جنوبی ہندوستان کو انگلستان کے قبضہ میں رکھا اور اوس وقت شور و فساد سے بچایا جبکہ دہلی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی تھی اور ہماری سلطنت نزک حالت میں ہو گئی تھی گو جنوبی حصہ ہند کے باغی ہو جانیکی حالت میں بھی ممکن تھا کہ ہم روپیہ اور جان کا بے انتہا نقصان کر کے تمام حصص ہند کے اوسکو بھی آخر الامر فتح کرتے لیکن ہمارے اس مہمان نے ہمکو بے انتہا جانون اور بے انتہا روپیہ ضایع کرنے سے محفوظ رکھا۔ اگر کوئی موقع ان خدمات کے تشکر گزاری کا غایت طریقہ سے ادا کرنیکا ہے تو وہی موقع ہے کہ ہم ماتحت پیر نظام دکن بندات خود اجکل انگلستان میں تشریف رکھتے ہیں"۔ ۲۷ جمادی الاول کو پرنس آف ویلز (ولیعہد انگلنڈ و انڈیا) نے آپ کی آنر میں ایک عظیم الشان جشن کیا جسمیں وہان کے اولوالعزم امرا اور معززین عظام اور نیز ہندوستان کے قدیم افاسر آپ کی ملاقات کیلئے مدعو تھے۔ ۲۸ مرمنہ کو آکسفورڈ یونیورسٹی سے آپ کو ڈی سی ایل کا خطاب دیا گیا۔ ۱۰ جمادی الثانی کو مارکوئس آف سالسبری آپ کو ونڈسر کیسل میں اپنے ہمراہ لیجا کر ملکہ معظمہ کے خدمت میں پیش کیا۔ جہان آپنے ملکہ معظمہ کے ساتھ ڈنر نوش فرمایا۔ اور رات وہین بسر کی۔ اسکے بعد شاہی ہال میں لارڈ سالسبری نے ڈنر پارٹی دی۔ ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن نے تہنیت نامہ پیش کیا۔ جسکا جواب آپنے مناسب الفاظ مین ادا فرمایا۔ اسکے بعد کئی دعوتین ہوئین۔ آپنے بھی متعدد اوقات اون کی مہمانی کی۔ بہرحال یہ سب کچھ ہونیکے بعد آپنے لنڈن سے معاودت کی اور ۶ رمضان کو وارد حیدرآباد دکن ہوئے۔ ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ کو اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے ہمراہ دربار قیصری کے شرکت کی غرض سے دہلی پہونچے۔ ۱۲۹۹ھ مین شملہ کا سفر کیا۔ اور ۲۶ صفر ۱۳۰۰ھ مین اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ہمراہ اجنتا اور گلبرگہ کی سیر فرمائی۔ جہان اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کو ریاست کی آمدنی اور حکمرانی وغیرہ کے نسبت ضروری باتین معلوم کرائی گئین۔ وہان سے واپس آنیکے بعد اعلیحضرت کے سفر یورپ کے تیاری مین مصروف ہوئے۔ جسکے ۲۰ جمادی الاول کو روانگی قرار پائی۔ لیکن افسوس ہے کہ ۲۶ ربیع الاول کے شب مین اچانک مزاج سود البعضی سے علیل ہو گیا۔ ہر چند علاج کیا گیا مگر سود مند نہ ہوا۔ آخر ۲۹ ربیع الاول کے شام کو سات بجکر پینتیس منٹ پر یہ رنج افزا خبر عالم جاودانی ہوئے جس سے تمام شہر مین ایک کہرام مچگیا۔ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ بھی اپنے خیرخواہ اور وفادار وزیر اعظم

کے اچانک موت سے کمال رنج و صدمہ پہونچا!!!

آپ کی مدبری - اولوالعزمی - لیاقت - ہوشیاری وغیرہ کے جسقدر تعریف کی جائے وہ کم ہے حقیقت مین جسطرح کہ انگریزی حکومت ہندوستان مین قائم ہوئی ہے آپ جیسا اعلےٰ درجہ کا مدبر اور پرلے درجہ کا عقلمند ہندوستان مین کبھی پیدا نہین ہوا - کوئی خطاب یا بیادی عزت آپ کی اس حالت کے آگے کچھ نہ تھین رکھتی ملک کی ترقی اور سرسبزی مین اپنے جس قسم کی کوشش فرمائی ہین وہ وقت ناظرین کے روبرو ہے - بیان کی حاجت نہین - گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی اور اپنے مالک کے وفاداری مین جسقدر آپنے حصہ لیا وہ ظاہر ہے - آپنے اپنی یادگار اپنے بعد دو صاحبزادیان بڑی صاحبزادی نورالنساء بیگم صاحبہ جو نواب مکرم الدولہ بعہادر خلف قمرالدولہ مرحوم سے (آپکے حین حیات ہی مین) اسباب لگین اور چھوٹی صاحبزادی سلطان بخت بیگم صاحبہ جو نواب عماد السلطنۃ کے زمانہ مین جو نواب بہرام الدولہ بعہادر خلف سطوت جنگ بعہادر سے منعقد ہوئین - اور دو فرزند ارشد اول میر لایق علیخان بعہادر عماد السلطنۃ - دوم میر سعادت علیخان بعہادر مبر الملک جب ولیعہد بعہادر لارڈرپن نے حیدرآباد آکر اعلیحضرت خلداللہ ملکہ کی حکمرانی کے رسم ادا کی - تو عماد السلطنۃ وسی رزیڈنسی مین خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے - چار سال تک آپنے اپنی موروثی خدمت دیوانی کو نہایت لیاقت اور حسن کارگزاری کے ساتھ انجام دیا - اور نوازشات شاہی بھی بے انتہا آپ پر مبذول تھین مگر بعد مین کچھ ایسے ناگوار اسباب پیش ہوئے کہ آپ کو ۱۳۰۲ھ مین مستعفی ہونا پڑا - اور اس رنج و غم کے بہلانے کے لئے آپنے روم و مصر و شام و انگلنڈ وغیرہ کا سفر فرمایا - ایک عرصہ تک سفر مین وقت گذارے - آخر اوسی اندوہ و محن سے آپکے زندگی تلخ کردی - آخر ۱۳۰۶ھ مین راہی روضہ رضوان ہوئے جنکے یادگار ایک صاحبزادہ میر یوسف علیخان بعہادر المخاطب بہ سالار جنگ (جن کا یہ تذکرہ ہے) ہین اللہ عمر دراز کرے - اور خلف دوم میر سعادت علیخان بعہادر معین المہام فوج سے ممتاز تھے - بعد استعفاء اپنے بڑے بھائی کے بھی آپنے اپنی خدمت مفوضہ کو باحسن وجوہ انجام دیتے رہے - مگر جب اپنے بڑے بھائی قوت بازو کا انتقال ہوگیا تو آپ کو سخت صدمہ پہونچا - زیادہ عرصہ جانبر نہ ہوسکے - آخر چھ ماہ کے بعد ۱۳۰۸ھ مین راہی عدم ہوئے - آپکا کوئی فرزند نرینہ موجود نہین لیکن ایک صاحبزادی کریم النساء بیگم ہین - جو بعد انتقال اپنے والد بزرگوار کے اپنے مغفرہ پھوپی نورالنساء بیگم صاحبہ کے نگرانی مین پرورش و تعلیم پاتی ہین انگریزی مین بھی آپنے اچھی لیاقت پیدا کی تھی - چنانچہ مڈل پاس میٹریکولیشن کے تیاری تھی - مگر افسوس ہے کہ عین عنفوان شباب مین ہی خلد برین ہوئین - اب اس خاندان عالیشان کے یادگار صرف نواب میر یوسف علیخان بعہادر سالار جنگ

ہین - آپ کی کم سنی کیوجہ سے آپکی جائداد وملاک
معتمد صاحب صیغہ مالگزاری اس اسٹیٹ کا انتظام کرتے
ہین اور رائے للتا پرشاد صاحب (جو اس ریاست کے معزز اور
شمار کئے جاتے ہین اس اسٹیٹ کے ناظم ہین جنکی حسن کارگزاری اور
اور بلا کسی شکوہ وشکایت کے کام چل رہا ہے - آپ
اور انگریزی کے مدرسہ عالیہ مین اعلے پیمانہ پر پڑھ رہے ہین
کی عمر ہوگی چہرہ سے امارت اور پیشانی سے
وتقریر بھی نہایت دلچسپ ہے - ہوشیاری اور تیز فہمی
آیندہ آپ لیاقت ومدبری مین اپنی آپ نظیر ہو
موروثی خدمت سے ممتاز ہون - کیونکہ ابتدا ہی
حال ہے ۱۳۱۶ھ سے
آپکے خطاب خانی
ایک ہزار پانصد سوار

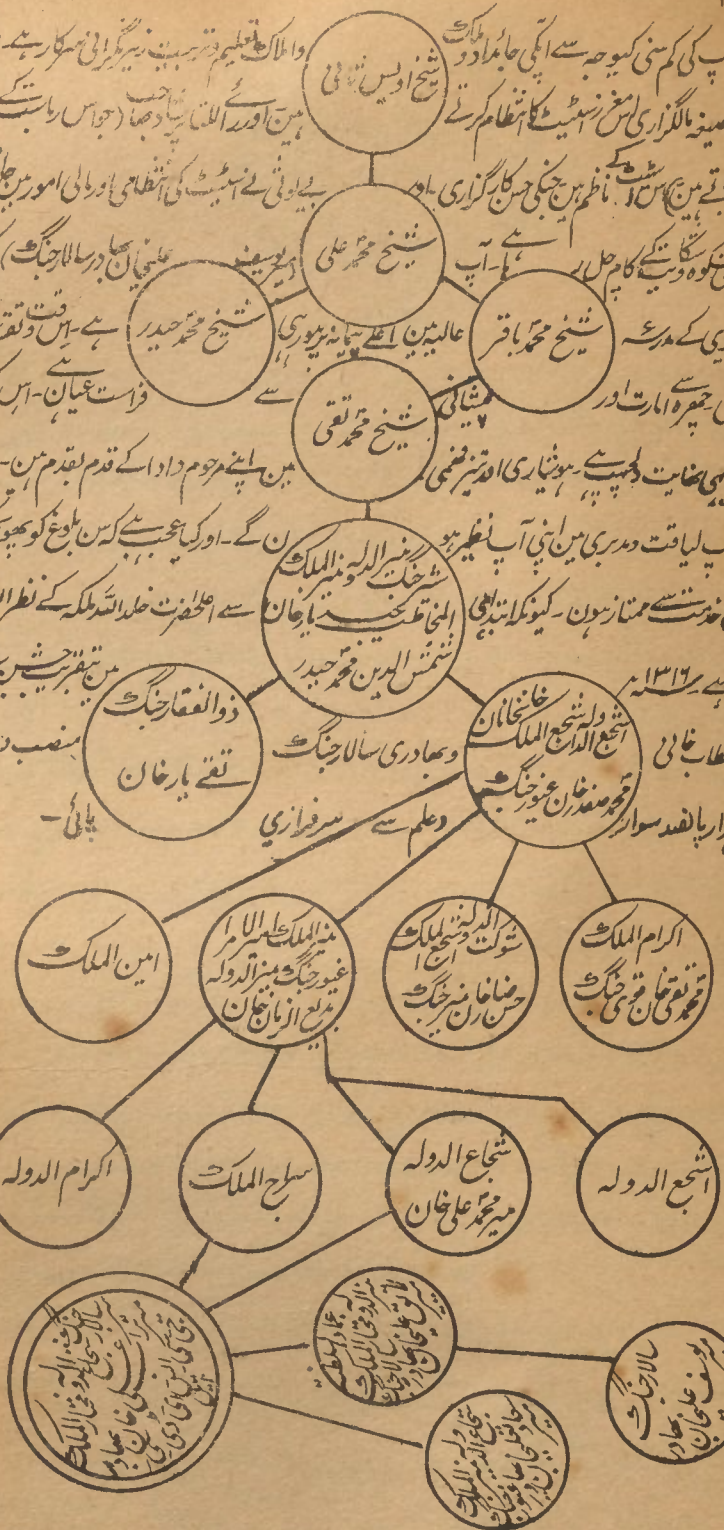

والملاک تعلیم وتربیت زیر نگرانی سرکار ہے - اور خاص طور پر
ہین اور رائے للتا پرشاد صاحب (جو اس ریاست کے معزز اور
بے لوثی نے اسٹیٹ کی انتظامی اور مالی امور مین جان ڈالدی ہے
ہے - آپ
علیخان بہادر سالار جنگ کی تعلیم فارسی
ہے - اس وقت وتقریباً چودہ سال
فراست عیان ہے - اس کم سنی مین تجربہ
مین اپنے مرحوم دادا کے قدم بقدم ہین - امید ہے کہ
ن گے - اور کیا عجب ہے کہ سن بلوغ کو پہونچکر اپنے
سے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے نظر الطاف مشمول
مین تقریب جشن سالگرہ مبارک
منصب دوہزاری ذات وصدی
پائی -
وبہادری سالار جنگ
وعلم سے سرفرازی

سعید الملک سعید جنگ سعید الدولہ میر محمد سعید خان بہادر

خاندان } آپکا اصلی نام میر محمد سعید تھا آپکے والد میر محمد حیدر علیخان بہادر فرزند اور میر محمد حیدر علیخان سعید الدولہ بہادر کے پوتے تھے۔ اور آپکے جد اعلیٰ میر محمد علی خاں حاصل برانی تھے۔ ابتداً میر محمد سعید خان حیدر آباد میں پیشوا سلطان کی سرکار میں ترکی سراسے دار تھے۔ بعد امیر الامرا بسالت جنگ کے آصف جاہ مغفور کے ہمراہ قلعدار دھولی میں بزمرۂ مصاحبان داخل ہوئے جب بسالت جنگ بہادر کا انتقال ہوگیا تو مرحوم کے خلف الصدق دارا جاہ بہادر نے آپکو اپنے اور حضرت غفرانمآب کے مجلین و کمیل خاص مقرر فرمایا جب لکاڈھونی سرکار انگریزی کے قبضہ میں جاتا رہا تو آپ معہ اپنے بھائی محمد ہادی خان ہادی الدولہ کے حضرت غفرانمآب کے دربار میں حاضر ہوئے۔ پیشگاہ سلطانی سے خلعت و جواہرات خطابات عطا ہوئے اسکے بعد جب میر عالم بہادر پونہ تشریف لے گئے تو آپ بھی اونکے ہمراہ پونہ گئے۔ بعد وقوع جنگ کھڑکی حیدرآباد کو واپس آئے۔ اور سلطجاہ بہادر کے اتحاد و محبت میں اپنی عمر عزیز کو بسر کیا طرح بسر فرمائی۔ ایک مدت تک حسب الحکم حضرت مغفرت منزل کے رہے۔ بعد انتقال سلطجاہ بہادر کے جب میر عالم بہادر کی وزارت کا زمانہ آیا تو میر عالم بہادر نے آپکو اداز نگ آباد بزرگی سپہ سالاری بکر روانہ کرنا چاہا۔ مگر حضرت مغفرت منزل نے ارشاد فرمایا کہ "برائے مزاجداری و رفع ملال طبیعت خود بالفعل با دولت ایشان را در پیشگاہ خویش داشتہ ایم دشمنی خواہید کرد از ما جدا کنید ہرگز نمیدہیم نخواہد شد بالفعل با دولت ایشان باشد" بخدمت نیابت صوبہ داری سرفراز فرمودیم۔ چنانچہ آپ ایک مدت تک خدمت صوبہ داری بلدہ کو نیکنامی سے انجام دیکر آخر ۱۲۲۹ھ میں انتقال فرمایا آپکو دو خلف تھے۔ اول میر محمد علیخان بہادر جو بعد انتقال اپنے والد بزرگوار کے تمام اعزاز و مناصب آبائی و خدمت صوبہ داری بلدہ سے ممتاز ہوئے مگر ۱۲۳۲ھ میں لاولد انتقال ہوگیا۔ دوم میر خلیل اللہ خان بہادر جو پیشگاہ مغفرت منزل سے قلعداری محمد آباد بیدر پر مامور تھے۔ بعد مرنے اپنے بھائی کے صوبہ داری نظامت بلدہ حیدرآباد سے سرفراز ہوئے۔ ایک مدت تک باحسن وجوہ خدمت مفوضہ کو انجام فرمایا۔ آخر مرض سرسام سے ۱۲۴۹ھ

خطابات } میں ابی خدمت صوبہ داری بلدہ سے۔ آپکے اکلوتے فرزند میر محمد سعید خان (جنکا نام نامی عنوان میں درج ہے) بعد صلابت الدولہ بہادر یاضا ذمنصب چار ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و بحالی خدمت و لظامت بلدہ حیدرآباد و خطاب سعید جنگ و سعید الدولہ و جاگیر ذات و جواہر سے مباہی و مفتخر ہوئے۔ اور ۱۲۴۰ھ میں بتقریب جشن نوروز (بعہد سیمنت مہد نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ) خطاب سعید الملک منصب سہ ہزار پانصدی۔ دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے سرفرازی پائی۔

انتقال } آخر ۱۲۴۳ھ میں راہی خلد بریں ہوئے۔ آپ عقل و فراست۔ فہم و کیاست میں یکتائے دہر تھے۔ آپکے اکلوتے فرزند ارشد میر محمد علیخان سعید الدولہ بہادر ہیں جنکا تذکرہ علیحدہ رقم پذیر ہوگا۔

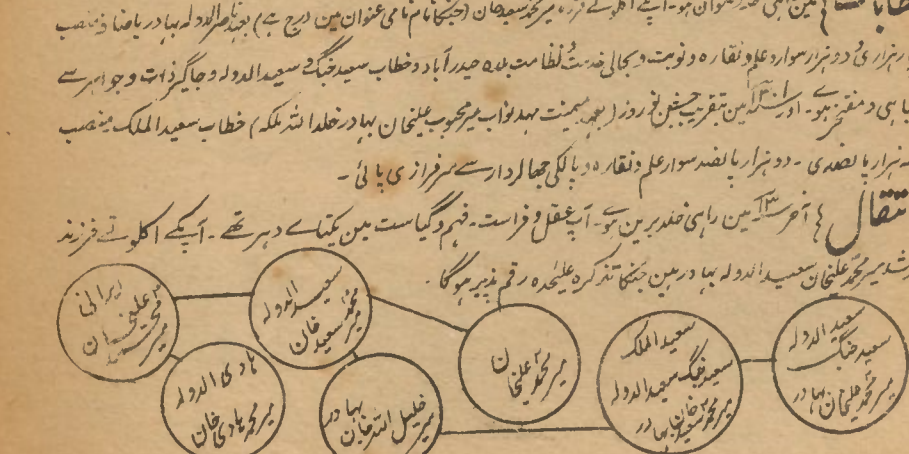

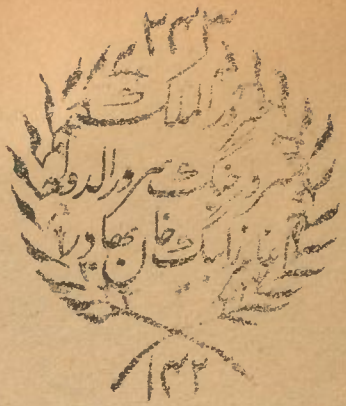

خاندان] آپ اعلیٰ کے معزز خاندان سے ہیں اور بہ قدیمی علاقہ خاندان میں بذریعہ ازدواج رشتہ بھی قایم ہوگیا ہے۔ آپ کے والد ماجد نواب صدیق حسن خاں صاحب نے زمانہ میں فرمانروائے گورنمنٹ کی ملازمت کی ان اعہدوں پر مامور تھے ان میں سے ایک اشرف الدولہ مرزا اشرف بیگ خاں جو جنگ کول کی لڑائی میں لارڈ لیک کو مدد دی تھی۔ دوسرے جواد الدولہ میرزا فضل بیگ خاں ہیں جو راجہ رام موہن رائے کو پیدا کرکے دلی (شہنشاہ دہلی کی) تکالیف کا تذکرہ پارلیمنٹ میں کرنے کے لئے انگلنڈ کو روانہ کیا تھا۔ آپ ۱۲۶۵ھ میں (مقام دہلی) پیدا ہوئے۔ اوکسنی ہی میں والد کے انتقال کا صدمہ برداشت کرنا پڑا لیکن آپ کے چچا مرزا عباس بیگ خاں (جو پنجاب کی لڑائی میں کارہائے نمایاں کے باعث شہرت پذیر ہوئے) سر ہنری لارنس کے سچے دوست تھے جب سر ہنری لارنس اودھ گئے تو آپ کو بھی ساتھ لیتے گئے جہاں عہدہ کے موقع پر سر ہنری کام آئے۔ اور اودھ کے جانشین لارڈ کیننگ نے آپکے نمایاں خدمات کے صلہ میں آپکو اودھ کا تعلقدار بنایا اور بڑا گاؤں کی جاگیر جو سیتاپور کے اضلاع میں واقع ہے۔ آپکو ہمیشہ کیلئے عنایت کی چنانچہ آپ اور آپکے خاندان کے قبضہ و تصرف میں ہے) نے بوجہ لاولدی آپکو اور آپکے بھائیوں کو مثل اپنے فرزندوں کے پرورش کیا اور اپنی جاگیر کا مختار کیا۔ آپنے بزیر سرپرستی جنرل ہاروچیف کمشنر اودھ (جو آپکے خاندان کے سرپرست و دوست تھے) کیننگ کالج میں تعلیم و تربیت پائی۔ اور جنرل ہاروے ہی کی درخواست آپکے عموی بزرگ کے سرسالار جنگ اعظم سے آپکی سفارش کی چنانچہ ۱۲۹۹ھ میں آپ حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ اور نواب مختار الملک اعظم نے اپنے صاحبزادوں کی تعلیم کیلئے آپ کو مقرر فرمایا۔ بعدازاں جب حضور پرنور مظلہ العالی کے تعلیم و تربیت کیلئے کپتان جان کلارک (حسب ایجنٹ گورنمنٹ آف انڈیا) انگلنڈ سے حیدرآباد دکن آئے تو آپ اون کے اسسٹنٹ مقرر ہوئے۔ اور اعلیحضرت خلداللہ ملکہ کی تعلیم کا شرف حاصل کیا۔ اور ہمیشہ باریاب بارگاہ عرش اشتباہ رہنے لگے صفر ۱۳۱۰ھ میں (قبل حکمرانی) جب اعلیحضرت نے کلکتہ کا سفر فرمایا تو آپ بھی ہمراہ رکاب تھے جب وہاں سے تو خاندان اودھ و خاندان ٹیپو سلطان کے معزز ممبروں نے اعلیحضرت کی پیشگاہ میں حاضر ہوکر تہنیت نامہ گذرانا جسکا جواب نواب

آغا مرزا سہ در رنگ جناب اعلیٰحضرت خلد اللہ ملکہ ادا فرماتے ہیں سے صاف پیدا ہوسکتا ہے کہ آپ کے اقبال و عروج کے ترقی کا یہ پہلا زینہ تھا۔ اب یہاں سے آپ کا اقبال چمکنے لگا جب حضور پر نور مظفر الملک نے ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۱ھ میں بعہدہ اقتدارات کے ساتھ حکمرانی تخت و آپ کو حکمرانی کے روز خطاب خانی و بھادری سرور رنگ منصب دو ہزاری و یکصد ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ ہمیشہ سفر و حضر میں حاضر رکاب رہنے لگے۔ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے نوازشات شاہانہ مدام مبذول رہتی تھی۔ ہر وقت ضرورت مشورہ میں بھی آپ کی شرکت ہونے لگی آخر رجب سنہ ۱۳۱۰ھ میں معتمد دفتر پیشی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے معزز خدمت سے ممتاز ہوئے۔ اور سنہ ۱۳۱۲ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب سرور الدولہ سرور الملک منصب چار ہزاری و پنجہ ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ آپکا ستارہ اقبال نصف النہار تک پہونچ گیا تھا۔ جدہر دیکھئے اودہر عام و خاص کے زبان پر آپ ہی کا نام تھا۔ چونکہ آپ ہر دل عزیز اور خلق مجسم تھے اسلئے ہر ایک کی کاربراری میں مدد و معاون رہتے تھے۔ وہی اخلاق و مروت کا باعث ہے کہ ابتک آپکو حیدرآباد دکن کے عام و خاص یاد کرتے اور عمدگی سے نام لیتے ہیں۔ اسکے چار سال بعد دفعتاً تقدیر نے پلٹا کھایا۔ اور کچھ ایسے ناملایم اسباب پیش آئے کہ آپ کو ۳۰ شوال سنہ ۱۳۱۴ھ روز چہار شنبہ صبحکی ٹرین میں حیدرآباد دکن سے روانہ ہونا پڑا۔ اس قدر بھی مہلت آپکو نہیں ملی کہ آپ اپنے گھر والوں سے رخصت ہو لیتے۔ اور آپکی خدمت کا جائزہ آصف نواز الملک مرحوم معتمد صرف خاص کو دلایا گیا۔ اب آپ کو دو ہزار روپیہ تنخواہ بحیثیت یاوران سرکار آصفیہ خلد اللہ ملکہ سے ملتی ہے۔ سنا جاتا ہے کہ آجکل آپ اجمیر شریف میں قیام پذیر ہیں باقی تمام خاندان حیدرآباد دکن میں حسب سابق سیرون بلدہ متصل چنچلگوڑہ اپنے قدیم مکان میں رہتا ہے۔ آپکو چھ صاحبزادے ہیں جنمیں سے ازانمیں کے حالات اسی کتاب کے (بوجہ صاحب خطاب ہونیکے) اپنے اپنے موقع پر ذکر ہوئے اور ہونگے۔ باقی دو نمبر ۵ و ۶ کمسن اور زیر تعلیم حیدرآباد میں ہیں۔

راجہ بیرنواس راؤ بہادر

۱۴۳

خاندان آپ کشناجی نایک کے فرزند اور ایک قدیم دکھنی معزز خاندان سے ہین چونکہ آپ کے والد کشناجی نایک نے بعہد ناصر الدولہ بہادر بڑے ذمہ داریون کے ساتھہ خدمت ادائی کی تہی۔ پولیٹکل اور سوشیل دایرہ مین بہت نامور مانے جاتے تھے۔ اس لحاظ سے نواب سراج الملک مدار المہام وقت نے اپنے اور صاحب عالیشان بہادر کے فیمابین وکالت کے خدمت عطا کی تھی۔ جس کو اونہون نے نہایت احسن طریقہ سے انجام دیا تھا۔ ہمارے معزز صاحب تذکرہ بہی علے التسلسل پانچ مدار المہامان وقت کے ماتحت کمال نیک نامی مستعدی۔ لیاقت کے ساتھہ کارگزاری ہین۔ ابتداءً سنہ ۱۲۹۴ھ مین آپ نے منصرم معتمدی فوج کی خدمت کو جو ایک بڑے ذمہ داری کا کام تھا بحسن وخوبی انجام دیا۔ اوس زمانہ مین معتمد فوج آپ کے بڑے بھائی راگھویندر راؤ تھے۔ سنہ ۱۲۹۵ھ مین مستقل مددگار معتمد فوج بنائے گئے علاوہ اسکے سنہ ۱۲۹۸ھ مین آپ منتظمی کارخانہ حسین بن محسن (مقدم جنگ بہادر) پر بہی فرازہوئے جسکو بڑے ہی استقلال اور استحکام کے ساتھہ ادا فرمایا۔ سنہ ۱۳۰۱ھ مین سکہون کے کمیٹی کی ممبری سے ممتازی پائی۔ یہہ تمام خدمتین سر سالار جنگ اعظم کی مدار المہامی کے زمانہ مین آپ کے تفویض ہوئی تہین اور آپنے نواب صاحب مرحوم کے ہی زیر نگرانی تعلیم و تربیت پائی تہی۔ اسلئے مرحوم نے اپنی زندگی ہی مین آپ سے ایسے نازک اور اہم خدمات کا تعلق کرکے آپ کی لیاقت کا اندازہ اور اپنی نگرانی و تربیت کا ثمرہ ملاحظہ فرمایا تھا۔ بعہد وزارت عماد السلطنت سنہ ۱۳۰۱ھ مین مہتمم خزانہ عامرہ کی خدمت آپ کے تفویض پائی۔ سنہ ۱۳۰۲ھ مین راجہ کندا سامی متوفی کے اسٹیٹ (کارخانہ) کے ٹرسٹی۔ اور

رائے رایان بہادر کے اسٹیٹ کے منتظم قرار پائے۔ اسی سال ۱۳۰۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارکباد خطاب راجہ بہادر سے سرفرازی حاصل کی۔ جب سے آسمان جاہ بہادر کے وزارت کا آفتاب ۱۳۰۵ھ مین آپنے خاص درجہ کی اول تعلقداری پر متباہرہ بارا سور دیہ مامور ہو کر ضلع گنگنڈہ کی حکومت کا چارج اپنے ہاتھ لیا۔ اور خدمت مفوضہ کو دلدہی۔ جفاکشی اور دیانت سے انجام دیا۔ ۱۳۱۲ھ مین مکرر خزانہ عامرہ کی مہتمی پر تشریف لائے۔ اور اونھین ایام مین صفائی چادرگھاٹ کی مہری سے بھی ممتاز تھے۔ مگر افسوس ہے کہ ۱۳۱۸ھ مین بزمانہ وزارت سر وقار الامرا بہادر کچھ ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ حضرت اقدس و اعلےٰ نے آپ کو خدمت سے سبکدوش فرما کر اپنی جاگیر مین رہنے کا فرمان واجب الاذعان نافذ کیا۔

بہرحال آپ ایک معزز خاندان سے ہین۔ اور اس ریاست کے جاگیردار بھی ہین۔ آپکی عمر کا بڑا حصہ سر سالار جنگ اعظم کے زمانہ کارگزاری مین گزرا کر پولیٹیکل اور سوشیل تجربہ آپ کو بخوبی حاصل ہے۔ آپ کی عمر چالیس سال سے زاید ہے۔ علمی لیاقت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ فارسی۔ اردو مرہٹی۔ تلنگی۔ بال بدھ۔ انگریزی مین مہارت تامہ حاصل اور شستینی خیرخواہ سلطنت آصفیہ ہین۔ ہاسپیلو اسکے اخلاق و مروت بھی اعلےٰ پایہ پر ہین۔ دلیری۔ ہمت۔ فیاضی آپکے خاندان کی موروثی صفات آپ مین کمال درجہ موجود ہین۔

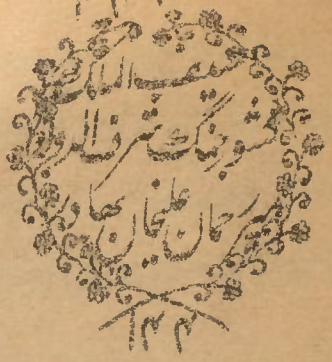

خاندان آپ نواب میر احمد علی خان بہادر شرف الدولہ کے فرزند اکبر اور نواب میر تفضل علی خان میر یادشاہ مغفور المخاطب سیف الملک مرشد زادہ حضرت نواب سکندر جاہ مغفرت منزل کے پوتے ہین۔ نواب میر تفضل علی خان میر یادشاہ مغفور المخاطب بہ مہدار جنگ انوار الدولہ سیف الملک حضرت نواب سکندر جاہ مغفرت منزل کے حلف چہارمی اور جہان پرور بیگم صاحبہ بنیری ارسطو جاہ کے بطن سے تھے۔ سنہ ۱۲۱۶ھ مین تولد ہوئے اور جداً مجداً عنی نواب مغفرآب اصف جاہ ثانی کی پیشگاہ سے میر تفضل علی خان میر یادشاہ کے نام سے موسوم اور دو سو روپیہ ماہوار سیوہ خوری بارہ ہزار سالانہ محاصل کی جاگیر سے ممتاز ہوئے اور بتقریب تسمیہ خوانی پدر بزرگوار کی پیشگاہ سے چھ ہزار ماہوار ذات اور چھ ہزار سربستہ ماہوار صفات۔ لوازمہ اعزازی و چار صد جوانان لین تین سو جوانان علی غول ہفت راس اسپ نہ مہار شتر چھ منزل رتبہ چھ منزل بندی معہ خوراکی و چندی و جائداد متعلقہ سے سرفرازی پائی۔ اور نیز آپ کو یک لاکھ بتیس ہزار سالانہ کے دو دیہات جاگیر و مقطعہ جات و بازارات در رتبہ متعدمیان وغیرہ ملے تھے جو آپ کے والدہ مغفرہ کے جہیز مین دیے گئے تھے پہونچے تھے۔ آپنے اٹھائیس سال تک ظل عاطفت پدری مین مولوی میر سلطان علی صاحب مولوی قادر محی الدین صاحب اور مولوی محمود عالم صاحب کی اتالیقی و زیر تعلیم مین عموماً ہر ایک علم و فن خصوصاً علم دین مین وہ مہارت تامہ حاصل کیا کہ جس سے اتقا زہد و تقوی اور علمی قابلیت طبقہ علما مین اسدرجہ مسلم الثبوت ٹھہری کہ مولوی حیدر صاحب و مولوی سید نور الدین صاحب جیسے فاضل علما اکثر عبادات و معاملات کے بحثی مسایل کے افتا پر ان کی دستخط سند اً لیا کرتے تھے اور بعد انتقال پدر بزرگوار تا انتہا

خود اذ تیر سالہ عرصہ تمک اولاً حضرت مولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب قبلہ قدس سرہ اور ثانیاً حضرت شاہ عبداللہ صاحب قبلہ کے دست مبارک پر بیعت فرما کر یاد الٰہی مین مصروف رہے بالآخر اذی حجہ ۱۲۷۳ھ روز جمعہ راہی دار البقا ہوئے۔ چونکہ آپکی شان شہزادگی مراتب مرشدزادگی اور اوسکے ساتھ آپ کے اخلاق حسنہ علم پروری سخنوازی انسانی ہمدردی اہل کمال کی قدردانی وفیاضی وسخاوت مشہور زمانہ ہے لہذا احتیاج بیان نہین۔

آپ کو اولاد ذکور مین صرف ایک صاحبزادہ مسمی میر احمد علی خان بہادر المخاطب بکشور جنگ شرف الدولہ اور تین صاحبزادیان ہوئے۔ اول بچو بیگم صاحبہ بڑی صاحبزادی جو نواب میر گوہر علی خان بہادر فرزند اسفند یار جنگ صاحبزادہ نبالت جنگ سے منسوب ہوئین جنکو چار فرزند۔ میر دوست علی صاحب۔ میر فرخ علی صاحب۔ میر کامیاب علی صاحب۔ میر مبارک علی صاحب۔ اور دو دختر سجانی بیگم۔ جہاندار النسا بیگم ہین۔ دوم سردار النسا بیگم صاحبہ منجلی صاحبزادی جو نواب خواجہ ہدایت اللہ خان المخاطب بتیمور جنگ اول سے منسوب ہوئین جنکے بطن سے ایک فرزند نواب سید اکرم اللہ خان بہادر (جنکا تذکرہ ردلف الف مین درج ہے) اور دو دختر ہوئے جن مین عارف النسا بیگم صاحبہ میر محمد علی خان بہادر فرزند میر قادر علی خان مرحوم نبیرہ نظام الملک سے منسوب ہوئین۔ اور فاطمہ بیگم عرف بادشاہ بیگم نے ناکتخدا انتقال کیا۔ نواب میر احمد علیخان بہادر کشور جنگ شرف الدولہ۔ آغاز ۱۲۳۲ھ مین تولد ہوئے۔ اور جدہ معظمہ کی آغوشی مین پرورش پائے۔ تقریب بسم اللہ خوانی مین جد امجد کی پیشگاہ سے سات عدد جواہر چار صد روپیہ ماہوار میوہ خوری وتلنگانہ جاگیر وخطاب جنگی ودولائی سے مباہی ومفتخر ہوئے اور بعد انتقال جدہ معظمہ اون کی معاش عملہ اعزازی کے مالک اور اون کی حویلی موسومہ بہ خانہ باغ واقع چوک (جو اب مدرسہ مبارک سرکار عالی کے نام سے مشہور ہے) مقیم رہے۔ آغاز ۱۲۹۵ھ مین حویلی مذکور حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کے مدرسہ کیلئے خالی کردی۔ اور اپنے والد ماجد کی حویلی قدیمہ واقع حویلی مغلپورہ مین قیام پذیر ہوئے آپکو معاش پدری سے ایک ہزار روپیہ ماہوار ذات علیحدہ ماہوار عملہ وملازمات مقرر تھی۔ آپ حضرت سکندر جاہی مرشدزادون مین کیا بوجہ علمی لیاقت وکیا بوجہ اوصاف حمیدہ وصفات پسندیدہ

مثل حسن اخلاق غربا پروری شرفا نوازی نہایت نامور اور ذی عزت اور نیک نام بزرگ زادہ تھے چونکہ آپ کو اولاً حضرت میر اشرف علی شاہ صاحب ثانیاً حضرت مسکین شاہ صاحب سے طریقہ نقشبندیہ میں بیعت تھی لہذا ہمیشہ آپ یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ اور متعدد کلام مجید اپنے ہاتھ سے تحریر فرما کر مقدس مقامات پر روانہ کیا کرتے تھے آخر ۲۵ محرم ۱۲۹۶ھ میں راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ آپکو صرف دو فرزند ہوئے اول میر رحمان علی خان کشور جنگ شرف الدولہ سیف الملک (جنکا نامی نامی عنوان میں درج ہے) دوم میر اسد علی خان مرحوم۔

اسم ولادت آپ ۱۲۶۴ھ میں تولد ہوئے اور آپکا نام نامی میر رحمان علی خان رکھا گیا۔ غفران منزل کی پیشگاہ سے دو سو روپیہ ماہوار میوہ خوری سے سرفراز ہوئے اور بعد انتقال پدر بزرگوار چار صد روپیہ ماہوار ذات و دو صد روپیہ ماہوار صفات سے کامیاب ہوئے۔ اور ۱۳۱۶ھ میں اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کی پیشگاہ سے خطاب موروثی کشور جنگ شرف الدولہ سیف الملک منصب چار ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار سے سرفراز ہوئے۔

آپ کو صرف ایک صاحبزادی مسماۃ اکرام النسا بیگم صاحبہ ہے جو حسب دستور خاندان شاہی ماہوار میوہ خوری سے کامیاب ہیں۔

آپ نہایت رحم دل نیک رویہ متقی صوم و صلوٰۃ کے پابند نہایت نیک نام اور خوش اخلاق ہیں

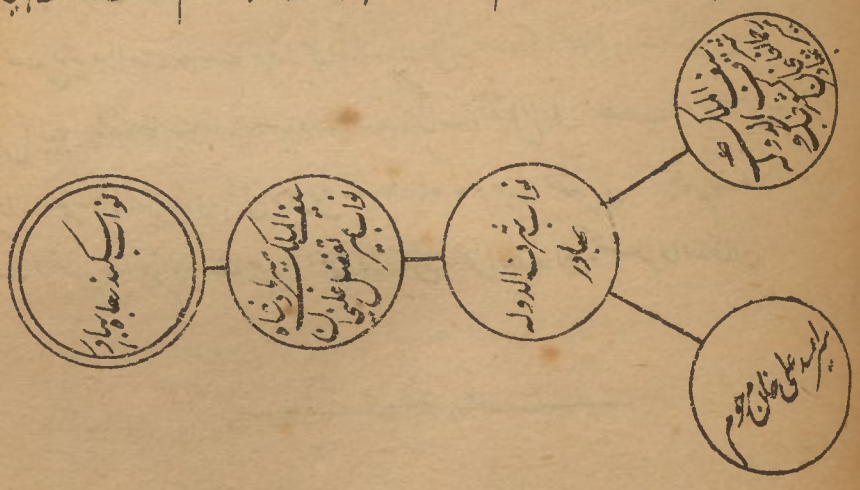

سر بلند جنگ

افضل العلما مولوی محمد حمید اللہ خان بہادر

ایم۔ اے۔ بی۔ ایل

۱۴۵

آپ مولوی محمد سمیع اللہ خان۔ سی۔ ایم۔ جی۔ (جو لارڈ ڈنارتھ بروک کو مصر کے پولیٹکل مشکلات کے حل کرنے مین بڑی مدد دی تھی) کے فرزند اور نواب سرور الملک بہادر کے داماد ہین۔

۸ شوال ۱۲۸۵ھ مین بمقام آگرہ تولد ہوے۔ اور محمڈن انگلو اورینٹل کالج علی گڈھ مین تعلیم پائی۔ خانگی طور پر آپ کو مسٹر رین اینڈ گون ہیرواڈ لنڈن والون نے تربیت کیا۔ ۱۲۹۹ھ مین لنکنس ان لنڈن اور کرائسٹ کالج کیمبرج مین داخل ہوے ۱۳۰۲ھ مین بیارسٹری کی ڈگری حاصل کی۔ ابتدا ہندوستان مین وکالت کرتے تھے۔ ۱۰ رمضان ۱۳۱۳ھ مین حیدرآباد اکر مشاہرہ پندرہ سو روپیہ تنخواہ اور پانسو روپیہ الونس جملہ دو ہزار روپیہ سے رکن مجلس عالیہ عدالت ہوے۔ چنانچہ ابتک اوس خدمت کو انجام دے رہے ہین ۱۳۱۴ھ مین آپ نے خطاب خانی و بہادری سر بلند جنگ افضل العلما منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ لایق۔ ہوشیار۔ وجیہ۔ متدین۔ ذیلفہم عہدہ دار ہین۔ آپ کو تین صاحبزادے ہین۔ احمد اللہ خان۔ محمد اللہ خان۔ محمود اللہ خان۔

سعید جنگ سعید الدولہ
میر محمد علی خان بہادر

۱۴۶

خاندان آپ کا اصلی نام میر محمد علی ہے۔ آپ میر محمد سعید خان بہادر سعید جنگ سعید الدولہ سعید الملک مرحوم کے خلف اور خلیل اللہ خان بہادر کے پوتے ہیں۔ گو قبل ازیں آپکے پدر بزرگوار سعید الملک مرحوم کے تذکرہ میں صفحہ ۲۴۳ نمبر ۱۴۱ میں خاندان عالی شان کی کسیقدر مجمل حالات تحریر ہو چکے ہیں لیکن یہاں تفصیلی طور پر بیان کئے جاتے ہیں۔ اس خاندان کے سلسلہ میر علی خان مرحوم والد ماجد ایرانی نسل سے تھے۔ ان کے دو صاحبزادے اول میر محمد سعید خان سعید الدولہ اولے دوم میر محمد ہادی خان ہادی الدولہ پھر سعید الدولہ اولے اپنے حسب خلیل اللہ خان کی ہمراہی میں معہ اپنے چھوٹے بھائی ہادی الدولہ کے مقام سرینگپٹن میں حیدر علی خان کے امراؤں میں تھے۔ ایک عرصہ کے بعد وہاں سے علیحدگی اختیار کر کے اضلاع گدگ و قلعہ دھونی میں پہنچے اور نواب بسالت جنگ بہادر امیر الامرا کے سرکار میں شرف ملازمت حاصل کیا۔ اور وہاں ہمیشہ بزم رزم و بزم رہے۔ جب بسالت جنگ بہادر کا انتقال ہو گیا تو اون کے بڑے صاحبزادے ذوالجاہ بہادر (جو حضرت غفرانمآب کے داماد تھے) نے میر محمد سعید خان سعید الدولہ کو اپنے اور حضرت غفران مآب کے فیما بین وکیل مقرر فرمایا۔ اور ہادی الدولہ بہادر کو اپنی کل تعیناتی سواران و پیادگان کی بخشی گری عطا کی۔ اور حضرت غفرانمآب کی ہمیشگاہی ہر دو کو خطاب جنگی اور دولائی بھی سرفراز ہوئے۔ جب ذوالجاہ بہادر نے رحلت کی۔ اور ملک دھونی ضمیمہ ملک سرکار عالی ہو گیا تو بلحاظ اوس سابقہ خدمت کے میر محمد سعید خان بہادر معہ اپنے ہادی الدولہ کے دربار گاہ فلک اشتباہ میں آئے۔ اور چار سو روپیہ ماہوار سے نوازے گئے۔ بعد ازاں سعید الدولہ بہادر حسب تجویز نیر عالم بہادر پیشگاہ حضرت غفرانمآب سے خلعت و جواہر سے ممتاز ہوئے۔ اور حضور پر نور کا عازم ہو کر راجہ الدولہ والاجاہ کے پاس مدراس پہنچے۔ پھر وہاں سے نیر عالم بہادر کے ہمراہ پونا تشریف لیگئے وہاں سے جنگ کھڑلہ کے بعد واپس ہوئے۔ نیر عالم بہادر نے تالاب کی تعمیر اور سالکل کی تیاری آپ ہی کی وساطت سے کرائی۔ چونکہ نیر عالم بہادر سے آپکو قرابت قریبہ بھی حاصل تھی اسلئے ہمیشہ ترقی اعزاز و مناصب کے موقع آپکو ملتے رہے۔ علاوہ بریں میر محمد سعید خان بہادر بذات خود بھی خوش تقریر و دور اندیش اور مزاجدانی میں بکتا سے روزگار تھے۔ اور حضرت مغفرت منزل کی بارگاہ میں آپکی ہمیشہ پسند خاطر اقدس رہے۔ اور صاحبت و مایابی کا موقع ہر وقت حاصل رہتا تھا اکثر اوقات جو احکام کہ حضرت مغفرت منزل نیر عالم بہادر پر صادر فرماتے وہ آپ ہی کے ذریعہ انجام پاتے تھے بعض اوقات وہ احکام تہدیدی بھی ہوتے تھے۔ اور بلحاظ بزرگی سن و سال و دیرینہ شناسی نیر عالم بہادر کو آپ اون تہدیدی احکام کے متعلق بمصلحت مشورت بھی فرماتے تھے

جس سے میر عالم بہادر کو ناگوار گذرتا تھا۔ اس کے دفعیہ کیلئے میر عالم بہادر نے اپنے سرکردگی لشکر ظفر پیکر اورنگ آباد دہراڈے کے جانب روانہ کرنا چاہا
اور حضرت مغفرت مآب سے اس کی اجازت چاہی لیکن پذیرا نہ ہوئی اور ارشاد ہوا کہ "برائے فراغداری دفع ملال طبیعت خود کہ احوال اچھا نہیں"
بگفتہ اظہاری بیان میکنند۔ لہذا دولت الشان برادر پسندیدہ خویش کہ داستہ ایم وشما میخواہند کہ از ما جدا کنند ہرگز پذیرا نخواہد شد۔ ما لفعل
لہذا دولت الشان را بخدمت نیابت صوبیداری بلدۂ حیدرآباد سرفراز فرمودیم۔ کہ با مور لکار و با فطاعت بودہ ہر دو در حاضر دربار دو
باشند (بیکار نہ نشینند) چنانچہ اس معزز خدمت نظامت و داخلہ سپاہ پردس ہزار روپیہ کے جاگیر ذات سے مامور ہوکر ۱۲۹۰ھ میں اورنگ آباد سے
ہوئے۔ (تاریخ رسالہ جنت) ہے عجیب خوش اخلاق امیر تھے کسی مجلس میں کوئی امیر سے طلاقت لسانی اور خوش تقریری کو آپکی نہیں پہونچتا تھا
اور زبان فارسی نہایت صحیح اور اہل ایران کے لہجہ میں ادا کرتے تھے۔ آپکو دو صاحبزادے تھے۔ ایک میر محمد علی خان بہادر دوم میر خلیل اللہ خان بہادر جنکا بعد
مرحوم کے میر محمد علی خان بہادر خدمت نظامت بلدہ سے ممتاز ہوئے اور نہایت خوبی اور حسن سے خدمت موضوعہ کو انجام فرمایا۔ گو اس وقت سن بیسال کا تھا۔ مگر
میں کہنہ مشقی اور تجربہ کاری پائی جاتی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ چہل سالہ ۱۲۳۷ھ میں مرض استسقا سے لاولد رحلت کی۔ بعد انتقال آپکے چھوٹے بھائی فضل اللہ
خان بہادر (جو ہجار اسال سے تعلقداری محمد آباد بیدر پر مامور تھے) خدمت نظامت بلدہ سے سرفراز ہوئے۔ یہی مثل اپنے پدر بزرگوار مرحوم کے نہایت خوش اسلوبی
سے خدمت موضوعہ ادا کی آخر بعارضہ سرسام ۱۲۴۹ھ میں راہی عالم جاودانی ہوئے۔ بعد ازاں آپکے خلف الصدق میر محمد سعید خان بہادر نے (جو
بمنصب سلطان میاں کے بعد سے تھے) بحکم سن وسال و سوقت ۲۵ سالہ تھا۔ بپیشگاہ حضرت مغفرت منزل سے خدمت نظامت بلدہ حیدرآباد اور خطاب سعید جنگ
سعید الدولہ باضافہ منصب چہار ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ۔ نوبت جاگیر ذات اور حوالہ ہر سرفرازی پائی۔ اور ایک مدت دراز تک خدمت موضوعہ
کو انجام دیتے رہے۔ اور حضرت اقدس و اعلی کے عہد میمنت مہد میں ۱۳۰۱ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع میں خطاب سعید الملک و منصب سہ ہزاری دو ہزار
بالصد سوار و علم و نقارہ و پالکی چھاگرد اور مباہی و مفتخر ہوئے۔ آخر ۱۳۱۳ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکے اکلوتے خلف الصدق میر محمد علیخان بہادر (صاحب
تذکرہ) ہیں جو خدمت موروثی نظامت بلدہ سے سرفراز خجستہ عادت قدیم عید گہ جلوس عماری کے سوار عیدگاہ کو واسطے ادائے نماز عید تشریف فرما
ہوتے ہیں اور بوقت واپسی خیرات بھی عطا کرتے ہیں۔ اور جاگیرات موروثی سے ممتاز۔ فارسی اور عربی میں لیاقت و سبقت سے واقف خوش
اخلاق و دیموت ہیں اور نواب وحید منور خان متہور الملک بہادر مغتمد صرفخاص کے دختر نیک اختر آپ سے منسوب ہیں۔ ۱۳۰۱ھ میں بتقریب جشن نوروز خطاب
خانی و بہادری منصب ہزاری عطا ہوا۔ اور ۱۳۱۶ھ میں خطاب سعید جنگ سعید الدولہ اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی
پائی ہے۔ مثل اپنے اب وجد کے خدمت موضوعہ کو بھی طرح انجام دیرہے ہیں طبیعت غایت متحمل و فیاض واقع ہوئی ہے
امارت و ملوکیتی نمایاں ہے۔ اور اپنے فریضہ کے ادا کرنے میں بہت ماہر

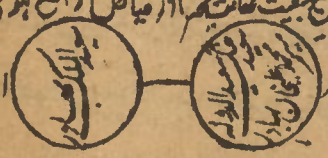

سلطان الحکما
ڈاکٹر میر وزیر علیخان بہادر

۱۴۷

آپ کا اصلی نام وزیر علی ہے۔ فارسی عربی بقدر ضرورت جانتے ہین۔ فن ڈاکٹری مین مشاہیر دکن سے مانے جاتے ہین۔ کبھی کبھی فارسی۔ اور اکثر اردو اشعار ایام شباب مین کہا کرتے تھے۔ جوش تخلص ہے حضرت شہید دہلوی سے سالہا سال اصلاح سخن رہی ہے۔ اور اس زمانہ مین ایک چھوٹا سا دیوان بھی مرتب کرکے چھپوایا ہے۔ آپکے ترقیات سب ذاتی ہین۔ اس وقت معالج شاہی کی خدمت سے سرفراز ہین۔ اور ایک ہزار روپیہ ماہوار ملتی ہے۔ سنہ ۱۳۰۱ھ مین بتقریب جشن حکمرانی خطاب خانی وبہادری منصب یک ہزاری سے سرفرازی پائی۔ اور اسی سال سنہ ۱۳۰۱ھ مین نوروز کے موقع پر خطاب سلطان الحکما و منصب یک ہزار پانصدی عطا ہوا۔ آپ اپنے فن کے لقمان وقت ہین۔ کہنہ مشقی کی وجہ سے تجربہ بڑھا ہوا ہے۔ اوسکے ساتھہ ساتھہ خلق و مروت بھی اچھی ہے۔ آپکو ایک صاحبزادہ ہے۔

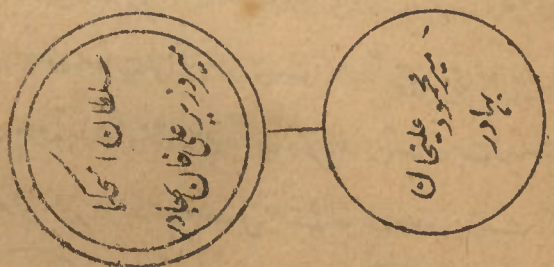

سردار یار جنگ
مرزا محمد علی بیگ خان بہادر

۱۴۸

آپ کا اصلی نام **مرزا محمد علی بیگ** ہے۔ آپ ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور **مرزا شہسوار بیگ** مرحوم کے اکلوتے خلف ارشد اور **حضرت مرزا سردار بیگ شاہ صاحب قبلہ** قدس سرہٗ کے بھتیجے ہیں۔

مرزا شہسوار بیگ صاحب نے حسبقہ خدمات نمایاں سرکار کی بجا لائیں ہیں اور اپنی حسن کارگزاری کے باعث جو ناموری حاصل کی تھی وہ محتاج تحریر نہیں ہے سے پبلک بخوبی واقف ہے نہایت متانت اور خوش سلیقگی سے آپ نے اپنی زندگی بسر فرمائی۔ اپنے پیر طریقت حضرت حافظ محمد علی صاحب قدس سرہ کی کمال عقیدت کے ساتھ خدمت گزاری بجا لائی جو ہمیشہ ترقی مدارج دینی و دنیوی کی دعا سے مستفیض ہوتے رہے۔ اکثر امور خیر و رفاہ عام کے جانب آپ کی توجہ مبذول رہتی تھی۔ چنانچہ حیدرآباد وغیرہ میں آپ کے بنا کردہ مساجد و خانقاہ معبد خاص و عام ہے۔ آپ کے اکلوتے فرزند مرزا محمد علی بیگ (صاحب تذکرہ) ہیں جو اردو۔ فارسی میں لایق۔ سیاق و سباق سے ماہر ہیں۔ ۱۳۱۲ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارکت آپ کو خطاب خانی و بہادری و سردار یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ اور خاص آپکی ذات ستودہ صفات کو بارگاہ خسروی سے ایک جاگیر بھی بسر محاصل عرحمت ہوئی مہتممی اعزاز رسالہ کی خدمت موروثی سے بھی ممتاز ہیں۔ آپ کو فخر خاندان کہنا نہایت زیبا ہے۔ خوش روش خوش خصال متین۔ مدبر۔ ذی سلیقہ ہیں۔ آپ کی معیشت نہایت وضعدارانہ ہے۔ آپکو (ایک) فرزند ہے

خطاب و خدمت

راجہ سیتارام بھوپال بھادر

۱۴۹

آپ ستان امرچستہ (آمکور بھی کہتے ہین) واقع ضلع رائچور ممالک محروسہ سرکار عالی کے راجہ ہین آپکے پدر گوارون کے جان نثاریان اور وفاداریان اس ریاست ابدمدت کے متعلق ہیں آفاق ہین۔ اور آپ کا ستان بہت قدیم ہے باجگزار سلطنت ہے۔

آپ (معزز صاحب تذکرہ) کی لیاقت اور جودت طبع علامہ ہے۔ بہادری اور شجاعت مین بنظیر اخلاق و مروت بھی اچھے ہین۔ فیاضی اور رحمدلی آپکے ذاتی جوہر ہین۔ آپکے ستان کا محاصل بھی لاکھون روپیہ کے تعداد مین ہے۔ وجاہت و صورت ظاہری سے آراستہ اور نیک خصالی و نیک سیرتی سے پیراستہ ہین۔ چہرہ سے رعب سرداری و حکومت نمایان ہے۔

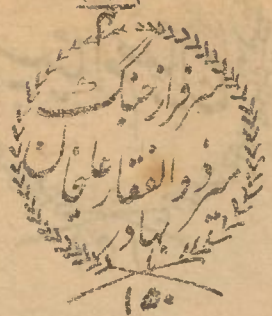

خاندان آپ میر فضل علیخان بہادر نامدار الدولہ مرحوم کے خلف الصدق تھے۔ مرحوم کے بزرگوار خاندان امیر کبیر شمس الامرا مغفور کے سرکار مین اعلے خدمات دعہدون سے سرفراز تھے۔ اور اوس خاندان عالیشان کے ساتھ آپکے بزرگون کو قدیمی تعلق ہے۔ چنانچہ ابوالخیر خان بہادر (جو خاندان شمس الامرائی کے سررسلہ ہین) کے زمانہ سے یہہ تعلق برابر چلا آرہا ہے۔ نامدار الدولہ مرحوم امیر کبیر شمس الامرا مغفور کی سرکار مین خدمت بخشی گری فوج سے سرفراز تھے۔ اور جاگیر و مناصب خطاب وغیرہ سے ممتاز۔ آپکو تین فرزند تھے ازانجملہ خلف اکبر میر ذوالفقار علی خان بہادر سرفراز جنگ مرحوم (جنکا یہہ تذکرہ ہے) تھے۔

ایک ہزار روپیہ تنخواہ۔ جاگیر۔ خطاب۔ منصب سے سرفراز۔ اور سو نفر خوانان۔ سہ زنجیر فیل۔ متعدد اسپ وغیرہ سے ممتاز تھے۔ زیور علمیت و جوہر قابلیت سے آراستہ۔ نہایت عالی ہمت۔ فیاض۔ پرچشم۔ نامور طبیعت امیر تھے۔

آپ کو تین فرزند ہوئے۔ اوّل میر امیر علیخان مرحوم۔ دوم میر مصطفےٰ علیخان مرحوم (یہ ہر دو انتقال کر گئے) سوم میر پرورش علیخان بہادر چنانچہ خلف سوم اس وقت موجود ہین۔ لیکن اب وہ موروثی جائداد و معاش باقی نہین رہی۔ البتہ اوس کا کسیقدر جز بحال و ابرا ہے۔ آپ (میر پرورش علیخان بہادر) نوجوان۔ ہوشیار۔ صاحب اخلاق ذی مروت ہین۔ طبیعت جدت پسند پائی ہے۔ اسوقت تک آپکو کوئی فرزند نرینہ نہین ہے۔ صرف ایک کمسن دختر موجود ہین۔

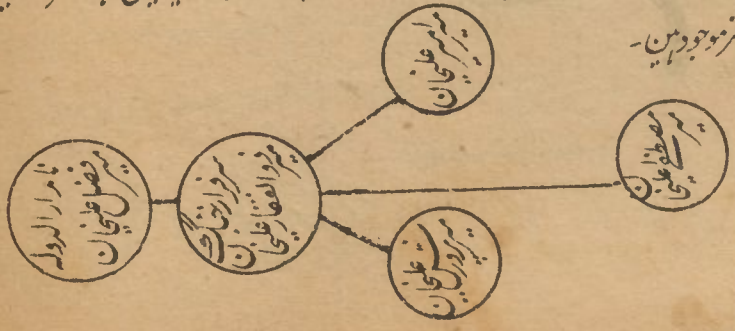

سپہ سالار سبقت یاجنگ محمد گیسو دراز خان بہادر

۱۵۱

خاندان آپ محمد ربان علیخان مرحوم سبقت یاجنگ گہالہ کے خلف اکبر اور محمد حسین خان گہالہ کے پوتے ہین۔ آپکے اعلے مراتب مین گہالہ بادشاہ بجاپور کے وزیر اعظم تھے۔ اور یہ سعد اللہ خان بہادر حمۃ الدولہ حمۃ الملک وزیر اعظم شاہجہان بادشاہ شہنشاہ ہندوستان کے پوتے تھے۔ بہرحال ہمارے معزز صاحب تذکرہ کا خاندان نہایت اولوالعزم گذرا ہے اور اس ریاست مین بھی آپکے اباواجداد کو اعلے درجہ کے اعزاز و مراتب حاصل تھے۔ چنانچہ بعہد نظام الدولہ بہادر آپ کے پدر بزرگوار خدیو ربان علیخان بہادر کو ۱۲۵۴ھ مین بتقریب جشن سالگرہ خطاب سبقت یاجنگ۔ باضافہ منصب چار ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ جواہر و جاگیر قدیم جو بدیر مرحمت ہوے۔

آپ (صاحب تذکرہ) اردو فارسی مین لایق، ہوشیار، تجربہ کار ہین۔ اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز اور جاگیر منصب مورونی سے ممتاز ہین۔ ۱۳۱۱ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپنے خطاب خانی و بہادری سبقت یاجنگ دو ہزاری یکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی ہے۔ آپکو ایک کمسن صاحبزادہ محمد ذکی علیخان موجود ہے جو زیر تعلیم انگریزی و فارسی ہے۔ یہ صاحبزادہ ہمشیرہ نواب سعید الملک مرحوم کے بطن سے نہین ہے بلکہ حید بیگ صاحب (جو خاندان نواب مچھلی بندر سے ہین) کے دختر کے بطن سے ہے۔

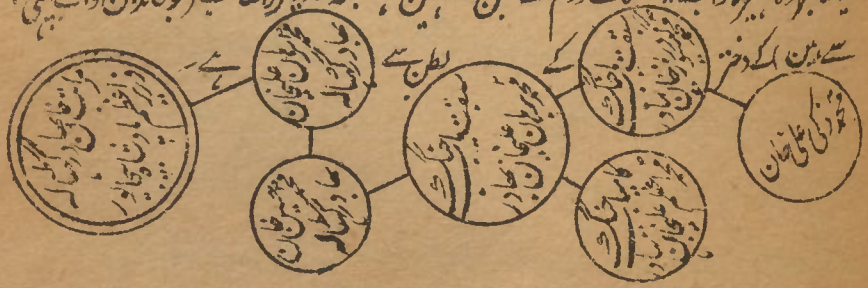

---

* آپ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے اور اکابر سلطنتی کی مونڈلی ہی آپکے تعلق تھی آپکا مراسلہ مع سند کے بھی واقع ارکاٹ مین موجود ہے۔ مولف ۱۲۰

سناد الملک سلطان العلما ادیب الدولہ آغا سید علی خان بہادر شوستری

۱۵۲

نام و القاب] آپ کا اصلی نام آغا سید علی ہے۔ شوستر مولد ہے۔ سید ابوالحسن مغفور کے خلف اکبر ہیں۔ علمی حیثیت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ فارسی۔ عربی میں عالی ہیں۔ فقہ حدیث صرف۔ نحو۔ اصول معقول منقول تفسیر عرفانی ہندسہ ہیئت وغیرہ جملہ علوم سے ماہر ہیں۔ شاعری میں تو کمال حاصل ہے۔ طبع تخلص کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کا ایک قصیدہ کتاب ہذا کے دفتر شعرا میں درج ہے۔ جس سے ناظرین آپکی مذاق صحیحہ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ آپکا ورود شوستر سے حیدرآباد دکن میں بزمانہ وزارت نواب سر سالار جنگ اعظم ہوا ہے۔ نواب صاحب ممدوح نے بنظر آپکے علم و فضل کے پانصد روپیہ ماہوار سے سرفراز فرمایا تھا۔ جب نواب صاحب کا انتقال ہو گیا اور عماد السلطنہ خلعت وزارت سے مخلع ہوئے تو آپ عماد السلطنہ کے ساتھ مصاحبین میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں حضرت اقدس و اعلیٰ کے مصاحب ہوئے اکثر باریاب بارگاہ سلطانی رہے ہیں۔ بلگرمی۔ مدراس۔ وغیرہ کا اعزاز و شرف حاصل رہا۔ اور ہزار روپیہ تنخواہ سے سرفرازی پائی۔ سفر فرمون میں اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ہمراہ رکاب تھے۔ نوازشات شاہی آپ پر بیحد مبذول تھیں۔ اور بایں وقت سے آپ اکثر اوقات (جو کہ دار الخلافہ اعلیٰ سے منفصل ہے) میں قیام پذیر ہیں۔

خطاب] سنہ ۱۳۱۶ھ کے دربار سالگرہ مبارک میں آپ کو پیشگاہ سلطانی سے خطاب خانی و بہادری سلطان العلما ادیب الدولہ سناد الملک منصب سہ ہزار و پانصدی۔ دو ہزار و پانصد سوار و علم و دفتارہ مرحمت ہوا۔ آپ عالم متجر و فاضل علیل الفکر صاحب اخلاق و ذی مروت ہیں۔ نہایت مخیر و شیریں

فیاض طبیعت پائی ہے۔ آپکے یہان سے سالانہ عزاے کی مجلسین ۲ صفر سے ۱۰ صفر تک خلقت سے ہوتی ہین۔ جس مین حاضرین مجلس کے سواریون کا خرچہ دیا جاتا ہے۔ اور کھانا بڑی عمدگی سے کھلایا جاتا ہے۔ آپکو تین صاحبزادے ہین۔ اول نیر جنگ بہادر۔ دوم [illegible] مرحوم۔ (جنکا انتقال ۲۲ سالہ سن مین ہوا۔ اون کی یادگار دو صاحبزادے ہین۔ [illegible] سوم [illegible] بہادر۔ ہر دو صاحب کے حالات اپنے اپنے جگہہ پر اس کتاب مین تحریر ہو چکے ہین۔

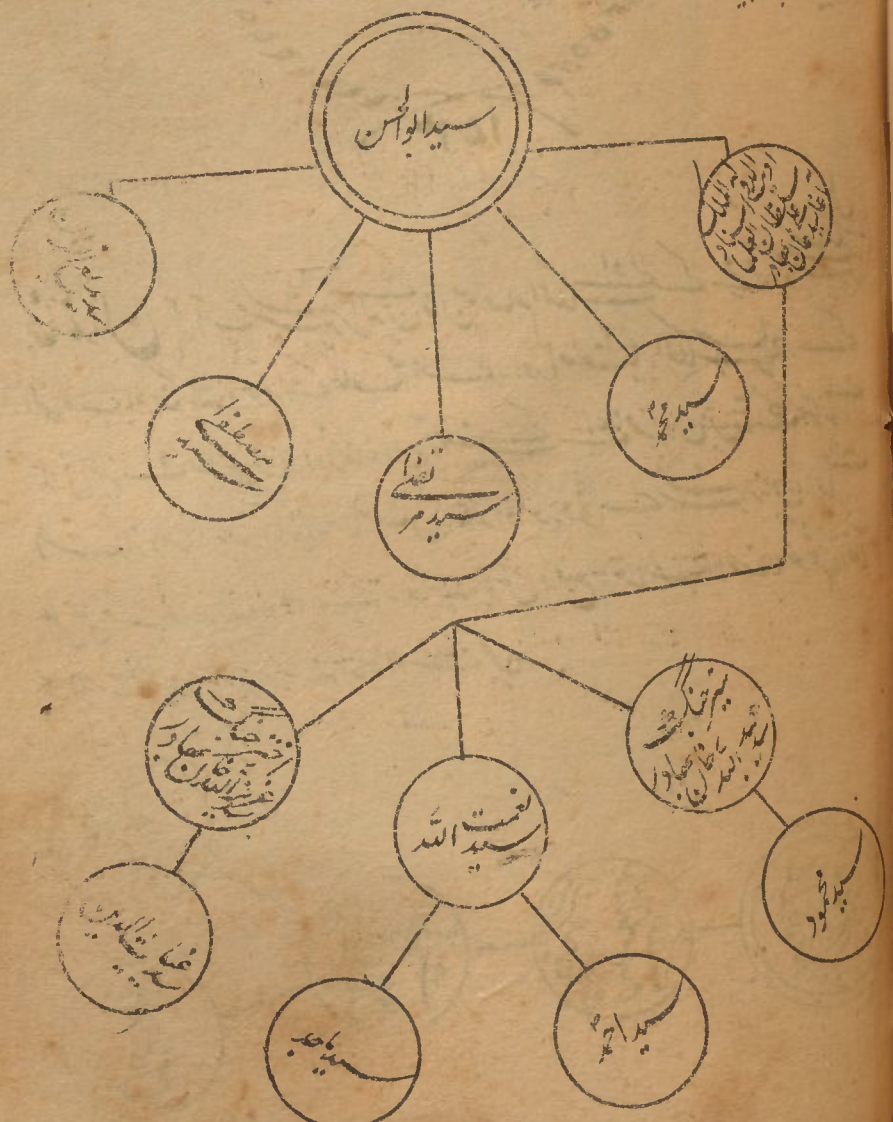

میر سکندر علی خان بہادر

۱۵۳

خاندان } آپ میر شیر الدین علی خان صمصام الملک اولے کے پوتے اور میر سکندر علی المخاطب بابر جنگ مرحوم کے خلف اصغر۔ اور آصف یار الملک بہادر کے علاتی چھوٹے بھائی ہین۔ اور خاندان آصفیہ کے اعلے ممبرون مین آپکا شمار ہے اعزاز و مناصب آبائی۔ معاش و جائداد موروثی سے سرفراز ہین۔ لیاقت علمی بھی حسب ضرورت حاصل ہے۔ نہایت خوش وضع۔ متناسب الاعضا۔ خوش اخلاق عمیم الاشفاق۔ ذی مروت صاحبزادے ہین۔

راجہ سومیسر رآو مہا بلونت بہادر

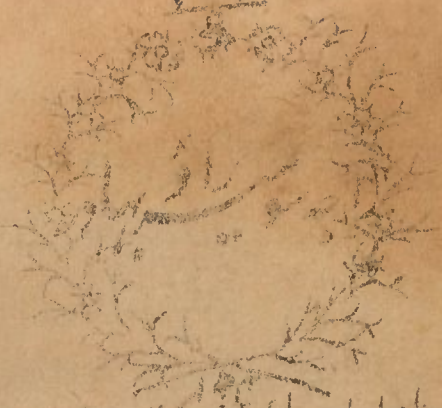

خاندان آپ راجہ اداپت راؤ مئوئی کے خلف الرشید اور راجہ [illegible]
پوتے ہین - آپ کے جد اعلےٰ راجہ راجا بہادر بہت بڑے عابد و مہا پرش تھے - چندے شب و روز
عبادت الٰہی - پوجا - پاٹ - اور پرستش معبود مین گذرتی تھی - انکو پانچ فرزند تھے -
اوّل راجہ انا ریڈی - دوئم راجہ سدا سیو ریڈی - سوئم راجہ سنگا ریڈی - چہارم راجہ
رامیسر راؤ کلان - پنجم راجہ راجیسر راؤ خرد - منجملہ ان پانچون کے دو راجہ سدا سیو ریڈی
اور راجہ سنگا ریڈی راجایان سمتامات سنگا ریڈی و میدک کے جہان متبنے لگے اور بقیہ
تینون کو راجہ راجا بہادر نے اپنا قائم مقام و جانشین کر کے خود سمیت اپنے رانی صاحبہ کے
بنارس کو ہجرت فرمائی - جہان بصرف زر کثیر چاہ و سرا تعمیر کروائی - اور چند روز بعد [illegible]
اب یہان سمستان مین تینون بہائی بالاتفاق قابض و متصرف رہے - اندنون حضرت غفرانمآب کو
پنڈت پردان سے بمقابلہ کھڑلہ رفسہ آمین ایک جنگ عظیم کا اتفاق ہوا - اور بعد خاتمہ جنگ
حسب شرائط صلحنامہ ارسطو جاہا در پنڈت پردان کے حوالہ کئے گئے - اس موقع پر راجہ راجیسر راؤ
کلان نے دیہ نہایت فہیم و عاقل و فرزانہ تھے بنظر دور اندیشی و مصلحت وقت رقم کثیر بطور پیشکش
وقتاً فوقتاً ارسطو جاہا کو پہونچاتے رہے - جسکا علم حضرت غفران مآب کو بھی ہوگیا - چنانچہ
ارسطو جاہا کے واپسی پر حضرت غفرانمآب نے اس نمایان خدمت کے صلہ مین راجہ راجیسر راؤ کو
خدمت قلعداری سے سرفراز کر کے چنور بھادیپور - پالونچہ بہدرا چلم اور اسکے اطراف و اکناف کے
سرداران سرکش کو تنبیہ و تادیب کے لئے فوج کثیر کے ساتھ روانہ فرمایا - چونکہ آپ نہایت شجیع و جانمرد

یعنے انتقال کیا - ۱۲ مولف

تجربہ کار منتظم تھے۔ اسلئے بہت جلد اُن سرکشونکی سرکوبی و تنبیہ قرار واقعی فرمائی۔ اور اکثر نامی سرکش بدمعاشون کے سر کاٹکر حضرت عفرانمآب کے پیشگاہ مین ارسال فرمایا اور کل مقبوضہ تعلقات کو شریک خالصہ کیا۔ اس جانبازی و بہادری کے صلہ مین آپکو خطاب و خلعت و جواہر گرانبہا عطا ہوا۔ افسوس ہے کہ اسکے چند ہی روز بعد آپکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا آپ کے بعد آپ کے بھائی راجہ راجیسر راؤ مخدر نے بھی لاولد انتقال کیا۔ اب سمستان کی مالک صرف راجہ انا ریڈی رہگئی۔ مگو یہ رات دن عیش و عشرت مین بسر کرتے تھے۔ انتظام سمستان سے کوئی تعلق نہ تھا۔ البتہ انکے اکلوتے فرزند راجہ اوماپت راؤ بہادر سمستان کے منتظم و نگران تھے راجہ اوماپت راؤ بہادر کو دو محل تھے جسمین محل اولے سے دو فرزند راجہ رامیسر راؤ اور راجہ رامچندر راؤ اور محل ثانی سے تین فرزند راجہ راجیسر راؤ۔ راجہ سومیسر راؤ۔ راجہ رگھونیدر راؤ پیدا ہوئے۔ چنانچہ آپنے ان پانچون مین سے محل اولے کے خلف اکبر راجہ رامیسر راؤ اور محل ثانی کے خلف اکبر راجہ راجیسر راؤ کے نام بادخال نذرانہ (اپنی زندگی مین) سرکار عالی سے سند استقلالی اور خطاب راجہ بہادری معہ منصب و غیرہ حاصل فرمایا۔ لیکن افسوس ہے کہ ان دونون نے یکے بعد دیگرے اپنے والد کے روبرو ہی انتقال کیا۔ جسکے صدمہ جانکاہ سے راجہ اوماپت راؤ نے بھی چند ہی روز کے بعد بکنٹہ باشی ہوئے۔ اس موقع پر راجہ رامچندر راؤ (جو دانائے وقت تھے) اپنے اور علاتی بھائی راجہ سومیسر راؤ بہادر (جنکا یہ تذکرہ ہی) کے نام سے سرکار مین نذرانہ داخل کرکے (حسب معمول) سند سمستان و خطاب و منصب و غیرہ سے سرفرازی پائی۔ اس زمانہ مین راجہ سومیسر راؤ بہت کم سن تھے اس لئے سمستان کا انتظام راجہ رامچندر راؤ کے ذمہ رہا۔ حیف ہے کہ راجہ رامچندر راؤ کی

---

* اس موقع پر راجہ صاحب معزنے مختلف اوقات متعدد معاش دارون کو تصدیقی اسناد جو عطا فرمائی ہین انکا داخلہ محکمۂ مالگزاری و کمشنری الغام مین ابتک موجود ہے۔ ۱۲ مولف۔

زندگی نے وفا نہ کی بہت جلد اپنے چھوٹے بھائیون کو داغ مفارقت دیگئے۔ اب راجہ سومیسر راؤ بہادر گھر کے بڑے ٹھہرے۔ چنانچہ انہون نے اپنے حقیقی چھوٹے بھائی راجہ راگھوبندر راؤ کو اپنے سایہ عاطفت مین لیکر سمستان کا انتظام کرنے لگے۔

آپ (راجہ سومیسر راؤ بہادر) نہایت عقیل فہیم جری۔ شجیع۔ بہادر تھے۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ جابجا تعلقات و اضلاع مین لوٹ مار جنگ و جدل کا بازار گرم رہتا تھا۔ روہیل اور بلوچ مختلف اقوام کے لوگ راہزنی کرتے تھے ڈاکوؤن اور قطاع الطریق کا بے انتہا زور و شور تھا۔ چنانچہ ان معاشون کے باعث صدہا قافلے برباد اور متعدد تعلقات تباہ و تاراج ہوئے آخر اس موقع پر بحکم سرکار عالی آپنے معہ اپنے بھائی راجہ راگھوبندر راؤ کے (یہ بھی شجاعت۔ وجوانمردی۔ دلیری مین باوجود اس کم عمری کے بہت ہی دلیر و شجیع تھے) متعدد بار بمقام اوجین و گوڑ گبوں افسدین و راہزنون کا مقابلہ کرکے انکا قلع و قمع اور انکے ناپاک وجود سے تعلقات کو پاک کیا۔

آپکو (صاحب تذکرہ) تین صاحبزادے ہین۔ اوّل راجہ اوماپت راؤ بہادر۔ دوم راجہ انا ریڈی۔ سوم راجہ راجیسر راؤ بہادر جنکے تذکرے علیحدہ رقم پذیر ہین۔ چنانچہ آپنے ایک عرصہ کے بعد اپنے چھوٹے بھائی راجہ راگھوبندر راؤ اور فرزند کلان راجہ اوماپت راؤ بہادر کے نام بادخال نذرانہ ۱۲۷۰ھ مین سرکار سے سند استقلالی (بعہد سر سالار جنگ اعظم) کرائی۔ مگر حسب سابق مختار و منتظم خود رہے۔ اسکے بعد اپنی ضعیفہ والدہ کو لیکر عازم تیرتھ جاترا اور بنارس ہوئے۔ جہان سے دو سال کے بعد واپس آئے آپنے اپنے چھوٹے بھائی کو کل کاروبار کا مختار کل مقرر فرمادیا۔ ان ایام مین سرکار نے ضلع نبدی اور انضباط قوانین و قواعد کا آغاز فرمایا۔ اور اس موقع پر سرلشتگی و تہمد کا شکست عمل مین آیا چنانچہ خالصہ و خانگی تعلقات کے تبنیے کے لیے آپکے مقبوضہ تعلقات سے بواگزاشت دو مکنڈہ تعلقہ اڈلور (یہ مستقر سمستان ہے) باقی تعلقات گنڈویٹ بانسواڑہ وغیرہ کل دیہات

شریا خلاصہ کرنے لئے جسکی وجہ سے آپ چند ضروری امور کی پیروی کے لئے بلدہ تشریف
اور یہان متصل آپکے نام زیبا بصدور فرمان تمغہ جواہر مرصع و مکانات و باغات وغیرہ فرمایا۔ اور
سمستان کے انتظام کے لئے راگھوبندر راو کو مستقر پر چھوڑ دیا۔ چنانچہ ایک مدت کے
بعد یہان کی پیروی کا یہ نتیجہ نکلا کہ سرکار نے حسب تختہ معاش سنہ ۱۲۰۰ فصلی بعد دریافت و تحقیقات
کامل آپکے نام زیبا بالقطعہ جاری و بحال فرما دیا۔ اور صرف وہ تعلقات جو بعنوان
تعہد تھے داخل خالصہ کر لئے گئے۔ اسکے بعد سر سالار جنگ اعظم نے بنظر شجاعت و دلیری
و لحاظ استعداری و اعزاز ذاتی آپکو بکمال عنایات و الطاف شرف حضوری کا اعزاز
و مصاحبت کا موقع عطا فرمایا۔ کچھ اسپر ہی موقوف نہین بلکہ شریک دربار
اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے بھی معتمد فرمایا۔ چنانچہ ابتدا جب سواری مبارک اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ
بکمال تزک و حشم رزیڈنسی مین ورود افروز ہوئی تو سر سالار جنگ اعظم نے آپکو اپنے ہمرکابی کے
اعزاز سے ممتاز کیا۔ پھر تو اسکے بعد نواب صاحب ممدوح جہان کہین تشریف لیجاتی
ضرور آپکو ہمراہ رہتے۔ چنانچہ متعدد بار نواب صاحب معزنے اپنے جاگیرات و محل
وغیرہ کو جاتے وقت بھی آپ کو ساتھ لیگئے۔ ایک دفعہ بمبئی کو بھی اپنے ہمراہ لیجاکر
دیکھائے گورنر جنرل بہادر کی نذر دلوائی۔ جب وہان سے واپس ہوئے تو معتمد
ریلوے کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔ اسکی تصدیق اُس زمانہ کے اسناد ریلوے
شیرز سے ہوتی ہے جن پر آپکے دستخط ثبت اور ابتک موجود ہین۔ بعد ازان جب
پنچگانہ دیسرائے بہادر مین اڈریس پیش کرنیکے لئے سر سالار جنگ اعظم نے راجہ شیوراج
دہرم دت بہادر و نواب فخر خانخانان حسام الملک بہادر۔ مولوی سید حسین بلگرامی عماد الملک بہادر
وغیرہ کو روانہ فرمایا تو آپکو بھی ان معزز امرا کے زمرہ مین شریک فرما کے روانہ فرمایا۔
بعد انتقال سر سالار جنگ اعظم جب لایق علیخان بہادر عماد السلطنت خدمت وزارت سے
مستعفی ہوئے تو یہہ بھی مثل اپنے والد مرحوم کے آپ پر نظر توجہ و عنایات

مسند نشین رہتے ہے۔ بہرحال سر آسمان جاہ بہادر وسردار الامرا
نے بھی اپنے زمانہ وزارت مین وہی عنایات والطاف مرعی
رکھے۔ آپ نے اعلیحضرت کی خدمت مین متعدد اوقات
عمدہ تلوارین شالیستہ گھوڑے بھی داخل کیے تھے جسکے
اعلیحضرت کی الطاف شاہانہ وعنایات خسروانہ مدام
مبذول رہتی تھی اور بزمرۂ مصاحبین سلام کی اجازت
بھی عطا ہوئی تھی۔ سیاہہ مین نام شریک تھا۔
علاوہ برین سر ڈیور پلوڈن رزیڈنٹ وقت (حیدرآباد
دکن) سے آپ کو انتہا درجہ کا خلوص واتحاد تھا۔ چنانچہ
بیشتر اوقات فی مابین تحایف وہدایا بھیجے جاتے تھے
گشر رزیڈنسی کے جلسون مین دعوتین ہوتی تھین جسمین آپ
شریک ہوتے تھے۔ جب اعلیحضرت اقدس واعلے
نے اس سلسلہ مین باضابطہ طور پر زمام حکومت دست قدرت مین
سر لیا تو آپ اس دربار مین اپنے ہمراہ راجگان ہمستان
کے حلقہ مین شریک تھے۔

اسکے بعد آپ کے چھوٹے بھائی راجہ راگھویندر راو
نے بگداشت ایک فرزند سداشیو راو
یادگار نہیر ونت بہادر (جن کا تذکرہ علیحدہ
ہوا ہے) انتقال کیا جسکا رنج وملال
آپ کو سخت ہوا۔ چنانچہ اسکے بعد
سے وزارت سر آسمان جاہ مغفور ۱۳۱۱ف مین

بادخال نذرانہ اپنے دونون[۱۴] صاحبزادے راجہ اومابت راؤ
(حال مہاراجہ بلونت) راجبیر راؤ مہاجبونت بہادر
اور اپنے نواسے راجہ سداسیو راؤ مہارندھیرونت بہادر
کے نام معاش و سند استقلالی بموجب سند
نیابت دیوانی نشان (۸) مورخہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۱۱ھ
حاصل فرمائی۔

خطاب سنہ ۱۲۱۱ھ کے سالگرہ مبارک مین آپ کو
خطاب مہاراجگی منصب دوہزاری دیکھزار سوار و علم
عطا ہوا تھا اسکے بعد بوجہ کبرسنی بصارت مین فرق
آنے سے حاضری دربار و سلام و شرف باریابی
سے معذور رہے۔ آخر ۷ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۶ھ[۱۶] کو
اس جہان فانی سے رخصت حاصل کی آپنے اپنی زندگی مین ایک
وصیت نامہ مرتب فرمایا تھا۔ (جسکو مولف نے راجہ
مہاجبونت بہادر کے پاس بچشم خود دیکھا ہے) اسمین
فرزندون کے نام بہت کچھ پند و نصایح درج کئے ہین
اور یہ لکھا ہے کہ ہمیشہ بالاتفاق (بلالحاظ کلانیت و خوردیت)
باہم یکدلی و یکجہتی سے مثل شیر و شکر زندگی بسر کرنی چاہیئے
اور انتظام و حکومت ہمستان بہی باہمی طور پر انجام دینا چاہیئے

---

[۱۴] آپ کو تین صاحبزادے تہے جیسا کہ پیشتر بیان ہوا۔ لیکن منجلے صاحبزادے
راجہ انا رٹیڈی نے لاولد آپکے روبرو مین اسکے قبل انتقال کیا۔ ۱۲ مولف

کیون کہ نفاق کی وجہ سے اس ستان کے اگر حصے بخرے ہو جائین تو
یہ ثروت وحشمت وحکومت کا باقی رہنا محال ہے (واقعی یہ وصیت نامہ
آب زر سے لکھنے کے قابل ہے) اور راجہ صاحب متوفی کی دانائی
وتجربہ کاری کی دلیل بین ہے ماشاء اللہ سے اسوقت ہر سہ
راجہ صاحبان بھی اپنے مرحوم بزرگوار کی وصیت پر عمل سرا
ہین اُس سے سر مو تجاوز و تفاوت نہین فرماتے
آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو - بحر حال آپ اعلے درجہ کے
مُدبر اور روشن خیال تھے - جواہر - وسلاح - و
اسپ کا بے حد شوق تھا اور ان تینون اشیاء کی شناخت
مین کمال درجہ ماہر تھے - مذہب کے بھی سخت پابند زہد وعبادت مین برہمنون سے
زیادہ مدرکہ اور اپنے جد اعلے کی زندہ مثال تھے طبیعت مین
طہارت ونفاست زیادہ تھی گھنٹون پانی نہاتے تھے پھرون پوجا اور
پرستش معبود مین گذرتے تھے - غذا کا معمول روزانہ ایک دفعہ
تھا ایک موقع پر آپنے بنظر حصول ثواب عقبی حسب شاستر و پران اپنے
ہموزن طلا ونقرہ وزن کر کے برہمنون اور فقراؤن کو خیرات فرمایا تھا - آپکو سادھو
سنتہ - غربا - فقراء وغیرہ کو کھلانے پلانیکا بے انتہا شوق تھا - چنانچہ لاکھون آدمیونکو
کھلایا پلایا تھا بمبئی - مدراس وغیرہ کے سفر تو آپنے متعدد بار کئے تھے - جہان سے عمدہ عمدہ گھوڑے
قیمتی بصرف ہزارہا روپیہ خرید کرلاتے تھے اور اکثر مشکاۃ علیحضرت مین گذرانتے تھے اور جو کام
کرتے تھے اپنی رائے اور اپنی مرضی سے موافق کرتے کسیکو اسمین دخواہ فرزند
ہو یا برادر چون وچرا کی مجال نہ تھی اور نہ مداخلت کا کسیکو یارا تھا
ہر ایک امر مین اپنی بیٹون سے بہائی کو زیادہ پیار ومحبت کرتے تھے جب سند استقلالی ابتداءً گرائی
تو بیٹے سے بہائی کا نام اول رکھا -

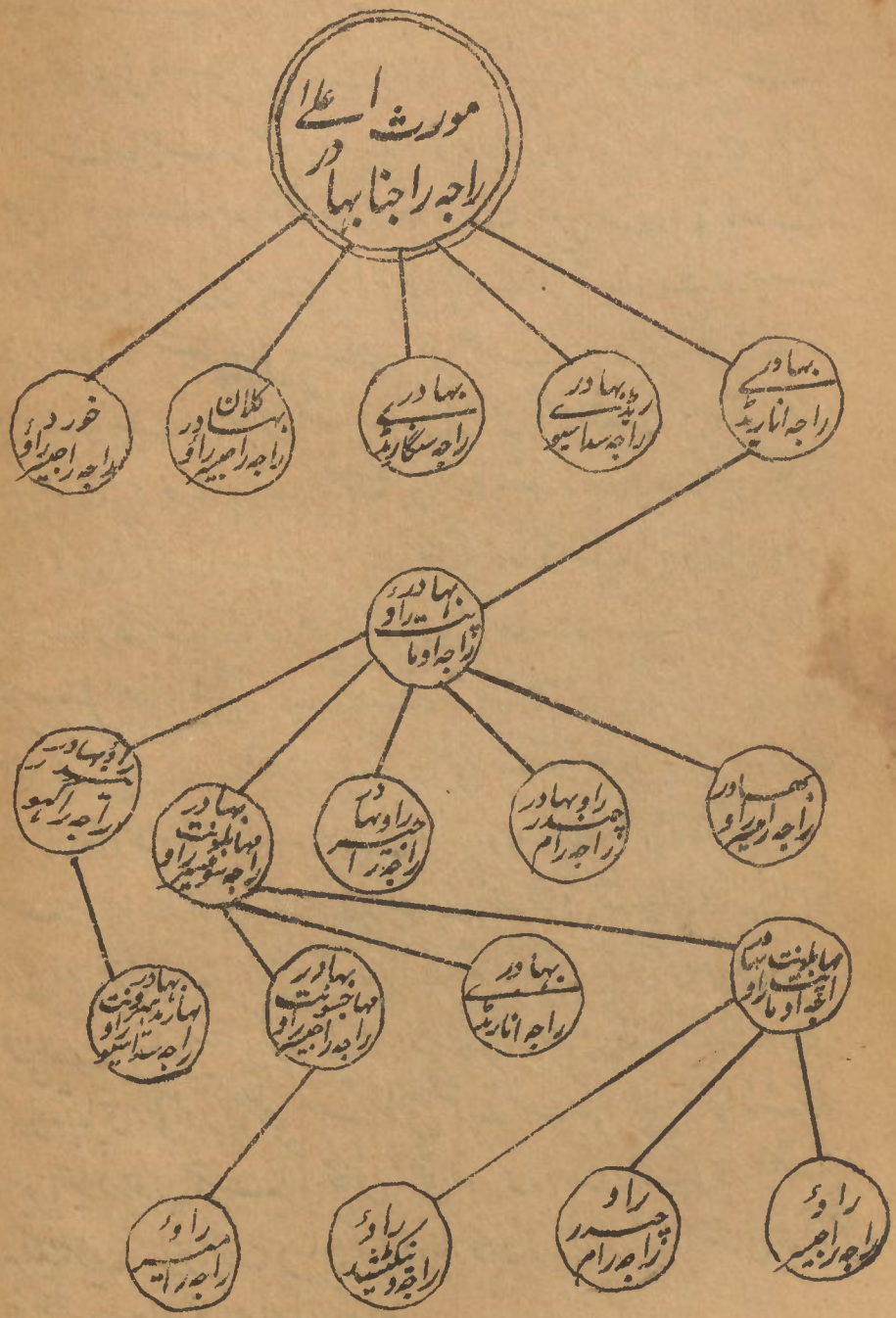
مورث اعلےٰ
راجہ راجنا بہادر
بہادر
راجہ انارید
رند بہادر
راجہ سداسیو
بہادر
راجہ سنگارید
کلان بہادر
راجہ راجیر راؤ
خورد
راجہ راجیر راؤ
بہادر
راجہ اوما
راؤ بہادر
راجہ راجیر راؤ
چند راؤ بہادر
راجہ رام
راؤ بہادر
راجہ راجیر
مہابلبنت بہادر
راجہ سوجیر راؤ
بہادر
راجہ راجیر راؤ
مہابلبنت بہادر
راجہ اوما راؤ
بہادر
راجہ انارید
مہاجسونت بہادر
راجہ راجیر راؤ
مہابلبنت بہادر
راجہ سداسیو
راؤ
راجہ راجیر
راؤ
راجہ رام
راؤ
راجہ دنکشید
راؤ
راجہ راجیر

خاندان آپ کا اصلی اسم گرامی محمد حفیظ الدین ہے۔ آپ امیر کبیر نواب سر خورشید جاہ بہادر کے فرزند اصغر۔ اور نواب افضل الدولہ بہادر حضرت مغفرت مکان کے نواسے۔ خاص بطن مبارک حضرت حسین النساء بیگم صاحبہ قبلہ صاحبزادی کلان حضرت مغفرت مکان سے ہیں۔ بالتفصیل خاندانی حالات نواب خورشید جاہ مغفور کے سوانح میں نوک ریز قلم ہو چکے ہیں۔ آپ فارسی و عربی میں لائق۔ سیاق و ہاں سے ماہر۔ انگریزی سے بھی واقف۔ ملکی امر مالی امور میں بھی تجربہ حاصل ہے۔

خطابات مناصب سن ۱۲۹۱ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خانی و بہادری و ظفر جنگ سے ممتاز ہوئے۔ سن ۱۳۰۱ھ میں تقریب دربار حکمرانی کے روز شمس الدولہ کے خطاب اور اصل و اضافہ منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔ اور سن ۱۳۰۴ھ کے دربار نوروز میں خطاب شمس الملک دراصل و اضافہ منصب پنجہزاری و چار ہزار سوار و نقارہ و پالکی جھالردار سے مباہی و مفتخر ہوئے۔ آپ عہد صاحبزادگی میں اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کے ہمیشہ سیر و شکار میں ہمرکاب حضرت ملک مشارکت رہے ہیں۔ نوازشات سلطانی و الطاف خاقانی بیحد آپ پر مبذول رہتے تھے سن ۱۳۰۱ھ کے سفر کلکتہ میں اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کے ہمراہ رکاب تھے۔ اور سن ۱۳۱۵ھ کے جشن ڈائمنڈ جوبلی میں بجانب حضرت خلد اللہ ملکہ۔ ملکہ معظمہ کے خدمت میں مبارکباد پہونچانیکی غرض سے لنڈن کا بھی سفر آپ نے کیا ہے۔ علاوہ برین اکثر مشہور مقامات ہندوستان کی بھی سیر آپ نے فرمائی ہے۔

خدمات سن ۱۳۱۹ھ میں جب مہاراجہ کشن پرشاد پیشکار بہادر مدار المہامی کی خدمت سے سرفراز ہوئے تو آپ وزیر افواج کی خدمت سے ممتاز ہوئے۔ چنانچہ اس وقت اوس خدمت سترگ کو نہایت مستعدی و جفاکشی سے انجام دے رہے ہیں۔

خصایل آپ انتہا درجہ کے لایق۔ مدبر۔ فرس۔ متحمل۔ بردبار۔ غریب پرور۔ شریف نواز۔ مستعد و جفاکش۔ نکتہ سنج۔ دقیقہ رس۔ باریک بین۔ فیاض طبیعت۔ پیشرو۔ علم دوست۔ قدردان ہیں۔ چہرہ سے امارت پیشانی سے فراست عیان ہے۔

اولاد بحمداللہ سے اس وقت آپ کو ( ) فرزند ارجمند ہیں اور صاحبزادیان علاوہ۔ جملہ صاحبزادگان ممدوح الصدر لایق اور ہوشیار۔ تعلیم یافتہ ممبر ہیں۔

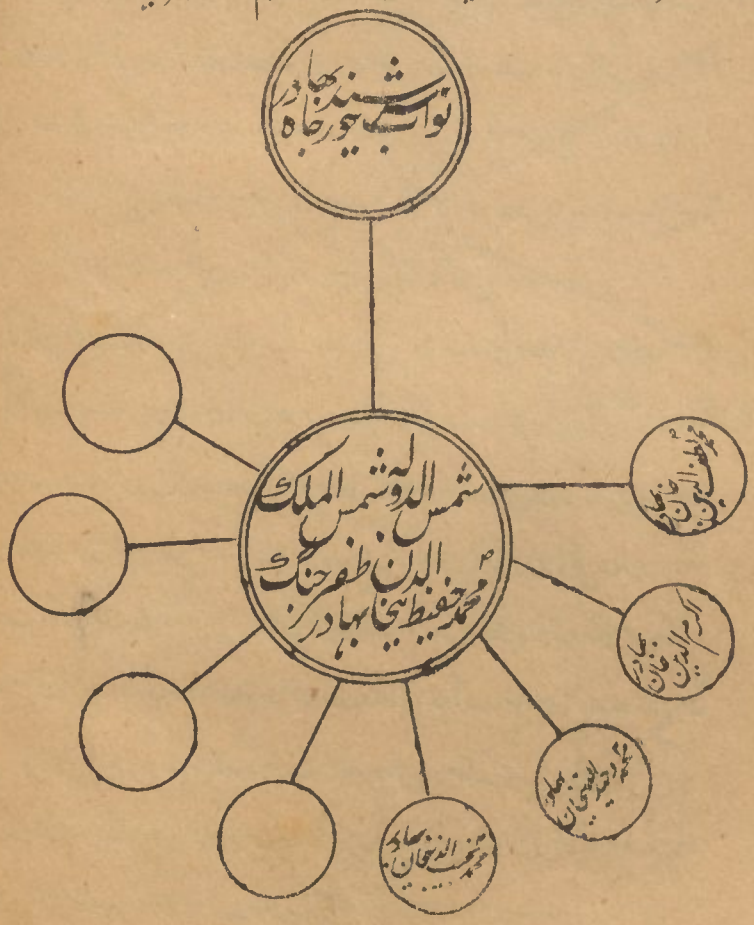

شمشیر نواز جنگ
محمد عمر خان بہادر
۱۵۵

خاندان آپ کا اصلی نام محمد عمر ہے۔ آپ شمشیر الملک بہادر کے فرزند اصغر ہین۔ گو نواب شمشیر الملک کے خلف اکبر نواب جانباز جنگ بہادر اپنی ریاست مکلہ مین رہتے ہین اور منجانب اپنے پدر مبرز گوار نواب شمشیر الملک بہادر کے وہان کے ملکی اور مالی و انتظامی امور مین مصروف اور نگران ہین۔ مگر یہ چھوٹے فرزند اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ حیدرآباد دکن ہی مین قیام پذیر ہین۔ تفصیلی حالات خاندانی نواب شمشیر الملک بہادر کے تذکرہ مین بیان ہون گے۔

آپ کی علمی لیاقت حسب ضرورت اچھی ہے۔ صاحب اخلاق و مروت۔ نوجوان۔ حلیم الطبع ہین۔

خطاب بتقریب جشن سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۶ھ مین آپ نے خطاب خانی و بہادری و شمشیر نواز جنگ و منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی ہے۔

وجیہہ۔ جامہ زیب۔ خوش ترکیب ہین۔

شجاعت جنگ

میر لطیف الدین علی خان بہادر

۱۵۶

خاندان اسم گرامی میر لطیف الدین علی ہے۔ نواب منور الملک بہادر کے خلف اصغر اور سکندر جاہ بہادر کے پوتے ہیں۔ آپ خاندان آصفیہ خلد اللہ ملکہ کے بزرگ و معزز و مہذب ممبر ہیں۔ میر منور علی خان منور الملک بہادر حضرت مغفرت منزل کے خلف اکبر تھے جو سن ۱۲۲۲ھ میں تولد ہوئے۔ اپنے والد بزرگوار یعنے حضرت مغفرت منزل کے نہایت لاڈلے تھے اور حضرت غفران منزل بہ نسبت دوسرے بھائیوں کے آپ سے زیادہ تر خلوص رکھتے۔ آپ کے (منور الملک بہادر) دو پانچ صاحبزادے جنمیں خلف اصغر نواب شجاعت جنگ بہادر (جن کا اسم گرامی زینت عنوان ہے) ہیں آپ کے شہزادوں میں مستثنےٰ ہیں بوجہ جمیع الوجوہ تمام برادری میں بزرگ مانے جاتے ہیں اذا

اوصاف و مراسم دربارداری کا نہایت لحاظ و خیال خاطر رہتا ہے۔

اولاد آپکے دو خلف ہیں میر جہانمار علی خان۔ میر نصیر الدین علی خان۔ ممبر اوّل کی تعلیم و تربیت پرائیوٹ طور پر ہوئی ہے۔ ممبر دوم کی تعلیم مدرسہ عالیہ میں بتقریر مکث صدر دپیہ الونس سرکاری مدت تک جاری رہی

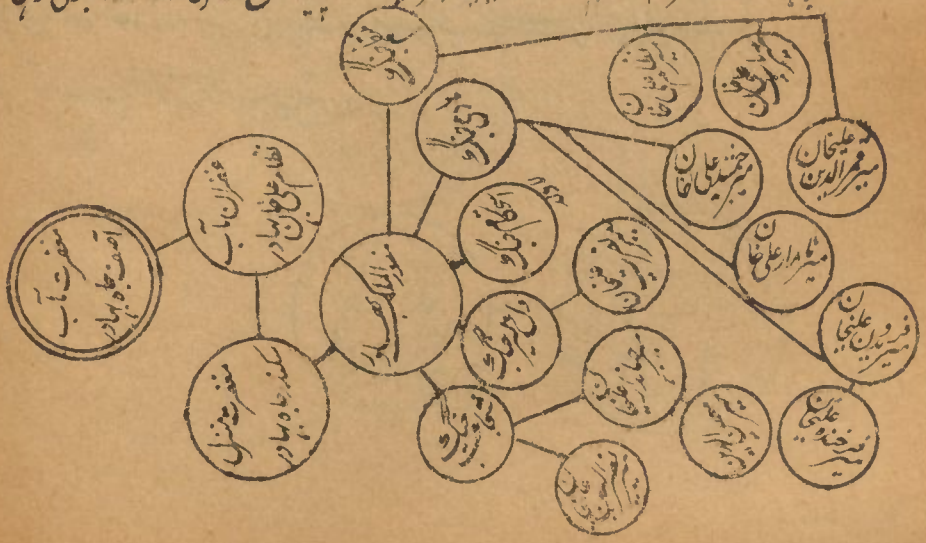

شجاع الملک فتح یار جنگ سہام الدولہ شاہ نواز خان بہادر

۱۵۷

خاندان آپ کا اصلی نام میر اضاعت حسین ہے۔ آپ نواب حسام الملک نظام یار جنگ خانخانان بہادر کے خلف اکبر اور نواب شجیع الدولہ منیر جنگ مرحوم کے نواسے ہین۔ خاندانی حالات نواب خانخانان بہادر کے تذکرہ مین تحریر کردئے گئے ہین۔ آپنے حیدرآباد دکن کے نامی مدرسۂ اعزہ و مدرسۂ عالیہ مین تعلیم پائی ہے۔ انگریزی اور فارسی مین لائق اور ہوشیار ہین۔ جوان قبول صورت۔ وجیہ۔ متناسب الاعضا۔ خوش ترکیب ہین۔ چہرہ سے فراست اور امارت عیان ہے۔

خطاب سن ۱۳۰۵ھ مین بتقریب جشن سالگرۂ مبارک شاہ نواز خان فتح یار جنگ بمنصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم آپ کو عطا ہوا۔ اور سنہ ۱۳۰۸ھ کے جشن سالگرۂ مبارک کے موقع پر خطاب سہام الدولہ شجاع الملک بمنصب سہ ہزار پانصدی و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز ہی پائی ہے۔ آپ کے چچا نواب صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک بہادر کی صاحبزادی آپ سے منسوب ہین۔ جنکے بطن سے اسوقت آپ کو تین صاحبزادے کم سن ہین اور تین اور بھی ہین۔

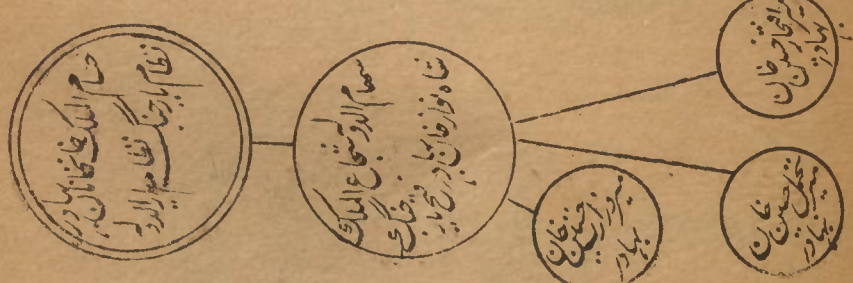

شمشیر یار جنگ
محمد خان بہادر

۱۵۸

خاندان آپ کا اصلی نام محمد تھا۔ آپ محمد غالب خان بہادر جانباز جنگ کے خلف اصغر اور نواب سلطان نواز جنگ شمشیر الملک بہادر کے پوتے تھے۔ آپ کے خاندان عالیشان کے حالات نواب شمشیر الملک بہادر کے تذکرہ مین لکھے جائین گے۔

آپ تعلیم یافتہ۔ مہذب۔ موہنار۔ کم سن۔ خوش اخلاق۔ اپنے خاندان کے لایق ممبر تھے۔ اور اپنے دادا کے لاڈلے اور خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ تخمیناً ستر ایا اوسی برس کی عمر ہوگی۔ مگر افسوس ہے کہ اس کم سنی اور بہار کے موسم مین اپنے بوڑھے دادا اور جوان باپ کو داغ مفارقت دایمی دے گئے۔ سن ۱۳۲۰ف مین راہی جنت الفردوس ہوئے۔

پھول تو دو دن بہار جان فزا دکھلا گئے
حسرت اون غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

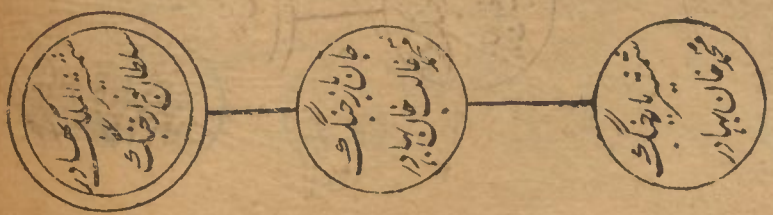

نشرف یاب حضور محمد صدرالدین خان بہادر

۱۵۹

خاندان آپ کا اصلی نام محمد صدرالدین ہے۔ اور محمد شرف الدین خان رستم جنگ مدبرالدولہ کے خلف الصدق ہین۔ قاضی مدبرالدین حسین خان (نارنولی) آپکے دادا تھے۔ عربی اور فارسی مین اچھی مہارت ہے۔ سیاق وسباق سے بخوبی واقف ہین۔ سیران عظام سے نہایت اعتقاد حضرت محمود میان قدس سرہ آحمد آبادی کی بیعت ہے خاص اپنی ذات سے قطب المدینہ قدس سرہ کا عرس شریف ومجلس سماع سالانہ آپ ہمیشہ منعقد فرماتے ہین۔ آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی مصاحبت کا شرف اور شاہزادہ میر عثمان علی خان ولیعہد بہادر کی اتالیقی کا اعزاز حاصل ہے۔ اور مہتمی بنیازات کی خدمت پر مامور ہین۔ سن ۱۳۰۵ف مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی وبہادری وشرف یاب حضور جنگ منصب دوہزاری وکمخواب سوار وعلم سے ممتاز ہوئے۔ اس وقت ۶۰ سال کی عمر ہوگی۔ مگر جم وخم اب بھی مثل جوانون کے ہین اخلاق ومروت مین بے مثل۔ اتحاد ومروت مین یکتائے عصر ہین۔ وضع قدیم کے پابند امیرانہ امیر ہین۔ خاندانی ومناصب آبائی سے بھی ممتاز۔ شرف الدین خان بہادر کا (جو آپکے والد بزرگوار تھے) عہد مہاراجہ چندولعل بہادر مین نہایت عروج رہا گویا مہاراجہ بہادر کے عقل کل تھے۔ اور صاحب رزیڈنٹ کے درمیان وکیل تھے۔ مہاراجہ

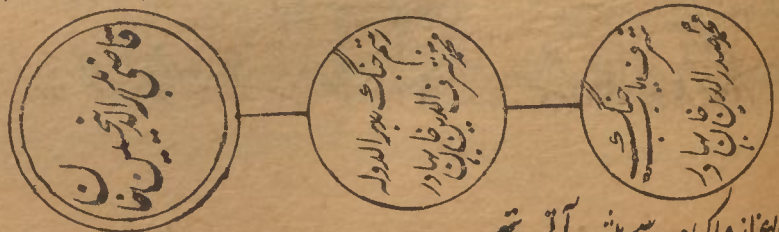

نہایت اعزاز واکرام سے پیش آتے تھے۔

شہباز جنگ

محمد فرید الدین خان بہادر

۱۶۰

خاندان آپ کا اصلی نام محمد فرید الدین عرف فرید میاں ہے۔ آپ کے بزرگون کا وطن نارنول ہے آپ محمد قطب الدین خان بہادر نظام نواز جنگ مرحوم کے خلف اصغر ہین۔ آپ کے خاندان کا سلسلہ قاضی بدر الدین حسین خان سے ہے۔ نواب تہنیت یار الدولہ بہادر کے یک جدی قریبی رشتہ دار ہین محمد منیر الدین صادق جنگ ثانی کی صاحبزادی آپ سے منسوب ہین۔ اس وقت آپ کا سن (۴۰) سالہ ہوگا۔ مددگار مہتمم اعراس محلات مبارک کی خدمت پر مامور ہین۔ فارسی اور اردو مین حسب ضرورت مہارت حاصل ہے

خطاب منصب سن ۱۳۰۵ھ مین بتقریب چہارم سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری منصب یکہزاری عطا ہوا۔ اور سن ۱۳۱۱ھ کے سالگرہ مبارک کے موقع پر شہباز جنگ خطاب اور دوہزاری منصب و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائے۔

اولاد آپ کو ایک صاحبزادہ محمد قطب الدین خان ۱۹ سالہ موجود ہے۔ جو زیر تعلیم ہے انگریزی فارسی اچھی ہے۔ آپ خندہ رو شگفتہ مزاج۔ بذلہ سنج۔ محبت و اتحاد مین یکتا ہین۔

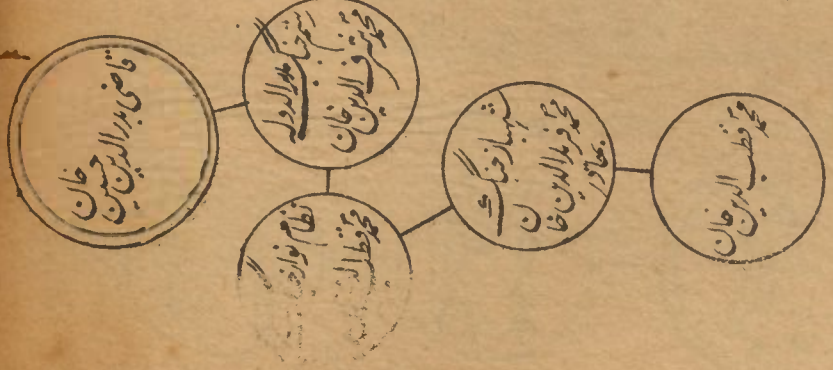

خاندان } آپ برہان الدین خان شہسوار جنگ ثالث کے خلف دوم اور محمد فائق خان شہسوار جنگ ثانی کے پوتے تھے۔ آپکے جد اعلےٰ آصف نواز خان معین الدولہ شہسوار جنگ نے بعہد میر نظام علی خان بہادر بوجہ کار بائے نمایان و باظہار جوہر شجاعت و شرافت کمال درجہ عزت و آبرو پیدا کی تھی۔ اور حسد رجنگ (جو موسی بہوسی سردار فرانسیسان کا عقل کل تھا) کے قتل کے موقع پر نظام علی خان بہادر کے بالمشافہ اوس پر حملہ ہر لگائی تھی۔ اور حق رفاقت ادا کی تھی اسلئے اعزاز و منصب میں وقتاً فوقتاً ترقی پائی جب حضرت مغفرت منزل کے سریر آرائی کا زمانہ آیا تو ۱۱۸۷ھ میں معہ اصل و اضافہ چار ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ جس پر آپنے کمال عزت و احترام کے ساتھ زندگی بسر کی۔ آپکے فرزند محمد فائق خان شہسوار جنگ نے بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے نہایت آن و بان کے ساتھ عمر گذاری۔ اور ہمیشہ مورد عنایات خاقانی رہے۔ اور منصب و خطاب سے سرفرازی پائی۔ ۱۱۹۰ھ میں رستم الدولہ کی سرکوبی آپ ہی کے حسن تدبیر سے عمل میں آئی۔ ۱۲۰۰ھ میں مغفرت منزل نے آپ کو ایک خلعت بیبہا عنایت کیا۔ آپکے خلف برہان الدین خان سے جو آبائی مناصب و اعزاز و جاگیرات سے سرفراز اور خطاب شہسوار جنگ سے ممتاز تھے۔ اولاً آپ کو نظامت بیٹہ خانہ سرکار عالی کی خدمت تفویض ہوئی۔ بعد ازاں محلات مبارک کے ناظم ہوئے۔ اور مدت مدید تک اس خدمت کو انجام دیا۔ آپکے خلف (۴) اول محمد میر الدین خان دوم محمد انور الدین خان شہسوار جنگ (جنکا یہ تذکرہ ہے) سوم محمد محی الدین خان۔ چہارم محمد معین الدین خان اول و دوم و سوم کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب صرف نمبر چہارم محمد معین الدین خان بہادر زندہ ہیں۔ آپ (محمد انور الدین خان بہادر) فارسی عربی میں لیاقت۔ سیاق و سباق سے واقف منصب و اعزاز آبائی سے ممتاز جاگیرات موروثی سے سرفراز تھے۔ علم حساب

خطاب } میں تو کمال تھا۔ خط بھی نہایت پختہ شکستہ بایل تھا۔ خزانہ مرصع خاص کی مہتممی آپکے تفویض تھی۔ جس کو تا زیست انجام دیا۔ ۱۲۱۶ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری شہسوار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار

دعلم سے سرفرازی پائی تھی۔ آخر ۲۲ ذیحجہ ۱۳۱۶ھ میں بمرض اتفاق انتقال فرمایا۔ آپ انتہا درجہ کے فیاض حلیم غریب نواز۔ اتحاد و محبت ہاں تھا۔ اخلاق و مروت میں فرد یگانہ تھے۔ آپ کو تین صاحبزادے جن میں سے خلف اکبر غلام ابوالعلا خان نے آپ کے رو برو رحلت کی۔ اور دوم غلام عزت اللہ خان نے آپ کے انتقال کے ایک ماہ بعد وفات پائی۔ آپ اپنی یادگار صرف ایک فرزند محمد واحد حسین خان بہادر ہیں۔ جو آبائی اعزاز و مناصب جاگیرات وغیرہ سے سرفراز ہیں۔ سالانہ آمدنی جاگیرات دیگر جائیداد وغیرہ کے تخمیناً بائیس ہزار سے کم نہ ہوگی علمی لیاقت حسب ضرورت ہے۔ پھر بھی تعلیم جاری ہے۔ سنہ ۱۳۱۲ھ میں آپ کی شادی نواب افضل یار جنگ بہادر کے دختر نیک اختر سے ہوئی۔ اس وقت آپکی جائداد جاگیرات وغیرہ حسب فرمان اقدس و اعلیٰ (آپ کی عدم صلاحیت کی وجہ سے) زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز ہیں۔

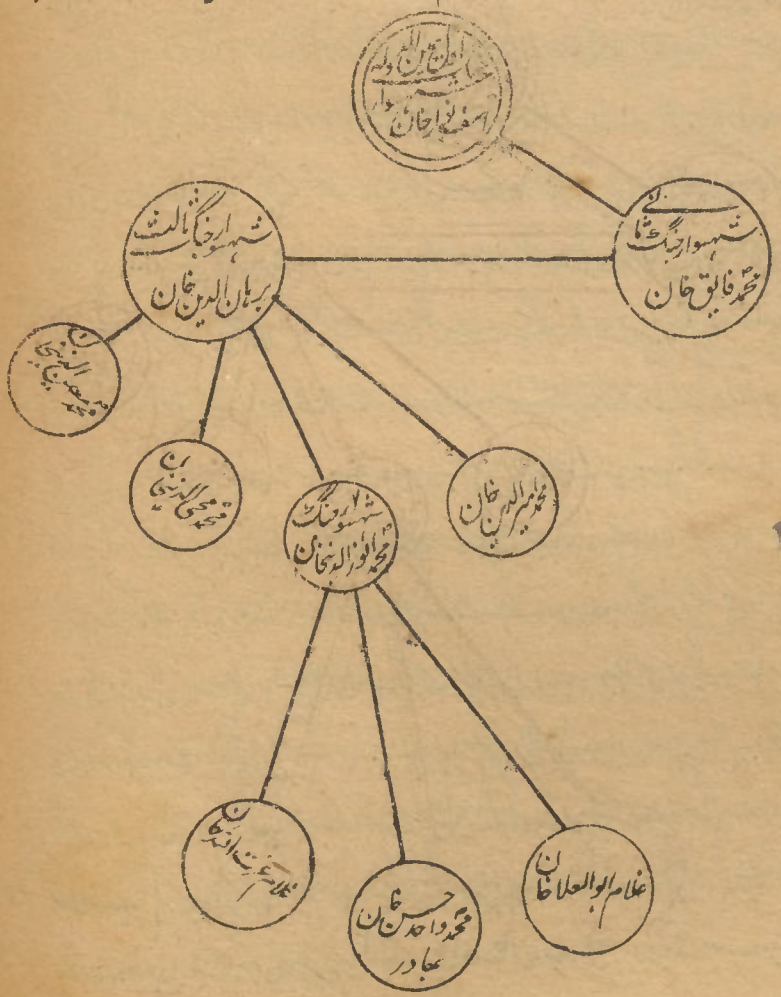

شہزور جنگ جہانگیر بیگ خان بہادر

۱۶۲

خاندان آپ احمد بیگ خان بہادر لطیف الملک مرحوم کے خلف الصدق اور تراب بیگان منظم جنگ مغفور کے پوتے ہین۔ ابتداءً آپکے جد اعلےٰ محمد یار بیگ خان باشندہ ولایت کاشغر معہ چار اپنے اقربا ؤن کے وارد ہندوستان ہوئے۔ اور حضرت مغفرت مآب کے سرکار مین بتن سو روپیہ کے منصب بامواری سے سرفرازی پائی۔ آپکے فرزند لطیف بیگ خان بھی منصب وغیرہ سے ممتاز ہوئے۔ جب حضرت مغفرت مآب رحلت فرمائے تو انہون نے ناصر جنگ بہادر اور صلابت جنگ بہادر کے رفاقت مین باضافہ مواجب و منصب سرفرازی پائی۔ جب اون کا بھی انتقال ہوگیا تو شجاع الملک بہادر کے ہمراہی اختیار کی۔ توشخانہ کی خدمت نوہزار کی جاگیر ضلع اورنگ آباد مین عطا ہوئی۔ بعد ازان حضرت غفران مآب نے توشخانہ کی خدمت اور ایک ہزار سوار قایم خانی اور دو ہزار پیادگان کی بخشی گری مرحمت فرمائے۔ پھر تو ہمیشہ سفر و حضر مین آپ رفیق جانثار رہے بقول صاحب تاریخ مکمن بعل حضرت غفرانمآب نے — مثل اپنے فرزندون کے آپ کی پرورش فرمائی جب آپ کا انتقال ہوگیا تو آپکے فرزند غالب بیگ خان توشخانہ کی خدمت اور معظم جنگ کے خطاب سے سرفرازی پائی۔ جبغہ اور سرپیچ عنایت ہوا۔ بعد چندے بعہد وزارت ارسطو جاہ بہادر لطیف الدولہ خطاب کنٹھی مروارید سے مباہی و مفتخر ہوئے۔ آپکے دو فرزند تھے۔ اوّل واحد بیگ خان دوم لطیف بیگ خان لطیف الدولہ۔ چنانچہ خلف اوّل (واحد بیگان جو حضرت بی بی صاحبہ یعنے تہنیت النسا بیگم صاحبہ کے قرابت مین منسوب تھے) منصب و اعزاز سے ممتاز تھے۔ آپکے فرزند تراب بیگ خان معظم جنگ (صاحب تذکرہ کے بھانجے) داروغگی ہنکار خانہ سے بعہد

امیر الدولہ بہادر ممتاز اور سواری شکار میں حضرت غفران منزل کے ہمرکاب اور باریاب رہتے تھے
آپ کے خلف احمد یار بیگ خان معظم جنگ لطیف الملک (صاحب تذکرہ کے پدر بزرگوار) بھی آبائی
خدمت شکار خانہ۔ اور اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز تھے۔ جنکا تذکرہ ردیف (ل) میں درج ہے
آپ کے اکلوتے خلف ارشد جہانگیر بیگ خان بہادر (صاحب تذکرہ) ہیں۔ جو اعزاز و مناصب
موروثی سے ممتاز اور جاگیرات آبائی سے سرفراز ہیں۔ شکار خانہ حضوری کی خدمت بھی تفویض ہے
اوصاف } لیاقت علمی بھی اچھی ہے۔ تحریر و تقریر درست۔ ذی مروت۔ صاحب سلیقہ نیک
روش۔ امیر باتدبیر۔ صاحب حشمت و دولت۔ مدبر۔ فرنس۔ لایق و ہوشیار ہیں۔
خطاب } ۱۳۱۱ھ میں آپ کو خطاب خانی و بہادری شہر در جنگ منصب دو ہزاری
و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ آپ کو ( ) فرزند ہیں۔

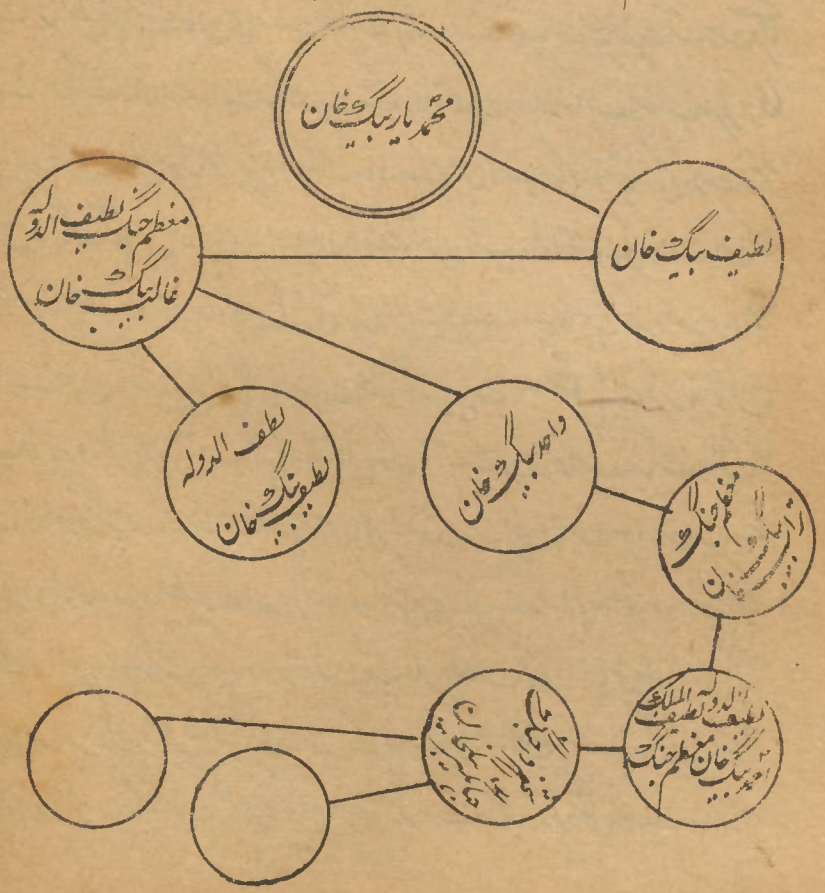

شجاعت شعار جنگ
مرزا محمد علی خان بہادر

۱۶۳

خاندان آپ کا اصلی نام مرزا محمد علی خان تھا۔ آپ مرزا غلام حسین خان مغفور کے خلف اکبر مرزا علی محمد خان معتمد الدولہ اول کے پوتے۔ اور مرزا علی محمد خان بہادر معتمد الدولہ ثانی کے حقیقی بھائی تھے۔ مرزا علی محمد خان معتمد الدولہ اول کے دو فرزند تھے مرزا غلام حسین خان مرزا عبد اللطیف خان۔ مرزا غلام حسین خان کے تین فرزند تھے اول مرزا محمد علی خان شجاعت شعار جنگ (جن کا یہ تذکرہ ہے) دوم مرزا عباس خان (جنکے دو فرزند مرزا رضا خان مرزا اسمٰعیل خان موجود ہیں) سوم مرزا محسن خان مرحوم (جنکی یادگار تین فرزند تھے مرزا غلام حسین خان مرزا عباس خان مرزا محمد علی خان حسین مرزا عباس خان نے انتقال کیا باقی دو فرزند موجود ہیں۔ باقی تفصیلی حالات خاندانی نواب معتمد الدولہ بہادر ثانی کے تذکرہ میں درج ہوں گے۔

خطاب انتقال آپ (شجاعت شعار جنگ مرحوم) امیر لائق علی خان بہادر عماد السلطنۃ کے مصاحب خاص خلوت و جلوت میں باریاب سیر و شکار میں ہمرکاب رہتے تھے۔ علمی لیاقت بھی اچھی تھی۔ مزاج بے تکلف تھا۔ اخلاق و مروت پورے درجہ کے تھے۔ بعد بدائے تو تیب حکمرانی جب اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے بغرض شکار و معاینہ اضلاع ممالک محروسہ ابراہیم پٹن و سیلو ردم کا سفر فرمایا تو نواب عماد السلطنت کے ہمراہ رکاب تھے۔ سنہ ۱۳ھ میں بتقریب جشن نوروز خطاب خانی و عہدہ داری شجاعت شعار جنگ منصب دو ہزاری و پانصد سوار و علم سے سرفرازی پائی تھی۔ آخر ۱۳ھ میں لاولد برگرائے عالم جاودانی ہوئے۔

رائے شیشگیر راؤ چنگی

۱۶۴

خاندان آپ رائے کشن راؤ چنگی کے فرزند دلبند اور رائے چنگی رنگ راؤ کے پوتے راجہ سری نواس راؤ بہادر کے بھانجے ہین۔ رائے چنگی رنگ راؤ کڑپہ کرنول سے سنہ ۱۲۲۰ھ مین (بعہد نواب سکندر جاہ بہادر) وارد حیدرآباد دکن ہوئے نواب ناصر الدولہ بہادر کے سرکار مین (بزمانہ مرشد زادگی) ملازم ہوئے۔ جب ناصر الدولہ بہادر سریر آرائے مسند ریاست ہوئے تو آپ منصب اور سررشتہ۔ لاکھون روپیہ کے تعلقات سے سرفراز ہوئے۔ اور ہمیشہ مشمول عواطف سلطانی رہے۔ آخر سنہ ۱۲۶۵ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کے فرزند رائے کشن راؤ چنگی قایم مقام منصب و سررشتہ و جاگیر ہوئے۔ یہ بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے نہایت عظمت و شوکت سے عمر عزیز بسر کی جب سنہ ۱۲۹۰ھ مین ان کا انتقال ہوا تو آپ کے فرزند رائے شیشگیر راؤ چنگی (جنکا نام نامی عنوان مین درج ہے) اعزاز و منصب آبائی سے سرفراز اور خدمات موروثی سے ممتاز ہوئے۔ آپ کی علمی لیاقت بھی اچھی ہے انگریزی فارسی۔ تلنگی۔ مرہٹی۔ ان چارون علم سے ماہر ہین۔ اخلاق و مروت بھی درست ہین۔ آپ کو ایک صاحبزادہ کشن راؤ چنگی موجود ہے۔ جن کا تولد سنہ ۱۲۸۵ھ مین ہوا ہے۔ اردو۔ فارسی مرہٹی مین لایق ہے۔ انگریزی مین مڈل کلاس مین تعلیم پاتے ہین۔

شفاء الدولہ

حکیم شفائی خان بہادر شفاء جنگ

۱۶۵

خاندان آپ کا اصلی نام میر فضل علی ہے۔ آپ حکیم شفائی خان ثانی کے خلف اکبر ہین۔ اور حکیم شفائی خان اولے معتمد الملوک آپکے والد کے نانا تھے۔ حکیم شفائی خان اولے کا وطن شاہجہان پور تھا وہان سے بنگالہ اور بنگالہ سے چینا پٹن جاکر حکیم احمد اللہ خان سے تلمذ حاصل کیا۔ اور حضرت مغفرت منزل کے عہد ہمایون مین وارد حیدرآباد ہوکر کیپٹن کرکپاٹرک صاحب کے اہتمام سے مہاراجہ چندو لعل کے بھان داخل ہوئے اور مرجع امراد غربائے حیدرآباد بن گئے۔ واقعی آپ کی حکمت و حذاقت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ کہ اپنے معاصرین سے گوئے سبقت لیگئے تھے۔ مہاراجہ بہادر کی طبیعت کا مدار آپ ہی کے رائے پر تھا۔ بعدازان بابیاب بارگاہ حضرت مغفرت منزل ہوکر خطاب معتمد الملوک سے سرفرازی پائے۔ ایک ہزار روپیہ تنخواہ اور سات ہزار کی جاگیر عطا ہوئی۔ علاوہ برین نقد سلوک ہزار روپیہ کا تھا۔ مزید براں آپ تیز فہم۔ سریع الدرکات۔ بلند فکر۔ حکیم حاذق تھے۔ آپ کی تقریر علمی۔ اور تقریر بیانیہ نہایت فصیح و بلیغ تھی۔ حکماؤن مین کمال آن دبان سے اپنی زندگی بسر کی اور ۱۳۲۵ھ مین مرض دمہ سے جان بحق تسلیم ہوئے۔ آپکو دو فرزند تھے میر سلامت علی و میر امانت علی خلف اکبر نے تو آپ ہی کے حین حیات انتقال کیا تھا۔ خلف دوم کو آبائی پیشہ سے مذاق نہ تھا۔ بیکار عمر عزیز گذاری مگر مرحوم کے لایق داماد حکیم میر صفدر علی نے مرحوم کے خاندان کو قایم رکھا اور نام روشن کیا۔ اور قایم مقام جسٹر ہوکر مدتون معالجہ بہادر کا علاج کیا۔ آپکے دو خلف تھے حکیم میر لطف علی و حکیم میر محمد علی۔ حکیم میر لطف علی نے بھی طب یونانی و ڈاکٹری مین کمال حاصل کیا۔ اور اپنے نانا کا موروثی نام شفائی خان خطاب مین پایا۔ اور حضرت مغفرت مکان کے معالج خاص رہے۔ جس سے اعلیٰ درجہ کی ناموری پیدا کی۔ اور اپنے ہم عصر حکماء مین گوئے سبقت لیگئے۔ آپکو پانچ صاحبزادے ہین جنمین خلف اکبر میر فضل علی

(جن کا نام عنوان میں درج ہے) ہیں جو اعزاز و مناصب آبائی سے ممتاز و جاگیر موروثی سے سرفراز ہیں اور اپنے آبائی معزز پیشہ حکمت کو غایت لیاقت و عمدگی سے سرانجام دیتے ہیں۔ اور وقعت و احترام کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔

حکیم میر صفدر علی خطاب شفائی خان بہادر دربار اکبر مبارک میں خطاب شفائی خان بہادر اور ۱۳۱۲ھ میں جشن سالگرہ ہمایون کے موقع پر خطاب شفاء الدولہ جنگ شفاء الدولہ اصل و اضافہ منصب شش ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائی۔ اپنے عہد میں موروثی حکیمی سے مباہی و مفتخر ہیں۔ حکمت منطق۔ ڈاکٹری میں کمال حاصل ہے قدم بقدم اپنے باپ دادا کے ہیں۔ اخلاق و مروت میں بھی اچھے ہیں۔

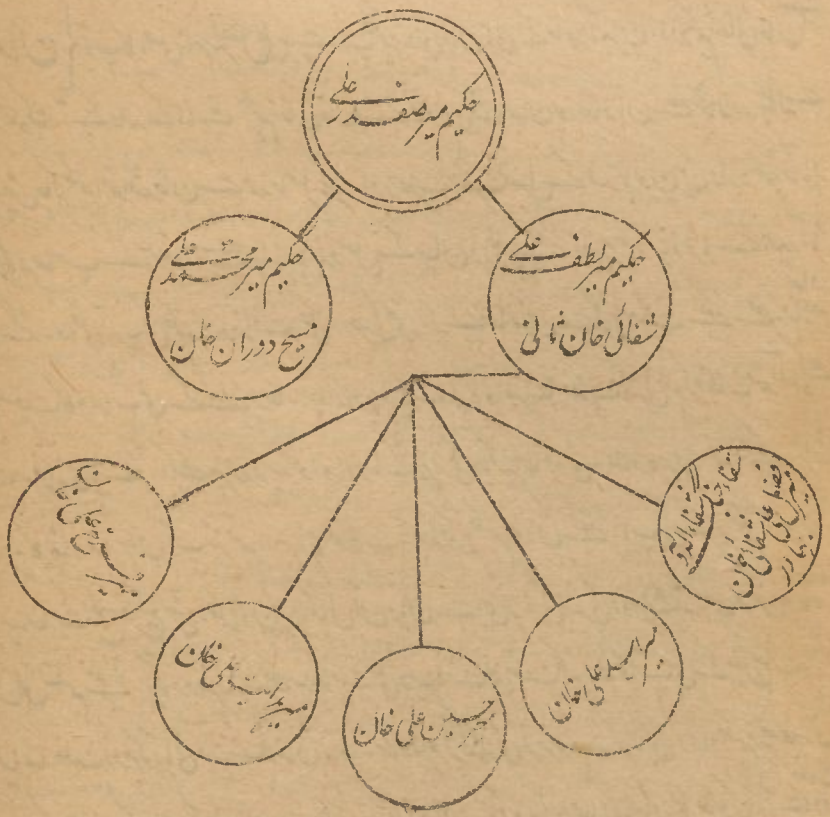

شمس الحکما

حکیم شمس الدین خان بہادر

۱۹۶

خاندان آپ مولوی غلام امام خان ترین مرحوم المتخلص ملک قوم افغان بومستی زئی مولف تاریخ رشید الدینخانی و خورشید جاہی کے خلف اصغر اور محمد مشہور خان ترین ہوتہ دار اٹچ پور (جو محمد صلابت خان بہادر کے رفیق اور ان کی تمام فوج کے (جو ضبط و اخذ تعلقات ہوشنگ کے لئے رکھی گئی تھی) بخشی تھے) کے پوتے تھے۔ جب محمد صلابت خان بہادر مسند سلطانی ہوئے تو مہاراجہ چندو لعل بہادر نے محمد مشہور خان کو ۱۲۴۵ف میں باستدعا محمد شرف الدین خان بہادر کے حیدرآباد طلب فرمایا۔ چنانچہ خان صاحب مغفور وارد حیدرآباد دکن ہوکر مہاراجہ بہادر کی شرف ملازمت حاصل کی۔ اولاً تین سو روپیہ ماہوار اور پندرہ سوار سے ملازم ہوئے۔ بعد ازاں تعلقات بڑار کی تعلقداری سے سرفرازی پائی۔ آپکے فرزند مولوی غلام امام خان ترین مرحوم جامع علوم معقول و منقول۔ شاعر بنظیر۔ منشی بیدل تھے۔ چنانچہ بعض دو رقعات فارسی کے فقرات کی نقل کیجاتی ہے۔ جو ناظرین ذی فہم و صاحب استعداد کے لئے خالی از دلچسپی و معلومات نہ ہون گے۔

تحصیل علم بے محنت معلوم۔ و وجود محنت بے شوق معدوم۔ شوق از ذکر بیفزاید۔ ذکر از صحبت درمیان آید۔ ہر کہ عاقل تر است نزد آن صحبت علما از ہمہ فاضل تر است۔ پس ہر کس باید کہ وقتے از اوقات عمر عزیز بہ نیز بالنسبان خرچ نماید۔ کہ مانع موانع جمع خاطر و رافع تفرقہ باطنی و ظاہر است آن نیل سہ ساعتے در علم طب و ساعتے در علم دین۔ ساعتے در علم صنعت پس ازان فارغ نشین

کلام خیر الانام کہ خیر الکلام است چنین اعلام می دہد۔ النصیب یصیب ولو کان تحت الجلبین۔ ازین جا ثابت است کہ در مقدرات الٰہی افراط و تفریط نیست۔ و در چنین مقدمات احتیاج تحریر و تحقیق نے آدمی را باید کہ انچہ میسرش آید بران قناعت نماید و بطول امل نگراید۔ در تنگی اخراجات آن مع العسر الیسرا راہ پیش نظر والدینا یجن المومنین را سلی بخش دل و جگر داند۔

فقرات بالا سے مرحوم کی لیاقت علمی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ الغرض آپکے فرزند محمد شمس الدین خان بہادر (جن کا یہ تذکرہ ہے) ڈاکٹری مین کامل۔ فارسی اور عربی مین ماہر تھے۔ عمدۃ الملک مرحوم کے عہد نیابت مین باسٹاف اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ شریک ہوئے۔ اور سنہ ۱۲۹۳ھ مین حضرت اقدس اعلے کے ہمرکاب (دربار قیصری) دہلی کا سفر فرمایا تھا۔ ڈاکٹری اور یونانی مین اچھا تجربہ حاصل تھا۔ اکثر عمائدین بلدہ علاج کے لئے آپ سے رجوع ہوتے تھے۔ مکان پر بھی مطب جاری تھا۔ نہایت خلیق و آستانہ پرست تھے۔ مذاق و تفریح کے جانب آپکی طبیعت ہمیشہ مایل رہتی تھی۔ سنہ ۱۳۰۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری شمس الحکما سے سرفرازی پائی تھی۔ افسوس ہے کہ سالگذشتہ سنہ ۱۳۲۰ھ مین آپنے انتقال فرمایا۔ خدا اپنی جوار رحمت مین جگہہ بخشے۔

شمشیر الدولہ شمشیر الملک
سلطان نواز جنگ بہادر

۱۶۷

خاندان آپکا اصلی نام عوض بن عمر ہے۔ آپ قوم عروب یافی قبیلہ سے ہین۔ آپکے والد امجد شمشیر الدولہ جان باز جنگ عمر بن عوض خان بہادر بعہد حضرت مغفرت منزل وارد حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہوئے۔ اور ابتداً راجہ شیو پرشاد بہادر (ابن راجہ روشن رائے) کے ماتحت ایک سو عرب کے جمعداری سرکار سے ہوئی بعدازان مہاراجہ چندو لعل بہادر کے علاقہ مین پانسو عرب سے سرفرازی پائی۔ اور لاکھون روپیہ کے تعلقات تفویض ہوئے۔ پھر تو آپ سے ایسے ایسے خدمات نمایان وفادارانہ خیرخواہانہ کارہائے شجاعانہ ظہور مین آئے۔ کہ جس سے مصدر الطاف شاہی و نوازش لامتناہی ہوئے ابتدائے قیام ریاست آصفیہ سے آج تک اہل عرب کو ایسی دولت۔ ثروت۔ عزت۔ شان و شوکت نصیب نہ ہوئی۔ جیسی آپ کو بھی اور اب ہمارے معزز صاحب تذکرہ نے تو اوس مین بہت کچھ ترقی پیدا کی ہے) یہ مثل زبان زد خاص و عام ہے کہ ایک موقع پر گلزار حوض (حوض چارسو) کو جانباز جنگ مرحوم نے ایک ہی ضرب کے سکہ سے بھر دینے کو فرمایا تھا۔ اس سے اوس مالی قوت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو آپکو حاصل تھی۔ اس دولت و حشمت پر اعزاز و مناصب خطابات سے بھی مباہی و مفتخر تھے آپکو چار صاحبزادے تھے۔ ازانجملہ برق جنگ اولے مرحوم (برق جنگ حال کے والد) اور سلطان نواز جنگ شمشیر الملک (صاحب تذکرہ) یہ ہر دو نے اعزاز و مناصب مین ناموری حاصل کی۔ آپ (صاحب تذکرہ) بعہد حضرت مغفرت مکان خطاب خانی و بہادری۔ سلطان نواز جنگ سے ممتاز ہوئے۔ اور ۱۳۰۵ھ مین بتقریب دربار جشن سالگرہ مبارک اعلیحضرت خلداللہ ملکہ خطاب شمشیر الدولہ شمشیر الملک منصب سہ ہزار

دیا لصدی دو ہزار پا نصد سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائی۔

آپ شہر مکلہ ممنصافات عربستان (حدود بمبئی پریزیڈنسی) کے خود مختار والی ہین جس کو سنہ ۱۲۹۳ھ مین آپ نے بالذات بمقابلہ افواج مقدم جنگ جنگ رستمانہ کرکے فتح کیا ہے۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ سے سلامی ۹ توپ کی آپ کے لئے مقرر ہے۔ سنہ ۱۳۲۰ھ کے دربار تاجپوشی واقع دہلی کے موقع پر آپ بجانب گورنمنٹ ہند (والیان ملک کے زمرہ مین مدعو ہوئے تھے اس سے آپ کی علو رتبتی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جو آپ کو گورنمنٹ انگریزی مین حاصل ہین

اوصاف حمیدہ آپ نہایت شجیع۔ اشرف القوم فریس۔ مدبر۔ صاحب جاہ و حشم۔ ذی اثر و دولت۔ ممتاز امراؤن مین ہین فی زمانہ آپ اپنی ریاست مکلہ مین تشریف فرما ہین اور آپکے بہنوئی نواب سیف نواز جنگ بہادر آپکے لایق جانشین ہین۔ جن کی خوش اخلاقی و ملنساری ہر دل عزیزی۔ رعیت پروری۔ غربا پروری سے ہر کہ و مہ اس کارخانہ کا شادان و فرحان ہے۔ ہمارے معزز صاحب تذکرہ کو دو صاحبزادے ہین اول محمد غالب جانباز جنگ دوم محمد عمر شمشیر نواز جنگ بہادر۔ ہر دو صاحب کے تذکرات اپنے اپنے موقعون پر تحریر ہو چکے ہین۔

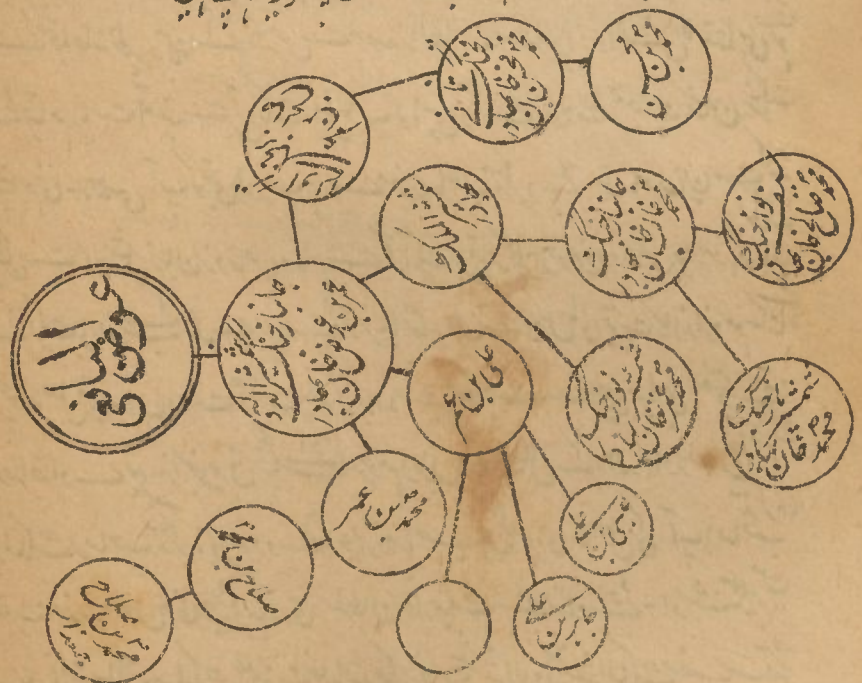

صمصام الملک ثانی صمصام الدولہ اعتماد جنگ میر قادر علیخان بہادر

۱۶۸

خاندان آپ کا اصلی نام میر قادر علی تھا۔ آپ صمصام الملک اولے میر شیر الدین علیخان خلف حضرت مغفرت منزل کے خلف چہارمی اور خاندان آصفیہ کے معزز ممبر تھے۔ صمصام الملک اولے کے انتقال بعد گو اور کئے اخلاف موجود تھے۔ مگر آپ بوجہ بزرگ خاندان ہونیکے جانشین اور قایم مقام اپنے پدر بزرگوار کے ہوئے۔ تمامی لوازمات مثل نوبت۔ نقارہ۔ فیل وغیرہ سے سرفراز اور باون درہ و دیوڑھی صمصام الملک اولے پر آپ ہی قابض رہے۔

خطاب حکمرانی حضرت مغفرت مکان مین آپ کو خطاب خانی و بہادری۔ اعتماد جنگ عطا ہوا تھا سن ۱۳۰۱ف مین (عہد اعلیحضرت خلداللہ ملکہ) بتقریب جشن دربار عید الفطر خطاب صمصام الدولہ صمصام الملک منصب نہ ہزاری ہشت ہزار سوار۔ ازانجملہ چار ہزار یک اسپہ و چار ہزار دو اسپہ۔ نقارہ۔ پالکی۔ جھالردار سرفراز ہوئے۔

آخر عمر طبعی کو پہونچکر بمرض جسمانی ۵ ذیحجہ سن ۱۳۱۲ھ مین آپنے انتقال فرمایا۔ آپکو چار صاحبزادے ہین جو معاش و مناصب موروثی سے سرفراز اور صاحب اولاد ہین۔

حضور انجناب میر حامد علیخان بہادر

۱۲۹

خاندان آپ کا اصلی نام میر علمدار علی ہے۔ آپ نواب انجناب جنگ بہادر کے بڑے بھائی اور میر ناصر علیخان مرحوم کے خلف اکبر ہیں۔ آپ کا سلسلہ عرب کے قبیلہ قریشی اور ہاشمی سے ملتا ہے۔ آپ کے اباد اجداد ابتداً لعہد اورنگ زیب بہدہ ستان ہین آئے۔ اور مختلف حصون ہن حکومت اختیار کی۔ آخر مین بعہد علی عادل شاہ بیجاپور مین اقامت ڈالی۔ آپکے بزرگون مین حاجی عبد القادر خان۔ ملا احمد نوایت وزیر اعظم بیجاپور کے بھانجے اور داماد تھے پولیٹکل ڈپارٹمنٹ کے افسری پر مامور ہوکر اورنگ زیب نے بیجاپور فتح کیا تو حاجی صاحب کو اپنے ہمراہ دہلی لیجاکر شاہزادہ معظم کی اتالیقی سے معزز اور معتبر خان کے خطاب سے ممتاز فرمایا۔ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد شاہزادہ معظم تخت نشین ہوئے تو انہون نے مکہ معظمہ کے حج کی خدمت لیکر راہی ہوئے۔ سات برس کے بعد جب معاودت کی تو راستہ مین شاہ عالم کے انتقال کی کیفیت سنی اسلئے بجائے دہلی کے دکن مین قیام کیا۔ میر ناصر علیخان ایک عالم جید اور متشرع منکسر المزاج تھے۔ حضرت مغفرتمکان اور سر سالار جنگ اعظم کے درمیان اکثر ضروری معاملات آپ ہی کے ذریعے ہوتے تھے۔ ہر چند مغفرتمکان نے انکو خطاب و مناصب سے سرفراز فرمانا چاہا لیکن انہون نے منظور نکیا۔ البتہ آپنے چھوٹے بھائی میر احمد علیخان کو صولت جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ آپ ۱۲۷۳ھ مین پیدا ہوئے۔ علوم ضروریہ سے فارغ ہوکر جاگیرات و مناصب سے سرفراز ہوئے۔ ۱۳۰۱ھ مین خطاب خانی و بہادری صوبجات دکن سے سرفراز فرمایا گیا۔ علاوہ بریں ۱۳۰۲ھ مین خطاب **حسام السلطنت** کے منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار سے سرفراز ہوئے۔ اعلیحضرت شہنشاہ ظل سبحانی خلد اللہ ملکہ کی سرفرازی پائی ہے۔ اعلیحضرت کے نظام کے فراش خانہ چلیخانہ۔ اور تمامی شاہی تاگرد پیشہ کے مہتمم ہیں۔ آپ انتظام کے ساتھ بمقتضائے بخت بیدار ہمیشہ کمیسقد رفیع بمقاعدہ کے بخت بھی ہیں۔ آپ اخلاق کے خوش اخلاق۔ بلند ہمت منکسر المزاج۔ شرفا نواز ہیں۔ آپکے تین صاحبزادے ہیں جو مدرسۂ عالیہ مین انگریزی اور فارسی کی تعلیم پاتے ہیں۔

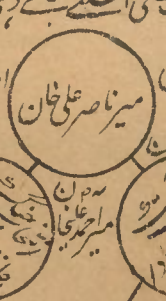

صادق جنگ ثانی
محمد جمال الدین خان بہادر

۱۷۰

خاندان آپ کا اصلی نام محمد جمال الدین ہے آپ امیر الدولہ صادق جنگ ثانی (جو تہنیت یار الدولہ بہادر کے والد تھے) خلف اصغر ہیں۔ اور نواب دبیر جنگ مرحوم کے چھوٹے بھائی۔ آپ کے چچا اعلےٰ قاضی بدر الدین حسین خان تھے۔ اس وقت آپکا سن ۳۴ سال کا ہوگا۔ آپکی تعلیم باقاعدہ مدرسۂ عالیہ میں ہوئی ہے۔ عربی عربی۔ انگریزی میں اچھی دستگاہ ہے امرازادوں میں جو بورڈنگ مدرسۂ عالیہ میں تعلیم پاتے تھے آپ کا نمبر اول ہے چنانچہ جریدۂ اعلامیہ کارکنان عالی میں سپہر آسمان جاہ بہادر مدار المہام سرکار عالی کے طرف سے آپکے اس علمی تمغے متعلق خوشنودی ظاہر کی گئی ہے۔ علاوہ بریں شاہزادۂ میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر کے اتالیقی کا اعزاز بھی حاصل ہے

خطاب سن ۱۳۰۰ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب جاہی و بہادری اور منصب کہزاری کی سرفرازی ہوئی۔ اور سن ۱۳۱۱ھ میں (بمقام سالگرہ مبارک) صادق جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب دیگر ہزار سوار دو علم عطا ہوا۔ نواب بدول یار خان بہادر نے الدولہ مرحوم کی صاحبزادی آپکے حبالۂ عقد میں ہیں جن سے دو صاحبزادے تولد ہوئے تھے۔ مگر کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ ہر دو صاحبزادے اور بیوی کا انتقال ہوگیا۔ اب دوسری شادی کی ہے

اوصاف حمیدہ آپ وجیہ۔ لائق۔ اور جوان سال ہیں۔ اخلاق و مروت میں یکتا۔ شاعری کا مذاق بچپن سے ہے۔ حلم تخلص کرتے ہیں۔ طبقۂ شعرا میں آپکے اشعار درجہ کے علمی رسالوں میں درج ہیں۔

صمصام الدولہ شکن جنگ
میر مراد حسین خان بہادر

۱۷۱

خاندان } آپ کا اصلی نام میر مراد حسین تھا۔ آپ جعفر حسین خان بہادر صف اگن جنگ مرحوم کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کا سلسلہ خاندان میر غلام حسین خان سلطان نواز الملک سے ہے۔ چنانچہ تفصیلی حالات خاندانی آپ کے برادر بزرگ کے تذکرہ مین تحریر ہون گے۔

خطاب } سنہ ۱۳۰۰ھ مین (جشن سالگرہ مبارک) پیشگاہ اعلحضرت خلد اللہ ملکہ سے خطاب خانی و بہادری صف شکن جنگ نصیب و دہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔

آپ نواب سر وقار الامرا بہادر کے مصاحب خاص اور رفیق خلوت و جلوت تھے۔ چنانچہ نواب صاحب ممدوح آپکو بہ نسبت دوسرے ہمنشینون کے زیادہ تر عزیز رکھتے تھے۔ اور اپنی مدار المہامی کے زمانہ مین خدمت ایڈیکانگی سے بھی آپ کو ممتاز فرمایا تھا۔ آپنے خدمت مفوضہ کو نہایت دیانت داری۔ ہمدردی ملک و خیر خواہی مالک کے ساتھ انجام دیا۔ اور ہر ایک معاملت کے معروضہ کو نواب مدار المہام بہادر کے پیشی مین پیش کرنا آپ اپنا فرض عین سمجھتے تھے۔ اور نہایت مخبر خدا ترس تھے۔ افسوس ہے کہ عین زمانہ عروج دنیوی و شباب طبعی مین بہ علت ذیابیطس سنہ ۱۳۱۵ھ مین انتقال کیا۔ اسوقت آپکی یادگار تین فرزند ہین جنکی پرورش و تربیت مرحوم نے مغربی طرز پر رکھی تھی۔ اور اب بھی انگریزی اور فارسی کی تعلیم پا رہے ہین۔

صفدر نواز جنگ

سید محمد علیخان بہادر

۱۷۲

خاندان } آپ کا اصلی نام سید محمد علی ہے۔ آپ سید علیخان بہادر حیدر نواز جنگ مرحوم کے چھوٹے بھائی ہین۔ خاندانی حالات حیدر نواز جنگ مرحوم کے تذکرہ مین لوک رہ چکے ہین۔

آپ فارسی مین لایق ہین۔ عربی بہت اچھی ہے۔ علاوہ برین خوشخط ہین۔ یونانی حکمت مین اچھا ملکہ ہے۔ گھوڑے کی سواری کا بہت شوق ہے۔ گو اسوقت (۵۸) سال کی عمر ہے۔ لیکن پیرانی سالی مین بھی گھوڑے کی سواری کا مشق جاری ہے۔ پرند جانور کا انتہا درجہ کا شوق ہے۔

خطاب } بتقریب جشن سالگرہ مبارک ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ مین آپ نے خطاب خانی دبہادری۔ صفدر۔ نواز جنگ۔ منصب دو ہزاری دیکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔

آپ کو تین صاحبزادہ ہین اول سید علی حسین صاحب (۲۷ سالہ) میٹرک پاس انجینرنگ کالج مین کامیاب۔ عربی۔ فارسی مین لایق ہین۔ دوم سید علی عباس صاحب (۲۶) سالہ۔ الیف۔ اے کی ڈگری حاصل ہے۔ لیاٹن لیانگویج کے ماہر ہین۔ سوم سید علی رضا صاحب (۲۵ سالہ) میٹرک مین کامیاب۔ فارسی مین فارغ التحصیل ہین۔

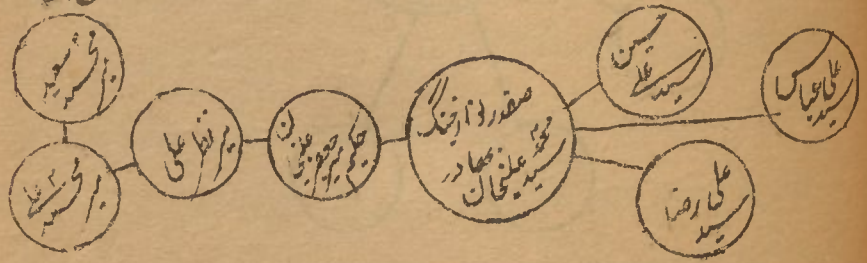

میر صفدر علیخان بہادر

۱۴۳

آپ کوتوالی بلدہ کے سرکردہ اول ہین - اور اسی ریاست ابدمدت کے پشتینی کارگزار ہین - آپ اپنی ذاتی لیاقت و ہوشیاری - حسن خدمت و کارگزاری سے ابتدائی ملازمت سنہ ۱۲۸۴ھ سے رفتہ رفتہ اس معزز خدمت سے ممتاز ہوئے - ایک سو سی روپیہ ماہوار تنخواہ اور چالیس روپیہ الونس آپ جملہ سوا دو سو روپیہ ماہانہ پاتے ہین - نواب اکبر الملک بہادر کے جوہر شناس نظرون نے آپ کو سنہ ۱۳۱۷ھ مین پنجگاہ سلطانی سے خطاب خانی و بہادری عطا کرایا -

آپ نہایت لایق - اور کارگزار - جفاکش - محنتی - دیانت دار - وفاشعار - پرہیزگار ہین پنجگانہ نماز اور تلاوت کلام مجید - اور اوظایف مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین - اخلاق و مروت مین بھی یکتائے روزگار ہین - آپ کو ( ) صاحبزادے ہین -

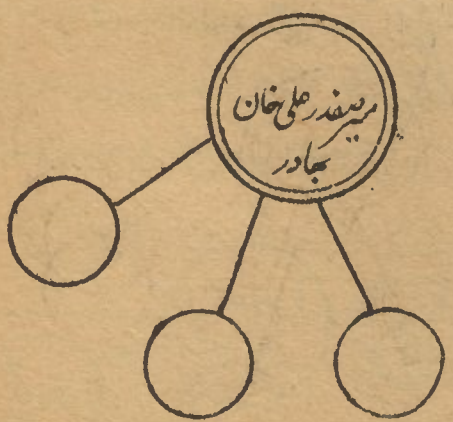

صدیق یار جنگ

محمد صدیق خان بہادر

۱۷۴

خاندان آپ کا اصلی نام منشی شیخ محمد صدیق تھا۔ آپ شیخ غلام مصطفےٰ حقانی کے خلف الرشید اور شیخ غلام درویش حقانی کے پوتے تھے۔ آپکے اجداد کا وطن تعلقہ کوہیر ضلع بیدر ممالک محروسہ سرکار عالی ہے۔

ابتداءً آپ کے جد غلام درویش حقانی (بعہد میر نظام علی خان بہادر) حیدرآباد دکن وارد ہوئے اور خدمت تعلقداری سے ممتاز ہوئے۔ آپکے دو فرزند اوّل شیخ غلام مصطفےٰ حقانی دوم شیخ بندگی نمبر دوم کو ایک فرزند شیخ علی ہیں۔ نمبر اوّل شیخ غلام مصطفےٰ حقانی نواب روشن الدولہ بہادر کی اتالیقی پر مامور تھے۔ اور شمس الامرا امیر کبیر کے میر منشی بھی تھے۔ جن کا انتقال ۱۲۷۹ھ میں ہوا۔ آپکے اکلوتے فرزند محمد صدیق (جنکا یہ تذکرہ ہے) تھے۔

تولد آپ (منشی محمد صدیق) ۲۰ شعبان ۱۲۳۷ھ روز سہ شنبہ (بمقام حیدرآباد دکن) تولد ہوئے تاریخی نام شیخ محمد صدیق ہے۔ فارسی۔ عربی۔ میں لایق۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر سے واقف سیاق و سباق میں ماہر نہایت لایق افراد سے تھے ابتدائی ملازمت ۲۲ ذی قعدہ ۱۲۶۲ھ سے متعدد خدمات سرکاری بجالانیکے بعد غرہ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ کو ناظم دفتر ملکی ہوئے۔ چنانچہ تاریخ وفات تک اوسی نظامت دفتر ملکی پر مامور تھے۔ ۱۲۹۲ھ میں سر سالار جنگ اعظم کے سات یوروپ کا سفر فرمایا۔ ملکۂ معظمہ نے آپ کی وضع قدیم سیدھی سادی پوشاک کو پسند فرما کر آپ کا فوٹو لیا۔ اور خصوصیت کے ساتھ سر سالار جنگ اعظم سے آپ کی لیاقت اور عہدہ کی کیفیت دریافت فرمائی۔ نواب صاحب مرحوم نے آپ کی تنخواہ میں اوس

تاریخ سے پانسو روپیہ کا اضافہ منظور فرمایا۔ آپ کو مدتوں سر سالار جنگ اعظم کے ماتحت کام کرنیکا موقع حاصل رہا ہے۔ نہایت لایق۔ متقی۔ زاہد۔ پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔

خطاب } سنہ ۱۳۰۴ھ میں جشن نوروز کے موقع پر آپ کو خطاب خانی و بہادری۔ صدیق یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ سنہ ۱۳۰۵ھ میں آپ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف

انتقال } ہوئے۔ آخر جس بول کی نکایت ہے ۲۰ ذی قعدہ سنہ ۱۳۱۲ھ روز پنجشنبہ وقت عصر۔ انتقال فرمایا

انہ کان ثاد یا بالخلد تاریخ وفات ہے۔ ایک مسجد (واقع کولسہ واڑی) آپ کی مخیری کی یادگار اس وقت موجود ہے۔ عین حیات حسب شرع شریف اپنے متروکہ تقسیم فرمادیا تھا۔ آپ کو طریقہ قادریہ میں حضرت عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ سے بیعت تھی۔

آپ کے دو صاحبزادے ہیں اوّل غلام صادق صاحب کارآمور معتمدی مالگزاری (جنکو ایک سو پچہتر منصب اور ساٹ روپیہ یومیہ ملتا ہے) دوم غلام طاہر سوم متعلقدار التعلقہ بہنیہ۔ یہ بھی ایک سو پچاس روپیہ منصب پاتے ہیں ہر دو صاحب لایق۔ ہوشیار۔ اپنے اب وجد کے روش پر چلتے ہیں۔

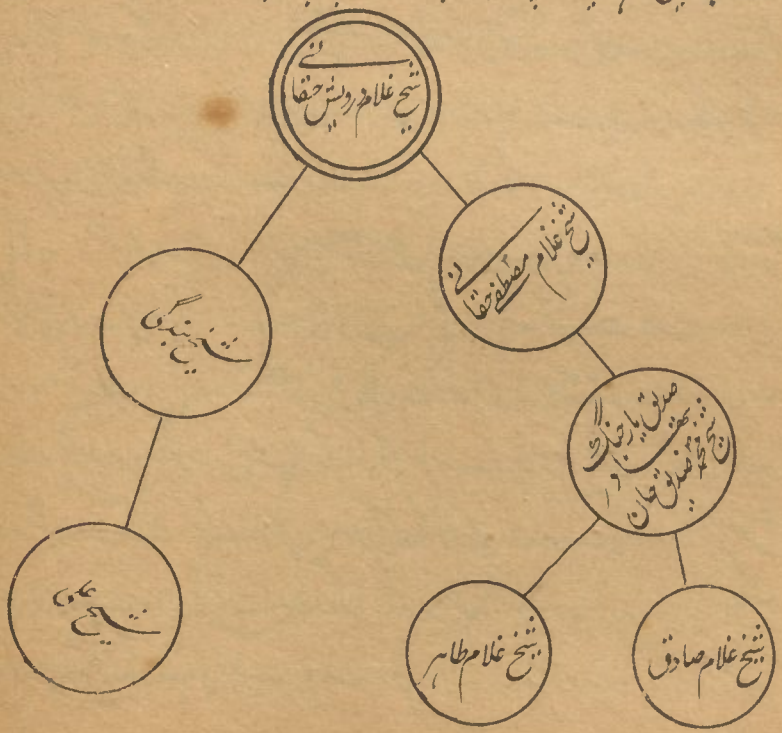

صف افگن جنگ

جعفر حسین خان بہادر

۱۷۵

خاندان آپ میر غلام حسین خان صف افگن جنگ سلطان نواز الملک مرحوم عرف بھیکو میان کے خلف اکبر اور سلطان میان مغفور کے پوتے تھے اور جدہادری کے جانب سے سادات صحیح النسب ہین۔ کیونکہ میر محمود خان بہادر جو سید عالی خاندان اور ملازم قدیم سرکار آصفیہ تھے۔ آپکے جدہادری ہین۔ ابتداءً آپکے جد سلطان میان مغفور (جو قوم سپاہ سے تھے) موضع کھنڈیلہ منمضافات ہندوستان سے بعہد حضرت غفران مآب بطریق سوداگری وارد بلدہ پٹنہ ہوئے۔ اور یہین اقامت فرمائی۔ ارسطو جاہ بہادر نے اپنی ہمشیرزادی نواب بیگم کو آپسے ازدواج فرمایا۔ اور حضرت غفران مآب سے عرض کرکے تعلقات وسواران وغیرہ سے بھی سرفرازی دلوائی۔ آپ کو تین فرزند تھے اول محمد صاحب میان المخاطب صف شکن جنگ دوم میر غلام حسین خان صف افگن جنگ سلطان نواز الدولہ سلطان نواز الملک سوم داود علی خان المعروف داد میان۔ چنانچہ خلف اول صف شکن جنگ بہادر بعد انتقال آپکے تمام تعلقات وغیرہ سے سرفراز۔ جاگیرات موروثی سے ممتاز ہوئے۔ مگر افسوس ہے کہ سنہ ۱۲۴۶ھ مین بروز عید الفطر خاص ڈیوڑھی مبارک مین دو شخصون کے ہاتھہ (جو آپسے تنخواہ کے طالب تھے) شہید ہوئے انکی شہادت کے بعد خلف دوم صف افگن جنگ بہادر باوجود آغاز شباب کے اپنے بھائی کے تمام کارخانہ کو اپنے ہاتھہ مین لیا۔ اور بیگاہ سلطانی سے تعلقات وجاگیرات سے سرفرازی پائی اور معاملہ چندولال بہادر کے اتحاد و محبت کیوجہ سے بکمال آرہ و عزت و شان و شوکت لاکھون روپیہ کے تعلقات کنک گیری در ایچور و گنگاوتی وغیرہ کے جانب ہمراہی ہین جمعیت سواران و پیادگان باز دعلی غل وغیرہ و سکھان وغیرہ کے لیکر بعزم انتظام بندوبست روانہ ہوئے۔ بعد فراغ جب وہان سے واپس ہوئے تو بعہد نواب صمصام الدولہ بہادر خطاب صف افگن جنگ سلطان نواز الدولہ سلطان نواز الملک منصب چارہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ۔ نوبت و جواہر تعلقات جدید وغیرہ سے سرفرازی پائی۔ اور ہمیشہ بارگاہ سلطانی سے خلعت و جواہر عطا ہوتے تھے۔ آپکے عزم و شان کا امیر اس زمانہ مین بہت کم نظر آتا تھا۔ غریب پروری۔ شرفا نوازی مین تو اعلےٰ درجہ کا کمال تھا۔ اگر کوئی آفت کا مارا آپ پاس پہونچ

جانا تو اپنی مراد کو پہونچتا اور معہ عیال و اطفال فراغت سے بسر کرتا۔ اور تکالیف سے محفوظ رہتا۔ آپکو چھ فرزند تھے اول شہر یار جنگ دوم دلیر یار جنگ (یہ ہر دو لاولد قضا کئے) سوم جعفر حسین خان بہادر صف افگن جنگ (جن کا نام عنوان مین درج ہے) چہارم مراد حسین خان بہادر صف شکن جنگ (جن کا تذکرہ ردیف ہ کے ردیف ص نمبر (۱۷۱) صفحہ (۲۷۸) مین درج ہے۔

آپ (جعفر حسین خان بہادر) فارسی اور اردو مین لایق تھے حسن اخلاق و اتحاد و محبت مین یکتائے روزگار ۱۳۰۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپکو خطاب خانی و بہادری صف افگن جنگ خطاب عطا ہوا تھا۔ مگر پیری معاش آبائی سرکار سے جاری تھی جاگیر وغیرہ ضبط سرکار تھے۔ بعد ازان بعہد وزارت سر آسمان جاہ بہادر تقریباً بایں ۴۲ ہزار کی جاگیرات بحال ہوئے۔ اور محکمہ نظم جمعیت کے تنخواہ بھی جاری ہوئی۔ اور ایک سوار سالہ حبوشن کا تیار ہوا جسکی کمان آپکے تفویض کی گئی۔ مگر بعد مین یہ رسالہ آپسے لیا گیا اور افسر الملک بہادر کے تفویض ہوا جس کی چھاونی اس وقت ملک پیٹہ مین واقع ہے۔ بہر حال آپنے بھی اپنی زندگی نہایت آن و بان، شوکت و عظمت سے گذاری۔ آخر ۲۷ رمضان ۱۳۱۵ھ مین انتقال فرمایا۔ آپکے اکلوتے فرزند میر فرخندہ علی خان بہادر ہین۔ جو اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز اور جاگیرات موروثی سے ممتاز ہین محکمہ نظم جمعیت سرکار عالی سے پانسو پچہتر روپیہ آٹھ آنہ ماہانہ ملتے ہین۔ اسکے سوا جمعیت۔ ہاتھی وغیرہ لوازمہ کل اجرا ہے نوجوان۔ لایق۔ ہوشیار۔ تعلیم یافتہ امیرزادے ہین۔ چندے آپکا علاقہ بوجہ آپ کی کمسنی کے بعہد وزارت سر وقار الامرا بہادر زیر نگرانی سرکار معتمد عدالت دکو توالی و امور عامہ کے تفویض تہا۔ مگر بعد مین بوجہ بلوغ چھوڑ دیا گیا جس کا انتظام اس وقت آپکے یہان کے قدیم کارپرداز اور مختار کار و نائک راؤ صاحب کے لایق ہاتھون مین ہے اور بایں احسن انجام پا رہا ہے۔

ضرغام الدولہ ضرغام جنگ
محمد زین العابدین خان بہادر

۱۷۶

خاندان آپکا اصلی نام محمد زین العابدین عرف زینو میاں تھا۔ آپکے خاندان کا تعلق آغا معین خان بہادر جنگ کے خاندان کا تفصیلی حال نواب مہدی حسن خان بہادر المخاطب بہ منظیر جنگ کے تذکرہ نمبر (۴۹) از صفحہ [illegible] ۱۰۴ معرض تحریر میں آچکا ہے۔ مکرر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہاں صرف اس قدر بتلا دیا جاتا ہے آپ ابوالحسن خان بہادر منظیر جنگ معین الملک کے فرزند تھے۔ اور قاسم علی خان متوکت جنگ حسام الدولہ کے بھائی۔ اور منظیر جنگ بہادر حال کے چچا بجلال آپ ایک خاندانی امیر تھے۔ اور اعزاز و مناصب آبائی و جاگیرات موروثی سے ممتاز۔

خطاب خطاب خانی بہادری اور ضرغام جنگ سے (بعہد حضرت مغفرت مکان) سرفرازی پائی تھی۔ اور اس عہد ہمایون اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۰۵ھ خطاب ضرغام الدولہ منصب ۵ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا تھا۔ انکے کوئی اولاد نہیں تھی اسلئے اپنے بھائی کے فرزند یعنے اپنے بھتیجے محمد احمد حسین کو آغوش میں لیا تھا۔ آپ نے عمر طبعی کو پہونچکر ۲۷ ذی حجہ سنہ ۱۳۰۵ھ میں انتقال فرمایا۔

آپ جہاندیدہ۔ تجربہ کار۔ مدبر۔ پابند وضع قدیم۔ امیر ابن امیر تھے۔

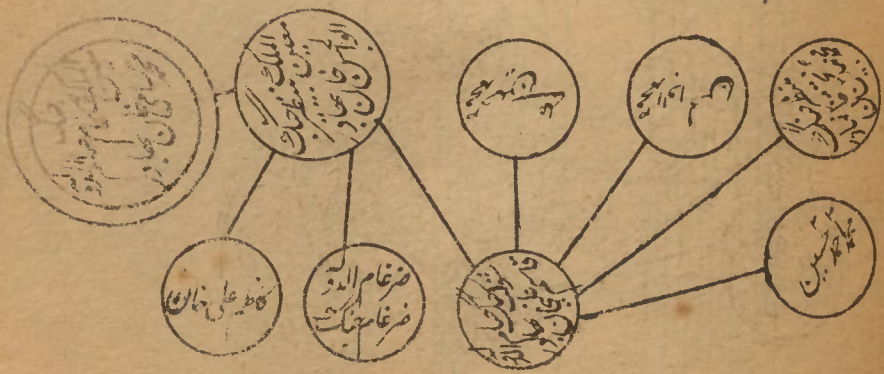

ضیغم جنگ سید سرفراز علیخان بہادر

۱۷۷

خاندان آپکا اصلی نام سرفراز علی ہے۔ آپ سید ابراہیم علیخان بہادر مخلف الصدق والد سید تقی الخاطب بمحتشم خان بہادر کے پوتے ہیں آپکے جد اعلیٰ نواب ایلچی خنجا اصلی نام سید تقی الخاطب علی نقی خان بہادر تھا آپ سادات صحیح النسب اور وزیر اعظم شاہ اسماعیل صفوی بادشاہ ایران کے فرزند ارجمند تھے۔ عقل و فہم و فراست میں یگانۂ روزگار ہونیکی وجہ سے شاہ ایران نے سفارت ہند پر انکا انتخاب کیا۔ گو آپکے والد نے فرمایا کہ (باجی گری ہند قبول مکنی) مگر بادشاہ نے آپکو روانہ کیا۔ آپکی والدہ نے آپکو ایک لاکھ اشرفی دیکر ہند کی اجازت عطا کی صفات قران السعدین میں لکھتے ہیں کہ آپ بنہایت شان و شوکت سے محمد فرخ سیر شاہ دہلی کے دربار میں ۱۱۲۵ھ کو آئے اور تھوڑی ہی مدت میں بادشاہ کے مرغوب طبع ہوئے۔ متعدد جنگ جدل پر بعطا فرامین بادشاہ نے آپکو روانہ فرمایا۔ وہ فرامین مطلا بدستخط بادشاہ موجود ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ جسکو فرمان شاہی عطا ہوتا ہے اوسکے نام پر لفظ فدوی تحریر ہوتا ہے۔ مگر آپکے فرمان میں بادشاہ نے احتراماً القاب تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ بمجملہ فرامین مذکورہ کے ایک کی نقل درج ذیل ہے

عمدۃ الاماثل العظام زبدۃ النجباء الکرام مطمح اصناف الطاف مہبط انواع اعطاف مورد
عنایات جلیلہ مشمول عواطف جمیلہ المختص بمزید اللطف والاحسان المخصوص بوفور الفضل والامتنان
میر اسد تقی بتہوریات و تفقدات پادشاہی مستظہر و مباہی گردد بداند کہ در ین ایام مسرت فرجام اخبار معرض و سدۂ سپہر احتشام گردید کہ فوجی برای
تنبیہ و تادیب فرقہ ازدلاریہ شتافتہ اند چون کہ قوام ہمگی موجودات بربقہ محبت منوط و نظام کارخانہ مکونات بعلاقہ مودت مربوط و ملوک و دانشور و
سلاطین نخرد پرور ہمگی جوامع ہمت را بر قرع باب محبت و نجاد کہ علت تامہ صلاح عباد و بلاد است مصروف داشتہ پاس مراسم یگانگی را ذریعہ انتظام
مہام جہانداری و سلطنت دانستہ اند و البتہ قصد او وفاق علما مصادقت و اتفاق و مراعات طریقہ محبت و وداد و رفاقت شیوہ ستودہ پیوستہ
و نجاد کہ از سوالف اعوام و سوابق ایام میان این دودمان والاشان بلندمکان بہمت ثبوت و صدور تحقق پذیرفتہ و حفظ لوازم آن ہمواره ملحوظ
طرفین و رعایت مراسم آن پیوستہ منظور نظر جانبین بودہ کنون خاطر ملکوت ناظر اقبال اعلی و مرکوز ضمیر خجستہ تنویر مقدس علی آنست کہ اگر
قرین مصلحت باشد از جناب عظمت و جلال نیز فوجی برای استیصال آن وخیم الحال تعین گردد لہذا سیادت و وزارت پناہ شہامت و نبالت
دستگاہ بندہ درستخ الاعتقاد جان نثار مرید مرشد پرست فردیت شعار خان اخلاص قرین امان مستمد خان از حضور ساطع النور مامور گردید
کہ در ینولا حضرت سلیمان رتبت سکندر دستگاہ جمجاہ حشمت فریدون عظمت را از منزلت فلک رفعت کیوان و قامشتری سعادت خورشید اشتہار
بہرام صولت ناہید اقتدار قمر طلعت کردون مدار بازندہ سند مکرمت کامگاری طرازندہ دیہیم سلطنت جہانداری غرہ ناصیہ دولت
نامداری قرہ ناصرہ شوکت شہریاری نہال گلشن نبوت و رسالت ثمرہ شجرہ امامت و ولایت نقاوہ دودمان امجاد و ہدایت اعلاصہ خاندان سیادت
و عترت اسلالہ اصاعدان مصاعد مجد و علا علالہ اعاجان معارج عزو اعتلا مہر سپہر ابہت و فرمان روائی بدرافق مملکت و کشور کشائی
فرازندہ لوای اتصفت و عدالت طرازندہ وسادہ عظمت و جلالت گوہر درج کرامت و شہامت اختر برج نبالت و صولت ملحوظ نظر عنایات
مورد الطاف و منوط مراحم عرفہ دہشت نامزد یابد کہ آن زبدۃ النجبا الکرام نیز درین باب معروض دارد روز دوازدہم شہر ربیع الآخر
سال دوم از جلوس میمنت مانوس بتحریر یافت۔

اخبر کہ پادشاہ ترک ملازمت شاہ ایران کردہ کے اپنے امرا مین شامل کیا۔ بعد انتقال محمد فرخ سیر کے محمد شاہ کے مصاحب عہدۂ جلیلہ سے
ممتاز ہوے۔ ۲ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ مین محمد شاہ نے آپکو خطاب علی مردانخان بہادر منصب شش ہزاری ذات سہ ہزار سوار
و علم و نقارہ سرفراز فرمایا۔ جب بادشاہ بعد تسخیر پشاور وارد السلطنت لاہور ہوا ذیقعدہ ۱۱۴۱ھ کو قصبہ انبالہ مین
داخل ہوا تو محمد شاہ باستماع اس خبر کے جمیع منصبداران و امراو غیرہ کے ساتھ شاہجہان آباد سے راہی جنگ روانہ ہوا۔

جسمین آپ بھی ہمراہ رکاب تھے۔ چونکہ آپ سے نواب صاحب بہادر کو قلبی محبت تھی اسلئے بعد مصالحہ نواب آصف جاہ نے ۱۱۶۱ھ میں خبر ملک کرنیٹک کا قصد فرمایا۔ اور بادشاہ سے رخصت ملک دکن حاصل کرکے علی مردانخان بہادر کو بھی ہمراہ لیا۔ ایک سال کے بعد علی مردان خان بہادر حیدرآباد دکن میں بگذاشت یک فرزند سید محترم خان بہادر انتقال کیا۔ انکو مریم محمد تقی خان المخاطب بہ ارست خان وزیر بادشاہ دہلی کی دختر زادہ بیگم منسوب تھیں۔ چنانچہ حسب سفارش وزارت خان عالمگیر ثانی نے محترم خان کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا۔ بعد چند سنہ جسمین (محترم خان فوجدی عالمگیر بادشاہ غازی) کشتہ ہوئے ابو جود ہے۔ ۲۵ شعبان ۱۱۶۷ھ الامین صلابت جنگ بہادر نے محترم خان کو خطاب علی مردانخان بہادر مختشم جنگ سہ ہزاری ذات علم و نقارہ سے سمتاز فرمایا۔ بعد ۱۱۶۹ھ میں سوا لاکھ کے جاگیر لقاطہ ہوگیر میں عطا فرمائی۔ جسکی سند اسوقت ضیغم جنگ بہادر کے پاس موجود ہے۔ آپنے بکمال عزت و احترام زندگی بسر فرمائی۔ آپکو تین فرزند اور دو دختر تھے اول سید احترام خان (جو نوجوان انتقال فرمائے) دوم میر عبدالحی (جنکو ضیاء جنگ بہادر نے ۱۱۶۹ھ میں رمضان میں تہمتن خان بہادر خطاب منصب ہزاری ذات و کہزار سوار و علم عطا فرمایا) سوم میر محمد تقی (یہ بھی خطاب تقی محمد خان بہادر دو ہزار سوار و علم سے سرفراز ہوئے اور لاولد انتقال کئے) بعد انتقال محترم خان احتشام جنگ کے اپنے فرزند موتمن خان بہادر نے بسبب کثرت قرض و تقاضائے قرضخواہان اپنی والدہ زاہدہ بیگم کو ہمراہ لیکر مکہ معظمہ چلے گئے۔ جب خبر میر نظام علیخان بہادر کو معلوم ہوئی تو بروانہ راہداری اپنی دستخط خاص سے روانہ فرمایا۔ جسکے جواب میں موتمن خان نے معروضہ کیا کہ حضرت اگر قرض خواہوں کا بندوبست فرماوین تو فدوی حاضر ہوتا ہے میر نظام علیخان بہادر کو اوسکی خاطر غالب تھی اسلئے قولنامہ ارسال فرماکر آپکو طلب فرمایا اور بکمال شفقت حضور انہ جاگیر آبائی بحال فرمائی اور قرض خواہوں کا بندوبست فرمایا ۱۱۷۲ھ کو غفران مآب نے آپ کے نام ہزار روپیہ منصب اجرا کیا۔ موتمن خان بہادر کو سعید الدولہ مرحوم کی دختر شاہ بیگم منسوب ہوئے یہ بیگم جنکے بطن سے سید تقی تولد ہوئے جنکو حضرت غفران مآب نے خطاب محترم خان بہادر دو ہزاری ذات منصب و یک ہزار سوار و علم سے سرفراز فرمایا۔ اور مواضع جاگیر کا پلاپور۔ کہرکھلی جنت پور۔ عالمگیری وغیرہ عطا فرمائی۔ عہد سکندر جاہ بہادر میں موتمن خان نے انتقال کیا۔ محترم خان بہادر کو عادی الدولہ مرحوم برادر سعید الدولہ کے دختر فرحت بیگم منسوب تھیں جنکی شادی نہایت تکلف سے ہوئی۔ پچاس ہزار روپیہ صول بان میں صرف ہوا۔ ناصر الدولہ بہادر کی نظر شفقت و عنایت آپ پر بہت تھی۔ اکثر بار یاب رہتے تھے۔ خلوت داری بیدریغ بھی سرفراز تھے آپ نہایت خوبصورت علیم عربی و فارسی میں فارغ التحصیل۔ علم سپہ میں بڑا ملکہ تھا۔ نسخ و نستعلیق کے خوشنویس تھے۔ مہاراجہ چندو لعل بہادر کو آپسے الفت دلی تھی۔ اور ہر روز آپکو طلب فرمایا کرتے تھے۔ آخر آپ مہاراجہ بہادر کے پاس ہی ۱۲۵۹ھ میں بعارضہ فالج مبتلا ہوکے بیہوش ہوگئے۔ میانہ میں سوار کراکے گھر لیگئے راستہ میں انتقال کیا۔ آپکو دو فرزند تھے۔ اول سید ابراہیم علیخان۔ دوم سید احمد علیخان۔ دوم کے فرزند میر مصطفے علیخان اسوقت موجود ہیں جنکا تذکرہ ردیف میم میں علیحدہ درج ہے۔ مہاراجہ بہادر نے بکمال صدق اسف فرمایا اور آپکے دونوں فرزندوں کو مراد الدولہ بہادر کے بارگاہ میں لیجاکر نذرین دلوائیں۔ اور صنعت ماتم پرسی سے سرفراز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے ہر روز اپنے یہاں انکی آمد کی مگر اتفاق سے اوسی سال مہاراجہ بہادر

ذکر اولاد و بعض احوال

مزول ہوگئے ۱۲۶۷ھ مین سید غلام سلیمان بہادر منصور الدولہ نواب بیگن پلی اور ان کے برادر سید حسین علیخان نے اپنی خواہر سکینہ بیگم کو سید غلام سلیمان بہادر سے منسوب کیا۔ چنانچہ یہ شادی بمقام بیگن پلی نہایت تکلف سے انجام پائی۔ نواب صاحب بیگن پلی آپکو زر و زیور کے علاوہ پانچ دیہات جاگیر بھی عنایت کی۔ آپ علم فارسی و عربی مین ذی استعداد اور عابد و زاہد تھے۔ دن عبادت الٰہی مین مصروف اور اکثر مجلس امام حسین علیہ السلام برپا فرمایا کرتے تھے۔ آپنے اپنی بہت بڑی جاگیر ۱۲۹۱ھ مین ہزار ہا روپیہ صرف فرماکے بیگن پلی مین عرس کی شریف مولا علی کرم اللہ وجہہ بنا فرمایا۔ اور مکانات و چاہ و سرائچہ تعمیر کرائین۔ چنانچہ ہر سال حسب دستور عرس مولا علے واقع حیدرآباد دکن۔ وہان بھی عرس ہوا کرتا ہے اور بریانی پخت ہوکر خاص و عام کو تقسیم پاتی ہے۔ بارگاہ کوہ شریف پر یہ تاریخ کندہ ہے (عہد مین فتح علیخان کے بنا ۔ قصر ابراہیم علیخان سے لطیف ۔ سال اوسکا یہ لکھتے ہوا نے ۔ ہمسر فردوس ہے کوہ شریف ۔ آپ ۱۲۹۳ھ مین عتبات عالیات سے فارغ ہوکے ۱۲۹۵ھ مین حیدرآباد دکن آئے۔ نواب مختار الملک مرحوم کو بوجہ قرابت آپسے ازحد محبت تھی اسلئے آپنے بیگن پلی کی اقامت ترک کرکے حیدرآباد دکن مین رہنے کیلئے مصر ہوئے۔ آخر آپ ۱۲۹۸ھ مین اپنے بڑے فرزند سید محترم خان کو بیگن پلی مین چھوڑ کر چھوٹے فرزند ضیغم جنگ بہادر (صاحب تذکرہ) کو ہمراہ لیکر حیدرآباد دکن مین رہنے لگے۔ جب ۱۳۰۱ھ مین نواب مختار الملک بہادر کا انتقال ہوگیا تو آپ بیگن پلی چلے گئے بسبب ضعیفی کے آپکو خیال ہوا کہ مقام دفن کربلائے معلے چاہیئے۔ چنانچہ اس قصد سے صفر ۱۳۰۲ھ مین مع عیال و فرزند بہ گرد سید محترم خان روانہ عتبات عالیات ہوے۔ پہنچنے کے ساتوین مہینے مین مرض استسقا مین مبتلا ہوکر ۲۲ شعبان ۱۳۰۲ھ کو انتقال فرمائے۔ اور ایوان بزرگ الشہدا روحی الفدا مین دفن ہوے۔ تاریخ قبر یہ ہے (عطر اللہ دام مضجعہ) بعد انتقال آپکے سید محترم خان بھی عارضہ سل مین گرفتار ہوے۔ اور ۱۰ صفر ۱۳۱۱ھ کو انکا بھی انتقال ہوگیا۔ اور حسب وصیت نجف اشرف مین دفن ہوے۔ سید محترم خان علم عربی و فارسی مین لایق اور کمال درجہ خلیق متقی و پرہیزگار تھے ۱۳۰۱ھ مین مکہ معظمہ کے حج اور مدینہ منورہ کے زیارت سے فارغ ہوکر کربلائے معلے گئے۔ پھر ۱۳۰۲ھ مین بھی کربلائے معلے کی زیارت کی۔ یہ تیسرا مرتبہ تھا جو ۱۳۰۹ھ مین کربلائے معلے اپنے والد کے ہمراہ گئے تھے۔ آپکے دو فرزند اگلی یادگار ہین سید ذاکر حسین خان سید عبید الحسین خان۔ طرفہ یہ کہ آپکی والدہ سکینہ بیگم صاحبہ اس صدمۂ عظیم کے وجہ سے بیمار ہوگئین اور اپنے چھوٹے فرزند (ضیغم جنگ بہادر) کو حیدرآباد دکن سے طلب فرمایا۔ جب وہان پہنچے تو انکے مرض مین روز بروز ترقی ہونے لگی آخر ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۱۲ھ کو بیگم صاحبہ محمدوحہ بھی چل بسین اور حسب وصیت یہ بھی نجف اشرف مین دفن کئے گئین۔

ولادت آپ (ضیغم جنگ بہادر) ۲ رجمادی الثانی ۱۲۷۳ھ کو پیدا ہوے۔ گرامی بخت ۱۲۷۳ ۔ مبارک تخت ۱۲۷۳ ۔ اور سلیمہ خورشید مہ صادق خلف شاہ کمال مرحوم لکھنوی کا قطعہ (داد خالق بیرا ہیم علیخان پسر + شد مسمی سرفراز علی نور العین + برق این مصرع تاریخ ولادت نوشت + سید ہیرو فرزند نجیب الطرفین ۱۲۷۳) آپ بچپن سے نہایت ذکی عقیل و فہیم ہین۔ اسلئے نواب مرحوم بیگن پلی نے خود صرف نحو منطق و حساب پڑہایا اور جناب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر مولوی میر محمد علی صاحب سے تحصیل علوم ریاضی و حل کیا۔ کتب درسیہ فارسی تمام و کمال سے کرچکے ہین۔ علم انگریزی

جلد دوم ترک محبو۔

ین بھی مہارت حاصل ہے۔ آپکو ایام طفولیت سے شاعری کا شوق رہا اسلئے جناب میر انیس صاحب لکھنوی برادر میر انیس صاحب مرحوم سے تلمذ پیدا کیا۔
اردو مین غزل۔ سلام مرثیہ کہنے کی خوب مشق ہے۔ فارسی اشعار بھی اچھے کہتے ہین خصوصاً تاریخگوئی مین کمال رکھتے ہین۔ آپکی کلام کی
دو جلدین جسکا تاریخی نام ریحان فہم ہے بارہ تیرہ سال سے بمقام لکھنؤ مکرر سہ کرر چھپین۔

آپ نواب صمصام مرحوم بیگن پی کے حقیقی خواہرزادہ ہین اسلئے نواب صاحب نے اپنی چھوٹی دختر فتح حسین بیگم کو ۱۲۹۱ھ مین آپسے منسوب ۱۳۰۹ھ
کیا۔ اور منجھلی دختر کو اپنی برادرزادہ نواب سید فتح علیخان بہادر سے عقد کرکے جانشین بایست کیا۔ نواب سید فتح علیخان بہادر۔ سی ایس
آئی۔ حال نواب بیگن پی آپکے پھوپی زاد بھائی اور ہمشیرہ ہوتے ہین۔ آپکی زوجہ محترمہ کو بارہ ہزار کی جاگیرات و باغات میراث پدری مین
حاصل ہوئے۔

خطاب } ۱۲۸۷ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک اعلیحضرت شہنشاہ عالم آپکو خطاب خانی دبہادری بسیم جنگ۔ منصب دو ہزاری ذیکہزار
سوار و علم عطا ہوا۔

اولاد } آپکو خاص دختر نواب بیگن پی کے بطن سے ایک فرزند سید جہانگیر حسین صاحب ہین۔ جو علم عربی و فارسی و انگریزی کے
تحصیل مین بدل مصروف ہین۔

تقریظ جنگ

احمد عبدالعزیز خان بہادر

۱۷۸

آپ کا اصلی نام مولوی احمد عبدالعزیز ہے۔ آپکے جد اعلیٰ مولوی ادریس عربی الاصل نابلطی شافعی المذہب تھے وہ شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد میں ہندوستان آئے تھے۔ آپکے والد مولوی نظام الدین مرحوم کو سنہ ۱۲۸۰ف میں بعہد حضرت مہد نواب مختار الملک نور اللہ مرقدہ نواب سالار جنگ مختار الملک وزیر اعظم دکن نے فیض آباد سے مدرس سے حیدرآباد طلب کیا اور بعہدہ صدالت کی نیابت نظامت سے سرفراز کیا۔ آپکے اجداد اعلیٰ امین لبی دربار ایران سے شاہ عباس ثانی بہادری کا سرفراز تھا۔ مولوی غلام علی صاحب مخلص بہ اعظم الملک شمشیر جنگ اعظم خان بہادر عطاء جنگ سے مشہور الاقران خواب کرناٹک جنکا تذکرہ گلزار اعظم میں ہے۔ آپکے متبنیٰ سے متعلق ہے۔ میر احمد عبدالعزیز کا منشور دنیا سلطنت حیدرآباد میں ہوا۔ آپنے زمانہ طالب علمی میں محمد حسین خان مداح مخلص بہ اعظم خان بہادر سے شعر کی تکمیل کی اور مولوی شہاب الدین دہلوی و مولوی وطی الدین لبی سے عربی شعر و سخن کا بھی مذاق رکھتے ہیں جیسا کہ انکا دیباچہ دیوان شاگرد رشید جہر زا اور مولوی سید علی کامل لکھنوی سے آپکو تلمذ ہے و لا تخلص کرتے ہیں۔ فن جفر میں آپکو کمال ہے حیدرآباد میں آپکی فی البدیہہ تاریخ گوئی نواب مختار الملک مرحوم کے عہد وزارت میں آپکی ملازمت کا تعلق ابتداءً سررشتہ عدالت سے رہا لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں آپ سررشتہ مالگزاری میں لے لئے گئے۔ آپنے حیدرآباد کے ملکی امتحانات مال و عدالت اور فینانس و حساب میں کامیابی حاصل کی منتخب المال کے نام سے مالگزاری کے سررشتہ کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی نواب عماد السلطنت سالار جنگ ثانی مدار المہام وقت نے تین سو روپیہ کا انعام آپکو عطا کیا۔ اسکے بعد جبکہ آپکی خدمات کا تعلق سررشتہ حساب سے ہوا تو آپ اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل مقرر کئے گئے جہاں آپکو پانسو روپیہ ماہوار مقرر ہوئی۔ سررشتہ حساب کے متعلق آپکی ایک مفید تالیف خزینۃ المحاسب کے نام سے ریاست حیدرآباد میں مشہور کتاب ہے جسکے صلہ تالیف کا انعام گورنمنٹ نظام نے (۱۰۰۰) آپکو عطا فرمایا۔ اسکے بعد فینانشل صیغہ میں ایک مبسوط تالیف عمدۃ القوانین کے نام سے شائع ہوئی اوس وقت جبکہ نواب آسمان جاہ مرحوم مدار المہام ریاست تھے۔ گورنمنٹ نظام نے اس کتاب کے تالیف کے صلہ میں ایک ہزار روپیہ کا انعام آپکو دیا۔ سررشتہ مال میں آپکے خدمات متعلق ہوئے۔ رونیو سکریٹری سرکار نظام کے اسسٹنٹ مقرر

پائے جہاں آپکی تنخواہ میں چھ سو روپیہ تک ترقی ہوئی۔ اس سررشتہ میں آپنے مجدد عہد مرتب کیا جسکے پانچ جلدیں ہیں ہر ایک جلد کی نسبت گورنمنٹ نے جداگانہ انعام تجویز کرکے پندرہ سو روپیہ عطا کئے۔ جب آپکی خدمات کا تعلق سررشتہ تحقیقات جاگیرات سے ہوا تو آپ کی نمایاں خدمات گورنمنٹ کو بہت پسند آئے۔ اس سررشتہ میں بھی آپنے ایک اعلیٰ تصنیف اعظم التعطیات کے نام تاریخی مذاق کے ساتھ شائع کی ہے۔ سر آسمان جاہ وزیر وقت نے اس کتاب کو بہت پسند کیا اور تمام تصنیفات سے زیادہ صرف اس کتاب کے مسالہ تالیف میں دو ہزار روپیہ کا انعام آپکو دیا گیا۔ اسکے بعد سررشتہ مالگزاری میں آٹھ سو روپیہ ماہوار سے پہلے اول تعلقدار ضلع مقرر ہوئے اور پھر نواب وقار الامرا بہادر کے سی۔ آئی۔ ئی مدار المہام سلطنت آصفیہ نے آپکو علاقہ پائگاہ کا معتمد اور کمشنر مقرر کیا جہاں آپکی تنخواہ بارہ سو روپیہ ہوئی۔ اور سنہ ۱۳۱۲ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خانی و بہادری عزیز جنگ منصب دو ہزاری و پنج ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ نواب عزیز جنگ بہادر نے اس علاقہ میں بھی ایک مفید رسالہ شیرازۂ دفاتر کے نام سے تصنیف کیا اور سرکار پائگاہ سے پانسو روپیہ کا انعام حاصل کیا جو ایک طلائی چھڑی کی صورت میں دیا گیا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے روینو اور فینانشل افسر سمجھے جاتے ہیں آپکے نمایاں خدمات سے ملک پائگاہ کو بہت بڑا نفع پہونچا۔ بورڈ آف ڈائرکٹرس ریلوی نے بلحاظ آپکی اعلیٰ خدمات کے جسکا عمدہ اثر نظام گیارنٹی ریلوی کو پہونچا ہے آپکو سلوفری پاس دیا ہے۔ ۲۸ برس سررشتہ ملازمت میں گذارنیکے بعد آپ خانہ نشین ہیں اور سرکار نظام سے حسن خدمتگاری و لیاقت پاتے ہیں اسی عرصہ میں آپنے پبلک خدمات بھی کئے ہیں ایک عرصہ تک میونسپل کمشنر رہے اور سنہ ۱۳۲۱ف کیلئے سٹی میونسپالٹی کے وائس پریسیڈنٹ منتخب ہوئے۔ دو سال تک آپکو لیجس لیٹیو کونسل کی ممبری کا بھی اعزاز مل چکا ہے۔ ایک عرصہ تک آپ ایک مفید الملک رسالہ کے اڈیٹر رہ چکے ہیں جو تکمیل الاحکام کے نام سے مہینہ میں دو بار حیدرآباد سے شائع ہوتا رہا اور فن فلاحت سے متعلق تھا۔ عزیز الاخبار کے بھی آپ ہی اڈیٹر تھے جو ہفتہ وار نکلا کرتا تھا اور حیدرآباد کا ہر دلعزیز اخبار تھا۔ رسایل سیاق دکن اور مصطلحات دکن اور ترکاریوں کی کاشت آپ ہی کی تصنیفات سے ہیں جو زمانہ حال میں مرتب ہوئے ہیں فی زمانہ تاریخ عزیزیہ کے نام سے آپنے ایک تاریخ لکھنی شروع کی ہے جسمیں امراء۔ علماء۔ فضلاء۔ شعراء و کلاء حیدرآباد کا تذکرہ ہوگا۔ مشتاقین اوس کے منتظر ہیں۔ نواب عزیز جنگ بہادر کے خدمات سلطنت آصفیہ میں نہایت راست بازی کے ساتھ شمار ہیں آپکی قابلیتوں سے موجودہ زمانہ کا بہت بڑا حصہ واقف ہے جس کام کے طرف آپ توجہ فرمائے ہیں غایت خوبصورتی کے ساتھ اوسکو کر دکھلاتے ہیں مذاوند کریم نے آپکو چار صاحبزادے سرفراز فرمائے ہیں (۱) مولوی سید غیاث الدین احمد وظیفہ یاب۔ آنریری مجسٹریٹ فوجداری بلدہ (۲) محی الدین احمد (۳) علی الدین احمد (۴) رکن الدین احمد۔ ہر ایک

لایق اور ہوشیار اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم ہیں۔ آپ کی فارسی اور اردو طبعزاد سے ایک تاریخی مرثیہ اور دوسرا تاریخی قصیدہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

ولہ مرثیہ تاریخی

آسمان رفعت وزیر نامور مختار ملک — آنکہ در ملک دکن بینی ز عدلش آب و رنگ
حامیِ خلقِ خدا شیرازۂ بندِ مملکت — ماہرِ ہر کار۔ عالی فہم۔ نقاد و زرنگ
خوش زبان شیریں بیان عذب اللسان شکر مقال — آنکہ از حسنِ بیان آورد دل ہا را بہ چنگ
ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور داد — داد او بیدار در ابرد اشت چون ز آئینہ زنگ
حیف از چرخِ جفا کار آہ از جورِ سپہر — کافتاب بے را بہفت از چشمِ عالم بد رنگ
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند اندر جہان — آسمان زد شیشۂ عمرِ عزیزش را بہ سنگ
شد دو تا در ماتمش پشتِ فلک شکلِ کمان — زین سبب بارد مصائب ہمچو باران خدنگ
تا فغان و نالہ بر خیزد ز دل ہا متصل — اندرون سینہ ہا را بہ نفس گردد تنگ
ملکِ ہند از حلقش تنہا نباشد نالہ کش — در عزا دار یست روم و شام با چین و فرنگ
اے ولا بس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان — صبر کن زنہار بالتقدیرِ یزدانی مجنگ
در قضائے حضرتِ باری نباید دخل کرد — کاندرین رہ ننگری اندیشہ را با مائے لنگ
شبت کن سال وفاتش بر سرِ لوحِ مزار — فایز دار البقا گردید سرشار از جنگ

۱۳۰۰ھ

ولہ قصیدہ تاریخی

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست — آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر بہ کام
مرغِ دولت کہ ہمی زد ز رہ جنگ صفیر — عاقبت دانۂ اقبال فگندش در دام
شکرِ خالق کہ ہوا جشنِ ہمایون آغاز — تا بجوشی نے کیا جس کا مبارک انجام

شوکت و شان و تجمل سے سواری آئی
دونوں جانب تھا وفادار رعایا کا سلام

تھا عجب ولولہ و جوش طرب لندن میں
شام سے صبح تلک صبح سے لیکر تا شام

غربا بخشش و انعام سے مشکور ہوئے
شعرا لطف و مدارا سے ہوئے شیریں کام

باریابی ہوئی دربار شہنشاہی میں
علما کو ہوئے اعزاز عطا نام بنام

تہنیت میں وہ گئے تار چلے آتے تھے
بادشاہان اولوالعزم کے جانب سے پیام

میہمان لوٹ گئے اپنے ممالک کے طرف
ہمہ فخر و مباہات بصد میل مرام

حیدرآباد میں ہے تہنیت جشن کی دھوم
کس قرینہ سے سجا آج ہے دربار نظام

دعوتیں ولولہ شوق کی ہیں اسپیچیں
خوان یغما ہے اسی دن کے لئے علم کلام

یا خداوند تعالیٰ کو ہو دولت مقسوم
خیر خواہوں کو ملیں عزت و توقیر کے نام

خالق ارض و سما ہو ترے نگہبان اوس کا
اوس کے اقبال کے حامی ہوں بزرگان کرام

ظل عالی میں رہے اوس کی رعایا خوشحال
اوس کی اکلیل پہ ہو سایہ فگن رب انام

قسمت خیر سگالش ہمہ بالا و بلند
بادہ در کبت بداندیش خور و نوش حرام

نخل اقبال شہنشہ رہے سرسبز مدام

تاج پرنور - کوہ - فرق شہنشہ - پہ قیام
۶۸۲ ۱۰۴ = ۶۱۹۰۲

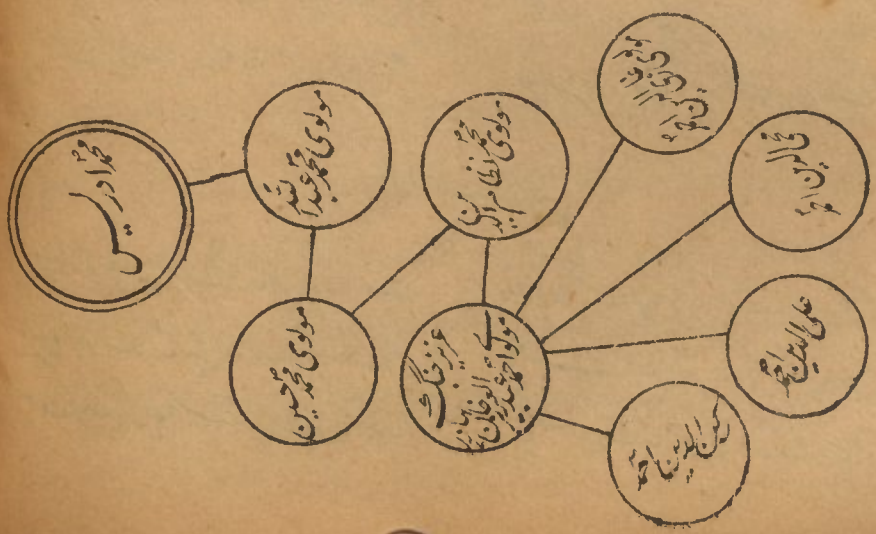

۱۷۹

خاندان } آپ کا اصلی نام **خواجہ علیم الدین** ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ ولایت بخارا مین سپہ سالار حکومت اور رضمائے معزز وقت تھے۔ جنکے آستان ہلبندستان پر جملہ صغار و کبار ولایت مذکور کے سر نیاز جھکاتے تھے۔ اتفاقات سے جد موصوف معہ اپنے فرزند محمد سعید الدین خان کے کمال تزک و احتشام کیساتھ وارد ہندوستان ہوئے۔ انہین ایام مین حضرت مغفرت مآب دھلی سے دکن کا ارادہ فرمائے اور کمال اتحاد۔ اعتقاد کے ساتھ اونکو اپنے ہمراہ حیدرآباد لے آئے۔ کچھ روز دن بعد اونہون نے حیدرآباد ہی مین انتقال فرمایا۔ اون کے فرزند **محمد سعد الدین خان** سواران اور پیادگان ہمراہی سے معزز اور ثروت ظاہری سے ممتاز تھے۔ علاوہ برین امیر قدیم میر معانی خان بہادر المخاطب بہ جانبازجنگ کے دامادی سے کمال آن بان کے ساتھ انہون نے عمر گذاری۔ بعد انتقال آپ کے فرزند خواجہ سعید الدین خان جانبازجنگ جسارت الدولہ بہادر کو بوجہ انتقال خواجہ محمد ظہور الدین خان بہادر داروغہ گرد حمیہ مبارک شخاص حضور پرنور (ظہور الدین خان مرحوم جسارت الدولہ کے برادر نسبتی بھی ہوتے ہین) حضرت مغفرت منزل نے یاد فرما کر خدمت مذکور سرفراز فرمایا۔ بہادر موصوف ہمیشہ حاضر دربار جہان مدار رہتے تھے اور عنایات خاقانی۔ نوازشات سلطانی بھی مدام آپ پر مبذول ہوتی تھی۔ آپ بہ صفت موصوف کسی غریب بیکس کی حاجت برآری مین کمال درجہ سعی فرماتے تھے۔ حسن اخلاق مین بھی بےمثل تھے۔ اور نفس کشی مین فرد فرید آپ کو **طلعت النسا بیگم صاحبہ عرف بیگم** بادشاہ مبیہ جلال الدین سلطان المخاطب بہ نظام جنگ* معروف بہ گل بادشاہ بیگم ہین۔ ان کو دو صاحبزادے **خواجہ نور الدین خان عظیم جنگ** خواجہ عظیم الدین خان عزت یارجنگ اور ایک

---

* نظام جنگ کو دزیر النسا بیگم صبیہ میر محمود خان منصور جنگ قمر الدولہ قطب الملک منسوب ہین۔ جو صاحب جی بیگم صاحبہ دختر مرحوم جنگ شہید کے بطن سے ہین اور مولف

صاحبزادی کریم النسا بیگم جو میر فیاض الدین حسان منبلہ کو منسوب ہیں خواجہ نور الدین خان عظمت جنگ سے طاہر النسا بیگم صبیہ منیر النسا بیگم صاحبہ منسوب ہوئیں جن کے بطن سے خواجہ رحیم الدین خان پیدا ہوئے۔ ان کے فرزند خواجہ علیم الدین خان عظمت جنگ حال ہیں جن کا یہ تذکرہ ہے۔ عظمت جنگ اولے کو بارگاہ حضرت مغفرت مکان میں نہایت رسوخ حاصل تھا۔ حتیٰ کہ مدار المہام وقت آپ سے بہ تملق پیش آتے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر تخمیناً ۲۹ سال کی ہوگی۔ آپ عاشور آبادی سے فرسزاد اور جاگیرات موروثی سے ممتاز ہیں محلات مبارک سے بھی تنخواہ ملتی ہے۔ فارسی۔ عربی حسب ضرورت مہارت حاصل ہے۔ سیاق و سباق سے بخوبی ماہر۔ نواب ظفر جنگ شمس الملک بہادر (فرزند سر خورشید جاہ مغفور)

خطاب کی صاحبزادی آپ سے منسوب ہیں۔ سن ۱۳۰۸ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپکو خطاب خانی و بہادری عظمت جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔

اولاد آپ کو ایک صاحبزادہ (از بطن محل دیگر) خواجہ نور الدین خان، سالہ اسوقت موجود ہے

اوصاف ستودہ آپ ایک قدیم خاندانی امیر کی یادگار۔ اخلاق و مروت میں یکتا۔ حلم و تواضع میں فرد روزگار۔ خوش صورت۔ نیک سیرت۔ صاحب سلیقہ ذی رویہ امیر ابن امیر ہیں۔

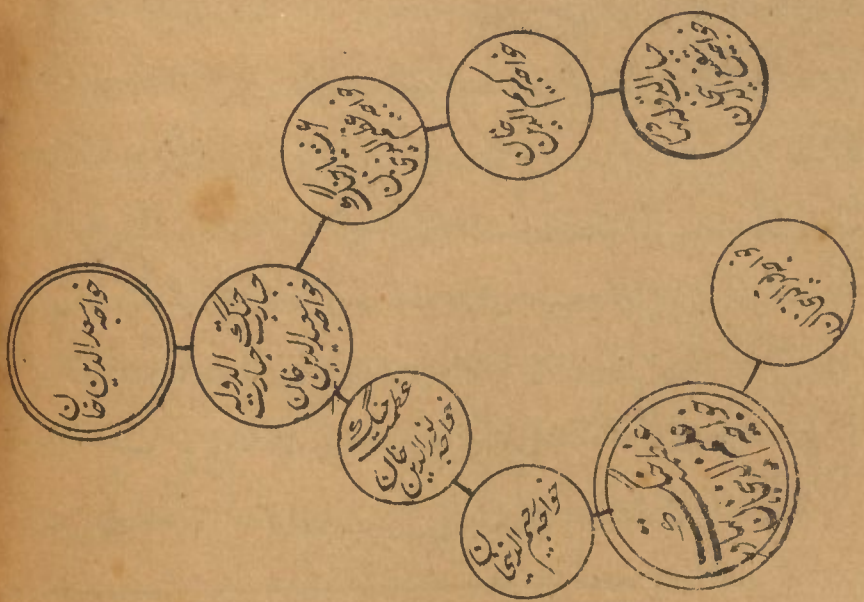

---

۴۴ پوتے ہیں۔ اس طرح اس مولف کو بھی اس معزز خاندان سے قرابت ہے۔ ۱۲ مولف

عثمان یار الدولہ عثمان یار جنگ مرزا ولایت علی بیگ خان بہادر

۱۸۰

خاندان آپ کا اصلی نام مرزا ولایت علی بیگ ہے۔ آپ نواب افسر جنگ افسر الملک بہادر کے خلف اکبر ہین۔

خطاب سن ۱۳۱۱ھ کے جشن سالگرہ ہمایون کے موقع پر خطاب خانی و بہادری عثمان یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ اور اسی سال سن ۱۳۲۰ھ کے دربار عید الضحے مین عثمان یار الدولہ بہادر کے خطاب سے سرفرازی پائی۔

اس وقت آپکو لکنڈہ لانسرز کے کپتان ہین۔ نوجوان۔ لایق۔ ہوشیار۔ تعلیم یافتہ خطبلیمین ہین فوجی کام مین آپ کو نہایت دلچسپی اور اچھا ملکہ ہے۔ چستی اور چالاکی مستعدی اور جفاکشی مین اپنے ہمسر فوجی افسرون مین گوئی سبقت لیگئے ہین۔ کیون نہین تعلیم بھی تو ایسے شجیع اور بہادر مستعد جفاکش (پدر بزرگوار) سے پائی ہے۔ کہ جسکا ہمسر اور نظیر ملنا دشوار ہے۔ حسن اخلاق اور حسن صورت مین بھی آپنے کمال پایا ہے۔

اولاد آپکو ایک کمسن فرزند موجود ہے۔

خاندان } آپ کا اصلی نام مرزا محمد سجاد بیگ ہے۔ آپ نواب آغا مرزا سرور الملک بہادر کے خلف دوئمی ہین۔ باقی تفصیلی حالات خاندانی نواب سرور الملک کے تذکرہ مین درج ہو چکے ہین۔

خطاب } ۱۳۱۲ھ مین آپ کو بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری و عثمان نواز جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔

آجکل آپ بمقام انگلنڈ ڈاکٹری کی تعلیم پا رہے ہین۔ نہایت لایق۔ ہوشیار۔ نوجوان۔ صاحب اخلاق و ذی مروت ہین۔

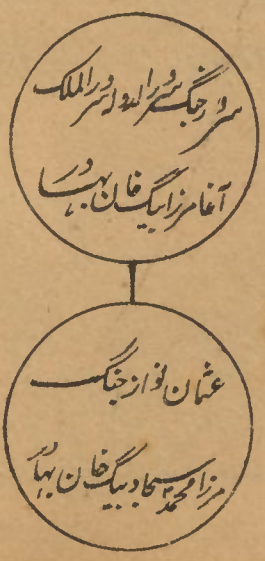

عظام الدولہ عظام جنگ میر بہا الدین علیخان بہادر

۱۸۲

خاندان] آپ کا اصلی نام میر بہاء الدین علی ہے۔ خواجہ حامد خان (جو عابد قلیچ خان بہادر کے خلف دومی اور حضرت مغفرتمآب آصف جاہ بہادر کے چچا تھے) آپکے مورث اعلیٰ تھے۔ خواجہ حامد قلیچ خان سنہ ۱۰۹۶ھ مین بمقابلہ سلطان ابوالحسن تانا شاہ تحت قلعہ گولکنڈہ مین صدمہ گولہ توپ سے راہی فردوس برین ہوئے۔ خواجہ حامد خان سنہ ۱۱۲۰ھ مین خلد منزل بہادر شاہ کی پیشگاہ سے صوبہ ناندیڑ اور خطاب صلابت جنگ سے ممتاز ہوئے۔ سنہ ۱۱۲۵ھ مین شاہ فرخ سیر نے خطاب معز الدولہ سرفراز فرمایا۔ اور سنہ ۱۱۳۱ھ مین محمد شاہ بادشاہ سے جنگ کر کے شکست پائی۔ بعد معافی خطاب خاندوران وجنگی شاہزادہ سے مفتخر ہوئے۔ سنہ ۱۱۴۰ھ مین اپنے برادرزادہ اعنی نواب آصفجاہ بہادر کے ہمراہ وارد دکن ہوکر صوبہداری حیدرآباد دکن پر مسلط ہوئے۔ سنہ ۱۱۴۲ھ مین اجل طبعی سے انتقال فرمایا۔ آپکا مزار بیرون درگاہ حضرت بندہ نواز قدس سرہ ہے۔ آپ کو تین فرزند تھے خواجہ خیر اللہ خان ہزجنگ۔ خواجہ حفیظ الدین خان شیر جنگ۔ خواجہ مرحمت علی خان دلیر جنگ دلیر الدولہ۔

دلیر الدولہ بہادر کو دو خلف۔ خواجہ عبد الہادی خان ظفر یاب جنگ ظفر یاب الدولہ بہادر خواجہ عبد السلام خان۔

فتح یاب الدولہ ظفر یاب الدولہ بہادر سے رحیم النسا بیگم صبیۂ خواجہ عبد البقا خان نبیرۂ مغفرتمآب ——

---

۱ فتح یاب الدولہ بہادر کو منجملی اصبہ بنت میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی منسوب ہین جنکے بطن سے تین فرزند ایک دختر تولد ہوئی۔

۲ میر نظام علیخان میر شجاعت سبحان۔ ۳ میر دلاور علیخان نمبر سوم کو محمدی بیگم بنت خواجہ فخر الدین خان پسر خورشید بیگم صاحبہ منسوب ہوئے ہین جن سے ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی تولد ہوئے۔ ۴ میر رحمت علیخان عرف دستگیر بادشاہ پیدائے۔ ۵ میر حمیت علیخان کو سلیم اللہ بیگم صاحبہ دختر امیر میر ثالث رشید الدین خان بہادر منعقد ہوئین بیگم صاحبہ موصوف کے بطن سے ایک دختر مسماۃ غوث النسا بیگم صاحبہ متولد ہوئین جو بعقد میر حمیت علیخان عرف دستگیر بادشاہ مذکور سے منسوب ہین ۱۲۔ مولف۔

* یہ خواجہ عبد البقا خان بہادر وہی ہین جو مولف تزک محبوبیہ کے خسر میر غوث الدین علی خان بہادر کے جد اعلیٰ تھے ۱۲۔ مولف

منسوب ہتین۔ جن کی شادی سنہ ۱۹۴ھ مین ہوئی۔ اور آصف جاہ ثانی نے ظفریاب الدولہ بہادر کو سریخ مرفع جیغہ
طرہ عطا فرمایا۔ اور خدمت بندوبست سرامردہ مرحمت ہوئی۔ آپ کے خلف خواجہ بہاء الدین علی المخاطب عبد الغفار خان
بہادر تھے۔ جنکی شادی حور النسا بیگم عرف خرم بیگم صاحبہ صبیہ نواب میر مغل علیخان ہمایون جاہ بہادر سے عمل مین آئی۔
بطن سے ایک فرزند میر شمس الدین علیخان پیدا ہوئے۔ جو عہد نواب ناصر الدولہ بہادر مین خطاب عظام جنگ عظام الد
سے سرفراز ہوئے۔ آپکی کتخدائی سید النسا بیگم صاحبہ صبیہ شکوہ جنگ شکوہ الدولہ سے ہوئی جنکے بطن سے دو خلف
میر مغل علیخان عرف امین پادشاہ المخاطب شکوہ جنگ۔ میر نجم الدین علیخان نصرت یاب جنگ۔ یک صبیہ رحیم النسا بیگم (یہ نوا
قدر جنگ بہادر سے منسوب ہتین جن کے بطن سے سید نور الباقی خان بہادر ہین) خلف اول شکوہ جنگ بہادر سے رحیم النسا
عرف سارا بیگم صاحبہ صبیہ قادر الدولہ بہادر اولے منسوب ہوئین۔ جنکے بطن سے میر بہاء الدین علیخان عظام جنگ عظام الدولہ

خطاب } (جنکا یہ تذکرہ ہے۔ تولد ہوئے۔ آپ فارسی اور عربی مین لایق تحریر و تقریر نہایت دلچسپ ہے
مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری عظام جنگ سے ممتاز ہوئے۔ اور سنہ ۱۳۰۸ھ کی سالگرہ ہمایون
عظام الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔ اور آپ کی شادی قطب النسا بیگم صاحبہ صبیہ
نواب میر ہمایون علیخان بہیرہ صمصام الملک مغفور سے جلوہ ظہور مین آئی۔ جن کے بطن سے ایک صاحبزادی

اولاد } میر شمس الدین علیخان اور تین صاحبزادیان عمت النسا بیگم صاحبہ۔ دلاور النسا بیگم صاحبہ حفیظ النسا بیگم صاحبہ
آپ اپنے اب وجد کے قدم بقدم۔ تزک و احتشام کے پابند لایق۔ قابل ذی رویہ۔ صاحب سلیقہ کثیر الاخلاق

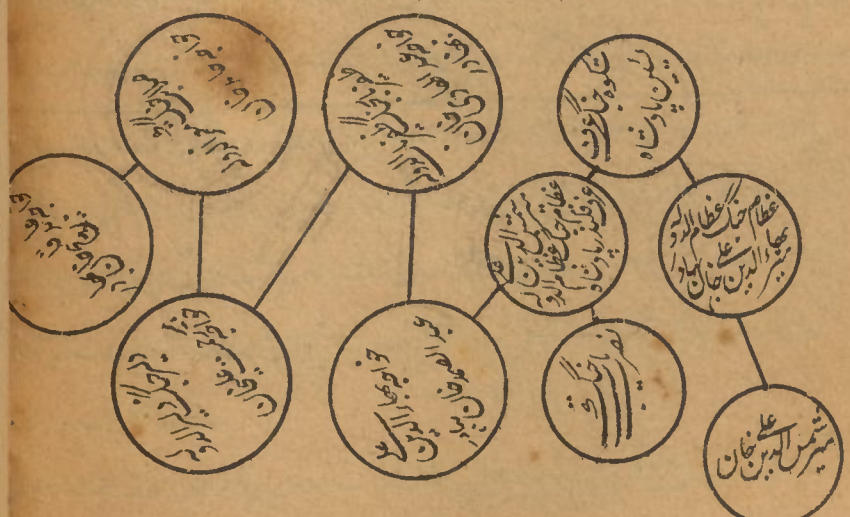

علی یاور جنگ
امیر وزیر التفات خان بہادر

۱۹۳

خاندان ۔ آپ کا اصلی نام میر وزارت علی ہے ۔ آپ دلاور الدولہ جعفر خلف نور الملک نور الامرا کے پوتے ہیں ۔ آپ کا خاندان کا نسب نامہ اس طرح پر ہے کہ آپ عادل سے تعلق رکھتے ہیں اور متدل (خاندان یا برادری) نوشیروانی کہلاتے ہیں نور الامرا بہادر کا اصلی نام محمد یوسف خان تھا اور خطاب بہادر دولۃ الملک آصفیہ خلد اللہ ملکہ کے بنی عم بھائی تھے ۔ آپ کا (نور الامرا بہادر مرحوم) وطن پنجاب ہے جس کے [illegible] نے مستقر قلعہ جات پختہ مثل قلعہ امام گڈھ (واقع اندرون قصبہ سامانہ) اور قلعہ رقفی پور (مشہور بہ شاہ [illegible] اور قلعہ عظیم گڈھ ۔ گڈھی پٹیالہ وشہر پناہ سامانہ وقصبہ بھوان و اکثر گڈھیائے خام تیار کرائے تھے ۔ اور بکھو لکھا [illegible] اصوات رکھتے تھے جنکے یہاں پانچہزار سوار و ہزارہا پیادے مستعد اضراب اتوا پہ چوبدتے ۔ شجاع الدولہ وزیر الممالک نے مساعدہ بھکاجی دارالخلافہ شاہجہان آباد میں طلب کیا تھا اور فوج کثیر کا سپہ سالار کرکے ہزار ہا روپیہ کی معاش عطا فرمائی تھی اور حفاظت سرحدی پر مامور کیا تھا ۔ بعد محمد قاسم خان بھکاجی کے [illegible] محمد غلام کمال خان بہادر (والد نور الامرا بہادر) بسمت وزیر الممالک مظفر کے پاس سے پھر بعد انتقال غلام کمال خان بہادر کے محمد یوسف خان اپنے والد کے قائم مقام ہوئے ۔ اور آصف الدولہ بہادر والی لکھنؤ کے عہد میں اپنے اذاتی رسالہ پلٹن و ضربہائے توپ کے ساتھ حفاظت ملک سرحدی کنارہ دریائے ہردوار سے نجیب آباد و پٹہر گڈھ و دوآب گنگ تک مقرر ہوئے ۔ اور آصف الدولہ بہادر نے لحاظ قدامت و اعتماد کلی پانچہزار روپیہ ماہانہ کا اضافہ فرمایا ۔ اس کشمکش میں قلعہ عظیم گڈھ وغیرہ ملک موروثی نور الامرا بہادر کا اب ہونے کافی حفاظت کے سکھوں کے قبضہ میں چلا گیا اور تعدیلی جاگیر کی حفاظت جو پوری طور سے کیجاتی تھی وہ باقی رہی ۔ جب آصف الدولہ بہادر والی لکھنؤ کا انتقال ہوگیا اور وقت نور الامرا نے اپنی جاگیر واپس لینی کی غرض سے فوج کشی پر آمادہ ہوئے ۔ مگر ارسطو جاہ بہادر نے آپ کو اس خیال سے روکا اور فرمایا کہ ملک کا واپس لینا ممکن مگر اوسکو قبضہ میں رکھنا اور حفاظت کرنا سخت دشوار ہی ۔ علاوہ برین ایک مدت تک کشت و خون جاری رہیگا ۔ اس لئے حضرت غفرانمآب نے آپ کو بتوسط ارسطو جاہ بہادر سات لاکھ روپیہ ماہانہ عوض سحوا کر حیدرآباد طلب فرمایا گو پیشتر بھی ریاست حیدرآباد کی جانب سے طلبی ہوئی تھی ۔ مگر آصف الدولہ بہادر بفرط محبت حضرت ہنوز نہ دی تھی بعد انتقال آصف الدولہ بہادر جب نواب سکندر جاہ بہادر تخت نشین صبہ سیف الملک ہوئے تو نور الامرا بہادر ماہ دیقعدہ ۱۲۱۳ھ

مین داخل اورنگ آباد ہوئے۔ وہان سے حیدرآباد دکن وارد ہوئے تو حضرت غفرانمآب نے بدین خاطر شش قسم سرانجام جاہر اکتیس لاکھ سہ ہزار کی جاگیر اور تین ہزار سوار معہ جمعیت پیدل خطاب سلیمان جنگ و دلاور الدولہ نور الملک نور الامرا بہادر سے سرفراز فرمایا۔ اور حسب جحفاظت حوکی دیوڑھی سے عزو امتیاز بخشا۔ اس اثنا مین پسر پندرہ جائداد موروثی نور الامرا بہادر واقع مٹیالہ کی بھی بسبب عدم فوج وحفاظت از دست رفتہ ہوگئی۔ بعد انتقال ارسطوجاہ بہادر کے جب میر عالم مدار المہام ہوئے (چونکہ پہلے سے ارسطوجاہ بہادر و نور الامرا بہادر سے صفائی قلب نہ تھی) تو نور الامرا بہادر کے گھٹانے اور اورنگ آباد رہنے کا باعث ہوا۔ مگر جب نہری رسل صاحب بہادر ریزیڈنٹ پونہ سنہ ۱۲۲۶ھ مین بدرجہ حیدرآباد دکن ہوئے تو اپنے ہمراہ نور الامرا بہادر کو لیتے آئے اور یہان ۶ لاکھ کے جاگیرات میگاہ سرکار سے منسلخ نکنڈہ وغیرہ سے سرفراز کرایا۔ آخر نور الامرا بہادر نے سنہ ۱۲۳۶ھ مین راہی روضۂ رضوان ہوئے جسکے بعد موجودہ معاش حیدرآباد دکن مین بھی مختلف وجہ سے کمی ہوگئی۔ تاہم بفضل الٰہی و تفضلات خداوندی اعلحضرت مظلہ العالی اس خاندان مین اب بھی ہزار ہا روپیہ کے معطیہ جاگیرات بحال ہین نور الامرا بہادر کو دو دختر عمدہ بیگم و حبیب النسا بیگم اور چار فرزند تھے اوّل علی یاور الدولہ بہادر داماد نواب قمیر الدولہ بہادر (انکو نواب سالار جنگ اعظم کے ہمشیرہ منسوب ہین) دوم کامیاب الدولہ بہادر سوم یاور الدولہ بہادر چہارم دلاور علیخان دلاور الدولہ بہادر۔ جملہ اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز و جاگیرات وغیرہ سے ممتاز خلف چہارمی دلاور الدولہ بہادر کے تین فرزند ہین اوّل میر فضیلت علیخان بہادر سلیمان جنگ علی یاور الدولہ دوم میر وزارت علیخان بہادر علی یاور جنگ (جنکا تذکرہ ہے) سوم میر شجاعت علیخان بہادر آپ علی یاور جنگ بہادر) فارسی و عربی سے واقف سیاق و ساق سے ماہر ہین اور اعزاز و مناصب سے سرفراز۔ جاگیرات آبائی سے ممتاز ہین آپکی شادی دختر شوکت جنگ مرحوم سے عمل مین آئی ہے۔ سنہ ۱۲۳۱ھ مین بتقریب جشن نوروز خطاب خانی

عنایت علیخان بہادر جمعدار

۱۸۴

خاندان آپ امیر نواز خان بہادر کے فرزند اور ریاست علی خان رفیق یار الدولہ کے پوتے ہیں آپکے جداعلےٰ دولہ خان المخاطب کرار نواز خان بہادر تھے۔ جو موصوف قوم افغانان نیازی سے تھے۔ اہل سنت والجماعت کے مذہب پر اعتقاد زیادہ تھا۔ بعہد حضرت غفرانمآب میران یار جنگ عیسیٰ میان کے رسالہ سواران مین بذات خود نوکر تھے تعلقات وغیرہ مین بباعث کارہائے نمایان کے شہرت بہی پائی تہی۔ ائمہ معصومین علیہ السلام کے جناب مین کمال درجہ اعتقاد تھا ایک روز عید کے مذہبی میران یار جنگ کے ہمراہ جاکر آہستہ ارسطو جاہ بہادر سے عرض کی کہ فاتحہ حاضری حضرت عباس علیہ السلام مین غلام کی یاد فرمائی کیجائے" جسکو سنکر ارسطو جاہ بہادر خاموش ہوگئے۔ مگر جب حاضری کا موقع آیا تو میران یار جنگ بہادر کے پاس چوبدار بہیجکر آپ کو طلب فرمایا۔ اور شریک حاضری کیا۔ بعد فراغ فرمایا کہ تم ہمارے پلٹنگ کی نشست دیا کرو اور ایک سو سوار کے رسالہ کے افسری بہی مرحمت ہوئی۔ پہر کیا تہا۔ ستدہا اقبال ترقی پایا۔ بعد ازان نلدرگ کے تعلقداری سے سرفراز ہوئے جب مفوضہ تعلقہ کو روانہ ہوئے۔ وہان ایک پراجی بنکر نام مرہٹہ دس ہزار سوار کے ساتہہ تعلقات سرکاری مین لوٹ مار کرتا تہا۔ اور نہایت شریر النفس تہا۔ جو قلعدار سرکار سے مقرر ہوکر آتا۔ اور اپنے خلاف مرضی پاتا تو نہایت بیغرتی سے نکالتا۔ جب یہ پہونچے تو اولاً بہت کچہہ اوس کی سماجت۔ اور چاپلوسی کی۔ اور اوسکو ستیہ مین اتارا۔ ایک عرصہ کے بعد اولی کی جاترا مین سب دا نکلا۔ پراجی بنکر بہی گہوڑے پر سوار اوسکے ہمراہ تہا۔ دولہ خان بہادر نے بہی بطریق تماشا بہی بعلنگیر پر سوار ہوکر اپنے برادر نسبتی سردار خان کو اپنا ہم صف کرکے نکلے۔ جب پراجی بنکر کو دیکہے ہاتہی کو بہلا کر اوس سے ہوئے بعلنگیری نام لی تہی فوراً اوسکو خانۂ زین سے اوٹہا کر اپنے ہاتہی پر لے لئے۔ پہر کیا تہا ایک ہلڑ مچ گیا پراما مفت گرفتار ہوگیا۔ لاکر قلعہ مین قید کیا۔ آخر اوس نے سرکشی سے توبہ کی اور دولہ خان کے ہمراہ حیدرآباد دکن آکر بندگذاری۔ اوس سے ضمانت معتبر لیگئی جواہر عنایت ہوئے اوس نے سرفرازی پائی۔ سرکار نظام مین صلہ

خانصاحب معزز مورد تحسین و آفرین ہوئے۔ آپ بھائی بہت عاقل اور انتظامی امور میں لائق تھے۔ علاوہ برین بلند ہمت۔ بہادر سخی۔ رفیق پرور تھے۔ آخر ۱۳۱۲ھ میں رہبر و عالم جاودانی ہوئے۔ آپکے فرزند ارشد امیر نواز خان بہادر باستصواب راجہ جوشحال چند بہادر و راجہ اوجاگر چندر بہادر۔ و ترک پنڈت مہاراجہ بہادر کی پیشگاہ سے جملہ تعلقات اد تمامی کل و بار سے سرفراز ہوئے۔ امیر نواز جنگ۔ امیر نواز الدولہ۔ امیر نواز الملک کا خطاب عطا ہوا۔ جواہرات بھی مرحمت ہوئے۔ کہن گہ گوسائین کی معرفت نذرانہ سرکار کا داخل کیا۔ قلعہ بیڑ و دہارور وغیرہ بھی مرحمت ہوئے جب آپ عرصہ کے بعد تعلقات متوفقہ سے حیدرآباد دکن آئے۔ پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ حضور میں داخل فرمایا۔ اور دو لاکھ روپیہ حضوری شاگرد پیشہ کا انعام بھی تقسیم کیا۔ پنجہزاری منصب و نوبت علم و نقارہ جمعیت سواران و پیادہ ہائے علی غول و پلاٹن بار وغیرہ سے مباہی و مفتخر ہوئے۔ بہرحال اپنی مدبر پرور گار کے دونی ثروت و دولت سپاہی کثیر کے شکار اور پتنگ بازی کا انتہا درجہ کا شوق تھا۔ تکلف و امارت مزاج میں زیادہ تھی۔ اخلاق و مروت بیمثل تھے ۱۳۵۷ھ میں راہی روضہ رضوان ہوئے۔ آپکے دو فرزند اول ریاست علیخان رفیق یار الدولہ دوم ریاست علیخان نمبر دوم اشوزندہ اور حی القیام ہیں۔ تقریباً ساٹھ سال کا سن ہوگا۔ اولاً پانچسو روپیہ ماہانہ اپنے حصہ بتہ پائے تھے اب دو سو روپیہ ملتے ہیں ایک فرزند نرینت علی خان نام موجود ہے۔ ریاست علیخان رفیق یار الدولہ بعد انتقال آنجناب پدر بزرگوار کے تمامی کارخانہ جات و تعلقات جمعیت ماہوار وغیرہ سے سرفراز ہوئے۔ اور نہایت آن و بان سے گذاری آپکے دو فرزند اول دولہ خان بہادر دوم امیر نواز خان بہادر۔ چنانچہ بعد انتقال ریاست علیخان کے نام کا خانہ سادی طویل الاول ہر دو بھائیوں پر تقسیم پایا۔ تعلقات وغیرہ تو نہ شریک خالصہ ہو چکے ہیں۔ مگر تنخواہ و اعزاز وغیرہ بحصہ بحال رہا جمادی ۱۳۱۴ھ میں امیر نواز خان بہادر کا انتقال ہو گیا۔ اون کے اکلوتے فرزند عنایت علی خان بہادر ہیں (جو

خدمت } یہ تذکرہ ہے) آپ اپنے والد بزرگوار کے اعزاز و منا صب سے سرفراز خدمت جمعداری سے ممتاز مباہی و مفتخر ہیں نہایت لائق و

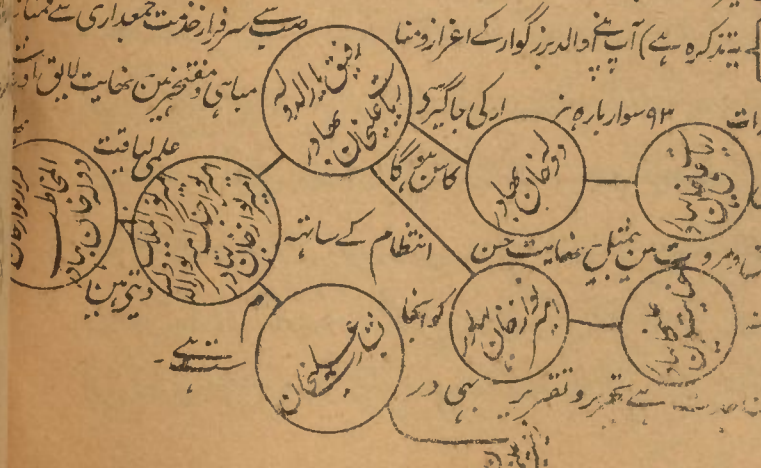

روپیہ تنخواہ ذات ۹۲ سوار بارہ ہزار کی جاگیر کا سن ہوگا ہیں ۲۶ سال ہے۔ اخلاق و مروت میں بمثل اپنے بہ خانہ طبیعت ہیں صورت ہے تحریر و تقریر بھی در

محمد غلام عباس علیخان

۱۹۵

خاندان — آپ کے مورث اعلیٰ محمد نصرت جنگ بہادر والی قمر نگر کرنول تھے۔ بعد آپ کے الف خان بہادر خلف کلان ... قمر نگر ... بہادر خلف دوم حسب الطلب غفران مآب بلدہ حیدرآباد ہو کر جاگیر قدیم جعفرآباد و شاہ گڈہ وغیرہ و جمعیت سواران و پیادگان ... تمام سیرفرمامیت یوہ آپ ہی کے اجداد سے ہیں۔ محمد ابراہیم خان بہادر کے خلف محمد داؤد خان بہادر۔ محمد جعفر ... (عباس ان) کے جد اعلیٰ ہیں یہی قدم بقدم اپنے اب وجد ... شان و شوکت آن و بان عمر عزیز گذارے۔ آپ کے خلف ... خلف محمد امیر علیخان آپ کے خلف غلام محمد عباس علیخان جن کا نام نامی زیب عنوان ہے۔ آپ مجمع صفات حمیدہ و خصائل پسندیدہ ... بوالعلائیہ قدس سرہ میں بیعت اعتقاد و ارادت رکھتے ہیں۔ ... جاگیر ... آبائی سے سرفراز ہیں۔ آپ کی کتخدائی ہمشیرہ ... سے

اولاد — بخابت ٹہاٹ کے ساتھ عمل میں آئی ایک تین صاحبزادے۔ غلام محمد مصطفیٰ علیخان غلام محمد خواجہ محمود علیخان اور غلام محی الدین خان

دوصبہ میں۔

نصرت خان بہادر اولاد نواب داؤد خان بہادر عالمگیری کے ہیں ذوالفقار خان خلف جمدۃ الملک وزیر اعظم شاہ عالمگیر نے بوقت قلعہ گیری ... داؤد خان بہادر کو یہ فقرہ لکھہ بھیجا تھا کہ "اے کس بیکسان داؤد خان جو ذرا زود بہ رسان" چنانچہ داؤد خان بہادر کے پہنچتے ہی قلعہ مفتوح ہوا حسب الحکم شاہ عالمگیر فتح نامہ داؤد خان کے نام سے پڑہا گیا اور انہوں نے دو نذریں ایک اپنے حضوری اور دوسری فتح قلعہ کی باہم عالمگیر شاہ کی خدمت میں گذرانی

من گلزار آصفیہ ۱۲۱ مولف

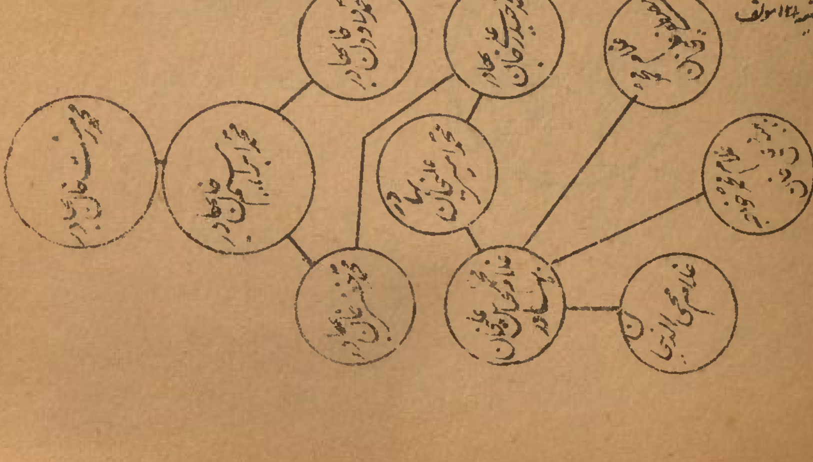

عزیز یار جنگ

محمد عزیز الدین خان بہادر

۱۸۶

خاندان آپ کا اصلی نام محمد عزیز الدین ہے۔ آپ نواب محمد فیاض الدین خان مشیر جنگ بہادر کے فرزند ارشد ہین۔ خاندانی حالات تفصیلی طور پر آپکے والد بزرگوار کے تذکرہ مین ذکر ہون گے۔

لیاقت آپ کی علمی لیاقت اچھی ہے۔ شاعری کا مذاق بھی رکھتے ہین۔ عزیز تخلص ہے۔ کلام دلچسپ ہوتا ہے۔ اخلاق و مروت مین بے مثل۔ اتحاد و مودت مین یگانۂ روزگار ہین۔ نواب آصف نواز الملک معتمد صرفخاص مرحوم کی صاحبزادی آپ سے منسوب ہے۔

خدمت بمشاہرہ چار سو روپیہ نظامت عطیات علاقہ صرفخاص کی خدمت پر مامور ہین۔ نہایت وجیہ

خطاب جامہ زیب۔ خوش تقریر ہین۔ سنہ ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری عزیز یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے ممتاز ہوئے۔

عمدۃ الحکما
یا قرنوازجنگ
بہادر
سید مظفر علیخان بہادر

۱۸۷

خاندان آپکا اصلی نام سید مظفر علی ہے۔ اور سید علیخان بہادر سید رنوازجنگ مرحوم کے بھائی ہین۔ خاندانی حالات مرحوم کے حالات مین لکھدیے گئے ہین۔ یہان مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔

آپ عربی و فارسی مین فارغ التحصیل ہین۔ فن ڈاکٹری مین اچھا تجربہ حاصل ہے۔ آپنے ایک کتاب فن ڈاکٹری مین موسوم باصول طبابت بامداد واعانت اپنے بڑے بھائی سید رنوازجنگ مرحوم کے لکھی ہے جسمین بہت ہی خوبی کیساتھ اصول حکمت بتلائے گئے ہین جسکے دیکھنے سے آپکی لیاقت علمی اور تجربہ ڈاکٹری کا پورا پورا اندازہ ہوسکتا ہے۔

خطاب بتقریب جشن سالگرہ مبارک (بعہد ہمایون اعلیحضرت خلداللہ ملکہ ۱۳۱۹ف) آپکو خطاب خانی و بہادری عطا ہوا۔ اور ۱۳۲۱ف کے جشن سالگرہ ہمایون کے موقع پر خطاب یا قرنوازجنگ عمدۃ الحکما منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ اسوقت آپکا سن تخمیناً ستر سال کا ہوگا۔ اس پیرانی سالی مین بھی نہایت مستعد و جفاکش ہین۔ مکان پر مطب بھی کرتے ہین۔

اولاد آپ کو تین صاحبزادے ہین۔ میر یاور علی۔ سید محمود علی۔ سید مظفر علی۔ دونون آخرالذکر صاحبزادے ڈاکٹری کی تعلیم پا رہے ہین۔ نہایت جفاکش اور لایق ہین۔

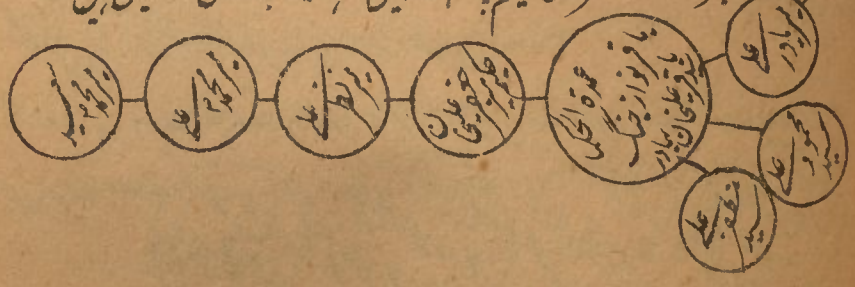

علی یاور الدولہ
سلیمان یار جنگ
میر فضیلت علیخان بہادر

۱۸۸

خاندان } آپکا اصلی نام میر فضیلت علی تھا۔ آپ نواب دلاور الدولہ مرحوم کے خلف اکبر اور نواب نور الامرا بہادر کے پوتے تھے۔ آپکے خاندان کا تفصیلی تذکرہ آپکے چھوٹے بھائی (علی یاور جنگ بہادر) کے حالات مین تحریر ہوچکا ہے۔ آپ اردو۔ فارسی مین لیاقت۔ سیاق و سباق سے ماہر۔ اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز۔ جاگیرات موروثی سے ممتاز تھے۔ علاوہ برین آپکو آپکے عموی بزرگ علی یاور الدولہ بہادر نے بوجہ لاولدی آغوشی مین بھی لیا تھا چنانچہ اونکی جائداد و جاگیرات کے بھی یہی مالک تھے۔

خطاب } ۱۲۹۱ھ مین آپکو خطاب خانی و بہادری۔ سلیمان یار جنگ عطا ہوا تھا۔ اور ۱۳۰۵ھ کے سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب علی یاور الدولہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائی تھی۔

آپنے اپنے اب و جد کے رنگ ڈھنگ پر زندگی بسر فرمائی۔ اور قانون دانی و علم و فضل مین فخر خاندان تھے۔ متعدد مجلسون کے معزز ممبر رہے۔ اور ایک مدت تک آپنے کیبنٹ کونسل کے رکنیت کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

انتقال } آخر ۱۳۱۲ھ مین راہی روضۂ رضوان ہوے۔

اولاد } آپکے اکلوتے فرزند نواب میر دلاور علیخان بہادر ہین (جنکا تذکرہ صرف (د) مین ہوچکا ہے۔

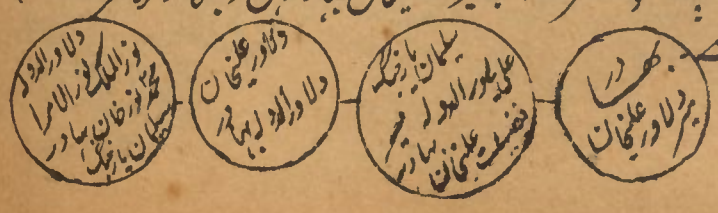

خان بہادر العلی عبد

۱۸۹

خاندان } آپ میر مہدی علیخان بہادر شمشیر جنگ مرحوم کے خلف اکبر اور رونق علیخان بہادر شہیار الملک مغفور کے پوتے۔ نواب عسکر جنگ منیر الملک بہادر کے چچازاد بھتیجے ہین آپکے خاندان کے تفصیلی حالات نواب منیر الملک بہادر (جو اس خاندان کے بزرگ ہین) کے تذکرہ مین لکھے جائینگے اب یہان اسقدر بتلایا جاتا ہے کہ مصطفےٰ علیخان شہیار الملک کو دو فرزند تھے۔ اول رونق علیخان بہادر شہیار الملک (صاحب ترجمہ کے جد) دوم عباس علیخان بہادر (نواب عسکر جنگ منیر الملک بہادر کے والد بزرگوار) رونق علیخان شہیار الملک بہادر کے انتقال اپنے پدر بزرگوار کے (بعہد ناصر الدولہ بہادر) تمام اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز و جاگیرات موروثی سے ممتاز ہوے۔ اور شہیار الدولہ شہیار الملک خطاب منصب چارہزاری۔ چارہزار سوار و جواہر مرحمت ہوا۔ آپکے دو فرزند تھے۔ اول میر مہدی علیخان بہادر شمشیر جنگ (صاحب ترجمہ کے پدر بزرگوار) دوم میر حسین علیخان امداد جنگ۔ میر دوم نے ۱۲۷۷ھ مین لاولد انتقال فرمایا۔ آپکو اکثر علوم مین پوری پوری مہارت حاصل تھی۔ اپنے اباواجداد کے قدیم طرز پر چلتے تھے غریبون کے ساتھ آپکا سلوک قابل تعریف تھا۔ اور میر اول شمشیر جنگ بہادر طراز و مناصب آبائی سے سرفراز تھے اور اس ریاست با مدت مین نہایت نامور اور ہر دلعزیز تھے۔ اپنی ذاتی لیاقت اور بیغرضانہ کارروائیون سے ہمیشہ نیک نام رہے۔ صدر المہام کوتوالی کا معزز عہدہ آپکے تفویض تھا۔ (جو بعد مین معین المہام کوتوالی سے نامزد ہوا اور آجکل وزیر کوتوالی سے موسوم ہے۔ اور اسوقت اوس معزز عہدہ پر نواب شہاب جنگ مختار الدولہ افتخار الملک بہادر ممتاز ہین) نواب سر سالار جنگ اعظم کے پیشدستی مین آپ نے مدتون کام کیا۔ سر سالار جنگ اعظم ہمیشہ آپ کے اس حسن کارگزاری کے باعث مداح تھے۔ چنانچہ سفر لنڈن کے موقع پر انگلنڈ مین آپ نے اپنی ایک ایجنسی جو انتظام ریاست کے متعلق آپ سے دی تھی نواب شمشیر جنگ بہادر کا نام ان عمدہ الفاظ مین ظاہر فرمایا تھا کہ "چند نوجوان امرا حیدرآباد سے نہایت محبت سے گورنمنٹ حیدرآباد کا کام کیا ہے۔ اور ان سے ہم لوگون کو بہت مدد ملی یہ لوگ مختلف صیغہ جات سرکاری کے افسر ہین ان مین سے ایک امیر کبیر کے بھتیجے نواب شمشیر الدولہ بہادر ہین اور دوسرے میرے بھانجے نواب مکرم الدولہ

اور نواب شمشیر جنگ بہادر۔ نواب شہاب جنگ بہادر۔ بہرحال آپ ایک لایق اور مدبر اس ریاست کے رکن اعظم تھے۔ آخر ۱۸۴۷ء مین آپنے انتقال فرمایا۔ آپکی یادگار اسوقت دو فرزند ہین۔ اول عبدالعلی خان بہادر (جنکا یہ تذکرہ ہے) دوم علی محمد خان بہادر (جنکا تذکرہ علیحدہ رقم پذیر ہے)

آپ (عبدالعلی خان بہادر) فارسی۔ عربی۔ انگریزی مین لایق ہین۔ ایک عرصہ تک مدرسہ عالیہ مین تعلیم پائی ہے بعد ازان یورپ کا سفر فرمایا۔ اور کمال محنت و جانفشانی کے ساتھ بیرسٹری کی سند حاصل کی۔ نہایت ہوشیار نوجوان۔ لایق ہین۔ تحریر اعلےٰ تقریر دلچسپ ہے۔ امیرابن امیر مستعد جفاکش ہین۔ اگر یہ کارعالی کسی فرز عہدہ پر آپکا تقرر فرمائے تو امید ہے کہ آپ نہایت عمدگی اور لیاقت سے انجام دینگے فتح علیخان بہادر نواب بیگن پلی کی دختر نیک اختر آپ سے منسوب ہے۔ ایک کمسن صاحبزادہ مہدی علیخان نام آپکو موجود ہے۔ اپنے آبائی جاگیرات و املاک کے علاوہ نواب بیگن پلی* کے اسٹیٹ سے بھی آپکو حصہ ملتا ہے۔

---

* بیگن پلی ریاست علاقہ انگریزی مین واقع ہے۔ جو نواب حال (فتح علیخان بہادر) کے بزرگون کو اورنگ زیب شہنشاہ عالمگیر نے عطا فرمائی تھی۔ اور ازروے عہدنامہ سنہ ۱۷۹۸ء (جو فیما بین سرکار عظمت مدار و سرکار نظام خلد اللہ ملکہ ہوا ہے) اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے بھی اس ریاست کے خود مختاری حسب عہدنامہ سابقہ سنہ ۱۸۶۲ء مین علے حالہ باقی رکھی ہے۔ ۱۲ مولف۔

علی محمد خان بہادر

۱۹۰

خاندان آپ میر مہدی علیخان بہادر شمشیر الملک مرحوم کے خلف اصغر اور رونق علیخان بہادر شہیار الملک مغفور کے پوتے ہین۔ آپ کے خاندانی حالات تفصیلی طور پر آپ کے معزز جد نواب عسکر جنگ شمشیر الملک بہادر کے تذکرہ مین لکھدئے جائینگے اور کسیقدر اب وجد کے حالات آپ کے بڑے بھائی عبد العلی خان بہادر کے حالات مین بیان ہو چکے ہین۔ آپ فارسی۔ عربی۔ انگریزی مین تعلیم پائی ہے۔ سن تمیز کو پہونچے تو انگلنڈ کی سیاحت فرمائی۔ اور وہان سے بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی۔ آپکی حسین علیخان بہادر یادگار صبیہ نواب بیگن پلی کی صاحبزادی منسوب ہین۔ جن سے ایک صاحبزادہ بھی تولد ہوا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ حال ہی مین وہ صاحبزادہ انتقال فرمایا۔ خداوند تعالے اوسکا نعم البدل سرفراز فرمائے۔

آپ اخلاق و مروت مین یکتا۔ اتحاد و محبت مین بیمثیل ہین۔ تحریر و تقریر درست ہے۔ علمی لیاقت بہت اچھی ہے۔ انتظامی امور مین عمدہ دخل ہے۔ اسمین صرف کسی ایک معزز عہدہ کی کمی ہے امید ہے کہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ ضرور توجہ مبذول فرمائینگے اور آپ نے جس محنت و جانفشانی سے اخراجات کنیرا و ٹھاکر جو لیاقت حاصل فرمائی ہے یون ہی نہ جائیگی۔ ہماری ناچیز رائے مین یہ ضروری امر ہے کہ اس ریاست ابد مدت مین جسقدر اعلے عہدے خالی ہون وہ ہمارے معزز ملکی نوجوان آمزادون سے پر کئے جائین جس سے اونکی لیاقت کا اندازہ ملتا ہے اور سرکار عالی کا بھی فائدہ متصور ہے۔

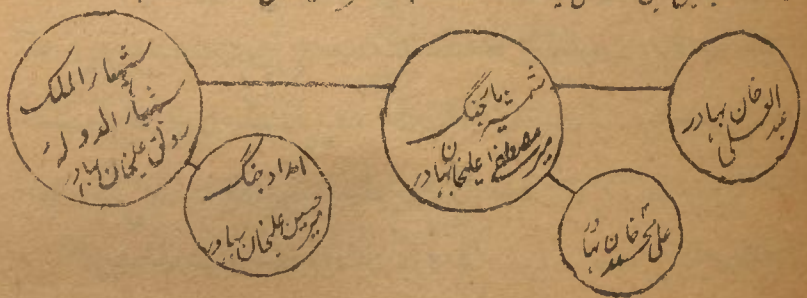

خاندان آپ سر سالار رنگ اعظم کے خلف اکبر تھے۔ مزید کیفیت خاندانی نونہال گلشن سر سالار جنگی نواب میر یوسف علیخان بہادر سالار جنگ کے تذکرہ مین نوک ریز قلم ہو چکے ہین۔ مکرر اعادہ کی ضرورت نہین آپ ۱۲۸۶ھ مین پیدا ہوے۔ ابتدا اگریوٹ طور پر تعلیم پائی۔ جب مدرسۂ عالیہ کا قیام ہوا تو آپ اوسمین شریک ہوے۔ بعد تکمیل فارسی وغیرہ ۱۲۹۶ھ مین انگلنڈ روانہ ہوے۔ جہان انگریزی مین اعلےٰ درجہ کی لیاقت پیدا کی ۱۲۹۹ھ مین خطاب غازی و بہادری سے سرفرازی پائی۔ جب ۱۳۰۰ھ مین آپکے والد بزرگوار (مختار الملک اعظم) کا انتقال ہوا تو ایک کونسل آف ریجنسی حسب منظوری گورنر جنرل بہادر قرار پائی۔ جسکے میر مجلس خود اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ تھے۔ آپ سکرٹری۔ اور مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر کے شریک مدار المہام ہوے۔ اوائل ۱۳۰۱ھ مین آپنے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ہمراہ کلکتہ کی سیاحت فرمائی۔ بعد معاودت اسی سال ۱۳۰۱ھ مین جب لارڈ رپن گورنر جنرل ہند نے حیدرآباد دکن تشریف لاکر حکمرانی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے رسم ہمایون ادا فرمائی تو اوسی مبارک دن مین موروثی عہدہ جلیلہ دیوانی سے آپنے سرفرازی پائی۔ اور خطاب سالار جنگ مدار الدولہ ہفت رقم جواہر خلعت خاصہ سے مباہی و منتخر ہوے۔ جب کونسل آف اسٹیٹ کا انعقاد ہوا تو آپ اوس کونسل کے معزز رکن بنائے گئے۔ بعد ازان جب حضور پرنور مدظلہ العالی نے شکار کی غرض سے ابراہیم پٹن و میلوارم کا قصد فرمایا تو آپ بھی ہمرکاب تھے۔ اسی سال ۱۳۰۱ھ مین جشن نوروز کے موقع پر مختار الملک خطاب ہفت ہزاری منصب چار ہزار سوار علم و نقارہ پالکی جھالر دار عطا ہوا۔ اسکے بعد عماد السلطنت کا معزز خطاب پایا۔ ۱۳۰۲ھ ہجری مین اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ہمراہ نیلگری کا سفر فرمایا۔ بہرحال آپ اعلیحضرت قدر اعلےٰ کی

ہمرکاب سیر و سفر مین شریک - خلوت و جلوت مین باریاب رہتے تھے - اور نوازشات سلطانی آپ کے حال پر بیحد مبذول تھی - مگر بعد مین کچھ ایسے وجوہات پیش آئے کہ فیما بین شہنشاہ عالم پناہ و وزیر باتوقیر سوء مزاجی واقع ہوی اور مستعفی ہونا پڑا - ۲۴ رجب ۱۳۰۴ھ کو فرمان اقدس شرف نفاذ پایا کہ "عماد السلطنت نے جو بوجہ علالت مزاجی مدار المہامی سے استعفا پیش کیا ہے - لہذا تا تقرر مدار المہام دیگر خود اعلیحضرت بذات مبارک ریاست کا کام ملاحظہ فرمائین گے" آخر الامر ۸ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مین سر آسمان جاہ بہادر وزارت کی معزز خدمت سے سرفراز ہوے - اور آپ اسی رنج و اندوہ مین راہی سلطنت مصر و شام وغیرہ ہوے بعد گزرنے ایک سال کے جب معاودت کی تو امراض متضادہ مین مبتلا ہو گئے - آخر ۱۳۰۶ھ مین راہی دار البقا ہوے - آپ جوان - قوی ہیکل - طویل القامت - فارسی انگریزی مین لایق - مدبر - سخی - شجیع - فیاض - سیر چشم تھے - آپ کے لایق یادگار خاندان کی چشم و چراغ خلف اکرشید نواب میر یوسف علیخان المخاطب سالار جنگ بہادر ہین خدا عمر دراز کرے -

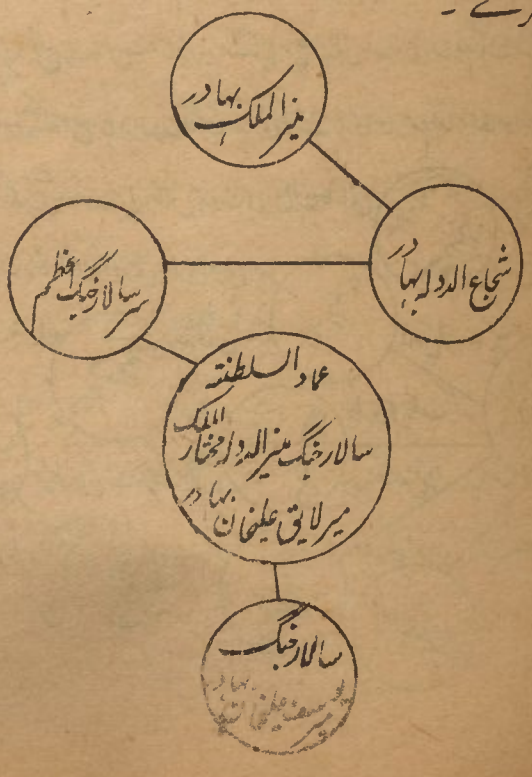

عزیز الدولہ صارم جنگ
میر غلام عسکری خان بہادر

۱۹۲

خاندان آپ کا اصلی نام میر غلام عسکری ہے۔ آپ میر لطف علیخان صارم جنگ عزیز الدولہ مرحوم کے خلف اکبر اور میر دلاور علیخان کے برادر حقیقی ہیں۔ منشی حمید خان بہادر عضد جنگ عضد الملک آپکے جد اعلیٰ تھے۔ عضد الملک کے خاندانی حالات نہایت تشرح وبسط کے ساتھ نواب قمر جنگ بہادر کے تذکرہ میں بیان ہو چکے ہیں اب بیان مکرر اعادہ کی ضرورت نہیں پاتی ہے۔ عضد الملک مرحوم کو پانچ صاحبزادے تھے۔ اول رشید الدولہ رشید الملک دوم حمید الدولہ سوم غلام علیخان عضد الملک چہارم میر دلاور علیخان پنجم خورشید جنگ۔ چنانچہ خلف چہارم میر دلاور علیخان بہادر کو دو فرزند اول میر صالح (جنکا انتقال لڑکپن میں ہوگیا) دوم امیر لطف علیخان صارم جنگ عزیز الدولہ جو بپایگاہ حضرت مغفرت منزل سے منصب وجاگیر گہاٹ تا ندورا۔ اور فلعہ اوری بنتالبڈی سے سرفراز اور نظامت فلمرج (صدر بخشی گیری فوج صرفخاص) سے ممتاز تھے۔ علوم عربی۔ فارسی سے ماہر انشاء پردازی ونثر نگاری میں بھی کمال درجہ ملکہ تھا۔ اور آپکے چھاپیر علیخان عضد الملک (عرض بیگی) کی صاحبزادی آپ سے منسوب تھیں۔ آپکے اکلوتے خلف ارشد میر غلام عسکری خان بہادر صارم جنگ عزیز الدولہ (جنکا نام نامی عنوان میں رقم ہے) ہیں۔ جو بعد انتقال اپنے پدر بزرگوار کے جملہ اعزاز ومناصب وجاگیرات آبائی سے سرفراز ہوئے۔ اور خدمت بخشیگری افواج وصرفخاص سے ممتاز ہیں۔ سنہ ۱۲۹۱ھ میں خطاب خانی وبہادری صارم جنگ سے سرفرازی پائی۔ اور

خطاب سنہ ۱۳۰۱ھ میں جشن نوروز کے موقع پر عزیز الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب دو ہزاری سوار علم ونقارہ عطا ہوا۔ آپ نہایت لائق ہوشیار۔ اور فارسی۔ عربی میں اور انگریزی سے واقف ہیں اخلاق ومروت بھی چہیتے ہیں خاندانی

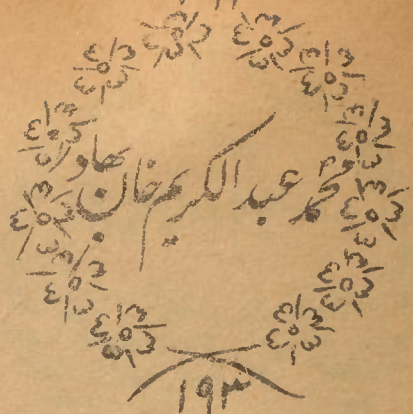

آپ دہارا سیون ضلع نلدرگ ممالک محروسہ سرکار عالی کے رہنے والے ہین۔ آپنے اپنی ابتدائی ملازمت ۱۲۹۷ھ سے اپنی محنت و جفاکش طبیعت کے باعث رفتہ رفتہ تحلف خدمات پہ ترقی پائی۔ چنانچہ اس وقت کوتوالی بلدہ کے سرکردہ دوم ہین ماہوار سو اسو روپیہ تنخواہ معہ الونس اسپ ملتی ہے۔

چونکہ نواب اکبر الملک بہادر شریف پرور۔ قدردان۔ جوہر شناس ہین اسلیے حسن خدمت کے صلہ مین آپ کو بارگاہ خاقانی سے ۱۳۱۷ھ مین خطاب خانی و بہادری سے سرفرازی دلوائی۔

بحال آپ لایق۔ ہوشیار۔ مستعد اور شجیع ہین۔ علمی لیاقت بھی اچھی ہے ذی اخلاق۔ صاحب مروت ہین۔

عماد نواز جنگ
حسن بن عبد اللہ خان بہادر
۱۹۴

آپ قریشی اولاد جعفر طیار سے تھے۔ ابتداءً آپ ۱۳۰۲ھ مین ندرگ کے مہتمم کو توالی ہوے۔ بعد ازان سر سالار جنگ اعظم نے ضلع محبوب نگر کی کلکٹری کی خدمت دی۔ پھر پولس ڈپارٹمنٹ مین صیغہ پولس کے سکرٹری مقرر ہوے۔ بعد ضلع بیڑ کے کلکٹری پر مامور ہوے۔ ۱۳۱۰ھ مین صدر محاسب سرکار عالی کے معزز عہدہ کا چارج لیا۔ ۱۳۱۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری عماد نواز جنگ سے سرفرازی پائی --- وہان سے آبکاری کی کمشنری عطا ہوی۔ اور ساتھ ہی انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن و اسٹامپ بھی ہوے۔ آخر وقت کمشنر کرڈر گیری بمشاہرہ اونیس سو روپیہ مامور تھے۔

اس عرض مدت مین۔ آپ نے سیاحت بہت کی تھی۔ جزایر ملایا۔ چین۔ جاپان۔ امریکہ یورپ وغیرہ آپکی نظرون سے گذر چکے تھے۔ محرم ۱۳۱۹ھ کو آپ خدمت سے سبکدوش کیے گئے اور پانچسو روپیہ وظیفہ مقرر ہوا۔ ۱۰ رجب ۱۳۱۹ھ مین حسب الطلب شہنشاہ ایران طہران روانہ ہوے زندگی وفا نکی۔ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کو طہران پہونچکر انتقال کیا۔ اگر زندہ رہتے کسی معزز عہدہ پر وہان بھی مامور ہوجاتے۔ کیونکہ آپ کی لیاقت۔ دیانت۔ ہوشیاری۔ تجربہ کاری۔ اعلے درجہ کی تھی۔

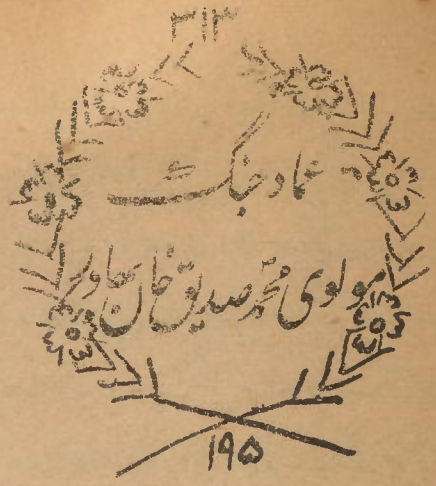

آپ کا اصلی نام مولوی محمد صدیق ہے۔ آپ حیدرآباد دکن کے ایک شریف خاندان کے یادگار ہین۔ اور تعلیم و تربیت بھی آپنے حیدرآباد ہی کے مدرسۂ دارالعلوم مین پائی ہے ستراہ برس کے سن مین فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کی ابتدائی ملازمت ۱۰ صفر ۱۲۷۹ھ ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ مین آپنے اپنی قابلیت کی وجہ سے سر سالار جنگ اعظم کے پسند خاطر ہوئے۔ اور صیغہ دیوانی مین معاون پیشکار کی خدمت دی گئی۔ اور حسن کارگزاری کیوجہ سے آپنے بہت جلد عدالت دیوانی کے ججی پر ترقی پائی۔ بعدازان چیف سول کورٹ مین جج مقرر ہوئے۔ جہان بہت سے مقدمات معطل پڑے ہوئے تھے۔ اور دفتر کے حالت بہت ابتر تھی جسکو آپنے اپنی حسن لیاقت اور مستعدی کے باعث تھوڑے ہی مدت مین تصفیہ کردیا اور دفتر کو مہذب بنادیا۔ اس قابل قدر خدمت کے عوض مین سر سالار جنگ اعظم نے آپ کو ۱۲۸۹ھ مین مجلس عالیہ عدالت کا رکن مقرر فرمایا۔ جب سنہ ۱۲۹۶ھ مین سید مدد حسین صاحب چیف جسٹس کا انتقال ہوگیا تو آپ منصرم چیف جسٹس کے عہدہ سے سرفراز ہوئے تقریباً ساڑھے تین برس تک اس کام کو انجام دیا۔ پھر سنہ ۱۳۰۱ھ مین جوڈیشل سکرٹری بنائے گئے چنانچہ آپ اس خدمت پر سات برس رہے۔ اور اسی سال سنہ ۱۳۰۱ھ کے جشن نوروزمین خطاب عمادی و بہادری منصب پنج ہزاری سے سرفرازی پائی۔ بعدازان (بعہد وزارت سر آسمان جاہ مغفور) بترقی تنخواہ چیف جسٹس کی معزز خدمت عطا ہوئی۔ پھر وہان سے جوڈیشل سکرٹریٹ کے خدمت پر عود کی۔ جو اب فکہ ہوم سکرٹری کہلاتا ہے۔ جسکے ماتحت متعدد محکمہ جات مثلاً پٹہ۔ حالبس۔ کوتوالی۔ تعلیمات وغیرہ

وغیرہ ہین۔ سنہ ۱۳۰۴ھ مین بتقریب جشن نوروز خطاب عماد جنگ و اصل و اضافہ منصب دو ہزاری و یکصد ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ اس کے بعد فینانشل سکرٹری کا کام بھی آپ ہی کے تفویض کیا گیا چنانچہ ایک مدت تک ان دونون کامون کو بوجہ احسن انجام دیا۔ پھر خدمت صوبہ داری گلبرگہ شریف پر بہوتے مدت کارگزار رہے۔ وہان سے وہی اپنی قدیم خدمت ہوم سکرٹری کا جایزہ لیا۔ اسکے بعد فینانشل سکرٹری کا کام بھی انجام دیا۔ جب مسٹر کیاسن واکر فینانشل سکرٹری ہوکر آئے تو آپنے اونکو جایزہ دیکر آپ قدیم خدمت معتمدی عدالت دکو توالی و امور عامہ کا کام انجام دینے لگے۔ چنانچہ اس وقت تک اسی منصب عہدہ سے سرفراز ہین۔ دو ہزار روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ علاوہ برین تین سو روپیہ الونس بابتہ معتمدی مجلس وضع آئین قوانین کے پاتے ہین۔ عدالتی کامون مین آپ کا تجربہ بہت بڑا ہوا ہے انتظامی معاملات مین اچھا ملکہ ہے۔ آپ انتظام درجہ کے انصاف پسند۔ تجربہ کار۔ فریس۔ مدبر۔ ہوشیار ہین آپکے اکلوتے فرزند مولوی سید محمد محی الدین صاحب آپ ہی کے منصرم اول مددگار ہین۔ پانچسو روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ آپ بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے ہوشیار۔ لایق۔ نوجوان۔ وجیہ۔ حامہ زیب ہین۔

۳۱۵

محمد عسکری خان بہادر

۱۹۶

خاندان } آپ نواب ناظم جنگ بہادر کے اکلوتے خلف رشید و لیق شیر افگن جنگ بہادر کے ہوتے اور سالار الملک بہادر کے پڑپوتے ہین۔ آپکے نانا حضرت معروف علی شاہ صاحب قادری شائع عظام بلدہ سے ہین۔ اور آپ کو غلام دستگیر خان کی صاحبزادی منسوب ہین آپکے اب وجد کی شوکت و ثروت سے تو ہر کہ و مہ بخوبی واقف ہے۔ اب یہان آپکے جوہر ذاتی و حسن لیاقتی کو پبلک کے روبرو پیش کرکر یہ ثابت کرتے ہین کہ ملکی امرازادون مین ایسے ایسے ہونہار نوجوان ہین جنکی قابلیت۔ دیانت۔ لیاقت۔ اعلےٰ اعلےٰ احکام حق ہین کے نزدیک مسلمہ ہے۔ چنانچہ چند لیاقت نامہ و صداقت نامہ و سرٹیفکیٹ کی نقلین ذیل مین درج ہین۔ یقین ہے کہ آپ کوئی اعلیٰ عہدہ پر مدرنشین ہونگے۔

صداقت نامہ مدرسہ اعزہ

تعلیم } محمد عسکری خان صاحب خلف نواب ناظم جنگ مرحوم مدرسۂ اعزہ مین تعلیم علم فارسی و عربی و ریاضی بخوبی پاتے ہین ابتدائی تعلیم انکی اسی مدرسہ سے شروع ہوئی۔ چنانچہ فارسی و ریاضی مین انتہا لیاقت۔ عربی وغیرہ مین کافی مہارت رکھتے ہین۔ انکی چال چلن بہت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ اور جب سے شریک مدرسہ ہوئے ہین بہت عمدہ طور پر یاد کرتے ہین اور انکی کسی اوستاد سے کسی قسم کی شکایت نہین کی بلکہ سالانہ رپورٹ مین انکی بہت تعریف ہوتی رہی اور ہر سال انکو اعلےٰ درجہ کا انعام دیا گیا۔ جملہ طلبا مین کوئی ان کی چال چلن و شریف خیال کے موافق نہین دیکھا گیا مین بہت خوشی سے یہ صداقت نامہ دیتا ہون۔ اور قوی امید ہے کہ ہر قسم کے علمی کام کے سرانجام دینے کے قابل ہین اور نہایت ہوشیاری سے پورا کرسکینگے۔ اور ان کا زمانہ آیندہ بہت قابل تعریف و توصیف ہوگا۔ اور ان کی خوش اخلاقی سے ہر شخص بہت خوش رہیگا۔ ۱۴ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۹۹ھ (مولوی محمد ابراہیم صدر مدرس مدرسۂ اعزہ)

انگریزی مین مڈل اسکول پاس ہین اور انٹرنس تک گرامر اسکول مین تعلیم پائے ہین۔

امتحان جوڈیشل ڈپارٹمنٹ } فہائشنامہ سررشتہ انتظامی مجلس عالیہ عدالت } بنام عسکری خان صاحب خلف ناظم جنگ ساکن حیدرآباد

ع ۲۲۱۹/۲۲۴۳ ــــ فہمائش کیجاتی ہے کہ آپ امتحان جوڈیشل ڈپارٹمنٹ بابت ۱۳۰۲ف مین بدرجہ اعلےٰ کامیاب ہوچکے۔ اسکا نام بنمبر (۸) درج ہے۔ (مولوی ابوالحسن معتمد مجلس عالیہ عدالت)

امتحان عملداری و مالگزاری خدمات } سن ۱۳۰۰ف کے امتحان عہدہ داران و امیدواران علاقہ مالگزاری سرکار عالی مین بنمبر (۳) کامیاب ہوئے

حسب الحکم سرکار ۱۰ اسفندار سنہ ۱۳۰۱ف کو حاکم سررشتہ ابتدائی مجلس عالیہ کے خاص اجلاس مین کارآموز مقرر ہوئے

۴۔ امرداد سنہ ۱۳۰۴ف مین مددگار عدالت بیرون بلدہ پر تقرر ہوا۔

۴۔ دے سنہ ۱۳۰۵ف کو مددگاری عدالت ضلع درنگل کا حکم صادر ہوا۔

۱۸۔ خوردداد سنہ ۱۳۰۵ف سے مستقل مہتمم کروڑگیری بجائے مسٹر بروجی بنائے گئے۔

۲۲۔ شہریور سنہ ۱۳۰۷ف کو سوم تعلقداری ضلع میدک کا آپنے جایزہ لیا۔

معطیہ مولوی محمد محی الدین خان صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت

سرٹیفکیٹ ہا } عسکری خان صاحب۔ جس وقت سے آپ کارآموزی کیلئے تشریف لائے ہین مین دیکھتا ہون آپ بہت غور سے عدالتی کارروائی کو دیکھا اور سمجھا کرتے ہین۔ مین آپکی تیزفہمی اور توجہ سے امید کرتا ہون کہ اس وقت تک کے آپکے تجربہ کا نتیجہ تو ہوسکیگا کہ آپ بے تکلف ابتدائی کام کرسکین چونکہ اس سال مجھے ممتحن رہنے کا بھی اتفاق ہوا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ محنت کے ساتھ آپنے قانون اور فقہ اور نائسنر کو یاد کیا ہے اور سمجھ کر پڑھا ہے ۱۷ امرداد سنہ ۱۳۰۴ف

منجانب مولوی محمد المبین خان صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت

نواب محمد عسکری خان صاحب عرصہ (۱۵) ماہ سے صیغہ ابتدائی مجلس عالیہ عدالت مین حسب الحکم سرکار بطور اتاچی مقرر ہوئے ہین یہ ایک عمدہ ملکی خاندانی معزز نوجوان شخص ہین جب سے کہ مینے صیغہ ابتدائی کا چارج لیا ہے مجھے ان کی طرز کارروائی کے دیکھنے کا موقع عمدہ طور پر حاصل ہوا۔ ان کی قانونی واقفیت و معلومات کے متعلق اس سے بڑھکر کیا قیاس قایم ہوسکتا ہے کہ یہ درجہ اعلےٰ جوڈیشل اگزامینیشن مین پاس ہین۔ علاوہ برین طبیعت کے بہت ہی تیز اور ہوشیار ہین۔ مین انفصال حصوات کے بنسبت ان کے بنسبت ہین ایک قسم کی مناسبت پاتا ہون اور یہ انتہا درجہ کے شایستہ اور مہذب ہین اور انہون نے اپنی کارگذاریون سے اپنے کو لایق بھی ثابت کیا ہے۔ یکم خوردداد سنہ ۱۳۰۴ف

منجانب مولوی سید افضل حسین صاحب

محمد عسکری خان نے خود مثل امتحان سنہ ۱۲ ف میں پاس کیا ہے۔ ایک عرصہ تک مجلس عالیہ عدالت میں کام سیکھا ہے۔ بافعل ضلع عدالت میرزان بلدہ منصرم مقرر ہوئے ہیں اس سے مجھ کو ان کی عملی قوت کے بسبب رائے قایم کرنیکا موقع ملا۔ ان تمام حالات کے لحاظ سے مددگاری پران کا اولاً تقرر کرنا مثل زین العابدین خان اور لشکر جنگ کے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے کہ یہ بھی اوسی درجہ کے اشخاص سے ہیں لہذا سرکار میں تحریک کیجاوے کہ محمد عسکری خان مددگاری رائچور پر مامور کئے جائیں۔

منجانب مولوی محمد مظہر اللہ صدر مددگار صوبہ ورنگل

مولوی محمد عسکری خان صاحب ایک ملکی نوجوان قابل وہونہار مددگار عدالت ضلع ورنگل ہیں۔ جس تاریخ سے انہوں نے اس خدمت کا چارج لیا ہے عدالت ضلع کی مردہ قالب میں روح تازہ پھونکدی ہے۔

منجانب عماد نواز جنگ بہادر کمشنر کڑپہ گری

معزز خاندان اور عوام کے عادات واخلاق میں جو کچھ فرق ہوا کرتا ہے اس کا بہت کچھ اثر عوام پر پڑتا ہے جبکہ ہم کو تعلیم یافتہ لایق معزز نوجوان ملسکتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان ملکی معزز خاندان کے لوگوں کو ترجیح نہ دیں۔

منجانب مسٹر ڈنلاپ صاحب

قبل از قایم کرنے کی رائے کے میں نے عسکری خان صاحب کو طلب کیا تھا اور وہ کل میرے پاس آئے تھے ان کے پاس مدرسے اور جیل صاحب اور جج صاحب مجلس عالیہ عدالت کے عمدہ لیاقت نامجات موجود ہیں اس قسم کے لوگوں کو سررشتہ کڑپہ گری میں لینے سے سررشتہ نہایت ترقی واصلاح متصور ہے۔ چونکہ عسکری خان صاحب مجھ سے چست وہونہار معلوم ہوتے ہیں لہذا مجھے کمشنر کڑپہ گری کی سفارش کی تائید کرنے میں کوئی پس وپیش نہیں ہے۔

منجانب رائے مرلیدہر صاحب

ان کے سرٹیفکیٹ کے ملاحظہ سے اور خود ان کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہونہار نوجوان ہیں۔

منجانب عماد نواز جنگ بہادر کمشنر کڑپہ گری

میری رائے میں اس قسم کے نوجوان عالی خاندان اور لایق افسر کا تقرر سررشتہ مال میں مناسب ومستحسن ہے۔

منجانب مولوی محمد امجد علیخان ڈپٹی کمشنر

مولوی محمد عسکری خان صاحب کی انتظامی حالت وفیصلہ مقدمات کی کیفیت میں نہایت درست دیکھا۔ بلکہ بعد غور یہ رائے قایم

کی تہی وعندالمذاکرہ ظاہر کیا تھا کہ جدید تعمیرات جب سے موقوف ہوئی کارروائی نہایت درست ودیانت کے ساتھ دیکھی جاتی ہے۔

ریویو متعلقہ رپورٹ جمعبندی سنہ ۱۳۰۶ف مصدرہ محکمہ اول تعلقدار میدک

اس ریویو کے خاتمہ قبل آپکی لیاقت وجانفشانی کے نسبت چند کلمہ لکھنا ضرور ہے آپنے سوم تعلقداری کا جائزہ ۲ شہریور سنہ ۱۳۰۷ف کو لیا اور ۱۰ شہریور سنہ ۱۳۰۸ف کو اس مختصر قلیل عرصہ میں جو معلومات حاصل کرکر رپورٹ جمعبندی سنہ ۱۳۰۶ف لکھی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکی ذہانت خوش خیالی اور سرگرمی سے عرصہ چند روز میں انجام لائق اور تجربہ کار عہدداران مال کی فہرست میں درج ہوگا اس موقع پر آپکے تقرر سے ضلع ہی کو خوش نصیب سمجھتا ہے۔ اور سرکار عالی کا شکر ادا کیا جاتا ہے کہ ایسے لائق اور شریف خاندان عہدہ دار کا تقرر ضلع میدک کیلئے فرمایا گیا۔ (حسب الحکم مدار المہام سرکار عالی

حسب الحکم نواب مدار المہام سرکار عالی ۴۹۴ ۲۰ امرداد سنہ ۱۳۰۸ف

سرکار نے مجلس کی درخواست کو منظور فرمایا ہے۔ محمد عسکر نجالفا صاحب سوم تعلقدار ضلع میدک کو بطور تشخصی امتیازات میجسٹریٹی درجہ اول عطا کئے جاتے ہیں

رپورٹ ناظم عدالت فوجداری ضلع میدک

مولوی نثیر الدین احمد صاحب اور مولوی محمد عسکر نجالفا صاحب ہر دو مجسٹریٹ درجہ اول اس ضلع کیلئے فخر کے باعث ہیں۔

منجانب نواب مقتدر جنگ بہادر صوبہ دار

آپ سرکاری ہر ایک کام پوری دلدہی سے کرتے ہیں اسلئے آپکی ہر ایک کارروائی قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے۔ ۲۰ شوال سنہ ۱۳۱۹ف

منجانب اوّل تعلقدار ضلع میدک

نواب دلاور محمد عسکر نجالفا صاحب بلحاظ افسریت علی السبیل التبرع سفارش نہیں کرتا ہوں بلکہ واجبی اور مجموعی حقوق کی بنا پر گورنمنٹ کو ایک ایسے عہدہ دار کی نشاندہی کرتا ہوں جو ضرورت انتظامی گورنمنٹ کے لحاظ سے ہر طرح مستحق ترقی ہیں جو جو باتیں ایک عہدہ دار سرکار میں حاصل ہونی چاہئیں اس سے زیادہ ہیں نہیں دیکھا ہوں بہرحال ایسے امیر زادے کے مجموعی اوصاف وحقوق پر اگر سرکار کو توجہ نہ دلائی جائے تو بیحد ملکی بدنصیبی کے دوسروں کو اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ صدقتامہ دفتر نظامت مردم شماری۔ تصدیق کیجاتی ہے کہ

صیغہ مردم شماری } محمد عسکر نجالفا صاحب جانفشانی سے جو مردم شماری کے کام انصرام دہد کے لئے بحیثیت افسر اعلی مامور کئے گئے تھے اپنے موضعہ کام کو نہایت دلدہی اور قابلیت سے قابل پسند انجام دیا۔ لہذا بصلہ حسن کارگزاری یہ سند دی گئی۔

جوڈیشل رپورٹ سنہ ۱۳۱۰ف بہ ناظم عدالت فوجداری ضلع میدک

فی الحقیقت مولوی محمد عسکر نجالفا صاحب سوم تعلقدار شہر حیدرآباد کے امیرزادہ ہیں اور متواتر ڈگریات میں انہوں نے کامیابی حاصل کی ہے رعایا مقامی از بس خوش ہے طرز تحقیقات قابل اطمینان ہے بہرحال ہر طرح قابل

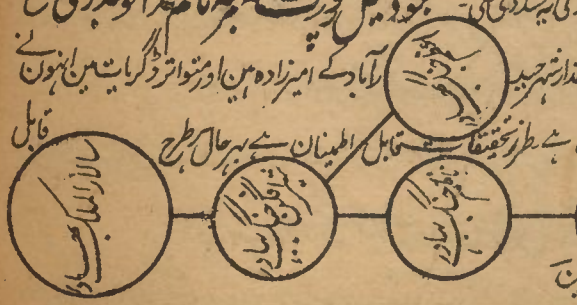

بہر دو شریف اور شریف حضال کے لائق مجسٹریٹ ہیں

خاندان کے آپ کا اصلی نام مولوی سید حسین ہے۔ آپ سادات کرام بلگرام سے ہیں۔ اور شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی سابق معتمد تعلیمات سرکار عالی آپ کے چچیرے بھائی تھے۔ ابتدا آپ کے بزرگ ممالک عرب سے ہندوستان آکر ملک الدھ ضلع ہردوئی میں قیام پذیر ہوئے آپ کے جد امجد نے گورنمنٹ برطانیہ کی ملازمت اختیار کی۔ اور اکثر اپنا قیام کلکتہ میں رکھا۔ ان کے زندگی کے آخری حصہ میں دیسی روسا نے اپنا وکیل مقرر کرکے گورنر جنرل ہند کے پاس بھیجا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ میر عالم بہادر بھی منجانب نواب میر نظام علی خاں والی دکن بطریق وکالت کلکتہ گئے ہوئے تھے۔

ہمارے مخدر صاحب تذکرہ کے والد ماجد سید زین الدین اور عموی بزرگ نے کالج آف اورینٹل لرننگ میں (جسکی بنا کلکتہ میں وارن ہسٹنگز گورنر جنرل ہند نے قایم کی تھی) تعلیم پائی تھی۔ اور یہ پہلے ہی ہندوستانی مسلمان تھے جنہوں نے باقاعدہ اسکول میں انگریزی کی تعلیم پائی۔ آپ کے عموی بزرگ کو لارڈ ولیم بنٹنگ نے اپنا اڈیکانگ اور اردو ٹیل انٹرپریٹر مقرر کیا۔ بعد ازاں سندھی امرا کے دربار میں بطور پولیٹکل ایجنٹ کے روانہ کیا۔ (جن دنوں میں کہ سندھی امرا انگریزوں کو اپنے ملک میں آنے نہیں دیتے تھے) اور دریائے سندھ کے جہاز رانی بھی ان کی تحویل میں کردی گئی تھی۔ بعد ازاں ملک بہار میں ڈپٹی کلکٹر اور سٹلمنٹ افسر مقرر ہوئے۔ اور گورنمنٹ انگریزی سے سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب پایا۔ چوبیس برس تک جنوبی حصہ بہار میں خدمت رہی دو مرتبہ بنگال کونسل کے ممبر بھی مقرر ہوئے۔ اور مشہور آراگیا رین کے بہادر اور صاحب تذکرہ کے والد بزرگوار نے بھی ڈپٹی کلکٹری اور ڈپٹی مجسٹریٹی پر بنگال اور بہار میں مدتوں کارگزاری کی۔ مگر بعد میں عزلت نشینی اختیار فرمائی۔ آپ صاحب تذکرہ ۱۲۶۰ھ میں بمقام گیا پیدا ہوئے۔ تقریباً چودہ پندرہ سال تک عربی اور فارسی کی تعلیم خانگی طور پر پائی۔ بعد ازاں بہاگلپور اور پٹنہ کے کالج میں داخل ہوئے۔ آخر میں کلکتہ

لیو زوہ ہی کی بی اسکوٹ ۔ فرمائی ۱۲۷۸ھ مین میاٹریکیولیشن کی سند حاصل کی ۔ اور ۱۲۸۳ھ مین بدرجہ اوّل بڑی ڈگری کے ساتھ گریجویٹ ہوئے ۔ اگرچہ آپکے والد نے آپکو صیغہ اگزیکٹیو مین لینا چاہا ۔ مگر سررشتہ تعلیم کو آپنے ترجیح دی چنانچہ اوّلاً لکھنو کالج مین عربی کی پروفیسر مقرر ہوئے ۔ جہان اپنی تعلیم بھی جاری رکھی ۔ جب ۱۲۸۸ھ مین سر سالار جنگ اعظم نے لکھنو تشریف لیگئے تو جنرل ماہر نے نواب صاحب ممدوح سے آپکو معرفی کرایا ۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نواب معزنے آپکو حیدرآباد آنیکی صلاح دی ۔ بلکہ خود نواب معزنے حیدرآباد اکر آپکو طلب فرمایا ۔ لیکن ربیع الثانی ۱۲۹۰ھ کے قبل آپکا آنا نہو سکا ۔ اسکے بعد جب حیدرآباد آئے تو نواب صاحب ممدوح الصدر نے پرسنل اسسٹنٹ کی خدمت عطا کی ۔ اور بعد واپسی سفر لنڈن نواب ممدوح نے آپکو اپنا پریوٹ سکریٹری اور معتمد صیغہ متفرقات مقرر فرمایا جسمین سررشتہ تعلیمات اور دوسری شاخین متعلق تھین چنانچہ اس عہدہ پر ۱۳۰۱ھ تک قایم رہے ۔ اسی سال مین حضرت اقدس و اعلیٰ نظام حکمرانی اپنے مسند قدرت مین لی تھی آپکو اپنے پریوٹ سکریٹری کے معزز عہدہ سے ممتاز فرمایا ۔ چنانچہ سفر نیلگیری و مدراس وغیرہ مین آپ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ہمراہ رکاب ہے ۔ جب کونسل آف اسٹیٹ کا انعقاد ہوا تو آپ اوسکے معتمد مقرر ہوئے ۔ جسکے خود متفس نفیس حضرت اقدس و اعلیٰ امیر مجلس تھے ۔ ۱۳۰۱ھ کے جشن نوروز مین علی یار خان خطاب ۔ مؤتمن جنگ ۔ دوہزاری منصب بالصد سوار و علم عطا ہوا ۔ اور ۱۳۰۴ھ مین بتقریب جشن نوروز عماد الدولہ خطاب در اصل و اضافہ و منصب سہ ہزاری دوہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائی ۔ ۱۳۰۸ھ مین سالگرہ مبارک کے موقع پر عماد الملک خطاب سہ ہزار پالصدی دوہزار پالصد سوار و علم و نقارہ مرحمت ہوا ۔ اور ۱۳۰۴ھ مین ناظم سررشتہ تعلیمات کی خدمت پر مامور ہوئے ۔ جو اس وقت تک اوسی معزز خدمت پر مامور ہین ۔ بارا سو روپیہ تنخواہ ماہانہ اس خدمت کے پاتے ہین ۔ لیاقت و علمیت انکی مسلمہ ہے ۔ حسن اخلاق و مروت مین فرد فرید ۔ فراست و مدبری چہرہ سے عیان ہے ۔ حال ہی مین امپریل لیجسلیٹو کونسل (گورنمنٹ ہند) کے ممبر بھی مقرر ہوئے تھے ۔ جسکو مدت مقررہ تک باحسن وجوہ انجام دیا ۔ اب اسوقت حیدرآباد ہی مین مقیم ہین ۔ آپ کو چار صاحبزادے ہین جو ہر ایک لایق ۔ ہوشیار اور اعلے خدمات سے ممتاز ہین ۔ اوّل مولوی سید زین العابدین صاحب (مددگار صوبہ دار اورنگ آباد ماہوار پایہ ۷۰۰) دوم مولوی سید ناصر صاحب (صدر مددگار عدالت صوبہ ورنگل ماہوار پایہ ۷۰۰) سوم مولوی سید عقیل صاحب (سوم تعلقدار گلبرگہ ماہوار پایہ ۴۰۰) چہارم مولوی سید مہدی صاحب (جو ابھی بیکار ہین) ۔

علی مرزا خان بہادر

۱۹۸

آپ مرزا امین علی بیگ خان کے خلف اکبر اور ولایت علی بیگ خان کے پوتے ہیں آپکے جد اعلیٰ مرزا نادعلی بیگ خان بہادر تھے۔ آپکے اب وجد کا وطن خاص ایران قوم ترک امیر غوئی ہے۔ ابتداءً وزیر بیگ خان ابن رضا علی بیگ خان (جو مرزا نادعلی بیگ خان بہادر کے والد تھے) نادر شاہ شہنشاہ ایران کے ہمراہ بسرکردگی توپ خانہ ۱۱۵۱ھ میں ہندوستان آئے۔ بعد فتح ہندوستان جب نادر شاہ نے معاودت کی تو آپ جناب عالیات کے زیارت کی غرض سے رخصت حاصل کرکے دریائے ستلج سے روانہ ہوئے مقدر سے باد مخالف نے جہاز کو بجائے منزل مقصود پر لیجانے کے ناچوار واقع محیل بیدر پہونچایا۔ آپنے بھی مجبوراً عتبات عالیات کا ارادہ فسخ فرمایا۔ اور وہاں تھوڑی سی زمین خرید فرماکے معہ اپنے ہمراہیون کے ایک چھوٹی سی آبادی کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک تاجر سکنہ رنگون کے دختر سے شادی کی جسکے بطن سے نادعلی بیگ خان بہادر پیدا ہوئے۔ ۱۵ سال تک اپنے والد بزرگوار کے زیر سایہ عاطفت پرورش اور تعلیم و تربیت پائی۔ بعد ازاں کسی ایک بات پر استاد سے شکر رنجی ہوگئی پھر کیا تھا والدین وغیرہ کو چھوڑ کر پھولپری پہونچے۔ اور وہاں گورنمنٹ فرانس کے فوج میں نوکر ہوگئے ایک مدت تک وہاں نہایت فارغ البالی سے بسر کئے۔ جسوقت میر نظام علی خان بہادر بالاگھاٹ تشریف لے گئے تو آپ (نادعلی بیگ خان بہادر) گورنمنٹ فرانس کی ملازمت کو خیرباد کہکر حاضر بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے۔ ملازمت لگگئی کسیقدر فوج کی کمان دی گئی۔ رفتہ رفتہ دو ہزار سبیت بارہ معہ چار ضرب التوپ کے کئی لڑائیوں غزوہ صفدر ۱۲۳۶ھ خطاب خانی و بہادری منصب چہارصدی سے سرفرازی پائی۔ ایک موقعہ پر حسب الحکم

سرکار سدا سیو ریڈی زمیندار (جو سرکش ہوگیا تھا) پر دھاوا کیا اور فتح حاصل کر کے دو ضرب توپ چھین کر لے آئے۔ بہرحال آپنے نہایت آن بان اور شوکت و شان سے زندگی بسر فرمائی۔ حیدرآباد دکن سے شرقی جانب ایک میل پر نواب علی بیگ خان کی چھاؤنی آپکے احداثات سے مشہور ہے۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۶۲ھ مین ہوا۔ آپکے اکلوتے فرزند حسن علی بیگ خان کے انتقال کے بعد کوئی اولاد نہونیکی وجہ سے فضل علی بیگ خان کو مثل صلبی فرزند کے پرورش فرمایا۔ اور ۲۰ ذیحجہ سنہ ۱۲۴۷ھ مین خطاب اعتقاد جنگ منصب یکہزاری سے سرفرازی دلوائی۔ اور کل کاروبار خدمت بخشی گری بھی وہی انجام دیتے تھے۔ دفعتاً فضل الٰہی ہوگیا۔ ایک مدت کے بعد آپکو فرزند پیدا ہوا جنکا نام ولایت علی بیگ خان رکھا گیا جب نواب علی بیگ خان بہادر کا انتقال ہوگیا تو ولایت علی بیگ خان کو خلعت ماتم پرسی ملا اور خدمت بخشیگری بھی انھین کے نام مقرر ہوئی۔ مگر فضل علی بیگ خان بہادر اعتقاد جنگ حسب سابق اپنی زندگی تک بخشیگری کا کام انجام دیتے رہے۔ بعدازان نواب ناصر الدولہ بہادر نے ولایت علی بیگ کو علاوہ اوس سابقہ مناصب کے (۳۲) مرد آدمی (۲۰۰) لودھا اور مرحمت فرمایا۔ اور ہمیشہ نظر عنایت و الطاف حسنہ وانہ مبذول فرماتے تھے۔ چنانچہ ولایت علی بیگ خان بہادر نے بھی مثل اپنے مدبر بزرگوار کے قدم بقدم اپنی زندگی نہایت تزک و احتشام سے بسر کی۔ آپکو پانچ فرزند تھے۔ مرزا لیقین علی بیگ خان۔ مرزا شجاعت علی بیگ۔ مرزا عباس علی بیگ۔ مرزا حسن علی بیگ۔ مرزا دلاور علی بیگ۔

بعد انتقال ولایت علی بیگ خان بہادر کے اوسکے خلف اکبر مرزا لیقین علی بیگ خان نے خدمت بخشی گری سے (بعہد ناصر الدولہ بہادر) سرفرازی پائی اور کل اعزاز و مناصب جاگیرات وغیرہ بھی آپ پر بحال ہوئے۔ آپ کی شادی امین الملک مغفور کی نواسی (جو اعجاز الدولہ بہادر خلف رفعت الملک بہادر کی صاحبزادی تھین) سے ہوئی۔ جنکے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ اول علیم زاخان بہادر۔ دوم غلام حسین بیگ جان المسوم موسی رضا بیگ صاحب اور دوسرے حمل سے ایک خلف مرزا صاحب آخر مرزا لیقین علی بیگ خان کا انتقال بسنہ ۱۳۱۱ھ مین ہوگیا۔ اور اوسی سال سنہ ۱۳۱۱ھ مین آپکے خلف اکبر علیم زاخان بہادر (جنکا نام نامی عنوان مین درج ہے) خلعت ماتم پرسی اور خدمت بخشی گری سے سرفراز اعزاز و مناصب آبائی اور جاگیرات موروثی سے ممتاز ہوئے۔ آپ (علیم زاخان بہادر) عربی۔ فارسی مین لایق صرف نحو منطق اصول فقہ حدیث سے ماہر ہین۔ تحریر و تقریر نہایت شستہ اور پاکیزہ ہے۔ علم طب مین بھی اچھا ملکہ ہے۔ انتظامی امور مین

اکلوتا عمدہ دخل ہے۔ دس سال سے بلا کسی شکایت کے خدمت مفوضہ کو کمال عمدگی کے ساتھ انجام دیرہے ہیں۔
مولف کو آپکی خدمت میں اکیدت سے نیاز حاصل ہے۔ نہایت خلیق صاحب مروت۔ اتحاد و محبت میں فرد فرید۔ لیاقت و ذہانت میں یگانہ روزگار ہیں۔ استقلال و تحمل میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ آپکا دسترخوان نہایت وسیع ہے۔ روزانہ دس پندرہ آدمی کے ساتھ صبح و شام خاصہ تناول فرماتے ہیں۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے تمام کاروبار کو علی حالہ بحال رکھے ہیں۔ دوست احباب کے ساتھ سلوک مسلوک عمدہ طور پر کرتے ہیں۔ آپکی شادی نواب غالب الدولہ بہادر کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ جنکے بطن سے ایک صاحبزادہ راحت علی مرزا صاحب موجود ہیں۔ دوسرے محل سے پروش علی مرزا صاحب ہیں۔ علاوہ ان دونو صاحبزادوں کے ایک اور صاحبزادے ضامن علی مرزا تھے۔ جنکا انتقال بعالم نوجوانی ہوگیا۔

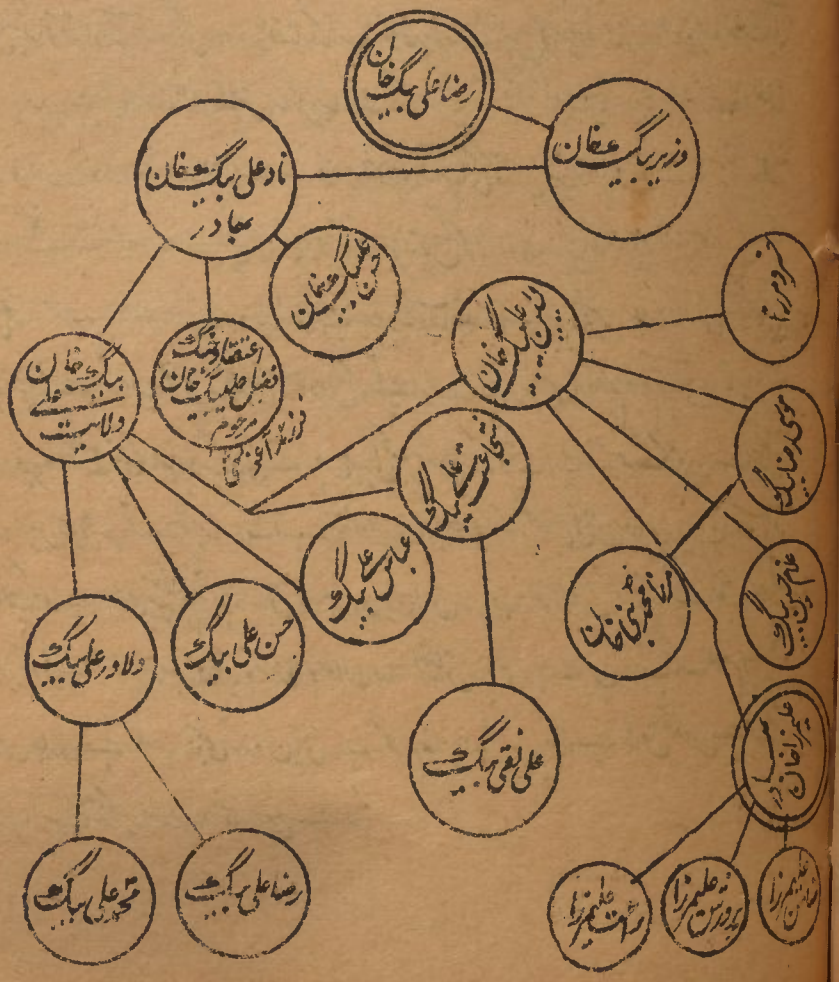

عمدۃ العلما
محبوب نواز الدولہ
محمد مسیح الدین خان بہادر

۱۹۰

آپکا اصلی نام سید محمد مسیح الدین ہے۔ اور سید محمد جمال الدین صاحب مرحوم مفتی قدیم بلدہ حیدرآباد۔ آپکے پدر بزرگوار تھے۔ جنکے نام کا مسجع خادم شرع دین مفتی سید محمد جمال الدین تھا۔ آپ ۱۲۵۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بعد انتقال اپنے والد بزرگوار کے عہدہ مفتی گری بلدہ سے سرفراز ہی پائی۔ مدت تک زیر صدارت شریعت پناہ بلدہ قاضی میر دلاور علی صاحب مرحوم عہدہ افتا کو انجام دیتے رہے جب قاضی صاحب موصوف کا انتقال ہوگیا تو قضاوت برانام رہگئی۔ اور دارالقضا کے آپ ناظم مقرر ہوئے جس کو اس وقت تک بحسن وجوہ نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیرہے ہیں۔ ۱۳۰۸ھ کے جشن سالگرہ مبارکہ کے موقعہ پر آپ کو خطاب مسیح الدین خان بہادر عمدۃ العلما محبوب نواز الدولہ منصب ہزاری دوہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔ آپ کی کتخدائی بیبنہ قادر الدولہ [illegible] مشیرہ کلان قادر الدولہ سید کلب اللہ خان مرحوم سے عمل میں آئی تھی۔ بجز دو صاحبزادیوں کے کوئی اولاد نرینہ ایکو نہیں ہوئی بیبنہ کلان کی شادی مولوی محمود صاحب مرحوم سے ہوئی اور بیبنہ خورد سید احمد صاحب خلف سید بادشاہ صاحب قادری سے بیاہی گئیں۔ اور ان صاحبزادی کے صاحبزادے (یعنے آپکے نواسے) ابوالحامد مولوی سید اعظم علی صاحب ثانی کو آپنے اپنا وارث اور جانشین و قایم مقام فرمایا ہے۔ اور تمام املاک جائداد وغیرہ صاحب موصوف کے نام بیبنہ کردی ہے۔ اس ہبہ کی تکمیل شرعی کے وقت آپ صرف جسم کے کپڑوں سے باہر نکل آئے تھے۔ وہ سین بھی عجب حسرت خیز تھا۔ اب آپ اپنے مکان میں ایک غیر متعلق شخص کی طرح قیام پذیر ہیں۔ اور ماشاء اللہ سے آپکے نواسے مولوی سید اعظم علی صاحب ثانی فارسی عربی میں لایق۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ اصول معقول منقول سے ماہر نہایت سنجیدہ مزاج نوجوان صاحب اخلاق۔ ذی مروت ہیں۔ اب تک علوم ادبیہ عربیہ کا درس جاری ہے طبیعت بھی موزون پائی ہے۔ کلام نہایت دلچسپ ہوتا ہے ثاقب تخلص ہے۔ دفتر اشعار میں آپکا تذکرہ معہ چند اشعار درج ہے۔

غلام احمد خان بہادر

۱۹۹

آپ ضلع اورنگ آباد ممالک محروسہ سرکار عالی کے رہنے والے ہین۔ سنہ ۱۲۸۱ف سے مختلف خدمات پر کارگزار رہے۔ اور اپنے حسن خدمات سے اعلے افسرون کو خوش رکھا اور آپ کی محنت وجفاکشی نے ترقی کے دروازے کھولدئے۔ چنانچہ اس وقت آپ اے رسی۔ ہنکن۔ سی۔ آئی۔ ای ناظم کو توالی اضلاع کے سوم مددگار ہین۔ پانسو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ ضلع اورنگ آباد تعینا تی ہے۔ اپنے کار مفوضہ کو نہایت راستباری اور دیانت وہوشیاری مستعدی وجفاکشی کے ساتھہ انجام دیتے ہین۔ آپ کے قدر شناس افسر اعلے کے سفارش پر بارگاہ سلطانی سے سنہ ۱۳۱۷ف مین خطاب خانی دبہادری آپ کو عطا ہوا۔ جو باعث قدر افزائی ہوا۔

بہادر غلام جیلانی خان

خاندان ؛ آپ غلام زین العابدین خان اعتضاد جنگ مرحوم کے خلف اصغر اور حسین دوست خان سالار الملک مغفور کے پوتے ہین۔ باقی تفصیلی حالات خاندانی آپکے لایق بھتیجے نواب زین العابدین خان بہادر خلف اکرم الدینخان ابن اعتضاد جنگ مرحوم کے تذکرہ مین بیان ہو چکے ہین آپ فارسی۔ اُردو مین لایق بسیاق و سباق سے واقف ہین۔ اعزاز و مناصب آبائی سے ممتاز و جاگیرات موروثی سے سرفراز ہین۔ سیر و سیاحت کا آپکو زیادہ شوق ہے۔ لنڈن وغیرہ کا سفر باخراجات کثیر آپنے فرمایا ہے۔ اور تحصیل علوم کا مذاق بھی بڑھا ہوا ہے۔ تاریخ۔ ناول وغیرہ ہمیشہ مطالعہ مین رہتے ہین۔ کوئی وقت ایسا نہین ہوتا کہ آپکے ہاتہ مین کتاب نہ ہو۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ سواری مین بھی مشغول مطالعہ رہتے ہین۔ اخلاق و مروت مین بے نظیر۔ اتحاد و محبت مین یکتاے روزگار ہین۔ فہم و فراست۔ شجاعت و سخاوت مین بھی فرد فرید ہین۔

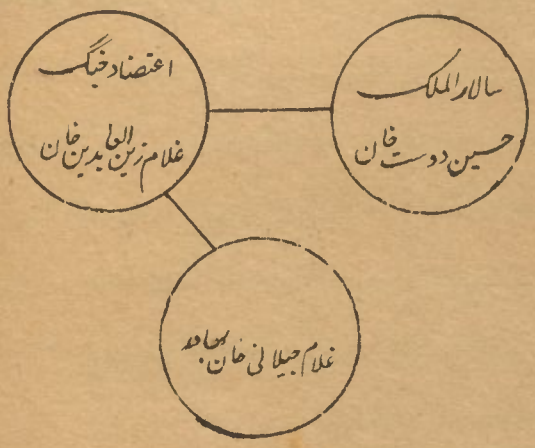

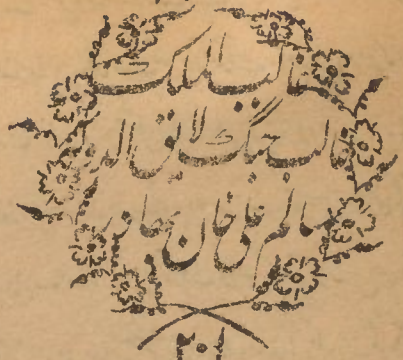

خاندان آپ کا اصلی نام سالم علی ہے۔ آپ غالب جنگ قمقام الدولہ معفور کے بھانجے اور احمد یار جنگ قمقام الدولہ مرحوم کے بھائی ہیں۔ باقی تفصیلی حالات احمد یار جنگ مرحوم کے تذکرہ میں بیان ہو چکے ہیں اسلئے یہاں قلم انداز کئے گئے۔ ابتداءً آپکو حضرت مغفرتمکان کے عہد میں آرائی میں خطاب خانی و بہادری مسلم جنگ عطا ہوا تھا۔ اور سوا سو عرب دو جاگیریں۔ میانہ۔ اسپ۔ فیل۔ خیر وغیرہ نوازمہ اعزازی بھی مرحمت ہوئے تھے جب ۱۲۹۸ف میں آپکے ماموں غالب جنگ قمقام الدولہ راہی روضۂ رضوان ہوئے تو حسب وصیت مرحوم سالار جنگ اعظم نے احمد یار جنگ مرحوم اور آپکو کل جمعیت و نوازمہ اعزازی جاگیرات وغیرہ کی تقسیم علی السویہ فرمادی۔ چنانچہ اب تک وہ جاگیرات اعزاز و مناصب جاگیرات و جمعیت وغیرہ بحال ہیں۔ اور خدمت جمعداری کی تنخواہ ماہانہ محکمہ تنظیم جمعیت سرکار عالی (سرشتہ تیس ہزاری) سے (اسکا ولیہ عالی ملتی ہے۔ سنہ ۱۳۰۱ف میں بتقریب دربار عید النظر آپکو خطاب غالب جنگ لایق الدولہ (پیشگاہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے) عطا ہوا۔ گو قبل ازیں بعہد حضرت مغفرتمکان جنگی کا خطاب مسلم جنگ مرحمت ہو چکا تھا۔ لیکن آپنے اپنے ماموں کے مشہور و نامی خطاب غالب جنگ کو (جسکا حق در اصل آپ کو پیدا تھا) اپنے نام حاصل کیا۔ بعد ازاں سنہ ۱۳۱۲ف میں جشن صاحبگرہ مبارک کے موقع پر خطاب غالب الملک۔ اصل اضافہ بمنصب سہ ہزاری ذات و پانصدی سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائی۔

اجکل حضرت اقدس اعلیٰ کے الطاف خسروانہ و نوازشات شاہانہ آپ پر بیحد مبذول ہیں۔ اکثر اوقات آپکو سفر و حضر میں حضور پرنور مظلہ العالی کے ہمرکابی کا شرف حاصل رہتا ہے۔ متعدد بار اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے عرس کوہ شریف کے موقع پر اپنی رونق افروزی سے آپکے کاشانہ کو غیرت دہ اور آپکی عزت و توقیر میں افزودی اور زیادتی فرمائی۔ آپکے خلف اکبر لئیق علی مرحوم (جنکو عماد السلطنت کے ہم نسبتی کا فخر حاصل تھا) نے نیز شباب میں آپکو

راغ مفارقت دائمی نے گئے جسکی وجہ سے آپنے اپنے برادر نسبتی کے خلف الرشید محمد معین الدین خان المخاطب بہ ناصر الدولہ بہادر اور محمد عبداللہ صاحب المخاطب افضل نواز جنگ بہادران ہردو کو اپنا فرزند آغوشی قرار دیا۔ اور اونکی تعلیم و تربیت۔ خورد و پرداخت۔ اور پرورش مثل اپنے صلبی فرزندون کے فرمائی۔ اور حضرت اقدس و اعلے سے خطابات عطا کروائے۔ اور خود اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے ہردو صاحبون کو اپنی امدگانگی کے شرف اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ اور اسی سال یعنی سنہ ۱۳۰۱ھ مین جب عہدہ داران صرف خاص کا تغیر و تبدل ہوا تو (حسب فرمان واجب الاذعان حضرت اقدس و اعلے) نامزد نواز الدولہ بہادر مہتمم کنچہ جات و صفائی قلعہ محمد نگر و گنبد ہا وغیرہ (جو اہتمام جنگ بہادر کو تھا) کے عہدہ سے ممتاز ہوئے۔ چنانچہ ہردو معزز حضرات کے تذکرے اسی دفتر اول تزک محبوبیہ مین اپنے اپنے موقعون پر سلک تحریر مین آچکے ہین۔ تقریباً تین چار سال ہوتے ہین کہ ہمارے معزز صاحب تذکرہ کو پروردگار عالم نے ایک صلبی فرزند بھی عطا فرمایا ہے۔ جو ابھی کمسن ہے۔

آپ (صاحب تذکرہ) نے دو بار یورپ کا بھی سفر ایک دفعہ تو سنہ ۱۲۹۳ھ مین سر سالار جنگ اعظم کے ہمراہ اور دوسری بار اپنے آنکھون کے علاج کیلئے حسب مشورہ ڈاکٹر لاری (جو قبل ازین حیدرآباد دکن کے صدر اور نامی ڈاکٹر تھے) فرمایا ہے۔ اور ہردو دربار دہلی یعنی سنہ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری اور سنہ ۱۹۰۳ء کے دربار تاجپوشی مین آپکو ہمراہ رکاب اعلے حضرت خلد اللہ ملکہ شرکت کا فخر حاصل ہوا ہے۔

اور ایک پل* رود موسیٰ پر سنہ ۱۳۱۰ھ مین دروازہ ہائے چارمحل و چنپہ دروازہ کے مابین اپنے ذاتی صرفہ سے رفاہ خلایق کیلئے تعمیر کروایا ہے۔ جو لحاظ استحکام و مضبوطی کے ایک مدت دراز تک آپکے نام کو زندہ اور یادگار رکھے گا۔ بہرحال آپ خوش اخلاق۔ فیاض۔ شیرین۔ شیرین کلام۔ متواضع ہین۔ اور اس ریاست ابد مدت کے ذی مرتبہ عہدہ داردن مین آپکا شمار کیا ہے۔

---

* اس پل کی افتتاح خود بنفس نفیس اعلیحضرت پل مذکور پر روشنی افروز ہوکر فرمائی ہے۔ ۱۲ مولف۔

مضفر الدولہ قیام جنگ
سید انوار حسین خان بہادر

۲۰۲

خاندان] آپ کا اصلی نام سید انوار حسین ہے۔ آپ سید مظہر حسین مرحوم عرف مغل صاحب کے خلف الصدق اور سید مبر حسین خان بہادر امتیاز الدولہ قیام الملک ممتاز الامرا منفور کے پوتے ہیں۔ آپ کے خاندان کے تفصیلی حالات آپ کے جد امجد کے تذکرہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ آپ اردو فارسی میں لایق۔ انگریزی سے واقف۔ اعزاز و مناصب موروثی سے ممتاز۔ جاگیر آبائی سے سرفراز ہیں۔ ۱۳۰۰ھ کے جشن سالگرہ مبارک میں آپ نے خطاب خانی و بہادری۔ قیام جنگ مضفر الدولہ منصب شش ہزاری۔ دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ سے سرفرازی پائی۔ اور ۱۳۰۸ھ میں عدالتی کارروائی سے (اپنی جاگیرات میں) بھی مستثنیٰ کئے گئے۔ آپکو نواب ظفر جنگ شمس الملک بہادر کی صاحبزادی منسوب ہیں۔ آپ نہایت لایق۔ مستعد۔ جفاکش۔ عامہ زیب۔ منتظم امیر ہیں۔ آپ کو ایک صاحبزادہ ہے۔

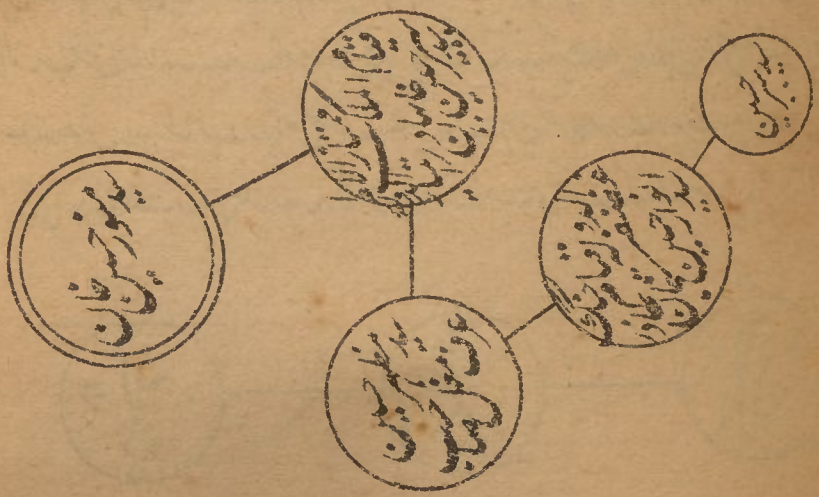

غوث محی الدین خان بہادر

۲۰۲

خاندان آپ دارا جناب مغفور (برادر نسبتی سالار جنگ) کے پوتے اور محمد نواز جنگ مرحوم کے صاحبزادے ہیں
دارا جناب بہادر کی نکمنا میوں اور اولوالعزمیوں سے حیدرآباد کا تناذد ناواقف نہ ہوگا جو واقف نہ ہو
ہمدردی فیصر سانی سعی سفارش میں آپ آج تک ضرب المثل خلایق ہیں صدہا نا کتخدا لڑکیوں کی آپنے شادی
کرادی۔ ہزارہا بیروزگاروں کو ملازم رکھا ہے مفلسوں کو زردار بنایا۔ آپکا دسترخوان ہمایت وسیع تھا۔ عام و خاص
بھی وتمام آپکے الوان نعمت سے سیر ہوتے تھے۔ الغرض سیر چشمی۔ حاجت روائی خلق اللہ۔ فیاضی اور فخیری میں آپ
بمثیل تھے ۱۲۸۳ھ میں بصدمہ دباراہی روضہ رضوان ہوئے۔ آپکے خلف محمد نواز جنگ بہادر۔ فرشتہ خصال نورانی
صورت۔ بے تکلف۔ عابد متقی تھے۔ آپکے خلف اکبر غوث محی الدین خان بہادر۔ (جنکا نام نامی عنوان میں رقم ہے)
ہیں۔ گو آپ کی کم سنی میں والد بزرگوار کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تھا لیکن آپکے ہونہار جوہر ذاتی نے تحصیل علوم و
اکتساب اخلاق حمیدانہ کے جانب توجہ مبذول کی۔ بحمداللہ اب آپ ایک لایق و فایق۔ ذی استعداد۔ ذی
سلیقہ۔ خوش رویہ۔ بلند ہمت۔ فیاض طبیعت امیرزادے ہیں۔ حسن صورت و سیرت ہر دو جمع ہیں۔ جامین
آپ کی شادی میمنت آبادی صبیہ سردار یار جنگ بہادر سے بہت ہی تکلف کے ساتھ جلوہ ظہور میں آئی۔

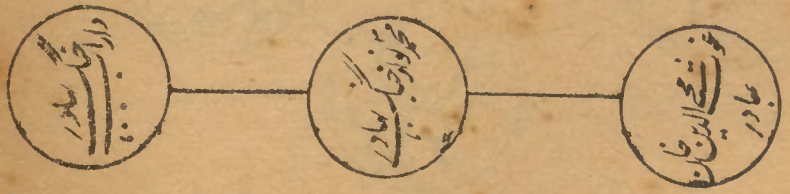

فخر باب جنگ خواجہ ہمایون علیخان بہادر

۲۰۳

خاندان } آپ کا اصلی نام خواجہ ہمایون علی بہادر سنہ ۱۲۶۰ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد خواجہ عباس علیخان ابن غلام حسین خان عوض خانی تھے۔ خواجہ بہرام علی خان بہادر فیضیاب جنگ کے آپ چھوٹے بھائی تھے۔ ابتدا آپ کی ملازمت سلابت جنگ بہادر مین بڈو صاحب کی صبیہ سے ہوئی جن کے بطن سے ایک دختر ہین۔ اور وہ میر منور علی خان نبیرۂ میر صبادالدین خان صاحبزادہ سے منسوب ہوئین۔ دوسری اضافی بختمیر خورشید علی خان خلف میر فیض الدین خان سے ہوئی۔ انکے بطن سے ایک فرزند مسمی خواجہ اعظم علی خان ہین۔ آپ کے اور بھی دو فرزند ہین۔ خواجہ نصرت علی خواجہ دلاور علی۔

خطاب } سن ۱۳۰۸ھ مین جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر آپ نے خطاب خانی و بہادری فخر باب جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی

انتقال } سنہ ۱۳۱۲ھ مین بعارضہ سلان آپ نے رحلت کی۔

آپ اتحاد عروت مین یکتائے روزگار تھے۔

فیض یاب جنگ خواجہ بہرام علیخان بہادر

۲۰۴

خاندان } آپ کا اصلی نام خواجہ بہرام علی تھا۔ آپ سن ۱۲۵۰ھ مین پیدا ہوئے۔ خواجہ شجاعت علیخان ابن خواجہ غلام حسین خان عوض خانی کے فرزند تھے۔ خواجہ شجاعت علی خان کے والدہ کبیر النسا بیگم صاحبہ عیبہ میر مغل علی خان بہادر ہمایون جاہ تھین۔ اس لحاظ سے یہ خاندان اقربائے سرکار مین شمار کیا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ مصری بیگم صاحبہ مصفے الدولہ طالب جنگ بہادر کی پوتی تھین۔

آپ کی شادی مظفر جنگ میر فتح علی خان بہادر کے نواسی سے ہوئی تھی۔

خطاب } سن ۱۳۰۰ھ مین بتقریب شش صد سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری فیضیاب جنگ منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم عطا ہوا تھا۔

انتقال } سن ۱۳۱۵ھ مین آپ نے انتقال فرمایا۔ کوئی اولاد نرینہ سوائے دختردن کے نہین آپ صاحب خلق و مروت تھے۔

توصیح بلبل ہندوستان و ملک سخن جہان او مرزا خان بہادر ناظم یار جنگ دبیر الدولہ نواب

۲۰۵

خاندان آپکا اصلی نام نواب مرزا خان داغ تخلص ہے آپکے والد نواب شمس الدین خان نواب ضیاء الدین خان مرحوم نواب لوہارو کے حقیقی بھائی ہوتے ہین آپکے خاندان کا سلسلہ محمد حنیفہ سے ملتا ہے آپکے جد نواب احمد بخش خان کو جنرل لیک صاحب بہادر پرتش گورنمنٹ کے خیر خواہی کے جلد مین فخر الدولہ رستم جنگ کا خطاب بھی ملا ہے سنہ ۱۲۵۲ھ مین جبکہ آپکے والد کا انتقال ہوا تو آپ بہت خرد سال تھے اوس پر نیابتی مین آپ کی والدہ نے صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر ولی عہد شہنشاہ دہلی کے ہم آغوشی کا شرف حاصل کیا اور بہت بڑا حصہ زندگی کا محل شاہی مین گذارا اور نواب شوکت محل صاحبہ خطاب پایا آپ بھی اپنے والدہ کے ساتھ قلعہ شاہی مین رہے اور زیور تعلیم آپنے مولوی غیاث الدین صاحب مصنف غیاث اللغات سے فارسی کی درسی کتابین پڑہی ہین اور خوش نویسی مین سید امیر صاحب پنجہ کش کے شاگرد ہوئے اور شاعری مین حضرت ذوق کے شاگرد ہوئے چونکہ ولیعہد کے اوستاد حضرت ذوق تھے اس لئے کثر قلعہ مین آمد و رفت تھی آپکی طبیعت حاضر دیکھکر ولیعہد بہادر نے گیارہ سال کی سن مین حضرت ذوق کا شاگرد کرایا اکثر مشاعرون مین آپنے غزلین پڑہی ہین جناب نواب مصطفےٰ خان شیفتہ کے مشاعرہ مین جناب حضرت غالب دہلوی بھی تشریف لاتے تھے داد تحسین لی ہے۔ اور شاہ دہلی کے مشاعرون مین شریک ہوے ہین مولوی امام بخش صہبائی نسیم دہلوی اور مرزا قادر بخش صابر دہلوی کے مشاعرون مین غزلین پڑہی ہین جب سنہ ۱۲۷۳ھ مین ولیعہد بہادر کا انتقال ہوا اوسوقت سے آپکو بہت پریشانی ہوئی اور بعد دس ماہ کے غدر کا ہنگامہ شروع ہوا آپنے وہان سے نکل کر نواب یوسف علیخان فردوس مکان والی رامپور کے یہان پناہ گزین ہوئے بعد انتقال فردوس مکان نواب کلب علی خان خلد آشیان نے اپنی قدردانی سے آپکو معتمد کارخانہ جات اصطبل و گاڑی خانہ و فراشخانہ و کنول خانہ و دسترخانہ فرمایا۔ ۲۴ سال تک معاملہ رہے بعد انتقال نواب

خلد آشیان ۱۳۰۵ھ میں آپ کے اسپورٹ سے حیدرآباد تشریف لائے اور پہلی عرضی راجہ گردھاری پرشاد جی راجہ کی معرفت
اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ بگاہ اقدس میں بھیجی اور باریابی کا منکم ہوا حاضر ہو کر قصیدہ پڑھا۔ بعد زمانۂ امیدواری
اخراجات پہرہ طے جاتا پڑا اوسی زمانہ میں پہر اعلیٰ حضرت نے یاد فرمایا چنانچہ نواب داور الملک بہادر کے
ذریعہ سے آپ کو اطلاع ہوئی دس ماہ کے بعد پھر حیدرآباد آئے اور مستقل قیام فرمایا اور ساڑھے تین سال کے بعد
۲۶ جمادی الثانی سن ۱۳۰۰ھ دوشنبہ شب کو ۹ بجے شب کو مولوی ظہور الحق صاحب کے مکان پر فرمان حمت نشان اور
ایک غزل مصرحہ داغ بہ بدیہہ بر دربار لیکر حاضر ہوئے آپنے اوسیوقت اوس غزل کو دیکھ کر واپس فرمایا اور
علی الصباح حسب الطلب حاضر ہو کر نذر دی پس اسی تاریخ سے سلسلۂ صلاح شروع ہوا۔ بعد ۲۰ ربیع الاول سن ۱۳۰۹ھ
کو ایک مراسلہ بنام آپ بمضمون فضائل سے اس مضمون کا صادر ہوا کہ سرکار نے چار سو پچاس روپیہ جاری آپکے نام مقرر
ورود سے جاری کئے اور سن ۱۳۱۱ھ کے جشن سالگرہ کے موقع پر خطاب خانی و بہادری ناظم یار جنگ و مہر الدولہ و صفی
بلبل ہندوستان منصب چہارہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائی۔ بعد ۲ ربیع الاول سن ۱۳۱۲ھ کو حکم
سلطانی انکا وظیفہ ایک ہزار روپیہ ماہ تاریخ سے تا صدور حکم مذکور مرحمت ہوا۔ اور رقم خزانۂ شاہی سے عطا کی گئی
اس تنخواہ کے دو اسپ بگاہ سلطانی سے ملف عنایات بھی ہوئے چنانچہ ایک گاؤن کا مرزعہ جسکو مقطعہ کہتے
معہ ایک تاج مرصع جال سے فرزند ارجمند آپ کو عطا کیا۔ ایک دفعہ گہڑی سونپکی عنایت فرمائی۔ ایک مرتبہ گہڑی
کا نوٹ اسر فرمایا۔ ایک بار طلائی تمغہ مرحمت ہوئے۔ آپکے تین دیوان اور مثنوی فریاد داغ مطبوعہ موجود ہیں۔ اور
آپکے سیکڑوں شاگرد ہیں جس میں بہت سے صاحب دیوان ہیں آپ خوش خلق لطیفہ گو بذلہ سنج نیک دل ہیں

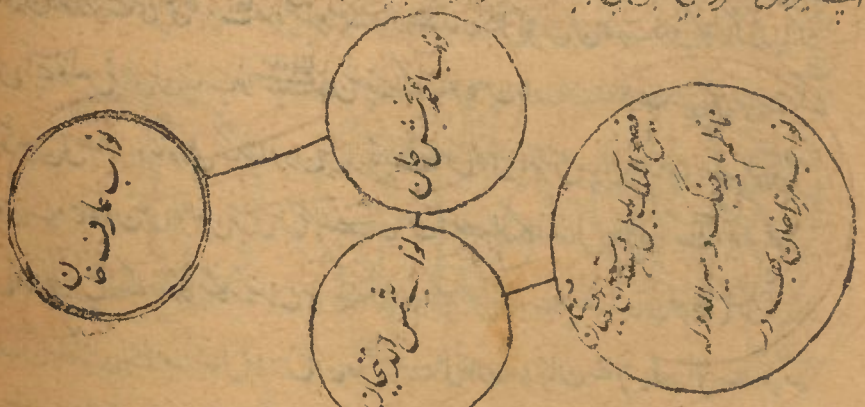

مرزا فضل علیبیگ خان بہادر

۲۰۶

مرزا شفیع بیگ خان بہادر امرائے بخارا سے تھے بعہد اورنگ زیب بادشاہ عالمگیر شرف ملازمت سے اختصاص پاکر مقربان درگاہ شاہی مین سربلندی پائے اور عنایات و تفضلات خداوندی اون کی حال پر روز بروز مبذول ہوتین رہین جب عنان عزیمت شاہی بصوب دکن منعطف ہوئی اور توجہ فرمائی خجستہ بنیاد اورنگ آباد ہوئی ان کو بھی حکم ہوا منجملہ محالات سے کہ ڈمری محل جو تیار ہو رہا ہے اس کے پاس تم بھی اپنے کمنہ پوری کے مطابق کوٹھا بنا کرین کیونکہ تم کثیر العیال ہو چونکہ ان کو سترہ فرزند تھے بتعمیل فرمان شاہی کوٹلہ کی بنا ڈالی چنانچہ تا حال ڈمری محل کے پاس [illegible] ہے وہ نام سے شفیع بیگ خان بہادر کے موسوم ہے اور شفیع کوٹلہ مشہور ہے۔ بعد ازان وہان کی صوبہ داری پر [illegible] دہلے کے اسناد و کواعد اپراون کی محرر بہت چوٹی ثبت ہے خصوص پہولری چوکی ہے کہ کواعد [illegible]

مرزا قاسم بیگ خان بہادر بحین تشریف فرمائے نواب آصف جاہ بہادر بصوبہ حیدرآباد ہمراہی رکاب [illegible] پہنچے قلعہ دار نے راہ نہین دی اور قلعہ مین آنیکو روکا۔ آصف جاہ بہادر نے ہر ایک امراء اعزا جو ہمراہ رکاب تھے اور ہم رائے لئے جب مرزا قاسم بیگ خان بہادر کی نوبت پہونچی انہون نے سرائے دی کہ بارہ سو ڈولہ تیار کر کے فی ڈولہ چار چار سپاہی جرار سوار کر کے زنانہ شاہی قرار دین اور قلعہ مین روانہ کرین اور ہم چند اعزا و امراء کو بھی قلعہ دار کے پاس ہمراہ ڈولیون کے روانہ فرماوین اور ہم قلعہ دار کو تہ تیغ پہونچا کر قلعہ پر قبضہ کر لیتے ہین اور آپ کو اطلاع دیتے ہین بعد اطلاع آپ تشریف لاوین چنانچہ رائے قاسم بیگ خان بہادر پسند آئی اور حکم ہوا کہ اوسی کے موافق عمل کیا جائے پس [illegible] خداوندی قاسم بیگ خان بہادر اور دوسرے امراء ڈولیون کو قلعہ مین پہونچائے اور قلعہ دار سے ملے اور اوس کو تہ تیغ کر کے قلعہ پر قبضہ کئے اور حیدرآباد آئے۔ قاسم بیگ خان بہادر کے پانچ فرزند تھے ایک اسمٰعیل بیگ خان دوسرے مرتضیٰ بیگ خان تیسرے اکبر علی بیگ خان چوتھے واجد علی بیگ خان پانچوین یوسف علی بیگ خان۔ اسمٰعیل بیگ خان بہادر [illegible]

مشہور تھے اور علاوہ اسکے اسمعیل بیگ خان بہادر کے عموزاد برادران مسمی کامل بیگ خان و عبدالرحیم بیگ خان تھے
یہ سب لوگ ہمت پورہ کی پہاٹک کے پاس عقب گرد مبارک سرکار عالی ایک ہی مکان مین بسر بسر کرتے تھے جب
عہد نواب نظام علی خان پہونچا اونہون نے اسمعیل بیگ خان بہادر کو ستر سو روپیہ ذات اور تین سو سوار جسکی تنخواہ مین
آلور پٹی دیگئی تھی ہمراہی مین تیغ جنگ بہادر کے سرفراز فرما کر نشست در دولت خلوت مبارک کہ جہان سنگ ماہی
نصب ہے مقرر فرمائے۔ جب تیغ جنگ بہادر کا انتقال ہوا فخرالدین خان شمس الامرا کی صغر سنی تھی ان کی نگرانی پر امجد الدولہ
بہادر ہوئے۔ اسمعیل بیگ خان بہادر کو زیادہ تر دابطہ بہ نسبت امجد الدولہ بہادر کے محمد عظیم خان جو مقرب و جلیل کار دربار تیغ جنگ بہادر
سے تھے بہمین وجہ امجد الدولہ بہادر اسمعیل بیگ خان سے کشیدہ خاطر رہا کرتے تھے جب امجد الدولہ بہادر نے محمد عظیم خان کی قلعہ روانہ
کرنیکے لئے تجویز کیا مرزا اسمعیل بیگ خان بہادر نے اپنی کل ہمراہین کو لیکر سوکہ حوض پر بیٹھ گئے۔ یہ خبر حضرت قدر قدرت سکندر صولت
فرمائے
جمیدہ خصلت حضور پر نور بندگانعالی متعالی نواب نظام علیخان بہادر کو پہونچی اوسیوقت ماماٹرن کو روانہ فرمائے اور یہ ارشاد
امجد الملک بطور خود محمد عظیم خان کو قلعہ روانہ نہین کئے ہین بلکہ قلعہ روانہ کرنیکا حکم مین دیا ہون مرزا اسمعیل بیگ خان زبانی ماماٹرن یہہ حکم
اقدس عالی سنتے ہی برخاست کئے اور امجد الدولہ سے مخالفت زیادہ ہوئی اور ہمراہی ہمس الامرا سے علیحدہ ہوکر حضور پر نور کے پاس آئے اوسوقت
ارسطو جاہ دیوان تھے حکم قدسی ارسطو جاہ پر نفاذ پایا کہ انکو موجب جائداد سابقہ سرفراز کرین ارسطو جاہ نے عرض کئے کہ اس قدر جائداد فی الحال
کوئی خالی نہین ہے کہ دیجائے ہان جائداد پچاس سوار و منصل سیانہ و پالکی وڈنگہ و نجیر فیل موجود ہے اب سرکار بالفعل انکو اس سے مشرف و اعزاز
بخشین آیندہ کیلئے لحاظ رکھا جائیگا تنخواہ مین آپکے پانصد روپیہ ذات اور چار موضع جاگیر ات یعنے شیخا پور دلکڑوام و مرجل و ہرگی دیے گئے
پس اسمعیل بیگ خان بہادر تعمیل حکم سرکار ماہوار و موضع مذکور قبول کئے اور وہی نشست سابق در دولت خلوت مبارک پر قایم رہی جس وقت
نواب نظام علیخان بہادر کا انتقال ہوا اوسوقت اسمعیل بیگ خان سخت بیمار تھے سوم کے روز جلوس نواب سکندر جاہ بہادر کا ہوا تو مین ہر ہون
اسمعیل بیگ خان سے جسکو کہ کیسی تو مین ہوئے ہین کسی نے کہا کہ نواب نظام علیخان بہادر نے غسل صحت کا حمام فرمایا ہے اوس کی خوشی کے تین
ایسا کہنے نہین ہین سمجھتا ہون کہ سرکار کا انتقال ہوگیا ہے یہ تو مین بتقریب جلوس مسرت مانوس نواب سکندر جاہ بہادر سر ہو رہی ہین اسلئے نہین
ہی زندہ ہر کہے چونکہ کوئی لشکر کوئی جنگ ایسا نہین تھا کہ مین ہمراہ رکاب سرکار کے نہین تھا اب میرے انکہین بند ہو جانا مناسب ہے
بروز چہلم حضرت نواب نظام علیخان بہادر۔ اسمعیل بیگ خان کا بھی انتقال ہوگیا۔ انکو ایک فرزند مسمی مرزا منور علی بیگ خان اور
ایک لڑکی تھی۔ مرزا منور علیبیگ خان کو بذات خود نواب سکندر جاہ بہادر نے مرزا اسمعیل بیگ خان کے بعد فرما کر

سے سرفراز فرمائے اور بعد دیم کے پانسو روپیہ ذات اور پچاس سوار اور منزل میانہ و پائگی وغیرہ فیل سے دوچار ہونے کا
متذکرہ صدر بنام مرزا منور علی بیگ خان بہادر بحال و سرفراز فرمائے اور وہی نشست بحال رہی۔ بوجہ کم سنی مرزا منور علی بیگ
اس کارخانہ کی نگرانی مرزا اکبر علی بیگ خان جو کہ چچا تھے ان کو رہی اور ان کی ہمشیر کو اپنے سایہ عاطفت میں پرورش
فرمائے۔ مرزا منور علی بیگ خان کی ہمشیر کی شادی مرزا کوہی بیگجان کے ساتھ کردی۔ مرزا منور علیبیگ خان بہادر شادی ہونے
سے کئی سال بطن سے مرزا مومن علی بیگ صاحب تولد ہوئے اور سن ۱۲۵۸ ہجری میں تقرر نسبت صاحبزادی مرزا کوہی بیگ
مرزا مومن علی بیگ خان فرزند مرزا منور علی بیگ خان بہادر سے ہوا اوس وقت مہاراجہ چندو لعل بہادر دیوان تھے مرزا منور علی بیگ خان
بہادر اپنے عوض روبرو کی درخواست بنام اپنے فرزند یعنے مرزا مومن علی بیگ صاحب گذرانے مہاراجہ بہادر نے غرہ رجب
سن ۱۲۵۸ سے کارخانہ مرزا منور علی بیگ خان بہادر کا اُنیس سوار تخفیف کرکے اون کے فرزند کے نام آٹھ نفر سوار بائیس نفر پیادہ گیر
بے اسپ تنخواہ ذات و صفات میں بارہ ہزار روپیہ سالانہ مع چار موضع لکڑوارم پرگنہ ٹپچرو و موضع شنچا پور و مرچل پرگنہ کیرو
و پڑگی پرگنہ بجکنڈہ اجرا و بحال فرما کر یہ تجویز فرمائے کہ آیندہ سے مرزا مومن علی بیگ صاحب کو اختیار ہے عوضی منقطعی اپنا
و موقوفی جاگیر کے متعلق سرکار سے باز پرس نہ ہوگی جو کچھ اجرائے سواران و جاگیران ہوئی ہے اونہی سے قدیمی نشست در دولت
خلوت مبارک پر بحال رہیں جالنہ پور جاکے مرزا کوہی بیگجان کی صاحبزادی سے مرزا مومن علی بیگ خان کی شادی ہوئی اونکو
ایک فرزند مرزا محمود علیبیگ صاحب تولد ہوئے سن ۱۲۶۱ ہجری میں نواب مختار الملک بہادر نے مرزا مومن علی بیگ صاحب کے نام میں جاگیر اپنے
اور دو سوار و ایک منزل میانہ جملہ صفات و ذات میں چار سو روپیہ چلنی کا تقرر کرکے باقی تخفیف کردئے اور جاگیرات ضبط کردئے اور نوکری
نشست در دولت خلوت مبارک پر بحال رہی۔ مرزا محمود علیبیگ صاحب سن ۱۲۷۹ ہجری میں اپنے نوکری کیلئے درخواست پیشگاہ اقدس والا علی
نواب افضل الدولہ بہادر میں گزرانی سو روپیہ ماہوار منصب میں اجرا کرنیکے لئے حکم بنام مختار الملک بہادر زبانی نواب محی الدولہ تنخواہ یا الدولہ
نفاذ فرمایا۔ سن ۱۲۷۹ کی اجرائی کی ماہوار سن ۱۲۸۲ ہجری میں کامل چار سال کی ملی۔ اور سن ۱۲۸۴ ہجری میں بوجہ انتقال مامون مرزا حسن علی بیگ صاحب
مکان قدیم عقب گرد مبارک تھوڑکر مامو لقبا کے مکان میں آئے۔ اور سن ۱۲۹۴ ہجری میں بحکم نواب مختار الملک بہادر بخدمت مگاری تقسیم تنخواہ
خلعت مبارک سرکار سے ممتاز ہوئے۔ مرزا محمود علیبیگ صاحب کو چار فرزند تھے ایک مرزا [illegible] علیبیگ تھے دوسرے مرزا فضل علی بیگ تیسرے حسن علی بیگ تھے جو
مرزا منور علیبیگ خلف اکبر بجائداد مرزا کوہی بیگ خان بہادر تخفیف عمل کارخانہ صرف ایک سو چھبیس روپیہ بارہ آنہ [illegible] منزل سہ [illegible] رہ گئے
ہوئے اور مرزا منور علیبیگ کے پانچ فرزند میں مرزا [illegible] علی بیگ [illegible] مرزا احمد علیبیگ مرزا [illegible] علیبیگ

۱۹ ذی قعدہ ۱۲۹۸ھ کو مرزا مومن علیبگ صاحب انتقال فرمائے مرزا قادر علیبگ صاحب بعد انتقال اپنے جد امجد مرزا مومن علیبگ صاحب جمعدار کے اون کے حلقہ کارخانہ پر مامور ہوئے اور نشست وہی بحال رہی۔ مرزا محمود علیبگ صاحب ۱۰ صفر سن ۱۳۱۳ھ کو بباعث علالت مزاج اپنے فرزند مرزا افضل علیبگ کو انجام کار سرکاری ادا کرنے کیلئے بطور منصرمی بخدمت مددگاری روانہ کرتے رہے اور ۸ جمادی الثانی سن ۱۳۱۳ھ کو انتقال فرمائے۔ بعد انتقال مرزا محمود علیبگ صاحب مرزا افضل علیبگ بطور مستقل بجا بدا دخدمت مددگاری تقسیم تنخواہ خلعت مبارک سرکار عالی سرفراز و مامور ہوئے اور سو روپیہ صیغہ منصب سے مرزا محمود علیبگ صاحب کو جو ملا کرتے تھے مرزا حسن علیبگ کے نام اجرا ہوئے۔ اور مرزا قادر علی بیگ صاحب کا انتقال ۱۰ صفر سن ۱۳۱۴ھ کو ہوا اون کی ایک فرزند مرزا غلام صمدانی بیگ اور دو دختر ہیں مرزا قادر علیبگ صاحب کا کارخانہ مرزا غلام صمدانی بیگ کے نام کا بحال اجرا ہوا اور نشست وہی دردولت خلوت مبارک پر بحال رہی۔ الغرض آپ جنکا نام نامی زیب عنوان ہے نہایت خلیق۔ صاحب مروت و محبت مہذب۔ خجاشناس۔ ہم درد غریض۔ رسان ہیں۔

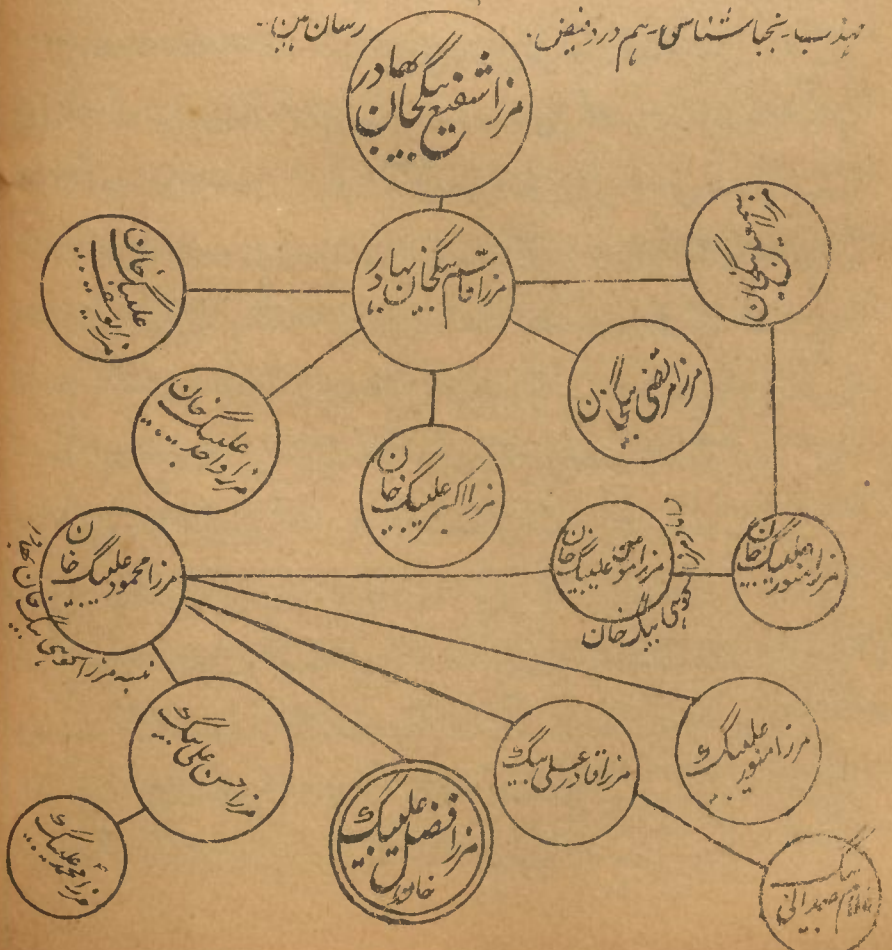

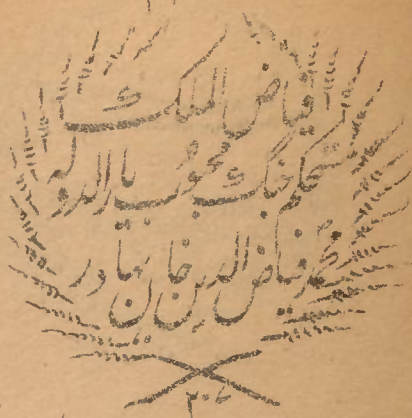

۲۰۷

آپ کا اصلی نام محمد فیاض الدین تھا۔ نواب تہنیت یار الدولہ بہادر کے خلف اکبر تھے۔ اور آپ کے جد اعلیٰ قاضی بدر الدین حسین خان ہیں۔ آپ کی فارسی اور عربی حسب ضرورت اچھی تھی اور خاندانی خدمت وکالت غلام ہائے اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ اور مدار المہام کارخانجاتی سے ممتاز تھے۔ میر خانہ مبارک اور نیازات بزرگان دین کی مہتممی سے بھی سرفراز تھے۔ علاوہ بریں مصاحبت اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کا شرف اور شاہزادہ میر عثمان علیخان بہادر کی اتالیقی کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ اور اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کی بارگاہ فلک اشتباہ میں اعلیٰ درجہ کا رسوخ تھا۔ انکا خطاب خانی و بہادری اور مسند حکم جنگ حضرت مغفرت مکان کے عہد فرمانروائے کا ہے۔ اور اس عہد ہمایون اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ میں بتقریب جشن نوروز من ۱۳۰۱ آپ محبوب یار الدولہ خطاب و ۳۰۰ ہزاری منصب و ہزار سوار و علم نقارہ عطا ہوا۔ اور ۱۳۱۲ف کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر فیاض الملک خطاب چار ہزاری منصب ۳۰۰ ہزار و علم و نقارہ کی سرفرازی ہوئی آپ انتہا درجہ کے مخیر فیاض پیشہ تھے۔ حاتم دل امیر تھے۔ اخلاق و مروت میں تو یگانہ روزگار۔ افسوس ہے کہ اس حاتم دل امیر فیاض نے رجب ۱۳۱۸ف میں بعمر ۶۷ سالہ دنیائے فانی کو الوداع کیا۔ آپ کو اولاد ذکور سے کوئی نہیں ہے۔ صرف ایک صاحبزادی جو دایم جنگ مرحوم سے منسوب ہیں جن سے ایک صاحبزادہ محمد نجم الدین خان اس وقت موجود ہے۔

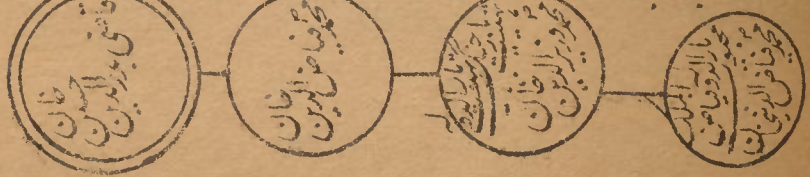

ہو چنانچہ یہ خدمت اور میر خانہ مبارک وغیرہ کی خدمات بعد انتقال آپکے۔ آپکے داماد نواب دایم جنگ مرحوم تفویض ہوئی تھیں۔ مولف ۱۲۔

نواب فطرت جنگ بہادر

میر سلطان علی خان بہادر

۲۰۶

خاندان } آپ کا اصلی نام میر سلطان علی ہے۔ اور نواب ارسلان جنگ اولے کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہین۔ خاندان اشرف الدولہ بہادر سے آپ کا تعلق ہے تفصیلی حالات آپ کے عم بزرگ نواب رکن الملک خان دوران خان بہادر کے تذکرہ مین ضبط تحریر ہوئے ہین۔

خطاب } آپ سن ۱۲۹۱ھ مین پیدا ہوئے۔ اور حسب ضرورت فارسی اور عربی مین مہارت حاصل کی۔ سن ۱۳۱۱ھ کے جشن سالگرہ ہمایون مین خطاب خانی و بہادری فطرت جنگ منصب دوہزاری و یکصد ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔

آپ نوجوان۔ وجیہہ۔ متناسب الاعضا۔ خوش ترکیب۔ صاحب اخلاق و مروت ہین

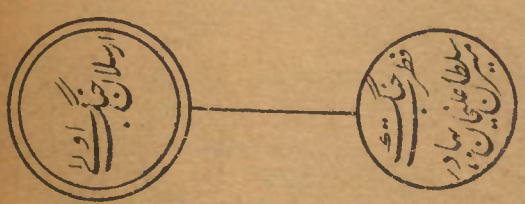

فیض جنگ
میر عبدالصمد خان بہادر

۱۹۰۹

خاندان } آپ کا اصلی نام میر عبدالصمد ہے۔ آپ عبدالوارث خان کے خلف ارشد اور فیض محمد خان بہادر کے پوتے ہین۔ حکیم محمد اشرف صاحب آپ کے نانا اور نواب لقمان الدولہ بہادر ماموں ہوتے ہین۔ باقی حالات تفصیلی تذکرہ فیض محمد خان بہادر مین نوک ریز قلم ہو گئے۔

خطاب } آپنے سن ۱۳۱۲ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری فیض جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی ہے۔

اس وقت آپ انگلنڈ مین بہ خرچ سرکاری تعلیم پا رہے ہین۔ تیز طبیعت۔ ذہین۔ فرلیس ہونہار۔ نوجوان ہین۔

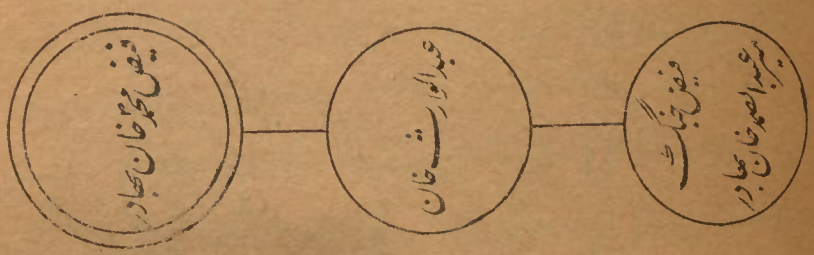

خاندان آپ میر حسین علیخان بہادر اعتصام جنگ کے خلف الرشید ہیں۔ آپ کے والد آصف الدولہ میر غلام حیدر خان ممتاز جنگ اعتصام الملک تھے۔ اس خاندان عالیشان کے مفصل حالات نواب معتصم جنگ بہادر نواب ذوالفقار جنگ مغفور کے تذکرات میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ معرض تحریر میں آچکے ہیں۔ اسلئے یہاں قلم انداز کیا گیا۔

آپ عربی اور فارسی میں لائق۔ سیاق وسباق سے ماہر ہیں۔ تحریر وتقریر نہایت ہی زور دار شستہ اور پاکیزہ ہوتی ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ (اعتصام الملک بہادر) کے انشاپردازی اور ریاست کی (زمانہ گذشتہ میں) اشتہرت درجہ اعلیٰ پر پہونچی ہوئی تھی جسکی صداقت گلزار آصفیہ تزک آصفیہ وغیرہ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اس وقت آپ بالکل اوائل کا نمونہ اور عکس ہیں اور آپ اپنے افراد خاندان میں فرشتہ دودمان ہیں۔ علاوہ بریں علم طب وغیرہ میں بھی قابل دستگاہ ہے۔ اعزاز ومناصب آبائی سے سرفراز ہیں۔ تخمیناً چھ ہزار کی جاگیر آپ کے قبض وتصرف میں ہے۔ جملہ بازارات علاقہ صرفخاص کے مقتسم بھی ہیں جسکی منجملہ دوسو روپیہ ملتی ہے۔ صیغۂ منصب میں بھی ایک سو روپیہ پاتے ہیں۔ بحر حال آپ اس ریاست کے معززین امرا میں اور ایک اعلیٰ خاندان کے لایق یادگار ہیں۔ زہد وورع میں بھی اپنا نظیر رکھتے۔ حسن اخلاق کسر نفسی میں فرد فرید ہیں۔ آپ کو چھ صاحبزادے ہیں ہر ایک لایق اور تعلیم یافتہ ہیں۔ جن میں میر کاظم علی خاں صاحب اور میر علی نقی خان صاحب خدمات سرکاری (عہدۂ امین صفائی بلدہ) سے بھی ممتاز ہیں

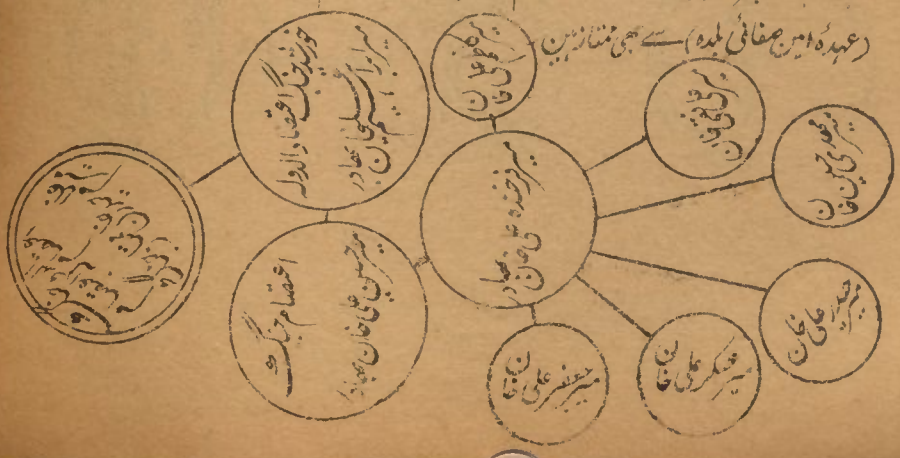

فتح نواز جنگ

موسوی مہدی حسن خان بہادر

۲۱۱

آپ کا اصل نام مہدی حسن ہے۔ آپ فتح پور کے رہنے والے ہیں۔ وطن سے جو فرزند حیدرآباد دکن پہونچے اور کسی کے ایک دو قبل نواب سالار جنگ اعظم کا انتقال ہوا۔ ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ف کو آپ کی والی کی خدمت پر مامور ہوئے۔ بعد ازاں زمانہ بدلا المہامی فوجداری پر مامور ہوئے۔ اول تعلقدار ضلع اطراف بلدہ بنائے گئے۔ پھر کن محکمہ عدالت العالیہ ہوئے۔ سنہ ۱۳۲۳ف میں منصرم محکمہ عدالت العالیہ کی خدمت سے سرفراز ہوئے۔ سنہ ۱۳۲۴ف میں خدمت مذکورہ پر مستقل کر دیئے گئے۔ بتقریب جشن فتح روز سنہ ۱۳۳۰ف میں خطاب فتح نواز جنگ منصب دو ہزاری و دیگر اسوار و علم سے سرفراز ہوئے۔ سنہ ۱۳۳۵ف میں یورپ کا سفر کیا۔ اور بیارسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ چنانچہ اپنے روزنامچہ یورپ میں اسطرح لکھتے ہیں کہ "آجکا دن میری زندگی میں قابل یادگار ہے۔ آج ہی مجھ کو بیرسٹری کی سند ملی ہے۔ آنریٹیل کے ہال میں میں نے پہلے پہل بیرسٹری کے لباس پہنا۔ ایک فرنچ نے مجھکو گاؤن دی۔ میں نے بسم اللہ کر کے پہن لی" بعد ازاں آپ کو گورنمنٹ دولیۃ العلیہ کے منجملہ مقدمہ معدنیات میں سفارت کار عالی لندن میں ڈائرکٹر مقرر کئے گئے۔ چنانچہ آپ اس واقعہ کو اپنے روزنامچہ یورپ میں اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ "آج حیدرآباد سے اس مضمون کا تار آیا ہے کہ ریلوی کمپنی اور معدنیات کمپنی کا میں کمیٹی سے ڈائرکٹر مقرر کیا گیا۔ مجھکو اس کے ایسے بہت ہی تشویش ہوئی کیونکہ میں چاہتا تھا کہ میں علیحدگی ہی رہوں۔ مگر خلاف مرضی شامل ہونا پڑا۔ ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۱ف کو لندن سے معاودت کر کے حیدرآباد دکن وارد ہوئے۔ اور ۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۲ف کو ہوم سکرٹری کی خدمت سے منسلک ہوئے۔ اسکے بعد آپ نے خدمت معتمدہ کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ سنہ ۱۳۳۳ف میں کمیٹی کے ایک پمفلٹ (آبپاشی مہم صابہ کے اعمال کے متعلق) چھپا۔ واسرائے ہند نے بلدہ ویو میں یہ پمفلٹ کمیٹی کے ممبروں کو دکھایا اگر گورنمنٹ کی طرف سے بطور مشیر (جو حیدرآباد دکن میں کالت کر رہے ہیں) پر رزیلیشن میں مالش واقع ہوئی۔ کچھ عرصہ تک یہ عہدہ رہا۔ (چنانچہ اس عہدہ کے متعلق آپ نے ایک رسالہ مہدی حسن طبع کیا ہے) عام طور پر ملکی میں آپ بڑے بڑے عہدہ دار امرائے حیدرآباد دکن کی شہادتیں قلمبند ہوئیں گراس مقدمہ کا نتیجہ وہی ملا جس کے تین باتیں نکلا۔

آپ ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۷ف کو خدمت سے معطل کئے گئے۔ ۸ شوال سنہ ۱۳۳۷ف کو قصوف اور بتاریخ ۱۲ شوال سنہ ۱۳۳۷ف حیدرآباد دکن کو خیرباد کہنا پڑا۔

آپ اردو۔ فارسی عربی۔ انگریزی میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ سوانح عمری سالار جنگ اعظم کو (جسکے مولف سید حسین بلگرامی عماد الملک بہادر ہیں) انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اور رقعہ عبرت نام رکھا۔ اور سفرنامہ یورپ کا روزنامچہ انگریزی میں لکھا ہے جسکو مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے۔ سابق ہوم سکرٹری حال اول التعلقدار صدر سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے اردو میں ترجمہ کر کے گلگشت فرنگ نام رکھا ہے۔ آجکل آپ لکھنؤ میں بیارسٹری کر رہے ہیں۔

فرمان جنگ

سید احمد ادریس خان بہادر

۲۱۲

آپکا اصلی نام سید ادریس تھا آپ سید محمد ابو طالب مغفور کے خلف الصدق تھے ابتداءً حیدرآباد دکن میں آپکے والد سید ابو طالب (بعد نام ظہیر الدولہ بہادر) ۱۲۴۵ھ میں تشریف لائے۔ آپکے والد بزرگوار کے آنیکا واقعہ اسطرح ہے کہ یہ اقلیم مرہٹہ کے رہنے والے تھے اور ساتھ مغفور کے آنا یہ اور مصاحبوں میں آنکا نام تھا۔ ۱۲۱۰ھ میں حج کے ارادہ سے مکہ معظمہ گئے اور وہاں سے واپسی قبل ذکر حج ادا کیا۔ اتفاقات سے دیکھا کہ سلطان حسین خاں مرحوم سے تعلق حیدرآباد دکن (ساکن ملک متصل ملک عرب) حج کو آئے ہوئے تھے جب پہلے ملاقات ہوئی تو حیدرآباد چلنے پر اصرار کیا۔ چنانچہ آپ اپنے ملازمین دس نفر غلام حبشی کے حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ یہاں مہاراجہ چندو لعل بہادر سے ملاقات کی۔ اور نواب ظہیر الدولہ بہادر سے بھی شرف ملاقات حاصل کیا غفران منزل نے سورو پیہ چلی جیب خاص سے مقرر فرمایا۔ بعد ازاں مہاراجہ چندو لعل بہادر نے خدمت نیابت قلعہ سرسلہ دکا جاگیری ٹکا بکمر قبیل چالیس سوار۔ اسی عروج کے عنایت کی۔ علاوہ اسکے بذریعہ کونسل ملک عرب بھی سالانہ ہزار اسوریال آنکو ملا کرتے تھے۔ یہیں آپنے شادی کی۔ جسکے بطن سے چھ فرزند اور چار دختر تولد ہوئے۔ جملہ فرزند نصف تا سے سرفراز رہکر انتقال فرمائے۔ اونکی اولاد اب باقی ہے بخطاب ذکر اس وقت موجود ہیں۔ ہاں اسوقت فرزند قابل الذکر میں ایک سید احمد صاحب مرحوم جو خدمت کپتانی سے ممتاز تھے۔ اب اونکے فرزند سید زین العابدین افسنٹ پلٹن حلقہ گولکنڈہ موجود ہیں دوم کپتان سید ادریس صاحب مرحوم (بخطاب ذکر ہے) ابتداءً آپ برڈ الانسر میں کیڈٹ تھے بعد ازاں ۱۲۵۳ھ سی سالہ میں انجینی تک ترقی کی۔ وہاں سے جب قلعہ کی پلٹن تیار ہوئی تو نواب فخر الملک بہادر نے آنکو پلٹن مذکور کا سکنڈ کی نڈنگ مقرر فرمایا۔ پھر ترقی کرکے نڈنگ بشاہرہ دو اونس (حال) ہوئے۔ علاوہ بریں شال بافی کا کارخانہ عروج کی شال وغیرہ قلعہ گولکنڈہ کے بھی آپ ہی کے تفویض پائی۔ آپنے سلطان الوعاظین مولوی محمد اکبر مغفور کی صاحبزادی سے شادی کی تھی جسکے بطن سے اسوقت تین فرزند موجود ہیں آپنے صفر ۱۲۸۳ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ انتہا درجہ کے لایق۔ صاحب اخلاق وذی مروت تھے۔ وجاہت و بردباری آپ کے چہرہ سے نمایاں تھی۔

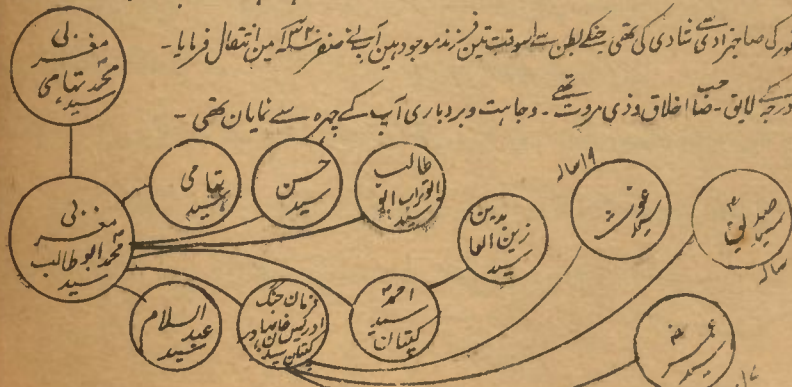

۲۱۳

خاندان آپ میر غلام حسین خان فخر الملک حسام الدولہ مرحوم کے خلف ہیں اور نظام یار جنگ حسام الملک خان خانان کے حقیقی [illegible] ہیں۔ آپ کے خاندانی حالات آپ کے بڑے بھائی حاجی خان بہادر کے تذکرہ میں لوگ ریز طبع ہو چکے ہیں۔ آپ [illegible] ۱۲۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اولاً فارسی عربی انگریزی کی تعلیم کی۔ بعد ازاں قانون اور مالگزاری مضمون میں مہارت پیدا کی۔ اور عرصہ قلیل میں کامیابی حاصل کی۔ ۱۲۹۱ھ میں خطاب جنگی و بہادری آپ کو عطا ہوا۔ اور ۱۲۹۳ھ میں جبکہ حضرت نے قیصر ہند کا خطاب اپنے لئے اختیار فرمایا تو حضور نظام خلد اللہ ملکہ بطریق مہمانی تشریف لیگئے تھے تو آپ بھی ہمرکاب تھے۔ بعد ازاں اکثر موقعوں پر حضرت اقدس و اعلیٰ کے ہمراہ آپ نے اورنگ آباد۔ کلکتہ وغیرہ کی سیر کی۔ ۱۳۰۳ھ میں آپ نے ناظم اورنگ آباد جاگیر کمیشنری کو رئیس آف ڈنرن ایڈریس کا استقبال فرمایا۔ اور بمنصب اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ ۱۳۰۴ھ کے ہمراہ کلکتہ اورنگ آباد کو گئے جہاں نہایت عمدگی اور ہوشیاری سے اون کی مہمانداری اور مدارات کا انتظام کیا۔ اور غار ہائے الورا نظام دولت آباد کی سیر کرائی۔ اعلیحضرت کی تخت نشینی کے بعد جب ۱۳۱۱ھ میں کونسل آف اسٹیٹ کا انعقاد ہوا تھا تو آپ اوسکے ممبر زکن قرار پائے۔ بعد ازاں معین المہام کو توالی ہوئے۔ اور ۱۳۱۰ھ کے دربار عید الفطر میں آپ نے خطاب صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار سے سرفرازی پائی۔ ۱۳۱۲ھ میں معین المہامی عدالت و امور عامہ کی خدمت عطا ہوئی۔ ۱۳۱۱ھ میں محکمہ کورٹ آف وارڈز بھی آپکے تحت دیا گیا آپ کیبنٹ کونسل کے ممبر اور مجلس وضع قوانین کے صدر نشین ہیں۔ آپ کو سیر و شکار کا بھی شوق ہے۔ امرائے حیدرآباد دکن میں آپ پہلے ہیں جو انگریزوں کے ساتھ شکار میں آزادانہ شریک ہوئے۔ اور اپنے خانگی امور میں بھی انگریزی طریقہ کو اختیار فرمایا۔ آپنے اپنے صاحبزادوں کی تعلیم بھی اوسی انگریزی طریقہ پر جاری رکھی ہے۔ اور ملک کے موجودہ

حالت کے نظر کرتے آپنے مشرقی علوم کے ساتھ مغربی فنون کی تعلیم بھی جاری کی جہان شرقی علوم کے تعلیم کیلئے مولوی ۔ ادیب عالم مقرر ہین تو وہان مغربی تعلیم کی غرض سے یورپین اور عیسائین رکھی گئی ہین اور مختلف علوم کی تعلیم ہین صاحبزادون کی تعلیم کیجارہی ہے جس سے آئندہ ملک کو بیحد فائدہ پہونچنے کی امید ہے اور تکمیل علوم کیلئے آپکے چار صاحبزادے اس وقت انگلنڈ مین تعلیم پارہے ہین جہین دو صاحبزادے ابتدائی تعلیم سے فراغت حاصل کرکے ایٹن کالج مین داخل ہوگئے ہین ۔ اور بقیہ دو صاحبزادے ابھی ابتدائی تعلیم مین مشغول ہین اپنی اولاد کی تعلیم کس طرز پر کرنی چاہیئے اسکے ثبت آپنے ملک بھر کے لئے ایک عمدہ مثال قایم کردی ہے ۔ اس وقت آپ وزیر عدالت وامور عامہ سرکار عالی کی خدمت سے ممتاز اور پچیس سو روپیہ الونس خدمت پاتے ہین اور تعلقات وجاگیرات تقریباً چار لاکھ روپیہ حاصل کے آپکا موروثی معاش ہے ۔ لیاقت ۔ ہوشیاری آپکی مسلمہ ہے فراست ۔ دانائی ۔ مدبری ضرب المثل ہے حشمت وشوکت وثروت امرائی آپ مین مجتمع ہین ۔ سنہ ۱۳۲۰ھ کے دربار قیصری (شہنشاہ ایڈورد ہفتم) مین آپ ہمراہ رکاب حضرت اقدس واعلے تشریف لے گئے تھے ۔ لیکن افسوس ہے کہ اوس دربار کے شمولیت حاصل نکرسکے ۔ کیونکہ اتفاقی طور پر ایسے سخت علیل ہوئے ۔ کہ ڈاکٹرون کے رائے سے آپکو قبل از دربار واپس ہونا پڑا ۔ چنانچہ آپ اپنے صاحبزادے کو وہان اپنا قایم مقام چھوڑکر معاودت فرمائے ۔ گو اس سفر مین بغرض شرکت دربار آپکا بہت کچھ روپیہ صرف ہوا تھا ۔ اور اپنی شوکت وشان کے تبلانے مین آپنے کوئی کسر باقی نہین رکھی ہے مگر بموقت علالت کی وجہ سے بیکار ہوا ۔ آپ کو اس وقت چھ صاحبزادے ہین

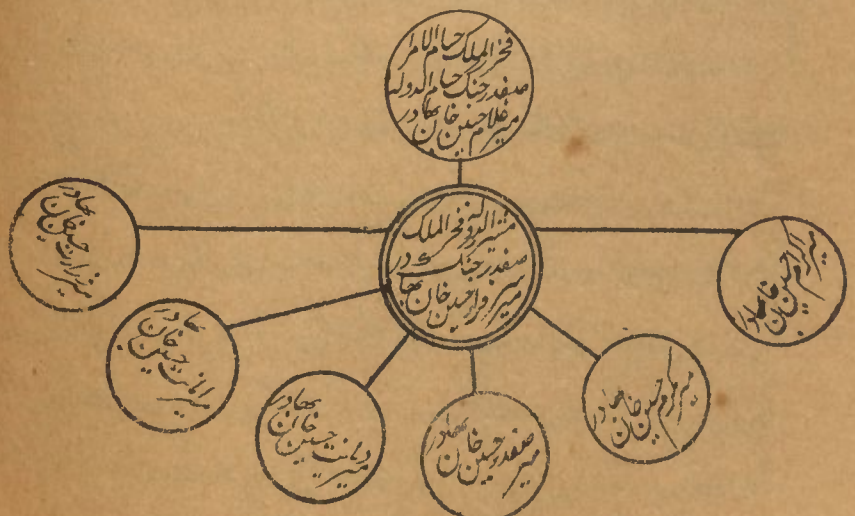

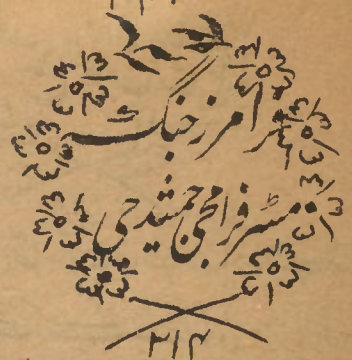

آپ کا اصلی نام فرامجی ہے۔ آپ جمشید جی (جو سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کے قدیم ملازم تھے۔) کے خلف الصدق ہین۔ انگریزی فارسی مین لایق۔ سیاق وسباق سے ماہر ہین۔ تحریر بہت اچھی ہے۔ تقریر بھی بہت دلچسپ ہوتی ہے۔ ملکی ومالی۔ انتظامی۔ امورات مین کمال تجربہ ہے۔ اکثر عام جلسون مین آپ کی اسپیچ دلکچر قابل شنید ہوتے ہین۔ آپکی ابتدائی ملازمت ۲۹ رمضان سنہ ۱۲۹۳ھ ہے۔ سنہ ۱۳۰۱ھ مین دوم تعلقدار مقرر ہوئے تھے۔ بعد ازان ورنگل کے اول تعلقداری پر مامور ہوئے۔ شہر ورنگل کی آرایش وزینت۔ تعمیر مکانات دبنگلہ وغیرہ وغیرہ آپ ہی کے حسن انتظام اور دلچسپی کا نمونہ ہے۔ چندے بیدر کی تعلقداری کی کچھ دنون منصرمانہ صوبہداری کی معزز خدمت بھی انجام دی۔ سنہ ۱۳۱۲ھ کے سالگرہ مبارک مین آپ کو خطاب فرامرز جنگ منصب دوہزاری ویک ہزار سوار علم عطا ہوا۔ جب الگندل کی تعلقداری پر مامور ہوئے تو بعض مخالفین ومعاندین کے اغوا پر رعایا وغیرہ نے شکایتی عرضداشت ومخبری کی۔ جس سے یک مدت معطل رہے۔ اور بذریعہ کمیشن اون الزامات منسوبہ کے دریافت وتحقیقات کی گئی۔ مگر آپ کے حسن نیت عمدہ کارگزاری خیرخواہی سرکار۔ بے لوث طبیعت نے آپکے لئے برات دیدی۔ اور دامن آبرو پر کوئی بدنما دھبہ یا الزام آنے نپایا۔ آخر سرکار عالی نے بوجہ برات) آپکو اول تعلقداری ضلع گلبرگہ تفویض پر روانہ فرمایا۔ جہان اس وقت آپ کارگزار ہین۔ لیاقت وکارگزاری آپکی مسلمہ ہے۔ صاحب اخلاق ذی مروت۔ شگفتہ مزاج۔ لایق۔ ہوشیار۔ زیرک۔ مدبر ہین۔

فیروز یار جنگ

محمد فصیح الدین خان بہادر

۱۱۵

آپ کا اصلی نام محمد فصیح الدین تھا۔ آپ نواب معزز یار جنگ معزز یار الدولہ بہادر کے چھوٹے بھائی تھے۔ باقی خاندانی حالات آپ کے بڑے بھائی معزز یار الدولہ بہادر کے تذکرہ میں بیان ہوں گے۔

آپ اردو۔ فارسی۔ عربی میں لایق۔ سیاق و سباق سے واقف تھے۔ برزگ صورت فرشتہ خصال۔ خوش اخلاق۔ صاف باطن۔ زاہد و متشرع تھے۔ معتمم اعراس مرشدزادگان کی خدمت سے ممتاز تھے۔ سالنہ سو روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔ شاہزادہ ولیعہد بہادر کی اتالیقی و مصاحبت کا اعزاز و شرف بھی حاصل تھا۔

سنہ ۱۳۰۴ھ میں بتقریب جشن نوروز خطاب خانی و بہادری منصب یک ہزاری عطا ہوا تھا۔ اور ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۵ھ میں فیروز یار جنگ کے خطاب اور منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی تھی ۹ صفر سنہ ۱۳۲۱ھ میں شاہزادہ ولیعہد بہادر کے ہمرکاب بمقام فتح میدان ہوا خوری میں حاضر تھے۔ جہاں آپ اتفاقاً گھوڑے سے گر پڑے۔ دماغ پر سخت صدمہ ہوا۔ دو چار گھنٹہ کے بعد راہی روضہ رضوان ہوئے۔ آپ کو (۳) صاحبزادے ہیں۔

فیروز یار جنگ
محمد فصیح الدین خان بہادر

- محمد عبد القیوم
- محمد عبد الحی
- محمد عبد الرحمن

میر فیض محمد خان بہادر

۲۶

خاندان: آپ نامہیالی سلسلہ ہاشمی (امامیہ) سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب ۲۳ واسطوں سے (عمر ابن ابی سلمہ بن مخزوم تک سلسلہ نسب ہاشمی مخزومی ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۳۳۳ھ جماری ثانی میں آپ کا سن ۷۰ برس تھا۔ میر فیض محمد اقدس کا پدر چون ہیدا۔ خوش گفت بذلہ سنج بالغ نظر کو گنجینہ پر اسرار پیدا۔ آپ کے والد میر قطب محمد خان صاحب جاگیردار ہوشنگ آباد ضلع ہوشنگ آباد میں دفتر فوجداری کے تھے اور اس ریاست کی نوابی تا زمانہ غدر دہلی انہیں کے گھر میں رہی۔ ان کے دادا میر محمد خان جلال الدین کے بادشاہ کے عہد میں دو صدی منصب دار دمنصب جو ہزاری سرفراز کھلاتے تھے۔ اور آپ ہی کے اجداد سے میر وارث محمد خان عہد میں احمد شاہ درانی سے ایک جلیل القدر تعلقدار ہندوستان کے موافق ۱۸۰۰ء میں ڈیوڈن صاحب اور فیض محمد خان صاحب سے ملاقات تھی۔ ان کے اجداد اور اعزا سے صاحب موصوف بخوبی واقف تھے۔ جب صاحب موصوف سررشتہ متی حیدرآباد پر مقرر ہوئے تو خانصاحب موصوف کو کشمری بازار سے بلوا کر کوتوالی پر مقرر کیا تو خانصاحب نے اس خدمت کو بجا لانے سے ناپسندی ظاہر کی اور جب خواہش امیر کبیر مرحوم (جنہوں نے صاحب رزیڈنٹ سے اس امر کی خواہش کی تھی) رزیڈنٹ بہادر نے فیض محمد خان صاحب کو اپنے ہمراہ امیر کبیر بہادر کے پاس لا کر ملاقات کرادی بہادر موصوف نے پانسو روپیہ ماہوار پر گرد الملک بہادر کی ہمراہی میں بھیجدیا۔ تھوڑے زمانہ ہی میں ان کے ایسے ایسے کارہائے نمایاں سنہ ۱۲۷۰ھ امیر کبیر بہادر نے چودہ ہزار کی سند ان کے نام لکھدی اور تعلقات کھڑکلہ بارہ ہڈلی کو گنگر کنڈ توڑی کے تعلقہ مقرر کئے۔ اس کے بعد بڑے بڑے نمایاں امور اعلے درجہ کی خیراندیشی سے انجام دئے۔ جس کے صلہ میں سرکار انگریزی سے حضرت سفر مکان کا خطاب ہوا۔ اسی اثنا میں امیر بہادر کے انتقال کے بعد رشید الدین خان بہادر نے خانصاحب موصوف کو عمدۃ الملک بہادر

---

* عمر ابن سلمہ کی اولاد جو صاحبزادی امیر حمزہ سے تھی بعد واقعہ کربلا جب یزید پلید نے مدینہ طیبہ پر فوج کشی کی اور نسل اہل بیت پر کمر باندھی حالتمیں بہت لوگ جان بچا کر بھاگے اور جس سے جدھر سینگ سمائے وہ ادھر ہی کو نکل گئے۔ جیسے حسن مثنے اور سید زید وغیرہ گیلان میں جا رہے تو عرف گیلانی ہو گیا اسطرح عمر ابن امیر حمزہ حلب میں چلے آئے جب وہاں بھی امن و امان نہ پایا تو سندھ ہند کی طرف نکل آئے وہاں کے لوگ اس نوجوان کے چہرہ سے آثار بزرگی ہویدا اور کیفیت حالات دریافت کئے جب معلوم ہوا کہ خاندان قریش سے ہیں تو میران بال اوچ کہنے لگے جس کا ترجمہ اولاد اشرف و سید رفیعہ بالوچ سے بلوچ مشہور ہو گئے انہیں کے آباء سے سلمنت بلوچستان آباد ہے ۱۲۔ مولف

اپنی عمر ہی میں لے لیا۔ آپ یہاں آگئے تو جاگیرات کی گذاشت جس کا نام اولاد ہے عمدۃ الملک بہادر کی خدمت میں بھیجی
یہاں موصوف نے منظور فرمائیں کی بلکہ براہ قدردانی آپ کے فرزند فیض احمد خان صاحب کے نام وہ سند کردی وقار الامرا بہادر کے پاس
تعلقات پائگاہ کی صدر تعلقداری اور فوج کی بخشی گری جو سیس ہزار سالانہ کے جاگیرات فیض آباد محمد نگر کنیال کمرا ملی پہاڑ تو
ہاہوا آپ کی زندگی تک بحال رہے اور جاگیر بخشی گری خورشید جاہ بہادر کے زمانہ تک رہے اور انکی اولاد میں باقی رہی۔

خطاب } ملک الامرا آصف جاہ پائگاہ حضرت اقدس و اعلیٰ سے بسلسلہ قدامت سرفرازی جاگیر و نیابت عمدۃ الملک مرحوم ہکو خطاب خانی
بہادری عطا ہوا۔ آپکے اجداد کے نام کے ساتھ بھی جو بظاہر خانی لکھا جاتا ہے وہ بھی خطابی ہے ورنہ بنی مخزوم اور بنی قریش تک سلسلہ کا

اوصاف } منتہی ثابت ہونا مستلزم لفظ خانی ضرور ہے۔ خاصہ موصوف با آنکہ بسبب شرعی متدین ذی علم امیر خاندانی مزاج بقدر انسانی
شخص تھے مدت کے یہاں کی بیاضات واوراد ہم شریف و یازدہم شریف مشہور ہیں آپنے اپنی یادگار علمیہ و عملیہ ایک کتاب فیض محمدی جسمیں احادیث
نبوی جمع کی ہیں اور ایک مکاتبات محمدی جسمیں دعوات خاصی آپنے لکھنے کے بیاضیں جو کلام نظم و نثر متعدد میں سے انتخاب کرکے
لکھے ہیں موجود ہیں ان تالیفات کا دیکھنے والا آپکی علمی لیاقت اور عملی مذاق کا اندازہ کرسکتا ہے آپکی وفات کی تاریخ یہ ہے قطعہ

جان بحق فیض محمد خان سپرد۔ ربنا ادخلہ جنات النعیم گفت از ہاتف ہو غفر سنش۔ قال ہذا بل لہ اجر عظیم۔ آپکے بعد اور

اولاد } بنات کے ہیں اول عبد الوارث خان جو علاقہ خورشید جاہ مرحوم میں ناظم دفتر اسناد و منہائی ہیں اول کے فرزند عبد الصمد خا
الخاطب فیض خانی بسبب سرکار بغرض تعلیم ولایت گئے ہوئے ہیں۔ دوسرے عبد الغنی خان صاحب اور بھی علاقہ میں معزز منصب دار ہیں
تیسرے محمد عبد الغفار خان صاحب جو خورشید جاہ کے آخری زمانہ تک صدر بخشی فوج و ایڈیکانگ اور مختار کل تھے اور بسبب ناراضی ہوکر
من الوجوہ) علاقہ سر و قلا الامرا مرحوم میں صدر تعلقدار ہوئے۔ اور نواب محمد ولی الدین خان بہادر کے معتمدین میں خاں صاحب موصوف نہایت ذی استعداد

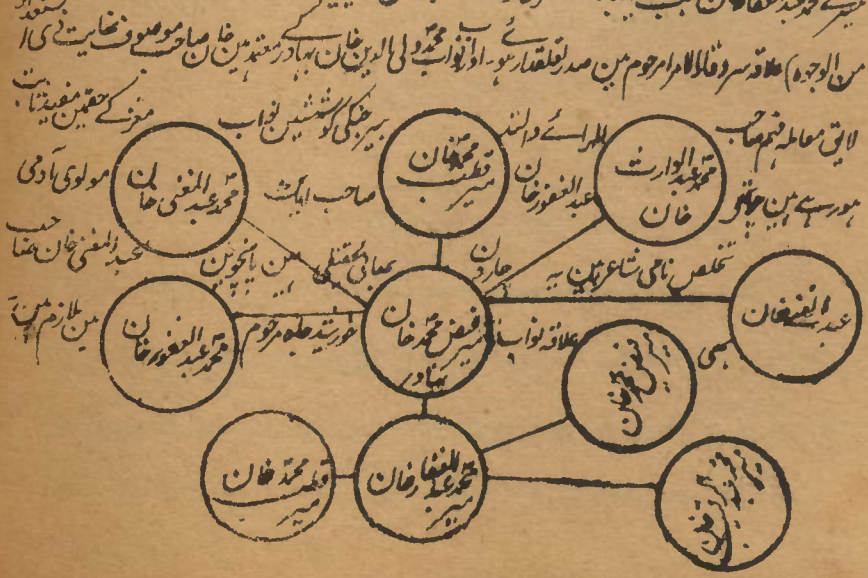

مقام الدولہ احمد یار جنگ

نواب احمد علیخان بہادر

۲۱۶

خاندان آپ کا اصلی نام احمد علی تھا۔ آپ نواب غالب جنگ مقام الدولہ مرحوم کے حقیقی بھانجے تھے۔ ابتداءً آپکے ماموں صاحب (بعہد حضرت غفران منزل وزارت مہاراجہ چندو لال بہادر) منیر الملک بہادر کے علاقہ میں عہدہ پر تھے۔ چونکہ ان کی فطرت میں سپاہگری اور جان نثاری کا مادہ زیادہ تھا۔ اسلئے اپنی کارنمایان کی وجہ سے بہت تھوڑے عرصہ میں ترقی پائی اور ناموری حاصل کی۔ بعد انتقال نواب منیر الملک بہادر جس وقت سراج الملک بہادر کی دیوڑھی پر چڑھائیون کا حملہ ہوا۔ غالب جنگ مرحوم سراج الملک بہادر کی پیشی میں باریاب تھے۔ اور نواب مختار الملک اولے (جو اوس وقت نہایت کم سن تھے) بھی موجود تھے جب حملہ نے ترقی پائی۔ نواب غالب جنگ نے نواب مختار الملک اولے کو آمنہ نوکر محل کے اندر کردیا اور نواب سراج الملک بہادر کو اپنے پس پشت کرکے خود دست بقبضہ مشیر ہوئے۔ بعد جنگ و جدال و کشت و خون اونکو پسپا کیا۔ اور نواب سراج الملک بہادر کو بال بال بچالیا۔ اس شجاعت و جانبازی کیوجہ سے آپکی قدر و منزلت میں روز افزون ترقی ہونے لگی۔ اوس روز سے خاصہ بھی مقرر ہوا۔ اور کل سوار جمعیت و عروب علاقہ خالگی نواب سراج الملک بہادر کے انمیں بنائے گئے۔ اسکے علاوہ جمعیت علاقہ دیوانی بھی سپرد ہوئی۔ اور نواب غالب جنگ خطاب عطا ہوا۔ نوبت عماری، پیمانہ، اسپ، پالکی، جاگیر وغیرہ سے بھی ممتاز کیے گئے چونکہ غالب جنگ اولے کو کوئی اولاد ذکور نہیں تھی اسلئے اپنے دونوں حقیقی بھانجوں کو عزیز رکھتے تھے۔ اور اون کی پرورش و تعلیم و تربیت بھی اچھی طرح کرتے تھے اور ہمیشہ دربار میں لیجاتے تھے۔ اور امتیازی منصب بھی اجرا کرادیا تھا جب دوسرا ہنگامہ پیدا ہوا تو نواب سراج الملک بہادر پر پیدا باغ میں حملہ ہوا تو اوسوقت غالب جنگ بہادر اور اون کے دونوں بھانجے نواب مسلم جنگ (جنکا تذکرہ قبل ازین ہوچکا ہے) اور نواب احمد یار جنگ بہت کچھ جانثاری کرکے اوس فتنہ کو فرو کیا۔ یہ اون کا سلوک خاندان ہر سالار جنگ کے ساتھ ہر وقت اور ہر موقع پر جو ہوتا رہا۔ نواب مختار الملک اولے کو اس کا زیادہ تر خیال رہا جسوقت نواب مختار الملک اولے عہدہ دیوانی سے سبکدوش ہوئے تو اسکا زیادہ تر لحاظ ملحوظ رکھکر (بعہد حضرت مغفرت مکان) نواب غالب جنگ بہادر کو

فرمایا
قمقام الدولہ خطاب عطا فرمایا اور شہر پناہ کی جمعیت سوار و پیدل یعنی۔ توپخانہ امتیازی وغیرہ علاقہ دیوانی ہمراہ فرمایا
اور دو جاگیریں بھی عنایت کیں اور نواب احمد یار جنگ۔ نواب مسلم جنگ کو بھی سوا سو عرب اور دو جاگیریں اور خطابات
دیئے۔ اسپ پنیل چتر وغیرہ لوازمہ اعزازی مرحمت کیا جب غالب جنگ اولے کے انتقال کا وقت آیا تو بوجہ نابالغی کے اپنے
دونوں بہانجوں کو اپنا وصی اور قائم مقام مقرر کیا۔ اور ۲۶ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۸ھ کو اس جہان فانی سے رحلت کی۔ نواب
مختار الملک بہادر نے حسب وصیت تجہیز و تکفین کے کل جمعیت و لوازمہ اعزازی جاگیرات وغیرہ دونوں بہانجوں میں تقسیم فرمادی جس وقت
مختار الملک بہادر نے لنڈن کا سفر فرمایا اس وقت نواب احمد یار جنگ اور مسلم جنگ ہمراہ تھے۔ بعد انتقال مختار الملک
نواب عماد السلطنت نے بھی اپنے دیوانی کے زمانہ میں آپ پر بیحد نوازش مبذول فرمائی۔

خطابات سنہ ۱۳۰۰ھ میں عید الفطر کے دربار کے موقع پر آپکو خطاب قمقام الدولہ عطا ہوا۔ آپنے میں جیتک قدم بقدم
اپنے مورث اعلیٰ نواب غالب جنگ اولے کے رہکر نہایت عزت و نیکنامی اور خیر خواہی کارکے ساتھ اپنی اوقات بسر کی۔ آخر
۲۰ ربیع الثانی سن ۱۳۰۰ کو اس دار فانی سے راہی خلد بریں ہوئے۔ اور اپنے خاندانی مقبرہ واقع علی باغ میں مدفون ہوئے
اور آپ کا کل کارخانہ آپکے دو بیٹوں پر علے السویہ تقسیم پایا۔ آپکے تین صاحبزادے تھے ایک خلف اکبر قادر علی نے تو
عنفوان شباب میں آپکی حیات ہی میں انتقال کیا۔ اور خلف دوم محمد عبد الرزاق نے حال ہی میں نوجوان سن ۱۳۲۰ھ
میں بعد انتقال آپکے بگذاشت یک فرزند کم سن رحلت کی۔ خلف سوم محمد عبد الجبار صاحب کم سن اس وقت موجود
ہیں۔ ایک عرصہ تک ان کم سن صاحبزادوں کی ذات و جائداد کورٹ آف وارڈز کی نگرانی میں تھی۔ لیکن اب انکی
والدہ مدبۃ النساء بیگم صاحبہ کے اطمینان اور نگرانی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ گو یہ بیگم صاحبہ فرقہ اناث سے ہیں مگر
نہایت ہی لائق اور ہوشیار ہیں جس کی دلیل میں یہی ہے کہ بلا کسی شکایت و خرقہ کے کل جائداد کے انتظام
بحال اور جمعیت کی نگہداشت سجاگیرات کا انتظام پوری پوری طور پر کر رہی ہیں۔

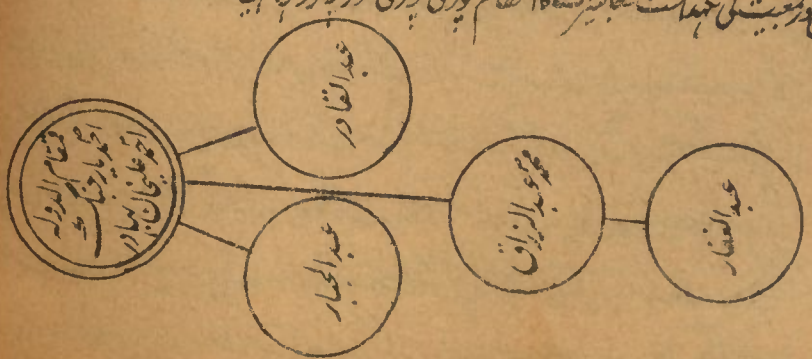

قوی جنگ
میر غضنفر علیخان بہادر
۲۱۸

آپ کا اصلی نام میر غضنفر علی عرف جانی بادشاہ تھا۔ اور آپکے جد اعلےٰ سید صادق خان بہادر لب چاک تھے۔ جس خاندان علی شان کے تفصیلی حالات برادر علیخان بہادر بہرام جنگ بہرام الدولہ کے تذکرہ نمبر (۵۰) صفحہ از ۱۰۵ تا ۱۰۸ مین بتلائے گئے ہین اب مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے حالات مذکورہ مین یہ بتلایا گیا ہے کہ میر زین العابدین خان سلوت جنگ بہرام الدولہ بہرام الملک کے پانچ صاحبزادے تھے۔ چنانچہ خلف دوم سید غیرت خان بہرام الدولہ بہادر آپکے (قوی جنگ مرحوم) جد تھے۔ اون کے فرزند موسیٰ رضا خان اپنے آبائی جاگیرات و مناصب سے سرفراز اور اخلاق و مروت مین ممتاز تھے۔ اون کے فرزند میر غضنفر علیخان آپ (میر غضنفر علیخان قوی جنگ) فارسی اور اردو مین لیاقت و سیاق مین ماہر تھے۔ اور اپنے آبائی ۱۲ ہزار کی جاگیر سے سرفراز۔ آپکو میر حیات علیخان بہادر عصام الدولہ (عرض بیگی) کی اکلوتی صاحبزادی منسوب ہوئین چنانچہ بعد انتقال عصام الدولہ بہادر کے بوجہ عدم موجودگی فرزند نرینہ خدمت عرض بیگی پر بارگاہ خداوندی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے آپنے ہی سرفرازی پائی۔ اور مرحوم کے جاگیرات وغیرہ بھی آپ ہی پر بحال ہوئے۔ سنہ ۳۱ آمین عین حکمرانی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے روز خطاب خانی و بہادری قوی جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے ممتاز ہوئے۔ آپ اپنی خدمت مفوضہ کو نہایت مستعدی اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے تھے۔ اور ہمیشہ حاضر دربار بارگاہ سلطانی رہتے تھے۔ افسوس ہے کہ عالم جوانی خرابی جگر کے عارضہ سے ۲۲ رمضان سنہ ۳۳ آمین دار البقا ہوئے۔ آپکے انتقال کے ساتھ خدمت عرض بیگی کا (جو حسب دستور سلاطین مغلیہ قدیم سے رائج تھے) بھی خاتمہ ہوگیا۔ بایں کام عرض بیگی کا حسب فرمان اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ ابد یگانگ شاہی انجام دیتے ہین آپ خوش اخلاق۔ وجیہ۔ خوبصورت۔ ذیمرت۔ فیاض طبیعت۔ برخوردار تھے۔ آپکی یادگار ایک صاحبزادی ہین جنکی شادی حال ہی مین نواب سلیمان علی مرزا صاحب فرزند نواب ناظم الدولہ بہادر (نواب مجھلی بند) سے ہوئی ہے)

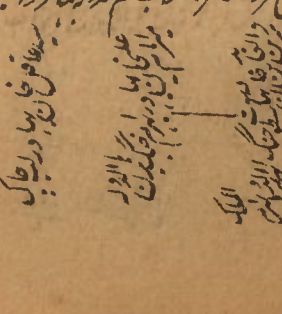

قوت جنگ

فیاض الدین علیخان بہادر

۲۱۹

آپ نواب میر محمد حسن خان قدیر جنگ قوت یار الدولہ بہادر کے فرزند اکبر ہیں۔ سلسلۂ نسب پدری حالات نواب قدیر جنگ بہادر میں مندرج ہے اور سلسلۂ نسب مادری حسب ذیل مغفرت مآب نواب آصف جاہ بہادر اولے تک پہونچتا ہے۔

---

* (ترجمہ انخاب از شجرۂ آصفیہ۔ صفحہ بستم سطر ۵)۔ وزیر الممالک کی تیسری صاحبزادی رجن بیگم صاحبہ مسمات قطب الدین خان پسر عظیم اللہ خان سے منسوب ہوئیں (ایضاً صفحہ ۲۷ سطر ۸)۔ رجن بیگم صاحبہ صبیۂ وزیر الممالک۔ محمد قطب الدین خان نبیرۂ استقامت جنگ ظہیر الدولہ سے منسوب ہوئیں اون سے دو فرزند اور ایک صبیہ تولد ہوئے۔

فرزند اول محمد علیخان جو فضل النسا بیگم صاحبہ صبیۂ عماد الملک غازی الدینخان جاں سے منعقد ہوئے اون سے دو فرزند تولد ہوئے خلف اول میر برید الدینخان صاحب گوہر النسا بیگم صبیۂ معظم جاہ ابن غازی الدینخان جاں سے منسوب ہو کر لاولد فضا کی۔ پسر دوم میر قطب الدینخان معروف بہ میر محمد حسین خان امیر النسا بیگم صاحبہ صبیہ زادی خان نبیرۂ فرخ جنگ بن آصف جاہ مرحوم سے منسوب۔ اون سے دو دختر ایک ماہرو بیگم صاحبہ ناکتخدا فوت دوم فاطمہ بیگم صاحبہ جو میر عزیز الدین علیخان صاحب سے منسوب ہوئیں اون کے بطن سے ایک فرزند میر فیاض الدین علیخان صاحب جو کریم النسا بیگم صاحبہ نبیرۂ سلامت جنگ سے منسوب (صفحہ ۳۵ سطر ۱) جلال الدین سلطان کی صاحبزادی طلعت النسا بیگم صاحبہ عرف بیگم پادشاہ خواجہ سعید الدین خان (نبیرۂ حارث الدولہ بہادر) سے منسوب ہوئیں اون سے دو پسر اور ایک صبیہ۔ اول خواجہ نور الدین خان عظمت جنگ دوم خواجہ غلام الدین خان جنگ اور صبیہ کریم النسا بیگم صاحبہ میر فیاض الدین علیخان صاحب المتخلص بندہ سے منسوب اون سے دو صاحبزادیاں ایک فوت النسا بیگم صاحبہ ناکتخدا فوت۔ دوم میز النسا بیگم صاحبہ۔ یہ قدیر جنگ خلف قوت جنگ سے مزدج ہوئیں۔ اولنے دو پسر و ایک صبیہ۔ پسر اول میر ابو الفخر خان۔ لاولد فوت۔ پسر دوم میر فیاض الدین علی خان قوت جنگ (جنکا نام نامی عنوان میں درج ہے)۔ اور صبیہ عزت النسا بیگم صاحبہ۔

اس سلسلہ کی تفہیم کے لئے ذیل میں شجرہ درج ہے۔ ۱۲ مولف۔

آپ (صاحب تذکرہ) ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۹۶ھ ہجری مین پیدا ہوے اور ۱۲۹۸ھ ہجری مین بعمر ہشت سالگی مدرسہ
اعزہ مین بہمراہی برادر بزرگ خود میر ابوالفخر خان مرحوم داخل ہوے۔ جہان ۱۳۱۲ھ تک عربی۔ فارسی اور انگریزی
کی تعلیم پائی۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ کو جب آپکے برادر بزرگ نے انتقال کیا تو قدمت دار دنگی گرد مبارک سے سرفراز ہوے
اس زمانہ مین سواری مبارک حضرت اقدس و اعلیٰ رونق افروز معسکر گولکنڈہ تھی اور آپ کے والد مرحوم مصاحبین خاص مین منسلک تھے۔
چونکہ فرزند اکبر کا انتقال ہو گیا تھا اور آپکا پالنے والا سوا کے زیر نظر رہنا اور لوگونکو تسلی دینا لازمی تھا اسلئے آپکے والد نے
آپکو مدرسہ سے علیحدہ کر کے خانگی تعلیم دلانی شروع کی۔ اور رینڈگ سکول گولکنڈہ لائبریری مین بھی بغرض قواعد آموزی
شریک کئے گئے۔ چونکہ رینڈگ اسکول ڈیوڑہی مبارک اور نواب فخر الملک بہادر کے مکان کے مابین واقع تھا
اسلئے آپکے والد بزرگوار خصوصاً بوقت حضوری ڈیوڑہی مبارک آپکی تعلیم کے لحاظ سے رینڈگ اسکول تشریف لاکر
آپ کو محنت کے متعلق اور قواعد آموزون کو طرز تعلیم قواعد کے لئے ہدایات فرماتے رہتے تھے۔ اس اثنا مین آپکی
شادی کا تقرر دختر میر صفدر علیخان ابن میر ہدایت علی خان نبیرہ یکہ تاز جنگ احسن الدولہ مرحوم سے ہوا اور آپ بحصول
رخصت دیا سگاہ کو کبہ جلال ہمایون سے بلدہ آئے۔ چنانچہ ۲۵ شعبان ۱۳۱۳ھ کو آپ کا عقد ہوا۔ اور اعلیحضرت
خلد اللہ ملکہ نے اپنے دست خاص سے سہرہ باندھنے کی عزت سرفراز فرمائی۔ علاوہ برین بازگشت کے ملاحظہ کے لئے
سواری ہمایون قلعہ سے محل سرائے پرانی حویلی کو رونق بخش ہوی جس وقت جلوس بازگشت روانہ ہوا حضرت
اقدس و اعلیٰ نے بمراحم خسروانہ و بندہ نوازی دروازہ دیوڑہی مبارک پر تشریف فرما ہو کر ملاحظہ فرمایا۔ اور آپکے
جد امجد قوت جنگ قوت یاور الدولہ اور آپ کے والد قدیر جنگ بہادر دو عم محترم نواب تہمتن جنگ بہادر و
نواب محی الدولہ بہادر داماد قدیر جنگ قوت یاور الدولہ نے جو عماریون مین سوار تھے اور نذر کرآداب بجالاے۔ مگر افسوس ہے کہ
رمضان ۱۳۱۳ھ مین ان معظم مکانی کا انتقال ہو گیا۔ جنکی یادگار اسوقت ایک فرزند سید محمد خان اور ایک صبیہ (جو نواب عزت یار خان
محی الدولہ مکرم الملک صدر الصدور سرکار عالی کے محل محترمہ ہین) موجود ہین ۱۳۱۴ھ آمین جبکہ سواری مبارک اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ
رونق افروز مکان نا مکمل مجبوبہ پرنگ بہادر ہوی تو آپکو (صاحب تذکرہ) بغرض انتظام ڈیوڑہی مبارک بازگشت باغ ہمایون شب و روز
حاضر بارگاہ فلک اشتباہ رہنا پڑا۔ چنانچہ جس روز سر آسمان جاہ مغفور نے نذر سرفرازی خلعت وزارت گذرانی تو آپ پیشگاہ
ملازمان اقدس و اعلیٰ مین حاضر تھے۔ اسکے بعد آپنے انتظام امور خانگی و جاگیرات کا بار اپنے ذمہ لیا جسمین بائیس برس

انتظام و اہتمام فرمایا۔ اور آمدنی جاگیرات مین ایک معتدبہ اضافہ کیا۔ آپکے والد مرحوم نے آپکو اپنے سامنے ہی کئی سال پیشتر سے تمام خاندان کا سرپرست مقرر فرماکے کارہائے خانگی و سرکاری مین از خود تامل و دخیل و مختار کیا تھا۔ چنانچہ اونکے زمانۂ حیات مین ہی حسب فرمان قدسی اعلیحضرت ظل اللہ ملکہ سانبر و چتپل وغیرہ جاگیران سرکاری باغ عام سے نکلکر گاہ مبارک مین آپکے زیر نگرانی منتقل ہوے تھے۔ اور آپکی لیاقت و نیکروشی سے نواب سر وقار الامرا بہادر مرحوم اسقدر خوش تھے کہ بالآخر اپنی صاحبزادی عالم مرتبت (جو عالیجناب حضرت داور النسا بیگم عرف جہاندار النسا بیگم صاحبہ حضرت مغفرتمکان افضل الدولہ بہادر کے بطن سے ہین۔ اور عالیجناب نواب سلطان الملک بہادر کی خواہر حقیقی ہوتی ہین) آپکے حبالۂ عقد مین دی۔ چنانچہ ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ مین آپکی شادی نہایت تزک و احتشام کے ساتھ آغاز ہوکر ۱۹ ماہ مذکور کو عقد خوانی ہوی۔ آپ اپنے والد کے انتقال سے تمام انتظام امور خانگی کے سرپرست و ذمہ دار ہین اور جاگیرات مین عدالتی اختیارات بھی حسب الحکم عالیجناب مہاراجہ مدار المہام بہادر سرکار عالی آپکے نام بحال ہین۔ سب سے زیادہ قابل قدر یہ امر ہے کہ آپ اپنے بھائیونکے اسقدر نازبردار ہین کہ وے سب باتفاق دیگ بہتی و محبت باہمدگر بسر فرماتے ہین۔

آپکو شاعری کا بھی مذاق ہے۔ فارسی کلام کہتے ہین۔ فیاض تخلص ہے۔ صاحب دیوان ہین۔ تلمذ اپنے والد مرحوم سے حاصل ہے علاوہ برین آپنے صرف۔ نحو۔ منطق۔ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ مین متعدد نامی اساتذہ سے استفادہ حاصل کیا ہے۔

خطاب ۱۳۱۲ھ کے سالگرہ ہمایون کے موقع پر خطاب خانی و بہادری اور اپنے جد مغفور کے خطاب قوت جنگ منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی ہے۔

بہرحال آپ من جمیع الوجوہ جملہ صفات حسنہ سے بہرہ مند ہین۔

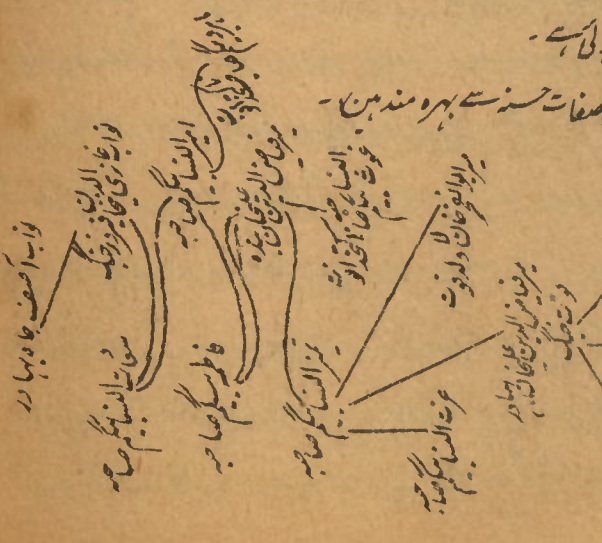

قادر الملک قادر جنگ قادر الدولہ سید کلیم اللہ خان بہادر

۲۲۰

خاندان آپکے جد اعلیٰ سید نور الاعلیٰ صاحب خلف سید نور الہدیٰ صاحب اورنگ آبادی تھے۔ جو اپنے والد کے ہمراہ حج و زیارت عتبات عالیات سے فارغ ہو کر عہد حضرت غفران مآب میں وارد حیدرآباد دکن ہوئے۔ ہزارہا اشخاص کو آپکے فیض صحبت نے علوم ظاہری و باطنی سے مستفیض کیا۔ تقویٰ و ورع آپ میں انتہا درجہ کا تھا۔ کسیکی یہاں آمد و رفت بالکل بند تھی۔ دو دفعہ خود حضرت غفران مآب دعوت میں آپکے پاس رونق افروز ہوئے تھے۔ آپکی نماز جماعت کبھی قضا نہیں ہوئی تھی قائم اللیل و صائم الدہر تھے۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۲۳۴ھ میں بعمر ۸۰ سالہ راہی خلد برین ہوئے۔ اور اپنے فرزند سید نور الاصفیا صاحب کے تیار کردہ باغ واقع عیدگاہ میں دفن ہوئے۔ آپکے تین خلف۔ سید نور الانبیا۔ سید نور الاولیا۔ سید نور الاصفیا۔ نمبر سوم نے ہی قدم بقدم اپنے والد کے درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ مجلس وعظ و اعراس بزرگان دینی سے بہت شغف تھا۔ چند روز کرنول میں نواب الف خانصاحب کے پاس (جو آپسے اتحاد قلبی رکھتے تھے) اقامت گزین تھے۔ بعدہ مابین شمس الامرا بہادر و مہاراجہ چندو لعل بہادر عہدہ وکالت کو سرانجام دیتے رہے۔ ترقی دینوی بھی بخوبی ہوئی۔ سواران جوانان۔ جاگیرات و تعلقداری سے ممتاز کئے گئے۔ اور مہاراجہ بہادر کے پاس سے بھی قریب تیس ہزار روپیہ کے جاگیر معاش قرار پائی۔ چار پالنج زنجیر ہاتھی۔ دس بارا گھوڑے عربی اور کاٹھیوار۔ دکھنی۔ بیش قیمت ہمیشہ حاضر رکاب رہتے تھے۔ اور ہزار روپیہ کے خرچ سے فاتحہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم۔ فاتحہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ فاتحہ جناب امام حسین علیہ السلام۔ نیاز حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے حسینی حیدرآباد کے تمام علما و فقرا۔ امرا وغیرہ شریک ہوتے تھے۔ آخر ۱۲۵۵ھ میں رحلت فرمائے۔ آپکے فرزند خطاب قادر جنگ قادر الدولہ سے ممتاز ہوئے۔ اور تمام آبائی جاگیرات و مناصب سے سرفراز۔ علاوہ بریں عالم فاضل واعظ بے بدل صاحب علوم معقول منقول جامع فروع و اصول تھے آپکے تین فرزند جو صاحب منصب و جاگیر تھے۔ اور خطابات سے سرفراز۔ اول قدرت جنگ مرحوم۔ دوم سلطان یار جنگ منصور۔ سوم سید کلیم اللہ خان بہادر۔ ہر حضرات کی اولاد امجاد موجود ہے جنکے تذکرے اپنی اپنی جگہ پر لکھے جائینگے۔

سید کلیم اللہ خان بہادر ۱۲۶۶ھ مین پیدا ہوے۔ آپکی تخت نشینی صیغہ وقار جنگ مرحوم المعروف امیر میان (جو نواب رشید الدینخان وقار الامرا بہادر کے پوتی ہوتی تھین۔) عمل مین آئی ۱۲۹۶ھ مین زمانہ نیابت رشید الدینخان بہا عہدۂ آتالیقی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ و مضافات خاص سے سرفراز ہوے۔ اکثر سفر ہاے کلکتہ (اول) نیلگری وغیرہ مین ہمراہ رکاب رہے۔ خانی اور بہادری کا خطاب عہد حضرت مغفرت مکان مین عطا ہوا تھا ۱۳۰۱ھ کے جشن نوروز مین خطاب وقار جنگ و منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم سرفراز ہوا ۱۳۰۳ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر قادر الدولہ خطاب منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ مرحمت ہوا ۱۳۰۵ھ کے سالگرہ ہمایون مین قادر الملک کا خطاب چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے مباہی مفتخر ہوے۔ علاوہ برین نوبت روشن چوکی وغیرہ سے بھی ممتاز ہوے۔ اور تقرب خاقانی ترقی پایا۔ ہمیشہ حاضر دربار رہنے لگے۔ نوازشات شاہانہ کی بوچھار ہونے لگی۔ ناظم تقسیم محلات مبارک مہتمم باغات کے خدمات سے بھی مستفیض ہوے۔ ایک زمانہ دراز تک ان خدمات لائقہ کو انجام دیتے رہے مگر آخر مین تقدیر نے پلٹا کھایا۔ ۱۳۱۸ھ مین خدمات متعلقہ سے سبکدوش کئے گئے۔ اور ۱۳۱۹ھ مین بعارضۂ استسقا انتقال فرمایے۔ آپ انتہا درجہ کے خلیق۔ اتحاد و وداد مین یکتا۔ محبت و مروت مین فرد فرید تھے۔ اسوقت آپکے اکلوتے فرزند ارشد مولوی نور الحسنین صاحب موجود ہین۔ جو اس عنفوان شباب مین علوم معقول و منقول سے کامیاب۔ تفسیر و حدیث سے بہرہ ور۔ قاری۔ خوش الحان۔ حسن سیرت و صورت سے عیان ہے

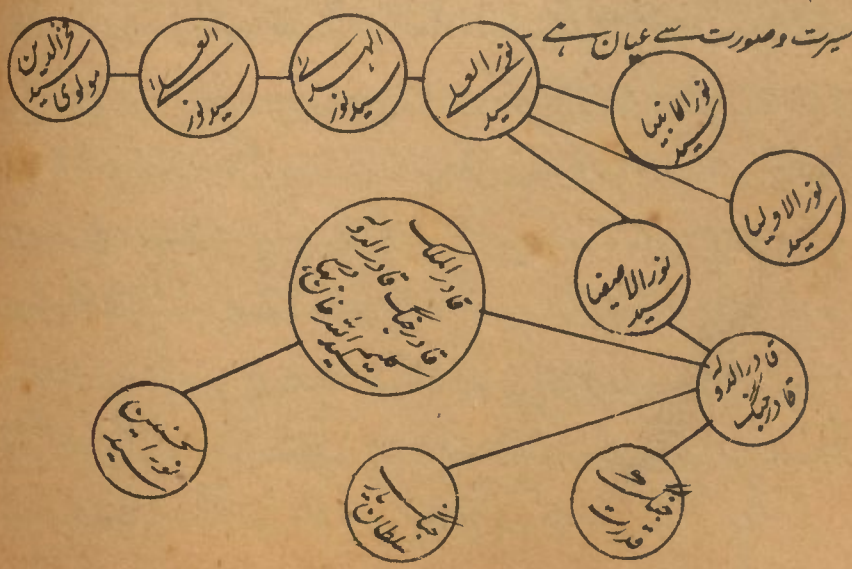

قہار جنگ
احمد بن شاہ شمس خان بہادر

۲۲۱

خاندان } آپکا اصلی نام احمد بن شاہ شمس ہے۔ آپ کے بزرگ نواح یمن کے رہنے والے تھے۔ ابتداءً آپکے والد۔ محمد بن شاہ شمس (بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر) وارد حیدرآباد دکن ہوے۔ تقدیر نے یاوری کی۔ کارہا نمایان سرزد ہوے جسکے صلہ مین بارہ سو روپیہ تنخواہ اور بارا سو عروب کی جمعداری سے سرفرازی پائی۔ قہار جنگ خطاب بھی عطا ہوا۔ اور بھوپے خانصاحب خلف ازدار الدولہ بہادر کے دختر نیک اختر سے شادی کی جس سے ایک چھوٹی سی جاگیر (سمت ۲۰ روپیہ کی حصہ مین آئی جو اب تک آپکی اولاد کے نام جاری ہے۔ آپکو دو فرزند اول احمد بن شاہ شمس (جنکا یہ تذکرہ ہی) دوم عبداللہ محمد بن محمد (جو دو سو روپیہ تنخواہ اور دو سو عروب کی جمعداری سے ممتاز ہین۔ ایک فرزند محمد بن عبداللہ نامی موجود ہے) بعد انتقال قہار جنگ اول کے احمد بن شاہ شمس کے نام بارا سو روپیہ ملہوارا اور بارا سو عروب۔ میانہ وغیرہ اجرا ہوے۔ مگر جس زمانہ مین کہ عروب نے دنگا و ہنگامہ کیا تھا۔ اوسمین آپکی شرکت کا خیال سرکار عالی کو ہوا جسمین تنخواہ اور منصب عروب لے لئے گئے۔ اسوقت آپکو صرف چھوٹی جاگیر باقی ہے اور صیغہ انفصال مقدمات عروب علاوہ نظم جمعیت بھی آپکے تفویض ہے۔ ہان آپکے خلف اکبر محمد بن احمد بن شمس کے نام دو سو روپیہ اور پچیس عروب جو سابق مین تھے وہ بحال ہین۔ اور خلف اصغر عبداللہ بن احمد کے نام بھی سو روپیہ نظم سے ملتے ہین۔

خطاب } سنہ ۱۳ مین آپکو خطاب خانی و بہادری۔ قہار جنگ منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم عطا ہوا۔ آپکا سن اسوقت ۵۰ سال کا ہوگا۔ فارسی عربی مین لایق۔ اخلاق و مروت مین بے مثل ہین۔

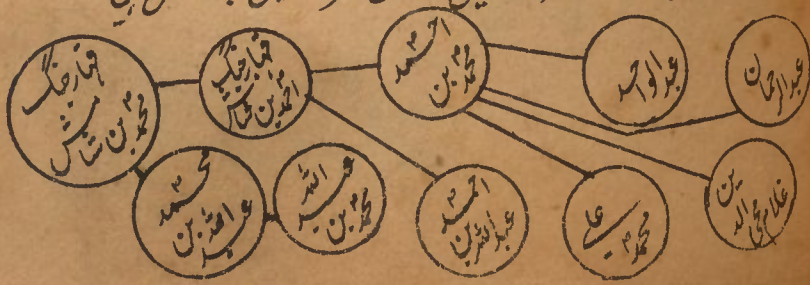

قادر علیخان بہادر

۲۲۲

خاندان] آپ خاندان محمد اعظم خان اعظم الملک بہادر کے چشم و چراغ ۔ اور بہبود علی خان بہادر کے بڑے بھائی ہین
آپکے خاندان کا تفصیلی حال ردیف ب نمبر (۵۲) صفحہ (۱۱۰ و ۱۱۱) مین آپ کے چھوٹے بھائی بہبود علیخان
بہادر کے تذکرہ مین لکھدیا گیا ہے ۔ اسلئے یہان قلم انداز کیا گیا ۔ بجز اسکے اس ریاست امدت کے ایک
قدیم معزز خاندان یعنے نواب اعظم الملک بہادر کے نبیرے ہین ۔ اور ساٹھہ ہزار کلدار کے جاگیردار ۔ علاوہ برین
بہت سی املاک غیر منقولہ از قسم ملکیات و مکانات وغیرہ موجود ہے ۔ جسکا کرایہ اس وقت تخمیناً پانسو روپیہ ماہانہ
سے کم نہ آتا ہوگا ۔ الغرض آپ صاحب ثروت و دولت ۔ ذی روش امیر ہین ۔
آپ کی (قادر علی خان بہادر) علمی لیاقت بھی اچھی ہے ۔ اخلاق و مروت مین بھی مستثنے ہین طبیعت فیاض
اور پر شیم واقع ہوئی ہے ۔ اتحاد و محبت مین یکتا ہین ۔ آپ کو دو صاحبزادے ہین سکندر علی خان
بندہ علی خان جو لایق اور ہوشیار ۔ زیور علم سے آراستہ ہین ۔

آپ میر امود خان قوت جنگ قوت یاور الدولہ بہادر مغفور (جو سواری اسپ نشانہ اندازی مین فرد فرید دامارت و تمکنت مین مشہور روزگار تھے) کے خلف اکبر تھے مغفور مغ نے بعمر ہشتاد و چہار سالگی اپنے خلف اصغر نواب بہتن جنگ کے انتقال ملال کے باعث جلت پائی۔ وفات سے دو ماہ پیشتر تک مغفور کی مشق سواری اسپ جاری تھی۔ آپکے بزرگون کا اصل وطن اندجان توابع بخارا ہے اور سلسلۂ نسب سیادت حضرت سید ناسید مخدوم تک پہنچتا ہے آپکے خاندان مین میر حمزہ صاحب پہلے شخص تھے جو وطن اصلی سے وارد ہندوستان ہوے۔ اور آپکے جد اعلے خواجہ عبدالرحیم خان میر احمد خان حضرت زندہ پیل احمد خان اور حضرت باقی باللہ صاحب قدس سرہما کے معزز و غیرہ سلطنت مغلیہ مین نہایت ہی اعزاز و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ و نیز خدمات اعلے سے سرفراز و ممتاز تھے چنانچہ شہنشاہ باقی باللہ صاحب قدس سرہما کے معزز و غیرہ سلطنت مغلیہ مین نہایت ہی اعزاز و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ و نیز خدمات اعلے سے سرفراز و ممتاز تھے چنانچہ شہنشاہ اورنگزیب خواجہ عبدالرحیم خان خدمت ارزگی بیوتات پر مامور تھے جب قلعہ گولکنڈہ مفتوح ہوا تو اورنگزیب نے اونکو ناظم خزاین قلعہ اور ملک مفتوح کا منصب سپرد فرمایا۔ کلمات طیبات (مآثر عالمگیری) مین عالمگیر نے خواجہ عبدالرحیم خان کے نسبت (اونکی وفات کے بعد) اسطرح فرمایا ہے۔ (ترجمہ) خواجہ عبدالرحیم خان نے قضا کی وہ ہمارے پاس پسند نہ تھے۔ اور جلوداری سے بہرہ تمام رکھتے تھے الی آخرہ۔ مصنف مفاتیح گولکنڈہ نے بھی عوض خدمت احتساب کی تصدیق کی ہے و نیز سیر المتاخرین جلد اول مین بھی اسکی کیفیت درج ہے۔

حضرت باقی باللہ صاحب قدس سرہم۔ جلوداری ضمناً ذکر کی نسبت تزک جہانگیری جلد دوم باب ۱۹ صفحہ ۲۰۴ مین مسطور ہے کہ شاہجہان اور شیخ باقی باللہ صاحب شاہ فتح الرحمن صاحب میدان جنگ مین ہمراہ رکاب تھے۔ ان واقعات کا ذکر صاحب سیر المتاخرین نے بھی اپنی دوسری جلد مین جہان کردہ عبدالغنی ابن میر عبدالرحیم کی وفاداری لکھا ذکر کیا ہے اسطرح لکھتا ہے کہ انہون نے شہور وزیر عبداللہ خان قطب الملک کے شاہ اونکی سازشون کی نسبت مقابلہ کیا تھا۔ جو ۱۱۳۱ھ مین بادشاہ کی مخالفت مین گرفتار ہوے تھے اور ایک قلم پر یون تحریر کرتا ہے کہ میر احمد خان ثانی کشمیر کے حاکم مقرر کیے گئے۔ تراجم السعدین مین لکھا ہے کہ میر احمد خان حکومت برہان پور مین شاہزادہ بیدار بخت کی طرف سے وکیل تھے۔ بہرحال صاحبزادہ کرام کے اجداد بعید حضرت مغفرتمآب داخل کمن ہے۔ اور میر ابوالفخر خان سردار جنگ معتمد الدولہ بہادر صاحبزادہ کرام نے باقوال صاحب تزک آصفیہ حدیقۃ العالم ۱۱۶۷ھ مین بعد عزل حیدر یار خان شیر جنگ خدمت وزارت سے سرفرازی پائی۔ چنانچہ آخر الامر بھی قول صدر کا وید ہے۔ آپنے (صاحبزادہ کرام) اپنے عم میر عبدالسلام خان (میر محمد علی خان

حسام جنگ صارم الدولہ ابن میر عبد السلام خان قوام الدولہ ابن صمصام الملک شاہ نواز خان فرزند اعظم نواب صلابت جنگ بہادر مغفور کے فرزند تھی کہ زیر سایہ پرورش پائی تھی۔ آپکو حضرت میر فیاض الدین علیخان قدس سرہ العلی المتخلص بندہ۔ (جنکے قصائد غنیمتہ کرامتون سے شرف سے عرب تک شہرت پائی ہے) کی صاحبزادی منسوب تھین جن کے بطن سے فرزند اکبر میر ابو الفتح خان مرحوم میر فیاض الدین علیخان قوت جنگ عالم اور ایک دختر متولد ہوے حضرت ممدوح بواسطہ پھوپھی نواب سلطان الملک ابن غازی الدین خان فیروز جنگ ابن مغفرت آب آصفجاہ بہادر کے نواسے تھے۔ جنکا سلسلۂ نسب میر فیاض الدین علیخان قوت جنگ عالم کے تذکرہ مین تفصیلاً درج ہے ۱۲۸۵ھ سنہ ہجری مین جب حضرت علیہ الرحمہ نے وصال فرمایا تو اونکی جاگیر معاش و املاک و مناصب و خدمات وغیرہ آپ ہی کے قبض و تصرف مین آئین۔

آپکو حدیث و فقہ و تفسیر مین تبحر حاصل تھا۔ وغیرہ مین دسترس بھی تھی۔ بالخصوص تاریخ دانی و علم موسیقی مین یکتاے روزگار تھے۔ فن عروض و شاعری تو آپکا روزانہ مشغلہ تھا چنانچہ آپکا دیوان اشعار فارسی یادگار باقی ہے جس سے آپکی لیاقت کا اندازہ معلوم ہو سکتا ہے۔ قومی تخلص کرتے تھے۔

۱۲۶۸ھ سنہ ہجری مین آپنے پہلی لائف مین قدم رکھا۔ یہ زمانہ سیر آرائی حضرت مغفرت منزل نواب طراز الدولہ بہادر کا تھا۔ چنانچہ بمنگاہ سلطانی آپنے جاگیر و منصب حاصل کی اور حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر نے ۱۲۷۵ھ سنہ ہجری مین مواضع عنبر پیٹہ کلان و یاجمال وغیرہ عنایت فرماکر آپکے تفویض فرمائی۔ جسکے باعث اکثر نزف باریابی حاصل ہوتا رہا۔ ۲۳ شوال ۱۲۸۶ھ سنہ ہجری کو آپ مستقل بولپس کمپنی تعینات ہوے۔ ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ سنہ ہجری کو ناظم تنقیح ممالک محروسہ سرکار عالی کی خدمت پائی۔ اور تمام اضلاع سرکار ابد قرار کا دورہ کیا۔ ۱۵ رمضان ۱۲۹۵ھ سنہ ہجری کو معتمد فوج بقاعدہ و منصب تنقیح کے معتمد عہدے سے سرفرازی پائی۔ اور بزمانہ معین المہامی نواب میر محمد علیخان مبز الملک مرحوم آپکو ان خدمات کے علاوہ مددگار معین المہامی کی خدمت بھی عطا ہوی ۱۲۹۷ھ سنہ ہجری مین آپ علاقہ دیوانی سے مستعفی ہوکر مین بخواہش خود منفصل ہوے۔ جہان ۱۵ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ سنہ ہجری کو ناظم داخل صرفخاص مقرر ہوے۔ اور اس زمانہ مین آپکو شرف باریابی بارگاہ خلیفۃ اللہ ملکہ حاصل ہا۔ اس خدمت کے بعد آپ صدر محاسب صرفخاص و رکن مجلس اصلاح مصارف صرفخاص سے ممتاز ہوے۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ سنہ ہجری کو خدمت صدر تعلقداری صرفخاص آپکے تفویض ہوی۔ پھر غرہ ۱۳۰۲ف کو علاقہ دیوانی مین عود فرمائے۔ جہان سکرٹری گورنمنٹ لوکلفنڈ و ایڈیشنل ممبر ہوے۔ اور ۱۰ اردی بہشت ۱۳۰۲ف کو بعہدہ مدار المہامی نواب سعد یار الامرا مغفور مبتاہوا۔ اسکے روبیہ صوبیداری صوبہ بیدر کا مفوض عہدہ پایا۔ و نیز فائز منصب کی تنقیح و ترتیب تنخواہ مناصب آپکے سپرد ہوے ۱۳۰۲ھ سنہ ہجری مین بوقت دربار قیصری آپنے آپکے والد قوت جنگ قوت یار الدولہ بہادر مغفرت منزل مقرر فرمائے گئے تھے۔ اور فرودگاہ اعلیحضرت اقدس و اعلے کے لئے کوٹھی حسن صاحب مقرر پائی تھی۔ جو نہایت ہی خراب و خستہ حالت مین تھی لیکن آپنے بہت ہی قلیل عرصہ مین اسطرح اوسکی درستی کی کہ نواب مختار الملک اعظم نے بادی النظر مین اوس مقام کو نہ پہچانا۔ یا تو وہ مقام صحرا کی دق تھا یا بوقت ملاحظہ رشک ارم و فردوس بن پایا گیا۔ جہان بلا دور و دراز سے دعوت نامے بھیجے گئے تھے۔ اور بصرف زر فیض منگوا کر نصب کئے گئے تھے۔ اور چمن بندی مین بدرجۂ اتم سلیقہ سے کام لیا گیا تھا۔ بہر طریق جس

نواب مختار الملک بہادر بے انتہا مسرور ہوئے۔ اور بیحد تعریف فرمائی۔ سفر کلکتہ مین جو قبل از تخت نشینی سنہ ۱۳۳۰ھ کے مین ہوا تھا آپ اور آپکے والد حسب سابق میر منزل تھے۔ یہ زمانہ منصرم مدار المہامی مہاراجہ نرمیندر پرشاد بیکنٹ باشی کا تھا۔ بلدہ سے کلکتہ تک اسٹیشنہائے گلبرگہ شریف اورنگ آباد۔ منماڑ۔ سہاک پور۔ جبلپور۔ الہ آباد۔ بنارس۔ رانی گنج وغیرہ پر آپنے بحال عمدہ انتظام فرمایا تھا اور نہایت لایق و ہوشیار نگران کار مقرر فرمائے تھے۔ وقت مراجعت آپکے بھائی نواب تہتن جنگ بہادر کو اسپیشل خاص مین حضوری کا افتخار حاصل رہا۔

جسوقت سواری مبارک حضرت اقدس و اعلےٰ مدراس مین تشریف فرما ہوئی تو بموجب فرمان قدسی آپ دیوڑھیات مبارک و محلات اقدس کی حفاظت و خبر گیری کیلئے مقرر فرمائے گئے۔ اور عہد نواب مختار الملک اعظم مین آپ سے جو جو کارہائے شایستہ نمایان ہوئے دفاتر سرکاری اوسکے گواہ ہین۔ اگر نواب مختار الملک اعظم کے اون خاص تحریرات کو اسکی تائید مین درج کیا جائے تو خود ہی ایک بسیط کتاب ہو جائیگی۔ نواب صاحب ممدوح آپکی اسقدر قدر فرماتے تھے اور آپ پر اسقدر بھروسہ و اطمینان تھا کہ کوئی صیغہ ایسا باقی نہ تھا جسکے متعلق آپکی رائے کی قدر نفرمائی گئی ہو۔ باوجود اس دنیاداری ظاہری کے آپ فیض بیدار و شاغل و موظف تھے اور حضرت فرخندہ یار جنگ بہادر مرحوم خلیفہ حضرت میر فیاض الدین صاحب المتخلص بہ بندہ سے آپکو اجازت طریقت بھی حاصل تھی۔ لیکن آپ نے کبھی کسی سے اسکا اظہار نفرمایا۔

بعہد حضرت خلد مکان سنہ ۱۳۱۲ھ مین خطاب فرخ جنگ بہادر سے سرفرازی پائی تھی۔ اور سنہ ۱۳۱۱ھ کے دربار سالگرہ مبارک مین اپنے والد مرحوم کے خطاب فخر یار الدولہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا تھا۔ سنہ ۱۳۱۹ھ کے جشن ولیعہد حسن خیرات عطا ہوا۔ آپکو چند سال سے عارضۂ ذیابیطس عارض حال تھا جسکے باعث ۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۲ھ کو آپ بعارضۂ فالج سخت علیل ہو گئے تھے اوس سے تو نجات ملی لیکن قوت ذاکرہ تحریر و تکلم آپکو سالہا سال درہم برہم رہا یعنے آپ کچھ پڑھ نہین سکتے تھے چنانچہ اس نعمت عظمےٰ کے کمر حاصل کرنیکی امید پر آپنے درس کا شغل فرمایا لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا و اس مین اختلال بھی زیادہ ہوتا گیا بالآخر مصداق کل نفس ذائقۃ الموت بر شصت و سہ سالگی بتاریخ ۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۱ھ بروز دوشنبہ وقت اذان صبح اس دار فانی کو بدرود فرمایا۔ اور بائین مزار حضرت قدوۃ السالکین میر فیاض الدین صاحب قبلہ المشہور بہ بندہ رحمۃ اللہ علیہ دفن ہوئے۔

آپ نہایت لایق سنجیدہ مزاج منتظم متحمل کثیر الاخلاق تھے۔ اور اس ریاست ابد مدت کے اکثر دیرینہ خدمات کو خوش اسلوبی و حسن لیاقت سے انجام دیا تھا۔ سررشتہ جات فوج کا نظم و نسق ابتدا ترتیب موازنۂ ملک آپکی جودت طبع کا نمونہ ہے۔ قلعہ گولکنڈہ جو ایک زمانہ دراز سے برباد تھا آپ ہی نے قاسم علیخان صاحب کا رسالہ اور سین رکھا اکثر دروازہائے مسدود کھلوائے۔ کوٹہ جات کی تنقیح کرائی۔ وہی رسالہ گولکنڈہ لانسرس کے نام سے موسوم ہے۔ آپکی یادگار اسوقت اولاد ذکور سے نو فرزند ہین۔ ہر ایک لیاقت ہوشیاری

جلد دوم تزک محبوبیہ

اخلاق و مروت سے ممتاز ہین خصوصًا آپکے خلف اکبر نواب قوت جنگ بہادر (داماد نواب سر وقار الامرا مرحوم) زیور علمیت و جوہر قابلیت سے سرفراز - اخلاق و مروت سے ممتاز سنجیدہ مزاج - اسم بامسمّٰے فیاض - سیر چشم متحمل - بردبار - بذلہ سنج - انجمن دوستی مین یکتائے روزگار ہین - جنکا تذکرہ علیحدہ رقم پذیر ہے -

آپ چونکہ اعلےٰ درجہ کے علم دوست تھے اسلئے اپنے بچے صاحبزادے - میر محمود علیخان صاحب - میر محمد خانصاحب - میر محسن علیخان صاحب - میر نعمان خان صاحب - میر عبد الرحیم خان صاحب کو مدرسۂ عالیہ کے بورڈنگ مین داخل فرمادیا تھا جہان انکی نگرانی نہایت احتیاط سے فرمائی جاتی تھی - جب لارڈ الجن بہادر وایسرائے ہند بغرض ملاحظہ مدرسۂ عالیہ تشریف لے گئے تو سر وقار الامرا بہادر مدار المہام وقت نے صاحب تذکرہ کو اور انکے انٹرڈیوس کرایا اور اون کے صاحبزادون کے کمرۂ نمایش کی سیر کرائی - بہر طریق صاحبزادگان مدرسے مین محمد خان صاحب نے درجۂ اول انٹرنس مین کامیابی حاصل کی اور مٹریکولیشن کے اسکالر تھے کہ انکو نواب صاحب مرحوم نے بوجہ انتقال مسٹر ہاڈسن پرنسپل و بغرض تعلیم مذہبی مدرسہ سے علیحدہ کر لیا - جس کے بعد انہون نے علم حدیث و فقہ و تفسیر مین دستگاہ کامل حاصل کی نیز علم ہیئت سے بھی آپ بخوبی واقف ہین اور دوسرے صاحبزادے بھی بفضل خدا علم عربی سے بہرہ ور اور علم انگریزی سے ماہر ہین -

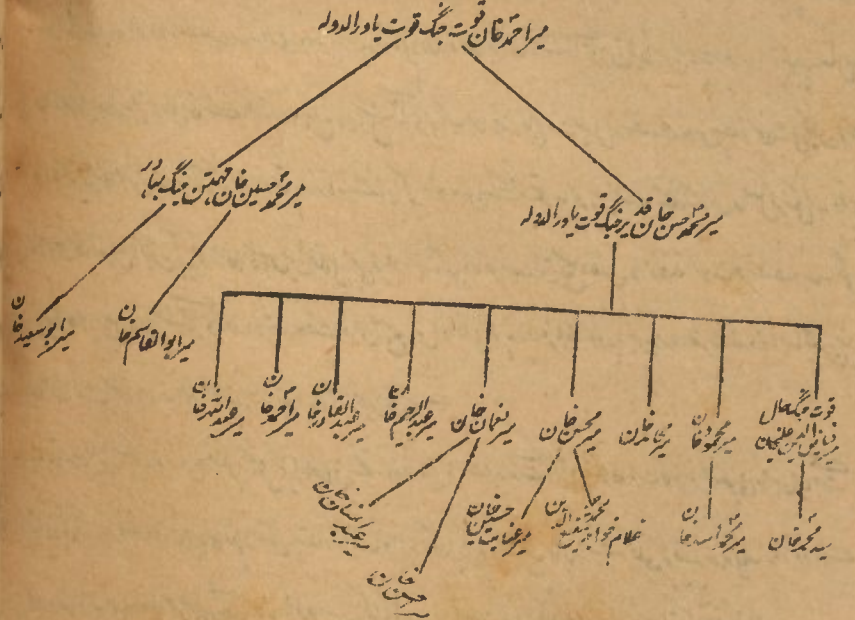

قایم جنگ
خواجہ کریم الدین خان بہادر

۳۲۴

خاندان: آپ خواجہ خیر الدین خان بہادر قایم جنگ مرحوم کے خلف الصدق اور خواجہ سیف الدین خان مغفور کے پوتے ہیں۔ آپکے بزرگون سے جاگیر چلا آرہا ہے۔ آپنے صمصام الملک اولے کی صاحبزادی سے شادی کی تھی صاحبزادی موصوفہ لاولد انتقال فرمائین۔ دوسرے محلات سے آپ کو چار صاحبزادے تھے جنمین دو چھوٹے صاحبزادے خواجہ خیر الدین خان اور خواجہ غیاث الدین خان کا انتقال (بعد آپکے وفات کے) ہوگیا۔ اب خواجہ سیف الدین خان بہادر (داماد سید محمد اکرم اللہ خان بہادر نبیرہ حضرت میر بادشاہ مغفور) اور خواجہ برہان الدین خان بہادر (جن سے آصف یار الملک بہادر کی صاحبزادی صاحبہ کا پیام ہے) موجود ہیں۔ آپ (خواجہ کریم الدین خان قایم جنگ) نہایت لایق اور اعلے درجہ کے منتظم تھے۔ اخلاق و محبت میں یکتائے روزگار سخاوت و شجاعت میں فرد فرید ۱۳۰۸ھ میں بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری قایم جنگ منصب دو ہزاری دو ہزار سوار علم عطا ہوا۔ آخر جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ میں بمرض ذیابیطس رضوان ہوئے۔ بوجہ کم سنی آپکے صاحبزادون کے تمام ملک و جاگیر زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز ہے۔ اور صاحبزادون کی تعلیم و تربیت بوجہ احسن مدرسہ عالیہ میں ہو رہی ہے۔ ماشاء اللہ سے ہر دو صاحبزادے ہوشیار۔ لایق۔ طبیعت ذی فہم ہیں۔

قیصر مار خنگ
میر مظہر علی خان بہادر
۲۲۵

خاندان } آپ کا اصلی نام میر مظہر علی ہے۔ آپ سعادتی میر یسین علی صاحب سوم تعلقدار گلبرگہ مشرف
(جو نواب اکبر الملک بہادر کوتوال صاحب حیدرآباد دکن کے بھانجے ہین) کے خلف الصدق
ہین۔ اردو فارسی مین حسب ضرورت مہارت حاصل ہے۔ اسوقت آنریری طور پر سٹی پولس
کے سکنڈ کمانڈنگ ہین۔

خطاب } سنہ ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری قیصر مار خنگ
منصب دوہزاری دیگ ہزار سوار و علم عطا ہوا ہے۔

آپ لایق۔ ہوشیار۔ نوجوان۔ شجیع۔ خوش اخلاق ہین۔

یمین السلطنت پیشکار و مدار المہام سرکار عالی
راجہ کشن پرشاد مہاراجہ بہادر
عالیجناب راجایان راجہ

۲۲۶

خاندان } آپکا سلسلہ خاندان ہندوستان کے مشہور و معزز راجہ ٹوڈرمل (وزیر لگزاری شہنشاہ اکبر) سے ملتا ہے۔ چنانچہ راجہ معزکی اولاد مین سے (جنکی پانچوین پشت مین ہے) رائے امو چند حضرت مغفرت مآب کی سرکار مین خدمت کروڑگیری سے ممتاز تھے۔ انکے انتقال کے بعد انکے فرزند رائے لچھمی رام اپنے متوفی پدر بزرگوار کی خدمت کروڑگیری سے (زمانہ وزارت رکن الدولہ و بعہد سلطنت حضرت غفرانماب) سرفراز ہوے۔ آپکو دو فرزند تھے۔ اول رائے نانک رام دوم رائے نارائن داس۔ چنانچہ بعد انتقال رائے لچھمن رام کے رائے نانک رام نے موروثی خدمت کروڑگیری سے افتخار پایا۔ اس عرصہ مین رائے نارائن داس نے بگذاشت دو فرزند (راجہ چندو لعل بہادر) (راجہ گوبند بخش بہادر) ۱۱۸۹ھ مین انتقال کیا۔ چنانچہ ان دونون کمسن صاحبزادون نے اپنے معزز عمو کے زیر پرورش تعلیم و تربیت پائی۔ جب رائے نانک رام کا بھی انتقال ہو گیا تو اونکے اکلوتے فرزند رائے لکپت رائے نے دو سال تک کروڑگیری کا کام انجام دیا۔ اور آخر ۱۲۱۱ھ مین انتقال کیا۔

مہاراجہ چندو لعل بہادر ۱۱۷۹ھ مین پیدا ہوے۔ اور ابتداءً محکمہ کروڑگیری مین بمجتی اپنے معزز چچا نانک رام کے ایک چھوٹے عہدہ پر تقرر پاکر بعد ازان بسعی اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ بہادر (جو اوسوقت ناظم بلدہ حیدرآباد دکن تھے) اپنی خدمت موروثی کروڑگیری سے (بعد حضرت غفرانماب) (بعد انتقال رائے نانک رام و رائے لکپت رائے کے) سرفراز ہوے۔ اسکے بعد رسطوجاہ بہادر نے ۱۲۱۲ھ مین راجہ بہادر کے خطاب سے سرفرازی دلوائی۔ اور جمعیت سوار و پیادہ و علی عمل و عمارتی و دیگر ترک و یراق کیساتھ ملک مفتوحہ کڑپہ۔ قلعہ سدھوت قلعہ کنجی کوٹ کے جانب انتظام و بندوبست کیغرض سے آپکو روانہ فرمایا۔ اور خدمت کروڑگیری بھی بحال رہی۔ مگر آپکے بھائی راجہ گوبند بخش بہادر نیابتاً کروڑگیری کے کام کو انجام دیتے تھے۔ ۱۲۱۹ھ مین (بعہد وزارت میر عالم بہادر) حسب صلاح صاحب عالیشان سٹیم صاحب رزیڈنٹ بہادر آپکو عہدہ پیشکاری عطا ہوا۔ جب میر عالم بہادر نے انتقال فرمایا تو نیر الملک بہادر (داماد میر عالم مرحوم) عہدہ وزارت سے

ممتاز ہوئے۔ گوہر الملک بہادر دیوان مگر بنام۔ کیونکہ تمام کاروبار ریاست ملکی اور مالی کے مالک اور سیاہ و سپید کے مختار کل راجہ دلیپ و لعل بہادر تھے ۱۲۳۵ھ مین (بعہد سکندر جاہ بہادر) آپکو خطاب مہاراجہ بہادر حاصل ہوا۔ اور ۱۲۳۳ھ مین ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار و پیادہ و دلائہا بار۔ نوبت۔ گھڑیال۔ جاہر عمدہ۔ لاکھون روپیہ کی جاگیر ملی محاصل سرفرازی مالی بعد ازان ۱۲۴۵ھ مین (بعہد ناصر الدولہ بہادر) راجایان راجہ مہاراجہ راجہ دلیپ و لعل بہادر کے مغز خطاب سے مباہی و مفتخر ہوئے آپکے مکان پر حضرت غفران منزل کی نظر اقدس اسقدر مبذول تھی کہ متعدد بار مختلف تقریبون مین خود بدولت آپکے مکان قدم رنجہ فرمائے۔ اور رونق افروز محفل ہوئے ہین اس ریاست مین مہاراجہ بہادر کے خود مختاری اسدرجہ تک پہونچی ہوئی تھی کہ ہر ایک مقدمہ کا فیصلہ آپ ہی فرماتے تھے۔ قاضی کوتوال۔ عادل۔ ہر انام تھے۔ علاوہ برین جسکو آپنے چاہا عمارتی نشین۔ صاحب نوبت۔ نقارہ و علم و جاگیر فرمایا۔ اب بھی اسوقت اون مین سے اکثر مغز حضرات موجود ہین جو مہاراجہ بہادر کے بدولت پایہ امارت و نوبت و نقارہ سے ممتاز ہین۔ خصوصاً قوم عرب کی ترقی و عروج کا باعث آپ ہی کی ذات بابرکات ہے۔ خیرات و مبرات کی تو تعداد نہ تھی۔ کروڑون روپیہ تقسیم کر ڈالے بعض بعض خاص موقعون پر تو وقت واحد مین لاکھ لاکھ روپیہ کی امداد بخشش و سخاوت۔ بذل و کرم مین جو نیکنامی اور شہرت حاصل فرمائی ہے وہ ایسی پائدار و مستقل ہے کہ قیامت تک یاد رہیگی۔ اور کوئی چیز ایسی نہین کہ اوسکو مٹا سکے۔ رشال دوشالے اسقدر عطا کئے کہ میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بیمثل و نظیر جو آصف الدولہ بہادر لکھنؤ کے ساتھ سو دوشالون کے بدل پر رطب اللسان ہے۔ وہ اگر مہاراجہ بہادر کے عطا کو دیکھتا تو ہرگز اوس بذل کا تذکرہ نکرتا۔

کاسی۔ جگناتھ۔ رامیشور وغیرہ مقدس مقامات ہنود مین آپکے جانب سے برابر روزانہ سدابرت جاری تھا۔ اور ہزارہا روپیہ کے جاگیرات ہندو مسلمان۔ پیرزادے۔ مشایخ وغیرہ کے نام پر مقرر تھے۔ مجذوب۔ سالک۔ فقیر۔ بینوا کے خدمات کے لئے خدمتگار اور ساون کے خورد و نوش کے لئے نواکہات۔ شیرینی۔ وغیرہ اجرا تھا۔ یومیہ اردن کی شمار بے شمار تھی۔ روزانہ فرقہ دو ہزار روپیہ کے آبکا دان تھا۔ ہر دوشنبہ کو اپنے ہاتھ سے تین ہزار روپیہ تک خیرات فرماتے تھے۔ تہوارات رام نومی گوکل اشٹمی شیوراتری وغیرہ مین تو المضاعف خراجات ہوتے تھے۔ بعض لوگون کو غلہ بارچہ معمول مقرر تھا۔ محتاج۔ زوار۔ شہر بشہر قریہ بقریہ سے آتے تھے اور آپکی داد و دہش سے مالا مال ہو کر جاتے۔ بہرحال کوئی آپ کے دربار سے مایوس و بے نیل مرام واپس نہین ہوا۔ جسکا شہرہ ہفت اقلیم مین پھیلا ہوا تھا ۱۲۲۷ھ مین جب آپنے اپنے خلف اکبر راجہ دھراج بہادر بالا پرشاد کی شادی کی ہے تو اس مبارک تقریب مین لاکھون روپیہ کا صرفہ ہوا۔

ناصرالدولہ بہادر رونق افروز ہوے۔ جواہر و اشرفی۔ کمخواب و اطلس کی کشتیان تذکیگئین۔ باقی تمام مرشد زادگان بلند اقبال و محلات مبارک۔ امرا آبلدہ۔ معزز عہدہ دار۔ خلعت۔ تورے۔ جواہر سے مخلع و مزین کیے گئے۔

علاوہ برین ازاعلے تا ادنے حقے کہ چار دہیڑ تک حسب حوصلہ جوڑے پائے۔ تمام شہر پر خوش ہوگیا تھا۔ الوال کی جاترا۔ کوہ شریف کا عرس۔ عشرہ شریف کی روشنی و مٹی میناکار کے اخراجات بین عقل دنگ رہتی تھی بیت اللہ شریف بین آب سرد کی سبیل بارہ مہینے جاری تھی۔ جہان تمام ہفت اقلیم کے مسافر آتے اور سیر ہوکر دعا دیتے تھے۔ بادشاہ وقت کے سیر و شکار مین آپ ہی کے باورچیخانہ سے تمام امرا و فوج کو طعام لذیذ میسر آتا تھا۔ اسکے علاوہ مکما۔ شعرا۔ مرثیہ خوان۔ سوز خان۔ قوال۔ بھانڈ۔ طوائف کا معمول و یومیہ علیحدہ تھا۔ ان کل ابواب کے علاوہ تعمیر مکانات کا بھی بے حد شوق تھا۔ آپ کی تیار کردہ بارادری جو دولہا دلی کے دروازہ کے باہر شہر کے جنوب رویہ واقع ہے راج باغ سے موسوم ۲۵ لاکھ کی تیاری کی اسوقت موجود ہے۔ گو اب وہ پچھلا جوبن نہین ہے۔ مگر تاہم قابل دید ہے۔ محلسرا۔ چینی خانہ۔ آئینہ خانہ۔ تصویر خانہ۔ بہجت محل وغیرہ بھی لایق ملاحظہ ہین۔

۱۲۴۸ھ مین جب منیر الملک بہادر کا انتقال ہوگیا اور اوسکے بعد مرحوم کے فرزند سراج الملک بہادر دیوان ہوے تو معاملات ہی کچھ اور ہوگئے۔ پچھلا زمانہ نرہا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بھی بعض وجوہات سے خدمت سے کنارہ کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ ۱۲۶۰ھ مین بارگاہ سلطانی نواب ناصرالدولہ بہادر مین استعفا پیش کیا۔ حسب رائے مسٹر فریزر صاحب رزیڈنٹ وقت استعفائے مذکور منظور بھی ہوگیا تیس ہزار روپیہ آپکی ماہوار بحالت خانہ نشینی مقرر ہوگئی۔ اور راجہ رام بخش فرزند راجہ گوبند بخش (مہاراجہ بہادر کے بھتیجے) ۱۱ شعبان ۱۲۶۰ھ روز یکشنبہ خدمت پیشکاری سے ممتاز ہوے۔ اور ادھر مہاراجہ بہادر ۷ ربیع الثانی ۱۲۶۱ھ روز شنبہ بعمر ۸۶ سالہ بیکنٹہ باشی ہوے۔ مہاراجہ بہادر نے اونچاس برس پیشکاری کے معزز عہدہ کو انجام دیا۔ یہ پیشکاری بمنزلہ دیوانی کے تھی۔ آپ شاعر بھی تھے۔ شاد آن تخلص تھا۔ آپ کے دو دیوان فارسی اور اردو موجود ہین۔ اور ایک کتاب عشرتکدۂ آفاق بھی آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔

ہنری رسل رزیڈنٹ حیدرآباد دکن (جو ۱۲۲۲ھ سے ۱۲۳۳ھ تک حیدرآباد مین قیام پذیر تھے) نے

مہاراجہ بہادر کی سوانح لکھی ہے۔ جسمین وہ لکھتے ہین کہ باعتبار علم و فضل آپ اعلےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ تھے اور فہم و فراست و حافظہ قابل تعریف تھا۔ مستعدی و چالاکی مین تیز اور سرکاری کام مین خواہ وہ اعلےٰ ہو یا ادنےٰ عمدہ تجربہ حاصل تھا۔ تمام کام اپنی ذات سے انجام دیتے تھے۔ جسمین رات کے بارا بج جاتے تھے۔ اسکے بعد بھی آرام نہین لیتے تھے۔ علما۔ شعرا۔ فضلا۔ صاحب کمال اشخاص کے مجلس آراستہ ہوتی تھی۔ جسمین دلچسپ تقریر۔ عمدہ اشعار۔ علمی گفتگو وغیرہ ہوا کرتی تھی۔ قریب دو بجے کے خوابگاہ مین جاتے تھے۔

آپ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کے سچے خیر خواہ اور برٹش گورنمنٹ کے وفادار دوست تھے۔ پولیٹکل امورات مین ہندوستان کے آپنے تیس برس حصہ لیا ہے۔ اور ایسے نازک و اہم معاملات آپکی نظر سے گذرے ہین جو صفحۂ دنیا پر یادگار رہین۔ چنانچہ آپ ہی کے زمانہ مین پیشوا اور مرہٹے خودسری کی وجہ سے پامال کئے گئے۔ دولت راؤ سندھیا اور جسونت راؤ ہولکر مطیع و منقاد ہوے۔ ملک بڑار راگھوجی بھونسلہ سے لیا گیا۔ پنڈارون نے پنجا دیکھا۔ قلعہ بھرت پور پر (جو ناقابل الفتح تھا) برٹش گورنمنٹ کا پھریرا لہرایا۔ آپ نے گورنمنٹ انگریزی اور سرکار عالی کی ازدیاد اتحاد و روابط مین بے انتہا کوشش کی۔ جس سے حکام انگریزی نے بھی آپکو قابل قدر سمجھا۔

آپکے دو فرزند تھے۔ ایک بالا پرشاد راجہ دہراج بہادر دوسرے راجہ نانک بخش بہادر۔ (یہ بھی چار ہزاری منصب دو ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار۔ نوبت وغیرہ سے سرفراز تھے) ایک مدت کرڈ گیری کی بھی خدمت آپ نے انجام دی ہے۔ جلل گوڑہ کا دیول آپ ہی کے اخراجات و انتظام سے تیار ہوا ہے۔

راجہ دہراج بہادر سنہ ۱۲۰۳ مین پیدا ہوے۔ نہایت ذکی اور عقیل تھے۔ اور ہر ایک انتظامی ملکی۔ مالی۔ امور مین اپنے پدر بزرگوار کے ممد و معاون رہتے تھے۔ آپ راجہ دہراج بہادر کا خطاب اور جواہر و منصب پانچہزاری چار ہزار سوار سے ممتاز۔ چندے خدمت کرڈ گیری بھی

بھی سرفراز تھے۔ آپکے پدر بزرگوار کے انتقال کے بعد خدمت پیشکاری حضرت غفرانمنزل کو عطا فرمائی چاہی لیکن آپنے منظور نکیا۔ آخر ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ مین انتقال فرمایا۔ قلعۂ فرخ نگر کا دیوان آپ ہی کے صرف کثیر سے تیار ہوا ہے جو اسوقت راجہ صاحب متوفی کی یادگار ہے۔ آپکے فرزند راجہ نارائن پرشاد زہر بہادر تھے جنکا تولد ۱۳۰۶ھ ہے۔ عربی۔ فارسی مین عمدہ مہارت حاصل تھی۔ انگریزی مین بھی استعداد مہارت تھی کہ انگریزون سے بآسانی گفتگو کر سکتے تھے۔ گو مذہبًا ہندو تھے مگر متشرع بے ریا نہ تھا جسور سر سالار جنگ اعظم عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوئے۔ آپنے بھی اوسی زمانہ مین پیشکاری پر سرفرازی پائی۔ (آپکا تفصیلی تذکرہ ردیف (ن) مین درج ہوگا۔) آپکو کوئی اولاد ذکور نہین ہوئی صرف ایک دختر نیک اختر جو راجہ ہری کشن بہادر (جنکے حالات ردیف (ہ) مین بیان ہونگے) سے منسوب ہین۔ اور اس عفیفہ دورانی کے بطن سے ہمارے ہردلعزیز مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی (جنکا نام نامی واسم گرامی زیب عنوان ہے) ۱۳۰۵ھ مین پیدا ہوئے۔ اور اپنے مغفور نانا مہاراجہ نرنجن پرشاد بہادر کے (بوجہ نہ ہونے فرزند نرینہ کے) وارث جایداد و مالک املاک جایداد ہوئے۔ اور اونھین مغفور نگہوار کی نگرانی مین تعلیم تربیت حاصل کی۔ عربی۔ فارسی خانگی طور پر پڑھی۔ انگریزی تکمیل مدرسہ عالیہ مین فرمائی۔ علاوہ بریں زبان ملکی مرہٹی و تلنگی مین بھی اچھی مہارت حاصل ہے۔ فن خوشنویسی اور علم ریاضی سے بھی بہرہ مند ہین۔ شاعری کا مذاق اعلےٰ پیمانہ پر ہے۔ مصنف کے کلام پر قادر مین شاد تخلص فرماتے ہین۔ اس فن مین اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے ۱۳۱۷ھ مین (بعہد وزارت ہز ایکسلنسی مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنۃ مدار المہام اعظم) آپنے خطاب راجہ بہادر سے سرفرازی پائی۔ اور ۱۳۱۸ھ مین اپنے موروثی خدمت پیشکاری سے بشاہرہ چہار ہزار روپیہ ماہی ممتاز ہوئے۔ اوسکے ساتھ ہی وزارت فوج کا عہدہ بھی اعزازًا عطا ہوا۔ اور ۱۳۱۹ھ مین (بتقریب جشن سالگرہ مبارک) خطاب یاران راجہ مہاراجہ بہادر۔ ہفت ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و ہالکی و ہالردار و چہار عدد جواہر سے مباہی و مفتخر ہوئے۔ اور آپ کو اپنے جاگیرات مین دیوانی و فوجداری کے اعلےٰ درجہ مین اقتدارات حاصل ہین۔ اور جملہ جایداد و املاک لاکھون روپیہ کے جاگیرات آپکے نانا سے آپکو ورثہ مین ملی ہین۔ دو ایک بار نواب سر دو فالا مرحوم مدار المہام وقت کی رخصت پر خدمت وزارت کا کام بھی آپنے انجام فرمایا تھا۔ جودت ذاتی و فطرت جبلی کے باعث ہر ایک اعلےٰ سے اعلےٰ کام کے انجام دہی کی آپ مین لیاقت حاصل ہے۔ اور امامی ہر دلعزیزی اور حسن اخلاق۔ غربا نوازی۔ خرد پروری کے باعث مملکت دکن مین آپکی شہرت کمال کا درجہ پیدا کی ہے۔ اپنے آقا اور مالک کے خوشنود رکھنے اور مطیع و منقاد رہنے مین آپکا تجربہ بڑھا ہوا ہے۔ جناب آپ اسی ایمانگیر شہرت اور لیاقت کے باعث جب سرور قارالامرا مغفور نے ۱۳۱۹ھ مین رخصت لی تو آپ وزارت کے اعلےٰ عہدہ پر ممتاز ہوئے اور فرمان اقدس جو ۱۰ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو نافذ ہوا اوسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

چونکہ نواب نظام الملک بہادر نے چہارم ماہ کی رخصت بلا تنخواہ کے درخواست کی ہے۔ اور خدمت مدار المہامی کی ذمہ داری آپ پر ہے یکبدوشی چاہیئے لہذا بہ یوزداد بعطائے رخصت یکماہ بلا تنخواہ خدمت ارالمہامی سے سبکدوش کئے گئے۔ اونکی جگہ پر مہاراجہ پیشکار شن راؤ بہادر بالفعل بامور موجودہ امتحانا تا حکم ثانی پیشکار و منصرم مدار المہام مقرر کئے گئے ہیں۔"

چنانچہ آپنے چھ ماہ تک بندوبست کے ساتھ خدمت وزارت کو بطریق منصرمانہ انجام دیتے رہے۔ اور اس عرصہ میں حضرت اقدس و اعلیٰ کی اطاعت و وفاداری میں آپنے کسی قسم کے سر مو فرق نکیا۔ اور سرسبزی ملک ترقی رعایا میں جہد آپنے کوشش فرمائی اور اسکا نتیجہ ظاہر اور عیان قائم ہے کہ آپ ۲۶ ربیع الثانی کو حسب فرمان اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ (جو ذیل میں درج ہے) عہدہ وزارت پر منقل فرمائے گئے۔

آنکہ خاص الی درگاہ ہے ساتھ آپ عہدہ جلیلہ مدار المہامی کے اہم فرائض کو ادا کرتے رہے اور ہمکو کامل اطمینان ہو گیا کہ آپ آئندہ بھی ایسا ہی بلکہ اس سے بہتر اہم فرائض کو ادا کرتے رہکر میری خوشنودی کے اپنے کو ہمیشہ مورد بناتے رہیں گے۔ لہذا میں آپ کو میری ریاست کے عہدہ مدار المہامی پر باضابطہ طور سے مستقل کیا چاہتا ہوں اور بالکل یقین کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ آپ اسکا شکریہ صدق و وفاداری کے ساتھ میری ریاست و رعایا کی ترقی و بہبودی کے کاموں میں مصروف رہکر ہمیشہ عملاً ادا کرتے رہیں گے۔

بعد ازاں بتقریب یکم جنوری ۱۸۷۷ء آپنے خطاب یمین السلطنت سے سرفرازی پائی ہے۔ آپکو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ساتھ خادمانہ محبت اور وفاداری میں خصوصیت و امتیاز حاصل ہے۔ اور ہمیشہ دیانت و امانت سے خدمت کرنا اور ملک کی ترقی اور رعیت کی بہبودی کا ہر وقت خیال رکھنا یہ سردم آپکے مدنظر رہتا ہے۔ آپ علم دوست۔ فیاض۔ باذل۔ غریب پرور۔ شجیع۔ وجیہ۔ لائق ہوشیار ہیں۔ آپ کو دو صاحبزادے تھے۔ راجہ چندا پرشاد بہادر۔ اور راجہ محبوب پرشاد۔ مگر افسوس ہے کہ ہر دو جوانی کے موسم بہار میں قدم رکھنے کے قبل ہی اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ جسکے داغ ہمارے اور آپکے دل پر نقش کالحجر ہیں۔ پروردگار پاک اپنا فضل فرمائے اور نعم البدل عطا کرے۔

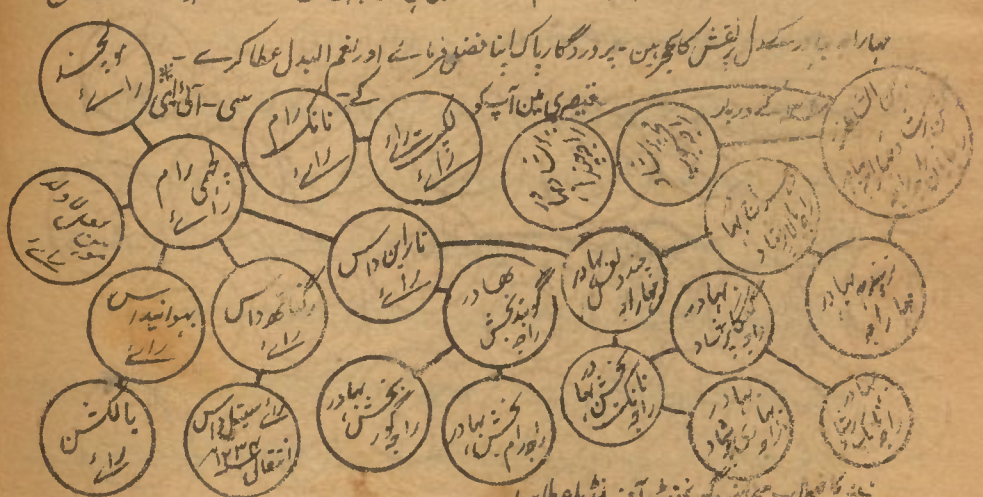

نیچہ کا خطاب صاحب گورنمنٹ آف انڈیا عطا ہوا۔

راجہ گور سہائے بہادر

۲۲۷

خاندان آپ کا اصلی نام گور سہائے ہے۔ اور آپکے والد کا نام موتی پرشاد گرت بہادر تھا۔ راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر کے آپ رشتہ کے چچا ہوتے ہین۔ باقی حالات خاندانی دہرم ونت بہادر کے تذکرہ مین لکھدئے گئے ہین کہ ضرورت نہین۔

تعلیم خطاب آپ مدرسۂ عالیہ کے لایق گریجویٹ ہین۔ تخمیناً ۳۰ سال کا سن ہوگا۔ سنہ ۱۳۱۱ف مین بجشن سالگرہ مبارک خطاب راجہ بہادر معہ منصب دوہزاری و یکہ ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائے۔ ابھی کوئی اولاد نرینہ نہین ہے۔

خصال حمیدہ آپ نہایت مدبر اور نیک طینت۔ چہرہ سے فراست و ہوشیاری نمایان ہے۔ پابند قول و فعل۔ اور اپنے خاندان والاشان کے واجب الاحترام ممبر ہین۔

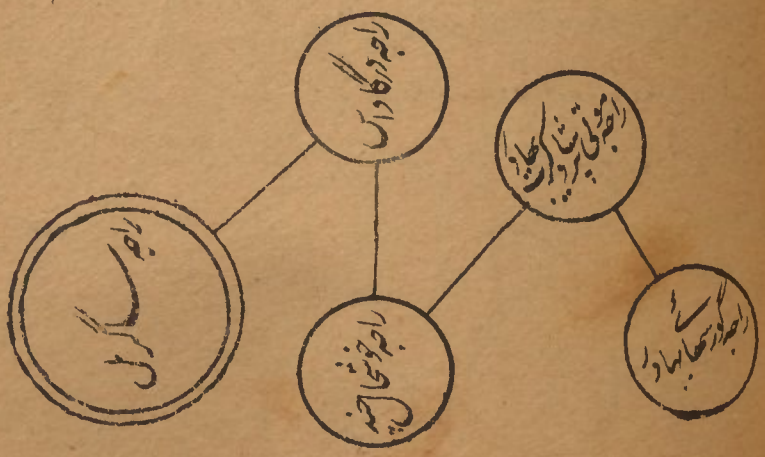

راجہ گجانند پرشاد بہادر

۳۲۸

خاندان آپ کا اصلی نام گجانند پرشاد تھا۔ آپ کے خاندان کا تعلق راجہ ساگر مل سے ہے۔ آپ کے والد کا نام راجہ موتی پرشاد کیرت بہادر تھا۔ آپ راجہ راجمان راجہ شیو راج بہادر دھرم دنت کے رشتہ میں چچا ہوتے ہیں۔ راجہ گورسہائے بہادر۔ راجہ چوکٹ راج شتابی راج آپ کے بھائی ہیں۔ باقی خاندانی حالات راجہ دھرم دنت بہادر کے تذکرہ میں لکھدئے گئے ہیں۔

تعلیم خطاب آپ نے انگریزی اور فارسی کی تعلیم مدرسہ عالیہ میں پائی تھی۔ سن ۱۳۰۱ھ میں جشن نوروز آپ کو خطاب راجہ بہادر و منصب دو ہزاری پانصد سوار عطا ہوا تھا۔ افسوس ہے کہ یہ عالم شباب میں بعمر ۲۶ سالہ سن ۱۳۰۰ھ میں اس دار فانی سے رہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ آپ انتہا درجہ کے نیک نفس اور صاف باطن تھے۔ اس وقت آپکی

اولاد یادگار تین فرزند ہیں۔ اول رائے ہوشمند ۲۲ سالہ۔ دوم رائے بنا لکہ۔ راج ۱۰ سالہ سوم رائے راج بہادر ۱۸ سالہ۔ یہ ہر سہ صاحب بھی اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم ہیں۔ تعلیم فارسی اور انگریزی کی جاری ہے۔ لائق اور ہوشیار ہیں۔

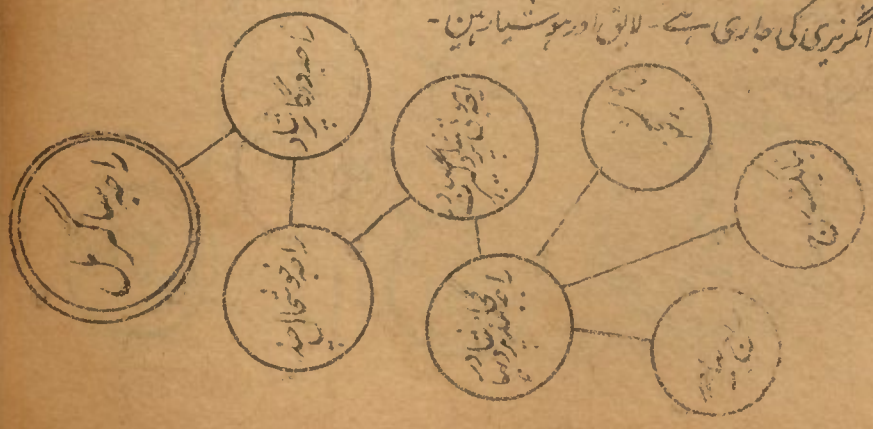

راجہ گردھر راج بہادر

۲۲۹

خاندان آپ کا اصلی نام گردھر راج ہے۔ آپ راجہ پرتھی راج بہادر متوفی کے اکلوتے فرزند ہین۔ آپ کے جد اعلےٰ راجہ بساگر مل سے آپ تک چھٹا واسطہ ہے۔ راجہ شیوراج دھرم دت بہادر رشتہ مین آپ کے بھائی ہوتے ہین۔

تعلیم آپ سن ۱۲۸۹ھ مین پیدا ہوئے مدرسۂ عالیہ مین مڈل اسکول کلاس تک انگریزی کی تعلیم پائی

خطاب کسیقدر فارسی مین بھی دستگاہ حاصل کی سیاق و سباق مین جسقدر ضرورت دخل ہے آپ کے چچا راجہ بخی راج بہادر کے انتقال کیوجہ سے سررشتہ داری کی خدمت جو متوفی کو تھی۔ وہ سن ۱۳۱۰ھ سے آپ پر بحال ہے۔ سن ۱۳۱۱ھ مین سیکنڈ سن سالگرہ مبارک راجہ بہادر کا خطاب اور منصب دوہزاری دیکٹ ہزار سوار و علم سے بھی ممتاز ہوئے۔

فضایل اخلاق و مروت مین بھی ہین۔ اس کے ساتھ خرچ دعدہ خلاف ضرور ہین۔

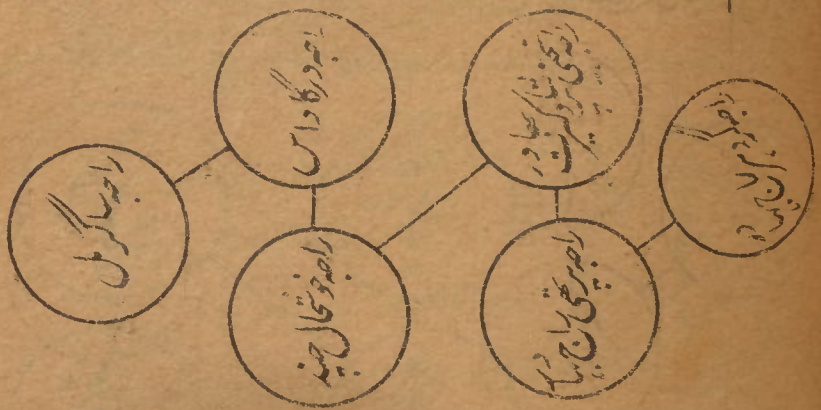

راجہ لسمبی پرشاد بہادر

۲۳۰

خاندان آپ جالپا پرشاد کے اکلوتے فرزند اور راجہ اندرجیت بہادر کے نواسے۔ راجہ مرلیمنوہر بہادر کے بھانجے ہین۔ ابتداءً آپکے والد جالپا پرشاد کو خاص لکھنؤ سے راجہ اندرجیت بہادر نے اپنے ہم قوم ہونیکی وجہ سے حیدرآباد دکن طلب فرماکر اپنی صاحبزادی منسوب فرمایا۔ اور بلحاظ دامادی اپنے یہان سے جاگیر اثاث و معاش بھی مقرر فرمائے سن ۱۲۸۰ھ مین راجہ لسمبی پرشاد پیدا ہوئے۔

آپ فارسی اور اردو سے واقف۔ سیاق و سباق سے ماہر ہین۔ ابتداءً آپ حسب الحکم سرآسمان جاہ مغفور (مدار المہام وقت) محکمہ کورٹ آف وارڈز مین اسٹیٹ ہائے راجہ نندلعل متوفی وغیرہ کے منیجر مقرر ہوئے۔ اور الونس ملتا رہا ایک عرصہ تک خوش اسلوبی سے کام کو انجام دیا۔ خوشنودی افسران بالادست کے سارٹیفکیٹ آپ کے پاس موجود ہین۔ بوجہ انتظام جدید معرض تخفیف مین آئے اب محکمہ اسپیشل مجسٹریٹ مین کارگزار ہین۔ لائق اور ہوشیار اخلاق و مروت مین شہرۂ آفاق ہین۔ ایک کمسن صاحبزادہ موجود ہے۔ جیون پرشاد نام ہے۔

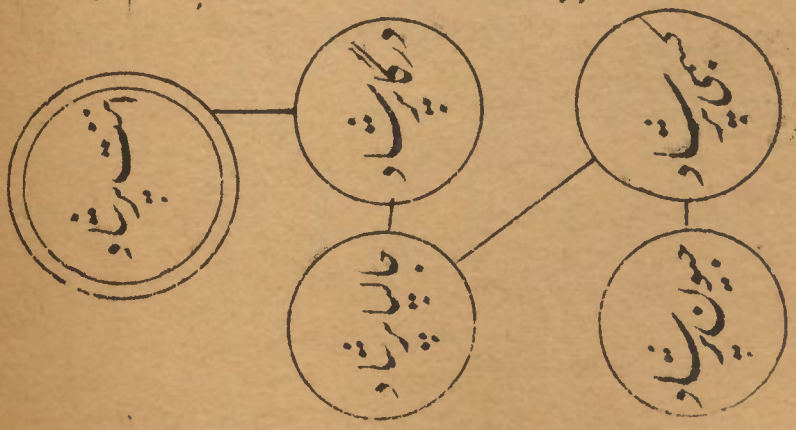

محمد کمال خان بہادر

۲۳۱

آپ محمد عبد خان جمعدار افغان مہدویہ کے پوتے اور میر اکبر علیخان (فرزند نواب فخر الملک مغفور) کے نواسے ہین۔ ابتداءً آپکے جد محمد عبد خان (بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر) ۱۲۴۵ھ مین کرنول سے وارد حیدرآباد دکن ہوئے۔ انکے والد شاہ محمد خان بیگن پلی مین مدار المہام اور اعزاز و مناصب سے سرفراز تھے۔

۱۲۵۵ھ و ۱۲۶۰ھ کے مابین تعلقہ میرچل کی لڑائی مین محمد عبد خان سے کارہائے نمایان سرزد ہوے۔ جسکے صلہ مین منصب یکہزاری سے سرفرازی پائی۔ اور ۱۲۶۷ھ مین حضرت غفران منزل نے نوبت و جاگیر عطا فرمائی۔ چند روز بعد ایک ہزار روپیہ تنخواہ اور دیسو سوار نوسو پیدل اور آفتاب گیری سے ممتاز و مفتخر ہوے۔ اور چند روز مکمل کی تعلقداری بھی کی۔ تا حیات نہایت آن بان اور جاہ و حشمت سے بسر کی۔ آخر ۱۲۸۳ھ مین راہی دار البقا ہوے۔ آپکے اکلوتے فرزند شمشیر خان نے بعالم شباب ۱۲۷۶ھ مین بگذاشت یک فرزند محمد کمال خان کے روبرو ہی انتقال کیا تھا۔

آپ (محمد کمال خان بہادر) ۱۲۷۴ھ مین پیدا ہوئے۔ اپنے دادا محمد عبد خان کے انتقال کے وقت دس برس کے تھے۔ آپکے والد کا انتقال نو برس کے کم سنی ہی مین ہوگیا تھا۔ بوجہ آپکے صغر سنی کے آپکے دادا نے اپنے انتقال وقت نواب مختار الملک اول کو آپکی تعلیم و پرورش اور کارخانہ کی نگہداشت و انتظام کے متعلق وصیت کی تھی۔ اسی وصیت کے لحاظ سے نواب مختار الملک اول نے آپکی تعلیم و تربیت اپنے صاحبزادون کے ساتھ نہایت غور و توجہ سے کرائی۔ اور جاگیر و املاک وغیرہ بھی آپکے سن شعور تک کمال احتیاط کے ساتھ [illegible] کی جب آپ سن شعور کو پہنچے گئے۔ اور کارخانہ و جاگیر کے انتظام سنبھالنے کے قابل ہوئے تو وہ سب چیز [illegible]

اور مناصب اعزاز خاندانی بھی حسب آمد قدیم بحال و برقرار رکھے گئے۔ چنانچہ اس وقت تمام خاندانی اعزاز سے سرفراز مناصب جاگیر سے ممتاز ہین۔ علمی لیاقت بھی اچھی ہے۔ فارسی اور عربی سے واقف سیاق و سباق سے ماہر ہین۔ اور کمال ہوشیاری اور مدبری سے کارخانہ کا انتظام اور جاگیر و جائداد کی نگہداشت فرماتے ہین۔ ہمیشہ تو فیر آمدنی اور توسیع جائداد کے بابت آپکی طبیعت مایل رہتی ہے۔ آپکو سیاحت سے از حد دلچسپی ہے چنانچہ لندن۔ فرانس۔ جرمن۔ اٹلی وغیرہ کا سفر کیا ہے۔ اور ہندوستان کا کوئی مشہور مقام ایسا نہین ہے جہان آپ نہ گئے ہون۔ تاریخ کا شوق بڑھا ہوا ہے۔ اکثر اوقات مطالعہ مین گذارتے ہین۔ تعمیر مکانات احداث باغات کا بھی مذاق زیادہ ہے۔ آپنے ایک کوٹھی بطرز انگریزی متصل درگاہ تاپ تعمیر کی تھی فرح بخش اور دلکش بنائی ہے۔ بعد مین وہ کوٹھی حضرت اقدس و اعلےٰ خلد اللہ ملکہ نے خرید فرمائی۔ جواب کنگ کوٹھی کے نام سے موسوم ہے۔ جہان صاحبزادہ و بعد بھادر قیام پذیر ہین۔ ایک باغ متصل درگاہ حضرت محمد محسن صاحب قدس سرہٗ آپنے تیار کیا ہے۔ مولف کو آپسے قدیمی نیاز حاصل ہے۔

آپ اخلاق و مروت مین بیمثل۔ اتحاد و محبت مین یکتا ہین۔ فیاض طبیعت پرشیر۔ شگفتہ مزاج۔ بذلہ سنج خندہ رو۔ وجیہ۔ خوش ترکیب ہین۔ آپکو ایک صاحبزادی (نواب سعید الدولہ بھادر حال کے ہمشیرہ کے بطن سے) موجود ہین۔ ان صاحبزادی کے علاوہ ایک صاحبزادہ بھی تھا۔ جسکا نام مغفور دادا کے یادگار مین محمد مدد خان رکھا گیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ سنہ سالہ مین آپ کو داغ مفارقت دائمی دے گیا۔ جسکی یاد آپکے دل پر ہمیشہ تازہ رہتی ہے۔ پروردگار پاک اپنا فضل و کرم فرمائے اور ایک صاحبزادہ صحیح و سالم آپ کو عطا کرے تاکہ اوس رنج و غم کا نعم البدل ہو جائے۔

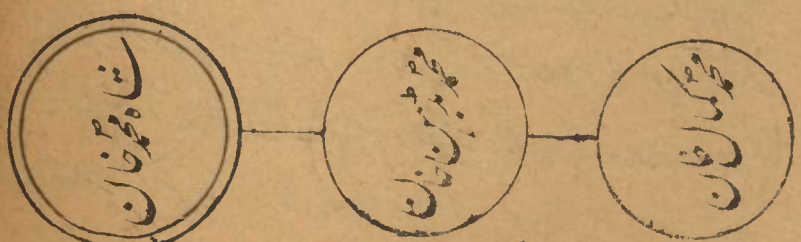

راجہ گیانی لعل بہادر

۲۳۲

خاندان آپ راجہ رگھناتھ رام بہادر کے خلف الصدق اور رائے راگھورام متوفی کے پوتے ہیں آپکے بزرگوار حضرت مغفرتمآب کے ہمراہ دھلی سے وارد حیدرآباد ہوئے تھے۔ رائے راگھورام متوفی فیما بین کارکرد زمینداران سیمتان خدمت وکالت انجام دیتے تھے اور مہاراجہ چندو لعل بہادر کے عہد وزارت میں شرف باریاب دربار رہتے تھے۔ آپکو بیگاہ سلطانی سے رائے بہادر کا خطاب بھی عطا ہوا تھا آپنے اپنی زندگی نہایت آب وتاب کے ساتھ گذاری۔ اور بہت کچھ دولت وثروت پیدا کی بہادر پورہ کے مقام پر ایک باغ موسوم بکشن باغ اور دیوال وغیرہ تعمیر کرائی جہاں نواب ناصر الدولہ بہادر بنفس نفیس تشریف فرما ہوکر آپکو جاگیرات مرحمت فرمائیں۔ آپ کو دو فرزند تھے اول راجہ دلکھ رام بہادر (جو خدمت سررشتہ داری مضبدارات سے ممتاز اور خطاب راجہ بہادر و جاگیرات سے سرفراز تھے۔ اور لاولدی کیوجہ سے اپنے بھتیجے راجہ گردھر لعل بہادر کے خلف الصدق رام لعل کو اپنا فرزند آغوشی کیا تھا چنانچہ بعد انتقال آپکے یہی رام لعل قائم مقام و جانشین ہوئے جب ان کا بھی انتقال ہوگیا تو ان کے اکلوتے خلف ارشد سندر لعل خدمت سررشتہ داری وغیرہ سے سرفراز ہوئے لیکن افسوس ہے کہ بعالم جوانی ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۰ف کو سندر لعل نے بعارضہ بواسیر خونی بیکنہ باشی ہوئے۔ اب اس خاندان میں سوائے راجہ دلکھ رام کی بیوی گنگو بائی صاحبہ کے کوئی وارث از قسم مذکور نہیں ہے۔ جاگیرات وجائداد بائی صاحبہ کے قبضہ وتصرف میں ہیں اب دیکھا چاہئے کہ راجہ رگھناتھ رام کے فرزند (راجہ گیانی لعل بہادر) اور دوسرے فرزندوں کے اولاد وغیرہ اس جائداد کے متعلق کیا کارروائی کرتے ہیں۔ کیونکہ گنگو بائی صاحبہ کے بعد وہی وارث ہیں علاوہ بریں سنا جاتا ہے کہ جملہ جائداد رائے راگھورام بہادر کے فیما بین راجہ دلکھ رام وراجہ رگھناتھ رام ابھی تقسیم نہیں ہوئی۔ جملہ جائداد مشترکہ ہے دوم راجہ رگھناتھ رام بہادر آپ خدمت سررشتہ داری فوج سیمان دفتر پرمہ اور جاگیرات آبائی سے سرفراز تھے۔ راجہ بہادر کا خطاب بھی بیگاہ سلطانی سے عطا ہوا تھا۔ آپکے فرزند اکبر راجہ گردھر لعل بہادر کا انتقال جب بمقام مانک پہاڑ ہوگیا تو آپ کو سخت صدمہ گذرا اور اسی اندوہ وغم میں ۱۱ ربیع الاول ۱۲۸۰ف کو بعارضہ سعال انتقال ہوا۔ آپنے اپنی یادگار زندی کنارہ ایک کشن گھاٹ تعمیر کرایا تھا۔ آپکو چار صاحبزادے تھے خلف اکبر راجہ گردھر لعل (جنکا انتقال آپکے روبرو ہی ہوگیا) باقی پانچ صاحبزادے بالکل کم سن تھے۔ راجہ نند لعل بہادر۔ راجہ بلند لعل بہادر۔ راجہ گنپت رام لعل۔ راجہ

شام لعل۔ راجہ گیانی لعل (صاحب تذکرہ) بوجہ کم سن ہونے اپنے فرزندون کے راجہ رگھناتھ رام متوفی نے ۳ رجب سنہ ۱۲۸۹ھ کو ایک وصیت نامہ بمقام کشن باغ (جہان کہ آپ بیمار تھے) تیار کرایا تھا۔ چنانچہ بعد آپکے تمام کاروبار آپکے بڑے فرزند راجہ نند لعل بہادر اپنی والدہ کے زیر نگرانی اور راجہ شیوراج بہادر دھرم دت وغیرہ کے مشورہ سے انجام دیتے تھے۔ اور سررشتہ داری فوج کی خدمت آبائی بھی آپکے نام اجرا تھی اور راجہ بہادر کے خطاب سے بھی معزز و مفتخر تھے۔ گو راجہ نند لعل بہادر کی عمر اس وقت (۲۰) سال کی تھی۔ مگر تاہم بھی تاجرہ کاری ضرور تھی۔ بعد ازان راجہ نند لعل بہادر کی شادی سنہ ۱۲۹۱ھ میں بمقام کاسی (بنارس) عمل میں آئی۔ اور سنہ ۱۳۰۷ھ میں آپکو ایک فرزند نرینہ تولد ہوا جنکا نام موہن لعل رکھا گیا (جن کا تذکرہ ردیف (م) میں درج ہے) اور سنہ ۱۳۰۸ھ میں راجہ نند لعل بہادر کا انتقال ہوگیا۔ بعد انتقال آپکے سررشتہ داری فوج کی خدمت آپکے فرزند موہن لعل کے نام اجرا ہوئی اور آپکے بھائی راجہ بعل پرشاد مصرمانہ کام انجام دینے لگے۔ اور بوجہ کمسنی موہن لعل تمام جاگیرات و جائداد و زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز ہوگئی۔ گو اسکے قبل ہی بوجہ ناگہانی برادران راجہ نند لعل نے خود ہی کل جائداد سرکار کے نگرانی میں دیدی تھی اور کار بحیثیت رسیور تمام جائداد کا انتظام فرماتی تھی لیکن اب تو بحیثیت ولی تمام جائداد کی نگران و متصرم ہے۔ راجہ بعل پرشاد کے لیاقت علمی بہت اچھی تھی بیاق و سباق سے بخوبی ماہر خلیق خوش اخلاق و صاحب مروت تھے۔ اولالعزم امراء معزز عہدہ دار وغیرہ سے آپ کو کمال درجہ اتحاد و محبت تھی بعض اوقات حضوری بارگاہ سلطانی کا اعزاز بھی آپ کو حاصل رہتا تھا۔ آخر ۲۰ صفر سنہ ۱۳۱۱ھ کو آپنے بھی انتقال کیا چونکہ قبل ازین راجہ شام لعل نے لاولد انتقال کیا تھا۔ اور راجہ گھنشام لعل بھی دیجہ سنہ ۱۳۰۶ھ میں راجہ نند لعل کے روبرو ہی بگذشت ایک فرزند راجہ داس پورانے صاحب (جن کا تذکرہ ردیف ل میں تحریر ہوگا۔ یہ ایک لائق اور ہوشیار نوجوان ہیں۔ فارسی اور انگریزی سے بخوبی ماہر ہیں۔ اور اس وقت معتمدی مالگزاری میں بحیثیت اسسٹنٹ سیوم تعلقداری کارگزار ہیں۔ نہایت متعدی و جان فشانی سے ہر ایک کام کو انجام دیتے ہیں) اراضی عدم ہوئے اسلئے سب سے چھوٹے فرزند راجہ گیانی لعل بہادر (جنکا نام نامی عنوان میں درج ہے) بجائے لعل پرشاد متوفی کے خدمت سررشتہ داری کو انجام دیرہے ہیں۔ اور بوجہ بزرگ خاندان ہونیکے دیول کشن باغ وغیرہ کے تولیت بھی آپہی کو ہے اور جاترا وغیرہ حسب رواج خاندان آپ ہی کے انتظام سے ہوتی ہے یہ جاترا حیدرآباد دکن کے مشہور جاتراؤن سے

ہے۔ ایام جاترا میں ہزارہا آدمیوں کا اژدہام رہتا ہے۔ جملہ حاضرین جاترا کو سیدھا وغیرہ دیا جاتا ہے ہزارہا
روپیہ کا صرفہ ہوتا ہے۔ آپ (راجہ گیانی لعل بہادر) کی علمی لیاقت بہت اچھی ہے۔ جملہ اعزاز و مناصب آبائی
سے سرفراز و ممتاز ہیں۔ اور ایک معزز و مقتدر خاندان کے لایق یادگار۔ اخلاق و مروت میں یکتائے روزگار ہیں۔ حلیم
سلیم الطبع۔ صاف باطن۔ فیاض۔ رحم پیشہ آپ کی عمدہ صفات ہیں۔ آپ کو تین صاحبزادے کمسن زیر تعلیم ہیں۔

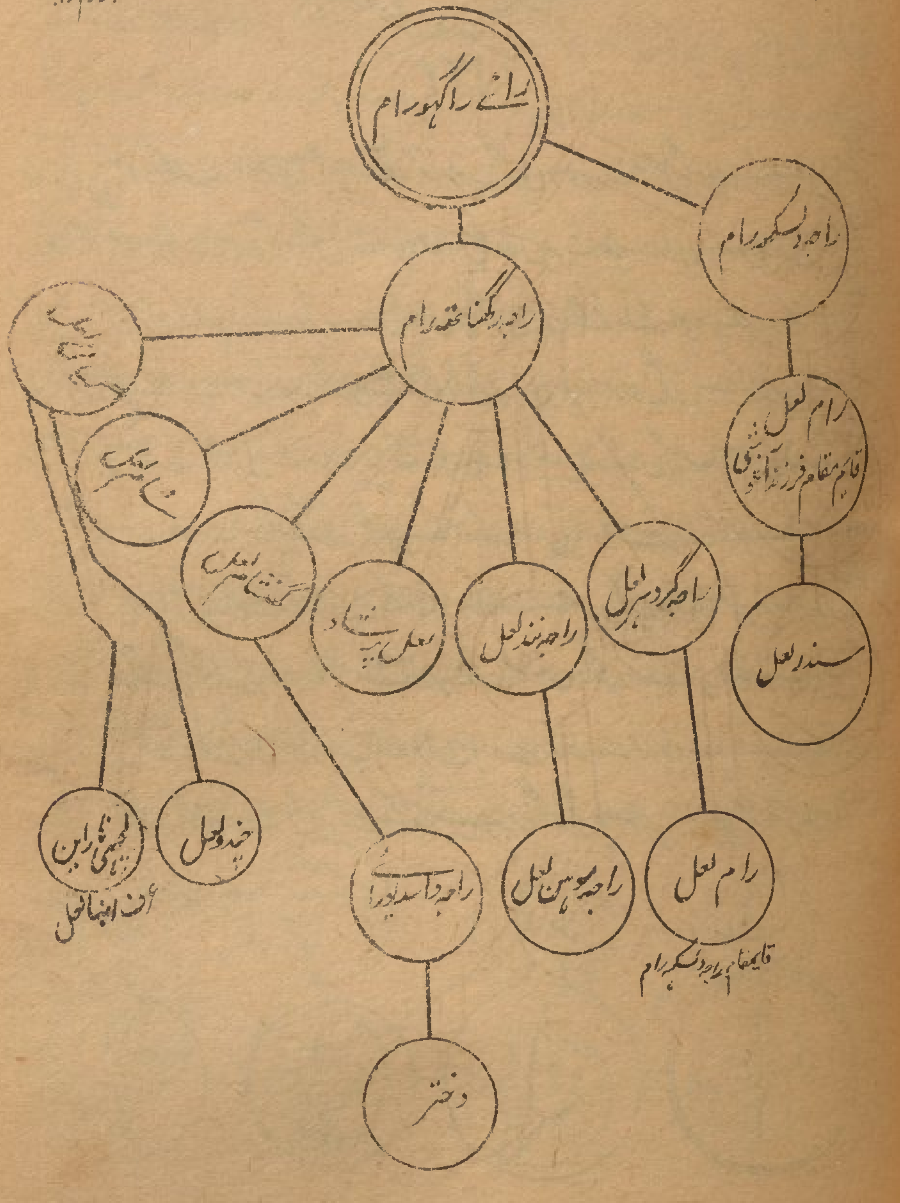

راجہ گیان گیر بھادر

۲۳۳

خاندان] آپ کے مورث اعلے امراد گیر جی تھے۔ جو نرپت گیر جی (مورث اعلے اعلی گیر جی) کے ہم عصر اور معزز ہم پیشہ تھے۔ آپ کا داد دسند حیدر آباد دکن کے امرا و عمائدین کے میان خوب چلا۔ اور اپنی ہوشیاری۔ لیاقت سے کمال درجہ ترقی کی۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے اس خاندان میں گدی نشین ہوتے آئے۔ اور اپنے پر زور کوششوں سے لین دین کو ترقی دیتے رہے۔ جب جیت گیر جی کے باری آئی تو یہ بھی اپنے معزز بزرگون سے کم نہین رہے۔ اور کمال ہوشیاری و لیاقت سے ترقی کے اسباب پیدا کئے۔ اون کے جانشین راجہ گیان گیر بھادر ہین جنکا یہ تذکرہ ہے۔ آپ کی لیاقت و جودت طبع کا کیا کہنا بزرگون کے نام کو روشن کیا اور فخر خاندان کا لقب پایا۔ آپکی داد و دہش ہوشیاری معاملہ کی صداقت امرا و عمائدین کے اتحاد و ملاقات نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ جو اعزاز کہ بزرگون کو تھا۔ وہ آپ کے مقسوم ہوا۔ چنانچہ ۱۳۱۶ھ کے دربار جشن سالگرہ مبارک مین خطاب راجہ بھادر سے خطاب] سرفرازی پائی۔ اور منصب پنج ہزاری پانصد سوار و علم سے ممتاز ہوئے۔ آپ نہایت لائق اور ہوشیار۔ صاحب خلق و مروت ہین۔ آپ کے جانشین راجہ نرسنگ گیر بھادر ہین۔ جن کا تذکرہ علیحدہ ردیف (ل) مین رقم پذیر ہے۔

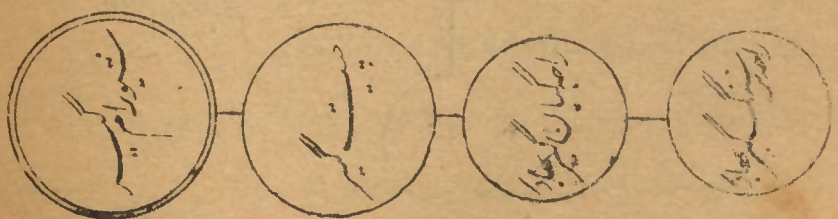

کامیاب جنگ

محمد اعظم علی خان بہادر

۲۲۴

خاندان آپ محمد بربان علیخان سبقت یاب جنگ مرحوم کے خلف اصغر اور نواب محمد گیسو دراز خان بہادر سبقت یاب جنگ کے چھوٹے بھائی ہیں آپکا سلسلۂ خاندان تاجدار روم تک منتہی ہوتا ہے چنانچہ آپکے اجداد جو اپنے ساتھ نشان و چھتر رکھتے تھے۔ وہ سلاطین روم کے طرز و وضع پر موضوع تھا۔ اور گیہا کا لفظ جو آپکے خاندان میں چلا آتا ہے۔ یہ ایک فقیر زرگر منش کا عطیہ ہے۔ دراصل یہ لفظ گنہی والہ تھا۔ (جو شاہ صاحب موصوف کے کمر میں بندھے رہتے تھے) مگر جوں جوں زمانہ گذرتا چلا۔ یہ بھی اپنی صورت بدلا اور گنہی والہ سے گہا لا ہو گیا۔

ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے والد محمد بربان علیخان سبقت یاب جنگ مرحوم اس ریاست ابد مدت میں لاکھوں روپیہ کے تعلقات سواران دیاد۔ اعلیٰ اعزاز و مناصب و جاگیرات سے سرفراز و ممتاز تھے۔ چنانچہ اب آپ (صاحب تذکرہ) بھی اعزاز و مناصب موروثی سے سرفراز۔ و لوازمات جاگیرات سے مباہی و مفتخر ہیں۔

سنہ ۱۳۱۱ھ میں آپ کو بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری۔ کامیاب جنگ منصب دو ہزاری دیکھزاری و علم عطا ہوا۔ آپ کی لیاقت علمی و فطرت و جودت طبعی مسلمہ ہے۔ اخلاق و مروت بھی اچھے ہیں۔ فیاضی اور ادب پروری میں بھی بے نظیر ہیں۔ آپ کو دو صاحبزادے ہیں محمد رضا علی خان۔ محمد حمت علی خان سہرا بک لائق ہونہار تعلیم یافتہ۔ انگریزی و فارسی سے ماہر ہے۔ یہ ہر دو صاحبزادے منجھلی صاحبزادی صاحبہ بیگم صاحبہ (صبیہ حضرت غفران مآب)

کرار جنگ منصور الدولہ سید محمد علی خان بہادر

۲۳۵

خاندان آپ سید محمد علی خان بہادر جنگ منصور الدولہ مرحوم کے خلف الصدق تھے۔ اعزاز و مناصب آبائی۔ جاگیرات موروثی اور خطاب منصور الدولہ۔ کرار جنگ بھی سے سرفراز تھے۔ اور آخر عمر میں خدمت مہتممی تقسیم تنخواہ منصبداران بھی عطا ہوئی تھی آپ اس ریاست امدت کے امرائے قدیم سے تھے۔ اور آپ کے بزرگون کو اعزاز مناصب اعلےٰ درجہ کے حاصل تھے۔ سنہ ۱۲۹۲ھ مین آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کو دو صاحبزادے اول سید حسین علی خان بہادر دوم حاجی سید محسن علی خان بہادر چنانچہ یہ دونون صاحب بھی اعزاز و مناصب آبائی و جاگیرات موروثی سے ممتاز ہین خلف اکبر سید حسین علی خان بہادر کو دو صاحبزادے ہین سید علی خان بہادر حاجی سید ناصر حسین خان بہادر۔ اور خلف دوم کو ایک صاحبزادہ ہے۔ سید افسر علی خان بہادر۔ تمامہ صاحب لایق۔ ہوشیار۔ صاحب اخلاق و مروت ہین۔

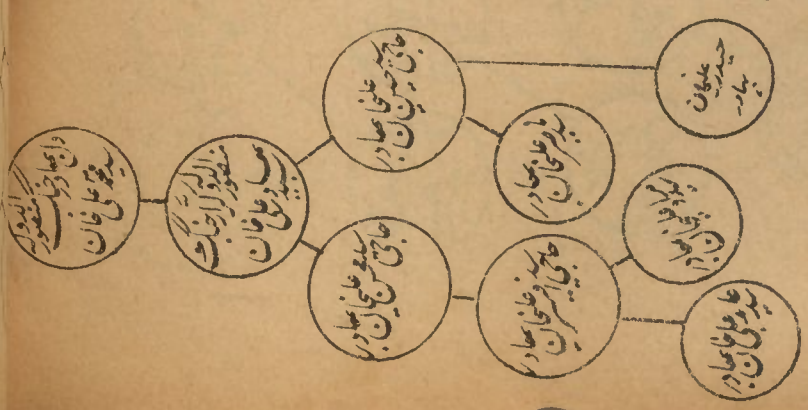

راجہ لوچن چند بہادر

۲۳۶

خاندان آپ خاندان راجہ ساگر مل بہادر کے چشم و چراغ اور راجہ راجمان راجہ بشیشور دھرم ونت بہادر کے چھوٹے بھائی ہین۔ آپنے مدرسہ عالیہ مین انگریزی کی تعلیم مڈل اسکول کلاس تک پائی ہے۔ فارسی اور حساب سے بخوبی واقف ہین۔ قانون مین بھی اچھا مدرکہ رکھتے ہین تحریر و تقریر دونون پاکیزہ اور شستہ ہین۔ کرکٹ کھیلنے کا بیحد شوق ہے۔ اکثر بنگلور اور میسور مدراس جاکر آپنے نامی کرکٹ بازون سے مقابلہ کیا ہے۔ جسمین ہمیشہ کامیابی رہی ہے۔

خطاب اس وقت آپ کا سن ۳۰ سال کا ہوگا۔ نہایت جفاکش اور لایق و ہوشیار ہین سن ۱۳۱۱ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر آپ نے بارگاہ اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ سے راجہ بہادر کا خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار و سوار و علم کی سرفرازی پائی ہے۔

اولاد دو کمسن صاحبزادے۔ کشن راج۔ منوہر راج موجود ہین۔

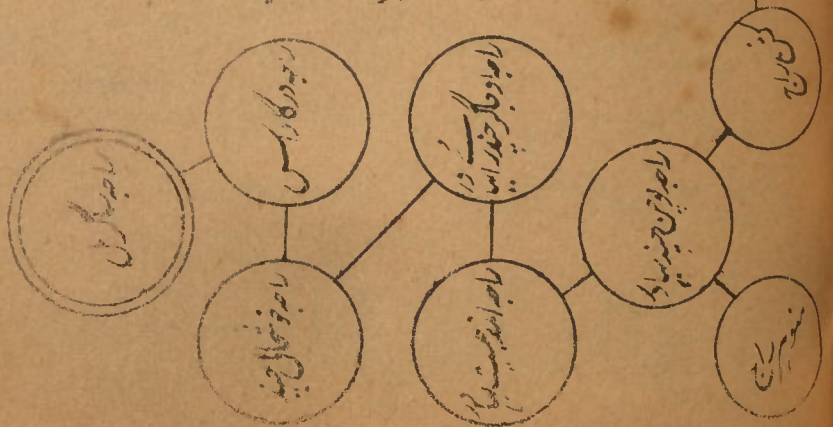

لشکر جنگ

غلام محمد تقی خان بہادر

۲۳۷

خاندان } آپکا اصلی نام غلام محمد تقی تھا۔ آپ نواب لشکر جنگ اوّلے کے اکلوتے فرزند اور حسین دوست خان بہادر سالار الملک کے پوتے تھے۔ نواب لشکر جنگ اوّلے بہدغفران منزل و مغفرت مکان تقریباً ۱۵ یا ۲۰ لاکھ کے تعلقات کے تعلقدار ہی سے ممتاز تھے۔ خطاب منصب۔ نوبت۔ نقارہ۔ جاگیرات وغیرہ سے بھی سرفراز تھے نہایت ہوشیار۔ چالاک۔ تیز فہم۔ ذکی الطبع تھے۔ ایک موقع پر حضرت مغفرت مکان نے فرمایا میں خود دولت و نواب سر سالار جنگ اعظم طال المہام سرکار عالی کو وکیل بھی فرمانا چاہتا تھا۔ مگر سر سالار جنگ نے انکاری معروضہ پیش کیا۔ بعد انتقال لشکر جنگ اوّلے کے انکے فرزند غلام محمد تقی خان اپنے آبائی اعزاز و مناصب سے سرفراز و جاگیرات سے ممتاز ہوئے۔ بعد فراغ علوم ضروریہ قانون کیجانب توجہ کی۔ اور نہایت جانفشانی اور محنت سے تھوڑی ہی عرصہ میں جوڈیشل لین میں امتحان پاس کیا۔ اور سرکار ہی خدمت کے طالب ہوئے۔ چنانچہ ابتداً آپ دوم تعلقدار ہوئے۔ بعد ازاں منصب اول تعلقداری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ تا وقت انتقال اسی معزز عہدہ پر قایم تھے جسکو آپنے کمال دیانت اور امانت سے انجام دیا۔ اور نہایت لیاقت و ہوشیاری سے امور متعلقہ کا تصفیہ کیا تھا جس سے رعایا انکی ہمیشہ مداح رہی تھی ۱۳۱۳ھ میں تقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری۔ لشکر جنگ منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم سرفرازی پائی تھی۔ افسوس ہے کہ بعالم جوانی ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ میں بعارضہ درد قولنج طعمۂ نہنگ اجل ہوگئے۔ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ آپکو ایک مکمن صلبزادہ موجود ہے۔ اور بوجہ کمسنی فرزند۔ نواب زین العابدین خان بہادر مددگار معتمد مجلس عالیہ عدالت بخطاب خانی و قریبی تمام جائداد و املاک کے نگران اور کمیٹی کے میر مجلس ہیں جو مرحوم کے جائداد کے انتظام کیلئے جناب سرکار عالی قایم کیگئی ہے۔

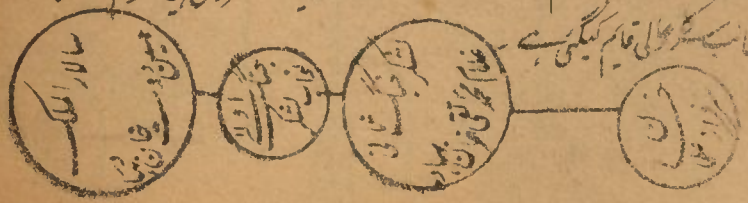

اعلیحضرت اقدس لطیف الملک معظم جنگ لطیف الدولہ احمد بیگ خان بہادر

۲۳۸

خاندان } آپکے جد اعلےٰ لطیف الدولہ غالب بیگ خان بہادر تھے۔ جو نواب میر نظام علیخان بہادر کے رفیق سفر و حضر رہتے تھے۔ اور خدمات جلیلہ و مناصب لایقہ سے سرفراز۔ باقی خاندانی حالات تفصیلی طور پر آپکے فرزند جہانگیر بیگ خان بہادر شہرور جنگ کے تذکرہ مین درج ہو چکے ہین۔

خطابات } ۱۲۹۱ھ آمین (بعہد اعلیحضرت خلداللہ ملکہ) بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری معظم جنگ سے سرفرازی پائی۔ ۱۳۰۴ھ آمین جشن نوروز کے موقع پر لطیف الدولہ کا خطاب۔ دراصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو دو ہزار سوار و علم و نقارہ۔ اور ۱۳۱۱ھ کے سالگرہ مبارک مین خطاب لطیف الملک۔ منصب چار ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے ممتاز و مفتخر ہوے

انتقال } آپ تقریباً بعمر ۷۰ سال ۱۳۱۲ھ مین رحلت فرماے۔ گو قبل انتقال بصارت مین تفرقہ آگیا تھا مگر جمیع امورات دینی و دنیوی کو بہ احسن وجوہ انجام دیتے تھے۔ اسلحجات کا نہایت شوق تھا۔ ہزارہا روپیہ کی جوہر دار تلوارین خرید فرماے۔ بہرحال جس چیز کا شوق ہوا اوسکو انتہا کو پہونچایا۔ منجانب سرکار عالی شکارخانہ کی خدمت بھی تفویض تھی۔ جو اسوقت آپکے اکلوتے صاحبزادے نواب شہرور جنگ بہادر کے نام بحال ہے۔ آپ وضع قدیم کے پابند۔ مہذب۔ رفیق پرور تھے

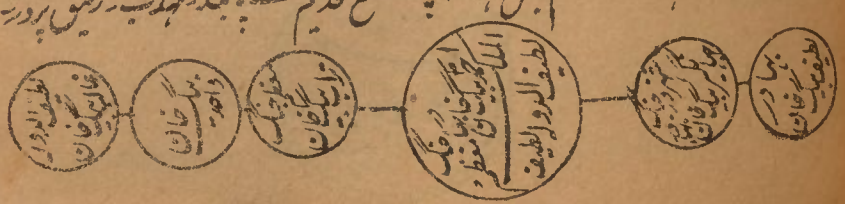

بہادر
میرزا لطیف بیگ خان
۲۳۹

خاندان } آپ کا اصلی نام میرزا لطیف بیگ ہے۔ آپ نواب شہزور جنگ بہادر کے خلف الرشید اور نواب معظم جنگ لطیف الملک مرحوم کے پوتے ہین۔ خاندانی حالات آپ کے پدر بزرگوار کے تذکرہ مین تحریر پا چکے ہین۔

خطاب } ۱۳۱۱ھ کی سالگرہ مبارک کے موقع پر آپکو خطاب خانی و بہادری۔ منصب یکہزاری پیشگاہ خداوندی سے عطا ہوا۔ آپ ہونہار۔ لایق۔ ہوشیار ہین۔ انگریزی اور فارسی کی تعلیم جاری ہے۔ اور آپ کو نواب سید الدولہ بہادر خلف نواب آصف نواز الملک مرحوم معتمد صرف خاص کے دختر نیک اختر منسوب ہے۔

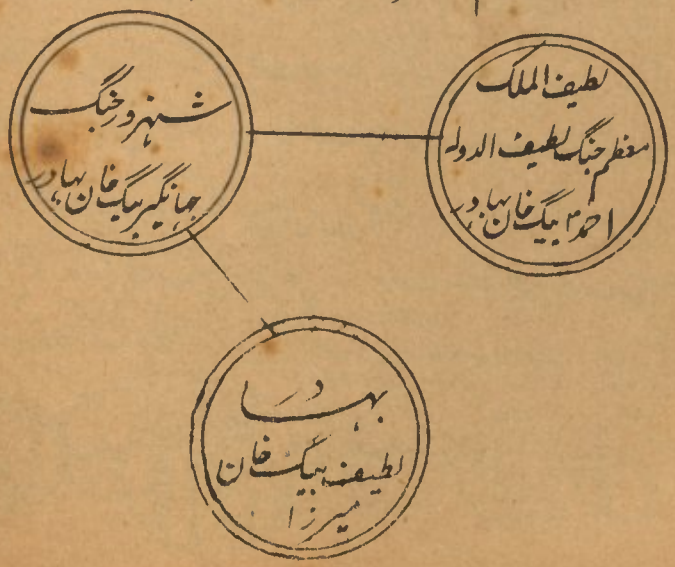

رائے للتا پرشاد بہادر

۳۴۰

خاندان | آپ رائے بختاور لعل کے فرزند اور راجہ رام پرشاد* لالہ بہادر کے نواسے ہین اور اس خاندان کے معزز ممبر راجہ راجان راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر ہین۔ آپ ابتداءً (رائے للتا پرشاد) حسب الحکم سر سالار جنگ اعظم انجینرنگ کالج مین داخل ہوئے۔ اور کالج کے تعلیم سے فراغ حاصل کرنے کے بعد صیغہ مالگزاری مین کار آموز رہے۔ بعد ازان مال۔ عدالت کوتوالی۔ بندوبست کے امتحان مین کامیابی پیدا کی۔ اور ضلع شنور پور کے دوم تعلقدار ہوئے چند صیغہ مالگزاری کے قوانین عرض کرنیکے لئے حضرت اقدس واعلےٰ مدظلہ العالی کے بارگاہ مین حاضر رہے۔ پھر اوّل تعلقداری ضلع کے عہدہ سے سرفرازی پائی۔ اب اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر کے ناظم ہین۔ نہایت لایق۔ ہوشیار۔ تجربہ کار۔ مدبر۔ فریس۔ صاحب اخلاق۔ رحم دل معزز افسر ہین۔

---

* راجہ رام پرشاد لالہ بہادر راجہ اندر جیت بہادر کے والد بزرگوار اور راجہ راجان راجہ شیوراج بہادر دہرم ونت کے جد امجد تھے۔ ۱۲ مولف

نواب سالار جنگ بہادر کا اسٹیٹ (یوجہ کمسنی نواب موصوف) زیر نگرانی سرکار ہے۔ اور بخانہ کار محکمہ مہتمد مالگزاری۔ رائے للتا پرشاد بہادر ناظم ہیں۔ ۱۲ مولف

لعل گیرجی

۲۴۱

خاندان] آپ ہرنام گیرجی کے معزز اور لایق جانشین ہین آپکے مورث اعلےٰ نرپت گیرجی سنہ ۱۲۴۴ھ مین حوالا مکھی ضلع پنجاب سے (بعہد ناصر الدولہ بہادر) بطریق سوداگری وارد حیدرآباد دکن ہوئے - اور اپنے لین دین کی راستبازی معاملہ کے صداقت سے کاروبار کو فروغ دیا - اور امراء اعزائے بلدہ سے اخلاق و مروت کا برتاؤ فرمایا - اوسکے گدی نشین پرجات گیرجی ہوئے - یہ بھی قدم بقدم اپنے مورث اعلےٰ کے اوصاف و سنت کو ترقی دی ان کے بعد رتی گیرجی بعد ازان دھوم گیرجی اور ان کے گدی نشین ہرنام گیرجی ہین جن کا اس وقت پچاس سال سے زیادہ سن ہوگا - آپکا داد و ستد تمام امرا و عمائدین شہر سے جاری ہے اور سنجیدہ طور پر کاروبار چل رہا ہے - آپکے جانشین لعل گیرجی ہین - (جن کا یہ تذکرہ ہے) آپ (لعل گیرجی) نہایت لایق ہوشیار علم ناگری سے واقف - صاحب اخلاق - ذی مروت - خندہ رو - وجیہ - جوان مستقل مزاج - سلیم الطبع - رحم دل متجمع اور تمام کاروبار دوکان کا آپ ہی کے سپرد ہے جسکو آپ نہایت عمدگی سے انجام دیرہے ہین آپ مین انتظامی صلاحیت اعلےٰ درجہ کی ہے - اور معاملہ فہمی مین اپنا آپ ہی نظیر ہین - مولف کو بھی متعدد بار آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے - عجیب بامروت صاحب اخلاق آدمی ہین - ہمیشہ چہرہ شگفتہ رہتا ہے - اس وقت آپکا داد و ستد ایک کروڑ سے کسیطرح کم نہ ہوگا - مگر اس ثروت پر مزاج بالکل سادہ - انانیت کے بو تک نہین - خیرات و مبرات مین بھی اعلےٰ درجہ کے فیاض سخی اور دریا دل ہین -

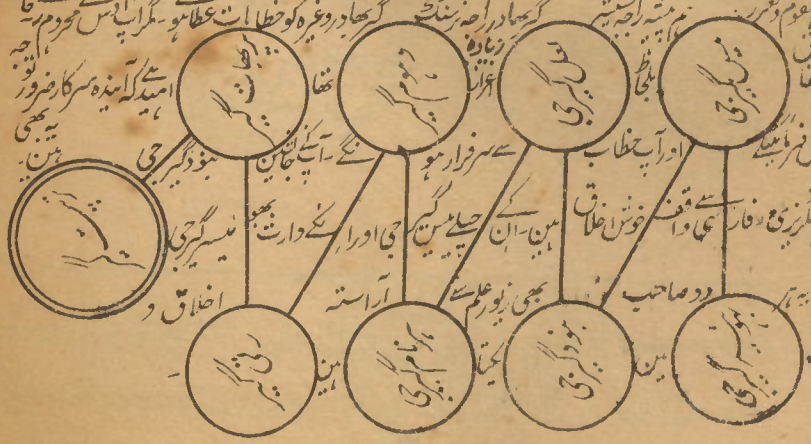

آپکا اخلاق مبنی دل فریبی ہے - اور آپ خطاب ہین - ان کے چھوٹے بھائی نیسر گیرجی اور آپکے دارث بھی اخلاق و مروت مین یہ بھی ہین -

راجہ لعل گیر جی

منور جنگ میر جہاندار علیخان بہادر

۴۲ سال

خاندان آپ میر نامدار علی خان کے خلف اور میر شجاعت علی خان منور جنگ کے پوتے تھے میر شجاعت علی خان کے جد میر سلمان خان ابن خواجہ عبدالرحیم خان بعہد محمد شاہ شاہ دہلی صوبہ داری برار سرفراز تھے سن ۱۱۳۱ھ میں آصف جاہ بہادر نے خان موصوف کو محمد شاہ سے عرض کرکر اپنا متعین فرمائے اور خود کو اپنی صحابت میں لے آئے۔ میر شجاعت علیخان منور جنگ کو عشرت النسا بیگم دختر منجھلی بیگم صاحبہ حضرت نظام علیخان بہادر (جو فتح یاب الدولہ امیر میر حامد علیخان عمدہ حضرت آصف جاہ بہادر کی زوجہ محترمہ تھیں) منسوب ہوئیں آپ کے خلف نامدار علیخان (منسوب حضرت غفرانمآب) ان کے خلف میر جہاندار علیخان جن کا نام درج عنوان ہے میر جہاندار علیخان کو نازپرور بیگم صبیہ منیر الملک منسوب ہوئیں۔ سن ۱۳۰۲ھ میں آپ کو خطاب منور جنگ و منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ سن ۱۳۰۸ھ میں ورم معدہ پر سرطان کی شکایت سے انتقال فرمایا

اولاد نازپرور بیگم صاحبہ کے بطن سے تین فرزند میر شجاعت علیخان۔ میر غضنفر علیخان۔ میر بہادر علی خان دیگر انات سے میر افضل علیخان۔ میر قاسم علی خان۔ میر عباس علی خان۔ دختر لطف النسا بیگم جو احتشام جنگ سے منسوب

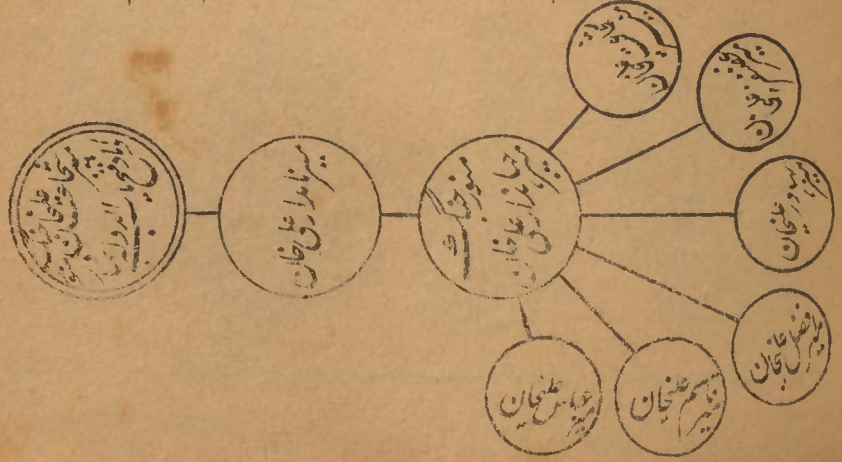

مصطفےٰ یار جنگ میر غلام حسین خان بہادر

۲۴۳

خاندان آپ کا اصلی نام میر غلام حسین عرف گلو نواب ہے آپ کا سلسلۂ خاندان نواب شرف الامرا رکن الدولہ بہادر کو پہونچتا ہے۔ آپکے اور رکن الملک خاندوران خان بہادر کے اجداد ایک ہی ہین۔ شرف الامرا بہادر سے آپکے چچا زاد اسطہ ہے اور مرکلب خان بہادر محکم جنگ ثالث آپکے چچازاد بھائی ہین۔ آپکے جد احمد یار خان داور جنگ تھے جنکی اولاد تفصیل طلب ہے ازانجملہ ایک فرزند مہدی حسن خان ہین جو آپکے (مصطفےٰ یار جنگ بہادر) والد بزرگوار تھے۔

خطاب آپ (جنکا نام نامی عنوان مین رقم ہے) حسب ضرورت اردو فارسی سے واقف ہین۔ اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز اور جاگیر ات موروثی سے ممتاز۔ آپ کو نواب امداد جنگ مغفور کی صاحبزادی منسوب ہین سن ۱۳۱۱ھ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خانی و بہادری مصطفےٰ یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے آپنے سرفرازی پائی ہے۔ خلق و مروت مین فرد ہین۔ اتحاد و محبت مین یکتا۔ خوش وضع خوش ترکیب۔ وجیہہ صورت ہین۔ آپ کو ایک کمسن صاحبزادہ ہے داور حسین خان ۵ سالہ۔

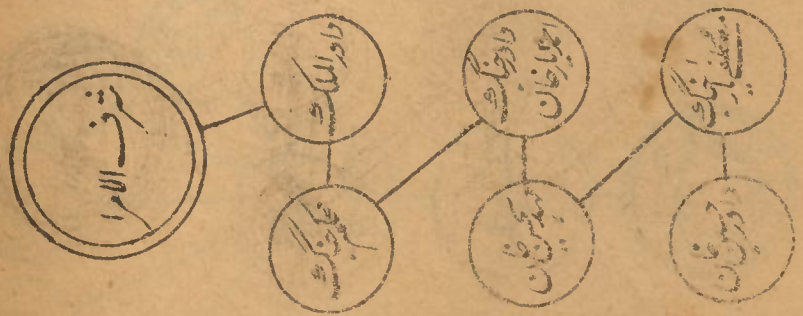

---

۱۲ مہدی حسن خان بہادر کو نواب مصطفےٰ یار جنگ بہادر کے علاوہ اور بھی فرزند تھے جو تفصیل طلب ہے۔ ۱۲ مولف

مظہر یار جنگ حسینی مرزا خان بہادر

۲۴۴

آپ کا اصلی نام حسینی مرزا ہے۔ آپ کے والد مرزا قادر علی بیگ (برادر داور مرزا داور الملک بہادر) ہین۔ جب داور مرزا نواب داور الملک بہادر کے سخت سے یاوری کی۔ اور مقرب بارگاہ خاقانی ہوئے۔ نوازشات شاہی نے اپنا سایہ ڈالا تو نواب موصوف کے ہر ایک فرد خاندان نے بھی مدارج اعلے پر فایز ہوئے اور اعزاز سے تمتع پائی چونکہ آپ نواب ممدوح کے خاص برادر زادہ تھے اسلئے نواب معزکے پر زور کوشش سے آپ کو سن ۱۳۱۱ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری و مظہر یار جنگ منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے ممتاز کیا۔ اور اسکے ساتھہ ہی چار سو روپیہ تنخواہ منصب سے بھی سرفرازی پائی۔

آپ نے تعلیم خانگی طور پر پائی ہے۔ فارسی اور اردو حسب ضرورت جانتے ہین۔ اس وقت آپ کا تخمیناً ۲۳ سال کا سن ہوگا۔ لایق اور ہوشیار ہین۔ اخلاق و مروت بھی اچھے ہین۔

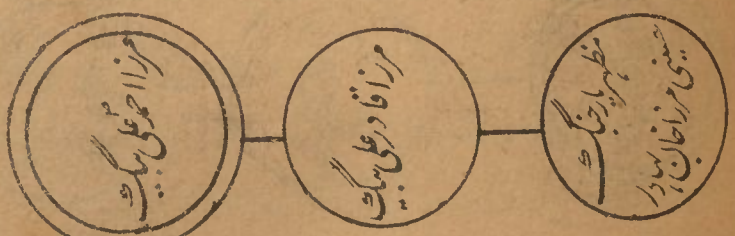

۲۸۴

مظفر یار جنگ
مرزا اشرف علی بیگ خان بہادر

۲۴۵

آپ کا اصلی نام مرزا اشرف علی بیگ ہے۔ مرزا طفیل علی بیگ (ہمشیرہ زادۂ داور مرزا نواب داور الملک بہادر) کے خلف الصدق ہین۔ داور مرزا داور الملک بہادر کے عروج کے ساتھ (بوجہ قریبی رشتہ دار ہونیکے) آپ نے بھی ترقی کے زمینہ پر قدم رکھا۔ ورحسب مناسب اعزاز و شرف ہین حصہ پایا۔ نواب داور الملک نے اپنے ترقی و اقبال کے زمانہ مین بھی اپنے خویش و اقارب کا خیال عمدہ طور پر رکھا جو قابل تحسین و لائق آفرین ہے ع این کار از تو آید و مرداں چنین کنند۔ ورنہ ایسے چین و آرام کے وقت کون کسکو پوچھتا ہے۔ چنانچہ نواب معزز کے ہی تحریک سے آپ کو من ۱۳۰۸ھ مین جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب خانی و بہادری و مظفر یار جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے ممتاز کیا۔ مزید بران چار سو روپیہ تنخواہ منصب کی بھی سرفرازی ہوئی۔

آپ نے مدرسۂ اعزہ مین تعلیم پائی ہے۔ فارسی اور اردو سے واقف صاحب اخلاق۔ ذی مروت ہین۔ خندہ رو منکسر المزاج۔ حلیم الطبع۔ آپ کے اوصاف ہین۔

معتصم جنگ
میر محمد علی خان بہادر
۲۴۶

آپکا اصلی نام میر محمد علی ہے - آپکے سر سلسلہ میر محمد درویش سے آپ تک دسوان واسطہ ہے - میر محمد درویش عالی خاندان سید صحیح النسب تھے - اور کلید بردار روضۂ مقدسۂ جناب امام ضامن علی ابن موسی الرضا علیہم السلام تھے اکلوتی دختر نیک اختر آپکے صاحبزادہ سید محمد سے منسوب ہیں - اون سے جعفیہ کے بطن سے دو فرزند ہوئے - فرزند اکبر سید معصوم نے بعد انتقال اپنے نانا کے تولیت مقدس حاصل کی - فرزند دوم سید جعفر نیشاپوری بوجہہ نہ ہونے علی الاسویہ سہام کے رنجیدہ خاطر ہوکر غربت اختیار کی - اور بعد طے منازل وارد دہلی ہوئے - اور اپنی دانائی لیاقت اور قابلیت کیوجہ سے بہت جلد بزمرۂ منصبداران شاہی منسلک ہوئے - ان کو دو فرزند تھے - میر معصوم - سید محمد سعید چندروز بعد سید موصوف معہ اپنے نور چشمون کے کابل چلے گئے - وہان بھی علم و فضل آپکا کام آیا ہوا - باریاب بارگاہ سلطانی ہوئے - اور خدمات جلیلہ سے ممتاز - آخر معرکہ آرائی مین داد مردانگی دیکر معہ اپنے فرزند محمد معصوم کے راہی دار البقا ہوئے میر محمد سعید بعد مارے جانے اپنے باپ اور بھائی کے کابل کی سکونت ترک کی - اور شاہجہان آباد دہلی وارد ہوئے اور دربار شاہی مین باریاب ہوکر اپنے والد کے خدمت اور منصب پر مامور ہوئے - چند روز بعد بوساطت امیر صائب تدبیر نواب آصف خان بہادر انتظام حل عقد قلعہ دولت آباد مین شریک ہوئے - اوندنون بادشاہ کو قلعہ دولت آباد کی حکومت کے لئے کسی امیر کو انتخاب کرنا مدنظر تھا - حین مشورہ نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم نے میر محمد سعید کے لئے معروضہ کیا اور پذیرا ہوکر سرفرازی پائی - اور تا حیات کمال دیانت و امانت کے ساتھہ نظم و نسق انجام دیا - ان کے فرزند میر محمد کاظم رضوی دولت آبادی نے بعد انتقال اپنے پدر بزرگوار کے خدمات و مناصب سے سرفرازی پائے - اور جنگ رگھوناتھہ ساؤ مین معہ اپنے فرزندون کے وہ وہ کارنمایان کئے - اوشہر اورنگ آباد کو دست برد غنیم سے ایسا بچا

کہ موجب تحسین و آفرین ہوئے۔ جن کا مفصل تذکرہ حدیقۃ العالم میں مندرج ہے۔ ان کے فرزند میر غلام حیدر خان ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک تھے۔ جو سن ۱۱۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بایام رشد و تمیز قلعہ دولت آباد سے وارد اورنگ آباد ہو کر غیور جنگ صاحب بہادر کے پاس رہا کرتے تھے۔ استفادۂ علوم قاضی شیخ الاسلام خان سے حاصل کیا۔ نواب شیر جنگ اور نواب رکن الدولہ بہادر کے موافقت سے باریاب بارگاہ نواب نظام علی خان بہادر ہوئے۔ حضرت غفران مآب ان کی لیاقت علمی اور کمال ذاتی سے غایت درجہ خوش ہو کر براہ قدر دانی قلمدان دار الانشاء مرحمت فرمایا۔ علاوہ جاگیرات کے پانسو روپیہ ماہوار سے بھی عزت بخشی۔ صاحب گلزار آصفیہ کہتا ہے کہ میر غلام حیدر خان بارہا مرتبہ مصاحبت و تقرب رسید کہ رشک امیران دربار شد و بلکہ ہمراز حضور پر نور بودہ صاحب منصب پنجہزاری، سوار و علم و نقارہ و پالکی چہالردار و جاگیر عمدہ سیر حاصل معزز گشت۔ راجہ صاحب پونہ نے حضرت غفران مآب سے میر غلام حیدر خان کے ملاقات کی آرزو ظاہر کی۔ چنانچہ بعد اجازت آپ راجہ صاحب پونہ کی خدمت میں پہونچے اور راجہ صاحب آپ کی صحبت اور ملاقات سے اس درجہ محظوظ ہوئے کہ آپ کو وہاں تین سال گذر گئے۔ آخر اصرار پر رخصت دی اور قیمتی تحایف اور ہدایائے کثیر سے سرفراز کیا۔ یہاں حاضر ہو کر آپنے حضرت غفران مآب کے پیشگاہ میں وہ سب تحایف و ہدایا پیش کیا۔ جسکو حضرت نے بکمال مسرت واپس مرحمت فرمایا۔ سن ۱۱۸۹ھ میں منصب یکہزاری و یک ہزار سوار و علم خطاب خانی و بہادری سے سرفرازی بخشی۔ سن ۱۱۹۶ھ میں دوہزاری منصب و نقارہ ممتاز جنگ خطاب عطا ہوا۔ بعد از انصراف غنیمہ ٹیپو سلطان سن ۱۱۹۹ھ میں پنجہزاری منصب و ہزار سوار اعتصام الدولہ پالکی چہالردار سے ممتاز کیا۔ ۲۰ شوال سن ۱۲۰۲ھ میں دستبند مرصع عنایت ہوا۔ عید الضحی میں کنٹھی مروارید و سرپیچ شمسہ و نیزہ بمقام کولاس سرپیچ مرصع و جیغہ مرصع و بھمبید مرصع مرحمت ہوا۔ اور اسی سال خطاب اعتصام الملک سے سرفراز پائی۔ کل معاش ذاتی معہ فرزندان سوا دو لاکھ روپیہ کی تھی۔ جب آپ کا سن اسی سال کا ہوا تو اپنے بڑے فرزند رشید الدولہ بہادر کو خلعت نظامت دار الانشاء سے سرفراز کرا کر عزلت نشینی اختیار کی۔ آخر ۱۰ شوال سن ۱۲۳۵ھ کو انتقال فرمایا جسوقت مرحوم حضرت غفران مآب کے ہمرکاب سفر کرناٹکہ میں تھے۔ بمقام بیدر آپکے خلف بخشی میر ابراہیم علیخان خورشید جنگ اعتضاد الدولہ (جنکا سلسلہ صاحب تذکرہ معتصم جنگ بہادر کو پہونچتا ہے) تولد ہوئے۔ چنانچہ حضرت غفران مآب نے ہنسلی کڑے جواہر کے مرحمت فرمائے۔ سن ۱۲۲۱ھ میں (بعہد مغفرت منزل) خطاب خانی و بہادری

در سال سن ۱۲۴۵ھ مین (بعہد غفران منزل) خیرو شجیع جنگ خطاب اور سن ۱۲۵۶ھ مین اعتضاد الدولہ کا خطاب سرفراز ہوا۔ اور خدمت دار وغگی ہرکارگان وقلعہ داری بہادر وغیرہ سے ممتاز ہوئے۔ ہمیشہ حاضر دربار جہان مدار رہتے تھے۔ ۱۵ ذی قعدہ سن ۱۲۹۶ھ کو رحلت فرمائے۔ آپکے فرزند میر حسین علی خان ۲۶ محرم سن ۱۲۴۰ھ مین تولد ہوئے۔ اور سن ۱۲۵۰ھ مین پیشگاہ حضرت غفران منزل سے خطاب خانی و بہادری اعتصام جنگ سے سرفرازی پائی۔ اور سن ۱۲۸۶ھ مین اورنگ آباد کی نظامت عطا ہوئی۔ بسبب ناموافقی آب وہوا نظامت اورنگ آباد سے نظامت دارالافتاء پر مامور ہوئے۔ اور تا زندگی انجام دہی کارکار کرتے رہے۔ بہادر موصوف کی ذات جاگیر چالیس ہزار کی تھی۔ بہادر ممدوح نہایت درجہ کے لایق سخی شجیع ذی مروت۔ وذی اخلاق قبایہ پرور آشنا پرست تھے۔ آپکے خلف میر سرفراز علی خان بن جنکا تولد ۱۲۵۸ھ ہے یہ نہایت درجہ لایق اور ذی علم وسخی وشجیع مثل اپنے والد بزرگوار کے تھے۔ افسوس ہے کہ عین شباب مین بگذاشت یک فرزند میر محمد علی خان معتصم جنگ اپنے والد کے حین حیات ہی سن ۱۲۸۶ھ مین راہی خلد بریں ہوئے۔ آپ (میر محمد علی خان معتصم جنگ) سن ۱۲۸۰ھ مین پیدا ہوئے اور زیر سایہ اپنے جد اعلےٰ نواب اعتصام جنگ بہادر کے پرورش پائی۔ بعد انتقال اپنے جد اعتصام جنگ کے منصب وجاگیر موروثی سے سرفراز ہوئے۔ اور بتاریخ بیست و سیم ماہ مبارک سن ۱۳۱۱ھ مین خطاب خانی وبہادری معتصم جنگ منصب دو ہزاری ویکہزار سوار وعلم عطا ہوا۔ حسب فرمان اعلیحضرت خلداللہ ملکہ مترشحہ ۲۳ ذی قعدہ سن ۱۳۱۶ھ بنیابت نظامت دارالافتاء* مقرر ہوئے۔ آپ کارخیر بقیہ نامجات سرکاری کو باریاب بارگاہ سلطانی ہوکر باحسن وجوہ انجام دیتے ہین۔ آپ نہایت زکی الطبع۔ ہوشیار۔ قانون دان منتظم۔ ذی لیاقت۔ سخی۔ شجیع۔ آشنا پرست۔ غریب نواز۔ مثل اپنے اباواجداد کے ہین۔ نہایت خوش وضعی اور خوش رویگی سے بسر کرتے ہین۔ آپ کو دو فرزند ہین۔ میر ممتاز علی۔ میر احمد علی۔ جو مڈل کلاس مین زیر تعلیم ہین۔

---

* خدمت نظامت دارالافتاء پر محمد علی خان سردار جنگ مرحوم کے فرزند اکبر میر شجاعت حسین خان مامور ہین۔ بوجہان کی کم سنی کے نواب معتصم جنگ بہادر نگرانی اور اجرائے کام کرتے ہین۔ ۱۲۔ مولف

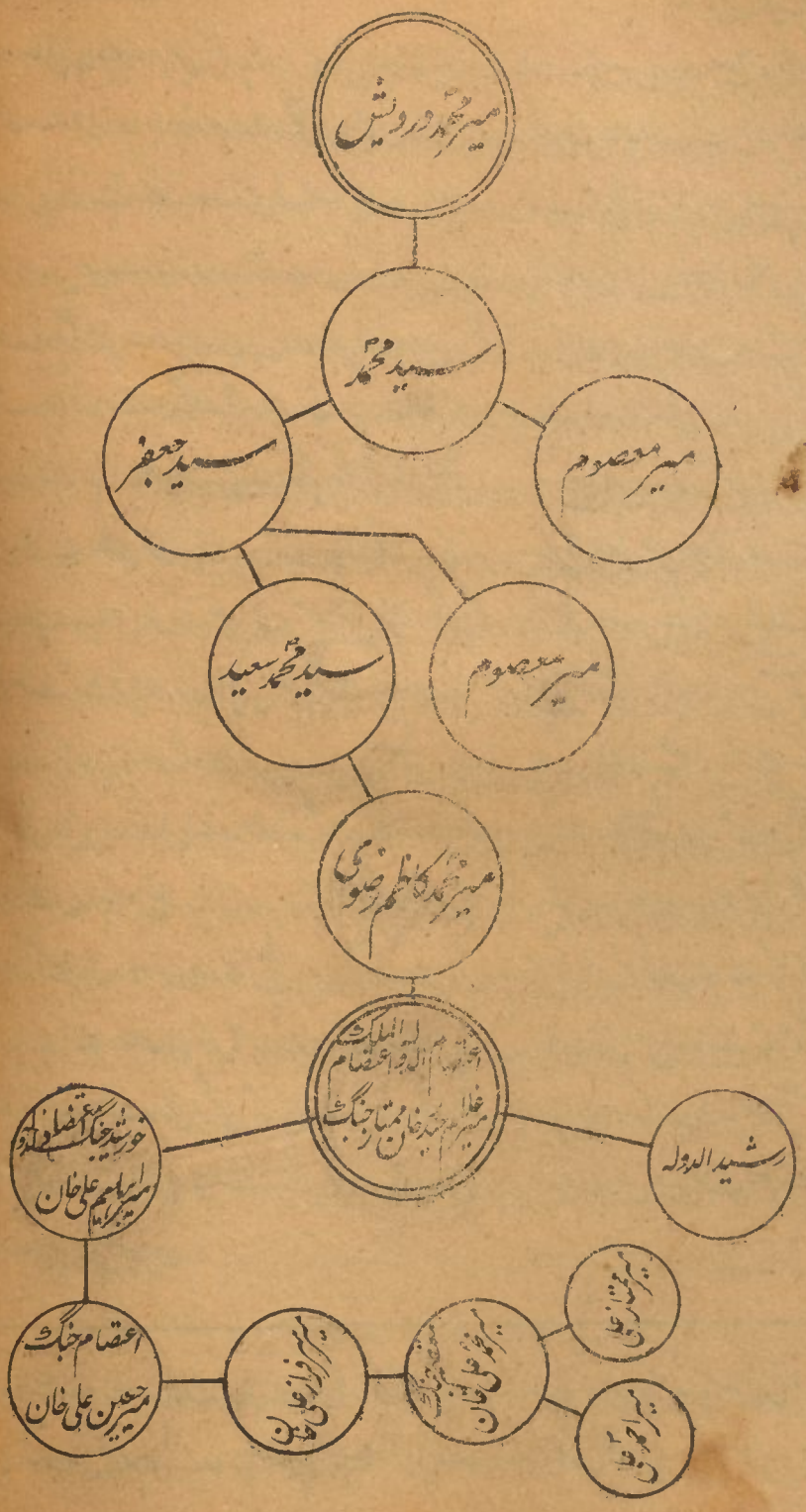
میر محمد درویش
سید محمد
سید جعفر
میر معصوم
سید محمد سعید
میر معصوم
میر محمد کاظم رضوی
اعتصام الدولہ اسد الملک
اعتصام الدولہ
میر غلام محمد خان ممتاز جنگ
رشید الدولہ
خورشید جنگ افضل الدولہ
میر ابراہیم علی خان
اعتصام جنگ
میر حسین علی خان
میر فرزند علی
میر مختار علی
میر احمد علی

معین جنگ میر لیاقت علیخان بہادر

۲۴۷

خاندان آپ کا اصل نام میر لیاقت علی ہے۔ آپ ارسلان جنگ مرحوم برادر خورد نواب رکن الملک خان دوران خان بہادر کے خلف سومی ہین۔ خاندانی حالات تذکرۂ خان دوران خان بہادر مین لکھدیے گئے ہین۔

خطاب آپ کو جشن سالگرۂ مبارک بابتہ سن ۱۳۱۱ھ مین خطاب خانی و بہادری معین جنگ منصب دوہزاری دوہزار سوار و علم عطا ہوا۔ آپ علوم ضروریہ سے واقف۔ لایق و ہوشیار ہین۔ نواب ناظم الدولہ (نواسہ مچھلی بندر) کے بھائی شمس الدولہ کی صاحبزادی آپ سے منسوب ہین۔ جن کے بطن سے اس وقت تین صاحبزادے صغیر السن موجود ہین۔

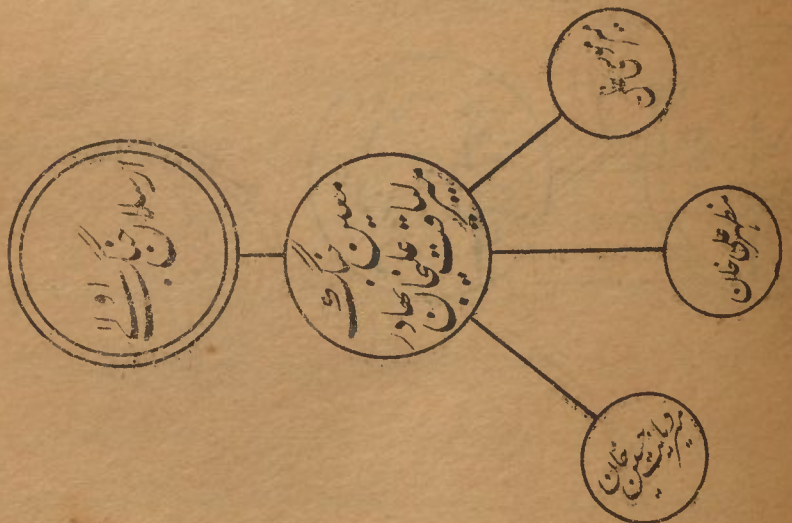

خاندان آپ کا اصلی نام سید نجم الدین اکبر ہے۔ نواب اکبر الملک بہادر کے خلف چہارمی ہیں۔ تقریباً ۱۷ سال کا سن ہوگا۔ عربی۔ فارسی کی تعلیم جاری ہے۔ حالانکہ آپکے تینوں بھائی ولایت میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مگر صرف ایک آپ ہی اپنے بنگلہ پر بذریعہ معلم خانگی تعلیم پاتے ہیں۔

خطاب سن ۱۳۱۶ھ میں آپ کو خطاب خانی و بہادری ملک یار جنگ و منصب دو ہزاری یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔

خصایل آپ کی تحریر اور تقریر نہایت شستہ۔ پاکیزہ ہوتی ہے۔ انتہا درجہ کے لائق اور ہوشیار ہیں۔

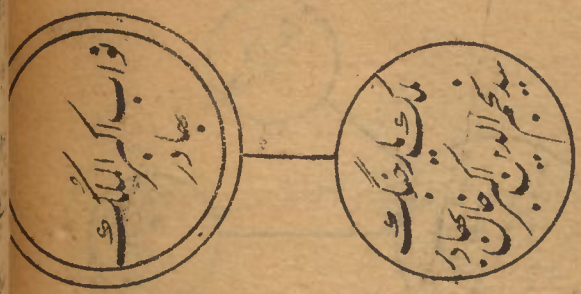

مقصد جناب سید امر اللہ خان بہادر

۳۴۹

خاندان آپ کا اصلی نام سید امر اللہ شاہ ہے۔ آپ سید ذات رضوی سے ہیں۔ آپکے جد اعلیٰ شاہ رضا صاحب قدس سرہ العزیز ابن میر بندہ علی خان صوبدار بادشاہی۔ (جو بطرف نواب ثابت خان مرحوم جاگیردار جالنہ سرکار میں ہیں۔ جب بندہ علی خان قلعہ کرڑہ پر نواب موصوف کے ہمراہ شہید ہوئے۔ ان کو چار فرزند تھے۔ میر رضا علی خان عرف شاہ رضا صاحب سب سے چھوٹے تھے۔ ان کے بھائیوں نے ترکہ پدری تقسیم کرکے دینا چاہا تو انہوں نے قبول نکیا اور صحرانوردی اختیار کی۔ میر اگبوان کے ساتھ ایک عرصہ تک سیاحی کی۔ بعد شاہجہان آباد میں آکر روضہ حضرت شاہ نظام الدین اولیا قدس سرہ میں حاضر ہو کر طالب استاد ہوئے۔ عالم رویا میں ارشاد ہوا کہ شاہ امر اللہ (جنکا مزار شاہ وجیہ الدین گجراتی قدس سرہ العزیز کو پہونچتا ہے انکے پاس جاؤ۔ چنانچہ آپ علی الصباح روضہ منورہ کے پائین چشمہ پر بیٹھے تھے کہ وہی تصویر عالم رویا ظاہر ہوی اور آپ کو مزار شریف حضرت شاہ نظام الدین اولیا قدس سرہ پر لیگئی۔ اور مرید کرکے دعائے حیدری کی تعلیم دی۔ بعد ازاں شاہ اسرار اللہ و شاہ مبارک نجم الدین نے آپ کو گجرات لیگئے وہاں سے دکن آئے۔ اورنگ آباد میں بعضل قرب موجود تھے۔ جہاں کچھ روز توقف کیا پھر وہاں سے حیدرآباد آئے۔ اور بوجہ زہد و ورع مشہور آفاق ہوئے کئے بار حضرت غفرانمآب میر نظام علی خان بہادر آپکے مکان پر ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ اور جاگیر سر حاصل مرحمت فرمائے۔ رکن الدولہ بہادر مدار المہام سرکار دفار الدولہ ناظم حیدرآباد اور دیگر امرا آپ سے کما حقہ اعتقاد رکھتے تھے۔ ۲۷ جمادی الثانی سن ۱۱۸۴ھ میں اجل نے درگزدہ کوہ شریف پر انتقال فرمایا۔ وقار الدولہ بہادر نے پالکی میں ڈال کر حیدرآباد لے آئے اور بالاب میر جملہ کے راستہ پر مدفون ہوئے۔ چنانچہ انکی درگاہ موجود ہے۔ آپکے چار فرزند تھے۔ اول شاہ امر اللہ صاحب جو اپنے پدر بزرگوار کے قدم بقدم زہد و تقوے میں کمال رکھتے تھے۔ اور گھر سے باہر نکلتے نہ تھے۔ ایک دفعہ بتکلیف تمام

حسب درخواست حضرت غفرانمآب بجانب شاہ یخین خلوت مبارک مین حاضر ہوئے تھے۔ ان کے فرزند سید شاہ غلام سرور اور ان کے فرزند سید قمر الدین شاہ صاحب۔ ان حضرات نے بھی اپنے بزرگون کے روش پر اپنی عمر بسر کی۔ اور معطیہ جاگیرات وغیرہ سے ممتاز رہے۔ ان کے فرزند سید امر اللہ شاہ ہین جن کا نام نامی زیب عنوان ہے

ولادت } آپ سن ۱۲۵۰ھ مین پیدا ہوئے۔ بعد فراغ درس تدریس سن ۱۲۸۲ھ مین اولاً آپ دوم تعلقدار کے بعد ازان اول تعلقداری ضلع کی خدمت سے سرفراز ہوئے بعد ازان نظم جمعیت ہوئے۔ پھر تعلقداری پرگنہ شریف سن ۱۳۱۰ھ مین بمشاہرہ پندرہ سو روپیہ حالی جائنٹ سکرٹری معتمد فوج سرکار عالی سے سرفراز ہوئے۔ اور اسی خدمت پر مامور ہین۔ آپ فارسی اور عربی کے ماہر زبان مرہٹی و تلنگی وغیرہ سے واقف ایک لائق اور ہوشیار تجربہ کار مستعد و فعال شخص ہین۔

خطابات } بتقریب جشن سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۰ھ مین آپ کو خطابات خانی و بہادری معتمد جنگ منصب دو ہزاری ذیکٹ ہزار سوار و علم عطا ہوا۔

اولاد } آپ کو دو صاحبزادے ہین۔ سید ولایت حسین ۲۶ سالہ سید صفدر حسین ۱۹ سالہ ہر دو انگریزی اور فارسی مین لائق اور ہوشیار ہین۔ اور لایق خدمات شایستہ ہین

اخلاق و مروت مین بھی ضرب المثل۔ مولف کو بھی آپ کی خدمت مین ایک عرصہ دراز سے ملنے کا حاصل ہے۔ جس زمانہ مین کہ آپ اول تعلقدار ضلع رایچور تھے مولف الطریق کارآمور ضلع مذکور مین ایک سال تک آپکے دولت خانہ پر مہمان رہا ہے۔ اور آپکے محکمہ متعلقہ مین کام کیا ہے جس تمام آپکے الطاف و عنایات اکثر مولف کے حال پر مبذول رہے ہین۔

مظہر جنگ
میر تیمور علی خان بہادر

۲۵۰

خاندان آپ کا اصلی نام میر تیمور علی تھا۔ اور خاندان اشرف الدولہ کے چشم و چراغ یعنی ارسلان جنگ اولے برادر تہور جنگ رکن الملک بہادر کے خلف چہارمی تھے۔ تفصیلی حالات خاندانی نواب رکن الملک بہادر کے حالات میں درج ہیں۔

خطاب سن ۱۳۱۱ھ کے ہمایون جشن سالگرہ میں خطاب خانی و بہادری مظہر جنگ منصب دو ہزاری و یکہ ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائے تھے۔ اور علمی لیاقت۔ اخلاق و مروت بھی اچھی تھی۔ افسوس ہے کہ پچیس ۲۵ سالہ سن میں، ۱۰ ربیع الاول سن ۱۳۱۲ھ کو راہی روضہ رضوان ہوئے۔ اور اپنے خویش و اقارب کو داغ مفارقت دائمی دے گئے۔

انتقال

محکم جنگ بہادر

میر کلب حسین خان بہادر

۲۵۱

خاندان آپکا اصلی نام میر کلب حسین ہے۔ اور آپ خاندانی امیر ہین۔ آپکے خاندان کا تعلق شرف الدولہ برادر رکن الدولہ مرحوم سے ہے۔ آپکے جد اعلیٰ دار الملک سے آپکا سلسلہ ملحیدہ ہوا ہے۔ اس خاندان کے تفصیلی حالات نواب کوکب الملک بہادر خاندوران خان مین لکھے گئے ہین۔ گودار الملک بہادر کے کئے فرزند تھے جنمین سے ایک فرزند محکم جنگ بہادر اولے تھے جنکے فرزند احمد یار خان داور جنگ جو مناصب و اعزاز جاگیرات آبائی سے سرفراز تھے۔ اون کے فرزند محکم جنگ ثانی یہ بھی اپنے بزرگون کے اعزاز و معاش سے سرفراز تھے اور اپنی عمر نہایت آن بان سے گذاری۔ اون کے خلف الصدق میر کلب حسین خان بہادر محکم جنگ ثالث ہین۔ آپ کی علمی لیاقت اچھی ہے تحریر و تقریر بھی درست ہے۔ تقریباً ۳۵ سال کا سن ہوگا۔ نوجوان۔ لایق ہین۔ آبائی اعزاز و جاگیرات موروثی سے سرفراز ہین تقریباً اٹھارہ ہزار سالانہ کا

خطابات معاش ہے۔ سن ۱۳۱۱ھ مین جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر آپ کو خانی و بہادری محکم جنگ کا منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ چند روز سے عارضہ خلل دماغ مین مبتلا ہین۔ نواب بہرام الدولہ بہادر (داماد سالار جنگ اولے) کی ہمشیرہ آپ سے منسوب ہین۔ بوجہ اس قرابت قریبہ کے نواب صاحب معزی آپ کی ذات اور خاندان

اولاد کے منتظم ہین اور نگران۔ آپ کو تین صاحبزادے موجود ہین۔ مہدی حسن خان (۱۹ سالہ) احمد یار خان (۹ سالہ) محمد یار خان (۷ سالہ) جو زیر تعلیم ہین۔

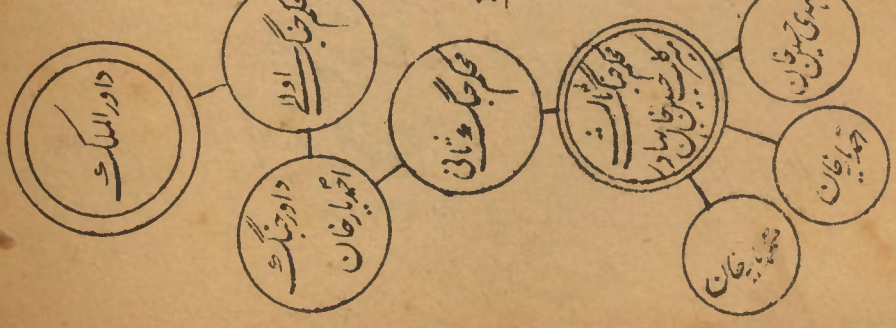

محسن الدولہ محسن الملک مہدی علی خان منیر نواز جنگ

۲۵۲

خاندان آپکا اصلی نام مولوی مہدی علی ہے۔ آپ اٹاوہ کے ایک معزز خاندان سادات سے ہین ۹ دسمبر سن ۱۸۳۷ء مین پیدا ہوئے۔ آپکے والد ماجد کا سلسلہ بارہہ کے مشہور سادات اورہان کا سلسلہ شیخپور ضلع فرخ آباد کے خاندان عباسیہ سے ملتا ہے۔ آپکے خاندان نے پبلک سروس سے بالکل الگ رہکر گوشہ عافیت مین زندگی بسر کی ہے سوائے سید ظہور علی صاحب کے جو گذشتہ صدی کے وسط مین صدر الصدور تھے۔ اور نواب وزیر الدولہ کے عہد حکومت مین ریاست ٹونک کے وزیر ہو گئے تھے۔ آپنے ابتدائی تعلیم مکان پر حاصل کی۔ جو اُس وقت حصول علوم مشرقی کا مسلمانون مین ذریعہ تھین۔ بعد تکمیل چند امورات خانہ داری نے آپکو تلاش معاش کے واسطے مجبور کیا۔ اولاً کلکٹر اٹاوہ مین ۵۰ ماہوار کی محرری ملی۔ لیکن آیندہ بہبودی کے سامان اسی سے نظر آتے تھے۔ مسٹر الین ہیوم کلکٹر اٹاوہ نے سن ۱۸۵۷ء مین آپ کو عہدہ امدادی عطا کیا۔ بعدہ عہدہ پیشکاری پر مامور کیا۔ ڈیڑھ سال بعد سررشتہ دار اور بعد دو سال سن ۱۸۶۱ء مین تحصیلدار ہو گئے۔ آپ اپنی انتظامی قابلیت اور ماہر قانون ہونیکے باعث ممتاز رہے۔ آپنے اٹاوہ کو ایک خوشنما شہر بنا دیا۔ مال اور فوجداری کے متعلق نہایت اعلےٰ درجہ کے رسالے بزبان اردو تصنیف کئے اور سن ۱۸۶۳ء مین امتحان مقابلہ پاس کیا۔ سن ۱۸۶۷ء مین آپ فرالپور کے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے۔ اور اسی اثنار مین ریاست دودی کی سپرنٹنڈنٹی اور راج برہل کی کورٹ آف وارڈز کی ممبری بھی کرتے رہے۔ بعد ازان سن ۱۸۸۴ء مین نواب سر سالار جنگ اولے نے آپکے صفات سنکر حیدرآباد دکن طلب فرمایا۔ اور یہان آپکو انسپکٹر جنرل مال مقرر کیا۔ بہت جلد آپ کلکٹر پیمائش و بندوبست کے کمشنر ہو گئے۔ اور ریاست و رعایا کی بہتری کے لئے مناسب لگان تمام زمینون پر

خدمات لگائے۔ سن ۱۲۹۳ف مین سالار جنگ آپکو اپنا سکرٹری صیغہ مال مقرر کر دیا۔ سالار جنگ اولے

مرحوم کو آپ پر پورا اطمینان و بھروسہ تھا۔ چنانچہ مرحوم کا مقولہ تھا کہ "اس شخص کے صفائت پر مجھے اس قدر اعتماد ہے کہ کسی دوسرے پر نہیں ہو سکتا" سن ۱۳۰۱ھ میں آپ فینانشل اور پولیٹکل سکرٹری کر دئے گئے

خطابات اور جشن نوروز کے موقع پر خطاب خانی و بہادری میر نوازخنگ اور منصب دو ہزاری و پانصد سوار و علم سے سرفراز ہوئے۔ یہ پہلا سال تھا اور آپکے اختیارات کا ستارہ اقبال نصف النہار پر پہونچ گیا تھا۔ اور دو ہزار آٹھ سو روپیہ ماہانہ ملنے لگی۔ بعد ازاں کمیٹی معدنیات کے مشہور مقدمہ میں آپ انگلینڈ روانہ ہوئے۔ جس میں سردار الامرا الملک عبدالحق ماخوذ تھے۔ اور لندن کے اسپیشل کمیٹی کے روبرو ایسے قابلانہ طور سے پیروی کی کہ اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ اس انتخاب سے بیحد محظوظ ہوئے۔ حین قیام انگلینڈ آپنے مسٹر گلیڈ اسٹون مرحوم سابق وزیر اعظم سے ملاقات فرمائی۔ اور وہ آپسے ملکر اس قدر خوش ہوئے کہ پریوی خطوط کتابت رکھنے لگے۔ سن ۱۳۰۴ھ میں بتقریب جشن نوروز محسن الدولہ محسن الملک خطاب در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری پانصد دو ہزار پانصد سوار و علم و نقارہ عطا ہوا۔ کچھ روزوں بعد بعہدہ وزارت نواب سر آسمان جاہ مغفور آپکی یاوری طالع نے انخطاط پایا۔ اور آپ کو آپکے عہدہ سے سبکدوش کیا گیا۔ چنانچہ سن ۱۳۱۱ھ میں آپ حیدرآباد دکن میں ہمیشہ کے لئے عن الشر و الفتن کو خیرباد کہکر چلے گئے۔ اور بجائے اٹاوہ کے علیگڈھ میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور سید احمد خان کے ہمراہ محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کے انتظام کے کام پر آمادہ ہو گئے۔ گو ابتدا میں نواب محسن الملک بھی سید کے خلاف تھے۔ اور اون کو لامذہب کہتے تھے مگر بعد میں ایسا زبردست یارانہ ہو گیا کہ اون کے ہر ایک کام میں مدد دینے لگے۔ جب حیدرآباد دکن میں آپکا ستارہ اوج پر تھا تو آپنے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے دامی امداد کالج کو دلوائی۔ اور تہذیب اخلاق کے ذریعہ اپنے عالمانہ مضامین سے خلق کو متوجہ کیا۔ جب سید احمد خان کا انتقال ہو گیا اور کالج کی حالت نازک ہو گئی تو آپنے اوسکے بچانے کیلئے کمر ہمت باندھی۔ اس وقت آپ محمڈن کالج کے آنریری سکرٹری ہیں۔ اور تمام ٹرسٹی دوبارہ آپکو انتخاب کر چکے ہیں۔ اس جگہ آپ کی تجربہ اور مالی انتظامات کے معاملے نے آپکو نہایت کارآمد ثابت کیا ہے۔ اور آپ نہایت جوش کے ساتھ اپنی زندگی کو مسلمان اور اپنے ملکی بھائیوں کے فلاح اور بہبودی کے واسطے کوشش کرنیمیں صرف کر رہے ہیں۔ اردو اور ہندی کا جب مقابلہ ہوا تھا تو آپنے اردو کی حمایت میں وہ وہ باتیں آپسمجھیں دیں کہ ماشاء اللہ۔ بہر حال تمام ہندوستان آپکو جانتا ہے۔ اور آپکی لیاقت کو مسلم مانتا ہے زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ آپ حین قیام حیدرآباد دکن اپنے بھانجے مولوی نذیر بیگ صاحب کی بسادی خاندان نواب قوت یار جنگ بہادر میں کر کے میان کے امراؤں میں قرابت بھی پیدا کر لی ہے۔

منصور جنگ
خواجہ قدرت اللہ خان بہادر
۲۵۳

خاندان آپ کی سیادت مستند ہے۔ حضرت قطب الاقطاب سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کی نسل سے ہین اور حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے بھی سلسلہ اجداد ملتا ہے۔ آپکے اجداد خواجہ عبداللہ خان بہادر و خواجہ رحمت اللہ خان بہادر جو ہر دو برادر حقیقی تھے محمد معظم بہادر کے زمانہ فرمان روائی مین دھلی آئے شاہ ھند نے ہر دو کی فضیلت لیاقت و فراست پر نگاہ قدر و منزلت فرما کے معاش مناسب مقرر کیا اور دربار مین حاضر رہنے کا حکم دیا من بعد ہر دو بھایون کی ماموری صوبہ داری مچھلی بندر و ارکاٹ پر ہوئی جب نواب آصف جاہ بہادر مغفرت مآب نے بعد فتح دکھن مچھلی بندر مین نزول اجلال فرمایا تو دونون بھایون نے بعد حصول شرف آستان بوسی حضرت مغفرت مآب کی پر تکلف ضیافت کی اور مچھلی بندر و ارکاٹ معہ خزانہ موجودہ معتمدیہ بطیب خاطر داخل سرکار آصفیہ کر دیا جس کے صلہ مین حضرت مغفرت مآب نے بکمال مسرت اون کی وفاداری و خلوص نیت کی سبب اون کو حیدرآباد مین طلب کر کے زمرہ اُمرا مین داخل فرمایا۔ خواجہ عبداللہ خان بہادر عالم و فاضل و حافظ قرآن و اہل نظر بڑے مدبر و تجربہ کار زمانہ تھے انہون نے خدمت دیوانی حضرت مغفرت مآب جس خوبی کے ساتھ انجام دی ہے تاریخ یادگار کہمن لال مین اس کا ذکر موجود ہے انتظام مملکت و سرانجام آئین دولت کے لئے حضرت مغفرت مآب جب عازم سفر ہوتے تھے

تو خواجہ عبداللہ خان بہادر کو اپنے نیابت کی خدمت جلیلہ سے سرفراز فرمایا کرتے تھے
ان کی نیابت کے زمانہ مین جو اسناد عطا ہوئے ہین - از انجملہ مجاوران کرہ مشریف کے اسناد پر
مہر (خواجہ عبداللہ خان نائب آصف جاہ) ثبت ہے بہادر موصوف کے آٹھ فرزند تھے
از انجملہ ادون کے ایک خواجہ نعمت اللہ خان المخاطب بہ جنگ بہادر اور دوسرے خواجہ سعد اللہ
خان بہادر ان دونو پر حضرت نواب میر نظام علی خان بہادر غفران مآب کی نظر الطاف
مبذول تھی حضرت غفران مآب نے جنگ بہادر کو بیجاپور سیکاکول وراج بندری کی نظامت
صوبہ داری اور ادون کے فرزند خواجہ فضل اللہ خان مشکوہ الدولہ اقتدار الملک کو بندہ صوبہ رایا
کی صوبہ داری سے سرفراز فرمایا اور اپنے حقیقی ہمشیرزادی صاحبزادی کالی بیگم صاحبہ کو اقتدار
بہادر کے ساتھ منعقد بہ تزویج فرمایا اور اکثر اپنی خواصی مین بٹھایا کرتے تھے اور خواجہ سعد اللہ
خان بہادر حضرت غفران مآب کے مشیر خاص ہوئے جسکا ذکر تاریخ گلزار آصفیہ اور دیگر کتب سیر
مین درج ہے اور ان کا ازدواج میر علی مردان خان بہادر وزیر اعظم سلطان عبداللہ قطب شاہ کی لڑکی
سے ہوا ان کے فرزند خواجہ علی اللہ خان بہادر کے ساتھ حضرت نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل
نے اپنی برادر زادی دلاور النسا بیگم صاحبزادی میر سبحان علی خان فریدون جاہ مغفور کی منسوبہ فرمایا
اور حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل نے ان کو ضیغم جنگ حیدر الدولہ بہادر کا خطاب
سرفراز کیا اور حضرت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان کی تسمیہ خوانی کی رسم و سال سے اتالیقی
کی خدمت پر مامور کیا اور حضرت مغفرت منزل کے عہد مین جاگیرات ذات سے بھی سرفراز رہے
فریدون جاہ مغفور کی صاحبزادی کی بطن سے حیدر الملک بہادر کے دو فرزند متولد ہوئے ایک
خواجہ سعد اللہ خان عرف زید پادشاہ دوسرے خواجہ رحمت اللہ خان عرف جواہر پادشاہ
اور تیسرے دختر سماۃ عیدہ النسا بیگم صاحبہ ان کی شادی محمد بدر الدین خان عظم الملک بہادر خلف
نواب تمس الامرا امیر کبیر بہادر سے ہوئی ان کے دو فرزند متولد ہوئے اور کم سنی مین دونون نے
انتقال کیا جب حضرت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نے مسند نشاہی پر جلوس فرمایا تو

حیدر الملک بہادر کی دیرینہ خدمت اتالیقی اور اون تعلیمی خوبیون کے صلہ مین قدر افزائی کی بنا پر جو ملحوظ خاطر مبارک تھی حیدر الدولہ بہادر کو خطاب حیدر الملک اور ہمراہی مین جمعیت علاقہ صرف خاص اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی اور خواجہ سعد اللہ خان کو فریدون جنگ رفیع الدولہ اور خواجہ رحمت اللہ خان کو منصور جنگ انتظام الدولہ کے خطابات اور دونو بہائیون کو جاگیرات ذات سے سرفراز فرمایا اور ان دونون کی ہمراہی مین جمعیت صرف خاص کی عنایت ہوئی رفیع الدولہ بہادر کو کل مخارج علاقہ صرف خاص کا کام اور انتظام الدولہ بہادر کو کل مداخل علاقہ صرف خاص کا کام عنایات خسروی سے ملا اور دونون امور الطاف شاہی سے عہدہ حضرت مغفرت مکان کے عہد سن ۱۲۸۱ف مین حیدر الملک بہادر اور سن ۱۲۸۶ف مین انتظام الدولہ بہادر نے انتقال کیا خواجہ رحمت اللہ خان المخاطب منصور جنگ انتظام الدولہ بہادر کے دو خلف ہین ایک خواجہ اکرام اللہ خان جھانداز جنگ بہادر ان کا انتقال ہوچکا ان کو دو فرزند ہین ایک خواجہ نعمت اللہ خان اور دوسرے سید رحمت اللہ خان اور ایک دختر ہین جو سہر محمد علیخان مغفور فرزند میر باقر علی خان نبیرہ صفدر جنگ احترام الدولہ سے منسوب ہوئین دوسرے خواجہ قدرت اللہ خان المخاطب منصور جنگ جانشین جن کا اسم گرامی زیب دہ عنوان ہے آپ کی حقیقی والدہ ماجدہ مسماۃ غوث النسا بیگم صاحبہ عرف چاندنی بیگم مرحومہ ہین جو مولوی میر خیر الدین شاہ کی دختر اور مولوی میر فضل اللہ صاحب مغفور کے حقیقی نواسی ہین مولوی صاحب موصوف حضرت غفران منزل کے استاد اور ولی عہد سید جماع الدین حسین صاحب قدس سرہ کے بنی اعمام مین سے ہین

خطاب
مناصب

آپ مورونی معاش منصب و خطاب و جاگیرات سے سرفراز ہین - چنانچہ سن ۱۳۱۱ف متقرر ہوکر سن سالگرہ ہمایون خطاب خانی و بہادری منصب جنگ و منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار و علم و ماہی و ماہی مراتب عطا ہوا - جواہر علی غول علاقہ صرف خاص آپکے ہمراہی مین ہین - اور اپنی جاگیر مین استعمال کرنیکے لئے عدالتی اختیارات عطا ہین - آپ خوش رو یہ ذی سلیقہ متدین فہمندہ و فہیم ہین فارسی عربی و قانون دانی سے بہرہ ور اور اپنے بزرگون کا یادگار ماننے جاننے کے لایق و مستحق ہین آپ کے تین فرزند ہین - خواجہ امداللہ خان - خواجہ فیض اللہ خان - و خواجہ مبارک اللہ خان تینون

کی تعلیم عربی فارسی و انگریزی جاری ہے۔ انتظام الدولہ مغفور کو دو دختران ہیں ایک نے
ناکتخدا انتقال کیا دوسرے کی شادی ہوئی اور ان کے ایک فرزند محمد وحید اللہ خان ہیں۔

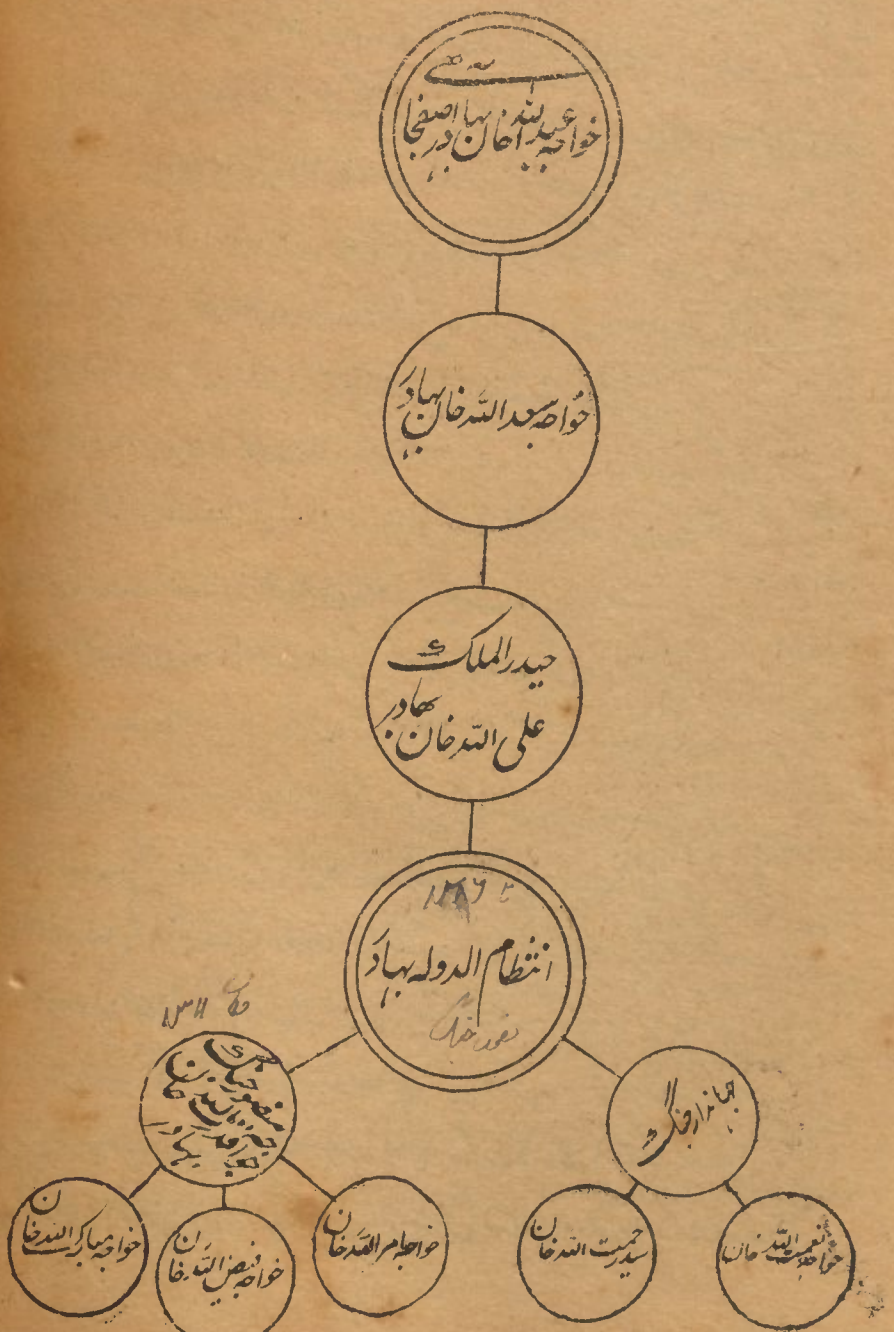

مشہور جنگ
احمد حسین خان بہادر

۲۵۴

خاندان آپکا اصلی نام احمد حسین عرف صوفی نواب ہے۔ آپ حسین منور خان مشہور جنگ مرحوم کے خلف و رومی اور نواب شرف الدولہ بہادر کے صاحبزادی کے بطن سے ہین تفصیلی حالات خاندانی آپکے بڑے بھائی نواب مشہور الملک بہادر کے تذکرہ مین تحریر پاچکے ہین آپ علم فارسی اور عربی مین لایق۔ اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز

خطاب ہین سن ۱۳۰۴ھ کے جشن نوروزی مین خطاب خانی و بہادری و منصب یکہزاری عطا ہوا۔ اور سن ۱۳۰۸ھ کے سالگرہ ہمایون کے موقع پر اپنے پدر بزرگوار کے خطاب مشہور جنگ و منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم سے

خدمات ممتاز ہوئے۔ آپ اس وقت مہتمم کروڑگیری اضلاع کے خدمت پر مامور ہین اور خدمت مفوضہ کو بطور خوش اسلوبی سے انجام دیرہے ہین۔ مکہ معظمہ کے حج اور مدینہ منورہ کے زیارت سے مشرف ہوچکے ہین اور کئی سال تک وہان مقیم رہے حیدرآباد دکن کے تمام ملک و املاک اپنے حصہ کی آپنے فروخت کرکے بنیت ہجرت مدت مدید تک مدینہ منورہ مین ہی قیام پذیر رہے۔ مگر معلوم نہین کہ کیا اسباب ایسے پیش آئے کہ وہان سے پھر حیدرآباد دکن معاودت کی۔ اور یہان آکر مہتمم کروڑگیری کی خدمت کو قبول فرمایا۔ بحال آپ نیک نفس صاف باطن صاحب زہد و تقوے ہین چہرہ سے علم و متانت پائی جاتی ہے آپ کو دو فرزند ہین۔

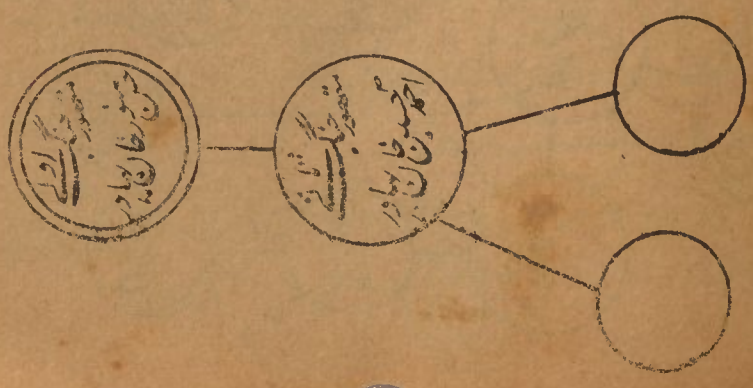

مستقل نواز جنگ غلام محی الدین خان بہادر

۲۵۵

آپ کا اصل نام غلام محی الدین ہے۔ آپکے والد غلام قادر صاحب ابن حافظ محمد رسول صاحب بہ عہد حضرت غفران منزل دارونگی حفاظ و آب خاصہ مبارک سے سرفراز تھے۔ باقی کوائف خاندانی ردیف الف نمبر ۱۴ مین آپکے خلف الرشید اقتدار نواز جنگ بہادر کے تذکرہ مین لکھدئے گئے ہین۔ آپ مستقل نواز جنگ ۱۴ منت آبائی دارونگی حفاظ و آب خاصہ مبارک و جاگیر قدیمی سے سرفراز ہین بوقت ضلع بندی تعلقہ سنگاریڈی کی تحصیلداری پر زمانہ وزارت نواب مختار الملک اولے مامور کئے گئے تھے۔ بعد ازان مستعفی ہوکر مجلس انتظام کوٹہ جات سرکار عالی مین بحیثیت رکن اول مقرر ہوئے۔ بعہد حکمرانی اعلحضرت خلد اللہ ملکہ منصرم میر مجلس کوٹہ جات کی خدمت سے سرفراز ہوتے۔ جو اب تک بحال ہین۔

خطاب بہ تقریب جشن سالگرہ مبارک سن ۱۳۱۶ھ مین خطاب خانی و بہادری مستقل نواز جنگ و منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سربلند و ممتاز کئے گئے۔ آپ وضع قدیم کے پابند۔ صاحب اخلاق و مروت ہین۔

اولاد آپ کو دو فرزند۔ غلام محبوب خان اقتدار نواز جنگ۔ منیر الدین خان

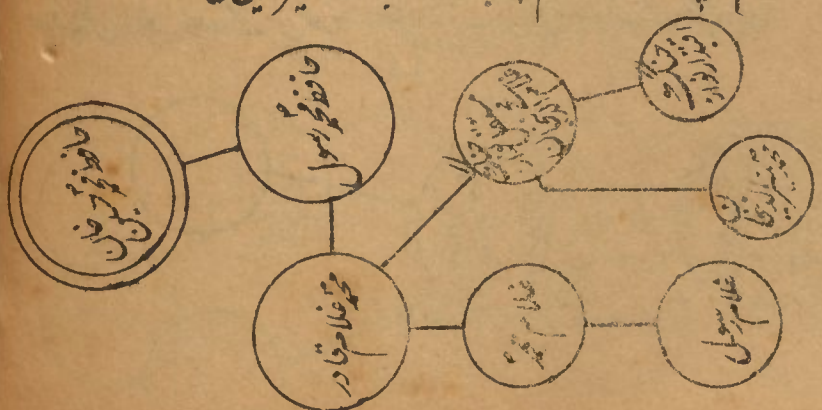

مجاہد جنگ
میر حسن علی خان بہادر

۲۵۶

خاندان | آپکا اصلی نام میر حسن علی ہے آپ میر نادر علیخان کے خلف الصدق اور میر ذوالفقار علیخان نواب غالب الدولہ
مرحوم (خلف نجیب طالب الدولہ بہادر مغفل جان سابق کوتوال بلدہ) کے پوتے ہین اور نواب محبوب یار جنگ ناظم الملک بہادر آپکے
آپ کے جد اعلےٰ مجاہد جنگ اولے فی بقول صاحب تاریخ تزک آصفیہ (عہد امیر الممالک صلابت جنگ بہادر ہین) ایک مدت تک خدمت دیوانی کا بھی
انجام دیا تھا۔ اور خدمت کوتوالی بلدہ ایک مدت تک آپکے خاندان مین قایم رہی۔ ذوالفقار علیخان مرحوم نے عہد نامر الدولہ بہادر خطاب
غالب الدولہ بامنصب چار ہزاری دو ہزار سوار جاگیر ذات و جواہر سے سرفرازی پائی تھی۔ اور قلعداری میدک بھی عطا ہوئی تھی
تین فرزند محمد تقی خان شجاعت علیخان میر نادر علیخان چنانچہ خلف اصغر (میر نادر علیخان) عربی۔ فارسی سے واقف جاگیرات
مناصب آبائی سے سرفراز تھے حکمت رمل وغیرہ مین بھی اچھا دخل تھا سنہ ۱۲۹۶ھ مین (بعہد وزارت نواب سالار جنگ اول) ابتدا آپ سے تعلقدار
ضلع ہوئے۔ بعد ازان دوم تعلقداری کے خدمت پر مامور ہوئے۔ اور تا حیات خدمت مفوضہ کو نہایت نیکنامی اور جان گدازی کے ساتھ انجام دیا۔
سنہ ۱۳۱۲ھ مین انتقال فرمایا۔ آپکا ازدواج صبیہ میر تہور علیخان بہادر نبیرہ یار جنگ جلال الملک بہادر سے ہوا تھا۔ جنکے بطن سے ایک صاحبزادہ
میر حسن علیخان المجاہد جنگ (جن کا نام نسب دہ عنوان سے) موجود ہین۔ آپ علوم ضروریہ سے ماہر اور جاگیرات و مناصب موروثی سے
ممتاز ہین تقریباً ۱۴ ہزار کی جاگیر آپکے قبض و تصرف مین ہے۔ اور اپنے ماموں نواب محبوب یار جنگ ناظم الملک بہادر ناظم التعمیرات سرخاص کے
مددگار رہین مہمتی اجناس تعمیرات

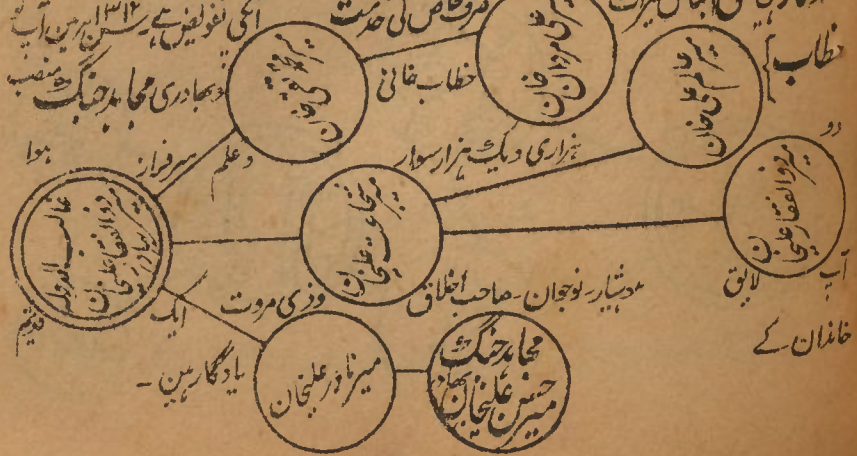

میر منور علی خان بہادر

۲۵۶

خاندان آپ کا اصلی نام میر منور علی تھا۔ آپ میر نثارت علی خان بہادر آفتاب جنگ کے خلف اکبر اور خاندان آصفیہ کے معزز ممبر تھے۔ آپکو ابتداءً اعلیحضرت خلداللہ ملکہ کے ہم مکتبی و ہمدرسی کا شرف حاصل رہا تھا۔ بعدازاں بتقریب صدر و پہ ایونس مدرسۂ عالیہ مین تعلیم پاتے تھے۔

خطاب سنہ ۱۳۰۱ھ مین بیوم سعید حکمرانی اعلیحضرت مظلہ العالی مین آپ کو خطاب خانی و بہادری منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سرفراز ہوا تھا۔ گو خانی و بہادری کے ساتھہ منصب دو ہزاری عطا نہین ہوا۔ مگر بلحاظ اعزاز خاندانی و الطاف شاہی آپ کو خانی و بہادری کے ساتھہ دو ہزاری منصب عطا ہوا تھا۔ صد حیف کہ عنفوان شباب مین چراغ عمر سنہ ۱۳۰۲ھ مین گل ہوگیا۔ چونکہ ابھی آپکی شادی نہین ہوئی تھی۔ اسلئے کوئی اولاد آپ کی یادگار اس وقت نہین ہے۔ ہان آپکے چھوٹے بھائی میر معزز علی خان داماد قایم جنگ مرحوم اس خاندان کے چشم و چراغ اور آفتاب جنگ مرحوم کی یادگار موجود ہین۔

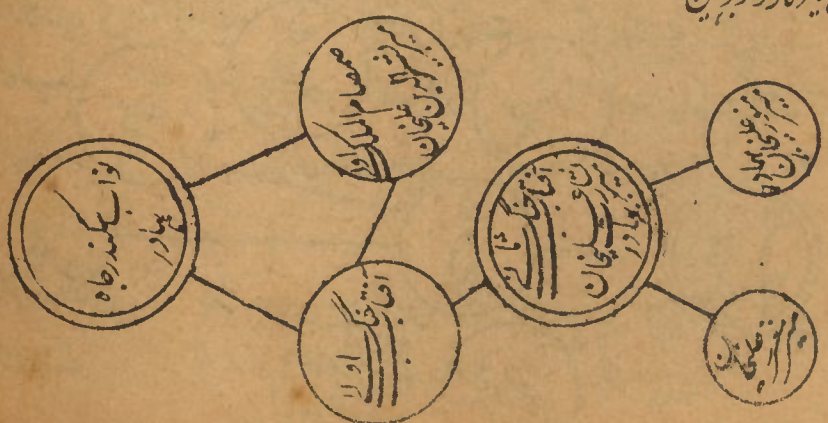

مظفر جنگ

میر مبارک علیخان بہادر

۲۵۸

آپکا اصلی نام سید محمد عبداللہ خان ہے۔ آپ سید محمد سعداللہ خان المخاطب فریدون جنگ رفیع الدولہ حیدر الملک بہادر ثانی کے خلف اوجد ہین سلسلہ سیادت کا حضرت قطب الاقطاب سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کو پہونچکر حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کو پہونچتا ہے۔ اصل وطن بزرگون کا بلخ ہے ابتدا میں خواجہ عبداللہ خان بہادر مع برادر خود خواجہ رحمت اللہ خان بہادر بطریق سیاحت ہندوستان تشریف لائے۔ چونکہ سلطان محمد معظم بہادر شاہ تشریف فرما تھے قدردان تھے آپکے آنیکی کیفیت اور خاندان کی بزرگی سے واقف ہوکر یاد فرمائے۔ اور ازراہ قدردانی خطاب سپہ سالاری سے سرفراز فرماکر زمرۂ امرا مین داخل کئے ہر دو برادران شجیع و نثار اپنے ولی نعمت کے رہے اور اکثر کارنمایان آپسے ظہور مین آئے بعدہٗ صوبہ داری مچھلی بندر کے سرفراز ہوئے خواجہ عبداللہ خان بہادر عالم حافظ کلام اللہ صاحب نسبت متشرع دیندار غل تھے اکثر خرق عادات آپسے ظہور پذیر ہوئے ہین ساتھہ مرتبہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین حاضر ہوئے اکمرتبہ روم گئے سلطان کی شرف باریابی سے مشرف ہوئے سلطان المعظم کی نیت ہوئی کہ کوئی خدمت دیجائے آپنے معروضہ کیا کہ فدوی کو موہ خدمت کی ہین اگر مدینہ منورہ کی کوئی خدمت سرفراز ہو تو مشروط ہے ازین حاصل ہوتا ہے چنانچہ اپکی درخواست منظور ہوئی اور خدمت مدینہ منورہ کی سند سے سرفراز فرما۔ ایک سند مذکور بہ تبت مہر زبان تزک کی نواب مظفر جنگ بہادر کے یہان موجود ہے مولف نے بچشم خود دیکھا ہے۔ ایک مدت مدینہ منورہ مین رہکر خدمت بجالائے بعدازان بغرض ملاقات اپنے بہائی خواجہ رحمت اللہ خان بہادر کے مچھلی بندر مین آئے۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ حضرت نواب آصفجاہ بہادر مظفر جنگ سے مبارز خان حاکم حیدرآباد سے جنگ و جدال فرمانے کے کل ملک دکن اپنے قبض و تصرف مین لیا تہا۔ اور ان ایام مین حضرت مظفر جنگ سے رفیق و فادار مچھلی بندر سے تھے۔ خواجہ عبداللہ خان بہادر حاکم مچھلی بندر مع اپنے برادر خود کے حاضر حضور ہوکر شرف باریابی سے مشرف ہوئے۔ نہ لک روپیہ نقد جو تحصیل ملک مچھلی بندر کا جمع تہا مع افراد حساب بغیر طلب ملک مذکور داخل سرکار کردیئے۔ یہہ آپکی امانت و دیانتداری تھی ورنہ کون پوچہتا تہا کل ملک دکن تہ و بالا ہوگیا تہا۔ اور ضیافت پرتکلف گذرانے حضرت مظفر جنگ۔

بہت خوش ہوئے۔ اور آپکی امانت داری کی تعریف فرمائی۔ گلزار آصفیہ مین نجی احوال لکھا ہوا ہے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے جانیکی اجازت چاہیے۔ ارشاد ہوا کہ ایک مرتبہ بھین بلکہ سات مرتبہ جا چکے فرض ادا ہو چکا میرا ارادہ بھی جانیکا ہے میرے ہمراہ چلیا۔ پھر تو بھین کے ہوسے اور مشیران خاص مین شریک رہکر کل اموات ریاست آپکی ذمہ رہے۔ حضرت مغفرتمآب کہین سفر فرماتے تو آپ ناظم رہتے چنانچہ اسناد جاگیرات مجاوران کوہ شریف پر مہر خواجہ عبداللہ خان نائب آصفجاہ بہادر ثبت ہے تاریخ مادیگار مہن لال مین لکھا ہے کہ آپ دیوان تھے ماشر الامرا اور حدیقۃ العالم گلزار آصفیہ ترک آصفیہ مین بھی آپکا تذکرہ ہے۔ بعد ازان آپ صوبیداری ارکاٹ سے سرفراز ہو کر راہی ہوئے۔ اسٹاہ راہ مین بعمر ۹۵ سال آپکا انتقال ہوا اسی وقت انور الدین خان بہادر صوبیداری ارکاٹ پر مامور ہوئے۔ خواجہ عبداللہ خان بھادر کثیر الاولاد تھے ازان مبان دو فرزند خواجہ نعمت اللہ خان المخاطب بہ رجنگ و خواجہ سعد اللہ خان بھادر مورد عنایات رہے بعد حضرت نواب نظام علی خان بہادر غفرانمآب خواجہ سعد اللہ خان بھادر مشیر خاص اسی ہزار کی جاگیر اور جمعیت سے سرفراز رہے۔ خواجہ نعمت اللہ خان المخاطب بہ رجنگ بھادر ملک بیجاپور و راجبندری سیکاکول کے حاکم رہے۔ آپکے فرزند خواجہ فضل اللہ خان المخاطب اقتدار الملک بہادر حضرت غفرانمآب کے مورد عنایات تھے اسلئے حضرت مغفرنے اپنے حقیقی ہمشیرہ زادی یعنی صاحبزادی کالی بیگم صاحبہ کو آپکے ازدواج مین دیا اور آپکی فرزندون کے تسمیہ خوانی مین آٹھہ روز رونق افروز رہے۔ خواجہ سعد اللہ خان بھادر عالم زاہد ذاکر شاغل متشرع سخی طبیعت تھے اور جود و سخا کے باعث آپکی اخراجات آمدنی سے زیادہ تر تھے۔ مدبر ذی فطرت خوش نویس بہت قلم آپکو ایک فرزند خواجہ علی اللہ خان المخاطب بہ صنعم جنگ حیدر الدولہ حید الملک بہادر۔ پس یہی مثل اپنے اباواجداد کے مورد عنایات حضرت نواب سکندر جاہ بہادر مدبر مغفرت منزل کے رہے۔ آپکی شادی اپنی برادر زادی وزیر النسا بیگم صاحبہ صاحبزادی فرمدون جاہ بہادر سے کروائے۔ آپ ذی علم ذی فہم خوش نویس بہت قلم اپنے والد بزرگوار کے شاگرد ماہوار پیش قرار اور جاگیرات سے سرفراز تھے۔ آپکی جدہ مادری میر علی مردان خان بھادر وزیر اعظم سلطان عبداللہ قطب شاہ ہی ہین بعہد حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل آتالیق خاص مسند زاد آفاق حضرت نواب افضل الدولہ بہادر مغفر مکان کے بھی تھے۔ آپکو چار فرزند ازان مبان سید محمد سعد اللہ خان المخاطب بہ رفیع الدولہ حید الملک بہادر ثانی و سید محمد رحمت اللہ خان المخاطب بہ مضیع جنگ انتظام الدولہ بہادر اور ایک دختر عمدۃ النسا بیگم تھے خاص وزیر النسا بیگم صاحبہ مجدد وجہ کے بطن سے ہین۔ اور دو فرزند نامدار جنگ بہادر و مقام جنگ بہادر دیگر ازواج کے بطن سے تھے حضرت غفران منزل نے عمدۃ النسا بیگم صاحبہ موصوفہ کی شادی محمد بدر الدین خان المخاطب معظم الملک بہادر خلف شمس الامرا امیر کبیر بہادر سے کروائے۔ آپکی اولاد زندہ مہین ہی رفیع الدولہ حید الملک بہادر ثانی کی شادی غفران منزل کے حقیقی

برادر زادی حسینی بیگم صاحبہ صاحبزادی معصام الملک بہادر سے ہوئی۔ صاحبزادی جیبا کے بطن سے اولاد نہیں ہوئی اور ازواج سے

دو فرزند سید محمد انوار اللہ خان المخاطب میر خسرو علیخان حمید جنگ حیدر الدولہ بہادر ثانی دوم **سید محمد عبد اللہ خان المخاطب** میر مبارک علیخان **مظفر جنگ بہادر** نبیرہ آبائی خاندان سید صاحب طرقبت ہے۔ بعہد حضرت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان رفیع الدولہ حیدر الملک بہادر ثانی وانتظام الدولہ بہادر مورد عنایت سلطانی رہی اور جاگیرات دس دس ہزار روپیہ سے سرفراز ہوئے۔ رفیع الدولہ حیدر الملک ثانی کل ملک صرفخاص وجمعیت سے سرفراز چار سو حفاظ اور اکثیر جوانان علی غل حسب الحکم آپ کی استصواب سے نوملازم رکھے گئے۔ ہمراہ میں دو کلاہ مبارک کا چوبی آپکی استصواب سے تیار ہوکر داخل ہوتے تھے۔ ہزار ہا روپیہ کا زیور آپکی معرفت سے تیار ہوتا رہا حضرت بندگانعالی متعالی ظلہ العالی نے حسب شد آمد قدیم ازراہ قدردانی آپکو یاد فرماکر خدمت اتالیقی فرخ مرتبہ زادہ آفاق حضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر سے بھی سرفراز فرمایا اور مورد عنایت مرشد زادہ آفاق رہے آپ ذی علم خوشنویس ذاکر شاغل اپنے والد کے شاگرد تھے علاوہ بریں تدبر ذی فہم دور اندیش جمیع صفات امیرانہ سے موصوف تھے باطناً فقیرانہ مشرب تھا حضرت مرزا سردار بیگ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سے اجازت بیعت بھی حاصل تھی حسب شد آمد خاندان بعہد میمنت مہد حضرت بندگانعالی حمید جنگ سعید الدولہ بہادر کی شادی راحت النساء بیگم صاحبزادی روشن الدولہ بہادر صاحبزادہ حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر سے ہوئی بعد شادی ایک دربار خاص قرار پایا جسمیں مختار الملک بہادر ورا جہ نرندر پرشاد پیشکار بہادر وعمدۃ الملک بہادر امیر اور ارا کین سلطنت حاضر دربار تھے ہار۔ وغیرہ سے حیدر الدولہ بہادر سرفرازی پائی۔ پانچ عدد جواہر۔ دست بند۔ بازو بند۔ طرہ۔ سرپیچ مرصع

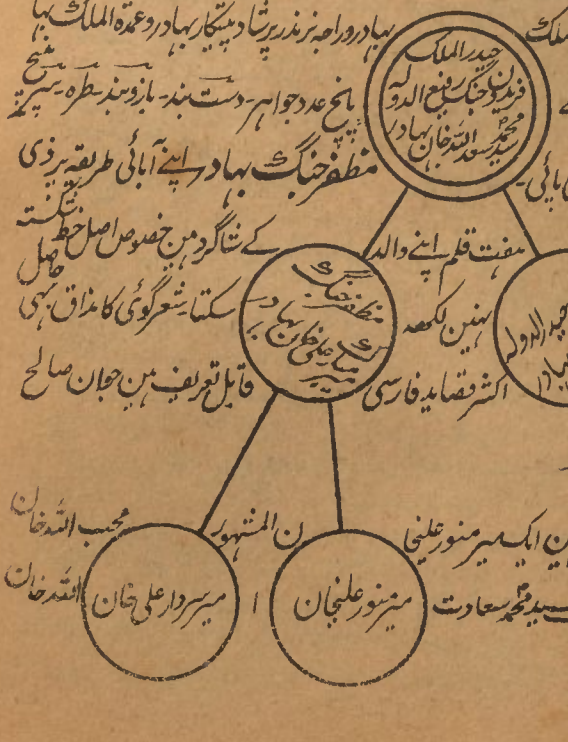

مظفر جنگ بہادر اپنے آبائی طریقہ پر ذی

ستودہ صفات علم خوشنویس سفینت قلم اپنے والد کے شاگرد ہیں خصوص اصل خط شکستہ بجز آپکے حیدر آباد میں کوئی نہیں لکھ سکتا شعر گوئی کا مذاق بھی ہے دفاعی تخلص کرتے ہیں۔ اکثر قصاید فارسی قابل تعریف ہیں جوان صالح متشرع۔ ذی خلق سخی طبیعت ہیں۔

اولاد آپکے دو فرزند ارجمند ہیں ایک میر منور علیخان المشہور دوم میر سردار علی خان المعروف سید محمد سعادت اللہ خان محب اللہ خان بہادر۔

محمد علیخان بہادر

۲۵۹

آپ غلام احمد خان صاحب مغفور کے فرزند اور نواب صالح محمد خان مرحوم کے پوتے ہین
آپکے برزگون کا وطن فتح پور متصلات ہندوستان ہے۔ اور نواب محمد قایم خان بہادر وزیر اعظم
محمد اسحٰق شاہ دہلی سے سلسلہ ملازمت ہے۔ ابتداءً نواب صالح محمد خان فوج کنٹنجنٹ مین عہدہ
رسالداری سے ممتاز تھے سنہ ۱۲۵۰ف مین ترک ملازمت کرکے حیدرآباد دکن آئے۔ یہ زمانہ نواب
ناصر الدولہ بہادر کی حکمرانی کا تھا۔ چنانچہ مہاراجہ بہادر چندو لال مدار المہام وقت نے چار لاکھ روپیہ نذر
کارخانہ جمعیت دوسو بیس ۲۲۰ سوار پچاس عرب پچاس جوانان علی غول دو ماہیا پایان بشتہ واجب سو روپیہ یومیہ
فیل و پالکی ماہوار ذات جمعداری ایک ہزار جملہ ماہوار دس ہزار دوسو بیس روپیہ سے سرفراز فرمایا بعد
جس وقت سرکار انگریزی سے تنخواہ کنٹنجنٹ کا مطالبہ ہوا تو نواب صالح محمد خان نے بالحکم مہاراجہ بہادر
پانچ لاکھ ایک ہزار روپیہ نذرانہ داخل کیا۔ اس خدمت کے معاوضہ مین سرکار سے تعلقہ پوسڈ
پیرپی وغیرہ مواضعات سرکار ماہوار باسم صوبہ بڑار بالا گہاٹ حاصل جمع ایک ہزار ہشتاد
سالانہ ذات جاگیر مرحمت ہوئی۔ اور بزمانہ وزارت راجہ رام بخش بہادر آپنے تیس ہزار روپیہ نذرانہ اور دا
کیا۔ جسمین بحالی برطرفی کا اختیار عطا ہوا۔ جب نواب سراج الملک بہادر کی وزارت کا زمانہ آیا تو آپ
پانچ لاکھ پچاس ہزار روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ اس کا معاوضہ اسطرح ہوا کہ جمعیت مین اضافہ ہوا۔ یعنے تین
سو سوار ایک سو پچاس عرب پچاس جوانان علی غول معہ ماہوار ذات و امتیازیان و لوازمہ فیل و پالکی
وغیرہ و آفتاب گیری کا اعزاز حاصل ہوا۔ اور سرکار عالی کے جانب جو قرضہ سودی یکرور روپیہ نو لاکھ تیس ہزار

پانسو اکاون روپیہ تھا اوس کے معاوضہ مین تعلقہ دھنگیگا نون حاصلی پچیس ہزار روپیہ کلدار سالانہ
ذات جاگیر مین عطا ہوا۔ بحسال آپنے اپنی زندگی نہایت ہی آب وتاب اور شوکت وحشمت سے
گذاری۔ اور کارہائے نمایان بھی سرزد ہوئے چنانچہ ہنگولی و تعلقہ نرسی کے زمینداروں سے مقابلہ
کرکے بھوجلہ کی گڈھی فتح کی اور سرکش زمیندار کو گرفتار کیا۔ اس جنگ مین آپکے داماد محمد فاضل خان
جمعدار کام آئے۔ آپکے دو فرزند تھے اول غلام محمد خان دوم غلام احمد خان نمبر دوم نے تو لاولد انتقال کیا
اب رہے غلام محمد خان کل آبائی مناصب واعزاز سے سرفراز ہوئے۔ لیکن جب ملک بڑا سرکار انگریزی
مین گیا تو آپکے جاگیرات بھی اوس مین شامل ہوگئے۔ اوس کے معاوضہ مین قصبہ سیدابور عطا ہوا۔ اور بزمانہ وزارت
سر سالار جنگ اعظم جب جمعیت مین تخفیف شروع ہوئی تو بتدریج آپ کی جمعیت بھی تخفیف ہوکے نو سو اردس
برقندار ولوازمہ معہ فیل ومیانہ دختر ذات جمعداری وامتیازیان باقی رہ گئے۔ بعدازان جب ہیڈ لانسرز کا
رسالہ بنایا گیا تو آپکے سواردن سے ارسٹھ ۶۸ سوار اوسمین لئے گئے۔ سنہ ۱۲۷۲ھ مین آپنے جبکہ مفسدون نے
ہنگامہ کرنیکی غرض سے ایک محضر تیار کیا تھا اوس کو بروز دشمبر چہن کر نواب فخار الملک کے پیشگاہ مین داخل کیا
اس معرکہ مین آپکے دو عزیز محمد خان ومودی خان کام آئے۔ اسکے صلہ مین سرکار نے خطاب ونوبت وغیرہ
دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر زمانہ کے انقلاب نے پورا نہ ہونے دیا۔ آپکے اکلوتے خلف محمد علیخان بہادر (جن کا
یہ تذکرہ ہے) آپ ۱۰ رجب سنہ ۱۲۸۲ھ مین پیدا ہوئے۔ ابتداءً خانگی تعلیم پائی۔ بعدازان مدرسہ اعزہ مین شریک
ہوے۔ فارسی مین فارغ التحصیل۔ انگریزی حسب ضرورت جانتے ہین۔ بعد انتقال اپنے والد بزرگوار کے جاگیر سیدابور
وغیرہ اور خدمت جمعداری سے سرفراز ہوئے۔ اور بعہد وزارت سر آسمان جاہ بہادر آپکے جد کا قرضہ جو سرکار
نو لاکھ کچھ ہزار روپیہ کا باقی تھا اوس کا لاوعوے آپسے لیا گیا۔ اور ڈگر گانون ذات جاگیر شریک قانقہ کرلیا گیا
صرف سیدابور آپکے قبضہ مین باقی رہا۔ گو اس جاگیر کی آمدنی قلیل تھی۔ مگر آپنے اپنے حسن انتظام سے
بہت کچھ حاصل مین توفیر وترقی کی۔ آپ کو اپنے جاگیرات مین اقتدارات دیوانی ایک ہزار روپیہ اور فوجداری
مجسٹریٹ درجہ دوم کے حاصل ہین۔ علاوہ برین آپ مددگار ناظم نظم جمعیت ومہتمم تقسیم بھی ہین۔ اس خدمت کا صلہ
تین سو روپیہ پاتے ہین۔ آپنے اپنے حیات ہی مین اپنی خدمت جمعداری اپنے فرزند دوم احمد علی خان صاحب کے

نام منتقل فرمادی ہے۔ انہیں احمد علی خان صاحب کی شادی ہیں بلحاظ اعزاز خاندانی و قدمانپروری عالیجناب
عمدۃ السلطنت مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مشیر مدار المہام سکار علی ۲۱ مرد یخجہ سنہ ۱۳۲۰ھ کو بوقت شب آپکے مکان
پر تشریف لاکر آپ کی عزت دوبالا فرمائی۔ کچھ مدار المہام حال ہی پر موقوف نہیں اکثر مدار المہامان وقت نے
اپنے اپنے زمانوں ہیں آپکے مکان پر رونق افروز ہوئے ہیں
نواب بشیر نواز جنگ بہادر آپکے عم بزرگوار ہوتے ہیں۔ آپ کو حضرت آغا محمد داؤد صاحب قبلہ مدظلہم سے
سے شرف بیعت ہے۔ آپ خلق مجسم۔ سخی۔ حلیم الطبع۔ غریب پرور۔ پابند صوم وصلوۃ۔ شاغل۔ ذاکر۔ راغب علم
تصوف ہیں۔ اولیاء کرام سے آپکو بڑا اعتقاد ہے۔ ہمیشہ نیازات وایصال ثواب حسن عقیدت سے فرماتے ہیں
آپکے چار صاحبزادے ہیں۔ جو تعلیم یافتہ۔ لایق۔ ہشیار صاحب اخلاق ومروت ہیں۔

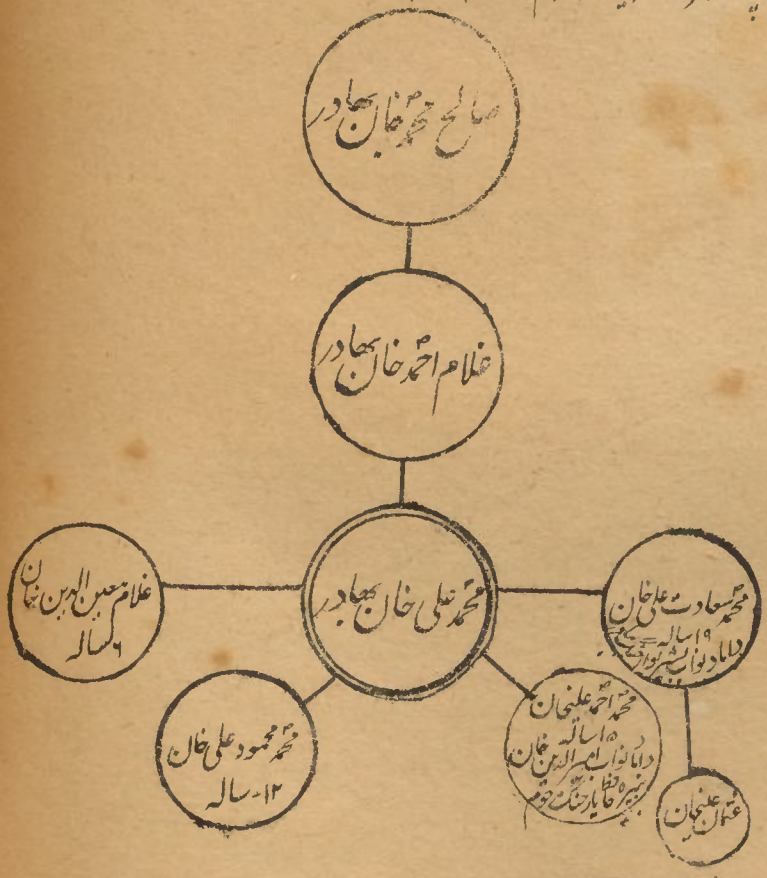

۱۱۴

میر الملک غیور جنگ شجاع الدولہ بہادر

میر سعادت علیخان بن میر محبوب علیخان آصف جاہ

۲۶

خاندان آپ کا اصلی نام میر سعادت علی تھا۔ آپ نواب سالار جنگ اعظم کے خلف اصغر اور نواب مختار السلطنت میر لائق علیخان بہادر کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کے خاندانی حالات قبل ازین آپ کے لائق بھتیجے نواب مالار جنگ بہادر کے تذکرہ مین بیان ہو چکے ہین۔ آپ اپنے خاندان کے لایق اور تعلیم یافتہ معزز رکن تھے۔ انگریزی اور فارسی مین اچھی مہارت حاصل تھی۔ اپنے والد بزرگوار کے حین حیات سنہ ۱۲۹۱ھ مین ہمراہ خانی و بہادری سے سرفراز ہوئے تھے۔ بعد ازان سنہ ۱۳۰۱ھ مین بروز حکمرانی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ جبکہ آپ کے بڑے بھائی

خطابات و خدمات لایق علی خان بہادر خطاب منصب اور خدمت وزارت سے سرفراز ہوئے تو آپ بھی خطاب غیور جنگ شجاع الدولہ خلعت و جواہر اور سپاہی دستہ سے مفتخر ہوئے۔ اور خدمت معین المہامی مال و فوج عطا ہوی اور اسی سال سنہ ۱۳۰۱ھ کے جشن نوروز مین میر الملک خطاب منصب ہفت ہزاری چار ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار بھی مرحمت ہوی آپ کا بچپن اور جوانی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے مصاحبت و رفاقت مین گذرا۔ ہمیشہ خلوت و جلوت مین باریاب اور شکار وغیرہ کے موقع پر ہمراہ رکاب رہتے تھے۔ نوازشات سلطانی آپ پر بیحد مبذول تھی۔ افسوس ہے کہ بعالم جوانی (بعد انتقال اپنے برادر بزرگوار کے) بگذاشت ایک صبیہ کریم النسا بیگم

انتقال سنہ ۱۳۰۳ھ مین راہی خلد بریں ہوئے۔ اوس سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ وہ صاحبزادی جو آپ کی یادگار تھین بعد آپ کے عین عنفوان شباب مین راہی عالم جاودانی ہوئین۔

آپ انتہا درجہ کے خلیق۔ ہوشیار۔ لایق۔ فریس۔ ذی فہم تھے۔ چہرہ سے امارت عیان۔ نہایت وجیہہ خوبصورت تھے۔

راجہ موہن لعل بہادر

۳۶۱

خاندان آپ راجہ نند لعل بہادر کے خلف ارشد اور راجہ رگھناتھ رام کے پوتے۔ رائے راگھورام بہادر کے خاندان کے چشم وچراغ ہین۔ آپ کے خاندانی حالات تفصیلی طور پر آپ کے عموی بزرگ راجہ گیا لعل بہادر کے تذکرہ مین نوکر یز قلم ہو چکے ہین۔

تعلیم آپ کی عمر اس وقت تخمیناً چودہ سال کی ہوگی۔ مدرسۂ عالیہ مین فارسی اور انگریزی کی تعلیم پاتے ہین۔ اور بوجہ کم سنی آپ کے ذات وجاگیرات واملاک وغیرہ حسب الحکم سرکار عالی زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز ہین۔

آپ کے چہرہ سے ذہانت اور مدبری پائی جاتی ہے۔ نہایت لایق اور ہوشیار ہین۔ علاوہ بریں خوبصورت۔ خوش اخلاق۔ صاحب فہم وذکا ہین۔

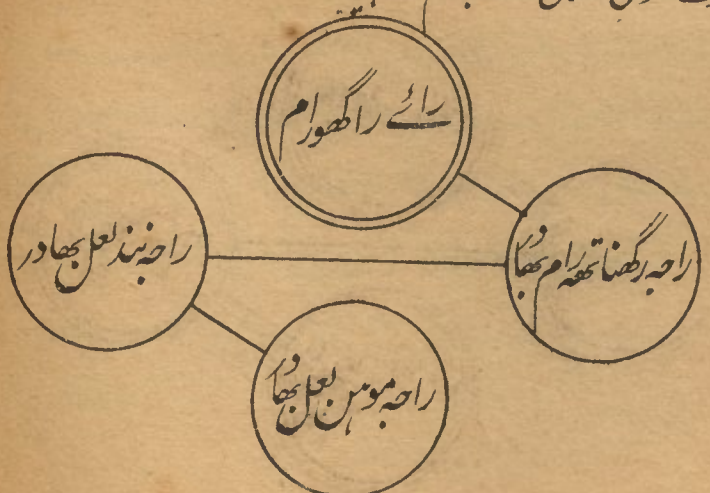

محبوب نواب عزت جنگ بہادر

راجہ گردھاری پرشاد بہادر

۲۶۲

خاندان آپ کا اصلی نام گردھاری پرشاد عرف جنی راجہ تھا۔ آپ قوم کائستہ سے تھے۔ آپکے بزرگون کا وطن چیرہ امتو متصافات ہندوستان ہے۔ ابتداً آپکے جد اعلےٰ رائے دولت حضرت مغفرت مآب کے ہمراہ دہلی سے اورنگ آباد بعد حیدرآباد دکن آئے۔ اون کے دو فرزند لعل رائے نرسنگ بہان جو اکثر حضرت مغفرت مآب کے ہمراہ لڑائیون مین شریک رہے ہین۔ دوم رائے راجارام جنکو دفاتر سلطانی کی خدمت عطا تھی۔ عہدۂ خانسامانی اور مشرفی سے بھی ممتاز تھے۔ سن ۱۱۹۸ھ چندکاپور عرف جینی علم کے متصل مکانات خرید کرکے انہون نے ۴۰ سال تک داد عیش و کامرانی دی آخر سن ۱۲۳۸ھ مین بکنیٹہ باشی ہوئے۔ ان کے فرزند رائے سوامی پرشاد جو سن ۱۲۰۴ھ مین خطاب رائے اور منصب پانصدی سے سرفراز ہوئے۔ جنکو تین صاحبزادے ہوئے۔ نرسنگ پرشاد۔ نرہری پرشاد نارائن پرشاد۔ نمبر اول و ثالث کا انتقال ہوگیا۔ لیکن نمبر دوم نے (بعہد نواب سکندر جاہ مغفور) خطاب راجگی مطبخ سلطانی اور مشعلخانہ سے سرفراز ہوئے۔ سن ۱۲۶۳ھ مین نواب ناصر الدولہ بہادر نے خدمت سررشتہ فوج صرف خاص بھی عنایت کی سوائے عطائے خدمت کے بہت کچھ جواہرات بھی مرحمت ہوا۔ سن ۱۲۷۰ھ مین (بعہد حضرت مغفرت مکان) خطاب رائے اور پانصدی منصب سے ممتاز ہوئے۔ آخر سن ۱۲۹۷ھ مین انتقال کیا۔ اون کے فرزند راجہ گردھاری پرشاد بہادر (جن کا نام نامی عنوان مین درج ہے) اور خوب چند وغیرہ۔

تولد آپ سن ۱۲۴۴ھ مین پیدا ہوئے۔ بعد انتقال بھائیون کے پندرہ سال قبل اپنے والد کے انتقال کے اپنے باپ کے تمام کاروبار پر نگران و منتظم تھے۔ بوجہ آپ کی لیاقت کے آپکے والد کے کام آپ پر ہوتے

دیا تھا۔ آپ حشمی بادر چیخانہ۔ شادی خانہ و تبول خانہ وغیرہ سے سرفراز اور باقاعدہ افواج کی صدارت
سے بھی ممتاز تھے۔ بعہدہ وزارت نواب سپہ سالار جنگ اولے آپنے حسب الحکم نواب صاحب موصوف بوقت تعمیر
پیلس ہندوق سازی کا ایک کارخانہ قایم کیا تھا۔ چنانچہ اس کارخانہ کے تیار شدہ بنادق دلایت کے
بہ دقون سے مقابل ہوتے تھے۔ اسکے بعد ایک کارخانہ چرم کے قماش کا بھی قایم کیا۔ بعد انتقال سالے بالا رم
سکے کارو بار بھی آپ ہی کے تفویض ہوئے۔ کچھ روزون بعد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے مصاحبت کا بھی اعزاز آپ کو
حاصل ہوا۔ جشن سلور ای اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے موقع پر سن ۱۳۰۱ ف میں آپ کو بادر کا خطاب اور پنجہزاری
منصب و پالکی سوار سے آپنے سرفرازی پائی۔ اور سن ۱۳۱۲ ف میں تقریب سالگرہ مبارک خطاب محبوب نواز بہت سے
سہ ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے ممتاز ہوئے۔ عماری سرفراز ہوئی۔ نوبت وغیرہ سے بھی ہمیشہ ہی سرفراز رہے۔
بادری طالع سے روز افزون ترقی ہوتی چلی۔ آپ اعتقاد رجہ کے خیر اور فیاض تھے۔ خیرات و مبرات میں آپکا کافی
اور رفاہ عام کے کاموں میں آپکو خاص دلچسپی تھی۔ چنانچہ حیدرآباد دکن کے جنوب رویہ بلدہ دو میل کے فاصلہ پر ایک
سے جو چشمہ رانی گٹ کے نام سے موسوم ہے آپنے اوسکے اطراف حصار باغ و مکانات وغیرہ بنا کر ایک
قایم کیا ہے۔ اور کرشنا دیوی اوس کا نام رکھا ہے جہان
درہا گنگ دیوی کے مندر کے پاس ایک کشتی گھاٹ تیار
رکھا۔ اس قبیل سے ایک کام آپسے صادر ہوئے
آپکی طبیعت کا رجحان زیادہ تر تھا۔ اور شاعری کا ذوق
اور مدارسی آپکے تالیف و تصنیفات سے موجود ہیں ابتدا تخلص
کے نام سے بلدہ ۱ دفتر ۱ صفحہ ۱ طبع ۱ سطر ۱ صفحہ ۲۹ نمبر ۱۴ ان
سن ۱۳۱۴ ف انتقال فرمایا۔ آپکو چھ صاحبزادے تھے جن میں چار صاحبزادون کا
دو صاحبزادے نرسنگ راج اور محبوب راج اس وقت موجود ہیں ایک کی عمر ۱۴ سالہ ہے اور دوسری کی ۱۲ سالہ جو مدرسہ عالیہ میں
اور مدارسی کی تعلیم پا رہے ہیں۔ آپکے حملہ مقامات منصب جاگیرات وغیرہ آپکے کمسن صاحبزادون پر بحال
سکے ہیں۔

رانے سوامی پرشاد
رانے نرسمہا پرشاد
محبوب نواز عرف کشن پرشاد بہادر
نرسنگ راج
محبوب راج

مشیر جنگ
محمد کاظم خان بہادر
سید

۲۶۳

خاندان } آپ کا اصلی نام سید محمد کاظم ہے۔ آپ نواب تہور جنگ کن الملک خاندوران خان بہادر کے خلف اکبر ہین۔ آپ کے خاندانی حالات تفصیلی طور پر آپ کے والد بزرگوار نواب کن الملک بہادر کے تذکرہ مین درج ہو چکے ہین۔

آپ سنہ ۱۲ھ مین پیدا ہوے۔ اور انگریزی فارسی مین کامل۔ سیاق و سباق سے ماہر۔ نہایت لایق ہوشیار۔ تعلیم یافتہ۔ مہذب۔ نوجوان ہین۔ اخلاق و مروت بھی اچھے ہین۔ چہرہ سے دانائی اور فراست پائی جاتی ہے۔ کمال درجہ وجیہ۔ جامہ زیب۔ خوش تقریر۔ شگفتہ مزاج۔ خندہ رو ہین۔

خطاب } ۱۳۱۱ف کے جشن سالگرہ مبارک مین آپ نے خطاب خانی و بہادری۔ مشیر جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی ہے۔

محمد معین الدین خان بہادر

۲۶۴

خاندان } آپ بشیر الدولہ سر آسمان جاہ مغفور کے (محل دیگر سے) اکلوتے خلف الصدق۔ اور
خاندان } خاندان امیر کبیر شمس الامرا کے چشم و چراغ ہین۔ تفصیلی حالات خاندانی آپ کے پدر بزرگوار کے
تذکرہ مین تحریر ہو چکے ہین۔ مکرر اعادہ بیجا ہے۔

آپکا سن اسوقت بارا سال کے قریب ہوگا۔ آپ کی کم سنی مین ہی نواب سر آسمان جاہ بہادر نے انتقال فرمایا۔ نواب صاحب کے انتقال کے وقت سے آجتک برابر حضرت پادشاہ زادیہ صاحبہ پرورش النسا بیگم صاحبہ قبلہ مدظلہا (محل نواب سر آسمان جاہ مغفور) آپکی تعلیم و تربیت کے نگران اور تمام جائداد و املاک کے منتظمہ ہین۔ اور نہایت خوش اسلوبی سے آپ کی سرپرستی فرمارہے ہین۔

گو آپ اسوقت کم سن ہین۔ مگر نہایت ہی ذہین۔ طباع۔ ذی فہم۔ لایق مستقل مزاج ہین۔ ابھی پیشگاہ سلطانی سے خلعت ماتم پرسی (حسب شد آمد قدیم) آپ کو عطا نہین ہوا ہے۔ اسلئے دربار وغیرہ مین شرکت۔ خطاب و مناصب کے اعزاز سے ممتاز نہین ہین۔ غالبًا عنقریب مین مثل اپنے اب وجد کے سرفراز ہو جائین گے۔

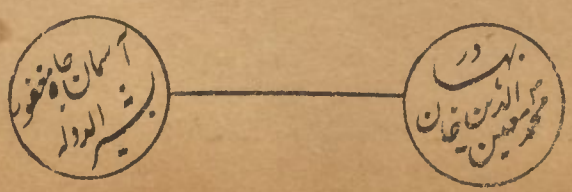

۴۱۷

مدار المہام راجہ سہیلال بہادر

۲۶۵

آپ مقدم پیشکاری سرکار نظام ہین۔ اور ایک قدیم پشتینی امیر ہین۔ آپکو پانچ پشت سے سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی نمکخواری کی عزت حاصل ہے اور رئیس حیدرآباد ہین آپکے بزرگون نے جس خاندانی عزت سے سرکار عالی کی بہ نمکحلالی مین حصہ لیا وہ بہت مشہور ہے اور اسکا یہ ایک ثبوت بھی ہے کہ ابتدا سے انتک آپکے بزرگ مورد عنایت شاہی رہے ہین۔

قومیت کے لحاظ سے فرقہ کایستہ سکسینہ اور موضع بڑے پور متصل خات ہندوستان کے رہنے والے ہین۔ ابتدائی آپکے مورث اعلے سکھ لال صاحب الطلب حضرت غفرانمآب حیدرآباد اکمور دالطاف شاہانہ ہوے اور بہت جلد راجہ بہادری کا خطاب تین ہزاری جاگیر اور مشرفی دیوڑھیات کی خدمت سے سرفراز ہوے۔ اسکے علاوہ علاقہ صرفخاص مین سررشتہ داری امرپائیگاہ کی خدمت بھی سرکار سے عنایت ہوی۔ راجہ سکھ لال بہادر کے انتقال کے بعد اونکے فرزند راجہ سوت راے کو خطاب راے سرفراز ہوا۔ اور تمامی خدمات و جاگیرات بحال رہی۔ انکو دو فرزند تھے راے گنپت راے اور راے بلونت راے یہی اپنے بزرگونکی طرح سرکار نظام کے خیرخواہ خطاب آبائی اور خدمات پدری سے سرفرازی پاے۔ جاگیر بھی بحال رہی۔ ان کے اکلوتے خلف الصدق ہیرالال ۱۲۵۳ف مین پیدا ہوے۔ ابھی بہت کم سن تھے کہ راے گنپت راے کا انتقال ہوگیا۔ اس کمسنی نے خدمات پدری سے محروم کردیا۔ ایک عرصہ تک امرپائیگاہ کی تنخواہ نہ ملنے کیوجہ سے جاگیر ضبط ہوی۔ آخر داخل سرکار ہوگئی ۱۲۶۳ف مین راے ہیرالال کی شادی راے عالم چند معتمد پیشکاری کی دختر نیک اختر سے ہوئی جس سے مہاراجہ نرائن بہادر پنکھا حیدرآباد کی دست مین انکو ہر وقت باریابی کا موقع ملنے لگا۔ اور جاگیر کے معاوضہ مین سو روپیہ سو روپیہ کا منصب آپکے نام سرکار سے جاری ہوگیا۔ ۱۲۷۵ف مین بحکم نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان بربناے اتحاد مہاراجہ نرائن بہادر آپ نظامت محلات مبارک کی خدمت پر سرفراز ہوے۔ دو سال تک خدمت مذکور باحسن وجہ انجام دیا۔ اس عرصہ مین آپنے اپنی حسن لیاقت سے تقسیم تنخواہ محلات مبارک کا جو اوسوقت سخت بلوہ ہو رہا تھا دور کیا۔ اور تین لاکھ روپیہ کی بچت داخل سرکار کی۔ دو سال کے بعد پھر سخت بیماری محلات مبارک کی نظامت سے علیحدہ ہوے جب صحت پائی سررشتہ داری فوج بیقاعدہ (راجہ پلٹن رجمنٹ بہادر) پر مامور ہوے ۱۲۸۱ف مین راے عالم چند معتمد پیشکاری کا انتقال ہوا اور ہیرالال صاحب اپنے خسر کی جگہ معتمدی پیشکاری و وکالت مدالمہامی کی خدمت پر مقرر ہوے۔ اور فوج بیقاعدہ کی نظامت کا کام بھی (جو اوسوقت فوج بیقاعدہ کا تعلق دفتر پیشکاری سے تھا) انجام دیتے رہے بعد ازان سب خدمات تمامی جاگیرات وغیرہ علاقہ پیشکاری کا انتظام بھی آپکے سپرد ہوا جسکو آپنے نہایت دیانت اور امانت سے انجام دیا اور ۱۶ صفر سنہ ۱۲۹۰ف

کو اپنی لائق علم ہوئے ۔ آپ نے بنیاسے چلتے وقت تین لاڈ نہ پائے تھے کون امید کر سکتا تھا کہ آپ کی تنفقوں سے محروم کمسن لڑکے ہی اپنے سر گروہ کی طرح نیکنامی
چلا کر بن گئے مگر سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کے نمک نے ان کی سوتیلی ماں کی باپ کی طرح اپنا خیر خواہ اور اطاعت گزار بنایا ۔ نواب مختار الملک حوم نے ابتداً آپ کی پرورش
اور تعلیم فرمائی کیلئے مصنف ہیرالال متوفی نو دبرس روپیہ ماہوار تنخواہ پر مقرر ہوئے بعد ازاں جاگیر اجرا فرمائی ۔ اور بعد انتقال آپ کے والد ماجد لالہ ہیرالال کی متوفی کا منصب بھی آپ کو عنایت فرمایا ۔ آپ
اور ہوگیا ۔ (۱) خلعت اکبر سے سوہن لال صاحب ابتداً اپنی باپ کی جگہ متعہ پیشکاری کی خدمت پر راجپلٹس (رجمنٹ چہارم) کی سرشتہ داری پر مامور ہوئے مگر تھوڑی ہی
مدت میں بگڑا شتہ فرزند ارجمند لالہ امانی الشانی ۱۳۱۲ھ کو اپنی ملکہ بقائے جوار رحمت ایزدی ہوئے ۔ آپ کی معاش منصب پر مامور ہوئے ۔ ان دنوں آپ کے تمام اخراجات اور خدمت سرشتہ داری کا
وقائع نگاری کا کام بھی بطریق صدر کاسی آپ سے متعلق ہوگیا ۔ (۲) خلعت اکبر سے کنہیا لال صاحب سرشتہ داری نقبا علاقہ فوج جناب مدوح ہوئے ۔ افسوس کہ نوجوان ۲۹ سال کی عمر میں ۱۳۱۱ھ
لاولد فوت ہوئے ۔ خدمت مذکور محکمہ نظم کی نگرانی میں ہے ۔ (۳) اب رہے خلف اصغر آسوہن لال صاحب (مکان نامی بیٹے خوان) آپ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے ۔
گو آپ ابھی نوعمر ہیں مگر جوہر کو جوہر کہا جائے مستحق ہیں ۔ آپکی ظاہری باطنی اخلاق نہایت پاکیزہ ہیں ۔ بیک چلنی اور دیانت داری آپکی سرشت میں ہے
اعلیٰ درجہ کے منتظم اور کارگذار ہیں ۔ بطبیعت خیر واقع ہوئی ہے فوری اصلاح کے ساتھ آپکو خاص رسوخ ہے ۔ ابتداءً آپکو حدمات پدری سرشتہ داری متعلقہ دفاتر ان ایتاریان
فوج بیعادہ سرفراز ہوئی اور بعد ازاں ایک سال تک (بعہدہ نصری الہامی) بخدمت مہاراجہ بہادر ہمرکاب تقسیم متفرقات علاقہ نظم جمعیت سرکار عالی کی خدمت پر مامور رہے
من بعد چونکہ انکے بزرگ بھائی سوہن لال صاحب نے جو اب تک متعہ پیشکاری تھے اپنی مسلسل بیماری کی وجہ سے آپکو متعہ پیشکاری سے سبکدوش ہونے کی درخواست کی ۔ اسلئے آپکی
اب کے نہایت دیانت امانت خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں ۔ چونکہ مہاراجہ بہادر قدردان ہیں ۔ اسلئے آپکی ہونہار طبیعت اور حسن کارگزاری سے
مطمئن اور ہمیشہ مدنظر رہتے ہیں ۔ اور زیادہ عنایت فرماتے ہیں ۔ **ہز اکسیلنسی سر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت** پیشکار و مدار المہام سرکار عالی
کے سی آئی ۔ ای ۔ آپکی ذات پر نہایت درجہ عنایت اور کمال درجہ اعتماد رکھتے ہیں ۔ مہاراجہ بہادر کی خوش اعتباری کی یہ دلیل بین ہے کہ آغاز ۱۳۰۲ھ میں
جبکہ مدار المہامی کی خدمت سرفراز ہوئے اسوقت ایک ایسے اعتمادی شخص کی ضرورت تھی جو حضرت بندگانی ظل سبحانی خلد اللہ ملکہ کے پیشگاہ میں منجانب مدار المہام
سرکار عالی بطور وکیل عرض معروض کے لئے مقرر کیا جائے ۔ مہاراجہ بہادر نے اس خدمت کے لئے بالخصوص آپکا نام انتخاب فرمایا جو کہ پیشگاہ خسروی میں منظور
مقبول ہوا چنانچہ آپ اس خدمت کو بطریق احسن انجام دے رہے ہیں ۔ اسکے علاوہ مہاراجہ بہادر نے اپنی تمام جاگیرات دیرہ کا انتظام بھی زیر نگرانی
لالہ مدار المہام بزرگوار مہاراجہ کشن پرشاد بہادر کے) آپکے سپرد فرمایا ہے ۔

ممتاز یار الدولہ
ممتاز یار جنگ
سپہر ممتاز علیخان بہادر

۲۶۶

خاندان) آپکا اصلی نام سپہر ممتاز علی ہے۔ اور حافظ منصب علی صاحب کے خلف اکبر ہین۔ ابتداء آپکے والد حافظ منصب علی صاحب مرحوم (بعہد حضرت مغفرت مکان) دارغہ عدالت حیدرآباد (خجستہ بنیاد) کے عہدہ پر مامور تھے۔ بعد حضرت سعید المرحومین شاہ نصیر الدین خاموش طاب ثراہ و حضرت مغفرت مکان کے نیابت میں وکیل مقرر ہوئے کیونکہ حضرت موصوف کلام الٰہی کی تلاوت کیا کرتے تھے اور زیادہ تر آپکے امامت اور حافظ صاحب سمجھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا اظہار کرتے جو شاہ خاموش صاحب مرحوم کے مدیونہ ارادت تھے۔ چنانچہ آپکی ترقی کا باعث ہوئی اور منصفی پیشکار فیل و پادگان وغیرہ سے حضرت مغفرت مکان نے سرفراز فرمایا لیکن آخر شہور ۱۲۷۴ھ میں حافظ صاحب مرحوم اپنی وضع کے آخر عمر تک رہے۔ آپکے دو خلف الرشید اول بلیاقت علیصاحب اول تعلقدار ایچور بنجامن کرہ طبقہ عہدہ داردین ہین ذکر ہوگا۔ دوم سپہر ممتاز علیصاحب (جنکا یہ تذکرہ ہے) آپکو بھی کمسنی کے زمانہ مین اعلیحضرت کی ہم درسی کا اعزاز حاصل تھا۔ بعد ازان مرحوم کے آپ نے تعلیم پائی۔ اوس زمانہ مین آپنے زیادہ تر قرأت کلام مجید اور اوراد و وظائف کے پابند تھے۔ بعد فراغ تعلیم افواج گولکنڈہ مین ابتداءً آپ افسری کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ اور ایکایک نگاہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے مقصد دیرینہ بارگاہ کا تقرب حاصل رہا۔ پہلے پہل آپنے اپنی شادی خاندان صمصام الملک مین کی بھی (جسکا بعد مین انتقال ہوگیا) جب نجابت یار الملک بہادر نے آپکو لایق و ہوشیار۔ وفاکش و مستعد پایا تو اپنی دختر نیک اختر کو آپکے عقد مین منسلک فرمایا۔ آپنے بہت جلد ترقی کی۔ اسوقت پلٹن صرف خاص (جسکی ملکیت مین بھادونی ہے) کے کمانڈنگ مین پایئے روپیہ ماہوار ملتی ہے۔ علاوہ برین درک شاپ قلعہ گولکنڈہ کے مہتمم بھی ہین جسکا الونس جاگیر و دیہہ پاتے ہین۔ فارسی۔ عربی۔ انگریزی مین لایق ہین۔ اخلاق و مروت مین بھی یکتائے روزگار۔

خطاب ۱۳۱۱ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپنے خطاب خانی و بہادری ممتاز یار جنگ سے سرفرازی پائی۔ اور ۱۳۱۲ھ مین دربار عید الفطر کے موقع پر ممتاز یار الدولہ خطاب عطا ہوا۔ آپ کو اسوقت تک کوئی فرزند نرینہ نہین ہے۔

بعد حضرت مغفرت مآب کی طبیعت فقیر دوست تھی۔ اور بزرگون سے کمال درجہ اعتقاد تھا۔ جب کوئی بزرگ فقیر منش وارد حیدرآباد ہوتے تو حضرت اونکو طلب فرماتے یا خود تشریف لیجاتے۔ اور اونکی گفتگو سے محظوظ ہوتے اور ہزار ہا روپیہ کا سلوک فرماتے۔ چونکہ فقرا کا روز تو آنا یا حضرت کا تشریف لیجانا ممکن نہ تھا اسلئے کوئی ایک شخص وکیل مقرر رہتا جسکے ذریعہ اونکی گفتگو طے ہوتی۔ چنانچہ رضا علی صاحب بخشی۔ حیدر علی مرحوم۔ عبد القادر صاحب وکیل ہائیکورٹ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و غیرہ اوسی زمانہ مین فقرا و درویش وکیل تھے۔ اوراسی وکالت کی بدولت ہزار ہا روپیہ کی دولت و ثروت پیدا کی۔ ۱۲ مولف۔

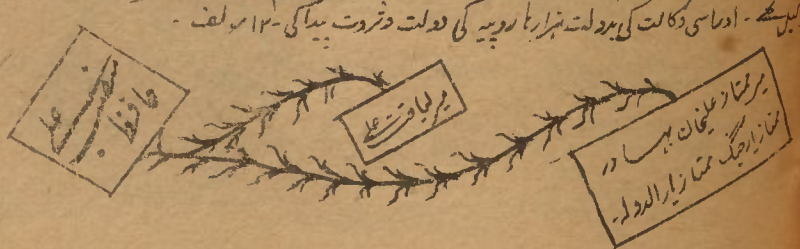

ماہر جنگ مرزا عبداللہ بیگ خان بہادر

۲۶۷

آپ کا اصلی نام مرزا عبداللہ بیگ ہے۔ فارسی۔ انگریزی مین لایق۔ ہوشیار۔ تجربہ کار ہین۔ ابتداء ملازمت ۸ شوال سنہ ۱۳۰۱ھ سے اب تک مختلف فوجی عہدون پر ترقی پاکے بمشاہرہ چھہ سو چودہ روپیہ رسالہ اول امیریل سروس ٹرپس کمانڈنگ افسر ہوئے۔ سنہ ۱۳۰۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری ماہر جنگ منصب دوہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ بعدازان سنہ ۱۳۲۰ھ مین بوجہ وظیفہ یمنجر پرسی گاف معتمد افواج سرکار عالی آپ خدمت معتمدی افواج سے ممتاز ہوئے۔ چونکہ آپ فطرتی طور پر نہایت لایق اور ذی فہم۔ مدبر ہین۔ اسلئے خدمت مفوضہ کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہین۔ آپکو دو فرزند ہین۔ اول شاہ مرزا خان صاحب (داماد میر لیاقت علی صاحب اوّل تعلقدار رایچور) آنریبل امپریل سروس ٹرپس۔ دوم قادر بیگ صاحب۔ ہر دو لایق۔ نوجوان۔ شجیع۔ دلیر۔ وجیہ۔ خوش اخلاق ہین۔

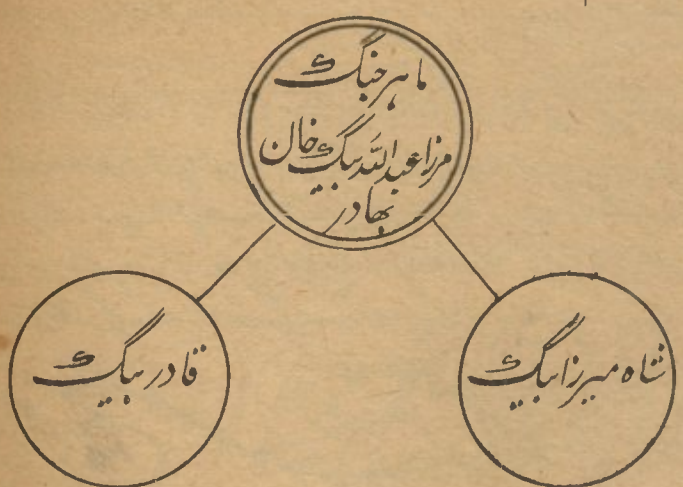

میر محمد حسین خان بہادر

۲۶۸

آپ میر محمد حسن صاحب مرحوم کے خلف ارشد اور میر محمد حسین خان مغفور کے پوتے سادات صحیح النسب ہین۔ آپ کا واسطہ چوبیسوین پشت مین حضرت امام حسین علیہ السلام کو پہونچتا ہے۔ میر محمد حسین خان مغفور غرہ محرم ۱۲۳۳ھ کو بمقام شیراز محلہ قاضی مین پیدا ہوے۔ میر عالم مرحوم وزیر اعظم حیدرآباد دکن نے جو آپ کے والد میر محمد علی مرحوم کے حقیقی چچازاد بھائی تھے باظہار اشتیاق ملاقات آپ کے پدر بزرگوار میر محمد علی مرحوم کو اپنے پاس طلب فرمایا۔ چنانچہ حسب الطلب آپکے وہ یہان آئے۔ اور بعد چند روز کے جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو میر عالم مرحوم نے بے انتہا اصرار سے مرحوم کو فسخ عزیمت پر مجبور فرمایا۔ اور اپنے حقیقی بھتیجے میر حسین خان مرحوم کو بھی شیراز سے طلب کرنیکی خواہش کی۔ اور ساتھ ہی یہ رائے دی کہ اگر وہ آجائین تو مستقیم الدولہ بہادر کی صاحبزادی اون سے منسوب کیجائیگی۔ چنانچہ آپ کے اصرار پر میر محمد علی مرحوم نے اپنے فرزند کو حیدرآباد آنے کے لئے لکھا۔ مگر میر محمد علی مرحوم کی بی بی جو میر محمد حسین خان مرحوم کی والدہ تھین شیراز سے علیحدہ ہونا پسند نہین کیا۔ لیکن آپ (میر محمد حسین خان مرحوم) اپنے پدر بزرگوار کے تعمیل حکم پر مجبور تھے اسلئے آپ نے اپنی والدہ سے اس قرار کے ساتھ اجازت حاصل کی کہ حیدرآباد پہونچکر اپنے والد کو اپنے ساتھ واپس لانیکی کوشش کرونگا بحصول رخصت تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ حاکم شیراز کے تفویض فرماکر اپنی والدہ اور بی بی کو جو حمل سے تھین وہان چھوڑکر عازم حیدرآباد

ہوے۔ جب یہ خبر میر عالم بہادر کو پہونچی بیحد مسرور ہوے۔ اور فرط خوشی مین آپ کے والد میر محمد علی مرحوم کو اون کے لانے کے لئے روانہ فرمایا۔ افسوس ہے کہ میر محمد علی نے بمبئی پہونچکر بقضاء الٰہی انتقال فرمایا۔ اور فرزند جگر بند کے ملاقات سے مسرور بھی نہ ہونے پائے اس سے زیادہ افسوس ناک واقعہ یہ ہے کہ ادہر میر عالم بہادر نے بھی رحلت کی۔ جب آپ (میر محمد حسین خان) اکبلی پہونچے اس خبر وحشت اثر سے اطلاع پائی۔ مگاوہین سے مراجعت کا ارادہ کیا۔ کیونکہ آپ نے جو وعدہ اپنی والدہ معظمہ سے کیا تھا اوسکے ایفا کا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا تھا۔ اور نہ وہ معزز شخص زندہ تھا۔ جو آپ کی تشریف آوری کا دل سے شائق اور متمنی تھا۔ جسکے کہ حکم کی تعمیل پر آپ مجبور تھے لیکن منیر الملک بہادر (داماد میر عالم بہادر) جو بعد میر عالم بہادر کے خدمت وزارت سے ممتاز ہو چکے تھے۔ مرزا عبد اللطیف خان مرحوم (پدر بزرگوار نواب معتمد الدولہ بہادر) کو بمبئی لکھا کہ آپ سے جسطرح ہو سکے میر محمد حسین خان کو واپسی کے قصد سے باز رکھا جاے۔ چنانچہ مرزا عبد اللطیف خان مرحوم ہزار دشواری اس کوشش مین کامیاب ہوے۔ اور میر محمد حسین خان حیدرآباد وارد ہو کر مکان (چلنی خانہ) میر عالم مرحوم مین فروکش ہوے۔ کچھ مدت بعد جب آپ نے مراجعت کا ارادہ فرمایا تو نواب منیر الملک بہادر اور نیز صاحب بیگم صاحبہ (جو آپ کی چچیری بہن تھین) یہ تدبیر کی کہ فوراً نواب مستقیم الدولہ بہادر کی صاحبزادی (جو آپ کی پھوپی زاد بہن تھین) سے آپ کی شادی کر دی۔ پھر تو یہین کے ہو رہے۔ اور مہاراجہ چندو لعل بہادر کے عہد وزارت مین (بعہد حضرت مغفرت منزل) ابتداءً آپکو منصب اور اوسکے بعد جاگیرات عطا ہوے۔ بعد ازان تعلقات چنجولی (موجب لوازمات و اعزاز۔ فیل۔ اسپ۔ میانہ۔ جوان وغیرہ کے) تفویض پائی۔ اور تعلقہ پرلور تا مدور۔ جنگاؤن حضرت غفران منزل نے آپ کو تنخواہ جاگیر مین مرحمت فرمایا جسمین سے بعض آپ کے عزیزون کو بھی تنخواہ دیجاتی تھی۔ الحاصل آپ کی لیاقت و اعزاز کی وہی قدر دانی رہی جو پیشتر تھی اور ہمیشہ حضرت مغفرت منزلی حضرات غفران منزل اور

حضرت مغفرت مکان کے دربار دربار مین باریاب رہتے تھے اور مدام مورد الطاف وعنایات خسروی رہے۔

بعض حالات کے دیکھنے اور سننے سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ متذکرہ بالا سرفرازیون کی ایک اعلے خدمت کا تعلق بھی تفویض ہونے والا تھا۔ لیکن آپ نے صرف برنباے ذمہ داری حق الناس وصلہ رحم اوس سے دست کشی فرمائی۔ حیدرآباد مین آنے کے بعد بھی گورنمنٹ فارس نے آپکی قدردانی اور حقوق آبائی کی رعایت مین کوئی کمی نہین فرمائی چنانچہ صفر ۱۲۲۵ھ مین ایک حکم واپسی کا پہونچا۔ اور من بعد پھر ربیع الاول ۱۲۴۶ھ مین مطالبہ ہوا۔ زان بعد پھر ایک سرفراز نامہ شرف صدور پایا جسکی نقل ہدیۂ ناظرین ہے۔

آنکہ عالیجاہ معلے جایگاہ عزت ومحشمت ہمراہ سیادت وسعادت پناہ فخامت ومناصب آگاہی خلاصۃ السادات العظام زبدۃ الاعاظم الکرام میر محمد حسین خان بوفور الطاف واشفاق خاطر مرحمت سیاق والا مفتخر ومباہی بودہ بداند کہ چون ہمیشہ آباواجداد آن عالیجاہ عزت ہمراہ درپایہ سریر عرش نظیر عدلت مصیر سالک طریق خدمت گزاری ومناہج مناہج اخلاص شعاری ومستظل آفتاب عنایت بیکران ومورد الطاف بے پایان بودہ آن عالیجاہ بنسبت قرابت بامرحوم ومغفور میر عالم وبنسبت باصبیہ مرحوم ہمرور مستقیم الدولہ ارکان سرکار والا مرخص ورواند گردیدہ حال مدتیست کہ در حیدرآباد دکن متوقف واز درگاہ آسمان جاہ دور واز جلب عنایات بلانہایات سرکار والا محروم ومہجور میباشند خدمات آباواجداد آن عالیجاہ عزت ہمراہ منظور ومکنون خاطر خطیر عدالت دستور لیست کہ آن عالیجاہ عزت ہمراہ را بشغل آباواجداد آن عالیجاہ منصوب ومقرون الطاف موفور فرمائیم لہذا عالیشان معلے مکان عزت وسعادت نشان اخلاص دارادت توامان علی اکبر بیگ یساول حضور را بجہت احضار آن عالیجاہ عزت ہمراہ مامور وبصدور این رقم عطوفت توام مفتخر ومسرور وقامت آن عالیجاہ عزت ہمراہ را از ارسال یکدست خلعت زردوزی بدینوجب قرین سرفرازی موفور فرمودیم وبحضرت فلک رفعت فرستان کوہر دریائے

شال برہ ائرہ - قبائے زری طاس - جبہ لوک دوزی
طاقہ لوے بوے

شوکت و کیاست درخشان اختر برج عزت و فراست زینت اندوز ضدمی عظمت و جلالت
پیرایہ بخش تخت ابہت و مناعت چمن آرائے بوستان محبت نخبت افزائے گلستان مودت
فرمان فرمائے مملکت ہندوستان گورنر کلکتہ نگاشتہ ایم کہ بوکیل آن سرکار کہ در حیدرآباد
میباشد اعلام و اشعار و آگاہ نمایند کہ آن عالیجاہ عزت ہمراہ را از جانب سرکار والا مخلع و سرفراز
نموده و در کمال دقت و اہتمام آن عالیجاہ عزت ہمراہ را با متعلقان و منسوبان از رئیس آنجا
مرخص و بعزت و احترام از حیدرآباد حرکت داده کہ روانہ دار الملک شیراز شود و آنچہ مطلب آن
عالیجاہ عزت ہمراہ و منسوبان او از رئیس آنجا و کسان دیگر بوده باشد وصول و حاصل سازند
لہذا آن عالیجاہ عزت ہمراہ بورود عالیشان مشار الیہ و حصول افتخار بمضمون رقم مرحمت آثار در
کمال امیدواری و استظہار باکوچ و متعلقان خود روانہ در بار عطوفت مدار و مستظل آفتاب عنایت
بیشمار و آن عالیجاہ عزت ہمراہ بحضور مرحمت دستور والا سرفراز و بتفویض منصب آبا و خود
قرین مفاخرت و اعزاز گشتہ سایہ نشین قصر بے قصور و بخدمات دیوانی مامور شود و مرحمت کامل
را شامل حال و کامل احوال خود دانستہ روے ارادت بدرگاہ آسمان جاہ آورده کہ انشاء اللہ
مشمول نوازشات بلند و از موائد عنایت و اشفاق بہرہ مند و کامیاب حصول امان و محسود
اقران و امثال خواہد بود در علمہ شناسند صفر المظفر ۱۲۵ سنہ۔

اس فرمان کے جواب مین جو عرضی آپ نے روانہ فرمائی۔ اگرچہ وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔
لیکن بخیال طوالت اوس سے قطع نظر کیجاتی ہے۔ مگر عدم روانگی کے اسباب جو تحریر
فرمائے ہین بادسین سرکار دولت مدار آصفیہ کے خدمات کا تعلق بتلایا گیا ہے۔ جس سے واضح
ہوتا ہے کہ سرکار عالی کی نظر مرحمت و مکرمت اور چشم عنایت آپ کے حال پر غایت درجہ
مبذول تھی۔ آخر آپ نے ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۸۶ سنہ مین انتقال فرمایا۔

مرحوم کی غربا پروری ابتک ہر کہ و مہ کی زبان زد ہے۔ آپ نہایت سخی۔ خلیق۔ غیور۔ منتظم
دلیر۔ منصف مزاج۔ اور مرد لعزیز تھے۔ علم فقہ و حدیث مین یکتائے روزگار۔ حیرت کی

بات یہ ہے کہ گو آپ مذہب اثنا عشریہ رکھتے تھے مگر ہر ایک مذہب کا فریق آپ سے استفتا کرتا اور آپ اوسکے مذہب کے موافق جواب ارشاد فرماتے تھے۔ عبادت وطہارت کی یہ کیفیت تھی کہ سن شعور سے انتقال کے ایک ہفتہ قبل تک آپکی نماز تہجد کسی شب کی قضا نہین ہوی تھی۔ علم طب مین کامل عبور تھا۔ آپکے کتب خانہ مین پانچہزار کتابین مختلف علوم وفنون کی تھین۔ لیکن تعجب انگیز یہ امر ہے کہ اکثر وبیشتر کتابین ایسی تھین کہ جن پر آپ نے حاشیہ تحریر فرمایا تھا۔ آپکی طبیعت شعر گوئی کی جانب بھی مائل تھی۔ زبان فارسی اور عربی مین شعر کہا کرتے تھے۔ افسر تخلص تھا۔ آپ کی تصنیفات مین آپ کا دیوان فارسی موسوم بہ دیوان افسر لائق ملاحظہ ہے۔ اور تالیفات مین مختار الجوامع جو بطور ترجمہ تحریر فرمائی گئی ہے مشہور عالم ہے۔ اور اسیطرح جو ترجمہ آپنے کتاب مستطاب مصباح کنعمی کا فرماکر اوسکو ترجمۃ المصباح سے موسوم کیا ہے نہایت مستند اور معتبر تسلیم کیجاتی ہے۔ آپ کے چند اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہین۔

أَيَطْمَعُ الْمَرْءُ فِي أَنْ يَتْرُكُوهُ سُدًى ... وَلَا يُحَاسِبَهُ رَبٌّ أَنُورِيَ أَبَدًا

كَلَّا سَيَأْتِيهِ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ ... إِنْ لَمْ يَمُتْ أَمْسِ مَحْسُورًا يَمُوتُ غَدًا

اِصْبِرْ عَلَى حَارِثَاتِ الدَّهْرِ مُنْتَظِرٍ ... لَرَوْحِ رَبِّ الْبَرَايَا حَسْبًا وَمَدَدًا

وَاسْتَغْنِ بِالْعِلْمِ وَالتَّقْوَى وَكُنْ رَجُلًا ... لَا يَرْتَجِي غَيْرَ رَزَّاقٍ أَنُورِيَ أَحَدًا

غزل فارسی

هر کہ با دوست بیکجائے مقیم افتادہ است ... وقت آنخوش کہ بجنات نعیم افتادہ است

هرگز از صور قیامت نتواند برخواست ... آنکہ در کوے تو چون غلغل رمیم افتادہ است

یار بد خوئی اگر حور بہشتی است چہ سود ... زر وسیمے است کہ در دست لئیم افتادہ است

مشکبیز است نسیم سحر امروز مگر ... تار گیسوے تو در دست نسیم افتادہ است

این ہمہ روشنی طبع کہ بینی از ما ... نور فیضی است کہ در قلب سلیم افتادہ است

نا امیدم مکن اے شیخ ز آمرزش او ... کہ مرا کار بر حمن در حسم افتادہ است

افسر دل شدہ در راہ وفایت شب و روز ... چون غبار است کہ در راہ نسیم افتادہ است

تنہا نہ منم بستہ ببندی کہ تو داری
خلقے است گرفتار کمندے کہ تو داری

بیگانہ صفت گر نشوم با تو چہ سازم
با خاطر بیگانہ پسندے کہ تو داری

افسردہ دوا پہ نشود درد محبت
صبراست مداوائے گزندے کہ تو داری

رباعی

دل در پئے عشق این و آنست ہنوز
وز عمر گذشتہ در گمان است ہنوز

گفتیم کہ ما دل بہم پیر شویم
ما پیر شدیم و دل جوان است ہنوز

آپ کو چھ صاحبزادے تھے ۔ میر احمد علی ۔ میر عباس علی ۔ سید نعمت اللہ ۔ میر محمد حسن ۔ سید محمد ۔ سید جعفر ۔ جسمین موخرالذکر دو فرزندون نے آپ کی زندگی ہی مین انتقال فرمایا ۔ اور نمبر اول ۔ دوم و چہارم نے بھی اسوقت اس دنیائے بے ثبات سے کنارہ فرمایا ہے ۔ صرف نمبر سوم حی القیام ہین ۔ نمبر چہارم کو دو صاحبزادے اول میر ابوالقاسم (جنہون نے بگذاشت یک فرزند میر مہدی علی) سنہ ۱۳۲۰ھ مین نوجوان انتقال فرمایا) دوم میر محمد حسین خان بہادر (جنکا نام نامی زیب عنوان ہے) آپ ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۰ھ مین پیدا ہوے ۔ بعد تکمیل علوم فارسی و عربی جوڈیشل کے امتحان کی تیاری کی اور شعبان سنہ ۱۳۱۰ھ مین بدرجۂ اعلے کامیاب ہوے ۔ بعدازان حسب الحکم سرکار ایک مدت دراز تک بعطائے اقتدارات درجۂ سیوم ضلع اطراف بلدہ مین کارآمور رہے ۔ اس عرصہ مدت مین جسقدر مقدمات کہ آپ نے فیصل فرمائے اوسمین ایک کا بھی مرافعہ ہوا نہ نگرانی ۔ سب بحسنہ بحال رہے ۔ یہ آپ کی لیاقت ۔ قانونی تجربہ اور حسن کارگزاری کی بین دلیل ہے ۔ بلحاظ اس حسن کارگزاری کے مجلس عالیہ عدالت مین آپ کے لئے (عطائے اقتدارات درجہ دوم) سفارش کیگئی ۔ اس عرصہ مین آپ کا تبادلہ کورٹ آف وارڈز مین بطور مددگار اعزازی سپرنٹنڈنٹ کورٹ ہوگیا ۔ یہان بھی آپ نہایت عمدگی اور ہوشیاری سے مقدمات کا انفصال اور حق النفس کی حق رسانی اور حق و ناحق کی جانچ پڑتال ۔ وارڈان کی بہبودی مین جو حصہ لے رہے ہین وہ قابل تحسین و آفرین ہے ۔

سنہ ۱۳۱۷ھ مین چند روز کے لئے ضلع محبوب نگر کی نظامت دیوانی و جائنٹ مجسٹریٹی کی

خدمت پر آپ کا تقرر ہوا تھا۔ جہان آپ نے صرف پانچ مہینے کام کو انجام دیا۔ بعدازان وہی اپنی سابقہ خدمت پر کورٹ آف وارڈز مین واپس ہوے۔ جہان اب تک مامور بکار ہین۔ اور بقایم مقامی سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز معتمدی مالگزاری سرکار عالی مین مقدمات مرجوعہ کا انفصال فرماتے ہین۔ لیکن اس قلیل عرصہ مین محبوب نگر کی عام رعایا آپ سے اسدرجہ راضی اور خوش رہے کہ جسوقت آپ واپس ہوے تو عام رعایا اول تعلقدار صاحب ضلع کے دفتر مین حاضر ہوکر آپ کے قیام مدامی کے لئے درخواست پیش کی چنانچہ تعلقدار صاحب موصوف نے مجلس عالیہ عدالت کو رعایا کی خواہش اور اپنی خوشنودی سے بذریعہ مراسلہ مطلع کیا یہ بھی آپ کے حسن اخلاق و وبے لوث کارگزاری کا بدیہی ثبوت ہے۔ اور جس زمانہ مین کہ اسٹیٹ صف اگفن جنگ کا تعلق خاص معتمد صاحب* عدالت وکوتوالی و امور عامہ سے تھا تو اسٹیٹ مذکور کے تمام دعاوی آپ ہی کے اجلاس پر فیصل ہوتے تھے۔ چنانچہ اس حسن کارگزاری کے صلہ مین معتمد صاحب موصوف نے اسٹیٹ مذکور سے حسب الحکم سرکار دو دفعہ چھ چھ سو روپیہ آپ کو عطا کئے گئے ربیع الاول ۱۳۱۶ف مین مجلس عالیہ عدالت نے آپ کے توسیع اقتدارات و تقرر مستقلانہ کیلئے دفتر معتمدی عدالت مین سفارش کی تھی۔ جسپر مدار المہام بہادر نے تجویز فرمائی تھی کہ "بروقت خلوے جائداد نظامت دیوانی ضرور انکا انتخاب کیا جائیگا تاکہ تقرر کا حکم صادر ہو"۔ اس کے بعد آپ نے ایک درخواست نواب معین المہام بہادر عدالت و امور عامہ کے پیشگاہ مین پیش کی تھی جسپر نواب صاحب مروح نے آپکی درخواست ان عمدہ الفاظ کے ساتھ مزین کی کہ "آپ کی لیاقت و کارگزاری درخواست کے مضمون سے ظاہر ہے

---

* ابتداءً کورٹ آف وارڈز معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی مین ضم تھا۔ بعدازان ۱۳۱۹ف مین کورٹ آف وارڈز کا تعلق معتمدی مالگزاری سرکار عالی سے ہوگیا۔ ۱۲ مؤلف۔

اور مین بھی آپ کو نہایت لایق اور کارگزار سمجھتا ہون" پس ان تمام کارگزار بہاے صدر
کے بیان سے ہر ایک شخص بآسانی اندازہ کرسکتا ہے کہ آپ جیسے کارگزار - متدین - لایق -
تجربہ کار کی ذات سے ملک کی سرسبزی اور رعایا کی حق رسانی وغیرہ مین کسقدر مدد ملسکتی ہے -
امید ہے کہ سرکار عالی بہت جلد آپ کی جانب توجہ مبذول فرماکر آپکو کسی معزز عہدہ سے سرفراز
کرینگی - اور آپکی حسن کارگزاری - جفاکشی اور محنت بیکار نہ جائیگی - ضرور اسکا صلہ حسب دلخواہ ملیگا -
مولفہ کو آپ کی خدمت مین ایک مدت سے نیاز حاصل ہے - آپ صاحب اخلاق -
ذیمروت - فیاض - سیرچشم - متحمل - بردبار - لایق - ہوشیار - خندہ رو - وجیہہ - جامہ زیب
منکسر المزاج ہین - تحریر اور تقریر بھی نہایت شستہ اور پاکیزہ ہے - اسوقت آپ کو چار
کمسن صاحبزادے ہین - میر مصطفے علی - میر اسد علی - میر محمد حسن - سید عبدالحسین -
جو فارسی اور انگریزی کی تعلیم پا رہے ہین -

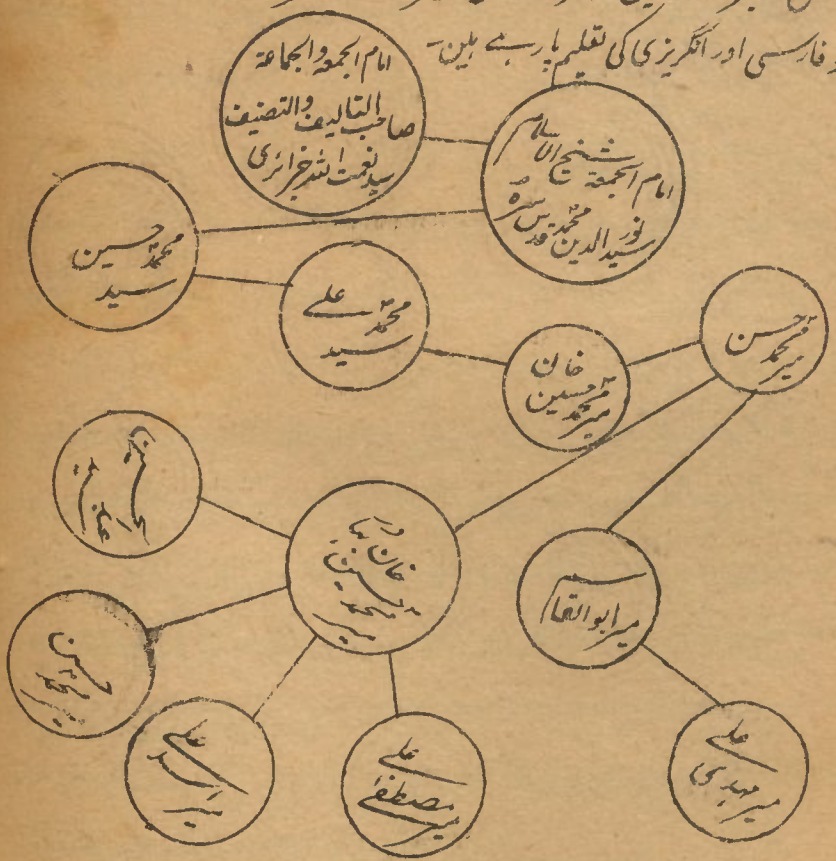

مشیر الملک
عسکر جنگ آفتاب الدولہ
میر مصطفےٰ علیخان بہادر

۲۶۹

آپ میر عباس علیخان بہادر کے خلف الصدق اور میر مصطفےٰ علیخان شہیار الملک مرحوم کے پوتے ہین۔ آپکے مورث اعلےٰ خاندان سید محمد علیخان رضوی ہین۔ جو شہر تبریز ملک فارس کے وزیر اعظم تھے۔ انکے دو فرزند جنکے نام سید [illegible] سید ظاہر علیخان رضوی تھے۔ علی عادل شاہ کے زمانہ مین ایران سے وارد بیجاپور ہوے۔ یہان [illegible] وزارت کی خدمت پائی۔ اور اسد علیخان بہادر نواب بیگن پلی کی دختر فاطمہ بیگم سے شادی کر۔ کے اپنا سسرال خاندان نوابان بیگن پلی مین شامل کرلیا۔ انکو دو فرزند ہوے۔ سید مظفر علیخان سید محمد علیخان میر اول تو بالکل دلی صفت تھے۔ چنانچہ دلی صاحب کے نام سے مشہور ہوے۔ اور میر دوم نے ام البتول عرف خیر النسا بیگم ہمشیرہ نواب بیگن پلی سے شادی کی۔ انکو دو فرزند ہوے۔ سید حسین علیخان میر اسد علیخان۔ اول نے ٹیپو سلطان کے سرکار مین ملازمت اختیار کی۔ اور بخشیگری افواج سے سرفرازی پائی۔ مگر تھوڑی ہی مدت مین انتقال ہوگیا۔ جسکا رنج ٹیپو سلطان کو بیحد ہوا۔ اور میر اسد علیخان کو لکھا کہ اگر آپکے خاندان کوئی میرے مہمان ہوجاتا تو مرحوم کی خدمت اذکو دیجاتی۔ مگر میر اسد علیخان نے حسب وقت کے [illegible] منظور فرمایا۔ اور اپنے تینون بھتیجے (غلام علیخان۔ احمد علیخان۔ مصطفےٰ علیخان) جو مرحوم بھائی کی یادگار تھے اپنے ہمراہ لیکر (بعد میر نظام علیخان بہادر) حیدرآباد دکن ہوے۔ اور بارگاہ سلطانی مین بار یابی حاصل کی۔ رسالہ کی افسری اور مظفر الملک خطاب عطا ہوا۔ ہر اسکے جنگ مین ساٹھ ہزار سوار مغلہ کے ساتھ نبرد آزمان کے مقابلہ مین داد جوانمردی دی کہ مورد تحسین آفرین ہوے۔ [illegible] اور آفتاب گیری کی سرفرازی پائی۔ تعلقات باون لاکھ سالانہ کی جاگیر مین سمت ہوئین تعلقات الیچپور۔ ارسال آسکی تلنگہ [illegible] اور قبضہ تصرف مین آئے۔ جنمین چیتیالہ اور ناندورا بھی آپکے خاندان کے قبضہ مین ہین۔ اور آپکے بھتیجے غلام علیخان [illegible] کے خطاب سے سرفرازی پائی۔ اور دوسرے بھتیجے مصطفےٰ علیخان جو صاحب تذکرہ کے جد تھے نے شہیار الملک کا خطاب پایا۔

اور سیف الملک عرف مالی میان خلف ارسطو جاہ بہادر مدار المہام وقت کی چھوٹی صاحبزادی امۃ السلام بیگم سے شادی کی پھر کیا ہی مستدعۂ اقبال نے رجوع پایا۔ اور حضرت مغفرت منزل کی مصاحبت اور تقرب زیادہ ہوا۔ اور ہمیشہ حضرت کی عماری کی سواری مین خواصی نشینی کا شرف حاصل ہوا۔ جمعیت سواران اور پلٹن ہمرکاب ہوئین۔ آپکو دو فرزند تھے۔ اول رونق علیخان شاہیار الدولہ شاہیار الملک (جنکا تذکرہ آپکے لایق پوتے عبد العلیخان بہادر خلف شمشیر جنگ کے حالات مین درج ہے) دوم عباس علیخان بہادر یہ جملہ امراز دمناصب آبائی و جاگیرات موروثی سے ممتاز تھے۔ اور دریا گیر کے نواب شہامت قلی خان کے صاحبزادے مہر النسا بیگم آپ سے منسوب تھین۔ جن کے بطن سے نواب میر مصطفےٰ علیخان بہادر عسکر جنگ آفتاب الدولہ شمشیر الملک (جنکا نام نامی زیب دہ عنوان ہے) تولد ہوئے آپ شیر الملک بہادر) دو یا تین مہینے کے تھے کہ آپکے والد بزرگوار نے انتقال فرمایا۔ جسکے باعث آپنے اپنے ماموں چہار دہ نوں علیخان شاہیار الملک کے سایۂ عاطفت مین پرورش پائی۔ اور وہین بمقام سرپرست کے نگرانی مین تعلیم و تربیت حاصل کی جب سن تمیز کو پہونچے تمام امراز دمناصب آبائی و جاگیرات و املاک موروثی سے سرفرازی پائی۔ حضرت مغفرت مکان کی حکمرانی مین خطاب خانی و بہادری مع عسکر جنگ عطا ہوا۔ ۱۲۶۷ھ مین (لہذا اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) آفتاب الدولہ شمشیر الملک سے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ آپکے خلف اکبر میر بندہ علیخان بہادر ارسطو جنگ سپہدار الدولہ نے بعالم جوانی آپکو داغ مفارقت دایمی دیگئے۔ اور مرحوم نوجوان اکلوتے فرزند سید سردار علیخان بہادر سہراب جنگ نے بھی عین عنفوان شباب مین عدم آباد کا رستہ لیا۔ ان دونون جگر دوز صدمون نے آپکو کمال درجہ مغموم کیا۔ مگر فضل الٰہی شامل حال ہوا۔ اور ایک نور نظر پیدا ہوا جس سے ایک گونہ تسلی ہوی۔ اون صاحبزادے کا مبر جعفر علیخان نام ہے۔ تخمیناً چودہ سال کا سن ہوگا۔ اللہ عمر دراز کرے۔ تعلیم و تربیت اعلےٰ بہانہ پر جاری ہے۔ اسوقت آپکا سن بہتر سال کے اونچا ہوگا۔ صاف اخلاق زیرک دین دار خدمت مین متحمل۔ وضع قدیم کے پابند۔ فیاض سریع چشم۔ دریا دل ہین جبر سے روداد نہایت عشرہ شریف مین آپکی بہاکی مجلس ابر غراداری نہایت تکلف سے ہوتی ہین۔ سامعین کا ہجوم رہتا ہے۔

بخ سیف الملک کی بڑی صاحبزادی عالی بیگم عرف جہان پرور بیگم صاحب حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر سے منعقد ہوئین ۱۲ منوف۔

آپ متصافات ہندوستان کے رہنے والے ہین۔ آپ کی ابتدائی ملازمت سنہ ۱۳۰۲ھ سے ہے جب سے اب تک حسن کارگزاری کے باعث مختلف عہدون پر آپ نے ترقی کی چنانچہ اس وقت بشاہرہ دوسو پچیس روپیہ تنخواہ ـــــ معہ الونس آپ کو توالی اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی مین خدمت مہتممی کوتوالی (درجہ سوم) پر مامور ہین۔ ضلع بیڑ آپ کا مستقر ہے۔ آپ کی محنت وجفاکشی اور ہوشیاری ولیاقت نے آپکے افسران اعلےٰ کو آپ کی قدر افزائی پر آمادہ کیا۔ اور سنہ ۱۳۱۷ھ مین بارگاہ سلطانی سے حسب سفارش افسران اعلےٰ آپ کو خطاب خانی وبہادری عطا ہوا۔ جو حسن خدمت کا صلہ ملا۔

معتمد الدولہ
معتمد جنگ
مرزا علی محمد خان بہادر

۲۷۱

خاندان } آپ مرزا عبد اللطیف خان مرحوم کے خلف الرشید اور مرزا علی محمد خان معتمد الدولہ مغفور کے پوتے ہیں۔ آپکے جد اعلیٰ مرزا علی محمد خان معتمد الدولہ مغفور شہر بمبئی میں منجانب سلطان روم و شہنشاہ ایران بایسوس (قونسل) تھے۔ دولت و حشمت ثروت بہت کچھ حاصل تھی۔ بمبئی میں کلبہ بھنڈی بازار آپ کا تیار کیا ہوا امام باڑہ اب بھی موجود ہے۔ گودی وغیرہ بھی آپ ہی کے اخراجات سے تیار ہوی ہے۔ اسکے علاوہ متعدد مکانات و بازارات آپنے تیار کرائے اور خریدے تھے۔ سر سالار جنگ اعظم نے آپ سے طلب فرما کر بیان نظامت محکمہ اجرائی تعمیل احکام عدالت کی خدمت تفویض فرمائی۔ تقریباً پانچسو ہزار کے جاگیر عطا کئے۔ تیرہ سو روپیہ منصب اجرا کیا۔ اور لوازمات خانگی مثلاً مکان۔ خوراک وغیرہ کے اخراجات اسکے علاوہ منجانب سرکار عالی مقرر پائے۔ چنانچہ میر فتح علی صاحبزادہ صاحب مرحوم کا مکان (جسمین اب مجلس عالیہ مدارالمہام) آپ کے رہنے کے لئے عطا ہوا۔ بہرحال سر سالار جنگ اعظم نے آپکی خاطر۔ تواضع۔ اعزاز بہت کچھ فرمایا۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے دونوں صاحبزادے مرزا غلام حسین خان و مرزا عبد اللطیف خان کے نام منصب و جاگیرات وغیرہ بحال ہوے۔ مرزا غلام حسین خان کو تین فرزند تھے اول مرزا محمد علیخان بہادر (صاحب تذکرہ) شعار جنگ۔ دوم مرزا عباس خان سوم مرزا احسن خان۔ جو بعد انتقال اپنے والد کے اپنے آبائی اعزاز و مناصب جاگیر موروثی سے علے السویہ ممتاز و سرفراز ہوے۔

اب رہے مرزا عبد اللطیف خان مرحوم جنکے اکلوتے خلف الصدق مرزا علی محمد خان بہادر معتمد جنگ معتمد الدولہ (صاحب تذکرہ) ہین۔ جو اعزاز و مناصب آبائی سے ممتاز و جاگیرات موروثی سے سرفراز ہین۔

آپ (صاحب تذکرہ) فارسی۔ عربی مین لایق۔ بسیاق و سباق سے واقف ہین۔ ایک مدت تک آپ لایق علیخان

عماد السلطنۃ کے مصاحب و مقرب تھے - اخلاق و مروت مین بے مثل - فیاض و سیر چشمی مین یکتاے روزگار تھے -

خطاب - ۱۳۰۱ھ مین بتقریب جشن نوروز آپ کو خانی و بہادری - معتمد جنگ منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم عطا ہوا - اور ۱۳۰۲ھ کے سالگرہ ہمایون مین معتمد الدولہ کا خطاب منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائی - آپ کو دو صاحبزادے ہین - مرزا غلام حسین خان[1] - مرزا عبد اللطیف خان[2] - ہر ایک لایق - ہوشیار ہین - فارسی - انگریزی کے تعلیم جاری ہے -

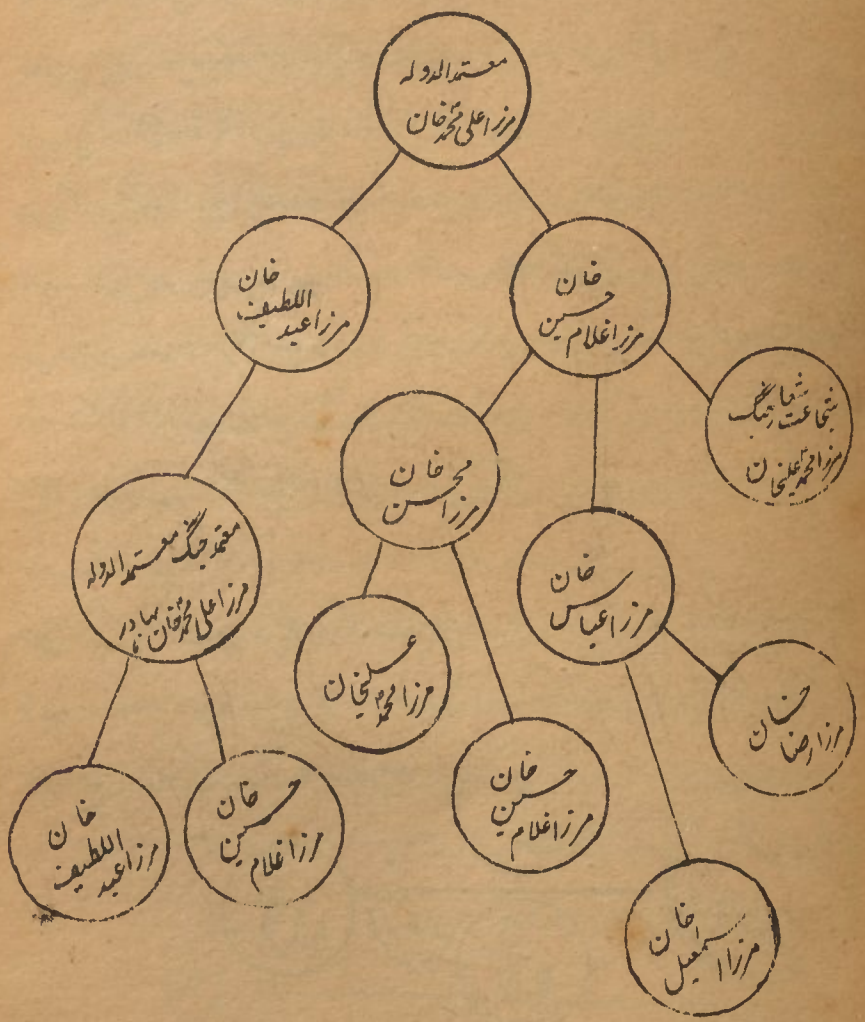

محمود نواز جنگ

محمد نیاز الدین خان بہادر

۲۷۲

خاندان } آپکا اصلی نام محمد نیاز الدین ہے۔ اور آپ حضرت والدہ النسا بیگم صاحبہ قبلہ مدظلہا (والدہ ماجدہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) کے بھائی ہین۔ آپکی خورد سالی مین آپکے والد کا انتقال ہوگیا اسلئے آپکی پرورش تربیت و تعلیم منجانب سرکار عالی زیر نگرانی مرحان جمعدار جو ش عمل مین آئی۔ اب اس سے زیادہ ہمارے ناظرین کو آپسے متعرفی کرانیکی لئے کسی اور تشریح و صراحت کی ضرورت نہین ہے۔ اور آپ سگے ترقی دہندہ کے بھی یہی اسباب ہین جو شتہ بالا سے ظاہر ہین۔ آپ فارسی۔ اردو مین لایق۔ سیاق و سباق سے واقف۔ دفتری کام سے ماہر ہین۔ تقریبًا سو جوان علی غول علاقہ صرف خاص آپکے ماتحت ہین۔ جسکے آپ بخشی کہلاتے ہین تخمینًا تین سو روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ قبل ازین آپ خدمت مہتمم کرور گیری بلدہ پر مامور تھے تین سو روپیہ تنخواہ ملتی تھی جسکو آپ نے نہایت احسن طریقہ سے انجام دیا۔ مگر بعد مین بوجہ علالت طبع ـــــ خدمت مذکور کے متعلق استعفا پیش کیا۔ جو منظور بھی ہوگیا۔ اب مہتمی کرور گیری بلدہ پر سید یوسف حسینی صاحب بامادنواب اقبال یار جنگ مرحوم جو قبل ازین حاکم ضلع اورنگ آباد پر مامور تھے مقرر ہین۔

خطاب } سنہ ۱۳۱۱ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپنے خطاب جانی و بہادری محمود نواز جنگ منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ ہوشیار۔ ذی اخلاق۔ صاحب مروت۔ ذی فہم۔ وجیہہ۔ نوجوان ہین۔

آپکو (چہار) صاحبزادے ہین جو زیر تعلیم ہین۔

ڈاکٹر میر محمد علیخان بہادر

۲۷۳

خاندان آپ حکیم میر وزیر علی مرحوم کے خلف الصدق ہین۔ اور آپکے خاندان کا سلسلہ پانچ پشتون سے (پانچ بھائیان) ملتا ہے۔ جو حیدرآباد دکن مین مشہور و معروف ہین۔ آپکے والد بزرگوار (حکیم وزیر علیخان مرحوم) نواب شمس الدین خان شمس الامرا امیر کبیر بہادر وزیر سالار انگلستان اعظم کے خاندان عہدہ وکالت سے سرفراز اور مناصب و جاگیر سے ممتاز تھے۔ اور حضانت ذکرہ کے عموی بزرگ میر عبدالمجید صاحب اقدس شاہزادہ ولیعہد بہادر کی تالیقی سے مشرف ہین۔ اور مہتمم اعراس درگاہ جات کے خدمت بھی تفویض ہے۔ آپکے (صاحب تذکرہ) حقیقی بھائی میر حامد علیخان صاحب (زبانہ مکسنی) حضرت اقدس و اعلےٰ کی ہمدرسی سے مشرف و ممتاز تھے۔

آپ (صاحب تذکرہ) فارسی عربی مین لایق سیاق و سباق سے واقف علم ڈاکٹری مین ماہر اور سند یافتہ ہین۔ ابتدائی ملازمت ۱۳۰۸ف (۱۸۹۸ء) سے آپنے مختلف مقامات دواخانہ جات مین کارہائے عالی پر مامور رہے۔ اور اپنی خدمت مفوضہ کو نہایت لیاقت و مستعدی سے انجام دیا۔ علاج جراحی وغیرہ مین آپکو اچھا تجربہ حاصل ہے۔ آخر وقت سیتارام پیٹہ (جو حیدرآباد دکن کے مغربی خانبدہ سے ۴ میل کے فاصلہ پر ہے) کے سیرا سسٹنٹ سرجن ہین۔ ڈیڑھ سو روپیہ تنخواہ پاتے ہین۔ غالبًا پچاس روپیہ منصب بھی ملتا ہے۔ جسکا جلد دوسو ہوتے ہین ۱۳۱۲ف (۱۹۰۲ء) مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک (آپکے خسر حکیم وزیر علیخان بہادر سلطان الحکما مہتمم دواخانہ خاص و کارخانہ کی پرورش کوشش و سعی) آپ کو خطاب خانی و بہادری منصب یکہزاری عطا ہوا۔ آپکو شاعری کا مذاق ہے۔ کبھی کبھی اشعار بھی موزون کرتے ہین قبل ازین آپکی دو چار غزلین جلوۂ محبوب مین بھی طبع ہوچکی ہین۔ جو ناظرین کے ملاحظہ سے ضرور گزری ہونگی۔ طبیعت ابھی بالی ہے۔ مولف کو ایک مدت سے آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہے۔ آپ لائق۔ ہوشیار۔ اپنے فن کے ماہر۔ اخلاق و مروت مین یگانہ۔ محبت و اتحاد مین فرد فرید ہین۔

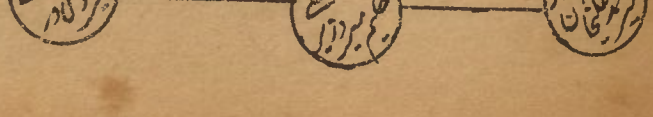

مسیح دوران خان بہادر

۲۷۴

خاندان } آپ کا اصلی نام حکیم محمد علی تھا۔ معتمد الملوک شفائی خان اولے کے نواسے اور شفائی خان بہادر ثانی کے بھائی تھے معتمد الملوک شفائی خان اولے کا تذکرہ آپ کے بھتیجے شفار الدولہ بہادر کے حالات مین تحریر ہو چکا ہے۔ ملاحظہ ہو ردیف (ش) نمبر۔

ابتدا مسند نشینی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ (یعنے ۱۲۸۵ھ) سے دواخانہ یونانی خلوت مبارک آپ ہی کے تفویض تھا۔ اور شب و روز آپ ڈیوڑہی مبارک پر ہی حاضر رہتے تھے۔ حضرت اقدس ولے علے کے صغرسنی سے آپ ہی معالج تھے۔ علاوہ برین اپنے مکان پر بھی مطب قایم کیا تھا۔ تشخیص و تدبیر درست تھی۔ مریض کے شفیق رہتے اور تسلی و مواسات سے پیش آتے۔

خطاب۔ } ۱۲۹۱ھ مین (بعہد وزارت سر سالار جنگ اعظم) آپ کو خطاب مسیح دوران خان بہادر

خطاب } عطا ہوا تھا۔ آخر ۱۳۰۸ھ مین راہی عالم جاودانی ہوے۔

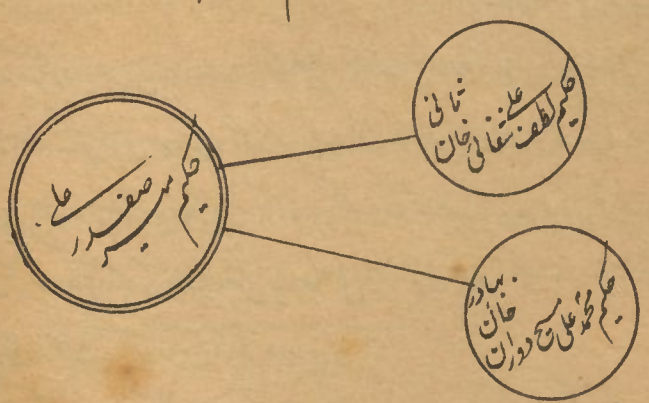

علیخان امیر مصطفےٰ

۴۳۵

خاندان } آپ میر احمد علیخان مرحوم کے اکلوتے خلف الصدق اور میر حشم علیخان مغفور کے پوتے ہیں۔ آپکے خاندان عالیشان کا تذکرہ بتفصیلی طور پر آپکے چچازاد بھائی نواب ضیغم جنگ بہادر کے حالات میں تحریر ہو چکا ہے۔

میر احمد علیخان مرحوم اردو۔ فارسی سے واقف۔ کمال درجہ عابد و زاہد پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ نواب ناظر جنگ بہادر کی ہمشیرہ آپ سے منسوب تھیں جن کے بطن سے ہمارے صاحب تذکرہ تولد ہوئے اکثر مجالس عزا آپکے یہاں منعقد ہوتی تھیں علم مجلس میں آپکو بڑا ملکہ اور شناخت اسلحہ میں کمال تھا۔ نہایت وجیہ جامہ زیب تھے۔ آپکے کربلائے معلےٰ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا۔ اور حسب وصیت بعد انتقال ۱۳۰۳ھ میں آپکی نعش کربلائے معلےٰ بھیجی گئی۔ آپکے اکلوتے خلف ارشد میر مصطفےٰ علیخان بہادر (صاحب تذکرہ) ہیں۔

آپ ۱۱ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے نہایت سلیم الطبع اور ہوشیار ہیں۔ علم فارسی اور عربی سے واقف انگریزی میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ قانونی لیاقت بھی اچھی ہے۔ پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ آبائی جاگیر و منصب سے بھی سرفراز شاعری کا بھی شوق ہے۔ جلی تخلص کرتے ہیں۔ اپنے خسر میر خیرات علیخان مرحوم سے تلمذ تھا۔ اکثر قصائد و غزلیات آپکے متعدد گلدستوں میں حیدرآباد کے شائع ہو چکے ہیں۔ آپکی شادی مع تزئین خیرات علیخان مرحوم سے ۱۳۰۱ھ میں ہوئی جنکے بطن سے دو صاحبزادے ہیں۔ اول سید جعفر علیخان (جنکا تولد ۲۹ شعبان ۱۳۰۲ھ) دوم سید محترم خان (جنکا تولد ۳ رجب ۱۳۱۲ھ) خلف اول فارسی انگریزی کے زیر تعلیم ہیں۔ آپکا لال درجہ لائق ہوشیار صاحب اخلاق ذی مروت وجیہہ خوبصورت جامہ زیب۔ مدبر۔ فریس ہیں۔

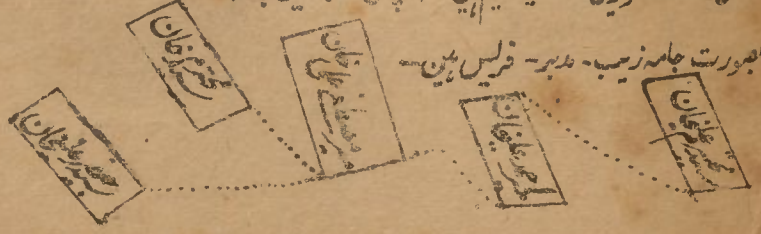

مقتدر جنگ
عبدالسلام خان بہادر
صوبہ دار محمد آباد بیدر

۳۷۶

خاندان } آپ عظیم جنگ بہادر کے پوتے ہیں آپکے جد اعلےٰ عظیم الملک میر جملہ (میر مظفر علیخان ذوالملک
کے چچا تھے) اور سنہ ۱۲۰۱ھ میں صوبہ دار اورنگ آباد تھے۔ جنکے ماتحت پچیس ہزار باقاعدہ اور پچیس ہزار بیقاعدہ
تھی۔ اور میر جملہ موصوف حضرت مغفرت مآب کے ہمراہ دہلی سے دکن تشریف لائے تھے۔
آپ (مقتدر جنگ بہادر) ۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۲۰۲ھ سے مختلف خدمات بجالائے۔ اور متعدد مقامات پر بحیثیت
تعلقدار مامور رہے۔ ۲۰ محرم سنہ ۱۳۰۲ھ کو صوبہ دار اورنگ آباد ہوئے۔ ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۲ھ کو خطاب خانی
و بہادری مقتدر جنگ عطا ہوا۔ بعد ازاں ۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۱ھ میں بمشاہرہ دستر اسور و پیہ رکن دوم مجلس
مالگزاری مقرر پائے۔ جب سنہ ۱۳۱۹ھ میں مجلس مالگزاری شکست ہوکر معتمدی قایم کی گئی تو آپ ۲۱ جمادی الاول
سنہ ۱۳۱۹ھ کو حسب فرمان حضرت اقدس و اعلےٰ صوبہ دار محمد آباد بیدر کی خدمت سے ممتاز ہوکر ۲۹ جمادی الثانی
سنہ ۱۳۱۹ھ میں راہی پٹن ہوئے۔ بہر حال آپ اپنے خدمات مفوضہ کو بوجہ احسن انجام دیتے رہے
ی و مدبری آپ کی مسلمہ ہے۔ مستعدی۔ جفاکشی۔ خیر خواہی سرکار میں شہرہ آفاق ہے۔

ممتاز الامرا
امتیاز الدولہ قیام الملک
سید حسین خان بہادر تہور جنگ

خاندان کا آبجا اصلی نام سید حیدر حسین عرف میر صاحب بہادر۔ آپ میر حسین خان خان بہادر صاحب (فرزند سوم ممتاز الامرا آپ) کے خلف ممتاز الامرا اد لائے اعصفجاہ بہادر کے نواسے اور قیام الملک انہ لائے کے پوتے تھے۔ میر ابراہیم خان قیام الملک اول کو کرنا ٹک میں گلبرگہ عرف گلبرگہ صاحب مغفرت مآب منسوب تھیں آنکو چار خلف اور آٹھ دختر ہوئیں جن میں خلف اکبر سید حیدر الدین حسین امتیاز الدولہ تہور جنگ قیام الملک ثانی ممتاز الامرا ہوئے۔ آنکو تیرہ فرزند اور آٹھ دختر ہوئیں جن میں خلف سوم سید حیدر حسین خان تھے۔ آپ کے فرزند سید میر حسین خان صاحب (جنکا تذکرہ ہے) آپ اردو۔ فارسی میں لائق و موزوں اور شیرینی کلامی سے ممتاز اور اعزاز و مناصب پائی سے سرفراز تھے۔ آنکو خانی و بہادری جنگی دولتانی کے خطاب و قبل ازیں عطا ہو چکے تھے لیکن ۱۳۱۰ھ میں آپنے بتقریب جشن فرودز دہم جلوس حکمرانی اعلیحضرت مدظلہ العالی خطاب قیام الملک منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار۔ علم و نقارہ۔ پالکی جہاردار سے سرفرازی پائی۔ اور ۱۳۱۳ھ میں (بتقریب جشن سالگرہ مبارک) ممتاز الامرا خطاب منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار۔ علم و نقارہ۔ پالکی جہاردار ہی مراتب عمدہ ہوا۔ آنکو ممتاز الملک بہادر کے دو صاحبزادیان سے یکے بعد دیگرے منسوب ہوئیں کمال عظمت و شوکت جاہ و اجلال سے آپنے عمر عزیز بسر کی۔ آپکو ایک فرزند سید مظہر حسین عرف مغل صاحب اور دو صبیہ تھیں۔ ایک صاحبزادی کی شادی سجادہ رونق گلبرگہ شریف سے ہوئی اور دوسری صاحبزادی میر مراد علی سے منسوب ہوئیں۔ اور سید مظہر حسین صاحب کے خلف الصدق سید انوار حسین خان بہادر مظفر الدولہ حال نواب کھیائی میں جنکا تذکرہ ردیف (عین) میں درج ہے۔

محبوب نواز جنگ

مولوی حافظ انور خان بہادر

آپ کا اصلی نام حافظ محمد انور تھا۔ آپنے حضرت مغفرت مکان کو قرآن مجید کی تعلیم دی تھی۔ جب اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ نے بعد بسمیہ خوانی مکتب مین جلوس فرمایا تو سر سالار جنگ اعظم نے تیمناً آپ کو بھی (بمانحتی مولوی محمد زمان خان شہید) حضرت اقدس و اعلےٰ کی تعلیم کیلئے معلم مقرر فرمایا۔

سنہ ۱۳۰۱ھ مین بتقریب جشن سالگرہ آپنے خطاب خانی و بہادری محبوب نواز جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ مدتون کمال اعزاز۔ و ثروت سے بسر فرمائی۔ آخر سنہ ۱۳۱۲ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کی علمی لیاقت اچھی تھی۔ حافظ قرآن مجید۔ عالم فاضل۔ پابند صوم و صلوٰۃ بزرگ صورت فرشتہ خصال تھے۔ آپکے فرزند محمد ضیاء الدین صاحب ہین۔ جو اپنے والد کے روبرو ہی ریش سفید ہو گئے۔ یہ بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے لایق۔ ہوشیار۔ ذی اخلاق و صاحب مروت ہین۔ آپ کو تین فرزند ہین۔

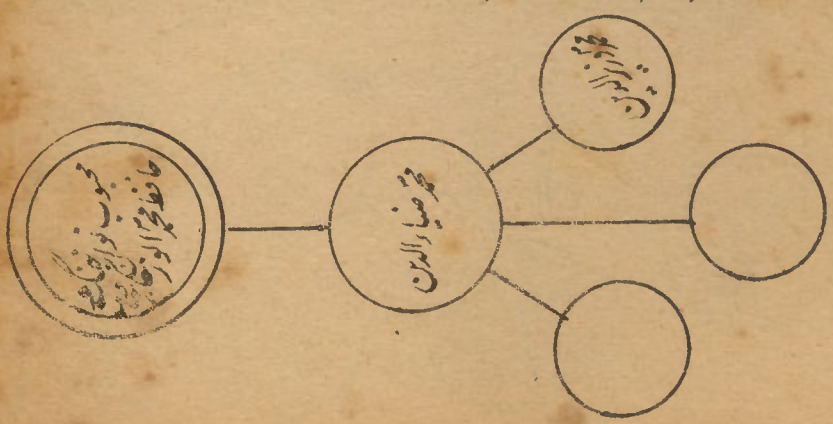

معزز یار الدولہ جنگ محمد معز الدین خان بہادر معزز یار

۱۲۷۶ھ

خاندان آپ کا اصلی نام محمد معز الدین ہے۔ آپکے آبا و اجداد متعلقہ قندہار ضلع ناندیڑ کے خدمت قضاوت سے ممتاز تھے۔ اور نانہیالی سلسلہ حضرت مولوی رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ العزیز کو پہونچتا ہے۔ بہرحال آپ ایک شریف خاندان اور معزز گھرانے کے یادگار ہین ہے۔

ابتداءً آپ عمدۃ الملک امیر کبیر مغفور کے سرکار مین ملازم تھے۔ تقریباً ساٹھ روپیہ تنخواہ ملتی تھی حضرت اقدس واعلےٰ کی کمسنی مین جب سالار جنگ اوّل نے اتالیق۔ ادیب۔ معلم۔ مقرر کرنا چاہے تو نواب عمدۃ الملک امیر کبیر بہادر کے بیان سے آپ اور آپ کے بھائی محمد فصیح الدین خان فیروز یار جنگ مرحوم بھیجے گئے۔ چنانچہ سالار جنگ اوّل نے آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی اتالیقی کے لئے پسند فرمایا۔ اور آپ کی علمیت۔ لیاقت۔ تہذیب۔ شرافت خاندانی وغیرہ سے نہایت محظوظ ہوئے اور تین یا چار سو روپیہ تنخواہ بھی مقرر فرمائی۔ چنانچہ آپنے اپنی خدمت مفوضہ کو نہایت عمدگی سے انجام دی۔ اور حضرت اقدس واعلےٰ کے خاطر اقدس مین جگہ کرلی۔ جب ۱۳۰۱ھ مین اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی حکمرانی کا رسم لارڈرپن وائسرائے بہادر نے ادا فرمایا۔ اوس کے بعد اسی سال

خطابات دربار عید الفطر مین آپ خطاب خانی و بہادری معزز یار جنگ سے سرفراز ہوئے۔ اور توشہ خانہ کی خدمت۔ مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ کی خدمتی اشخاص کے تقسیم تنخواہ کا کام۔ اور حجاج کے پینتیس ہزار روپیہ سالانہ کی تقسیم یہ سب کام آپکے تفویض ہوئے اور تنخواہ مین بھی معقول اضافہ ہوا۔ ایک ہزار روپیہ ماہوار ملنے لگی۔ ۱۳۱۲ھ مین تقریب جشن سالگرہ مبارک معزز یار الدولہ کا خطاب منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ اور مدت مدید تک اچھی ہوا بندھی

رہی۔ لیکن حال ہی مین دو سال کے اندر اندر جملہ خدمات لے لیے گئے۔ چنانچہ آپ حجاج کی سالانہ تقسیم اور مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ کے خدمت گزارون کے خواہ کا کام محکمہ معتمدی عدالت وکوتوالی وامور عامہ کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔ اور توشہ خانہ کی خدمت مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب مددگار ناظم تقسیم محلات مبارک کے تفویض ہوگئی۔ اب آپ کو صرف تنخواہ باقی رہ گئی ہے چونکہ اس وقت آپ کا سن وسال ہی ان خدمات کے بار کا متحمل پایا نہین جاتا ہے۔ تقریباً ستر سال کے قریب ہوگی۔ اخلاق ومروت مین یکتا۔ محبت واتحاد مین فرد فرید۔ لایق۔ عالم۔ ہوشیار تجربہ کار۔ بزرگ صورت فرشتہ سیرت ہین۔

اولاد | آپ کو (۲) صاحبزادے ہین۔ ہر ایک لایق وہوشیار ہے۔

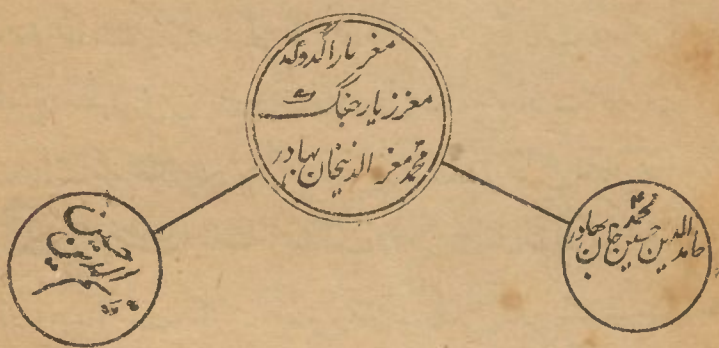

مصور جنگ

لالہ دین دیال بھادر

۲۸۰

آپ کا اصلی نام لالہ دین دیال ہے منمضافات ہندوستان کے رہنے والے ہین۔ ایک مدت سے حیدرآباد مین رہتے ہین۔ شاہی مصوّر کہلاتے ہین۔ نوازشات سلطانی اور الطاف خسروانہ آپ پر بیحد مبذول ہین ہمیشہ سیر وشکار۔ دربار وغیرہ مین حاضر رہتے ہین۔ اور ایسے موقعون کے تصویر کھینچنا آپ کا کام ہے۔ بیش قرار ماہوار سے سرفراز ہین تقدیر یاور ہین۔ اعزاز ومناصب مین روز بروز ترقی حاصل ہے۔

سنہ ۱۳۱۲ھ کے سالگرہ مبارک کے موقع پر آپ کو خطاب مصور جنگ منصب دوہزاری ویک ہزار سوار وعلم عطا ہوا ہے۔

سکندرآباد مین قیام پذیر ہین۔ آجکل آپ کا سن وسال زیادہ ہونیکی وجہ سے آپ کے لایق فرزند آپکی خدمت مفوضہ کو بجالاتے ہین۔ اور اکثر وہی دربار وشکار مین حاضر وہمرکاب رہتے ہین۔

محمد محمود علیخان بہادر

۲۸۱

آپ سلطان الحکما میر وزیر علی خان بہادر کے خلف الصدق ہین - آپ کا سن وسال ابھی ۱۶ سال سے متجاوز نہ ہوگا - مگر اس کم سنی ہی مین علمی لیاقت بہت اچھی ہے فارسی - عربی - انگریزی مین مہارت حاصل ہے - اور ابھی تعلیم جاری ہے - امید ہے کہ آیندہ اپنی محنت وجفاکشی کے باعث علوم متذکرہ مین کمال پیدا کرین گے - اور شرف خاندان ہوین گے - اور فن ڈاکٹری جو آپ کا آبائی پیشہ ہے اوس مین بھی ناموری حاصل کیجائے گی -

خطاب } سنہ ۱۳۱۲ھ مین بتقریب جشن سال گرہ مبارک آپ نے خطاب خانی وبجاداری منصب یکصد ہزاری سے سرفرازی پائی ہے -

آپ نہایت ہوشیار - متحمل - بردبار - کم سخن - ذہین - اور طباع ہین -

میر محمد علیخان بہادر

۲۸۲

خاندان آپ میر قادر علیخان مرحوم کے خلف الصدق اور سید لشکر خان عظیم جنگ مغفور کے پوتے ہین۔ آپ کا سلسلۂ سیادت حضرت زید شہید علیہ الرحمہ سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو پہونچتا ہے۔ ابتداءً آپکے بزرگون مین میر اسمٰعیل خان نے (جو مشائخین بخارائے شریف سے تھے) بخارائے شریف سے وارد ہندوستان ہوکر تقرب شاہی حاصل فرمایا اور اون کے فرزند میر بابا خان معروف بہ میر بابا خواجہ بخاری ملازمت شاہی مین داخل ہوئے اور اپنی لیاقت وجودت طبع کے باعث بہت جلد ترقی پائی۔ امرائے عظام مغلیہ مین آپکا شمار ہوا۔ آپ کو چار فرزند تھے۔ اوّل سید عارف خان دوم سید ظریف خان سوم سید شریف خان چہارم سید کبیر خان۔ ازانجملہ خلف دوم سید ظریف خان (جو غازی الدین خان عماد الملک بہادر ہمراہی مین تھے) نے شہنشاہ دہلی کے دربار سے میر جملہ کا خطاب اور شمشیر وخنجر مرصع سے سرفرازی پائی بعد ازان موصوف اپنے دونون فرزند سید میرک خان و سید دوست محمد خان (بعہد امیر الممالک صلابت جنگ بہادر) کے وارد اورنگ آباد ہوئے۔ چنانچہ امیر الممالک بہادر نے منصب لائقہ سے آپکی قدر افزائی اور تین ہزار کی جاگیر سے آپکو سرفرازی بخشی۔ جب ظریف خان میر جملہ کا انتقال ہوگیا تو صلابت جنگ بہادر نے

سید میر کلہ خان کو زور آور جنگ اور دوست محمد خان کو نصیر جنگ کے خطابات سے ممتاز فرمایا۔
حضرت غفرانمآب کے عہد حکمرانی مین زور آور جنگ بہادر کو رفعت الدولہ رفعت الملک خطاب اور
مناصب و معاش کے اضافہ کے ساتھ پانسو سواران معلیہ اور نو سو پیادگان تیر انداز کے جمعیت
اور سکرنامہ میر و غیرہ کے محالات حاصلی نو لاکھ روپیہ جاگیر ذات و صفات مرحمت ہوئے۔ اور
نصیر جنگ بہادر کو عظیم الدولہ عظیم الملک میر جملہ کے خطاب اور اورنگ آباد کی نظامت سے
سرفرازی پائی۔ علاوہ برین دو ہزار پانسو سوار و تین ہزار جمعیت بارہ اور جائداد ذات و صفات کے اخراجات
کے متعلق صوبہ اورنگ آباد و برار کے اکثر متعلقات سے مباہی و مفتخر ہوئے۔

اب بیان ہمکو نصیر جنگ عظیم الملک میر جملہ کے ماسبق کو بیان کرنا ہے۔ کیونکہ صاحب تذکرہ کا سلسلہ آپ ہی
سے چلا ہے۔ اسلئے زور آور جنگ رفعت الملک کے سلسلہ کو قلم انداز کرتے ہین۔ اور قبل ازین ترکتاز جنگ مرحوم
کے تذکرہ مین رفعت الملک بہادر کے حالات بھی درج ہو چکے ہین۔

آخر زمین عظیم الملک میر جملہ بہادر جج کے ارادہ سے راہی مکہ معظمہ ہوئے۔ جب احمد نگر پہونچے فرمان شاہی اقامت
کیلئے صادر ہوا۔ تعمیلاً ارادہ کو فسخ کرنا پڑا۔ آخر سنہ ۱۲۴۹ھ مین بعمر یکصد و چار سالہ رہگرائے عالم جاودانی ہوئے
آپکے فرزند رشید لشکر خان عظیم جنگ بہادر (جو سید لشکر خان رکن الدولہ مدار المہام دولت کے نواسے تھے)
معاش پدری سے سرفراز و کامیاب ہوئے۔ پانچ سال کے بعد یہہ بھی سنہ ۱۲۵۴ھ مین بعمر شصت سالہ راہی روضہ رضوان
ہوئے۔ آپکے دو فرزند تھے۔ اوّل میر غلام قوی خان (ان کے فرزند میر محمود خان اور ان کے
خلف میر رونق علیخان (داماد قدیر جنگ قوت یار الدولہ مرحوم) آپ کو دو فرزند سید لشکر خان اور سید شریف خان
موجود ہین) دوم میر قادر علی خان۔ جو اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز و جاگیرات موروثی سے ممتاز
تھے۔ حالات مبارکہ کے نظامت اور دفتر تنقیح کی مہتمی کی خدمات بھی آپکے تفویض ہوئین۔ آپکے اکلوتے
خلف الصدق میر محمد علی خان بہادر (جو سپہ سالار الملک عرف گھاسی میان کے بطن سے تھے) جن کا یہ تذکرہ ہے
بعد انتقال اپنے پدر بزرگوار کے جملہ اعزاز و مناصب آبائی جاگیر و جاگیرات موروثی سے سرفرازی پائی۔ اور خدمت
مہتمی تنقیح و مفسدان ان کی عطا ہوئی۔ جسکو مدت دراز تک اس معزز خدمت کو نہایت خوش اسلوبی

اور حسن انتظام سے آپنے انجام دیا۔

خطاب اور سنہ ۱۲۳۷ھ مین تقریب جشن نوروز آپ کو خطاب خانی و بہادری منصب پنجہزاری عطا ہوا۔ آپکی علمی لیاقت بہت اچھی تھی۔ فارسی اور عربی مین لایق سیاق و سباق سے بخوبی ماہر تھے۔ اخلاق و مروت مین بھی کمال حاصل تھا افسوس ہے کہ ۲۳ ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۷ھ کو سیاح ملک جاودانی ہوئے۔ تیمور جنگ مرحوم کی صاحبزادی آپسے منسوب تھین جن کے بطن سے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ نوجوان میر سجاعت علیخان موجود ہین جو فارسی اور حساب مین لایق اور انگریزی مین زیر تعلیم و جایداد و املاک آبائی پر قابض جاگیرات و اعزاز مورثی سے سرفراز ہین علاوہ برین ایک اور صاحبزادہ میر لیاقت علیخان دوسرے محل سے بھی موجود ہے وہ بھی فارسی اردو سے واقف ہین۔

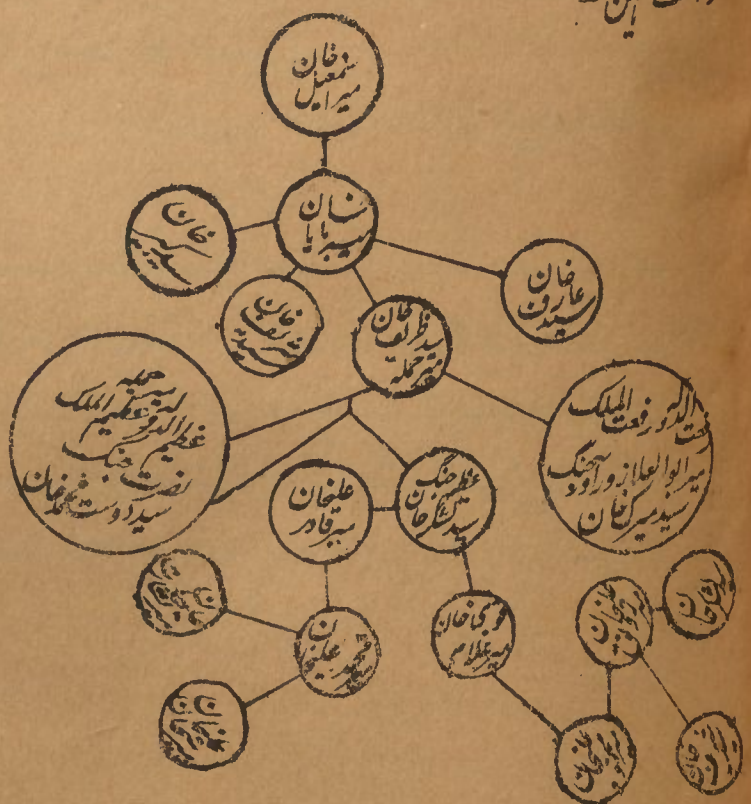

مہابلونت راجہ لونا پت راؤ بہادر

۱۲۸۲

خاندان آپ راجہ سومیسر راؤ بہادر مہابلونت متوفی کے خلف اکبر ہین - اندنوں آپ نام ملی کے آنریشن کے قریب ایک پرتکلف کوٹھی مین مقیم ہین -

خطاب ۱۲۸۲ف مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپ کو خطاب راجہ بہادر مہابلونت منصب ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا -

آپ نہایت لایق اور ہوشیار - تجربہ کار - ملکی - مالی - انتظامی اُمور سے واقف صاحب اخلاق مستعد - جفاکش ہین -

آپ کو تین صاحبزادے ہین - راجیسر راؤ - رام چندر راؤ - وینکٹیشور راؤ -

---

بعد ہی مہابلونت کا خطاب آپ کے والد بزرگوار راجہ سومیسر راؤ بہادر کو ۱۲۸۱ف کے دربار سالگرہ مبارک مین بمعہ منصب دو ہزاری و دو ہزار سوار و علم عطا ہوا تہا - راجہ صاحب کے انتقال کیوجہ سے وہی آبائی خطاب راجہ صاحب متوفی کے خلف اکبر راجہ اوماپت راؤ بہادر کو عطا ہوا ہے - ۱۲ مولف

۴۴۷
۲

جناب مستطاب
محمد فیاض الدین خان بہادر

۲۸۴

خاندان آپ عزالدین خان مرحوم کے خلف الصدق قوم نوایت سے ہین - اور اس قوم کے ابتدت کے معززین مین سے ہین - آپکے والد بزرگوار بعہد ناصر الدولہ بہادر (بعہد دوانی) تعلقات دیوانی کی تعلقداری سے ممتاز تھے حضرت مغفرت مکان کے عہد حکومت مین ۱۲ کرور آبہ کے تعلقات تخمیناً دس لاکھ محاصل کے آپکے تفویض تھے - بہرحال آپکے بزرگوارون نے کمال عظمت و ثروت بسر کی ہے صفدر نواز جنگ مرحوم (جو سات سو گھوڑون کے رسالدار تھے) اور نصرت جنگ حمدۃ الدولہ مرحوم سے آپکے بزرگون کو سلسلۂ قرابت حاصل ہے - آپ (حسب تذکرہ) فارسی - عربی مین لایق سباق سیاق سے ماہر - نہایت تجربہ کار - جہاندیدہ ہین - شاعری کا بھی مذاق موجود ہے - فیاض تخلص کرتے ہین - کتاب گنزالنظرایف آپکے تصانیف سے مشہور ہے مددگاری معتمد صرفخاص کے خدمت سے ممتاز ہین - آٹھسو روپیہ تنخواہ ملتی ہے - اعزاز و مناصب موروثی بحال ہین - آصف نواز الملک مرحوم سابق معتمد صرفخاص کے سمدھی ہوتے ہین - آپکے خلف الصدق عزیز الدین خان بہادر عزیز یار جنگ ہین - جن کا تذکرہ ردیف (ع) مین درج ہے ۱۲۷۶ھ آتقریب سالگرہ مبارک مین خطاب خانی و بہادری - مشرف ہوئے دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا -

آپکی عمدہ لیاقت جودت طبع مسلمہ ہے - انتظامی بالی - ملکی کامون کا اچھا تجربہ حاصل ہے

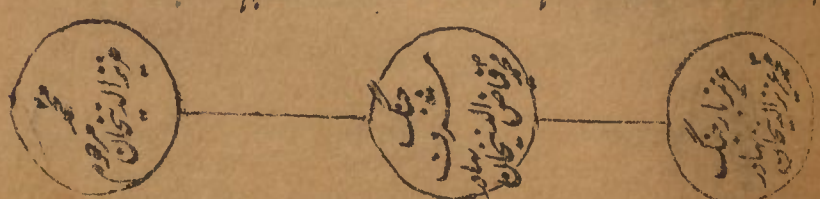

مہاجبوت
راجہ راجیشر راؤ بھادر

۲۸۵

خاندان آپ راجہ سومیشر راؤ بہادر مہابلوت متوفی راجہ ہمستان دوم کنڈہ کے خلف رشید اور راجہ اوماپت راؤ بھادر مہابلوت کے چھوٹے بھائی ہین - آجکل آپ متصل اسٹیشن نام پلی ایک خوشنما پرفضا باغ مین فروکش ہین -

خطاب ۱۳۰۰ف کی سالگرہ مبارک کے موقع پر آپنے خطاب راجہ بھادر اور ایک ہزار و پانصد سوار سے سرفرازی پائی اور ۱۳۱۶ف کے دربار سالگرہ مبارک مین مہاجبوت کا خطاب و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا - آپکی علمی لیاقت اور جودت طبع مسلّمہ ہے - اخلاق و مروت بھی اچھی پائے ہین شگفتہ مزاج خندہ رو ہین - آپکا ایک کم سن صاحبزادہ (رامیشر راؤ نام) موجود ہے -

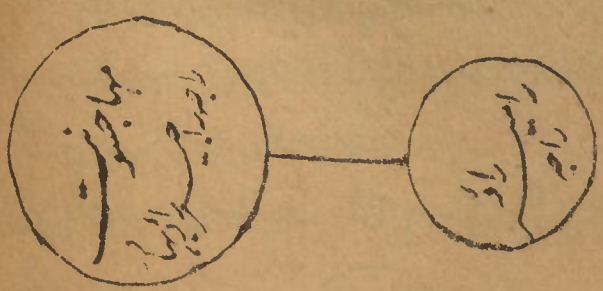

مشہور الملک مقرب جنگ مقرب الدولہ وحید منور خان بہادر

۲۸۶

خاندان آپ حسن منور خان متہور جنگ مرحوم کے خلف اکبر اور مرزا محمد محسن خان منغور کے پوتے ہین۔ آپکے بزرگوار مملکت ایران مین شہر کاوزدن جوامین بوشہر و شیراز ہے) کے رہنے والے تھے۔ ابتداءً مرزا محمد محسن خان (جنکے بزرگوار شاہان ایران کے دربار مین اعلے خدمات سے ممتاز تھے) لبعالم شباب وارد حیدرآباد دکن ہوئے۔ بوحصول ملازمت متعلقان سرکار آصفیہ کے بندوبست اور زمینداران سرکش کی سرکوبی کیلئے بھیجے گئے چنانچہ راماؤ نامی زمیندار سرکش کو آپنے گرفتار کیا اور مورد تحسین و آفرین ہوئے۔ آپکے فرزند حسن منور خان بہادر نے اولاً اپنی شادی شیخ نظام دکہنی عالمگیری الملخاطب بمقرب خان بہادر قلعدار بالکنڈہ کے خاندان (اوس خاندان مین بجز ایکمیٹ دختر کے کوئی وارث جاگیر و جائداد نہ تھا) مین کی۔ تمام جائداد و جاگیر آپکے قبضہ و تصرف مین آئی بہیاوری طالع دولت حشمت سے مالامال ہوئے۔ پیشگاہ سلطانی سے اعزاز مناصب کی ترقی متہور جنگ بہادر خطاب عطا ہوا۔ لاکہون روپیہ کے تعلقات سے سرفرازی پائی اوس شادی کا ثمرہ ہمارے معزز صاحب تذکرہ وحید منور خان متہور الملک بہادر ہین۔ آپکی عفیفہ دوراني نے انتقال کیا تو حسن منور خان متہور جنگ بہادر نے دوسری شادی اشرف الدولہ مرحوم کے دختر نیک اختر سے کی جن کے بطن سے احمد حسین خان متہور جنگ اور یار حسین خان مرحوم تولد ہوئے جنکے تذکرے اپنے اپنے موقعون پر تحریر ہو چکے ہین۔

ہمارے معزز صاحب تذکرہ کی تعلیم و تربیت حسن منور خان متہور جنگ مرحوم نے کمال توجہ اور نہایت غور و پرداخت سے اعلے پیمانہ پر کرائی ہے جسکی دلیل مین بھی ہے کہ آپ ہر صنف کی کارروائی پر قادر اور ہر علم و فن سے واقف ہین۔ اور اس وقت اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز۔ اور جاگیرات وغیرہ موروثی سے

ممتاز ہین - سرکار عالی کے مختلف خدمات آپنے انجام دئے ہین - چنانچہ ابتداءً ضلع میدک و اطراف ملدہ کی تعلقداری - اورنگ آباد کی صوبیداری تقسیم تنخواہ محلات مبارک کی مہتمی - مجلس انتظام و اصلاح مصارف صرف خاص کی رکنیت یہ جملہ خدمات سے ممتاز رہے - برسون صدر محاسبی کے معزز عہدہ سے سرفراز رہے علاوہ برین تین برس تک اعلیحضرت قدر قدرت کی مصاحبت کا بھی اعزاز و شرف آپ کو حاصل رہا - اور اس عرض مدت مین بتقریب جشن حکمرانی سنہ ۱۳۰۱ھ مین خطاب خانی و بہادری منصب یک ہزاری عطا ہوا اور دربار عید الفطر سنہ ۱۳۰۱ھ مین مقرب جنگ اور ۱۳۰۸ھ کے سالگرہ مبارک مین مقرب الدولہ و سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ - اور جشن سالگرہ مبارک سنہ ۱۳۱۶ھ مشہور الملک خطاب - اصل و اضافہ منصب سہ ہزار پانصدی دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ سے مباہی و مفتخر ہوئے - بعد ازان ایک عرصہ تک بارسو روپیہ ماہانہ کے وظیفہ سے خانہ نشین رہے - پھر ۱۲ صفر سنہ ۱۳۲۱ھ کو (بوجہ انتقال آصف نواز الملک معتمد صرف خاص بعض حکام خود غرض کے سبب سے علاقہ صرف خاص مین جو ہر بونگ مچا ہوا تھا - اور جسکا انتظام بہ نفس نفیس اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے فرمایا -) خاص حکم فضا شیم سے معتمدی صرف خاص کے معزز و لایق عہدہ سے ممتاز ہوئے - جسکو اس وقت آپ بوجہ احسن انجام دے رہے ہین - آپ کی لیاقت علمی - جودت طبع مسلمہ ہے - تجربہ بہت بڑہا ہوا ہے - مالی - ملکی - انتظامی امور مین اعلے درجہ کا ملکہ حاصل ہے فیاضی اور سپہ گری آپکے خاندانی جوہر ہین - حسن اخلاق و مروت مین اپنا نظیر نہین رکھتے - آپ کو

( ) فرزند ہین -

حسام جنگ مکرم الدولہ
میر سرور علیخان بہادر

۱۲۸۷ھ

خاندان } آپ قیصر الدولہ مرحوم کے خلف الصدق اور مجید علیخان مغفور کے پوتے ہیں قطر الدولہ مرحوم
دارونگی اصطبل حضور پر نور سے سرفراز تھے۔ اور سراج الملک مرحوم کی صاحبزادی آپ سے منسوب تھیں جنگی الطبع
نواب مکرم الدولہ بہادر پیدا ہوئے۔ آپنے فارسی عربی اور انگریزی میں اعلے درجہ کا تبحر حاصل فرمایا
مالی اور ملکی کاموں میں عمدہ تجربہ پیدا کیا۔ چنانچہ بعہد وزارت سر سالار جنگ اعظم (جو آپکے ماموں تھے)
سنہ ۱۲۸۰ف میں جب مجلس مالگزاری کا انعقاد ہوا تو آپ اس مجلس کے ممبر مقرر ہوئے۔ اسکے بعد
مجلس مالگزاری برخاست کردیگئی اور صدر المہامون کا تقرر ہوا تو آپ سنہ ۱۲۸۵ف میں بعہدہ المہامی مال کمیٹی
سرفراز ہوئے۔ جب سنہ ۱۲۹۳ف میں سر سالار جنگ اعظم نے یورپ کا سفر فرمایا تو یہاں آپنے ضروری
امور وزارت کو باتفاق بشیر الدولہ و آسمانجاہ مرحوم انجام دیا قبل ازیں سنہ ۱۲۸۶ف میں سر سالار جنگ اعظم کے سفر کلکتہ کے
موقع پر بھی آپنے خدمت وزارت کو منصرفانہ انجام دی تھی سنہ ۱۲۹۵ف میں سر سالار جنگ اعظم کی بڑی صاحبزادی
نور النساء بیگم صاحبہ کے ساتھ آپکی شادی عمل میں آئی۔ اسکے بعد سنہ ۱۲۹۶ف میں منزل داغ یکیوجہ سے
خانہ نشین کئے گئے۔ چنانچہ ابتک اسی حالت میں خانہ نشین ہیں۔ اور آپکی جاگیرات وجائداد وغیرہ کا انتظام اہتمام
اسوقت آپکی محل محترمہ نور النساء بیگم صاحبہ نہایت عمدگی اور کمال مستعدی سے انجام دے رہی ہیں۔ چنانچہ
تمام کاروبار بلا کسی قسم کی شکایت و نزاع کے اعلے طریقہ پر جاری ہیں۔

مہارندہیرونت

راجہ سداشیوراؤ بھاؤ

۲۸۷

خاندان آپ کا اصلی نام سداشیوراؤ ہے۔ آپ راجہ راگھوبند رراؤ برادر راجہ سومیسر راؤ بہادر مہابلونت متوفی کے خلف سومی اور راجہ اوماپت راؤ بہاؤ مہابلونت کے حجازاد چھوٹے بھائی ہین۔

خطاب سنہ ۳۰۸ آ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپنے خطاب راجہ بھادر اور یکہزار و پانصد سوار سے سرفرازی پائی ہے اور سنہ ۳۱۶ آ کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر مہارندہیرونت کے خطاب۔ اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ مباہی و مفتخر ہوئے۔

آپ لایق۔ ہوشیار۔ ذکی الطبع۔ تیز فہم۔ ہونہار۔ صاحب اخلاق و مروت ہین۔

نظام نواز جنگ ثانی محمد سلطان الدین بہادر

۲۸۸

خاندان آپ کا اصلی نام محمد سلطان الدین ہے۔ قطب الدین خان بہادر نظام نواز جنگ اولے کے خلف اکبر ہین۔ آپکے خاندان کا سلسلہ قاضی بدرالدین حسین خان سے ہے۔ سن ۱۲۱۱ھ مین تولد ہوا۔ عربی۔ فارسی حسب ضرورت جانتے ہین۔ سید نور الباقی خان خلف نواب قدرت جنگ مرحوم کے ہمشیرہ کے کلان آپ سے منسوب ہین۔ آبائی جاگیرات و منصب بھی بحال ہے۔ خانی و بہادری کا خطاب حضرت مغفرت مکان کے عہد مین عطا ہوا تھا۔ اس عہد ہمایون (اعلیحضرت خلداللہ ملکہ) سن ۱۳۱۱ھ مین تقریب جشن سالگرہ مبارک آپکے والد مرحوم کے خطاب نظام نواز جنگ سے سرفرازی پائے۔ اور منصب دوہزاری و یکصد ہزار سوار و علم سے ممتاز ہوئے۔

خطاب

اولاد اسوقت آپ کو تین صاحبزادے ہین۔ محمد مشرف الدین خان محمد غیاث الدین خان محمد شمس الدین خان جو ہر ایک لایق اور ہوشیار زیر تعلیم انگریزی و فارسی ہین۔

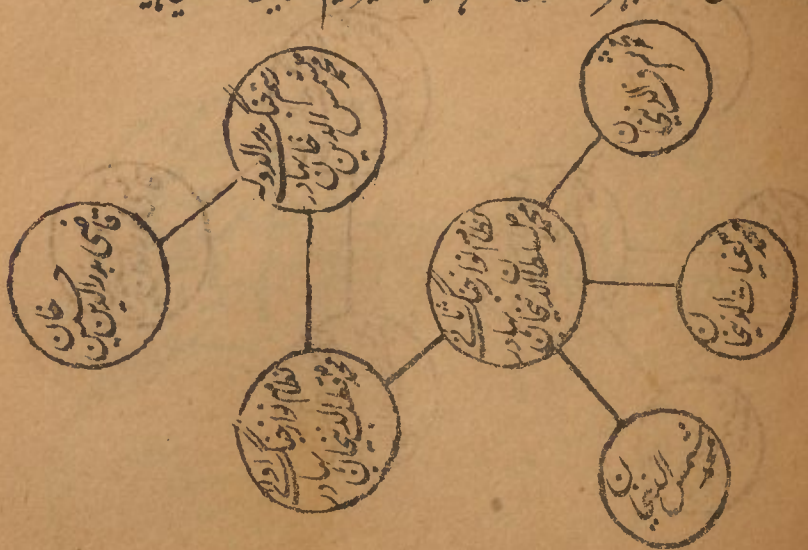

نادر جنگ
مرزا احمد علی بیگ بہادر
۲۸۹

خاندان خطاب آپ کا اصلی نام مرزا احمد علی بیگ ہے۔ آپ لفٹنٹ کرنل نواب افسر الممالک بہادر کے خلف دوئمی ہین۔ سن ۱۳۱۱ھ مین جشن سالگرہ ہمایون کی تقریب مین خطاب خانی و بہادری و منصب پنجہزاری عطا ہوا۔ اور سن ۱۳۱۶ھ کی تقریب سالگرہ مبارک مین اپنے عم مرحوم کے موروثی خطاب نادر جنگ اور منصب دو ہزاری و پنجہزار سوار و علم سے سرفرازی پائے۔ قلعہ گولکنڈہ کے فوج مین آنریری کپتانی سے ممتاز ہین۔ فی الحال انگلنڈ مین تعلیم پا رہے ہین۔

نہایت لایق اور ہوشیار ہین۔ آپکے چچا نادر جنگ مرحوم کی صاحبزادی آپ سے منسوب ہین۔

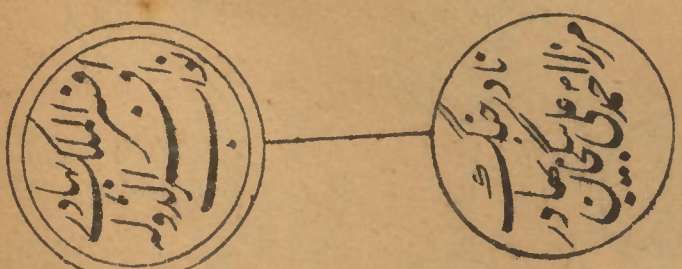

نیر جنگ سید عبداللہ خان بہادر

۲۹۰

خاندان آپ کا اصلی نام سید عبداللہ ہے۔ اور آقا سید علی شوستری۔ المخاطب ادیب الدولہ سند الملک بہادر کے فرزند اکبر ہین۔ فارسی۔ عربی مین فارغ التحصیل ۳۹۔ سالہ کی عمر ہوگی۔ سن ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آپ کو

خطاب خطاب خانی و بہادری نیر جنگ منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم عطا ہوا۔

اولاد آپ کو ایک کمسن صاحبزادہ سید محمود ہے۔ جس کی عمر تخمیناً ۸ سالہ ہوگی۔

آپ لایق۔ فہیم۔ ذکی۔ ہوشیار۔ صاحب اخلاق و مروت ہین۔

نادر جنگ اول رستم

مرزا طفیل علیبیگ خان بہادر

۲۹۱

خاندان آپ لفٹنٹ کرنل مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر الدولہ افسر الملک بہادر سی۔ آئی۔ ای کے چھوٹے بھائی تھے جب نواب افسر الدولہ اپنی

حسن کارگزاری

اور اطاعت جانثاری کے باعث روز افزوں ترقی کرنے لگے۔ اور بادری طالع سے تقریب خاقانی کا اعزاز حاصل ہوا۔ مدارج بلند پر فائز ہوئے تو آپ (نادر جنگ رستم) بھی ترقی کے زینے چڑھنے لگے۔ چنانچہ ابتداءً آپکو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ منصب و پنسور و پیہ ہوا۔ بعد ازاں ایونس ٹامسن سورو پیہ آنریری کمپٹن گولکنڈہ مقرر ہوئے چند روز بعد (بعہد وزارت عماد السلطنت) مددگاری کو نواب صاحب جلد کی خدمت پر مامور ہوئے پھر باریابی بارگاہ سلطانی کا شرف حاصل ہوا اور کارخانہ جاتِ کارگری مثلاً فیلخانہ شتر خانہ رتبہ خانہ وغیرہ آپکے تفویض ہوئے۔ اور شاسورو پیہ کی تنخواہ سے سرفرازی پائی پھر الو منصب کی تنخواہ چار سو روپیہ سیاسو جملہ گیارہ سو روپیہ پانے لگے اور ہمیشہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی اسٹاف میں شکار کے موقع پر ہمراہ رکاب رہنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

خطاب سنہ ۱۲ کے ہمایون سالگرہ کی تقریب میں خطاب خانی و بہادری۔ نادر جنگ و منصب دو ہزاری و دیگر ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی بہرحال یکی نیت اور وجوشیاری جفاکشی اور مستعدی اطاعت و فرمانبرداری آپکیلئے ترقی مدارج کے دروازے کھولدیئے لیکن افسوس ہے کہ تخمیناً پینتالیس سالہ عمر میں اس جہان فانی سے سنہ ۱۳ میں راہی خلد بریں ہوئے۔ آپکو کوئی فرزند نرینہ موجود نہیں ہے صرف ایک صاحبزادی جو نواب افسر الدولہ بہادر کے خلف دوئم نواب نادر جنگ ثانی سے منسوب ہیں جنکے بطن سے اس وقت ایک صاحبزادی ہیں

آپ مستعد جفاکش دلیر شجیع صاحب اخلاق و باشرع تھے۔

تذکرۂ جنگ

غلام دستگیر خان بہادر

۲۹۲

خاندان آپ کا اصلی نام غلام دستگیر ہے۔ ابتداءً محمد صدیق قوم نوایت ساکن جنگپوہ (جاگیر شمس الامرا امیر کبیر بہادر) امجہ بکندر جاہ بہادر نواب شمس الامرا بہادر کے سرکار مین تعلقداری کی خدمت پر مامور تھے۔ اون کے فرزند غلام حیدر خان یاوری طالع سے نواب ناصر الدولہ بہادر کے بارگاہ فلک اشتباہ مین بزمانہ صغیر سنی کی بار یابی ہوئی جب نواب ناصر الدولہ بہادر سریر آرائے سلطنت ہوئے تو غلام حیدر خان بوجہ رفاقت و مصاحبت قدیم معتمد علیہ اور ہر ایک امور خروی و دخلی مین دخیل رہنے لگے حتے کہ اکثر سلطنتی رازداریون مین شریک و مشیر کئے جاتے تھے۔ سوا دو برس تک امورات دیوانی کے انجام دہی مین معاون رہے ہین۔ اولاً ایک سو پچاس روپیہ منصب سے سرفراز کئے گئے۔ بعد ازان اکثر معاملات و تعلقات کی تعلقداری سے سرفراز ہوئے۔ اور فیل خانہ۔ رہتہ خانہ۔ گاؤ خانہ۔ علاقہ صرف خاص تفویض ہوا۔ محبت علی غول۔ لین صرف خاص بھی مرحمت ہوئی۔ تیس ہزار کی جاگیرات عنایت ہوئے۔ سن ۱۲۴۶ھ مین اقتدار جنگ خطاب عطا ہوا۔ اور سن ۱۲۵۶ھ مین عمدۃ الدولہ کے خطاب سے سرفرازی پائے۔ سن ۱۲۶۶ھ مین نوبت سے ممتاز ہوئے۔ آخر سن ۱۲۷۸ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کے کوئی فرزند نرینہ موجود نہ ہونے سے اپنے بھائی کے فرزند محمد نظام الدین کو اپنے آغوشی مین لیکر مثل فرزند کے پرورش فرمایا تھا۔ جو سن ۱۲۶۶ھ مین خطاب خانی و بہادری نذر جنگ سے سرفرازی پائی تھی۔ چنانچہ بعد انتقال عمدۃ الدولہ بہادر کے وہی وارث ملک و املاک ہوئے۔ اور عنایات و جاگیرات مرحوم سے بھی سرفراز۔ نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان کے عہد حکمرانی مین جب ضلع بندی ہوئی تو آپ

۱۲۹۲ف

ناظم مداخل صرف خاص مقرر ہوئے - اور نہایت دیانت و امانت سے خدمات مفوضہ کو انجام دیا - اخیر تک
مین راہی خلد بریں ہوئے - آپ کو بھی کوئی فرزند نرینہ نہ تھا اسلئے آپنے اپنے ہمزلف امیر الدین خان
کے فرزند غلام دستگیر صاحب (جنکا نام زیب دہ عنوان ہے) کو اپنے فرزندی مین لیا تھا - جو بعد اپکے
انتقال کے وارث جائداد و اسباب ہوئے - منصب و جاگیرات سے بھی سرفرازی پائی -
آپ اردو و فارسی سے واقف - اور حساب مین ماہر ہین - توشہ خانہ خاص کے مہتممی سے ممتاز تھے - نیز
کے جاگیردار ہین -

خطاب } سن ۱۳۱۶ف مین خطاب خانی و بہادری و نصرت جنگ منصب دو ہزاری و یکہزار سوار
و علم و نقارہ سے مفتخر و مباہی ہوئے -

آپ اخلاق و مروت مین بیمثل - اتحاد و محبت مین یکتا ہین -

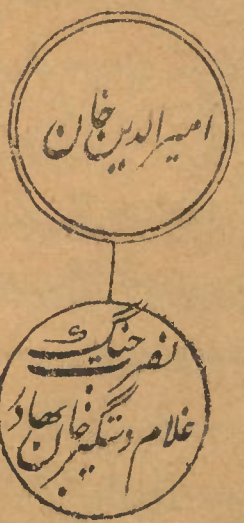

راجہ نیم چند بہادر

خاندان کے آپ کے خاندان کا سلسلہ راجہ رگھناتھ کو پہونچتا ہے۔ اور راجہ ساگر مل آپ کے جد اعلےٰ ہوتے ہین اس خاندان کی ابتدا ہمیشہ رام سے کی گئی ہے جو راجہ ساگر مل کے پردادا ہوتے ہین اور آپ راجہ راجمان راجہ شیوراج دھرم دت بہادر کی چھٹی پشت مین ہین راجہ ساگر مل سے دو شاخین اس خاندان کی ہوگئی ہین ایک شاخ مین راجہ شیوراج بھادر ہین اور دوسری شاخ مین راجہ نیم چند بہادر۔ صاحبزادہ (راجہ نیم چند بہادر) کے جد اعلےٰ راجہ بھوانی داس دھرم دت بہادر ۴ ربیع الاول سن ۱۱۹۰ کو دفتر مال کے عہدہ سے سرفرازی پائے۔ اور جاگیرات سے ممتاز ہوئے چنانچہ جاگیرات اور منصب علی التسلسل راجہ چاتر بھوج بہادر۔ راجہ بیجیرائے بہادر۔ راجہ سوبھا چند بہادر برقرار رہے۔ آپ سن ۱۳ مین پیدا ہوئے اردو سنسکرت تلنگی۔ اور فارسی سے واقف ہین سٹی ہائے اسکول حیدرآباد دکن مین انٹرنس کی کوشش جاری ہے آپ جاگیرات آبائی سے ممتاز ہین اور اقتدارات وغیرہ اپنی جاگیرات مین حاصل ہین۔ آپ ایک لائق اور ہوشیار ذی علم نوجوان ہین۔ اور اپنے خاندان کے چشم و چراغ ہین۔

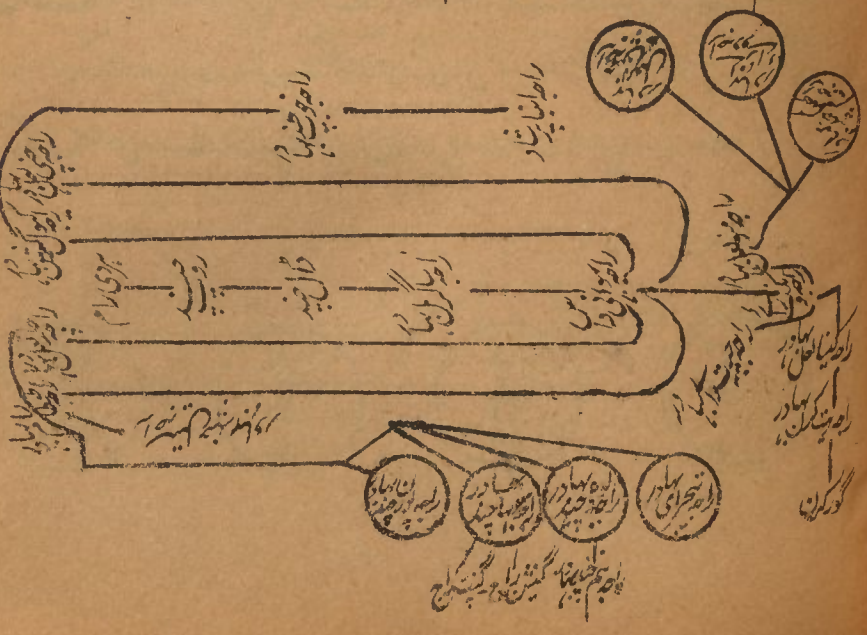

راجہ نانک پرشاد بہادر

۲۹۴

خاندان آپ کا اصلی نام نانک پرشاد تھا۔ آپ راجہ گنگا پرشاد بہادر کے صلبی فرزند اور راجہ نانک بخش بہادر (فرزند اصغر راجہ چندو لال) کے پوتے تھے۔ آپ کے خاندان عالیشان کے تفصیلی حالات راجہ بہاری پرشاد بہادر (فرزند آغوشی راجہ نانک بخش بہادر) کے تذکرہ مین نوک رینر قلم ہو چکے ہین۔ اسلئے یہان مکرر تحریر کی ضرورت نہین باقی ہے آپ (راجہ نانک پرشاد بہادر) لایق۔ ہوشیار۔ صاحب اخلاق۔ ذی مروت تھے۔ اور اپنے خاندان کے چشم وچراغ۔

خطاب سن ۱۳۰۸ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب راجہ وبہادر منصب دوہزاری ویک ہزار سوار وعلم سے سرفرازی پائی تھی۔ افسوس ہے کہ نوجوان سن ۱۳۱۳ھ مین بکینٹہ باشی ہوئے۔ اور اپنے عزیزون کو داغ مفارقت دایمی دے گئے۔

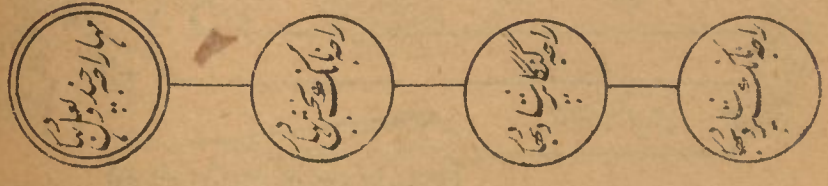

رنگ گیر بہادر
راجہ
۲۹۵

خاندان } آپ راجہ گیان گیر بہادر کے گدی نشین (جنکا تذکرہ ردیف (ک) مین گزر چکا ہے) ہین آپکی لیاقت و ہوشیاری مسلمہ ہے۔ اخلاق و مروت بھی پیچھے ہین جس عمدگی اور صداقت کے ساتھ آپ اپنی دوکان کا کاروبار کرتے ہین وہ آپ کی فراست و دانائی کی بین دلیل ہے۔ امرا و عمائدین بلدہ سے آپ کا ربط و ضبط۔ اتحاد و ملاقات بہت بڑھا چڑھا ہے۔ ناموری اور شہرت حاصل کرنے کا آپ کو زیادہ خیال رہتا ہے۔

سنہ ۱۳۱۲ھ مین (بتقریب جشن سالگرہ مبارک) خطاب راجہ بہادر منصب یک ہزاری پانصد سوار و علم سے مباہی و مفتخر ہوے۔

اور اپنے ہم چشمون مین اعزاز و وقعت حاصل فرمایا۔

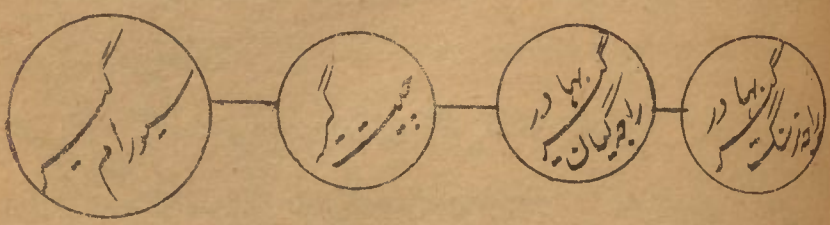

نصیب یاور جنگ

محمد دولت خان بہادر

۲۹۶

خاندان } آپ محمد بہادر خان سانڈوزئی کے خلف الصدق اور دولت خان مغفور کے پوتے ہین۔ آپکے اجداد کا وطن بارابستی متضافات ہندوستان ہے۔ ابتداً آپکے چچا نصیب خان اپنے دونون بھائی محمد بہادر خان ماندور خان کو ہمراہ لیکر (بعہد حضرت غفران منزل) مہاراجہ چندو لعل بہادر کی وزارت کے زمانہ مین حیدرآباد دکن وارد ہوے۔ رفتہ رفتہ مہاراجہ بہادر کے یہان رسوخ پیدا کیا۔ پونے دو سو سوار پانچ ہاتھی۔ پالکی۔ آفتاب گیری۔ بھالہ۔ علم۔ برچھا۔ عماری۔ نوبت۔ چوبیس ہزار کی جاگیر خطاب نصیب یاور جنگ سے سرفرازی پائی۔ بعد انتقال نصیب خان بہادر نصیب یاور جنگ کے آپکے بھائی محمد بہادر خان تمام اعزاز و مناصب سے مباہی و مفتخر ہوے۔ آپکے خلف الصدق محمد دولت خان بہادر نصیب یاور جنگ ہین۔ جنکا یہ تذکرہ ہے۔

خطاب } آپ تمام اعزاز و مناصب آبائی سے ممتاز۔ جاگیرات موروثی سے سرفراز ہین ۱۳۱۶ھ مین آپ نے اپنے چچا کے خطاب نصیب یاور جنگ بہادر سے سرفرازی پائی۔ منصب دو ہزاری دیگر ہزار سوار و علم عطا ہوا۔

خصائل } آپ سلیم الطبع۔ سادہ مزاج۔ خلیق و ذی مروت ہین۔

اولاد } آپ کو ایک فرزند نوجوان نصیب خان صاحب نام موجود ہین۔

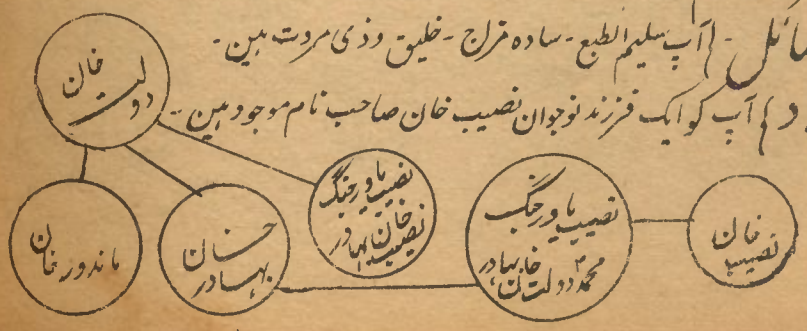

شہزادۂ نادری نبیرہ نادر شاہ ہمایوں بہادر

۲۹۷

خاندان آپ خاندان نادرشاہی سے ہین نادرشاہ شہنشاہ کیخ کلاہ ایران سے آپ تک چھٹا واسطہ ہے۔ سلسلۂ نادری ہی پانچوین پشت مین نادرشاہ مغفور کو پہونچتا ہے۔ ابتداءً آپ کے دادا سلطان اسمٰعیل میرزا اور نانا سلطان اسداللہ میرزا (بزمانہ آخر زاب سکندر جاہ بہادر) شہر طوس (مشہد مقدس) مکہ خراسان سے وارد حیدرآباد دکن ہوے۔ نواب صلابت الدولہ بہادر نے آپکے نانا کو بارہ ہزار محاصل کی جاگیر عنایت فرمائی اور بوجہ ذاتیہ قریب چار سو روپیہ چلتی مرحمت مبارک سے بھی اجرا ہوے۔ آپ (صاحبزادہ مذکرہ) ۱۲۷۳ھ مین پیدا ہوے۔ جغرافیہ۔ نحو منطق۔ فقہ۔ تاریخ۔ حساب۔ جبر و مقابلہ۔ اقلیدس مین مہارت کامل حاصل کی۔ بعد انفراغ تعلیم سررشتہ مال مین کارآموز ہوے۔ پھر ضلع اطراف بلدہ مین بھیجے گئے۔ وہان سے بعد حصول سرٹیفکٹ مجلس مالگزاری مین کارگزار رہے۔ نواب فخار الملک اعظم نے بطور خاص آپکے تقرر کا حکم دیا۔ چنانچہ ۱۳ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ کو عہدہ سوم تعلقداری سے ممتاز ہوے۔ خدمت مفوضہ کو کمال عمدگی اور نیکنامی سے اسوقت تک انجام دیتے ہین اسکے بعد کچھ انگریزی بھی سیکھی۔ مرہٹی کی نوشت و خواند۔ تلنگی زبان مین مہارت پیدا کی۔ نواب بہرام الدولہ بہادر کی ہمشیرہ آپ سے منسوب ہین۔ جنکے بطن سے دو صاحبزادے۔ نادر غفور علی مرزا۔ نادر چراغ علی مرزا۔ موجود و زیر تعلیم ہین۔

آپ لائق۔ ہوشیار۔ ذی اخلاق۔ شجیع۔ سخی۔ سلیم الطبع۔ متقی مزاج ہین۔

بند سلطان اسمٰعیل مرزا مغفور کو گورنمنٹ انگریزی سے چار سو روپیہ کلدار (بزمانۂ سرجان ملکم رزیڈنٹ حیدرآباد دکن) مقرر ہوے آپ کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند نادر محمود میرزا (صاحبزادہ مذکرہ کے پدر بزرگوار ہین) اور اون کے بھائی کی پرورش و تعلیم خاص رزیڈنسی مین زیر نگرانی سرجان ملکم ہوی۔ من بعد بعاوضہ آمدنی تہ بازاری حشمت گنج و رسل گنج بازارات رزیڈنسی تبکہ سرکار عظمت مدار سرکار عالی سے منصب اجرا ہوا۔ ۱۲ مولف۔

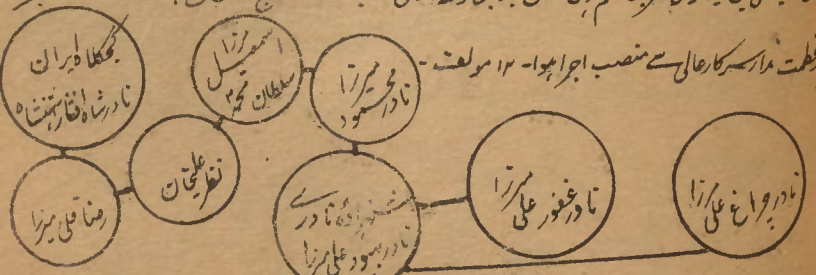

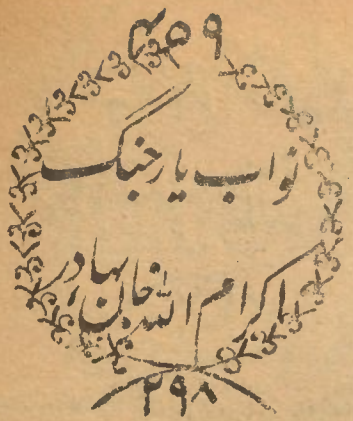

آپ کا وطن ضلع لکھنو صوبۂ اودھ کے رہنے والے تھے۔ ابتداءً آپ کا تقرر غرہ شوال ۱۲۹۲ھ کو صدر تعلقداری اضلاع پر ہوا۔ ذیحجہ ۱۲۹۹ھ کو رکن مجلس مالگزاری ہوئے ۱۳۰۰ھ میں بتقریب جشن نوروز خطاب خانی و بہادری۔ نواب یار جنگ منصب دو ہزاری یا لصد سوار و علم سرفرازی پائی۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ میں صوبہ داری گلبرگہ شریف کے معزز عہدہ سے ممتاز کئے گئے۔ بعد ازاں حسن خدمات کا وظیفہ لیکر راہی وطن ہوئے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے گورنمنٹ ہوز۔ مجلس۔ آصف گنج۔ اکرام سرائے محبوب گلشن وغیرہ کی تعمیر آپ ہی کے زمانۂ صوبہ داری میں ہوی ہے۔ جس سے ضلع مذکور نے بہ نسبت دوسرے اضلاع کے عجیب رونق اور تازگی پائی ہے جو قابل یادگار ہے۔

آپ نہایت لائق۔ ہوشیار۔ صاحب اخلاق۔ ذی مروت تھے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی حسن یار خان صاحب اسوقت ضلع اندور کے ناظم عدالت ہین۔ یہ بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے لیق۔ ذی فہم۔ سلیم الطبع۔ خلق مجسم ہین۔

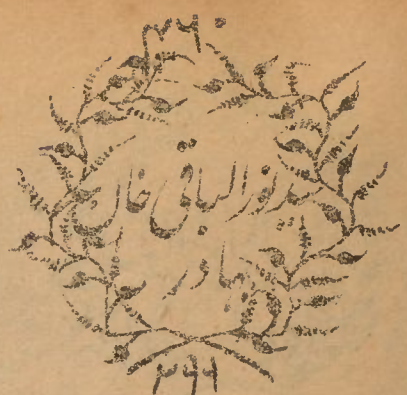

خاندان آپ سید نور الدولہ قدرت جنگ مرحوم کے نبیرہ ہیں (انتقال ۱۲۸۵ھ میں ہوا) کے اکلوتے فرزند اصدق اور قادر الملک اولاد نرینہ کے پوتے ہیں۔ اور حال قادر الدولہ قادر الملک مرحوم آپکے معزز موتے۔ آپکے خاندان کا تفصیلی تذکرہ قادر الملک مرحوم کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ آپ اردو۔ فارسی۔ ان لائق سیاقی و بیاقت سے واقف۔ علم و فنون سے آراستہ اور تقریباً پچیس ہزار کی آبائی جاگیرات سے سرفراز منصب و مدوثی سے ممتاز ہیں۔ آپکی شادی تہمتن جنگ مغفور کی صاحبزادی سے ہوئی ہے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں اوس خصیہ مرانی نے انتقال کیا۔ چونکہ ابھی آپکا سن بہت کم ہے۔ بالکل جوان ہیں۔ اسلئے ابھی دوسری شادی کا انتظام ہو رہے ہیں۔ آپکو ایک صاحبزادہ (محمد ابراہیم) ہے جنکا سن ۱۴-۱۵ سال کا ہوگا۔ فارسی۔ انگریزی کی تعلیم جاری ہے۔ اس کم سنی میں صاحبزادہ موصوف نہایت متین سنجیدہ مزاج۔ لائق۔ ہوشیار ہیں۔

مولف کو بھی معزز صاحب تذکرہ کیساتھ متعدد بار ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ایک زمانہ میں آپ اور ہم وطن ہم مکتب ہم سبق رہے ہیں۔ اور برسوں ہمجلیس و ہمصحبت رہنے کا اتفاق رہا ہے۔ آپ اخلاق و مروت میں یکتائے روزگار۔ اتحاد و محبت میں فرید۔ سلیم الطبع۔ منکسر المزاج۔ وجیہہ جامہ زیب۔ بذلہ سنج۔ خوش مزاج۔ لائق ہوشیار۔ فیاض مخیر خوش طبع۔ رحمدل۔ ان جملہ صفات کا مجموعہ ہیں جسقدر حمدہ صفات پروردگار پاک نے خلق کئے ہیں وہ سب کچھ آپ میں موجود اور خلاق ازل نے ابتدا آفرینش سے آپ میں ودیعت کر دیے ہیں۔ جسکے لکھنے میں ہمارا قلم قاصر ہے۔ اور زبان کو بدائے گویائی نہیں۔ کہیں ہمارے مغرز ناظرین اسکو اتحاد و محبت کے لحاظ سے (جو ہم کو آپکے ساتھ ہے) غلط تصور نفرمائیں۔ جس قدر کہ ہم نے لکھا ہے وہ بالکل سچ اور غلطی سے مبرا ہے

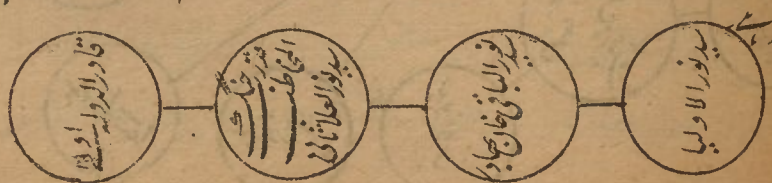

خاندان آپ سید نور العلی سلطان یار جنگ مرحوم کے خلف اکبر اور قادر الدولہ امیر الممالک مغفور کے پوتے اور سید نور الاصفیا الحاج حافظ بقیم اللہ خان بہادر قادر الملک مرحوم کے بھتیجے ہین۔ اور سید نور الباقی خان بہادر آپ کے چچازاد بھائی ہوتے ہین۔ باقی تفصیلی حالات خاندانی قادر الملک مرحوم کے تذکرہ مین نوک قلم سے تحریر ہو چکے ہین۔ مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔ قادر الدولہ امیر الممالک کے تین صاحبزادے تھے۔ اول سید نور اللہ قدرت جنگ بہادر۔ دوم سید نور العلی سلطان یار جنگ بہادر۔ سوم سید نور الاصفیا قادر الملک بہادر۔ چنانچہ نمبر دوم سلطان یار جنگ بہادر نے گذاشت دو فرزند (اول سید نور الرسول صاحب تذکرہ) دوم سید نور الانبیا صاحب) اپنے والد کے روبرو ہی انتقال فرمایا۔

غرض آپ (جنکا نام نامی عنوان مین درج ہے) فارسی۔ عربی مین لایق سیاق و سباق سے ماہر۔ خوصرف منطق۔ معمولات سے واقف ہین اور اعزا آبائی سے سرفراز و مناصب موروثی سے ممتاز ہین۔ آپ کی طبیعت کا رجحان شاعری کے جانب زیادہ ہے۔ اکثر فارسی غزل یا قصیدہ کہتے ہین۔ آپ کا کلام مولف کے نظر سے گذرا ہے۔ اصطلاحات۔ محاورات۔ تشبیہات۔ استعارات وغیرہ سے مملو ہے۔ نہایت پاکیزہ اور شستہ کلام ہوتا ہے۔ اخلاق و مروت مین بھی بے مثل اتحاد و محبت مین یکتائے روزگار ہین۔ خوش مزاج۔ خندہ رو۔ مستقل طبیعت۔ وجیہہ جوان۔ جامہ زیب۔ دور اندیش۔ کفایت شعار ہین۔ آپ کو تین صاحبزادے ہین۔

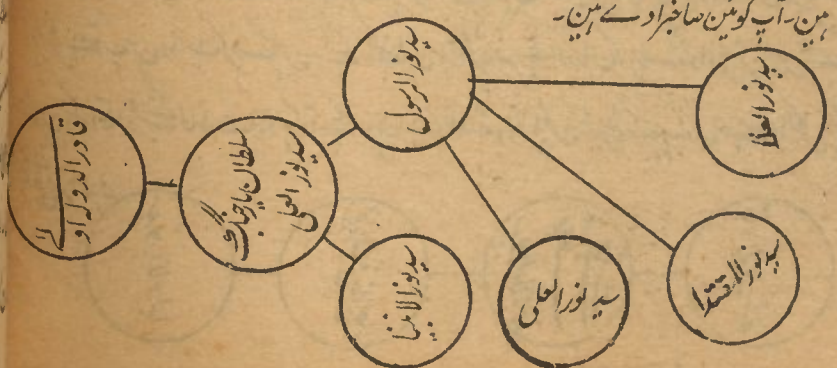

ناظم الملک محبوب یار جنگ ناظم الدولہ مہر ریاضت علیخان بہادر

۳۰۱

آپ کا اصلی نام میر ریاضت علی ہے - اور میر تہور علیخان بہادر مختار یار جنگ جلال الملک کے خلف ارشد ہین - آپکا ننہیالی سلسلہ رشید الملک منصور کے معزز خاندان سے ہے - آپ اسی ریاست کے معزز اور شریف خاندان کی یادگار اور باعث شرف خاندان - سادات صحیح النسب سے ہین - اور خاندان سر سالار جنگی سے آپکو قدیمی تعلق ہے فارسی - عربی مین لایق - سیاق و سباق سے ماہر ہین - فقہ - حدیث - نحو - صرف منطق - اصول مین اچھا دخل ہے - کتب بینی کا کمال درجہ کا شوق ہے - اکثر اوقات آپکی مطالعہ کتب مین گزرتی ہے - ایک بہت بڑا کتب خانہ آپ نے جمع کر رکھا ہے جسمین ہر علم و فن کے کتاب موجود ہے -

ابتداءً آپ کے (بعہد مختار الملک اولے) جد امجد کا منصب سے روپیہ آپکے نام تھا - بعد ازان مختار الملک اولے نے آپکو اعلیحضرت خلد اللہ کے اتالیقی سے سرفراز کیا - اور تین سو روپیہ کے منصب کا اضافہ فرمایا - جس زمانہ مین کہ اتالیقون کو خدمات تفویض ہوئے آپ بھی بمشاہرہ ساڑھے چار سو روپیہ متہم تعمیرات صرف خاص کے معزز عہدہ پر مامور ہوئے - اسکے تھوڑی ہی مدت بعد اعلیحضرت مظلہ العالی نے اپنے ایڈیکانگی کی خدمت کا شرف عطا فرمایا - اور تنخواہ سابقہ مین چھ سو روپیہ کا اضافہ کیا گیا -

سنہ ۱۳ جلوس میمنت مانوس حکمرانی کے روز خطاب خانی و بہادری منصب یکہزاری عطا ہوا۔ پہلے ہی سال جشن نوروز کے تقریب مین محبوب یار جنگ کے خطاب اور منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی۔ آپکی اطاعت و فرمانبرداری نے حضرت اقدس و اعلے کی خاطر اقدس مین بہت کچھ جگہہ کرلی جسکے باعث روز افزون ترقی ہونے لگی اور نوازشات شاہی۔ عنایات خسروانہ ہمیشہ مبذول رہنے لگے۔ چنانچہ بگی خانہ۔ سیاہہ برکارگان۔ خوشبوخانہ وغیرہ کے خدمات بھی آپکے تفویض ہوئین۔ اور سیف آباد کے شاہی عمارت بتمام و کمال آپ ہی کے حسن انتظام سے تعمیر ہوی۔ سنہ ۱۳ آلہ مین جشن سالگرہ ہمایون کے موقع پر خطاب ناظم الدولہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ مرحمت ہوا۔ اور آپکے والد بزرگوار جلال الملک کے انتقال کیوجہ سے فیل خانہ۔ شتر خانہ کے خدمات بھی آپ ہی کے سپرد ہوئین۔ سنہ ۱۳۲ آلہ مین بتقریب دربار عید الفطر ناظم الملک کے معزز خطاب سے ممتاز و مفتخر ہوے۔ جملہ خدمات کی تنخواہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ ماہانہ تک آپکو ملتی ہے۔ بہرحال دنیاوی شان و شوکت۔ ثروت و عظمت کوئی ایسی نہین ہے کہ جو آپکو حاصل نہین ہے۔ اور تقرب بارگاہ خاقانی بھی زیادہ تر پیدا ہے۔ اور پیشگاہ خسروی مین اعلی درجہ کا رسوخ حاصل ہے۔ سیر و شکار۔ سفر و حضر مین ہمرکاب سلطان زلیشان رہتے ہین۔ اس دولت و حشمت پر اخلاق و مروت کا پایہ بڑھا ہوا ہے۔ رحمدل شریف نواز۔ غریب پرور۔ فیاض۔ سیر چشم ہین۔ تقریباً پچپن سال کی عمر ہوگی۔ مگر بفضلہ تعالے مستعدی و جفاکشی مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ آپکے اکلوتے خلف الصدق نواب سالار جنگ بہادر ہین جنکا تذکرہ ردیف (مس) مین درج ہے۔

خاندان آپ شرف الدین خان بہادر مدار المہام کے فرزند اور شرف الدین خان بہادر کے بھائی تھے۔ تہنیت یار الدولہ مرحوم کے ہمجدی تھے۔ اور مرحوم سے قرابت قریبہ حاصل تھی۔ بزرگان دین کے ادائے نیازات کے خدمت پر مامور تھے۔ منصب۔ خطاب جاگیرات موروثی۔ اعزاز و ثروت آبائی سے سرفراز تھے۔ اسی سال کے سن میں بمقام مدینہ منورہ سنہ ۱۳۰۱ھ میں انتقال فرمایا۔ خوش اخلاق۔ ہر دلعزیز نیک نام۔ فیاض۔ پرہیزگار تھے۔ آپ کو کوئی فرزند نرینہ نہ تھا۔ اس وقت آپ کے دو نواسے مولوی نور الحید اور مولوی ظہور اللہ خلف مولوی نور الصدیق مرحوم برادر مولوی نور الحسنین صاحب موجود ہیں۔

مہاراجہ ہرمندر بہادر

راجہ راجایان راجہ

۳۰۳

خاندان آپ کا اصلی نام تاراین پرشاد تھا اور آپ راجہ دہرراج بہادر کے خلف الصدق اور مہاراجہ چندولعل بہادر کے پوتے تھے آپ کے خاندانی حالات تفصیلی طور پر آپ کے لائق نواسے مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت مدار المہام سرکار عالی کے تذکرہ میں لکھے گئے ہیں مکرر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ۱۲۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ عربی۔ فارسی میں نہایت لائق اور انگریزی میں ضرورت واقفیت رکھتے تھے آپنے (بخطاب انتقال ناصر الدولہ بہادر) ۱۲۶۹ھ میں اپنی موروثی خدمت پیشکاری سے سرفرازی پائی تھی۔ اور ۱۲۷۳ھ میں (زمانہ حکمرانی نواب افضل الدولہ بہادر) خطاب راجہ راجایان اور پانچ عدد قیمتی جواہر سے ممتاز ہوئے۔ بعد ازاں ہرمندر بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ اور ۱۲۷۳ھ میں غدر کے موقع پر رزیڈنسی حیدرآباد دکن کے حملہ کی اطلاع پہلے پہل سر سالار جنگ اعظم کو آپ ہی نے دی تھی جسکا فوری انتظام کیا گیا اور زیادہ ہنگامہ ہونے نپایا۔ بعد فرو ہونے غدر کے اور کے صلہ میں سرکار انگریزی نے آپکو قیمتی تحائف روانہ فرمائے۔ ۱۲۹۳ھ کے دربار دہلی کے موقع پر ایک چاندی کا تمغہ (منجانب گورنمنٹ انگریزی) آپکو عطا ہوا۔ جب ۱۳۰۰ھ میں (بعہد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) سر سالار جنگ اعظم کا انتقال ہوگیا تو آپ (حسب رائے و مشورہ گورنمنٹ آف انڈیا) اور لائق علیخان بہادر معاون السلطنت بحالت نظمان ریاست قرار پائے تھے اور کونسل آف ریجنسی کے رکن بھی تھے۔ اور انتظامات سلطنت کے متعلق آپکے نام ایک رقعہ منجانب وائسرائے ہند وصول ہوا تھا جنمیں آپکو ایک مقام پر لفظ مشق سے تعبیر کیا گیا تھا جسکی نقل جلد اول تزک محبوبیہ باب دوم صفحہ ۳۰ میں درج ہے۔ یہاں بلحاظ طوالت قلم انداز کیگئی ہے حالانکہ نہایت لائق تجربہ کار ذی فہم مدبر شجیع۔ فیاض سیر چشم تھے۔ ایک مدت تک سر سالار جنگ اعظم کے مصاحبہ ریاستی امور میں ممد و معاون رہے اور ان کے انتقال کے بعد بھی انتظام سلطنت میں ایک عرصہ تک حصہ لیتے رہے۔ آخر ۱۳۰۱ھ میں ۶۲ سالہ آپنے انتقال فرمایا۔ آپکو کوئی فرزند ذکور نہ تھا۔ صرف ایک صاحبزادی جنکا ازدواج راجہ ہری کشن بہادر سے ہوا۔ ان کے بطن سے ہمارے ہر دلعزیز مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت مدار المہام سرکار عالی پیدا ہوئے۔ جو اس وقت مہاراجہ متوفی کے وارث جائیداد اور تمام املاک و جاگیرات کے مالک و مختار ہیں۔

میر نثار حسین خان بہادر

۳۰۴

خاندان آپ میر اسمعیل علیخان حیدر یار جنگ رشید الدولہ رستم الملک کے خلف الصدق اور میر چھوٹی علی خان حیدر یار جنگ رشید الدولہ کے فرزند میر غلام حیدر خان ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک کے پوتے ہیں۔ اور آپ سردار جنگ مرحوم کے حقیقی چچا اور نواب معتصم جنگ بہادر کے ایک حقیقی برادر نسبتی ہیں۔ چنانچہ اس خاندان عالی شان کے تفصیلی حالات سردار جنگ مرحوم اور نواب معتصم جنگ بہادر کے تذکرات میں بیان ہو چکے ہیں۔ اسلئے یہاں مکرر لکھنے کی ضرورت باقی نہیں ہے۔

آپ (صاحب تذکرہ) ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ فارسی عربی۔ نحو۔ صرف میں اچھی لیاقت حاصل کی جب ۱۲۶۷ھ میں آپکے پدر بزرگوار میر اسمعیل علی خان حیدر یار جنگ رشید الدولہ رشید الملک بہادر کا انتقال ہوگیا تو آپ جملہ اعزاز و مناصب آبائی سے سرفراز اور جاگیرات موروثی سے ممتاز ہوئے۔ بعہد وزارت سر سالار جنگ اعظم ابتداءً آپ کو ۱۲۷۲ھ میں اضلاع ممالک محروسہ کارعالی کی سوم تعلقداری عطا ہوئی۔ اور زمانہ قلیل ہی میں آپنے دوم تعلقداری کے عہدہ پر ترقی کی۔ بعد ازاں تقریباً چھ سال تک اول تعلقداری کے معزز عہدہ کو انجام فرمایا۔ آٹھ سو روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔ اور اپنے مفوضہ خدمت کی انجام دہی میں نہایت مستعد اور جفاکش تھے۔ اور امور سرکاری کو بائین بہین تکمیل فرمائی۔ اسکے بعد خدمت مفوضہ سے علیحدگی اختیار کی چار سو روپیہ خدمت کا وظیفہ سرکار سے عطا ہوا۔ چنانچہ اب تک برابر جاری ہے۔ اور موروثی جاگیر بھی تقریباً چھ ہزار کی دخل و تصرف میں ہے۔ آپ کی شادی ریاست علیخان جاگیردار کی صاحبزادی سے عمل میں آئی اس وقت آپ کو چار صاحبزادے ہیں۔ اول میر غلام حیدر صاحب دوم میر عسکری صاحب سوم میر محمد علی صاحب

چہارم میر عابد علی صاحب ہر ایک لائق - ہوشیار - ذی فہم - خوش اخلاق ہے -
آپ کی عمر اس وقت ۶۵ سالہ ہے - لیاقت و ہوشیاری مسلمہ ہے - اخلاق و مروت میں فرد فرید قدیم
اور روش بزرگانہ کے پابند ہیں - انتظامی - ملکی - مالی - کامون کا اچھا طریقہ حاصل ہے - مدبری اور فراست
چہرہ سے عیان ہے - تحریر و تقریر نہایت شستہ اور پاکیزہ ہے - گو آجکل بوجہ متجاوز العمری مستعدی اور
محنت میں فرق آگیا ہے - مگر آن و بان اور چم خم وہی ہیں -

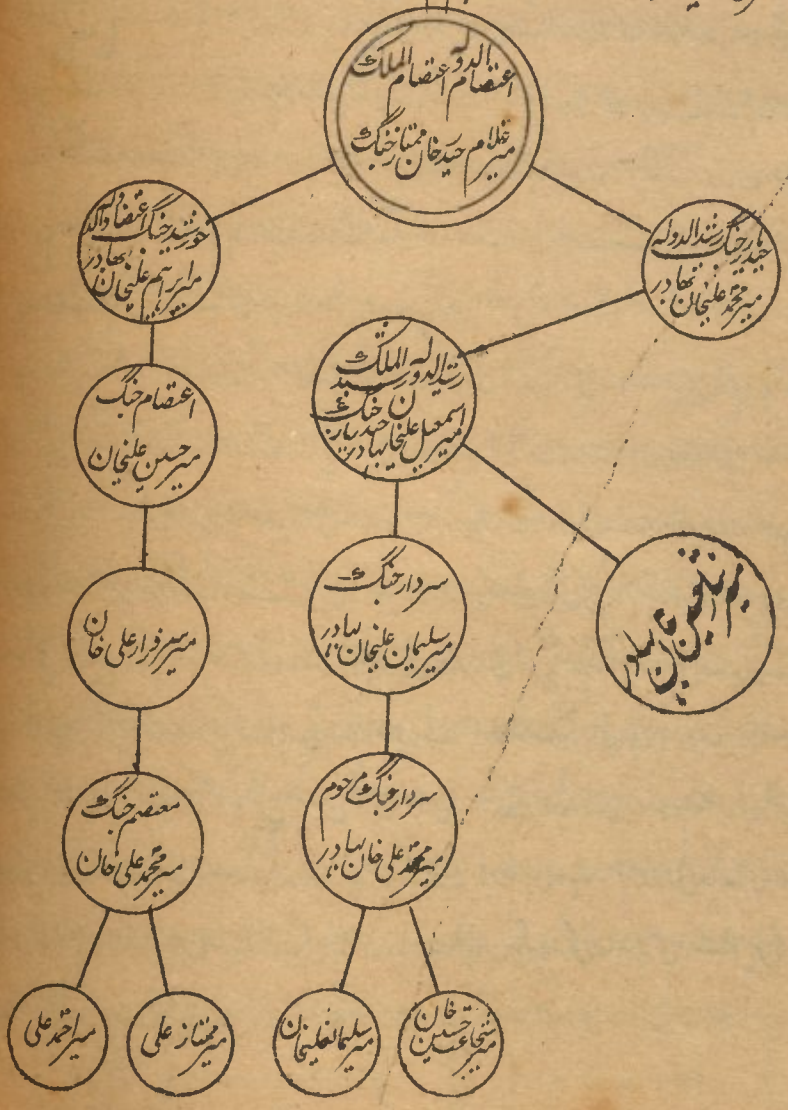

۴۶۸

ناصر نواز الدولہ
ناصر نواز جنگ
محمد معین الدین خان بہادر

۳۰۵

خاندان آپ کا اصلی نام محمد معین الدین عرف میان جانی ہے۔ آپ شرف الدین خان مرحوم کے خلف الصدق اور پاڑ خان جمعدار مغفور کے پوتے ہیں۔ آپ کے دادا پانچ یابات راس اسپ کے ساتھ ملازم سرکار عالی اور عہدۂ جمعداری سے ممتاز تھے۔ اور معززین بلدہ میں شمار تھا۔ اور پاڑ خان جمعدار مرحوم کی صاحبزادی نواب غالب الملک بہادر سے منسوب ہونے کی وجہ سے بلحاظ اس رشتہ قریبی کے نواب مغفور نے اپنے برادر نسبتی شرف الدین خان مرحوم کے فرزند محمد معین الدین خان (صاحب تذکرہ) کو بوجہ لاولدی کے (جو اوس وقت نہ تھی۔ اب تو ایک کمسن صاحبزادہ نواب مغفور کو پیدا ہو چکا ہے) اپنی آغوشی میں لیا اور اپنا پسر خواندہ کیا۔ چنانچہ صاحب تذکرہ کی تعلیم و تربیت پرورش و نگہداشت نواب مغفور نے نہایت اعلےٰ درجہ پر فرمائی جب غالب الملک بہادر کو بارگاہ اعلےٰ حضرت اقدس داعلےٰ کی باریابی کا شرف حاصل ہوا تو پیشگاہ سلطانی میں آپ کو بھی پیش فرمایا۔ چنانچہ منظور نظر خاقانی ہو کے اور مدام حضوری بارگاہ فلک اشتباہ کا اعزاز پیدا ہوا۔ بعد ازاں بمراسم خسروانہ ایڈیکانگی اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کے خدمت سے سرفراز ہوئے۔

خطاب سنہ ۱۳۱۶ھ میں بتقریب جشن سال گرہ مبارک خطاب خانی و بہادری ناصر نواز الدولہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ مرحمت ہوا۔

خطاب } آپ کی لیاقت علمی اور جودت طبع مسلمہ ہے۔ اسلئے حضرت اقدس اعلا
نے بنوار سنہ شاہانہ (عہدہ داران علاقہ صرف خاص کے تغیر و تبدل کے موقع پر)
آپ کو سنہ ۱۳۲۱ھ مین مہتمی کارخانہ جات سرکار عالی علاقہ صرف خاص مثلاً (فیل خانہ
شتر خانہ۔ رسمہ خانہ۔ وغیرہ کے عہدہ سے سرفراز فرمایا۔
علاوہ برین آپ ہمیشہ سیر و شکار۔ سفر و حضر مین ہمرکاب طبل بجانی رہتے ہین۔ چنانچہ سنہ ۱۳۲۲ھ
کے دربار قیصری مین سفر دہلی کے موقع پر آپ بھی ہمرکاب اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ تھے۔
آپ ہوشیار۔ لایق۔ جامہ زیب۔ وجیہہ۔ مخبر۔ پیشرس۔ فیاض ہین۔ شجاعت و بہادری چہرہ
سے عیان۔ فراست و دانائی پیشانی سے نمایان تھے۔

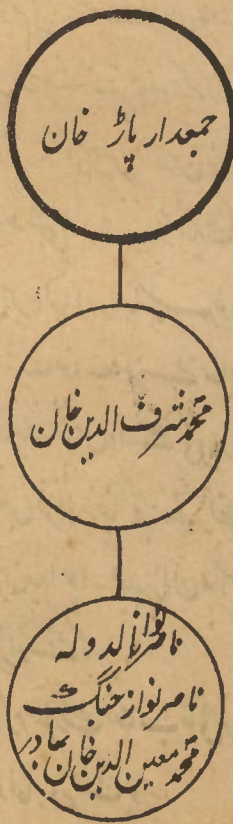

سید شاہ نعمت اللہ حسینی صاحب

۳۰۶

خاندان کے آپ سید شاہ حسام الدین مرحوم کے خلف الصدق اور سید امیر اللہ حسینی کے پوتے ہین - آپ کے جد اعلیٰ سید شاہ حسام الدین علی حسین عرف حسینی پادشاہ صاحب سبنس تھے - آپ کا خاندان عالیشان خواہ بلحاظ ثروت دنیاوی کے وہ خواہ بلحاظ عظمت دینوی سربرآوردہ اور معزز شمار کیا جاتا ہے - اور آپ کے خاندان مین طریقہ بیعت بھی جاری ہے طبقہ مشائخین مین بدرجہ اعلےٰ ممتاز ہین - آپ کے جاگیر اسٹیٹ محاصل ضلع ورنگل مین واقع ہین - جس مین ایک موضع ملیوارم بطریق انعام آل معاف موجود ہے اور چار موضع مشروط

بخدمت درگاہ حضرت سید محمد شاہ حسینی بجا لاتے ہیں۔ مگر باہمی نزاعات اور کشاکشی عدالت
۔ آپ کی کم سنی کی وجہ سے کورٹ آف وارڈز کی نگرانی قایم ہوگئی ہے۔ اور تمام
جائداد کا اہتمام۔ جاگیرات کا انتظام منجانب کورٹ آف وارڈز آپ کے مامون
سید محمد پیران صاحب بحیثیت منتظم اعزازی انجام دیرہے ہیں۔ اور آپ کی
تعلیم و تربیت بھی نہایت عمدہ طور پر ہورہی ہے۔ لیکن آپس کے نزاعات کا سلسلہ
اب تک جاری ہے۔ امید ہے کہ آیندہ کوٹ آف وارڈز کے حسن توجہ سے طے
ہوجائے گا۔

سید نور الضیاء الدین خان بہادر

۳۰۶

خاندان ابو العرفان کنیت سید نور الضیاء الدین نام ہے۔ آپ سادات مستند صحیح النسب اور سجادہ نشین درگاہ حضرت مولوی سید فخر الدین صاحب قدس سرہ العزیز ہیں آپکے جد اعلیٰ مولانا سید نور المصطفےٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید فخر الدین صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز اورنگ آبادی کے خلف ارشد اور مولانا نور العلےٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برادر گرامی قدر تھے۔ آپ اور قادر الملک مرحوم ہم جد ہیں۔ چنانچہ مرحوم رشتہ میں آپکے بنا عم بھائی ہوتے تھے۔ حضرت شاہ سید فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل لکھنے کیلئے ایک دفتر چاہیئے حضرت کے زہد و تقویٰ۔ علم و عمل۔ توجہ و ارشادات کا چرچا از ہند و دکن تا حجاز و شام سایر تھا۔ اور آپ مشائخین معاصرین میں کیا لحاظ فضیلت خاندانی اور کیا لحاظ سیر طریقت منتخب فرد تھے۔ ملاحظہ ہو گلزار آصفیہ تذکرہ الصلحا وغیرہ۔ چنانچہ حضرت ممدوح ایک دفعہ بعہد حضرت غفران مآب میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی زیارت حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً و تعظیماً سے مشرف ہو کر حیدر آباد دکن میں ورود افروز ہوئے تھے۔ بعد چند سے اورنگ آباد جنت بنیاد کو مراجعت فرمائی۔ اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔ آپکے خلف سید نور المصطفےٰ صاحب مرحوم جو اپنے پدر بزرگوار کے صاحب زہد و تقویٰ مرجع ارباب صفا۔ اور آپکے فرزند سید نور المقتدا صاحب سجادہ نشین درگاہ ہیں۔ آپکے خلف سید نور الاتقیا صاحب صفات پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ کے متصف اور ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے پدر بزرگوار تھے۔ آپ (جنکا نام نامی شوال ۱۲۵۲ھ میں درج ہے) ستر سال کے سن میں۔ فارسی عربی اور علوم معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ بعد ازاں مولوی صلاح الدین کابلی۔ و مولوی سید ہاشم قندھاری اور قاضی فیاض الدین ہراتی سے صرف۔ نحو۔ فقہ۔ اصول کو حاصل فرمایا۔ اور مولوی عباس علی خان صاحب و مولوی ولی محمد صاحب سے حدیث۔ تفسیر۔ منطق و غیر

یکا میابی پیدا کی۔ اور سید محمد جمانی سے علم ادب شیخ ابراہیم مصری سے علم تجوید کی تحصیل فرمائی۔
خدمات } چونکہ ابتدا ہی سے آپکا خاندان ذی وقار اور بیت العلم تھا پھر اوپر سے آپ کی فاضلیت اور
جامعیت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ گو آپکے بڑے بھائی اس وقت موجود ہیں مگر آپکے والد نے لحاظ
آپکے علم و فضل اور نیک اطواری خوش رویگی۔ شریف خصالی کے آپ ہی کو تولیت درگاہ مولانا
موصوف الصدر قدس سرہٗ سے ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ کو سرفراز فرمایا۔
۱۸ محرم ۱۳۲۰ھ سے خدمت مددگاری نظم امور مذہبی سرکار عالی کو بھی آپ انجام دے رہے
ہیں۔ گو آپ کو خدمت کی خواہش نہیں تھی۔ مگر صرف یمین السلطنۃ مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی کے
اصرار سے آپنے قبول فرمایا ہے۔ ورنہ آپ کا ارادہ ہجرت کا تھا۔ واقعی مہاراجہ بہادر کی جوہر شناس
نظروں نے آپ کا انتخاب اس خدمت کیلئے نہایت موزون فرمایا جو قابل قدر ہے۔ اور آپ لحاظ جاہ
اکثر مہاراجہ بہادر کی پیشگاہ میں باریاب رہتے ہیں۔ جہاں مسائل دینی کی تحقیقات ہوا کرتی ہے۔
صفات حمیدہ } آپ سراج خاندان سید قمر الدین صاحب قدس سرہ العزیز اور عالم منقول و معقول
حاوی فروع و اصول ہیں۔ چہرہ سے عظمت خاندانی نمایاں ہے۔ جوان صالح۔ خوش صورت۔ نیک سیرت
کثیر الاخلاق۔ فیاض اولوالعزم ہیں۔ آپ کو دو صاحبزادے نیک اطوار ہونہار ہیں۔ جن کی تعلیم تربیت
نہایت عمدگی سے ہو رہی ہے۔

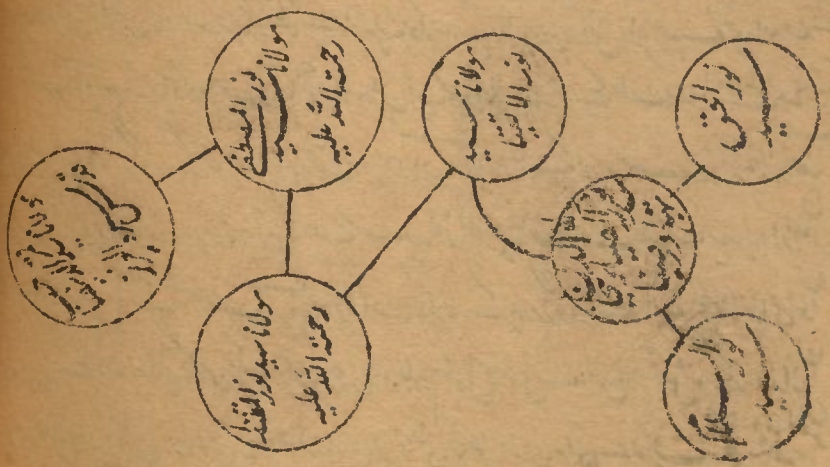

محمد واجد علیخان بہادر

۳۰۶

خاندان آپ محمد سلطان خان جامی مرحوم کے خلف الصدق اور محمد قطب علی خان مغفور کے پوتے تھے۔ ابتداءً آپکے جد امجد محمد جان خان بہادر ولد محمد سلطان خان جامی مرحوم (بعہد وزارت ارسطو جاہ بہادر) اپنے حقیقی برادر بزرگ بہائی محمد دلشن خان جامی مرحوم سے ملنے کے لئے ہندوستان سے وارد حیدرآباد دکن ہوئے تھے۔ چنانچہ محمد دلشن خان جامی مرحوم حضرت غفران مآب کی سرکار فیض بار میں جمعیت بالقصد سوار سے ملازم ہوئے۔ اور ارسطو جاہ بہادر کے توسط سے پانچ لاکھ روپیہ کے تعلقات کی سرداری بھی (پیشگاہ حضرت غفران مآب سے) حرمت ہوئی جب محمد دلشن خان بہادر کا انتقال ہوگیا تو مرحوم کے مفوضہ تعلقات اور جمعیت سے محمد جان خان بہادر سرفراز ہوئے۔ رفتہ رفتہ گیارہ سو سوار اور تین سو پیادہ جان نثار کی افسری سے ممتاز ہوئے۔ آخر ۲۲ رجب سنہ ۱۲۲۲ھ میں بگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ آپکو دو فرزند تھے ایک محمد فاضل علیخان بہادر (جنکا انتقال بمرض وبا سنہ ۱۲۳۶ھ میں ہوا) دوسرے قطب علیخان بہادر چنانچہ خلف دوم اعزاز و مناصب آبائی و خدمات و جمعیت موروثی تمام سے ممتاز ہوئے۔ لیکن بسبب قرضہ کے قرض خواہوں کا ہنگامہ اور تنخواہ کیلئے سپاہ کا بلوہ ہوا جسمیں محمد راجہ چندولعل بہادر نے تعلقات و جمعیت اپنی نگرانی قائم کرکے آپکو سالانہ ایک لاکھ روپیہ مقرر فرمایا۔ پھر تو وہ کارخانہ اور رسالہ وغیرہ درہم برہم ہوگیا آپکے فرزند محمد سلطان خان بہادر تھے۔ یہ بھی اعزاز و مناصب موروثی سے سرفراز و معاش مقررہ پر قابض و متصرف رہے۔ آپکے فرزند محمد واجد علیخان بہادر (جنکا یہ تذکرہ ہے)

آپکے نام بھی تمام معاش و جاگیرات موروثی و آبائی بحال و اجرا ہوئے۔ چنانچہ تعلقہ دہاوڑہ جاگیر واقع ضلع اورنگ آباد (جسمیں ۳۰ موضع ہیں) جسکی آمدنی سات ہزار سے زیادہ ہے۔ آپکے قبض و تصرف میں آئی لیکن آپکی فیاضی و مخلص طبیعت نے اسقدر روپیہ کو بمد رفع صرف فرمایا۔ کہ جاگیر مذکور کو بموجب پٹہ سالانہ پر ۲۱ سال کیلئے راجہ شیشر گر بہادر کو تعہد دیگئی چنانچہ اس وقت تک اسی تعہد میں مبتلا ہے۔ آخر واجد علیخان بہادر کا انتقال ۱۷ رجب سنہ ۱۳۱۴ھ کو ہوگیا۔ اور اولاد نرینہ

فرزندان مرحوم تمام جائداد کورٹ آف وارڈز کی نگرانی قایم ہوگئی۔ اور اب تمام اخراجات خانگی و خلعت وغیرہ کا انتظام بجانب کورٹ آف وارڈز انجام پاتا ہے۔ اور جاگیر بدستور سابق تعہد دار صاحب کے قبضہ میں ہے۔ قرضہ کی تعداد بھی تخمیناً ساڑھے تین لاکھ کی ہے۔ جسکی ادائی کیلئے ایک مدت درکار ہے۔ البتہ کورٹ کی حسن انتظام سے امید ہے کہ بہت جلد اور آسانی کے ساتھ تصفیہ ہوجائے گا۔ اور جاگیر پر ورثائے جائز قابض و متصرف ہونگے۔ مرحوم کے یادگار پانچ صاحبزادے ہیں۔ ایک محمد سبحان خان بہادر۔ جو منصور یار بیگم مرحومہ علیخان کی صاحبزادی فضل النسا بیگم صاحبہ کے بطن سے ہیں۔ اور بقیہ کمسن ہیں۔ اور دوسرے محلات سے محمد طاہر علی خان بہادر محمد دین بہادر محمد قطب علی خان بہادر۔ محمد فیاض علیخان بہادر۔ موجود ہیں۔ جملہ صاحبزادے فارسی اور انگریزی کے زیر تعلیم۔ لائق ہوشیار۔ ذکی الطبع۔ تیز فہم ہیں۔

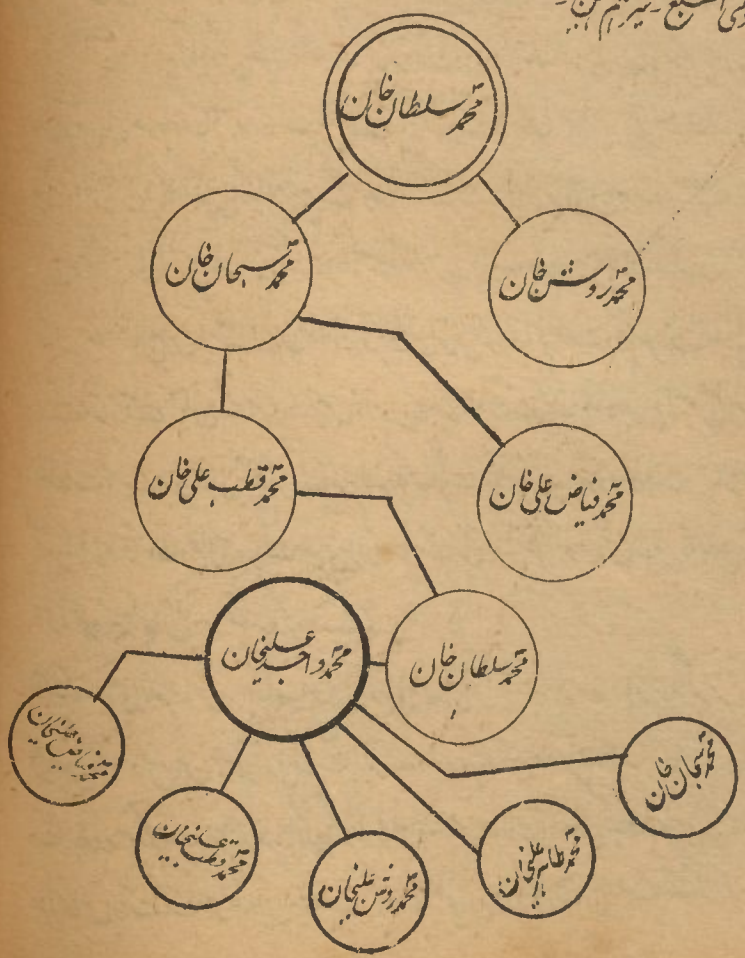

واجد علیخان بہادر

۳۰۶

۳

خاندان آپ رستم الدولہ بہادر کے خلف الصدق اور راجہ راؤ رنبا جیونت بہادر اولے کے پوتے تھے۔ حیدرآباد دکن کے معزز ہندو خاندانوں میں یہ رواج قدیم سے اب تک جاری ہے کہ علاوہ اپنے ہمقوم زوجہ کے ایک دو مذہب اسلام کے بی بیان بھی رکھتے ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مسلمان طوائف کو گھر ڈال لیتے ہیں۔ اور جب کبھی اون سے کوئی اولاد ہوتی ہے تو بلحاظ مذہب مادری اون کا نام اسلامی طریق پر رکھا جاتا ہے اور پرورش تعلیم و تربیت وغیرہ بھی اسلامی طریق پر کیجاتی ہے۔ چنانچہ راؤ رنبا جیونت بہادر اولے کو بھی ایک محل اہل اسلام سے تھا جن کے بطن سے چار فرزند ارجمند ہوئے۔ اول رستم الدولہ۔ دوم صفدر الدولہ سوم اسد اللہ خان۔ چہارم امام الدین خان اور بلحاظ ثروت و حشمت پیری ریاست و سلطانی نے سے مناصب و خطاب سے بھی سرفرازی پائے۔ خلف اکبر رستم الدولہ بہادر کے فرزند واجد علیخان بہادر (جن کا یہ تذکرہ ہے) تھے جنکو سرکار سے تنخواہ منصب مقرر تھی اور اعزاز و وقعت سے ممتاز تھے۔ اور زیور علمیت و جوہر قابلیت سے بھی آراستہ۔ صاحب اخلاق و دنی مروت تھے۔ اور مختلف علوم و فنون میں آپنے مہارت حاصل کی تھی۔ تار کا بھی بہت شوق تھا۔ شائقین میں اس فن کا کمال رکھتے تھے۔ نہایت لطاف۔ بذلہ سنج بامروت۔ صاحب مذاق آدمی تھے۔ جب آپ کا انتقال ہوگیا تو آپکے دونوں صاحبزادے پرورش علیخان اور ریاست علیخان کے نام سو سو روپیہ جلبنی کا منصب سررشتۂ امرا و علاقہ نظم جمعیت سے اجرا ہوا۔ اور بوجہ کمسنی فرزندان

مرحوم شعبان ۱۳۱۳ھ مین کورٹ آف وارڈز کی نگرانی ہوگئی۔ لیکن رمضان ۱۳۱۴ھ مین جب درخواست پتلی بیگم مادر نابالغان داگذاشت کردی گئی۔ ایک مدت کے بعد راجہ السونت راؤ بہادر بیرہ آزاد اور بہا متوفی نے تحریک کی کہ پتلی بیگم مادر نابالغان کا انتقال ہوگیا ہے۔ اور نابالغان اپنے چچا ذوالفقار علی خان کے پاس رہتے ہین۔ وہان اون کی تعلیم و تربیت ناقص ہورہی ہے اور جائداد کی حفاظت و نگرانی بھی کرنے والا کوئی نہین ہے۔ جس کی وجہ سے نابالغان آوارہ اور جائداد تلف ہونے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ اس تحریک پر سردی حجہ ۱۳۱۹ھ کو کورٹ آف وارڈز نے جائداد پر قبضہ کرلیا اور نابالغان کو بھی نگرانی مین لے لیا۔ لیکن نابالغان کے دوسرے چچا محمد علیخان صاحب اس نگرانی کے متعلق عذر دار ہین۔ جس کی کارروائی ایک عرصہ سے جاری ہے۔ مگر ابھی کوئی تصفیہ نہین ہوا۔ ہر دو صاحبزادے لایق اور ہوشیار زیر تعلیم ہین۔ اور ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ اور یادگار ہین۔

راجہ وینکٹ رنگراؤ بہادر

۳۰۶

خاندان آپ راجہ لچھمارا ؤ متوفی کے فرزند۔ اور راجہ رنگراؤ متوفی کے پوتے ہین آپکے آبا و اجداد ایک زمانہ دراز سے تعلقا برآہیم پٹن کے میراث دار ہین۔ آپکے جد اعلےٰ راجہ رنگ راؤ حضرت غفران مآب کے عہد حکمرانی مین باستقبال راجہ سیتا رام خدمت پیشکاری چودہ ہزار بار سے سرفراز ہوئے۔ جب حضرت مغفرت منزل کا دورۂ حکومت شروع ہوا۔ اور راجہ سیتا رام کا معاملہ برہم ہوگیا تو آپ اپنی لیاقت وجودت طبع کے باعث منظور نظر سلطانی ہوئے۔ لاکہون روپیہ کے تعلقات تفویض پائے۔ اور سواران رسالۂ خاص وغیرہ و دیوانی کے خدمت پیشکاری عطا ہوئی۔ اور ناصر الدولہ بہادر کی سرپرآرائی مین جب افغانان مہدویہ کا اخراج ہوا اور بعدازان مہاراجہ چندو لعل بہادر کے حسن سعی سے افغانان مہدویہ پھر وارد بلدہ ہوئے تو آپ ہی کے رسالۂ خاص مین قریب دو ہزار سوار و تعدادان و متعلقات بیش قرار ماہوار کے ملازم مقرر ہوئے۔ علاوہ برین تعلقات قلعۂ بھونگیر و غلکنڈہ و امراوتی و گجپل و دیگر دیہات متفرق و جاگیرات محالات حضور پرنور خود بنفس نفیس ناصر الدولہ بہادر کے آپ کو بالمشافہ تفویض فرمائے۔ بہرحال نوازشات سلطانی سے آپکی ثروت و حکومت و دولت و حشمت روز افزون ترقی پائی۔ اور مراتب اعلےٰ حاصل کئے۔ اور پیشگاہ سلطانی سے آپکو راجہ بہادر کا خطاب اور ۳ ہزاری منصب دو ہزار سوار عطا ہوا۔ بقول صاحب تاریخ گلزار آصفیہ راجہ رنگراؤ کی محفل کثرت ارباب احتیاج و ہجوم سپاہ وغیرہ سے مہاراجہ چندو لعل بہادر کے محفل کا نمونہ نظر

آتی تھی - اب اس سے ناظرین خیال کر سکتے ہین کہ آپ کے اعزاز و حکومت نے کیا کیا ترقی حاصل کئے ہون گے - ہمارے معزز صاحب تذکرہ جن کا نام نامی زیب عنوان ہے - ادسی خاندان کے چشم و چراغ ہین - جو ایک زمانہ مین اس قدر عروج پا چکا تھا - اور اب آپ بھی بفضلہ تعالےٰ دولت و حکومت سے مالا مال ہین - متعدد جاگیرات سیر محاصل آپکے قبض و تصرف مین ہین - مگر آپ کے والد بزرگوار (جن کا انتقال ۲۰ شوال سنہ ۱۳۱۱ھ کو ہوا) کی فیاضی طبیعت نے قرضہ کا ایک کثیر بار آپ کی جائداد پر رکھ چھوڑا ہے - خصوصاً راجہ شیو لعل بہادر کا قرضہ ایک لاکھ سے زیادہ کا شمار کیا جاتا ہے جس سے محاصل جاگیرات کا ایک بہت بڑا حصہ اوس قرضہ کے ادائی کے نذر ہوتا ہے - اس وقت آپ کی ذات اور جملہ جاگیرات کورٹ آف وارڈز کی نگرانی مین ہین - آپ کی تعلیم و تربیت اور خاندان کی نگہداشت و پرورش و ادائے قرضہ کی سبیل وغیرہ سب کچھ کورٹ آف وارڈز سے انجام پاتے ہین - اور جاگیرات کے انتظام وغیرہ کے لئے منجانب کورٹ آف وارڈز آپ کے خسر نگراو جیو منتظم اعزازی مقرر ہین جو آپ کے ہر طرح خیر خواہ اور فلاح و بہبود کے خواہان ہین -

آپ کی تعلیم انگریزی اور فارسی ہر دو مین جاری ہے - نوجوان - لایق - ہوشیار - ذی مروت صاحب اخلاق ہین - آپ کو موروثی خطاب راجہ بہادر کے تجویز بھی جاری ہے - غالباً کسی دربار مین عطا ہوگا -

راجہ بنکٹ کنڈا ریڈی صاحب

۳۰۷

خاندان آپ رنگا ریڈی متوفی دیسمکھ چنچوڑ کے خلف اکبر ہین جو اس ریاست ابدمدت کے نامی اور معزز زمینداروں سے تھے۔ آپکے ایک اور حقیقی چھوٹے بھائی وینکٹ گوپال ریڈی صاحب ہین۔ جو آپ کی موروثی جائداد مین مساوی درجہ کے حصہ دار ہین۔ اور آپکے دو چچا وینکٹ نارسیا ریڈی صاحب و وینکٹ تمار یڈی صاحب بھی موجود ہین۔ جب آپکے والد کا انتقال ہوگیا تو آپ کی کم سنی کے باعث اولاً آپکے نانا کپتان لیکن بعد صاحب آپ کی جملہ جائداد کے نگران رہے۔ جب ان کا بھی انتقال ہوا تو آپکے معزز مامور رنگا ریڈی صاحب ہیتھم کو توالی ضلع اطراف بلدہ نے اپنی نگرانی لی مگر بعد مین باہمی نزاعات و نیز عدم فرصتی کے باعث رنگا ریڈی صاحب نے جائداد کو کورٹ آف وارڈز کے تفویض کردیا۔ چنانچہ اس وقت کورٹ آف وارڈز کی نگرانی ہی مین موجود ہے۔ اور منجانب کورٹ آف وارڈز آپکے مامور رنگا ریڈی صاحب ہی منیجر اعزازی مقرر ہین۔ آپکے جملہ جائداد کا معہ رسوم و سیریات وغیرہ تقریباً گیارہ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہوگی۔ جو بسال اچھی معاش ہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت مدرسہ

چھوٹے بھائی کرنگار ریڈی صاحب کی حسن توجہ اور کورٹ آف وارڈز کی عمدہ نگرانی کے باعث نہایت اعلےٰ پیمانہ پر ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ یہ ہونہار اور نورسن و کمسن صاحبزادے اپنی ہوشیار طبیعت و تیز فہمی۔ جودت و ذہانت کے باعث اعلےٰ درجہ کی لیاقت حاصل کرینگے۔ اور اپنی جائداد کی نگہداشت عمدہ طریقہ پر انجام دینگے اور باعث فخر خاندان کہلائینگے۔

اس وقت تو ہمارے صاحب تذکرہ نہایت ہوشیار اور لایق۔ ذہین۔ جدت پسند پائے جاتے ہین۔ آیندہ بھی یہی حالت قایم رہنے کی امید بندھتی ہے۔

وزیر بیگ خان بہادر

۴۰۸

خاندان } آپ جان نثار خان بہادر کے اولاد سے ہین۔ جو زمانہ شہنشاہ اورنگ زیب مین قلعہ داری اور جاگیرات و مناصب سے سرفراز تھے۔ اور امرائے کبار مین آپ کا شمار تھا اور عہد حضرت مغفرت مآب سے تا الے الآن آپ کے بزرگ قلعداری قلعہ مظفر نگر عرف بلکھیڑ سے سرفراز رہے ہین۔ چنانچہ اس وقت ہمارے معزز صاحب تذکرہ وزیر بیگ خان بہادر بھی اوسی موروثی خدمت قلعداری قلعہ مظفر نگر عرف بلکھیڑ سے ممتاز اور آبائی اعزاز و مناصب سب بحبنہ بحال ہین۔

آپ اردو فارسی مین لایق۔ سیاق و سباق سے واقف۔ صاحب اخلاق۔ ذی مروت۔ فیاض سپہر حشم۔ متعد۔ جفاکش ہین۔ علاوہ برین اتحاد و محبت مین یکتائے روزگار۔ تحریر و تقریر مین ید طولے رکھتے ہین۔

---

* قبل ازین سرکار مظفر نگر عرف بلکھیڑ مین چودہ محال تھے۔ جس کا حاصل بارالاکھ چھ سو چوراسی روپیہ پونے بارہ آنہ تھا۔ اور اس سرکار کے پانچ محل پنج محلہ کے نام سے مشہور تھے۔ جس مین امرضتہ۔ کاکرتی۔ عرف گرمتکال۔ نارائن پٹہ وغیرہ تھے۔ بعض محال مین اس سرکار کے ندی بہیرا جاری ہے۔ چنانچہ ناندیڑ بھی اسی سرکار کا ایک محال تھا۔ جہان گرو گوبند سنگھ (پیر سکھان) کا گردوارہ ہے۔ جو تمام قوم سکھان کا معبد اور پرستش گاہ ہے۔ ۱۲ مولف

وقار جنگ
محمد ولی الدین خان بہادر
۳۰۹

خاندان } آپ کا اصلی نام محمد ولی الدین ہے۔ آپ شیخ الفاری ہین۔ اور وقار جنگ اولے عرف امیر میان کے خلف اور رشید الدین خان بہادر امیر کبیر ثالث کے نواسے ہین۔

خطاب } سن ۱۳۰۲ھ جشن سالگرہ مبارک کے دربار مین آپ کو خطاب خانی و بہادری وقار جنگ و منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی ہوئی۔

آپ پابند وضع۔ ذی رویہ۔ ذی سلیقہ۔ رفقا نواز۔ وجاہت سے امیری نمایان۔ صاحب جاگیر و منصب ہین۔ آپ کو ( ) صاحبزادے ہین۔

واجد نواز جنگ
محمد حسن الدین خان بہادر

۳۱۰

خاندان آپ کا اصلی نام محمد حسن الدین ہے۔ اور نواب محمود نواز جنگ بہادر کے بڑے بھائی ہیں قبل ازیں آپ کے چھوٹے بھائی صاحب کے حالات میں (ردیف م) اجمالی طور پر آپ کے خاندانی حالات درج ہو چکے ہیں۔ اب یہاں مکرر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ فارسی۔ اردو میں لائق حساب سے ملہ ہیں۔ آپ کو بھی مثل آپکے بھائی کے فتوحات علی غول علاقہ صرف خاص کے ماتحت ہیں۔ جسکے باعث آپ بخشی کے لقب سے موسوم ہیں۔ اور تقریباً تین سو روپیہ ماہانہ پاتے ہیں۔ ایک مدت تک آپنے محکمہ کلکٹری گیری میں بزمانہ نواب عماد نواز جنگ بہادر کمشنر کلکٹری گیری بطریق کارآموز سرکاری کام بوجہ حسن انجام دیا ہے۔ علاوہ بریں آپ کے ہمشیرہ محترمہ حضرت واحد النساء بیگم صاحبہ قبلہ مظلہا کے دفتر عنایت و محبت آپ کے حال پر زیادہ تر مبذول ہے۔ اسلئے بیگم صاحبہ ممدوحہ کے اکثر جاگیرات وغیرہ کا انتظام و اہتمام بھی آپ ہی کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔

خطاب سنہ ۱۳۱۱ھ میں جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر آپ کو خطاب خانی و بہادری مع واجد نواز جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔ آپ اتحاد و محبت میں یکتا۔ اخلاق و مروت میں فرد۔ فیاضی میں بے نظیر ہیں۔ آپ کو (۲) صاحبزادے ہیں۔ جو زیر تعلیم ہیں۔

خاندان آپ محمد رشید الدین خان بہادر کے خلف الصدق اور محمد حسام الدین خان سردار الملک مغفور عرف گھانسی میاں کے نواسے ہیں تقریر فارسی اردو میں لیاقت - اعزاز و مناصب سے سرفراز - جاگیرات موروثی سے ممتاز ہیں - اخلاق و مروت بھی اعلیٰ پیمانہ پر ہیں تحریر بھی بہت شستہ و پاکیزہ ہوتی ہے - حال ہی میں آپ کی شادی میر عثمان خان صاحب منصرم محاسب قضاص کی صاحبزادی کے عمل میں آئی ہے جنکے بطن سے اس وقت ایک صاحبزادہ کمسن محمد عظیم الدین خان عرف خورشید میاں نام موجود ہے - **مولف** کو آپ سے خدمتین ایک مدت سے بیاز حاصل ہے آپ اتحاد و محبت میں یکتا مستقل مزاج متحمل بردبار سلیم الطبع - کم گو متین - حامیہ پرست ہیں

گھانسی میاں سردار الملک مرحوم کو امجد الملک مغفور کے ہمشیرہ منسوبہ متین الدولہ شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے ہمراہ تھے - کیونکہ امجد الملک مغفور کے دوسرے سسر تیغ جنگ بہادر سے منسلک متین گھانسی میاں عہد حضرت غفرانمآب میں ہفت ہزار سوار کے رسالہ و پیادگان وغیرہ سے سرفراز اور ہمیشہ جیسا مقرب بارگاہ سلطانی رہتے تھے - اور مسند نشینی منصب علم و نقارہ نشان نوبت - پالکی چہار دار خطاب - ملکی وغیرہ سے مباہی و مفتخر تھے - اختتام جنگ کے مقابلہ میں مقام دہل کنڈی وہ وہ کامیابیاں کیے کہ مورد تحسین و آفرین ہوئے - اور قدر منزلت میں بھی اضافہ ہوا - چونکہ اس جنگ میں اکثر افغانان مہدوی آپ کی جمعیت کے ہاتھوں کام آئے تھے - اسلئے قوم مہدویان کو آپکے ساتھ ایک قسم کی خصومت ضرور ہوگئی تھی چنانچہ اوسکا نتیجہ آپکی شہادت ہوئی - اسکا واقعہ سطح ہے کہ آپ اکثر عشرہ شریف میں مہر فرزانی عرف منی جی (جو آپکی ملازمہ تھی) کے عاشور خانہ میں تمام رات بیٹھکر مرثیہ خوانی سنتے تھے چنانچہ ۱۲۱۵ھ میں بھی اوسطرح مرثیہ خوانی سننے کیلئے آئے - اور چار کس مہدویان نے آپکو شہید کیا حضرت غفرانمآب کو جب یہ خبر ہوئی کمال درجہ ملول ہوئے قاتلوں کو سزا دینے کا حکم صادر فرمایا - آپ اتحاد درجہ کے مخیر فیاض بہادر مستعد جفاکش سیر چشم مبا اخلاق و مروت تھے من گنج آصفیہ ۲۰ ص

سر وقار الامرا مغفور
اقتدار الملک کے سی۔ آئی۔ ای
سکندر جنگ اقبال الدولہ
محمد فضل الدین خان بہادر

۳۱۲

خاندان] آپ سر شہباز الدین خان بہادر وقار الامرا مرحوم کے خلف اصغر اور سر خورشید جاہ بہادر ایم بی ای کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں باقی تفصیلی حالات خاندانی آپ کے حقیقی بھائی سر خورشید جاہ مغفور۔ اور چچازاد بھائی سر آسمان جاہ مرحوم کے تذکروں میں تفصیلی طور پر بیان ہو چکے ہیں اب یہاں مکرر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ۱۸۷۴ء میں پیدا ہوئے فارسی اور اردو حسب ضرورت حاصل فرمائی۔ بعد ازاں آپ کی شادی حضرہ دار السنا بیگم صاحبہ صاحبزادی حضرت مغفرت مکان سے بعہدہ وزارت عظمیٰ سرفراز جنگ اعظم عمل میں آئی۔ اور بعد انتقال پدر بزرگوار کے علے السویہ آپ اور سر خورشید جاہ مرحوم میں تمام ملک و املاک جاگیرات وغیرہ کی تقسیم عمل میں آئی ۱۸۹۵ء میں خطاب خانی و بہادری سکندر جنگ اقبال الدولہ ملا ہوا۔ مدتوں حضرت اقدس و اعلیٰ کے بارگاہ فلک اشتباہ میں ہمیشہ باریاب۔ سیر و شکار میں ہمرکاب خلوت و جلوت میں حاضر رہتے تھے ۱۸۹۶ء میں انگریزی کی تعلیم شروع کی اور ۱۸۹۹ء میں آٹھ مہینے سیر و سیاحت انگلنڈ میں گذارے یہاں آپکی بڑی آؤ بھگت ہوئی۔ ملکہ معظمہ پرنس آف ویلز اور دوسرے ارکین خاندان شاہی نے آپکے وہاں بڑی قدر و تشریف فرمائی۔ اسی سیاحت میں آپکے دل پر وہ اثر کیا کہ آپنے اپنے دونوں صاحبزادوں کو کم سنی ہی سے انگریزی تعلیم دلائی چھوٹے صاحبزادے ولی الدین خان بہادر کو تو برسوں انگلنڈ میں رکھکر انہیں کالج میں تربیت کرایا۔ جب سر آسمان جاہ بہادر ۱۹۰۳ء میں عہدہ وزارت سے سرفراز ہوئے تو آپ پانچ سال تک زیر سایہ رہے اور اپنی خدمت مفوضہ کو بوجہ احسن انجام دیا۔ اسکے بعد ۱۹۰۸ء میں بوجہ علالت طبع سر آسمان جاہ مغفرا جاہ کی خدمت لی تو آپ منصب وزارت پر ممتاز ہوئے۔ اور ۴ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ کو مستقل مدار المہام کئے گئے شعبان ۱۳۲۷ھ میں اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے قلمرو کرنول بہادر کے دیسرا آنریبل کے مہمان ہو کر کلکتہ گئے تو آپ بھی ہمراہ رکاب تھے۔ اور قریبا آٹھ مہینہ تک آپکی رہنمائی

آبھی ہیں۔ مگر ابھی ان کو ایسے ناگوار سانحہ سے پیش ہوئے کہ آپکو جمادی الاول ۱۳۱۹ھ یعنی ۲ ماہ کی رخصت بلا تنخواہ لینی پڑی اور حضرت اعلیٰ نے مہاراجہ کشن پرشاد بہادر کو منصب عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازاں ۱۳۲۰ھ میں مہاراجہ بہادر مستقل وہاں رہے۔ لیکن اب کے آپ کو بیچ دلعقبہ کے دورکے تکلیف سے بیزار تھے کہ حیدرآباد کو پھر آپکی واپسی کی صورت پیش آئی مگر مفاجات سے ایک شبکالت استراحت (غریب الوطنی) اقبال نہایت ماہ شعبان ۱۳۲۱ھ میں آپکی نعش بندرگاہ بمبئی سے سپیشل ٹرین حیدرآباد لائی گئی۔ اور اپنے خاندانی مقبرہ واقع درگاہ حضرت بندہ نواز گیسو دراز میں دفن ہوئے۔ آپ خاص و عام میں ہر دلعزیز تھے اور معزز انگریزوں سے آپکو بہت میل جول تھا۔ سخاوت و شجاعت میں آپکا نظیر مشکل سے ملیگا شریف پرور۔ غریب نواز۔ اخلاق و مروت میں بیمثل و جامعیت و خوبصورتی میں بے نظیر تھے۔ آپنے لاکھوں روپیہ کی لاگت سے بلدہ جنوب روبہ ایک میل کے فاصلہ پر چنچلگوڑہ کے متصل ایک مختصر سی پہاڑی کے بلندی پر ایک بہت بڑی عمارت تیار کرائی تھی جسکا نام عوام و خاص میں فلک نما مشہور ہے۔ اوسکی زینت و آرائش بھی اس عمدگی سے کی گئی کہ جو بن ٹپکنے لگا۔ مدتوں آپنے سمیت قیام پذیر رہے۔ لیکن بعد میں حضرت اعلیٰ نے بتیس لاکھ روپیہ کو آپسے خرید فرمایا۔ پھر آپکو دکان سے علیحدہ ہونا پڑا تو آپنے اپنی جاگیر بیگم پیٹہ واقع سکندرآباد میں جاکر رہے اور وہاں بھی ایک عمارت بہت بڑی تعمیر کرائی جو اب آپکے لائق فرزند اکبر نواب سلطان الملک بہادر کے قبض و تصرف میں ہے۔ بہرحال آپکو عمارت کے تیار کرانے کا بہت بڑا شوق تھا۔ جدہ طبیعت آجانی بھی اوسکو پورا کرکے چھوڑتے تھے۔ آپکو دو فرزند ہیں۔ اول نواب سلطان الملک بہادر (جنکا تذکرہ علیحدہ ردیف س میں درج ہے) دوم نواب ولی اللہ خان بہادر (جنکا تذکرہ ردیف و میں بیان ہوا ہے) دو صاحبزادیاں ہیں۔ بطن سے ہیں۔ مرزا فاطمہ بیگم صاحبہ کی صاحبزادی ہیں۔ مرزا فاطمہ بیگم کے انتقال سے لیکر نام جائداد و املاک و جاگیرات نوع وغیرہ نواب سلطان الملک بہادر کے قبض و اعتبار میں ہے۔ اچھی دو بھائیوں میں تقسیم نہیں ہوئی۔ آئندہ دیکھا جائیگا کہ حضرت اقدس و اعلیٰ کب توجہ عالی مبذول فرما کر حکم تقسیم نافذ فرماتے ہیں۔

راجہ نائیک راؤ بہادر

راجہ وناياک راؤ

۳۱۳

خاندان } آپ راجہ گنیش راؤ بہادر کے خلف الصدق اور راجہ وٹھل اسس بہادر کے پوتے ہین آپکے جد اعلے راجہ وٹھل سندر پرتاب پنت راجہ بہادر وزیر اعظم حضرت غفران مآب تھے جنکی شوکت وعظمت کارہاے نمایان شہرۂ آفاق ہین ۱۱۷۱ھ مین جب حضرت غفران مآب بحیثیت ولیعہدی انتظام ریاست فرماتے تھے اوسی زمانہ سے ہمارے مخدوم صاحب تذکرہ کے جد اعلے راجہ وٹھل سندر پرتاب پنت راجہ بہادر پر نظر الطاف شاہانہ مبذول تھی اور راجہ صاحب ممدوح بھی اس ریاست کے رکن اعظم مشیر مملکت۔ اور سپہ سالار دسپہ سلطنت کے مختار کل تھے جب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر نے سلطنت سے کنارہ کشی فرمائی۔ اور قلعہ محمد آباد بیدر مین عزلت اختیار کی تو حضرت غفران مآب مسند آرائے اورنگ جہانبانی ہوے۔ اور حسن کارگزاری۔ دیانت وہوشیاری کے باعث (جسکا تجربہ حضرت کو اول ہی سے تھا) راجہ پرتاب پنت راجہ بہادر کو بمراحم خسروانہ عہدۂ وزارت سے ممتاز فرمایا۔ راجہ صاحب موصوف نے بھی ہمیشہ امور مملکت اور مہمات حرب مین جرأت ودیانت سے ریاست کی حمایت کی۔ اور روز بروز راجہ بہادر پر الطاف ونوازش شاہانہ کی بوچھار ہونے لگی۔ گر افسوس ہے کہ عین عروج کے زمانہ مین جانوجی بھوسلہ کی (یہ ایک بد باطن۔ فریبی شخص تھا۔ جو بظاہر تو اطاعت اختیار کی تھی لیکن در پردہ دشمنی پر کمر باندہا تھا) غداری اور مکاری سے آنکو روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ ایک موقع پر جانوجی بھونسلہ نے لشکر کی چھاؤنی کے متعلق آپ سے یہ عرض کی کہ اگر اس دفعہ بجاے دوسرے مقامات کے اورنگ آباد مین چھاؤنی ڈالی جاے تو مناسب ہے۔ کیونکہ پونا اور ناگپور صوبہ مذکور کے قرب جوار مین واقع ہین۔ چنانچہ اوسکا معروضہ راجہ بہادر کی خدمت مین پذیرا ہوا اور عنان عزیمت اورنگ آباد کی جانب منعطف فرمائی۔ جب لشکر ظفر موج دریاے گوداوری کے کنارے پہونچا۔ دریا طغیانی پر تھا۔ ناچار چند روز مقیم رہنا

پڑا۔ مگر اتفاق وقت فوج کے دو حصے ہو گئے۔ ایک تو دریا پار اور تر اور دوسرا ادھر کا ادھر رہا۔ اس موقع پر اوس مکار غدار جانو جی بھونسلہ نے (اس عذر سے کہ فوج تنخواہ کے لئے بلوہ پر آمادہ ہے) راجہ بہادر سے بیس کوس کے فاصلہ پر اپنا قیام کیا۔ اس تفریق مین رگھناتھ راؤ کو اچھا موقع ہاتھ آیا اور دفعتاً اوس نے یلغار اگر حملہ کر دیا۔ پھر کیا تھا بازار خونریزی گرم ہوا طرفین کے آدمی گرنے لگے۔ گو راجہ بہادر کے پاس جمعیت معدودے چند رہگئی تھی لیکن تاہم آپ نے وہ مردانہ و شجاعانہ مقابلہ فرمایا کہ دشمن پسپا ہوا۔ فوج غنیم زیروزبر ہو گئی۔ اور رگھناتھ راؤ کا ہودج آہنی گرفتار ہو گیا۔ امید تھی کہ وہ بھی قتل ہوتا۔ اور اپنے کیفر کردار کو پہونچتا۔ مگر بعض مفسدون نے دھوکا دیا اور عرض کی کہ یہ ہودج رگھناتھ راؤ کا نہین ہے بلکہ کسی دوسرے برہمن کا ہے۔ چنانچہ اس دھوکہ مین رگھناتھ راؤ کو فراری کا اچھا موقع ہاتھ آیا۔ افسوس ہے کہ اس جنگ مین کئی نامی افسر نذر اجل ہوے۔ سب سے زیادہ مقام رنج یہ ہے خود راجہ بہادر ضرب تفنگ سے (جو سب ایمائے مراد خان عمل مین آیا تھا) ہیجان ہوے۔ پھر کیا تھا جب سرلشکر مارا گیا تو فوج کے قدم کہان جم سکتے ہین۔ ہزیمت پڑگیا اور راجہ بہادر کے ہاتھی جانے سے فوج اسلام کو بڑا صدمہ پہونچا۔ اس قتل کے علاوہ فرار کے وقت پر بعض لشکریان اسلام نے دریائے گنگ مین ڈوب کر جان دی۔ جب حضرت غفران مآب نے یہ خبر سماعت فرمائی تو بہت ہی تاسف فرمایا۔ خصوصاً راجہ بہادر کے بے وقت موت کا آپ کو بہت بڑا صدمہ ہوا۔ مترا اورنگ آباد کا رخ فرمایا۔ اور رگھناتھ راؤ کے خاطر خواہ گوشمالی کی۔ اور ۱۱۷۳ھ مین وارنق افروز بلدہ ہو کر محمد مراد خان اور اوسکے خالہ زاد بھائی کو جسکا نام ہمت خان تھا۔ قلعہ محمد نگر (گولکنڈہ) مین بقید فرمایا۔ جہان اون دونون نے قید ہستی سے نجات پائی۔

راجہ بہادر کے لائق فرزند راجہ جمنا راؤ بعد اپنے پدر بزرگوار کے جان نثار سرکار نمک خوار اور مورد عنایت سلطانی رہے۔ ۳۵ ہزار کی جاگیر ذات اور ایک لاکھ اٹھارہ ہزار سات سو باون روپیہ سالانہ رہے چودہ آنہ کی جاگیر نگہداشت جمعیت کے لئے سرفراز ہوی۔ اور اپنے مغز نو باپ کے اعلے خطاب پرتاب ونت بہادر سے سرفرازی پائی۔ آپ ارسطو جاہ بہادر کو مثل اپنے پدر بزرگوار کے

امور ملکی و جنگی مین مدد دیتے تھے - آخر ۱۲۲۰ھ مین انتقال فرمایا -

آپکے فرزند راجہ وٹھل داس تھے جو بجائے اپنے والد متوفی کے جاگیرات وغیرہ پر قایم اور امانت و دیانت کے سایہ سرکار عالی کے مطیع و منقاد رہے مگر افسوس ہے کہ ۱۲۳۱ھ مین انکا بھی انتقال ہوگیا -

بعد ازان آپ کے لایق فرزند راجہ گنیش راؤ بہادر (جو بعہد وزارت سراج الملک بہادر فیما بین و زیہ اعظم و حضرت غفران منزل وکالت کی خدمت انجام دی تھی) کو بعد تغیری خدمت راجہ رام بخش بہادر ناصر الدولہ بہادر نے یاد فرماکر ۱۲۳۴ھ مین خدمت پیشکاری و عہدۂ جلیلہ وزارت سے سرفراز فرمایا - اور ایک پرٹی زمرد - سو عدد مہر زرسرخ - دو ہزار روپیہ مرحمت کیا - سو جوانان بارہ بیس چوبدار بیس خدمتگار دس منصبدار - چار ہاتھی - بہت سے شاگرد پیشہ ہمراہی مین دیکر روانہ فرمایا - اور امیر الملک بہادر کی حویلی رہنے کو عنایت ہوی - اور بیس ہزار کی پروانگی (راجہ شنبو پرشاد بہادر کو) آپکے مصارف کے واسطے عطا ہوی - مگر افسوس ہے کہ آپ کا زمانہ وزارت بہت ہی کم رہا ہے - کیونکہ بعد اسکے پھر مکرر نواب سراج الملک بہادر نے عہدۂ وزارت کا (جو چند روز حضرت غفران منزل کی خفگی و قہر و عتاب کیوجہ سے چندے موقوف ہوگئے تھے -) چارج لے لیا -

آپ کے پدری جاگیرات حیدرآباد کے منجملہ ۱۰۰ سو ہزار کے جاگیرات اجرا پاے ۱۲۶۵ھ مین موضع دیکرن وغیرہ پرگنہ تاردی سرکار پرینڈہ جو مواضع جاگیر نگہداشت جمعیت عنایت ہوے - اور ۱۲۶۹ھ مین جمعیت کے عزل و نصب کا اختیار بھی عطا ہوا تھا - آخر ۱۲۹۱ ہجری مین رحلت کی -

آپ کے اکلوتے خلف الرشید راجہ ونایک راؤ بہادر ہین (جنکا نام نامی عنوان مین درج ہے -)

آپ ۲۵ ذیقعدہ ۱۲۷۶ھ مین بمقام کوتول ضلع احمد نگر تولد ہوے - علم - فارسی - اردو - مرہٹی سے واقف اور زبان تلنگی و کنڑی سے ماہر ہین - اور سرکار عالی نے آپ کے بزرگون کے اعزاز کا خیال مدنظر رکھکر جاگیرات معطیہ حسب نشان ۶۴۹ بحال رکھا - اور فہرست امراے جاگیرداران مستثنے مین قایم کیا - اگر غور سے دیکھا جاے تو بلدہ مین دو تین گھرانے ایسے ملینگے کہ جہان وزارت کا اثر باقی رہگیا ہے - چنانچہ آپ بھی اونھین دو ایک معزز خاندان مین سے ہین کہ جن کے گھر وزارت کے

مغز خدمت سنے اپنا سایہ ڈالا تھا۔

ہمارے مغز صاحب تذکرہ (راجہ ونایک راؤ بہادر) نے مقدس مقامات ہنود مثلاً بدری کیس دوارکا۔ رامیشر وغیرہ کی جاترا اور تیرتھ بھی کی ہے۔ اور اپنے اعلےٰ علمی معلومات کی وجہ سے پولیٹکل وسوشیل امور مین عمدہ تجربہ حاصل کیا ہے۔ اور تحریر و تقریر بھی نہایت شستہ و پیرایہ اخلاق و مروت مین بھی اپنا نظیر نہین رکھتے۔ فیاضی۔ چشمی۔ غربا پروری آپکے خاندانی اوصاف ہین جو در اثنا آپ کے بزرگون سے آپ کو ودیعت ہوے ہین۔ امید ہے کہ سرکار عالی کی توجہ کسیوقت اس مغز قدیم خاندان کے لایق یادگار پر مبذول ہو جائیگی۔ اور کسی خرعہدہ پر آپ مامور ہوکر اپنے وسیع معلومات اور عمدہ لیاقت و اعلےٰ تجربہ کو اپنے آقاے ولی النعمت کی خیرخواہی و جان نثاری۔ ملک کی سرسبزی۔ رعایا کی بہبودی مین صرف فرمائین گے۔

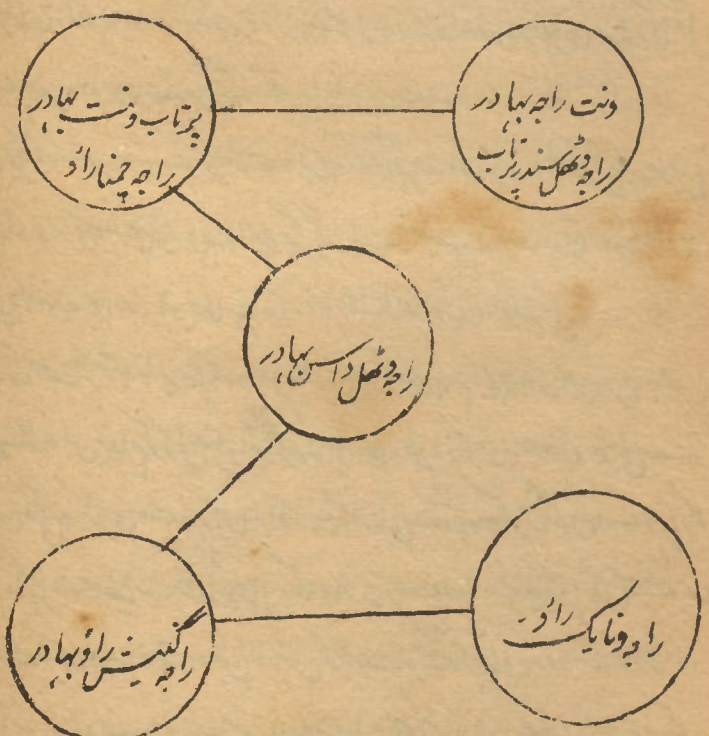

وزیر جنگ

کپتان محمد ہادی خان بہادر

۱۳۱۴

خاندان] آپکا اصلی نام میر امحمد ہادی ہے۔ آپ آغا جان مرحوم کے اکلوتے فرزند اور میر محمد حسین خان میرور (جو مستقیم الدولہ بہادر کے داماد تھے) کے نواسے ہین مستقیم الدولہ بہادر میر عالم مغفور کے نائب و معتمد علیہ تھے۔ آغا جان مرحوم خود مستر منصفات ایران کے رہنے والے ایک زمانہ دراز سے یہان فروکش تھے۔ جب حیدرآباد دکن وارد ہوئے تو میر محمد حسین خان میرور نے اپنی شرافت و نجابت کے باعث اپنی صاحبزادی آپ کے حبالۂ عقد مین دی۔ اور نواب محبوب الملک اولے کے یہان (بلحاظ تعلقات و قرابت قریبی کے) آغا جان مرحوم کے سلسلۂ ملازمت کیلئے سفارش ہوی چنانچہ نواب صاحب موصوف نے ایکسو مشاہرہ تین سو روپیہ دار الطبع کی تحتی پر مامور فرمایا اور چند روز بعد ایکسو روپیہ یہی منصب مین اجرا فرمایا جسکو آپنے کمال نیکنامی اور مستعدی سے تادم مرگ انجام دیا۔ اولاد کے ذریعہ میر ہادی بعد فراغ علوم ضروریہ سنہ ۱۳۰۱ھ مین ابتداءً فوج گوشہ محل مین کیڈٹ (الونس کے ساتھ) مقرر ہوئے۔ بعد ازان افواج قلعہ گولکنڈہ مین سب لفٹنٹ ہوئے۔ اپنی حسن کارگزاری اور جانفشانی کے باعث نواب فخر الملک بہادر کے نظر مین جگہہ پیدا کرلی۔ وقتاً فوقتاً لفٹنی اعلیٰ وغیرہ پر ترقی کرتے چلے گئے حتی کہ مشاہرہ چھ سو چودہ روپیہ معہ رتبۂ کپتانی پر مامور ہوئے۔ اور سنہ ۱۳۱۱ھ مین برگیڈ] مجرا ہوئے۔ سنہ ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک خطاب ثانی دہادری و وزیر جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سے سرفرازی ہوی۔ جب سنہ ۱۳۱۹ھ مین مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر مہاراجہ المہامی کے معزز خدمت سے سرفراز ہوئے تو حسب عمل درآمد دوائیڈ کانگوگی ہوئی چنانچہ اس موقع پر آپ (وزیر جنگ بہادر) اور لفٹنٹ سردار پریم سنگھ (اول اسکوادرن کمانڈر) مہاراجہ بہادر مدار المہام کے ایڈیکانگ مقرر ہوئے۔ اس وقت آپ اس معزز خدمت کو نہایت خوش اسلوبی اور مستعدی سے انجام دیرہے ہین۔

آپ ایک لایق اور ممتاز خلیفہ ہین حسن اخلاق و مروت مین ضرب المثل۔ اتحاد و محبت مین فرد فرید۔ علاوہ بریں وجیہ اور خوبصورت ہین۔ آپ کو اس وقت (تین ۳) فرزند ہین۔

۴۹۲

محمد ولی الدین خان بہادر

۳۱۵

خاندان } آپ اقبال الدولہ سرو قار الامرا مرحوم کے خلف اصغر نواب سلطان الملک بہادر کے چھوٹے بھائی اور خاندان شمس الامرائی کے معزز ممبر محمد مقیم صاحب مرحوم کے دختر نیک اختر کے بطن سے ہین۔ تفصیلی حالات اس خاندان عالیشان کے نواب سر آسمان جاہ بہادر کے تذکرہ مین بیان ہو چکے ہین۔ ایک مدت سے آپ میرٹھ مین بطور آنریری عہدہ دار افواج گورنمنٹ انڈیا مین ممتاز و مفوض برسون لنڈن مین انگریزی کی تعلیم پائی ہے۔ اکثر آپ اپنی اوقات سیر و سیاحت اور اپنے خدمت کے انجام دہی مین صرف فرماتے ہین۔ کبھی کبھی ہفتہ عشرہ کے لئے بھان (حیدرآباد دکن) بھی تشریف لاتے ہین۔ یہ بھی اوس زمانہ سے کہ جب آپکے والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا ہے۔

آپ لایق۔ ہوشیار۔ سلیم الطبع ہین۔ چہرہ سے دانائی اور فراست عیان۔ امارت۔ ہونہار نوجوان۔ وجیہہ۔ متناسب الاعضا ہین۔

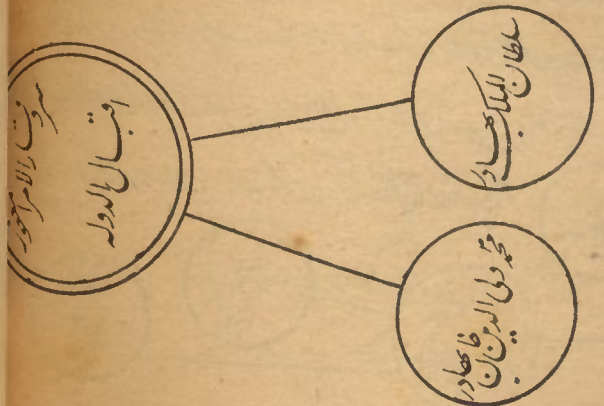

راجہ واسدیو رائے بھادر

۳۱۶

خاندان } آپ رائے گہنشام لعل کے فرزند ارشد اور راجہ رگھناتھ رام کے پوتے ہین۔ آپ کے جد اعلےٰ رائے راگھورام تھے۔ جن کا تفصیلی تذکرہ راجہ گیانی لعل بھادر کے (جو اس خاندان کے بزرگ ہین) تذکرہ مین تحریر ہو چکا ہے۔

آپ اپنے پدر بزرگوار کے اکلوتے فرزند ہین۔ انگریزی۔ فارسی مین لایق۔ سیاق سباق سے ماہر۔ دفتری کارروائی سے واقف ہین۔ علاوہ برین کسیقدر قانون مین بھی ملکہ ہے۔ نوجوان۔ ہوشیار۔ ذی فہم ہین۔ اور اپنے آبائی جاگیرات و موروثی جائداد سے ممتاز ہین۔ ابتک آپ کو کوئی فرزند نرینہ نہین ہے۔ صرف ایک کمسن دختر نیک اختر ہے۔

مولف کو آپ سے قدیمی اتحاد ہے۔ نہایت فیاض۔ شیریں۔ مستقل مزاج۔ سلیم الطبع غیور طبیعت ہین۔ شاعری کا بھی مذاق ہے۔ مشتاق تخلص کرتے ہین

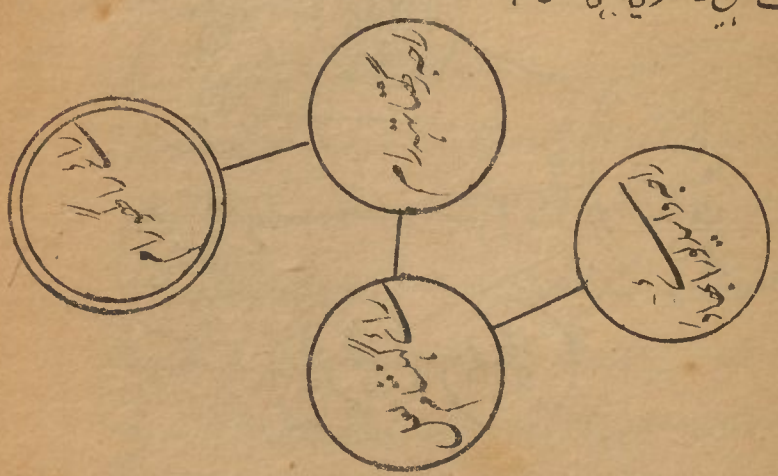

میر وزیر علی خان بہادر

۳۱۷

آپ کا اصلی نام سید وزیر علی ہے۔ سادات صحیح النسب حیدرآبادی الاصل ہیں۔ ابتداءً آپ کا تعلق رسالہ سواران علاقہ سرکار عالی سے تھا۔ ایک عرصہ ہوتا ہے کہ وہاں سے آپ کا تعلق پولیس میں ہو گیا اور اپنی حسن خدمت اور جفاکشی طبیعت کے وجہ سے مختلف عہدوں پر وقتاً فوقتاً ترقی پائی۔ اور عالیجناب نواب اکبر الملک بہادر کوتوال صاحب دارالسلطنت حیدرآباد دکن کی منصف مزاجی اور دوربین نظر نے آپ کو بہت جلد اپنی دردمندگاری سے ممتاز فرمایا۔ بلکہ اسی پر اکتفا نہ کیا۔ سنہ ۱۳۱۷ھ کے جشن سالگرہ مبارک میں پیشگاہ سلطانی سے خطاب خانی و بہادری سے بھی سرفرازی بخشی۔

واقعی آپ نہایت لائق۔ ہوشیار۔ تجربہ کار۔ جفاکش۔ محنتی۔ کارگزار ہیں۔ اور اپنے اعلےٰ افسر کے راضی اور خوشنود رکھتے ہیں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ آپ کو (پانچ) فرزند ہیں۔

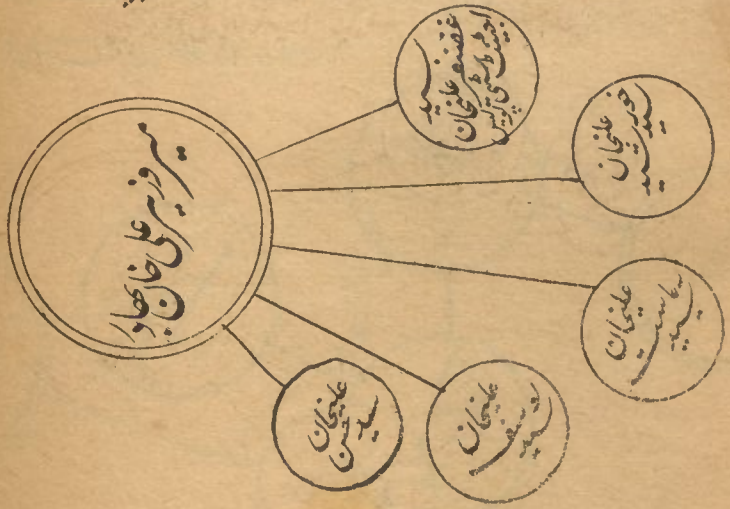

۳۱۸

آپکا اصلی نام محمد مشتاق حسین ہے۔ امروہہ ضلع مراد آباد ممالک مغربی وشمالی کے رہنے والے ہیں۔ ابتداً آپ حیدرآباد دکن میں مولوی محمد یٰسین المتخلص بہ محسن الملک بہادر کی طلبی پر وارد ہوئے۔ اولاً صیغہ عدالت میں مددگار ہوئے۔ بعد ازاں دیوانی خرد کے منصرم ناظم قرار پائے۔ ۵ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ کو بمشاہرہ پانسو روپیہ منصرم معتمد صدر المہام عدالت ہوئے۔ ۱۳ شعبان ۱۲۹۵ھ کو مستقل معتمد صدر المہام عدالت بامشاہرہ ایکہزار روپیہ مامور ہوئے۔ اور ۱۲۹۶ھ میں نواب عمدۃ الملک شمس الامرا مرحوم کے انتقال کے بعد جبکہ نواب رشید الدین خان شمس الامرا مرحوم اور نواب آسمان جاہ مرحوم کے درمیان کرسی وقت ہوئی تو آپ دو مہینے کی رخصت وطن جانیکے لئے لیکر گوالیار گورنمنٹ کو روبصحت پاس پہنچے جب اسکی اطلاع نواب مدار المہام سرکار عالی کو پہونچی تو فوراً موقوف کئے گئے۔ اور جریدہ اعلامیہ ۱۱ محرم ۱۲۹۶ھ کو حکم طبع ہوا۔ اور کے چوتھے سال ۱۲۹۹ھ میں بعد انتقال رشید الدین خان وقار الامرا دام اقبالہ حسب الطلب نواب اعظم حیدرآباد دکن اگر خدمت سابقہ معتمدی صدر المہامی عدالت کا جایزہ لیا۔ اور ۲۷ ذیحجہ ۱۲۹۹ھ کو صدر اگلبرگہ بامشاہرہ سہ سو روپیہ کے تنخواہ سے قرار پائے بعد ازاں ۱۴ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ کو معتمد عدالت اور کو توالی مدار المہام سرکار عالی۔ اور ۳ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ میں رکن مجلس مال مشاہرہ مشتاد سو روپیہ اور ۱۰ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ کو صوبہ دار رنگل مقرر ہوئے۔ اور سالگرہ مبارک ۱۳۰۲ھ میں خانی بہادری و انتشار جنگ خطاب عطا ہوا ۱۳۰۵ھ میں قارہ میں معتدل ہوئے۔ اور ۱۳۰۸ھ میں (سالگرہ مبارک) وقار الدولہ وقار الملک خطاب نصب سہ ہزاری پانصدی دو ہزار پانصد سوار و علم سرفراز ہوا۔ یہ زمانہ وزارت نواب آسمان جاہ بہادر کا تھا جسمیں آپکا ستارہ اقبال نصف النہار پر پہونچا تھا۔ اسکے بعد ۲۸ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ کو بروز پنجشنبہ عین دیوالی کے روز خدمت سے سبکدوش کئے گئے۔ چنانچہ آپ حیدرآباد سے مدراس چلے گئے۔ سرکار عالی کے خزانہ سے ماہانہ سات سو روپیہ آپ کو وظیفہ ملتا ہے اور فتح میدان والا بنگلہ جو عطیہ سرکار ہے اوس کا کرایہ آپ ہی کو وصول ہوتا ہے۔ آپ ایک نہایت ہی لایق اور تجربہکار افسر رہے۔ تحریر و تقریر میں یگانہ روزگار۔ آپکو ایک صاحبزادہ محمد احمد نام ہے جسکی تعلیم بارسٹری بخرچ دادی ولایت میں دلائی تھی۔ جو ایک عیسائی سے نکاح کرکے حیدرآباد آئے اور مدراس ہائی کورٹ میں بارسٹری کرتے تھے۔ عیسائی عورت کے بطن دو لڑکیاں مدراس میں پیدا ہوئیں مگر زندہ نہ رہیں۔ بعد ازاں ۱۸ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ کو محمد احمد نے بھی انتقال کیا۔

وقار نواز جنگ

سید الزمان خان بہادر

۳۱۹

خاندان آپ کا اسم گرامی۔ وحید الزمان۔ سن تولد ۱۲۶۰ ہجری۔ مولد شہر کانپور ہے اور سلسلۂ نسب مدرزیعہ فرخ شاہ کابلی حضرت خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے آپکے جد اعلےٰ مولانا احمد ملتانی شہر ملتان مین ایک عالم متبحر گذرے ہین جن کا نام شرق سے غرب تک مشہور ہے۔ اُن کے فرزند مولانا مولوی نور محمد شہر ملتان سے بلدہ لکھنؤ مین مسافرانہ وارد ہوئے بوجہ علم و فضل کے اہل لکھنؤ نے آپ کی آوری کو غنیمت سمجھا اور تا زندگی لکھنؤ سے باہر جانے نہ دیا۔ آپکے فرزند مولوی حاجی سید الزمان کی ولادت شہر لکھنؤ ہی مین ہوئی۔ بعد مدت بہ سبیل مسافرت حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ سالار جنگ اولے نے آپ کو خدمت مہتمی دار الطبع سرکار عالی پر مامور کیا سنہ ۱۲۹۴ھ کے آخر مین بہ ترک روزگار ہجرت کی نیت کرکے روانہ حرمین شریفین ہوئے اور ۹ مرذی قعدہ سنہ ۱۲۹۵ھ کو مکہ معظمہ مین انتقال فرمایا۔ اور جنۃ المعلےٰ مین مدفون ہوئے۔ آپکے چار

خلف الرشید تھے جنمین خلف دوم ہمارے معزز صاحب تذکرہ (جن کا نام نامی زیب عنوان ہے)

تعلیم ہین۔ آپنے ابتداءً قران مجید اپنے برادر معظم مولوی بدیع الزمان سے پڑہا۔ ترجمہ قرآن مجید کا استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا جب آٹھ سال کا سن ہوا تو عربی شروع کی مفتی عنایت احمد صاحب غریق رحمت سے صرف و نحو کا اکتساب شروع کیا۔ اور حکیم لقمان کے رسالہ قبریہ کا ترجمہ اردو مین کیا پھر حدیث اور فقہ کے جانب توجہ فرمائی۔ دسوین سال عربی مین استعداد اور لیاقت حاصل کی کہ شرح وقایہ کا ترجمہ آپ نے فرمایا اور اوس کی شرح اردو زبان مین لکھی۔ اسکے بعد ۱۲۸۰ھ تک اور درسی کتابین فقہ۔ اصول معانی۔ بیان کو ختم فرمائین یہانتک کہ بارا سال کے سن تک ضروری لیاقت علوم مسطورہ مین پیدا ہوگئی۔ مولوی مفتی محمد لطف اللہ صاحب سے علوم عقلیہ اور منطق کی تحصیل کی۔ حکیم احمد علی خان سے طب کی کتابین پڑہین مولانا مولوی بشیر الدین عمدۃ المحدثین سے حدیث اور تفسیر مین کمال حاصل فرمایا ۱۲۸۳ھ مین اپنے والد ماجد کے حیدرآباد دکن تشریف لائے ۱۲۸۵ھ مین حرمین شریفین کو روانہ ہوئے حج و زیارت سے مشرف ہوکر مختلف بلاد و امصار کا دورہ کیا۔ جہان بڑے بڑے مشائخ و علماء سے استفادہ حاصل ہوا۔ پھر دوبارہ ۱۲۹۲ھ مین بھی زیارت حرمین شریفین کا شرف حاصل کیا۔ ۱۲۸۸ھ مین حیدرآباد دکن وارد ہوئے۔ جہان مختلف علوم فنون کا درس دینا شروع کیا متعدد اشخاص آپ کی صحبت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۲۸۹ھ مین بمقام لکھنؤ آپ کی شادی ہوئی۔ ۲۴ رمضان ۱۲۹۰ھ مین فرزند نرینہ پیدا ہوا۔ محمد اشرف نام رکھا گیا۔ جو اس وقت ڈاکٹر محمد اشرف ایم۔ بی۔ سی۔ ایچ۔ بی سے ملقب ہین۔ غرہ رمضان ۱۲۹۱ھ سے آپنے حفظ کلام اللہ شروع کیا۔ چنانچہ ۱۲۹۳ھ مین بمدت تیرہ ماہ آٹھ یوم (اس درمیان مین حفظ ناغہ بھی رہا) حفظ کلام مقدس سے فراغت حاصل کی۔ ۱۲۹۷ھ کے قحط عظیم کے انتظام مین آپنے بہت کچھ حصہ لیا۔

خدمات آپ ریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے اعلےٰ حکام سے ہین جنہون نے مختلف عالی خدمات کو اس حسن انتظام سے انجام دیا ہے کہ ہر کہ دمہ داد معترف ہے۔ گورنمنٹ کی خیرخواہی۔ پبلک کی بہبودی و ہمدردی ہمیشہ آپکے مدنظر رہی ہے۔ اول اول عدالت مین مامور ہوئے۔ بعد ازان مال اور فنانس مین کارگزار رہے۔ پھر معتمد دفتر ملکی اور رکن مجلس مال گزاری و رکنیت ہائی کورٹ کی معزز خدمتون کو انجام

دیا - اس وقت بہ صلۂ حسن خدمت وظیفہ یاب ہین -

خطاب سنہ ۱۳۱۴ھ کے دربار جشن سالگرہ مبارک مین پیشگاہ حضرت اقدس و اعلےٰ سے خطاب خانی و بہادری وقار یوار جنگ و منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی -

فضایل آپ عالم جید - حافظ - حاجی - مقنن - مفسر - محدث - حکیم - ہمدرد قوم و ملت ہین - (ریفارمیشن) آپکے تصانیف سے جس کا شہرہ شرق و غرب تک پھیلا ہوا ہے چند اسماء ذیل مین لکھے جاتے ہین - ترجمہ شرح وقایہ - حاشیہ میرزاہد - احسن الفواید - اشراق الابصار - ترجمہ صحیح مسلم شریف - ترجمہ سنن ابوداود - ترجمہ سنن ابن ماجہ - ترجمہ موطا شریف - ترجمہ سنن نسائی شرح صحیح بخاری - تفسیر وحیدی - ماسوا اسکے مختلف علوم مین متعدد رسائل آپکے مصنفہ ہین الغرض آپ مجمع الفضائل والصفات - معدن الحسنات - صاحب جاہ و مرتبت - ذی وقعت و تمکنت اولوالعزم - پیشرو ہین فیض رسان ہین -

اولاد آپ کو تین صاحبزادے ہین - ڈاکٹر محمد اشرف ایم - بی - سی - ایچ - بی - مسٹر محمد احسن انجینیر پاس یافتہ - کوپرس مل کالج - محمد محسن انٹرنس پاس و کامیاب امتحان مال ہر ایک لایق قابل متین مہذب ہین

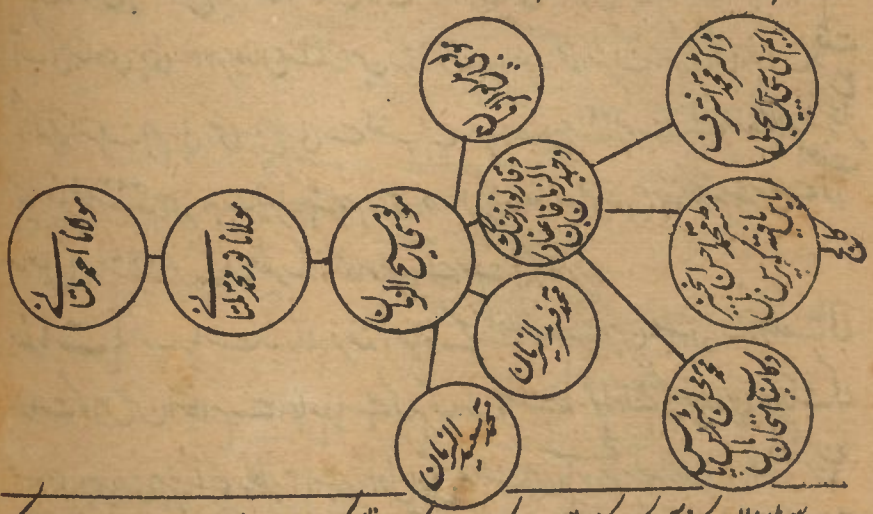

بو سب سے بڑا اقبال جو اکثر آپ کو رہا کرتا تمنا یہ ہے کہ مسلمانون کو اپنی تعلیم کی اصلاح اور توسیع ضرور ہے - مسلمانون کی تعلیم مین نقصان ہین ہے جو انکی ترقی اور تہذیب کا ایک قوی مانع ہو گیا ہے - ۱۲ مولف

سوربھي راجہ وينکٹ اچھما راؤ بہادر

سورہی راجہ وینکٹ راماروو

راجہ صاحب سمستان چنتپل (کولالپور)

۳۲۰

بخلاف ان سمستانات کے جو اس وقت سرکار نظام کے زیر حکومت ہیں انمیں سے جٹاپل بھی ایک قدیمی سمستان ہے۔ اس سمستان پر داخلہ جات سے جو کہ بہت ہی جستجو و تلاش سے دستیاب ہوئے ہیں۔ اس طور پر پتہ چلتا ہے کہ سمی (اناپوتا نایڈو) ۱۲۶۵ سنہ سکین کا قابض تھا۔ یہہ اس خاندان کے مورث اعلی بہتال نایڈو کے نوین پشت میں ہے۔ ہمارے معزز صاحب تذکرہ اناپوتا نایڈو کی سولھوین پشت اور بہتال نایڈو کی چھبیسوین پشت میں ہیں۔ بہتال نایڈو بہت ہی بڑا جری اور بہادر شخص تھا۔ اور اسنے کاکی گھن پتی رایلو کار (جو پرتاب رودر مہاراج کا رشتہ میں نانا ہوتا ہے) نہایت جانکشی۔ دلیری۔ اور مستعدی سے متعدد جنگ و جدال اور حادثات عظیم میں ساتھ دیا تھا۔ اور پوری طور پر مہاراج موصوف کا معاون و مددگار رہا۔ جس کے صلہ میں ۹۵۰ سنہ سکہ میں رایلو نے خوش ہوکر کچھ ملک خطابات

؎ اس سنہ کا مروجہ سال مانہ ہے۔ جو ایک مقتدر والا المرتبہ راجہ گذرا ہے اور اس تذکرہ میں اکثر مقام پر بھی یہ سنہ استعمال کیا گیا ہے چونکہ ان حالات میں معزز صاحب تذکرہ نے ہر ایک واقعہ کا اظہار اس قدیم سند پر رکھا ہے۔ اور سنہ ہجری سے مطابقت کرنے میں سخت مشکل اور غلطی کا احتمال تھا۔ اس لئے ہم نے بھی اسیطرح رہنے دیا ہے ۱۲ مولف

نائڈو موصوف کو سرفراز فرمایا اور یہی اون کی شہرت کا باعث ہوا۔ چونکہ نائڈو موصوف نے اپنی سکونت موضع آمنگل تعلقہ سوری راوپیٹہ واقع ضلع نلگنڈہ مین مستقل طور پر اختیار کی تھی۔ اسلئے اونکا نام (آمنگل والے نائڈو) قایم ہوا مگر بحافظہ خاندان ابتدا مین نام آپکا تسمیہ تھا۔ بعد وفات کاکتی گنپتی رایلو کے جب متوفی کی زوجہ (رانی رودرام کی) جانشین ہوئین۔ اور بدستور سابق ایکہ سامراج کا (جو اب ورنگل کے نام سے مشہور ہے) اپنا مستقر قرار دیا۔ گرد دشمنون نے موقع پاکر رانی صاحبہ کے ساتھ آمادہ پیکار ہوے۔ اسوقت نائڈو موصوف کا انتقال ہوگیا تھا۔ مگر اونکے اولاد (پرساد دیوا نائڈو) موجود تھے کہ جنہون نے اپنے قوت بازو سے رانی صاحبہ موصوفہ کا بہت ہی مستعدی سے ساتھہ دیا۔ اور دشمنون کو میدان جنگ مین مغلوب کرکے فتح یابی حاصل کی۔ جسکے عیوض مین رانی صاحبہ نے (کاکتیہ راجیہ ستاپنا چاریہ) جسکے معنی کاکتیہ ملک کا موسس اور (بجے بلہ بہم) یعنے کمال قوت بازو رکھنے والا اور (کھڑگہ نارایتا) یعنے ہتیار چلانے مین جان بازو غیرہ خطاب سے سنہ ۱۱۹۵ یک مین اونکو سرفراز فرمایا۔ یہ خطابات اور بھی اونکی شہرت و ناموری کا باعث ہوے۔

سمی باجہہ۔ نائڈو صاحبان مسبوق الذکر کا پوتا تھا۔ جسنے باجازت پرتاب رودرو) مہاراج کے کنجی کے قریب مین مسمیان ویرا پانڈیا۔ وکرما پانڈے۔ کلاسیکر پانڈے وغیرہ پانچ پانڈیون کو میدان جنگ مین جان سے ہلاک کیا۔ جسکے صلہ مین مہاراج موصوف کے بارگاہ سے (پنچ پانڈیہ دلہ دی بھالہ) یعنے پانچ پانڈیون کے گروہ کو پراگندہ و پریشان کرنے والا (کنجی کوٹہ حورکا) یعنے کنجی کے قلعہ کو توڑنے والا۔ اور نیز راجہ صاحب ترکالہ کو ملک تفویض کرنے سے (ترکالہ رائے راجیہ ستاپنا چاریہ) یعنے ترکالہ ملک کو تہاپنا کرنے والا کے القاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ جسکے باعث سنہ ۱۱۹۵ سک مین شہرہ آفاق ہوا۔ اونکا فرزند سنگمہ نائڈو بہت ہی بڑا شجیع دلاور نکلا۔ اس نے متعدد جنگ و جدل مین فتح و نصرت حاصل کی۔ اور پرتاب رودر مہاراج سے اسی نوازشات حاصل کین۔ اور سنہ ۱۱۰۰ سک مین اپنی دلاوری و علو ہمتی کے باعث (راسینی والا سنگمہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اوس کے بعد جلی پلی پر حملہ کرکے اپنے قبضہ مین لایا۔ اور مالکان

جلی پلی کو اپنے قوت و زور سے مغلوب کیا۔ بعد چند روز کے ایک موقع پر اوسکو ایسا فریب دیا گیا کہ جس سے وہ بہت ہی مضطر و پریشان ہوا اور عند الاختصار اپنے فرزندان انا پوتا نائڈو۔ وما دا نائڈو حرف نتہ نائڈو سے یہ وصیت کر کے بیگٹ باش ہوا کہ مجھے انہون نے فریب سے خراب کیا ہے پس اون کے خون سے مرا کریا کرم ادا کیا جاوے۔ چنانچہ اون کے لڑکون نے حسب وصیت وحکم اپنے باپ کے پھر جلی پلی پر حملہ کیا۔ اور بالکل جلی پلی کو معاونان کے حامی و مددگار سردار و مارکراون کے خون سے کریا کرم ادا کیا۔ علاوہ اوس لڑائی کے اور بہت سے لڑائیان فریب سے یہان تک کہ چند بنیی راجایون سے لڑ کر فتح یابی حاصل کی جسکی وجہ سے (لوکنکہ پرس رام) یعنے چند بنیی راجایون کا مستاصل) اور (رائے راہتو) یعنے افسر راجہ یان کے القاب سے ملقب ہوئے۔ اور سری سیل ملی کھارجن سوامی کا چیلہ (یعنے مرید) ہو کر جس پہاڑ پر سوامی موصوف کا دیول ہے چڑھنے کے لئے سیڑھیان تیار کروائین اور موضع ملیسور مین جو ایک نہایت متبرک جگہ اور دریائے کرشنا کے کنارے آباد ہے۔ بہت سے دیول تیار کروا کے دیو کا تہا پنا کیا۔ اور اوس کے بھائی سمی نائڈو نے سری سیل مین اوسی دیو کا مندر اور حصار وغیرہ تعمیر کروایا۔ اور اوسی پہاڑ کے شمالی جانب دیول مذکور کے دروازہ کے متصل (اٹھ بیشور) سوامی کا دیول تیار کروایا۔ جو ابتک معتبر ہے اور ہندؤن مین نہایت متبرک مانی جاتی ہے سنہ ۱۱۱۱ سک مین یہہ دونون بھائی (انا پوتا نائڈو) راجہ کنڈہ ملک کا اور (ما دا نائڈو) دیو رکنڈہ ملک کا جو انہین کی موروثی اور مکسوب ہے مالک ہوئے۔ چنانچہ انا پوتا نائڈو کا یہہ قبضہ سمستان چنٹول پر ۱۱۲۶ سک مین ہونا پایا جاتا ہے۔ اور جس کا ذکر اس سے پہلے بھی ہو چکا ہے اس (انا پوتا نائڈو) کا پوتا ہے۔ راجہ صاحبان وکنٹ گری۔ بوبلی۔ پٹھاپور۔ چنٹول اسی انا پوتا نائڈو متذکرہ صدر کے شاخ سے ہین یعنے انا پوتا نائڈو کے دو فرزند تھے (۱) دہرما نائڈو۔ (۲) سنگم بھوپال راجہ صاحبان وکنٹ گری۔ دوبلی۔ پٹھاپور۔ دہرما نائڈو کے نسل سے ہین اور راجہ صاحبان چنٹول سنگم بھوپال

کے خاندان سے ہین سسنگھ بھوپال اشیع وبہادر ہونیکے علاوہ علم منطق و شاعری وغیرہ
مین بھی کامل الفن تھا۔ چنانچہ بہت سے رسالے وغیرہ بھی تصنیف کئے جسکی وجہ سے
افضل العلما اور زبان سنسکرت مین (پروگنہ) کے لقب سے ملقب ہوکر (سیرو کسنگھ بھوپال کے
نام سے دوم) ہوا۔ اون کے مصنفہ رسالون مین سے ایک رسالہ موسومہ (رسارنہ ورسد اکرم
عرف سنگھ بھوپالی بم) تمام ملکون مین مشہور ہے۔ جسکے مضامین کو (ہلی ناتھ) وغیرہ شعرا نے
اپنے تصنیف کردہ کتابون مین درج کیا ہے۔ علاوہ اس کے رسالۂ مذکور کے دیباچہ مین
بھی جو میسور کے مطبع مین طبع ہوا ہے۔ (سنگیتہ رتناکرم) نامی کتاب مصنفہ سنگھ بھوپالی کا
ذکر اور راہ سکاوتان پر موجود ہونا درج ہے۔ تواریخ مشراتلنگی سے بھی پایا جاتا ہے کہ راجہ
صاحب موصوف کی تصنیف کی ہوئی ایک کتاب (جمپت کارہ چندری کا) بھی ہے ماسیوائے
ان کتابون کے راجہ صاحب موصوف نے اور بہت سے رسالے تصنیف کئے (رسارنہ واسد اکرم)
(رسارنہ دم متعلقہ طب) یہہ کتابین مدراس اورنٹیل لائبریری مین ہنگ موجود ہین۔ ماسیوائے
ان کے تلنگی شاعرون کی تواریخ مین بھی صاحب موصوف کے حالات بالتصریح مندرج ہین
راجہ صاحب موصوف ۱۱۶۵ھ مین راجہ کنڈہ پر حکمران تھے۔ اسکے بعد مسمی اناپوتا ناڑو جو سنگھ
بھوپال کا پوتا ہے ۱۱۶۵ھ سے ۱۱۷۵ھ تک ہستان بیڈول ونیز قلعہ جات پانگل وغیرہ پر قابض ہوکر
ملک کا انتظام کرتا تھا۔ اور آئین ریاست۔ عدل گستری کو مدنظر رکھتا تھا۔ اس کے پوتے
مسمی ملاناڑو نے اپنے موروثی قلعہ جات پر قابض ہونیکے سوا اور بہت سے بڑے
بڑے قلعون پر قبضہ کرلیا یہان تک کہ اسکے دارالحکومت کے حدود مشرق مین سری سیل وغیرہ
مغرب مین پٹے ہائے سگور و کونہ کوٹہ شمال مین سرحد ملک دیور کنڈہ و جنوب مین دریائے
کرشنا تک تھے۔ اس نے اپنے والد ماجد کے نام نامی سے ایک موضع موسومہ سنگم پٹم
آباد کیا اس کے حالات کے سنہ وار کثرت سے ۱۱۸۱ھ سے لغایت ۱۲۰۳ھ تک پائے جاتی ہین
اسکے وفات کے بعد اوسکا فرزند کلان مسمی (بدا ناڑو) حاکم ہستان ہوا جس نے کوہستانی

زمین پر بہت سے مواضعات و تالاب آباد کرا سے سمستان کو ترقی دی۔ اور اپنے نام سے پدا پور نامی ایک موضع بھی آباد کیا اور ۱۲۴۱ سکہ سے لغایت ۱۳۱۱ سکہ تک حکمران رہا اسکے بعد اوسکا پوتا مسمی مٹڈی مٹانا یڈو عرف مادھو راؤ نے ۱۳۲۰ سکہ تک سمستان پر قابض رہا اس نے (بہرتلہری) کتاب کا جو سنسکرت زبان میں تھی (رکمنیہ کوچی بالاسرس تپتی) شاعر سے زبان تلنگی میں ترجمہ اپنے نام سے کروایا اور شاعر مذکور کو اسکے صلہ میں بہت کچھ انعام واکرام عطا فرمایا۔ اور بذات خود بھی ایک کتاب موسوم بہ (کرشنہ وچہ یم) تصنیف کیا۔ اوس کے بعد اوس کے پانچ۔ فرزندان یعنے رامارا ؤ وکمار مٹانا یڈو و مادھو راؤ وغیرہ کے منجملہ مسمی رامارا ؤ نے موضع مرور خود میں ایک قلعہ تیار کروا کے اپنی سکونت اختیار کی۔ انہوں نے اپنے شادی سے ابھی فراغت حاصل نہ کی تھی کہ یکایک دشمنوں نے موقع پاکر ارادۂ جنگ قلعہ پر چڑھائی کی۔ اس موقع پر اسقدر بھی فرصت نہ ملی کہ شادی کے کپڑوں کو جسم سے علیحدہ کرسکیں۔ اور دوسرا لباس جنگ بعضب جسم کرکے دشمنوں سے مقابل ہوا آخر کار بدرجہ مجبوری اوسی پوشاک دستی کٹار سے جو اوسکے پاس اسوقت موجود تھی لڑا مٹا یڑا۔ اب ذرا بہادری و دلیری کو ملاحظہ فرمائیے کہ غنیم کی فوج حملہ آور میں سے ان کے ہاتون الکھان سے مارے گئے۔ اور بہتوں نے اپنی جان کی دہشت اور خوف سے راہ گریز اختیار کی۔ جب اس واقعۂ حیرت انگیز کی خبر پیشگاہ اقدس و اعلی حضور پرنور تک پہونچی تو پیشگاہ عالی سے ایک طلائی کٹار اس شجاعت و دلیری کے صلہ میں بمرحمت فرمائی گئی۔ اور کٹار رامارا ؤ کے نام سے خطاب عطا ہوا۔ راؤ صاحب موصوف نے موضع مرور محدود میں (کیشوسوامی) کا ایک مندر بنوایا جو ابتک اصلی حالت پر موجود ہے۔ اسکے بعد کمار مٹانا یڈو نے سمستان کا انتظام فرمایا۔ اسکے بعد مادھو راؤ ۱۲۹۰ سکہ تک جیٹپول و سگدو کوڈ کوٹہ وغیرہ سمستان کا مالک و مختار رہا۔ اور اپنا قیام گاہ جیٹپول کا قلعہ مقرر کیا۔ اور یہ اپنے وقت کا بہت ہی مشہور اور معروف راجہ ہوا۔ اس نے جیٹپول میں (مدن گوپال سوامی) کا مندر اور پنچا لنگہ میں (کیشوسوامی) کا مندر

تیار کروایا۔ اور چٹپول مین اپنے والد کے نام سے (نابن پٹہ) ایک بازار اور منگر وٹم مین (نایني چردو عرف سمہاگر) ایک بہت بڑا تالاب آباد کر کے سمستان کو ترقی دیا اس تالاب پر (ترسمہاسوامی) کا ایک دیول بھی تعمیر کروایا جو اب تک موجود ہے۔ اور خاص اپنے نام سے ایک موضع موسومہ مادہورا وپیٹہ آباد کیا۔ اور بہت سے تالاب اور کنٹون وباولیون مرمت کروایا۔ اور قصبہ چٹپول مین ایک شیو کا مندر تعمیر کروا کے اپنی سخاوت وفیاضی سے غریبون کو بہت کچھ دان دیا۔ کرشنا دیورایل کا داہ ورلما دیورائل نے محبوقت کندنول عرف کرنول کا مالک تھا (۲) بہتر مواضعات متعلقہ پرگنہ چٹپول راؤ صاحب موصوف کو رقبا دریعہ ہبہ نامہ ہبہ کر کے مالک ومختار بنایا۔ اوس زمانہ مین یہ سمستان برابر حکومت انگندی رہتا جاتا ہے من بعد برابر حکومت سرکار نظام ہوا۔ اور بتاریخ ۱۹ جمادی الاول ۱۲۱۰ ہجری مین سلطان ابوالمحسن تانا شاہ نے راؤ صاحب موصوف پر بہت سے مراحمات خسروانہ والطاف شاہانہ مبذول فرمائے اور ذریعہ پروانہ میراث پدری وخلعت قیل عطا فرمائی۔ آپکو علم منطق وفن شاعری مین پورا دستگاہ تھا۔ چنانچہ تلنگی زبان مین (خیدری کاپری نیم) نامی ایک کتاب آپکی تصنیف ہے جس کے دلچسپ مضامین وعبارت کے معاینہ سے ناظرین کو راؤ صاحب موصوف کی عمدہ لیاقت واستعداد کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جہان تک کتاب موصوف کی تعریف وتوصیف کیجاوے درست ہے۔ آپ کے تین بیٹے تھے۔ ایک کا نام نارائن راؤ دوسرے کا نام نرسنگ راؤ اور تیسرے کا نام ترمل راؤ۔ ان کے نام پیشگاہ سلطانی سے ایک پروانہ بدین مضمون نافذ وشرفصدور پایا کہ تمہارے قبض وتصرف کے سمستانات تمہارے ہی نام بحال رکھے گئے اور کلغی۔ پرتلہ۔ چوکٹ۔ پالکی۔ گھوڑے۔ فیل۔ کنار طلائی۔ قول۔ خلعت وغیرہ سے سرفراز ومرحمت فرمائی گئی۔ اور حکم ہوا کہ بخاطر جمعی کل سمستانات وانواب ومراث وغیرہ آباد کر کے جاگیر اور شجاعت آثار رہو۔ نارائن سر بھی نارائن راؤ وترمل راؤ پسران مادہورا راؤ کے نام بارگاہ خسروی سے یہ حکم صادر ہوا کہ تمہارے والد کی معاش سمستانات چٹپول مع مواضعات کونہ کوٹہ وغیرہ جیسا

تمہارے باپ کے نام جاری تھے۔ ویسا ہی تمہارے نام بھی جاری و بحال رکھے گئے اور علاوہ اس کے سلطان مغفرتی ایک حکم اور بھی بنام صاحبان مسبوق الذکر صادر فرمایا کہ رقم محلات سگور دکونہ گوشہ ذریعہ تماجی راؤ داخل سرکار کیا کرو اور ایک پروانہ اکرس بہاجی صاحب نے بھی بنام صاحبان مسبوق الذکر مع نرسنگ راؤ عرف نرسا راؤ و لسپران مادہو راؤ مدبن مضبوطی صادر فرمایا کہ تم بے فکر رہو پرگنات جٹپول و سگورو کونہ کوٹہ جو تمہارے والد کی میراث ہے تمہارے نام بحال رکھی گئی۔ علی ہذا القیاس مادو بہاتیہ صاحب نے بھی ایک پروانہ صادر فرمایا ہے۔ یہ جملہ پروانجات ۱۲۹۸ف سنہ فصلی میں جاری و نافذ ہوئے ہیں۔ الغرض ہر سہ راجہ صاحبان اپنی دلیری و شجاعت و عمدہ خصائل کے باعث مشہور و معروف ہوئے۔ اور فرمانروائے دلن کی اطاعت و فرمانبرداری میں معروف و مشغول رہکر ستان کو خوف و خطر سے آزاد کیا۔ بہت سے موضعات اور تالاب و دیگر ذرائع آبپاشی کے قائم و ایجاد کر کے ستان کو آباد کیا۔ اور بخاوت عدل گستری کے باعث نیکنام و مہر دلپذیر رہے منجملہ فرزندان نرسنگ راؤ مسمی مادہو راؤ جو زد کے نام (جو اوسوقت حکمران ستان ہوئے تھے) حضرت مغفرت مآب آصف جاہ بہادر انار اللہ برہانہ و مضجعہ نے ایک معمولی سند ۱۱۸۱ف میں عطا فرمائی۔ مادہو راؤ نے قصبہ سپیٹ نامی علاقہ ستان جٹپول میں وینکٹیشور سوامی کا ایک مندر تعمیر کروا کے اوسکی جاترا مقرر کی۔ اور بذریعہ تجارت قصبہ مذکور کی آبادی کو بہت کچھ ترقی دی۔ اور علاوہ برین راؤ صاحب موصوف نے اپنے باپ کے نام سے ایک ضلع موسومہ نرسنگ راؤ پیٹہ بھی آباد کیا اور پرمیشر یعنے پروردگار کے نام سے ایک تالاب موسومہ (پرمال جرو) کی مرمت کروائی۔ بعد انکے فرزند باری گوپال راؤ ۱۲۰۱ف سنہ میں حکمران ہوئے۔ اور ۱۲۰۳ف سنہ میں منصب سہ ہزاری اور دو ہزار سوار و فیل علم و قلمدان و خطاب راجگی و بہادری و خلعت سہ پارچہ و پیشگاہ اعلیٰحضرت سے عطا ہوا۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک ستان کی حکومت محض رانی صاحبان کے قبضہ قدرت میں رہی۔ ان مخدرات کی حکومت میں بعض خود غرض و مفسدوں کے باعث سے نظم و نسق ابتری کا ہونا لازمی تھا

جس سے صرف سمستان مٹیپول ہی پر اونکا قبضہ قایم رہا بقیہ سمستانات حوالی طرف وجولنب
کے قبضہ مین تھے دوسرے راجاؤن نے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد رامارا و کا ان
(جو بادہورا و مسبوق الذکر کے بھائی کے نسل سے ہین۔) معہ اپنے برادرزادہ مسمی رامارا و
خورد کے (جو پٹے کنگال پر قابض تھے) بوجہ لاولدی رانی صاحبان موصوفہ ۱۱۹۱ فصلی مین
وراثتاً معہ بیٹے کنگال مالک سمستان ہوئے۔ اونکا قیام گاہ قبضہ پیٹ نلی تھا اسکے
بعد رامارا و خورد نے بعد وفات اپنے چچا مسمی رامارا و کلان کے اونکے فرزند جگناتھ راؤ
کی شرکت سے سمستان کا انتظام فرمایا۔ بعد ازان ونکٹ رو نمارز و عرف رامارا و خورد) اشتراکت
جگناتھ راؤ ۱۱۹۱ فصلی مین مالک و مختار سمستان ہوئین۔ مگر چند روز کے بعد رانی صاحبہ موصوفہ
نے کل کاروبار سمستان جگناتھ راؤ کے تفویض فرمایا۔ چونکہ راؤ صاحب موصوف کو کوئی
اولاد نہ تھی اسوجہ سے مسمی لچمارا و ولد ونکٹ رامارا و ساکن گرجال تعلقہ پاکہال ضلع ورنگل
کو جو اپنے خاندان سے تھے متبنی کرکے اپنا جانشین بنایا۔ اور اپنے عہد حکومت مین
بہت سے بہادری و دلاوری کے کام کئے۔ سب سے بڑا نمایان کام راؤ صاحب موصوف
کا یہ ہے کہ ۱۲۴۶ فصلی مین ایک پارچہ الماس جسکا وزن پانچ تولہ آٹھ ماشہ تھا پیشگاہ نواب
نظام الدولہ بہادر مغفرانمکان نذر گذرانا۔ جسکے عوض مین بارگاہ خسروی سے منصب سہ ہزاری و نوبت
و نقارہ و خطاب راجگی و بہادری و خلعت فیل و سند بالمقطعہ سمستان مٹیپول بر قید ۷۰ ہزار
روپیہ سرکار گولکنڈہ و مٹیپول کی عطا ہوئی۔ بعد ازان راؤ صاحب موصوف نے سمستان کو
پوری طور پر آباد کرکے ایک معقول اور احسن انتظام فرمایا۔ ابتداء مین آپکی سکونت ملور کے قلعہ

بندہ صاحب گلزار آصفیہ اس الماس کا وزن بہ تولہ پانچ ماشہ لکھتا ہے۔ اور اسکے ساتھ ایک طویل قصیدہ اسکے متعلق درج کیا ہے
اور یہ بھی لکھتا ہے کہ دراصل یہ الماس گیارہ تولہ کا تھا۔ لیکن اُن نافہمہ لوگون نے کہ جن کے ہاتھ لاعلمیت یہ تحفہ آیا تھا اوسکو کھرچ کرنیکے
لئے توڑ ڈالا۔ اور حکام کون نے اسکے تراشنے کیلئے پچیس لاکھ روپیہ اجرت چاہی۔ مگر اب تک وہ ویسی ہی حالت سے خزانہ مین موجود ہے۔ ۱۲ منہ

مین تھی سن بعد کو لاپور مین (جو فی الحال سمستان ہے) ایک قلعہ تیار کروا کے وہان پر
قیام پذیر ہوئے۔ اوس زمانہ مین کولاپور مین کوئی دیول نہ تھی۔ اس باعث سے راؤصاحب موصوف
نے (امرشور سوامی) کا مندر تعمیر کروایا اور موضع ہنگم علاقہ سمستان جیٹپول کے جانب مغرب
ایک تالاب کھدوایا۔ راجہ صاحب موصوف کو روزانہ پران یعنے تواریخ و شاستر کے سننے
کا از حد شوق تہا۔ اور اسکو بہ نسبت اور کاموں کے ایک امر عظیم اور فرائض مین شمار کرتے تھے
اسی باعث سے یہہ بات آجتک مشہور و زبان زد خلایق ہے کہ راجہ صاحب موصوف
مذہبی کتب پر عمل پیرا ہونے سے حد درجہ گستر و عابد و پارسا ہونیکے سوا اپنے زمانہ مین ایک عالم
متقی خدا ترس شخص تھے۔ لیکن کوئی اولاد نہ تھی۔ اس باعث سے مسمی وکٹ جگناتھ راجہ ولد
رامیا کو جو اسی خاندان و نسل سے تھا متبنی کر کے اپنا ولیعہد بنایا اور خود گوشہ تنہائی اختیار فرمایا۔
وکٹ جگناتھ راؤ کو سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کے بارگاہ خسروی سے خلعت سرفراز ہوئی چنانچہ
انہون نے سنہ ۱۲۶۰ف سے سنہ ۱۲۹۳ف تک سمستان کی حکومت فرمائی۔ ان راجہ صاحب کو
گھوڑے کی سواری کا بڑا شوق تھا۔ یہان تک کہ بنگلور و مدراس وغیرہ کی گھوڑ دوڑ کی شرطین
ہمیشہ جاکر کامیابی حاصل کیا کرتے تھے۔ جو اتنک مشہور عام ہونیکے علاوہ خود حضرت
اقدس و اعلی کو بھی اسکا علم تہا۔ بوقت رونق افروزی پرنس آف ویلز سنہ ۱۸۷۵ء مین بموجب الحکام
نواب مختار الملک بہادر مشتہ نشان ۱۳۱ واقع ۱۲ ماہ رمضان سنہ ۱۲۹۲ھ وہان بہ موجود و حاضر
تھے۔ اور بتقریب تسمیہ خوانی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ راجہ صاحب معزز خلعت۔ ایکٹ دستار۔
دوپٹہ ململ۔ دوشالہ ایک رنگ۔ کمخاب ایک نہان کی سرداری ہوئی۔ اس کے
قبل بھی راجہ صاحب معزز کو بیگاہ غفران پناہی سے خطاب راجگی و بہادری و خلعت عطا ہوا تھا جسکی تصدیق
الحکام سراج الملک بہادر مورخہ بست و پنجم رمضان سنہ ۱۲۶۹ھ پر سکتی ہے تفصیل اشیاء
خلعت یہہ ہین۔ (۱) سرپیچ۔ ۱ ہار۔ ۲ دوشالہ۔ ۳ اور راجہ صاحب نے شہر کنجی مین اپنی بدولت
سوامی کا پوجا اپنے نام سے ہر روز ادا کرنے اور پانی بہم پہنچانیکا انتظام فرمایا ہے

وہ اب تک جاری ہے۔ اور (رسمہا سوامی) کا دیول جو موضع سنگڈ پیٹم مین بالکل بوسیدہ و مسمار پڑا تھا۔ از سر نو پختگی مرمت کروا کے بہ نسبت سابق کے وسیع اور کشادہ بنوا دیا۔ چنانچہ اسی دیول کے نسبت مہاراجہ چندو لعل بہادر بیکٹہ پاش نے متروک جاگیر سرکار سے محساب فی یوم ایک روپیہ یومیہ پوجا و خرچ خیرات کیلئے مقرر فرمایا تھا۔ جو اب تک جاری ہے۔ اور ہر سال برابر نہایت تزک و احتشام و ہجوم خلائق سے بامداد و انتظام سمستان جاترہ بھی ہوتی ہے۔ راجہ صاحب موصوف کو کوئی اولاد نہ تھی۔ اس باعث سے راجہ صاحب بہادر حال کو جو اس سمستان پر حکمران ہین۔ جنکا نام نامی قبل از تبنیت (نوانیتہ کرشنیا چندر) تھا مطابق رسم و رواج خاندان و مواقع رسم آئین مذہب بعد ادائی دت ہوم بالاجی واقع ۷ مارچ ۱۸۶۶ء مطابق ۱۰ شوسیچر بھاگن سدھ سوم روز پنجشنبہ صبح کو بعد طلوع آفتاب دس گھڑی بدریافت حالات بنجوم روز عید ساعت سعید سمجھکر آغوش پدری مین لیکر فرزند بنایا۔ اور بمقام ونکٹ گری علاقہ مدراس مین اپنا پسر بنتی کیا۔ چونکہ راجہ صاحب موصوف کے باپ کا نام سور بھی راجہ ونکٹ لچھمارائڈو تھا۔ اسی باعث سے راجہ صاحب موصوف نے اپنے فرزند ارجمند کو بھی اپنے باپ کے نام نامی سے موسوم کیا۔ یعنے سور بھی راجہ ونکٹ لچھمارائڈو بہادر نام رکھا۔ اور بتاریخ ۲۲ ماہ و سنہ مذکور معہ اپنے جانشین فرزند موصوف کے فائز سمستان ہوئے راجہ صاحب حال کے حقیقی والدین کا سلسلہ مسمی (اناپوتا ناڑو) کی شاخ سے (جو اسی خاندان کے مورث اعلے مین چھٹے درجہ کا وارث تھا) ملا ہوا پایا جاتا ہے آنریبل صاحب تذکرہ) سری سری راجہ گوپال کرشنا چندر کے۔ سی۔ اے۔ ئی۔ راجہ آف ونکٹ گری علاقہ پریزیڈنسی مدراس ضلع نلور کے برادر اور گوپالہ نارائڈو بہادر پنج ہزاری منصب دار۔ سی۔ لیس۔ اے۔ کے چوتھے فرزند ہین۔ سمستان ونکٹ گری جو وقت ماتحت سلاطین بسلسلہ تمام راجہ صاحبان ماسلف ونکٹ گری کو بعجت سے خطاب و آداب و القاب و اعزاز و اکرام حاصل تھے جنکی تفصیل و تشریح اس موقع پر ہونی ضرور تھی۔ مگر بوجہ فقدان مہیا ہونے کافی مواد کے اونکا تذکرہ ناممکن خیال

کیا گیا۔ پس بدرقہ مجبوری مرصع خطابات عطیۂ گورنمنٹ آف انڈیا جو فی زمانہ انگریزی کے سر حروف سے مرصع ہے درج کیا گیا ہے۔

سور بھی راجہ وینکٹ لچھمار اؤ بہادر (صاحب تذکرہ) نے بتقریب جشن مسند نشینی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ بموجب احکام مہری نیابت دیوانی مبثہ نشان مورخہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۱۱ف سنہ ۱۲۵۱ھ بارگاہ خسروی مین حاضر ہوکر بعد منظوری تمنیت پیشگاہ خداوندی سے خطاب راجگی وبہادری و سند و پسکھی پرگنۂ جلپلی مع خلعت سرپیچ و ہار وغیرہ سے سرفرازی پائی (الاحظہ ہو احکام نیابت دیوانی مبثہ نشان مورخہ ۲ جمادی الاول ۱۳۱۱ف سنہ ۱۲۵۱ھ) آپکی عمر ۳۷ سال کی ہے۔ آپ نے اپنے والد مرحوم کے ناتمام عمارت (لچھمی ساگر) نامی آبادی کو بہت کچھ وسعت دی ہے یہان تک کہ اوس مین بہت سے عمارات و محکمہ جات مال و عدالت و کوتوالی و آبکاری و چوبینہ و کانین مین وغیرہ تعمیر کرواکے محلسرا کو بھی بہ نسبت سابق کے بہت کچھ وسیع و کشادہ کرکے آراستہ کیا ہے کہ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اور اسی آبادی مین بامید ترقی مذہب و رفاہ عام ایک معبد گاہ موسومہ (راماسوامی) کا مندر تعمیر کرواکے سنہ ۱۳۱۱ف سے جاترا بھی دیول مذکور کی جاری کروادی ہے جس سے یقین کیا جاتا ہے کہ اس حسن انتظام سے جاترا مذکور اور بھی ترقی پذیر ہوگی۔ اور رعایا و سمستان کو بیحد خوشی منانے کا موقع ہاتھ آویگا۔ اور نیز اس آبادی موسومۂ لچھمی ساگر و کولاپور مین بنظر ترقی آبادی آپ نے بامداد چوبینہ رعایا سے جدید مکانات بھی تعمیر کروائے ہین۔ اور سڑکین وغیرہ بھی بصرف زر کثیر بنوادی گئی ہین گو راجہ صاحب مذہب ہنود سے ہین مگر آپ مین تعصب کا نام بالکل نہین ہے۔ اور بلحاظ یہ سمستان مطیع و ماتحت ریاست سرکار نظام ہونیکے راجہ صاحب نے بسلامتی اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سلطان دکن کہ جسکے سایۂ عاطفت مین شب و روز بہ شان و شوکت

زندگی بسر کرتے ہیں خصوصی دلی وعقیدت مندی ایک جامع مسجد بصرف زر کثیر
بنظر بہبودی مسلمانان قصبہ کولاپور شارع عام پر تعمیر کروائی ہے کہ جسمین ہمستان کے
جملہ مسلمان نماز پنج گانہ ادا کرتے ہین اور وظائف تلاوت قرآن مجید ہوا کرتی ہے۔
اور موذن کا تقرر بھی بنا بر اذان وصلوٰۃ وحفاظت مسجد منجانب راجہ صاحب کردیا گیا
ہے۔ ایک باولی بھی مسجد مین بنظر اجتیاط طہر وبہر سانی آب وضو تعمیر وتیار کروادی ہے
کہ جس سے کسی نمازی کو بوقت ضرورت پانی کی تکلیف نہ ہو۔ علاوہ برین آپنے اپنے
محل کے شرق وغرب مین بفاصلہ ایک ایک میل ایک ایک باغ اپنے والد حقیقی ومتبنی کردہ
کے یادگار مین تعمیر فرمایا ہے۔ جو انواع واقسام کے اشجار ثمر دار وبے ثمر دار وبے
گل خوشبودار وغیرہ سے سرسبز لہلہاتا ہے۔ باغ کی چاردیواری اینٹ اور چونے
سے بزیادہ تحفظ سالی بنظر پرورش غربا تیار کروائی گئی ہے۔ ایک مطبع بھی اپنے والد مرحوم
کے یادگار مین بزبان تلنگی موسومہ (جگناتھ ولاس مدراجہ سالہ) قائم فرمایا ہے کہ
جسمین ہمستان کے محکمہ جات کے ضروری کاغذات وغیرہ طبع ہوتے ہین۔ اور
(چندری کاپری منم) نامی کتاب کہ جسکو مادھو راؤ نے تصنیف کیا تھا۔ اوس کی
شرح آپنے کرائی ہے۔ چنانچہ وہ بھی مطبع مین طبع ہو رہی ہے۔ اب اور ایک دیول
موسومہ (اما پورنہ) قصبہ کولاپور مستقر ہمستان مین متصل اوس دیول کے جسکو آپکے
دادا اچھارا ؤ بہادر نے تعمیر کروایا تھا۔ تیار کروایا ہے۔ اور اطراف ہر دو دیول حصار
بھی بنوائی گئی ہے۔ اور آغاز سال ۱۳۱۲ف سے جاترا کا انتظام بھی کیا گیا ہے
راجہ صاحب کو سرکار عالی نے بنظر وفاداری وجان نثاری وخیر خواہی جو دلائل
اقتدارات نظامت بتاریخ ۱۱ شوال ۱۳۱۳ھ مطابق ۲۲ اردی بہشت ۱۳۰۵ف
عطا فرمائے ہین کہ جس کا شکریہ وہ تہ دل سے ادا کرتے ہین۔ قصبہ مذکور مین
آپنے ایک مدرسہ بھی بصرف زر کثیر موسومہ مدرسہ (مہتابیہ) قایم فرمایا ہے جہان

طلبا کو اردو فارسی و تلنگی وغیرہ کی تعلیم دیجاتی ہے۔ اور رعایا قصبہ کے لڑکے تعلیم سے مستفید ہوتے ہین۔ علاوہ اس کے اور بہت سے باتون مین اصلاح و درستگی نظر ترقی و بہبودی ہمستان کی گئی ہے جس سے رعایا کو بے حد نفع پہونچ رہا ہے اکثر مواضعات حلقہ ہمستان مین تالاب اور کنٹے و باولیان و قسم قسم کے ذرایع آب پاشی قایم و ایجاد کئے گئے ہین صنعت و حرفت و تجارت پیشہ رعایا کو تقاوی سے معقول امداد دیجاتی ہے حق رسانی رعایا و عدل گستری خلائق مین آپ کو انتہائے درجہ کا غلو حاصل ہے۔ آپ نے معلیات راجہ صاحبان ماسلف کو بدستور قایم و بحال رکھا ہے اور مسدودی کے جانب نگاہ تک نہین فرمائی۔ جس سے رعایا بہت خوش اور مرفہ الحال ہے اور قصبہ مذکور مین ایک مٹھ بھی سری جگدگرو دیرد پا چھاسوامی کے عبادت کے لئے تیار کروایا گیا ہے علاوہ اس کے راجہ صاحب کو شکار کا بھی شوق بے انتہا ہے۔ چنانچہ آپ نے علاوہ دیگر جانوران وحشی کے صرف اس تاریخ تک ساٹھ شیرون کا شکار کیا ہے۔ بہرحال آپ زیور علمیت سے آراستہ اور جوہر قابلیت سے پیراستہ اپنی بزرگون کے قدم بقدم ہین۔ اور باعث فخر خاندان کہلاتے ہین بشجاعت و سخاوت مین بے نظیر ہمت و بہادری مین یکتا اخلاق و مروت مین بے مثل ہین۔ انتظامی۔ مالی۔ ملکی۔ کامون مین اعلےٰ درجہ کی مہارت اور عمدہ تجربہ حاصل ہے۔ تحریر و تقریر دونون بھی نہایت شستہ اور دلچسپ ہین۔ بہرحال آپ کی ذات حمیدہ جمیع عمدہ اور اعلےٰ صفات کا مجموعہ ہے۔

راجہ صاحب موصوف کو دو اولاد از قسم اناث ہین ادن مین سے دختر کلان جن کی عمر اسوقت صرف نو سال کی ہے نہایت بہادری و دلیری سے ۲ر و ۲۹ر فروری ۱۹۰۲ء کو دو چیتون کا شکار کیا ہے۔ اس کے بعد غرہ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ایک شیر نر بھی صاحبزادی صاحبہ کے ہاتھ سے شکار ہوا۔ واقعی صاحبزادی صاحبہ کی یہ شجاعت و دلیری بلحاظ

طبقہ اناث کے اس کم سنی مین نہایت ہی حیرت انگیز و تعجب خیز لائق صد آفرین و تحسین ہے۔ ہمارے معزز ناظرین اگر پچھلے کارنامے اور پرانی تاریخین اولت کی دیکھین تو شاید ایک بھی ان صاحبزادی صاحبہ کی مدمقابل کوئی دلیر و بہادر عورت کے حالات نظر نہ آئین گے۔ اگر آئے بھی تو کسی نہ کسی بات مین ضرور کمی واقع ہ خداوند تعالے عمر و اقبال مین ترقی۔ بہادری و دلیری مین افزونی عطا فرمائے۔ اگر دراصل دیکھا جائے تو یہ سب کچھ خاندانی جوہر ہین جو موروثی طور پر صاحبزادیصاحبہ مین روز ازل سے ودیعت پلے ہین۔ ہمارے معزز صاحب تذکرہ راجہ صاحب کے دلیری و بہادری محتاج بیان نہین ہے ناظرین اسی سے خود اندازہ کر سکتے ہین یہان صاحبزادی صاحبہ کا فوٹو (سنگار شیر کا سین) زیب تذکرہ کیا جاتا ہے۔ دختر خورد کی عمر صرف چار سال ہے۔ ایزد متعال وقادر ذوالجلال ان کے بھی عمر اقبال مین ترقی بخشے اور آیندہ شجاعت و دلیری مین اپنی ہمشیرۂ کلان کے ہمسر و مماثل ہون آمین ثم آمین یارب العالمین۔

متعلق ۹۸ م

صاحبزادی سورنھی راجہ وبنکٹ اپھما راؤ بہادر

۹۹

راجہ ہری کشن بہادر

۳۲۱

خاندان } آپ راجہ بان راجہ مہاراجہ کشن پرشاد یمین السلطنتہ مدار المہام سرکار عالی
کے والد امجد اور مہاراجہ نرہند ہر پرشاد متوفی کے داماد ہین - اور یہی رشتہ
دامادی آپکے ترقیات اعزاز و مناصب کا باعث ہوا - ۱۶ صفر سنہ ۱۳۰۱ھ کو جب
حضرت اقدس و اعلے کے کلکتہ کا سفر فرمایا - اور جملہ اراکین دولت ہمراہ رکاب سفر
مین شریک ہوئے تو یہان دار السلطنتہ مین سر آسمان جاہ مغفور رکن مجلس رکینی بطور
صدارتی میر مجلس مقرر ہوئے - اور آپ نواب صاحب مغفور کے مددگاری سے سرفراز
ہوئے - آپ نہایت مبارک و مسعود ہین جو اپنے نخل زندگانی کو ایسے ثمر سے
بار ور دیکھ رہے ہین - جو خیابان وزارت پر جلوہ نما ہے -
حضرت آصفیہ مین ابتداء سلطنت سے الے الآن ڈھونڈنے سے ایسی نظیر
نہین ملتی کہ کسی ملبند اقبال نے اپنے خلف ارشد کو اپنی آنکھون سے مسند
وزارت پر متمکن دیکھا ہو -
آپ کی خوش نصیبی حسن نیتی - مقبول صمدی ہے کہ آپ کا سایہ عاطفت اپنے
دار مند کے سر پر باری تعالے نے قایم رکھا ہے -
خطاب } سنہ ۱۳۰۲ھ مین جشن حکمرانی کے موقع پر آپ کو خطاب راجہ بہادر و منصب

دو ہزار پانصدی دو یک ہزار سوار و علم عطا ہوا۔

صفات } یہ امر محالات سے ہے کہ کوئی فرد بشر طمع دنیوی سے باوجود ذی اقتدار ہونے اپنے متعلقین کے دست بردار ہو۔ مگر راجہ صاحب موصوف ایسے مستغنی المزاج ہین کہ اپنے خلف کی اس اعلےٰ خدمت سے متمتع ہونا گوارا نہین فرماتے۔ اور اپنی موجودہ حالت پر قانع و شاکر ہین۔ یہی اسباب مقبول بارگاہ ایزدی ہین۔ نہایت خلیق۔ شگفتہ رو۔ آخر بین۔ ذی سلیقہ۔ ذی رویہ ہین۔

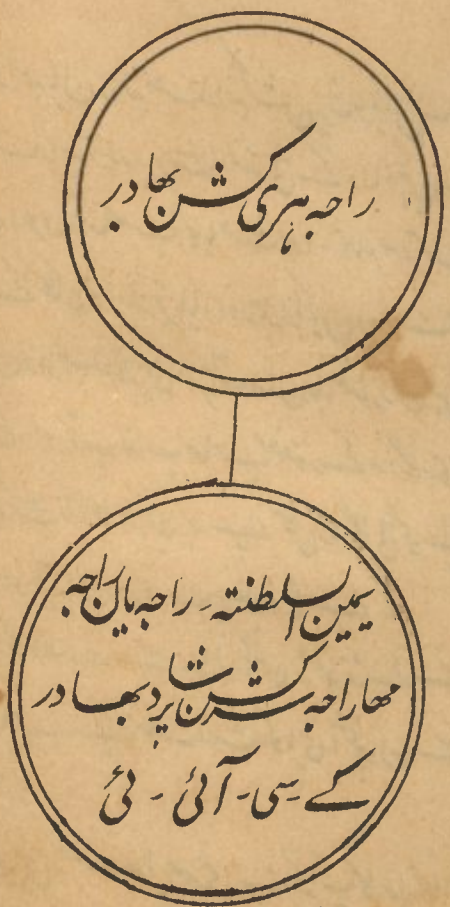

۳۱۴

خاندان] آپ کا اصلی نام میر ہاشم علی ہے۔ سادات صحیح النسب سے ہین۔ آپکے جد اعلیٰ میر تجمل علیخان ایک معزز خاندان کے ممبر اور عالم علی خان اورنگ آبادی کے جاگیر دار تھے۔ اون سے بعد قریہ حصہ دار تھے۔ اون کے تین فرزند انجملہ میر سجاد حسین خلف دوم رسالہ کمنچٹ مین ماہانہ منصب پاتے تھے۔ اور پانچہزار کے جاگیر قبض و تصرف مین رکھتے تھے۔ اون سے (صاحب تذکرہ) بعد انتقال اپنے والد کے جاگیر و منصب آبائی سے سرفراز ہوے۔ اور عالم علی خان سے رسالہ مین (یہ رسالہ بعد مین نواب امیر الملک بہادر کے تفویض ہوا) بمنصب ایکہزار سوار و پیدل ماہانہ عہدہ نقشی پر مامور ہوے۔ مگر رسالہ مذکور مین اجیٹن موجود نہ ہونے سے آپ بخشی کی خدمت انجام دیتے رہے جب سن ۱۳۰۲ھ مین رسالہ مذکور نواب امیر الملک بہادر کی نگرانی مین آیا۔ اور نواب موصوف نے ایمانہ دیلیٹن کے کمانڈر ہوے تو آپ اس رسالہ کے کپتان مقرر ہوے۔ اور پانچسو پچاس روپیہ تنخواہ ملنے لگی۔ اور آپ سکنڈ لانسز امیریل سروس ٹروپس حیدرآباد دکن کے کپتان ہین۔ اور چھسو روپیہ ماہانہ پاتے ہین۔ بافات و کنچہ جات قلعہ کے مہتممی بھی آپ ہی کے تفویض ہے۔ سن ۱۳۰۴ھ مین تمغہ جنگ

خطاب] نوروز خطاب خانی و بہادری منصب یکہزاری سے سرفراز ہوے۔ سن ۱۳۱۵ھ مین مقرر جوبلی آپنے لنڈن کا بھی سفر کیا ہے۔ اور وہان سے پولو میچ وغیرہ کے کھیلون مین شریک رہے ہین۔ جس مین آپ کو ایک تمغہ عطا ہوا ہے۔ اور ساٹھہ روپیہ ماہانہ سکار غظمت مدار سے ملتی ہے۔ سن ۱۳۱۶ھ مین جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر خطاب ہاشم نواز جنگ منصب دوہزاری یکہزار سوار و علم سے ممتاز ہوے۔ اور سن ۱۳۱۹ھ مین اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے بمراحم

خسروانہ آپ کے نام ایک سو روپیہ صیغہ منصب میں اجرا فرمایا۔ سن ۱۳۲۰ھ میں دربار دہلی کے موقع پر آپ ایجارج افسر انتظامی کل جمعیت و افسروں کے تھے۔ چنانچہ آپ ابتدائی ملازمت سن ۱۳۰۲ھ سے اب تک عنایت قدری و جانکشی سے اپنی خدمت مفوضہ کو ادا کرتے ہیں اور اپنے افسر اعلے کو اپنی حسن کارگزاری سے خوش رکھتے ہیں۔ نواب افسر الملک بہادر آپکی کارگزاری دیانت داری مستعدی۔ جانکشی کی وجہ سے بہت آپ پر مہربان ہیں۔ آپ اعلے درجہ کے شہسوار۔ لائق و ہوشیار اخلاق و مروت میں مثل ہیں۔ تقریباً چالیس سال کی عمر ہوگی۔

اولاد | اس وقت آپ کو تین صاحبزادے ہیں۔ میر طالب علی۔ میر عالم علی۔ میر اقبال علی جو زیر تعلیم ہیں۔

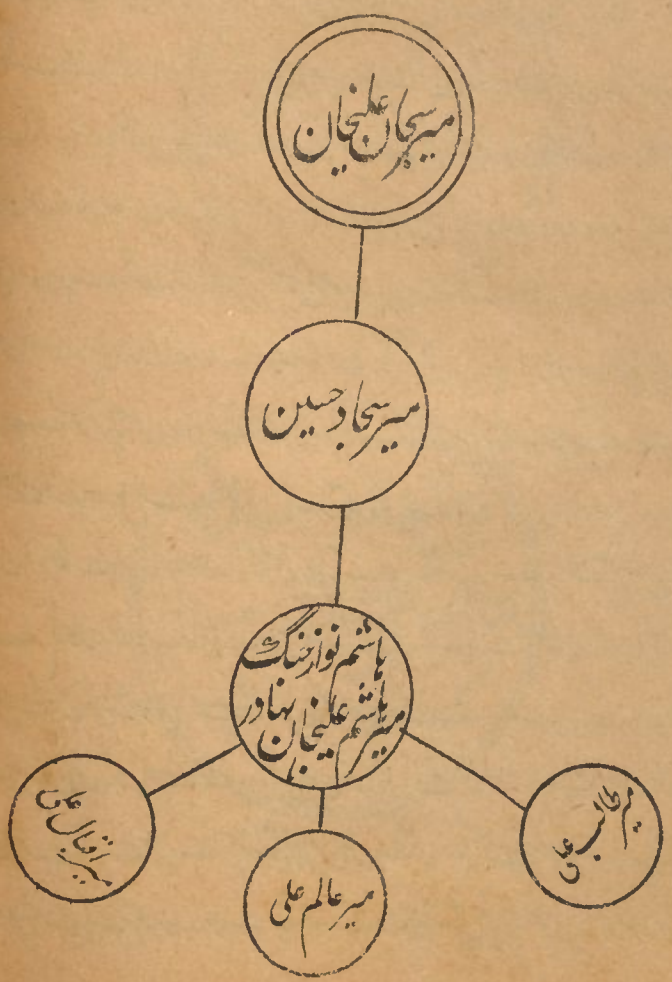

یاور جنگ

میر یاور علی خان بہادر

خاندان آپ کا اصلی نام میر یاور علی تھا۔ آپکے جد اعلیٰ شرف الامرا بہادر برادر رکن الدولہ بہادر ہین آپ نواب میر غلام حسین خان بہادر المخاطب مصطفےٰ یار جنگ کے حقیقی بھائی تھے۔ خاندانی حالات کی تفصیل تو نواب رکن الملک تھور جنگ بہادر کے حالات مین بتلادی گئی ہے۔ اور کسیقدر اجمالی حالات آپکے بھائی مصطفےٰ یار جنگ بہادر کے تذکرہ مین لکھدئے گئے ہین۔

آپ اردو اور فارسی سے واقف آبائی اعزاز و مناصب سے سرفراز۔ اور موروثی جاگیرات کے حصہ دار تھے ایک قدیم خاندان کے ممبر۔

خطاب سنہ ۱۳۱۱ف مین خطاب جشن سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری یاور جنگ منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علم سے سرفرازی پائی تھی۔ افسوس ہے کہ بعمر ۳۷ سالہ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۷ف مین اس جہان فانی سے راہی خلد برین ہوئے۔ اور اپنے احباب و اقارب کو داغ مفارقت دائمی دے گئے۔

اولاد آپ حسن اخلاق مین بےنظیر سخی و شجیع تھے۔ آپکو ایک صاحبزادہ میر واجد علی ۴ سالہ زیر تعلیم ہے۔

یاور حسین خان بہادر

۳۲۴

خاندان آپ کا اصلی نام یاور حسین خان تھا۔ آپ نواب حسن منصور خان منصور جنگ مرحوم کے فرزند اصغر اور نواب منصور الملک بہادر کے چھوٹے بھائی تھے۔ خاندانی حالات تفصیلی طور پر آپکے بڑے بھائی نواب [illegible] منصور الملک کے تذکرہ میں لکھدئے گئے۔

خطاب آپ آبائی اعزاز و [illegible] سرفراز، جاگیرات موروثی سے ممتاز۔ سن ۱۳۰۴ھ میں خطاب خانی بہادری و منصب یکہزاری سے سرفرازی پائی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ نوجوان سالہ [illegible] جلد برین ہوئے۔ آپنے اپنی یادگار ایک فرزند چھوڑا ہے۔ حولایق و ہونہار ہے۔

آپ ذی مروت۔ منکسر المزاج۔ ملیم الطبع تھے۔

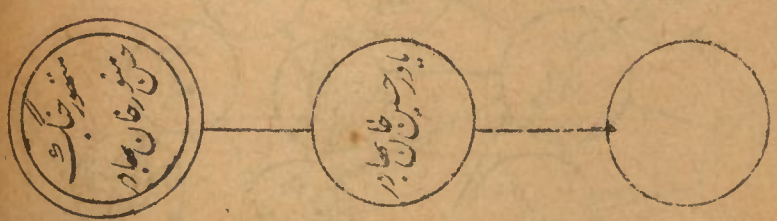

۷۸۶

جلد دوم تزک محبوبیه

ضمیمه

دفتر اوّل

طبع اقرا عظم

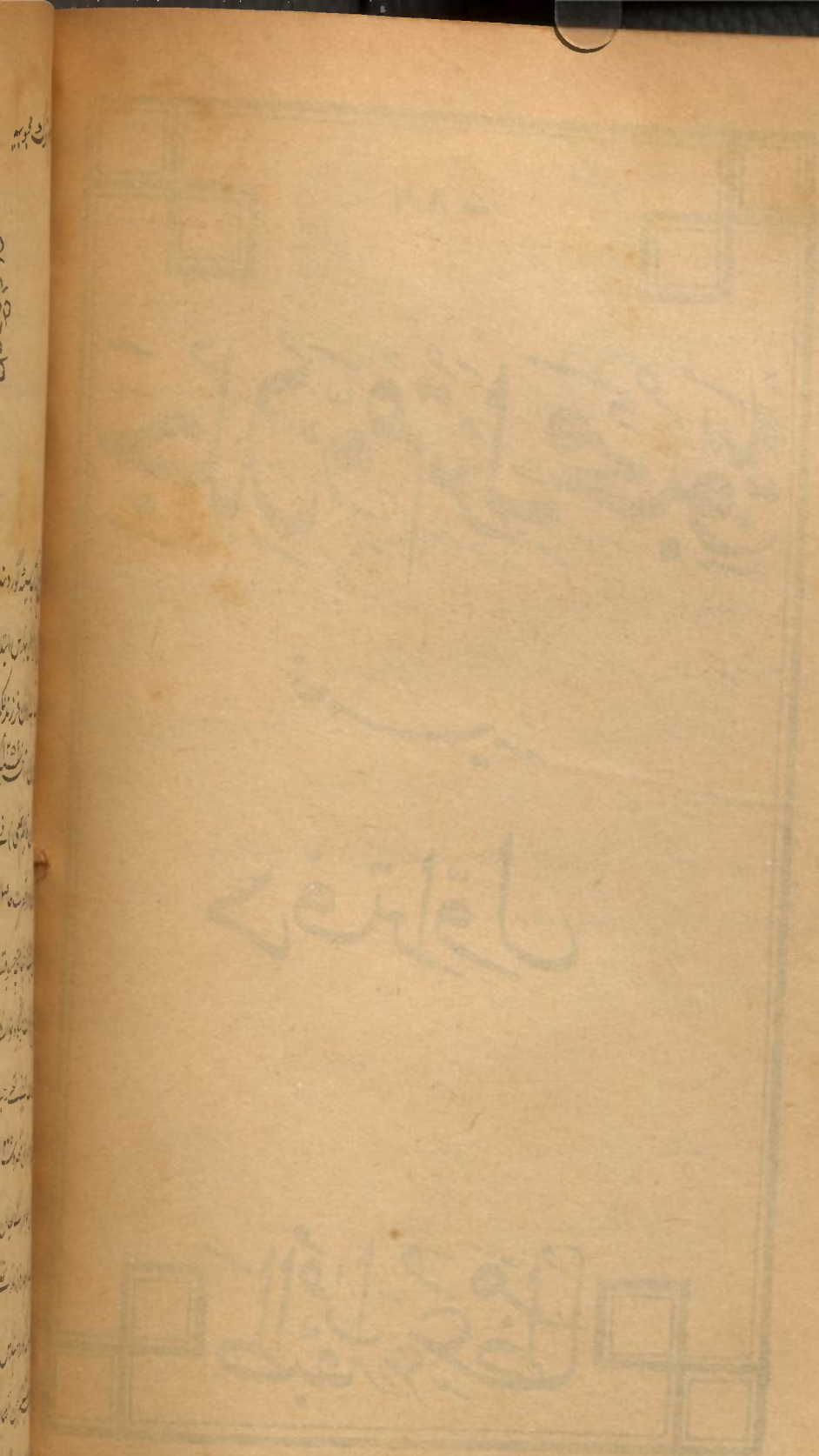

راجہ جیرام بھوج داس بہادر

خاندان] آپ سیٹھ گوردھنداس متوفی کے خلف ارشد اور سیٹھ لکھمیداس کے بھتیجے ہیں۔ آپکے مورث اعلیٰ سیٹھ بکٹی داس متوطن بنارس ابتداءً پیشہ تجارت میں بمقام حیدرآباد دکن، دیوان بالاجی صاحب کے شریک وحصہ دار تھے اولادان آپنے اپنے دونوں فرزند لکھمیداس اور لچھمنداس کے نام سے ایک دوکان قایم کی۔ اور اعلےٰ الاعلان برزادہ کے معاملہ کو رونق دی۔ آخر ۱۲۵۹ھ میں انتقال کیا۔ آپکے دونوں فرزند سیٹھ لکھمیداس اور لچھمن داس (جنکے نام سے اسکے قبل بھی دوکان قایم تھی) نے اپنے زمانہ میں تو بہت ہی عمدگی سے کاروبار چلایا خصوص سیٹھ لکھمیداس نے تو کمال درجہ ناموری اور شہرت حاصل فرمائی۔ اور اس ریاست ابدت میں وہ نمایاں خدمات انجام دیئے کہ موجب فرازونیک نامی ہوئے۔ چنانچہ جسوقت سر سالار جنگ اعظم دیوانی کے معزز خدمت سے ممتاز ہوئے تو (حسب رواج وآئین سابقہ) سب صاحب مدرج کی نمائندگی پیشگاہ نواب ناصر الدولہ بہادر سلطان وقت میں داخل کی۔ علاوہ بریں سر سالار جنگ اعظم کو اکثر موقعوں پر اپنی امداد واعانت دیتے تھے۔ جب بعہد ناصر الدولہ بہادر فیمابین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ وگورنمنٹ آف انڈیا معاہدات مرتب ہوئے تو لچھمن داس بھی ۲۱ مئی ۱۸۶۵ء کو بذریعہ کرنل لوئر پریذیڈنٹ بہادر اون معاہدات کی تصدیق وثمانیت کی کارروائی ہوئے گورنر جنرل بہادر کے بجان آپ ہی کے حسن کارگزاری کے باعث انجام پائی۔ آخر بعمر ۴۳ سال ۱۸۷۳ء میں لکھمیداس نے انتقال کیا آپ کو چار فرزند تھے سیٹھ گوردھنداس سیٹھ موہنداس سیٹھ جگوانداس سیٹھ بالکشن داس جو خلف اکبر سیٹھ گوردھنداس اور متوفی کے بھائی لچھمن داس دوکان کے اعلے رکن قرار پائے۔ اور بعد فوت دونوں کا نام چلنے لگا۔ جب ۱۸۹۲ء میں نظام گیارنٹیڈ ریلوی کے اجرا کی تجویز قرار پائی تو ریلوی مذکور کے شیئرز (حصے) آپ ہی کی ذمہ داری سے لندن مارکیٹ میں فروخت ہوئے۔ اس اہم کام کو بھی آپکے دوکان کے لائق شہرت دی

نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اسکے بعد ۱۲۹۵ھ مین لچھمن داس کا انتقال ہوگیا۔ اوسکے دوسرے ہی سال اور ۱۲۹۶ھ مین گوردھندداس بھی بگنیٹہ باشی ہوئے۔ اور اسی سنہ ۱۳۰۰ھ مین سرسالار جنگ اعظم بھی عالم بقا کو سدھارے اور دوکان کے مالک سیٹھ گوردھنداس متوفی کے اکلوتے خلف الصدق راجہ جیرام داس بھادر (جنکا یہہ تذکرہ ہے) مالک وقایم مقام ہوئے۔ اُس زمانہ مین معزز صاحب تذکرہ کے چچا سیٹھ بھگوانداس منجانب سرکار نظام خلداللہ ملکہ بعہدہ وزارت عمادالسلطنت بھادر بہمراہی راجہ شیوراج دھرم ونت بھادر بحضور راجہ سومیسر راو بہادر۔ ونواب عمادالملک بھادر لارڈ رپن گورنر جنرل بھادر کی خدمت مین تحائف وہدایا کے ساتھہ بھیجے گئے۔ بہرحال آپکے آبا واجداد نے اس ریاست کی بہت کچھہ اعلےٰ ونمایان خدمات ادا کئے ہین جسکی وجہ سے مشہور آفاق ہین۔ اسکے بعد ۱۳۰۲ھ مین دوکان کا نام خود دوکان لکھمیداس ولچھمنداس کے نام سے (سیٹھ بنکٹی داس کے زمانہ سے) موسوم تہا وہ بدل دیا گیا۔

صاحب تذکرہ) کی ولادت ۱۲۷۳ھ ہے علم گجراتی سے ماہر اور حساب وکتاب مین کامل ہین۔ اور اعلےٰ الیاقت وجودت طبع کے باعث دوکان کا معاملہ ترقی پر ہے۔ ۱۳۱۶ھ مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک آنکو خطاب راجہ بہادر منجانب یک ہزاری پانصد سوار وعلم عطا ہوا جسکے باعث آپ شرف خاندان کہلانیکے مستحق ہین جو اعزاز کہ بزرگون کو تہا وہ آپنے اپنی حسن نیتی کے باعث حاصل فرمائے۔ آپ کو دو خلف ارجمند ہین اوّل سیٹھ لچھمن داس (تولد ۱۳۰۲ھ) دوم سیٹھ بھگوانداس (تولد ۱۳۱۳ھ) چنانچہ خلف اکبر مدرسہ عالیہ مین تعلیم پاتے ہین۔ اسوقت انگریزی مین مڈل کلاس کے درجہ مین شریک ہین۔ فارسی کی تعلیم جاری ہے۔ گجراتی مین تو پورے ماہر ہین۔ اور خلف اصغر بھی زیر تعلیم ہین۔ آپ (صاحب تذکرہ) لایق۔ ہوشیار۔ مخیر۔ پیر چشم۔ فیاض۔ صاحب اخلاق وذی مروت ہین۔

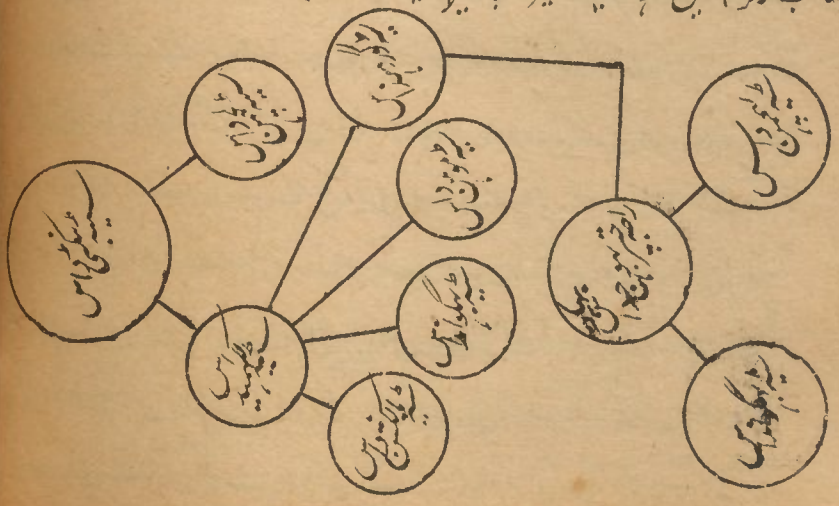

راجہ شیو لعل موتی لعل بہادر

۲

آپکے والد موتی لعل ابتداءً (بعہد غفران منزل) اپنے وطن مارواڑ سے وارد بلدہ حیدرآباد دکن ہوکر بیگم بازار مین فروکش ہوئے۔ جہان ایک چھوٹی سی دوکان اجناس کی کھولی۔ چونکہ جنسین خالص اور عمدہ ان کے یہان دستیاب ہوتی تھین۔ اکثر اسی مین گاہک بنگئے۔ رفتہ رفتہ سرکاری کارخانہ جات مین تمام اجناس انہین کے دوکان سے خریدیہونے لگے۔ اور یوماً فیوماً ترقی ہوتی گئی۔ جب کاروبار مین ترقی ہوئی تو اکثر جاگیرات و مقطعہ جات کا تعہد شروع کیا۔ اور داد و ستد کا معاملہ بھی اعلےٰ درجہ پر جاری رکھا اون کے فرزند شیو لعل (صاحب تذکرہ) نے اعلےٰ درجہ کی ترقی کی صدہا دوکانین اجناس کی مختلف مقامات پر اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی اور علاقہ گورنمنٹ انگریزی مین داد و ستد کی شاخین نکالین۔ لاکھون روپیہ کا داد و ستد امراو اعزہ بلدہ سے ہونے لگا۔ جب مالی حالت اس درجہ کو پہونچی تو سرکار عالی مین بھی رسوخ پیدا کیا۔ اور سنہ ۱۳۰۶ھ کے سالگرہ مبارک مین خطاب راجہ بہادر۔ اور منصب یک ہزاری یا لصد سوار و علم سے سرفراری پائی۔ الغرض آپ کی راست معاملگی آپکے ترقی و اعزاز باعث ہوئی۔ سالگرہ مبارک کے موقعون پر آپکے مسرت و خوشی اور جانثاری کا اندازہ اس نذر سے ہوتا ہے جو آپ تیار کراتے ہین۔ ہر حالت مین آپ نہایت مخیر۔ اور شیریں ہین۔ اخلاق و عادت مین بھی اچھے ہین۔

تہنیت یار الدولہ
تہنیت یار جنگ
محمد وزیر الدین خان بہادر

۳

خاندان آپ کا اصلی نام محمد وزیر الدین خان تھا۔ آپ محمد فیاض الدین خان کے فرزند اور قاضی بدر الدین حسین خان کے پوتے تھے۔ نارنول آپ کا وطن ہے۔ عہد حضرت مغفرت مکان میں آپ نے بہت کچھ ترقی پائی۔ منصب خطاب۔ جاگیرات وغیرہ سے سرفراز ہوئے۔ اور الطاف خسروانہ کے بدولت حشمت و دولت کمال درجہ پیدا کی۔ تخمیناً بعمر ہشتاد سال ذیحجہ سنہ ۱۳۱۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ نیک مزاج۔ صاحب اخلاق فیاض۔ رحمدل۔ غریب پرور تھے۔ آپ کو دو صاحبزادے تھے۔ اول مستحکم جنگ فیاض الملک مرحوم۔ دوم اکرام جنگ بدر الدولہ مغفور۔ ان ہر دو معزز امرا کے حالات اپنے اپنے موقعہ پر بیان ہو چکے ہیں۔

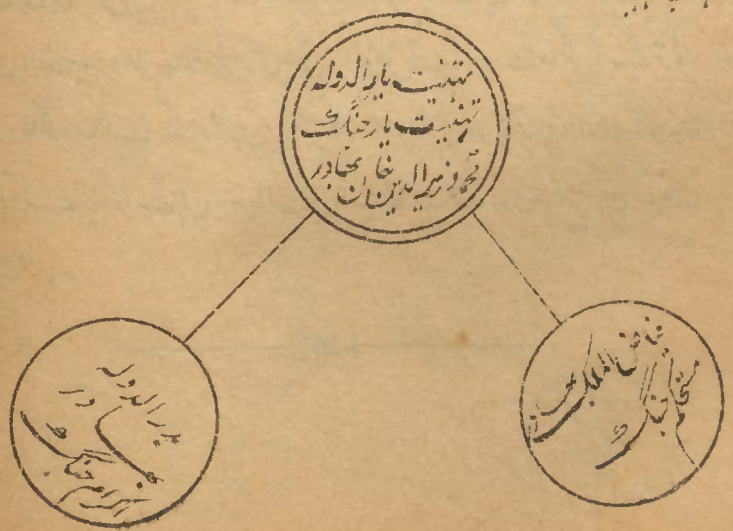

سیدی معین الدین خان بہادر

۴

خاندان آپ سیدی عبداللہ خان مرحوم کے خلف الصدق اور سیدی اسداللہ خان رعد جنگ مغفور کے پوتے تھے۔ ابتداءً آپکے جد اعلےٰ سیدی عبداللہ خان رعد جنگ دلاور الدولہ دلاور الملک (خلف میر بیگ خان حیدر جنگ ناظم سورت) سنہ ۱۱۷۱ھ مین دو صد جانثان نبرد آزما کے ہمراہ دبیر ق ہائے متبرک و عصاہائے مبارک بغرض ملازمت دارد اورنگ آباد ہوے۔ اور ۳ رمضان المبارک سنہ ۱۱۷۱ھ کو حسب ایماے میر نظام علی خان بہادر) حسب مقام جنگ دشہسوار جنگ اور زبردست خان نے

نبذ ان عصاہائے متبرک کے حالات حسب ذیل ہین۔ جن کی معلومات خالی از دلچسپی نہین ہے۔

ایک عصا ان مین سے وہ ہے جو حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی قدس سرہٗ کے دست مبارک کا ہے جسکو آپ حفاظت باغ کے لئے اپنے دست مبارک مین رکھتے تھے۔ اور وہ سلسلہ بسلسلہ حضرت سید حسین ابن سید عمر شقران ابن الحقاف باعلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سیدی عبداللہ خان دلاور الملک شہید کو پہونچا۔ کیونکہ سیدی عبداللہ خان کو حضرت موصوف نے خرقہ خلافت و سجادگی سے ممتاز فرمایا تھا۔ دوسرا عصا وہ ہے کہ جسکو حسب اشارہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بریدہ بن الحصیب اسلمی رضی اللہ عنہ نے (بریدہ رضہ نے اپنا عمامہ پھاڑ کر جو پیچ دستی کو باندھا تھا) لشکر اسلام کے لئے تیار کیا تھا اور

بقیہ صفحہ دوم پر

حیدر جنگ (مختار موسی بھوسی المخاطب عمدۃ الملک افسر اعلے فوج فرانسیسان) کو قتل کیا اور میر نظام علی خان بہادر غفران مآب خیمہ کا سراچہ چاک کر کے باہر نکلے۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر تھانہ روانہ ہوئے۔ اور حیدر جنگ کے فوج ہمراہی کو خبر ہوئی تو حضرت غفران مآب کا تعاقب کیا۔ اور متعدد بار بندوقون کی باڑ چلائی۔ مگر حضرت کا حافظ حقیقی یاور رہا۔ بال بھی بیکا نہ ہوا۔ چنانچہ ایسی مشکلات و پریشانی کے وقت مین اورنگ آباد کے متصل چکل ٹھانہ کے مقام پر حضرت غفران مآب سے سیدی عبد اللہ خان نے شرف ملاقات حاصل کی۔ اور حضرت کو جبتیان نزد آزما کے حلقہ مین لے لیا۔ اور تعاقب کرنیوالونکا سد باب کر کے مقابلہ کیا۔ بہر حال حضرت پر کسی قسم کی آنچ نہ آنے دی۔ جب یہ ہنگامہ فرو ہوا اور حضرت غفران مآب سریر آرائے اورنگ جہانبانی ہوئے تو اولاً سیدی عبد اللہ خان کو اس حسن خدمت اور کارنمایان کے صلہ مین خطابات و مناصب اور اعزاز اعلے اس قسم کے مرحمت فرمائے کہ اس ریاست ابد مدت مین مشیر کسیکو نہ تھے۔ اور نہ اب ہین۔ چنانچہ ہم یہان اپنے قول کی تصدیق مین اون اعزاز و مناصب و معاش کی تفصیل ایک نقشہ مین بتلاتے ہین۔ جس سے ناظرین سیدی عبد اللہ خان کے اعزاز و شوکت و ثروت کا اندازہ کر سکتے ہین

نقشہ یہ ہے

خطاب	مقدمۃ الجیش	اجارت	تعلقہ دیوی پٹہ	تعلقہ کنجی کوٹہ	تعلقہ دھارور	تعلقہ کوٹ پلی	تعلقہ مجاہد پور	تعلقہ ملکاپور
سیدی عبد اللہ خان بہادر رستم جنگ ذوالفقار الدولہ دلاور الملکت	یعنے میر اول	مرحمت سکہ مرصع موتی پٹہ	ذات	ذات	ذات	ذات معہ پانچ	ذات	ذات معہ پانچ
تعلقہ کوپر ذات معہ پانچ سیدی خیر اللہ خان بہادر	تعلقہ دیوی پٹہ ذات معہ سیاہ سیدی بلال خان بہادر	نلکور جاگیر	ہابل جاگیر	جاگیر کتل معاوضہ جاگیر عوض جاگیر بہادر دلاور الملک	قلعہ ارکاٹ جاگیر معہ تعلقہ سیدی عنبر الدین خان	قلعہ ارکاٹ گڈھ معہ تعلقہ ذات وسیاہ سیدی جعفر خان	قلعہ دار گڈھ معہ تعلقہ ذات معہ سیاہ سیدی جعفر خان	ضلع ارکاٹ جاگیر بہ سیدی حسین علی خان متصل خان ہا

ادس نشان کو حضرت صلعم نے اپنے دست خاص سے بریدہ رم کو مرحمت فرمایا تھا چنانچہ وہ بھی سلسلہ بسلسلہ حضرت سید حسین ابن سید غفران الشاف یا علوی رحمۃ اللہ علیہ سے سیدی عبد اللہ خان کو پہونچا تھا چنانچہ اب یہ دونون عصا ہاے متبرکہ دار الشفا مین موجود ہین

پالکی سادہ سوئے ۲۴ نفر	عماری دہری چالردار یک نفر	دفعہ عماری یکہری چالر دو نفر	آفتابگیری ۳۰ عدد	چنبر ۳۰ عدد	جھنڈا لشکری بازدی برسومہ یعنے دوپہریرہ	بازار لشکری مقامی	ہان ہان ہان ہان کمٹ دمن غایت سرکار	ہنود
مدرچل	علم عنا عدد	نقارہ عنا عدد	پنجہ مبارک دو عدد	نوبت لشکری و مقامی دو عدد	گھڑیال لشکری و مقامی دو عدد	روشن چوکی لشکری و مقامی دو عدد	ستخون معاف بلا اطلاع خداوندی	اقتدار اعلیٰ ذوجداری دیوانی
اقتدارات خطاب خانی دہیادری در عہد حضرت مغفرت منزل	ماہی مراتب	معافی کڑوڑ گیری	کوتوال بازار جداگانہ	دکپل	اہازت حامل دوشالہ روبرو دے خضرت بندگانی لقائے	دہاڑہ برداری ستر عنایت سرکار بجملہ علاقہ داران	فشان فیل جداگانہ بکتاشی	چہارہ ہزار فوج و سوار پیادہ ہر گاب
میر ماتوفج در عہد حضرت مغفرت منزل سرفراز شدند			الخاطب فرزند ارجمند	عطا و دار الشفا بائے استاد گردن بادیی مسکر بکتاشہ ۲	دستار خروپہ عطائے بندگانی لقائے	میانہ سنہ ۴ عدد		
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

مندرجۂ نقشہ بالا کے اعزاز و اقتدار کچھ ایسے نہیں ہیں جو ہر ایک کو عطا ہوئے ہوں۔ بلکہ ہمارے دیکھنے میں تو اس وقت تک کوئی ایسی تاریخ نظر نہیں آئی کہ اس قدر اعزاز و وقعت کسیکو حاصل تھے یا نہیں۔ سر سلسلہ خاندان آصفیہ حضرت مغفرت مآب سے اب تک کیکو فرزند ارجمند کا خطاب عطا ہوا ہے نہیں۔ اور نہ کسیکو بلا اطلاع خداوندی تین خون معاف تھے۔ اور نہ ایسا کوئی ہے جو اپنے علاقہ میں جسکو چاہے خطابات عطا کرے۔ چنانچہ آپ نے اپنے علاقہ کے جن عہدہ داروں کو مناصب و خطاب عطا کیا ہے۔ اون کی تعداد تقریباً دیڑھسو سے زاید ہوگی جو بلحاظ طوالت درج نہیں کیجا سکتی۔ اسکے علاوہ بہت کچھ اعزاز ایسے ہیں کہ کسیکو مقسوم نہیں ہوے۔ بہرحال یہ سب کچھ اعزاز اوسیکی بدولت حاصل ہوئے تھے۔ جو آپنے چکل چانہ کے مقام پر چندر رنگ کے قتل کے روز خدمات نمایاں انجام دئے تھے۔ قسم ہے اوس رب العزت کی کہ ایسے وفادار و جانثار خادم اور ایسے وقت روان و جوہر شناس

مالک کی نظیر صفحہ دنیا مین ایک آدھ مشکل ملے گی۔

جب ۱۹ ذیحجہ سنہ ۱۲۰۹ھ کو مرشدزادہ عالیجاہ نے سدا سیو ریڈی زمیندار اندول جوگی پیٹہ کے اغوا سے فساد پر کمر باندھی۔ اور اوس سرکش زمیندار کی ہمراہی اختیار فرمائی جس سے حیدرآباد دکن مین تہلکہ عظیم برپا ہوا تو حضرت غفران مآب نے سیدی عبداللہ خان دلاور الملک کے (جو اوسوقت کنجی کوٹھہ مین اپنے دختر کی شادی کے لئے گئے ہوئے تھے) نام حکم نافذ فرمایا کہ فوراً یہان حاضر ہو جاؤ۔ چنانچہ بعد حضوری ارشاد اقدس ہوا کہ فوراً بیدر پہونچکر بلالحاظ کشت و خون قلعہ بیدر پر قبضہ اور اوس کا انتظام حسب مناسب کرو اور کھین ایسا نہ ہو کہ قلعہ بیدر پر مخالفین کا قبضہ ہو جائے۔ چنانچہ آپ حسب الحکم قلعہ بیدر کو روانہ ہوئے۔ جب یہ کیفیت سدا سیو ریڈی کو پہونچی۔ سخت گھبرایا اور کشنا کے نالہ کے پاس پوشیدہ قالو طلب رہا۔ جب آپ اوس مقام پر پہونچے۔ یکایک بیخبری مین رات کے وقت حملہ آور ہوا۔ افسوس ہے کہ اس حملہ کا نتیجہ مخالفین کے حسب منشا نکلا اور آپ نے ۲۳ ذیحجہ سنہ ۱۲۰۹ھ کو اون مفسدون کے ہاتھ جام شہادت نوش فرمایا۔ اسکا رنج و ملال حضرت غفران مآب کو بیحد ہوا۔ بعد ازان سدا سیو ریڈی گرفتار کیا گیا اور آپ کے خون کے قصاص مین قلعہ گولکنڈہ مین اوسپر سیسہ پہری گئی جو اپنی کیفر کردار کی سزا پائی۔

آپ کو چار فرزند تھے۔ چنانچہ خلف اکبر سیدی محمد عنبر خان نے خدمات دلاوری و مردانگی سے سرفرازی پائی۔ چند روز بعد جنون سے لاولد انتقال کیا۔ ان کے بعد دوسرے فرزند سیدی حبیب خان مستعد جنگ شہامت الدولہ خدمات آبائی سے ممتاز ہوئے۔ جب اون کا بھی انتقال ہو گیا تو تیسرے فرزند سیدی اسداللہ خان رعد جنگ ثانی جملہ مناصب و اعزاز خاندانی سے ممتاز ہوئے۔

رعد جنگ ثانی کو چار فرزند تھے۔ جن مین خلف اکبر سیدی عبداللہ خان ثانی نے بعد انتقال اپنے والد کے ساڑھے سات سو پیدل۔ تین ضرب توپ اور چار سو چوپن تنخواہ سے

سرفراز ہوئے۔ اور باقی جس قدر تعلقات و اعزاز تھے۔ سب کچھ داخل سرکار ہو گئے۔ آپ کو سات فرزند تھے ازان جملہ خلف اکبر سیدی زین الدین خان بہادر (جن کا یہ تذکرہ ہے) معاش و مناصب و اعزاز فوج موروثی سے ممتاز ہوئے ایک عرصہ دراز تک سپاہ وغیرہ زیر حکم رہی۔ مگر افسوس ہے کہ آپ کی عدم توجہی کے باعث سرکار عالی نے فوج کا تعلق آپ سے علیحدہ کر لیا۔ صرف تنخواہ باقی رہ گئی جس کا صدمہ آپ کو بے انتہا ہوا۔ آخر اسی صدمہ جان گسل سے ۱۳۱۲ھ میں راہی خلد بریں ہوئے۔ آپ کو سات فرزند ہیں۔ جن میں سیدی حبیب خان بہادر اور سیدی عبداللہ خان بہادر بیاہتا بی بی کے بطن سے ہیں۔ اور باقی پانچ صاحبزادے دوسری منکوحات سے ہیں۔ ان پانچ میں سے سیدی سراج الدین خان اور سیدی عنبر علی خان کا انتقال ہو گیا ہے۔ باقی تین سیدی اسداللہ خان بہادر سیدی بخاتش خان بہادر سیدی محبوب خان بہادر ہیں۔ چنانچہ جملہ بھائیوں میں (ماہوار ۵) کی رقم مختلف تعداد میں بطور تنخواہ ماہانہ سرکار سے اجرا ہے۔ اور کارخانہ فوج کے حاصل کرنے کے لئے بھی کارروائی کر رہے ہیں بہرحال کسی زمانہ میں اس خاندان کے بزرگوں کو جو اعلیٰ مناصب و اعزاز عطا تھے۔ افسوس ہے کہ اس وقت اون کی اولاد پر اوس کا عشر عشیر بھی باقی نہیں رہا ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار اس وقت اس خاندان میں ایک قدیمی اعزاز اب بھی باقی رہگیا ہے کہ جب کوئی لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اوس کا نام خانی دبہادری کے ساتھ گھر ہی میں رکھ کر بعد ازاں سیاہ سرکاری میں درج کرا دیا جاتا ہے۔ باقی اللہ ہی اللہ ہے۔

جملہ صاحبزادے ماشاء اللہ سے نوجوان لایق ہوشیار۔ صاحب اخلاق و مروت ہیں خصوصاً سیدی حبیب خان بہادر بہت ہی کم سخن مستقل مزاج۔ بہت پسند۔ طباع۔ ہوشیار اور لایق۔ اخلاق و مروت میں بےمثل ہیں۔

میر نواب علی خان بہادر

۵۴

آپ بتاریخ ۲۴ رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ تولد ہوئے۔ آپ کے والد نواب تمام خلیک مرحوم حضرت نواب صمصام الملک مغفور تھے آپ کے سب سے بڑے فرزند ایک شریف الخاندان ایرانی خاتون کے بطن سے تھے جس وقت آپ کی عمر ڈھائی برس کے تھی سایہ پدری اٹھ گیا اور آپ کی والدہ (جو ایک بڑی عالمہ تھیں) نے اپنے صغیر سن فرزند کی تعلیم و تربیت و درستی اخلاق کے متعلق اس کامل توجہ نگرانی کی کہ اس وقت آپ کی لیاقت و قابلیت اور تبحر علمی اسی نگرانی اور محنت کی دلیل بین ہے۔ سات برس کے سن مین آپ ابتداءً مدرسہ اعزہ مین شریک ہوئے جہان چند سال السنہ شرقی کی تعلیم پائی۔ بعد ازان مدرسہ عالیہ مین شریک ہوئے جہان دو ہی سال مین امتحان مڈل اسکول مین کامیابی حاصل کی۔ اس موقع پر مسٹر بادسن پرنسپل نظام کالج و ناظم تعلیمات نے آپ کی بہت تحسین

ذاکر آفرین کی۔

سنہ ۱۳۱۲ھ میں مدراس یونیورسٹی کے امتحان میٹریکولیشن میں کامیاب ہوکر باعث
حضور مبارکات جملہ مرشدزادگان ہوئے سنہ ۱۳۱۳ھ میں بعلبہ سالگرہ مبارک حضرت اعلیٰ حضرت
خداوند نعمت حضور پرنور جنت مکان کے موقع پر مرشدزادگان کے طرف سے
آپ ہی نے بارگاہ شہنشاہی میں اڈریس پڑھکر سنایا اور اعلیٰ حضرت نے بھی اپنے
جواب اڈریس میں آپ ہی کو مخاطب فرماکر مسرور فرمایا۔ اسی سال سنہ ۱۳۱۳ھ میں آپ
[illegible] (ایف اے) امتحان پنجاب یونیورسٹی
سفر علی اختیار کیا اور اس سفر کے اخراجات بکمال مراحم خسروانہ منجانب حضرت
اقدس ارفع ملوکانہ ہوئے۔ بفضلہ تعالیٰ آپ کو اس امتحان میں کامیابی بھی حاصل ہوئی
اور اب آپ بی اے کی تیاری میں مصروف ہیں۔ مسٹر بی۔ اے سٹین اسکوپ ایم اے
پرنسپل نظام کالج خاص طور پر آپ کو پنجاب بی اے کورس کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگرچہ اس
قبل ایک دفعہ آپ نے بمقام لاہور امتحان بی اے میں شرکت فرمائی تھی اور اتفاقاً
ناکامیاب رہے۔ مگر ہمت نہیں ہاری اور تعلیم ترک کرکے حصول خدمت کی استعانہ کی بلکہ
؎ ہر کار کہ ہمت بنشہ گردد + اگر جانے بود گلدستہ گردد ؎ تو باز ساعد شاہی
[illegible] ہمت خود را بلند دہ پرواز۔ ہر طرح آپ کا عزم بالجزم یہی ہے
کہ بی اے کی ڈگری حاصل کیجائے۔ اب آئندہ مارچ میں آپ بغرض شرکت امتحان
بی اے لاہور جاوینگے بعونہ تعالیٰ بلحاظ آپ کی شبانہ روز محنت اور جودت طبع کے امید قوی
ہے کہ اس دفعہ امتحان میں ضرور کامیاب ہونگے۔ آپ کی کورس میں علم تاریخ و ریاست
بھی داخل ہیں اور ریاست کو بھی ایسے ملکی شخص کی سخت ضرورت ہے جو علوم و فنون
مغربی سے واقف ہو تاکہ ریاست میں آمدنی کے ذرایع پیدا ہوں۔ اور صنعت و حرفت وغیرہ
کو فروغ دے۔ امید ہے کہ جب آپ ڈگری حاصل کرچکیں گے تو ریاست میں آپکی بہت

قدر ہوگی - آپ حضور شہزادۂ ولیعہد بہادر کے ساتھ کرکٹ و فٹ بال مین بھی شریک
رہا کرتے ہین - اور نواب ولیعہد بہادر کے مورد عنایات ہین - چونکہ نواب ولیعہد بہادر
جوہر شناس قدردان اور علم دوست شہزادہ ہین اور علمی مذاق طبیعت انور مین بے انتہا
ہے اکثر آپ سے امتحان و پڑہائی کے متعلق استفسار فرماتے رہتے ہین

حضایل بہرحال آپ خلیق - مہذب - راستباز اعلے خیال تقریر و تحریر سے لیاقت وسیع
معلومات متر شح - پابند وضع - اور شرعی ممنوعات سے محترز ہین - اور اعلیحضرت خلداللہ ملکہ
کی خوشنودی مزاج کے دل سے خواہان ہین - یہانتک کہ اشعار گہربار اعلیحضرت خلداللہ ملکہ
بجواب اڈریس مرشدزادگان ارشاد ہوئے تھے اور اس کتاب کے جلد اول صفحہ ۲۴ پر
ہین وہ ہمیشہ پیش نظر آویزان رہتے ہین - اور اوس کے ایک ایک لفظ کی تعمیل کر
رہتے ہین - یہ سب کچھ آپ کے حسن عقیدت کا باعث ہے - فقط مختصر آپ کی ذات
اقربایان سرکار کے لئے باعث فخر ہے اور آپ کی شہرت زیادہ تر آپ کی علمی لیاقت
باعث ہے اور یہ آپکے پاس ایسا جوہر ہے جسکی بدولت آپ عرفی شیرازی کے پایہ
مصداق بن سکتے ہین -

المنۃ للہ کہ یازم بہ نسبت
۵ اینک بہ شہادت طلبم لوح و قلم را

راجہ رگھوتم راؤ بہادر

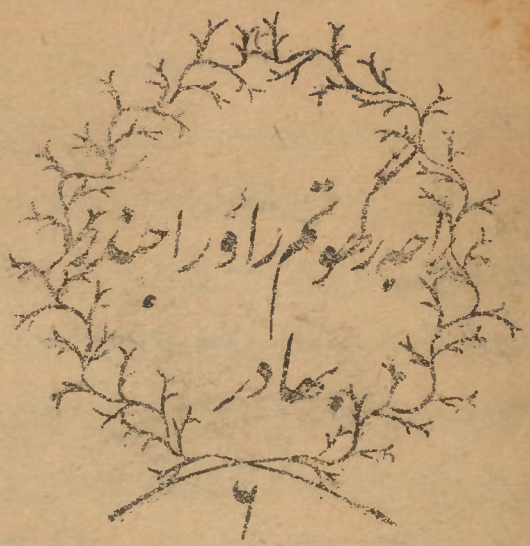

راجہ رگھوتم راؤ راجندر بہادر

آپ راجہ گوپال راؤ بہادر ثانی کے خلف الصدق اور راجہ راج راجندر مہاراجہ بہادر کے پوتے ہیں آپ کے جد اعلےٰ راجہ گوپال راؤ بہادر اول تھے۔ جو منجانب راؤ پنڈت پردھان۔ حضرت غفران مآب کی پیشگاہ میں حاضر ہو کر خدمت وکالت کو انجام دیتے تھے۔ اور راؤ پنڈت پردھان کے سرکار سے جاگیر اور سیر حاصل اور تنخواہ پالکی وغیرہ لوازمات سے سرفراز تھے۔ حضرت غفران مآب کے دربار دُربار میں روزانہ باریاب رہتے۔ اور جو کچھ ارشاد شاہی نافذ ہوتا۔ وہ پنڈت پردھان کو آگاہ کرتے جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے فرزند ارجمند رئیس راؤ اس معزز آبائی خدمت سے ممتاز ہوئے۔ اور پیشگاہ سلطانی سے راجے کا خطاب عطا ہوا۔ اور ایک منزل پالکی سے جاگیر سیر حاصل سے بھی سرفرازی پائی۔ آپ کے فرزند راجہ رگھوتم راؤ تھے جو زمانہ طفلی سے اپنے والد کے ہمراہ حضرت غفران مآب کے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ اور راؤ پنڈت پردھان کے پاس بھی ان کی آمد و رفت کا سلسلہ برابر جاری تھا اور پنڈت موصوف کو ان سے محبت والفت بہت تھی۔ چونکہ یہ فارسی اور سنسکرت میں لائق اور ہم نجوم میں اعلےٰ درجہ کے ماہر تھے۔ تحریر و تقریر بھی نہایت شستہ اور پاکیزہ تھی۔ اس لئے

پنڈت پردھان نے اپنی پیشی کا تمام کاروبار ان کے سپرد کر دیا تھا۔ جسکو یہہ اپنی جودت طبع کے باعث نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے تھے۔

چند روز بعد نا ہمپر ٹولس (مدار المہام راؤ پنڈت پردھان) کے بہکانے سے راؤ پنڈت پردھان نے مخالفت پر کمر باندھی۔ چنانچہ شعبان ۱۲۰۹ھ میں حضرت غفران مآب نے مقام کھرلہ (کھرلہ کی لڑائی مشہور ہے) راؤ پنڈت پردھان سے مقابلہ فرمایا۔ لیکن بعض کور نمکوں کے سازش سے اس جنگ کا نتیجہ حضرت غفران مآب کے حسب دلخواہ نہ نکلا۔ بلکہ نقصان کثیر کا سامنا ہوا۔ ازاں بعد چند شرائط پر صلح کر لیگئی۔ اور شیر الملک ارسطو جاہ بہادر (اون شرائط صلح میں یہہ بھی ایک شرط تھی) پنڈت پردھان کے حوالے کئے گئے۔ چنانچہ ارسطو جاہ بہادر کو تخمیناً تین سال وہاں رہنا پڑا۔ لیکن اس مابین میں حضرت غفرانمآب نے راجہ راجہ اجندر بہادر کو طلب فرما کر (بوجہ اوس اعزاز و وقعت کے جو پنڈت پردھان کے پاس انکو حاصل تھے) پانچ عدد جواہر اور خلعت سے سرفرازی بخشی اور ارسطو جاہ بہادر کی رہائی کے متعلق پنڈت پردھان کے پاس روانہ فرمایا۔ راجہ شامراج بہادر کو بھی ہمراہ کیا چنانچہ آپ وہاں پہنچکر حسب الحکم حضرت غفرانمآب ارسطو جاہ بہادر کے متعلق کوشش فرمائی۔ بفضلہ تعالیٰ آپکی کوشش کارگر ہوئی اور ۱۲۱۲ھ میں ارسطو جاہ بہادر حیدرآباد دکن واپس ہوئے۔ پنڈت پردھان کے پاس سے بھی راجہ راجہ اجندر بہادر کو اس موقعہ پر پانچ عدد جواہر اور خلعت سے سرفرازی ہوئی۔ بہرحال آپ یہاں اور وہاں ہر دو جگہ کامیاب و فائز المرام رہے۔ مابعد واپسی ارسطو جاہ بہادر حضرت غفرانمآب نے آپکو کاروبار ریاست میں شیر مقرر فرمایا۔ اور خدمت پیشکاری مع جاگیرات و نوبت۔ روشن چوکی۔ پالکی۔ عماری وغیرہ (جملہ معاش ۷۵۰۰ روپیہ سالانہ) اور خطاب راجہ راجہ اجندر بہادر سے سرفرازی بخشی۔ چنانچہ آپ خدمات منصرم دیوانی اور پیشکاری دونوں کو ایک عرصہ تک بخوبی نیکنامی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ انہیں ایام میں آپنے حضیضہ پور کی اپنے دولتخانہ پر ایک پرتکلف دعوت بالفشان ضیافت فرمائی۔ چنانچہ اعلیحضرت بنفس نفیس تشریف آوری فرما کر آپکی عزت دوبالا فرمائی۔ اور بر احترام خسروانہ آپکو پانچ عدد جواہر مرصع اور خلعت فاخرہ سے سرفرازی بخشی۔ اور جسقدر آپکے عزیز و اقارب تھے اوسکو تمام کو علی قدر مراتب جواہر خطابات۔ جاگیرات۔ لوازمات وغیرہ سے مباہی و مفتخر فرمایا۔ آپ کمال درجہ مخیر اور فیاض چیر خواہ ریاست بھی خواہر کار تھے۔ آپکے محدثات سے جاگیر گنگا کھیڑا (واقع ناندیڑ) پرگنہ آپکی مستحکم فصیل اور ایک عالیشان مکان یادگار ہیں۔ جسکا نظیر اون اضلاع میں ناممکن ہے۔ اور گنگا گھاٹ بھی آپ ہی کے تعمیرات سے ہے جہاں

ہزار ہا روپیہ کی خیرات ہوا کرتی تھی۔ آخر آپ ۱۲۹۰ھ مین بمکیٹہ باشی ہوئے۔ آپکے خلف رشید راجہ سر بنواس راؤ بہادر (جنکی عمر اس وقت ۲۵ سالہ تھی) جو قابل اپنے پدر بزرگوار کے لایق و ہوشیار تھے۔ مگر انقلاب زمانہ کے باعث آب خدمات آبائی کی سرفرازی سے محروم رہے۔ صرف جاگیرات و لوازمات سے ممتاز ہوئے۔ آپکے فرزند راجہ گوپال راؤ بہادر فارسی اور سنسکرت مین لایق علم نجوم سے ماہر تھے۔ اور عربی مین بھی اچھا دخل تھا حضرت غفران منزل کی بارگاہ فلک انتباہ مین ہمیشہ باریاب رہتے تھے۔ انھین ایام مین حضرت غفران منزل نے راجہ گوپال راؤ بہادر کو یاد فرما کے (لحاظ نزار نداری) پنشاری پایگاہ سے سرفراز فرمائی بخشی۔ اور ارشاد عالی ہوا کہ بالفعل اس خدمت کو انجام دیا جائے۔ آیندہ لحاظ مناسب کیا جائیگا۔ چنانچہ باتباع حکم قدر قدرت مذکور قبول فرمائی۔ زہے بخت کہ حضرت غفران منزل نے آپکو نواب عمدۃ الملک شمس الامرا بہادر کے پاس روانہ فرمایا پھر تو آپ نواب صاحب ممدوح کے پاس حاضر رہنے لگے جب حضرت غفران منزل نے حسب بیت پایگاہ کا دائرہ ماتحت فرمایا۔ اوس وقت سے شمس الامرا بہادر کی ملاحظہ شد اور آپ کی تاریخ ملازمت پنشاری کی اجرائی ہوئی۔ آپ کو فارسی مین اچھا دخل تھا۔ جسکے باعث نواب عمدۃ الملک بہادر کمال درجہ عنایت و شفقت فرماتے تھے بلکہ جب کبھی مباحثہ ہوتا تو آپ کو ضرور طلب فرماتے بعد رحلت نواب ممدوح کے نواب اقتدار الملک شمس الامرا بہادر کی نظر عاطفت بھی آپکے حال پر بدستور مبذول رہی۔ چنانچہ جب نواب افضل الدولہ بہادر نے رحلت فرمائی۔ اور بوجہ کم سنی اعلیٰحضرت خلد اللہ ملکہ ایک ریجنسی قایم ہوگئی۔ اوّلاً نواب عمدۃ الملک بہادر نائب حضور مقرر ہوئے۔ جب عمدۃ الملک بہادر کا انتقال ہوگیا تو اقتدار الملک نائب حضور ہوئے۔ اور حضرت اقدس و اعلیٰ کیلئے چار اتالیق مقرر ہوئے۔ چنانچہ اس موقع پر نواب ممدوح نے آپکو (راجہ گوپال راؤ بہادر) بھی ازانجملہ اتالیق مقرر فرمایا۔ اسکے بعد سر سالار جنگ اعظم نے آپکو (بنظر لیاقت و اعزاز) تونک عطا کی خدمت بھی عطا فرمائی۔ چنانچہ ۱۲۹۲ھ کے سفر دہلی کے موقع پر آپ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ہمرکاب تھے۔ اور حضرت اقدس و اعلیٰ کے مراحم خسروانہ بھی آپ پر بدستور مبذول تھے بعد چندے آپ بیمار ہو کر اپنی جاگیر کو روانہ ہوئے۔ جہان طوالت بیماری کے باعث پانچسال تک رہنا ہوا۔ اس عرصہ مین آپنے وہان ایک کشن مندر بصرف ساٹھ ہزار روپیہ نہایت عمدہ تعمیر فرمایا۔ اور سو روپیہ یومانہ خرچ بھی مقرر کیا جو تا الآن جاری ہے۔ اور اسی زمانہ مین آپنے اپنے لایق فرزند راجہ رگھوتم راؤ بہادر (جنکا نام نامی عنوان مین درج ہے) کی شادی بھی نہایت تکلف و اہتمام کے ساتھ انجام دی۔ اسکے چند ہی روز بعد ہم آغوش اجل ہوئے

چنانچہ آپکے فرزند راجہ رگھوتم راؤ صاحب درجہ کی عمر اس وقت ۱۲ سال کی تھی۔ اور اپنے والد کے ہمراہ پیشگاہ حضرت عاقد مرحوم علاء
و نواب سراسمان جاہ مغفور کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے) کی کم سنی کیوجہ سے راجہ صاحب متوفی کی والدہ رانی بجایائی وراجہ تمام
کار خانہ کی نگرانی و انتظام رہیں۔ اور طفلت تعزیت جناب اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ و مدار المہام سرکار عالی مدبر بلیہ تہنیت یا الہ دلہ مرحوم
راجہ رگھوتم راؤ صاحب کو عطا ہوا۔ اور سراسمان جاہ مغفور کی پاگاہ سے بھی دستخط آمد قدیم بتوسط سرائے نرسنگراؤ صوبہ سرکار
ادا ہوا۔ آپ (صاحب تذکرہ) کی تعلیم والد کے سن حیات فارسی میں کسیقدر ہوئی تھی۔ بعد ازاں آپکی عمدہ رانی بجایا صاحبہ
انگریزی وغیرہ کی تعلیم کیلئے مدرسہ عالیہ میں داخل کیا۔ اور غائبی تعلیم بھی اسکے ساتھ جاری رکھی گئی جسکا عمدہ نتیجہ
نکلا کہ آپ اس وقت فارسی میں عمدہ لیاقت اور انگریزی میں اعلیٰ درجہ کے ماہر ہیں اس عرصہ میں راجہ صاحب کے سن اتمام
سے آپکی ہمشیرہ کی شادی حضرت تحفت کے ساتھ ہوئی۔ اور ۱۳۰۱ف میں سرکار عالی نے آپکو اپنی جاگیرات میں بصیغہ فوجداری
درجہ دوم و بصیغہ دیوانی لکھپار روپیہ تک کے اقتدارات مستقل کرنیکے لئے عطا فرمائے۔ بعد ازاں ۱۳۰۳ف میں اپنے درجہ اول
اقتدارات جو راجہ صاحب کو حاصل تھے اور کمتقلی کی اپنے نام پر درخواست پیش کی۔ چنانچہ ۱۳۰۴ف میں حسب درخواست
درجہ اول کے اقتدارات عطا کئے گئے جسکو آپ بذات خاص استعمال کرتے ہیں اور بحصیلداران جاگیر کو بھی بصیغہ فوجداری
مجسٹریت درجہ سوم و بصیغہ دیوانی تا مبلغ سو روپیہ تک کے اقتدارات حاصل ہیں۔ آپنے ۱۳۰۶ف میں بریناو کی
جناب مدار المہام سرکار عالی متعینہ نشان ۱۲۱ موضعہ مہ ۱۳۰۷ف ایک عرصہ تک مجلس مالگزاری میں کارآموزی کی
میں آپکو جہاں گزاری کا معمولی تجربہ حاصل ہوا۔ ۱۳۰۸ف میں آپکو عدالتی و مالی کارروائی میں نہایت دلچسپی ہے اور انتظامی امور میں
تجربہ حاصل ہے۔ آپکے عدالتی فیصلے (جو مقدمات کہ آپکی جاگیر میں رجوع ہوتے ہیں) نہایت مدلل اور مسجل ہوتے ہیں
آپ اعلیٰ درجہ کے لایق۔ ہوشیار۔ نوجوان صاحب اخلاق و ذی مروت ہیں۔

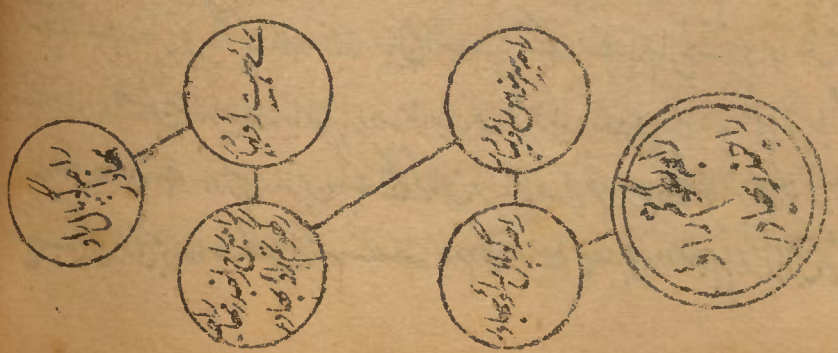

راجہ رامیسر راؤ بہادر

آپ متوفی راجہ رامیسر راؤ اول بہیری بلونت بہادر راجہ صاحب بستان و نیپرتی کے خلف الصدق ہین۔ راجہ صاحب متوفی ۱۲۳۷ھ مین بمقام رنگاپور (جو نیپرتی سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے) پیدا ہوئے۔ ابھی پیدا ہوئے اکیسوان دن کی کریا بھی نہ ہونے پائی تھی کہ راجہ رام کرشنا کان راجہ ونیپرتی نے اپنا متبنی کیا۔ ۱۲۳۸ھ مین سکار عالی سے غلعت عطا ہوئی۔ بعد انتقال راجہ رام کرشنا بہادر کے اون کی دونون رانیان رادما اور نوچیارا نے آپ کو پرورش کیا۔ لیکن یہہ دونون بھی ۱۲۴۹ھ و ۱۲۵۱ھ مین یکے بعد دیگرے انتقال کر گئین۔ آپ کو علم تلنگی اور فارسی مین ابھی مہارت حاصل نہ تھی چنانچہ ۱۲۵۱ھ مین جب کہ آپ کی عمر ۱۲ سال کی تھی ہستان کا انتظام کرنا پڑا۔ گو کارپردازون نے اندھیر مچائی مگر آپ کی جودت طبیعت کے آگے ایک کی بھی نہ چلی۔ پہلے آپ نے خانگی طور پر انگریزی کی تعلیم شروع کی۔ تھوڑے ہی عرصہ مین خداداد ذہانت کے باعث تحریر و تقریر مین اعلا درجہ کا ملکہ حاصل ہو گیا۔ آپ کو سات زبانون مین مہارت تھی۔ فارسی۔ عربی۔ تلنگی۔ کنڑی۔ مرہٹی۔ اردو اور انگریزی زبانین نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ کرتے تھے۔ اسی خاندان کی ایک مورث گوداوری بھائی ہماری گوپال راؤ

بھی ایسے ہی زبانون کی ماہر تھے۔ چنانچہ آپ اوھنین کی مثال تھے۔ آپ کو یوروپین لباس وطرز معیشت وغیرہ کا بہت شوق تھا۔ رزیڈنسی کے اکثر یوروپین اصحاب آپ کے یار غار تھے۔ یوروپین سوسائٹی مین آپ کی آمدورفت نہایت آزادانہ تھی۔ سنہ ۱۲۵۹ھ مین (بعہد ناصر الدولہ بہادر) آپ کو بلوبنت کا خطاب عطا ہوا۔ سنہ ۱۲۶۵ھ مین قوم عرب نے (جو اوس وقت بہت زور پکڑی تھی) اپنے موہوم قرضہ کی ادائی کے لئے آپ کو مجبور کیا۔ اور مدینے پر قید کرلیا۔ آپ کی بہادر اور دلیر طبیعت نے چالیس گز کی ایک سرنگ تیار کی اور وہان سے فرار ہوئے اور سنہ ۱۲۶۸ھ مین گوپال پیٹ پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا۔ دو سال تک اوسکو اپنے قبضہ مین رکھا سنہ ۱۲۷۴ھ مین آپ نے راجہ وینکٹیا نایک بلوائی کو جس نے غدر کے موقع پر شرارت کی تھی گرفتار کیا۔ جسکے صلہ مین آپ کو ایک ڈبل بارل بندوق۔ ایک تلوار اور ایک ریوالور انعام ملا۔ اسی سال آپ بلوائیون کے گرفتاری کے لئے ضلعدار بنائے گئے۔ اولاً آپ نے مودینا گاگپا کا محاصرہ کیا۔ یہہ بہت بڑا باغی تھا۔ سنہ ۱۲۷۴ھ مین بھاگ گیا تھا جو بعد مین گرفتار ہوا اور سنہ ۱۲۷۶ھ مین مارا گیا۔ دوم آپ نے سنہ ۱۲۷۵ھ مین قلعہ لوکانی کو سرنگ لگاکر اوڑا دیا۔ سوم لڑائی الور پر کی جہان کئے باغی قید کئے گئے۔ چہارم قلعہ راجہ پور کو مسمار کیا۔ اور زمیندار کو گرفتار کرلیا۔ پنجم اودھ کے روہیلون کا مقابلہ کیا۔ ہر سال ایسے کئے معرکے آپنے نہایت بہادری اور استقلال سے انجام دئے اسکے بعد آپ نے دو رسالہ حبشیون کے تیار کئے جو سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کو نذر دئے گئے۔ اور اب تک وہ رسالہ موجود ہے جو سدھیون کے رسالہ سے موسوم ہے اور آپ پہلی ہی شخص ہین جنھون نے اپنے سمستان مین روپیہ سرے اور سنگمٹ کا طریقہ جاری کیا۔ آپ نے جنگ کریمیا اور برہما اور غدر کے موقع پر گورنمنٹ انگریزی سے شرکت کی درخواست کی تھی۔ جسکے جواب مین گورنمنٹ انگریزی نے بذریعہ سکرٹری ہزہا

کے القاب سے مخاطب کرکے یہ الفاظ لکھے تھے کہ "مینے آپ کا خط جس میں آپنے فساد
فرو کرنے کیلئے لشکری مدد دینے کی درخواست کی تھی۔ راست آنریبل گورنر جنرل ان
کونسل کے روبرو پیش کیا اور مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ آپ کو جواباً اطلاع دوں کہ
گورنر صاحب موصوف کو یقین ہے کہ آپ کی سپاہ اگر میدان جنگ میں طلب کئے
جائین تو ضرور عمدہ خدمت دینگے۔ لیکن چونکہ دہلی واپس لے لیگئی ہے اور ہر طرف
باغیون کو سزا دینے کا معقول بندوبست ہوچکا ہے اسلئے آپکی سپاہ کی مدد لینا فی الحال
لاحاصل ہے۔ مگر تاہم گورنر جنرل ان کونسل مجھے ہدایت کرتے ہین کہ مین آپ کو جتلاون کہ
گورنمنٹ آپکی شکر گزار ہے اور آپ کی وفاداری اور دوستی کے خیالات پر اپنا
اطمینان ظاہر کرتی ہے"

سنہ ۱۲۷۹ھ مین آنریبل سر ایگیو بسر لئے گورنر جنرل کے جانب سے ایک تلوار اور ایک بندوق اور ایک
تفنگچہ معہ خط توصیف کے وصول ہوا۔ بعد ازان سنہ ۱۲۸۰ھ مین آپ رسالے کے انسپکٹر مقرر
ہوئے۔ اور سنہ ۱۲۸۳ھ مین حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے باقاعدہ فوج کے انسپکٹر جنرل بنائے گئے
سر رچرڈ ٹمپل لفٹنٹ گورنر بنگالہ آپکے گہرے دوست تھے جنہون نے بموجب اتحاد بمقام دھنپرتی آکر
آپسے ملاقات کی تھی۔

بہرحال آپ ایک اولوالعزم راجہ تھے۔ اور بہادری، شجاعت کے جوہر آپکے سرشت مین ودیعت
پاچکے تھے۔ سخاوت و حق پرستی مین بھی امتیاز حاصل تھا۔ نہایت قابل لایق منتظم تھے۔ اپنی عمر کا بیشتر
حصہ جنگی معاملات مین گذرا تھا۔ آخر آپنے بمقام پاگودم گاؤن (جو دھنپرتی سے متصل ہے) ۲۴
جمادی الاول سنہ ۱۲۸۳ھ کو انتقال فرمایا۔ آپکے خلف الصدق ہمارے معزز صاحب تذکرہ راجہ رامیشر راؤ صاحب
ہین۔ جو زیور علمیت و قابلیت سے آراستہ و پیراستہ اور اپنے پدر بزرگوار کے نمونہ مثال ہین۔ اخلاق و
مروت مین بمثل فیاض اور سخاوت مین بحر بیکراں مشہور آفاق ہین۔ نوجوان وجیہہ خوبصورت جامہ زیبا
مناسب الاعضا سنجیدہ مزاج مستحل دبردبار ہنرمند شیخ متواضع ہین۔

شری
راجہ پارتھاسارتھی آیاگر
بہادر

آپ ہیمستان پالوسنچہ سیری بھدراچلم کے زمیندار ہین۔ یہ ہیمستان بہت قدیم اور مشہور ہے۔ اس خاندان کے ارکان ابتداءً پالوسنچہ مین آتے تھے۔ بعد ازان سیری بھدراچلم مین رہنے لگے۔ اس خاندان کا سر سلسلہ اور باقی آسوارادو تھے اور نیز خطاب پرتاب رودر مہاراجہ ورنگل کا عطا کیا ہوا ہے۔ اس کا وقعہ اس طرح ہے کہ مہاراجہ کے پاس ایک شدید بدنفس گھوڑا تھا جو کسی کو سوار ہونے نہین دیتا تھا۔ چنانچہ اس خاندان مین کے ایک صاحب اوسپر سوار ہوئے ملکہ اوسکو مہاراجہ کے قابل سواری کردیا۔ جسکے صلہ مین انعام واکرام کے علاوہ مہاراجہ نے آسوارادو کا خطاب مرحمت ہوا۔ یہ نام سنسکرت ترکیب کا ہے۔ زبانی سنسکرت مین اسوا گھوڑے کو کہتے ہین۔ چنانچہ یہہ خطاب اب اس خاندان مین مسلسل چلا آرہا ہے۔ چنانچہ حال راجہ صاحب بھی جن کا یہ تذکرہ ہے اسی خطاب سے مخاطب ہین۔ جب پرتاب رودر مہاراجہ ورنگل شہنشاہ دہلی کے ہاتھ شکست کھائی۔ تو ہیمستان خود مختار ہوگیا۔ تیمور جنگ کے حملہ

ہندوستان کے وقت اس سمستان پر آنا پا سوار اؤ حکمران تھے۔ اس کے بعد زمیندار وغیرہ نے فوجی خدمات ادا کرنے سے انکار کیا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ اور نصرالدولہ مبارزالملک کے ہاتھ سے نرسمہوان آسوار اؤ مارا گیا۔ اور یہ سمستان سلطنت آصفیہ کے ماتحت آگیا۔ جب صفرالدولہ کا انتقال ہوا تو پھر نرسمہوان راؤ کے ایک وارث راجہ بیر سوار اؤ نے اس سمستان پر قبضہ کرلیا۔ اور ایک سال حکمرانی کی۔ اسکے بعد دیگر نرسمہوان آسوار اؤ (جو راجہ آنا پا آسوار اؤ کے اولاد میں انکیسواں شخص تھا) نے سلطنت آصفیہ سے ایک تازہ سند کرالی۔ بعد اسکے راجہ نرسمہوان آسوار اؤ نے حکومت کی۔ پھر وینکٹ رام آسوار اؤ جانشین ہوئے۔ ان کو تین فرزند اور ایک دختر تھی۔ خلف اکبر نے تو تغیر شادی کرنیکے انتقال کیا۔ خلف دوم نے حکومت کی لیکن تھوڑی ہی مدت میں یہ بھی بیگنیٹہ باشی ہوئے۔ اب تیسرے فرزند کی باری آئی جن کا نام راجہ سیتارام چندر سوائی آسوار اؤ تھا۔ یہ اپنی نیابت طبیعت کے باعث تمام املاک ساہو کے پاس رہن رکھدی۔ اور لاولد انتقال کیا۔ پھر تو اس خاندان میں سجز رانی لکشمی نرسما (جو متوفی کی ماں تھی) اور ایک دختر کے کوئی نرہا۔ اس امام میں سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے وہ علاقہ جو دریائے گوداوری کے مابین کنارے پر واقع ہے۔ برٹش گورنمنٹ کے تفویض فرمایا۔ جس میں یہ سمستان شامل تھا۔ اب سمستان کی ملکیت رانی صاحبہ کے نام رجسٹر ہوگئی۔ ادھر ساہو نے اپنے قرضہ کا دعوا دایر کیا۔ اور کامیاب ہوا۔ چھ لاکھ کی ڈگری پائی۔ اور سمستان ضبط ہوگیا۔ اس عرصہ میں رانی صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ بعد ازاں متوفیہ کی دختر کے فرزند راجہ پارتھا سارتھی آپا راؤ نے (جنہ صاحب ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے حضور میں پشت میں ہیں) اپیل کیا۔ ورنیا آپا راؤ نے نواب آصفجاہ بہادر سے ۱۷۶۳ء میں متروکہ کی سند حاصل کی تھی جس میں اٹھارہ تعلقہ تھے۔ پھر نوبت وجاگیردار پالکی عطا ہوئی۔ اس کے بعد راجہ بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ جبکہ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے شمالی سرکار برٹش گورنمنٹ کے سپرد فرمائی اوس وقت راجہ نارائن آپا راؤ کے تین فرزند تھے۔ چنانچہ خلف اکبر سری راجہ

ڈکٹیٹر نرسمھوان آپاراؤ نے ابتداءً اٹھارہ تعلقہ پر حکمرانی کی۔ جب ۱۸۰۲ء مین برٹش گورنمنٹ نے جاگیرداروں کا پرامنٹ سٹلمنٹ کیا تو اوس وقت دوسرے بھائی سری راجہ رام چندر آپاراؤ نے اپنے حصہ کا دعوی کیا۔ جس مین سرکار نے جملہ تعلقات کے دو حصے کی ایک نزدد دوسرا امداد اول۔ اوّل الذکر راجہ رام چندر آپاراؤ بھادر کو ملا اور ثانی الذکر سری راجہ وینکٹ نرسمھوان آپاراؤ بھادر نے پایا۔ گو متیسرا فرزند نرسمھوان آپاراؤ بھادر موجود تھا۔ مگر کمسن ہونیکی وجہ سے کوئی پرسان حال نہ ہوا۔ بعد ازان خلف سوم نے اپنے حصہ کے لئے درخواست دی جس مین مکرر تحقیقات کی گئی۔ بعد دریافت خلف سوم نرسمھوان آپاراؤ بھادر کو دو گانون کی جاگیر اور دو مٹھہ نامنہلامی اور پھوندرانر و دادر مذاد اول سے دئے گئے ہین چودہ گانون ہین۔ اسکے بعد راجہ وینکٹادری آپاراؤ بھادر جانشین ہوئے جنکا سنہ ۱۸۰۱ء مین انتقال ہوا۔ متوفی کے فرزند رشید ہمارے معزز صاحب تذکرہ راجہ بار تھا۔ سارد ی آپاراؤ بھادر قایمقام ہوئے۔ آپ رانی لکشمی رسما کے نواسے ہین۔ جو خاندان آسوارا ؤ کی آخیر زمیندارنی تھی۔ برٹش گورنمنٹ نے آپکے حقوق وراثت کو بحال رکھا اور جاگیر بھدراچلم کا حصہ بھی آپکے حوالے کیا ہے۔ شمال سرکار مین کسی زمیندار کا نام بطور منتظم اس قدر عرصہ سنین ہے جیسا کہ آپکا نام شہرت پذیر ہے۔ بہر حال آپ لایق ہوشیار منتظم مدبر صاحب اخلاق وذی مروت ہین۔ اور اپنے سمستان کا انتظام بوجہ احسن انجام دیرہے ہین۔

غلام غوث خان بہادر

۹

آپ ہمستان نارائن پور (جو ضلع نلگنڈہ مین واقع ہے) کے نواب صاحب ہین آپکے اسلاف معزز خاندان ہنود سے تھے۔ اور اس ہمستان کی حکومت آپکے بزرگون سے وراثتاً آپکے پہونچی ہے۔ ایک مدت تک تو آپ اوی اپنے بزرگون کے مذہب قدیم ہنود کے پابند رہے۔ بعدازان جب اسلام کی خوبیان آپکے دل نشین ہوئین اور صمیم اسلام نے اپنا پرتو آپپر ڈالا تو (بعہد سالار جنگ اعظم) مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کلمۂ توحید کا فرمایا۔ اور اسلامی نام غوث خان بہادر رکھا گیا۔ آپکے ہمستان سے محاصل ہمہ ہزار ہا روپیہ سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اور اس ریاست ابد مدت مین آپکے اعزاز و مناصب اعلےٰ درجہ کے ہین۔ آپکے حدود ہمستان مین حضرت غالب شہید قدس سرہ العزیز کا عرس نہایت تکلف و اہتمام سے ہوتا ہے۔ عرس شریف کے موقع پر اطراف و اکناف کے لوگ بہت کثرت سے آتے ہین۔ اور بلدہ سے بھی آدمیون کی ایک تعداد کثیر زیارت کیلئے جاتی ہے۔ بحسب حال نواب صاحب کا انتظام عرس شریف مین نہایت عمدہ ہوتا ہے۔

آپ نہایت شجیع۔ بہادر۔ دلیر ہین۔ شیر کے شکار کا بہت شوق ہے۔ متعدد شیر آپنے کمال بہادری کے ساتھ مارے ہین۔ بہت باریک نشانہ لگاتے ہین۔ آپکا نظیر مشکل دستیاب ہوگا۔ مزاج سیاہی مایہ طبیعت جوانمردانہ ہے۔ فیاضی اور خیرخواہی مین یکتا ہین۔

میر محمد خورم علیخان بہادر

۱۰

خاندان آپ خاندان ہمایون جاہ میر مغل علیخان بہادر کے ایک اعلےٰ ممبر اور میر محمد ہاشم علیخان بہادر کے خلف ارشد ہین میر مغل علیخان بہادر (حضرت مغفرت مآب کے چھوٹے صاحبزادے) سنہ ۱۱ھ مین بعہد سلطنت حضرت غفران مآب صوبہ بیجاپور سے سرفراز ہوکر سنہ ۱۳۱۷ھ مین روانہ خلد بریں ہوے۔ آپ کو ۱۲ فرزند اور ۱ اصبیہ تھین جنمین خلف اتفقی ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے جد حقیقی میر معز الدین علیخان شرف یاب خطاب بہادر تھے۔ آپ (میر خورم علیخان بہادر) فارسی عربی حساب مین لایق۔ علم موسیقی کے ماہر۔ مہذب۔ ذی رویہ۔ صاحب سلیقہ۔ جامہ زیب خوش وضع

اولاد طفلین ہین آپ کو دو خلف ارجمند ہین۔ میر محمد حسین علیخان۔ میر لیاقت علیخان جنکی تعلیم بہ توجہ دلی و خوش اسلوبی جاری ہے۔

راجہ چین رائے بہادر

...ب ٹھاکر پرشاد متوفی کے خلف الصدق اور راجہ رام پرشاد متوفی کے پوتے۔ قوم کایستھ ...سری بھٹونہ کے ایک معزز کن اور اعلےٰ خاندان کی یادگار ہیں۔ آپکے جد اعلےٰ منگھراج متوفی ...۱۱۵ ہجری حضرت مغفرت مآب آصف جاہ بہادر کے ہمراہ دہلی سے وارد حیدرآباد دکن ہوئے ...تھے۔ اور خدمت پیشکاری بخشی گری باوشاہی منصبداران نقشی برادری خاص سے ممتاز تھے ...پکے دو فرزند ایک پٹنی لال دوسرے بھکاری داس۔ چنانچہ آپکے بعد آپکے خلف اکبر ...ی لال رائے کے خطاب سے سرفراز اور بگیرات انوارم و امیر پیشہ۔ پالکی درخت سے ممتاز ہوئے۔ بعد ازیں ...کے پٹنی لال کے فرزند رائے بھوانی پرشاد اور رائے بھکاریداس کے خلف رائے گردھاری لال (بعہد ...حضرت غفرانمآب میر نظام علیخان بہادر) علاوہ خدمات متذکرہ صدر کے سرشتہ داری محلات ...بارکی و اقربایان سرکار سے بھی سرفرازی پائی۔ اسکے بعد رائے بھوانی پرشاد کے فرزند رائے ...سندرلال اور رائے گردھاری لال کے خلف رائے کانچمنے بالاتفاق خدمات موصوفہ کو بآئین ہمین انجام ...دیا۔ جب رائے سندرلال کا انتقال ہوگیا تو انکے فرزند راجہ رام پرشاد خدمات صدر سے سرفراز ہوئے۔ اور بیگناہ ...اعلیٰحضرت شہنشاہ حضرت مغفرت منزل سے راجہ کا خطاب عطا ہوا۔ جب یہ بھی بیگنہ بخش گئے تو آپکے ...فرزند ٹھاکر پرشاد خدمات موروثی سے ممتاز ہوئے۔ چنانچہ ایک عرصہ تک آپنے خدمات مفوضہ کو ...نہایت عمدگی سے انجام دیا۔ آخر لاولد انتقال فرمایا۔ اور خدمات کا کام بحیثیت نیابت منوبعلم ضیا

(خسر متوفی) ایک مدت تک انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں متوفی کے رانی صاحبہ سے
اپنی برادری سے راجہ بھین سنگھ بہادر (جنکا نام نامی عنوان بین درج ہے) کو اپنا ز
آنجہانی اور قایم مقام (حسب ارشاد سرکار عالی) فرمایا۔
آپ (صاحب تذکرہ) جمادی الثانی ۱۲۹۰ھ مین تولد ہوے۔ علم فارسی۔ اردو۔ او
سیاق و سباق مین اعلے درجہ کی مہارت حاصل فرمائی۔ ۳۔ رجب ۱۳۰۱ھ کو جب
اعلیحضرت خلداللہ ملکہ۔ خدمات موروثی سے سرفرازی پائی۔ چنانچہ اسوقت آپ
محلات مبارک و فوج متعلقہ نائم صاحب مخاج صرف خاص و منصب دیوانی سرکا
و منصبداران نقدی برادری خاص و پیشکاری بخشی گری بادشاہی سے ممتاز و
اور خدمات مفوضہ کو نہایت مستعدی و خبرگیری سے انجام دے رہے ہین
نوجوان۔ لایق۔ ہوشیار۔ فرلیس۔ مدبر۔ صاحب اخلاق۔ ذیمروت ہین۔

راجہ رامراؤ

خاندان آپ راجہ سرید سرراؤ کے خلف الرشید اور راجہ جانہ جی راؤ بہادر کے پوتے ہیں۔ آپکے جد اعلےٰ ہربا جی پنڈت راجہ خیوشت بہادر تھے۔ جن کا اصلی وطن ملکا پرصوبہ برار تھا۔ آپ اعظم الامرا سطوجاہ بہادر کے (عین قیام قلعہ اورنگ) معتمد علیہ تھے۔ جب سطوجاہ بہادر نظامت و زارت سے خلع ہوئے تو راجہ صاحب موصوف نے پیشگاہ حضرت غفران مآب سے قلعہ داری اودسہ سے سرفرازی پائی۔ اسکے بعد آپ سطوجاہ بہادر کے حکم سے چنوسے کے راجہ اور راؤ پور کے دیسکھ راجہ کی تنبیہ کے واسطے جو قلعقار الملقب ذوالفقار دکن کے ساتھ ہوئی تھی فرد کی اور انکی قرار واقعی تنبیہ و تادیب کرکے مطیع و منقاد کیا۔ اور ٹیپو سلطان کی جنگ کے موقع پر بحسب الحکم بندگانعالی آپ افواج انگریزی کے ساتھ شریک رہکر قابل قدر کام انجام دئے۔ چنانچہ اس جنگ میں ایک موقع پر فوج نعیم کے جوانان یاور (جس میں پچاس ہزار پیادے شریک اسد اللہی کے نام سے موسوم تھے) افواج انگریزی کے منہ پھیر دئے اور قریب تھا کہ شکست ہوجائے اس نازک وقت میں سپہ سالار افواج انگریزی نے راجہ صاحب موصوف کو بلا بھیجا۔ فوراً آپ ہاتھی پر سوار ہوکر فوج ہمراہی اور سپاہ کثیر میں تاخلب لشکر پہونچ گئے۔ اور تمام پیلوں کو کاٹ کر فیصلہ کردیا جسکا سبب ٹیپو سلطان کو بیحد ہوا۔ اور شکست فاش دیکر لال باغ دگنجام چلا گیا۔ بہرحال ان کارہائے لایقہ نے آپکی جلالت و مردانگی سے جو ہر ایسے نمایاں کئے کہ روز افزوں پیشگاہ حضرت غفران مآب سے ترقی ہوتی چلی۔ چنانچہ خدمات مہتمی توشہ خانہ و جواہر خانہ وغیرہ سے سرفرازی پائی۔ اور راجہ خیوشت کا خطاب پایا عماری۔ پالکی۔ گھنٹال۔ روشن چوکی۔ نوبت۔ جاگیرات وغیرہ کا اعزاز مرحمت ہوا۔ آخر ۱۲۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکے دو فرزند اول گوبند راؤ المخاطب راجہ گوبند رایین بہادر دوم راجہ گوپال راؤ بہادر (یہ والد کے حیات ہی میں انتقال کرگئے) چنانچہ خلف اول گوبند راؤ المخاطب راجہ گوبند رایین بہادر سے سرفراز جاگیرات و اعزاز سے ممتاز ہوئے۔ آپکے تین خلف اول راجہ جانہ جی راؤ بہادر دوم راجہ ہری ہر راؤ بہادر سوم راجہ نارائن راؤ (یہ والد کے حیات میں فوت ہوگئے) چنانچہ خلف اول راجہ جانہ جی راؤ بہادر

جلد دوم ترک بجنوبیہ

خدمات موروثی داغ از خاندانی سے ممتاز ہوئے۔ اور ۱۸۴۲ء میں خطاب راجگی سے سرفرازی پائی۔ اور علاوہ ان خدمات کے داخلہ ریاست سررشتہ جات صرف خاص سواردن کا کام بھی عطا ہوا۔ آپ تیراندازی میں بیمثل اور سواری اسپ میں بے نظیر تھے۔ آخر ۱۸۴۳ء میں انتقال فرمایا۔ آپکو چار فرزند تھے۔ راجہ رامراؤ بہادر۔ راجہ لچھمن راؤ بہادر۔ راجہ بھگت راؤ بہادر۔ راجہ سریدہر راؤ بہادر۔

مگر بنا بر دہن راؤ بہادر کے انتقال بوجہ کلانیت متوفی کے بھائی راجہ ہری ہر راؤ نے خدمات موروثی سے (بجز داخلہ ریاست کے سرفرازی پائی۔ لیکن بعد میں کچھ ایسے اسباب پیش آئے کہ حضرت مغفرت مکان کا عتاب نازل ہوا۔ اور جملہ خدمات (بجز جاگیرات کے) لے لئے گئے۔ راجہ ہری ہر راؤ کو ایک فرزند ہوئے راجہ کیشو راؤ۔ مگر یہ اپنے والد کے حیات میں فوت ہو گئے کہ جن کے آغوش اسوقت راجہ چنار دہن راؤ خلف راجہ بھگت راؤ ہیں۔ اب اسوقت چنار دہن راؤ کو دو فرزند سری نواس راؤ۔ دنائیک راؤ موجود ہیں۔ اور راجہ چنار دہن راؤ بہادر نے لے کے چاروں فرزندوں میں خلف اکبر راجہ رامراؤ بہادر نے بگذاشت دو دختر انتقال کیا۔ اور خلف دوم راجہ لچھمن راؤ نے بوجہ لاولدی اپنے بھائی راجہ سریدہر راؤ کے فرزند شنکر راؤ (جو صاحب تذکرہ کے حقیقی بھائی ہیں) کو بیٹا لیا۔ اور خلف سوم راجہ بھگت راؤ بہادر کو دو فرزند ہوئے۔ نرہر راؤ۔ چنار دہن راؤ۔ (یہ کیشو راؤ کے بیٹے ہیں۔) اور راجہ سریدہر راؤ کو دو فرزند ایک راجہ رامراؤ۔ جنکا یہ تذکرہ ہے۔ دوم شنکر راؤ (یہ راجہ لچھمن راؤ کے بیٹے ہیں۔)

چنانچہ ہمارے معزز صاحب تذکرہ راجہ رامراؤ بہادر معاش موروثی جاگیرات آبائی سے سرفراز ایک ہونہار۔ نوجوان۔ صاحب اخلاق حشم۔ فراخ حوصلا ہیں۔ فارسی میں لایق۔ انگریزی سے ماہر۔ مرہٹی سے واقف۔ تحریر و تقریر نہایت ہی برجستہ اور شستہ ہے۔ ایک سال تک آپ کلاس میں بھی شریک رہے ہیں۔ مالی۔ انتظامی تجربہ کے ساتھ قانونی مذاق بھی اچھا ہے۔ بہرحال آپ ایک قدیم خاندان کے یادگار ہیں۔

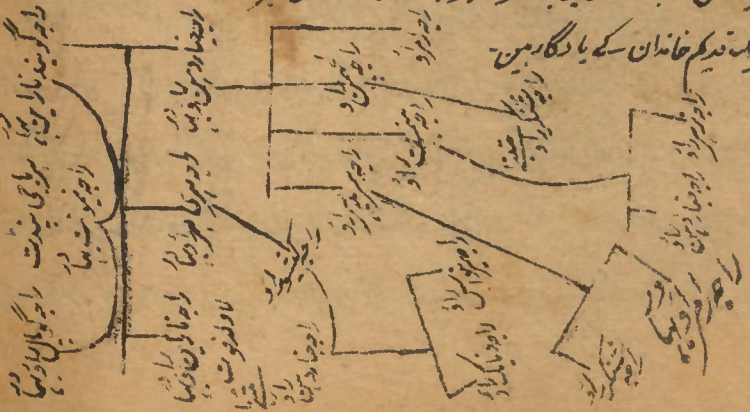

۳۶

راجہ شام راؤ

۱۱/۲

خاندان) آپ راجہ ہری پنڈت متوفی کے فرزند ارجمند اور راجہ شام راؤ اولے کے پوتے ہین آپکے
لے راجہ ہیبت راؤ بہادر (خلف راجہ شام داس) تھے۔ جنکا تمار (بعہد نواب میر نظام علیخان بہادر)
ید آباد دکن کے منتخب اور لایق افراد سے تھا۔ اور خاندانی حیثیت سے بھی ممتاز اور اعلےٰ مانے جاتے تھے
ولاً آپکا تعلق علاقہ صرف خاص سے تھا۔ جہان متعدد عہدہ دلائقہ خدمات تفویض تھین۔ بعدازان بوجہ
علمی عمالان سابقہ علاقہ پائگاہ نواب شمس الامرا بہادر نے پیشگاہ خسروی مین معروضہ کرکے (بوجہ آپ کی
پسیاری ولیاقت کے) آپکے خدمات علاقۂ پائگاہ مین منتقل کرالین۔ اور یہان آپ دیوانجی کے عہدہ
ے ممتاز ہوے۔ اور پائگاہ کے جملہ تعلقات۔ فوج وغیرہ آپ کی ماتحت دیگئی۔
سابقہ زمانہ مین عطائے خدمات کے ساتھ نذرانہ داخل کرنے کا عملدرآمد تھا۔ جیساکہ آپ کو اس خدمت
دلیہ کے صلہ مین ایک رقم کثیر داخل کرنی پڑی۔ چنانچہ ہم نے مغز صاحب تذکرہ کے پاس
ں کے متعلق ایک حکم اور دوسری رسید کے کاغذات کا معائنہ کیا ہے۔ حکم مورخہ ۲۷ شعبان
سنہ ۱۲ کا ملخص یہ تھا کہ دہائی لاکھ روپیہ نذرانۂ خدمت داخل کیا جائے۔
رسید مین یہ تحریر تھا کہ مبلغ ایک لاکھ روپیہ بذریعہ راجہ رگھوتم راؤ راجندر بہادر ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۴ آ
داخل ہوے۔ اب اس سے آپ کی امارت و ثروت کی تصدیق ہوسکتی ہے۔ اور اون عہدہ
درات کا اندازہ ہوسکتا ہے جو علاقہ پائگاہ مین آپکے تفویض تھین۔ بہرحال آپ نے
یابت کامیابی اور عزت و توقیر کے ساتھ عمر عزیز بسر فرمائی۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند راجہ

شامراؤ سرفراز علاقہ پائگاہ مقرر ہوے - یہ بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے نہایت عمدگی سے کمال آن بان سے رہا ہے - آپ کے فرزند ہری پنڈت بعد آپ کے انتقال کے جانشین ہوے - یہ بھی قدم بقدم اپنے بزرگوارون کے علاقہ پائگاہ مین نہایت آبرو وعزت سے گذاری - آپ کے دو فرزند ایک ہیبت راؤ (جنکا انتقال ہوگیا) دوسرے راجہ شامراؤ (صاحب تذکرہ)

آپ (صاحب تذکرہ) اپنے آبائی اعزاز وموروثی جائداد سے ممتاز وسرفراز اور اس معزز خاندان کے یادگار وقایم مقام ہین - چونکہ آپکا تعلق علاقہ پائگاہ نواب سرخورشید جاہ مرحوم سے تھا - اس لئے اب آپ نواب صاحب مرحوم کے صاحبزادہ بلند اقبال نواب ظفر جنگ شمس الملک بہادر کے علاقہ دار کہلاتے ہین - اور ایک جاگیر معہ محاصل موجود ہی - علاوہ برین علاقہ دیوانی سے تنخواہ منصب بھی ملتی ہے - فارسی مین لائق - تلنگی ومرہٹی سے واقف - قانون مین بھی اچھا درک حاصل ہے - اسوقت آپکی عمر تخمیناً ۲۵ سال ہوگی - نوجوان ہوشیار - لایق - وجیہہ - جامہ زیب - صاحب اخلاق ووضع مروت - اور اپنے لایق ومعزز جد اعلے کی زندہ تمثال ہین -

راجہ شامراؤ بہادر

راجہ ہیبت راؤ بہادر

شامراؤ

ہری پنڈت

ہیبت راؤ

شامراؤ

خاتمہ

بحمداللہ دفتر اول ختم ہوا۔ گو اس کتاب میں سات دفتر ہیں مگر اول سب میں یہ بہت بڑا ضخیم دفتر ہے۔ علاوہ بریں اس دفتر کے متعلق مجھکو ایسے ایسے مشکلات کا سامنا ہوا ہے جو خارج از تحریر ہیں۔ اس دفتر میں بہت بڑا اصول ہمارا یہ تھا کہ حضرت اقدس والا خلد اللہ ملکہ کے عہد میمنت عہد میں آغاز یوم تخت نشینی سے اب تک جس قدر خطابات کہ عطا ہوئے ہیں اون سب کے حالات ترتیب دیے جائیں۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ہم نے اپنے ارادہ کی پوری پوری تکمیل کی لیکن صرف تین نام ایسے رہگئے کہ باوجود تلاش کافی یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ حضرات کون کس خاندان کی یادگار ہیں۔ ایک میر حسن علی جو ۱۳۱۱ھ میں تقریب سالگرہ مبارک خطاب خانی و بہادری منصب یکہزاری سے ممتاز ہوئے۔ دوسرے میر لطف علی جنکو ۱۳۱۱ھ کے سالگرہ مبارک میں خطاب خانی و بہادری منصب یکہزاری عطا ہوا۔ تیسرے سید وزارت علی جو ۱۳۱۲ھ کے سالگرہ مبارک میں خطاب خانی و بہادری منصب یکہزاری سے مباہی و مفتخر ہوئے۔ ماسوا ان کے ایک نام سوامی سادھ صدر تعلقدار کا بھی تھا جنکو ۱۳۱۰ھ کے جشن نوروز میں خطاب واجہ منصب یکہزاری سرفراز ہوا تھا۔ اس نام کو تو ہم نے معدا ترک کیا۔ کیونکہ اب اس خاندان کا یادگار کوئی نظر میں نہیں آتا۔ درنہ ہم ضرور لکھتے

پس ان اسمائے بالا کے علاوہ کسی ایک نام کی بھی فروگذاشت نہیں ہوئی۔ بلکہ ہم نے
اون حضرات کو بھی اس میں شریک کر دیا ہے کہ جو اس وقت لائق عطائے خطاب و مناصب
ہیں۔ اور جنکے بزرگوں کو کسی زمانہ میں اعلےٰ درجہ کے اعزاز و مناصب حاصل تھے
اس دفتر کو جہاں تک ہو سکا ردیف وار مرتب کیا گیا مگر بروقت حالات نہ پہنچنے کی وجہ سے
صفحات میں کمی بیشی پڑا۔ اور کسیقدر صفحوں میں غلطی واقع ہو گئی۔ جسکی صحت کیلئے علیحدہ
غلط نامہ منسلک کرنا پڑا۔ بعض موقعوں پر چند حضرات کیلئے خطاب کے نام جو ہم نے اول ہی
انتخاب کر لئے تھے مگر حالات وصول نہ ہونے اسلئے بھرتی کیلئے دوسرا نام شریک
کرنا پڑا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ممکن نہ تھا کہ صفحات کی تکمیل ہوتی۔ اسکے بعد ایک ضمیمہ بھی
ایزاد کیا گیا۔ جو حالات کہ سب کے بعد آئے وہ اوس میں شریک کئے گئے۔ یا جنکو شریک
کرنا مناسب سمجھا گیا اوس ضمیمہ میں شامل کیا گیا۔ اسکے علاوہ بعض حالات کے ساتھ
سنہ انتقال۔ اولاد کے نام وغیرہ کے لئے بھی عدد سادہ جگہہ چھوڑنا پڑا۔ کیونکہ باوجود
تقاضائے متواتر یہ ضروری نوٹ میسر نہ ہوئے۔ بعد میں وقتاً فوقتاً جو کچھ سنہ اور نام
ملگئے اوس کا صحت نامہ علیحدہ مرتب و منسلک کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کتاب
دیکھنے کے قبل اس کی تکمیل ضرور کر لینگے۔

بہرحال ہمنے اس دفتر کی تکمیل و ترتیب و صحت میں حتے المقدور محنت و جانفشانی و کوشش
و تصدیق کا کوئی حصہ باقی نہیں رکھا ہے۔ اگر اسپر بھی کہیں کوئی بات رہ گئی ہو یا کسی کے
حالات میں کوئی واقعہ بے ضرورت درج ہوا ہو۔ یا غلطی واقع ہوئی ہو تو ہمارے معزز ناظرین
اوسکو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان پر محمول فرما کے کتاب کی تصحیح اور خاکسار کو معاف
فرمائینگے۔

خادم ملک و قوم
گوہر سمیدانی

۶۸۶

جلد دوم تزک محبوبیہ

دفتر دوم

طبقہ حکام و عمال

۱۷۶

غلط نامہ متعلق دفتر دوم (عہدہ داران اعلےٰ) جلد دوم تزک محبوبیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲	۱۳	پر	پہر
″	۱۲	صاحبزادہ سے	صاحبزادہ حضور میر صاحب سے
۳	۲	عہدہ	عمدہ
″	″	۱۲۹۴ھ	۱۲۹۴ھ مین
″	۳	ریونیوسکریٹری	ریونیوسکرٹری
۵	۲	ہندستان	ہندوستان
۶	۲	فرش فینچر	فرنیچر
۸	۶	دادا	والد
۹	عنوان	۰	دفتر دوم
۹	۱۱	کے	×
۹	۱۵	وجود باوجود	وجود باجود
۹	۹	مریدون جی	فریدون جی
۱۰	عنوان	۰	دفتر دوم
۱۱	″	۰	دفتر دوم
۱۱	۱۱	مد گاری	مددگاری
۱۲	عنوان	۰	دفتر دوم
۱۲	۸	حضوع	خضوع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۲			مددگاری کی مدت شروع صفر ۱۳۲۱ھ سے ۱۳۲۱ھ تک حسب حکم اعلیحضرت علیحدہ کیگئی
۱۹	۱	فتح پور	فتح پور
۲۱	۱۴	حلم	حکم
۲۳	۱۱	مراح	مداح
۲۴	۷	نین تنقل	مین منتقل
۲۶	۵	ممتاز الدولہ	ممتاز الدولہ
۲۷	۹	گرمپوپیٹ	گریجویٹ
۲۹	۱	فرزند	فرزند
۳۸	۷	۔	—
″	۱۰	( )	چار
″			نظام الدین احمد خان ظہیر الدین احمد خان محی الدین احمد خان علاؤ الدین احمد خان
۳۹	۸	عرضہ	عرض
۴۱		مہیب رام	مہیپت رام
۴۱		خانساماں	خانسامانی
۴۱		سندہیا	سندیا
۴۲	۲۰	مین دون	مین دردون
۴۳	۹	مشورہ	مشورہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۳	۱۶	تعاف	تعارف
۴۵	۲	ایک سو	ایک سو
۴۶	۳	کارگزار	کارگزار
″	۸	معاملہ	معاملہ
۴۷	۳	عہدے	عہدے
۴۸	۶	چاپچ	جارج
۵۰	۱	واقفیت ہین	واقف ہین
″	۸	سوی تھی	ہوئی تھی
۵۱	۲	عالم متحیر	عالم متحیر
۵۴	۱	مشہور	مشہور
″	۱۰	سٹ کابل	سٹ کابل
″	″	راصتی	راضتی
۵۸	۳	علاد	علاقہ
۶۰	۸	ہین پیش	مین پیش
۶۲	۱۰	سے ریٹر	سے ریٹر
۶۳	۵	انچیر نگ	انجینیرنگ
۶۳	۶	بڑہ کر	پڑہ کر

۶۳	۶	انجزی	انجنیری	″	۱۱	وقت درتجویز	وقت زیرتجویز	۷۰	۱۴	واقعہ	واقعہ
″	۱۱	قدرو قابلیت	قدر قابلیت	″	۱۳	فایدہ سہ گا	فایدہ ہوگا	″	″	تحریرسے	تحریرسے
″	۱۸	ہوگئین	ہوئین	″	″	رعایا مرفہ	رعایا مرفہ	۷۱	″	ڈیولن	ڈیولن
۶۴	۴	اضافہ ہوا	اضافہ ہوا	″	۱۵	صودار	صوبہ دار	۷۲	″	اے ہین	اے ہین
″	۸	حسب الحکم	حسب الحکم	۶۶	۵	کرنے	کرنے	″	۷۱	جمال	جمال
″	۵	محکمہ الاع	محکمہ جات اصلاع	۶۷	۸	اورصاف	اوصاف	۷۳	″	مددگا	مددگار
″	″	طورپرعلدرآمد	طورپرعملدرآمد	۶۹	۱۰	مہم دفتر تقسیم	مہتمم دفتر تقسیم	″	″	کولی	کولی
″	۶	ہموست	سہولت	۷۰	۴	تعلقدارہین	تعلقدارہین	″	″	ڈہوراسٹر	ہیوراسٹر
″	۹	بخور	تجویز	۷۰	۹	ٹہائیر	ٹہاٹہہ	۰	۰	۰	۰

فہرست اسماء طبقۂ حکام اعلیٰ دفتر دوم جلد دوم تزک آصفیہ

نمبر شمار	نام صاحب تذکرہ	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
۱	مولوی احمد حسین صاحب ایم۔اے۔بی۔ایل اندر سکرٹری اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ	۱
۲	آنریبل مولوی میر افضل حسین صاحب ممبر مجلس عدالت العالیہ	۲
۳	بخشی سرائے رگھناتھ پرشاد بی۔اے۔رکن مجلس عدالت العالیہ	۳
۴	مولوی میر کاظم علیصاحب منصرم معتمد تعمیرات عامہ سرکار عالی	۴
۵	جارج کیاسن واکر اسکویر آئی۔سی۔ایس۔معین المہام فینانس	۵ و ۶
۶	مولوی محمد حیدر صاحب اوّل تعلقدار آبدہ	۷
۷	مولوی سید حسن صاحب حسن ناظم دیوانی ضلع بیدر	۸
۸	مسٹر سھراب جی جمشید جی جینائی اوّل تعلقدار ضلع ناندیڑ	۹
۹	مولوی سید علی صاحب مہدوی آنریری جج دیوانی بلدہ	۱۰
۱۰	مولوی سید محمد صاحب قادری مہتمم تقسیم جمعیت وملازمان وغیرہ علاقہ خاص	۱۱ و ۱۲
۱۱	مولوی محمد محی الدین خان صاحب ناظم عدالت صوبہ اورنگ آباد	۱۳
۱۲	مولوی مرزا محمد یٰسین صاحب کوکب آنریبل ممبر مجلس قانون ساز سرکار عالی ایم۔اے۔بی۔ایل۔جی۔سی۔ایس	۱۴
۱۳	مولوی محمد ابوالحسن صاحب معتمد عدالت العالیہ سرکار عالی	۱۵
۱۴	مسی ڈوڑا اسکویر ناظم ٹپہ جاتجات ممالک محروسہ سرکار عالی	۱۶
۱۵	مسٹر فریدونجی جمشید جی۔سی۔آئی۔ای پریوٹ سکرٹری امور الباء سرکار عالی	۱۷ و ۱۸
۱۶	ڈاکٹر جارج سندی اسکویر ایم۔اے۔ایل۔ڈی۔انسپکٹر جنرل رجسٹریشن	۱۹

۱۷	رائے مرلیدھر صاحب صوبہ دار ورنگل	۲۰
۱۸	آنریبل مولوی سید غلام رسول صاحب جائنٹ معتمد مالگزاری	از ۲۱ تا ۲۳
۱۹	آرتھر کرامپٹن ہنکن - اسکویر انسپکٹر جنرل کوتوالی ومحابس اضلاع	۲۴
۲۰	اے - جے ڈنلاپ اسکویر - سی - آئی - ئی معتمد مالگزاری	۲۵ و ۲۶
۲۱	مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی - اے اوّل تعلقدار ضلع بیڑ	۲۷ و ۲۸
۲۲	مسٹر نوروزجی رستم جی اسکویر ناظم اوّل دیوانی بلدہ	۲۹
۲۳	مولوی میر النصر علی صاحب تعلقدار آبکاری بلدہ	۳۰
۲۴	مسٹر فریڈرک گارڈن اسکویر مہتمم صدر مجلس بلدہ ودار الطبع	۳۱
۲۵	مسٹر ڈبلیو فیرزربسکو اسکویر ناظم جنگلات سرکار عالی	۳۲
۲۶	آنریبل مولوی محمد یٰسین خان صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت	۳۳
۲۷	مسٹر برزوجی جمشیدجی اسکویر اوّل تعلقدار ضلع اندور	۳۴
۲۸	مولوی مرزا عبد الکریم بیگ خان بہادر ناظم تقسیم محلات مبارک	۳۵
۲۹	مولوی میر شمیت علی خان بہادر اوّل تعلقدار ضلع اطراف بلدہ	۳۶
۳۰	مولوی بشیر الدین احمد خان صاحب ناظم نظم جمعیت سرکار عالی	۳۷ و ۳۸
۳۱	مولوی محمد یوسف الدین صاحب اوّل تعلقدار ضلع محبوب نگر	۳۹
۳۲	مولوی سید میر حسن صاحب اوّل تعلقدار ضلع پربھنی	۴۰
۳۳	رائے بالمکند صاحب - بی - اے ناظم اوّل فوجداری بلدہ	از ۴۱ تا ۴۳
۳۴	مسٹر جہانگیر جی سہراب جی اسکویر مہتمم خزانہ عامرہ سرکار عالی	۴۴
۳۵	مولوی غلام احمد صاحب اوّل تعلقدار ضلع نلگنڈہ	۴۵
۳۶	مولوی شیخ شجاعت علی صاحب اسپیشل مجسٹریٹ	۴۶
۳۷	مولوی محمد لطف اللہ صاحب مفتی مجلس عالیہ عدالت	۴۷

۳۸	مولوی آغا شیخ محمد صاحب اوّل تعلقدار ضلع ورنگل	۴۸
۳۹	مسٹر ٹی اے سیٹن اسکویر۔ بی اے۔ پرنسپل نظام کالج و صدر مدرس مدرسۂ عالیہ	۴۹
۴۰	مسٹر ڈاکٹر انگھورناتھ چٹوپادیا اسکویر۔ ڈی۔ ایس۔ سی پروفیسر سائنس	۵۰
۴۱	مولوی محمد عبدالقادر صاحب رجسٹرار بلدہ	۵۱
۴۲	مولوی سید بدرالدین حسین صاحب شریکٹ رجسٹرار بلدہ	۵۲
۴۳	مولوی حاجی حافظ سید احمد حسین صاحب اوّل تعلقدار ضلع سیدک	۵۳
۴۴	مسٹر پلین جی جیون جی اسکویر منصرم اوّل تعلقدار ضلع ایلگندل	۵۴
۴۵	مولوی مرزا نذیر بیگ صاحب عملدار سرپور تانڈور	۵۵
۴۶	مولوی محمد عبدالرحیم صاحب مہتمم بندوبست حیدرآباد درجہ اوّل	۵۶
۴۷	مسٹر پی۔ آر۔ آلن اسکویر اے۔ ایم۔ آئی۔ سی۔ ٹی چیف انجینیر مشائخ آبپاشی	۵۷
۴۸	مسٹر انگلش اسکویر مہتمم دارالضرب و کاغذ مہور	۵۸
۴۹	مسٹر لی ایچ۔ اسٹرج اسکویر۔ ایم اے۔ نائب پرنسپل نظام کالج	۵۹
۵۰	مسٹر اے۔ ایچ۔ اسلیونس اسکویر کمشنر و معتمد صفائی چادرگھاٹ و بلدہ	۶۰
۵۱	مولوی محمد عبدالقادر صاحب صوبہ دار گلبرگہ شریف	۶۱ تا ۶۴
۵۲	مسٹر پلین جی دوسا بھائی اسکویر منصرم کمشنر کرڈ گیری	۶۵
۵۳	مولوی مرزا محمد علی خان صاحب اوّل تعلقدار ضلع عثمان آباد	۶۶
۵۴	مولوی سید محمد صاحب بلگرامی اوّل تعلقدار ضلع اورنگ آباد	۶۷
۵۵	مولوی میر شجاعت علی صاحب اوّل تعلقدار ضلع لنگسگور	۶۸
۵۶	مولوی مرزا صادق علی بیگ صاحب مہتمم دفتر تقسیم ماہوارات متفرق و وظائف	۶۹
۵۷	مولوی میر لیاقت علیصاحب اول تعلقدار ضلع رائچور۔	۷۰
۵۸	مولوی میر سید علیصاحب مددگار مہتمم تعمیرات و ڈسٹرکٹ انجینیر بلدہ	۷۱ تا ۷۴

خاتمہ

آنریبل
مولوی میر فضل حسین صاحب منصرم
ممبر مجلس عدالت العالیہ و کارعالے

۲

آپ لکھنؤ صوبۂ اودھ مین پیدا ہوے۔ ابتداً حیدرآباد دکن مین وکالت کا معزز پیشہ انجام دیتے تھے۔ اسکے بعد سر آسمانجاہ مغفور کی بایگاہ مین میر مجلس مقرر ہوے پھر ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ مین رکن عدالت العالیہ ہوے بعدازان آپ مستقل میر مجلس بنائے گئے۔ لیکن سر وقار الامرا مرحوم کے عہد وزارت مین ۸ رمضان ۱۳۱۳ھ کو پھر رکنیت پر عود فرمائے اور خان بہادر مولوی خدا بخش خان عدالت العالیہ کے میر مجلس مقرر ہوے۔ جب ۱۳۱۵ھ مین خان بہادر (بوجہ ختم مدت گورنمنٹ انگریزی) واپس ہوے تو آپ ۲ ذیحجہ ۱۳۱۵ھ مین پھر منصرم میر مجلس کے معزز عہدہ پر ممتاز ہوے۔

آپ کو اردو۔ فارسی۔ عربی علوم مین کامل دستگاہ ہے۔ مجلس وضع قوانین کے رکن بھی ہین۔ نہایت لایق۔ متدین۔ ہوشیار۔ مدبر۔ تجربہ کار صاحب اخلاق ہین۔ آپکو ایک صاحبزادہ ہے جو انگریزی فارسی مین لایق اور ہوشیار ہین۔

بخشی آے کرشنا پرشاد آے

ممبر کونسل مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی

۳

آپ ۱۲۶۸ھ مین تولد ہوے۔ باشندہ ضلع علیگڈھ کے رہنے والے ہین۔ تیرہ سال کی عمر مین آپنے فارسی اُردو میاتھیماٹکس مین عمدہ مہارت پیدا کی ۱۲۹۴ھ کلکتہ یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل فرمائی۔ گورنمنٹ نظام مین ابتداً ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ مین رینیو سکریٹری کے پرسنل اسسٹنٹ مقرر ہوے ۱۳۰۲ھ مین سر آسمانجاہ مرحوم نے اپنے عہد وزارت مین آپکی تنخواہ مین معقول اضافہ فرماکر آپکے خدمتون کا صلہ عطا کیا۔ بعدازان دوم مددگار پولیٹکل فنانس کے عہدہ سے ممتاز ہوے اور ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ مین اوّل تعلقدار دہارا سیوان (ضلع عثمان آباد) کے عہدہ پر ترقی پائی۔ اوّل تعلقداری لنگسگور پر تبادلہ اس عرصہ مین نفع اہم وقار الامرا کی مدار المہامی کا زمانہ آیا تو نواب ممدوح نے آپکے نمایان خدمات کے متعلق کمال درجہ اپنا اطمینان ظاہر فرمایا۔ اور براہ قدردانی آپکے صاحبزادے آنمہ سندلال صاحب کو ایک سو روپیہ کے وظیفہ کے ساتھ محکمہ مال مین اپاٹچی مقرر فرمایا۔ اور انکو اسپیشل کمشنر کا مشکل کام سپرد کیا گیا۔ اسکے علاوہ راجگان شوراپور کے دریافت وتصفیہ قرضہ کا اہم کام تفویض ہوا۔ ۱۹ رجب ۱۳۱۴ھ مین بمشاہرہ پندرہ سو روپیہ کونسل مجلس عالیہ عدالت مقرر ہوے۔ اور متعدد بار ذمہ دارکامونکے لئے آپ منتخب ہوے۔ چنانچہ ثابت علیخان بہادر کے کمیشن مین آپ ہی ممبر مجلس قرار دیئے گئے۔ اور ایسے پیچیدہ معاملہ مین آپکی لیاقت تحمل۔ اور کوشش فراوان کیلئے سرکار نے آپکا شکریہ ادا کیا۔ ماسوا اسکے آپ ڈسٹرکٹ کمیشن کے ممبر اور سکریٹری بھی ہین۔ بہرحال لایق تجربہ کار۔ مدبر۔ متدین۔ جفاکش معزز عہدہ دار ہین۔

مولوی میر کاظم علی صاحب

منصرم معتمد تعمیرات عامہ سررشتہ کارعالے

آپکا وطن مدراس ہے - اور مدراس یونیورسٹی مین انگریزی کی تعلیم پائی ہے بعدازان انجنیرنگ کالج حیدرآباد دکن مین انجنیری کا امتحان پاس کیا - ابتدا ۱۲۹۷ف مین اورنگ آباد وغیرہ کے سررشتہ تعمیرات مین کارگزار رہے - اور تین سو پچاس کی ماہوار سے مہتمم تعمیرات وصفائی اندرون بلدہ مقرر ہوے - بعد مین بمشاہرہ پانسو روپیہ مجلس صرف خاص کے مددگار ہوے وہان سے مکرر سررشتہ تعمیرات مین منتقل کیے گئے ۱۳۰۸ف مین چھ سو روپیہ تنخواہ سے صدر مہتمم تعمیرات وصفائی اندرون بلدہ کی خدمت تفویض ہوی اور سالانہ اکیسو روپیہ اضافہ کے ساتھہ دو سال بعد آٹھہ سو روپیہ ملنے لگے ۱۳۱۸ف مین آپکی ماہوار ایکہزار روپیہ ہوگئی - ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۱۹ف مین حسب الحکم حضرت اقدس واعلے منصرم معتمد تعمیرات عامہ (بوجہ علیحدگی شمس العلما مولوی سید علیصاحب بلگرامی - بی - اے - بی - ایل - اے - آر - ایس - یم - جی - ایس - یم کی معزز خدمت سے سرفراز ہوے - آپکی نیک نفسی - دیانت - مروت - رحمدلی مشہور ہے - علاوہ برین لایق - ہوشیار تجربہ کار افسر ہین -

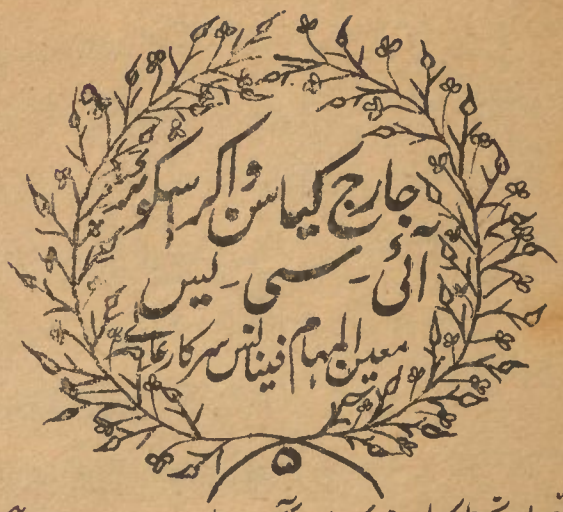

آپ کی ابتدائی تعلیم وٹچسٹر کالج۔نیو کالج۔آکسفورڈ مین ہوی اور ۱۲۹۲ھ مین بعد کامیابی امتحان صیغہ ملازمت مین داخل ہوے۔ہندوستان مین اول مرتبہ ۸ ذیحجہ ۱۲۹۲ھ مین آئے اور صوبہ پنجاب مین اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوے۔جمادی الاول ۱۳۰۰ھ مین گورنمنٹ ہند کے محکمہ فنانس مین منتقل ہوے۔اور صوبہ پنجاب کے صدر محاسب کے مددگاری پر ملہوری عمل مین آئی صفر ۱۳۰۱ھ مین بنگال کے صدر محاسب کے دفتر مین منتقل ہوے اور ۱۳۰۲ھ مین اسسٹنٹ کمشنری اور ڈسٹرکٹ ججی پر آپکا تقرر ہوا۔۱۳۰۳ھ مین تین مہینے تک معتمدی فینانس و تجارت کی مددگاری مین کام کیا۔جمادی الثانی ۱۳۰۵ھ مین لاہور کے افسر بندوبست بنائے گئے ۱۳۰۹ھ مین ڈائرکٹر زراعت و تجارت اور ۱۳۱۲ھ مین کمشنر آبکاری وغیرہ کا منصرمانہ کام کرتے رہے جمادی الاول ۱۳۱۲ھ مین مستقل کمشنر آبکاری بنائے گئے ۱۳۱۴ھ مین مستقل ڈپٹی کمشنر ہوے۔رجب ۱۳۱۹ھ مین تین سال کے لئے حیدرآباد حصانہ اللہ عن الشر والفساد کے معتمدی فینانس کے لئے تشریف لائے بتاریخ ۱۶ شعبان ۱۳۱۹ھ۔معتمدی فینانس کا جائزہ نواب عماد جنگ بہادر منصرم معتمد فینانس سے حاصل کیا۔آپ کی معتمدی کے زمانہ مین ریلوی اور معدنیات کا دفتر معتمدی تعمیرات عامہ سے اور کاغذ ممہور و دارالضرب کا دفتر معتمدی عدالت سے معتمدی

فینانس مین منتقل ہوا۔ اور بتاریخ ۱۸ صفر ۱۳۲۰ھ کو معین المہامی فینانس پر سرفراز ہوے۔ آپ کی ماہوار سمے حمار کلدار اور سماصیہ کنٹرو بیوشن کے علاوہ سرکار سے ایک مکان فرنیچر سے آراستہ بغرض قیام اور ایک بگی بغرض سواری عنایت ہوی۔ آپ ہی کے زمانہ مین صوبہ برار کا مدامی تعہد عمل مین آیا اور دارالضرب کی مہتمی کے لئے مسٹر انگلش گورنمنٹ انگریزی سے مستعار لئے گئے۔ اور سفر دہلی ۱۳۲۱ھ کے موقعہ پر آپ اعلیحضرت خلداللہ ملکہ کے ہمرکاب تھے۔

آپ نہایت لایق اور ہوشیار۔ تجربہ کار افسر ہین۔ انتظامی امور مین آپکا تجربہ بڑھا ہوا ہے۔ مالی اور ملکی کامون مین اچھی واقفیت ہے۔ اصلاح مصارف مین بڑی مہارت حاصل ہے۔

جناب مولوی محمد حمید
اول تعلقدار ضلع محمد آباد حیدر
ممالک محروسہ سرکار عالی

ابتداءً آپکے جد اعلے محمد بن احمد طلمانی الصائمی الحسان ملک مصر سے اپنے چار فرزندون کے ساتھ وارد ہندوستان ہوے - خود محمد اور اونکے دو فرزند یعنے احمد و عبداللہ مدراس مین رہے - جہان محمد بن احمد کو مین مدراس کے قاضی القضاۃ کے معزز عہدہ سے سرفراز کیا اور اونکے ایک فرزند احمد بہادر جنگ رئیس مدراس ہوے - اور عبداللہ بھی قادر نواز خان کے خطاب سے ممتاز ہو کر وزیر کے خطاب سے ممتاز ہوے - اور محمد بن احمد کے پانچ صاحبزادے حیدرآباد دکن تشریف لائے اور دونون نے خطابات خانی و بہادری سے سرفرازی پائی اور منصب وجاگیر بھی عطا ہوی چنانچہ محمود نواز خان بہادر کی تین فرزند تھے اول عمر الخاطب مصر جنگ بہادر - دوم سلیمان المخاطب انتظام جنگ بہادر سوم قاسم الدولہ بہادر و سرفراز رہے جنمین سے خلف دوم سلیمان المخاطب انتظام جنگ بہادر معزز صاحب حالات جنکا نام نامی عنوان مین درج ہے نواب ممدوح کے خلف چار ہین - آپ صاحب تذکرہ ۲۷ رجب ۱۲۸۰ھ مین بمقام حیدرآباد دکن پیدا ہوے - فارسی عربی انگریزی حساب جبر و مقابلہ اقلیدس کی پوری پوری تکمیل کی بعد ازان سررشتہ مال مین کام میا ہو کر ۱۲۹۹ھ مین کار آمو ہوے ۱۳۱۰ھ مین سوم تعلقداری کی عطا ہوی ۱۳۱۲ھ مین دوم تعلقداری کے عہدہ پر ترقی کی - ۱۸ صفر ۱۳۱۸ھ کو بمشاہرہ آٹھ سو روپیہ اول تعلقداری کی معزز خدمت سے ممتاز ہوے - چنانچہ اسوقت ضلع محمد آباد بیکے راول تعلقدار ہین آپکو مالی کام مین اعلے درجہ کا تجربہ حاصل ہے نہایت لائق ہشیار مدبر فرض شناس صاحب اخلاق وذی مروت ہین آپکے اکلوتے فرزند احمد علی فارسی انگریزی کی تعلیم پا رہے ہین -

جناب مولوی سید حسن حشن صاحب ناظم دیوانی ضلع بیدر ممالک محروسہ سرکار عالی

آپکے جد اعلیٰ حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی حضرت مغفرت مآب کے ہمراہ رکاب دہلی سے اورنگ آباد آئے اور نواب ناصر جنگ شہید کے آتالیق مقرر ہوے۔ اور پندرہ سو روپیہ منصب مقرر ہوا۔ اونکے کارنامے تاریخ ماثر الامرا وغیرہ مین مشرح و مبسوط مذکور ہین نہایت لاثانی ادیب عالم متبحر تھے۔ خزانۂ عامرہ۔ سرو آزاد آپ ہی کی تصنیفات سے ہین چنانچہ آپکی یہہ دونون مصنفہ کتابین اس مؤلف تزک محبوبیہ کی نظر سے گزر چکی ہین بلکہ موجود ہین جس سے آپکی قابلیت اور لیاقت علمی کا اندازہ ہو سکتا ہے جناب آزاد بلگرامی سے علی التسلسل ہمارے معزز رضاتذکرہ کے بزرگ اس سرکار ابد پائدار کے نمکخوار رہے ہین چنانچہ آپکے دادا سید قدرت علی تعلقدار اندور اور آپکے دادا سید محمد حافظ ضلعدار نصف ممالک محروسہ یعنے ملکنا نہ وکرناٹک تھے۔ بہرحال جناب حشن کی بزرگ اس ریاست ابد مدت مین معزز عہدون پر ممتاز رہے ہین آپ (صاحب تذکرہ) ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۲۸۰ھ مین بمقام اندور صوبہ ملک سرکار عالی پیدا ہوے۔ اولاً عربی۔ فارسی اور انگریزی کی تحصیل کی بعد ازان وکالت مین درجہ اول کامیاب ہوی۔ ۶ صفر سنہ ۱۳۱۲ھ کو دفتر انسپکٹر جنرل رجسٹریشن و اسٹامپ کی منتظمی مامور ہوے سنہ ۱۳۱۵ھ سے عہدہ نظامت دیوانی پر مامور ہین۔ اسوقت بمشاہرہ چار سو روپیہ اضلاع بیدر کی ناظم دیوانی ہین۔ نہایت لیاقت و عمدگی سے اپنے کار مفوضہ کو ادا کرتے ہین علاوہ برین سلیم الطبع۔ لایق مدبر فریس دی اخلاق ہین آپکو پانچ صاحبزادی ہین جنکی تعلیم فارسی۔ عربی۔ انگریزی مین اعلیٰ پیمانہ پر جاری ہے

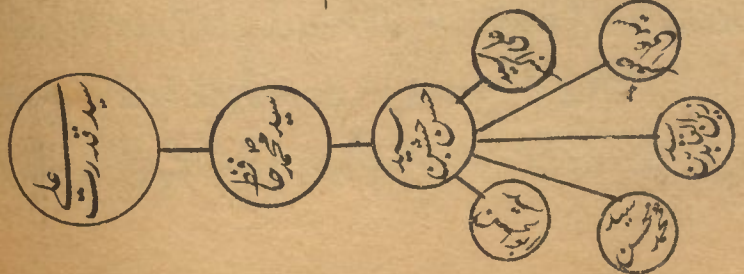

جناب مسٹر سہراب جی جمشید جی چینائی
اول تعلقدار ضلع ناندیڑ
ممالک محروسہ سرکار عالی

۸

آنریبل سہراب جی ایدلجی چینائی کے فرزند دلبند ہین۔ ابتداءً آپ کے جد اعلےٰ سہراب جی پشوتن جی چینائی جانب پور اورنگ آباد سے بغرض تجارت بعہد اب سکندر جاہ بہادر حیدرآباد دکن تشریف لائے تھے۔ پھر تو یہین کے ہو رہے سالہا سال گذر گئے۔ دو تین پشت اسی ریاست مین پیدا ہوی اور معزز خدمات و اعزاز سے ممتاز ہوی جناب آپکو دو فرزند تھے اول نوشیروانجی چینائی دوم ایدلجی چینائی۔ نمبر دوم کے دو صاحبزادے ایک جمشید جی چینائی دوسرے شاہپور جی چینائی۔ صاحبزادہ اول الذکر

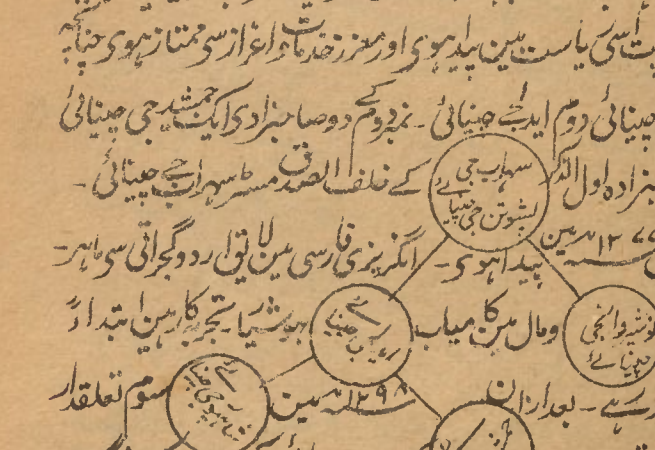

کے خلف الصدق مسٹر سہراب جی چینائی۔ (صاحب تذکرہ) ہین جو ۶ رمضان ۱۲۷۷ھ مین پیدا ہوی۔ انگریزی فارسی مین لیاقت اردو گجراتی سے ماہر تلنگی و مرہٹی زبان سے واقف امتحان وماں مین کامیاب ہوے شیا۔ تجربہ کار ہین ابتداءً آپ ایک مدت تک کار آموز رہے۔ بعد ازان ۱۲۹۸ھ مین سوم تعلقدار ہوے۔ ۱۳۰۳ھ مین دوم تعلقداری کی خدمت پائی۔ کچھ عرصہ تک دگاری صوبہ داری بھی کی۔ آخر ۱۳۱۶ھ مین اول تعلقداری کے معزز عہدہ پر مامور ہوے اسوقت ضلع ناندیڑ ممالک محروسہ سرکار عالی کے آٹھ سو روپیہ تنخواہ ماہانہ پر اول تعلقدار ہے جس ضلع مین جاتے ہین۔ آپ کی انتظامی لیاقت اعلےٰ درجہ کے فریس۔ ذیفہم اور ہر دلعزیز آفیسر ہین رعایا و ماتحت عہدہ دارون کی ترقی وغیرہ مین آپ ہمیشہ سعی فرماتے ہین اور رشوت خوار و بداعمال کے دشمن ہین اسوجہ حال اور تجربہ کاری و عہدہ داری خوش رہتے ہین کارگزار و متدین ہین اور جلد آپکی ترقی کیجاتی ہے۔ بہرحال آپکا وجود باوجود انتظامی۔ ملکی۔ مالی کاموں مین ریاست کے بہت مغتنم و کارآمد سمجھا جاتا ہے۔ آپکو پانچ صاحبزادے ہین خلف اکبر مسٹر طہمورث جی انگریزی مین انٹرنس کی تعلیم پا رہے ہین باقی ابتدائی تعلیم مین مشغول ہین

---

* قوم پارسیون مین عام قاعدہ ہے کہ اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام بھی ضرور شریک کرتے ہین — ۱۲ مولف

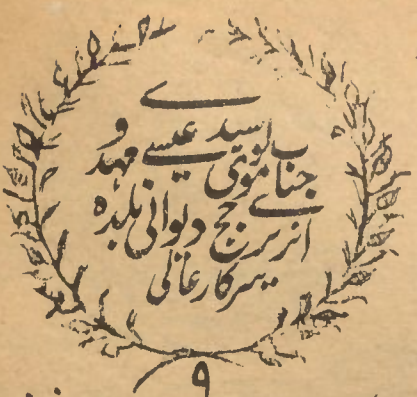

۹

آپ سید شہاب الدین صاحب جمعدار کے فرزند دلبند اور عیسے میاں صاحب غازی ہاتھی والے جمعدار کے نواسے ہین یہہ عیسے میاں صاحب سابق مین تعلقات اجورہ منگلگڈہ کے تعلقدار تھے۔ چنانچہ اب بھی ہماری معزز صاحب تذکرہ محکمہ نظم جمعیت کے علاقہ مین جمعدار ہین۔ اور آپکے متعلقہ سوار ضلع گلبرگہ شریف مین متعین ہین آپ (صاحب تذکرہ) امتحان کوتوالی مین بدرجہ اول۔ جوڈیشل مین بدرجہ دوم اور وکالت مین بدرجہ سوم کامیاب ہین۔ اسوقت عدالت دیوانی بلدہ مین آنریری جج ہین۔ ایک عرصہ تک دفتر کورٹ آف وارڈز مین مددگار اعزازی سپرنٹنڈنٹ کورٹ رہچکے ہین۔ آپکے فیصلے نہایت مدلل اور مسجل ہوتے ہین۔ درسی کتب فارسی و عربی وغیرہ کی تکمیل بخوبی ہوچکی ہے۔ علم طب یونانی مین حکیم مولوی محمد حسین صاحب برادر مولوی عبدالعلی صاحب آسی مداسی سے تجربہ حاصل کیا ہے۔ ایک عرصہ تک خانگی مطب بھی آپنے مکان پر رکھا تھا۔ عربی کتابین کچھ تو مولوی غلام احمد صاحب مدد گار معتمد مالگزاری سے پڑھین۔ اور بعض کتابین کہ مدرسہ نظامیہ مین مولوی عبدالوہاب صاحب بہاری سے درس لیا علم تصوف کا استفادہ مولوی غلام احمد صاحب سے حاصل کیا۔ شعر گوئی کا بھی خیال ہے چونکہ مہدوی المذہب ہین اسلئے بکمال عقیدت و محبت (سید محمد جونپوری مدعی مہدویت) مین اپنا تخلص بھی مہدوی رکھا ہے۔ اسی جلد کے دفتر ہفتم طبقہ شعرا مین آپکے اشعار درج ہین۔ مضامین اکثر نعتیہ و کمتر عاشقانہ اور کچھ تصوفانہ ہوا کرتے ہین بتیس سال سے کچھ اوپر عمر ہوگی۔ میانہ قامت صحیح رنگ ہے۔ نہایت لائق و ہوشیار ہین ذی اخلاق صاحب مروت۔ اتحاد و محبت مین یگانہ۔ فیاض سبرحشیم ہین۔ مولف کو بھی آپ کی خدمت مین ایک مدت سے نیاز حاصل ہے۔

جناب سید محمد صاحب مہتمم تقسیم جمعیت و ملازمان وغیرہ علاقہ صرف خاص

آپ حضرت سید احمد بادشاہ صاحب قادری سجادہ نشین (جنکا تذکرہ طبقہ مشایخین مین درج ہے) کے فرزند اکبر ہین سنہ ۱۲۶۹ھ مین پیدا ہوے اور اپنے دادا حضرت سید صاحب حسین بادشاہ قادری قدس سرہ کے زیر سایہ فیضان و برکات علوم ظاہری و باطنی مین تربیت و تعلیم پائی - آپکا حوصلہ انتظامی و لیاقت علمی و عملی بو فور شہرہ محتاج بیان نہین - سخنور و سخن شناس ہین - عقیل تخلص ہے آپکا کلام علے العموم صوفیانہ و عارفانہ مذاق سے مملو رہتا ہے - آپکے خاندان کی مختصر حالات اسی کتاب کے دفتر سوم طبقہ مشایخین مین (آپکے پدر بزرگوار سید احمد بادشاہ صاحب قادری کے تذکرہ مین) مذکور ہو چکے ہین - سنہ ۱۲۸۶ھ مین جبکہ اس ریاست ابد مدت مین صدالمہامی تفویض ہوئی تقرر اور ہر ہر تحصیل و تعلقہ مین مدارس کھولے گئے اوسوقت آپکا تقرر سر سالار جنگ اعظم نے صیغہ تعلیمات مین فرمایا - اور سنہ ۱۲۹۲ھ سے آپ صرف خاص مین لئے گئے - صرف خاص کا ابتدائی انتظام آپ ہی کے لیاقت و دانشمندی و کفالت کا نتیجہ ہے - سر سالار جنگ اعظم نے آپ کی کارگزاری کے وقت بوقت قدر دانی فرمائی ہے اور بہت جلد آپکو مدگاری ناظم مخارج کے عہدہ پر ممتاز فرمایا یہہ خاص عہدہ گو آپ ہی کے لئے سرکار نے اس دفتر مین قایم کیا - اس سے پہلے یہہ جائداد اس دفتر مین نہین تہی - اور اب مہتمم تقسیم تنخواہ جمعیت و ملازمان صرف خاص ہین - صرف خاص کے تمامی خلقت بالخصوص بیوگان و یتیمان آپکے بیحد ثنا خوان ہین - آپ اپنی ظاہری خدمت و ملازمت مین بہی اپنے طریق آبائی کو ہاتہہ سے نہین دیا ہے - ہمیشہ صحبت و مجلس مین قال اللہ و قال الرسول مسایل حقایق و معارف نکات و اشارات و لطائف تصوف

کا مذاکرہ و مشغلہ رہتا ہے - آپ ایک باخیر شخص ہین - ہر کام خیر سے مملو ہے -
ملک پیٹہ مین حسینی مسجد حسینی خانقاہ آپ ہی نے تعمیر کرائی ہے جسمین اکثر آپکے
مرید ذاکر شاغل دیکھے جاتے ہین - قصبہ جوگی پیٹہ مین اپنے جد اعلے کی مزار کے پاس
ایک مسجد پختہ و ایک دہانہ چاہ اور قصبہ بدا پور مسیط پور علاقہ صرف خاص مین ایک مسجد پختہ
و یک چاہ اور خاص قصبہ ٹیکمال و حسینی پور وغیرہ مین اکثر چاہ ہاے آب شیرین بلحاظ آرام
خلق اللہ آپنے اپنی ذات سے تعمیر کرایا ہے - سال ۱۳۰۵ھ حج حرمین شریفین
ادام اللہ شرفاً و تعظیماً کو آپنے جس فقیرانہ و سالکانہ طریق سے ادا کیا ہے اور مساکین
قافلہ کی خدمت گزاری اثناے سفر مین جس خلوص و خشوع و خضوع سے کی ہے وہ
ابتک یادگار ہے - آپکے دادا کی رحلت کے بعد آپکے والد نے آپ کو اپنی جگہہ کا سجادہ
نشین فرماکر اوس جلسہ کا تبرک اور اوسکی اطلاع سر سالار جنگ اعظم کو دی تہی - جسکا
جواب نواب ممدوح نے ادا فرمایا اوسمین جو بات دیکھنے کے لایق ہے وہ یہہ ہے کہ آپکے
دادا حضرت سید صاحب حسینی بادشاہ قادری قدس سرہ کا نام اپنے خط کی پیشانی پر
لکھا ہے اور خرچہ تجہیز و تکفین و تعمیر مزار کے اخراجات مین بطور سرکاری شرکت
کی ہے - اور حضرت موصوف کے عرس کے لئے نقدی سالانہ ریاست سے مقرر کیا ہے
جس سے آپکے خاندانی عزت کا اندازہ اور اُسکا ثبوت ملتا ہے -

مولوی محمد محی الدین خان صاحب
ناظم عدالت صوبہ اورنگ آباد

آپ مولوی محمد امین الدین خان صاحب مرحوم (معتمد مدار المہام سرکار عالی بخانۂ عدالت دکو تو الے) کے چھوٹے بھائی ہین - دھلی وطن ہے - مولوی صاحب مرحوم کی لیاقت و قابلیت اور اعلے دماغی سے حیدرآباد دکن مین کوئی واقف نہین ہے - ہر خاص و عام جانتے ہین اور سر سالار خنگ اعظم کے یہان اون کے اعزاز اور وقعت کس حد تک تھی - اور مولوی صاحب مرحوم اون کی خاطر داری اور عزت و توقیر کس درجہ فرماتے تھے وہ بھی ہر صغیر و کبیر کو معلوم ہے - بہرحال ہمارے معزز صاحب تذکرہ اونہین کے بھائی ہین - اور تعلیم تربیت بھی اوسی لایق ہاتون پر پائی ہے - اسلئے آپ کی لیاقت اور ہوشیاری مسلم ہے - تقریر سنجیدہ اور تحریر دلچسپ ہوتی ہے - آپکا رجسٹرائی ملازمت غرہ جمادی الاول ۱۲۸۵ھ سے مختلف خدمات پر کارگزار رہے ہے - ۴ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ سے صوبہ اورنگ آباد کی نظامت پر مامور ہین - ایک ہزار روپیہ تنخواہ زور پا چہور دیہ پہلے الاول لایق ہوشیار مستعد جانکش متدین خیر خواہ افسر ہین - اخلاق و مروت بھی اچھی پائے ہین

مولوی مرزا مہدی خان صاحب کوکب

ایم ایس سی ایف جی ایس ناظم مردم شماری

۱۲

آپ ڈاکٹر مرزا کریم خان صاحب ایم بی سی ایم کے بڑے بھائی ہین۔ فارسی عربی اور علم انگریزی سے بخوبی ماہر ہین۔ علم ہیئت و ہندسہ کے فاضل اجل ہین۔ آپ کے مضامین دیکھنے کے قابل ہوتے ہین جب رسالہ ادیب فیروز آباد سے نکلتا تھا تو اوسمین آپ کا مضمون علم ہیئت و ہندسہ کے متعلق مسلسل چھپتا تھا۔ اوس کے دیکھنے سے آپ کی لیاقت مسلمہ ہے۔ مختلف سررشتون مین کارگزار رہے دو مرتبہ مردم شماری کے ناظم رہے۔ اب گزیٹری کے کام کو انجام دیرہے ہین۔ ایک ہزار تین سو پچاس روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔

لائق۔ ہوشیار۔ مستعد۔ جفاکش۔ تجربہ کار ہین۔

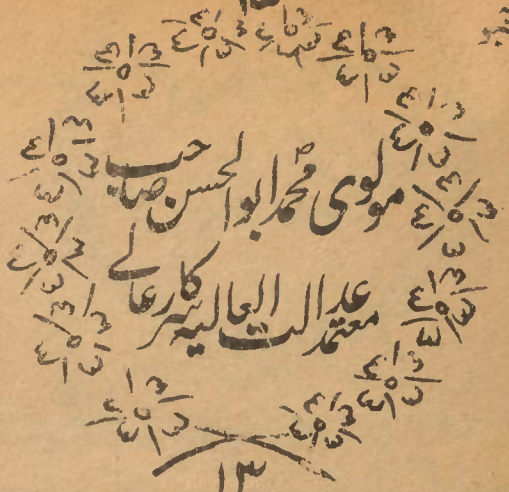

مولوی محمد ابوالحسن صاحب معتمد عدالت العالیہ کارعالے

۱۳

آپ بدایون ممالک متحدہ آگرہ واودھ کے رہنے والے ہین ۔
آپکے والد سرکار انگریزی مین منصف تہے ۔ ۱۲۸۷ھ مین آپنے مٹریکیولیشن پاس کیا بعد ازان ۱۲۸۹ھ مین کلکتہ یونیورسٹی سے یف ۔ اے کی ڈگری حاصل کی ۔
۱۲۹۹ھ مین ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی کے خدمت مترجمی پر مامور ہوے پہر سرسید احمد خان (علیگڈہ) کے (جس زمانہ مین کہ سر سید والیسرائے کونسل کے ممبر تھے) پرسنل اسسٹنٹ مقرر پائے ۔ اور مولوی شتاق حسین خان بہادر وقار الملک کے خواہش پر حیدرآباد دکن وارد ہوے ۔ ابتداً نواب سر آسمانجاہ مرحوم مدار المہام وقت کے اسٹاف مین مقرر ہوے ۔ اوسکے بعد معتمد عدالت العالیہ ہوے ۔ وہان سے عہدہ منصفی پر ضلع روانہ ہوے ۔ پہر معتمدی عدالت العالیہ کا چارج لیا ۔ چندے نظامت فوجداری بلدہ کے خدمت انجام دی ۔
۵ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ سے معتمد عدالت العالیہ ہین ۔ نہایت لایق ۔ ہوشیار تجربہ کار ۔ افسر ہین ۔

سی - لاڈر اسکوئر
ناظم پیہ خانجات ممالک محروسہ سرکار عالی

۱۴

ابتداءً آپ ۱۸۶۹ء مین گورنمنٹ برطانیہ کے امپیریل پوسٹل سروس مین داخل ہوے قبل ازین آپنے مختلف مقامات مین متعدد عہدون پر گورنمنٹ انگریزی کے خدمات بجا لائے ہین - چنانچہ جنگ افغانستان کے موقع پر سدہرن افغانستان فیلڈ فورس کے خطوط لیجانا آپکے تحویل مین تہا - اور جنگ بغاوت مین بہی شریک تہے جسکے صلہ مین آپکو افغان میڈل عطا ہوا - آخر ۲۰ رمضان ۱۳۱۴ھ مین بغرض اصلاح صیغہ پیہ آپکے خدمات سرکار نظام خلد اللہ ملکہ مین گورنمنٹ انگریزی سے مستعار لئے گئے ہین جسپر اسوقت تک آپ مامور ہین - بارہ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ اور ستا دن روپیہ آٹہہ آنہ کلدار کنٹرو بیوشن پاتے ہین - آپ کے زمانہ مین اکثر پیہ خانجات جدید قایم ہوے اور بہت کچہہ اصلاح و انتظام ہوا - مگر رائچور - یادگیر - ایلندہ پہاڑ و خیرہ مین گورنمنٹ انگریزی کے پیہ خانجات مقرر ہوگئے - سابق مین جو گھوڑ نگرو کا قاعدہ علاقہ سرکار عالی مین جاری تہا آپکی تحریک پر موقوف کیا گیا - اور ہر ایک ضلع مین ایک ایک ناظر کا تقرر بغرض نگرانی و دورہ عمل مین آیا - اخبارات کیلئے پاؤ آنہ محصول آپ ہی کے زمانہ مین ہوا - اور پاؤ آنہ کے کارڈ کا اجرا بہی آپ ہی کے عمدہ اصلاح کا نمونہ ہے -

بہر حال آپ جس صیغہ پر مامور ہین اوسکے عمدہ اصول سے پورے پورے واقف ہین علاوہ برین - لایق - ہوشیار - تجربہ کار افسر ہین -

مسٹر فریدونجی جمشیدجی - سی آئی - ای - پریوٹ سکرٹری مدارالمہام سرکار عالی

۱۵

آپ مسٹر جمشید جی (جو سرکار نظام خلداللہ ملکہ کے قدیم ملازم تھے) کے خلف اکبر ہین - آپ ۱۲۶۵ف مین بمقام اورنگ آباد پیدا ہوے - آپکی ابتداء ملازمت ۱۲۸۱ف ہی - جب اورنگ آباد مین رونیو سروے اور سٹلمنٹ ورک قایم کیا گیا تو آپ اس کام کیلئے منتخب کئے گئے - چنانچہ آپنے اس کام کو بمبئی سروے سسٹم پر جاری کیا - اور اسکو اول سے آخر تک (صرف اورنگ آباد ہی نہین بلکہ اضلاع بیدر و پربھنی مین بھی) نہایت عمدگی سے انجام دیا - اور یہہ نیا سٹلمنٹ بہت کامیاب ہوا - بنجر زمینین سرسبز ہوئین - اور محصول مین اعلےٰ درجہ کی ترقی ہوی - نو سال تک آپنے اس کام کو کیا - سر سالار جنگ اعظم نے براہ قدردانی اس محنت و کارگزاری کے صلہ مین آپکو ایک سونے کی گھڑی اور زنجیر عطا کی - بعد ازان ۱۳۰۰ف مین آپ اول تعلقدار اورنگ آباد مقرر ہوے - لیکن دوسرے ہی سال بوجہ جنرل کلاسفرڈ افسر صیغہ سروے و سٹلمنٹ کے علیحدہ ہونے سے آپ سروے و سٹلمنٹ کے کمشنر بنائے گئے - اس عرصہ مین میر لایق علیخان عماد السلطنۃ ۱۳۰۱ف مین عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوے تو آپ اون کے افیشل پریوٹ سکرٹری مقرر ہوے وہان سے جب سر آسمانجاہ مرحوم کے وزارت کا زمانہ آیا تو آپ حسب سابق اوسی

مامور رہے - چنانچہ سر وقار الامرا کی دیوانی کا دورہ بھی آپ کو اوسی خدمت پر بحال رکھا - اب مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ - مدار المہام سرکار عالی نے بھی آپ کو اپنا پریوٹ سکرٹری بنا رکھا ہے - یہہ آپکی حسن کارگزاری اور مستعدی کی بین دلیل ہے بہ نسبت دوسرے حکام علاقہ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کے آپ قدیم کارگزار ہین - تقریباً اکتالیس سال آپ کی گورنمنٹ نظام کے خدمات بجالانے مین گزرے ہین اور برابر چار مدار المہامان سرکار عالی کے پریوٹ سکرٹری رہے ہین - ہمارے خیال مین تو ایک ہی خدمت پر اسقدر مدت تک کوئی عہدہ دار کارگزار نہین رہا ہوگا - جسقدر کہ آپنے ایک بڑا حصہ اپنی عمر کا اسی ایک عہدہ پر گزارا ہے اور نہایت عمدگی - جانفشانی - خیر خواہی - اطاعت - دیانت سے کام کیا ہے - آپ کی علمی لیاقت بھی بہت اچھی ہے اور مضمون نگاری مین آپکو کمال حاصل ہے - اکثر اخبارات مین ہندوستان کے آپکے دلچسپ اور مفید مضامین چھپ چکے ہین - کئی ایک عمدہ کتابین بھی آپنے تصنیف کی ہین - خصوصاً ضلع اورنگ آباد کی کاشتکار کے سوشیل اور اکانامک حالات آپ نے بہت عمدہ پیرایہ مین لکھے ہین - جسکی اکثر انگریزی اخبارون نے تعریف کی ہے - آپ رایل ایشیاٹک سوسائیٹی اور گارڈن کلب کے رکن بھی ہین -

۱۹۳۱ء کے دربار قیصری مین آپ کو خطاب سی - آئی - ای - عطا ہوا ہے - آپکے ایک فرزند رستم جی فرید ونجی علاقہ برار مین ڈپٹی کمشنر الولہ ہین - آپ اخلاق و مروت مین ضرب المثل - لیاقت و دانائی مین یکتاے روزگار مانے جاتے ہین -

فرزندی عالیجاہ صوبہ دار علم خان
لعدلان آنریبل فرزند رستم جی نامدار ہیں

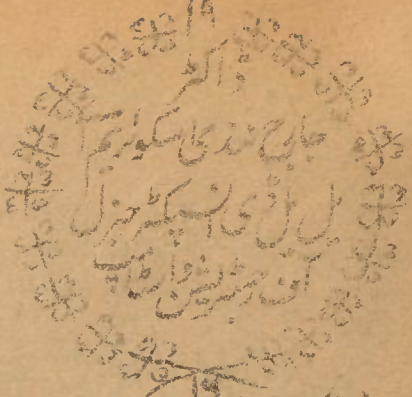

نندی

اس ۱۲۷۲ھ میں ممالک مغربی و شمالی کے شہر فرخ پور میں پیدا ہوے۔ آپ ریورینڈ گوپی ناتھ
(جو امریکن پریسبیٹرین مشن کے ایک مشنری تھے) کے چھوٹے فرزند ہیں۔ ابتداءً آپ نے لکھنو
اور کلکتہ کے لامارٹینیری کالج میں تعلیم پائی۔ اور کلکتہ یونیورسٹی سے انٹرنس کا امتحان
پاس کیا۔ بعد ازاں قانونی امتحان کے لئے لنڈن روانہ ہوے۔ اور آکسفورڈ یونیورسٹی
میں داخل ہو کر محنت شروع کی۔ اس عرصہ میں کنگ نظام خلد اللہ ملکہ سے اسکالرشپ
مقرر ہوا جسکی وجہ سے نیچرل سائنس کے سیکھنے میں آپکو مدد ملی۔ چنانچہ آپ کیمبرج
یونیورسٹی میں جاکر سڈنی سسکس کالج میں داخل ہوے۔ وہاں بھی کچھ وظیفہ مقرر ہوگیا۔
اور آپنے سوائے آنریبل۔ اے کے امتحان نیچرل سائنس ٹری پاس کے سوا تمام امتحانات کامیابی
کے ساتھہ پاس کئے۔ مگر ۱۲۹۷ھ میں آپکو حسب الحکم سرکار عالی آنا پڑا جسکی سبب سے
امتحان مذکور میں شریک نہ ہوسکے۔ اور یہاں آکر نیچرل سائنس کے پروفیسر مقرر ہوے۔ بعد ازاں مکرر
بخرچ سرکاری لنڈن گئے اور ٹرنٹی کالج ڈبلن سے ایل۔ بی۔ اور ایل۔ ایل۔ ڈی کے امتحان
پاس کئے اور ۱۳۰۱ھ میں حیدرآباد واپس آئے۔ اور عدالتی۔ مالگزاری۔ سیاسی تجربہ حاصل
کرنے کیلئے بڑا ر بھیجے گئے۔ آنریری اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوے۔ پھر امراوتی۔ اکولا وغیرہ کی اسسٹنٹ کمشنر
اور امراوتی کے سپرنٹنڈنٹ کی خدمات تفویض ہوئی۔ بعد حصول تجربہ ۱۳۰۶ھ میں حیدرآباد دکن
واپس ہوے۔ اولاً اول تعلقدار بعد ڈپٹی کمشنر الغرض ہوے بعد ازاں ۱۳۱۴ھ میں انسپکٹر جنرل
آف رجسٹریشن و اسٹامپ کی خدمت سے ممتاز ہوے جسپر اب تک مامور ہیں۔ آٹھہ سو روپیہ تنخواہ پاتے ہیں۔ نہایت
لایق ہوشیار۔ مدبر۔ فریس۔ وفہیم۔ صاحب اخلاق ہیں۔

رائے مرلیدھر صاحب
صوبہ دار ورنگل

خاندان - آپ رای منولال (جو نہر گنگا پر ایگزیکیٹیو انجنیر تھے - اور غدر کے موقع پر آپنے گورنمنٹ آف انڈیا کی عمدہ خدمات کی تہین - جسکے صلہ مین آپکو ممالک مغربی و شمالی کے بلند شہرین متعدد گاؤن سرکار انگریزی نے عطا کئے - جواب ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے قبض و تصرف مین ہین) کے خلف ارشد ہین - ۱۲۹۲ھ مین آپ نے کلکتہ یونیورسٹی سے ایف - اے کا امتحان پاس کیا - اور سرکار نظام خلد اللہ ملکہٗ مین بطور اٹاچی مقرر ہوے اوسکے دوسرے ہی سال سوم تعلقداری کی خدمت عطا ہوی ۱۲۹۵ھ مین دوم تعلقدار ہوے - اور ۱۲۹۹ھ مین رونیو بورڈ کے اسسٹنٹ سکرٹری کی خدمت تفویض ہوی ۱۲۹۶ھ مین اول تعلقداری ملی - بعدازان ڈپٹی کمشنر انعام - پھر ۱۳۰۲ھ مین اول تعلقدار اورنگ آباد ہوے - وہان سے چندے اورنگ آباد اور بیدر کی صوبیداری کی - آخر مین بمشاہرہ ستر اسو روپیہ حالی رکن سوم مجلس مالگزاری مقرر پائے - جب مجلس برخاست اور معتمدی قایم ہوی تو آپ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کو صوبیدار ورنگل کے معزز عہدہ سے سرفراز ہوے - جہان اسوقت کارگزار ہین -

آپ نہایت لایق - مستعد - جفاکش - انصاف پسند - غریب پرور - خوش اخلاق ہین

آنریبل
مولوی سید غلام رسول صاحب عالی جاہ
معتمد مالگزاری سرکار عالی

آپ ۱۲۶۷ھ مین پیدا ہوے - اور عربی کی تعلیم کی غرض سے مدرسہ دار العلوم مین داخل ہوے - جہان آپنے اپنی ذکاوت طبع اور فہم رسا کے باعث خوب نام پیدا کیا - ۱۸ - سال کی عمر مین سند حاصل فرمائی - جسپر سر سالار جنگ اعظم کے دستخط ثبت ہین اوس زمانہ مین انگریزی کا حاصل کرنا کچھ سہل و آسان نہ تہا اسلیے آپ نے اپنی تمام محنت عربی - فارسی - اُردو کے حاصل کرنے مین صرف فرمائی - ابتداً ۱۲۸۹ھ مین بصیغہ مال ملازمت مین شریک ہوے اور اپنی خداداد لیاقت اور حُسن اخلاق افسران بالادست کے خوشنودی کے باعث تہوڑے ہی عرصہ مین عہدہ تحصیلداری سے سرفراز ہوے - پہر آپکی وقتاً فوقتاً ترقی ہوتی گئی - دو مرتبہ محکمہ کے کام مین مہارت تامہ رکہنے کے صلہ مین آپ نے ایک ایک ہزار روپیہ نقد انعام پایا - اور ایک مرتبہ ایکہزار روپیہ امتحان کے صلہ مین ملے اور ہمیشہ ذمہ داری کی خدمتین آپکے تفویض رہین - جب دوم تعلقدار ہوے تو ہمیشہ مفید اور کارآمد ثابت ہوے - جب ملک سرکار عالی مین قحط پڑتا تو آپ ہی محتاج خانہ کے مہتمم بنائے جاتے - اگر گورنمنٹ کو کسی سرکش تعلقہ نانديڑ کی گڑہی سے گرفتار کرنے کی ضرورت پیش آتی تو آپ ہی کے نام حکم جاری ہوتا - میر لایق علیخان بہادر عماد السلطنۃ اور منیر الملک بہادر کی حاضرمین

۵ سال تک نہایت کامیابی کے ساتھ کارگزار اور دست راست بنے رہے
چنانچہ اوس زمانہ مین آپنے بہت سے عمدہ کام انجام دیئے - خاندان سرسالار جنگی
کے ساتھہ آپ کو جو وفاداری اور خیرخواہی حاصل ہے وہ ظاہر ہے -
چار سال تک آپ اسٹیٹ سالار جنگی کے منیجر رہے ہین - اور تمام خاندان کو
خوش اور مطمئن رکھنے مین کامیاب رہے - جب ۱۳۱۱ف مین مجلس مالگزاری قائم
ہوی تو مسٹر اے جے ڈنلاپ اسکوئر سی - آئی - اے - ے آپ کو مجلس موصوفہ
کی معتمدی کے لئے سات سو روپیہ پر انتخاب فرمایا - چنانچہ ۱۳۱۹ف تک آپنے
خدمت مفوضہ کو نہایت جفاکشی اور تن دہی سے انجام دیا - اس اثنا مین
مجلس مالگزاری کے برخاست کا حکم پہونچا اور آپ حسب فرمان اقدس و اعلے
مالگزاری کے منصرم معتمد بنائے گئے - جس سے عام طور پر عمال - وکلا - اور
اہل مقدمات مین مسرت و بشارت کے آثار ظاہر ہونے لگے - اور بعضون
نے تو جوش مسرت مین شیرینی تقسیم کی - یہ جوش مسرت اس بنا پر تھا کہ مجلس
مالگزاری مین حکام کے ضد - تعصب - نااتفاقیون کی وجہ سے جو مضرتین معتمدین
ہوگئی تہین اوس سے نجات ملی - اور آپ جیسا روشن ضمیر - رحدل مستعد
بے لوث - محنتی - خیرخواہ سرکار بہی خواہ رعایا معتمد مالگزاری مقرر ہوا - حالانکہ
گریڈ اور تنخواہ و عہدہ کے اعتبار سے اکثر لوگ مثل اراکین مجلس مالگزاری وغیرہ
کے اس خدمت کے زیادہ مستحق تھے - لیکن حضرت اقدس و اعلے کے جوہر شناس
نظرون نے آپ ہی کا انتخاب فرمایا -
اسکے بعد ۱۲ شعبان ۱۳۱۹ف کو مسٹر اے - جے ڈنلاپ اسکوئر سی - آئی - اے
معتمدی مالگزاری مقرر پائے اور آپ جائنٹ معتمدی کے عہدہ سے ممتاز ہوے
چنانچہ اب اوسی معزز عہدہ پر کارگزار ہین - پندرہ سو روپیہ ماہانہ پاتے ہین

صیغہ مالگزاری کے بڑے ماہر اور تجربہ کار ہین - تحصیلات و اضلاع کے کاہاے
جزئی سے بھی واقفیت تامہ رکھتے ہین - اسوقت مجلس مالگزاری کا سارا انتظام
آپ ہی کے محنت و لیاقت پر منحصر ہے - آپکے بغیر اجلاس کامل کے اہم اور
سنگین امور طے نہین ہوسکتے - آپ سے بڑھکر کسی دوسرے عہدہ دار نے
اسقدر جانکشی اور مستعدی کے ساتھہ کام نکیا ہوگا - صبح کے ۸ بجے سے شام کے
۶ تک آپ میز پر بیٹھے رہتے ہین - انعام - عطیات - جاگیرات کے عنوان کے
تو وے اسقدر آپ کے آگے لگے رہتے ہین کہ نصف چہرہ آپکا اوسمین چھپا رہتا ہے
آپ اپنے دماغ کو کسی وقت مین منتشر اور مزاج کو برہم نہین ہونے دیتے ہین -
جو شخص آپکے سامنے جاتا ہے (خواہ وہ مستغیث یا وکیل یا کسی ضلع کا غریب کاشتکار
رعیت ہو) اوس سے آپ نہایت اخلاق اور دلجوئی - تشفی بخش و تسکین آمیز
کلمات سے پیش آتے ہین جس سے ہر ایک مداح و ثنا خوان و دعاگو ہے -
آپکی رحمدلی اور غربا پروری کی تو نظیر اس ریاست مین مل ہی نہین سکتی -
استقلال و تحمل و صبر مین آپ کو خاص طور پر ملکہ ہے - چونکہ آپکا مزاج زاویہ
نشینون کا سا واقع ہوا ہے اسلئے آپ انگریزون کے طبقہ مین چندان
مشہور نہین ہین - مگر تاہم بھی کوئی شخص اس ریاست کا ایسا نہین ہے
کہ جو آپ سے واقف نہو -

آنریبل کرامیلن ہنکن سکوائر سی۔ آئی۔ ای انسپکٹر جنرل کوتوالی و محابس اضلاع

آپ اسٹریلیا مین پیدا ہوے۔ اور انگلینڈ مین تعلیم پائی۔ ابتداء ۱۲۹۴ھ مین وارد ہندوستان ہوے اوسکے دوسرے ہی سال گورنمنٹ انگریزی مین ملازم ہوگئے۔ اوسوقت آپکی عمر ۱۹ سال کی تھی۔ پہلے پہل آپکو ممالک متوسط کی پولیس مین جگہہ دیگئی پھر گورنمنٹ آف انڈیا کے ماتحت فارن ڈپارٹمنٹ مین آپکی تبدیلی ہوی۔ اور بندیلکھنڈ کے ڈاکوؤن کی سرکوبی کے لئے آپکو خاص طور پر منتخب کیا گیا۔ جہان آپنے مشہور و نامور ڈاکوؤن کو گرفتار کرکے اپنی لیاقت و دانائی کا ثبوت دیا۔ ۱۳۱۲ھ مین محکمہ ٹھگی و ڈکیتی مین منتقل ہوے۔ نوگنج۔ اندور اور ممالک متوسط مین خدمات انجام دے رہے تھے۔ بعد شملہ گئے۔ ۱۳۱۳ھ مین گورنمنٹ انگریزی سے آپکو خطاب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ عطا ہوا اسی سال مین آپکی تبدیلی حیدرآباد دکن پر ہوگئی۔ اور انسپکٹر جنرل پولیس و محابس اضلاع مقرر پائے۔ چنانچہ اسوقت تک آپ اوسی معزز عہدہ سے سرفراز ہین۔ دوہزار کلدار تنخواہ۔ سو روپیہ کمپنسیشن الونس اور دو سو روپیہ کنٹرپیوشن پاتے ہین۔

یہان بھی آپنے وہ وہ عمدہ خدمات اپنے عہدہ کے متعلق انجام دیئے ہین جو لایق تحسین و آفرین ہین۔ اور جسکے باعث آپکی لیاقت و دانائی کا شہرہ اور صیغہ متعلقہ مین بہت کچھہ عمدہ اور بہتر اصلاحین عمل مین آئی ہین۔

۲۰

جناب نواب اسکوئر سی۔ آئی۔ ای

معتمد مالگزاری سرکار عالی

آپ ۲ جمادی الاول ۱۲۶۴ھ کو بمقام کارنگٹن ہاوس آنفریو شائر واقع اسکاٹلنڈ مین پیدا ہوے۔ اور آپ ابتداء ۱۲۸۶ھ مین ممالک متوسط اور برار کے کاٹن کمشنر تھے۔ بعدازان ۱۲۸۷ھ مین کمیشن برار پر مقرر ہوے۔ ۱۲۹۳ھ مین پانچ مہینے تک آپ نے حیدرآباد کے سکنڈ اسسٹنٹ رزیڈنٹ متعلق برار کا کام انجام دیا۔ ۱۷ شوال ۱۲۹۴ھ سے ۲ شعبان ۱۲۹۵ھ تک رزیڈنٹ حیدرآباد کے سکرٹری برار کے عہدہ پر مامور رہے۔ پھر وہان سے اپنے مستقل جگہہ یعنے کہام گانون کے اسمال کاز کورٹ کی ججی پر مستقل ہوے۔ بعدازان ۱۳۰۰ھ مین معتمد علاقہ پائگاہ سروقار الامرا مرحوم مقرر ہوکر حیدرآباد دکن آئے اسکے دوسرے سال ۱۳۰۲ھ مین انسپکٹر جنرل مال سرکار عالی کے معزز عہدہ سے ممتاز ہوے۔ ۱۳۱۰ھ مین جب مجلس مالگزاری قایم کیگئی تو آپ مجلس موصوفہ کے رکن اول قرار پائے۔ دوہزار سات سو کلدار تنخواہ اور تین سو روپیہ بھتہ

ایک سو چھیاسٹھ روپیہ دس آنہ آٹھ پائی کنٹروبیوشن پانے لگے - ایک مدت کے
بعد ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مین مجلس مالگزاری برخاست ہوگئی اور آپ حسب سابق
انسپکٹر جنرل مال ہوگئے اور آپکے ماتحت تمام سررشتہ جات مال کے عام نگرانی
کے علاوہ خاص طور سے صیغہ بندوبست کا انتظام اور سالار جنگ بہادر کے اسٹیٹ کا
تعلق سپرد کیا گیا - مگر ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کو معتمد مال کے عہدہ سے سرفراز
کئے گئے جسکو اسوقت آپ باحسن وجوہ انجام دے رہے ہین - دو ہزار آٹھ سو روپیہ
تنخواہ ملتی ہے - گورنمنٹ انگریزی سے بھی وظیفہ مل گیا ہے -
۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ھ کے قحط سالی کے موقع پر آپ کمشنر قحط بھی مقرر ہوے تھے - قحط زدہ
لوگون کے امداد و نگہداشت مین وہ مستعدی و جانفشانی عمل مین لائی کہ جسکے
صلہ مین گورنمنٹ انگریزی نے ایک تقریظی تمغہ ۱۳۱۷ھ مین آپ کو عطا کیا
اور ۱۳۱۸ھ مین گورنمنٹ آف انڈیا نے سی - آئی - ای - کا خطاب بھی مرحمت
فرمایا -
رفاہ عام کے کامون مین آپنے بیحد ناموری حاصل کی ہے - اور دو گورنمنٹون
کے خدمات بھی عمدہ بجا لائے ہین - اور ملک کی سرسبزی رعایا کی بہبودی
مین آپنے بڑا حصہ لیا ہے جسکی باعث شہرہ آفاق ہین -
لایق ہوشیار - مدبر - تجربہ کار - خوش اخلاق آفسر ہین - اردو علم و
زبان سے بھی واقف ہین -

مولوی محمد مرزا صاحب غیر رضابی ثانی

اوّل تعلقدار ضلع بیڑ

۲۱

آپ فرخ آباد ممالک مغربی وشمالی کے رہنے والے ہین۔ ذیحجہ سنہ ۱۲۸۰ھ مین پیدا ہوئے۔ آپ ایک قدیم ترکمان خاندان سے ہین۔ آپکے اباواجداد شاہی طائفہ چغتائی سے ہین۔ چنانچہ آپکے مورث اعلےٰ مرزا جمیل بیگ پہلے پہل ہندوستان مین آئے۔ اوس وقت سلطنت مغلیہ زوال پذیر ہوچکی تھی آپکے جد اعلےٰ کمپنی بہادر کے ملازمت مین رسالدار تھے۔ جنہون نے ہنگون اور راجپوتون کے مقابلہ مین دنا بود کرنے مین اعلےٰ درجہ کی شہرت حاصل کی تھی۔ اور مرزا وزیر بیگ صاحب جو آپکے والد تھے ایک مدت دراز تک نواب مختار الدولہ بہادر رئیس پھاسو کی سرکار مین بحیثیت منتظمی کارگزار تھے۔

آپ (صاحب تذکرہ) علیگڈھ کالج کے ابتدائی طلبا مین سے ہین۔ آپ آغاز طالب علمی سے ہی فہم رسا اور لیاقت خداداد کے باعث سیڈیشن یونین کلب مین بطور سکریٹری وہ وہ پرجوش تقریرین کھین کہ جس سے آپکی جودت طبع کا سکہ بیٹھ گیا۔ ابھی آپ گریجویٹ بھی نہین ہوئے تھے کہ سنہ ۱۳۰۴ھ مین بوقت جوبلی ملکہ معظمہ منتظمین کمیٹی نے آپکو میمبر مجلس مقرر کیا۔ اسی سال آپنے امتحان بی۔ اے مین کامیابی حاصل کی۔ اور علم انگریزی اور تاریخ دانی مین انعام پائے۔ آپ پہلے ہی مسلمان تھے جنہون نے ممالک مغربی وشمالی مین دو اعزاز ایک ہی وقت مین حاصل کئے۔ ابتداءً آپ کا ارادہ تھا کہ وکالت کے امتحان کی کوشش کرین۔ مگر حسن اتفاق سے آپ کو حیدرآباد آنے کا موقع ملا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ سر آسمان جاہ بہادر مدار المہام وقت اور مولوی مشتاق حسین دفا الملک بہادر معتمد مالگزاری تھے۔ چونکہ آپ سے معتمد صاحب کو قرابت قریبہ حاصل تھی۔ اسلئے آپ ٹھہرالئے گئے۔ اوسوقت ایک لائق انگریزی دان کی ضرورت تھی چنانچہ آپنے اوس ضرورت کے انجام دینے کے لئے سنہ ۱۳۰۴ھ مین ملازم ہوگئے۔ جسکو چار سال تک عمدگی سے انجام دیا۔ بعد ازان ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۸ھ مین دوم مددگار

سوم سکرٹری مقرر ہوئے۔ اور اپنی حسن کارگزاری سے تعدی جانفشانی کی وجہ سے علاوہ خدمت مفوضہ کے
پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ۔ جاگیرداروں میں کمیلسری ایجوکیشن۔ تقرر میر محاجات۔ حدبندی اختیارات امرا۔ پاگاہ۔
فارسی چھاپنے کے لئے عمدہ ٹائپ کا جاری کرنا اور انتخاب کتب درسیہ کے ممبر (سکرٹری) بنائے گئے۔ جب
سنہ ۱۳۱۱ھ میں مجلس وضع قوانین کا دفتر قایم کیا گیا تو آپ اوس کے سکرٹری ہوئے۔ گیارہ مہینے کے بعد دفتر مذکور کا
افتتاح سر ہربرٹ سابق جوڈیشل سکرٹری کے تفویض ہوا تو آپ ۱۰ شوال سنہ ۱۳۱۲ھ میں جوڈیشل سکرٹری کے
اوّل ہو کر آئے۔ اور سنہ ۱۳۱۴ھ میں کورٹ آف وارڈز کی سپرنٹنڈنسی بھی سپرد ہوئی۔ یہاں یہ واقعہ قابل ذکر
ہے کہ اوس وقت میں سو روپیہ تنخواہ اس خدمت کی قرار پائی۔ گو سابق میں سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز کی
تنخواہ آٹھ سو روپیہ تھی۔ مگر آپنے زیادتی کا مال لینا پسند نہ کیا۔ اور ایک مدت تک بلا کسی حق الخدمت کے کام
انجام دیتے رہے۔ انہیں ایام میں طب یونانی کو ترقی دینے کیلئے جو مجلس قایم ہوئی اوس کے آپ سکرٹری بنائے
گئے۔ جب سنہ ۱۳۱۵ھ میں مولوی علی حسن کی برخاست کی وجہ سے نواب عماد جنگ بہادر معتمد فینانس ہوئے تو
آپ اون کی جگہہ پر منصرمانہ معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ کے معزز عہدہ سے سرفراز ہوئے۔ ایک مناسب
مدت تک نہایت کامیابی اور خوش نظمی کے ساتھہ معتمدی کے کام کو بائین ہمین انجام دیا۔ مگر ۲۰ جمادی الثانی
سنہ ۱۳۱۹ھ کو حسب الحکم گہ نواب عماد جنگ بہادر سابق معتمد فینانس نے آپنے معتمدی کوتوالی عدالت و امور عامہ کا چارج
لے لیا۔ بعد ازان آپ ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ کو اول تعلقہ ای ضلع بیڑ پر بھیجدیئے گئے۔ جہان اسوقت
کارگزار ہین۔ آٹھ سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ آپکی لیاقت ہوشیاری مسلمہ ہے۔ اخلاق مروت مین بیمثل اتحاد و محبت
مین یکتا۔ رحمدلی اور مخیری مین فرد فرید ہین۔ آپ کی معتمدی کا زمانہ ملکی اور غیر ملکی کے لئے یکسان رہا ہے اور
اوسمین ایک کے حقوق کی پوری نگہداشت کی گئی ہے۔ سیرۃ المحمود اور گلگشت فرنگ آپ کی جودت طبع
اور ذہن رسا کا نمونہ ہین۔

مسٹر
نوروزجی رستم جی اسکوئر
منصرم ناظم اول دیوانی بلدہ

۲۴

آپ مسٹر رستم جی اسکوئر سابق صدر تعلقدار کے فرزند ارجمند ہین۔ امتحان سے مستثنےٰ اور انگریزی مین لایق اردو سے ماہر ہین۔ آپکی ابتدائی ملازمت ۱۳۰۶ھ سے ہے۔ ۱۳۱۶ھ شوال کو بمشاہرہ تین سو روپیہ نائب دوم فوجداری بلدہ ہوے۔ ایک زمانہ دراز تک فوجداری بلدہ مین آپنے کمال نیکنامی اور جفاکشی کے ساتھہ اپنی خدمت مفوضہ کو انجام دیا۔ غرہ محرم ۱۳۱۴ھ مین آپکا تبادلہ عدالت دیوانی بلدہ مین نظامت دوم پر ہوا۔ پانچسو روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔

حال ہی مین جب حضور نواز جنگ بہادر ناظم اول دیوانی بلدہ کا تقرر رکنیت مجلس عالیہ عدالت پر ہوا تو آپ منصرمانہ نظامت اول دیوانی بلدہ کے معزز عہدہ سے ممتاز ہوے۔ جسکی تنخواہ آٹھہ سو روپیہ ماہانہ ہے۔ چنانچہ اب آپ اوسی معزز خدمت کو بائین سرانجام دے رہے ہین۔

آپ کی منصف مزاجی۔ بے لوث کارگزاری زبان زد عوام ہے۔ اخلاق و مروت بھی اچھے ہین۔

مولوی
میر النصر علیصاحب
تعلقدار آبکاری بلدہ

۲۳

آپ مدراس کے رہنے والے ہین - ابتداً آپکا تقرر ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۱۰ف کو ہوا مدتون سکندرآباد کے مہتمم آبکاری تھے - ذیحجہ ۱۳۱۷ف مین تعلقداری آبکاری بلدہ کے معزز عہدہ سے سرفراز ہوے - گو اس عہدہ کے تنخواہ چھ سو روپیہ ہے - لیکن آپ صرف پانسو روپیہ ماہانہ پاتے ہین - تھوڑی ہی مدت ہوتی ہے کہ آپ ایک مخبری کی بنا پر ایک عرصہ تک معطل رہے - اور بذریعہ کمیشن اون الزامات منسوبہ کے تحقیقات کیگئی جس سے آپ نے برات پائی اور اپنے سابقہ خدمت تعلقداری پر مامور ہوے - چنانچہ اب اوسی معزز عہدہ سے ممتاز ہین -

لیاقت و ہوشیاری آپکی مسلّمہ ہے -

اخلاق بھی اچھے ہین - نہایت جفاکش - مستعد - کارگزار ہین -

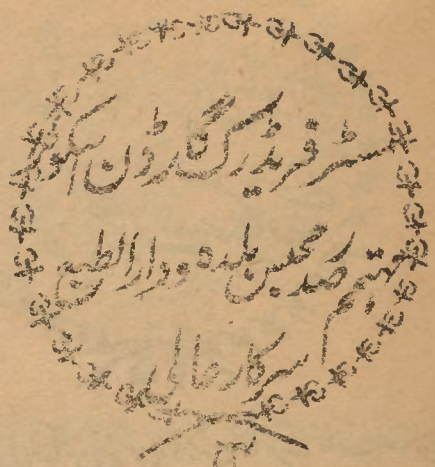

ابتداءً آپ سنگارینی کے کوئلہ کے کان پر مامور تھے - دو دفعہ صیغہ تجارت کی حاسبی کو بھی آپنے انجام دیا ہے - آپکی ابتدائے ملازمت ۲۴ محرم ۱۳۰۲ھ ہے - عزہ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ کو مہتمم محبس بلدہ کی خدمت پر مقرر ہوئے - جہان آپنے اپنی لیاقت اور جودت طبع سے نہایت عمدہ انتظام رکھا ہے - اور متعدد اوقات مختلف خدمات نمایان سے صدر محبس بلدہ سرکار عالی سے عطا ہوئے ہین - جنکا ذکر پورٹون مین درج ہے - ایک دفعہ آپنے ڈیوک آف بکنگھم کے سیر کرنے کے صلہ مین نواب میر لایق علیخان عماد السلطنۃ مدار المہام وقت سے ایک سونے کی گھڑی انعام پائی - علاوہ صدر محبس بلدہ کے دار الطبع کی نگرانی بھی آپ ہی کے تفویض ہے - اور آپکے حسن انتظام سے محبس بلدہ مین صنعت و حرفت بہت ترقی پر ہے - چنانچہ مسطر نجیان - کھادیان - قالیچے وغیرہ نہایت عمدہ بافت ہوتے ہین - اور جلد سازی کا کام بھی نہایت خوبی سے کیا جاتا ہے - جس سے ایک معتدبہ آمدنی ہوتی ہے اور اخراجات مین زیادہ تر کفیل رہتی ہے - آپکو گیارہ سو پچاس روپیہ تنخواہ اور ایک سو پچاس روپیہ الونس جملہ ایکہزار تین سو روپیہ ماہانہ تنخواہ ملتی ہے -

آپ لایق - ہوشیار - تجربہ کار - فرلیں - طباع - اور اعلے درجہ کے منتظم ہین -

مسٹر ڈبلیو نریز لیکوا اسکوائر

ناظم جنگلات سرکار عالی

۳۵

آپ مسٹر ڈی۔ بی۔ بسکو متوفی ساکن نیوٹن انورنس شائر کے خلف اصغر مین بنگال سول سروس سے آپکا تعلق ہی ۱۳۰۳ھ مین (بوجہ علیحدگی مسٹر بیالن ٹائین کے) آپ صیغہ جنگلات پر مامور ہوے اور دسمبر ۱۳۱۱ھ مین نظامت جنگلات کا معزز عہدہ پایا۔ بارہ سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے آپنے اپنے حسن انتظام اور عمدہ کوششون سے صیغہ مفوضہ مین بہت کچھ مفید اصلاحین کی ہین اور نو فیر آمدنی کے وسایل پیدا کیے ہین۔ اور آپکی درخواست پر اسی سال ۱۳۲۱ھ مین جدید تقررات کیلیے (۱۹۰۳ء) کا موازنہ سرکار عالی نے منظور فرمایا ہے۔ اور آپکو اپنے حسب منشا تقرر کا اختیار دیدیا گیا ہے جس سے آپنے اپنے محکمہ مین ایک مدرسہ کی بنا ڈالی ہی۔ جہان فن انجنیری اور جنگلات کی تعلیم ہوگی۔ صدہا شایقین اور طالب ملازمت شریک ہوگئے ہین جو بعد کامیابی اون جدید جائدادون پر مامور ہون گے۔ اس مدرسے کے قیام سے ملک کو بیحد فائدہ پہونچیگا اور سرکار عالی کو بھی آسانی ہوگی۔ کیونکہ تعلیم فارسٹ ورک کیلیے اخراجات کثیر کا بار اوٹھاکر طلبا کو جو بھیجا جاتا تھا اب اوسکی ضرورت باقی نہین رہی اور جو محتاجی تھی وہ رفع ہوگئی۔

آپ کے معلومات بہت وسیع۔ اور تجربہ کمال درجہ بڑھا ہوا ہے۔ لیاقت و ہوشیاری مسلمہ ہے۔

آپ مولوی محمد حسین مغفور رسالدار فوج کنٹنجنٹ کے خلف ارشد اور محمد ابراہیم خان مرحوم رسالدار کے پوتے ہین۔ آپکے والد بزرگوار کو چارسو پچاس روپیہ کلدار ماہوار اور دو راس اسپ ایک جہار شتر سواری و بار برداری کے لئے مقرر تھے۔ بعد رحلت مرحوم نے کمال عزت و احترام سے زندگی بسر فرمائی۔

آپ (معزز صاحب تذکرہ) ابتداً علاقہ سرکار عالی مین ایک سو روپیہ تنخواہ اور چھ راس اسپ (بشرح فی راس ۳۵ روپیہ) و ایک زنجیر فیل (بشرح ۶۰ روپیہ) ملازم تھے۔ بعد ازان سنہ ۱۲۹۳ف مین بماہوار دو صد روپیہ کلدار (بعہدۂ رزیڈنٹی سرچڑو میڈ) صاحب عالی شان بہادر کے دفتر مین اُتا حی ہوئے۔ سنہ ۱۲۹۵ف مین ساڑھے چارسو کلدار سے اسسٹنٹ کمشنر ٹراڑ کے معزز عہدہ سے سرفراز ہوئے۔ رفتہ رفتہ نو سو روپیہ کلدار ماہانہ پر منصرمانہ کمشنر ٹراڑ کا عہدہ پایا۔ ایک مدت تک اس معزز خدمت کو بائین بہین انجام دیا۔ وہان سے ۸ ربیع سنہ ۱۳۰۸ف کو کرنیٹ مجلس عالیہ عدالت کا چارج لیا جسپر اسوقت تک مامور ہین۔ سندرہ سو روپیہ عالی تنخواہ پاتے ہین۔ آپ انگریزی فارسی مین لایق۔ ملکی حالی۔ انتظامی۔ امور مین بہرۂ وافی حاصل ہے۔ مزاج مین وہی اب وجد کا سپاہیانہ طرز باقی ہے۔ نہایت نیک روپیہ راست باز۔ بہی خواہ رعایا۔ خیر خواہ سرکار۔ متدین۔ امانت دار۔ بے لوث۔ منصف مزاج حاکم ہین۔ آپ کو دو صاحبزادے ہین ہر ایک لایق۔ ہوشیار۔ تعلیم یافتہ ہین۔

مسٹر فریدون جی جمشید جی اسکویر سی آئی ای
اول تعلقدار ضلع اندور

۲۷

آپ مسٹر فریدون جی جمشید جی اسکویر۔ سی۔ آئی۔ ئی۔ پریویٹ سکرٹری سرکار عالی کے بھائی ہین۔ فارسی۔ انگریزی مین لایق۔ ملکی۔ مالی کامون سے واقف۔ نہایت تجربہ کار آفسر ہین آپ کی ابتدائی ملازمت ۲۴ صفر ۱۲۸۶ھ ہے۔ ۱۳۰۳ھ سے ایک مدت تک مہتمم بندوبست صوبہ جنوبی بھی رہے ہین۔ ۲۴ ذی حجہ ۱۳۱۵ھ سے خدمت اول تعلقداری ضلع سرفراز ہین۔ اس وقت ضلع اندور کی اول تعلقداری پر مامور ہین۔ اول تعلقداران درجہ سوم مین آپ کا شمار ہے۔ آٹھ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ پاتے ہین۔ علاوہ برین دو سو روپیہ ماہانہ مدامی بہتہ کارہائے بندوبست کا ملتا ہے۔ لایق۔ ہوشیار۔ صاحب اخلاق۔ ذی مروت ہین۔ اور اپنے فرایض کی ادائی مین نہایت چالاک اور مستعد۔

آپنے اپنی ذاتی لیاقت جودت طبع۔ حسن کارگزاری۔ دیانتداری۔ نیک نامی۔ ہر دلعزیزی کے باعث چھوٹی سی خدمت سے سلسلہ بسلسلہ ترقی فرمائی۔ اور مددگار ناظم محلات مبارک کے عہدہ سے ممتاز ہوئے جب سنہ ۱۳۱۸ھ مین قادر الملک مرحوم نظامت محلات مبارک سے سبکدوش کئے گئے تو حضرت اقدس و اعلےٰ نے بنفس نفیس کارروائی نظامت کا ملاحظہ آغاز فرمایا۔ اور مددگار صاحب (صاحب تذکرہ) کو ہر وقت المتثلہ کے پیش کرنیکے لئے عامر بارگاہ فلک اشتباہ رہنے کا حکم ہوا۔ اور عنایات سلطانی ہمیشہ مبذول رہنے لگی۔ آپ کی خیر خواہی۔ راستبازی۔ دیانت داری نے حضرت اقدس و اعلےٰ کی ضمیر پر تنویر مین جگہہ پیدا کی۔ صفر سنہ ۱۳۱۱ھ مین مہتمی توشہ خانہ سے سرفراز کئے گئے۔ جسکو اس وقت تک بائین ہمہ انجام دے رہے ہین۔ باوجود ان دنیوی خدمات کے دینی امورات مین بھی آپ کو ایک خاص نسبت ہے ذاکر۔ شاغل۔ متقی۔ حاجی۔ زائران جملہ صفات کا مجموعہ ہین۔ اور اپنے آقائے ولی نعمت کے خوشنودی اپنا فرض عین سمجھتے ہین۔ اخلاق و مروت بھی اچھی اور اعلےٰ درجہ کی ہے۔

مولوی میر حشمت علیخان صاحب

صوبہ اول تعلقدار ضلع اطراف بلدہ علاقہ خاص

۲۹

آپ عالیجناب نواب اکبر الملک بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ کوتوال صاحب حیدرآباد دکن کے برادر عالی قدر ہین۔ ایک مدت تک آپنے علاقہ برار مین جو ڈپٹیشن اور مالی خدمات بخوبی دیانت وجان فشانی سے انجام دیا ہے۔ جسکی وجہ سے رعایائے مقامی آپ سے ہمیشہ خوش رہے اور گورنمنٹ ہند نے آپکے حسن خدمات وشایان کارگزاری کے صلہ مین آپ کا شکریہ ادا کیا ہے اسی مستعدی۔ جفاکشی اور امانت داری کی وجہ سے اعلیحضرت خلداللہ ملکہ کے جوہر شناس نظر اور نے آپ کو اول تعلقداری ضلع اطراف بلدہ کے معزز خدمت سے ممتاز فرمایا۔ چنانچہ ۱۲ صفر ۱۳۲۱ف کو حسب فرمان واجب الاذعان آپنے مولوی انور خان صاحب سابق تعلقدار سے خدمت مذکورہ کا جایزہ حاصل فرمایا۔ اور اپنی ذاتی جودت وفطرت سے خدمت مفوضہ کو بایں احسن انجام دے رہے ہین۔ آقائے ولی نعمت کی خوشنودی اور رعایائے ضلع کی بہبودی مین مصروف ہین۔ امید ہے کہ ان عمدہ اخلاق وعادات کے باعث آپ بہت جلد اس سے زیادہ ترقی کے زینہ پر قدم رکھین گے۔

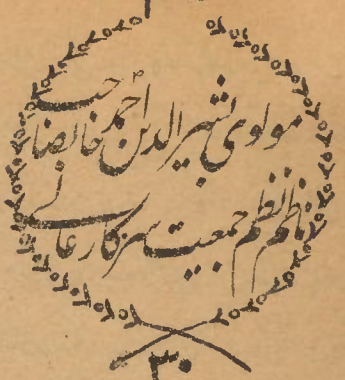

آپ امرائے سلاطین تیموریہ کے اولاد سے ہین۔ آپ کے اباو اجداد دہلی مین صاحب خطاب وجاگیر ومنصب تھے۔ آپ کے والد بزرگوار سعد الدین احمد خان کو عمدۃ الامرا ضیاء الدولہ بہادر خطاب خطاب تھا۔ اور جد امجد رکن الدین خان مرحوم رکن الدولہ مشیر الملک کے خطاب سے سرفراز تھے۔ آپ (صاحب تذکرہ) سنہ ۱۲۶۷ھ مین بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ اور بطور خانگی علوم مروجہ کی تعلیم پائی۔ فارسی اور عربی کے علاوہ فن طب مین علوم طبعیات وریاضیات والہیات کو حاصل فرمایا۔ منطق۔ صرف۔ نحو۔ فقہ۔ حدیث سے واقفیت حاصل کی۔ سنہ ۱۲۹۲ھ مین وارد حیدرآباد ہوکر زبان مرھٹی اور پیمایش وبندوبست کا فن سیکھا۔ اوس کے دوسرے ہی سال سنہ ۱۲۹۳ھ مین ملازمت سرکار عالی اختیار کی۔ چنانچہ ابتداءً مدرسۂ عالیہ (جہان امرا ومعززین بلدہ کے اخلاف تعلیم پاتے ہین) مین مدرس عربی کا عہدہ پایا۔ پھر وہان سے سررشتہ بندوبست مین بعہدہ مددگار بندوبست مقرر ہوئے۔ بعد ازان پانچ برس تک خدمات سوم تعلقداری۔ دوم تعلقداری۔ مددگاری اوّل تعلقداری کو انجام دیا۔ اسکے بعد آپ کے خدمات سررشتۂ فوج مین منتقل ہوئے۔ وہان مددگار معتمد افواج سرکار عالی کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ پانچسال تک اس معزز خدمت کو بائین بہین انجام دیا۔ پھر سررشتہ کورٹ آف وارڈز مین مستعار لئے گئے اور سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز مقرر ہوئے۔ تین سال کے بعد وہان سے واپسی عمل مین آئی بعد ازان بانتظار خلوئے عہدۂ مناسب چند ماہ تک آپ کو مددگاری صدر محاسب سرکار عالی

اور کسیقدر عرصہ تک ڈپٹی کمشنری انعام کا کام عارضی طور پر انجام دینا پڑا - آخر ۳ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۹ھ کو مستقل طور پر ناظم نظم جمعیت (فوج بقاعدہ) کے اعلےٰ عہدہ سے سرفراز ہوئے جسکو اس وقت تک انجام دیرہے ہین - سات سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے -

اس ریاست ابد مدت کے ملازمون مین بہت کم عہدہ دار ایسے ہون گے جو اس قدر مختلف شعبہ جات مین تبدل وتغیر کئے گئے ہون - آپ کی حسن کارگذاری اور ہمہ دانی کا اندازہ اسی پر کیا جاسکتا ہے کہ ایسے مختلف النوعیت سررشتہ جات مین آپ کی ضرورت اور حاجت سمجھی گئی - اور جس سررشتہ مین مقرر ہوئے - اوس کو اس حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیا کہ آپ سے ماتحت ملازمین راضی اور اعلےٰ افسر خوشنود رہے -

آپ انتہا درجہ لائق - ہوشیار - ذی فہم - تجربہ کار - مستعد - جفاکش - کارگزار ہین -

آپ کو (۱) صاحبزادے ہین - جو ہر ایک فارسی - عربی - انگریزی مین لائق ہین -

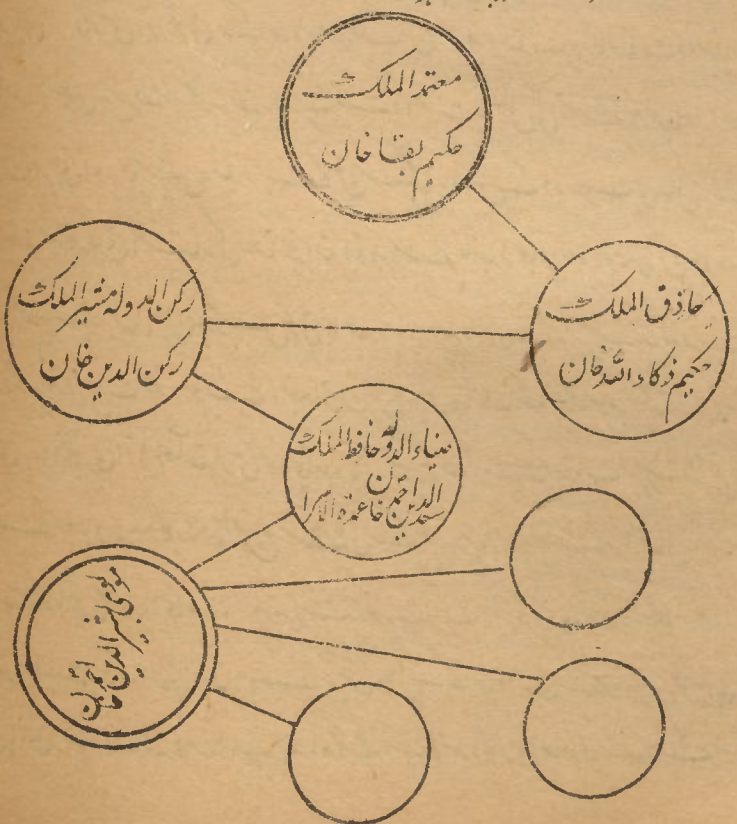

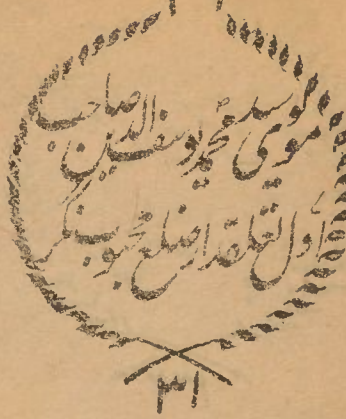

۳۱

آپ حیدرآبادی ہین۔ آپ کے والد مرحوم کو حضرت غفران منزل نے راجہ بالا پرشاد دیوراج خلف راجہ چندولعل بہادر راجہ بہادر کے علاج ملاحظہ بول کے لئے اپنے جانب سے روانہ فرمایا تھا۔ جب آپ کے معالجہ سے راجہ بہادر صحت یاب ہوئے تو حضرت غفران منزل نے بطور صلہ ایک سورو پیہ منصب جاری فرمایا۔

آپ نے (مولوی یوسف الدین) مدرسۂ دارالعلوم مین تعلیم پائی ہے۔ ابتداءً تقرر ۲۳ شعبان سنہ ۱۲۹۰ھ سے مختلف خدمات پر کارگزار رہے۔ اور بہت جلدی ترقی کی۔ چنانچہ آپ کی ملازمت کے نوین سال مین آپ کی تنخواہ ایک ہزار روپیہ ہوگئی۔ ۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ھ سے اوّل تعلقدار ہین۔ اس عرصۂ مدت مین مختلف اضلاع پر مامور رہے۔ اب ضلع محبوب نگر کے اول تعلقدار ہین۔ اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت عمدگی اور دیانت سے انجام دیتے ہین۔ آپ کے تجاویز فیصلہ جات اور رائین نہایت معقول مدلل اور دلچسپ ہوتے ہین۔ علمی۔ قانونی اور انتظامی مذاق اچھا ہے۔ علاقۂ صرفخاص کی پہلی رپورٹ اور پہلا موازنہ آپ ہی کے لائق ہاتون سے مرتب اور شائع ہوا ہے۔

جسکے دیکھنے سے آپ کی لیاقت اور مدبری کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

علاوہ برین خوش اخلاق ہین۔

آپ میر مہدی علی خان محسن الملک بہادر کے چھوٹے بھائی ہین - اٹاوہ صوبہ الہ آباد وطن ہے - فارسی عربی مین کامل - انتظامی - مالی - ملکی - کامون مین ماہر ہین - آپکی ابتدائی ملازمت ۲۵ شعبان سنہ ۱۲۹۲ھ سے ہے - اولاً مددگار معتمد مال تھے - بعدازان ۲۰ ذی قعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ سے اول تعلقدار اضلاع ہوئے - مختلف و متعدد اضلاع پر کارگزار رہے - ا عرصہ تک (حال ہی مین) صوبہ داری در لنگل کے معزز عہدہ کو بھی منصرمانہ انجام دیا - اسوقت ضلع پربھنی کے اول تعلقداری پر مامور ہین - بارا سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے - تھوڑی ہی مدت ہوئی ہے کہ آپ کی صاحبزادی کی شادی مولوی میر افضل حسین صاحب میر مجلس عالیہ کے صاحبزادے سے نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ عمل مین آئی -

آپ خوش اخلاق - تجربہ کار - فریس - مدبر - ذی فہم - موشگاف - اور لایق ہین -

رائے بالمکند صاحب بی۔ اے

ناظم اول فوجداری بلدہ

۳۴

آپ راجہ مہیپت رام کے سکریٹری ہیں۔ مدرسۂ انگریزی بلدہ و چادرگھاٹ و حیدرآباد کالج مین آپنے تعلیم پائی ہے۔ امتحان میٹرک۔ ایف اے۔ اور بی۔ اے۔ کی سند آپکو حیدرآباد کالج ہی مین ملی۔ اور الہ آباد یونیورسٹی سے ۱۸۸۶ء مین بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ اور مسٹر لکشن متوفی سابق صدر مہتمم مدارس صوبہ و رنگل پہلے ہی طالب العلم تھے جنہون نے حیدرآباد کالج سے بی اے کی ڈگری پائی تھی۔ بعد ازان آپ ۱۸۸۶ء مین امتحان وکالت مین بدرجۂ اول کامیاب ہوئے اور فہرست اشخاص کامیاب شدہ مین آپکا نمبر تیسرا رہا۔ جسکے نسبت اسے حکم چند متوفی لالہ کنہیا لال اور مولوی سید علی صاحب سابق ناظم تعلیمات نے اس امر کی تصدیق کی ہو کہ "امتحان وکالت عدالت العالیہ مین رائے بالمکند نے نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی کامیابی حاصل کی ہے۔ اور اگر عین امتحان کے ماقبل یہہ اتفاقی بیماری مین مبتلا نہوتے تو غالباً انکو کامیابان امتحان مین پہلا نمبر ملتا" ابتداً آپکا تقرر ۱۸۸۳ء مین حسب سفارش عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر عدالت فی امور عامہ سرکار عالی

---

* راجہ مہیپ رام ولد امرت رام قوم کھتری گجراتی ابتداءً مقبول علیخان عرض بیگی حضرت مغفران مآب کے یہان ملازم تھے بعد انتقال خان موصوف کے مولوی رحمون کے پاس عہدۂ کالکٹری مامور ہوے۔ سفر کہاڑلہ مین انکی آمد و رفت اکثر رہتی جہان بہا کی پاس حال و جواہر کے سبب اور ہوتی تھی اسلئے یہہ کچھہ رسوخ پیدا کیا جب ۱۲۸۰ف مطابق ۱۸۷۰ء مین حیدرآباد آئے تو آپکو حضرت مغفرانمآب کے بارگاہ مین خانسامانی کے عہدہ سے سرفراز کرائی چنانچہ شورا پور کے سفر مین آپ ہمراہ رکابی تھے۔ اس امر حاضری نے حضرت مغفرانمآب کی خاطر عاطر مین بہت سوخ حاصل کیا۔ ہم سند رہے۔ وہ بہت سے وقت سررشتہ داری مہمی حمون کا نامزد ہوے۔ وہانسے صوبہ داری برار عنایت ہوئی۔ اور جمعیت کثیرہ کے رعایا داری خطاب منصب جاگیر اور غیرہ سے بھی سرفرازی پائی۔ اور کمال شوکت و شان سے بسر کی۔ مگر افسوس ہو کہ آخر مین ہولکر کی فوج کے ہاتون قتل ہوے ۱۲ مولف

نظارت عدالت العالیہ پر بحال ہوا۔ یکصد روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی۔ اسکے بعد وقتاً فوقتاً (مترجم عدالت العالیہ) مددگار معتمد شاخ انگریزی عدالت العالیہ۔ مددگار معتمد عدالت العالیہ۔ سپیشل مجسٹریٹ اضلاع سرکار عالی۔ ناظم دیوانی و فوجداری بلدہ ضلع اندور۔ ناظم دوم عدالت دیوانی بلدہ۔ منصرم ناظم اول عدالت دیوانی بلدہ۔ رجسٹرار عدالت العالیہ۔ مددگار دوم محکمہ معتمدی عدالت کوتوالی و امور عامہ۔ منصرم اول مددگار معتمدی عدالت کوتوالی۔ سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز صدر مہتمم تعلیمات صوبہ اورنگ آباد۔ مستقل اول مددگار معتمد عدالت کوتوالی و امور عامہ کے خدمات ترقی پائے۔ اور اسوقت ناظم اول عدالت فوجداری بلدہ کے معزز عہدہ سے سرفراز ہین جسکی تنخواہ اٹھہ سو روپیہ (۸۰۰) ماہانہ ہے۔ اسی زمانہ مین سرکار عالی نے اپنی قدردانی سے دو مرتبہ آپکا انتخاب رکنیت صفائی بلدہ پر فرمایا ہے۔ جہان آپنے اپنے فرایض کو نہایت محنت اور جفاکشی سے انجام دیا۔ علاوہ برین سالہاسال سے آپکا انتخاب امتحان وکالت و امتحان عہدداران مال و عدالت و کوتوالی مین بھی ہوتا رہتا ہے۔ جملہ افسران اعلے جنکی ماتحتی مین آپنے مدتون کام کیا ہے اُنہون نے آپکے کام کے نسبت نہایت ہی اعلے درجہ کی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ اور آپکی دیانت۔ راستبازی۔ جفاکشی۔ اور عام ہمدردی رعایا۔ اور قابلیت کی تصدیق کی ہے اور بذریعہ مراسلہ نشان مورخہ ۱۴۔ امرداد سنہ ۱۳۱۱ف نواب مدارالمہام بہادر وقت نے بصیغہ کورٹ آف وارڈز آپکے کام کے نسبت کمال درجہ الطمینان اور مسرت کا اظہار فرماکر بصلہ کارگزاری ایک طلائی گھڑی مرحمت فرمائی ہے جن جن افسرون نے آپکی کارگزاری کے متعلق اپنی بیش بہا رائے کا اظہار فرمایا ہے کسیقدر یہان (بلحاظ طوالت) مختصر الفاظ مین اون تجاویز کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

فتح نواز جنگ بہادر سابق ممبر مجلس عدالت العالیہ — مسٹر بالمکند جید آیانون سے ہین۔ اور مدراس یونیورسٹی کے گریجویٹ۔ نہایت جفاکش متین دیانتدار۔ اطاعت گزار۔ شریف اور شریف صفات۔ اگر کبھی مجھسے علیحدہ ہین تو مجھے بہت افسوس ہوگا۔ اور مین موقع کا منتظر رہا کہ انہین اعلے خدمت کے دینے مین دونون جسکے وہ مستحق ہین۔ چونکہ یہہ اس سے زیادہ بڑے عہدہ کے قابل ہین۔

رای حکم چند لالکچھار — مسٹر بالمکند نے اعلے درجہ کی تعلیم اور قدرتی لیاقت کے بدولت قانون کے مطالعہ مین بہت ترقی کی۔ اور عدالت العالیہ کے امتحان مین نہایت اعلی درجہ کی کامیابی حاصل کی

مولوی میر افضل حسین صاحب — رائے بالمکند نہایت متدین۔ قابل۔ کارگذار اور محنتی آدمی ہین بلحاظ اونکی قابلیت اور حقوق کی کسی اور عہدہ پر اونکو ترقی دیجاتی لیکن درحقیقت یہی ملحوظ تھا کہ اونکے ذاتی معلومات اور تجربہ کا مقتضا یہی ہو کہ مجلس میر اونکو ترقی دیجاے۔ انہون نے مجلس عالیہ عدالت کے کام مین ایک خاص قسم کی لیاقت پیدا کی ہو۔ اور اپنی کارگذاری سے مجلس کو راضی کیا ہی جس سے مجلس کو کافی ملتجا ہے

مسٹر میر مرجی سابق معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ — رائے بالمکند ایک تجربہ کار شخص ہین۔

مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی اے۔ سابق منصرم معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ — رائے بالمکند صاحب نے اپنے کار متعلقہ کو دیانتداری اور لیاقت کے ساتھ انجام دیا اور مین انکی کارگذاری سے خوش ہا۔ کورٹ آف وارڈز کے کام مین انکی مشورہ سے بعض مفید اصلاحین ہوئین۔ اور انکو وارڈز کے ساتھ پوری ہمدردی تھی۔

وہ بھی آپ نہایت لایق ہوشیار تجربہ کار۔ فریس۔ مدبر۔ دقیقہ رس۔ نکتہ سنج۔ متین خیر خواہ سرکار ترقی خواہ دولت بہی خواہ رعایا ہین۔ حیدرآباد مین تو آپکا نظیر مشکل ملیگا۔ علاوہ بریں وجیہہ۔ خوبصورت۔ جامہ زیب۔ صاحب اخلاق۔ ذی مروت۔ خندہ رو۔ شگفتہ مزاج ہین اور اپنے ماتحت عمال کے ساتھ آپکا برتاؤ قابل قدر ہے۔ آپکو تین صاحبزادے ہین —

رائے بالمکشن — رائے راماکشن — رائے سریکشن

رائے بالمکشن ایک انگریزی فارسی مین لایق۔ ہوشیار۔ قابل خدمت ہے۔ چونکہ ہم کو آپکے معزز خاندان کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ تعارف ہے۔ اسلئے یہان آپکے نوجوان لایق داماد رای پران اعل صاحب کا ذکر کرنا بیجا نہوگا۔ یہ بھی اعلے درجہ کے لایق۔ ہوشیار۔ انگریزی فارسی سے بخوبی ماہر ہین۔ اخلاق پسندیدہ۔ تحریر و تقریر شستہ و پاکیزہ ہو۔ بہرحال اس معزز خاندان کے جملہ افراد لیاقت و ہوشیاری مین سربرآوردہ ہین۔

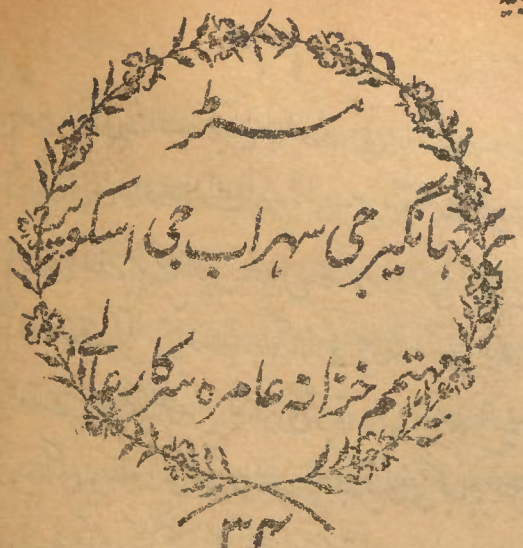

آپ حیدرآبادی الاصل ہین - ابتداے ملازمت ۹ رجب ۱۲۹۹ھ ہے - ۹ رجب ۱۳۱۲ھ مین مددگار معتمد مجلس مالگزاری ہوے - مدتون اس عہدہ کو انجام دیا - ۲ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کو مہتمم خزانہ عامرہ کی معزز خدمت پر سرفراز ہوے - چھ سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے -

آپ انگریزی مین لایق - اردو سے واقف - تجربہ کار - ہوشیار - مستعد - صاحب اخلاق ہین -

مولوی غلام احمد صاحب
اوّل تعلقدار ضلع نلگنڈہ
۳۵

آپ حیدرآبادی ہیں۔ علمی لیاقت اچھی ہے۔ مالی [illegible] سال کا تجربہ ہے۔ ابتدائی ملازمت ذی قعدہ سنہ ۱۲۹۲ھ سے ہے۔ خلعت کارگزار ہونے کے بعد مددگار معتمد مالگزاری کی خدمت سے ممتاز تھے۔ پانچسو روپیہ تنخواہ اور پانچسو روپیہ پرسنل الونس ملتا تھا۔ ۲۴ شوال سنہ ۱۳۱۱ھ کو اوّل تعلقداری ضلع نلگنڈہ پر آپ کا تقرر مقررمانہ ہوا۔ جہاں اس وقت کارگزار ہیں۔ چھ سو پچاس روپیہ ماہوار پاتے ہیں۔ آدمی لایق۔ ہوشیار۔ مستقل مزاج۔ سنجیدہ طبیعت۔ صاحب اخلاق۔ ذی مروت۔ امانت دار۔ خیرخواہ سرکار۔ محنتی۔ جفاکش ہیں۔

مولوی شیخ شجاعت علی صاحب
اسپیشل مجسٹریٹ

۳۶

آپ لکھنؤ (اودھ) کے رہنے والے ہین۔ علمی لیاقت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ تحریر و تقریر مین کامل اور وکالت درجہ اوّل مین کامیاب ہین۔ آپکی ابتداء ملازمت ۱۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۲ھ ہے۔ مختلف خدمات پر کارگزا تھے۔ ایک زمانہ مین محکمۂ کورٹ آف وارڈز کے جانب سے اسٹیٹ راجہ رائے رایان بہادر امانت دست آصف جاہی کے منیجر بھی تھے۔ ۱۸ محرم سنہ ۱۳۱۳ھ کو اسپیشل مجسٹریٹ کے عہدہ سے سرفراز ہوئے۔ جہان اس وقت تک کارگزار ہین۔ چھ سو روپیہ تنخواہ اور ایک سو پچاس روپیہ بھتہ ملتا ہے۔

آپ نہایت لایق اور ہوشیار ہین۔ مستعدی جفاکشی مین بے مثل۔ معاملہ فہمی جودت طبع مین فرد فرید ہین۔

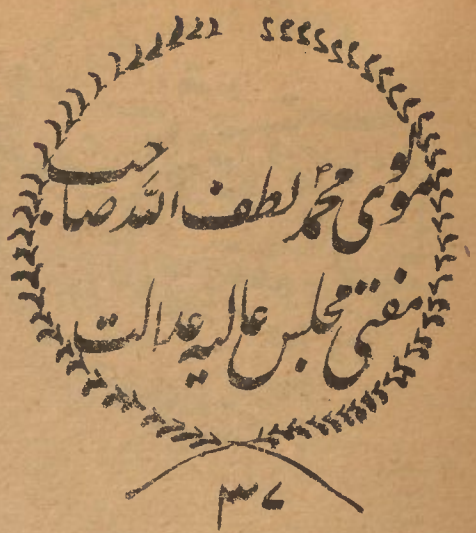

آپ علی گڈھ ممالک متحدۂ آگرہ واودھ کے رہنے والے ہین۔ فارسی۔عربی مین لاثق۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ اصول وغیرہ مین کامل ہین۔ مفتی عدالت العالیہ کے عہدہ سے ممتاز ہین۔ اور ندوۃ العلما کے صدر نشین بھی ہین۔ آپ کی ابتدائی ملازمت ۱۴ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۲ھ ہے۔ خدمت مفوضہ کی تنخواہ ایک ہزار روپیہ ماہانہ پاتے ہین۔ لیاقت وہوشیاری مسلمہ ہے۔ اور اپنے فرایض خدمات کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین۔ زہد و تقوی۔ اور دیانت وامانت مین فرد فرید۔ مستعدی۔ حق گوئی مین بے مثل ہین۔

مولوی آغا شیخ محمد صاحب

اوّل تعلقدار ضلع ورنگل

۳۸

آپ اسی ملک کے تعلیم یافتہ ہین - اور اسی ملک مین نشو و نما پائی ہے - اردو - فارسی مین لایق - عربی مین نامہ - انگریزی سے واقف ہین - فن تعمیرات مین بھی اچھا دخل ہے سندی لیاقت رکھتے ہین - آپ کا ابتدا تقرر ۹ امر محرم ۱۲۹۱ھ سے مختلف خدمات پر مامور رہے ہے - ۱۲۹۹ھ مین مہتمم بندوبست صوبہ جنوبی کی خدمت پر تقرر ہوا - ایک زمانہ آپ کا محبوب نگر مین بھی گزرا - چند سے پائگاہ سرور دارالامر امعفور مین منتقل ہوئے پھر ۱۳۰۰ھ مین ننگنڈہ کی تعلقداری کا چارج حاصل کیا - ۱۰ امرذی قعدہ ۱۳۱۷ھ مین ایک درجہ کی ترقی پائی - اس وقت ضلع ورنگل کی اوّل تعلقداری - نوسو روپیہ تنخواہ ملتی ہے - علمی لیاقت اور جودت طبع اعلے درجہ کی پائی ہے - ہوشیار جفاکش - متدین - راستباز - انصاف پسند - خوش اخلاق ہین -

مسٹر ٹی۔ اے۔ سیٹن اسکویر بی اے

پرنسپل نظام کالج و صدر مدرس مدرسہ عالیہ

۳۹

آپ یورپ کے رہنے والے۔ آپ کی ابتدائی ملازمت ۴ مرذی قعدہ ۱۳۰۰ھ سے ہے۔ ۲۰ مرذی قعدہ ۱۳۱۲ھ کو صدر مدرس مدرسۂ عالیہ اور پرنسپلی نظام کالج پر مامور ہوئے۔ خدمت صدر مدرسی کی تنخواہ سات سو روپیہ اور ایک سو پچاس روپیہ الاونس ملتا ہے۔ اور پرنسپلی نظام کالج کے باعث تین سو روپیہ ماہوار پاتے ہیں۔ آپ سے قبل انہیں خدمات متذکرہ بالا پر مسٹر ہاڈسن متوفی مامور تھے۔ جنکے انتقال کے بعد آپ مامور ہوئے۔

آپ لائق۔ ہوشیار۔ تجربہ کار ہیں۔ اور مسینہ تعلیم میں اعلےٰ درجہ کی مہارت حاصل ہے۔

مسٹر ڈاکٹر اگھورناتھ چٹوپادیا ایسکوئر ڈی ایس سی پروفیسر سائنس

آپ بنگالہ کے رہنے والے ہیں۔ آپکے نام سے تمام عالم واقف ہیں۔ آپکی علمی لیاقت کی تعریف محتاج بیان نہیں۔ ایک مدت دراز سے حیدرآباد دکن میں قیام پذیر ہیں۔ آپ کی ابتدائی ملازمت ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ ہے۔ اور ذی قعدہ ۱۳۱۶ھ سے نظام کالج کے پروفیسر ہیں۔ طلبا کو سائنس کی تعلیم دیتے ہیں۔ علم سائنس میں آپ کا نظیر مشکل ملیگا۔ فن کیمسٹری میں اعلیٰ درجہ کے ماہر ہیں۔ سات سو روپیہ الاؤنس پاتے ہیں۔

غایت مہذب۔ متین۔ فیاض۔ سپر چشم۔ مخیر۔ صاحب اخلاق۔ ذی مروت ہیں۔ خیرات و مبرات کا مزاج بہت بڑھا ہوا ہے۔ یہ بات بھی بیان قابل ذکر ہے کہ چار ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ آپ کی دختر نیک اختر کی شادی مقام مدراس عجیب رنگ و ڈھنگ سے ہوئی تھی۔ یعنی اس شادی کے تمام رسومات عجیب انوکھی طرز و روش کے تھے۔ جسپر ہندوستان کے اخبارات نے کمال درجہ دلچسپی لی تھی۔ اور ایک عرصہ تک اخبارات میں اس نادر الوجود شادی کا ذکر چھپتا رہا تھا۔

مولوی محمد عبدالقادر صاحب

رجسٹرار بلدہ

اہم

آپ مدراس کے رہنے والے ہیں۔ آپ کی علمی لیاقت بہت اچھی ہے۔ فارسی عربی۔ صرف۔ نحو۔ فقہ۔ حدیث۔ اصول۔ تفسیر وغیرہ سے ماہر۔ عالم متبحر اور فاضل اجل ہیں۔ اور مولوی حسن عطاء اللہ صاحب سابق مددگار معتمد صاحب عدالت و کوتوالی امور عامہ سرکار عالی و حال سیکرٹری مجلس پائگاہ نواب آسمان جاہ مغفور کے رشتہ میں بھائی ہوتے ہیں۔ آپ کی ابتدائی ملازمت ربیع الاول ۱۳۰۱ھ سے ربیع الاول ۱۳۰۶ھ سے رجسٹراری بلدہ کی خدمت پر مامور ہوئے۔ جسکو اس وقت تک بخوبی اسلوبی انجام دیرہے ہیں۔ ایک تہائی حصہ دوم رجسٹراری موضف کمیشن پاتے ہیں۔ جس کا تخمینہ ماہانہ پانچسو پچاس روپیہ ہوتا ہے۔ نہایت لایق۔ ہوشیار۔ زاہد۔ متقی۔ خداترس۔ انصاف پسند محنتی۔ جفاکشی۔ خیرخواہ۔ راست باز صاحب اخلاق و وضع مروت ہیں۔

۵۲

مولوی سید بدرالدین حسین صاحب

شریک رجسٹرار بلدہ

۴۲

آپ بلگرام ضلع ہردوئی صوبہ اودھ کے رہنے والے اور مولوی سید حسین بلگرامی عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات کے چھوٹے بھائی ہین۔ فارسی مین لائق اور انگریزی کی لیاقت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ آپ ۱۱ شوال ۱۳۰۶ھ سے خدمت شریک رجسٹرار بلدہ پر مامور ہین۔ اور ایک ثلث حصہ رسوم رجسٹری معہ نصف کمیشن پاتے ہین جسکا تخمینہ ماہانہ پانچسو پچاس روپیہ ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے تین سو روپیہ وظیفہ بھی ملتا ہے نہایت لایق۔ ہوشیار۔ صاحب اخلاق اور سنجیدہ مزاج ہین۔

مولوی حاجی حافظ احمد حسین صاحب

اول تعلقدار ضلع سیدک

۴۳

آپ کا وطن دھلی ہے۔ علمی لیاقت اچھی ہے۔ فارسی۔ عربی مین لایق۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ صرف۔ نحو۔ اصول وغیرہ سے ماہر اور واقف ہین۔ مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً کا حج بھی ادا فرمایا ہے۔ اور حافظ قران مجید ہین۔ نہایت بزرگ اور مقدس آدمی ہین۔ آپکی ابتدائی ملازمت ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ ہے۔ مختلف خدمات پر مامور رہے۔ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ سے اول تعلقداری اضلاع کے عہدے سے ممتاز ہوے۔ متعدد اضلاع مستقلاً ایجنٹ۔ نامذیٹر۔ بیدر وغیرہ پر کارگزار رہے۔ اب ۱۳۱۸ھ سے اول تعلقداری ضلع سیدک پر مقرر ہین۔ آٹھ سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ اول تعلقدار۔ درجہ سوم مین شمار ہے۔

آپ زاہد۔ متقی۔ خدا ترس۔ نیک نام۔ متدین۔ خیر خواہ سرکار۔ ذی اخلاق صاحب مروت ہین۔

مسٹر لیسٹن جی جیون جی آئی سکوائر

منصرم اوّل تعلقدار ضلع الگنڈل

۴۴

آپ کی ذکاوت طبع - اور جفاکش و مستعد پالسی منصہ آفاق ہے - علمی قابلیت اعلیٰ درجہ کی ہے - انگریزی مین لایق - اور اردو سے واقف - ہوشیار - تجربہ کار - انصاف پسند افسر ہین - آپ کی ابتدائی ملازمت ۱۳۰۲ھ سے مختلف خدمات انجام دینے کے بعد ۲۶ ہر رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ کو ڈپٹی کمشنر صوبہ بیدر کی خدمت سے ممتاز ہوئے - ذیحجہ ۱۳۱۶ھ کو منصرم اول تعلقداری کا چارج لیا - ۲۲ ہر شعبان ۱۳۱۷ھ مین منصرم اول تعلقدار ضلع الگنڈل ہوئے - جہان اس وقت نہایت کامیابی کے ساتھ کارگزار ہین - آٹھ سو روپیہ ماہانہ پاتے ہین - اور خدمت مفوضہ کو کمال دیانتداری اور خیرخواہی کے ساتھ ادا کرتے ہین - سرکاری امورات کے انجام دہی مین سخت عہدہ دارون سے بلا رورعایت کام لیتے ہین - اور ایک ذرہ بھی ملاحظہ و مروت نہین فرماتے ست و کاہل اور راشی و خائن کے سخت دشمن ہین - بہرحال ایک متدین و جفاکش و خیرخواہ عہدہ دار کے لئے جسقدر اوصاف حمیدہ چاہئین وہ آپ مین موجود ہین -

مولوی مرزا نذیر بیگ صاحب

عملدار سپرنٹنڈور

۴۵

آپ مولوی مہدی علی خان محسن الملک بہادر کے بھانجے ہیں۔ فارسی عربی بین لایق۔ انگریزی سے واقف ہیں۔ آپ کی ابتدائی ملازمت ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۷ھ ہے۔ آغاز سلسلۂ ملازمت سے آپ نے مختلف خدمات کو بوجہ احسن نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا۔ بعد ازاں ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ کو مددگار معتمد (صیغہ لوکل فنڈ) کے عہدہ سے ممتاز ہوئے۔ جب مسٹر محمد ابو رضا ایل ایل بی منصرم عملدار سپرنٹنڈور نے رخصت لی تو آپ اوکی جگہ ۵ مرزی قعدہ سنہ ۱۳۱۹ھ سے عملداری سپرنٹنڈوری پر کارگذار ہیں۔ جمعہ سو روپیہ ماہوار ملتی ہے۔ آدمی لایق۔ ہوشیار۔ نوجوان۔ مستعد۔ جفاکش۔ متدین۔ خیر خواہ صاحب اخلاق و ذی مروت ہیں۔

حسینی محمد عبدالرحیم صاحب

مہتمم بندوبست آباد درجہ اول

۴۶

آپ حیدرآبادی ہین - فارسی مین لایق - انگریزی سے ماہر - اعلےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ عہدہ دار ہین - اور مہتمم بندوبست درجہ اول کے عہدہ سے ممتاز ہین آپ کا مستقر حیدرآباد دکن اور ابتدائی ملازمت ۱۴ ذی حجہ سنہ ۱۲۶۵ھ ہے - ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۶ھ کو مہتمم بندوبست ہوئے - شعبان سنہ ۱۳۱۶ھ مین درجہ حالیہ پر ترقی پائی - ۲۲ رجب سنہ ۱۳۱۹ھ کو مہتمم بندوبست حیدرآباد دکن کے خدمت پر ممتاز ہوئے سات سو روپیہ تنخواہ اور دو سو روپیہ ہفتہ ماہواری پاتے ہین - امتحان مین کامیاب ہین - فن پیمایش مین اچھا تجربہ رکھتے - خدمت مفوضہ کو کمال خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتے ہین -

ہوشیار - لایق - تجربہ کار - امانت دار - مستعد - جفاکش - صاحب اخلاق - ذی مروت افسر ہین -

مسٹر پی ارالن اسکوئیر

اے - ایم - آئی - سی - ای

چیف انجنیر و شاخ آبپاشی

۴۷

آپ یورپ کے رہنے والے ہین - اور انگریزی ہین - سی - ای کو پرنس ہال کا امتحان پاس کیا ہے - شعبان ۱۳۱۵ھ سے خدمت چیف انجنیری شاخ آبپاشی پر مامور ہین - ایک ہزار پانسو روپیہ کلدار تنخواہ پاتے ہین - دو سو پچاس روپیہ حالی بھتہ بھی ملتا ہے - علاوہ برین تین سو روپیہ کنڈی بیوشن کے بھی آپ کو دئے جاتے ہین - آدمی لایق - ہوشیار - مستعد - جفاکش ہین - اور فن انجنیری مین اعلے درجہ کی لیاقت حاصل ہے -

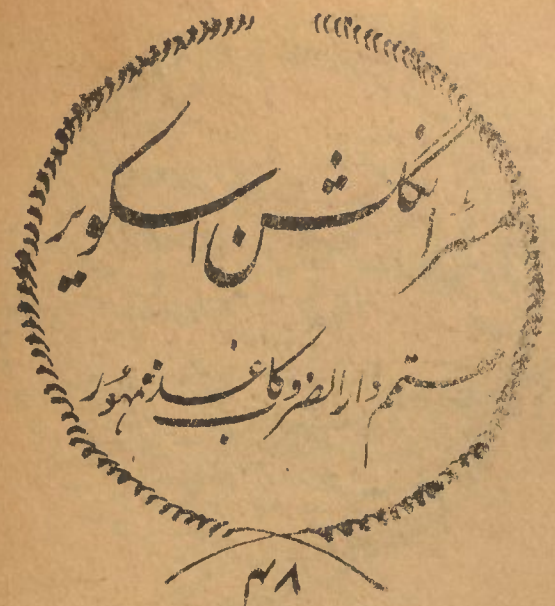

آپ یورپ کے رہنے والے ہین - اور حال مین بمبئی سے بلائے گئے ہین - مذہب مسیحی
دار الضرب کاغذ مہور عطا ہوی ہے - تنخواہ بھی تقریبًا ایک ہزار روپیہ مقرر ہوی ہے ابتدا
اس علاقہ مین میجر ہیمنگ مہتمم تھے - اون کے بعد مرزا نصر اللہ خان دولت یار جنگ مرحوم
مہتمم ہوے جب اون کا انتقال ہوگیا تو مرحوم کے نائب مہتمم مسٹر ہنری جونس اسکویر نگران
مہتمی کی خدمت پر اب تک کوئی مامور نہین ہوا تھا اب مسٹر انگلشن اسکویر مامور ہوے
ہین - اور اور مسٹر ہنری جونس اسکویر کو بھی تین سو روپیہ وظیفہ دیدیا گیا - جس کا جایزہ مولوی
عبد الحلیم نقیہ یاب صاحب بہادر صدر محاسب درجہ سوم نے (حسب الحکم صدر فینانشل) حاصل کیا
سنتے ہین کہ مسٹر انگلشن اسکویر سکہ کے فن سے بڑے ماہر اور اعلے درجہ کے تجربہ کار ہین - اور اس فن مین
بہت شہرت پائی ہے - اب آیندہ دیکھا چاہیئے کہ کام کیسے چلتا ہے اور چاندی والے روپیہ کے
کی ڈائی ولایت سے تیار بھی ہوکر آئی ہے - کیونکہ اب آیندہ اسی جدید روپیہ کا سکہ رایج ہوگا
اور پچھلا روپیہ سکہ (جو قدیمی تھا) منسوخ کیا گیا ہے -

مسٹر لی پاچ آرچ اسکوئیر ایم۔ اے

نائب پرنسپل نظام کالج

۴۹

آپ یوروپ زاہیں - ۲۹ رمضان سنہ ۱۳۰۸ھ سے خدمت نائب پرنسپل نظام کالج پر مامور ہیں - یعنے مسٹر بی - اے - سیٹن اسکوئر بی اے - پرنسپل نظام کالج کے مددگار ہیں - آپ کی لیاقت علمی - اور جودت طبع مسلمہ ہے - فن تعلیم سے اچھی ماہر ہیں - سات سو پچاس روپیہ تنخواہ اور پچاس روپیہ الونس جملہ آٹھ سو روپیہ حاصل پاتے ہیں -

لائق - ہوشیار - صاحب اخلاق - ذی مروت ہیں -

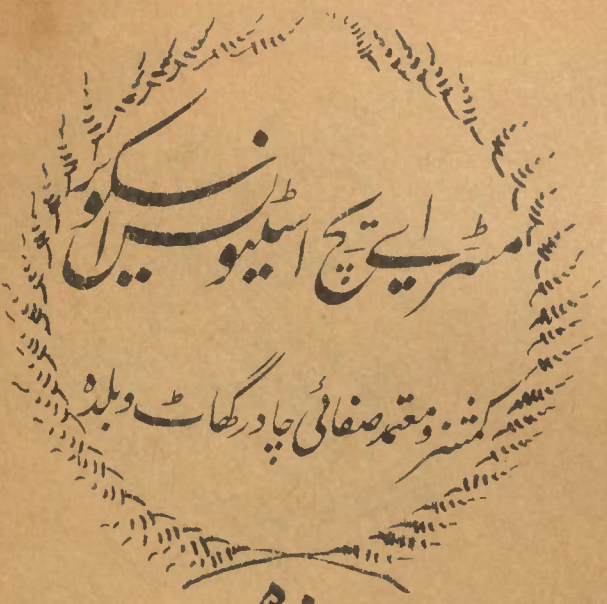

آپ یوروپ زاہین۔ آپ کی ابتدائی ملازمت ۱۲ صفر سنہ ۱۳۰۲ھ ہے۔ آثار ملازمت سے اب تک مختلف خدمات پر کارگزار رہے۔ ۱۱ محرم سنہ ۱۳۱۴ھ کو کمشنر و معتمد صفائی چادرگھاٹ مقرر ہوئے۔ اب سنہ ۱۳۲۱ھ مین حسب الحکم سرکار عالی حسب صفائی چادرگھاٹ۔ اندرون دیوڑھی بلدہ کی صفائی مین ضم کردیگئی۔ اور مولوی میر کاظم علی صاحب منصرم معتمد تعمیرات عامہ سرکار عالی (جو حسب سابق صدر معتمدی کا کام بھی علاوہ معتمدی تعمیرات کے دیکھتے تھے) سے بلدہ کی صفائی کا کام علیحدہ کرلیا گیا۔ اور سرد و محکمہ جات منضمہ کی آخری پرتاب سے معزز صاحب تذکرہ سرفراز ہوئے گو آپ معتمد صفائی کہلاتے ہین (اس حیثیت سے امثلہ بالراست پیشگاہ مدار المہام سرکار عالی ہین پیش ہوتا تھا) لیکن صفائی کا تعلق معتمد صاحب تعمیرات سے ہے اسلئے کہ نامزد رہی رہا۔ پس ایسی حالت مین آپکی خدمت صدر معتمدی کی ہے۔ (معتمد کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کو ایک ہزار پانچسو روپیہ تنخواہ اور ایک سو پچاس روپیہ ہیڈ کوارٹر الونس ملتا ہے۔

نہایت لایق۔ ہوشیار مستعد۔ جفاکش ہین۔

مولوی محمد عبدالقادر صاحب

صوبہ دار گلبرگہ شریف

۵۱

آپ کا تولد ۲۹ ذی حجہ سنہ ۱۲۶۱ھ ہے۔ اور آپ والد کے طرف سے شیخ صدیقی اور والدہ کے طرف سے حسینی سید ہیں۔

آپ کے اجداد کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک اور والدہ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔

آپ کے پڑدادا محمد عارف الدین خان مرحوم رونق برہان پوری تھے۔ مرحوم کو والا جاہ والی دکن نے طلب کر کے بہ باعث مذاق شعر و سخن کمال عزت و احترام کے ساتھ رکھا تھا۔ اور ملک الشعرا کا خطاب بھی عطا فرمایا تھا۔ بعدہ آپ حیدرآباد دکن وارد ہوئے اور یہیں سکونت اختیار کی۔ صدہا آدمی زمرۂ تلامیذ میں داخل ہوئے۔ اور آپ کے علمی مذاق و تاعمری کا بہت چرچا رہا۔ آپ شیطرنج بھی اچھی کھیلتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس شوق کا اثر نسلاً بعد نسلاً باقی رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس خاندان میں کم و زیادہ سب کو شطرنج کے ساتھ میلان رہا۔

مرحوم موصوف کے چار فرزندون مین سے مولوی محمد مہدی واصف ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے حقیقی دادا تھے۔

مولوی صاحب مسطور الصدر عربی و فارسی۔ انگریزی مین اعلےٰ لیاقت اور ترکی فرنچ تلنگی۔ مرہٹی۔ اردو مین مہارت تامہ رکھتے تھے۔ شعر و سخن کا مذاق بھی بہت تھا واصف تخلص فرماتے تھے۔ اور ابتدائے عہد وزارت سر سالار جنگ اول مین مدرسہ دار العلوم کے عربی معلم مقرر ہوئے۔

مولوی صاحب موصوف کے فرزندون مین سے مولوی محمد عبد الرحمن صاحب مرحوم معزز صاحب تذکرہ کے والد ماجد تھے۔ آپ کو بھی مثل اپنے اب وجد کے تمام علوم مین دستگاہ کافی حاصل تھی۔ اور علم نحو مین تو علامہ زمان مشہور تھے۔ فن شاعری مین نازک خیالی آپ کی مرہب المثل ہے۔

نہایت آزاد منش ولی صفت طرز زندگانی بالکل سادہ تھا۔ دل آزاری کو فطرتاً نہایت ناپسند کرتے تھے۔ اور اکثر یہ شعر ورد زبان رہتا تھا۔ ؎ مباش در پئے آزار ہر چہ خواہی کن ۔ کہ در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست" چنانچہ ایک بار معزز صاحب تذکرہ نے اپنی کم سنی مین ایک خادمہ کو طمانچہ مارا جب اس کی اطلاع آپ کو ہوئی تو آپنے سخت ناخوشی کا اظہار کیا اور اپنے فرزند رشید سے فرمایا کہ جب تک اس کو راضی نہ کرو ہمارے گھر مین رہنے کے لایق نہ ہوگے۔ تا آنکہ جناب موصوف نے اوس خادمہ سے معافی مانگی۔ الغرض مولوی موصوف بعد اپنے والد کے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے اون کی جگہہ مدرسہ دار العلوم مین عربی کے مدرس مقرر ہوئے۔ چونکہ تدریس کا بہت شوق تھا اپنی خدمت مفوضہ کو نہایت حسن سے انجام دیتے تھے اور اپنے مکان پر بھی ذی استعداد طلبہ کا درس جاری تھا۔ آخر عمر تک اس شغل مین آپنے اوقات بسر کی۔ آپکی (صاحب تذکرہ) رسم بسم اللہ خوانی کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو قرآن پڑھایا۔ بعد ختم کلام مجید رسم ہدیہ ادا ہوئی۔ آپ فرماتے ہین کہ مجھہ کو اس رسم مین

تعلیم و تربیت

جیسی خوشی ہوئی پھر کسی رسم مین حاصل نہ ہوئی۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آپ کو اکتساب فضائل کا بچپنے ہی سے کس قدر شوق تھا۔ بعد ختم کلام مجید مدرسۂ دارالعلوم مین داخل ہوکر اپنے والد ماجد سے فارسی مین ظہوری طغرا اور عربی مین شرح ملا جامی شرح تہذیب نکت کتابین پڑہین۔ بعد اسکے اپنے مولانا واصف کے شوق دلانے سے انگریزی پڑہنے لگے۔ جس مین ٹیر بجیر (علم ادب) حساب اقلیدس جبر و مقابلہ جغرافیہ تاریخ وغیرہ کی تعلیم پائی۔ اس کے بعد انجنیرنگ کالج سرکار نظام مین شریک ہوکر علم ریاضی کی تکمیل کی پیمایش لیولنگ اور تعمیرات کی ضروری کتابین پڑہکر بعد امتحان انجنیری کی سند بدرجہ اعلےٰ حاصل کی۔ امتحان پاس کرتے ہی سرکار عالی مین (۱۸۰ روپیہ) ماہوار کے ملازم اس شرط سے ہوئے۔ کہ اکیال کی اندر تنخواہ ملیگی اور عمل انجنیری کے امتحان مین کامیاب ہونے کے بعد سالم تنخواہ جاری ہوگی۔ چنانچہ اس امتحان مین بھی کامیابی حاصل کرکے پوری تنخواہ پانے لگے۔ نواب شہاب جنگ افتخار الملک بہادر جو اس وقت صدر المہام متفرقات تھے آپکی کارگزاری کو غایت پسند فرماکر سرکار مین سفارش کی۔ اور آپ میونسپل انجنیر سیرون بلدہ حیدرآباد مقرر ہوئے۔ پس آپکی قابل قدر قابلیت جو اپنے طرف گورنمنٹ کی توجہ مائل کرچکی تھی اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ آپکے خدمات صیغہ مال مین منتقل ہوئے۔ اور ۲۲ رجب ۱۳۰۰ھ کو (۲۵۰ روپیہ) ماہانہ پر محکمت دوم تعلقداری ضلع محبوب نگر مقرر ہوئے۔ جب امتحان دوم و سوم تعلقداران قرار پایا تو امتحار جنگ وقار الملک بہادر حیدرآباد و رنگل نے قبل امتحان یہ کہا کہ جو دوم تعلقدار اسکے امتحان مین اول رہیگا۔ اسکو مین اپنا مستقل مددگار بناؤنگا۔ چنانچہ آپ خداداد جودت طبیعت سے اول نکلے اور وجہ دار مد حب نے سرکار مین سفارش کی اور بشاشہ پانصد روپیہ ۱۳۰۲ھ مین اپنا مددگار بنالیا۔ ۱۳۰۳ھ مین ہوا جب آٹھ سو روپیہ کے مستقل تعلقدار رنگ گوپ ہوئے۔ وہان سے تعلقدار ضلع الیگندل پر مامور ہوئے۔ پھر الیگندل سے تعلقداری ضلع ورنگل پر بادلہ ہوا۔ اُن کارگزاریون کے لحاظ سے جو موقع پذیر ہوگئین۔ ایک درجہ یعنے دو سو روپیہ ماہانہ ترقی دی گئی یعنے ایک ہزار ماہوار کے تعلقدار درجہ اول ہوئے ۱۳۰۵ھ مین جب صوبہ داری ورنگل کی خالی ہوی تو سرکار عالی نے اپنے فرزند اکرم سے ایکو منصرم صوبہ دار صوبہ ورنگل مقرر فرمایا یہ جہان الساعہ ماہوار ملتی رہی۔ پھر اسی ماہوار سے صوبہ ورنگل سے صوبہ گلبرگہ پر آخر سنہ ۱۳۱۱ھ کو بادلہ ہوا۔ غرہ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ھ کو حضرت اقدس سے اعلےٰ سے اعلےٰ مراحم خسروانہ سالانہ

صوبہ داری الحاق جاری فرمائی۔ آپنے اوّل تعلقداری نلگنڈہ کے منصرمی کے زمانہ مین بامدادوں کا لشکر
کارگزاریان جو ایک مشکل و چیدہ کام تھا نہایت خوبی سے انجام دیا۔ بہ زمانہ منصرمی اوّل تعلقداری ضلع
نلگنڈہ دہان کے معاملہ آبکاری مین نو ہزار روپیہ سالانہ کا اضافہ کیا۔ اور اسی معاملہ آبکاری کے ہراج ضلع اکمل
و ورنگل مین بدھ سے سالانہ کا اضافہ ہوا حسب الحکم کونسل قانون مالگزاری مرتبہ مسٹر ڈملاپ صاحب کا ترجمہ اردو مین بہ
عبارت عام فہم آپ ہی نے مرتب فرمایا۔ محکمات اضلاع کے انتظام و صیغہ بندی کے لئے جہان مختلف طور پر
تھا ایک ہدایت نامہ مفید جاری کیا جس سے علاوہ درستی کی بہت سہولت پیدا ہوگئی۔ ایک مسودہ دستور العمل
صوبہ داران سرکار کے ملاحظہ مین پیش ہے۔ جو کارروائی کی تسہیل کیلئے نہایت مفید و کارآمد ہے۔ اضلاع
مصارف کے متعلق ایک مبسوط رپورٹ سرکار عالی کے ملاحظہ مین پیش ہے۔ جسکے متعلق وقتاً فوقتاً احکام
مناسب صادر ہوتے جاتے ہین۔ ایک مدلل رپورٹ ضلع ورنگل کی تجویز کے متعلق کہ مالگذاری محروسہ سرکار عالی کے عام اصول
مین سے ایک صوبہ شکست کر دیا جاوے۔ اور دوسری رپورٹ ضلع رائچور مین ضم کردئے جانے
سرکار مین پیش ہے اور یہ دونون مسئلے اس وقت زیر تجویز ہین۔
مزارعین کی مالی حالت درست کرنیکے لئے ایک زراعتی بنک قائم کرنیکی تجویز سرکار مین پیش کی ہے
فی الحقیقت اگر یہ تجویز منظور سرکار ہوجاوے تو پبلک کو بیحد انتفا حاصل ہوگا۔ اور عام رعایا خوش
خوش حال ہوجاویگی۔ الحاصل آپ کے کارگزارون کو سرکار عالی نہایت محنتی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور
زمانہ تعلقداری ہر لائق صوبہ دار آپکے کارگزارون کی بیحد انتہا قدر کرتے ہے ہین
الغرض آپ اپنے خاندان مین ایک فرد منتخب ہین۔ شریف خاندانی۔ جوہر ذاتی۔ سرکاری خیرخواہی
کی دل جوئی آپ مین ودیعت ہے۔
علمی قابلیت۔ قانون دانی۔ معاملہ فہمی۔ سنجیدہ سخنی۔ مذاق سخی اور دوسرے صفات حسنہ
اخلاق مرضیہ و سیر محمودہ مین نہایت ممتاز ہین۔ اور وجاہت ظاہری و باطنی سے بھی
ہین۔

آپ حیدرآبادی الاصل ہین - انگریزی مین اعلےٰ درجہ کے لیاقت حاصل ہے - اردو سے بھی نابلد نہین - اور اسی ریاست ابدمدت کے قدیم - تجربہ کار افسر ہین - آپکی ابتدائی ملازمت سنہ ۱۲۹۲ف ہے - اس عرصہ مدت مین مختلف خدمات پر کارگزار رہے - ۲۵ سال سنہ ۱۳۰۶ف کو ڈپٹی کمشنر درجہ اول کی خدمت پر بمشاہرہ آٹھ سو روپیہ حالی مامور ہوئے جب محرم سنہ ۱۳۱۶ف مین حسن بن عبداللہ عماد نواز جنگ مرحوم سابق کمشنر کروڑگیری علیحدہ خدمت کمشنری سے سبکدوش کئے گئے تو آپ اون کی جگہہ بلحاظ گریڈ کے منصرم کمشنر کروڑگیری کے معزز عہدہ سے سرفراز ہوئے - جسکو اس وقت نہایت عمدگی سے بلا کسی شکوہ و شکایت کے انجام دیرہے ہین - ایک ہزار روپیہ ماہواری پاتے ہین - لیاقت و ہشیاری آپ کی مسلمہ ہے - علاوہ برین - تجربہ کار صاحب دید - متدین - حق ناکش - سنجیدہ مزاج انصاف پسند ہین -

مولوی مرزا محمد علی خان صاحب

اوّل تعلقدار ضلع عثمان آباد

۵۳

آپ اردو و فارسی مین لایق - انگریزی سے واقف - زبان کی سے ہین - آپکی ابتدائی ملازمت ۱۴ ربیع الاول ۱۲۹۳ھ ہے - ۲۶ جمادی الاوّل ۱۳۱۲ھ سے اوّل تعلقداری پر مامور ہین - متعدد و مختلف اضلاع پر کارگزار رہے - اب ضلع عثمان آباد کے اوّل تعلقدار ہین - آٹھ سو روپیہ ماہوار پاتے ہین - محنتی - جفاکش اور اپنے قلم سے کام کرنے والے تعلقدار ہین - جس ضلع پر مقرر ہوئے وہان نیک نامی اور ہر دل عزیزی پیدا کی - اور اپنی انصاف پسند طبیعت سے رعایا کو خوش رکھا - سرکاری و غیر آمدنی کے ذرایع پیدا کئے - ماتحت افسرون کے ساتھ آپ کا برتاؤ عمدہ اخلاق و مروت بھی اچھی پائے ہین -

مولوی سید محمد صاحب بلگرامی

متعلقدار ضلع اورنگ آباد

آپ بلگرام ضلع ہردوئی (صوبہ اودھ) کے رہنے والے ہیں۔ اور مولوی سید حسین بلگرامی عماد الملک بہادر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ کی ابتدائی ملازمت ۲ رمضان سنہ ۱۲۹۶ ہجری سے سنہ ۱۳۰۳ھ میں عملداری سرپور ٹمانڈوڑ کی خدمت پر مقرر ہوئے۔ اور سنہ ۱۳۰۴ھ میں ڈپٹی کمشنر العسام کا عہدہ پایا۔ ۹ رشعبان سنہ ۱۳۱۴ھ کو اوّل تعلقدار ضلع کی خدمت سے سرفرازی پائی۔ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۵ھ میں آپ کی تنخواہ ایک ہزار روپیہ ماہانہ مقرر پائی۔ شوال سنہ ۱۳۱۸ھ سے اوّل تعلقدار ضلع اورنگ آباد ہیں۔ خدمت مفوضہ کو نہایت خوش اسلوبی اور نیکنامی سے انجام دے رہے ہیں۔ زیور علمیت و جوہر قابلیت سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ اور اپنی اوصاف پسندیدہ کے بدولت زمرۂ رعایا میں ہر دل عزیز ہیں۔ اور صاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے مخزن ہیں۔

مولوی میر شجاعت علی صاحب

اوّل تعلقدار ضلع لنگسگور

۵۵

آپ حیدرآباد دکن کے رہنے والے ہین۔ فارسی عربی مین لایق ہین۔ مالی اور انتظامی کام کا اچھا تجربہ ہے۔ آپ کی ابتدائی ملازمت مہرنیجہ سنہ ۱۲۸۰ھ سے ہے اسی سے ظاہر ہے کہ کس قدر مدت سے آپ کارگزار ہین۔ چالیس سال کی مدت کچھ کم سنین ہوتی۔ اس عرصہ مدت مین کیا کیا تجربے حاصل نہ ہوئے ہونگے۔ چنانچہ صوبہ دار گلبرگہ شریف اور ریزیڈنسی کے مددگار بھی تھے۔ ۱۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۴ھ مین عملدار سرپور ٹانڈور ہوئے اس کے بعد ۱۱ شوال سنہ ۱۳۱۹ھ سے اوّل تعلقداری ضلع لنگسگور کے عہدہ پر ممتاز ہین آدمی دیرینہ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ سرد و گرم روزگار چشیدہ ہین۔ لیاقت امانت راستبازی۔ صداقت متعاری مین ضرب المثل ہین۔ اخلاق و مروت بھی اچھی پائے ہین

آپ حیدرآبادی الاصل ہیں۔ اور نواب سر وقار الامرا مغفور کے سرکار سے آپ کا قدیم تعلق ہے۔ جب ۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۱ھ کو سراسمان جاہ مغفور نے چھ ماہ کی رخصت حاصل فرمائی۔ اور نواب ممدوح کی جگہ خدمت وزارت سے نواب سر وقار الامرا مرحوم سرفراز ہوئے تو اکثر مرحوم کے علاقہ دار خدمات علاقہ دیوانی پر مامور ہوئے۔ چنانچہ آپ بھی ۸ رجب سنہ ۱۳۱۱ھ کو خدمت مہتممی دفتر تقسیم ماہوارات متفرق و وظائف پر مامور ہوئے۔ جہاں اب تک کارگزار ہیں۔ چار سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ آدمی لایق۔ ہوشیار۔ تجربہ کار۔ سنجیدہ مزاج سلیم الطبع۔ صاحب اخلاق ہیں۔

عہدہ مہتممی میر لیاقت علیصاحب اول تعلقدار ضلع رائچور

۵۷

آپ حافظ میر منصب علیصاحب کے خلف اکبر اور نواب ممتاز یار الدولہ بہادر (جنکا تذکرہ طبقہ امرا و لیف میسم میں درج ہے) کے بڑے بھائی ہیں۔ آپنے انگریزی فارسی کی تعلیم مدرسۂ عالیہ میں پائی ہے۔ آپکی ابتدائی ملازمت ۱۳۰۲ھ سے ہے اولاً آپ نواب عماد الملک مرحوم کے اسٹاف میں تھے ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۲ھ میں دوم تعلقدار لنگسگور ہوئے۔ بعد ازاں ایک عرصہ تک صفر مانہ اول تعلقدار لنگسگور اور تعلقدار اکبالی رہے بعد ازاں ۲۳ رمضان ۱۳۱۷ھ کو مستقل اول تعلقدار ہوگئے۔ چنانچہ اس وقت آپ ضلع رائچور کے اول تعلقدار ہیں۔ آٹھ سو روپیہ تنخواہ پاتے ہیں۔ نہایت لائق ہوشیار مستعد کارگزار ہیں سنہ ۱۳۲۰ھ میں حضرت اقدس والا کے سفر دہلی کے موقع پر کیمپ خسروی کا انتظام دہلی کا انتظام آپ ہی کے تفویض تھا۔ جسکو آپنے اپنی حسن کارگزاری اور محبت طبع کے باعث بہت ہی عمدگی سے انجام دیا آپکی ہمدیانہ مقاصد کے متعلق آپکی صاحبزادی کی شادی کا مختصر تذکرہ یہاں بیجا نہ ہوگا۔ جو ۱۰ شوال سنہ ۱۳۱۸ھ میں نسبت شاہ مرزا بیگ خلف نواب باقر جنگ بہادر معتمد ازواج سرکار عالی کے ساتھ ہوئی۔ یہ عقد خوانی اپنے طرز میں بہت ہی مہذب ادا رکھتا تھا چنانچہ اس بارات میں تمام فوجی افسر (جنمیں علاقۂ انگریزی کی بھی عہدہ دار شامل تھے) اور بہت سے سول عہدہ دار بھی مدعو تھے۔ پانچ بجے فوجی بینڈ کے ساتھ بارات دلہن کے مکان پر پہونچی۔ دولہ کا لباس بالکل فوجی تھا۔ رفرشمنٹ روم کے پہلو والے کمرہ میں کھانا تیار تھا۔ مگر ناچ رنگ نہ تھا۔ عام نشستگاہ میں ٹہر کر تھوڑی دیر بعد دولھا اور اکثر براتی ایک دوسرے خاص کمرہ میں گئے کرسی پر بٹھایا۔ عین نکاح کے وقت دولھا سے گیارہ سوالات کئے گئے جو کمیٹی اصلاح مصارف کے رپورٹ کی بعد ازاں برخاست ہوگئی۔

اس واقعۂ بالا کی تحریر سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ آیندہ ہمارے ملک کے معزز امرا و عہدہ دار بھی اس کی تقلید کریں کچھ بیجا مصارف سے بچ سکتے ہیں۔ جس سے بجز زیر باری کے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے۔

جناب مولوی سید علی صاحب

مددگار مہتمم تعمیرات

۵۸

آپ ایک معزز خاندان حیدرآباد کے یادگار اور اس وقت ڈسٹرکٹ انجینری بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد کی خدمت سے سرفراز ہین۔

ابتداہی سے آپ کی طبیعت تحصیل علوم و فنون مغربی کے جانب زیادہ تر مائل تھی۔ لہذا آپ نے علم فارسی و عربی مین مہارت حاصل کرکر شوق دلی سے علم انجینری کی تحصیل مین مشغول ہوئے۔ چونکہ جودت۔ ذہانت۔ فراست۔ آپ کے فطرتی جوہر تھے۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ فن انجینری مین آپ نے اعلےٰ درجہ کی لیاقت حاصل کی۔ اور عملی انتظام مین وہ کامیابی ہوئی جو حضوری درگاہ اقدس داعلےٰ سے مشرف و ممتاز ہوئے۔ اور بہ صلہ حسن خدمات

عطیات شاہی سے سرفراز معاصرین مین ممتاز ہوئے۔ اکثر ایوان
دعلات شاہی آپ ہی کے حسن انتظام سے انجام پائے ہین۔ بہرحال
حیدرآبادیون کے لئے اس فن مین آپ باعث فخر دمباہات اور
لایق۔ قابل۔ مہذب۔ متدین مشین اپنے فرایض منصبی کو نہایت
خوش اسلوبی سے اور بے لوثی سے انجام فرماتے ہین۔ وجاہت
ظاہری وباطنی مین یکتا ہین۔

خاتمہ

اب ہم عہدہ دارون کا دفتر یہان پر ختم کر دیتے ہین۔ اس دفتر مین چند چیدہ عہدہ دار اور ہر ایک صدر محکمہ کے اعلےٰ معزز افسرون کے حالات درج کئے گئے ہین۔ باقی عہدہ دارون کے حالات قلم انداز کئے گئے۔ کیونکہ سیولسٹ کے مطابق تمام عہدہ دارون کے حالات لکھنا چاہیئے تو ایک ضخیم دفتر ہو جاتا۔ اور علاوہ بریں اس کتاب کی تکمیل کے لئے بھی سالہا سال کی ضرورت داعی ہوتی اور اس دفتر کے اکثر حالات سولسٹ کے رو سے مرتب شدہ ہین ورنہ چند ہی حالات ایسے ہین جنکو صاحب تذکرہ نے ہماری درخواست پر بھیجدیئے تھے بعد ترتیب ہم نے اس مین شامل کیا ہے۔

اب بیان خاتمہ مین۔ چند معزز عہدہ دارون کا ایک نقشہ درج کیا جاتا ہے۔ جس مین صرف نام اور عہدہ تنخواہ درج کئے جاتے ہین جو ناظرین کیلئے خالی از معلومات و دلچسپی نہ ہونگے

مسٹر جے۔ سی ر ڈیولن پرسنل مددگار پرویوٹ سکرٹری ۱۵۰۰	مسٹر سی۔ دلمٹ مددگار معتمد فنانس ۱۵۰۰	مسٹر آر۔ داسدیو ایے بی۔ ایل مددگار معتمد مالگزاری ۱۵۰۰
مولوی عبد القادر صاحب طاہر مددگار معتمد مالگزاری ۱۲۰۰	مولوی محمد فصیح الدین احمد خان صاحب مددگار معتمد مالگزاری ۱۵۰۰	مولوی ابو الحامد رضی الدین محمد صاحب مددگار اول معتمد عدالت و کوتوال و امور عامہ ۱۵۰۰

مسٹر۔ جی۔ ٹی۔ لی پرسنل مددگار معتمد عدالت دکوتوالی ۱۵۰	مولوی مظاہر حسین صاحب بی۔ اے سی۔ ٹی۔ مددگار معتمد تجہیزات ۱۵۰	مسٹر بجنا تھ ریم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی رجسٹرار مجلس وضع قوانین ۱۵۰
مولوی سید احمد صاحب مددگار صدر محاسب ۱۵۰	مولوی خواجہ عبد القادر صاحب مددگار صدر محاسب ۱۵۰	مولوی میر عثمان خان صاحب مددگار صدر محاسب ۱۵۰
مولوی سید علی صاحب مددگار صدر محاسب ۱۵۰	مولوی عبد الجلیل محمد پناہ صاحب مددگار صدر محاسب ۱۵۰	مسٹر۔ جے۔ اے۔ ہیلن مددگار صدر محاسب ۱۵۰
نواب میر مصطفےٰ علی خان صاحب مددگار مہتمم کاغذ مہور و دار الضرب ۱۵۰	مولوی سید محمد حسن صاحب اڈیٹر ریلوے و معدنیات ۱۵۰	مولوی ذکریا خان صاحب مددگار صوبہ دار بیدر ۱۵۰
مولوی محمد علی صاحب مددگار صوبہ دار گلبرگہ ۱۵۰	مولوی ضیاء الحق فضیح الدین احمد صاحب مددگار صوبہ دار ورنگل ۱۵۰	مولوی سید زین العابدین صاحب مددگار صوبہ دار اورنگ آباد ۱۵۰
مولوی غلام احمد خان صاحب دوم تعلقدار صرف خاص ۱۵۰	مولوی محمد افضل خان صاحب دوم تعلقدار درجہ خاص ۱۵۰	مسٹر گستادجی دار استاہ مہتمم بندوبست درجہ دوم حال لاحق ۱۵۰
مسٹر آر۔ ہیچ مگڈرمٹ مددگار بندوبست درجہ اول ۱۵۰	مولوی محمد عبد الحی صاحب مددگار مہتمم بندوبست درجہ اول ۱۵۰	مولوی محمد احمد علی خان صاحب ڈپٹی کمشنر گلبرگہ ۱۵۰
مولوی محمد حفیظ الدین صاحب ڈپٹی کمشنر گلبرگہ ۱۵۰	مولوی محمد محبوب علی صاحب ڈپٹی کمشنر گلبرگہ ۱۵۰	مولوی محمود علی صاحب وکیل سرکاری ۱۵۰
قاضی میر حیدر علی صاحب مددگار ناظم دار القضاء ۱۵۰	مولوی سید ہاشم صاحب بلگرامی مددگار صوبہ دار علاقہ عدالت ۱۵۰	مولوی محمد حسن یاور خان صاحب ناظم دیوانی ضلع اندور ۱۵۰

کپتان مسٹر ہربرٹ ڈیمپسٹر اول مددگار کوتوال صاحب ۱۲۰۰	مسٹر ہیوگاف اول مددگار ناظم کوتوالی اضلاع الیہ	مولوی شیخ زین الدین صاحب سوم مددگار ناظم کوتوالی اضلاع ۱۲۰۰
مسٹر ٹی۔ جی۔ اسٹیونس مددگار خفیہ پولیس سا کلدار	مسٹر پیس ڈبلیو سی مرے مستعلم دیرسیل مددگار صیغہ انگریزی علاقہ تعلیمات ۱۲۰۰	مسٹر لیف شافٹر صدر مہتمم مدارس صوبہ بیدر ۱۲۰۰
مولوی سید سراج الحسن بہادر سی آئی ای صدر مہتمم مدارس صوبہ اورنگ آباد ۱۲۰۰	مسٹر جے ڈبلیو ہڈرڈس صدر مہتمم حیدرآباد ۱۲۰۰	مسٹر کے سرنسٹ پروفیسر انگریزی علاقہ تعلیمات ۱۲۰۰
مسٹر سی کوٹن بی اے پروفیسر انگریزی دلائن ۱۲۰۰	مسٹر ڈبلیو جی پرنڈر کاسٹ بی ڈی سی ایم آر اے۔ ایس مددگار اول ڈیہوز۔ ماسٹر تعلیمات (۱۲۰۰)	مولوی مظہر حسین صاحب مددگار ناظم طبابت ۱۲۰۰
مسٹر ٹی۔ ٹرسچ ناظم دواخانہ جات صوبہ اورنگ آباد ۱۲۰۰	مسٹر ٹی۔ ہلیر۔ بی۔ ایم ایس۔ ناظر دواخانجات صوبہ برگل وبیدر ۱۲۰۰	مسٹر ڈی فیلوز لیڈی ڈاکٹر دلکچرار ۱۲۰۰
مس بورڈمین ایم۔ ڈی لیڈی ڈاکٹر ۱۲۰۰	مسٹر ٹی۔ اے۔ ریے مہتمم تعمیرات ۱۲۰۰	اے۔ ایم۔ والیٹر مددگار مہتمم تعمیرات ۱۲۰۰
مولوی محمد مصطفےٰ حسین صاحب مددگار مہتمم تعمیرات ۱۲۰۰	مسٹر۔ سی۔ سی ونٹیل مہتمم تعمیرات ۱۲۰۰	مسٹر۔ جے۔ جے آئل مہتمم تعمیرات ۱۲۰۰
مسٹر اے۔ سی رڈیرس اے۔ ایم آئی۔ سی۔ ای مہتمم تعمیرات ۱۲۰۰	مسٹر ایل ڈیکلوزی مہتمم تعمیرات ۱۲۰۰	مولوی میر برکت علی صاحب اسسٹنٹ انجینئر ۱۲۰۰
مولوی سید محمد عبدالکریم صاحب اسسٹنٹ انجینئر ۱۲۰۰	مسٹر۔ جی۔ ایم دارغہ مہتمم صفائی ۱۲۰۰	مولوی میر طالب الحق صاحب مہتمم دفتر دیوانی ۱۲۰۰

مسٹر۔ جی کارنش مہتمم باغ عام حاضر	مسٹر ہیچ نیل مہتمم ٹیلیفون سماء	مولوی سید تصدق حسین صاحب مہتمم کتب خانہ آصفیہ ماء
مولوی محمد ہدایت علی صاحب مددگار مہتمم افواج حاء	مسٹر کیپٹن جے۔ ئی۔ پیس مکارتی چیف آف اسٹاف فوج باقاعدہ لاء سو ۵	سرجن مسٹر۔ سی آر کیارل ملٹری انسٹرکٹر کیپر علاقہ فوج حاء
مسٹر۔ ایچ۔ بیلی۔ کیپٹن کمانڈنگ رسالہ جبوش حالہ ۵	مسٹر جے مارٹن سرجن حاء	مسٹر۔ پی۔ کے۔ فالن منصرم کیپٹن کمانڈنگ توپخانہ لاء سو ۵
مسٹر ئی فیارنگٹن سرجن حاء	مسٹر لیس بڈورڈس کیپٹن کمانڈنگ اول پلٹن حاء	ڈاکٹر محمد شفیع صاحب سرجن حاء
مسٹر آر جے۔ ہارئل۔ کیپٹن کمانڈنگ دوم پلٹن حاء	مسٹر ڈبلیو۔ ایچ۔ فالن کیپٹن کمانڈنگ سوم پلٹن سماء ۵	مسٹر۔ ڈی۔ اے لیسانا سرجن حاء
مسٹر ایل۔ جے۔ جے فنگلیس کیپٹن کمانڈنگ پلٹن چہارم (سماء ۵)	مسٹر اے۔ شارٹ سرجن حاء	ڈاکٹر عبدالرسول صاحب حاء
مسٹر۔ بم۔ جی۔ نائڈو سرجن حاء	مولوی محمد فضل رسول خانصاحب مددگار ناظم تنظیم جمعیت حاء	

ان کے علاوہ دوم اراکوم ارباب تعلقدان تعلقدان بتحصیلداران۔ دفعدار دیوانی اضلاع۔ مددگاران عدالت منصفان اضلاع مددگاران سررشتہ دار مددگاران جگات مہتمان کرورگری مہتمان کوتوالی۔ مددرسان مدارس سب رجسٹراران ڈاکٹران دواخانجات وغیرہ حکمار اضلاع۔ مددگاران مہتمم تعمیرات وغیرہ کی تعداد بہت زیادہ ہے اور علاقہ فوج کے عہدہ دار بھی بکثرت ہیں ان سبکا لکھنا خالی از طول انہیں ہے۔ اندافزائش نسل چوپایہ دکنستر الخانات کے دفاتر مرض تخفیف میں ہیں

بہرحال ہمنے جسقدر حالات مزدری سمجھے گئے بوہ بیان لکھدیگئے۔ کوئی سہو وعاید ہو تو طالب معافی۔ آپکا سچا خادم
گوہر حیدرآبادی

۷۸۶

جلد دوم ترکی محبوبه

دفتر سوم

مشایخین کبار

غلط نامہ متعلق دفتر سوم (مناقبین کبار) جلد دوم تزک نجمویہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲	۱۲	کعبہ	کعبہ	۳۱	۴	پے	سیے
۴	۲۱	اپنا	اپنا	۳۲	۶	دیوار دار	دیوانہ دار
۶	۳	جہیز دان	جہیز دان	۳۴	۲	محمد	محمد
۷	۱۰	ابوبکر اردوس	ابوبکر اردبیلی	۳۴	۱۰	دالاحم	والاحم
۱۰	۱۱	عنایت سے	عنایت سے	۳۴	۱۰	صفاء	صفات
۱۳	۱۸	کیا کورن	کیا کرون	۳۵	۱۱	وجود باجود	وجود باجود
۱۴	۲۱	میں کہا ہون	میں کہا ہون	۳۶	۲	سابع	سابع
۱۶	۵	الحلاف	انکطرف	۳۷	۷	انکی	آپکی
۱۷	۸	تم کیا سے کہتے	تم کیا سے کہتے	۳۸	۱۶	فرمائے	فرمائیے
۲۱	۱	نہ سونا	نہ ہونا	۳۹	۲۰	جوہر صفر	جوہر صفر
۲۲	۹	از ظہور	از ظہور	۴۱	۴	نا وارد	وارد
۲۳	۱۷	ہرگز مذوگا	ہرگز مذوگا	۴۱	۱۲	توجہ	توجہ
۲۵	۲	قادری	قادریہ	۴۱	۱۳	لے	کے
۴۱	۴۱	مرسہ	مرشد	۴۱	۱۴	ابکے مرید	آپکے مرید
۴۱	۱۲	اعلیحضرت قطب	اعلیحضرت	۴۲	۱۴	خلد اللہ	خداللہ
۴۲	۱۲	طاری ہوجاتا	طاری ہوجاتا	۴۴	۸	او کورم	اوس رسم
۴۲	۱۹	وحدانیت ثبت	وحدانیت	۴۴	۱۱	انکے براسال	انکے برسال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳	طہارت سے	طہارت
۳۰	۱۴	یمصلی القادری	قمصلی القادری
۴۴	۶	اگثر	اکثر
۴۴	۱۳	زیارگاہ	زیارت گاہ
۴۰	۱۱	یک	ایک
۴۰	۳	وجود باوجود	وجود باوجود
۴۰	۴	حضرت	صرف
۴۰	۵	روپیہ جاری	روپیہ اینک جاری
۴۰	۱۰	جسکا	جنکا
۴۹	۱	ستحا	سخا
۴۹	۲	ضلعدک	ضلع میدک
۴۹	۴	بڑیصاحب	بڑے صاحب
۴۹	۴	جملہ منادی	جملہ منادے
۵۰	۵	شاہد الاذکار	شاہد الاذکار
۵۱	۱	نقشبندیہ چیدیہ	نقشبندیہ مجددیہ
۵۱	۲	دولی اظم	ولایتی اعظم و

۵۱	۲	دوغ	دوغ	〃	۸	حاب علیہ الرحمہ	صاحب علیہ الرحمہ	〃	۱۵	ہمارا	ہمارا بھی
۸	۶	لطاقت	لطافت	۵۴	۱۱	پہونچلے	پہونچگئے	〃	۱۶	خلیفہ	خلیفہ
〃	۷	ملاقہب	ہلاقہب	۲۷	۱۲	ذکر ہے	ذکر ہے	۵۰	۲۱	سید میاں	سید میاں
〃	۱۱	اجمعین	اجمعین	۷	۱۹	حسب	حسب	۲۰	۱	اب	آپ
۵۶	۱	کوٹہ	گوٹہ	۵۵	۱۴	قربان	قربان	〃	〃	سر برآوردہ	سر برآوردہ
۵۳	۴	سلے	چلے	〃	۱۹	چھائی	چھائی	۶۰	۶	اوھین	اوھین
۴۷	۵	آب	آپ	۵۰	۲	بہ دریافت	بہ دریافت	〃	۱۱	ڈالنے میں	ڈالنے ہیں

فہرست اسماء طبقہ مشائخین کبار دفتر سوم جلد دوم نزہۃ المحبوبیہ

نمبر شمار	نام صاحب تذکرہ	نمبر صفحہ
۱	۲	۳
۱	پیر کامل ناقصان رہنمائے کاملان مدبر کامل فلک توحید مہر عالمتاب سپہر تمہید گل گلزار حمد و وحدت سرو جوئبار حدیقہ ارادت حضرت جناب آغا محمد داؤد صاحب قبلہ و کعبہ ادام اللہ ظلہم ابو العلائی النقشبندی	۱ تا ۶
۲	قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب فرد الافراد عارف باللہ محو فی ذات اللہ حضرت شاہ میر امداد علی صاحب قبلہ علوی علوی سناقی تعانوی چشتی نظامی فخری قدس سرہ العزیز	۷ تا ۲۴
۳	حضرت سید شاہ ناصر الدین علی عرف سید صاحب قدس سرہ العزیز	۲۵ تا ۲۶
۴	وحید الاولیا فرید الاتقیا محبوب باذن المنن قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیر طریقت معرفت اسوۂ مہمات وجود مرجع ارباب شہود حضرت شاہ محمد حسن ابو العلائی قدس سرہ العزیز	۲۷ تا ۳۱
۵	پادشاہ طریقت سلطان معرفت جادہ نشین تکمین مربع نشین چار بالش حضرت مرزا سردار بیگ صاحب چشتی النظامی فخری قدس سرہ العزیز۔	۳۲
۶	غواص محیط سرمدی غواط قلزم محمدی رحیم الخلائق والانام صاحب الجواد والکرم رونق بخش طریقہ ستطاریہ حضرت شیخن صاحب ستطاری دام فیوضہ	۳۴
۷	رہنمائے طالبان المجاہدین فی الطریقۃ والعابدین فی الحقیقۃ مظہر تجلیات الٰہی منبع فیوضات نامتناہی حضرت سید ملک محمود شاہ صاحب قادری دام فیوضہ	۳۵
۸	افرد زمان واحد دوران نفور از خلائق و عارف حقائق صاحب ورع و تقوی عابج معارج صدق صفا جامع صفات حمیدہ و مجموع اوصاف پسندیدہ مخدوم الانام مقبول ہر خاص و عام حضرت سید عبد الرحمن صاحب بغدادی دام فیوضہ۔	۳۶

۹	مشاہیر ارباب سلاسل اقطاب سلسلہ چشتیہ و فخریہ و سلیمانیہ و حافظیہ یکجا تا زمیدان معرفت سرآمد چشتیان ارباب حقیقت ملی بجلی شریعت مجلی بجمال طریقت مشرف بتشریفات دینیہ تارک مراسم دنیویہ بخلق عظیم محبوب حضرت رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ وسلام والتحیۃ من الملائکۃ والانام والجبر الملک العلام الاولیٰ الالمعی ہوالمحمد الحبیب العلی قبلہ وکعبہ دام فیضانہ واحسانہ وبرکاتہ مدظلہ العالی۔	۳۷ تا ۴۰
۱۰	رازدان خلوت دراجمن عالم امور سفر وطن واقف نکات نظر ہر قدم محرم راز ہوش دروم مقام یادداشت ناز نظر نگہداشت رسانندہ مقام مکین حضرت مسکین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز	۴۱ تا ۴۲
۱۱	ہمت صاحب عیبا۔ عالم نوحہ جمعوی صاحب مکین در ذات بحجت بحر بے کران فوق تحت مضمون الظاہر ہوالباطن راداندہ گفتہ راز حضوری سید حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قبلہ حسینی القادری دام فیضہ	۴۳ تا ۴۴
۱۲	صوفی باصفا۔ صافی ذی المجد والعلا۔ اسیر حبل تقرب صابر مظہر انوار موسوی مجذوب نگاہ افرنا باک تجرید دل بخش خرقہ تقریر صابر نشان فرید زمانہ قطب مکان معین دوران صاحب التربیت وح السالکان اتقی عشر متخلق باخلاق خیر البشر حضرت محمد شاہ صاحب دام فیوضہ	۴۵
۱۳	عالم اکمل۔ فاضل اجل۔ محمد سپہر عرفانی۔ انجم اوج رحمانی۔ یکہ تاز معرفت شہسوار حقیقت وشریعت حضرت افتخار علی شاہ صاحب دام فیوضہ۔	۴۶
۱۴	صاحب الورع والتقی سرآمد اصحاب العلم منبع سخن خیر المنن حضرت سید شاہ سراج الدین حسن رونق نشین قادری دام فیوضہ۔	۴۷ و ۴۸
۱۵	بلبل بوستان طریقت قمری سروستان حقیقت چہچہہ زن گلشن توحید کوکو گو چمن تفرید حضرت سید احمد بادشاہ قادری دام فیوضہ۔	۴۹ و ۵۰
۱۶	سایر مقامات علیہ دائر دوائر سنیہ عارج معارج طریقت صاعد شریعت فی زماننا ادام حضرت مولانا شاہ حضر صاحب قبلہ دام فیضہ وظلہ۔	۵۱
۱۷	مستغرق دریائے توحید مستہلک بحر تفرید غواص محیط سرمدی غواص فائز محمدی عارف ربانی سیکش خمخانہ سبحانی حضرت شمس الحق سجاد علیہ صاحب مسکین چشتی نظامی۔	۵۲ تا ۵۹
	خاتمہ	۶۰

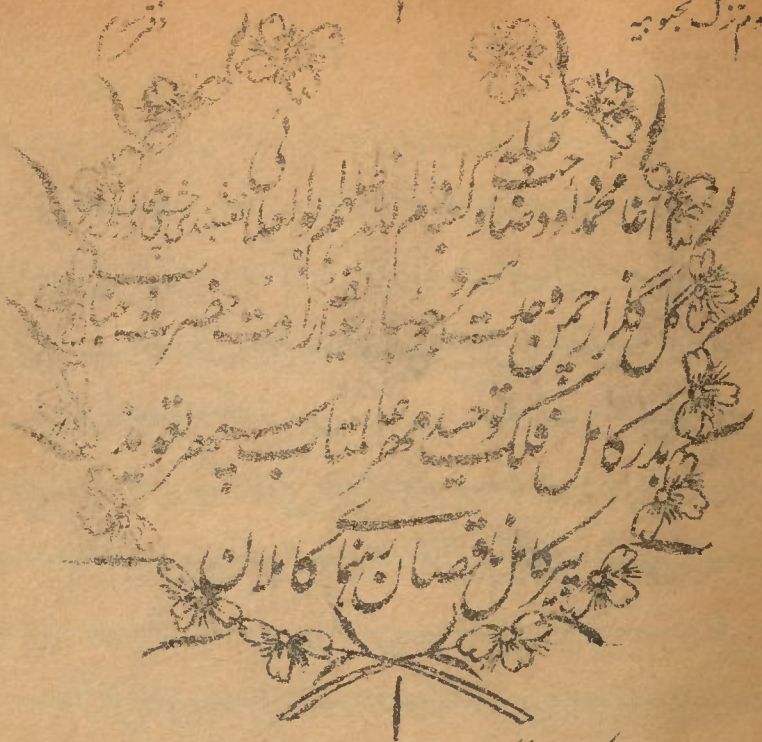

خاندان ۔ آپ کے والد بزرگوار جناب مجد السید آغا مغفور خلف جناب محمد قادر آغا موضع بالکنڈہ ضلع اورنگ آباد کے رہنے والے تھے۔ زمانہ قطب شاہیہ مین حضرت ممدوح الصدر کے اجداد بزرگوار صاحب منصب و فوج و عزت تھے۔ ابتداء سلطنت آصف جاہی مین بسلسلہ توریم دو موضع پٹیل گاؤن و دہانکی ملک بڑاڑ مین جاگیر تھی۔ علاوہ برین دو ڈھائی سو سوار اور دو فیل معہ لوازمہ سے بھی سرفراز تھے۔ جب ملک بڑاڑ تفویض گورنمنٹ انگریزی ہوا تو یہ ہر دو مواضعات بھی اوسمین شامل ہوگئے اور رفتہ رفتہ سوار و فیل بھی تخفیف مین آگئے۔ آپ کے خاندان مین آغا کا لقب جو مشہور ہوا اوسکے واقعات یہ ہین کہ گذشتہ زمانہ مین بمقام بالکنڈہ دو سردار صاحب جمعیت و منصب و فیل تھے۔ اسلئے آپ آغا کے لقب سے شہرت پائے۔ آپکے والد (محمد حمید آغا) جناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا شاہ محمد حسن صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان سے مرید با اخلاص اور عالم جذبات کے سیار۔ ذاکر و شاغل تھے۔ خود آپکی طبیعت ہی عالم صغر سنی ہی سے راغب علم تصوف و فقرا دوست واقع ہوی تھی۔ بارہا ایسا واقعہ گذرا ہے کہ آپ کو

(زمانۂ صغرسنی مین) جب کبھی اشتہا ہوتی تھی تو اپنی والدہ مکرمہ کو ایک مٹھی چانول یا ایک مٹھی آٹا اپنے ہاتھ سے دیا کرتے اور کہتے کہ اسکو پکا دو۔ جب والدہ مکرمہ پکا دیتین۔ اتفاقاً اگر کوئی فقیر سوال کرتا تو آپ اوسکے حوالہ کر دیتے تھے۔ جب آپکا سن پندرہ سال کا ہوا تو آپکی طبیعت زیادہ تر مائل بہ جذبات عشق الٰہی رہنے لگی۔ اسلئے آپ کے والد نے

بیعت آپکو اپنے مرشد کے قدمون پر ڈال دیا۔ اور حضرت نے اپنے سلسلۂ بیعت مین داخل فرمایا۔ پھر تو آپ کا اور ہی عالم ہوا۔ چونکہ آپ کے والد بزمرۂ امتیازیان کرامت شاہ صاحب مرحوم کے آوردہ مین تھے۔ جب اونکا انتقال ہوگیا تو آسامئ مذکور آپ کے نام قرار پائی۔ اور خلوت بادشاہی مین خاص مسند سلطانی پر آپ کی نشست مقرر ہوئی مگر آپ کسب و شغل باطنی و خدمت مرشد صوری و معنوی مین زیادہ تر مصروف و مائل تھے۔ اور تصوف کی جانب رغبت زیادہ تھی۔ اور مادۂ قابلیت آپکا اعلےٰ تھا۔ اسلئے نکات و دقیقہ۔ مسائل مشکلہ کو بہت آسانی سے حل فرماتے ہین۔ بعدازان اپنے مرشد قبلہ و کعبہ کے فرمانے سے ترک ملازمت فرمایا۔ اور عالم وجدان و جذبات مین بادیہ پیما ہوے۔ اور بہ ترک طعام صحرا بصحرا و بدیہ بدیہ گشت فرمانے لگے۔ اس عالم جذبہ مین آپکو نہ کھانے کا خیال تھا نہ لباس کی پروا۔ چنانچہ اس طریق پر ایک زمانہ گذر گیا۔ اوسی حالت مین کبھی کبھی بلدہ مین بھی تشریف لاتے اور پھر چلے جاتے تھے۔ اگر کبھی کھانیکی جانب طبیعت راغب ہوی تو روٹی اور دال بے نمک لہسن اور ادرک ڈال کر استعمال فرماتے دس گیارہ سال تک آپ نے گوشت کا استعمال مطلق نہین فرمایا۔ ایک دفعہ عالم جذبہ مین سیر فرماتے ہوے موضع بھوکر ضلع ناندیڑ پہونچے تو وہان آپ کے بزرگون سے ایک بی بی صاحبہ نے بجز آپ کو گوشت پکا کے کھلایا۔ مگر وہ بھی بے نمک صرف ادرک اور لہسن سے۔ اکثر آپ پھیکی روٹی روغن زرد سے تناول فرماتے تھے۔ اٹھارہ یا اوبیس سال کے بعد آپنے نمک کا استعمال فرمانے لگے۔ ہرچند کہ اسوقت گوشت و نمک کا استعمال

فرماتے ہین مگر بالکل مختصر آپکی طبیعت ہمیشہ نانِ جوار کی طرف زیادہ تر مائل رہتی ہے۔ مجبوراً کبھی کبھی کسیکی خاطر سے ایک آدہ لقمہ بریانی کا استعمال فرمایا کرتے ہین۔ آپ اپنے مرشد سے بہت خالیف و مودب اور خدمت مین سرگرم رہتے تھے۔ اب بھی اپنے پیر کے مرقد منور کی خدمت گذاری مین مشغول ہین۔ اکثر اوقات درگاہ شریف کی تعمیر و ترمیم مین اپنے ہاتھون سے مٹی۔ پتھر اوٹھاتے اور خدمت فرماتے ہین۔ اور ہر سال ۲۲ جمادی الثانی کو اپنے مرشد کا عُرس* بکمال تزک و احتشام کرتے ہین جسمین ایک سو پلہ سے زیادہ پخت ہوتا ہے۔ غربا و مساکین نہایت شکم سیر ہو کر کھاتے ہین۔ آپ کے مریدان و عقیدتمندان با اخلاص کی تعداد بے شمار ہے۔ آپ کا روزانہ دسترخوان نہایت وسیع ہے۔ لنگر علیحدہ جاری ہے۔ مگر آپ کی وہی لقمہ بھر غذا روٹی و شوربا بے نمک مرچ ہے۔ اسوقت آپکا سن ستر سال کا ہوگا۔ مدرسہ کے یتیمون کی پرورش۔ کھانا۔ کپڑا۔ تعلیم و تربیت وغیرہ سب آپکی ذات سے انجام پاتا ہے۔ شب و روز استحکام مدرسہ مین مصروف رہتے ہین۔ اس مدرسہ کے کثیر اخراجات کے لئے بہت سی جائداد خرید فرما کر آپ نے رکھ چھوڑا ہے۔ مریدین جو کچھ نذر و نیاز پیش کرتے ہین وہ سب لنگر و مدرسۂ یتامےٰ مین صرف ہوا کرتا ہے۔ عربی۔ فارسی کے اوستاد پیش قرار ما ہوار یاب مامور ہین۔ حدیث۔ تفسیر۔ فقہہ وغیرہ کی تعلیم ہوتی ہے۔

عقیدتمندی } آپ اپنے پیران طریقت سے اسقدر عقیدہ رکھتے ہین کہ اکثر مقامات پر مساجد و خانقاہین تعمیر فرمائی ہین۔ چنانچہ اکبر آباد شریف عرف آگرہ مین حضرت سیدنا امیر ابو العلا صاحب علیہ الرحمہ کے درگاہ کے پاس نواب سر آسمان جاہ بہادر سے کہکر سنگ سرخ کا سماع خانہ تعمیر کروایا۔ اور اپنے ذاتی خرچ سے ایک عمدہ بارہ دری اور

---

* حضرت محمد حسن صاحب قدس سرہ العزیز کا گنبد مابین بہولی گوڑہ دیستا رام پٹہ واقع ہے۔ بلدہ سے قریب ہی ہے۔ ایک عظیم میلہ کا سماں ہوتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

باغ و حوض تیار کیا۔ جس سے زائرین کو بہت کچھ آرام ملا کرتا ہے۔ چونکہ درگاہ حضرت امیر ابو العلا صاحبؒ بیرون شہر واقع ہے۔ اور زائرین کو وہاں پہونچنے کے لئے ایک نالہ جمنا کا عبور کرنا پڑتا ہے۔ خصوص مستورات کے لئے نہایت تکلیف ہوتی ہے۔ آپ نے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کو توجہ دلا کے چار ہزار روپیہ حاصل فرمایا۔ اور سرکار انگریزی سے تیاری پل کی اجازت لیکر پل تیار فرما رہے ہین جو عنقریب مین تیار ہوجائیگا۔

خصایل حمیدہ آپ امیر و غریب سب سے یکسان بکشادہ پیشانی ہنستے ہوے ملتے ہین۔ جس سے ہر ایک شخص کو یہی خیال گذرتا ہے کہ حضرت کو مجھ سے محبت زیادہ ہے۔ آپکو اکثر عالم استغراق طاری رہتا ہے۔ بغیر ستر عورت کا خیال نہین رہتا۔ آپکا لباس ہمیشہ کھادی کی ٹوپی کھادی کا کرتا۔ موٹے رومال کا تہ بند ہے۔ جب کبھی باہر تشریف لیجاتے ہین لٹ پٹی دکھنی وضع کی بستار۔ چین دار انگرکھہ شرعی ٹخنہ سے اونچی۔ زیب فرماتے ہین۔ پابند صوم و صلوٰۃ ہین۔ احکام شرعیہ کی جانب طبیعت راغب اور راگ کیطرف دل مائل رہتا ہے۔ جب آپ کو وجد ہوتا ہے تو اچھے زبردست پانچ چار آدمی سے بھی نہین سنبھل سکتے۔ اہل ہنود بھی آپ کے زیادہ تر معتقد ہین۔ علماء کرام کی مدارات و تواضع بہت فرماتے ہین۔ اہل علم کی تعظیم کمال درجہ کرتے ہین۔ اور تعظیم کے لئے سر و قد استادہ ہوجاتے ہین۔ آپ اپنے مریدون سے اسطرح پیش آتے ہین کہ گویا اپنے عزیز دوستون سے جس سے امتیاز پیر و مرید کا نہین معلوم ہوتا۔ طبیعت مین شاعری کا مذاق بھی ہے۔ تصوفانہ رنگ ہے۔ فارسی اور اردو دونون مین شعر کہتے ہین صحو تخلص ہے۔

خرق عادات آپ کے خرق عادات بہت ہین۔ لیکن یہان بطور شمہ بیان کئے جاتے ہین۔ مولوی محمد ابراہیم خان صاحب صدیقی و کمیل متخلص بہ صادق آغائی ابو العلائی اپنا چشمدید واقعہ بیان کرتے ہین کہ بایام طفلی حضرت محمد حسن صاحب قدس سرہ العزیز

ایک روز پانچ بجے صبح کے بعد فراغ نماز فجر مین حضرت عالی کے قدمبوسی کو گیا۔ دیکھا کہ در حجرۂ عالی پر قریب سو ڈیڑھ سو آدمی کے قدمبوسی مرشد کے لئے کھڑے ہین مین بھی اون کے ساتھ کھڑا رہا۔ چونکہ ابھی تاریکی زیادہ تھی عرصہ بہت گذر گیا حضرت عالی باہر نہین آئے۔ لہذا مین درگاہ شریف کے فاتحہ سے فراغت پاکے واپس آنے کے ارادہ سے چلا گیا۔ دیکھتا ہون کہ ایک کمسن بچہ پنج شش سالہ عمر کا میرے بازو چل رہا ہے۔ خیر جب مین اور وہ دونو درگاہ شریف کے روبرو آکر قدمبوسی کو جھکے تو دیکھا کہ خود حضرت عالی ہی مین قدمبوس ہوا۔ آپ تبسم فرماتے ہوے سلام لئے تو دیکھا کہ حضرت اوسی اپنے معمولی قد قامت مین ہین۔

ایک اور واقعہ کے وہی راوی ہین کہ "مجھے مسئلہ تصوف کے متعلق حضرت سے کوئی امر طے کرنا تھا۔ تخلیہ و تنہائی کا منتظر تھا۔ کیونکہ بہت لوگ جمع تھے۔ مگر حضرت نے اشارہ سے قریب بلایا اور میرے مافی الضمیر سوال کا جواب کان مین ارشاد فرمایا۔

اولاد۔ بہرحال آپکی ذات حیدر آباد دکن مین مغتنم سمجھی جاتی ہے۔ آپکو ایک صاحبزادہ ہین جنکا سن اسوقت ۲۵ یا ۲۶ سال کا ہوگا۔ نام محمد حسن ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادہ کی تعلیم و تربیت مین اعلے درجہ کی کوشش فرمائی ہے۔ جس کیوجہ سے فارسی۔ عربی۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر مین صاحبزادہ صاحب کو پوری پوری دستگاہ ہے۔ اور ایک کمسن صاحبزادہ بھی اونکو موجود ہے۔

حلیہ۔ بلند قامت۔ سرخ و سفید رنگ۔ کشادہ پیشانی۔ بلند بینی۔ فربہ اندام۔ ریش و بروت سفید۔ چشم میگون پرخمار۔ خوشرو۔ خوشوضع ہین۔

آپکی دو غزلین فارسی و اردو کی درج ذیل ہین۔

پیداست سرو قد تو اندر سرائے من شاید ہمین نجات شود از برائے من

دفتر سوم

جلد دل متزک محبت
بگذار بپیش او آبله روز و شب
تا بے بزلف داد دلم ہیچ کار شد
از ما شفان پیر کہ در بند در عرم
من چند ناکم بدولت حسن
خوشے چراست از نفس واپسین مرا
حامی بدر جہان بشد بو العلائے من

اے دل شدی نہ سیر ز دیدار لقائے من
چون از دہار سید برائے فنائے من
بیہوش و بے خبر شدہ از ہوئے لقائے من
کے حاصل اے خدا بشود مدعائے من

اردو

لبریز جام محفل رندان مین رہگیا
جان جستجو مین اوسکی ہر اک صبح و شام تھے
پہچانتے نہین ہین ابھی تک وہ آپ کو
وحشت کو میری دیکھ کے گھر آگیا ہے وہ

عالم نشہ کا دیدۂ حیران مین رہگیا
مخزن کسیکا خانۂ انسان مین رہگیا
جھگڑا یہی تو گبر و مسلمان مین رہگیا
دست جنون بھی چاک گریبان مین رہگیا

ہرگز یقین نہ ہوگا میری بات کا اوسے
کیا ہوگیا صنم کو یہین ہان مین رہگیا

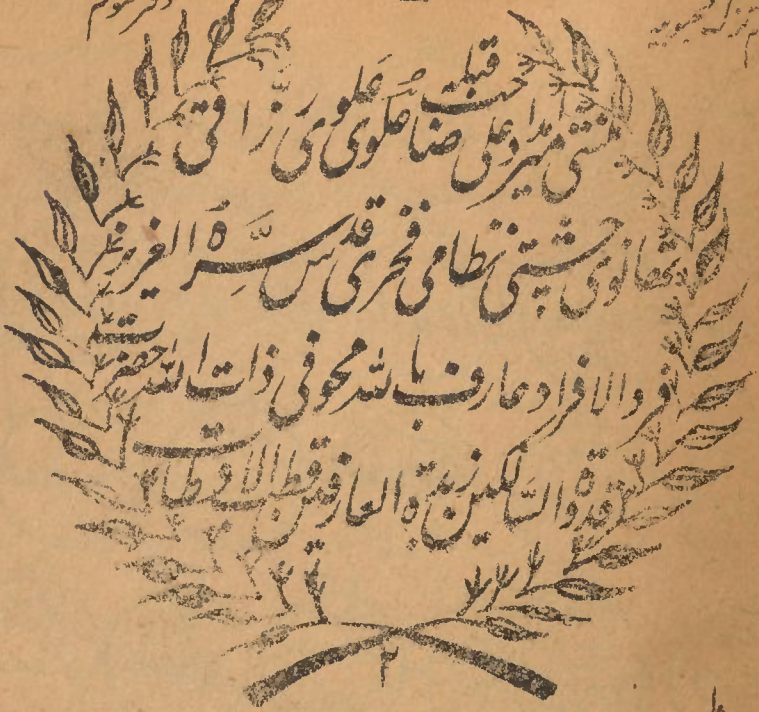

وطن حسب نسب آپ کا وطن قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر نواح دہلی مین واقع ہے آپ مشاہیر شرفا اور معزز سادات علویہ سے ہین چنانچہ آپکا سلسلہ نسب یہ ہے۔

تولد زمانۂ طفلی۔ جوانی } آپ کے والد بزرگوار حضرت پیرجی نجابت علی صاحب مرحوم بڑے بزرگ اور ولی اللہ آدمی تھے۔ اور حضرت شاہ امداد حسین صاحب چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو کر تمام اذکار اشغال طے کر کے شغل محمودہ تک پہونچگئے تھے اور خاص اس شغل مین تو ایسا کمال تھا کہ اکثر خلاو ملا مین اوسطرف متوجہ رہتے تھے لیکن ظاہری حالت آپکی ابھی تک وسیلے سے بالکل پاک نہ تھی قدرت خدا سے عجیب واقعہ پیش آیا جس سے

آپ کے فرزند ارجمند حضرت منشی میر امداد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ولی مادرزاد اور قلندر آزاد پیدا ہونیکی پیشین گوئی ثابت ہوتی ہے - واقعہ یہ ہے کہ ایک دن پیرجی نجابت علی صاحب مرحوم اپنے مکان کے سامنے بیٹھے ہوے علم تصوف کی کوئی کتاب لکھ رہے تھے - کہ ایک شخص مجذوب صورت قلندر صفت حافظ غلام مرتضےٰ نام رحمۃ اللہ علیہ پانی پت کے رہنے والے سامنے سے تشریف لاے اور پیرجی صاحب کے آگے کھڑے ہوگئے - جب پیرجی صاحب نے اون سے آنکھین ملائین تو فرمایا کہ واہ بھلی مفت کی نعمت مار کر بیٹھا ہے اور آگے بڑھکر پیرجی صاحب کی پشت پر ہاتھ مار کر جنگل کی طرف بھاگے پیرجی صاحب بے تحاشا اپنی کتابین وغیرہ وہین چھوڑ کر اونکے پیچھے پیچھے دوڑتے اور چلاتے تھے کہ اے نظام مجکو لوٹ لیا اے نظام مجکو تباہ کردیا محلہ والے حیران و پریشان تھے کہ پیرجی صاحب کو کیا ہوگیا جو دن سے دوڑتے ہوے ایک مجذوب کے پیچھے بھاگے جارہے ہین - آخر اسی طرح دوڑتے دوڑتے شہر سے دو میل کے قریب جنگل مین نکل گئے اور وہان جاکر ٹھہر گئے مجذوب صاحب نے اپنا مکان اوسی جگہ کو قرار دیا - دونون مین بہت دیر تک لڑائی جھگڑا رہا آخر اوسوقت تو پیرجی صاحب مجبور ہوکر مکان کی طرف لوٹ آئے - مگر اوسکے بعد سے برسون تک اونکے اور اونکے درمیان طرح طرح کے معاملات پیش آتے رہے اور وقت انتقال پیرجی صاحب کو مجذوب صاحب نے اوس نعمت سے سرفراز بھی کردیا تھا چونکہ اس جگہ اوسکا اظہار مدنظر نہین اسلئے مطلب اصلی کیطرف توجہ کیجاتی ہے جو اس تمام قصہ کا مآل اور لب لباب ہے وہ یہ ہے کہ اسی زمانہ مین ایک رات مجذوب صاحب پیرجی صاحب کے پاس تشریف لاے اور مکان کے سامنے بیٹھ گئے چاندنی رات تھی طبیعت بہت خوش تھی پیرجی صاحب نے موقع پاکر بہت منت خوشامد کرکے اپنی اوس نعمت کی خواستگاری ظاہر کی مگر انہون نے

کچھہ توجہ نہ فرمائی جب بہت ہی عاجزی سے پیش آئے تو آسمان کیطرف دیکھکر یہ فرمایا کہ جا آج تیرے گھر مین ہمنے ایک بہتر بچہ کی روح بھیجی ہے یہ نعمت اوسکا حصہ ہے اوسکو نصیب ہوگی اور وہ روح ہماری امانت ہے اوسکو بہت حفاظت سے رکھنا۔ اوسی رات حضرت منشی میر امداد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار کی صلب سے والدہ ماجدہ کی شکم مبارک مین تشریف لائے اور نو مہینے کے بعد پیدا ہوئے پیر جی صاحب نے جاکر مجذوب صاحب کو اطلاع کی کہ حضرت جسکو آپ نے بلایا تھا وہ آگیا ہے اوسکا نام تجویز فرمائے آپ بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ اپنے پیر اور دادا کا نام ملاکر اوسکا نام رکھدے پیر جی صاحب کے پیر کا نام امداد حسین تھا اور دادا حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد تھی۔ اسلئے اُنکا نام مبارک امداد علی رکھدیا گیا ایام طفلی ہی مین آپ سے طرح طرح کی خرق عادا اور کرامتین سرزد ہوا کرتی تھین اور آپکی آغاز ہی سے انجام کی کیفیت عقلمندون کو معلوم ہوتی تھی کہ آیندہ چلکر آپ ولی کامل اور قلندر ہونے والے ہین۔ آپکے والد آپکا بہت لحاظ کیا کرتے تھے اور وہ مجذوب صاحب کا ارشاد اون کو تمام عمر یاد رہا بعض وقت آبدیدہ ہوکر فرمایا کرتے تھے کہ میان جب تم نعمت فقر سے سرفراز ہوگے خدا جانے ہم بھی زندہ رہتے ہین یا نہین مگر تم ہمکو بھول نہ جانا ہمین بھی اوسمین سے حصہ دینا۔

نقل ؛ خود فرمایا کرتے تھے کہ جس روز مین پیدا ہوا ہمارے محلہ مین ایک برات آئی ہوئی تھی اوسمین نقال بھی تھے اور مجذوب ہمارے گھر کے سامنے جمی ہوئی تھی اور نقال نقلین کر رہے تھے میری نظر کے سامنے سے تمام در و دیوار اور حجاب اوٹھے ہوے تھے مین اپنے بستر پر ہی سے اونکا تماشا دیکھ رہا تھا اور اب تک وہ سما میری نظر کے سامنے ہے۔ ایک مرتبہ اتفاقیہ یہی واقعہ آپکی زبان سے اپنے والد صاحب کے سامنے نکل گیا سنکر حیران اور انگشت بدندان رہگئے اور فرمایا کہ ہان میان کیون نہو یہ مجذوب صاحب کی عنایت ہے۔

نقل خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میری عمر آٹھ برس کی تھی ایک رات اپنی والدہ کی گود مین سو رہا تھا یکا یک میری آنکھ کھلی ایک تجلی آسمان سے اُترتی ہوئی نظر آئی جب وہ میرے قریب آگئی تو مین نے چیخ ماری والدہ سمجھین کہ بچہ ڈر گیا مجکو تھپک دیا پھر جو مین نے آسمان کی طرف دیکھا تو وہی تجلی نازل ہوئی اور میرے قریب آئی مین نے پھر چیخ ماری والدہ نے پھر مجکو تھپک دیا تیسری دفعہ پھر جو مین نے آسمان کیطرف دیکھا تو وہی تجلی نظر پڑی اور میرے قریب آئی پھر مین نے چیخ ماری والدہ ہوشیار ہوکر مجکو بہلانے لگین وہ تجلی میرے نظر سے غائب ہوگئی مین اپنے ذہن مین خیال کر رہا تھا کہ یہ جو مشہور ہے کہ اللہ تعالے آسمانی دنیا پر اکر اپنے بندون کو رزق تقسیم کیا کرتا ہے سچ ہے یہ وہی اللہ ہے - مگر اب جو اللہ تعالے نے مجکو یہ نعمت عطا فرمائی تو خوب پہچانتا ہون کہ وہ تجلی کیا ہے اور اپنی آنکھون سے ہمیشہ اوسکو دیکھتا ہون -

نقل خود فرمایا کرتے تھے کہ جب مین محکمہ کمشریٹ مین گماشتہ مقرر تھا ایک رات کھڑا ہوا گورون کو راشن تقسیم کر رہا تھا یکایک میری نظر کے سامنے ایک خورشید نکل آیا دیکھتے ہی میری آنکھین پتھرا گئین اور مین گرنے کو ہوا لوگون نے جھٹ مجکو سنبھال لیا تھوڑی دیر کے بعد افاقہ ہوا تو لوگون نے سبب پوچھا مین نے کچھ کہکر ٹال دیا - اب مین اپنی آنکھون سے اچھی طرح دیکھتا ہون اور پہچانتا ہون کہ وہ خورشید حقیقت ہے جسکا کسی بزرگ نے یون پتا دیا ہے شعر امروز درین خرقہ من یار برآمد + خورشید حقیقت بشب تار برآمد + تعلیم و تربیت آپ نے اپنے والد صاحب سے پائی تھی زبان فارسی جو آپ کا خاندانی جوہر ہے ایسی اچھی جانتے تھے کہ آپ کے اشعار کو اہل ایران پسند کرتے ہین علم دین کے فاضل اور عالم متبحر تھے اور اس علم مین مولوی عباس علیخان صاحب سے سند مستند حاصل کی تھی عربی - فارسی اردو بھاکا مین شاعری کرتے تھے آپ کی علمی لیاقت اور قابلیت مسلم ہے

انکے سوا اور بہت سے علوم وفنون مین آپ کو دستگاہ حاصل تھی آپکا حال سلسلہ شعرا مین بھی بطور مختصر لکھا گیا ہے اپنے والد کے انتقال کے بعد تلاش روزگار مین شہر رُڑکی تشریف لے گئے اور گودام سرکاری مین نائب سررشتہ داری پر مقرر ہوگئے۔

آپکا ہندوستان سے حیدرآباد مین تشریف لانا اور نعمت فقر سے سرفراز ہونا۔ جس زمانہ مین آپ شہر رُڑکی کے سرکاری گودام مین نائب سررشتہ دار تھے اتفاق ایک دوست کے ساتھ ۱۲۸۵ھ مین حیدرآباد تشریف لائے ہوا ایک دن جمعہ کو نماز کے لئے کہ مسجد مین موجود تھے آپ کے ایک دوست ہندوستانی مولوی قادر بخش صاحب مرید حضرت حاجی ولی محمد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد مین ملے نماز سے فراغت پاکر جو مسجد سے نکلکر چلے تو اثنائے راہ مین مولوی صاحب نے کہا کہ پیر جی صاحب آپکو اکثر بزرگون سے ملاقات کرنیکا شوق ہے آؤ ہم آپ کو ایک بزرگ سے ملائین آپ نے فرمایا بہت اچھا چلیے وہ آپ کو حضرت قبلہ کونین وکعبہ دارین میر غلام حسین احمد عرف میرزا سردار بیگ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت مین لائے قبلہ عالم نے دیکھتے ہی مسکراکر فرمایا کہ مولوی صاحب کن کو ہمارے پاس لائے ہو یہ تو کچھ عجیب شخص ہین مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت یہ علوی سید اور حضرت شاہ عبدالرزاق شاہ العالمین جہنجانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد مین سے ہین قبلہ عالم بہت تعظیم تکریم سے پیش آئے اور بہت محبت اور الفت سے باتین کرتے رہے چونکہ حضرت قبلہ عالم ولی کامل تارک الدنیا آزاد قلندر شخص تھے اور تمام اپنے کنبہ اور قبیلہ سے علیحدہ ہوکر گھر کے مال واسباب کو چھوڑکر ایک حجرہ مین رہا کرتے تھے اور جلد بندی کی مزدوری سے گزاوقات کرتے تھے کسی سے کچھ غرض نہین رکھتے تھے اور سراپا آپ کے

رگ و ریشہ و حرکات و سکنات مین خلق محمدی بھرا ہوا تھا۔ خود بخود آپکا برتاو اور اثر حضرت منشی صاحب قبلہ پر ایسا پڑا کہ وہ دل سے گرویدہ ہو گئے اور اعتقاد جمگیا کہ اب ان سے بہتر کوئی نہین انھی کا مرید ہونا چاہیئے اسوقت تو کچھہ دیر ٹہر کر چلے گئے مگر اسکے بعد اون کے خدمت مین آنا جانا اختیار کیا اور بیعت کے طالب ہوے قبلہ عالم نے جو طلب دیکھی تو اوسی دن سے ظاہر مین کج خلقی سے پیش آنے لگے اور بیعت نہ کیا مگر جون جون آپ بے پروائی اور کج خلقی کرتے تھے وُہین وُہین اُنکا عقیدہ اور بھی زیادہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ اپنے دل مین ٹھان لیا تھا کہ آخر کب تک کبھہ بھی ہو ہونگا انھی کا مرید کبھی تو انکو رحم آئیگا الغرض پانچ برس تک اسیطرح خواہشمند بیعت آتے جاتے رہے جب بالکل ہی عاجز ہو گئے تو مجبور ہو کر یہ تمام قصہ حضرت مجذوب صاحب کی خدمت مین لکھکر بھیجا کہ جن حضرت پر میرا عقیدہ ہے اونکا تو یہ حال ہے اور اون کے سوا اور بھی چند بزرگوار فلان فلان یہان موجود ہین اب آپ مجکو ارشاد فرمائیے کہ مین کیا کرون اور کسکا مرید ہون جب آپکا خط پہونچا تو حضرت مجذوب صاحب کے فرزند ارجمند پیر احمد حسن صاحب قبلہ نے پڑہکر سُنایا سنتے ہی آپ نے اپنی چادر کو جو اوسوقت اوڑہی ہوی تھی جسم سے اُتار کر آگ لگا دی اور ننگے ایک کونہ مین بیٹھ گئے نہ کھانا کھاتے تھے نہ پانی پیتے تھے اور اگر کوئی شخص پاس آتا جاتا تھا تو اوسکو مارنے کو دوڑتے تھے اور خفا ہوتے تھے اور بڑ مارتے تھے یہ تمام واقعہ آپ کے صاحبزادہ نے لکھکر منشی صاحب قبلہ کے پاس بھیجا منشی صاحب قبلہ اوس خط کو پڑہکر حیران رہگئے کہ الٰہی یہ کیا بھید ہے اور مین کیا کرون آخر وہ خط لیکر ڈرتے ڈرتے حضرت میرزا صاحب قبلہ کی خدمت مین حاضر ہوے آپ دیکھتے ہی مسکرائے اور فرمایا کہ منشی جی کیا کہتے ہو کہو۔ اونھون نے موقعہ پاکر اپنے خط لکھنے کا ماجرا بیان کیا اور اوسکا جواب جو آیا تھا پڑہکر سُنایا اور عرض کیا کہ حضرت مجذوب صاحب کی یہ حرکات میری سمجھہ مین نہین آتین حیران ہون کہ کیا

کرون آپ نے فرمایا کہ منشی جی تعلیم دو قسم کی ہوتی ہے قولی فعلی۔ قولی وہ کہ زبان سے
کہین فعلی وہ کہ کر کے دکھادین۔ مجذوب صاحب نے تعلیم فعلی سے تمکو سمجھایا ہے اس سے
یہ مقصد ہے کہ جو شخص ایسا ہو کہ اوسنے اپنی خودی کو اسطرح پھونک دیا ہو جیسے کہ مین نے
اپنی چادر کو پھونک دیا ہے۔ اور دنیا و مافیہا کو ترک کر کے ایک کونہ مین بیٹھ گیا ہو جیسے
کہ مین بیٹھا ہون۔ اور آمد و رفت خلائق سے بیزار ہوتا ہو جیسے کہ مین ہوتا ہون۔ اوسکا
مرید ہو جا۔ قبلہ عالم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنتے ہی حضرت قبلہ منشی صاحب نے
رو کر قدم پکڑ لئے اور عرض کیا کہ حضرت ایسا تو مین آپ کو ہی پاتا ہون اور آپ کو چھوڑ کر
مین ہرگز کہین نہین جاونگا آپ میرے حال پر رحم فرمائے قبلہ عالم کی رحمت جوش مین
آگئی اور ستروین تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۰ھ کو حضرت قبلہ دو جہان کعبہ دین و ایمان حافظ
محمد علیشاہ صاحب خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے صندل کے دن شرف الدین خان
مرحوم کی مسجد مین بعد نماز مغرب حضرت منشی صاحب قبلہ کو مشرف بہ بیعت کیا اور تین سال
کی محنت و مشقت مین تمام اذکار و اشغال و سلوک و مجاہدہ طے کرا کر انیسوین تاریخ ماہ
شعبان سنہ ۱۲۹۳ھ کو تمام اسرار باطنی اور نکات معارف کی تعلیم و تلقین فرما کر اپنی خلافت
سے سرفراز فرمایا اور چارون سلسلہ یعنی چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ و نقشبندیہ کی اجازت
عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ منشی جی سلوک و مجاہدہ دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم
پورا ہو چکا تم کامل ہو گئے جس جگہ ہم کھڑے ہوے تھے تمکو بھی وہین لا کر ہمنے کھڑا کر دیا
اب ہم تم دونون برابر ہو گئے بہتر ہے کہ تم یہان سے کہین دوسری جگہ چلے جاؤ ایک
میان مین دو تلوارین نہین سما سکتین منشی صاحب نے قدم پکڑ لئے اور رو کر عرض کیا
کہ حضرت مجکو آپکی جدائی دم بھر بھی گوارا نہین مین آپ کے قدم چھوڑ کر کہین نہین جاونگا
رہی یہ بات کہ ایک میان مین دو تلوارین نہین سما سکتین درست ہے مگر یہان تو آپ ہی
آپ ہین مین کہان ہون۔ مین تو سر سے پاؤن تک آپ مین فنا ہو گیا صرف وجود اعتبا

ظاہری باقی ہے اور یہ بھی آپ ہی ہین - یہ سنکر حضرت میرزا صاحب قبلہ نے فرمایا کہ خیر اگر اللہ اگر اسطرح رہنا چاہتے ہو تو رہو مگر دیکھو کامل ہوکر پیر کے پاس رہنا آٹھ پہر سولی پر چڑھا رہنا ہے آپ نے عرض کیا کہ مجکو قبول ہے قبلہ عالم خاموش ہوگئے الحق کہ حضرت منشی صاحب قبلہ نے جو کچھ فرمایا تھا اوسکو نباہ دیا اپنے پیر و مرشد کی حیات ظاہری تک ایسے نیست و نابود رہے کہ اون کے سامنے کبھی دم بھی نہ مارتے تھے اور اونکی فرمائی ہوی بات کو سوائے آمنّا و صدّقنا کے رد نہین کرتے تھے اور پاس ادب سے تمام عمر کبھی اون کے مکان مین تھوکا تک نہین اور کلام مین تقدیم نہین کرتے تھے بوجھنے پر نہایت ادب سے کچھ عرض کر دیتے تھے - قبلہ عالم کو بھی آپ سے ایسی محبت پیدا ہوگئی تھی کہ آپکی بے انتہا تعریفین کیا کرتے تھے اور ایک دم بھی آپ کی جدائی کو گوارا نہین کرتے تھے اگرچہ آپ کو چارون سلسلہ کی اجازت حاصل تھی اور اونہون نے کونکو بیعت بھی کرتے تھے مگر زیادہ تر غلو سلسلہ چشتیہ عالیہ مین تھا اسلئے سلسلہ چشتیہ عالیہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے -

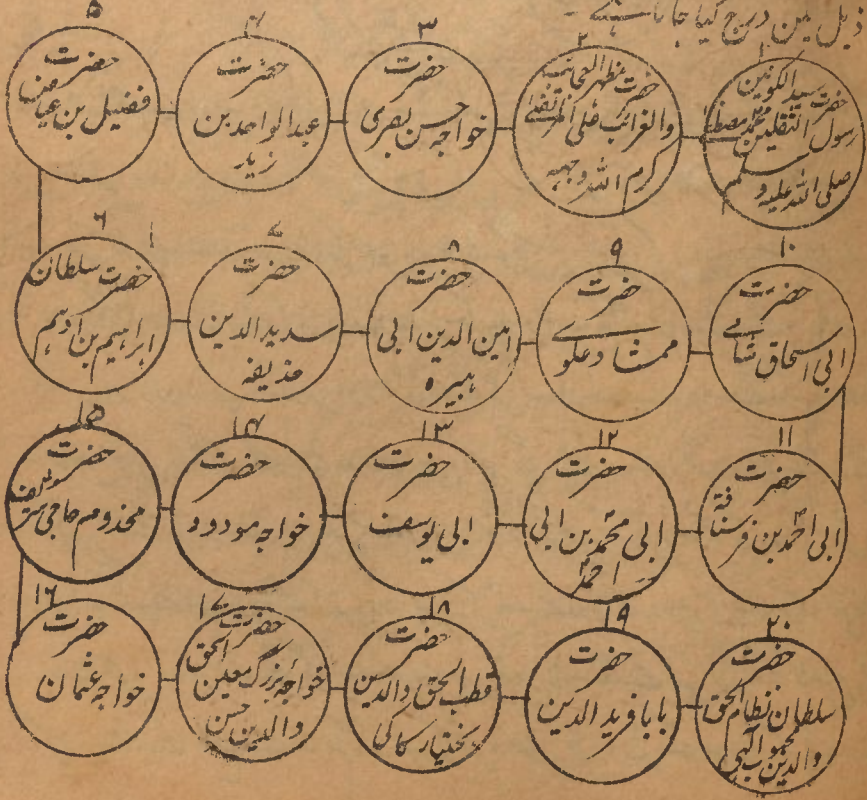

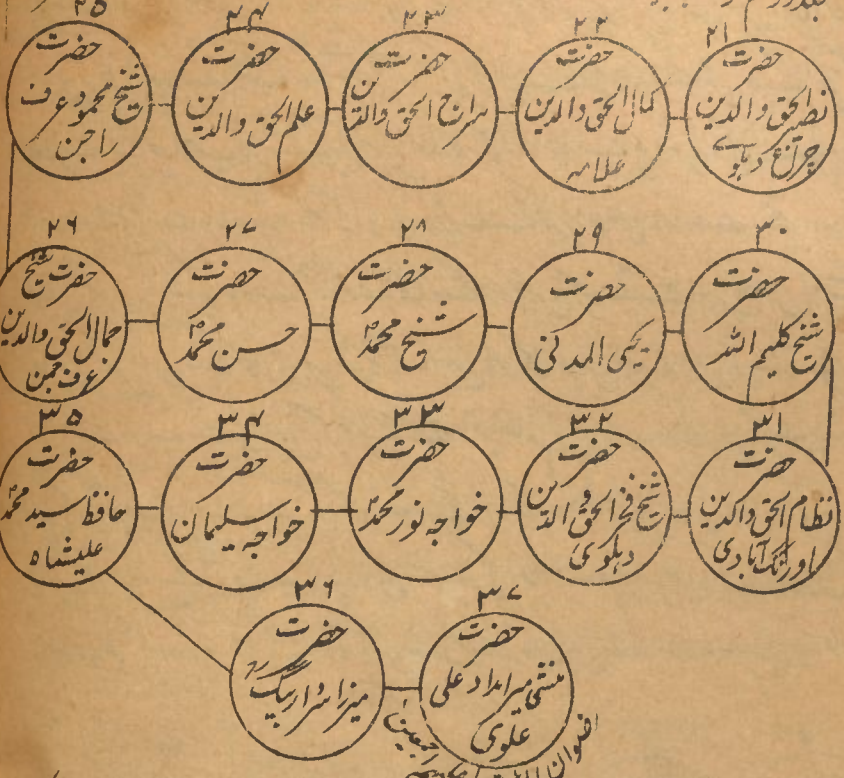

مناقب آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب فرد الافراد تھے اور تمام سلوک تشبیہی و تنزیہی و مجاہدۂ نفس مین کامل اکمل تھے۔ مذاق توحید حضرت جنید و شبلی و عطار علیہم الرحمۃ سے ملتا جلتا تھا بلکہ بعض اوقات تو جوش مین آپکی زبان سے ایسے ایسے اسرار نکل جاتے تھے کہ علمائے ظواہر سنکر پیچ و تاب کھا کر رہجاتے تھے۔ کیسے کیسے امیر اور مالدار آپ کے مرید اور معتقد تھے مگر آپ ایسے بے پرواتھے کہ کسی سے کچھ غرض نہین رکھتے تھے اپنے مدرسہ ہی مین اپنی جگہ بیٹھے رہنے کو پسند فرماتے تھے نہ کہین آتے نہ جاتے مزاج مین استغنا ایسا تھا کہ اگر کبھی کسی مرید نے کچھ نذر پیش کی تو آپ نہ لیتے جب دیکھتے کہ زیادہ اصرار کرتا ہے اور آزردہ ہوتا ہے تو اوسکی خاطر داری سے قبول فرما لیتے تھے مگر اپنے صرف مین نہین لاتے تھے کسی اللہ کے کام مین خرچ کر دیتے تھے۔ صبح سے شام تک آپ کو تعلیم و تلقین خلق اللہ کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔

قرآن مجید حدیث شریف اور کتب تصوف کا درس تدریس جاری رہتا تھا تمام شہر کے
آدمی آپ کے دریاے فیض سے مستفیض ہوتے تھے علم حقایق ومعارف مین ایسی
دستگاہ تھی کہ اس علم کی تمام کتابین خواہ کیسی ہی مشکل مثل فصوص الحکم وفتوحات مکیہ
کیون نہو بے تکلف بیٹھے پڑھاتے رہتے تھے کیا ممکن کہ کوئی مسئلہ لاینحل رہجاتا اس
علم مین آپ نے بھی بہت سی کتابین تصنیف فرمائی ہین - صاحب کشف اور صاحب
نظر ایسے کہ تمام مراتب عروج ونزول ذات متعال اور مقامات مغائبہ ومعائنہ ومشاہدہ
ومکاشفہ ومراقبہ وغیرہ آپ پر بخوبی کھلے ہوے تھے الغرض کوچۂ فقر کے تمام کمالات
کے آپ مجتمع تھے مگر باایںہمہ خود کو ایسا گمنام وبے نشان کر رکھا تھا کہ ہمیشہ دنیا دارونکی
سی وضع مین رہتے تھے تاکہ کوئی شخص آپ کو یہ نہ جانے کہ یہ کوئی بزرگ ہین مگر جو
جاننے والے تھے وہ آپ کو ایسا پہچانتے تھے کہ جیسا جاننے کا حق ہے - متشرع ایسے
کہ کبھی کوئی امر خلاف شریعت غراے محمدی آپ کے کسی قول وفعل سے صادر نہین
ہوتا تھا - مجاہد نفس ایسے کہ ایک وقت تھوڑا سا کھانا کھالیتے تھے دوسرے وقت بالکل
ندارد اور جہان کے تمام لذایذ کو ایسا ترک کر دیا تھا کہ کوئی چیز چکھتے بھی نہین تھے بعض
موقع پر فرمایا کرتے تھے کہ مجکو اب یہ بھی یاد نہین کہ دنیا کی چیزون مین کس قسم کا مزہ
ہے اور کیسی لذت ان چیزون مین ہے زبان سے مزہ تک جاتا رہا تھا خواہش تو
کہان - آپکو سماع کا بھی بہت شوق تھا نہایت احتیاط اور آداب کے ساتھ سنتے
تھے - آپ کا عجب رنگ تھا جس مجلس مین بیٹھ گئے قیامت برپا کر دی جسطرف نظر ڈالی
بجلیان گرادین ذرا توجہ کی تو تمام حاضرین مجلس کو تڑپا دیا - سب لوگونکا اتفاق ہے کہ جو
لطف آپکی مجلس مین آتا تھا کہین دیکھا یا سنا - آپ کے وجد وحال کی جو حالت تھی
بیان نہین ہوسکتی بعض وقت تو ایسے محو ومستغرق ہوجاتے تھے کہ گھنٹون تک
آنکھین پتھرائی ہوئین اور جسم سارا بے حس وحرکت رہجاتا تھا اور زندگی کی علامت

صرف سانس کی آہٹ معلوم ہوتی تھی آپکے مریدین اور معتقدین سر پیٹنے لگتے تھے کہ ایسا نہو آپ بھی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی شہید المحبت کے مانند اسی مجلس مین تمام ہو جائین۔

نقل۔ ایک مرتبہ اردو شریف کی خانقاہ مین عرس تھا اور آپ کو وجد ہوا کئی بار زمین پر گرے حضرت میرزا صاحب قبلہ نے لوگون کو فرمایا کہ منشی جی کو سنبھالو گرنے نہ دو یہ منشی نہین ہے میرزا ہے۔

نقل۔ ایک دفعہ حضرت میرزا صاحب قبلہ آپکی تعریف کر رہے تھے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت کیا منشی جی قطب ہو گئے قبلۂ عالم نے فرمایا کہ واہ آپ نے کیا اچھی منشی جی کی قدر کی میان منشی جی جسکو چاہین قطب بنا دین۔

نقل۔ ایک روز آپ کے پیر و مرشد حضرت میرزا صاحب قبلہ اپنے دولت خانہ کا دروازہ بند کر کے کہین تشریف لیجانے کا ارادہ رکھتے تھے یکایک آپ سامنے حاضر ہوے حضرت قبلہ میرزا صاحب نے جو آپ کو دیکھا تو جوش آگیا اور فرمایا کہ منشی میری اور تیری مانند اب دنیا مین کوئی ہے آپ نے عرض کیا کہ حضرت میرا نام کاہے کو لیتے ہین آپ اپنی ہی نسبت فرمائے۔ فرمایا کہ کیون۔ عرض کیا کہ حضرت یہان تو آپ ہی آپ ہین۔ مین تو آپ مین فنا ہو گیا میرا تو پتا بھی نہین یہہ کچھ نظر آتا ہے یہ بھی آپ ہی ہین۔ فرمایا کہ اچھا میری مانند کوئی ہے۔ عرض کیا کہ مصرعہ اگر مثل تو باشد آن ہم تو ئی ہ چونکہ قبلۂ عالم کو علم ظاہری کم تھا فرمایا کہ منشی جی تمنے یہ کیا کہا عرض کیا کہ حضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین لکھتے ہین کہ شعر

گزین کردۂ ہر دو عالم توئی۔ اگر مثل تو باشد آن ہم توئی ہ

یعنی دونون جہان کا مقبول تو ہی ہے اور اگر کوئی تیری مانند ہے بھی تو وہ بھی تو ہی ہے۔ یہ سنکر قبلۂ عالم جہان جانیکا ارادہ رکھتے تھے تشریف لے گئے۔

نقل ایک شخص طالب خدا بنکر حضرت میرزا صاحب قبلہ کی خدمت مین آیا آپنے فرمایا کہ چلو مین تمکو اپنے پیر و مرشد کے پاس لیجاتا ہون وہ مجھسے بھی زیادہ کامل بزرگ ہین پس اون کو ہمراہ لیکر حضرت قبلہ منشی صاحب کے پاس مدرسہ مین آپنے منشی صاحب قبلہ نے جو دیکھا کہ پیر و مرشد تشریف لا رہے ہین سر و قد کھڑے ہو گئے اور قدمبوسی کر کے انکطرف ادب سے ہاتھ باندھکر بیٹھ گئے میرزا صاحب قبلہ نے فرمایا کہ منشی جی یہ صاحب طالب خدا ہین انکو بیعت کر لو عرض کیا کہ بہت اچھا تھوڑی دیر مین آپ واپس تشریف لے گئے۔ اوس شخص نے حضرت منشی صاحب قبلہ سے کہا کہ حضرت تعجب کی بات ہے کہ آپ نے اپنے مرید کی اسقدر تعظیم تکریم کیون کی آپ نے جواب دیا کہ تم کیا کہتے ہو وہ تو میرے پیر و مرشد ہین اوس شخص نے کہا کہ اونھون نے تو اپنا پیر و مرشد آپکو بتلایا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ اونکی عنایت اور سرفرازی ہے مین تو اون کا غلام ہون وہ شخص یہ سب ماجرا سنکر چپکے سے اوٹھکر چلنے لگا آپ نے فرمایا کہ کہان چلے اوسنے کہا کہ بس حضرت ہماری دال یہان نہین گلتی آپ نے فرمایا کہ کیون آخر کچھ تو کہو اوسنے کہا کہ حضرت مین بال بچے والا آدمی ہون یہ چاہتا تھا کہ کچھ آپ سے حاصل کر کے چار پیسے کماؤن آپ بھی کھاؤن اپنے بال بچون کی بھی پرورش کرون مجکو کیا معلوم تھا کہ آپ ایسے ستیاناسی لوگ ہین۔ پیر ویسے۔ مرید ایسے نہین معلوم کہ کون سے پیر ہین اور کون سے مرید یہان تو وہ رہے جو گھر سے فالتو ہو۔ آپ سے وہ کچھ حاصل کرے جو اپنی خودی سے پہلے ہاتھ دھوئے ہمارا سلام لیجئے۔ اور سلام کر کے چلدیا۔

کرامت آپ مشرب قلندریہ رکھتے تھے کشف و کرامت ظاہر کرنے کو اچھا نہین سمجھتے تھے مگر اکثر امور خود بخود بطور خرق عادت ظاہر ہو جاتے تھے چنانچہ آپکے بھتیجے میان عارف علی صاحب و نعمت علی صاحب فرماتے ہین کہ حضرت قبلہ کے پیر بھائی مولوی قادر حسن خان صاحب کے یہان ہر سال ماہ ربیع الاول مین حضرت رسول

مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت ہوا کرتی ہے اور جناب
نواب سردار یار جنگ بہادر برادر زادہ حضرت میرزا سردار بیگ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ
علیہ موئے مبارک کو صندوقچی مین سے نکالکر حاضرین مجلس کو زیارت کرایا کرتے ہین۔
ایک مرتبہ ایسا ہی موقعہ درپیش تھا قادر حسن خان صاحب نے حضرت قبلہ منشی میر امداد علیصا
رحمۃ اللہ علیہ سے اوسی موقعہ پر عرض کیا کہ حضرت ہمارے میان نواب سردار یار جنگ
بہادر کے کئی صاحبزادیان ہین مگر صاحبزادہ کوئی نہین کیا اچھا ہو کہ سال آیندہ اسی موقعہ
صاحبزادہ بھی موجود ہو اور اوسی نوزادہ کے ہاتھ سے زیارت کرائی جائے قبلہ و کعبہ نے
فرمایا کہ اچھا کچھ بڑی بات نہین قدرت خدا سے مجلس سال آیندہ مین صاحبزادہ موجود تھا
اور اوسی کے ہاتھ سے موئے مبارک کی زیارت کرائی گئی اس واقعہ کے تمام لوگ
شاہد ہین۔

ملفوظات } کسی نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت آزاد کسکو کہتے ہین آپ نے
فرمایا کہ اگر اوسکے ہاتھ مین لعل ہو اور وہ کہین گر جاے تو اوسکو کچھ پروا نہو جیسے کہ شیر
خوار بچہ کہ اوسکے ہاتھ سے کوئی چیز بھی ضایع ہو جائے اوسکو کچھ پروا نہین ہوتی۔

نقل } آپ نے فرمایا کہ آج مین نے اپنے پیر و مرشد قبلہ و کعبہ کو خواب مین دیکھا اور
عرض کیا کہ حضرت مین اکثر خواب مین لوگون کو روٹیان تقسیم کیا کرتا ہون تو آپ نے
فرمایا کہ منشی اللہ نے مخلوق کا رزق تیرے ہاتھ مین دیدیا ہے۔

نقل } آپ فرماتے تھے کہ جس دن مجکو میرے پیر و مرشد نے اپنی خلافت سے
سرفراز فرمایا منجملہ تعلیم و تلقین اسرار باطنی چند نصیحتین بھی فرمائی تھین کہ چار آدمیون سے
ہمیشہ پرہیز کرنا۔ ایک زاہد ریاکار۔ دوسرے شیخ طامع۔ تیسرے عالم متعصب۔ چوتھے
دنیادار بے خوف۔ اور چار آدمیون سے ربط رکھنا کچھ مضائقہ نہین۔ ایک زاہد باخوف۔
دوسرے شیخ بے طمع۔ تیسرے عالم بے تعصب۔ چوتھے دنیادار باخوف۔

یہ بھی فرمایا تھا کہ کسیکا ضامن نہ ہونا۔ اور کسیکی امانت اپنے پاس نہ رکھنا۔ اور دو آدمیون کے معاملہ مین دخل نہ دینا۔ اور شوہر والی عورت سے کبھی ربط نہ کرنا۔ اور کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنا یہانتک کہ خدا سے بھی نہ مانگنا۔ اور کسی سے قرض نہ لینا۔ دوسرون کو اپنے پاس سے دینا یہانتک کہ کہین سے بھیک مانگ کر بھی لا دینا۔ اور دوسرون کی حاجت روائی مین جہانتک ہو سکے کوشش کرنا۔

نقل ۔ اٹھیسوین تاریخ ماہ شوال ۱۳۱۲ھ کو محفل سماع گرم تھی۔ غزل شروع ہوئی۔

امروز شاہ شاہان جہان شدہ است مارا ۔ جبریل بابلاک دربان شدہ است مارا ۔

جب یہ شعر شروع ہوا شعر ہر نقطۂ وجودے اندر خط شہودے ۔ از عین وحدت اوبرہان شدہ است مارا ۔ آپ نے دماغ پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ نقطہ وجود ہے یہان ہے۔ اسی نقطہ مین سے ہاتھ پاون ناک کان وغیرہ کے خطوط جب پھیلے تو انسان کا پتلا بنکر کھڑا ہو گیا۔ اوسی نقطۂ وحدت پر نظر کرو کثرت خطوط اعضا کو نہ سمجھو۔

نقل ۔ ایک شخص کی بی بی سخت بیمار تھی جب اوسکا وقت آخر آپہونچا تو دوڑتا ہوا حضرت قبلہ میرزا سردار بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا حضرت میری بی بی کی ایسی حالت ہے خدا کے واسطے آپ تشریف لے چلئے اور اوسکو بیعت کر لیجئے آپ نے حضرت منشی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا آپ تشریف لے گئے وہ عورت بے ہوش تھی اور زبان بالکل بند آپ نے اوسکو ہوشیار کیا اور فرمایا کہ مین تجکو مرید کرنے کے واسطے آیا ہون جو کچھ مین کہتا ہون اوسکو سن اور زبان سے کہہ وہ ہوشیار ہو گئی اور اپنے ارادہ سے تمام کلمات پڑھکر مرید ہو گئی آپ نے فرمایا کہ گھبرا نہین تو مرتی نہین اوٹھکر بیٹھ اوسکو آپ کے فرمانے پر ایسا اطمینان ہوا کہ خود بخود اوٹھکر بیٹھ گئی اور باتین کرنے لگی دو ہی چار دن مین اچھی ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث شریف مین جو آیا ہے کہ لا موت نفسا الا باذن اللہ۔ بہت درست ہے بے اذن اللہ کوئی

شخص نہین مرتا اور اذن اللہ انسان کے قلب مین نازل ہوتا ہے - جب مریض کے دل مین اپنی موت کا پورا اطمینان ہو جاتا ہے مرجاتا ہے اور جبتک نہین ہوتا نہین مرتا -

نقل ! ایک مرتبہ آپ اپنے پیر و مرشد کے حضور مین حاضر تھے ایک مولوی صاحب آئے اور تھوڑی دیر بیٹھکر ذات باری کے بارہ مین آپ سے کچھہ گفتگو کرنی چاہی آپ نے فرمایا کہ ذات باری مین کلام کرنا منع ہے اونھون نے طعنہ کے راہ سے کہا کہ آپ تو فقیر کے دیکھنے والے ہین آپ کو کیا لحاظ ہے آپ نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو کچھہ بولون اونھون نے فرمایا کہ بیان کرو آپنے مولوی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ پوچھئے کیا پوچھتے ہین اونھون نے کہا کہ قبل انظہور عالم اگر ذات کو یہ علم نہ تھا تو کیا ذات جاہل تھی اور اگر تھا تو وہ ذات ہی کب تھی آپ نے فرمایا کہ دو مثالین بیان کرتا ہون اگر عقل ہے تو سمجھلو - اوسوقت ذات کی مثال ایسی تھی جیسے کہ کوئی شخص تین شراب کے کئی شیشے چڑھا جائے اور اوسکی مستی بے انتہا ہو اوسوقت اوس شخصکو علم وغیرہ سب موجود ہے مگر غایت مستی سے انانیت محض کے سوا اور کچھہ بھی نہین جون جون نشہ اترتا جائے گا ہر شے کا علم ہوتا جائیگا - اسی طرح ذات جون جون تنزل کرتی گئی نشہ اترتا چلا گیا اور علم بڑہتا گیا اور ذات کے نشہ اترنے ہی کا نام تنزل ذات ہے - دوسری مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شیر خوار بچہ کہ اوسمین تمام قابلیت موجود ہے مگر انانیت محض کے سوا اور کچھہ بھی نہین جون جون بڑہتا چلا جائے گا اوسکا علم اجمالی تفصیل پاتا چلا جائے گا - اگر یہ کہا جائے کہ اوسمین قابلیت اور علم نہین تو پھر کسطرح حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی پر بچہ نے گواہی دی اور کیونکر اوسکی زبان اٹھی اور وہ بولا -

نقل ! ایک روز انانیت کی کیفیت مین آپ نے فرمایا کہ جیسی انانیت کہ اسوقت انسان مین ہے روح مین جسم کے اندر داخل ہونے سے پہلے نہ تھی اور آب و گل مین

بھی نہ تھی روح اور جسم کے ملنے سے یہ ایک تیسری چیز پیدا ہو گئی ہے اگر یہ انانیت بدون وجود مطلق کے رہی تو یہی جہنم ہے اور اگر وجود مطلق کے ساتھ رہی تو یہی جنت ہے۔

آپکے وصال کا حال۔ محنت و مشقت و مجاہدۂ نفس کے سبب اکثر آپ بیمار رہا کرتے تھے۔ ماہ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ کی پانچوین تاریخ کو بخار آیا علاج معالجہ بہت کچھ کیا گیا مگر آرام نہ ہوا آخر ماہ مذکور کی گیارہوین تاریخ کو دوپہر سے خود بخود محویت ذاتی طاری ہو گئی کسی سے کچھ کلام نہین کرتے تھے اگر کوئی مزاج پوچھتا تھا تو فرما دیتے تھے کہ مین اچھا ہون اور زبان مبارک پر قرآن مجید اور حدیث شریف کی آیات جاری تھین اور طرح طرح کے اسرار الٰہی زبان سے فرماتے تھے آخر پانچ بجے دس منٹ پر شام کے قریب اپنے شغل خاص مین اس دار فانی سے رخصت ہو کر فردوس اعلےٰ مین قیام فرمایا اور تمام لوگون کے مشورہ سے اگلے دن یعنی بارہوین تاریخ کو بارہ بجے دن کے اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ میرزا سردار بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گنبد مبارک کی بست دری مین دائین طرف دفن کئے گئے عمر شریف تقریباً چونسٹھ پینسٹھ سال کی ہوئی۔ اور آپ نے اپنی حیات ظاہری مین اپنے مریدون مین سے کسی شخص کو اپنا خلیفہ و جانشین و قائم مقام نہین بنایا اور جہانتک تحقیق اور دریافت کیا گیا یہی ثابت ہوا کہ آپ کے پاس آپ کے مذاق کے لینے کے قابل آپکی مانند کوئی نہ آیا اسیواسطے آپ نے کسیکو نہ بنایا اور خود بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کوئی شخص میری مانند اپنا ستیاناس نہ کر دے گا یہ نعمت ہرگز نہ دونگا قبر مین لیجاؤنگا۔ ایسا ہی ہو گیا۔ آپ کے وصال کے بعد سویم کے دن سب لوگون نے مگر آپ کے حقیقی بھتیجے جناب میان سید عارف علی صاحب قبلہ کو آپ کا متولی اور منتظم بنایا اور تمام مریدون نے اونکی اطاعت کو بجاے اپنے پیر و مرشد کے اپنے ذمہ قبول اور اختیار کر لی اور آپکی اولاد صلبی بھی باقی نہین رہی

اور آپ کا عرس ہر سال گیارہوین اور بارہوین تاریخ ماہ محرم الحرام کو ہوا کرتا ہے اور عرس کی تقریب مین ایک مشاعرہ مدحیہ بھی ہوتا ہے فقط۔

حضرت سید شاہ ناصر الدین المعروف سید صاحب قدس سرہ العزیز

۳

آپ سادات حیدری سے ہین اور نسبا پدری حضرت سید جلال بخاری رح اور نسبا مادری حضرت امین الدین اعلے بیجاپوری کو پہونچتا ہے۔ آپکو حضرت مولانا مولوی میر شجاع الدین قدس سرہ العزیز سے طریقہ قادری و چشتیہ مین اجازت بیعت حاصل تہی۔ اور مرشد اعلے۔ شیخ عبد اللہ بن علی الاسدی قدس سرہ العزیز خلیفہ حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ مہین۔

آپکا وطن آبائی احاطہ کرناٹک ارکاٹ تہا۔ آپکے والد بزرگوار حضرت مولوی سید حسین قادری (بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر) بوجہ جواہات دنیوی معہ والدہ صاحبہ و برادر کلان حیدرآباد تشریف لائے تہے۔ اور متوکل زندگی بسر کیے۔ چنانچہ یہان آپ ۱۲ محرم ۱۲۴۴ھ کو پیدا ہوئے تہے علوم حقایق و معارف مین دستگاہ کامل رکہتے تہے اور راضی برضا قانع بحد امتوکل رہتے تہے اور مسکن متصل علاوہ بی بی رضہ تہا۔ اور آپکا فیض عام بذریعہ تعویذات جاری تہا۔ اور صاحب کرامات تہے۔ چنانچہ بارہا مقامات دیگر مین دیکہے گئے۔ حالانکہ آپ قیام گاہ پر موجود تہے آپ ۱۱ محرم ۱۳۱۱ھ کو وفات پائے۔ ہزارہا آدمی۔ اور حضور پرنور اعلیحضرت نواب نواب میر محبوب علیخان بہادر سلطان دکن خلد اللہ ملکہ وقت مسجد مین نماز جنازہ ادا کیے اور حضور پرنور حضرت کے حین حیات مین ملاقات کے لیے تشریف فرما ہوئے تہے اور بعد وفات بہی فاتحہ کے لیے رونق افروز ہوئے ہین اور مرقد شریف متصل

علاوہ بی بی صاحبہ اوس مسجد مین واقع ہے جو حضرت کے نام سے مشہور ہے اور آپ کے ہزارہا آدمی مرید ہین۔ اور آپ کے جملہ مناقب کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ آپ کے دو خلیفہ ہین محمد عبدالکریم صاحب ہمشیرہ حضرت۔ قابل قدر ہین۔ اور محمد پیارے صاحب حافظ قرآن لایق تحسین اور حضرت کے جانشین سید شاہ حسین قادری (آپ کو حضرت سید صاحب قدس سرہ سے نسبت ظہری حاصل ہے) ابن حضرت سید شاہ قادر حسین قادری۔ ابن حضرت سید شاہ حسین قادری چشتی ارکاٹی قدس سرہ ہین۔ انکو آبائی سلسلہ بیعت بہی حاصل ہے اور نسب حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کو پہونچتا ہے انکے دادا نہایت مقدس بزرگ صاحب تصرف تہے۔ چنانچہ صرف دست پاک حالت غضب مین زمین پر رکہنے سے حروف کتاب اُڑ گئے۔ اور کاغذات بے تحریر ہوگئے۔ اور جب شخص فخر کنندۂ علم نے معذرت اور عاجزی کی معاً عفو تقصیر کے حروف نمایان ہوئے۔ نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان آپ کے کمال درجہ معتقد اور بائیس خواجہ فرماتے تہے۔ اور نواب خورشید جاہ بہادر آپ کے مرید تہے اور بالین قبر نواب صاحب ممدوح مزار شریف واقع ہے۔ اور حضرت سید شاہ قادر حسین قادری (جو جانشین صاحب کے والد بزرگوار ہین) عارف بحق ہین اور نواب شمس الملک مظفر جنگ بہادر کو آپ سے بہی بیعت ہے۔

حضرت شاہ محمد حسن ابوالعلائی قدس سرہ العزیز

شیر بیشۂ معرفت اسوۂ مہمات وجود مرجع ارباب شہود

محبوب رب المنن قدوۂ السالکین زبدۃ العارفین

وحید الاولیا فرید الاتقیا

۴

آپ کے پدر بزرگوار کا نام نامی محمد غلام حسین۔ صاحب شہر محمد آباد بیدر (حیدرآباد دکن) کے رہنے والے تھے۔ آپ کے بزرگوار شہر بیدر مین پیشگاہ شاہان بریدی و بہمنی سے نہایت ممتاز و مفتخر تھے۔ چنانچہ آپ کے والد سلطان علی برید کے روضہ کے متولی تھے۔ عالم طفولیت مین آپکی میلان طبیعت نوشت و خواند کیطرف بالکل نہین تھی ہرچند کہ آپ کے والد جد وجہد فرماتے مگر بے سود ہوتا۔ گو علم کی طرف طبیعت راغب نہ تھی اوس کے ساتھ ہی ساتھ لہو و لعب سے بھی بالکل متنفر اور غیر مانوس رہتے تھے عالم صغر سنی و شباب مین مزاج مبارک مملو بعشق الٰہی تھا اور قلب نہایت صاف و رقیق تھا اور ہمیشہ مثل مستون کے رفتار فرماتے تھے اگر کسیوقت کسی طرف سے آواز رونے کی یا خوش الحان طیور کی یا راگ یا صدائے ہائے ہوئے یا دہ نوشان معرفت کی گوش مبارک مین پہونچتی۔ تو بے اختیار نعرہ مار کے بیہوش ہوجاتے تھے اور کثرت سے رقت جاری رہتی تھی۔ ایسے وقت مین والد بزرگوار یا اور کوئی بزرگ یا علاؤن سے نزدیک رہتے تو اسقدر ضبط فرماتے تھے کہ عالم بیہوشی طاری ہوجاتا تھا۔

اور آنکھ سے آنسو جاری ہوجاتے تھے عالم صغر سنی سے ہی مذاق طبیعت مالوف بصحبت
فقرا تھا جسوقت والد بزرگوار نے بسعی و کوشش تمام حضرت کو قرآن مجید پڑھائے قریب
الاختتام والد ماجد رحلت فرمائے عالم بقا ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون بعد وفات والد بزرگوار
خدمت و اطاعت والدہ مکرمہ مین بجان و دل مشغول ہوے اور اکتساب علوم کے
طرف مائل ہوگئے اور پابند صوم سہ ماہہ و نماز پنجگانہ و نوافل شبینہ تھے اور تھوڑے
زمانہ مین علم عربی و فارسی مین خط و کمال وافر بہم پہونچائے اسکے بعد طبیعت طالب
کسب و ریاضت علم باطنی کے ہوے اور ذوق سراغ مرشد کامل کا محیط حال ہوا۔
اور حالات جذبیہ و عشقیہ طاری ہونے لگے اور شوق زیارات عتبات عالیات دامنگیر
ہوا بیشتر عالم جذبہ مین جنگل و بیابان کی طرف نکل جاتے تھے اور اکثر بہت عرصہ تک
مزارات اولیاء اللہ مثل جناب آفتاب عالمتاب محمد شمس الدین قادری عرف ملتانی
بادشاہ قدس سرہ وسید السادات ربانی قدس سرہ و قاضی القضاۃ حقانی قدس سرہ
واقع بیدر شریف پر مراقب رہا کرتے تھے۔ چنانچہ فیض باطنی سے فیضیاب ہوے
اور باجازت باطنی حضرات اولیاء اللہ ممدوحین قدس اسرارہم و باجازت والدہ مکرمہ شہر محمد آباد
بیدر شریف سے بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کو بزمانۂ سلطنت حضرت نبدگا نعالی سکندر جاہ مغفرت
منزل علیہ الرحمۃ تشریف لائے۔ اور والدۂ مکرمہ حضرت کو واسطے تزویج کے جسقدر مجبور
فرمانے تھے اوسیقدر حضرت جواب مین بالکل سکوت فرماتے تھے۔ حضرت کو عالم تجرد پسند
تھا لہذا تا زمانۂ وصال مجرد رہے۔ جب حیدرآباد تشریف لائے اوسوقت آوازۂ وجد و حال
و جذابیت و سلوک حضرت شاہ محمد قاسم عرف شیخ جی حالی صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز کا
بلند تھا حضرت شاہ محمد حسن قدس سرہ شرف قدمبوسی حاصل کئے اور داخل زمرۂ طالبان
خدا سے ہوکر مشرف بہ بیعت ہوئے بعد چند روز کے خلافت سے سرفرازی حاصل ہوی
مگر حضرت اپنے خلافت کو ظاہر نہین فرماتے تھے جب بعد وصال حضرت شاہ

محمد قاسم رضی اللہ عنہ کے حضرت شاہ محمد شفیع عرف جمعدار صاحب قبلہ قدس سرہ سجادہ آرائے مسند خلافت ہوئے حضرت شاہ محمد حسن مثل اپنے مرشد کے حضرت جمعدار صاحب قبلہ سے بعقیدت وخلوص ویکتائی رجوع رہے جمعدار صاحب قبلہ کو بھی اپنے برادر حضرت شاہ محمد حسن سے نہایت خلوص ومحبت تھی گویا ایک روح دو قالب تھے۔ حضرت جمعدار صاحب قبلہ قدس سرہ نے حضرت کو مجبور فرمائے کہ رونق افروز مسند خلافت ہوں اوسوقت سے حضرت ہدایت وارشاد طالبان راہ خدا مین مصروف ہوے۔ حضرت کو علم فارسی وعربی مین دستگاہ حاصل تھا اور اکثر حضرت تعلیم وتدریس شاگردون کیطرف رجوع رہتے تھے حضرت بلدہ مین تشریف فرما ہونیکے بعد مکانمین وجیہہ الدین خان صاحب مرحوم کے فروکش رہے صاحب موصوف کو حضرت سے غایت تلمذ حاصل تھی۔ طبیعت مین حضرت کے جلال بہت تھا اور اکثر عالم جذبیت مین محو رہتے تھے عمدہ لباس سے حضرت متنفر رہتے تھے حضرت کے مریدونمین شاہسوار جنگ مرحوم ومستحکم جنگ مرحوم وغیرہ امرا واعزا دغربا جو داخل تھے حضرت کے جلال سے روبرو نہین آسکتے تھے اور حضرت ہر ایک شخص کو مریدی مین نہین داخل فرماتے تھے اوسوقت تک کہ حوصلہ اوسکا لایق مریدی کے ہو اور اکثر کے نسبت انکار فرماتے تھے حضرت مغفرت مکان نواب افضل الدولہ بہادر علیہ الرحمۃ چندبار حضرت سے ملنے کا ارادہ فرمائے مگر حضرت نہین ملے چونکہ حضرت مغفرت مکان کو حضرت سے عقیدت تھی لہذا الماس باغ واقع بھولی گوڑہ نذر گزرانے اور ایک جاگیر محاصلی پانچہزار روپیہ کی جاری کیے مگر حضرت نے جاگیر نہین لئے۔ حضرت کو اکثر بیخودی کا عالم بہت طاری رہتا تھا بعض اوقات بےستر ہوجاتے تھے یہانتک کہ حالت نماز مین بیخودی کے حرکات ظاہر ہوتے تھے۔ اور کبھی حضرت اہت نہین کیے حضرت کے نظر کی تاثیر ایسی تھی کہ جو مقابل چار چشم ہوتا تھا وہ بیہوش ہوجاتا تھا اگر کوئی ارادہ قدمبوسی کرے تو حضرت منع فرماتے اور علیحدہ ہوجاتے تھے اور فرماتے تھے کہ بحکم نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم ناجایز ہے۔ حضرت کبھی پھول نہین سونگتے تھے اگر کوئی پھول گذرانے تو روبرو رکھے ہوتے تھے۔ اور ہمیشہ بوقت صبح مثنوی تشریف پڑھے جاتے تھے اوسوقت کسیکو بغیر وضو مجلس مین حاضر ہونیکا حکم نہین تھا اسیطرح مجلس سماع مین کوئی بے وضو نہین آسکتا تھا

اگر کوئی بے وضو آجاتا تو حضرت اپنے کسی ایک خادم یا مرید کو فرماتے تھے کہ فلان شخص بے وضو آیا ہے نکال دو وہ شخص امیر یا کیسا ہی معزز کیون نہو نکلوا دیتے تھے۔ اور اکثر درس کتب تصوف و اتحاد کا ہوتا رہتا تھا۔ اور حضرت کبھی شدت گرما و بارش مین جہتری نہین رکھتے تھے اور سواری سے کنارہ فرماتے تھے۔ پیادہ پائی مرغوب تھی۔ زیارات مزارات کا بہت عشق تھا۔ حضرت کبھی کسی امیر کی دعوت مین تشریف نہین لیگئے غربا و مریدین کے پاس بہت خلوص سے تشریف لیجایا کرتے تھے۔ حضرت فاتحہ و نیازات بزرگان بہت احتیاط و طہارت سے ادا فرماتے تھے قرض لینے سے سخت نفرت تھی حضرت کو تعلیم و تدریس مین جو میسر آتا تھا اوسکا ایک حصہ اپنے والدہ مکرمہ کی خدمت مین روانہ فرماتے تھے اور ایک حصہ اخراجات ذات مبارک کے لئے باقی دو حصہ جمع رکھ کے سالانہ نیازات بزرگان و فاتحہ مین صرف فرماتے تھے کھانا تھوڑا پکواتے تھے مگر نہایت عمدہ و لذیذ طعام نیازات تیار کرواکر فقرا و مریدین کو کھلاتے تھے اور خود عمدہ و لذیذ اطعمہ کے راغب نہین تھے اکثر کھادی کا لباس بہت مرغوب تھا باہر تشریف فرما ہوے تو سر پر لٹھا سفید دستار اور چین دار انگرکھ جسم مبارک پر ہوتا تھا۔ پابندی احکام شرعیہ و صوم و صلوٰۃ کے لئے سختی سے مریدین کو حکم فرماتے تھے نماز پنجگانہ وقت پر ادا فرماتے تھے بوقت ادائی نماز محو نماز ہو جاتے تھے حضرت کو حضور قلبی بہت حاصل تھا۔ اکثر مجلس مثنوی شریف وغیرہ مین بیخود ہو جاتے تھے مجلس مین اکثر حضرت شاہ خاموش صاحب قبلہ قدس سرہ و حضرت مرزا سردار بیگ صاحب قبلہ قدس سرہ و حضرت مولانا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی قدس سرہ تشریف لایا کرتے تھے۔ چند زمانہ تک حضرت اور جناب شاہ خاموش صاحب قبلہ قدس اسرارہما ایک ہی مکان مین سکونت فرما رہے بالاخانہ پر حضرت شاہ خاموش صاحب قبلہ اور نیچے حضرت یہ دونون بزرگوار ہم وطن بیدر شریف کے تھے باہم محبت بہت تھی۔ جب حضرت بلدہ حیدرآباد مین آئے اپنے حال کو مخفی رکھ کے نواب غلام محی الدینخان مرحوم کے پاس نواب وجیہ الدینخان معالی مرحوم کے پڑھانے پر مقرر ہوے اور اونھی کے مکان مین

متصل حویلی قدیم شاہی فروکش رہے نواب وجیہ الدینخان معانی اپنے اوستاد کی بہت خدمت جان و دل سے ادا فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ حضرت وجیہ الدینخان مرحوم کے فرزند کو اپنی آغوشی مین لیکر فرزند خواندہ فرمائے۔ حضرت کا حکم تھا کہ مجلس سماع مین یا مجلس مثنوی شریف و حدیث شریف وغیرہ مین کوئی شخص بات چیت نکرے بے وضو نہ رہے مراقب بحضور دل بیٹھا رہے اور بغیر وجد حال مصنوعی حالت پیدا نہ کرے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی بغیر وجد ناچے حرام مطلق ہے اور اوسیوقت ایسے شخص کو نکلوا دیتے تھے کیونکہ حضرت کا قلب صاف مثل آئینہ تھا ہر حالت منکشف ہوجاتے تھے اسی لئے ہر شخص روبرو جانے ڈرتا تھا۔ آپ کبھی امارت کی عزت نہین کیئے فقیر و امیر کو یکسان خطاب فرماتے تھے۔ قریب شصت سالہ سن مبارک مین واصل عشق ربانی ہوئے تاریخ وصال شریف ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۸۶ھ ہے مرقد پر انوار حضرت الماس باغ واقع بھوئی گوڑہ مین باشان و شکوہ و جلال واقع ہے عرس شریف نہایت تکلف سے ہوتا ہے جو قابل نظارہ ہے۔ حضرت نے اپنی خلافت کے لئے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت آغا محمد داؤد صاحب اور سرتاج عارفان نور سراج محققان حضرت نواب شمس الدینخان بہادر برادر نواب فرخندہ یار جنگ مرحوم طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کو منتخب فرمائے۔ اور خرقہ خلافت سے بھی یہی دو حضرات سرفراز ہوئے۔ چنانچہ جناب آغا محمد داؤد صاحب قبلہ اسوقت رونق افروز سجادہ گی ہین جنکا تذکرہ قبل ازین ہوچکا ہے۔ شمس الدینخان صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ اپنا جانشین حضرت اسد میان صاحب کو کر کے خلافت عطا کئے اسوقت اسد میان صاحب قبلہ قدم بقدم اپنے مرشد کے مصروف ہدایت و ارشاد طالبین ہین اور جناب شمس الدین خان صاحب کا مزار پر انوار درگاہ حضرت شاہ محمد حسن صاحب قبلہ قدس سرہ مین گنبد مبارک کے قریب جانب غرب بامین گنبد و مسجد واقع ہے جناب ممدوح صاحب علوم ظاہری و باطنی تھے حضرت کے مریدین بھی بہت ہین خرقہ عادات

حضرت محمد حسن صاحب قبلہ مغفور کے بہت ہیں مگر بسبب طوالت کے نہیں لکھے گئے حضرت مغفور کو شاعری سے بہت شوق تھا محو تخلص فرماتے تھے فارسی کلیات آپکا غیر مطبوعہ موجود ہے کلام تصوفانہ ہوتا تھا اردو کم فرماتے تھے منتے نمونہ ایک غزل ہدیۂ ناظرین ہے۔

از چشم پُر خمار تو رسوا نشستہ ایم
اندر خیال زلف بہ سودا نشستہ ایم۔

مست و خراب با دل شیدا نشستہ ایم
لعل لبت کہ بادۂ گلرنگ میدہد

دیوار و در سلسلہ بر پا نشستہ ایم
زلفت بہ حلقۂ ہائے جنون سر کشیدہ است

ما زین سبب ز چشم بدریا نشستہ ایم
در میان وصل آفت ہجران خبر دہد

پنہان گہے و پیدا گہے پیدا نشستہ ایم
مانند برق جلوۂ بیرنگ میدہد

آنست بمن نمانده بصحرا نشستہ ایم
معمور شد خراب ز یار موافقی

بے یار شد خراب کنون بزم عیش محو
چون شمع در گداز نہ تنہا نشستہ ایم۔

پادشاہ طریقت و سلطان معرفت جانشین تمکین

مرجع نشین جارمالش حضرت مرزا سربرآوردہ بیگ صاحب قبلہ

قدس سرہ العزیز

۵

آپ مرزا شہوار بیگ صاحب مرحوم کے حقیقی بھائی اور نواب سردار یار جنگ بہادر مہتمم اعراس کے عموی بزرگ تھے۔ آپ کو حضرت حافظ محمد علی شاہ صاحب قبلہ (جنکے حالات حضرت حبیب علیشاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے تذکرہ مین بیان ہو چکے ہین۔) قدس سرہ العزیز سے خلافت حاصل تھی۔ عجب فرد نایاب تھی مسئلہ وحدت الوجود ہمہ اوست مین مستغرق تھے۔ دریائے معرفت و قلزم حقیقت کے شناور تھے۔ اخلاق۔ حلم۔ تواضع کے تو معدن تھے ذکر و تہلیل مین ہمیشہ مشغول رہتے تھے۔ آپکے ہدایات و ارشادات سے ہزارہا اشخاص مستفید ہوتے تھے۔ خرق عادات و ملفوظات آپکے بیشمار ہین۔ نہایت مقدس بزرگ۔ فرشتہ خصال تھے۔ نواب رفیع الدولہ حیدر الملک مرحوم کو آپ سے بیعت اور کمال درجہ عقیدت حاصل تھی۔ اور نہایت معتقد تھے۔ بہرحال حضرت کی ذات اقدس نہایت کمالات سے تھی۔ افسوس ہے کہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۱ھ مین راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ حیدرآباد دکن کے جنوب و غرب مین (واقع ہوئی گوڑہ) آپ کا عالیشان مقبرہ ہے۔ جہان سالانہ عرس نہایت تکلف سے ہوتا ہے اور خلائق کا ہجوم رہتا ہے۔ عرس شریف کے دوسرے روز مینا بازار ہوتا ہے۔ جسمین عورتین شامل ہوتی ہین۔ ساتھ آٹھ سال کا بچہ تک اندر جانے نہین پاتا۔ البتہ باہر اور ہر نامشمین اشخاص رکھ لیتے ہین۔

غواص بحر سرمدی غواط قلزم محمدی

سخنش رحیم الخلایق والاتمم - صاحب الجود والکرم رونق

فیوضہ حضرت شیخ صاحب شطاری دام

ظلہ سجادہ نشین طریقہ شطاریہ

۶

آپ طریقہ شطاریہ کے مشاہیر میں سے ہیں - اور علم و فضل میں وحید العصر مانے جاتے ہیں اس ریاست ابد مدت سے آپکے بزرگوں کو قدیمی تعلق حاصل ہے - چنانچہ منجانب سرکار کامیاب مناصب جاگیر سے ممتاز و سرفراز ہیں - امرا و اعزا بلدہ میں آپکے اخلاق اکرام کے گیت گاتے ہیں - نہایت برگزیدہ بزرگ ہیں - اندرون دبیر پورہ آپ کی مسجد اور مکان مشہور عام و خاص ہے - آپکے یہاں سالانہ نیازات کمال تکلف کے ساتھ ہوتے ہیں آپکے اخلاق و تواضع میں یکتا ہیں - نماز جمعہ کے بعد خطبہ اور وعظ نہایت بلاغت و فصاحت کے ساتھ آپکے بڑے صاحبزادے بیان فرماتے ہیں - آپ کو دو صاحبزادے ہیں اوّل سیّد غلام غوث صاحب شطاری - دوم سیّد محمد علی صاحب شطاری -

رہنمای طالبان المجاہدۃ فی الطریقۃ والعابدۃ فی الحقیقۃ

مظہر تجلیات الٰہی منبع فیوضات نامتناہی حضرت

صاحب قادری دامت فیوضہم

آپ حضرت زرد علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کے منجھلے صاحبزادے ہیں۔ اور حضرت ممدوح کے جانشین و قائمقام خرقہ خلافت سے ممتاز ہیں۔ حضرت موصوف کے تمام بزرگ تر صاحب کمال اور علمائے عصر بزرگیدہ حضرات تھے جنکے خرق عادات و ملفوظات مشہور خلائق ہیں اور طریقہ قادریہ کے مشاہیرون مین شمار ہے۔ اس ریاست کا ابتدا سے بھی قدیمی تعلق ہے دعاگو سے ریاست کہلانے مین کارعالی سے بوسیلہ اور وظیفہ بھی مقرر آپ (معزز صاحب تذکرہ) فخر خاندان و شرف دودمان ہین۔ علمی لیاقت بھی اچھی پائی ہے۔ زاہد متقی۔ پرہیزگار۔ ذاکر۔ شاغل۔ شب بیدار ہین۔ ماہ ربیع الاول و ربیع الثانی مین شب کیوقت کمال فصاحت و بلاغت سے وعظ فرماتے ہین۔ بلدہ کے اکثر زن و مرد آپ کے نیک وعظ و ہدایات و ارشادات سے فیضیاب ہوتے ہین۔ وعظ کے موقع پر آدمیون کی بہت کثرت رہتی ہے۔ پتھر گٹی پر مکان ہے۔ آپکے دو بھائی اور بھی ہین ایک غلام محمد شاہ صاحب قادری (یہ آپ سے بڑے ہین) دوسرے سید حماد شاہ صاحب قادری (یہ آپ سے چھوٹے ہین) ہر دو صاحب بھی لائق اور صاحب اخلاق پابند صوم و صلوٰۃ ہین۔

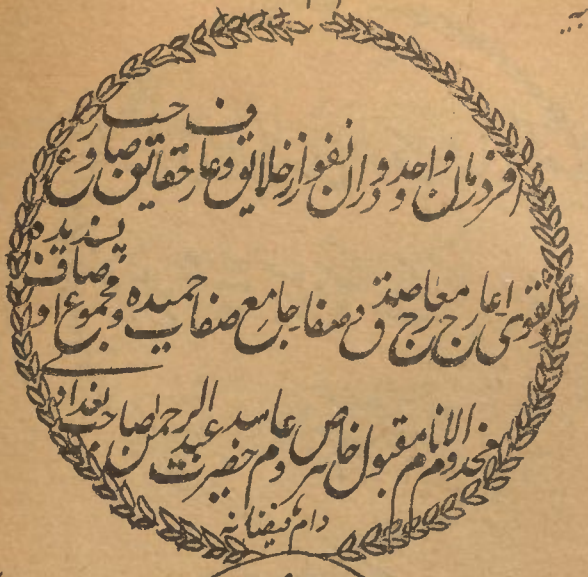

آپ حضرت غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ اور سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ العزیز کے آل سے ہین۔ مضافات بغداد شریف کے رہنے والے ہین۔ تقریباً بیس سال سے حیدرآباد دکن مین قیام پذیر ہین۔ عجیب نورانی شکل پائی ہے۔ اخلاق وتواضع بھی بیحد ہین۔ ہمیشہ اوراد وظائف مین مشغول رہتے ہین۔ اوّل درجہ کے ذاکر وشاغل ہین۔ مکان سے باہر نہین نکلتے اور کبھی اتفاق سے نکلے تو منہ پر سفید رومال ڈال لیتے ہین۔ غیر محرم پر نظر نہین فرماتے۔ اس فعل کو گناہ عظیم تصوّر فرماتے ہین۔ ایک مدت تک سرور نگر مین بھی مکین تھے۔ اب بیرون چادر گھاٹ رہتے ہین سالانہ نیاز شریف نہایت تکلف سے کرتے ہین۔ ہزارہا اشخاص بلا روک ٹوک کھانا کھاتے ہین۔ امیر اور غریب یکسان آپکے دسترخوان کرم سے فیضیاب ہوتے ہین۔

نواب سلطان نواز جنگ شمشیر الملک بہادر کو آپ سے کمال عقیدتمندی ہے۔ اور حضرت اقدس واعلی بھی دو چار مرتبہ آپکے مقام پر تشریف لیجا کر ملاقات فرمائے ہین۔ بہرحال آپکا وجود باوجود حیدرآباد دکن کے لئے باعث افتخار ہے۔

آپ کے چھوٹے بھائی جناب سید محمد صاحب بھی آپکے ہمراہ ہین۔ یہ بھی نہایت لائق وہوشیار۔ عالم وشیرین فاضل اہل ہین۔

مؤلف اردو اور راقم حروف دونون نے ان سے ملاقات کی ہے

و احسانہ و برکاتہ مدظلہ العالی

مشاہیر ارباب سلاسل قادریہ چشتیہ و فخریہ و سلیمانیہ و حافظیہ کیھل

تا زمیدان معروف سر آمد جنیل ارباب حقیقت محلی بحلی سیر عشرت

مخلف نجلا ع طریقت مشرف بہ تشریفات دنیہ تارک مراسم دنیویہ بخلق عظیم محبول

بضع رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ و سلام و التحیۃ من اسلام ملکۃ و الانام

آخر الملی اللہ ذی الاسم و الحسب العلی لمعے

قبلہ و کعبہ دام فضائلہ

۹

آپ کا اصلی نام حبیب یار خان ہے۔ اور احمد یار خان حکیم الحکما محے الدولہ رابع کے خلف چہارمی ہین۔ عزت یار خان بہادر حکیم الحکما رابع محے الدولہ جال آپکے بڑے بھائی تھے ہین۔ اس خاندان عالیشان کے حالات نواب محے الدولہ جال کے تذکرہ مین بطبقہ امرا بیان ہو چکے ہین جس سے ثروت، حکومت، دولت، حشمت کے حالات معلوم ہو سکتے ہین۔ بہرحال آپ (حضرت ممدوح) اعزاز و مناصب جاگیرات وغیرہ سے محتاج نہین کسی بات کی کمی نہین ہے لیکن آپ نے ان سب کو ترک فرما کر فقیرانہ زندگی بسر کرنا پسند فرمایا ہے سچ ہے کہ دنیا دی ثروت و دولت ہوتے ہر فقیر ہو جاتا اور ان سب کو ہیچ سمجھتا چیزے دیگر کا معاملہ ہے اگر آپکی نظیر کہین دیکھنا چاہتے تو آپ کی ذات بابرکات کو دیکھئے

آپ حضرت حافظ محمد علی صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے خاص الخاص خلیفہ ہین - قبلہ مرجع الثقلین تعلقہ کھیری متصل خیرآباد منمضافات دھلی سے بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر وارد حیدرآباد دکن ہوئے محلہ اردو کے مسجد گاڑی خانہ مین سکونت فرمائی - آپ کی ذات بابرکات مقتدایان زمانہ اور فرد فرید منتخب یگانہ تھی - طریقہ قادریہ دستگیریہ مین مریدون کو ہدایات وارشادات فرماتے تھے اوس وقت انکا سن اسی سال کے قریب تھا - مثنوی شریف مولانا روم رح بنہایت رموز خفی و جلی ضبط کے ساتھہ تعلیم فرماتے - عامہ شب زندہ دار - زاہد بیدار دل تھے - اور گھر سے قدم بہین نکالتے تھے البتہ برزگان دین کے اعراس وغیرہ مین بغرض ایصال ثواب فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لیجاتے تھے - بظاہر کسی جگہہ سے آمدنی نہ تھی - اور نہ کسی سے یومیہ ورفرانہ لیتے تھے مگر روزانہ دو وقتہ پچاس آدمیون کے ساتھہ کھانا کھاتے تھے - ایک دفعہ ایک شخص کی رہائی کے غرض سے معاراجہ چندولعل بہادر کے پاس (اکثر اشخاص کی منت ولجاجت پر) تشریف لگئے تھے - معاراجہ بہادر نے راجہ دہرراج کو دروازہ تک استقبال کو روانہ کیا اور آپ بھی منگنہ تک دروازہ تک آکر لے گئے - اور مسند پر بٹھا کر آپ معہ فرزندون کے دوزانو مودب رو برو بیٹھے رہے - اور ایک سو پچیس اشرفی نذر گذرانی - آپ نے فرمایا کہ مین غریب الدیار ہون اپنی اوقات لایموت شبانہ روز کے لئے توکل کرتا ہون جس کے گھر سے پہونچتا ہے وہ میرے احتیاج کو بس ہے - اس زر خطیر کو آپ تنخواہداردن اور محتاجان صاحب عیال واطفال مین خرچ فرمائیے جس مین خوشنودی خداوند حقیقی وخجازی متصور ہے - اسیواسکے اس قدر خیرات جو آپ کرتے ہین حق سپاہ کا ہے اس کا ضرور لحاظ ہے - جو آئندہ تمہارے حق مین اچھا ہوگا - پھر تمہارا اختیار - الحاصل معاراجہ بہادر کمال اعتقاد کے ساتھہ خدمت فرمائے - پھر کبھی ملاقات نہ ہوئی - بلدہ کے اکثر امرا داغرا آپکے سلسلۂ بیعت مین شریک تھے - شوال سنہ ۱۲۵۹ھ مین وطن کو تشریف لے گئے - اس وقت خیرآباد تشریف مین آپ کا مزار انور زیارت گاہ خلایق ہے - عجیب منتخب فرد تھے - حضرت شاہ سلیمان صاحب توسوی قدس

سرہٗ العزیز سے خرقۂ خلافت عطا ہوا تھا۔

آپ (حضرت علیشاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی) کی ذات عالی صفات بھی نہایت مغتنمات سے ہے شب بیدار متقی و پرہیزگار۔ ذاکر۔ شاغل۔ موظف۔ عالم متبحر۔ فاضل اجل۔ جمیع صفات حسنہ سے متصف ہیں۔ آپکے خرق عادات و ملفوظات بیشمار ہیں۔ چہرہ نہایت نورانی پایا ہے۔ سن بھی اس وقت ستر سال سے متجاوز ہوگا۔ اخلاق و تواضع انتہا درجہ کے ہیں۔ آپکے مریدان اخلاص و معتقدین خاص کے تعداد لاانتہا ہے۔ اکثر آپ بزرگان دین کے زیارت وغیرہ کے غرض سے سیر و سیاحت ہندوستان کے دور دراز شہروں میں زیادہ فرماتے ہیں۔ جس شہر میں آپ کی رونق افروزی ہوتی ہے صدہا اشخاص مرد اور عورت بیعت حاصل کرتے ہیں جب کبھی پالکی اور فٹن میں سوار ہوتے ہیں۔ تو تمام مریدان باخلاص بجد ارزو اور اشتیاق کے ساتھ اپنے کاندھوں پر فٹن مذکور اوٹھا کر چلتے ہیں۔ بمبئی کے قریب ایک بستی کوکن نام موجود ہے۔ جہاں کے باشندے اکثر بزرگون اور پیرون سے اعتقاد نہیں رکھتے ہیں اور ان باتون کو ایک ڈھکوسلا جانتے ہیں۔ جب وہاں پر آپ کا ورود مسعود ہوا۔ اور چند قیام رہا۔ ارشادات و ہدایات کے محفل گرم ہوئی۔ پھر تو وہ مزا آیا کہ وہاں کا ایک بڑا گروہ معتقد ہوگیا۔ بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اب اس وقت قوم میمن میں آپکے مریدون کی تعداد کثیر ہے۔ سالانہ عرسیات میں اعتقاد کے ساتھ صدہا کوس کے مسافت سے کرکے حاضر ہوتے ہیں۔ اور بصد فکشیر خوشی کے ساتھ آبدار خانہ وغیرہ کا اہتمام اور روشنی کا تکلف کرتے ہیں۔ دو عرس حضرت کے اہتمام سے محلی کی کمان کے متصل خانقاہ شریف میں ہوتے ہیں۔ ایک تو حضرت حافظ محمد علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز کا عرس ۱۹ ذی قعدہ کو ہوتا ہے اور دوسرا عرس حضرت شاہ سلیمان صاحب قبلہ تونسوی قدس سرہٗ العزیز کا ہے۔ جو ۱۰ صفر کو انجام پاتا ہے۔ ان ہر دو عرسون میں بڑا تکلف ہوتا ہے۔ سماع کی محفل گرم ہوتی ہے۔ صدہا اشخاص پر وجد کی حالت طاری رہتی ہے۔

بلدہ کے اکثر امرا و اعزا آپکے معتقد و مرید ہین - اعلےٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کو آپکے ساتھ کمال درجہ کا اعتقاد حاصل ہے - حضرت ممدوح کی طبیعت نہایت موزون ہے - کبھی کبھی نعتیہ اشعار اور بزرگان دین کی شان مین قصائد وغیرہ فرماتے ہین اور آپ کا کلام مریدان با اخلاص نے جمع کر کے چھپوایا ہے - چنانچہ اس وقت اس کلام کے دو دیوان نعتیہ موجود ہین - جنکو اکثر مولود خوان محفل میلاد شریف مین پڑہتے ہین - کلام مین معرفت کی تیزی اور عرفان کی بیمثلی بہت ہے - عجیب بامزا کلام ہوتا ہے - جب تخلص فرماتے ہین - یہ ناچیز حقیر سراپا تقصیر **مولف** تزکۂ محبوبیہ بھی حضرت مدظلہ العالی کے ادنی کفش بردارون مین ہے - اور طریقۂ چشتیہ بہشتیہ مین بیعت حاصل ہے - اس اپنے خادم کے حال پر حضرت ممدوح الشان کے نظر توجہ کمال درجہ مبذول رہتی ہے - نہایت الطاف و عنایت فرماتے ہین - یہ سب کچھ حضرت کی بندہ پروری اور ذرہ نوازی ہے -

حضرت مدظلہ العالی کے دو صاحبزادے بلند اقبال ہین -

چنانچہ چھوٹے صاحبزادے قایم مقام و جانشین خرقۂ خلافت سے ممتاز و سرفراز ہین - دونون صاحبزادے نہایت لایق - عالم باعمل - فاضل اجل زاہد متقی پرہیزگار ذاکر شاغل منکسر المزاج - حلیم الطبع - مہذب اخلاق - ذی مروت ہین -

حضرت مدظلہ العالی کے اور بھی خلفاء ہین - منجملہ غلام نبی شاہ صاحب - امین الدین شاہ صاحب اور حضرت سید عبد الوہاب حسینی صاحب مرحوم جنکے انتقال کو تقریباً سات سال ہوئے - حضرت مرحوم سے مولف تزکۂ محبوبیہ فارسی اور عربی - منطق - نحو - صرف وغیرہ کی سالہا سال تعلیم پایا ہے عجیب برگزیدہ بزرگ اور عالم متبحر تھے -

رازدان خلوت و انجمن عالم اسرار سفر و وطن داقف نکات حقیقت

نظر بر قدم محرم راز ہوش در دم سپارم مقامات منظر باد دا ناظر

رسانندۂ مقام تمکین حضرت مسکین شاہ صاحب

قدس سرہ العزیز

۱۰

آپ حضرت شاہ سعد اللہ صاحب مظہری مجددی قدس سرہ العزیز کے ممتاز خلفا سے تھے۔ اور حضرت ممدوح حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کے خاص خلیفہ تھے اور شاہ غلام علیشاہ صاحب قدس سرہ حضرت مرزا مظہر جان جانان قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ آپ ۱۲۴۳ھ مین شاہجہان آباد سے البعد نواب ناصر الدولہ بہادر نا وارد حیدر آباد دکن ہوئے۔ محلّہ اردو مین قیام فرمایا۔ اور خاندان قادریہ و نقشبندیہ مین مریدون کو ہدایات و ارشادات فرماتے تھے۔ مہاراجہ چندو لعل بہادر اور دوسرے امراء نظام نے نقد روپیہ اور یومیہ وغیرہ سے خدمت کرنی چاہی۔ لیکن آپ نے ہر ایک سے انکار کیا۔ آخر شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے خود حضرت کے مکان پر آکر ملاقات فرمائی اور بہت و بسیاست مبلغ پانصد روپیہ نذر قبول کروایا۔ حضرت نے اس روپیہ کو مساکینون پر تقسیم کروادیا۔ باوصف اسقدر توکل کے آپ سوا آدمیون سے کہانا کھاتے تھے۔ اگر احیانا کسیوقت سوا آدمیون کا قوت نہین ہوتا تو آپ بھی کہانے کی جانب رغبت نفرماتے۔ اور مریدون کو بعد نماز صبح و عصر دو وقت روز آنہ مراقبہ کراتے تھے جس مین عجیب لذت حاصل ہوتی تھی۔ جو بیان سے باہر ہے۔ بہر حال آپ کی عجیب ذات بابرکات تھی کہ جدہر توجہ فرمائی دل قابو سے جاتا رہا۔ چنانچہ اب ماما جمیلہ کی پہاٹک سے متصل آپکا گنبد عالیشان موجود ہے۔ جسکو آپکے مرید باصفا مولوی محمد حسین صاحب مغفور نے بنوایا

حضرت مغفرت مکان نے تعمیر کرایا تھا۔ آپ کے خلیفہ محمد نعیم صاحب الملقب بہ حضرت مکین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز (جنکا یہہ تذکرہ ہے) یہی نہایت برگزیدہ اور صاحب باطن بزرگ تھے۔ ہزارہا آدمی آپکے معتقد اور مرید تھے۔ آپ کی تمام عمر اذکار و اشغال مین بسر ہوئی۔ آپ کے ہدایات و ارشادات مین عجب مزا ملتا تھا۔ حضرت اقدس والا علی خلد اللہ ملکہ تقریباً دو تین دفعہ آپکے مکان پر تشریف لائے۔ وعظ سماعت فرما کر مراجعت فرما ہوئے۔ آپ کا سن تولد ۱۲۰۰ھ اور ۱۲۷۶ھ مین آپکا وصال ہوا۔ جنازہ کے ہمراہ ہزارہا آدمیوں کا مجمع تھا۔ تمام خبارہ کیوقت مکہ مسجد کا تمام صحن بھر گیا تھا۔ کاندھا دینے کو بڑی مشکل پڑتی تھی۔ مولف بھی بہ دوڑ کے آپکے جنازہ کے ہمراہ تھا۔ اندرون دروازہ علی آباد مسجد الماس کے صحن مین دفن ہوئے۔ آپکے صاحبزادہ مکین شاہ صاحب آپکے جانشین و قائم مقام ہین۔ اور آپکے خاص الخاص خلیفہ حضرت الحاج خیر الدین صاحب قدس سرہ العزیز تھے۔ جو اپنے پیر و مرشد کے عاشق زار۔ جان نثار۔ مفتون و شیدا تھے۔ اور اپنے مکان (واقع پتھر گٹی) مین ماہ ربیع الاول و ربیع الثانی و محرم الحرام وعظ خوانی فرماتے تھے۔ جہان ہزارہا آدمیوں کا ہجوم رہتا تھا۔ تل رکھنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ آپکے وعظ مین حاضرین کو عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے۔ دل قابو مین نہ رہتے تھے۔ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھی۔ اکثر غیر مذاہب والے شرف باسلام ہوتے تھے۔ کوئی سال ایسا نہوتا تھا جسمین بیس (۲۰) تیس (۳۰) آدمی آپکے ہاتھ پر مین شرف اسلام نہ قبول کرتے ہون۔ علیحضرت خلد اللہ ملکہ بھی متعدد بار آپکے مجلسون مین تشریف لائے ہین۔ بہرحال عجب سادہ مزاج بزرگ تھے۔ اکثر کاندھے پر کمل پڑی رہتی تھی۔ اور پاؤن مین عربی وضع کے نعلین ہوتے تھے۔ طبیعت مین انکسار بہت تھا۔ اخلاق و تواضع کی انتہا نہ تھی۔ حضرت موصوف الصدر کے انتقال کے بعد بہت دن آپ زندہ نرہے۔ تقریباً ایکسال کے اندر اندر راہی روضۂ رضوان ہوے۔ مولف ہر دو حضرات کی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے اور اکثر حضرت کے مجالس و وعظ مین بارہا حاضر رہا ہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خیر المبین صاحب جنکا مذکور وعظ خوانی فرماتے ہین۔ یہ بھی نہایت لائق اور ہوشیار۔ عالم متبحر۔ فاضل اجل ہین۔

حضرت شاہ اسد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے اور بھی بہت خلفا تھے۔ چند نام یہ ہین۔ مولوی محمد حسین سید کریم اللہ صاحب حکیم میر اصف علی صاحب۔ میر اشرف علی صاحب۔ مولانا پیار محمد صاحب بدایونی ثانی اور خلیفہ اول مولوی عثمان صاحب مرحوم

صاحب ہمت علیا حاکم توجہ قصوی صاحب تمکین ذات

نجابت سمات عالی دماغ مصنون انشا ہمراز السادات

عبدالرحیم صاحب

راوانندہ دیوان بحضوری حضرت سید شاہ عبدالرحیم صاحب

قبلہ قیصی القادری عم فیضہ ونوالہ

۱۱

آپ حضرت سید شاہ نورالدین قیصی القادری قدس سرہ العزیز کے بھتیجے اور داماد ہیں۔ موصوف سادات حسنی اور حسینی سلطان الاولیا حضرت غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ نسل اور شاہ قیص قادری قدس سرہ العزیز کی اولاد سے تھے۔ قصبہ سادھورہ ضلع انبالہ پنجاب اوطن تھا۔ چنانچہ سادھورہ سے سنہ ۱۲۰۵ھ مین وارد حیدرآباد دکن ہوئے۔ آپکے اخلاق پسندیدہ اور اوصاف برگزیدہ کے باعث اہل شہر کیا امیر کیا غریب آپسے بکثرت محبت کرنے لگے۔ آپکی خرقہ عادات کمالات کی تعریف سماعت فرماکر نواب ناصرالدولہ بہادر بھی بہت مشرف ہوئے۔ اور دو موضع جاگیر عطا فرمائین۔ سات سال کے بعد آپ حج بیت اللہ وزیارت مدینہ منورہ کیلئے تشریف لیگئے۔ بعد فراغ حج وزیارت ہندوستان کو لوٹے اور سیدھے اپنے وطن مالوف سادھورہ کو گئے۔ اور پورے سات سال تک ہندوستان کے مقدس شہر کیا مقامات کی سیر فرمائی۔ ہزارون آدمیون کو بیعت سے مشرف کیا۔ پھر حیدرآباد تشریف لائے۔ اسوقت نواب افضل الدولہ بادشاہ وقت نے بیعت فرمائی۔ اور ایک جاگیر مرحمت کی۔ اس کے بعد سنہ ۱۲۱۲ھ مین دوبارہ حج وزیارت کیواسطے تشریف لیگئے۔ اور حج وزیارت کے بعد کربلائے معلی۔ بغداد شریف نجف اشرف ہوتے ہوئے حیدرآباد دکن مین سنہ ۱۲۱۶ھ کو واپس آئے۔

چند روز کے قیام کے بعد وطن جانیکی اجازت چاہی۔ نواب افضل الدولہ بہادر نے آپکی دوری گوارا نہ فرمائی۔ بلکہ یہہ فرمایا کہ متعلقین کو بھی وطن سے بلا لیا جائے تو انسب ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۲۸۰ھ میں آپنے اپنے بھتیجے سید شاہ عبد الرحیم صاحب قیصی القادری (جنکا یہہ تذکرہ ہے) اور اپنی دختر نیک اختر کو وطن سے طلب فرمائے۔ اور یہاں اپنا جانشین و خلیفہ مقرر فرمایا۔ اسکے بعد ۱۲۸۳ھ میں سہ بارہ حج کیلئے تشریف لیگئے۔ بعد حج ۱۲۸۴ھ میں حیدرآباد دکن آئے۔ اس کے دوسرے سال ۱۲۸۵ھ میں نواب افضل الدولہ بہادر نے رحلت فرمائی۔ اور اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ مسریر آرائی مسند حکمرانی ہوئی۔ جب حضرت واقدس و اعلی کی بسمیہ خوانی ۱۲۸۶ھ میں ہوئی تو آپ ہی نے اوسم بسم ہمایون کو ادا فرمایا۔ اور آپ ہی نے حروف تہجی پہلے پہل سکھلائے۔ اور قرآن شریف کا ختم بھی آپ ہی نے کرایا۔ اس کے بعد ۱۲۹۵ھ میں آپکا مزاج ناساز ہوا۔ اور ۶ شوال سنہ مذکور کو انتقال فرمایا۔ ۱۲۹۶ھ میں نواب مختار الملک اولی اور سر وقار الامرا بہادر و دیگر عمائدین بلدہ آپکی خانقاہ کو تشریف لیجاکر رسم تعزیت ادا فرمائی۔ بعد ازآں الٹبک سال یوم مقررہ پر زیارت کیلئے تمام امرا تشریف لیجاتے ہین۔ مقبرہ۔ مسجد۔ خانقاہ وغیرہ کی تعمیر ہماری مخدومنا مغفور شاہ صاحب تذکرہ نے فرمائی ہے۔ جو نام پلی کے قریب واقع ہے۔

آپ (معزز صاحب تذکرہ) حضرت موصوف کے قدم بقدم اور زندہ مثال ہین۔ زہد و ورع۔ طہارت و تقوی مین وحید العصر۔ عابد شب بیدار۔ ذاکر۔ شاغل۔ کاسب بہمہ صفات حسنہ موصوف ہین۔ اسوقت تقریباً پچیس ہزار کی جاگیر آپکے نام پر بحال ہے۔ اور دوسرے فتوحات جو سرکار عالی سے ہفتہ واری مقرر ہین وہ علیحدہ ہین۔ بہرحال ثروت دنیاوی بہی عظمت دینی کے ساتھہ حاصل ہے۔ آپ کو تین فرزند ہین۔ سید شاہ عبد الحی صاحب قیصی القادری۔ سید شاہ غلام نور الدین صاحب قیصی القادری سید شاہ عبد الرزاق صاحب قیصی القادری۔ تینون صاحبزادے بھی لائق اور ہوشیار زیور علم سے آراستہ جوہر قابلیت سے پیراستہ ہین۔

صوفی باصفا صافی فنا فی المجد والعلی سیر خیل فقرا ہی صابر

مظہر انوار موہبۂ محمدیہ نگاہ اعتبار اساس تربیت مدار رونق بخش خرقۂ تصوف

فرزندان مقتطف مکارمان معدن دوران صاحبزادہ شاہی مشرب شاہ سید

حضرت محمد شاہ صاحب دام فیوضہ

۱۲

آپ حضرت شاہ خاموش صاحب قدس سرہ العزیز کے بھتیجے اور جانشین ہین۔ آپکو خرقۂ خلافت حضرت موصوف سے عطا ہوا تہا۔ اور حضرت شاہ خاموش صاحب قدس سرہ العزیز کو حضرت حافظ موسیٰ صاحب مانکپوری پنجابی قدس سرہ العزیز سے خلافت حاصل ہوئی تھی۔ گو حضرت ممدوح الصدر موضع بیدر کے رہنے والے ہین۔ لیکن طریقہ کا شرف مانکپور ہی سے حاصل فرمایا تہا۔ طریقہ چشتیہ صابریہ مین بیعت لینے کی اجازت حاصل تھی۔ آپ علایق دنیا سے بالکل مبرا تھے سماع کا بہت شوق تھا۔ عزاداروں پر شفقت بہت فرماتے تھے۔ ہزارہا اشخاص آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپکی زندگی کا بہت بڑا حصہ اعتکاف مین گذرا۔ صوفیانہ سیرت فقیرانہ صورت پر تمام عمر گذاری۔ آپکا عالیشان مکان نام پلی کے متصل واقع ہے۔ ہر سال ذیقعدہ کی دوسری کو صندل شریف نکلتا ہے۔ دوسرے روز چراغان نہایت تکلف کے ساتھ ہوتے ہین۔ ہزارہا آدمیونکا ہجوم رہتا ہے۔ آپ (صاحبتذکرہ) کی ذات بابرکات بھی بہت مغتنمات سے ہے۔ ہزارہا آدمیونکو فیض پہونچ رہا ہے۔ اسوقت آپکے مریدان باخلاص کے تعداد ہزارہا کی ہوگی۔ اور آپکی اوقات ہمیشہ ذکر الہی مین گذرتی ہے۔ چہرہ سے رعب و جلال برستا ہے۔ بلدہ کے اکثر امرا و معززین کو آپ سے بیعت حاصل ہے۔ جسقدر آپکی تعریف کیجاے وہ کم ہے۔ بہرحال آپکا شمار حیدرآباد دکن کے ممتاز و سربرآوردہ مشائخین مین ہے۔ آپکو تین صاحبزادے ہین اول سید اکبر حسینی صاحب (یہ علاوہ سرآمد خاندان منصوبہ ہونیکے ایک عہدہ سے ممتاز ہین) دوم سید اصغر حسینی صاحب (یہ جانشین و قایمقام والد علاوہ سے ممتاز ہین) سید نوازش حسینی صاحب (یہ بھی ایک عہدہ سے ممتاز ہین)

عالم اکمل فاضل اجل محقق عرفانی
انجم لوح رجا۔ یگانۂ معرفت شہسوار حقیقت و شریعت۔ حضرت افتخار علی شاہ صاحب دام فیوضہ

۱۳

آپ کی ذات بابرکات بلدۂ حیدرآباد مین نہایت معتمات سے ہے۔ سربرآوردہ اور ممتاز مشائخین مین آپکا شمار ہے۔ زیور علمیت سے آراستہ اور جوہر قابلیت سے پیراستہ ہین۔ عالم جید و فاضل اجل کامل ذکر۔ شاغل۔ موظف ہین۔ درس و تدریس ارباب طریقت مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین۔ ارشادات و ہدایات سے اکثر اشخاص مستفید و مستفیض ہوتے ہین۔ فنا فی الشیخ کا رتبہ حاصل ہے۔ تالیف و تصنیف کیجانب بھی طبیعت کا میلان زیادہ ہے۔ اگر آپ کے تصنیفات مقبول عام ہین۔ چنانچہ ایک کتاب موسوم بہ سفر وطن آپ ہی کی تصنیفات سے ہے۔ جسکی شہرت سالہا سال سے برابر چلی آرہی ہے۔ یطن تخلص فرماتے ہین۔ کبھی کبھی شعر بھی موزون کرتے ہین۔ جو وحدت و معرفت مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین۔ نواب آصف یار الملک بہادر آپکے مریدان با اخلاص سے ہین نوابصاحب ممدوح کو حضرت موصوف کے ساتھ کمال عقیدتمندی حاصل ہے۔

بہرحال آپ مقبول بارگاہ ایزدی ہین اور مثنوی شریف مولانا جلال الدین رومی بیان فرماتے ہین عدیم المثل ہین۔ بازار گھانسی مین مکان ہے۔

آپ حیدر علی شاہ صاحب خلیفہ حضرت نورالابصار صاحب قدس سرہ العزیز (جنکا مزار محلہ سلطان شاہی مین زیارت خلائق ہے) کے خلیفہ ہین۔

صاحب الورع والتقی سرامد اصحاب العلم منبع سنن خیر المنن حضرت شاہ سید سراج الدین حسن روشن قادری دام فیضہ

۱۴

آپ سیّد شاہ جمال الدین حسن روشن قادری مغفور کے صاحبزادے اور سیّد شاہ روشن دل شاہ قادری قدس سرہ العزیز کے پوتے جانشین خرقہ خلافت سے ممتاز ہین۔

ابتداءً آپکے جد اعلیٰ سیّد شاہ نعمت اللہ صاحب قادری برہان پوری قدس سرہ العزیز حضرت مغفرت مآب کے ہمراہ حیدر آباد دکن وارد ہوئے۔ حضرت مغفرت مآب کو آپکے نسبت کمال درجہ اعتقاد تھا۔ بلکہ یہہ مشہور قصہ ہے کہ برہانپور کے کسی فقیر کی دعا سے نواب آصف جاہ بہادر کو کامیابی ہوئی۔ چنانچہ یہہ وہی درویش پاک باطن ہین حضرت مغفرت مآب نے چار بیگہ زمین شاہ صاحب ممدوح کی والدہ ولی شاہ بی بی کے نام عطا فرمائے تھے جسپر اسوقت تکیہ موجود ہے۔ آپکے ملفوظات وخرق عادات بہت کچھہ ہین۔ بعد آپکے فرزند وجانشین حضرت سیّد شاہ جلال اللہ سلیمان قادری المخاطب پاؤ ولدار قدس سرہ العزیز ارشاد وہدایات طالبین مین مشغول ہوئے۔ بڑے صاحب کمال تھے۔ آپکا یک واقعہ یہہ مشہور ہے کہ پانسیر آٹے مین آپنے پانسو فقیرون کو پاؤ پاؤ روٹی مین شکم سیر فرمایا تھا چنانچہ اسی وجہہ سے پاؤ ولدار لقب ہوا۔ بعد آپکے فرزند حضرت روشن دل شاہ صاحب قادری قدس سرہ العزیز خرقہ خلافت سے ممتاز ہوئے۔

جنکے نام سے اب تکیہ مشہور ہے۔ جو بیرون یاقوت پورہ واقع ہے۔ آپکے کرامات بہت کچھ ہین۔ لعجیب صاحب دل بزرگ تھے۔ سنتے ہین کہ آپ یہان موجود تھے۔ لیکن مدینہ منورہ مین بھی آپکا وجود باوجود نظر آنے والون سے ملاقات فرمائی۔ حضرت غفران منزل اور حضرت مغفرت مآب نے بہت کچھ دینا چاہا۔ مگر آپ نے منظور نفرمایا۔ حضرت ایک روپیہ یومیہ جو سرسالار جنگ اعظم نے مقرر فرمایا تھا وہ ایک روپیہ چھاری ہے۔ بعد آپکے فرزند حضرت سید شاہ جمال الدین حسن قادری قائم مقام ہوے۔ یہہ بھی مثل اپنے بزرگون کے صاحب دل صاف باطن برگزیدہ اخلاق تھے۔ انکی یہہ کرامت بہت مشہور ہے کہ آپنے رحلت کے قبل یہہ وصیت کی تھی کہ میری شرمگاہ کوئی نہ دیکھے۔ اسکا احتیاط ضرور کیا جائے۔ مگر اتفاق سے غسل کے وقت بے احتیاطی ہوئی۔ آپنے اپنے ہاتھہ سے کپڑے کو ہٹا لیا۔ آپکے فرزند سید شاہ سراج الدین حسن روشن صاحب قادری ہین۔ جنکا تذکرہ ہے۔ آپ طریقۂ فقرائی سے بخوبی واقف زہد و ورع کے پابند۔ صاف باطن صاحب دل ہین۔ آپکے خلفا بہت ہین۔ از انجملہ دو نامی و گرامی ہین۔ ایک تو اسد اللہ شاہ دوسرے حق اللہ شاہ۔ اور آپکو تین فرزند ہین۔ اوّل سید شاہ روشن دل صاحب قادری دوم سید شاہ جمال الدین حسن روشن صاحب قادری۔ سوم سید احمد الدین صاحب قادری تینون صاحب لایق ہوشیار ہین خلف اکبر طریقۂ فقرائی سے واقف اور حضرت موصوف کے جانشین و قائم مقام ہین۔

بلبل بوستان طریقت قمری سروستان حقیقت

چہچہ زن گلشن توحید گوگو چمن تفرید حضرت سید احمد شاہ

قادری دام فیوضہ

۱۵

یہ مقدس معمر زاہد متقی صاحب جبروت بافیض و ستجا بزرگ جسکا نورانی چہرہ انوارات الٰہیہ سے منور و مسرور نظر آتا ہے بتاریخ ۱۱ ماہ رمضان ۱۲۴۸ھ قصبہ بیگمال ضلع مدک میں پیدا ہوئے۔ آپ کے پدر بزرگوار سید صاحب حسینی بادشاہ قادری جنکی تاریخ میلاد (ظہور حق) سنین عمر (حکیم ۸۰) تاریخ وفات (باغبوں ۱۳۲۰) ہے بڑے صاحب خوارق و کرامات اور حقایق و معارف مین صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ مجملہ شاہد شاہد الاذکار۔ شواہد حسینی۔ فرہنگ حسینی۔ مکتوب حسینی یہ سب انہین کے مصنفہ کتابین کتب خانہ درگاہ شریف مین موجود ہین۔ آپکا سلسلہ حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی معشوق ربانی پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت تاج العاشقین ابوبکر عبدالرزاق رضی اللہ عنہ سے ۱۹ پشت پر ملتا ہے آپکے دادا پیر حضرت شاہ معروف شاہد اللہ قدس سرہٗ اس عہد مین فائز بدرجہ محبوبیت گذری ہین تاریخ وفات (شدہ باحق وصال شاہ معروف) ہے آپکے جد اعلیٰ سید شاہ عبدالواحد قادری اپنے عہد کے اولیاء کرام و صاحب مدارج بزرگ تھے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے عہد مین [illegible]

بکمال ہین گنبد ہائے عالیشان وخانقاہ شریف ومدرسہ کی تعمیر آپ کے اور آپ کے پدر بزرگوار کے فیضان کا نتیجہ ہے آپ کے اور آپ کے اجداد کے حالات اکثر مندرج صحائف وزبان زد خاص وعام ہین۔ ملفوظ حسینی مولفہ حاجی سیّد شاہ محمدؐ معروف مرشد صاحب قادری تذکرہ حسینی مولفہ شاہ غلام حیدر صاحب قادری قدس سرہٗ کرامات حسینی مولفہ عبداللہ حسینی قادری کے معاینہ سے مفصل حالات وکرامات وخوارق معلوم ہوسکتی ہین۔ ہزارہا شاگرد ومریدان صاحب علم وکمال طبقہ طبقہ آپ کے مدرسہ وخانقاہ سے کامل العیار نکل چکے ہین اور نکلتے جاتے ہین۔ سر سالار جنگ اول کے ابتدائی انتظام ریاست وضلعبندی کے وقت ہر فن وہر علم وہر خدمت کے اہل اکثر تلامذہ اس مدرسہ سے سرکاری ملازمت مین کام آئے جسکا شکریہ سر سالار جنگ مرحوم نے بذریعہ عنایت نامہ خاص ادا فرمایا اس سرکار آصفیہ خلد اللہ ملکہ مین آپ کی بہت قدر ومنزلت ہے۔ اور مدار المہامان عہدہ سے ملقب ہین۔ درگاہ شریف وخانقاہ کی اخراجات کثیرہ محض آپ کے ذات خاص اور جہت حلال یعنے زراعت کے فدایع پر منحصر ہین۔ آپ کی عام مہمان نوازی وفیاضی اظہر من الشمس ہے۔ آپکا توکل اور بیمر اسقدر شوکت وعظمت وتعمیرات کے دیکھنے سے یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر۔

عارف بسائر مقامات علیہ ایر دوائر سینہ

صاحب طریقت صاحب شریعت فی زمانہ اوحد حضرت

شاہ محمد خضر صاحب قبلہ دام فیضہ وظلہ

۱۶

آپ خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اقرب الطرق الی اللہ کے سراج اور سجادہ نشین شاہ سعد اللہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز ہین۔ آپکے والد امجد مولانا مولوی محمد عثمان صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اکابر خلفاے حضرت شاہ صاحب موصوف کے تھے۔ گو اور بھی خلفا حضرت موصوف کے تھے۔ مگر مولانا ہی جانشین ہوئے۔ اس وجہ سے وہ فی شان کے احوالات اظہر من الشمس ہین۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شرف عنوان ہے۔ فاضل اجل صاحب ذوق و وجد۔ عالم باعمل۔ مرشد حقیقی زاہد بے ریا صاحب ورع و تقوی ہین۔ قناعت و توکل آپکا موروثی ہے۔ سبدار تقا اطلاع، کشف و کرامت آپکے وابستہ ہین۔ نورانی وجاہت سے دل تصدیق کرتا ہے کہ تلامذ جانشین بزرگان دین و ہادی طریقت و شریعت و حقیقت موفت ہین۔ توجہ و ارشادات آپکا حلقہ ممور رہتا ہے۔ تفسیر و حدیث و فقہ و حقائق کے کتب کا معاینہ مدام جاری ہے۔ آپکا کتب خانہ قلمی ایسا ہے کہ دوسری جگہ سے ان کتب کا میسر آنا دشوار ہے۔ الغرض اس بلدہ حیدرآباد مین خاندان نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ تعالی اجمعین کے آپ سرور آوردہ ہین۔

مستغرق دریائے توحید
مستہلک بحر تفرید غواص محیط
سرمدی غواص قلزم محمدی عارف ربانی
میکش خمخانۂ معانی حضرت شمس الحق
سجاد علی صاحب میکش چشتی نظامی

۱۷

آپ کا اصلی نام پنڈت سورج بھان تھا آپ قوم کے گوڑ برہمن تھے اصل وطن آپ کا قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے جو کہ دہلی کے نواح مین ایک مشہور معروف جگہ ہے۔ آپ کو شباب کے دنون مین درویشی کا شوق پیدا ہوا اور اودسی اپنے طریقہ پر پرانایام اور اجپا جاپ وغیرہ جو شغل فقرائے اہل ہنود مین مشہور ہین کرنے لگے پھر آپ کو خیال ہوا کہ یہ خود رائی تو ٹھیک نہین ہے کسی پیر کامل کو تلاش کرنا چاہیئے مگر اسکے ساتھ ہی یہہ تائید من جانب اللہ ہوی کہ جو کوئی درویش نظر مین کھب جاے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو اودسی سے غلام بنجانا چاہیئے اتفاقاً اودسی زمانہ مین حضرت منشی میر امداد علیشاہ صاحب قلندر علوی رحمۃ اللہ علیہ عرف منشی صاحب خلیفہ حضرت میر واسہ دار بیگ صاحب علیہ الرحمہ واسطے زیارات بزرگان دین ہندوستان کو تشریف لے گئے تھے اور پنجاب وغیرہ ہوتے ہوے تھانہ بھون پہونچے۔ چونکہ حضرت علیہ الرحمہ بھی اودسی قصبہ کے رہنے والے تھے آپ نے پہلے ہی سے حضرت منشی صاحب علیہ الرحمہ کا حال سن رکھا تھا خدمت مین حاضر ہوے اور چند ہی روز کی صحبت مین وہ اثر ہوا کہ فوراً ہی حضرت کے غلام بنگئے منشی صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنے سلسلہ مین داخل کیا اور سواے معمولی بیعت کے وہ طریقہ

جو قلندرون کا ہے اوس طریقہ سے بھی بالہ پایا اور اوسکے ساتھ ہی منشی صاحب علیہ الرحمہ
نے یہ بھی فرمایا کہ اس طریقہ سے مین نے ابتک کسی سے بیعت نہین لی کیونکہ یہ خاص
قلندرون کا طریقہ ہے چنانچہ سوائے آپکے پھر کسیکو اوس طریقہ پر حضرت علیہ الرحمہ نے بیعت
نہین فرمایا جب حضرت منشی صاحب ہندوستان سے حیدرآباد دکن کو واپس چلے
آئے اور آپ وطن ہی مین رہگئے۔ وہ آگ جسمین سے منشی صاحب نے ایک چنگاری
ڈالدی تھی شعلہ زن ہوی اور حضرت کی جدائی کا قلق دلپر سوار ہوا چند ہی ماہ کے
بعد روزگار کے بہانہ سے وطن کو خیرباد کہدیا اور ریاست ٹونک کے علاقہ قصبہ
نیماہیڑے مین جسکا بندوبست مین ملازم ہوگئے اور وہان سے منشی صاحب علیہ الرحمہ
کی خدمت مین معروضہ پیش کیا کہ اب تاب جدائی نہین حاضری کی اجازت عطا فرمائی
جاوے آپ نے اجازت نہ دی۔ جب معروضہ کرتے یہی جواب ملتا اور بھی قلق زیادہ
ہوا روزگار سے طبیعت اکتا گئی فقر کی چاشنی کا رنگ جمنے لگا آخر اسی قلق مین
ایک روز شب بھر نیند نہ آئی جب تھوڑی سی رات باقی تھی کہ یکایک آنکھ لگ گئی۔
اور خواب مین ایک حجرہ دکھائی دیا کہ اوسمین سے ایک چشمہ نہایت شفاف جاری
ہے اور اوسکا پانی ایک سنگ مرمر کی نالی کی راہ سے باہر آرہا ہے آپنے
اوسمین وضو کیا اور پھر اوس حجرہ مین ایک نظر کی نظر آئی آپ اندر حجرے کے داخل
ہوے وہان ایک بزرگ نیلی چادر اوڑھے ہوے لیٹے ہوے تھے پھر یکایک
کسی نے یہ آواز دی کہ یہ حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ کا مزار ہے آپنے بعد
نہ ہونے کسی کے فاتحہ پڑہی اور پڑہکر یہ دعا مانگی کہ یا حضرت مجھکو میرے محبوب سے
ملادو وہ بزرگ جو نیلی چادر اوڑھے ہوے تھے اپنے منہ پر سے چادر اٹھاکر
مسکراتے ہوے فرمانے لگے کہ ابھی نہین ملاتے اور مجھکو خوب روانین گے
یہ سنتے ہی آپنے ایک چیخ ماری کہ تمام لوگ جو وہان سو رہے تھے جاگ اٹھے

اور گریہ وزاری کا سلسلہ دو گھنٹے تک جاری رہا ہر شخص دریافت کرتا تھا مگر آپ
کسی سے نہ کہتے تھے اب دیکھئے چند ہی روز کے بعد اوسکی یہ تعبیر ملی کہ حضرت
منشی صاحب علیہ الرحمہ نے ایک خط منشی میر محمد علی صاحب کے ہاتھ سے لکھوا کر روانہ
کیا اوسمین حاضری کی اجازت تھی۔ آپ نے فوراً ملازمت ترک کر دی اور
حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ جسوقت منشی صاحب علیہ الرحمہ کے
مکان پر پہونچے حضرت صحن مین ٹہل رہے تھے اور یہ عالم تھا جیسا کوئی شخص کسی کے
انتظار مین مضطرب ہو اوسوقت نواب منصور جنگ آپ کی جناب مین حاضر تھے انھون نے
دریافت بھی کیا کہ حضرت کی اسوقت کچھ طبیعت متفکر معلوم ہوتی ہے آپ نے فرمایا
ہان کسیکا انتظار ہے یہ جملہ ختم ہی ہوا تھا کہ آپ داخل ہوے اور دیکھتے ہی حضرت کے
قدمون پر گر پڑے حضرت نے اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا کہ اب رونے کی
کیا ضرورت ہے اب تو ہمارے پاس پہونچگئے۔ الحاصل آپ مسمی ۱۲۷۱ھ ماہ صفر کی ۲۲ یا ۲۷
تاریخ کو حیدرآباد مین داخل ہوے اور اپنے پیر و مرشد علیہ الرحمہ کے پاس مدرسہ مین
قیام کیا رات دن کی صحبت منہ مانگی مراد مین ہمیشہ درس و تدریس مین داخل
رہے جو کچھ ذکر و شغل تعلیم و تلقین ہوتی اوسمین بدل و جان مشغول رہے سوائے حضرت
منشی صاحب کے حضرت میرزا سردار بیگ صاحب علیہ الرحمہ بھی آپ پر نہایت شفقت
فرمانے لگے اور حضرت منشی صاحب علیہ الرحمہ سے ایک روز فرمائے کہ یہ تمہارا بیٹا ہے
اوس روز سے حضرت منشی صاحب بھی آپ کو اپنا بیٹا فرمانے لگے۔ ایک روز کا
ذکر ہے کہ حضرت میرزا سردار بیگ صاحب علیہ الرحمہ کے یہان فصوص الحکم کا درس
ہو رہا تھا آدمیون کی اسقدر کثرت تھی کہ تمام حجرہ اور اوسکا صحن بھرا ہوا تھا آپ حسب
عادت واسطے قدمبوسی کے حاضر ہوئے اور چونکہ کثرت زیادہ تھی قریب جا نہ
نہ ہو سکے دہلیز پر ہی سے سلام عرض کیا میرزا صاحب علیہ الرحمہ نے فوراً دونون

ہاتھ بڑھا دئے اور فرمایا (ارے آ میرے پیارے کے پیارے) یہ بات سنتے ہی
حضرت منشی صاحب علیہ الرحمہ نے اشارہ کیا کہ چل۔ پھر تو آپ گرتے پڑتے ہوئے
حضرت میرزا صاحب کے پاس پہونچگئے اور میرزا صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی گود
مین بٹھا لیا کیونکہ وہان سوائے حضرت کے مصلے کے اور جگہ باقی نہ تھی اور حضرت
منشی صاحب نے وہ لفظ جو حضرت میرزا صاحبؒ کے منہ سے سنے فوراً زبان
سے یہ فرمایا واہ بیٹا تو نے تو میری بھی نجات کرادی۔ پھر آپ کو فرمایا کہ ہان کچھ سنائے
چونکہ آپکو کچھ علم موسیقی مین بھی دخل تھا اور حضرت علیہ الرحمہ کو اکثر گا کر سنایا کرتے تھے
فوراً ستار اُٹھا لائے اور گانے لگے اوسوقت میرزا صاحب علیہ الرحمہ پر وہ عالم طاری
ہوا کہ جو زبان سے ادا نہین ہو سکتا اوسکے افاقے کے بعد فرمایا کہ منشی صاحب تمھاری
کمائی چیز ہوئی ہمتو سمجھتے تھے یونہین رائگان جائیگی مگر الحمد للہ ٹھکانے لگی۔ اسکے
بعد پھر آپ ایک مرتبہ حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمہ کی جناب مین حاضر ہوئے۔
حضرت نے فرمایا کہ بھئی کچھ سناؤ آپنے پھر اپنا ستار مدرسہ سے منگا لیا اور گانے
لگے اوسوقت اتفاق سے آپنے حضرت منشی صاحب کی یہ غزل شروع کی سے
کر غور ذرا دلمین کچھ جلوہ گری ہو گی۔ یہ شیشہ نہین خالی دیکھہ آئینہ پری ہو گی
یہ غزل حضرت منشی صاحب نے تازہ فرمائی تھی میرزا صاحب کو بہت پسند آئی جسوقت
اس شعر کی نوبت آئی۔ سے ہم کھول کے حال اپنا پچھائے بہت دل مین مگر
معلوم نہ تھا انکی یان بیقدری ہو گی کہ حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمہ زار و قطار رونے
لگے اور (ارے آ مین تیرے قربان ہم بیقدر لوگ نہین ہین جلدی نہ کر چل جائیگا)
یہ فرما کر چھاتی سے لگا لیا۔ اوسوقت منشی صاحب علیہ الرحمہ بھی تشریف رکھتے تھے
یہ حال دیکھکر نہایت خوش ہوئے پھر حضرت میرزا صاحب نے خبر آباد مین حضرت
حافظ صاحبؒ کے پاس پہونچنے کا اپنا قصہ بیان کیا الغرض آپ نے وہ وہ

لطف اٹھائے کہ بیان سے باہر ہین اور اپنے پیرو دا پیرو دونون کے فیض صحبت سے الامال ہوے - آپ نے کچھ دنون کو حضرت منشی صاحب کے ارشاد کے موافق محکمۂ صفائی مین ملازمت بھی کرلی تھی چنانچہ ایک روز کچہری کو جارہے تھے خیال آیا کہ حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمہ کی قدمبوسی بھی کرتے چلئے اوسوقت عبدالمجید خان صاحب عرف مجو میان (جو اسوقت ایرانی گلی مین رہتے ہین) تشریف رکھتے تھے اور حضرت کے ارشاد کے موافق کچہ گا رہے تھے یہ مصرع اوسوقت زبان پر تھا - ع - بنگر بسوے ما کہ جدا از خدا نیم - آپنے جاکر سلام کیا حضرت میرزا صاحب دیکھتے ہی برہم ہوگئے اور پھر آپ کے طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے کیون جی آپ نے ہماری نعمت کی یہی قدر کی کہ نوکری کرلی کچہری مین جارہے ہو کیا تمھارے گھر مین کھانے کو نہین تھا جو ہزار کوس پر گھر کو تباہ کرکے آئے ہو - تم تو برہمن کے بیٹے ہو اگر کھانے کو نہ ہوتا تو بازار مین ماڑواڑی کی دکان پر مانگ لاتے اور کھا لیتے - افسوس ہے تمپر یہ تم کسکو ذلیل کرتے ہوے پھر رہے ہو کیا اس حقایق و معارف کا یہی نتیجہ تھا جو سنتے کیا آپ نے سنکر عرض کیا مین نے بہت جھک مارا مجھ سے بڑی غلطی ہوی انشاء اللہ اب ایسا نہ ہوگا - اور پھر آپ کچہری مین نہ گئے - اوسکے بعد حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمہ کو جو یہ حال معلوم ہوا کہ آپ نے ملازمت ترک کردی اسقدر مہربان ہوگئے کہ جسکی کچھ انتہا نہین اور اوسی روز سے آپ کے واسطے اپنے پاس سے پندرہ سیر گندم اور دو سیر دال کچھ گھی وغیرہ مقرر کردیا - تاحیات ناسوت ہر ماہ مین مرحمت فرماتے رہے - قصہ مختصر یہ ہے کہ ایسی ایسی عنایتین آپہ ہوئین جو تمام درج کی جائین تو اچھی خاصی ایک کتاب ہوجاتی ہے - اسوقت آپ حضرت منشی صاحب علیہ الرحمہ کے قایم مقام ہین اور سلسلۂ بیعت

آپ سے جاری ہے مگر بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ آپ کو منشی صاحب علیہ الرحمہ نے اجازت نہین دی اور اکثر اشخاص کی زبانی یہ دریافت ہوا کہ حضرت منشی صاحب کے وصال سے چند روز پیشتر کسی نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کا تو یہ حال ہے پھر آپکی جگہ کون آپ نے فرمایا کیا پنڈت جی کو نہین جانتے اوسپر یہ بھی سنا گیا کہ لوگون نے یہ بھی کہا کہ حضرت وہ تو ہندو ہے اوسکا کیا اعتبار آپ نے کہا تم اسی مین پھنسے رہنا۔ انشاء اللہ تعالے اوسیکو میری جگہ بیٹھا ہوا دیکھوگے۔ مولف نے نواب سردار یار جنگ بہادر سے جو حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمہ کے بھتیجے ہوتے ہین دریافت کیا کہ شمس الحق صاحب کو ہین نے حضرت منشی صاحب علیہ الرحمہ کا خلیفہ اپنی کتاب مین لکھا ہے اور بعض لوگ انکار کرتے ہین۔ آپ نے جواب دیا کہ لکھا تو کیا برا کیا اپنے پیر کی جگہ بیٹھا ہوا اونکا نام روشن کر رہا ہے۔ پھر مین نے خاص جناب میکش صاحب سے جاکر دریافت کیا کہ آپ کو حضرت منشی صاحب نے اجازت دی ہے یا نہین آپ نے اپنی نسبت ایسے رکیک الفاظ بیان فرمائے جو کہ واقعی بھی فقیری کا زیور ہین۔ بہت سے اصرار کے بعد کہا کہ مین جس جگہ پر بیٹھا ہوا ہون یہ خاص حضرت منشی صاحبؒ کے بیٹھنے کی جگہ ہے خود مجھے اپنی حیات مین یہان پر حضرت علیہ الرحمہ نے بٹھا دیا تھا ہی خلافت کئی مرتبہ حضرت نے اپنی زبان سے فرمایا کہ تو میرا خلیفہ ہے اور میری جگہ پر ہے اور میرے بعد ہے۔ مگر نہ مجھے اونکی خلافت کا دعوے نہ مین اپنے آپکو اس لایق دیکھتا ہون کہ ایک بڑے قلندر کا خلیفہ اپنے آپ کو ظاہر کرون وہ جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے وہ میرا باعث نجات اور توشۂ آخرت ہے۔ تحریر کوئی اونکی میرے پاس نہین ہے نہ منشی صاحبؒ کے پاس کوئی تحریر میرزا صاحب کی تھی نہ میرزا صاحب کے پاس کوئی حافظ صاحب کی تحریر تھی۔ ہمارے یہان تو یونہین قاعدہ چلا آیا ہے۔ مشک آنست کہ خود

بوبد نکہ عطار گوید۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ محرم کی ۱۰ تاریخ کو کہ جسکے بعد لار کو انتقال فرماین گے مدرسہ مین
تشریف لائے اور میری طرف اشارہ فرماکر سب کے سامنے کہگئے کہ امداد علی مدرسہ مین موجود ہے سوائے اسکے
اور مین کچھہ نہین جانتا ہان اونکی جگہ بیٹھا ہوا ہون جو کوئی کچھہ مجھسے پوچھتا ہے یا اس کو جو کچھہ کا مطلب
ہوتا ہے حضرت منشی صاحب علیہ الرحمہ کا جو کچھہ بتلایا ہوا ہے اوسکو بتا دیتا ہون۔ غرض میری یہ
غرض ہے کہ آپکو حضرت کا خلیفہ بیان کرکے پیرزادونکی طرح دنیا حاصل کرون یہ تو اللہ کے
راستہ کا کوچہ ہے مین خود اپنے مذہب و ملت پر خاک ڈالکر بیٹھا ہون نہ مجھے کسی قسم کی نمایش سے
غرض ہے نہ یہ چاہتا ہون کہ کوئی مجھے بزرگ سمجھے مین خود رند منشرب آدمی ہون اگر
منشی صاحب کچھہ بھکو دیگئے ہین اور اونکی پونجی میرے پاس ہے نہ بھی کہا تو مین اونکا خلیفہ
ہون اور اگر منشی صاحب کچھہ نہین دیگئے ہزار دعوے کرون تو کیا ہو سکتا ہے۔ الحاصل
آپکے پر تو کلام سے اور معتبر لوگونکی زبانی یہ معلوم ہوا کہ آپ حضرت منشی صاحب کے خلیفہ
ہین اور اونکے قدم بقدم چلتے ہین۔ حیدرآباد کے امیر و اُمرا سے کچھہ غرض نہین رکھتے
اللہ اللہ کرتے ہوے حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمہ کے مدرسہ مین بیٹھے رہتے ہین عمر تخمیناً
بیالیس ۴۲ سال کی ہے عجیب خوش خلق و بامذاق منکسرالمزاج آدمی ہین مولف نے آپ کا
حال سلسلۂ شعرا مین بھی درج کیا ہے۔ اور منشی صاحب کے حالات مین جو یہ لکھا گیا ہے کہ انھون نے
کیسکو اپنا خلیفہ یا جانشین نہین کیا وہ روایت بالکل ضعیف معلوم ہوتی ہے اور اوسکے
راوی ہین سے مولف کو پہونچی ہے بعد مین معلوم ہوا کہ قابل اعتبار نہین ہین کیونکہ
علاوہ میکش صاحب کے منشی صاحب نے حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمہ کے مریدون مین
سے بھی چار آدمیونکو یعنی میر عنایت حسین صاحب مخدوم حسینی صاحب میان تراب علیخان صاحب حاجی
محمد حسن صاحب کو اجازت دی ہے چنانچہ ان مین سے دو آدمیون کے شجرہ پر اجازت
کا لفظ حضرت منشی صاحب کے قلم کا لکھا ہوا موجود ہے اور اُنکی مہر اور دستخط موجود ہین
سید میان صاحب خیرآبادی جو کہ حضرت حافظ صاحب کے عزیزون مین سے ہوتے ہین

اور اسوقت اُردو کی مسجد مین قیام پذیر ہین وہ کسی ایک معتبر شخص سے ایک روز یہ فرما رہے تھے
منشی صاحب علیہ الرحمہ نے میرے سامنے یہ بیان کیا ہے کہ جسطرح حافظ صاحب سے مرزا صاحب
نے سب کچھ لے لیا تھا اسیطرح مجھ سے پنڈت جی (یعنی شمس الحق صاحب) نے بالکل لے لیا کہ جسطرح
ایک برتن مین سے دوسرے برتن مین اُلٹ لیتے ہین مگر اسکو خبر نہین ہوا اور میکش صاحب بارسال
یعنی ۱۳۳۲ھ مین خیرآباد تشریف لے گئے تھے وہان
میان خادم حسین صاحب قبلہ نے جو اسوقت وہان کے سجادہ نشین ہین میکش صاحب کے سر پر عمامہ
باندھا اور یہ فرمایا کہ مرزا صاحب کے بعد جب منشی صاحب یہان آئے تھے اُنکے سر پر باندھا گیا تھا۔ لہذا اب
تم منشی صاحب کی جگہ ہو تمھارے سر پر باندھا جاتا ہے اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہمسے منشی صاحب
اول ہی کچھ تمھارے نسبت کہہ چکے تھے۔ لہذا اس مقام پر جو اصل واقعہ تھا بلا کم و کاست درج کیا گیا یہ تو
ظاہر ہے کہ میکش صاحب سولہ سال سے یہان مقیم ہین اور سولہ برس تک اپنی پیر و مرشد کی صحبت مین راتدن
حاضر رہے ہین اور کیسے صاحب تقدیر آدمی ہین کہ جب منشی صاحب کی روح پرواز ہوئی تو سر مبارک آپ ہی کے
زانو پر رکھا ہوا تھا سچ ہے جب خدا کسیکو دیتا ہے تو یون دیتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمہ ؎ گر آری خلیلے
زبتخانہ ٭ کنی آشنائی زبیگانہ ٭ واہ کیا خدا کی قدرت ہے کہان پیدا ہوئے کہان پہنچے کیا نعمت پائی
الحمد للہ چونکہ یہ حقیر ناچیز مولف بھی مرشدنا و مولانا حضرت حبیب علیشاہ صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ سے غلامی
رکھتا ہے اور پیر و مرشد قبلہ حضرت میرزا سردار بیگ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے بھائی ہوتے ہین جو کہ میکش صاحب
قبلہ کے دادا پیر ہین یہ ین نظر یہ ناچیز مولف بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ تو آپکے فیض اور
ذوق و شوق مین ترقی دے آمین یا رب العالمین۔ آپکو حضرت منشی صاحب سے چارون سلسلون
یعنی قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ مین بیعت حاصل ہے مگر چشتیہ کو غلو زیادہ ہے اور قادریہ چشتیہ دو
ہی سلسلون مین آپکے یہان لوگ بیعت ہوتے ہین آپکا سلسلہ حضرت شاہ سلیمان تونسوی
اور مولانا فخرالدین دہلوی علیہ الرحمہ سے ملتا ہوا محبوب الٰہی حضرت سلطان نظام الدین اولیا
علیہ الرحمہ سے جا ملتا ہے۔ فقط

خاتمہ

آپ مشائخین کبار کا دفتر یہاں ختم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جن قدر سیر آوردہ اور ممتاز و منتخب مشائخ تھے اون کے حالات درج کر دئے گئے۔ یہ وہ برگزیدہ اور صاحب باطن مشائخ ہین جنکے مریدون اور معتقدین کی تعداد ہزارون ہے اور ان کی بزرگی و عظمت کا شہرہ چار دانگ عالم مین مشہور ہے، اور اپنے کسب۔ ذکر و شغل کے باعث محو ذات الٰہی اور فنا فی الشیخ بنے ہوئے ہین۔ اور اس ریاست ابد مدت کے رکن اعظم اور سلطنت کے دست و بازو کہلاتے ہین۔ علاوہ برین ان حضرات کے اور بھی بزرگوار موجود ہین مگر ہمکو اون مین سے بعض کے تو حالات میسر نہ ہوئے اور بعض کے نام معلوم نہ ہو سکے صرف صورت سے شناسائی اور بعض کو تو ہم جانتے تک نہین۔ مایوسی اسکے حالات بھی تو ملنا دشوار تھا کیونکہ جب ہم حالات کے لئے سوال کرتے تو ارشاد ہوتا کہ ہمکو گمنام ہی رہنے دو اور فقیر کے حالات ہی کیا ہین"۔ یہ فقرے ایسے تھے کہ پھر کہنے کی جرأت ہی نہین ہوتی تھی۔ خیر تاہم بھی ہمنے سیر آوردہ مشائخین کے حالات تو لکھہ ڈالے ہین جو زمانہ حال و آیندہ کے لئے ایک مدت تک کافی ہے۔ باقی والسلام۔

خاکسار
گوہر حیدرآبادی

۷۸۶

جلد دوم تزک محبوبیہ

دفتر چہارم

طبقہ علمائے عظام

غلط نامہ متعلق دفتر چہارم (علمائے علّام) جلد دوم ترک محبوبیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱	۳	دستار	دستار
۲	۴	حکام	احکام
۵	عنوان	۰	جلد دوم ترک محبوبیہ
〃	〃		دفتر چہارم
۵	۸	اطلاق سروت	اخلاق مروت
۶	عنوان	۰	جلد دوم ترک محبوبیہ
〃	〃	۰	دفتر چہارم
〃	〃	۰	جلد دوم ترک محبوبیہ
〃	〃	۰	دفتر چہارم
۷	۴	علم ہیت	ہیئت
۷	۱۴	تجد	تجر
۷	۱۸	فضائل درود	فضائل درود
۸	عنوان	۰	جلد دوم ترک محبوبیہ
〃	〃	۰	دفتر چہارم
۸	۲	معہ آلالات	سع آلالات
۸	〃	سوید الاحناف	سوید الاحناف
〃	۳	ابوحنیفہ	ابوحنیفہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
〃	۴	سودے	سودے
〃	۸	ہرایک	ہرایک
〃	۱۰	حافظ	حافظ
۱۳	۴	سرور اتام	سرور انام
۱۳	۱۷	جراف	جرأت
۱۳	۱۹	مین	ہین
۱۴	۷	اسکی برکت سے کوئی	اس کی برکت سے کوشش
۱۴	۱۴	باماست	بہ امامت
۱۴	۱۸	شاہ	شایہ
۱۴	۲۰	عبداللہ حسن آبہ	عبداللہ حسین افسر
۱۴	۲۱	شہید محمد زمان	شہید محمد زمان
۱۵	۳	اب	آپ
〃	۷	حدیث	حدیث
〃	۱۱	ماسوے	ماسوے
〃	۱۶	فیفر	فیض
۱۶	۳	جرید	جبریہ
〃	۲۰	فصص	قصص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
〃	۲۱	کاہی سے	کاہی سے
۱۷	۱۱	تشریح	تشریح
عنوان	۱۹	دفتر	دفتر چہارم
〃	۱	تومن	تومن
〃	۴	ہین جرے	ہین حقیر
〃	۱۹	شہنشاہ حوش	شہنشاہ حوش
عنوان	۲۰	دفتر	دفتر چہارم
〃	۲	اقبال	اقبال
عنوان	۲۱	دفتر	دفتر چہارم
〃	۱۵	ممتاز ہے	ممتاز ہین
۲۱	〃	عطاء اللہ	عطاء اللہ
عنوان	۲۲	دفتر	دفتر چہارم
〃	۱۲	اکثر	اکسیر
〃	۱۳	لے	لے
۲۳	۴	مراجعت	مراجعت
۲۴	۷	بھی	ہی
〃	۱۲	دمنع	دمنع

۱۳	۴	ہمیں	ہمیں	۰	۱۳	حاصل فرمایا	حاصل فرمایا	۱۲	″	محبت	محبت
۲۵	۵	عزیز	عزیز	۲۶	۱۳	آپنے	اپنے	۳	″	بھرپور	بھرپور
۲۵	۹	الباسط	الباسط	۲۶	۵	وجود باجود	وجود باجود	۶	۲۸	باوجود	باوجود
″	۱۰	۱۳۰۲ھ	۱۳۰۲ھ	″	″	ہتی	تہیں	۱۱	″	چلتارہا	چلتارہا
								۱۲	″	دی گئی	دی گئی
								۲	″	ملل	ملل
								۲	۲۹	معاینہ	معاینہ
								۹	″	تہا	تہا
								″	″	حاصل	حاصل
								۱۱	″	گل سرسبد	گل سرسبد
								۴	۳۰	بسبب	بسبب
								۱۰	″	ہمدردی	ہمدردی
								″	″	جناب	جناب
								۱۱	″	کبھی کبھی	کبھی کبھی
								۱۲	۳۱	جد اعلے	جد اعلے
								۸	۳۳	کامل العیار	کامل العیار
								۱۱	″	گزرے ہیں	گزرے ہیں
								۴	۳۴	ہبوط طور	ہبوط طور
								۸	″	عطا کیا گیا تھا	عطا کیا تھا
								۹	″	شاہنشاہ	شاہنشاہ
								۳	۳۴	رفاقت	رفاقت
								۰	۰	۰	۰

فہرست اسماء طبقہ علمائے علام دفتر چہارم جلد دوم تزک محبوبیہ

نمبر سلسلہ	نام صاحب تذکرہ	اندراج صفحہ
۱	۲	۳
۱	حاجی مولوی محمد سعید خان سابق مفتی مجلس عالیہ عدالت	۱
۲	جناب مولوی محمد علی ابو سعید صاحب	۲ و ۳
۳	جناب حاجی آقا شیخ محمد علی صاحب	۴ و ۵
۴	جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب	از ۶ تا ۸
۵	جناب مولوی محمد عبد الغنی خان صاحب	۹ و ۱۰
۶	جناب مولوی محمد زمان خان صاحب شہید علیہ الرحمہ	از ۱۱ تا ۱۴
۷	جناب ابو العباس مولوی محمد عبد القدیر صاحب صدیقی القادری	۱۵ تا ۲۰
۸	جناب مولوی خواجہ محمود صاحب مثنوی خوان	۲۱ و ۲۲

نمبر سلسلہ	نام صاحب تذکرہ	اندراج صفحہ
۱	۲	۳
۹	جناب مولوی نور الحسنین صاحب دام فیوضہ	۲۳ و ۲۴
۱۰	جناب مولوی ملا عبد القیوم صاحب دام فیوضہ	۲۵ و ۲۶
۱۱	جناب مولوی میر بندہ حسن صاحب دام فیوضہ	۲۷
۱۲	جناب مولوی علی نقی صاحب دام فیوضہ	۲۸
۱۳	جناب مولوی مرزا بہادر علیصاحب حیدرآبادی	۲۹ و ۳۰
۱۴	جناب مولوی سید تصدق حسین صاحب موسوی بنتاپوری	۳۱ و ۳۲
۱۵	جناب مولوی سید محمد عبد الرؤف صاحب	۳۲ تا ۳۶
	خاتمہ	۳۷

حاجی مولوی محمد سعید خان

سابق منتقی مجلس عدالت العالیہ

آپ امام العلما مولوی محمد صبغۃ اللہ مرحوم (جنکا مذہب شافعی اور خانوادہ نقشبندیہ مین بیعت نسب ہاشمی تھا) کے فرزند ہین مدراس وطن ہے - ۳ جمادی الثانی ۱۲۷۳ھ روز چہارشنبہ کو تولد ہوی - اردو - فارسی - عربی - کی تحصیل کی اور ۱۲۷۶ھ مین دستار فضیلت باندہی گئی - حسب الطلب مختار الملک اولے ربیع الثانی ۱۲۸۶ھ مین حیدرآباد دکن تشریف لائے غرہ جمادی الاول ۱۲۸۶ھ مین رکنیت اول مجلس عالیہ عدالت پر بمشاہرہ پانسو روپیہ چلنی آپکا تقرر ہوا بعد ازان منتقی مجلس عالیہ عدالت ہوی اور تنخواہ مین بھی ترقی ہوی ایکہزار روپیہ ملنے لگے - تا وقت انتقال اسی خدمت پر مامور رہے - ۱۰ شعبان ۱۳۱۲ھ روز چہارشنبہ بشکایت حبس بول انتقال فرمایا - مسجد الماس واقع دروازہ چادرگھاٹ مین مدفون ہوے - حسب الحکم نواب سر وقار الامرا بہادر مدار المہام وقت آپکے انتقال کے روز تمام عدالتہای بلدہ کو اظہار غم کے لئے تعطیل ہوی -

آپ تفسیر قرآن اور علم حدیث مین بے نظیر تھے - فقہ دانی محققانہ اور مدلل تھی اور فتوے شرح وبسط کے ساتھ تحریر فرماتے تھے -

آپ کے تصنیفات مین عمل مولود اردو - اثبات علم غیب بالنبیا اردو - رسالہ شق القمر فارسی - منہاج العدالت - نور الکریمتین فی رفع الیدین بین الخطبتین عربی - التنبیہ بالتنزیہ عربی - تخریج احادیث غنیے تفسیر فیض الکریم کے ۲۲ سپارہ تک تحریر فرمائے ہین -

آپکو ایک فرزند حاجی محمد محی الدین تھے جنکا انتقال ہوگیا -

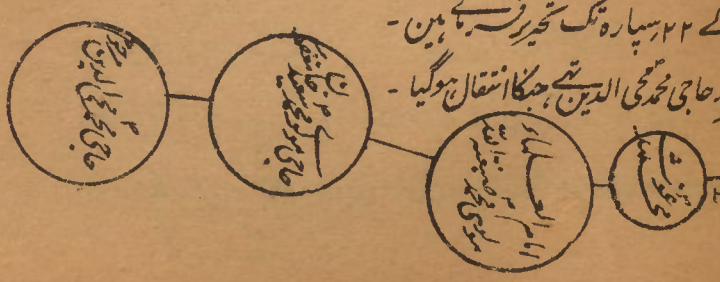

جناب مولوی محمد علی ابو سعید

آپ مولوی محمد اکبر علیخان بہادر مباحث جنگ ۲ سناظر الدولہ نقیہ الملک کے خلف اکبر ہین آپ کا
سلسلہ حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے - مولوی
صاحب مغفور شہر سورت کے مشاہیر علمات تھے بعہد حکمرانی نواب ناصر الدولہ بہادر
دبوزارت مہاراجہ چندولعل بہادر (بغرض افادۂ مخلوق و اعلان احکام شریعت) حیدرآباد
وارد ہوے - آپکے وعظ کی تمام ہندوستان مین شہرت تھی - یہان بھی آپ
پہنچکر امام محرم شریف دوازدہم و یازدہم شریف مین وعظ و ہدایت ارشاد فرماتے
خلایق مین مشغول ہوے - اور سرکار سے ماہانہ پانسو پیشہ روپیہ تنخواہ اور
ہزار روپیہ سالانہ چلتی مقرر پائے اور ایک مدت تک ایام مقررہ بالا پر وعظ و ہدایت
کی مجلس منعقد ہوتی تھی اور مخلوق کا اژدہام رہتا تھا - پسر اونکے خلف اکبر جنکا نام
عنوان مین درج ہے - ارشاد و ہدایات فرماتے ہین - آخر ۱۲ جمادی الاول
روز یکشنبہ بوقت صبح مولوی صاحب راہی دارالجنان ہوے - آپ کے تین
اول مولوی امجد علی صاحب مرحوم (جو بعہد نواب افضل الدولہ بہادر مجلس صدر
ثانیہ کے رکن تھے جنکا انتقال ہوگیا) دوم مولوی محمد علی ابو سعید صاحب جنکا
سوم مولوی محمد ابو القاسم مرحوم (جنہون نے عین شباب مین انتقال کیا
لڑکا محمد اکبر ہے اونکی یادگار بسرپرستی سرکار عالی زیر نگرانی کورٹ آف وارڈس
مولوی محمد علی ابو سعید صاحب ۴ جمادی الثانی ۱۲۶۴ھ روز شنبہ پیدا ہوے
اور عربی فارسی کی تکمیل اپنے والد سے کی - سرکار عالی سے تین سو کی
ماہانہ مقرر ہین - علاوہ بر این مولوی صاحب مغفور کے وقت کے معمولات سالا

جاری ہیں - ہر سال ایام معہودہ میں وعظ وغیرہ بھی فرماتے ہیں - علمی لیاقت اچھی ہے
صاحب خلق و مروت ہیں - اردو میں سکان ہے کوئی فرزند زندہ موجود نہیں
ایک دختر ہے - جو سید غلام جیلانی صاحب نبیرہ مولوی شجاع الدین حسین قبیں
سراج العزیز ہی منسوب ہے جسکو آپ نے اپنا وارث اور قائم مقام قرار دیا ہے -

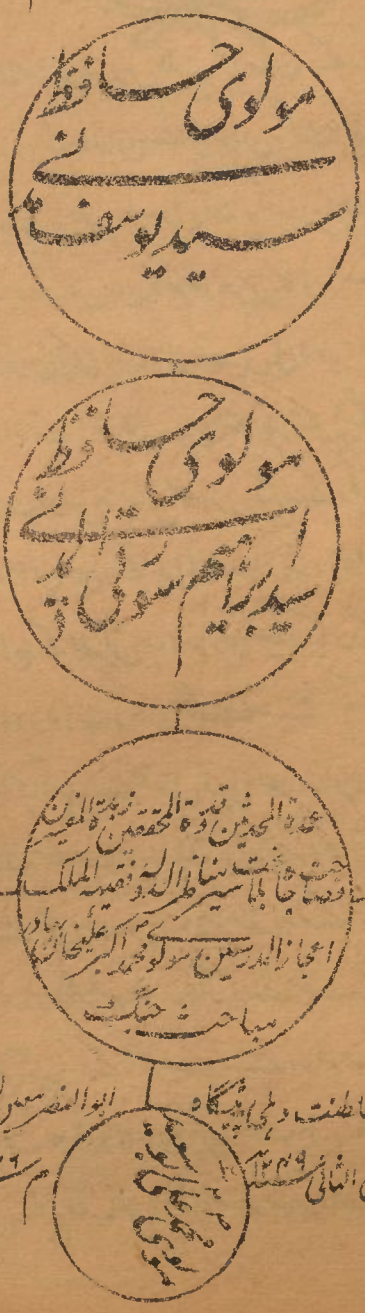

یہہ خطاب آپکو دارالسلطنت دہلی پیشگاہ ابوالنصر معین الدین محمد اکبر بادشاہ
غازی سنہ ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۹ھ م سنہ ۲۶ جلوس کو عطا ہوا تھا - ۱۲ مولف

جناب حاجی آقا صبیح محمد صاحب

آپ شہر طبس منضمات مشہد مقدس ملک خراسان کے رہنے والے ہین ۱۲۵۵ھ ہجری مین تولد ہوے - اور آٹھ سال کی سن سے (ایران و نجف اشرف مین) تحصیل علوم صرف نحو منطق - معانی - بیان - فقہ - اصول فقہ - تفسیر - اخبار مین محنت و کوشش فرمائی تقریباً بارہ سال کے عرصہ مین ان تمام علوم مین کافی دستگاہ حاصل ہوگئی - علما اور اساتذہ نے آپکا ہر ایک علم مین امتحان لیکر اجتہاد کی تصدیق کی اور اجازت اجتہاد کی بھی دی - چنانچہ اسوقت آپ مجتہد الوقت اثنا عشریہ ہین جنکا نظیر مشکل ملیگا -

ابتداءً آپ زیارت حرمین شریفین کا ارادہ کرکے وطن سے نکلے بعد فراغ زیارت جب بمبئی پہونچے - سکان بمبئی نے ہدایات وارشاد اقامت جماعت کیلئے آپکو ٹھہرالئے بعد گذرنے دو سال کے بطریق ہوا خوری حیدرآباد دکن آئے - نواب مختار الملک (مدار المہام دکن) اور نواب امداد جنگ بہادر نے آپکو حیدرآباد مین اقامت کرنے کیلئے مصر ہوے - چنانچہ آپ نے قبول فرمایا بعد ازان نواب مختار الملک بہادر نے ایکسو روپیہ چلنے منصب مین آپ کے نام اجرا فرمائے - اور نواب امداد جنگ بہادر نے اپنے ذات سے تین سو روپیہ ماہانہ مقرر کئے - چنانچہ منصب تاہنوز جاری ہے مگر بوجہ انتقال امداد جنگ بہادر جاگیرات سرکار مین ضبط ہوے اور وہ تین سو روپیہ جو آپ کے نام مقرر تھے موقوف ہوگئے -

آپ کے تصانیف عربی و فارسی مین بہت ہین - چنانچہ عربی مین - تبیان المسائل (فقہ) مفاتیح الاصول - مجمع المسائل (فقہ) منظومہ بردیف مغنی اللبیب (نحو) منظومہ در اجازہ مسائل (فقہ)

رسالہ در تفسیر آیۂ نور - اور فارسی مین انوار الاشعاع در مطالب اعتقادیہ دینیہ - رسالہ
در اثبات نبوت خاصہ صرف بدلیل عقل - رسالۂ در جواب بست مسئلہ - رسالہ
در جواب مسترشد اکبرآبادی جو طہارت کفار مین لکھا تھا ملاوہ ازین اور بھی
رسالہ ہین جنکے لئے تفصیل درکار ہے -

آپکو دو فرزند ہین آقا زین العابدین - (جنہون نے علوم ادبیہ وغیرہ تحصیل کیا ہے
اور عمر بھی بیس سال کی ہوگی -) اور آقا ابو القاسم جو مشغول درس و تدریس ہے
محلہ دار الشفا مکان نواب علے بہزاد خان بہادر بخشی صرف خاص ہین قیام پذیر ہین
آپ نہایت مقدس بزرگ اور فرشتہ خصال ہین - اخلاق و سیرت آپکے
اعلی درجہ کے ہین اور آپ کے صحبت وارشادات سے حیدرآباد کی
گروہ اثنا عشریہ مستفید و مستفیض ہے -

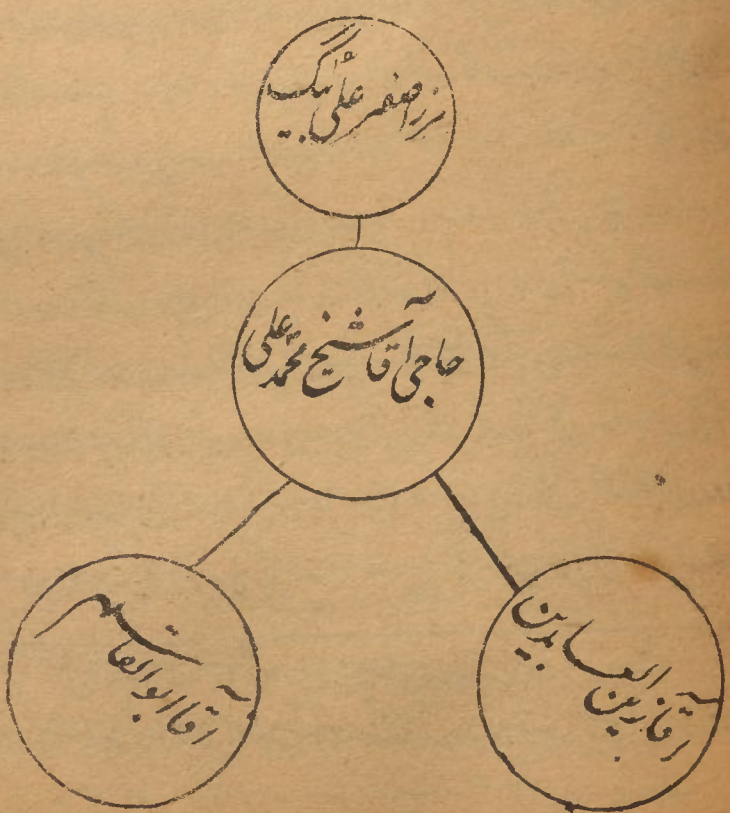

جناب عالیجناب مولوی محمد عبدالقادر صاحب

آپ مولوے حاجی حافظ محمد فضل اللہ صاحب مرحوم سابق ہیر مجلس[8] مرافعہ عدالت ممالک محروسہ و سرکار عالے کے خلف الصدق اور محمد علے صاحب المخاطب قادر یار خان ثانی* (جو قادر یار خان اولے محی الدولہ حکیم الحکما کے فرزند تھے) کے پوتے ہین آپکا سلسلہ پدری امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے - اور سلسلہ مادری امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہے - ابتداءً محمد عبدالقادر المخاطب قادر یار خان اول حکیم الحکما محی الدولہ بہادر رستم الملک نواب آصفجاہ بہادر (نواب میر نظام علی خان بہادر) کی تعلیم کے لئے) احمد آباد سے وارد حیدر آباد دکن ہوے - اور بعہد حکمرانی نواب میر نظام علی خان بہادر خطاب قادر یار خان حکیم الحکما محی الدولہ اور خدمت صدارت ممالک محروسہ و سرکار عالے جاگیرات سیر محاصل سے سرفراز پائے - چنانچہ ابتک خدمت جاگیرات وغیرہ آپکی اولاد مین علی التسلسل جاری ہے آپ (مولوی محمد عبدالقادر صاحب) ۹ ربیع الثانی ۱۲۵۱ھ مین تولد ہوے ابتداءً اپنے والد بزرگوار سے شرح ملا تک تعلیم پائی - بعد ازان مولوے

---

8 - اول ناظم عدالت دیوانی تھے - بعد ہیر مجلس مرافعہ عدالت ہوے - ۱۲ سولف

* پتھر گٹی پر قادر یار خان کی مسجد مشہور ہے - جسکے روبرو ہمارے معزز صاحبزادگان کا مکان ہے - ۱۲

* یہہ ہمارے معزز حکیم الحکما محی الدولہ بہادر حال کے مورث اعلیٰ ہین - ۱۲ سولف

محمد زمان خان صاحب شہید - مولوی نیاز محمد صاحب بدخشانی -
مولوی محمد حسن صاحب سے کتب دینیات - معقول - منقول - کا درس لیا
مولوی فضل رسول صاحب بدایونی اور حضرت شاہ عبد الغنی صاحب
قدس سرہ دہلوے مدنی و مہاجر سے علم حدیث صحاح ستہ - وغیرہ
کی سند حاصل کی - اور اپنے والد بزرگوار کے ماتحت عدالت دیوانی
بزرگ بلدہ مین ستر اسال خدمت صیغہ داری - انجامدی - اور تین سال
(حسب الحکم مختار الملک اعظم) عدالت دیوانی نیابت عروب کی نظامت
پانچسال تک رکن اول مجلس تصفیہ و تعمیل عروب مقرر رہے - بعدہ ابوالبنچی
عروب صیغہ فوجداری کی خدمت ادا کی - اسکے بعد جملہ خدمات ترک
کرکے حج مکہ معظمہ و زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوے - اب خانہ نشین
ہین - درس خطبہ خوانی - وعظ خوانی - کا شغل جاری ہے - گو خدمات
سابقہ کا کوئی وظیفہ مقرر نہین مگر جاگیر موروثی سے حصہ ملتا ہے - عجیب
متقدس آدمی ہین چہرہ سے تقدس ٹپکتا ہے نرشتہ سیرت بزرگ صورت
ہین - فقہ - حدیث - تفسیر وغیرہ مین اعلے درجہ کا تبحر حاصل ہے آپکے
تصنیفات حسب ذیل ہین -

۱ تبلیغ الاحکام فی مسائل آداب الطعام - ۲ گوہر مقصود شرح کلمہ طیبہ - ۳ تذکرہ قادریہ
در بیان جنت و دوزخ - ۴ تحفۃ العاشقین وظیفہ - ۵ عہد بند نعمان بن ثابت - ۶ نور الہدیٰ
بدر الدجی - ۷ شمس الضحیٰ - ۸ نور صراط مستقیم در فضائل و درود شریف - حکایات
لطیفہ و فسانہ عجیبہ - ۱۱ ہدیہ نجدیہ در رد فرقہ وہابیہ - ۱۲ چہار گلزار شہداء در ذکر خلفاء اربعہ
۱۳ مجموع حسنات ہم پہلوی دلائل الخیرات - ۱۴ انتباہ المسلمین وعظ - ۱۵ سقوط الرحمن علے
ظہر الشیطان در منع تمباکو - ۱۶ چراغ ہدایت نسوان در ذکر لباس - ۱۷ نور ایمان

دلیل المبین فی بعض معجزات سید المرسلین - مقامات شاکرین در تصوف - رد المقولات
فی اباحت السماع مع الآلات - مولود المحبوب - موید الاخلاف در احادیث
فقہ امام ابوحنیفہ دس جلد - منازل السالکین -
کتب ہے بالا میں کسی قدر طبع ہوے ہین باقی غیر مطبوعہ سو دے
موجود ہین - آپکو پانچ صاحبزادے ہین - اوّل مولوی محمد عبد القدیر صاحب
(جنکا تذکرہ علیحدہ درج ہے) دوم مولوی عبد المقتدر صاحب - سوم
مولوی محمد عبد الشاکر صاحب - چہارم محمد عبد الجبار ابو الحسن صاحب - پنجم
ابو بکر محمد عبد الستار صاحب - ہر ایک تعلیم یافتہ لایق اور ہوشیار ہین -

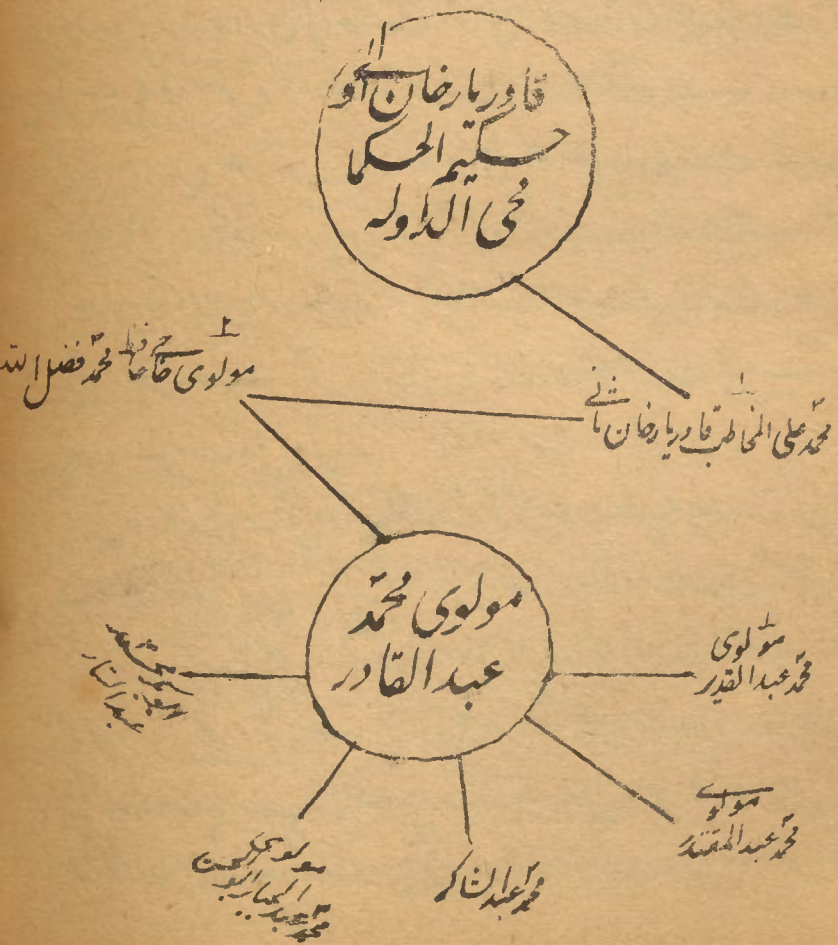

مولوی محمد عبد الغنی خان صاحب

۵

آپ موضع فرخ آباد کے رہنے والے ہین۔ آپ کے مامون محمد نظام علیخان کے والد امیر علیخان اور اونکے بڑے بھائی غلام علیخان اور اونکے برادر نسبتی مستجاب جنان دولت خیل (بعہد حضرت غفران مآب) اس ریاست ابد مدت مین معزز عہدون سے ممتاز تھے۔ جنکے ماتحت تین تین سو سوار تھے۔ چنانچہ نظام علیخان صاحب کی بارہ سلحدار یان اب بھی اونکے فرزند مستجاب علی خان کے قبضہ مین ہین۔ آپ کے بزرگوارون مین الہداد خان صاحب نامی جو آپ سے اون تک ساتوین پشت ہے۔ نواب رشید الدین خان بانی مؤ فرخ آباد کے دیوان تھے۔

آپ نے مدرسۂ عربی کانپور مین جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب مفتی مجلس عالیہ ریاست حیدر آباد دکن سے کل درسیات عربی معقول و منقول۔ صرف و نحو۔ منطق و فلسفہ۔ ریاضی و ہیئت۔ معانی و بیان۔ عروض و ادب۔ فقہ و اصول۔ حدیث و تفسیر حاصل کی۔ اور فارسی کی تکمیل مولوی احمد شیر خان شاگرد صہبائے دہلوی و مولوی غلام محمد صاحب شاگرد مولوی عبد اللہ خان صاحب استاد صہبائی سے کی۔ مدرسۂ کانپور و علی گڈھ بہیکم پور مین مدتون طلبا کو عربی کی تعلیم دی۔ اب اسوقت سنٹی ہائی اسکول مین مددگار اول عربی ہین۔ عربی مین دو کتابین تصنیف کی ہین۔ ایک انفال الطریف

(بلاغت مین) دوسرے موارد المصادر والافعال جسمین عربی مصادر متداولہ کا طریق استعمال بتفصیل مجرد و مزید و تقئید حروف صلہ و تشریح معانی مختلفہ و تصریح شواہد از قرآن و حدیث و اشعار فصحا بصورت جدول نہایت سہولیت و اختصار سے مذکور ہین۔ ایک فرہنگ محاورات بھی فارسی مین لکھی ہے۔ جسمین لغات متعارفہ کا استعمال مصادر کے ساتھ بتصریح حروف صلہ وغیرہ ہے۔ بہرحال آپ ایک لایق اور ادیب شخص ہین۔ علاوہ برین خوش اخلاق و ذی مروت۔ آپ کو ایک فرزند عبدالحمید خان نام موجود ہے۔ جو انگریزی اور عربی مین قریب تحصیل ہین۔

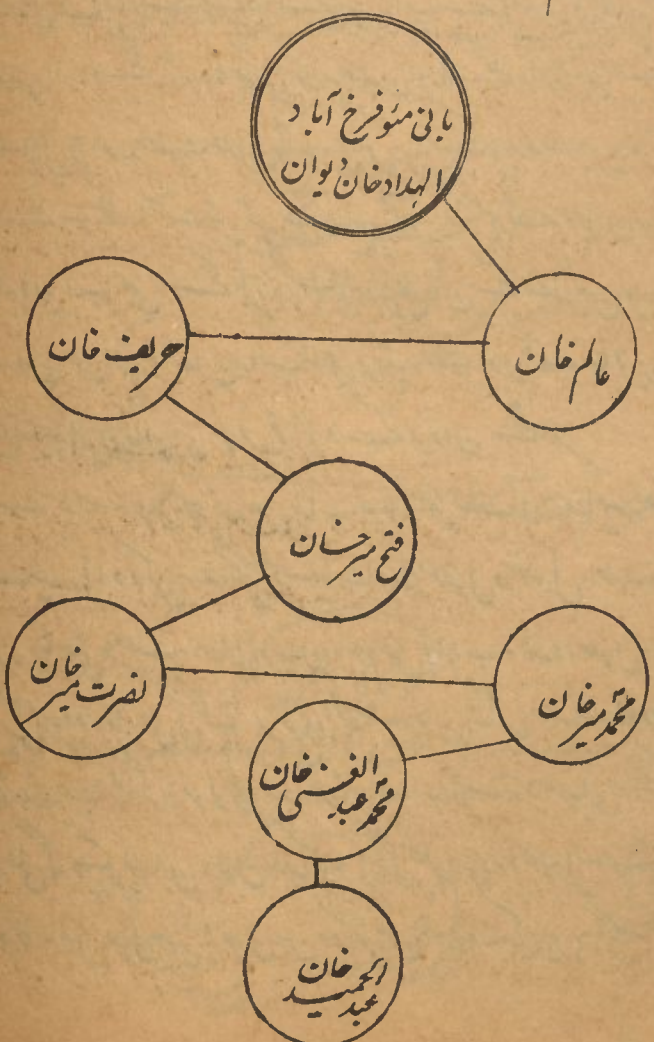

شہید علیہ الرحمۃ
مولوی محمد زمان خان صاحب
جناب
۶

آپ کا اصلی نام ابو رجا محمد تھا۔ آپ تلمیذ ارشد اور خلیفہ رشید خاندان علیہ عزیزیہ کے تھے۔ آپ کی ولادت شہر شاہجہان پور مین ۳۰ ذیقعدہ ۱۲۴۲ھ مین ہوئی۔ میانہ قامت۔ گندم رنگ۔ بلند پیشانی۔ کشادہ ابرو۔ چمکتے رو۔ خندان دہن۔ وسیع اللحیہ نحیف البنیہ۔ صورت عالمانہ۔ سیرت درویشانہ۔ شفیق انام متخلص باخلاق محمد علیہ السلام تھے۔ ایام طفلی مین تمام کتب مشہورہ فارسی۔ اور کچھ صرف نحو عربی مین پڑھکر بعمر بست سالہ ۱۲۶۲ھ مین بشوق حصول علم وطن سے کانپور کو خدا آگاہ معرفت پناہ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب صدیقی بدایونی کانپوری علیہ الرحمہ کی خدمت مین حاضر ہوے مولانا موصوف شاگرد اور مستفیض خاص مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی قدس اللہ سرہما کے تھے۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف ذکی و ذہین تھے تین ہی سال مین علوم نقلی و عقلی آداب و اخلاق حاصل کر کے۔ فرخ آباد۔ بریلی۔ رام پور۔ گوالیار۔ بھوپال وغیرہ ہوتے ہوئے ماہ صفر ۱۲۶۵ھ مین وارد بلدہ حیدرآباد ہوے اور میر اشرف علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی کے مکان مین فروکش ہوے اور یہان بھی علوم مذکورہ کی تکمیل مولوی محمد کرامت اللہ صاحب دہلوی۔ اور مولوی میر احمد صاحب ولایتی رحمۃ اللہ سے کی اور تدریس طلبہ مین مشغول رہے چند سال بصد عسرت بیکاری مین گذری مگر خدمت

افتاخت یار نکی اوسی زمانہ مین پسی غلام محی الدین صاحب جمعدار اور احمد یار خان
محی الدولہ مرحوم اور مولوی حکیم سید ابراہیم صاحب نواب ناصر الدولہ مغفور سے ملاقات
کرکے بمواجب شصت ۶۰ روپیہ ملازم ہوئے نواب غفران منزل نے بہزار دریافت و
تحقیقات علم و فضیلت و ارادت و نیت نواب مغفرت مکان کی تعلیم کے لئے مقرر
فرمایا آپ اونکی تعلیم مین مصروف ہوئے اور طلبائے شہر کی بھی تدریس بکثرت ہی
بعد ۱۲۷۳ھ مین نواب مختار الملک نے بمشاہرہ یکصد وسی ۱۳۰ روپیہ خدمت مدرسی اولاد العلو
آپ کے تفویض کی اوسوقت آپ شرف الدیخان مرحوم کے مکان مین فروکش تھے
باوقات مقررہ مدرسہ جاکر اور اوقات مین مکان پر درس دیا کرتے تھے تمام علوم۔ فقہ
حدیث۔ تفسیر۔ اصول۔ منطق۔ معانی وغیرہ پڑہایا کرتے تھے اور حقایق معارف مین
مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ بھی ہوتی تھی چندمدت خان مرحوم کی مسجد مین بروز جمعہ قرآن
شریف کا وعظ بھی باسرار و نکات فرماتے تھے باوجود اس علم و کمال کے فروتنی اور
خاکساری بھی بکمال تھی کبھی بالاے منبر وعظ نکیا۔ اکثر علما۔ فقرا۔ امرا۔ غربا۔ آپ کے
شاگرد تھے جب آپ نے ۱۲۷۵ھ مین ترک خدمت مدارس فرمائی تو نواب مغفرت
مکان نے (جو اوسوقت سریر آراے سلطنت تھے۔) دوسو ساٹھ روپیہ وجہ معاش
مقرر فرمایا۔ آپ خانہ نشین ہوکر خدمت طلبہ مین مشغول رہے۔ بعد شب دہم ماہ شعبان ۱۲۸۲ھ
مین بارادۂ حج بیت اللہ روانہ ہوے۔ بعد حصول شرف حج و زیارت نبوی علیہ السلام عازم
زیارت متبرکہ عراق و شام یعنے موزہ۔ مصر۔ اسکندریہ۔ بیت المقدس۔ خلیل الرحمن۔
دمشق۔ حلب۔ سویرہ۔ موصل۔ سترمن رائے۔ بغداد شریف۔ کربلاے معلے۔ نجف
اشرف۔ بصرہ ہوے ان تمام مقامات مین صنائع قدرت کا معائنہ اور انبیا علیہ السلام
و اصحاب کرام و اہل بیت عظام و ائمہ و اولیاے ذوی الکرام کی عتبہ بوسی کرکے عزم
شعبان ۱۲۸۳ھ مین داخل حیدرآباد ہوے مفصل حالات اس سیر و سفر کے آپ کے

کتاب عالم نامین تفصیلی طور پر درج ہین - اوس ملک مین بھی آپ کی ذات مغتنم جانکر طلبہ نے کچھ ہندسہ اور منطق کا درس لیا - یہان محلہ شکر گنج مین تعمیر مدرسہ اور مسجد شروع کرکے سلسلہ درس وتدریس جاری کیا - معاش کے تین حصہ فرمتے تھے ایک حصہ اخراجات ماتحاج ذات و متعلقات کے لئے دوسرا حصہ مصارف متعلمین کے واسطے اور تیسرا حصہ ذوی القربےٰ و ایتامےٰ والمساکین کے نذر فرماتے - آپ بے تعصب حنفی مذہب قادری - افراط و تفریط سے دور ہر امر مین پیروی احادیث نبوی فرماتے - اور محفل میلاد سرور انام کیا کرتے تھے - دعوت مین اکثر غربا اور مستحقون کے ساتھ دہلاتے امرا اور اغنیا کو یاد نفرماتے - تراجمین حرارت دین اور حمایت بزرگوارات بجد تھی - آپ نے مقرضین کے جوابات اکثر دئے ہین چھ تصنیفات آپکے صفحہ روزگار پر یادگار ہین - خیر الواعظ صفیۃ البلاغۃ - خلاصۃ ماتم الملوین و سر الشہادتین عربی مین - عالم نما - اور ستان البخن فارسی مین اور ہدیہ مہدویہ ہندی مین آپکے تصنیفات مین اسمین اکثر طبع ہین چنانچہ ہدیہ مہدویہ اور ستان جن تو نظر سے راقم کے گذرے ہین - کم تصنیفات کے دو سبب تھے ایک تو تدریس سے فرصت تھی دوسرا فرماتے تھے کہ کونسا فن ہے جسمین کسی کی کوئی کتاب نہ ہو شے ہندی مین بھی بزرگوارون کے کتبے جو دیکھے ہین کتب جو نظر سے گذرے ہین بہزار اعتبار ہستبداد دیکھے ہین آپکے معلومات و تحقیقات سے ظاہر ہے - بڑے بڑے اہل کمال آپکے فضیلت کے قائل تھے - آپکے اوقات اسطرح تھے کہ صبح سے اشراق تک اوراد و اذکار و تلاوت قرآن با ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی بعد ازان تدریس احادیث وغیرہ من بعد الفراغ حوائج ضروری اور قیلولہ مسنونہ ادائے صلوات ظہر تصنیف و تالیف اور ملاقات مین مصروف رہتے اور عصر سے مغرب تک مسجد مین تلاوت قرآن مجید مصروف رہتے تھے - اگر کوئی ارباب حاجت آتا اوسکی جانب متوجہ ہوتے ورنہ مذاق کلام الٰہی مین محو رہتے ارباب حاجت سے بکشادہ پیشانی پیش آتے اور بجان و دل اوسکے کام مین سعی فرماتے منجملہ وسایل دستی باطنی تلاوت قرآنی کو اختیار کیا تھا کہ یہ خاص سلوک طریقہ علیہ عزیزیہ کا ہے سوا اسکے اپنی خاندان کے بعضی امور کی اجازت مکہ معظمہ مین مولانا یعقوب صاحب علیہ الرحمہ سے حاصل کی تھی اوراد و اعمال مین اکثر قول جمیل کی پابندی تھی - حل دقایق محققین مین پیرو شیخ محی الدین ابن عربی کے بیعت وغیرہ مین طریقہ قدما کے پابند تھے اور فرماتے تھے اصل بیعت یہی ہے جو صحابہ اور تابعین کے وقت مین تھی اخذ بیعت مین حوالت نفرماتے تھے ایک روز حاجی محمد صالح نے عرض کی کہ خدا نے آپکو منصب ظاہر و باطن سے سرفراز کیا ہے پھر کیون بیعت نہین لیتے ارشاد فرمایا کہ یہ دونون امر فرض کفایہ ہین اور خدا کے فضل سے شہر مین دونون طریقے جاری ہین میری کچھ ضرورت نہین ۱۳۰۵ھ مین سلم تسمیہ خوانی حضور پر نور میر محبوب علیخان والی دکن طال اللہ عمرہ کی بصد دھوم و دھام ہوئی تو نواب مختار الملک مرحوم بلحاظ استدعای نواب مغفرت مکان آپکو مدرسہ حضور پر نور کیلئے بتقرر ایکہزار روپیہ اخراجات ماہانہ مقرر کیا - جب معاش کی زیادتی ہوئی ایک مکان عالیشان برائے محبوبیہ کے واسطے تعمیر کیا

مدار المہام نے چہار روپیہ روز بنام اخراجات طلبہ جداگانہ مقرر کئے اس تمام معاش سے تخمیناً نصف آپکے ذات کے اخراجات تھے مابقی للہ صرف ہوتے تھے ایک سو طلبہ دو وقت روٹی کھاتے تھے چند روز پیشتر شہادت کے ماہ رمضان مین آپنے خواب دیکھا کہ ایک مکان ہے اور اوس مکان کے صحن دوسرے مکان سے ایک شخص نکلکر کہتے لگا کہ اس مکان مین حضرت فاطمہ زہرا اور اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین تشریف فرما ہین مگر اون کے پاس کپڑے نہین ہین آپنے سنتے ہی فوراً چند تھان آغا بانی وغیرہ کے منگوا کر گذرانے وہی شخص اندر سے ایک پارچہ سرخ ہاتون پر رکھے ہوے لے آیا اور کہنے لگا حضرت بی بی رضی اللہ عنہا فرماتے ہین کہ تمہاری نظر قبول ہوی مگر ہم لوگ وہ کپڑے نہین پہنتے یہ کپڑا پہنتے ہین اوس شخص کے قرینہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ پارچہ سرخ حضرت بی بی نے مرحمت فرمایا ہے آپنے سکو لیکر سر پر رکھا آنکھون کو لگایا چہرہ اور سینہ پر ملا اس امید سے کہ خدا اسکی برکت سے آتش دوزخ حرام کرے۔ اتنے مین آنکھ کھلگئی صبح کو یہ خواب والدہ ماجدہ اور برادر عزیز کے روبرو بیان کیا ہر دو نے آپکی شہادت کا گمان کیا اور خود کو بھی یقین ہوگیا۔ عادت تھی کہ بعد نماز عشا موچنا جایا کرتے تھے انخانہ مین خاصہ تناول فرماتے تھے بعد اوس کے مدرسہ کے لنگر سے کھانا منگوا کر اندر مکان مین کھانا شروع کیا قبل از شہادت مدت تک بخار سے بیمار رہے اور بیماری مین بھی یہی غذا تھی حاصل کلام شب بیستم ماہ ذیحجہ ۱۲۹۲ھ کو حسب عادت بعد ادائے نماز مغرب شروع قال الملاء الذین کی تلاوت مین مشغول تھے کہ ایک پیرزادہ مسمی سید احمد نے قابو پاکر مسجد مین عین تلاوت و نماز کی حالت مین پس پشت سے ایک کٹار مارا ضرب شدید تھی کٹار سینہ سے نکل گئی آپ نے مڑکر اوسکی صورت دیکھی اور اللہ اکبر کہکر قرآن پر سر رکھا پھر اوس قاتل نے ایک کٹار شہ رگ پر ماری اتنے مین شور و غل ہوا اوسکو زندہ گرفتار کر لیا مگر آپکی روح اوسیوقت داخل خلد برین ہوی نام شہر مین ایک ہنگامہ برپا ہوا صبح کو روز چہارشنبہ کہ مسجد مین یا امت حاجی سید شاہ نورالدین صاحب قیصی القادری جو مشاہیر مشایخ سے تھے نماز جنازہ پڑہائی میت کو مدرسہ مین لائے ہزارہا آدمی امیر و فقیر صغیر و کبیر دفن مین حاضر تھے ایسا ازدہام تھا کہ راستہ بدشواری ملتا تھا ظہر تک جنازہ دہرایا گیا مرات نماز پڑہی گئی آخر کو اوسی مدرسہ کے صحن مین غلام یسین خان مرحوم کے مکان کے روبرو جو لباس کہ جسم مین تھا اوسی سے حافظ عبدالعظیم خان و عبدالرحیم شاہ داماد نورالدین شاہ صاحب موصوف اور مولوی سید عبدالعلی دہلوی نے قبر مین اتارا۔ اور حسب قاعدہ فقہا غسل و کفن کی ضرورت نہین ہوی۔ عمارہ دو شالہ۔ شالہ۔ اگر کہ پاجامہ جو جسم پر تھا وہ سب ساتھ رہا۔ آپکی عمر پچاس سال ایکماہ تین یوم کی تھی بعد آپکے آپکے چھوٹے بھائی مولوی محمد مسیح الزمان خان صاحب آپکے جانشین ہوے۔ مگر چند روز بعد کچھ ایسے اسباب پیش آئے کہ ریاستی وطن ہوے عبداللہ حسین انشا مرحوم نے خوب مصرع تاریخ شہادت کہا ہے ؎

در راہ دین شہید محمد زمان شدہ

۱۲۹۲

صدیقی القادری
مولوی محمد عبد القدر صاحب
علیخاب ابو العباس

آپ مولوی محمد عبد القادر صاحب کے خلف اکبر اور مولوی حاجی حافظ محمد فضل اللہ صاحب مرحوم سابق سیر مجلس مرافعہ عدالت ممالک محروسہ سرکار عالی کے پوتے ہین۔ آپ کے خاندان عالیشان کا تذکرہ قبل ازین آپ کے پدر بزرگوار کے حالات مین مندرج ہوچکا ہے۔ اسلئے یہان قلم انداز کیا گیا۔

آپ ۱۳۰۵ھ مین پیدا ہوے۔ حدیث کی تسلیم مولانا مولوی سید محمد عمر صاحب قادری سے حاصل کی۔ اور دینیات مولوی الہی بخش صاحب صدر مہتمم مدرسہ دار العلوم (تلمیذ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی) سے دیکھا۔ حدیث۔ تفسیر ادب کی سند علامۂ عرب حبیب ابوبکر بن شہاب الدین نے دی۔ منطق۔ اصول۔ عقائد کی تکمیل مولوی سید نادر الدین صاحب سے کی۔ اور قرارت کی تعلیم و سند سید القراء محمد تونسی و مولانا مولوی سید محمد عمر صاحب قادری سے پائی۔ اپنے ماموں بزرگوار حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی سید محمد صدیق صاحب حسینی قادری نبسہ حضرت مولانا مولوی شجاع الدین صاحب رح سے طریقہ علیہ قادریہ مین اجازت حاصل کی۔ اور طریقہ علیہ نقشبندیہ کی اجازت آپ کے پدر بزرگوار نے دی۔ انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ مین خطبہ۔ لکچر اسپیچ۔ قصیدہ۔ غزل۔ کہنے اور لکھنے کی اچھی مشق ہے۔ اردو کا کلام اپنے ماموں خلق صاحب شاگرد جناب فیض صاحب رح۔ کو دکھلاتے ہین

اور عربی کلام حبیب ابوبکر بن شہاب الدین کو دکھلاتے ہین - ریاضی - منطق فقہ - اصول - عقائد - حدیث - تفسیر - قراءۃ سے اچھی طرح واقف ہین - طب یونانی کی بھی تعلیم جاری ہے - فلسفہ جدید مین بھی مہارت حاصل ہے - پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات مولوی - مولوی عالم - مولوی فاضل - (ای - ڈی - ایچ) منشی فاضل - (اے - ڈی - ایچ -) اول درجہ مین پاس کئے ہین - انگریزی سے بھی نابلد نہین ہین - ہر ایک موقعہ پر مدار المہام بہادر سرکار عالی معین المہام بہادر نے طلائی تمغہ عطا کئے ہین - یہہ واقعہ بھی قابل تذکرہ ہے کہ جب مولوے مقصود علی صاحب نے عربی لکچرز کی سوسائٹی کھولنے چاہے تو علامۂ عرب حبیب بن شہاب نے آپکو مخاطب کرکے فرمایا - "ومن یقدر فی حیدرآباد یخطب فی العربیۃ الفصیحۃ کالانا ولانت" یعنے حیدرآباد مین فصیح عربی مین میرے تیرے سوا کون لکچر دیسکتا ہے - واقعی ایک ہندی شخص کے لئے ایسے علامۂ عرب کا ان الفاظ مین مخاطب کرنا اوسکے لئے باعث فخر ہے بیشک ہمارے لایق ملکی مغفرت صاحب تذکرہ اس سے زیادہ قابلیت رکھتے ہین جو حیطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے اسوقت آپ مدرسۂ دار العلوم مین مدرس اور پروفیسر عربی - بی - ڈی - ایچ - واے - ڈی - ایچ - ہین - (۱۵۰) ماہوار پاتے ہین - علاوہ برین سو روپیہ چلنی سکہ شہزادہ راجہ رائے رایان بہادر سے منصب ہے - حصہ جاگیرداری مزید براں ہے - آپ کے تصنیفات حسب ذیل ہین -

السعی الشکور فی حل تاریخ تیمور - (اسمین عجائب المقدور فی احوال تیمور کی شرح کی ہے -) متقارب المعنی الفاظ کا فرق تبلایا ہے - اشتقاق لغات کی بنانے مین بڑی کوشش کی ہے - ضرب الامثال و نصص کا حل بڑی تلاش سے کیا ہے - متعدد نسخون سے اوسکی تصحیح کی ہے غرضکہ یہہ کتاب جان کاہی ہے

لکھی گئی ہے ۔) ۔ خیر الصلاۃ ۔ بجدید اللغات ۔ (اس کتاب مین آجکل کے
جدید الفاظ جو عربی اخبار و ناول وغیرہ مین آتے ہین بڑی تلاش سے جمع کئے ہین)
حل دیوان ابی العتاہیہ ۔ (یہہ دیوان ابی العتاہیہ کا عربی مین حل ہے ۔) حل لبی ۔
اسے کورس عربی ۔ (اس مین بے ۔ اسے کورس عربی کے جو منشی فاضل اور
مولوی عالم و بی ۔ اے ۔ کے عربی کا معیار ہے ۔ عربی مین شرح کیگئی ہے اس مین
ہر ایک مصنف اور شاعر کا حال جسکا اسمین ذکر ہے لکھدیا ہے ۔ ضرب الامثال
و قصص کی تشریح کی ہے ۔ حل تاریخ الخلفاء ۔ چونکہ اس کتاب کو جماعت مولوی
متعلقہ پنجاب یونیورسٹی کے طلبا پڑھتے ہین اسلیئے اسکا اردو مین حل کیا ہے
اور ہر شعر کا اردو مین ترجمہ ابن فضل اللہ کے خطبہ کے خاص طور سے شرح
کی ہے ۔ حل درہ نادرہ ۔ اس سنگلاخ کتاب کی جو نسخ فسخ مسخ ہو چکی ہے
بڑی جانکاہی سے تصحیح و تشریح کی ہے اسمین جو محنت صرف ہوی ہے
اسکا اندازہ وہی کر سکتا ہے جسکو کبھی اس کتاب کے پڑھانے کا اتفاق
ہوا ہو ۔ آپکو دو صاحبزادہ موجود ہین ۔ اوّل ۔ محمد عبد العزیز صدیقی ۔ ۱۶ سال
کی عمر ہوگی ۔ مولوی ۔ منشی ۔ منشی عالم کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی کے
پاس کر چکے ہین ۔ اب منشی فاضل کے جماعت مین شریک ہین ۔ دوم محمد
عبد الرسیم صدیقی عمر ۱۳ سالہ مدرسہ دار العلوم کی ہفتم جماعت مین تعلیم پاتے
ہین ۔ اب یہان آپکا ایک عربی قصیدہ جو مدینہ منورہ مین بحضور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پڑھا گیا اور عربون نے جسکی نسبت کمال درجہ
تحسین و آفرین کیا وہ درج کیا جاتا ہے ۔ اور ایک اردو قصیدہ جسکو آپنے
اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی پیشگاہ مین نذر گزرانا اور مدار المہام حال نے پسند
فرمایا وہ بھی ذیل مین لکھا جاتا ہے اب ان دونون قصیدون کے دیکھنے سے

ان شعروں سے آپکی علمیت و لیاقت کا بخوبی اندازہ فرما سکتے ہیں۔

جَدَّ الْهَوٰى وَالْجَوٰى وَالسُّقْمُ وَالْأَلَمُ
وَالْغَمُّ عَمَّ وَحَبْلُ الصَّبْرِ يَنْفَصِمُ

الْجِسْمُ فِيهِ ضَنًى وَالْقَلْبُ فِيهِ هَوًى
وَالصَّدْرُ فِيهِ جَوًى وَالنَّارُ تَضْطَرِمُ

حُبًّا لِأَحْمَدَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
الْمُصْطَفَى الْمُجْتَبَى طَابَتْ لَهُ الشِّيَمُ

اَلشَّمْسُ عُزَّتُهُ وَاللَّيْلُ طُهْرَتُهُ
تَبْدُو وَنُجُومُ اللَّيَالِي حِينَ يَبْتَسِمُ

اَللّٰهُ عَاصِمُهُ جِبْرِيلُ خَادِمُهُ۔
دَانَتْ لَهُ الرُّسْلُ الْأَمْجَادُ وَالْأُمَمُ

غَوْثٌ غِيَاثٌ وَغَيْثُ الْمَلْوَمَاتِ بِهِ
يَسْتَشْفِعُ الْعُرْبُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْعُجَمُ

اَلظَّمْيٰ لَاذَ بِهِ وَالْجِذْعُ حَنَّ لَهُ
فَكَيْفَ حَالُ مُحِبٍّ شَفَّهُ السَّقَمُ

يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ خُذْ بِيَدِي
فَالْهَمُّ ضَاقَ وَزَادَ الْهَمُّ وَالْأَلَمُ

صَلّٰى عَلَيْكَ إِلٰهُ الْعَرْشِ ثُمَّ عَلٰى
آلٍ وَصَحْبٍ إِلٰى أَنْ دَانَتِ الدِّيَمُ

ہان طبع رسا آگے بڑہے تو ہین انکار مدحیہ مضمار مضامین شجاعت کا ہوا اظہار

نقطہ کرے چار آنکھ سپر سے تیر اٹھکر ہر ایک الف صورت نیزہ ہو نمودار

بل کہائے ہر اک لام کمندوں کی مقابل ہر قوس سے بڑہکر ترا ہر نون کماندار

باروت کا ہو رنگ سیاہی مین نمایان بندوق کے ہون گلک سیہ مین سے آثار

یہہ فوج ظفر موج کے دستہ ہین نمودار یا ابر چلے آتے ہین از جانب کہسار

یہہ برق بلا چار طرف کوندرہی ہے یا دست بہادر مین چمکتی ہی یہہ تلوار

یہہ پھول درخشندہ سپر کے ہین اہلے یا صحن گلستان مین نمودار ہین از ہار

یہہ شور غلادل ہین جان باز دنکی لب پر بیساختہ ہے نعرۂ یا حیدر کرار عرف

سرمست شجاعت سے کھڑے ہین یہہ بہادر یا جھومتے ہین باغ مین اشجار ثمردار

لیتے ہین بہادر لب شمشیر کا بوسہ بوسہ لب معشوق کا لیتے ہین ہوسکار

بندوق کی گولی پہ یہہ جان دیتے ہین ہر بار بہاتا نہین خال رخ معشوق پہ رخسار

مرغوب نہین انکو سوا خط معشوق یہہ چاہتے ہین جنگ کا میدان ہو دہوار

معلوم بہی ہے تجھکو کہ یہہ فوج ہی کس کی کیون آیا ہے اس ٹھاٹ سے یہ لشکر جرار

چوتیسوین ہے سالگرہ جشن ہے اوسکا اور سالگرہ کس کی ہے ای فکر گہربار

محبوب علی شیر خدا حیدر کرار منظور نبی ختم رسل سید ابرار

وہ شیر کہ جو صف شکن و قلعہ شکن ہے جو باج ستان اور جہانگیر و جہاندار

دہشت سے جگر کانپ اٹہی ترک فلک کا جب شاہ دکن غیظ مین ہو برسر پیکار

اک لفظ سے کر دیتا ہی وہ عقدہ کشائی آجائے اگر مسئلہ دشوار سی دشوار

اور صید کرے طائر اوہام عدو کو شہباز ندابیر شہنشاہ خوش افکار

کہف الفقرا الجاؤ ما وا ے غریبان برباد کن ہستی احمد آزبان کار

مشہور بہا نتک ہے شجاعت تیری شاہا بنجائے دہم رزم فلک تیرا سلحدار

سرخ تیری تیغ ہو اور ماہ سپر ہو
گر تیر عطارد ہو تو ہو قوس کماندار

اقبال و ظفر شاد تری ہمقدمی سے
خورشید کوہی فخر کہ تیرا ہے علمدار

جب تک کہ شیاطین پہ گرتی رہی نوکی ناری
بندوق تری بر سر اعدا ہو شرر بار

جب تک کہ چمکتی رہی افلاک پہ بجلی
اعدا کے سروں پر تری چلتی رہی تلوار

آفاق سے جب تک اٹھیں گھنگور گھٹائیں
میدان وغا تو پونسی تیری ہو دھواندار

جب تک کہ ولیروں کے رہی ہاتھ میں شمشیر
ہوں پشت پناہی پہ ترے حیدر کرار

جب تک کہ شکر ریز ہوں لب صل علی سے
حامی ہوں تری شاہ ہدیٰ احمد مختار

جب تک کہ مساجد میں مصلی رہیں حاضر
ہر لحظہ و ہر آن ہو اللہ مددگار

مجمع و مثنوی خوان جناب خواجہ

آپ ۱۲۵۰ھ مین (حیدرآباد دکن) پیدا ہوئے آپکے جد اعلیٰ خواجہ عطاء اللہ خان مرحوم بخارا شریف سے (بعہد نواب سکندر جاہ بہادر) بطریق سیاحت وارد حیدرآباد دکن ہوئے بعد ازان اس سرکار ابد قرار سے ماہوار منصب اور خطاب خانی و بہادری سرفراز ہوا - جو تا حال منصب مذکور آپ پر اور آپ کے بھائیون پر جاری ہے آپ فارسی - عربی - مین لایق ہین - صرف - نحو - منطق مین بھی دستگاہ ہے - علم تصوف مین ڈوبے ہوے ہین اور حضرت خواجہ جمال الدین صاحب مثنوی خوان قدس سرہ (خلیفہ حضرت حافظ مولوی شمس الدین صاحب فیض رح) کے خلیفہ اور جان نشین ہین سلسلہ قادریہ عالیہ مین بیعت ہے - ہر پنجشنبہ کو چار بجے واقع محلہ سلطان شاہی بمکان اکبر یار جنگ مرحوم (جہان خواجہ جمال الدین صاحب المتخلص بہ مطلب مثنوی شریف فرماتے تھے) مثنوی شریف فرماتے ہین صدہا اشخاص حاضر مجلس ہوتے ہین -

اٹھاسی روپیہ منصب ملتا ہے طبیعت موزون ہے اکثر منتیہ اشعار کہتے ہین تخلص غور ہے - آپ نیک رویہ - خوش خلق - مہذب - شب بیدار شاغل ہین - دو صاحبزادہ نوجوان خواجہ ہاشم صاحب - خواجہ مسعود صاحب موجود ہین اور ہر دو بلیاقت مایحتاج ممتاز ہے

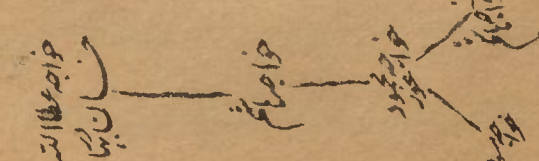

کری کیا وصف کس منہ سے یہہ بندہ غوث اعظم کا
مذاہب ہوگیا ہو آپ شیدا غوث اعظم کا

کرون شرمندہ سو سو بار کہلا کر مہ نو کو
اگر ہمدست ہووے ناخن پا غوث اعظم کا

پراگندہ ہو بوئے عطر سر گستار ہی مندل
اگر جل جاے گر سو گھیے پسینا غوث اعظم کا

ابد مین تول کر دیدو لگا میزان عدالت
ازل سے میرے سر مین ہی جو سودا غوث اعظم کا

طبقت فی السماء کے ہوا ارشاد سے ثابت
فلک پر روز و شب بجتا ہی ڈنکا غوث اعظم کا

رکھو تم غور صاحب ہر نفس کی آمد و شد مین
وظیفہ رات اور دن الدد یا غوث اعظم کا

ولہ

دمبدم دمیان مین کہہ دم کا یہہ آنا جانا
وہی مومن ہے جو کرتا رہے تا نا نا نا نو

دم مقدم ہے شاور کیلئے غوطہ مین
دم جو ٹوٹا تو گیا ہاتھ سے موتی لانا نو

دم قدم کا ہی یہہ نظارہ ہی سب عالم مین
دم نکلجائے تو ممکن نہین دم پھر جانا نو

نقطہ سے خط کیطرح دم سے بن ایا آدم
جب خدا نے کہا آدم ولقد کرمنا نو

بدیمن راگ ہی اس نفس کا ہر گز تو نہ سن
چھیڑ کر تار نفس کو ترے سن شانا نو

ایک ہی نقطہ سے ہوتا ہی خدا اور جدا
مثل اکثیر کے اس نکتے کا ہے حل جانا نو

سن عرف کے یہی معنے ہین محقق کی پاس
اپکو جس بے ہی جانا وہ ہے حق ہے جانا نو

کہوئے جانے سے ہر ایک چیز کی ہوتا ہی ملال
آپ کہو جانے سے ملتا ہے خدا کا پانا نو

بات سن غور سے جو ہو سکے اسدم کرلے
جب گیا وقت تو بے فائدہ ہے پچھتانا نو

جناب مولوی نور الحسنین صاحب دام فیوضہ

۹

آپ مولوی حیدر صاحب مرحوم لکھنوی کے خلف الصدق اور مولوی مبین صاحب منفور کے پوتے ہیں۔ آپکے بزرگ سلسلہ مولانا عبد العلی ملک العلما قدس سرہ العزیز کو پہونچتا ہے۔ مولوی حیدر صاحب مرحوم شہر لکھنؤ کے محلہ فرنگی محل میں رہتے تھے۔ اتفاقاً زیارت حرمین شریفین کے لئے لکھنؤ سے نکلے اور بعد حصول سعادت طواف و زیارت وطن کے جانب مراجعت کی۔ دفعتاً طوفان نمودار ہوا تمام مال و اسباب کتب وغیرہ غرق آب ہوئے۔ صرف آپ تنہا بعالم بے اسبابی طوفان ہلاکت نشان سے صحت و سلامتی کیساتھ بندر مچھلی پٹنم وارد حیدرآباد دکن ہوئے۔ اور یہاں مکہ مسجد میں ہر جمعہ وعظ خوانی شروع کی۔ چونکہ آپ نہایت فصیح و مقرر اور آیات و احادیث کے منبع تھے۔ اسلئے تمام اعزا و امرا و غربائے ریاست کا ہجوم ہونے لگا رفتہ رفتہ مہاراجہ چندو لعل بہادر مدار المہام وقت کو خبر معلوم ہوئی۔ چونکہ مہاراجہ بہادر اہل علم و صاحب کمال کے نہایت قدردان تھے آپ کو طلب فرمایا۔ بعد ملاقات آپکے اعزا خاندانی اور حادثۂ ناگہانی سے اطلاع پائی۔ اور جامع مسجد میں وعظ خوانی کا حکم فرمایا۔ تھوڑے روز بعد ایک ہزار روپیہ ماہوار اخراجات ضروریہ کے لئے مقرر فرمادی۔ چند ایام اسی وضع پر گذری۔ بعد ازاں بعوض تنخواہ کے بارہ ہزار کی جاگیر موضع پیاتی پٹیہ دورم پڑہ دیہات سیر محاصل کے مرحمت ہوئے۔ اور مہاراجہ بہادر کی خصوصیت عنایت آپ پر روز افزوں مبذول ہونی لگی۔ پھر تو آپکے نہایت خوشحالی کے ساتھ اوقات بسر ہونے لگے [illegible] میں آپنے حضرت سید نذر الصفیا صاحب کی دفتر تزک اختر سے تمنا کی۔ دو سو روپیہ ماہانہ [illegible]

امیر کبیر بہادر کے سرکار میں بھی مقرر ہوا۔ میسر الامرا امیر الملک بہادر نے بھی ماہوار کردی۔ ابتو کل اعزاز و وقعت کے ساتھ بسر ہونے لگی۔ مگر افسوس ہے کہ پیام اجل آپہونچا۔ سنہ ۱۲۵۶ھ میں راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ بجان کی شادی کا ثمرہ دو فرزند ہوئے۔ ایک مولوی نور الحسنین صاحب (جنکا نام عنوان میں درج ہے) دوسرے نور الصدیق صاحب مرحوم۔ علاوہ ان ہر دو حضرات کے اور ایک صاحبزادے مولوی ظہور صاحب نام للنسبو بھی موجود تھے جو انتقال کی کیفیت سنکر وارد حیدرآباد دکن ہوئے۔ اور مرحوم کے تمام جائداد اور جاگیر و ماہوار میں نصف مولوی ظہور صاحب کو ملی۔ اور باقی نصف ان دونوں صاحبوں کے حصہ آئی۔

مولوی ظہور صاحب کی علمیت و لیاقت اعلیٰ پیمانہ پر تھی۔ فصاحت و بلاغت میں اپنے والد مرحوم سے کسیطرح کم نہ تھے بمقتضائے الولد سر ابیہ بالکل مماثل و مشابہ قدم بقدم تھے علالت لسانی بہت بڑی ہوئی تھی آپ کی وعظ خوانی میں اس قدر کثرت واژدحام خلایق ہوتا تھا کہ فساد کی نوبت آتی تھی۔

آپ (مولوی نور الحسنین صاحب) فارسی۔ عربی میں لایق۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ اصول۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر سے واقفیت میں جامع قدیم اور منبع کمالات و اخلاق۔ صاحب طبیعت و فضیلت ہیں۔ اور اس ریاست ابدمدت کے علمائے مشاہیر میں شمار ہے۔ بلدہ کے جملہ امرائے عظام و نوابان ذوی الاحترام ہیں وہ سب آپ کے ساتھ نہایت اعزاز و اکرام و احترام سے پیش آتے ہیں۔ اور آپ کو بزرگ اور برگزیدہ مانتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ آپ معاش و جائداد و جاگیر وغیرہ سے بھی مرفہ الحال ہیں۔ شہر کے امرا و اعزا تقریب شادی میں صیغۂ نکاح خوانی تمہیناً آپ ہی سے پڑہاتے ہیں۔ اس وقت آپ کا سن تقریباً ستر سال کا ہوگا۔ فرشتہ سیرت بزرگ صورت۔ کشادہ طبیعت بلند خیال۔ منبع اخلاق و مروت ہیں۔ آپکے خلف ارشد مولوی نور الرسول صاحب۔ نوجوان۔ لایق۔ ہوشیار۔ جوہر علمیت و زیور قابلیت سے آراستہ خلق مجسم ہیں۔

آپکے دوسرے چھوٹے بھائی نور الصدیق صاحب مرحوم بھی اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے متصف تھے مدت ہوئی کہ اون کا انتقال ہوگیا۔ اب اون کی یادگار مولوی نور المجید صاحب ہیں جو علمیت و قابلیت میں اسم بامسمی اپنے مرحوم دادا کی زندہ مثال ہیں۔

جناب مولوی ملا عبدالقیوم صاحب دام فیوضہ

۱۰

آپ حکیم مولوی عبدالباسط صاحب عشق مرحوم کے خلف الصدق اور مولوی محمد مہدی صاحد واصف مغفور کے پوتے ہیں اور مولوی محمد عبدالقادر صاحب صوبہ دار گلبرگہ شریف کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپکے جد اعلےٰ محمد عارف الدین خان مرحوم برہان پور کے رہنے والے تھے حسب الطلب والاجاہ بہادر مدراس پہونچے اور ایک مدت وہان گذاری رئیس مدراس سے ملک الشعرا کا خطاب پایا۔ آخر حیدرآباد دکن وارد ہوئے۔ پھر تو یہین کے ہورہے۔ آپکا فارسی کلام انتہا درجہ دلچسپ اور علمی معلومات کا خزینہ ہے۔ بنظر سنجی کا بہت شوق تھا علےٰ درجہ کے شاعر مشہور تھے۔ اس ریاست مدت میں کمال اعزاز و وقعت سے عمر عزیز بسر کی۔ آپکے چار فرزندون مین سے ایک مولوی محمد مہدی صاحب واصف ہین جو عربی فارسی انگریزی مین لایق تھے۔ ترکی۔ فرنچ۔ ٹلنگی۔ مرہٹی۔ اردی کی نوشت و خواند مین کامل شخص اصل تھا۔ اور مدرسۂ دارالعلوم حیدرآباد دکن کے عربی پروفیسر تھے۔ بہت بڑے طباع۔ فہمین۔ ذہانیت غیور و ہمت لایق تھے۔ آپکے فرزندون مین سے ایک مولوی محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم تھے جو مولوی محمد عبدالقادر صاحب صوبہ دار گلبرگہ شہر کے والد ماجد تھے۔ اور دوسرے حکیم مولوی عبدالباسط صاحب عشق مرحوم تھے جو ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے بزرگوار تھے۔ فن ڈاکٹری مین ماہر۔ فارسی۔ عربی مین لایق۔ محکمۂ دیوانی حیدرآباد مامور تھے۔ ڈہائی سو روپیہ ماہوار ملتی تھی سنہ ۱۳۰۲ھ مین آپ نے انتقال فرمایا۔ آپکے چار صاحبزادون مین سے ایک ہمارے معزز صاحب تذکرہ مولوی ملا عبدالقیوم صاحب ہین جو فارسی اور عربی مین لایق۔ صرف۔ نحو۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر معقول منقول جملہ علوم سے ماہر ہین۔ اس ریاست مدت تک مؤلف کارگزاریون کے بعد آپ ڈپٹی کمشنر الخام مقرر ہوئے۔ بعد ازان اول التعلقداری کا معزز عہدہ حاصل کیا۔ مدت تک ضلع لنگسگور کی اول تعلقداری کی کرسی کو زینت بخشی سنہ ۱۳۱۱ھ مین جب اوس عالیگہر مرض

پلیگ کا دورہ ہوا تو حسب رائے ڈاکٹران ضلع لنگسگور طاعون زدہ مقام قرار دیگیا۔ جس سے وہاں کی رعایا بہت پریشان ہوئی۔ اور ہمارے ہردل عزیز نیک نام اوّل تعلقدار صاحب کے سایۂ عاطفت میں پناہ دامن کی خواستگار ہوئی۔ چنانچہ تعلقدار صاحب موصوف نے اون کی طرفداری پر کمر باندھی۔ پس اسی بات پر ڈاکٹران متعینہ پلیگ سے تکرار بحی ہوگئی۔ اور اودھر سرکار میں آپ کی نسبت شکایت پیش ہوگئی۔ جسپر تحقیقات کا حکم ہوا۔ نواب سر وقار الامرا مرحوم کی وزارت کا دورہ تھا۔ مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی اے ایل ایل بی ہوم سکرٹری۔ حال اوّل تعلقدار ضلع بیجنی کو مقام متنازعہ پر تحقیقات کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ صاحب موصوف نے بعد تحقیقات ——— آپ کے خلاف سرکار میں رپورٹ پیش کردی۔ بنا بر علیہ ایک عرصہ تک معطل رہے۔ بعد ازاں ڈسمیس نہ کیا گیا۔ مگر آپ کی مستقد و فاکش طبیعت گھر میں بیکار رہنا پسند نہیں کی چندہ حجاز ریلوی کی فراہمی پر آپ نے کمر باندھی۔ اور اس کار خیر کے انجام دہی کے لئے مستعد ہوگئے۔ چنانچہ آپ کی جن کوشش سے بہت سا روپیہ جمع ہوگیا۔ جسکو آپنے قسطنطنیہ روانہ فرمایا۔ وہاں سے اس کارنامہ کے صلہ میں آپ کو تمغہ مجیدی عطا ہوا۔ اور معتمد چندہ حجاز ریلوی کی خدمت تفویض ہوئی۔ چنانچہ اب آپ اسی کام میں مشغول و سرگرم ہیں۔ حال ہی میں بعض بلاد ہندوستان کا دورہ بھی فرمایا ہے اور وہاں فراہمی چندہ کی شاخیں بھی قایم کی ہیں۔ اور آپنے سحر آمیز و پر زور تقریر سے قوم کو چندہ دینے کیلئے ترغیب و تحریص دلائی ہے۔ اور اس سفر میں بہت کچھ چندہ بھی آپنے جمع کیا تھا جو قسطنطنیہ روانہ کردیا گیا۔ اب چندہ حجاز ریلوی کی بہت بڑی مجلس قایم ہوئی ہے۔ جسکے آپ معتمد ہیں۔ اسی سال ۱۳۲۱ھ میں تقریباً ایک مہینہ ہوتا ہے کہ ایک عرضداشت بتوسط جناب معالجہ جناب مدار المہام سرکار عالی اراکین چندہ حجاز ریلوی نے تمام مدرسہ صنعت و حرفت کے متعلق بارگاہ خسروی میں پیش کی ہے۔ جسکا نتیجہ اب تک نہیں لگا غالباً بہت جلد مفید مطلب جواب دلوانے لگیگا۔ جس سے فلاح دہی و رعایا متصور ہے۔ بہرحال ہمارے معزز صاحب تذکرہ جمیع صفات حسنہ کا مجموعہ اور اعلیٰ درجہ کے مدبر ہیں۔ تجربہ کاری میں پختہ درجہ رکھتے ہیں۔ اخلاق و مروت بھی اچھے پائے ہیں۔ مہذب متین۔ عالم و صورت سیرت سے ممتاز ہیں۔

جناب مولوی سید حسین صاحب

وائس چانسلر عثمانیہ

آپ مولوی سید حسن صاحب مرحوم کے خلف اکبر ہیں۔ مرحوم شہر رست (جو بابائی پت سے ملحق ہے) کے رہنے والے تھے۔ علم و فضل آپکا بہت بڑا ہوا تھا۔ زہد و تقویٰ میں بے مثل اور تقویٰ و طہارت میں فرد عصر تھے۔ مذہب اثنا عشری کے عالم جید تھے۔ اور حضرات اثنا عشریہ کا بہت بڑا گروہ آپ کے [illegible] اور آپکے پند و مواعظ سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ آپکا [illegible] تھا۔ خدا غریق رحمت کرے۔ آپکو ولایت علی ہیگیان مرحوم محسن جو نواب سلطان علی بیگ خان مغفور کی صاحبزادی منسوب تھی۔ جنکے بطن سے ایک صاحبزادہ محمد حسین نام اور دو صاحبزادیاں تولد پائیں۔ مگر افسوس کہ وہ صاحبزادہ نوجوان وفات پایا۔ دو صاحبزادیاں ہیں۔ جنکو چار صاحبزادے ہوئے۔ چنانچہ بیاد سے معزز صاحب تذکرہ انہیں چار میں سے تعلق رکھتے ہیں۔

آپ (صاحب تذکرہ) فارسی و عربی میں لائق۔ صرف و نحو منطق و معانی اصول۔ فقہ حدیث و تفسیر میں کامل۔ مکارم اخلاق سے متحلی ہوئے ہیں۔ اور حضور کے جملہ اقربین و اشرف خاندان ہیں۔ علم فضل اور [illegible] مرحوم کے قدم بقدم ہیں۔ آپکی ذات بابرکات بھی نہایت مستقیم ہے۔ اکثر اوقات آپ [illegible] ہیں۔ اور ارشادات عالی سے [illegible] ہیں۔ صدر [illegible]

جناب مولوی علی نقی صاحب

دام فیضہ

۱۲

آپ مولوی سید محمد علی صاحب مرحوم کے خلف الصدق ہین - مولویہ صاحب مرحوم مگین پلی کے رہنے والے جامع علوم منبع کمالات تھے - اور مذہب اثنا عشریہ کے عالم جید تھے - فقہ - حدیث - تفسیر مین مہارت کاملہ حاصل تھی - اور سراپا مجسم باخلاق - سنجیدہ - مزاج - مشہور ہر شہر و دیار تھے -

آپ (مولوی علی نقی صاحب) فارسی - عربی مین لایق - صرف نحو - فقہ - حدیث - تفسیر مین عالم کامل ہین اور علم و فضل مین الولد سر لابیہ کے مصداق - اور مولوی صاحب مرحوم کی لایق یادگار ہین - آپکا وجود باوجود بہت غنیمات سے ہے - اہل تشیعہ کا بہت بڑا گروہ آپکے چشمہ فیض سے سیراب ہوتا ہے - اور دینی دنیوی معاملات مین استفادہ حاصل کرتا ہے - مسجد جعفری (واقع گولہ عاشیاں) کی تجاری اور تعمیر مین آپنے بہت بڑا حصہ لیا ہے - بلکہ آپ ہی کی سرپرستی سے اوس عالیشان مسجد کی نمود ہوئی - گویا یہ مسجد خاص اہل تشیعہ کے عبادت کیلئے تعمیر ہوئی تھی - مگر سنہ ۱۳۱۶ھ مین ایک مقدمہ فضیہ فیما مین اہل سنت و اہل تشیعہ اسی مسجد کے متعلق برپا ہوا اور تقریباً دو سال تک عدالت مین مقدمہ چلتا رہا - چنانچہ اسی آپس کی مشکر رنجی اور لڑائی کی وجہ سے مسجد مذکور عام عبادت گاہ قرار دی گئی - اور کسی مذہب و ملل کے تخصیص نرہی -

بہرحال آپ لایق - ہوشیار - زاہد - متقی - شب بیدار - عبادت گزار - صاحب اخلاق وضع مروت ہین -

جناب مولوی میر اسد اللہ صاحب

حیدرآبادی

۱۳

آپکے جد اعلا جان نثار بیگ خان عالمگیر بادشاہ کے ہمراہ ۱۶۵۲ء میں حیدرآباد آئے اور پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوئے علم و فضل کی تھی ہمیشہ مورد عواطف شاہانہ رہے ہیں۔ فرامین و اسناد شاہی کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے جد بیگ خان تمور برادر امیر تیمور صاحبقران بن امیر طراغان ہیں۔ بلحاظ صحد ہونیکے آپکے اجداد اکثر عہدہ ہائے جلیلہ پر زمانہ سلاطین دہلی میں سرفراز و مفتخر رہے کسی فتح نمایاں کے صلہ میں عالمگیر بادشاہ سے شمشیر خاصہ بھی مرحمت ہوئی تھی۔ آپکے اجداد کی جان نثاری و بہادری فرامین میں تعریف و تمجید کے ساتھ درج ہے اور ہمیشہ صلہ میں جاگیرات اور قلعہ داریاں ملا کئے ہیں چنانچہ اب تک سرکار بداد آصفیہ میں منجملہ قلعہ ہائے مذکور قلعہ ملکمپیٹ آپکی برادری میں ہے اور آپ بھی بارس میں حصہ دار ہیں فخر خاندان مولانا کا یہ ہے کہ ۱۲۹۴ھ میں آپکی ولادت حیدرآباد میں ہوئی ہے اور تاریخ تولد اس مصرع سے نکلتی ہے خبر اکمل فی الدارین خیر اجس سے آثار خیر و خوبی ہویدا ہیں۔ ماشاء اللہ بتوفیق خاص الہی آپکو ابتدا سے تحصیل علم و تکمیل نفس کا ایسا ذاتی شوق تھا کہ گویا آپکی خلقت خداوند عالم نے اسی کام کیلئے کی ہے نفس نفیس بکمال غربت و لیاقت حاصل کی کہ ضرب المثل ہونے لگے۔ ابتدا میں آپکی تعلیم مدرسۃ العلوم میں ہوئی ہے۔ بعد ازاں اور علما کی خدمتیں مثل مولانا مولوی میر کاظم علیہ اور استاذ خاص نواب افتخار الملک بہادر محسن العلوم وزیر کہ تعالی دام اقبالہ جنھوں نے اپنے تلامذہ میں گل سرسبد کر محسوب فرمایا اور جسقدر علمی کاروبار مولانا سے متعلق ہیں مثل پیش نمازی اور درس تدریس وغیرہ وغیرہ متعلق تھے۔ آپکی ذات ستودہ صفات سے متعلق فرمایا اور جناب صدر العلما مولوی میر غلام حسین صاحب پروفیسر عربی وغیرہ نظام کالج و مدرسہ عالیہ سے علوم متداولہ مثل صرف و نحو منطق و

معانی و تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و حکمت وغیرہا حاصل کیا اور دیگر اساتذہ کاملین مثل مولوی میر غلام علی صاحب جن سے فارسی کی تکمیل کرلی اور بحمداللہ ابتک سے تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور آپ اسمین ہمہ تن سرگرم و مصروف ہین آپکے توغل اور تشغل کی گواہی کیلئے آپ کا بنایا ہوا مدرسہ باب العلم جملۃ الشفا میں موجود ہے کہ تمام مسلمانون کی خدمت کیلئے باہمت ہندی کے ساتھ ایسی چیست بانہی گئی ہے کہ مدرسہ ہی کے ہو گئے اور الحمد للہ یہ مدرسہ بسبب آپکی نیک نیتی کے ابتک بہت کچھ ترقی پر ہے اور آئندہ امید قوی ہے کہ روز بروز ترقی کرتا جائے۔ اسوقت قریب دو سو طلبہ کے جو مدرسہ جن مین قریب نصف کے غیر مستطیع لڑکے ایسے ہین جنکو فیس معاف ہے اور بعض ایسے بھی ہین جنکے خوراک و پوشاک کا بارتک مدرسہ ہی پر ہے۔ امراء اعزا ملک بنظر قدردانی اس خدمت خایان کو جسیم الضاف سے ملاحظہ فرماوین اور مدرسہ کی خدمت کو بلحاظ مقاصد مدرسہ جو ہمدردی قوم ہے مدرسہ کی خدمت فرض عین سمجھین تو رفتہ رفتہ یہ مدرسہ اپنا آپ نظیر ہوگا اور اکثر شرفاء بجا علوم دینی و دنیوی وغیرہ بہ تکمیل تمام تحصیل کیا کرینگے چنانچہ بعض امرائے عالیشان بلحاظ قدردانی و ہمدردی چندہ بھی عنایت فرماتے ہین۔ جناب مولانا کا مذاق شعر و سخن بھی قابل تعریف ہے واہمی تخلص فرماتے ہین حضرت جوش کے فیض صحبت اور موزونیت طبیعت کا باعث ہے۔ کہ اردو فارسی عربی مین بھی کبھی کبھی ضرور شعر فرمایا کرتے ہین۔ اور بہت سنجیدہ طبیعت ہے۔ مگر بسبب کثرت مشاغل علمیہ زیادہ توجہ نہین ہے بلحاظ جاگیرداری و قلعہ داری و امارت قدیم و شرف خاندانی سلسلہ امرا مین آپ کا ذکر ہونا چاہیے تھا مگر بسبب لیاقت ذاتی سلسلۂ علماء مین بطور اختصار لکھا گیا۔

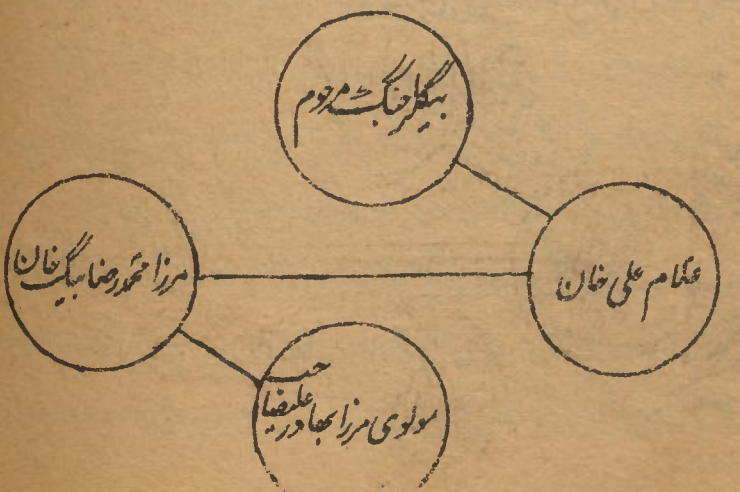

جناب مولوی سید محمد حسین صاحب سوبتا

مہتمم کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی

۱۴

آپ کا نسب بچند واسطہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔ ۱۰ ماہ
۱۳۰۵ف سے ان کا تقرر کتب خانہ آصفیہ کی مہتمی پر براہ قدردانی نواب
عماد الملک بہادر ڈائرکٹر تعلیمات نے فرمایا۔ جناب کے اخوال مغلیہ مشاہیر علماء
واہل کمال سے گزرے ہین جنکے تصانیف خود شاہد حال ہین۔ جب سے کتب خانہ
پر آپ کا تقرر ہوا ہے کتاب خانہ کی حالت بہت قابل تعریف ہے۔ اکثر عہدہ داران
ذی علم وقتاً فوقتاً آپ کی تعریف لکھا کرتے ہین۔ کہ آپنے فرض منصبی کو بحسن تمام
سرانجام دیتے ہین۔ دولت ابدمدت سرکار نظام دام دولتہ سے بھی آپکے
تعلقات قدیمہ ہین۔ خداوند کے مختصر حالات یہ ہین کہ سنہ ۱۲۶۳ھ مین آپکی
ولادت ہوئی تحصیل علوم عقلیہ ونقلیہ اپنے والد ماجد حضرت خال علامہ جناب
فردوس مآب سید حامد حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ وجناب مفتی محمد عباس صاحب
شوستری اعلی اللہ مقامہ وجناب ممتاز العلما حکمت مآب سید محمد نقی صاحب
طاب ثراہ سے کی۔ جناب کے جد اعلی ابوطالب سید اشرف [illegible]

ہلاکو خان نیشاپور سے ہندوستان آئے۔ اور قصبہ کنتور مین جو لکھنؤ سے
دو منزل پر واقع ہے مقیم ہوئے اور سلطنت دہلی سے بزمانہ محمد تغلق شاہ
بعطائے جاگیر کنتور مع سات سو چوراسی (۷۸۴) مواضع و دیہات متعلقہ کنتور سے
اون کی اولاد ہوتی چلی آئی چنانچہ اس وقت تک اون کی اولاد مین منجملہ دیہات
مذکور پچاس سے زاید مواضع موجود ہین اور باقی زمانہ کے انقلاب سے تلف
ہوتے چلے آئے کنتور کی سرزمین سے ہمیشہ اہل کمال ظہور مین آتے رہے چنانچہ
زمانہ حال مین ان کے والد جناب مولوی سید غلام حسین صاحب جنکے کمالات
بملاحظہ کتاب ترجمہ قانون شیخ الرئیس و ترجمہ کامل الصناعہ و کتاب انتصار
الاسلام وغیرہ معلوم ہو سکتے ہین بحمد اللہ موجود ہین۔ اور انکے
خاندان مین جناب مفتی محمد قلی خان صاحب جو ان کے حقیقی نانا تھے ایک بڑے
صاحب تصانیف و عالم کامل گزرے ہین۔

جناب مولوی سید محمد عبدالرؤف صاحب

۱۵

خاندان] ابوالمعارف کنیت عبدالرؤف نام مولوی فضل احمد مرحوم کے خلف الصدق اور افضل العلما مولانا مولوی محمد حسین صاحب مغفور کے پوتے ہیں۔ آپکے حقیقی نانا خواجہ غلام دستگیر خان مرحوم عبدالنسا بیگم صاحبہ صبیہ خواجہ عبداللہ خان بہادر (جن کا تذکرہ دفتر اول نمبر ۴۳ میں مبسوط طور پر درج ہے) کے حقیقی پوتے تھے۔ اور آپ کی حقیقی نانی چاندنی بیگم صاحبہ قاضی یوسف خان المخاطب بہ تشریعت اللہ خان بہادر قاضی القضاۃ بلدۂ حیدرآباد کی صبیہ اور قاضی ذوالفقار خان کی ہمشیرۂ خورد تھیں۔

مولوی محمد حسین مغفور افضل العلمائے عصر اور فضلائے دہر سے تھے۔ مولد آپ کا ولایت بلخ (جو ملک ماجبقران امیر تیمور نے آپ کے اجداد کو بہ صلۂ فتح غزنی عطا کیا گیا تھا) جہاں کی حکومت عہد شاہنشاہ تیمور سے آپکے خاندان میں چلی آتی ہے ۱۲۳۶ھ میں تحصیل و تکمیل علوم کے دو شوق میں وارد ہند ہوئے اور ۱۲۵۵ھ میں حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ حضرت مغفور منزل ناصر الدولہ بہادر کی جوہر شناس نظروں نے بلحاظ قدردانی آپ کو معلمی و اتالیقی شاہزادۂ ولیعہد (نواب افضل الدولہ بہادر) کے لئے انتخاب کیا جنکی تعلیم و تربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مغفور

شجاعت - سخاوت - اخلاق - ترحم - عقاید - پاکبازی - ہین فخر شاہان سلف سے نکلے تھے - اُس
زمانہ مین آپ کو نیابت دارالقضائے بلدہ اور افتاء و انفصال کل مقدمات اہم حیدرآباد
کی خدمت تفویض تھی چونکہ نواب فضل الدولہ بہادر کو آپ سے بوجہ رفاقت شاہزادگی و
آداب استادگی انتہا درجہ کا خلوص تھا - اسلئے بمجرد تخت نشینی آپ کو نوازشات شاہانہ و
الطاف خسروانہ سے سربلند اور خدمات نظامت تقسیم و تصفیہ مخلاات مبارک
و خزانہ حبیب خاص و صرف خاص و اعراس و دعاء وغیرہ سے سرفراز فرمایا -
اکثر امور مین حضرت مغفرت مکان آپ سے مشورہ فرماتے تھے - جملہ انتظام دیوڑہی مبارک کا
آپ ہی کے تفویض تھا - چندے فیما بین سالار جنگ اولے و حضور سرنوز دکیل بھی تھے اور
بوقت مسند نشینی چودہ یومیہ سات سات روپیہ ماہوار کے آپ کے حیطۂ اقتدار مین دیئے
کہ جس عالم و مشائخ و سادات کو پسند کرین اون کے نام سند دلوادین چنانچہ آپ سے اکثر
علماء و مشائخین و سادات کو سات سات روپیہ کی اسنادین کرادین جو اون کے اولاد و احفاد
پر اب تک جاری ہے اکثر منصبات شرعی کا رواج اندرون بلدہ تھا وہ آپ ہی کے ایما سے
خارج کیا گیا - حضرت شاہ سعد اللہ صاحب قدس سرہٗ سے خرقۂ خلافت بھی آپ کو حاصل تھا
چنانچہ حضرت موصوف کی گنبد و خانقاہ وغیرہ آپ ہی کے حسن سعی سے تیار و تعمیر ہوئی ہے
افسوس ہے کہ ایسے عروج کے زمانہ مین بتاریخ غرۂ رمضان المبارک ۱۲۷۴ھ راہی روضۂ
رضوان ہوئے - اور حضرت موصوف کے گنبد کے باہر دفن ہین - آپ عالم جید - پابند احکام
شرعی - منصف مزاج تھے -

آپ کی یادگار ایک فرزند مولوی فیض احمد صاحب تھے اور ایک دختر محمدی بیگم صاحبہ
(مقدم جنگ مرحوم کے محل محترمہ جو ہنوز قید حیات ہین) مولوی فیض احمد صاحب
۱۲۵۸ھ مین پیدا ہوئے - ستر سال کے سن تک علم تفسیر و حدیث و فقہ و ادب و خطاطی مین فارغ
ہو گئے - صغر سنی سے ہی حضرت مغفرت مکان کی نظر الطاف و نوازش آپ کے حال پر مبذول

اکثر مرتبہ جواہر بیش بہا دھرہائے زر سرخ عنایت ہوئے۔ قمرالدولہ بہادر (نمونی حضرت مغفرت مکان) کا فیل خاصہ۔ ہودج۔ زجاجی گنگا جمنی۔ پالکی شیرمان۔ اور ہمراہی مین جوق ہائے سپاہیان روہی کی تیغ سازی بھی ہوئی تھی۔ بعد انتقال پدر والا کے ۱۲۷۵ھ تک تقریباً دو سال انتظام تقسیم محلات مبارک۔ اور اعراس روضہ کی خدمت آپ ہی کے تفویض رہی۔ بعد ازان ۱۲۷۶ھ مین آپ زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لیگئے بعد واپسی تقریباً سات سال تک زندہ رہے۔ افسوس ہے کہ ۲۴ شوال ۱۲۸۴ھ مین (عین عالم شباب بعمر ۲۶ سالہ) راہی خلد برین ہوئے۔ آپ کے خلف ارشد ہمارے معزز صاحب تذکرہ (مولوی سید محمد عبدالرؤف صاحب) دام عنایتہ ہین جو ۱۱ جمادی الاولے ۱۲۷۸ھ مین پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم خانگی طور پر ہوئی بعد ازان حسب الحکم سر سالار جنگ اول کے شریک مدرسۂ دارالعلوم ہوئے۔ یہان فارسی کی تحصیل کتب ادب عربی مین صرف۔ نحو۔ منطق۔ ادب۔ کی تکمیل کی۔ وہان سے مدرسۂ تعلیم المعلمین مین داخل ہوئے۔ علم ہندسہ۔ ریاضی۔ اقلیدس پروفیسر ایڈیڈ صاحب سے حاصل کیا۔ ۱۲۹۱ھ مین مولوی سید محمد صاحب قبلہ رح کے زمرۂ تلامذہ مین شریک ہوکر علم فقہ حدیث تفسیر کا استفادہ پایا۔ ۱۳۰۲ھ مین جب والا شیر نظام کے لئے نوجوان امراء اعزہ زادگان کا انتخاب ہوا تو آپ بھی شریک کئے گئے۔ طبیعت ہی آپنے موزون پائی ہے۔ مرزا قربان علی بیگ سالک اور مولوی حفیظ الدین صاحب پاس سے تلمذ ہے۔ چنانچہ دو رباعیات طبعزاد آپکے ہدیۂ ناظرین ہین

رباعی

خلوتگہ دل گشت سرائے محمود — اوصاف نکوئش ہمہ تاب سمائے محمود
مداح زمان ہست ثنائے محمود — جان و دل ما باد فدائے محمود

ایضاً

مسجود خلایق ہست کوئی محمود — در طلعت او نور خدائے بینم
دلہائے انام ست بسوئے محمود — آئینۂ حق نماست روئے محمود

فن جمل مین آپ کو بخوبی دستگاہ ہی۔ اکثر تواریخات بدیہی نہایت دلچسپ ہوتے ہین۔
سنہ ۱۲۸۲ھ مین جب آپ کی تسمیہ خوانی ہوئی تو حضرت مغفرت مکان نے اپنے دست خاص سے
سر پر تیج مرصع باندہ کر سر بلند فرمایا اور سنہ ۱۲۸۷ھ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے تسمیہ خوانی کے
موقع پر خلعت جوڑہ سے سرفرازی پائی۔ جب سنہ ۱۲۸۶ھ مین حضرت اقدس واعلی کا رسم بکرانی ادا کیا گیا
اس وقت بھی آپ کو خلعت جوڑہ عطا ہوا۔ بہرحال آپ اعزاز و وقعت کے لحاظ سے نہایت ممتاز
اور سربرآوردہ زیور علمیت سے آراستہ جوہر قابلیت سے پیراستہ ہین اخلاق و مروت مین بھی بمثل اتحاد
و محبت مین فرد فرید ہین۔ اکثر ملک ہائے ہند و دکن و پنجاب مثلاً۔ اجمیر۔ اکبرآباد۔ دہلی۔ پانی پت
کلیر۔ سرہند۔ لاہور۔ پاک پٹن۔ ناگور وغیرہ کا سفر آپنے صرف بزرگان دین کی زیارت کی غرض سے
کیا ہی مولف کو آپکی خدمت مین سالہا سال سے نیاز حاصل ہے۔
آپ کو دو صبیہ اور اکلوتے خلف الصدق خواجہ معین الدین صاحب ہین جنکا تولد ۱۰ ذی قعدہ سنہ ۱۲۹۹ھ
کو ہوا سنہ ۱۳۰۵ھ مین پیشگاہ حضور پرنور خلد اللہ ملکہ سے بہ تقریب تسمیہ خوانی سر پیچ سے سرفرازی ہوئی
یہ بھی لایق ہونہار تعلیم یافتہ۔ نوجوان۔ وجیہہ۔ جامہ زیب۔ صاحب اخلاق و ذی مروت ہین سنہ ۱۳۱۹ھ
مین آپ کی شادی صبیہ محمد علی شاہ قادری سے ہوئی ہے اس وقت ایک کم سن صاحبزادہ خواجہ
فرید الدین طول عمرہ آپ کو موجود ہے جن کا تولد ۹ صفر سنہ ۱۳۲۰ھ کو ہوا ہے۔

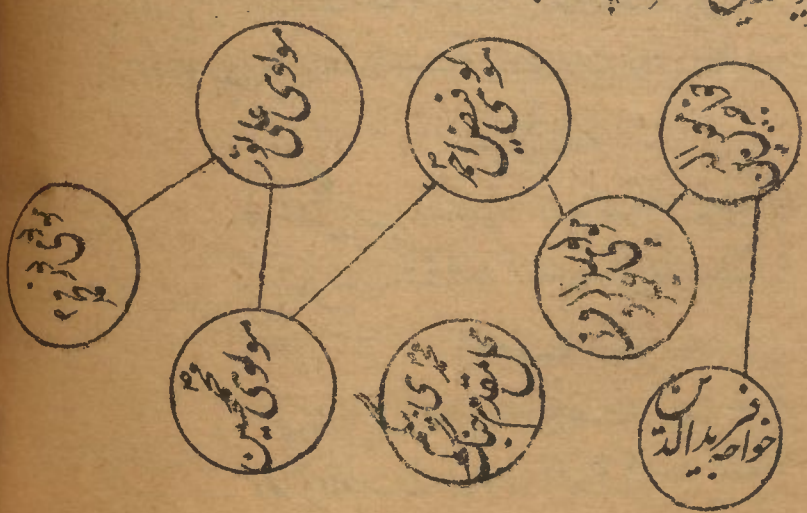

خاتمہ

اب یہاں ہم دفتر علما کو ختم کرتے ہیں۔ گو اس دفتر میں جس قدر حالات کہ پیش کئے گئے ہیں وہ بالکل ہی کم ہیں۔ مگر کیا کیا جائے۔ حالات کا ملنا سخت ناممکن تھا۔ کیونکہ اکثر حضرات نے اپنے حالات کے دینے میں کمال درجہ بخل فرمایا۔ مہینوں ہمارے آدمیوں کو حالات کیلئے پھراتے رہے لیکن اس قدر نوکری لینے پر بھی وہی روز اول کی کیفیت رہی۔ آج کل پر سون پر ٹالتے رہے۔ اگر ہم سالہا سال بھی اون کے حالات کے انتظار میں کتاب کو روکے رکھتے تو ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے حالات اپنے وعدوں پر دیتے۔ بلکہ ہمارا کام اپنی کاہلی اور سستی کی وجہ سے ناقص کر دیتے۔

ورنہ شہر حیدرآباد دکن میں گروہ علما کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ تاہم بھی ہمنے اس دفتر علما میں بلا تفریق مذہب۔ چند ایسے برگزیدہ افراد کے حالات جماعت اہل سنت اور گروہ اثنا عشریہ سے انتخاب کر کے پیش کئے ہیں۔ جو ناظرین کے معلومات و دلچسپی کے لئے کافی ہیں۔ زیادہ والسلام۔

بندۂ ناچیز
گوہر حیدرآبادی

۱۳۸۶

جلد دوم تزک محبوبیه

دفتر پنجم

طبع علاءالدین اعتماد

غلط نامہ متعلق دفتر پنجم (مکالمات فی اعتبار) جلد دوم ترک محبوبیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	سطر	صفحہ	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	۱۲	۱۹۰۵ء	۱۹۰۵ء	۱۱	″	بیٹھتے ہیں	بیٹھتے ہیں
۲	۹	سی رضا ہے	سی رضا ہیں	۱۰	۱	سلہ	سلسلہ
۲	نمبر ۲	سید یوسف حسین	سید یوسف حسین	۱۱	۱	داری	فوجداری
۵	عنوان	۰	جلد دوم ترک محبوبیہ	۱۱	۲	اوراوی	اوراسی
″	″	۰	دفتر پنجم	″	۸	آپ لے	آپ نے
۶	″	۰	جلد دوم ترک محبوبیہ	۱۳	آخر صفحہ	۱۵	۱۳
″	″	۰	دفتر پنجم	″	″	۱۳	۱۱
۷	″	۰	جلد دوم ترک محبوبیہ	″	۸	سلہ پائے	سلے پائے
″	″	۰	دفتر پنجم	۱۳	صفحہ	۱۶	۱۴
″	۱	۱۹۰۶ء	۱۹۰۶ء	″	″	وکیل سرکار تعلم	وکیل یا بیرسٹر سرکار تعلیم
۸	عنوان	۰	جلد دوم ترک محبوبیہ	″	″	۱۴	۱۲
″	″	۰	دفتر پنجم	″	۸	حوامدہی	جوامدہی
″	۲	سید محمد نصیر خان	سید محمد النصیر خان	۱۵	آخر صفحہ	۱۳	۱۵
۹	۲	بلدہ کے	بلدہ کے	″	آخر صفحہ	۱۱	۱۳
″	۰	مستفض	مستفیض	″	۱۰	پرانی مشاق	پرانے مشاق
″	۹	روپیہ وظیفہ	روپیہ وظیفہ	۱۶	آخر صفحہ	۱۴	۱۴
″	۱۰	ہوشیار	ہوشیار	″	″	۱۲	۱۴

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۰	۲۱	ملکہ داران	ملکہ داران
۱۰	۱۸	نلوہ	نلوہ
۱۱	۳۱	آدکل	آجکل
۱۱	۱۵	مسکفتہ راہ	شگفتہ مزاج
″	۲۲	اور سگین	اور سنگین
۱۲	۰	ناکامیابی	ناکامیابی
″	″	وی ہو	ہوئی ہو
″	″	ورنہ بیشتر	ورنہ پیشتر
″	۰	سبری	ممبر بھی
″	۲۰	کرتوانین	کئی قوانین
″	۱۲	ستدامہ	مستدایرہ
″	″	علاالت	عدالت
″	۱۴	لست	لسبت
″	۸	عمدہ دلچسپ	عمدہ دلچسپ
″	۱۵	سے	ہیں
″	۰	عبدالرحسین	عبدالرحسین
″	۲۳	فخرالقوانین	الفرح القوانین

۷	۱۱	بہت	بہبت	۷	۷	تھے	سنے	۷	۱۰	نظر	نظر
۲۳	نام	سے	راوے	۳۱	۱	کے ہی	کے نامی	۷	۱۲	پہ پہ وہی	پردی
۲۷	۱۵	ضرور	ضیور	۷	۷	ہوتی ہے	ہوئی ہے	۳۱	۷	اصول	اصولہ
۳۱	۴	بھی	بہی	۷	۷	جانے	جاتے	۴۱	۱۰	برجستہ	برجستہ
								۱۴	۳	سنصبدار	سنصبدار
								۳۴	۸	ہنین شے	ہنین شے
								۷	۲۰	مذاق اور چاہیے	مذاق چرچا ہے

فہرست اسماء طبقۂ وکلائے ذی اعتبار دفتر پنجم جلد دوم ترکیب محبوب ہیم

نمبر شمار	نام صاحب تذکرہ	صفحہ	نمبر شمار	نام صاحب تذکرہ	صفحہ	نمبر شمار	نام صاحب تذکرہ	صفحہ
۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱	جناب مولوی محمد ابو احمد صاحب وکیل ہائی کورٹ	۲۱	۱۷	جناب مولوی عبدالباقر خان صاحب	۲۰	۳۴	جناب مولوی محمد عبدالقیوم صاحب	۳۷
۲	جناب مولوی سید محمد عزیز حسن صاحب	۳	۱۸	جناب مولوی محمد غیاث الدین صاحب	۱۱	۳۵	جناب مولوی محمد مجیب اللہ صاحب	۳۸
۳	جناب مولوی سید عبدالرزاق صاحب	۴	۱۹	جناب مولوی عبدالغفور صاحب	۲۲	۳۶	جناب مولوی محمد عبدالکور صاحب	۳۹
۴	جناب مولوی آغا سجاد علی قاسم عرف آغا قاسم صاحب	۵	۲۰	جناب مولوی محمد عبدالرحیم صاحب	۲۳	۳۷	جناب مولوی کنور بہادر صاحب	۴۰
			۲۱	جناب مولوی کیشوراؤ صاحب	۲۴	۳۸	جناب مولوی سید محمد نوازش علی صاحب	۴۱
۵	جناب مولوی سید ذوالحسین صاحب	۶	۲۲	مسٹر متھرا اسکویر	۲۵	۳۹	جناب مولوی مزمین خان صاحب	۴۲
۶	جناب مولوی سید امیر حسن صاحب	۷	۲۳	جناب مولوی حافظ لطف اللہ صاحب	۲۶		خاتمہ	۴۳
۷	مسٹر بہ ہمایوں مرزا بار ایٹ لا	۸	۲۴	جناب مولوی میر قمر الدین صاحب	۲۷			
۸	جناب مولوی سید حسین الدین صاحب	۹	۲۵	جناب مولوی میر لطف علی صاحب	۲۸			
۹	جناب مولوی سید عبدالقادر صاحب	۱۰	۲۶	جناب مولوی غلام محمد بھار صاحب	۲۹			
۱۰	جناب مولوی سید خواجہ حسن صاحب	۱۱/۱۲	۲۷	جناب رائے لہیم چندر صاحب بی اے	۳۰			
۱۱	جناب مولوی ثامن علی صاحب	۱۳	۲۸	جناب مولوی میر حسن علیہا صاحب طلیعی	۳۱			
۱۲	جناب مولوی سید محمد رضوی صاحب	۱۴	۲۹	جناب مولوی محمد معین الدین صاحب	۳۲			
۱۳	جناب مولوی عبدالمجید خان صاحب	۱۵	۳۰	جناب مولوی سید صاحب علی صاحب	۳۳			
۱۴	جناب مولوی سید عبدالرب صاحب	۱۶/۱۷	۳۱	جناب مولوی محمد نصیر خان صاحب	۳۴			
۱۵	جناب مولوی غلام محی الدین صاحب	۱۸	۳۲	جناب بابو گیا پرشاد صاحب	۳۵			
۱۶	جناب پنڈت بیرسٹر نواس جاری صاحب	۱۹	۳۳	جناب مولوی میر صاحب علی صاحب	۳۶			

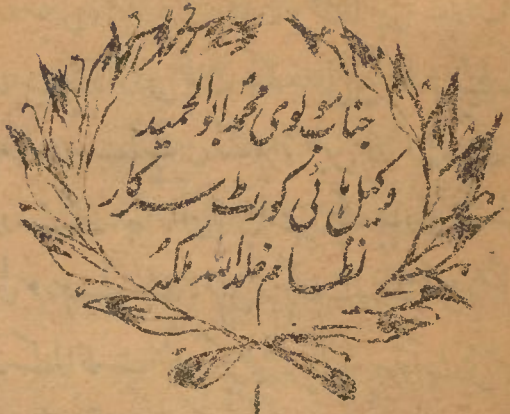

۱

نام ابوالحمید کنیت۔ آزاد تخلص ہے۔ شیخ صدیقی سلسلہ خلفیہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اور ننہال کی طرف سے حضرت ابوایوب انصاری رحمۃ اللہ علیہ تک۔ مسقط الراس آبائی عہد شاہی مین اورنگ آباد تھی کی تباہی کے بعد آپکے جد امجد شیخ نورالہدیٰ صاحب نے اپنے حضرت سے حضرت مخدوم بابا زید کے آباد کردہ گانون موضع بابا زید پور ضلع غازی پور مین (جو اب تک انہی کے نام سے مشہور ہے) سکونت اختیار کی۔ اور غدر کی تباہی کے بعد آپکے پدر بزرگوار مولوی شیخ شجاعت حسین صاحب مولائی۔ اسلامی سلطنت کے خیال سے ۱۲۷۷ھ مین حیدرآباد دکن (بعہد نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان) وارد ہوئے۔ آپکے والد مرحوم کو تعلیم و تعلم سے شوق تھا ایک زمانہ تک انہون نے تدریس مین بسر کی۔ اس بلدہ حیدرآباد مین بہت کم لوگ ہونگے جنکو آپ کے والد سے تلمذ نہو۔ چنانچہ مولوی عبدالقیوم صاحب سابق اول تعلقدار۔ مولوی محمد یوسف الدین صاحب اول تعلقدار۔ مولوی غلام احمد صاحب اول تعلقدار وغیرہ مرحوم کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ مرحوم نے آخر عمر مین ملازمت سرکاری اختیار کی اولاً بعہدہ مترجمی محمد نصراللہ خانصاحب و نواب قاسم یار جنگ بہادر مرحوم مجلس عالیہ عدالت ممالک محروسۂ سرکار عالی مین فیصلہ نویس مقرر ہوئے اور مولوی فدا حسین خانصاحب کے میر مجلسی کے زمانہ مین اہلکار پیشی تھے۔ چنانچہ اسی خدمت پر تھے کہ یکایک ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء مین انتقال فرمایا۔

آپ ۱۲۶۹ھ مین پیدا ہوئے اور والد مرحوم کے ہمراہ حیدرآباد دکن آئے تھے اوسوقت

آپکی عمر سات یا آٹھ سال کی ہوگی۔ مدرسۂ دارالعلوم مین عربی فارسی کی تحصیل کی۔ ابتداءً محکمہ صدرالمہام عدالت مین بمشاہرہ بہتر روپیہ ماہی ملازم ہوئے۔ سنہ ۱۲۹۰ف آیا سنہ ۱۲۹۹ف مین جب نواب رفعت یار جنگ بہادر اور مولوی علی رضا خان صاحب عہدہ داران ہنمکنڈہ کے بداعمالی کی تحقیقات کیلئے کمشنر مقرر ہوئے تو محکمۂ صدرالمہامی عدالت سے آپ ان کے ہمراہ متعین ہوکر ہنمکنڈہ گئے۔ بعد ختم تحقیقات جب واپس آئے تخفیف کردئے گئے۔ بعد ازان نواب رفعت یار جنگ بہادر کی کوشش سے مجلس قرضۂ بایدداد و بایدگرفت مین مامور ہوئے جب وہ کام ہی ختم ہوگیا۔ اور دفتر محکمۂ پولیٹکل فنانس مین ضم ہوا تو آپکے ایام ملازمت کے لحاظ سے انعام وغیرہ علیحدہ کردیا گیا۔ پھر تو آپ اپنی طبیعت کو قانون کی جانب رجوع کیا اور مولوی محمد علی صاحب مقنن دکن کی کمیٹی مین قانون پڑھکر سنہ ۱۳۰۵ف مین جب اول مرتبہ وکلاء کے امتحان کی بنا پڑی امتحان دیا اور کامیاب ہوگئے۔ چنانچہ اسوقت آپ پوری کامیابی کے ساتھہ وکالت کررہے ہین۔ آدمی لایق خوش طبع۔ بذلہ سنج وجیہہ ہین

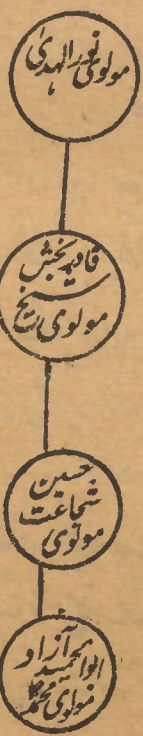

جناب مولوی سید محمد عزیز حسن
وکیل ہائی کورٹ سرکار
نظام خلد اللہ ملکہ

۲

سادات صحیح النسب علی پور ضلع فتح پور ہسوہ کے رہنے والے ۱۸۶۳ء مین بمقام لکھنو پیدا ہوے اور وہین تعلیم تربیت پائی انگریزی - عربی - فارسی مین اچھی طرح دستگاہ ہے - فن وکالت مین کسی سے تلمذ نہین ۱۸۸۶ء مین مقام حیدرآباد دکن وکالت درجۂ اول مین کامیاب ہوے - اسوقت مجلس وضع قوانین سرکار عالی کے ممبر ہین - گوسائیون کا دستور العمل آپ ہی نے مرتب کرکے شائع کیا ہے - محلہ اردو مین مکان ہے - قانون مین اچھی مشق ہے - نہایت لایق اور ہوشیار ہین - اکثر اہم اور مرکہ کے مقدمون مین آپنے کامیابی حاصل کی ہے - معزز اور مشہور وکلا مین شمار ہے - بحث نہایت ہی دلچسپ ہوتی ہے - اخلاق بھی اچھے ہین -

آپکو دو لڑکے ہین بڑے جنکا نام سید یوسف حسین ہے - اسوقت امتحان ٹرنٹی کالج مین عربی مین بھی درسیات قریب الختام ہین - اور چھوٹے سید موسیٰ رضا ہے جو ابھی نہایت ہی کم سن ہین

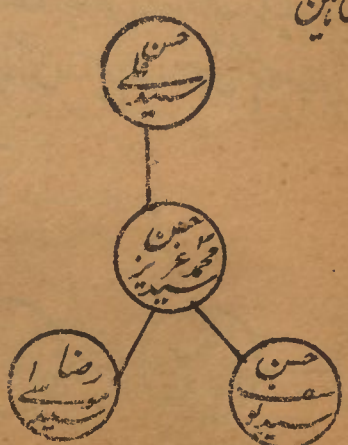

جناب مولوی سید عبدالرزاق
وکیل ہائیکورٹ سرکار
نظام خلد اللہ ملکہ

۴۳

آپ کے بزرگوار کا وطن اصلی راس ہے۔ ابتداءً آپکے والد سید غلام دستگیر متخلص عاجز ۱۲۷۵ھ مین (بعہد حکمرانی نواب مبارز الدولہ بہادر (صفحی ساہر اللہ ملکہ) حیدرآباد کو بغرض سیاحت آئے۔ مگر سلسلۂ ملازمت ہوجانے کی وجہ سے یہین کے ہورہے۔ چنانچہ اسوقت موجود ہین۔ محترمہ سیرت مقدس بزرگ ہین۔ آپ ۱۲۷۵ھ مین پیدا ہوئے۔ اور بعد فراغ تعلیم و تربیت متعلقہ کن کی کمیٹی مین قانون حاصل کرنیکی غرض سے بمبئی گئے اور ۱۲۹۵ھ مین درجہ اوّل کی ہند استحان وکالت مین حاصل کی۔ بعد ازان کئی سال عدالت بلدہ کے ممبر اور سات سال تک ایکٹنگ ایڈوکیٹ جنرل رہے اور طالبان قانون کو تعلیم دیتے رہے۔ چنانچہ اسوقت کئی اصحاب آپ ہی کے فیضان صحبت اور عمدہ تعلیم کی وجہ سے درجہ اول مین کامیاب ہوکر وکالت کرتے ہین اب آپ علاوہ انجام دہی وکالت کے مجلس انتظام جاگیرات عالیہ نواب فخر الملک بہادر کے ممبر اور نائب صدارت اور کونسل جاگیرات نواب صاحب مشیر ہین۔ آپنے اصول قانون اور مختلف قانون کا خلاصہ بھی کیا ہے۔ جو عام طور پر شایع ہے۔ محلہ سلطان پورہ متصل ڈیوڑھی راجہ راؤ بہادر مکان ہے۔ آپ ایک مستعد اور جفاکش۔ معاملہ فہم۔ ہوشیار۔ لائق شخص ہین۔ اور درجہ اول کے وکلا مین شمار ہے۔ اکثر مقدمات مین آپکو کامیابی حاصل رہی ہے جسکی وجہ سے آپنے بہت جلد شہرت حاصل کرلی ہے۔

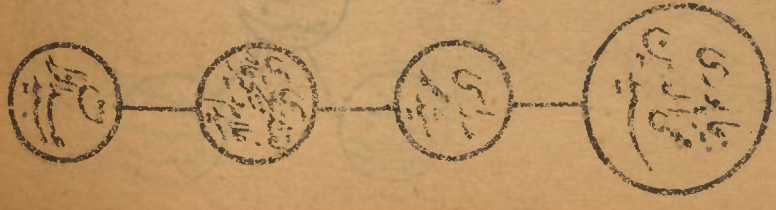

آپ خاص لکھنؤ کے رہنے والے ہیں ۱۲۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ آپکے جد امجد تخمیناً ۱۱۵۰ھ میں بعہد نواب آصفجاہ مرحوم حضرت مغفرت مآب بغرض سیاحت حیدرآباد دکن آئے تھے۔ جدموصوف شاہ جی ایران (اردو) آغا محمد شجاع وزیر اعظم شاہ ایران شاہ عباس ثانی علی اللہ مقامہم کے سفیر تھے۔ اور والد بزرگوار نواب آغا علی مرحوم خواص حضرت شاہان دہ تھے۔

آپنے وکالت کی تعلیم ممالک شمالی میں پائی ۱۲۸۶ھ میں سند وکالت ملی اور اکثر علوم عربی فارسی۔ ریاضی جر ثقیل وغیرہ میں بھی دخل ہے۔ چنانچہ اکثر علوم میں آپکے تصنیفات موجود ہیں۔ مثلاً۔ اردو میں ملخصہ جات اکثر قوانین و بعض کتب دیوانیات۔ فارسی میں۔ قواعد قاسمیہ عربی میں۔ انشاء یمنی جبر و مقابلہ۔ ملخص الحساب۔ ہندسہ میں سوالات۔ رسالہ مثلیث قائمہ۔ حاشیہ موسوسہ ہادی بر رسالہ میرزاہد۔ رسالہ عون جر ثقیل میں دو عدد پمپ جو دس سو فٹ پانی کو اونچا کھینچ سکتے ہیں۔

متصل پرانی حویلی مکان ہے۔ آدمی لائق۔ اور ہوشیار۔ ایک زمانہ سے وکالت کرتے ہیں۔ تحریر بھی اچھی ہے۔ ایک فرزند آغا غازی الدین مسعود نام انجینر نگ کالج میں پڑھتے ہیں۔

جناب سید زوار حسین وکیل ہائیکورٹ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

آپ قصبۂ سرسی پرگنہ سنبھل ضلع مرادآباد قسمت بریلی کے رہنے والے ہین۔ اردو فارسی منطق۔ عروض۔ قافیہ وغیرہ مین پوری مہارت ہے۔ کچھہ کچھہ انگریزی۔ ناگری بھی جانتے ہین۔ فنون سپہگری مثلاً لکڑی۔ کشتی وغیرہ مین دخل تامہ حاصل ہے۔ آپ خود اس مبارک عہد (فرمان روائی نواب میر محبوب علی خان بہادر سلطان دکن خلد اللہ ملکہٗ مین حیدرآباد دکن تشریف لائے کچھہ دنون ضلع رائچور مین منصرم مترجم تھے اسوقت روبرو حویلی قدیم اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ ایک بنگلہ پر فروکش ہین۔ قانونی لیاقت بھی اچھی ہے اولاً ۱۳۰۰ھ مین (بمقام حیدرآباد دکن) امتحان وکالت درجہ دوم مین پاس ہوئے بعد ازان ۱۳۱۱ھ مین وکالت درجہ اول کی سند حاصل کی کچھہ روز دون حسب الحکم عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر عدالت و امور عامہ سرکار عالی دفتر معتمدی عدالت مین کارآموز و کارگزار تھے اور کسیقدر مدت تک قانونی درس دیتے رہے۔ بعض لوگون کو فائدہ بھی پہونچا اور وکالت و جوڈیشل مین کامیاب ہوئے۔

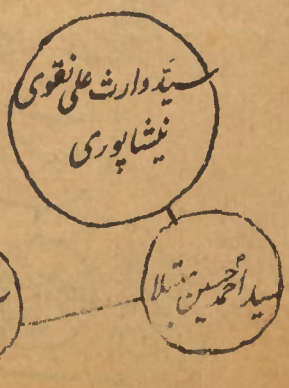

جناب مولوی سیّد امیر حسن صاحب
ہائیکورٹ سرکار نظام
خلد اللہ ملکہ

آپ ۱۸۵۸ء مین بمقام لکھنو ملک اودہ پیدا ہوئے آپکے والد میر واحد علی صاحب مرحوم ضلع اہامئو۔ ملک اودہ کے تعلقدار تھے۔ آپنے علم قانون اپنے وطن مین یاد کیا۔ ۱۸۸۳ء کی امتحان وکلا مین بمقام بلدہ حیدرآباد دکن پہلے ہی مرتبہ مین درجہ اول کی سند حاصل کی اور اپنے معزز پیشہ وکالت مین نہایت کامیابی کے ساتھہ پیروی کرتے ہین آپکی قانونی بحث بھی نہایت ہی دلچسپ ہوتی ہے۔ آپکو شاعری کا مذاق بھی ہے فروغ تخلص کرتے ہین۔ غزلیات کا دیوان اور حکایات ہندوستان قومی لضایح آپکی تصنیفات سے ہین کلام دلچسپ ہے۔ محلہ منیر گنج مین رہتے ہین۔

۸

سید ہمایون مرزا

بارسٹرایٹ لا

آپ ۱۸۸۶ء مین پیدا ہوئے - اور ۱۸۹۳ء مین حیدرآباد آئے - آپکے والد سید شاہ الفت حسین فرہاد نواب ناظم بنگالہ کے سفیر تھے اور سفیر صاحب موصوف کے حقیقی نانا نواب سید کلب علیخان خلف نواب سید فیض محمد خان ابن نواب سید محمد نصیر خان - سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے وزر اسی تھے آپنے ابتدائے ۱۹۰۳ء مین بمقام انگلستان بارسٹری کی ڈگری حاصل کی - متعدد پبلک سوسائٹیون مختلف اوقات انگلستان و کلکتہ وغیرہ مین ممبری بھی کی ہے - اور بعض اوقات معتمد و میمبر مجلس رہنے کا بھی موقع حاصل رہا ہے - ڈاکٹر صفدر علی مرزا کی دختر نیک اختر آپ سے منسوب ہے - کنٹہ گوشہ محل پر مکان ہے - آدمی لایق ہوشیار اپنے فن مین ممتاز ہین اخلاق و مروت کے بھی اچھے ہین -

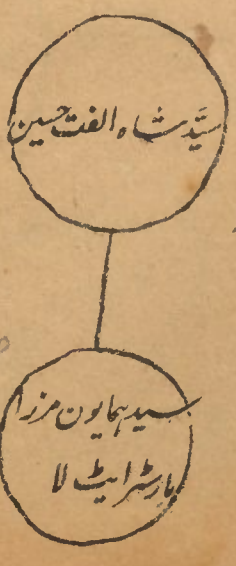

جناب مولوی سید حسن الدین صاحب
وکیل ہائکورٹ سرکار
از نظام خلد اللہ ملکہ

۸

ابتداً آپکے والد سید احمد صاحب مدراس سے بعہد سریر آرائی حضرت مغفرت مکان حیدرآباد تشریف لائے اور مدت تک زور آور جنگ بہادر کوتوال بلدہ کے نائب رہے اور پانسو روپیہ منصب سے بہی سرفرازی پائی جواب اون کے انتقال کی وجہ سے منصب مذکور علی السویہ اون کے چار فرزندان کے نام اجرا ہوا۔

سید حسن الدین صاحب فارسی سیاق وسباق سے واقف کسیقدر انگریزی سے بہی آگاہ ہین پہلے آپ میسہ نشی دفتر کوتوالی کی خدمت پر مامور ہوئے بعد ازان امین ہوگئے۔ چند سال بعد صیغۂ مال مین خدمت تحصیلداری سے مستفیض ہوئے اسکے بعد عہدۂ سوم تعلقداری عطا ہوا چنانچہ ۲۲ سال گورنمنٹ نظام خلد اللہ ملکہ کے متعدد خدمات انجام دینے کے بعد اب ایکسو پچاس روپیہ وظیفہ ہوگیا ہی۔ اور ۱۳۱۲ف مین بطور اعزاز سرکار نے سند وکالت درجہ اول ہی عطا کی ہے۔ چونکہ آپ ایک تجربہ کار اور ہوشیار ہین اس لئے اپنے معزز پیشۂ وکالت کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین۔ علاوہ برآین خوش اخلاق مہذب خندہ رو ہین۔ آپ کو ایک کم سن صاحبزادہ ہے۔

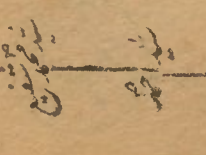

سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

مولوی سید القادر وکیل ہائیکورٹ

۹

آپکا سلسلہ نسب حضرت قطب الاقطاب پیران پیر محبوب سبحانی قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی کو پہونچتا ہے۔ آپکے پڑدادا حضرت شاہ غلام حسن صاحب قادری شہید (مرشد ناصر جنگ شہید) کے نواسے تھے۔ چنانچہ شاہ غلام حسن صاحب کے گنبد مبارک مسجد اور خانقاہ شریف قلعہ ارک اورنگ آباد مین موجود ہے۔ مسجد کا نام سورج مکھی ہے۔ مسجد و خانقاہ کے لئے سرکار سے جاگیرات مقرر ہین۔ ابتداءً آپکے والد ماجد سید حسینی بادشاہ صاحب قادری (بقید ناصر الدولہ بہادر) اورنگ آباد سے (بغرض کوشش اجرائی جاگیرات جدی) وارد حیدرآباد دکن ہوے۔ آپ۔ (مولوی سید عبدالقادر) ۱۲۷۶ھ مین پیدا ہوے۔ عربی و فارسی کی تعلیم مدرسہ دارالعلوم مین پائی۔ اکثر اوقات انعامات حاصل کئے۔ بعدازان مجلس عالیہ عدالت مین حسب الحکم میر مجلس وقت تین سال تک گشتیات و احکامات کا خلاصہ مرتب فرمایا۔ بعد ۱۳۰۰ھ کی امتحان وکالت مین کامیابی حاصل کی۔ ایک مدت تک اپنے معزز پیشہ کو نہایت عمدگی سے انجام دیا۔ اب نواب غالب الملک بہادر کے تمام کارخانہ و جاگیرات وغیرہ کے معتمد ہین۔ نواب صاحب ممدوح کے ہمراہ حال ہی مین آپنے لنڈن کی بھی سیاحت فرمائی ہے۔ وکالت بھی جاری ہے۔ حالات برامکہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ شاعری کا بھی شوق ہے۔ فانع تخلص ہے۔ اشعار دفتر شعرا مین درج ہین۔ ایک صاحبزادہ ۱۳ سالہ سید عظمت اللہ قادری موجود ہے۔ انگریزی فارسی کے زیر تعلیم ہے۔

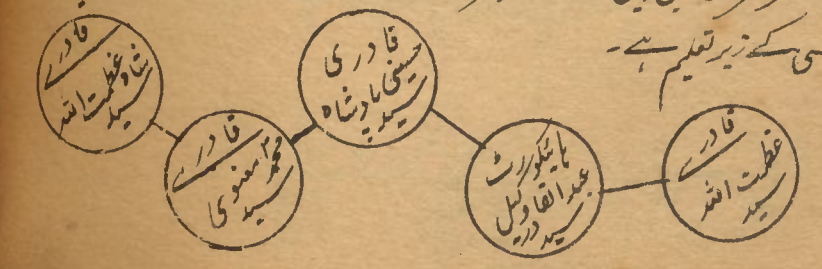

خلد اللہ ملکہ

وکیل ہائیکورٹ سرکار نظام

جناب مولوی سید احسن صاحب

۱۰

آپ سید بادشاہ حسن صاحب محرر پیشی دوم دعداری بلدہ کے بھائی اور منصافات ہند و ستان کے رہنے والے ہیں۔ ابتداء ۱۳۰۸ف میں آپ حیدرآباد دکن تشریف لائے اور اوسی سال وکالت درجۂ اول میں کامیابی حاصل کی۔ دو سال تک لیجس لیٹو کونسل کے ممبر بھی رہے اور اوسی زمانہ میں قانون شہادت مملکت آصفیہ کا مسودہ لیجس لیٹو کونسل میں پیش فرمایا جسمیں شرع محمدی اور مسائل قانون کے مطابقت کا اہم کام کیا گیا ہے۔ اور شرع محمدی و دھرم شاستر کے بعض قواعد کو قانون شہادت کے بعض احکام کی تاثیر سے مستثنےٰ کیا ہے۔ چال چلن شہادت دستاویزی بار ثبوت۔ گواہ ہونیکی قابلیت اور نصاب اور اونکی حفاظت۔ قرینۂ قاطعہ و قیاسات۔ حلف وغیرہ کی تشریح و تفصیل نہایت عمدہ پیرایہ میں بتلائی ہے۔ اور اوسکے ساتھ ہر ایک کے لئے نظائر بھی پیش کئے ہیں۔ واقعی اس شہادت کے مسودہ کی ترتیب میں آپ نے کمال درجہ کی عرقریزی اور محنت اوٹھائی ہے۔ یہ آپکی لیاقت و قابلیت کی دلیل ساطع و برہان قاطع ہے۔ بہرحال آپ کا شمار اس ریاست کے معزز و تجربہ کار قدیم۔ لایق۔ ہوشیار وکلا میں ہے۔ آپ کی بحث بھی بہت ہی دلچسپ ہوتی ہے۔ اون مقدمات کی تعداد بہت کم ہوگی۔ (بلکہ گنتی کے ہونگے) جسمیں آپ کو ناکامیابی رہی ہو۔ اکثر مقدمات پیچیدہ اور اہم آپ کے ہاتھ پر بہ بہت عمدگی سے طے ہوے ہیں جسکے باعث آپ کی ناموری اور شہرت بلدہ میں بہت زیادہ ہے۔ کوئی فرد بشر ایسا نہیں ہے کہ جو آپ کو نہ جانتا ہو۔ علاوہ بریں صاحب اخلاق و وضع مروت سلیم الطبع۔ بذلہ سنج۔ اتحاد و محبت میں یکتا۔ فیاض سمیر چشم۔ غریب نواز۔ دریا دل ہیں۔ آپکو ایک صاحبزادہ کمسن جمیل الحسن نامی موجود ہے۔

بہت زیادہ قابل قدر یہ امر ہے کہ آپ نزاع کو بہت ناپسند کرتے ہین جس مقدمہ مین آپ کا تعلق ہوتا ہے اوسمین پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ باہمی طور پر تصفیہ ہوجائے کہ جس سے فریقین تباہی و بربادی سے محفوظ رہین چنانچہ یہ عام طور پر مشہور ہے کہ آپ کے وکالت کے مقدمات بدرجہ مجبوری فیصدی ۲۰ عدالت سے فیصل ہوتے ہین اور فیصدی ۸۰ باہمی تصفیہ سے۔

آپنے مشیر آباد مین ایک باغ و بنگلہ بہت ہی دلچسپ و خوبصورت تقریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے خرچ سے طیار کیا ہے۔ آپ کے دیگر اعزہ مثل مولوی سید آل حسن صاحب و مولوی سید نفیس الحسن صاحب مرحوم رکن عدالت العالیہ کا تعلق اس ریاست سے تقریباً چالیس سال سے زیادہ ہے۔

خلد اللہ ملکہ
وکیل ہائیکورٹ سرکار نظام
جناب مولوی نامن علی

۱۳

آپ سندیلہ ضلع ہردوئی ملک آودھ کے رہنے والے ہین ۱۲۶۵ سن تولد ہے فارسی اور عربی کی تعلیم لکھنو مین پائی علوم صرف - نحو - معقول - فقہ - اصول فقہ وغیرہ مین اجہا مدرکہ حاصل ہے -

خود آپ (بعہد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) وارد حیدرآباد دکن ہوئے ۱۳۰۰ھ مین قانونی امتحان دیا اور درجۂ اول کی سند حاصل کی - چونکہ آپ تجربہ کار - معمر - لایق - ذی فہم ہین اسلئے اپنے معزز پیشہ کو نہایت عمدگی سے انجام دے رہے ہین - قدیم و نامی وکلاء مین آپ کا شمار ہے - تجربہ بڑہا ہوا ہے - متعدد اور مختلف اقسام کے مقدمات آپ کے نظر سے گذر چکے ہین بلکہ آپکی سپروی اور حسن جوابدہی سے طے پائے ہین ماسوا اسکے خوش اخلاق - ذی مروت شگفتہ مزاج ہین تہہ گٹی پر قیام پذیر ہین -

۳۶

خلد اللہ ملکہ

کارنظام

سید محمد رضوی وکیل

جناب مولوی

۱۴

آپ سکندرآباد (حیدرآباد دکن) کے رہنے والے ہیں۔ ابتداً آپ کے جد اعلےٰ سید عبدالفتاح صاحب صوبہ دار میجر سردار بہادر (بعہد حضرت غفران منزل) علاقہ انگریزی پنشن لیکر وارد حیدرآباد دکن ہوئے۔ اور سکندرآباد میں مستقل طور پر سکونت اختیار فرمائی۔

آپ (سید محمد رضوی) ۱۳۰۲ھ آمین تولد ہوئے۔ بعد فراغ تعلیم فارسی۔ عربی۔ فقہ حدیث۔ تفسیر۔ تاریخ ۱۳۲۲ھ آمین امتحان قانونی مین شرکت فرمائی اور درجۂ اول مین کامیابی حاصل کی۔ اور جب سے اب تک اُس معزز پیشہ وکالت کو باحسن وجوہ انجام دے رہے ہیں۔ آدمی لائق ہین۔ مقدمات کی ترتیب وجوابدہی مین محنت وکوشش سے کام لیتے ہیں اور آپکو ہر طرح موکل کو کامیاب کرنیکی فکر رہتی ہے جو وکلا کے لئے ضروری ہے۔ بحث بھی دلچسپ ہے۔ انگریزی زبان (تلنگی سے بھی واقف ہین شرح رسوم عدالت آپ ہی کی لائق تالیف ہے۔ ایک فرزند سید کاظم حسین رضوی موجود ہین۔ محلہ کولسوا ڑی اندرون بلدہ مین قیام رکھتے ہین۔ اخلاق ومروت بھی اچھے ہیں۔

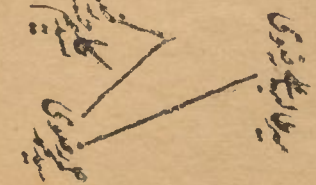

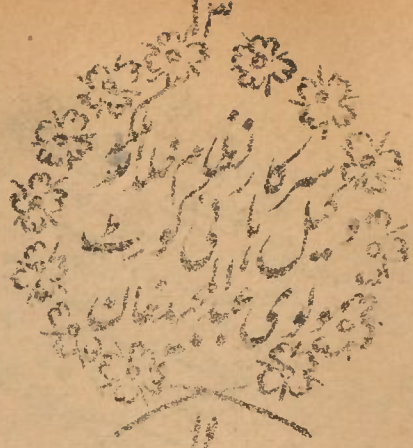

آپ مولوی عبد الغفار خان صاحب کے فرزند ہیں۔ آپکا مولد سنہ تخمیناً چھبیس سال ہے
سنہ میں حیدرآباد وکن آئے قانون میں مدت شروع کی سنہ میں بدرجہ
اول کامیاب ہوئے۔ چند سے اپنے معزز پیشہ کو نہایت عمدگی سے انجام دیا۔
بعد ازاں بمواجب تین سو روپیہ عالی صیغہ پولس میں وکیل سرکاری کی خدمت پر
مامور ہوئے ایک مدت تک اپنی خدمت مفوضہ کو کمال راست بازی اور دلوزی سے
ادا کرتے رہے۔ بعد اُس خدمت سے علیحدگی اختیار کی۔ اور اپنے معزز
پیشہ سے کام لینے لگے۔ چنانچہ اب آپ نہایت کامیابی کے ساتھ وکالت
کرتے ہیں۔ اور نامی وکلا میں شمار ہے۔ تحریر و تقریر دلچسپ پیروی میں متعدین
اپنے موکل کو کامیاب کرانے میں انتہا سے زیادہ جد و جہد فرماتے ہیں۔ معاملہ فہمی میں
کمال ہے۔ پرانی مشاق۔ تجربہ کار۔ لائق اور ہوشیار ہیں فتنہ کے عقب کان ہے
صاحب اخلاق اور ذی مروت ہیں۔

۱۲

آپ قاضی سید سعید الدین خان کے خلف رشید ہین - آپ کے جد اعلے سید جمال الدین خان قصبہ سنپٹ ضلع دہلی کے قاضی القضات تھے - آپکا وطن سنپٹ ضلع دہلی اور مولد شہر بنارس ہے - ابتداء آپکے اموزاد بھائی تہور خان بہادر صف شکن خان بہادر (جنگی داران زمانہ شاہی ریاست اودھ) اور آپ کے خسر صاحب داد خان سابق تحصیلدار ضلع اعظم گڈھ مشتری الہ آباد بعہد حضرت مغفرت مکان وارد حیدرآباد دکن ہوئے - چنانچہ صاحب داد خان صاحب کو سر سالار جنگ اعظم نے جاگیر شاہ نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز کی خدمت تحصیلداری ضلع اورنگ آباد پر مامور فرمایا - جنہون نے ۱۳۱۳ھ مین انتقال فرمایا - اور ضلع بیڑ تعلقہ جالنہ ضلع اورنگ آباد مین دفن ہوئے - مرحوم کی یادگار ایک پل پختہ بمقام گورکھپور ضلع اعظم گڈھ اسوقت موجود ہے جو بہ زمانہ تحصیلداری اعظم گڈھ مرحوم کے اہتمام سے تعمیر ہوا تھا جسکی صلہ مین گورنمنٹ انگریزی ایک گھڑی طلائی بقیمتی دو ہزار روپیہ عطا کی تھی بہرحال آپ (صاحبزادہ مذکور) ایک معزز خاندان کے یادگار ہین اور آپ کے عزیز و اقارب اب بھی علاقہ انگریزی مین معزز اور لایق خدمات سے سرفراز اور جاگیرات وغیرہ سے ممتاز ہین - چنانچہ نواب سر آسمان جاہ مغفور اپنی مدار المہامی کے زمانہ مین جب لکھنو تشریف لے گئے تھے آپ کے بہانجی مرزا محسن صاحب اور مرزا محمد جعفر صاحب نے نواب صاحب مغفور کی دعوت کمال تکلف سے کی تھی

جس وقت وہ حیدرآباد آئے تو سر آسمان جاہ بہادر کے مہمان رہے تھے۔
آپ ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۸۳ھ مین پیدا ہوئے۔ اور ضلع جون پور کشمیری الہ آباد
مین قوانین وضوابط سرکار عظمت مدار کی تعلیم پائی۔ اور حیدرآباد آکر گشتیاست
ودستور العمل ملک سرکار عالی مین تجربہ حاصل فرمایا۔
آپ فارسی۔ اردو۔ حساب۔ علم ریاضی وغیرہ مین بخوبی ماہر ہین۔ قانونی لیاقت
بھی اچھی حاصل ہے۔ قدیم تجربہ کار وکیل ہین۔ مقدمات کی پیروی وغیرہ مین
کمال تیزی اور جان فشانی فرماتے ہین۔ انجمن وکلاء مین بھی شریک ہین۔
۱۲۹۲ھ مین آپ کی پہلی تالیف شاہنشہ مین بطور سوال وجواب طبع ہوئی ہے۔
علاوہ برین حکیم فیثاغورث کے سوانح عمری بھی آپ ہی کے جودت طبع کا نمونہ ہے
مرقع مسرت سالگرہ مبارک اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ کے ترتیب بھی آپ ہی نے
دی ہے۔ ۱۳۱۵ھ سے اعلیحضرت مدظلہ العالی کے سالگرہ مبارک کے موقع پر
حسن اظہار مسرت وشکرگزاری کا انتقاد بھی آپ ہی کے حسن نیت اور خلوص
عقیدت کا موجب ہے۔ جسکی بعد مین اکثر امراء وعمائدین اور عہدہ داران ریاست نے
تقلید کی ہے۔ لیکن اس جشن مسرت کے ایجاد کا سہرا انبارات مشیر دکن۔
نظارہ عالم۔ ملک وملت۔ وشوکت الاسلام حیدرآباد دکن۔ پیسہ اخبار لاہور
مخبر دکن مدراس۔ نیر اعظم مرادآباد وغیرہ نے آپ ہی کے سر باندھا ہے
اور آپکو بانی جشن سالگرہ مبارک ٹھہرایا۔ واقعی اس جشن ہمایون کے
ترتیب مین جو آپ ایک مدت سے حصہ لے رہے ہین وہ دوسرون کی بہ نسبت
زیادہ ہے۔
آپ کو چار فرزند بین جسمین خلف اکبر سید اسد اللہ صاحب وکالت درجہ سوم مین
ہیں اور دوم سید احمد اللہ صاحب سوم محمد حبیدار بخت صاحب سنٹ
جارج گرامر اسکول مین انگریزی۔ فارسی کی تعلیم پا رہے ہین۔ چہارم سید مصطفےٰ احمد عرف حامد کمسن ہے

۱۵

آپ لکھنؤ کے رہنے والے ہین۔ اور خاندان علماء فرنگی محل سے آپ کو تعلق ہے۔ ایک زمانہ دراز سے حیدرآباد دکن واقع افضل گنج مین سکونت پذیر ہین۔ سالہا سال سے وکالت کا پیشہ کرتے ہین۔ تجربہ بڑھا ہوا ہے۔ اپنے معزز پیشہ مین اعلیٰ درجہ کے مشاق ہین۔ خصوصاً فوجداری مقدمات مین اچھا ملکہ ہے۔ اکثر سنگین و اہم مقدمات مثلاً قتل۔ ڈاکہ۔ نقب زنی وغیرہ مین جب کبھی ملزم کے جانب سے آپ وکیل مقرر ہوتے ہین تو بس یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ ملزم بلوہ بچ نکلیگا۔ اور اگر اتفاقی طور پر ایسا نہ ہو تو اس قدر تو ضرور ہو رہتا ہے کہ مقدمہ کی صورت بدلجاتی ہے۔ اور جرم خفیف حالت پیدا کرتا ہے۔ ساختہ گواہون کو سوالات جرحی سے منتشر کرنا۔ اور ایک ایک جواب مین سیکڑون سوال پیدا کرنا آپ ہی کا کام ہے۔ اس قسم کی نازک کارروائی مین آپکا نظیر بمشکل دستیاب ہوگا۔ بہرحال یہ سب کچھ آپ کی جوہر قابلیت اور علمی لیاقت۔ جودت طبیعت کے برہان قاطع ہے۔ اخلاق و مروت بھی اچھی پائے ہین۔ شگفتہ مزاج۔ سلیم الطبع ہین۔

آپ پنڈت راما چاری متوفی وکیل ہائیکورٹ سرکار عالی کے چھوٹے بھائی ہین آپ کے متوفی بھائی نے تو اس معزز پیشہ وکالت مین بہت کچھ ناموری حاصل کی تھی - اون کی جودت طبع اور ذکاوت فہم مشہور تھی - گو متوفی کا سن ایسا زیادہ نہ تھا - مگر تجربہ کاری اور معاملہ فہمی مین مثل پیر دانشمند تھے - لیجسلیٹو کونسل مین بھی شریک تھے - مگر افسوس ہے کہ بہت جلد بمرض ہیضہ انتقال ہوگیا - چونکہ ہمارے معزز صاحب تذکرہ اونہین کے بھائی اور متوفی کے تربیت یافتہ ہین - اس لئے آپ بھی اپنے پیشہ وکالت مین کمال درجہ کے لایق اور ہوشیار ہین - قانون دانی معاملہ فہمی مین عمدہ تجربہ حاصل ہے - تحریر و تقریر — دونون درست ہین طبیعت بھی اچھی پائی ہے - اخلاق و مروت کی بھی انتہا نہین - بہرحال اپنے معزز پیشہ کو کمال دیانت و راستبازی کے ساتھہ انجام دیرہے ہین -

آپ مشہور و معروف وکلا سے ہین - قانونی لیاقت اعلیٰ درجہ کی حاصل ہے علم فارسی اور عربی مین بھی لایق ہین - فقہ - حدیث - اصول - منطق - صرف - نحو وغیرہ سے اچھے ماہر ہین - برسون سے وکالت کرتے ہین - نہایت کہنہ مشق - تجربہ کار ہین - صدہا اہم و سنگین مقدمات آپ کی نظر سے گذر چکے ہین - بڑے بڑے مقدمات مین آپنے کامیابی پیدا کی ہے - اہل مقدمات اس کثرت سے رجوع ہوتے ہین کہ آپ کو گھڑی بھر کی فرصت ملنا دشوار ہوتا ہے - اکثر چھوٹے چھوٹے مقدمات اپنے شاگردون کے تفویض کر دیتے ہین - لیکن اس مین بھی آپ کی نگرانی اور رائے ضرور ہوا کرتی ہے - جس سے شاگردون کو تجربہ اور موکل کو کامیابی حاصل ہوتی ہے -

علاوہ برین آپ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہین السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی کی معتمد خانگی کی خدمت سے ممتاز ہین - اور مہاراجہ بہادر کے تذکرہ مین آپ کو اعلیٰ درجہ کا رسوخ حاصل ہے -

آپ صاحب اخلاق - نرم مزاج - شگفتہ مزاج - سلیم الطبع ہین -

۱۸

آپ مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل درجہ اول کے چھوٹے بھائی ہین۔ لکھنؤ وطن ہے۔ سلسلہ خاندان علماء فرنگی محل سے ملتا ہے۔ آپ افضل گنج مین قیام پذیر ہین۔ مدت سے وکالت کرتے ہین۔ زیور علمیت و جوہر قابلیت سے آراستہ و پیراستہ ہین۔ تحریر و تقریر بھی درست ہے۔ برسون کا تجربہ ترتیب مقدمات و جوابات مین ممد و معاون رہتا ہے۔ علاوہ برین مولوی غلام محی الدین صاحب جیسے لایق بھائی کے ہاتون پرورش پائے ہین۔ اور اون کے انداز و طرز کو مدتون دیکھا ہے۔ اس لئے ہر ایک اہم و سنگین مقدمات مین بھی آپ کو خاطر خواہ کامیابی ہو جاتی ہے۔ اور اس کامیابی کے وجہ سے مقدمات کا مرجوعہ بھی بڑھا ہوا رہتا ہے۔ اہل معاملات کو اطمینان و اعتبار بھی ہے۔ اس وجہ اکثر اشخاص مقدمات کی پیروی آپ سے کراتے ہین۔

ایک زمانہ مین آپ کو پتنگ بازی کا بھی بہت شوق تھا۔ پتنگ بہت اچھا کھینچتے تھے۔ ہاتھ منجھے ہوے تھے۔ اس فن کے استاد مانے جاتے تھے غالباً آجکل وہ شوق بجھا ہوا معلوم دیتا ہے۔

آپ صاحب اخلاق و ذی مروت۔ وجیہہ۔ جامہ زیب۔ خوش [illegible]
شگفتہ مزاج۔ رنگین طبیعت ہین۔

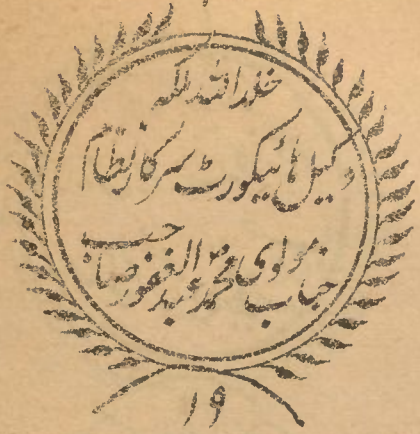

آپ جملہ وکلاء حیدرآباد دکن مین معزز اور لائق شمار کئے جاتے ہین۔ آپ کی قانونی لیاقت بہت بڑھی ہوی ہے۔ اس وقت حیدرآباد کے بعض وکلائے درجہ اول اور اکثر وکلاء درجہ دوم وسوم ایسے ہی ہونگے جو آپکے شاگرد ہین۔ اور آپکے فیضان تعلیم سے کامیابی اور تجربہ حاصل کئے ہین۔ اور اپنے معزز پیشہ کو نہایت کامیابی سے چلا رہے ہین۔

بہرحال ہمارے معزز صاحب تذکرہ یہان کے قدیم وکلا سے ہین۔ اور سالہاسال سے مشق وکالت جاری ہے۔ ہزارہا اہم اور سنگین مقدمات آپکے ہاتھ پیش ہوے ہین جسمین سے شاذونادر ہی کوئی مقدمہ ایسا ہوگا کہ جس مین آپکو ناکامیابی ہوی ہو۔ ورنہ بیشتر مقدمات آپکے حسب منشا نہایت کامیابی سے تصفیہ پائے ہین۔ آپ لیجسلیٹو کونسل کے ممبر بھی رہے ہین۔ اکثر قوانین و قواعد سرکار عالی کو آپنے ترتیب دیا ہے۔ اور کئی قوانین کے شرح لکھی ہے۔ بعض قوانین کے خلاصہ کئے ہین۔ اور آپ کہنہ مشق تجربہ کار وکیل ہین۔ صیغہ کورٹ آف وارڈز مین بحیثیت ایڈوکیٹ دو سو روپیہ ماہانہ مشیر قانونی کے خدمت کو انجام دیتے ہین۔ اور وارڈز کے مقدمات (بشرطیکہ وہ بلدہ کے دفاتر مین رجوع ہون) امداد و معاونت مین پیروی کرتے ہین۔ ہر ایک اہم و سنگین امر مین مفید و نیک رائے دینا آپکا کام ہے۔ خیرات و مبرات مین بھی آپکا نام بڑھا چڑھا ہے۔ گوشہ گوشہ محل پر سکان ہے۔ آج کل آپ ایک جنگ لسٹ عدد لکھنے کو بھی بیٹھے ہین جو ابھی ناتمام ہے۔ آپکو ایک فرزند ہے۔ عبد اللہ حسین نام۔ نوجوان۔ لائق۔ ہونہار

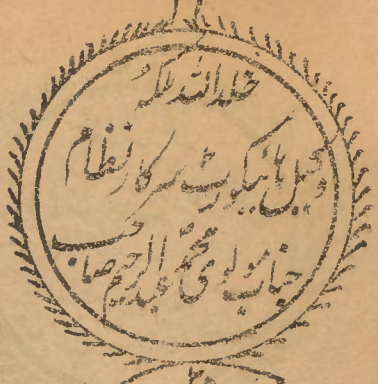

آپ کا نام اون معزز وکلا مین شمار کیا جاتا ہے - جو نہایت کامیابی کے ساتھ مقدمات کر چلاتے ہین - آپ کی علمی لیاقت اور جدت طبع لایق تعریف ہی - تحریر و تقریر دونون مین آپ کو اچھا تجربہ حاصل ہے - آپ کی بحث نہایت مستقل و استوار ہوا کرتی ہے - مقدمات کی پیروی بھی بڑی چابکدستی کے ساتھ فرماتے ہین - اور جس تقریر کے باعث اکثر مقدمات مین کامیابی ہوتی ہے - بہرحال اپنے معزز پیشہ کو نہایت خوبی سے چلا رہے ہین -

ماسیوا اس کے ایک اردو اخبار "دکھنی" نام کا جسکو ایک عرصہ ہوتا ہے کہ آپ کی ایڈیٹری سے نکلتا ہے - اور اوس کے مالک بھی آپ ہی ہین ایک رسالہ ماہواری مخزن القوانین نام کی اشاعت بھی آپ ہی کے اہتمام سے ہوتی ہے - جو بطرز رسالہ آئین دکن جاری کیا گیا ہے - اس مین بھی فیصلجات مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی وغیرہ ہوا کرتے ہین - جس سے علم قانون مین بہت بڑا اضافہ ہوا ہے - اور قانون دان حضرات کو بہت مدد دیتا ہے -

۳۱

آپ اس ریاست ابد مدت کے مشہور و نامی وکلا مین سے ہین مقدمہ چلانے مین اچھا ملکہ حاصل ہے۔ بحث بھی نہایت دلچسپ ہوتی ہے۔ مقدمہ کی پیروی بھی کمال پابندی کے ساتھ کرتے ہین۔ ہر حالت مین اپنے موکل کو کامیاب کرانے کیلئے آپ کی کوشش وسعی رہتی ہے۔

طبیعت جدت پسند پائی ہے۔ شہرت و ناموری پیدا کرنیکے ہمیشہ خواہان رہتے ہین۔ کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ آپنے ایک بہت بڑی پر تکلف دعوت کی تھی۔ ہزارہا اشخاص مدعو رہے جس مین ہزارہا روپیہ کا صرفہ ہوا۔ جو ابتک یادگار ہے۔ بہر صورت آپ مخیر سیر چشم فیاض۔ صاحب اخلاق و ذی مروت ہین۔ اور اپنے معزز پیشہ کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین۔

حمد اللہ ملکہ
وکیل ہائیکورٹ سرکار نظام
مسٹر متھرا اسکوئر
۲۲

آپ حیدرآباد دکن میں عام طور پر مشہور ہیں۔ لیکن آپ کی ہوشیاری اور قابلیت کا چرچا صرف حیدرآباد دکن کے پیشہ میں ہی نہیں ہے بلکہ تمام ہندوستان اس کا شہرہ ہے۔ یہ مقدمہ سالہا سال جاری رہا۔ بڑے بڑے امرا و عہدہ داروں کے اظہار قلمبند ہوئے۔ اور ہندوستان کے بھی مختلف حصوں کے معززین نے گواہی دی۔ مگر وہی بلاس کے تین پات نکلے۔ آخر نتیجہ اس سنگین مقدمہ کا کچھ بھی نہ ہوا۔ البتہ اس وقت اوس مقدمہ کے تین جلدیں بنام مقدمہ مہدیحسین شایع ہوی ہیں۔ جو عام طور پر بازار میں ملتی ہیں۔ بہرحال آپ نے اس مقدمہ کی وجہ سے کمال درجہ شہرت پائی ہے۔ آدمی لایق اور ہوشیار ہیں۔ تخمیناً چار پانچ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ سرکار عالی نے آپ کو میونسپلٹی کی وکالت میں درجہ اول کی سند عطا کی ہے۔ جسکو آپ کمال مستعدی اور لیاقت سے انجام دیرہے ہیں۔ طبیعت میں ہوشیاری اور چالاکی بہت ہے۔ مقدمہ کو نہایت خوش اسلوبی سے چلاتے ہیں۔ جس سے آپکو اکثر مقدمات میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اخلاق و مروت بھی اچھے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ ایک انگریزی اخبار روسوم دکن پیسٹ بھی آپنے جاری کیا ہے جسکے ایڈیٹر و پروپرائٹر آپ ہی ہیں۔ اخبار اس سے شایع ہوتا ہے اور اچھی حالت سے چلرہا ہے۔ افسوس ہے کہ آجکل آپ پر ایک مقدمہ زنا بالجبر کا گیا ہے۔ سنہ رزنی کورٹ حیدرآباد میں دائر کیا ہے۔ اس مقدمہ میں لوسی گلبرٹ ہیروائن ہے۔ جو بہت ہی زور و شور سے چل رہا ہے۔ آیندہ دیکھا چاہئے کہ کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ ہماری تو یہ دعا ہے کہ ہمارا معزز ممبر بلند اس بلا سے بخیریت خلاصی حاصل کرے۔

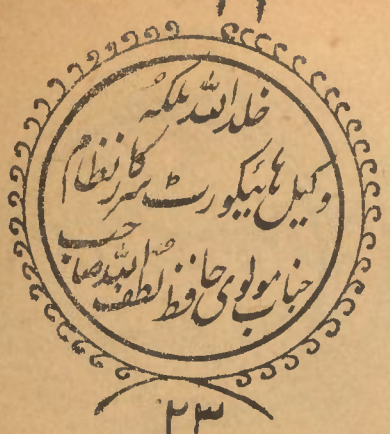

۲۳

آپ حیدرآباد دکن کے نامی اور سربرآوردہ وکلا رہی ہین - عربی - فارسی مین لایق اور حافظ کلام حمید ہین - اور ایک مدت سے اس معزز پیشہ کو نہایت کامیابی سے انجام دی رہے ہین - اکثر اہم اور سنگین مقدمات مین آپنے نہایت عمدہ طور پر کامیابیان حاصل کی ہین - آپ کا تجربہ بہت بڑھا ہوا ہے - اور قانونی لیاقت بھی اعلیٰ درجہ کی پائی ہے - تحریر و تقریر بھی دلچسپ ہے - آپ کی بحث نہایت مدلل ہوا کرتی ہے - جرح مین تو کمال کرتے ہین - ایک ایک فقرہ مین صدہا قسم کے موشگافیان پیدا کرتے ہین - دیوانی - فوجداری - دونون قسم کے مقدمات کی ترتیب نہایت عمدگی سے کرتے ہین - اخلاق و مروت بھی اچھی پائے ہین -

علاوہ اس معزز پیشہ کے نواب ظفر جنگ شمس الملک بہادر دام اقبالہ وزیر افواج سرکار عالی کے معتمد خانگی کی معزز خدمت کو بھی خوش اسلوبی سے انجام دیرہے ہین - اور نواب صاحب ممدوح کی نظر عنایت آپ کے حال پر کمال درجہ مبذول ہے -

آپ اون قدیم اور نامی وکلا سے ہین - جو دس بارہ سال قبل اپنے زمانہ کے فیلسوف وقت اور اسطوخودانہ تھے اور وہ زمانہ ایسا تھا کہ حیدرآباد دکن مین قانون دان حضرات کی تعداد بہت کم تھی - اور بالکل معدودے چند تھے - خصوصاً لایق وکیل کا ملنا دشوار تھا - آپکے زیور علمیت و جوہر قابلیت نے ایسی نیکنامی اور ناموری حاصل کی جو اتنک شہرت پذیر ہے - آپنے اس معزز پیشہ مین ایسا کچھ فروغ حاصل کیا جو شاذونادر ہی کسیکو میسر ہوا ہو - ہماری نظرون مین تو صرف ایک مولوی عبدالغفور صاحب وکیل ہائیکورٹ ہین جو آپکے مدمقابل اور معصر رہے ہین - جنہون نے شہرت و نیکنامی مین آپکے برابر حصہ لیا ہے -

بہرحال آپ قدیم - لایق - ہوشیار - تجربہ کار - جہاندیدہ - اور اپنے فن مین نہایت ممتاز و سربرآوردہ ہین - اور اتنک آپ کی شہرت و نیکنامی حسب سابق بحال و برقرار ہے - ترقی مدارج کی حالت بھی اسیطرح قایم ہے - اعلی عہدہ دار معزز امرا کے یہان آپ کی توقیر اور اعزاز بہت کچھ ہین - اہل مقدمات آرزو اور خوشی سے اپنے اپنے مقدمات تفویض کرتے ہین - اکثر معرکہ کے مقدمات مین صدہا دفعہ آپنے کامیابی حاصل کی ہے - اپنی کوٹھی نارائن گوڑہ مین (جو نہایت ہی فرح بخش و دلکشا ہی) قیام پذیر ہین - اخلاق و مروت مین بیمثل - خیرات و مبرات مین یکتا - فیاض - سیر چشم - بلند طبیعت ہین -

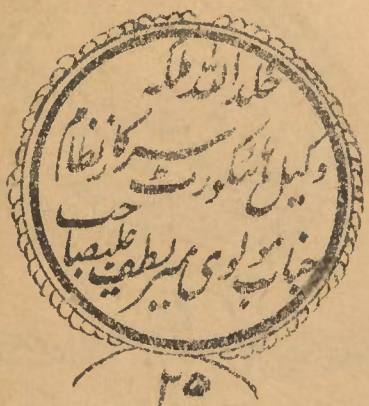

آپ حیدرآباد کے رہنے والے ہین - مولوی میر افضل حسین صاحب میر مجلس عمد الملک العالی کے رشتہ دار ہین - ایک عرصہ دراز سے پیشہ وکالت کو انجام دیتے ہین - علمی لیاقت اچھی ہے فارسی - عربی مین لایق - صرف - نحو - منطق - فقہ - اصول سے واقف ہین - تحریر و تقریر درست ہے - بحث قانونی بھی دلچسپ ہوتی ہے - معاملہ فہمی مین ہوشیار و چالاک ہین - بلدہ کے سربرآوردہ وکلا مین شمار ہے - ترپ بازار مین مکان ہے - صاحب اخلاق - ذی مروت - وجیہہ - جامہ زیب - متناسب الاعضا بردبار - مستقل مزاج ہین - چہرہ سے شرافت و نجابت کے آثار نمایان ہین - آپ کے یہان کی سالانہ مجالس عزا نہایت تکلف اور اہتمام سے ہوتی ہین - خوش اعتقاد - نیک نیت ہین -

۲۶

آپ ہندوستان کے رہنے والے ہین - تقریباً دس بار اسال سے حیدرآباد دکن مین فروکش ہین - علم عربی - فارسی - نحو - منطق - صرف - فقہ حدیث وغیرہ سے بخوبی ماہر انگریزی سے واقف ہین - ابتداءً آپ انگریزی مین وکالت کرتے تھے - گورنمنٹ انگریزی کی سند وکالت موجود ہے - جب یہان آئے تو علاقہ سرکار عالی سے بھی سند وکالت درجہ اول حاصل کی - اس وقت نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے معزز پیشہ کو انجام دیتے ہین - اکثر معرکہ کے مقدمات آپ کے عمدہ پیروی سے تصفیہ پاتے ہین - قانونی لیاقت اعلیٰ درجہ کی ہے - تحریر اور تقریر دونون سے بہرہ مند ہین - آپ کے باریک بین نظر کے روبرو کیسا ہی اہم اور پیچیدہ مقدمہ ہو نہایت آسانی کے ساتھ سلجھ جاتا ہے - ہر طرح آپ کا موکل ہمیشہ کامیاب رہتا ہے - اخلاق و مروت بھی اعلیٰ درجہ کی پائے ہین - آدمی خندہ رو - شگفتہ مزاج - یار باش - مرنجان مرنج ہین -

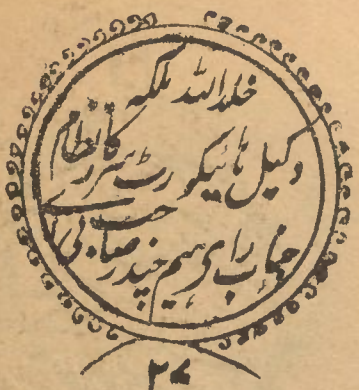

۲۷

آپ بلدہ کے نامی اور معزز وکلا سے ہین - فارسی مین لایق - اور انگریزی مین بی اے کی سند حاصل ہے - اور راے مرلید ہر صاحب صوبہ دار ورنگل کے قریبی رشتہ دار ہین - فن وکالت مین اچھا تجربہ ہے - بحث بھی دلچسپ ہوتی ہے - معاملہ فہمی مین کمال حاصل ہے - جوہر قابلیت اور جودت طبع کے بدولت اکثر اہم و سنگین مقدمات مین کامیابی حاصل کرنا آپ کے لئے کوئی مشکل امر نہین ہے -

بہر حال اپنے معزز پیشہ کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیرہے ہین اور وکلا درجہ اول مین سر برآوردہ اور ممتاز مانے جاتے ہین - صاحب اخلاق ذی مروت - سنجیدہ مزاج - بردبار ہین -

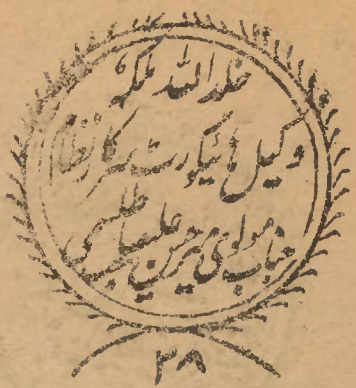

آپ نے اپنے معزز پیشہ مین بہت کچھ ناموری حاصل کی ہے۔ عام و خاص آپ سے واقف ہین۔ آجکل آپ کی وکالت اچھی چل رہی ہے۔ فارسی اور عربی مین لایق ہین۔ اکثر اہل مقدمات آپ سے رجوع ہوتے ہین۔ معاملہ فہم۔ اور حجت پسند طبیعت پائی ہے اسلئے آپ کی قانونی بحث بھی سننے کے قابل ہوتی ہے اہم اور پیچیدہ مقدمات کے سلجھانے مین کمال حاصل ہے۔ پیشہ وکالت کو نہایت نیکنامی اور حسن نیت سے انجام دیرہے ہین۔ اخلاق و مروت بھی اچھے پائے ہین۔ ترتیب مقدمات و جوابدہی مین اعلیٰ درجہ کی لیاقت پائی ہے۔ اون مقدمات کی تعداد بہت ہی کم ہوگی جس مین آپ کو ناکامی ہوی ہو۔ اکثر مقدمات (خواہ کیسے ہی سنگین و پیچیدہ ہون) مین کامیاب و فائز المرام رہتے ہین۔

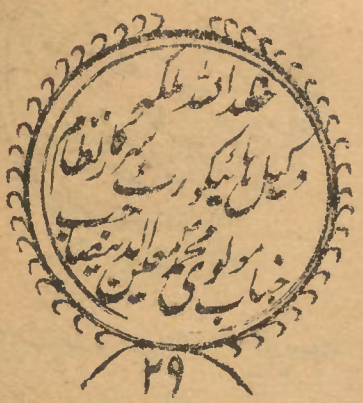

آپ مضافات ہندوستان کے رہنے والے ہین - تقریباً بائیس سال سے حیدرآباد دکن مین سکونت پذیر ہین - ابتداءً آپ محکمہ صدر عدالت سمت اورنگ آباد کے حافظ دفتر تھے - جس زمانہ مین کہ احمد رضا خان بہادر سکندر یار جنگ صدر عدالت اورنگ آباد کے سیر عدل تھے - بعد ازان آپ نے وکالت کا امتحان دیا - اول درجہ مین کامیاب ہوے - جسکو اس وقت تک نہایت عمدگی اور لیاقت سے انجام دیرہے ہین - نامی اور مشہور وکلا مین شمار ہے - حسن تقریر اور طلاقت لسانی مین اپنا نظیر نہین رکھتے - بحث نہایت ہی دلچسپ ہوتی ہے - آدمی متین - مہذب - جنکمین صاحب اخلاق و ذی مروت ہین - شگفتہ مزاج - سلیم الطبع - متین - بردبار آپکے اوصاف ہین - کنڈ گوشہ محل کے شارع عام پر آپکا بنگلہ ہے -

×××

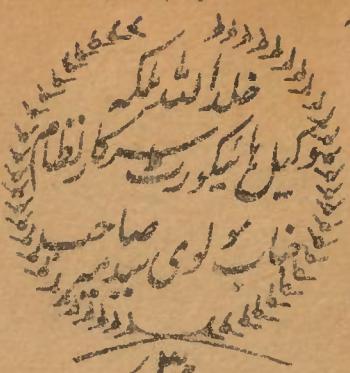

۳۰

آپ ہندوستان کے رہنے والے ہین۔ کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ حیدرآباد دکن مین قیام پذیر ہین ابتداءً آپ علاقہ انگریزی مین بحیثیت سولسٹر مقدمات قانونی کی پیروی کرتے تھے۔ اب یہان بزمرۂ وکلائے درجہ اول کا رگزار ہین۔ آدمی نہایت متین اور بردبار ہین۔ چہرہ سے فراست و دانائی کے آثار نمایان ہین۔ ترتیب مقدمات مین ایسا ملکہ ہے۔ بحث کا بھی پیرایہ دلچسپ ہوتا ہے اور تقریر مین متانت و سنجیدگی پائی جاتی ہے۔ اخلاق و مروت بھی اچھے ہین۔ نہایت مہذب جنٹلمین آدمی ہین۔ اور اپنے پیشۂ وکالت کو نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دے رہے ہین۔

خلد اللہ ملکہ

وکیل ہائیکورٹ سرکار نظام

جناب مولوی محمد لطیف خان صاحب

۳۱

آپ منصافات ہندوستان کے رہنے والے ہین۔ ایک مدت دراز سے حیدرآباد دکن مین قیام پذیر ہین۔ فن وکالت مین درجۂ اول کی سند حاصل ہے اور نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے معزز پیشہ کو انجام دیرہے ہین۔ علمی لیاقت اچھی ہے۔ قانونی تجربہ بھی اعلیٰ درجہ کا حاصل ہے۔ معاملہی مین لایق ترتیب مقدمات کا طرز اچھا ہوتا ہے۔ بحث قانونی بھی دلچسپ ہوتی ہے۔ اکثر اہم و سترگ مقدمات مین آپ کی پیروی ہمیشہ کامیابی پیدا کرتی ہے۔

آپ کے چھوٹے بھائی محمد کبیر خانصاحب بھی درجہ اول مین کامیاب اور آپ ہی کے ساتھ ساتھ اس معزز پیشہ وکالت کو انجام دیتے ہین۔ اور آپ ہی کی تربیت و نگرانی کے باعث انہون نے بھی اچھا تجربہ حاصل کیا ہے۔ تحریر و تقریر مین لایق۔ ہوشیار۔ ذی اخلاق ہین۔

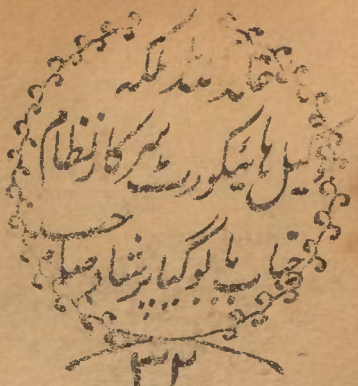

آپکے آباؤ اجداد کو اسی ریاست ابدمدت کے متوطن ہونیکا شرف حاصل ہے اور لائق - ذکی - مشہور - نامی وکلا مین آپ کا شمار ہے - آپ کی تعلیم مدرسۂ دارالعلوم مین ہوی ہے - جہان آپنے جماعت منشی کے امتحان مین کامیابی حاصل کی بعدازان آپ کو قانون سیکھنے کا شوق ہوا - چنانچہ ابتداءً امتحان وکلائے درجہ دوم مین پاس ہوے[۴] - یہ سب کچھ آپنے اپنے ذاتی شوق اور محنت وکوشش سے حاصل کیا ہے - اور جوہر قابلیت وجودت طبع نے آپ کو ہر ایک امتحان مین کامیاب کیا - چنانچہ اس وقت نہایت کامیابی کے ساتھ پیشۂ وکالت کر انجام دیرہے ہین - تحریر نہایت ہی آراستہ اور تقریر کمال درجہ شستہ ہے - آپ کی بحث بھی دل آویزی اور دلچسپی کا پہلو لئے ہوے ہوتی ہے - نکتہ سنجی - دقیقہ شناسی مین لاجواب ہین - پتہ گئی پر نکتہ ہے - نوجوان - لایق - ہوشیار طباع - تیز فہم صاحب اخلاق وذی مروت ہین -

[۴] یہ امتحان جو ۱۹۰۲ء مین ہوا اور جسمین آپ کامیاب ہوے اس کا سلسلہ ۱۹۲۳ء تک جاری رہا

خلد اللہ ملکہ
وکیل ہائیکورٹ سرکار نظام
جناب مولوی میر صاحب علی صاحب
۳۳

آپ نکی مشہور وکلا سے ہین - اور مولوی سید عبد الرزاق صاحب کے ہمشیر زادے ہین - سرکار عالی و معتمد خانگی عالیجناب نواب فخر الملک بہادر کے ارشد تلامذہ مین شمار ہے - آپنے اپنی جوہر لیاقت و زیور علمیت سے امتحان وکلا مین بدرجۂ اول کامیابی حاصل کی ہے اور اس معزز پیشہ کو نہایت عمدگی سے انجام دیرہے ہین - اور اپنی خداداد لیاقت اور جدت پسند طبیعت کے باعث اکثر اہم اور سنگین مقدمات مین نہایت آسانی کے ساتھہ کامیابی پیدا کرتے ہین - تحریر مین لایق تو تقریر مین فائق ہین - بحث قانونی نہایت متانت و سنجیدگی کے ساتھہ ہوتی ہے - نواب سردار یار جنگ بہادر کی سرکار مین معتمد خانگی کی خدمت سے ممتاز ہین اور نواب ممدوح کے جاگیرات کے مرجوعہ مقدمات کا تصفیہ کمال عمدگی سے انجام دیتے ہین - اخلاق و مروت بھی اچھی پائے ہین - نوجوان ذی علم ہوشیار - لایق - بامذاق آدمی ہین -

آپ بلدہ کے نامی اور معزز وکلا سے ہین - بلحاظ اعزاز و وقعت خاندانی ممتاز و برآوردہ ہین دس بارا سال سے پیشہ وکالت کو انجام دیتے ہین - فارسی - عربی مین لایق - تحریر و تقریر سے آراستہ و پیراستہ ہین - معاملہ فہمی مین کمال حاصل ہے بحث ہی نہایت دلچسپ ہوتی ہے - اکثر اہم اور مشکل مقدمات آپکے حسن پیروی سے تصفیہ پاتے ہین صاحب اخلاق - ذی مروت - شگفتہ مزاج - خندہ رو ہین - مقدمات کی پیروی اور ترتیب جوابدعوی مین کمال کرتے ہین - ہر ایک معاملہ مین آپ کی راے استوار اور صائب ہوتی ہے - طبیعت باریک بین اور دقیقہ شناس واقع ہوتی ہے - کیسا ہی اہم اور پیچیدہ مقدمہ ہو اوسکی تہ کو بہت جلد پہونچ جاتے ہین - اور اپنی جدت پسند طبیعت سے کوی نہ کوی کامیابی کا پہلو ضرور نکال لیتے ہین - اور اپنے موکل کی کامیابی کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہین - اور یہی وجہ ہے کہ مقدمات آپکے بہان کثرت سے آتے ہین - ایک ایک روز پانچ پانچ چھ چھ مقدمات مین پیروی کرنی پڑتی ہے -

۳۵

آپ لکھنؤ کے رہنے والے ہیں۔ علامہ فرنگی محل کے خاندان سے آپکا تعلق ہے۔ ایک مدت مدید سے حیدرآباد میں سکونت پذیر ہیں۔ محلہ اردو میں مکان ہے۔ فن وکالت میں سالہا سال کا تجربہ ہے۔ جودت طبع ذکاوت فہم علمی لیاقت اور ہوشیاری کے بدولت کمال درجہ شہرت پیدا کی ہے۔ یہاں کے امراء اعزہ میں روشناسی اور ان کے مقدمات میں وکیل رہتے ہیں۔ عام و خاص آپ سے واقف ہیں۔ عربی اور فارسی میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت حاصل ہے۔ صرف۔ نحو۔ فقہ حدیث اصول سے بخوبی واقف ہیں۔ مقدمات کی پیروی میں کمال دلچسپی لیتے ہیں۔ ترتیب مقدمات میں اچھا درک ہے۔ تحریر و تقریر دونوں درست ہیں۔ بحث بھی دلچسپ ہوتی ہے۔ فلسفہ خیال سے آدمی ہیں۔ اخلاق و مروت بھی اچھی پائی ہیں۔ تالیف و تصنیف سے بھی طبیعت راغب ہے۔ اکثر تصانیف آپ کے مطبوع عام ہیں۔

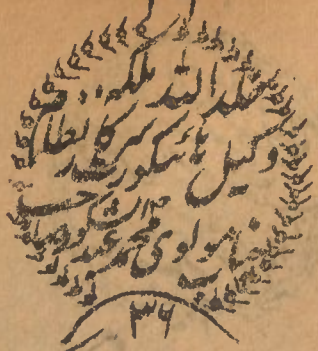

آپ وکلاء درجہ اول مین ممتاز اور سربرآوردہ وکیل ہین - اور مدت دراز سے اس پیشہ وکالت کو انجام دیتے ہین - بلحاظ مرور مدت تجربہ اچھا پیدا ہوا ہے قانونی لیاقت اعلیٰ درجہ کی حاصل ہے معاملہ فہمی مین بےمثیل ہین - بحث بھی اچھی ہوتی ہے - دیوانی فوجداری - مالی وغیرہ مقدمات کے ترتیب مین کمال حاصل ہے - آپ کی باریک بین نگاہین ہر ایک مقدمہ کو دگرگونہ کیسا ہی پیچیدہ ہو اچھی طرح جانچ لیتے ہین - اور کوئی نہ کوئی قانونی پائنٹ اپنے مفید مطلب نکال ہی لیتے ہین - جس سے موکل کی کامیابی کے لئے ایک نہ ایک پہلو نکل ہی آتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اکثر مقدمات مین آپ کو کامیابی حاظر خواہ ہو جاتی ہے - علاوہ برین صاحب اخلاق - ذی مروت - نکتہ سنج معاملہ فہم ہین -

آپ معزز خاندان ہنود سے متصفات ہندوستان کے رہنے والے ہین۔ علمی لیاقت بہت اچھی ہے قانون مین بھی اعلی درجہ کا تجربہ حاصل ہے۔ تحریر و تقریر مین کمال پیدا کیا ہے۔ خصوصاً تقریر کی تشبیل اگر سلک مروارید سے دیجائے تو بیجا نہ ہوگا۔ کسی انجمن یا کلب کا جلسہ اور سالگرہ مبارک کسے اٹ ہوم وٹی پارٹی کی مجلس ایسی نہوگی جس مین آپ کا لکچر اور تقریر نہ ہوتی ہو۔ بہرحال ہر ایک پبلک محفل مین آپکے حسن تقریر و موثر پیرایہ سے سامعین کمال محظوظ ہوتے ہین۔ طرفہ یہ ہے کہ آپ کی تقریر تحریری نہین ہوتی بلکہ زبانی ہوتی ہے۔ جس مین آورد کا نام نہین صرف آمد ہی آمد رہتی ہے۔ جسکے فقرات نہایت فصیح و بلیغ ہوتے ہین اور جس چیز کا ذکر کرتے ہین اوسکو مبدا طریق سے گہنون بیان کرتے ہین۔ اور اوسکی تائید مین برجستہ اشعار۔ حکماء کے اقوال عمدہ مثالون کے جوڑ لگانا آپ ہی کا کام ہے۔ علاوہ برین اپنے فن وکالت کے کامل ہین۔ مقدمات کے ترتیب اور سوال و جواب مین اجمالکہ حاصل ہے۔ صاحب اخلاق ذی مروت ہین۔ لیاقت فطرتی اور جودت طبعی سے ممتاز ہین۔

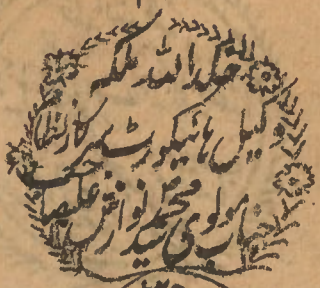

۳۸

آپ ملکی وکلا مین ایک لایق اور ذی علم - متدین - جفاکش معاملہ فہم معزز وکیل ہین - سید صحیح النسب خاص بلدہ حیدرآباد دکن کے باشندہ ہین - آپکے والد مولوی میر ذوالفقار علی صاحب مرحوم المتخلص بہ عجب اس ریاست ابدمدت کے سفیدار تھے آپکی ابتدای تعلیم سررشتہ دارالعلوم مین ہوی ہے - اور فن وکالت کی تعلیم مولوی محمد علی صاحب مقنن دکن سے پای ہے ۱۳۰۲ھ مین امتحان وکالت مین بدرجہ اول کامیاب ہوے - خلاصہ دہرم شاستر گمناٹن آپ ہی کا مولفہ ہے - ایک مدت تک آپنے مدرسہ طبابت مین ڈاکٹری کی بھی تعلیم پای - مگر امتحان مین ناکامیاب رہے - بیرون یاقوت پورہ ایک پتھر کا سنگ بست مکان جسکا نام نوازش منزل ہے - آپنے تعمیر کروایا ہے جس مین سکونت پذیر ہین ایک عرصہ تک آپنے عام فائدہ رسانی کے خیال سے لوگون کو قانون بھی پڑھایا ہے - اکثر امرا بلدہ نے قانون مین آپ سے تلمذ حاصل کیا ہے - اس وقت آپکے متعدد شاگرد امتحان جوڈیشیل و وکالت مین کامیاب سرکاری خدمتون پر مامور ہین - اور بعض وکالت کر رہے ہین - مولوی محمد عبدالغفور صاحب وکیل و نکلورٹ (جو رشتہ مین آپکے ہمزلف ہوتے ہین) کے نگرانی مین برسون آپنے تجربہ کافی حاصل کیا ہے - چند سال سے آپ دوازدہم شریف اور یازدہم شریف مین وعظ بھی فرماتے ہین - صدہا آدمیون کا مجمع ہوتا ہے اکثر مالی مقدمات مین آپنے کامیابی حاصل کی ہے - غربا کے مقدمات بلا فیس انجام دیتے ہین - غربا پروری مہمان نوازی آپکی طبیعت کا ایک فطری جوہر ہے - ہر جمعہ کو فقرا اور مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے - کسیقدر نقدی بھی تقسیم کرتے ہین - چھ سات سال سے ہائیکورٹ کے لائبریری کے معتمد ہین - ممتحن و نگران امتحان وکالت بھی رہ چکے ہین حضرت چندہ شاہ صاحب قدس سرہ سے بعیت ہے - حضرت موصوف کے عرس مین آپکے جانب سے کمال تکلف کے ساتھ روشنی کیجاتی ہے - اخلاق و مروت بھی اچھے پائے ہین -

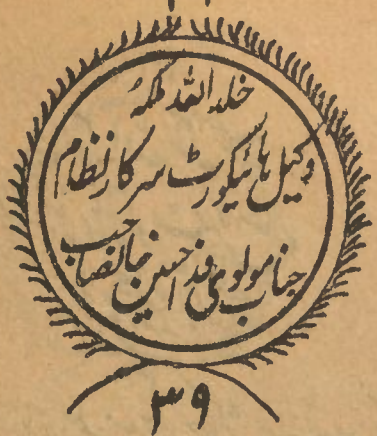

آپ حیدرآباد دکن کے نامی وکلا مین ہین - اور آجکل آپ کی وکالت اچھی چل رہی ہے - بیشتر اہل مقدمات آپ سے رجوع ہوتے ہین - چونکہ لایق - ہوشیار - تجربہ کار وکیل ہین - اکثر اہم و سنگین مقدمات آپکے حسن پیروی و تدقیق قانونی بحث کیوجہ نہایت عمدگی سے تصفیہ پاتے ہین - اور موکل ہمیشہ کامیاب جاتے ہین -

آپ بیگم بازار مین رہتے ہین - اکثر گوسائیان بیگم بازار کے مقدمات مین آپ ہی کے جانب سے پیروی ہوا کرتی ہے - اخلاق و مروت مین بھی کمال حاصل ہے - نوجوان - تیز فہم - ذکی الطبع - جدت پسند ہین - ایک قانونی رسالہ ماہواری موسوم "بہ آئین دکن" آپ ہی کے حسن انتظام و اہتمام سے شایع ہوتا ہے - جس مین مجلس عالیہ عدالت کے فیصلجات کا خلاصہ ہوا کرتا ہے - جو قانون دان حضرات کیلئے رہنما کا کام دیتا ہے - اور حال و آیندہ مقدمات مرجوعہ عدالت مین یہ فیصلجات نظیر پیش ہوتے ہین -

اب یہان دفتر وکلا کو ختم کیا جاتا ہے۔ اس مین صرف معدودے چند اور نہین وکلا کے حالات لکھنے پر اکتفا کیگئی ہے کہ جو اسوقت علم قانون مین بیظیر و مثیل ہین اور اپنی جوہر لیاقت و زور علمیت کے باعث سربرآوردہ اور ممتاز پائی جاتے ہین۔ اور اعلیٰ احکام و مغز امرا کے یہان بھی اعزاز و وقعت کے نظر سے دیکھے جاتے ہین۔ اور محنت و جفاکشی طبیعت کے بدولت مالی حیثیت بھی اچھی پیدا کی ہے۔ اگر ہم انہین معدودے چند نامون پر اکتفا نکرتے اور پورے طور پر درجہ اول کے وکلا کے حالات لکھنا چاہتے تو ایک بہت بڑا دفتر ہو جاتا۔ جسکے لئے مدت دراز درکار ہوتی۔ لیکن اس مین یہ بھی مشکل درپیش تھی کہ حالات کا ملنا سخت دشوار و ناممکن تھا۔ کیونکہ اکثر حضرات نے حالات کے لئے مہینون ہمارے آدمی کو پھرایا ہے۔ طرفہ یہ کہ اس مہینون کی گردش دینے پر بھی حالات تا ہنوز نہین دے آخر ہم نے اپنی یاد اور تجربہ پر اس قدر حالات مرتب کرلئے اگر ایسا نکیا جاتا تو کام چلنا بھی مشکل تھا۔ خیر گذشت آنچہ گذشت

علاوہ درجہ اول کے درجہ دوم و سوم کے وکلا کی تعداد کثیر مزید برین ہے۔ حیدرآباد دکن کا کوی بازار یا کوچہ ایسا نہوگا جس مین دو چار وکیل نہ رہتے ہون۔ جدہر دیکھیے وکلا ہی نظر آتے ہین۔ بہرحال اس مغز پیشہ کی تعداد بہ نسبت دوسرے اہل پیشہ کے زیادہ ہے اور سال بسال ترقی پذیر ہے۔ گو وقتاً فوقتاً امتحان مین سخت قواعد کے پابندیان کیجاتی ہین۔ بیارسٹرون کا شمار بھی معقول اندازہ پر ہے۔ جن مین بعض نے تو بامداد سرکاری لندن سے ڈپلوما حاصل کیا ہے۔ اور بعض نے اپنے ذاتی خرچ سے بیرسٹری کی سند حاصل کی ہے اب بھی دو چار ہر سال لندن جاتے ہین اور ایک دو سند یافتہ آتے ہین۔ بہرحال یہ سب کچھ ہمارے حضرت کے روشن زمانہ کا پرتو ہے جو تعلیم یافتہ اشخاص کی تعداد اس ریاست ابد مدت مین ترقی پذیر ہے۔ اور ممالک محروسہ سرکار عالی مین علم و ہنر کا مذاق چرچا ہے فقط

مولف

۷۸۶

جلد دوم مثنوی معنوی

دفتر ششم

طبقه ۶ کتاب ۱۶ ردیف

غلط نامہ متعلق دفتر ششم (حکمائے حاذق) جلد دوم ترکِ محبوبیہ

		غلط			صحیح			غلط			صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	۵	حضرت مغفرت	حضرت مغفور مبرور	۲۷	۲	رمت علی	رحمت علی	″	۱۲	اور ضرور	اور ضرور
۲	۴	پیر سبحانی علیہ	پیر سبحانی علیہ	۲۷	الشجرہ	عبدلی	عبدالنبی	۳۰	۳	مقرر مالا	مقرر فرمایا تھا
۳	۸	شرفین	شرفین	۲۰	۴	برانہ	برنامہ	″	۴	کامیابی سے	کامیابی سے
۴	۸	نہیں کرسکتا	نہیں کرسکتا تھا	۲۰	۱۲	نہایت	نہایت	″	۵	سے	سے
۵	۱۲	علامات دی	علامات دی	۲۹	۷	وطعہ	وظیفہ	″	۷	سے علامات	کے علاجات
۶	۱	قادری	قادری	۳۰	۷	درج ہے	درج ہیں	″	۸	بعض	بعض
۷	۱۴	یاقوت لعدہ	یاقوت پورہ	۳۳	۳۴	۳۴	۳۳	″	″	اعزہ	اعزہ
۸	۱۰	تمثیلاً یہاں	تمثیلاً	″	۱۰	طبیبہ	طبیبہ	″	″	معالجہ	معالجہ
۹	۲	حیدرآباد	حیدرآباد	۳۴	برصفحہ ۳۳	۳۳	۳۴	۳۷	۶	اپ کی	آپ کے
۱۰	۶	زہدورع	زہدورع	″	۸	مسول	مطول	″	۷	لئے ہین	لئے ہیں
۱۱	۱۰	تہوڑے	تہوڑے	۳۵	۷	مراحبت	مراجعت	۳۰	۲	اب سنہ ۱۲۵	آپ سنہ ۱۲۵۷
۱۲	۱۲	یوجہہ	بوجہہ	″	۸	یونیورسٹی سے	یونیورسٹی سے	″	۷	ضیاالطلبیوس	ضیاالطلبیوس
۱۳	۱۳	نہایت گریا	نہایہ دونون	″	۱۰	میڈلین	میڈلسن	″	۱۳	مدرسہ عربیہ تعلیم	مدرسہ عربیہ میں تعلیم
۱۴	۱۳	آپ	آپ	″	۱۱	چن جن	جن جن	۴۰	۳	مسٹر لاری	مسٹر لاری
۱۵	″	رات	راستہ	″	″	پتلاجی خواجی	پتلاجی خواجی	″	۱۵	ہڈی مڈل	ہڈی مڈل
۱۶	۵	مولد	تولد	″	۱۱	کیمکل انالز	کیمکل انالز	۴۴	۱	ملوس	مدراس
۱۷	۱	مران	مزاج	″	″	آیندہ بہت	آیندہ بہت	۴۵	۱۶	مسٹر سائنس	مسٹر سائنس

۴۶	۸	طلمات گری	لمبابت ریزی	〃	۸	تے ترنج	نے اپنی رضا کی	۵۹	۶	مغلپورہ	مغلپورہ
〃	۹	پیشتر	بیشتر	〃	۱۴	میگنا ٹیزم	میگنا ٹیزم	〃	۱۱	احتیاط	احتیاط
〃	۱۴	توغل	توغل	〃	۲۱	کالجو مین	کالجو مین	〃	۱۳	کسی طرح	کس طرح
〃	۱۹	پر	پرُ	۵۷	۱	سائنس پڑھنا	سائنس پڑھایا	〃	۱۴	میری	آپکی
۴۸	۷	چھاڑیا	عطا فرمایا	〃	۳	مری	بڑی	۱۷	۱۷	ماد	حار
۵۱	۱	پرمیل	پرنسپل	〃	۵	ویڑہ	ریڑہ	۶۰	۶	وشاہان	توشاہان
〃	۲	سابق	سابق	〃	۶	دیڑہ	ریڑہ	〃	۸	جب گئے تو سب گیا	جب گئے تو سب گیا
۵۲	۱۱	اور تجربہ کار	اور تجربہ کار	۵۷	۸	حکومت	حکومت	〃	۹	چار دن ہیں ہوگیا	چار دن رہنا کیا تھا اور کیا ہو گیا
۵۳	۲	سبرجنی لی	سبرجنی کی	〃	۱۱	رزوجواہر	زروجواہر	〃	۱۱	کلہ کیج	کلہ کج
۵۵	۱۲	جوتیان	جوتیان	〃	۱۹	ہوہوآئے	ہوہوآئے	〃	〃	کلہ داری	کلاہ داری
۵۶	۱	اوسر صفات	اوسپر صفات	۵۸	۲۱	فول	قول	〃	۱۷	توسر سعدی صاحب	توسپر سعدی صاحب
								۶۱	۱۲	پردہ دنیا	پردہ دنیا
								〃	۱۶	گو یہ	گو یہ
								〃	〃	تخلص	تخلص

فہرست اسماء طبقہ حکمائے حاذق دنشستہ ششم جلد دوم تذکرہ نجیبیہ

نمبر شمار	نام صاحب تذکرہ	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام صاحب تذکرہ	نمبر صفحہ
۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱	جناب حکیم میر افتخار علی خان صاحب حیدرآبادی	۱و۲	۲۰	جناب حکیم محمود صمدانی صاحب	۳۲ تا ۳۴
۲	جناب حکیم رکن الدین احمد صاحب حیدرآبادی	۳و۴	۲۱	ڈاکٹر مس ملنا ایم بی سی ایم ایم پی آئی لکچرار	۳۵
۳	جناب حکیم سید رفیع الدین صاحب	۵و۶	۲۲	جناب ڈاکٹر شیخ داؤد صاحب	۳۶
۴	جناب حکیم عاشق حسین صاحب حیدرآبادی	۷و۸	۲۳	جناب ڈاکٹر نیاز محمد خان صاحب	۳۷
۵	جناب ڈاکٹر قطب الدین صاحب حیدرآبادی	۹و۱۰	۲۴	جناب ڈاکٹر حاجی طالب آفندی صاحب	۳۸
۶	جناب حکیم سید الطاف حسین صاحب حیدرآبادی	۱۱و۱۲	۲۵	جناب حکیم غلام محی الدین صاحب حیدرآبادی	۳۹ تا ۴۰
۷	جناب ڈاکٹر عماد الحق صاحب حیدرآبادی	۱۳و۱۴	۲۶	جناب حکیم رحمت اللہ خان صاحب	۴۱
۸	جناب حکیم سید محمد حبیب الرحمن صاحب حیدرآبادی	۱۵ تا ۱۶	۲۷	جناب ڈاکٹر میر یوسف علیصاحب	۴۲
۹	جناب حکیم محمد رحیم اللہ خان صاحب	۱۷	۲۸	مسٹر ڈاکٹر محمد مرزا اسکویر ایم ڈی بی ایس سی	۴۳
۱۰	جناب ڈاکٹر میر نادر علی صاحب	۱۸	۲۹	جناب حکیم منور علیصاحب	۴۴
۱۱	جناب ڈاکٹر میر یعقوب علی صاحب	۱۹	۳۰	جناب ڈاکٹر میر احمد علیصاحب الحسینی الموسوی	۴۵ تا ۴۶
۱۲	جناب حکیم عزیز اللہ خان صاحب	۲۰	۳۱	جناب حکیم عبد الوہاب صاحب	۴۷
۱۳	جناب حکیم رائے کرپا شنکر صاحب	۲۱	۳۲	جناب ڈاکٹر سید حسین صاحب	۴۸
۱۴	جناب حکیم محمد عبد العزیز خان صاحب طبیب خاص	۲۲ تا ۲۳	۳۳	جناب ڈاکٹر محی الدین خان صاحب	۴۹
۱۵	جناب حکیم محمد علی صاحب حیدرآبادی	۲۴ تا ۲۵	۳۴	جناب ڈاکٹر محمد عباس صاحب	۵۰
۱۶	جناب حکیم محمد امانت علیصاحب حیدرآبادی	۲۶ تا ۲۷	۳۵	لفٹنٹ کرنل جی ایچ ڈی گملٹ ڈی آئی ایم ایس	۵۱
۱۷	جناب ڈاکٹر عبد الحسین صاحب	۲۸	۳۶	حکیم مومن جیو	۵۲
۱۸	جناب ڈاکٹر شیخ داؤد بھارمی صاحب	۲۹	۳۷	مسٹر ڈاکٹر کریم خان ایم بی سی ایم	۵۳
۱۹	جناب حکیم احمد حسین صاحب مائل	۳۰ تا ۳۱	۳۸	مسٹر ڈاکٹر محمد عبد الغفور ایم بی سی ایم ایل آر سی پی ایم آر سی ایس	۵۴
خاتمہ		۶۱	۳۹	حکیم سید محمد اسحاق صاحب	۵۵ تا ۶۰

آپ ۱۲۴۷ھ مین تولد ہوے حیدرآباد دکن وطن ہے آپکا خاندانی تعلق حکیم شفائی خان معتمد الملوک سے ہے (جو حکیم احمد اللہ خان ہندی ساکن چیناپٹن کے ارشد تلامذہ سے تھے اور بعہد سپہ آرائی حضرت مغفرت منزل نواب سکندر جاہ بہادر وارد بلدہ حیدرآباد ہوکر ولیم پالمر صاحب کے استصواب سے مہاراجہ چندولعل بہادر کے یہان ملازم ہوے۔ رفتہ رفتہ حضرت مغفرت کی حضور مین بھی باریاب ہوے ایکہزار روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔ آپکے تفصیلی حالات نواب شفاء الدولہ حکیم شفائی خان بہادر مرحوم کے تذکرہ مین لکھے جائین گے آپ نے علم طب اپنے والد حکیم میر عنایت علیخان مرحوم سے حاصل کیا ہے جنکو اپنے حقیقی پھوپھا حکیم شفائی خان معتمد الملوک سے اس فن کا فیض پہونچا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حیدرآباد دکن مین کوئی طبی مدرسہ قایم نہ تھا آپنے طب یونانی مین بخوبی ملکہ حاصل کیا اور اسی اپنے آبائی پیشہ مین عمر گذاری۔ چنانچہ اب صیغۂ طبابت یونانی سرکار عالی مین بمشاہرۂ دوصد روپیہ ماہوار مامور ہین۔ یہان ہزارہا مریض مختلف الامراض آپ کے ہاتھ پر شفا پاتے ہین جن مین ضرور فیصدی دوچار معرکہ کے علاج بھی ہوا کرتے ہین۔ آپ کو علم عربی اور فارسی مین بھی اچھا دخل ہے۔ آپ نے تین رسالے [illegible]

ایک فیہ شفاء اللناس اردو۔ بمعالجہ مرض وبا۔ دوسرا مادۃ الحیات اردو بمعالجہ اطفال وعورات حاملہ وغیرہ ہین۔ تیسرا گلدستۂ صحت فارسی ستۃ ضروریہ ہین اول الذکر رسالہ طبع ہوچکا ہے۔ مگر آخر الذکر دو رسالہ ہنوز طبع نہین ہوے۔ آپ لایق اور تجربہ کار حکیم ہین۔ یونانی معالجہ مین اسوقت حیدرآباد دکن مین آپکے مقابلہ کے دو چار ہی حکیم ہونگے۔ افسوس ہے کہ آپ کو کوئی اولاد ذکور نہین اندرون دروازۂ چادرگھاٹ متصل جامع باغ مکان ہے۔

شجرۂ نسب

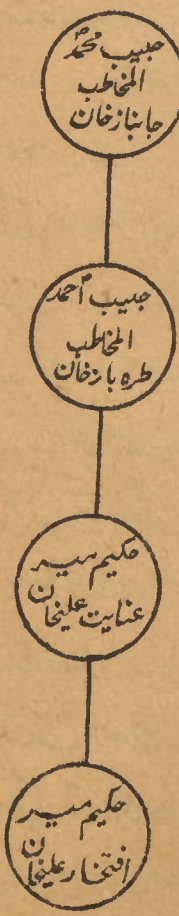

۳

جناب حکیم رکن الدین احمد صاحب حیدرآبادی

۲

آپ قصبۂ لوہارہ تعلقہ اودے ضلع عثمان آباد ملک سرکار عالی کے رہنے والے ہین۔
۱۲۸۱ سن تولد ہے۔ ابتداءً آپکے والد ماجد بعہد فرمانروائی نواب افضل الدولہ بہادر
مغفرت مکان ۱۳۰۵ سنہ آمین بہ تلاش روزگار وارد بلدۂ حیدرآباد ہوے تھے۔
آپنے فن طبابت ذاتی طور پر محنت اور شوق سے حکیم میر اسحاق علیصاحب مرحوم
حکیم آصف علیصاحب مرحوم اور حکیم عبد العزیز صاحب مرحوم سے تقریباً پانچ چھ سال
مین حاصل کیا ہے۔ صرف یونانی ہی نہین بلکہ فن ڈاکٹری مین بھی تجربہ پیدا کیا ہے
علاوہ برین۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ حکمت۔ طب
حساب۔ ریاضی۔ سیاق۔ جغرافیہ۔ تاریخ۔ اقلیدس۔ انگریزی۔ عربی۔
فارسی۔ مرہٹی۔ تلنگی۔ مین بھی پوری دستگاہ ہے۔
جب ۱۳۰۶ سنہ آمین شفاخانہ جات یونانیہ سرکار عالی کا تقرر ہوا تو حکیم سید
احمد سعید صاحب مرحوم افسر الاطبا یونانی۔ حکیم میر اسحاق علیصاحب مرحوم اور
حکیم احمد مرزا صاحب مرحوم وغیرہ نے بالاتفاق آپکا امتحان لیا جسمین آپ کو پوری
پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ چونکہ اوسوقت سند دیئے جانے کا کوئی طریقہ
نہ تھا اسلئے سند نہین ملی مگر اسوقت آپ جناب حکیم میر افتخار علیخان صاحب

مہتمم شفاخانہ یونانی سرکار عالی کے مددگار ہین - اور ایک سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے
۱۸ کسر آپنے زیارت حرمین شریفین بھی کی ہے -
آپ ہر ایک قسم کے مرض کی تشخیص اور سخت امراض کے مبتلا مریضون کے
علاج مین ید طولی رکھتے ہین - لایق - ہوشیار - تجربہ کار - متقی - پرہیزگار -
نمازی - خوش اخلاق - منکسر المزاج - ہین - آپ کو تین صاحبزادے ہین -
دو اول الذکر مدرسہ دارالعلوم مین تعلیم پاتے ہین - اور آخر الذکر ابھی کمسن ہے -
جو زیارت حرمین شریفین کے موقع پر ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو کامران کے قرنطینہ
مین پیدا ہوا - اندرون علی آباد آپکا مکان ہے -

شجرہ نسب

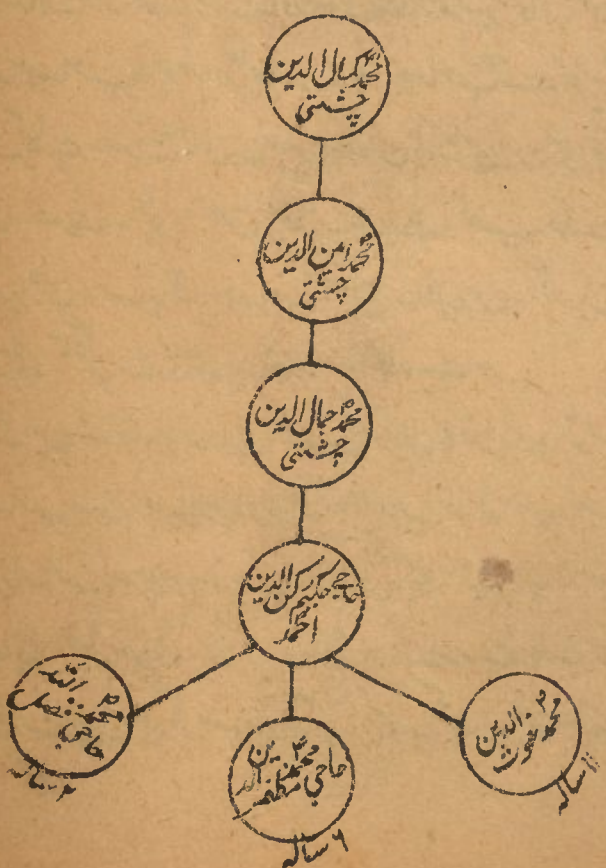

۳

آپکے بزرگون کا وطن اورنگ آباد (حیدرآباد دکن) ہے ابتداءً آپ کے بزرگوار (بعہد فرمانروائی نواب ناصرالدولہ بہادر) بطور سیاحت حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ ایک سو روپیہ منصب (علاوہ جاگیر) جیب خاص سے بصلۂ علاج ملا کرتے تھے۔

آپ ۱۲۷۵ھ مین تولد ہوے۔ ابتداءً بزمانۂ ڈاکٹر ونڈو صاحب سرکاری امداد سے چندے ڈاکٹری کی تعلیم آپ نے پائی۔ بعد حکیم محمد علیخان صاحب عرف حکیم چھوٹے صاحب سے اس فن کو حاصل کیا۔ اور فن یونانی کی بلحاظ فن آبائی ذاتی طور پر تعلیم ہوی۔ آپ کو علم فارسی اور عربی مین بھی اچھی دستگاہ ہے۔ بمشاہرۂ دوصد روپیہ خدمت اول مددگاری صدر شفاخانہ پر مامور ہین۔ مگر دیوڑھی مبارک اعلیحضرت خلداللہ ملکہٗ پر تعیناتی ہے۔ اسکے علاوہ سو روپیہ سررشتۂ متفرقات سے بھی ملتے ہین۔ بازار عنبر قدیم مین مکان ہے۔

نہایت لایق اور ہوشیار اور اپنے فن کے تجربہ کار ہین۔ مہلک امراض کے علاج جو آپ نے کیے ہین ذیل مین لکھے جاتے ہین۔ ان پر بھی موقوف نہین اکثر علاج آپنے معرکہ کے کیے ہین۔

(۱) حضرت آغا داؤد صاحب قبلہ نے عارضہ ذیابیطس سے (جو ۱۲ تولہ شکر بذریعہ پیشاب خارج ہوتی تھی) آپ ہی کے علاج سے شفا پائی۔ گو حضرت نے ایک مدت تک دوسرے اطبا کا بھی علاج کیا۔

(۲) نواب* میر قمر الدین علی صاحبزادہ صاحب (جو اقربائے سرکار ایک ذی وقار نواب صاحب جاگیردار منصب ہین) عارضۂ حبس بول سے جو قرحہ مثانہ کیوجہ سے لاحق ہوگیا تھا سخت تکلیف مین مبتلا تھے۔ دو ہفتہ کے عرصہ مین صحت کلی ہوگئی

(۳) ایک مریض زین الدین نام ساکن روبرو سے دیوڑھی نواب شمشیر جنگ نہا جسکا جسم بعارضہ استسقا تمام سُن ہوگیا تھا اور جس وحرکت مطلق نہین کرسکتا اور رطوبت متعفنہ روزانہ تخمیناً چار پانچ سیر نکلا کرتی تھی جین منصرمی افسر الاطبائی شفاخانہ یونانی دیڑھ ماہ کے عرصہ مین آپ کے علاج سے صحت پایا۔

شجرۂ نسب

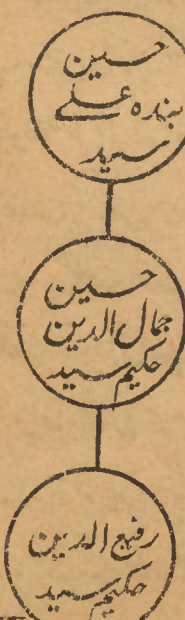

* یہ نواب صاحب نواب قمر الدولہ منصور جنگ مرحوم کے پوتے اور مولف کتاب ہذا کے چچا زاد برادر ہین۔ ۱۲ مولف

حسین حیدرابادی خان
جناب حکیم عاشق

۴

آپ جناب حکیم افتخار علیخان صاحب کے چھوٹے بھائی ہین - چنانچہ آپ کے خاندان کا تفصیلی حال حکیم صاحب معزکے تذکرہ مین لکھدیا گیا ہے -
آپ ۱۲۷۵ھ مین تولد ہوے - اور علم طب کی تعلیم اپنے والد حکیم عنایت علیخان مرحوم سے پائی - جسقدر تجارب کہ مرحوم کو تھے وہ سب آپ کو حاصل ہین -
علم عربی اور فارسی مین بھی اچھی دستگاہ ہے - آپ اپنے مکان (واقع بیگمپیٹ بازار) پر مطب کرتے ہین روزانہ سو سوا سو مریض رجوع ہوتے ہین - شافی مطلق نے آپ کے ہاتھ مین شفا بخشی ہے - اسلئے اکثر مریض شفایاب ہوتے ہین - جس سے دور دور آپکے علاج کا شہرہ ہے -
علاوہ برین محکمہ تقسیم تنخواہ محلات مبارک (اعلیحضرت خلداللہ ملکہ) مین بعہدۂ صیغہ داری پچاس روپیہ ماہوار بھی ہے -
علم طب مین دو کتابین آپکے مصنفہ موجود ہین - ایک فروغ اطبا منظوم جسمین اخلاط وحدوث امراض و علامات محمودہ و علامات ردی و شناخت نبض و قارورہ و علاجات امراض و کیفیت میوہ جات و بقولات وغیرہ و تشریح بدن انسان درج ہے دوسری تریاق السموم اسمین جملہ زہرون کے نسخہ جات تحریر ہین -

آپ کو دو فرزند ہین قاسم حسن خان (۱۲ سالہ) خواجہ شفیع حسن خان (۱۰ سالہ)
جنکو علم عربی وطب کی تعلیم جاری ہے۔

شجرہ نسب

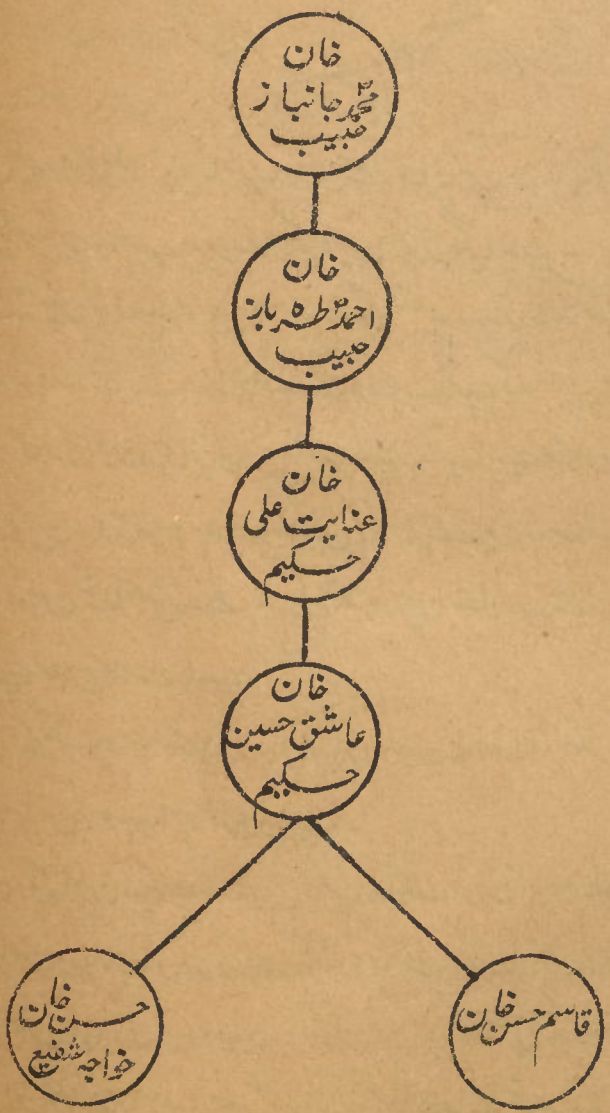

حیدرآباد کے مخدوم قطب الدین صاحب ڈاکٹر

آپ حاجی سکیم غلام دستگیر بن حاجی القشبندی النقشبندی السہروردی کے خلف اکبر ہین حکیم صاحب موصوف حیدرآباد کے ایک ناحی اور مشہور حکما سے ہین جو سنہ ۱۲۵۰ھ مین پیدا ہوے - حیدرآباد دکن کے مدرسہ طبابت مین بزمانہ ڈاکٹر اسمتھ صاحب پرنسپل تعلیم پاکر سند حاصل کی تھی - اور خاص اعلیحضرت بندگانعالی مظلہ العالی کے اسٹاف سرجنی کا شرف حاصل تھا - اور کارخانہ گوسفندان میزخانہ وغیرہ کے پرورشی واہتمام دواخانہ دیوڑھی مبارک کا کام تفویض تھا - حضرت پیر سید مصطفے صاحب قادری سے قادریہ طریقہ مین خلافت بھی تھی - ونیز بارگاہ محبوبیہ سے دستگیر نواز الدولہ کا خطاب بھی عنایت ہوا تھا - اور باقی تین طریقون مین حضرت میان خواجہ اللہ بخش صاحب قبلہ توسوی قدس سرہ العزیز سے خلافت واجازت بیعت حاصل تھی - آپ کو نعتیہ قصاید لکھنے مین نہ صرف کمال بلکہ تھا - کثیر ثنائی وسلیس اشعار ہوتے تھے آپ کے تصنیفات مقبول خاص وعام ہین - اکثر تصانیف بوجہ مقبولیت متعدد بار طبع ہوچکے ہین -

عاشق رسول تھے - آپ کے قصائد نعتیہ کا یادگار مجموعہ موسوم بہ یادگار دستگیری اسوقت موجود ہے جس کے دیکھنے سے بخوبی واضح ہوسکتا ہے - یہان

ایک مختصر قصیدہ نعتیہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

قصیدہ

غلامونکی لاج اب نبہاتے بنیگی — بُرے ہین تو اچھے بناتے بنیگی
کہان چھوڑتے ہین گنہگار دامن — میان کل کے دن بخشواتے بنیگی
کہین کیا نکیرین کو ہم لحد مین — حضور آپ تشریف لاتے بنیگی
نہ نکلیگی جان آپ جبتک نہ آئین — وہ روئے منور دکہاتے بنیگی
سیہ کار دُنیا ہون عقبےٰ کا مجرم — یہان بھی وہان بھی بچاتے بنیگی
ہین سنگین گناہونکے اعمال نامے — جناب آپ ہی کو ٹلاتے بنیگی
پھسلتے ہین پُل پر قدم عاصیونکے — رسول خدا وہان بچاتے بنیگی
فرشتے جہنم کے کہینچین گے جسدم — نبیؐ مکرم چھوڑاتے بنیگی
اگر دستگیر عشق احمدؐ ہوا ہے — یہ فرقت کے صدمے اُٹھاتے بنیگی

علاوہ برین منقبت[1] دوازدہ امام۔ بستان[2] شہادت۔ تباحثہ[3] اعتراضات ڈاکٹر ہارٹ صاحب برائے مقامات مقدسہ۔ شرف[4] الانسان (اس کتاب مین بہت ادق اور حل طلب مسئلہ درج ہین جنکو آپ نے قران شریف اور احادیث وغیرہ سے بخوبی ثابت کیا ہے) تنبیہ[5] المقلدین۔ مطالبات[6] مجاز۔ اشارات[7] دستگیری۔ یہ کل کتابین آپکے مولفہ و مصنفہ ہین آپ نے اپنے کل تصانیف مین اس امر کو ملحوظ رکہا ہے کہ عام فہم سلیس مروجہ بامحاورہ اردو مین ہو جس سے ہر ایک شخص مستفید ہو سکے۔

آپکے انتقال کی کیفیت بہی لایق تحریر ہے۔ "آپ نے ایک قصیدہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ولادت مین تحریر فرمایا تھا۔ اور اسکی سماعت کے لئے نواب مستحکم جنگ فیاض الملک مرحوم کے دیوڑہی مین مجلس منعقد ہوی

جہان آپ بھی موجود تھے اور جماعت والون نے قصیدہ شروع کیا نصف قصیدہ ہوا تھا کہ یکایک آپکو غش آیا اور بیہوش ہوگئے جماعت والون نے موقوف کرنا چاہا۔ مگر آپ نے اُسی بیہوشی مین بھی قصیدہ کو موقوف کرنے سے منع کیا چنانچہ قصیدہ پورا ہوا اور آپکو اُسی حالت مین مکان لے آئے اور علاج کیا گیا مگر ہوش نہ آیا آخر تیسرے روز ۲۷ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ روز شنبہ کو بوقت مغرب اللہ اللہ کہکر روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نہایت ہی مقدس۔ اور فرشتہ خصال تھے۔ اللہ مغفرت کرے آپکے چار فرزند ہین۔ خلف اکبر محمد قطب الدین صاحب۔ محمد اکرام الدین صاحب۔ محمد غفار الدین صاحب۔ محمد صدیق الدین صاحب۔ خلف اکبر کا تو تذکرہ معرض تحریر مین آیا، مگر باقی تینون صاحب بھی لایق اور ہوشیار فخر خاندان ہین۔

ڈاکٹر محمد قطب الدین صاحب ۲ رمضان ۱۲۸۸ھ روز پنجشنبہ تولد ہوے۔ اور بعد فراغ تعلیم مدرسہ طبابت حیدرآباد دکن مین شریک ہوے اور بمدت شش سال (ایچ۔ ایچ۔ ایم۔ ایس۔ ایڈورڈ لاری) یم۔ بی۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ سرجن۔ کرنل سے ڈاکٹری کی سند حاصل کی۔ آپ طب یونانی سے بھی بے بہرہ نہین ہین اور اسمین بھی معقول تجربہ ہے فی الحال مواخانہ سرکار عالے واقع یاقوت پورہ پر مامور ہین۔ ایک سو پچاس روپیہ ماہوار ملتی ہے۔ مطب جداگانہ ہے۔ گھر پر بھی مطب جاری ہے۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی مین لایق ہین۔ گو عمر آپکی بہت کم ہے مگر مرض کی شناخت اور اُسکے معالجہ مین اچھا ملکہ ہے۔ ماسوا اسکے اخلاق و مروت مین بیمثیل ہین روبرو سے پنج محلہ مکان ہے۔ دو لڑکے ہین محمد مختار الدین و محمد علیم الدین موجود ہین۔

آپ جناب حکیم افتخار حسین خانصاحب کے حقیقی چھوٹے بھائی ہین - چونکہ آپکے خاندان کا تفصیلی تذکرہ اون کے حالات مین کیا گیا ہے - اسلئے اب یہان مکرر لکھنے کی ضرورت نہین ہے -

آپ ۱۲۶۹ھ مین پیدا ہوئے - اور اس فن طبابت یونانی کو اپنے والد بزرگوار حکیم میر عنایت علیخان سے حاصل کیا - عربی - فارسی - تلنگی مین اچھی دستگاہ ہے - صدر شفاخانہ یونانی سرکار عالی واقع چارمینار مین بمشاہرہ دو صد روپیہ ماہانہ ملازم ہین - جناب ڈاکٹر محب حسین صاحب افسر الاطبا کی مددگاری مین کام کرتے ہین - بیرون دروازہ فضل گنج (بیگمبازار - کولسہ واڑی) مین مکان ہے - پروردگار عالم شافی مطلق نے آپکے ہاتھ مین کامل شفا عطا کی ہے - اکثر مہلک اور سخت امراض کے مبتلا مریض آپکے علاج سے صحت یاب ہوئے ہین - چند معرکہ کے علاج تمثیلاً یہان مشتے نمونہ خروارے یہان درج کئے جاتے ہین - جن کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ کیسے کیسے مایوس العلاج صحت یاب ہوئے ہین -

(۱) نواب محبوب نوازالدولہ بہادر مفتی بلدہ (جنکی عمر اسوقت پچہتر سالہ ہوگی) ۱۳۱۹ھ مین بعارضہ یرقان اصفر سخت علیل تھے - اسی حالت مرض مین (نواب

بھی شروع ہوگئی ۔ ایک عرصۂ دراز تک یہہ مرض تکلیف رسان رہا ہے چند اطبا و بلدہ کا علاج رہا مگر سودمند نہوا ۔ آخر الامر بہادر موصوف علاج سے مایوس ہوگئے ۔ آخر وقت آپ کا علاج جاری ہوا ۔ تھوڑے ہی عرصہ مین شافی مطلق نے صحت عطا فرمائی ۔

(۳) ۱۳۱۸ھ مین جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی ۔ اے ۔ سابق ہوم سکریٹری بعارضۂ سنگ مثانہ سخت علیل ہوگئے تھے ۔ آپنے اوس سنگ مثانہ کو بلا جراحی کے زینہ در زینہ کر کو نکالدیا (۴) صدر شفاخانہ مین ایک یورپین مریض (عرق الدم) سخت علیل تہا جسکے ہر بن مو سے خون نکلتا تہا اسنے بہی آپکے علاج سے شفا پائی ۔ (۶) ایک عورت شرفن بی نام کو تحت الناف (عور) کے مخاذی بوجہ امراض خبیثہ ایک ناسور ہوگیا تہا جسجگہ بوجہ طوالت مرض ناسور پڑگیا تہا اور اوس مقام سے برابر زیت نکلتی تھی آپکے علاج نے اسکو بہی فائدہ بخشا ۔ (۵) مسماۃ رحمت بی کو (ایلاڈس) ہوگیا تہا ۔ یہہ اقسام قولنج سے ہے جسمین منہ سے پاخانہ نکلتا ہے اسکا علاج بہی آپنے نہایت خوش اسلوبی سے کیا صحت ہوگئی ۔ (۱۶) مسماۃ امیرن معمر پنجاہ سالہ کی کمر مین ایک زمانہ سے ناسور لاعلاج ہوگیا تہا ۔ اور اطبا نے بہی جواب دیدیا تھا ۔ وہ بہی اچھی ہوگئی ۔ آپکو تین فرزند ہین حکیم ثمیر ریاست علی (۳۰ سالہ) حکیم سید ذوالفقار حسین (۲۲ سالہ) حکیم سید سرفراز حسین (۱۵ سالہ) نمبر اول تو بعد حصول علم عربی وفارسی کے فن وکالت مین بہی کامیاب شدہ ہین اور ملازم سرکار عالی ہین ۔ اور طبابت بہی کرتے ہین ۔ نمبر دوم بعد حصول علم عربی وفارسی وانگریزی ۔ فن انجنیری مین بہی پاس ہین تعلیم طب جاری ہے ۔ نمبر سوم زیر تعلیم عربی ۔ فارسی ۔ انگریزی وطب یونانی ہین

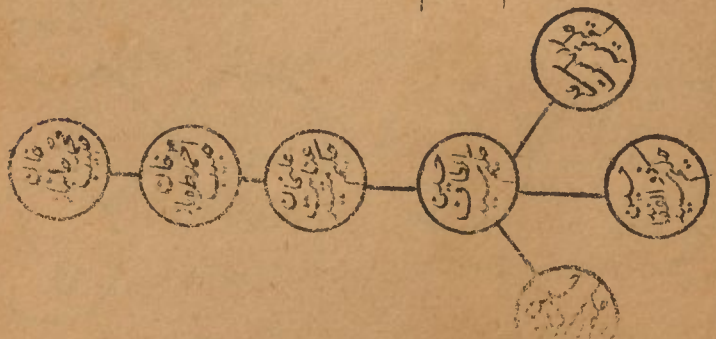

حیدرآباد کے
ڈاکٹر اعتماد الحق
جناب

آپ ۱۲۹۷ھ مین بمقام حیدرآباد دکن پیدا ہوے - بعد فراغ علوم ضروریہ ڈاکٹری کی تعلیم بامداد سرکاری لاہور مین پائی اور حیدرآباد آکر ۱۳۰۶ھ مین آپ نے امتحان ذیکر سند حاصل فرمایا اور بزمانۂ وزارت نواب سر آسمانجاہ مغفور نواب صاحب ممدوح کے اسٹاف سرجن تھے - اب بھی چھ سو روپیہ تنخواہ اور سو روپیہ صیغہ متفرقات سے ملتے ہین -

آپ انتہا درجہ کے خلیق - ذی مروت ہین - علمی لیاقت بھی اچھی ہے - فارسی اور انگریزی دونون مین دستگاہ ہے - ڈاکٹری علاج مین اچھا ملکہ اور پورا پورا تجربہ ہے - اسوقت ایک کتاب موسوم بہ طب آصفیہ (بمنظوری اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ) کو آپ بعہد تحریری تمام ترتیب دے رہے ہین - کوچہ مکھن لعل مین مکان ہے -

دو فرزند - ابوالحق - عبدالحق ہین جو مدرسۂ عالیہ مین تعلیم پاتے ہین -

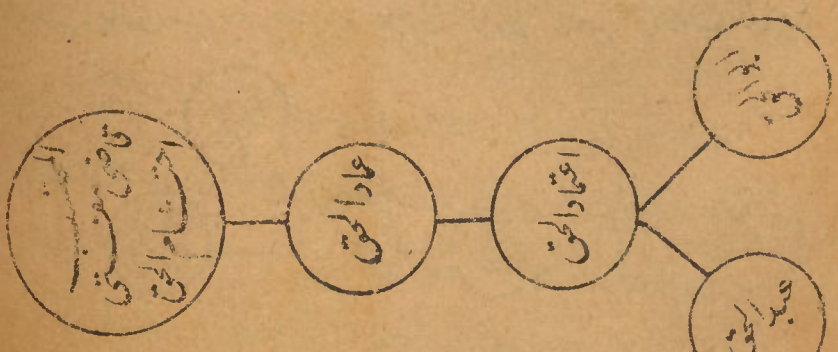

جناب سید محمد خلیل الرحمن صاحب جشتی حیدرآبادی

۸

آپ ۱۲۷۸ھ میں بمقام حیدرآباد دکن پیدا ہوئے۔ آپکے والد ماجد [illegible] اور والدہ سید علی تمنا کی عرف پیر بابا صاحب مشہور بہ تحریک [illegible] ولایت میں آنکک مشہور ہے اور جد امجد حافظ حکیم قاری عالم و فاضل اجل موصوف سید محمد علیہ صاحب دہلی میں شہنشاہ دہلی کی بارگاہ میں صاحب علم و زاہد میں اشرف [illegible] کی تعلیم و اتالیقی پر مامور تھے۔ اور والد بزرگوار حاجی حافظ قاری عالم و فاضل حکیم سید عبدالرحمن جشتی (جنکی پچاس سال شب بیداری اور زہد و ورع میں گزری تھی) قبل ازیں نواب سکندر جاہ صاحب والیہ بھوپال کی سرکار میں ملازم تھے۔ نواب محی الدولہ فخر یار خان مرحوم نے ۱۲۹۷ھ میں نواب مختار الملک مغفور سے کہکر بخرچ سرکار آپکے حیدرآباد میں طلب فرمایا۔ اور جاگیر وغیرہ کی تجویز کی مگر حضرت نے بلا خدمت منظور نہیں فرمایا۔ آخر آپسے ضلع داری کا وعدہ کیا گیا۔ مگر تھوڑے ہی زمانہ میں محی الدولہ کا انتقال ہوگیا اور وہ وعدہ ملتوی رہا۔ بعد چندے تحصیلداری کی خدمت دیگئی چنانچہ آپنے اوسکو باحسن الوجوہ انجام دیا۔ اب یہ جہتم سرکار میں [illegible] پاتے ہیں۔ آپنے طب یونانی اپنے والد بزرگوار اور حکیم سید محب حسین صاحب افسر الاطبا سے حاصل کیا ۱۳۰۱ھ میں سند طبابت ملی۔ آپکے گھر پر دولت منظومہ [illegible] ۔ رسالہ [illegible] و فوائد کلیہ سی مجموعہ مختصر علی مایحتاج مختصر بزبان [illegible] کی مسلک کے مدرج ہی آپنے [illegible] ہیں جنکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔ ایک قرزند ۲۲ سالہ [illegible] سید محمد خلیل الرحمن

مدرسہ دار العلوم میں بجا عت منشی تعلیم پاتے ہیں -

(۱) مرد عباس کی بہو ماہ صیام میں ہیضہ بائی مبتلا ہوی - بوجہ روزہ دوا کھانے سے قطعی انکار کیا - مرض نے سختی کی نبض ساقط ہوگئی ایسی حالت میں بیرونی علاج سے صحت پائی ہوئی

(۲) مرد محمد قاسم بخار ربع معکوس میں مبتلا تھا - ڈاکٹر اور حکما یونانی نے جواب دیدیا تھا بوجہ امتداد زمانہ ضعف و ناتوانی بڑھگئی تھی - مگر بفضلہ تعالی تین ہفتہ کے علاج میں صحت پائی

(۳) مولوی سید جمال الدین چشتی کی قوت باہ بالکل زائل ہوگئی تھی سن پچاس سال کا مگر آپ کے علاج سے وہ تاثیر بخشی کہ پہلی طاقت عود کر آئی -

(۴) کوچہ داراب جنگ میں ایک زچہ کو سپچش خونی اور ورم دست و پا اور کہانسی شدت سے تھی اور سینہ سے ایک ایک چھٹانک خون آتا تھا - اوسنے بھی تین ہفتہ میں شفا پائی -

(۵) ایک صاحب تپ محرقہ اور ورم کبد سے علیل تھے - امید زیست منقطع ہوگئی تھی آپ کے علاج سے نو روز میں صحت ہوی -

چند ادویات آپ کے پاس (زخم - ہیضہ پیچش - سوزاک کہنہ - بخار - قوت باہ وغیرہ کے) نہایت ہی مجرب ہیں -

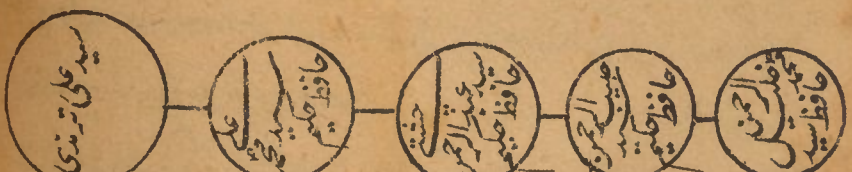

جناب حکیم محمد رحیم اللہ خان

۹

آپ خاندانی حکیم ہین آپکے اب و جد نے فن طبابت مین کوس لمن الملک ٹھوکا ہی - آپ ۱۲۶۹ھ مین بمقام آرکاٹ پیدا ہوے - بعد فراغ علم عربی - فارسی - انگریزی - مرہٹی - جغرافیہ - ہندسہ - رمل - نجوم - طبابت وغیرہ ۱۲۸۲ھ مین اپنے بھائی جناب حکیم عبدالعزیز خانصاحب طبیب خاص اعلیحضرت خلداللہ ملکہ کے پاس (جو دو سال قبل سے حیدرآباد مین ٹھہرے ہوے تھے) حیدرآباد دکن تشریف لائے - آپنے فن طبابت یونانی اپنے بڑے بھائی سے حاصل کیا ہے اور ڈاکٹری کی تعلیم تقریبًا چار سال تک ڈاکٹر مرزا علی مرحوم اور ڈاکٹر بنجمن جانسٹن صاحب سے پائی ہی - ۲۷ سال سے آپ اپنے مکان پر مطب فرماتے ہین - اس کہنہ مشقی کیوجہ سے ہر ایک مرض کی شناخت و علاج مین ید طولےٰ رکھتے ہین - نواب سر خورشید جاہ بہادر نواب خورشید الملک بہادر اور وقار النسا بیگم صاحبہ کے پاس سے مختلف لقب اور چلمہ مرصع و روپیہ تنخواہ ملتی ہی - محلہ بیری علاوہ قریب رہنے کے خانہ سہ کارعالی مکان ہی - صدہا معرکہ کے علاج آپنے کیا ہے جنمین پروردگار عالم نے آپکو پوری پوری کامیابی عطا کی ہی -

صدہا مریضون کا ہجوم روزانہ مکان پر رہتا ہے -

کوئی فرزند نرینہ موجود نہین - صرف ایک دختر نیک اختر ہے جو سید خواجہ کریم الدین صاحب سے منسوب ہے وہی آپکے وارث ہین - اخلاق و مروت مین بھی اچھے ہین -

میر نادعلی زیدی
جناب ڈاکٹر

آپکے اجداد سلون کے رہنے والے تھے۔ چنانچہ جد اعلےٰ میر باسط علیصاحب زیدی ابتدائے جب بسلسلہ آباد دکن مین بعہد میر نظام علیخان بہادر تشریف لائے اور نواب سکندر جاہ بہادر کے سریر آرائی کے زمانہ مین بزمرہ منصبداران شمولیت ہوئی۔ اور اچھی طرح بسر کی۔ آپ ۱۲۶۷ھ مین پیدا ہوئے۔ اور اطبا و نامی۔ اساتذہ گرامی سے طب یونانی مین شیخ الرئیس تک حاصل کیا اور نواب شمشیر الملک مغفور — سابق صدر المہام کو توالی کے ہمدرس رہکر طب ہومیوپیتھک مین ڈاکٹر والکس صاحب سے (جسکا اس فن مین عدیل و نظیر نہ تھا) تجربہ حاصل کیا۔ اور ڈاکٹری کی تعلیم مرزا غلام حسین بیگ مرحوم سے پائی۔ اور فضل گنج کے ہاسپٹل مین ڈاکٹر لاری صاحب کے زیر نگرانی رہکر تجربہ حاصل کیا ہے اور بورڈ کے امتحان مین کامیاب ہوئے چنانچہ ڈاکٹری کی سند ۱۹۱۱ء مین آپکو ملی۔ علاقہ صرف خاص مین ملازم ہین گھر پر مطب بھی کرتے ہین شہر کے اکثر امرا و اعزہ کے یہان آپکے علاجات ہوتے ہین۔ محلہ دار الشفا مین مکان ہے۔ آپ مریض کا علاج نہایت غور و خوض سے کرتے ہین۔ اور شافی مطلق نے شفا بھی بخشی ہے۔ اسلئے اکثر سخت امراض کے علاج مین آپکو پوری پوری کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ بریں آپ نہایت خوش اخلاق اور ذی مروت ہین۔ اسوقت آپکو تین صاحبزادے۔ میر محمد علی۔ میر محمد حسین میر مصطفےٰ علی ہین۔

شجرۂ نسب

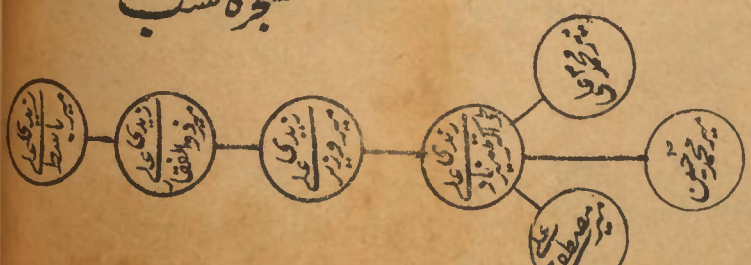

جناب مرزا یعقوب علی صاحب ڈاکٹر

آپ خاندانی حکیم ہین - چنانچہ آپکے جد حکیم عبدالرسول صاحب مرحوم جاگیردار - رئیس مچھلی بندر کے اسٹاف کے طبیب تھے - اور والد حکیم عباس علیصاحب مرحوم ریاست کرنول مین خدمت کوتوالی پر ۱۲۷۸ھ مین مامور تھے - وہان سے عہدۂ کوتوالی رزیڈنسی حیدرآباد پر ۱۲۷۹ھ مین مامور ہوکر (بعہد نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان) وارد ریاست ہذا ہوے - اور حسب سفارش رزیڈنٹ وقت سرکار عالی کے صیغہ مال مین عہدۂ مددگاری سے سرفراز ہوے - اور ایک سو روپیہ منصب سررشتۂ سندیسل مین مرحوم کے نام اجرا ہوا - اور مرحوم گھر پر بھی مطب کرتے تھے -

آپ ۱۲۷۹ھ مین پیدا ہوے - بعد فراغ آبائی کسب حکمت یونانی ۱۳۰۱ھ مین انگریزی طب سے بھی فارغ ہوے چنانچہ اسوقت آپ اپنے گھر پر مطب کرتے ہین - جاگیر اور منصب آبائی بحال ہے - علاوہ برین علاقہ مال سرکار عالی مین بطور رکن آنریری ملازم ہین جسکا الونس ملتا ہے - فارسی - اردو - انگریزی - طبابت - حساب مین پوری دستگاہ ہے - ماسوا اسکے علم موسیقی کا بھی مذاق رکھتے ہین - بیرون دروازہ چادرگھاٹ ملٹ روڈ پر مکان ہے - ایک فرزند موسوم خواجہ اکبر علی معمر (۱۱) سال چادرگھاٹ کالج مین انگریزی فارسی کی تعلیم پاتے ہین اور ایک مستند کتاب برٹش فارماکوپیا کا خلاصہ (جسمین ادویات کی خاصیتین مقدار خوراک - استعمال - مرکبات جو ہر ہین) اردو مین آپنے تصنیف کیکے بنام معین الاطبا مشن پاکٹ برٹش فارماکوپیا کی بغرض افادہ عام طبع کروایا ہے - اور کتاب پارکنسن جو رین پروڈنس کے خلاصے بھی آپکے تیار کردہ موجود ہین جو ابھی معرض طبع مین نہین آئی - ایک لائق اور تجربہ کار حکیم ہین مہلک امراض الصبیان (کیپلری برانکائٹیس) مبتلا نظر آتے ہین آپکے ہاتھ پر شفا پاتے ہین اور آپکے مہبی اور مقوی لبان (جو اکسیر کا حکم رکھتی ہین) بہت دور دور تک مشہور ہین علاوہ برین صاحب خلق و مروت - شگفتہ مزاج - بذلہ سنج - خندہ رو ہین

۱۲

آپکا وطن آرکاٹ ہے - ۵ - شعبان ۱۲۷۷ھ سن تولد ہے - طبابت یونانی آپکا خاندانی فن ہے - آپ حکیم سید عبد العزیز خانصاحب طبیب خاص اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے چھوٹے بھائی ہین - حکمت یونانی کی تعلیم اپنے بڑے بھائی سے پائی ہے - ڈاکٹری مین اچھا ملکہ ہے - ۱۲۹۸ھ سے جبکو بائیس سال کا عرصہ ہوتا ہے مکان پر مطب کرتے ہین - ہر روز مکان پر مریضونکا میلا لگا رہتا ہے شفا مطلق ذی ہاتھ مین ایسی شفا بخشی ہے کہ کوئی کیسا ہی سخت مرض مین مبتلا ہو مگر آپکے علاج سے چند ہی روز مین شفا کلی پاتا ہے علاوہ مخارجہ سے صلہ پینشن ماہوار تنخواہ ملتی ہے - اور محمد عبد الرزاق جمعدار فرزند مقام الدولہ مرحوم کی پاس سے بھی (بصلہ اوس علاج فالج کے جمعدار صوبہ کو ہو گیا تھا اور آپکے ایک ہفتہ علاج سے شفا پائی تھی) صلہ ملتے ہین - نواب آصف یار الملک بہادر کے مرض لقوہ کا علاج آپنے نہایت عمدگی سے کیا تھا جسکی تعریف مین نواب صاحب موصوف نے ایک سارٹیفکیٹ حمت فرمایا ہے جو ذیل مین درج ہے - اکثر مایوس العلاج مریضونکا علاج آپنے اس محنت و تجربہ کاری سے کیا ہے کہ آپکی شہرت دور دراز پھیلی ہوئی ہے عربی - فارسی مین بھی اچھی دستگاہ ہے - اخلاق و مروت مین بھی مشہور آفاق ہین - بازار گھانسی عقب محبوب باڑہ مکان ہے

نقل سارٹیفکیٹ

مسمی محمد عزیز اللہ خان حکیم صاحب کے فن طبابت کے نسبت بطور سارٹیفکیٹ چند سطور بلا تعلی مرقوم کی جاتی ہین کہ حکیم صاحب موصوف اپنے فن مین کیا استعداد رکھتے ہین کہ خصوص راقم کے مرض لقوہ کی شکایت کا علاج اس حسن و خوبی سے انجام دیئے ہین کہ خلایق اظہر من الشمس ہے - دوسرا علاج دختر ایشان کے بیماری سکتہ کا نہایت خوبی یا امتحانی علاج فرمائی - اور متعدد معالجہ محل و مردانہ وغیرہ کی تفصیل سے کہ ناطول کلامی ہے ایسے آبائی طبیب ممتحن کی تعریف جو کچھ کیگئی ہو واجب ہے - مرقوم ۱۸ ذیحجہ ۱۳۱۰ھ شہر حیدرآباد

نواب آصف یار الملک بہادر

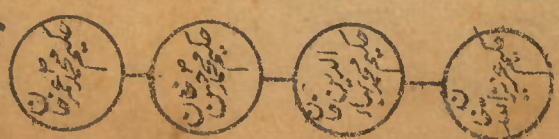

حکیم رای کرپا شنکر

۱۳

آپکے بزرگون کا وطن ہنڈون علاقہ جے پور ہے۔ آپکے والد رائے رامدین بغرض شادی حسب الطلب راجہ اوجاگر چندرائے بہادر حیدرآباد دکن ۱۲۵۸ھ مین آئے تھے۔ آپ ۱۲۸۰ھ مین پیدا ہوے۔ آپنے حکمت یونانی حکیم اسحاق علیصاحب اور حکیم منور علیصاحب سے حاصل کی۔ ڈاکٹری کی تعلیم نواب لقمان الدولہ بہادر سے پائی۔ چنانچہ اسوقت یونانی اور ڈاکٹری ہر دو مین مریضونکا علاج کرتے ہین۔ گھر پر مطب بھی جاری ہے۔ فارسی۔ انگریزی مین لایق ہین۔ اردو شاعری کا بھی مذاق طبیعت مین بھرا ہوا ہے۔ چوک میدان خان روبرو ے دیوڑھی راجہ راجمان راجہ شیوراج دہرم ونت بہادر مکان واقع ہے۔ اکثر آپکا علاج معالجہ آپ ہی کی برادری مین ہوتا ہے۔ خصوصًا راجہ دہرم ونت بہادر کے یہان معالجہ کے لئے آپ خاص کر دئے گئے ہین۔ آپکو ایک لڑکا رائے ولیرائے نام موجود جوسٹی ہائی اسکول مین تعلیم پاتا ہے۔ آپ انتہا درجہ کے خلیق اور منکسر المزاج ہین۔

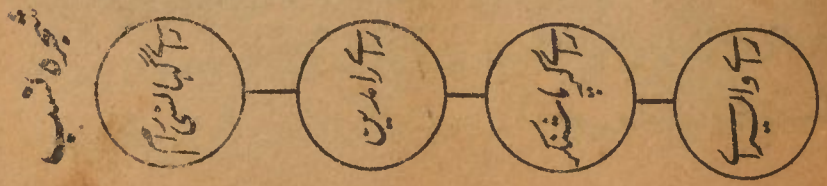

طبیب خاص
محمد عبدالعزیز خان حکیم

۱۴

آپ سنہ ۱۲۸۳ھ مین پیدا ہوے آپکا وطن محمد پور عرف آرکاٹ علاقہ مدراس ہے۔ آپ کے نانا حکیم سید غلام محی الدین حسین تخلص بصارت ولد حکیم سید بدیع الدین حسین ایک مشہور و معروف حکیم ہو گئے ہین۔ نواب اعظم الامرائیں کرناٹک کے خاص طبیب تھے اور پانسو روپیہ کلدار ماہوار پاتے تھے۔ اور حکیم احمد اللہ خان ہندی ساکن چنپاپٹن اسی خاندان مین ایک سربرآوردہ حکیم ہو گئے ہین۔ چونکہ آپ کے والد ماجد حکیم محمد بہاء الدین خان صاحب کے صغر سنی مین آپ کے دادا کا انتقال ہو گیا تہا۔ اسلئے آپ کے والد ماجد کو آپ کے نانا صاحب موصوف ہی نے تربیت کیا اور اونہین سے یہ فن طبابت بہی حاصل ہوا۔ حکیمی کا اس خاندان مین آپکا اٹھواں واسطہ ہے۔ آپکی تعلیم کتب مروجہ طب یعنے سدیدی۔ نفیسی۔ موجز۔ اقسرائی۔ شرح اسباب وغیرہ کی بطور خانگی آپکے ماموں حکیم غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم سے اور فن طبابت آپ کے والد ماجد سے حاصل ہوا۔ چونکہ اوس زمانہ مین کوئی مدرسہ سرکاری طب یونانی کا آپکے وطن مین قایم نہ تھا اسلئے آپکو باضابطہ سند نہین ملی علم فارسی و عربی صرف نحو منطق فقہ و حدیث وغیرہ کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ واقع بنگلور مین پائی ہے۔ ابتداءً آپ سنہ ۱۲۸۱ھ مین بعہد فرمانروائی نواب افضل الدولہ بہادر مع والد بزرگوار وارد بلدہ حیدرآباد ہوے۔ اور مکانپر اپنے مطب

جاری کیا - اکثر و بیشتر امرا و اعزہ بلدہ رجوع ہوتے گئے اور فضل خدا سے شفا و کلی پانے لگے - اسمین روز بروز آپ کی شہرت اور مطب کی ترقی ہونے لگی بالآخر ۱۳۰۴ھ مین اعلیحضرت سکندر شوکت قدر قدرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ کے بارگاہ فلک رفعت مین فخر باریابی حاصل ہوا - اسکے بعد ۱۳۰۶ھ مین صیغہ محللات مبارک سے چھ سو روپیہ حالی ماہوار ماہانہ کی اجرائی عمل مین آئی اور نیز ۱۳۱۶ھ مین آپ نے طبیب خاص کے خطاب سے سرفرازی پائی - آپ کو فن یونانی کے علاوہ مصری علاجات مین بھی دستگاہ حاصل ہے - آپکے فرزند حکیم محمد غیاث الدین خان ہین - فن طبابت مین تعلیم ضروری سے فارغ ہو کر بالفعل مکان پر مطب کیا کرتے ہین - چنچہ دروازہ کے قریب مکان ہے -

شجرہ نسب

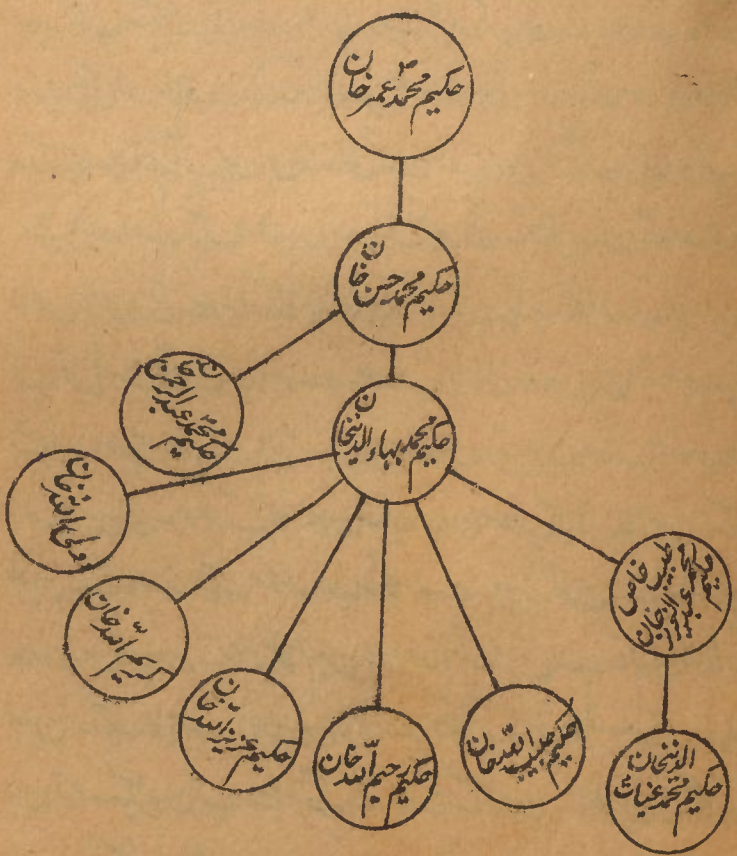

ابتداءً آپکے بزرگون کو سلطان محمد قلی قطب شاہ نے اپنے ہمراہ لاکر ابراہیم پٹن کو آباد کیا اور وہی آپکے بزرگون کا ایک زمانہ دراز تک وطن رہا - آپ کے دادا حکیم عبد الکریم صاحب بعہد نواب سکندر جاہ بہادر وارد بلدہ حیدرآباد دکن ہوے - اور بلدہ مین طبابت شروع کی اور علاقہ دیوانی سے منصب بھی عطا ہوا - اور علاج مصری و یونانی مین اچھا مدرکہ تہا - چنانچہ آپ بہی وہی خاندانی علاج مصری و یونانی کرتے ہین - آپ کے والد حکیم شیر علیصاحب ایک مشہور و معروف حکیم تھے - جنکے یہان کے مصری ماترے جو خالص جڑی بوٹی سے تیار کئے جاتے ہین شہرت پذیر تھے اور اب بہی ہین -

آپ تخمیناً سنہ ۱۲۷۰ھ مین پیدا ہوے - اور طب یونانی و مصری کی تعلیم اپنے والد حکیم شیر علیصاحب مرحوم سے پائی - بیرون دروازہ دبیرپورہ عقب مسجد حضرت سید ناصر الدین علی مرحوم آپ کا مکان ہے جہان مطب کیا کرتے ہین - کوئی معاش وغیرہ نہین ہے - صرف ایک مقطعہ عطیہ سرکار ہے - جو بزرگون سے وراثتاً چلا آتا ہے - علاوہ اس طبابت کے علم نجوم مین بہی اچھا دسترس ہے - کوئی اولاد ذکور اسوقت تک نہین - ایک نواسہ احمد حسین نامی ہے جسکی پرورش و تعلیم آپ فرماتے ہین - یون تو سیکڑون آپ نے معرکہ کے علاج کئے ہین - ناظرین کی آگاہی کے لئے دو چار یہان درج کئے جاتے ہین -

(۱) نواب بہرام الدولہ بہادر مرض سکتہ سے فرلش تھے۔ اکثر حکمائے حاذق نے علاج کیا لیکن سود مند نہوا۔ آخر زندگی سے مایوسی ہوگئی لیکن آپکے علاج سے وہ مسیحائی کی کہ ۱۸ گھنٹے کے عرصہ مین نواب ممدوح کو صحت کلی ہوگئی۔

(۲) مادام لالن صاحبہ حضور پر نور مرض غشی مین مبتلا تھی۔ تجہیز و تکفین کی نوبت آگئی۔ اتفاقاً آپکا گزر جو وہان ہوا۔ آپنے بعد معائنہ علاج کیا بفضلہ تعالےٰ تین پہر مین صحت کامل حاصل ہوگئی۔

(۳) نواب یوسف علیخان سالار جنگ نبیرۂ مختار الملک اولےٰ جب شکم مادر مین تھے۔ جملہ ڈاکٹرون نے معائنہ کرکے قرار دیا تھا کہ یہہ حمل نہین ہے بلکہ ایک قسم کا گڑہ ہے جو آئندہ نقصان رسان ہوگا جس سے ایک تشویش پھیل گئی تھی۔ جب آپنے معائنہ کیا۔ اور مکمل تشخیص کیا۔ اور علاج وغیرہ بھی کیا گیا۔ جو بعد مدت مقررہ وضع حمل ہوا۔ اور صحیح و سالم مولود تولد ہوا۔

(۴) جناب خواجہ شہاب الدین صاحب سررشتہ دار نظم جمعیت کے دختر لعارضہ دوہ سخت علیل تھی آپکے علاج سے فوراً شفا پائی۔

(۵) شیخ بریشا صیغہ دار دفتر نظم مخارج صرف خاص کے پسر نومولود کو پیشاب کا راستہ نمایان نہ تھا اکثر ڈاکٹروں نے نشتر کی رائے دی مگر آپکے ادویات سے نشتر کا کام کیا اور راستہ صاف ہوگیا

شجرہ نسب

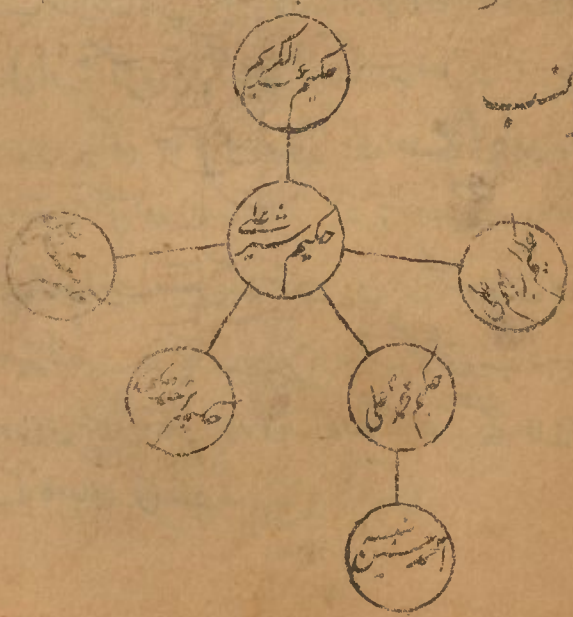

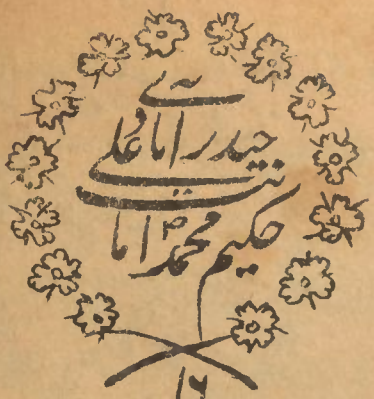

۱۶

ابتداءً آپکے جد اعلےٰ محمد علی (بعہد قطب شاہیہ) حسب الطلب سلطان ابراہیم قطب شاہ کے دہلی سے حیدرآباد دکن تشریف لائے تھے۔ اور محلات شاہی کا علاج تفویض ہوا تھا آبادی ابراہیم پٹن مین خارج جمع چند مقطعات سوائے معاش سرکاری کے سرفراز ہوے تھے منجملہ اون کے کچھہ مقطعہ جات تا الے آلان جاری ہین۔

آپ ۱۳۰۸ھ مین بمقام حیدرآباد دکن تولد ہوے۔ بعد فراغ تعلیم فارسی و عربی حکمت یونانی کا درس حکیم شاہ محمد صاحب استاد صاحبزادگان نواب ارسلان جنگ مرحوم سے لیا۔ جب یونانی سے فراغ حاصل ہوا تو ڈاکٹری کے جانب طبیعت کا میلان بڑھا اور ڈاکٹر تراب خان صاحب مرحوم سے ڈاکٹری کا بھی استفادہ حاصل کیا۔ بہر صورت یونانی اور ڈاکٹری مین آپنے اچھا ملکہ حاصل کیا۔ جب تجربہ بڑھتا چلا تو دور دور ناموری پیدا کی۔ چنانچہ اسوقت آپکے مطب خانگی مین مریضون کا مرجوعہ بڑھا ہوا ہے اسقدر تشفی اور دلاسا۔ خوض و فکر و تشخیص کے ساتھ آپ مریضون کا علاج فرماتے ہین کہ ہر ایک مریض کے صحت یابی مین آپکو پوری پوری کامیابی حاصل رہتی ہے۔ صیغہ طبابت سے پچاس روپیہ تنخواہ آپ کو ملتی ہے۔ بیرون یاقوت پورہ متصل الاوہ بی بی مکان مطب جاری ہے۔ اکثر معرکہ کے علاج بھی آپنے کئے ہین جسمین آپ کو کامیابی رہی ہے۔

آپ خوش اخلاق - شگفتہ مزاج - صاف باطن ہیں - اسوقت آپکو پانچ فرزند ہیں -
محمود علی - یوسف علی (بطن سے دختر مولوی خواجہ جمال الدین صاحب مثنوی خوان کے) رحمت علی
(بطن سے دختر برادر محل سوم منیر الملک بہادر) دلاور علی (بطن سے دختر مولوی حافظ غلام حسین صاحب مرحوم
والاجاہی کے) فرخندہ علی (بطن سے صاحبزادی میر گوہر علی پادشاہ صاحبزادہ تعلقہ بسالت جنگ مرحوم
کے) یہ پانچوں صاحبزادے زیر تعلیم فارسی و انگریزی و علم طب ہیں -

شجرہ نسب

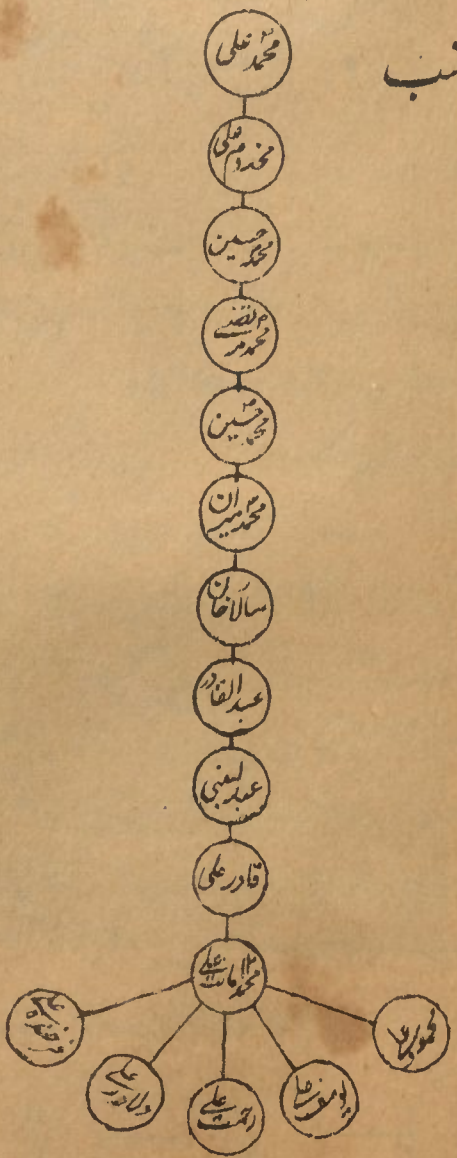

۱۷

ابتداء آپکے جد امجد کے بھائی غلام حسین صاحب (بعہد ناصر الدولہ بہادر) اودے پور سے بغرض تجارت حیدرآباد دکن وارد ہوئے۔ پھر تو یہین کے ہو رہے۔

آپ ۱۲۷۰ھ مین تولد ہوئے۔ بعد فراغ تعلیم فارسی۔ عربی۔ انگریزی۔ مدرسہ طبابت حیدرآباد دکن مین برانڈ ڈاکٹر ہیانت اور ڈاکٹر ونڈ و بامداد سرکاری تعلیم پائے۔ دو سو چالیس روپیہ وظیفہ ملتا تھا مین برانڈ ڈاکٹر ہیانت اور ڈاکٹر ونڈ و بامداد سرکاری تعلیم پائے۔ دو سو چالیس روپیہ وظیفہ ملتا تھا چھ سال مین کامیابی حاصل کی سنہ ۱۳۰۰ھ مین ڈاکٹری کی سند ملی۔ اسوقت دواخانہ افضل گنج کے مہتمم چھ سو اسی روپیہ ماہانہ پاتے تھے۔ آپنے معرکہ کے علاج ہزارہا کئے ہین جو محتاج بیان نہین حیدرآباد دکن مین آپکو اعلی و ادنی سب جانتے ہین۔ اور آپکے علاج کی خوبی پہچانتے ہین۔ شائقین آپکے علاج مین وہ تاثیر بخشی ہے کہ جسکو ہاتھ لگایا وہ شفا پایا۔ عمل جراحی مین آپ اپنا نظیر نہین۔ ڈاکٹر لاری آپکے آگے ہیچ تھے۔ اس خوبصورتی اور پھرتی سے نشتر چلتا ہے کہ مریض کو تکلیف تک نہین ہوتی۔ حسب قاعدہ اور بروقت ہاتھ پڑتا ہے۔ مریضون سے دم بھر کی آپکو فرصت نہین۔ خصوصاً بلدہ کے اکثر امرا سوائے آپکے علاج کے کسیکا علاج پسند نہین کرتے۔ اس کمال پر آپ کی مزاج بالکل سادہ ہے۔ خوش اخلاق بھی ہین۔ نہایت دلجوئی اور تعمق و خوض سے مریض کا علاج فرماتے ہین۔ کسقدر آپکو حکمت یونانی مین بھی دخل ہے۔

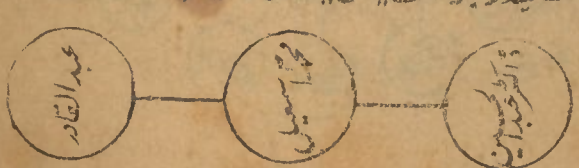

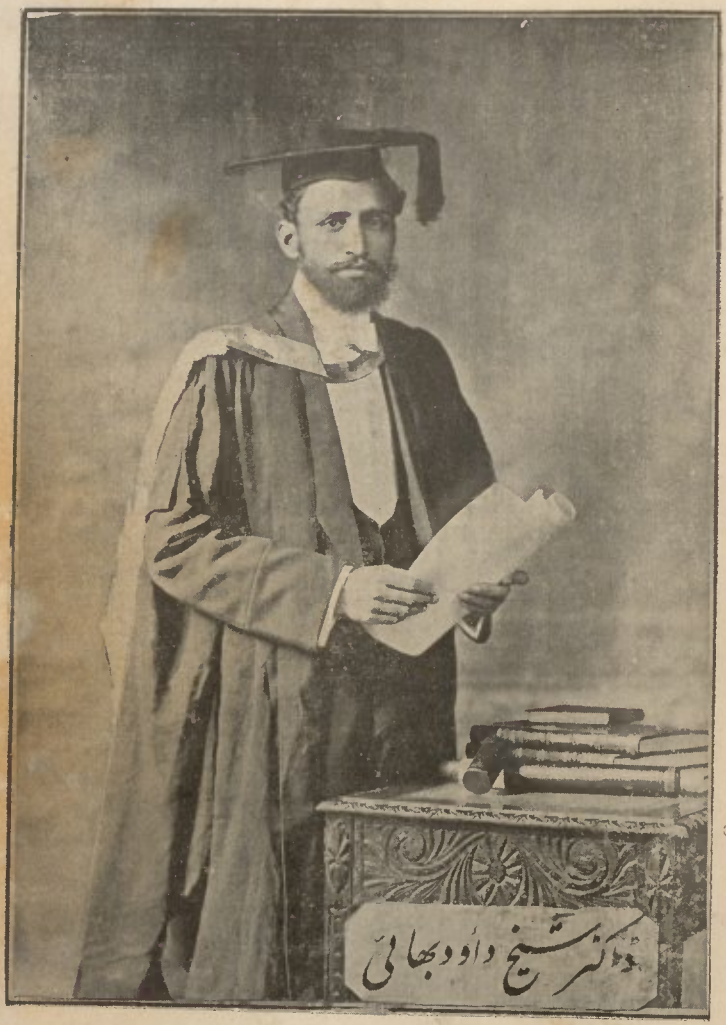

ڈاکٹر شیخ داؤد بھائی

داؤدی بہار

ڈاکٹر سیج

۱۸

آپکے بزرگ حیدرآباد دکن مین بغرض تجارت تشریف لائے - پھر تو یہین سکونت اختیار کرلی
آپ ۱۵ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ مین پیدا ہوے - اولاً فارسی - عربی - انگریزی - کے تعلیم پائی
بعد ازان ۱۳۱۱ھ مین بمقام حیدرآباد دکن مدرسہ طبابت مین شریک ہوے - دو سو چالیس روپیہ
سالانہ ملتا تھا - ابتداے تعلیم سے آخر تک ہر ایک امتحان مین اول درجہ رہے - مقابلہ کا امتحان
پاس کرنیکی وجہ سے تمغہ حاصل کیا ۱۳۱۶ھ مین ڈاکٹری کی سند ملی - تقریباً دو سال تک
افضل گنج ہاسپٹل مین اسسٹنٹ سرجنی کی خدمت کو انجام دیا ۱۳۱۸ھ مین بمنظوری اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ
تین سو پونڈ سالانہ وظیفہ سے تعلیم مزید کی غرض سے ولایت پہونچے - دو سال کے عرصہ مین -
یم - بی - سی - ایم - کی ڈگری حاصل کی - اس امتحان کے دوسرے حصہ مین اعزازملا
سوائے اسکے امراض الصبیان - امراض العین - سماعت شامہ - حلق - امراض دماغی
امراض خون - صدر - دندان وغیرہ مین خاص تعلیم پائی - اور فارماکالوجی - اڈوانس فزیالوجی
اڈوانس پریکٹیس سرجری - الکٹریسٹی مین تجربہ پیدا کیا - علم حفظان صحت اور اوسکے کل ابواب کے
متعلق - بی - ایس - سی - کی ڈگری حاصل کی - حین قیام ولایت یونیورسٹی اڈنبرا اور رایل میڈیکل
سوسائٹی کے ممبر رہے بعد کامیابی ولایت سے معاودت کی اور ۱۶ رمضان ۱۳۲۰ھ کو حیدرآباد دکن پہنچے
اسوقت (تا تقرر برخدمت) تین سو روپیہ ماہانہ پاتے ہین - آپ لایق - ہوشیار - تجربہ کار -
فریس فہیم - خوش اخلاق ہین - مریضون کا علاج نہایت دلدہی سے فرماتے ہین -

جناب حکیم احمد حسین مائل

۱۹

آپ حاجی محمد رضا صاحب رضا کے خلف ارشد اور حاجی حافظ مبارک احمد خان بہادر کے پوتے ہین یہ سلسلہ ہندوستان مین قاضیان گوپامو اور شہر مدراس مین شاہی خاندان والا جاہی سے ملا ہوا ہے۔ وہان سے آگے بڑہکر افغانستان مین سلطان شہاب الدین فرخ شاہ سے ملتا ہوا شیخ سلیمان فاروقی تک جاتا ہے۔ وہان سے اور آگے بڑہکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ دوم رسول اللہ صلعم تک پہونچتا ہے۔ آپ اگرچہ شہر مدراس مین ۱۲۷۴ھ مین پیدا ہوے۔ لیکن بچپن مین اپنے والد کے ہمراہ حیدرآباد کو آگئے۔ یہین تعلیم و تربیت پائی۔ یہین جوان ہوے۔ یہین شاعری سیکہی (آپکے اشعار طبقہ شعرا مین درج ہے) یہین ڈاکٹری کی سند حاصل کی۔ اور یہین نوکر ہوے۔ پھر آجتک مدراس کی صورت نہین دیکہی۔ آپکے والد جناب رضا ۱۲۸۰ھ مین بعہد حضرت مغفرت مکان بغرض ملازمت وارد حیدرآباد ہوے اور علاقہ صرف خاص مین تاحیات میر منشی رہے۔

آپنے (جناب مائل) قران شریف اپنے والدہ سے پڑہا۔ فارسی کے کچہہ سبق میر مہدی حسین ثاقب سے پڑہے (کہ یہ بزرگ آپکے والد کے بہی استاد تھے) باقی تمام فارسی کے درسی کتابین اپنے والد ماجدہی سے پڑہین۔ فارسی۔ انگریزی۔ قدرے عربی۔ حساب۔ اقلیدس جبر و مقابلہ تاریخ اور جغرافیہ مین امتحان دیکر کامیابیان حاصل کین۔ اور اپنی ذاتی لیاقتونکا الونس سرکار سے ماہانہ ۵۰ پاتے ہین۔ اضلاع دکن کے تمام حکما مین آپ اول ہین ڈاکٹری کی تعلیم حیدرآباد ہی کے مدرسۂ طبابت مین بامداد سرکاری ساڑہے پانچ برس تک

پائی - اُسوقت تعلیمی سالانہ وظیفہ ساٹھ سے اسّی روپیہ تک تھا - ڈاکٹر سامیول - جارڈن - وِنڈو یم ڈی اعلےٰ افسر طبابت تھے - اِن ہی کے زیر تعلیم فن کی تکمیل کی - اور درجہ حکیمی کی سند فارالملک اعظم سے مبارکباد تون سے ۱۸۹۲ء مین پائی - ابتدائی ماہوار معہ الونس فارسی و انگریزی سوا سو تھی رفتہ رفتہ درجونکی ترقی کے ساتھ چار سو تک پہونچے - ڈاکٹری کے علاوہ کچھ یونانی اور کچھ ہومیوپیا تھک سے بھی آگاہی ہے - آپنے اضلاع دکن مین بڑے بڑے معرکے علاج کئے ہین جنکا اظہار اول تعلقداران اضلاع اور دوسرے معزز عہدہ دارون سے بارہا ہوا ہے - آپ سے ایک کا مختصر حال یہان لکھا جاتا ہے -

ایک پولس کا سپاہی محبس لنگسگور کے برج پر پہرا دے رہا تھا دفعتاً وہان بجلی گری وہ بیہوش ہوکر مردے کیطرح گر پڑا کل حاضرین کو اُسکی موت کا یقین تھا مگر ڈاکٹر مائل اپنی حکیمانہ نگاہ سے اوسکو زندہ سمجھے ہوے تھے ہوش مین لانیکی برابر تدبیرین کرتے رہے - نگلنے کی طاقت نہ تھی غذا اور دوا حقنہ اور پچکاری سے دیگئی - دو دن کے بعد محنت ٹھکانے لگی - تیسرے دن ہوش آیا - چالیس دن مین خدا نے کامل صحت دی صبح سے شام تک اوس برق زدہ کو دیکھنے کے لئے دواخانہ پر آدمیو نکا تانتا لگا رہتا تھا - ہر ایک یہی کہتا تھا کہ بفضل خدا مائل نے مردہ کو زندہ کیا -

آپکے دو فرزند ہین - مبارک احمد[1] فاروقی - جمال الدین[2] احمد فاروقی - دونون بھائیون کی انگریزی وغیرہ کی تعلیم سرکاری مدارس مین جاری ہے -

شجرہ نسب

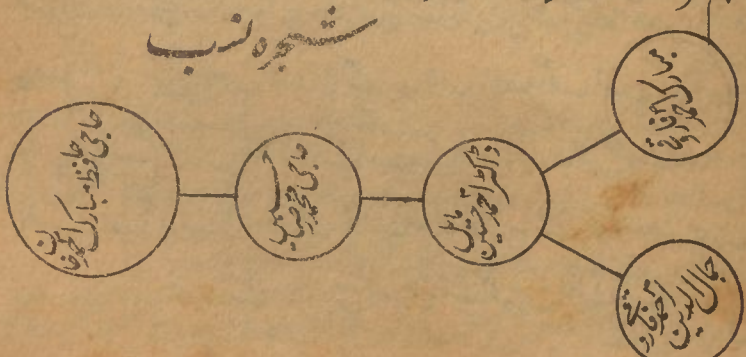

جناب حکیم محمود صمدانی

آپ غلام محمد صاحب عرف قاضی محمد رکن الدین احمد کے فرزند ارشد اور محمد شریف الدین احمد صاحب عرف قاضی محمد شکر اللہ کے پوتے ہین بستائیسوین اسطہ مین حضرت قدوۃ الاولیا غوث الزمانی خواجہ مخدوم بہاء الدین ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ ملتا ہے۔

آپ ضلع بیڑ کے رہنے والے ہین۔ ابتداءً آپ کے بزرگون سے مولانا قاضی محمد نظام الدین ملتان سے دہلی اور دہلی سے قلعہ دولت آباد دکن مین تشریف لائے۔ وہ زمانہ سلطان علاء الدین حسن بہمن کا نگوئی کا تہا۔ دکن کے مضافات مین قلعہ بیڑ اور اوسکے محالات پر حنفی مذہب کا کوئی قاضی نہ تہا۔ اور یہان کے خصومات شرعیہ ملتوی تہے۔ اسلئے سلطان معزی مولانا نظام الدین کو دہلی سے بلاکر قلعہ بیڑ اور اوسکے محالات کے خدمات شرعیہ کا فرمان ۷۴۹ھ مین آپکے سپرد فرمایا۔ اور جاگیرات عطا کین۔ شاہان بہمنیہ کے بعد پادشاہان نظامیہ اور اون کے بعد سلاطین تیموریہ نے منصب قضاء مذکور کا فرمان مولانا نظام الدین کے اولاد کے نام یکے بعد دیگرے مرحمت فرمایا۔ جب نواب آصف جاہ بہادر کا دورہ آیا تو محمد فضل اللہ صاحب نے حاضر ہوکر ۱۲۹۰ھ مین پرگنہ بیڑ کے منصب قضا کا پروانہ حاصل کیا۔ نواب صاحب ممدوح کے بعد نواب ناصر جنگ شہید۔ نواب صلابت جنگ نواب میر نظام علیخان بہادر منصب قضاوت کے پروانہ جات محمد فضل اللہ صاحب کے اولاد کے نام یکے بعد دیگرے عطا فرمائے۔ نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد سلطنت مین مہاراجہ چندو بہادر مدار المہام وقت نے ۲۶ ربیع الاول ۱۲۴۷ھ مین پرگنہ بیڑ کے منصب قضا قاضی محمد

رکن الدین احمد کے نام تفویض فرمائے - آپ کو تین فرزند تھے اول قاضی احمد محی الدین
دوم محمد عبد القادر سوم حکیم محمود صمدانی صاحب (صاحب تذکرہ) آپکے خاندان مین
منصب قضا دست تقریباً (۷۰۱) سال سے ارثاً و انتقالاً چلی آرہی ہے -
قاضی محمد افضل الدین صاحب کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۲۵۰ھ مین چار صدی منصب
خطاب سرفراز فرمایا تھا - قاضی محمد شکر اللہ صاحب نے ۱۵ رجب ۱۲۷۰ھ مین درست
موضع کاہکیڑہ بعنوان مشروط عطا فرمایا اور بعد اوسکے مہاراجہ چندو لعل بہادر نے
اوس جاگیر کو بعنوان مدد معاش بموجب سند مورخہ ۶ ربیع الاول ۱۲۴۷ھ مین بنام
متعلقان محمد شکر اللہ صاحب منتقل کرایا - ۱۲۳۷ھ مین قاضی محمد شکر اللہ کو سرکار سے
اعزازاً پیچ کی خلعت بھی عطا ہوی -
آپ (محمود صمدانی) ۱۵ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ مین پیدا ہوے - مدرسہ طبیہ یونانی حیدرآباد دکن
مین بتسلیم پائے - اور بامتحان کتب عربی درجہ اول مین کامیابی حاصل کی - ۲۴ محرم
۱۳۱۵ھ کو سند ملی - ۱۳۰۵ھ مین مہتمم گودام صدر شفاخانہ یونانی سرکار عالی مقرر ہوے
اب ملازم نہین ہین صرف گھر پر مطب جاری ہے - حکمت یونانی مین اچھا ملکہ ہے
نہایت عمدگی سے مریضونکا علاج فرماتے ہین - شافی مطلق نے ہاتھ مین شفا بھی
بخشی ہے - محلہ کھوکر واڑی مین مکان ہے - مریضون کا ہجوم رہتا ہے
خوش اخلاق - صاحب مروت ہین - دو ایک معرکہ کے علاج ذیل مین درج
کئے جاتے ہین -
(۱) محمد احتشام الدین صاحب ہاشمی عباسی جاگیردار پیپری کے فرزند (معمر ۵ سال)
کو چیچک نکلی - انحطاط چیچک مین فالج ہوگیا اس متضاد موقع مین ایسے اصول پر آپ
نے علاج کیا جس سے فالج سے نجات چیچک کی اصلاح ہوی -
(۲) عبد الرحمان نامی شخص کو سخت جنون تھا جسکے علاج سے اطبا مجبور تھے

مگر آپ کے علاج نے بحمداللہ صحت بخشی۔

(۳) ایک عورت کی پنڈلی مین قریب چھ انچ کے کڑلی کی پھانس چبھ گئی تھی۔ ڈاکٹرون کی رائے چیرنے کی تھی۔ مگر مریضہ نے ناراضی ظاہر کی اور آپ کے شفافانہ نظامیہ مین رجوع ہوی۔ آپنے مرہم کی پٹی لگائی۔ تیسرے روز پھانس پوری نکل آئی کسی قسم کی تکلیف بھی نہوی۔

آپکے تصنیفات اصول فقہ مین معیار الاصول۔ مناظرہ مین ہدایۃ النظار۔ اصول حدیث مین معیار الحدیث۔ طب مین کلیات طب یعنے معیار الاطباء۔ اصول مین شرح مسلم جنمین بعض طبع بھی ہوچکے ہین۔

ایک فرزند ضیاء الحق احمد عبدالعزیز کمسن موجود ہے تعلیم جاری ہے۔

ڈاکٹر یس ملنا
ایم بی سی ایم ایم پی
آئی ایس پکچرار

۲۱

آپ حیدرآباد دکن کے اولین اور جاگزیں مستعد اشخاص سے ہیں جنھوں نے اپنی ذاتی لیاقت و محنت سے ترقی حاصل کی ہے۔ اور مسند نشینی جناکشی کے بدولت ایسے اعلےٰ عہدہ اور مرتبت کے زینہ پر قدم رکھا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ آپ اور مولف کتاب ہذا ورنیکولر اسکول میں انگریزی تعلیم پاتے تھے۔ برسوں یکجائی رہی ہے۔ اوسی زمانہ میں لحاظ آپکی مستعدی اور محنت کے پیشین گوئی کی گئی تھی کہ آپ ایک وزنہ محنت و شقت کا ثمرہ اعلےٰ طور پر حاصل کرینگے۔ چنانچہ بفضلہ تعالےٰ ویسا ہی ہوا۔ اولاً جب آپنے انگریزی میں ایف۔ اے کی ڈگری حاصل کی تو وہاں سے مدرسہ طبابت میں شریک ہوگئے اور اپنی محنت و لیاقت کے بدولت جملہ طلبا میں ڈاکٹر لاڈلی کے یہاں زیادہ نمبر سوخ پیدا کیا۔ چنانچہ ابتداءً کلورا فارم کمیشن کے وقت سکندرآباد میں ڈاکٹر لاڈلی کے ہمراہ ولایت گئے۔ اور بامداد سرکاری ایک مدت تک وہاں ہاسپٹل میڈیکل کالج لندن سے ایم۔ او۔ سی۔ (لان سائیکوہ کالج) (الرض داغی) کی ڈگری حاصل کی۔ اور وہیں آپ ایک عرصہ تک ممبر آف میڈیکل سائکولاجکل سوسیٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آئرلنڈ رہے۔ پھر وہاں سے حیدرآباد کو مراجعت کی۔ بعد ازاں اسکاٹ لینڈ میں مکر رآپنے ذاتی اخراجات سے لندن کا سفر کیا۔ اور کیمبرج یونیورسٹی سے۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ ڈپلوما ان پبلک ہیلتھ (حفظان صحت) کی ڈگری۔ اور سی۔ ایم۔ ایس آف سرجری (جراحی) کی سند حاصل کی۔ اسکے بعد ایڈنبرا یونیورسٹی سے ایم۔ ڈی (ڈاکٹر آف میڈیسن) کا اعزاز بھی پیدا کیا۔ فن ڈاکٹری میں آخری ڈگری ہے جو آپ نے حاصل کی ہے بہرحال اب آپ کے متعلق آپکو جن جن اسناد کی ضرورت تھی وہ محنت شاقہ حاصل کرلیا۔ اب آپ حیدرآباد دکن میں باشاہرہ تین سو روپیہ لکچرار یتالاجی۔ فیزیالوجی اور ہسٹولوجکل لابریٹری کیمیکل اینالزر صلاقہ سرکار عالی میں ہیں گو تنخواہ بلحاظ آپکی لیاقت اور جامعیت کے بالکل کم ہے لیکن امید ہے کہ آئندہ ضرور کچھ ترقی ہوگی اور ضروری ہے کہ اپنے محنت کا عمدہ صلہ پائیں گے۔

مال ہی میں آپنے کو لاہور (صلاقہ گورنمنٹ انگریزی) کے ایک لائق اور معزز ڈاکٹر کی دختر نیک اختر سے شادی بھی کی ہے۔ جسکے بطن سے اسوقت ایک پسر ارجمند ستیونت نامی موجود ہے۔

جناب ڈاکٹر شیخ داؤد صاحب

۳۲

آپ سہسوان آبادی الاصل ہیں۔ اور اپنی ذاتی محنت و کوشش سے آپنے علم طب میں اعلیٰ درجہ کی کامیابی حاصل کی ہے۔ فن ڈاکٹری میں مہارت و تجربہ بڑھا ہوا ہے سابق ضلع صاحب سہسوان نے آپکو محلات مبارکپور کا ڈاکٹر مقرر فرمایا تھا جس کو اب تک نہایت کامیابی سے انجام دیتے رہے ہیں۔ آدمی لائق ہوشیار خوش صاحب اخلاق و مذہبی مروت ہیں۔ مریضوں کا علاج بڑی دل دہی و شفقت سے کرتے ہیں۔ گوشہ محل میں مکان ہے۔

خصوصاً محلات مبارکپور اور عموماً اقربا نے سرکار عالی سے ملاقات آپ ہی کے لائق ہاتھوں پر ہوتے ہیں علاوہ بریں بلدہ کے بعض امرا و اعزہ اور غربا وغیرہ کا معالجہ بھی آپ نہایت عمدہ طریق سے فرماتے ہیں

جناب ڈاکٹر نثار محمد خان صاحب

۲۳

آپ نے تھوڑا ہی زمانہ ہوا ہے کہ مضافات ہندوستان سے آکر حیدرآباد دکن میں مطب جاری کیا ہے۔ قبل ازیں آپ علاقہ امیر کابل میں ملازم تھے۔ وہاں سے آپ نے جنگ ستان کے موقع پر افواج انگریزی کے ہمراہ ہیں کام کیا۔ عرق ریزی اور ہوشیاری سے علاج کیا ہے کہ اوس کے ثبوت میں لارڈ لیٹن وائسرائے و گورنر جنرل ہندوستان نے سارٹیفکٹ عطا فرمایا۔ جس کا ترجمہ آپ نے اپنے سین بورڈ کے ساتھ خاص و عام کے لحاظ کے لئے منظر عام پر آویزاں کیا ہے۔ اوس سارٹیفکٹ کے الفاظ آپ کی فن ڈاکٹری کی مہارت اور تجربہ کاری کے لئے بین دلیل ہیں۔ علاوہ بریں صدہا مریض آپ کے علاج سے شفایاب ہوتے ہیں۔ ہر ایک مریض کا علاج آپ دل دہی اور توجہ سے کرتے ہیں۔ مکوٹہ اکبر جاہ کے مقبل بارادری مختار الملک مرحوم کے محاذی آپ کا مطب قائم ہے۔

ڈاکٹر حاجی طالب آفندی صاحب

جناب

۲۴

آپ محمد آفندی مین بشی (میجر) کے خلف الصدق اور علی محمد پاشاہ برلوا (بریگیڈر) کے پوتے ہین۔ شہر اورنہ (یہ ایک عظیم الشان شہر قسطنطنیہ کا ہی۔ جہان گورنمنٹ ترکی کے جانب سے گورنر رہتا ہی) من صافات اسلامبول وطن ہے۔

آپ ۱۸۷۵ء مین بمقام قسطنطنیہ پیدا ہوے۔ احمد مجید پادشاہ کے اسپتال (واقع قسطنطنیہ) مین بزبان ترکی ہر ایک علم و فن کی تعلیم پائی۔ اور طب یونانی کو حاصل کیا۔ فن جراحی و کشتالی کو بطرز فرنچ سیکھا۔ ۱۸۹۷ء مین باضابطہ سند ملی۔ کچھ مدت تک بشا بدوجہ روپیکلا رسالہ افواج ترکی مین ملازمت آفسری کی خدمت کو انجام دیا۔ بعد ازان ۱۸۹۸ء مین بطریق سیاحت حیدرآباد دکن وارد ہوے۔ پھر تو یہین کے ہو رہے۔ ترپ بازار مین فروکش ہین۔ خانگی مطب جاری ہی۔ یہان کے امرا و اعیان آپ سے رجوع ہوتے ہین۔ امراض صفاللس۔ دمہ۔ قوت باہ۔ امراض خبیثہ۔ امراض جنسیہ مین مہارت کامل رکھتے ہین۔ اگر ان امراض کے متعلق آپکو مسیحا کہا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ ہر مریض کا علاج نہایت غور و تامل سے فرماتے ہین۔ اخلاق و مروت بھی اچھے پائے ہین۔ آدمی خوش وضع خوش ترکیب ہین۔

آپکو تین صاحبزادے ہین۔ ایک محمد آفندی (جنھون نے آٹھ سال تک مدرسہ تونیخانہ عامرہ قسطنطنیہ مین تعلیم پائی ہی) دوسرے محمد جعفر صدیقی آفندی) ۔ چھ سال تک قسطنطنیہ مین فن انجنیری کی تعلیم پائی ہے۔ اور ترکی عربی۔ فارسی۔ انگریزی مین لایق ہین۔ فی الحال حیدرآباد دکن مین تجارت کے کاروبار مین مصروف ہین۔ تیسرے محمد صالح نظر آفندی (انہون نے بھی قسطنطنیہ کے شاہی مدرسہ حربیہ مین تعلیم پائی ہے۔ اور اب حضرت سلطان المعظم کے افسران بارگاہ ڈیفنس کمپنی کے عہدہ سے ممتاز اور قسطنطنیہ مین مقیم ہین۔ اللہ سوزد فزود۔

جناب حکیم غلام محی الدین صاحب
حیدرآبادی

۲۵

آپکے جد امجد شیخ محمد برہان مغفور اور والد بزرگوار غلام حسین مرحوم شہر کڑپہ کے متوطن تھے۔ ابتداً بعہد ناصر الدولہ بطور سیاحت حیدرآباد دکن وارد ہوئے۔ پھر تو یہین کے ہوکر رہے۔

آپ (صاحب تذکرہ) سنہ ۱۲۷۳ھ مین بمقام شمس آباد تولد ہوئے۔ بعد اتمام تحصیل علم فارسی و عربی علم ڈاکٹری کے لئے سنہ ۱۲۹۰ھ مین داخل مدرسہ طبابت سرکاری ہوئے۔ چند مدت کے بعد مجبوراً مدرسہ چھوڑنا پڑا۔ لیکن طبیعت کو علم طب سے ایسی مناسبت تھی کہ آپنے جناب ڈاکٹر داؤد بیگ صاحب مرحوم صدر ڈاکٹر جمعیت نظام محبوب سرکار عالی (جو آپکے پھوپی زاد بھائی اور ایک رشتہ سے ہمزلف بھی ہوتے تھے) اور جناب ڈاکٹر محمد الدین خان صاحب علاقہ دار سراسمان جاہ بہادر سے تخمیناً پانچ سال عرصہ مین تکمیل علم و تجربات مطلب کو حاصل کیا۔ چونکہ علم ڈاکٹری بغیر حصول علم انگریزی نامکمل رہتا ہے اسلئے ذاتی شوق اور کوشش سے انگریزی مین بھی اسقدر مہارت پیدا کی کہ دو تین رسالے فن طب کے انگریزی سے اردو مین رقم فرمایا۔ علاوہ برین طب یونانی مین بھی حسب ضرورت مہارت حاصل کی۔ ۲۵ سال سے آپکا مطب رفاہ خلایق کے لئے محلہ سلطانی شاہی مین اپنے مکان پر سنہ ۱۲۹۶ھ سے قایم اور روزانہ سو ڈیڑھ سو مریض رجوع ہوتے ہین۔ اکثر امراء معززین بلدہ و نیز غربا کا علاج کمال ہمدردی فرماتے ہین۔ صبح سے شام کو بجے تک مریضون کا تانتا لگا رہتا ہے۔ صدہا لوگ دور دور سے علاج کیلئے آتے ہین اور شفا پاتے ہین۔ سنہ ۱۳۰۰ھ مین راجہ محبوب نواز دنت بکیٹہ باشی نے آپکو اپنے

علاج کیلئے طلب فرمایا تھا۔ بعد صحت بیس روپیہ ماہوار مطب کے امداد کیلئے مقرر فرمائی جو اب تک جاری ہے
اسکے علاوہ راجہ صاحب موصوف بہت کچھ املاک فرماتے تھے۔ ایک موقع پر راجہ صاحب متوفی کے محل کی
علالت مین جبکہ آپ معالج تھے ڈاکٹر مسٹر لاری بھی طلب ہوئے۔ بعد معاینہ ڈاکٹر موصوف نے آپکے
تشخیص اور علاج کو بہت پسند کیا۔ اور بالاتفاق علاج جاری رکھا تھا۔ سنہ ۱۳۱۲ھ مین راجہ صاحب موصوف
کے توسط سے سر وقار الامرا مرحوم کے روبرو بھی آپ کو حاضر ہونیکا اتفاق ہوا تھا۔ چنانچہ بعد استفسار
حالات نواب صاحب ممدوح نے سلام کی اجازت اور ماہوار کے اجرائی کا وعدہ فرمایا۔
سر نیشید جاہ مغفور نے بھی آپکے تشخیص و علاج کی تعریف سماعت فرماکر نواب خواجہ کریم الدینخان
مرحوم کے آپ کو طلب کرکے نورنشید محل کا علاج چند مدت تک باتفاق نواب نقمان الدولہ بہادر
جاری رکھا تھا۔
بہرحال آپنے اکثر عمائدین و معززین بلدہ کے یہان معرکہ کے علاج و تشخیص نادر طور پر کئے ہین
اور اکثر امرا و معززین کے معالجات مین بلدہ کے نامی گرامی ڈاکٹر و اطباء نے آپکے تجویز علاج
و تشخیص امراض کو پسند فرمایا ہے۔ اور بارہا آپ کی شرکت رائے کے ساتھہ علاج رہا ہے۔ آپکو
تین فرزند ہین۔ اول محمد ظہیر الدین۔ معمر ۱۹ سال عربی فارسی قریب التحصیل۔ انگریزی مین مڈل کلاس
مین زیر تعلیم ہے۔ اور خط نستعلیق کے خوش نویس ہین۔ دوم شیخ قادر الدین معمر ۱۲ سال فارسی
قریب التحصیل اور انگریزی کے تعلیم مڈل کلاس مین جاری ہے۔ یہ بھی خوشنویس ہین۔ سوم
محمد عبد الحفیظ معمر ۳ سال ابھی کمسن ہے۔

جناب حکیم رحمت اللہ خاں صاحب

۲۶

آپ کے بزرگوار اس ریاست ابد مدت سے رہنے والے ہیں۔ آپنے اپنی محنت و لیاقت سے طب یونانی و ڈاکٹری دونوں کو حاصل فرمایا ہے زیادہ تر یونانی علاج کرتے ہیں کبھی کبھی ڈاکٹری فن کو بھی ضرورت کے وقت کام میں لاتے ہیں۔ پروردگار عالم نے آپ کے ہاتھ میں ایسی شفا بخشی ہے کہ جس مریض کو ہاتھ لگایا اکسیر وقت سے اوسمیں تندرستی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ آجکل آپ کی شہرت دور دور پھیلی ہوئی ہے روزانہ سیکڑوں مریض رجوع ہوتے ہیں۔ اخلاق بھی بہت اچھے ہیں اور آپ کی ہر دل عزیزی نے شہر کے بہت بڑے حصہ کو اپنا ممنون بنالیا ہے۔ غریب اور امیر آپکی نظر میں یکساں ہیں۔ علاج کے موقع پر جس قدر امراد اعزہ کے ساتھ توجہ سے کام لیتے ہیں اوسیطرح غریب اور فقیر سے بھی بلا تامل پیش آتے ہیں۔

محبت، مروت میں یکتا۔ خوش مزاجی و بذلہ سنجی میں فرد۔ پر مذاق و خوش تقریر ہیں۔

جناب ڈاکٹر میر یوسف علیخان صاحب

۲۷

آپ ڈاکٹر میر زا علی خان حکیم الممالک مرحوم کے بھائی ہین۔ فن ڈاکٹری کی تعلیم اپنے لایق مرحوم بھائی سے پائی ہے۔ اور مدتون مرحوم کے زیر نگرانی تجربہ حاصل کیا ہے۔ تشخیص مرض۔ تجویز علاج مین اچھی مہارت پیدا کی ہے۔ علاوہ برین بلحاظ زیادتی سن۔ قدیم تجربہ کار ہین۔ صدہا قسم کے مریض نظر سے گزر چکے ہین۔ جن کا معالجہ آپنے کیا ہے۔ اور اکثر معرکہ کے علاجون مین کامیابی رہی ہے۔ اور سخت سے سخت مریض آپکے ہاتھہ پر شفا پائے ہین۔ بلدہ کے اکثر امرا داغزہ کا علاج اب بھی آپ ہی کے ہاتھہ پر ہوتا ہے۔ ۲۱ شعبان ۱۳۰۸ھ سے مختلف سرکاری دواخانہ جات پر مامور رہے۔ آجکل دواخانہ علے آباد پر مقرر ہین۔ چھ سو روپیہ تنخواہ معہ الونس ماہواری پاتے ہین۔ صاحب اخلاق وذی مروت ہین۔

مسٹر ڈاکٹر احمد مرزا اسکوئر

ایم - ڈی - بی - ایس - سی

۲۸

آپ خواجہ مرزا مرحوم معتمد محکمہ جس کے خاصہ الصدق ہیں - آپ کی تعلیم ولایت میں بامداد سرکاری ہوئی ہے - آپ نے ڈاکٹری کے تکمیل اپنی ذاتی محنت و جانفشانی سے اعلےٰ درجہ پر حاصل کی ہے - اور دگریات حصلہ کی حالت اون مرد صاحب انگریزی سے معلوم ہو سکتی ہے - جو کہ آپ کے نام کے ساتھ تحریر ہے ہیں اسکے فحکمہ صفائی اندرون و بیرون بلدہ کے بلت آفسر ہیں - جسپر ۲۰۰ روپیہ ماہوار پاتے ہیں - علاوہ برین مدرسہ طبابت میں لکچرار بھی ہیں - جس کا الونس ایک سو روپیہ ملتا ہے

لائق - ہوشیار - نوجوان - اور اپنے فن کے ماہر و تجربہ کار - انگلش فیشن کے کرنل ——— درجہ دلدادہ ہیں -

xxxXxxx

جناب حکیم منور علیصاحب

۲۹

آپ سدلس کے رہنے والے ہین - ایک مدت دراز سے حیدرآباد دکن (واقع شاہ گنج - مدینہ مسجد) مین آپ کا مطب جاری ہے - سن رسیدہ - تجربہ کار - لایق - اور ہوشیار ہین - مریضون کا علاج کمال دلسوزی و دلسوزی سے کرتے ہین - اور اعلےٰ درجہ کے بیاض ہین - طبیعت ایجاد پسند پائی ہے آپنے اپنے طور پر متعدد مرکب ادویہ تیار اور ایجاد کئے ہین - چنانچہ آپ کا منورس پوڈر تمام حیدرآباد دکن بلکہ ہندوستان مین مشہور و معروف ہے - اور سرکار عالی نے اسکے متعلق ایک گشتی بھی نافذ فرمائی ہے - اور تمام دواخانجات اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی وغیرہ کے ڈاکٹر دحکما کو ہدایت کیگئی ہے کہ وہ اپنے اپنے دواخانجات مین اس بیش بہا پوڈر کو ضرور موجود رکھین - تاکہ بروقت ضرورت اپنی مسیحائی اور اعجاز نمائی بتلائے - یہ پوڈر عموماً جملہ امراض کیلئے فائدہ بخش ہے - اور خصوصاً طاعون اور ہیضہ کے لئے تو اکسیر کا حکم رکھتا ہے - بہرحال لایق حکیم صاحب کے ایجاد نے کمال شہرت پائی ہے - اور آپکا وجود مریضون کے لئے غنیمت معلوم ہوتا ہے -

۴۵

جناب ڈاکٹر احمد علیصاحب الحسینی الموسوی

۳۰

آپ میر محمد علی صاحب عرف سید صاحب کے خلف الصدق اور میر باقر علی الحسینی کے پوتے ہیں۔ آپکے جد اعلے سید قیام الدین بادشاہ ماتندران تھے۔ جنکا سلسلہ نسب حضرت مرتضے علم الہدے رضی اللہ تعالے عنہ ہما حضرت امام ہمام جناب موسی کاظم علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔ اور دوسری طرف سے حضرت سید الساجدین امام ہمام جناب سید زین العابدین علی ابن الحسین علیہما السلام تک منتہی ہوتا ہے۔ ان کی اولاد میں شمس الدین الحسینی فرزندزادہ سید عزیز اللہ۔ شاہ عباس صفوی کے خالو تھے۔ جنکے فرزند سید شجاع الملک امیر الامرا سے سلطان محمد قطب شاہ کی خواہر بیاہی گئی تھیں اونکے بھائی سید کمال الدین الحسینی المخاطب شجاع الملک امیر الامرا اور بھتیجے سید زین العابدین حسینی المخاطب شجاع الملک امیر الامرا ایکے بعد دیگرے بزمانہ محمد قلی قطب شاہ سے عبد ابو الحسن تانا شاہ تک منصب وزارت دکن سے سرفراز تھے اور شجاع الملک کے بھتیجے سید باقر الحسینی (جو سید حسن الحسینی کے فرزند تھے) تمام خاندان کے وارث ہوئے۔ اونکے فرزند سید محمد موسوی نے بعہد نواب ناصر جنگ شہید مرگ مفاجات سے قضا کی۔ اونکے فرزند سید اعظم الحسینی کی صغر سنی کیوجہ سے جملہ معاش و جاگیر ہائے معطیہ دولت قطب شاہیہ (جسکو دولت عالمگیریہ و حکومت آصفیہ نے معہ اعزاز زائد بحال رکھا تھا) بدامانت سرکار میں رہی۔) اور سید اعظم الحسینی نے ارکاٹ پہونچکر حضرت فقیر علی چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے ارکاٹ خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور وہاں سے پھر حیدرآباد دکن مراجعت کی۔ آپکے تین فرزند اول میر باقر الحسینی دوم مولوی سید الدین صاحب (جنکی مسجد و خانقاہ اور خاندانی تبرکات بمقام مٹی کا شیر واقع کبوتر خانہ موجود ہیں) سوم سید ولی الحسینی۔ چنانچہ خلف اکبر میر باقر الحسینی کو چار فرزند ہوئے۔ ایک میر ولایت علی الحسینی (جنکے فرزند میر باقر علی تھے) دوم میر اعظم علی الحسینی عرف حکیم اعظم صاحب (جو حضرت غفران منزل حضرت مغفرت مکان کے معالج تھے) جنکے جاگیرات جگ لال ہزاری کے باعث امانی نقد و زیور تھے۔ جب جگ لال پر عتاب شاہی نازل ہوا تو اوس کی معاش کے ساتھ یہ بھی داخل سرکار ہو گئے۔ تیسرے میر ہدایت الحسینی منصبدار (جنکا ۱۳۰۳ھ میں لاولد انتقال ہو گیا) چوتھے میر محمد علی عرف سید صاحب (یہ ہمارے معزز صاحب تذکرہ کے پدر بزرگوار

ہین جنکے موروثی اور آبائی مفوضہ جاگیر (بنگلی چرد) مبارز الدولہ بہادر کے پاس بطور امانی سپرد تھی۔ لیکن بعد مین بہادر موصوف کے معاش وجاگیر اور کے ساتھ یہ بھی داخل سرکار ہو گئی۔ جس کی اس وقت کارروائی جاری ہے۔

میر محمد علیصاحب سے خواجہ عبد اللہ الہی طبیب حکیم دانا معالج خاص حضرت مغفرت منزل (جنت مکان ظہیر الدولہ جاگیر دار کوہ خلف نواب عبد الہادی خان ظہیر الدولہ فرزند مظفر جنگ عضد الدولہ اعتضاد الملک کے پوتے تھے) کی صاحبزادی منسوب ہوئین جنکے بطن سے صاحبے لایق صاحب تذکرہ میر محمد علیصاحب پیدا ہوئے۔ مدرسہ دار العلوم مین عربی۔ فارسی۔ حساب۔ جبر و مقابلہ اقلیدس۔ جغرافیہ۔ تاریخ۔ علوم ادبیہ کی تعلیم پائی۔ غرہ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ کو مولوی کی سند حاصل کی۔ بعد ازان میٹیکل کالج حیدرآباد دکن مین داخل ہو کر فرسٹ ڈویژن مین ۱۲۹۶ھ مین پاس ہوئے۔ ۱۲۹۷ھ کو ڈاکٹری کو حاصل کیا۔ اور اسی سنہ مین ملازمت اعلیٰ کا شرف پایا۔ ۱۳۰۴ھ مین جب انگریزی کی سند لی۔ ۲ شعبان ۱۳۰۵ھ کو حضرت اقدس والا مدظلہ العالی کے فوج بارگاہ ڈسٹرکٹ سرجن مقرر ہوئے۔ رسالہ بارگاہ کا علاج بھی آپ ہی سے متعلق ہے۔ بقیہ ملازمین علاقہ صرف خاص آپکے دواخانہ واقع حویلی مبارک مین رجوع ہوتے ہین۔ دوسرا دواخانہ مقام ملک پیٹہ واقع ہے۔ جو فوجی ملازمین سرکار کے لئے مخصوص ہے۔ آپکی فن جراحی کی دستگاہ کرنل اے لاری کے رشید شاگرد ہونیکا ثبوت دیتی ہے۔ آپکی تشخیص ڈاکٹری ٹی پوینٹ کو داد دلاتی ہے۔ فن شعر مین سالک مرحوم سے تلمذ ہے۔ فارسی مین نظیری کی سی طرز ہے۔ آپکی مولفہ مصنفہ تعداد مین ۲۴ ہین۔ جو فن تفسیر حدیث مناظرہ طبیعیات۔ کیمیا۔ نباتات طب وغیرہ مین کی گئی ہین۔ جنکے دیکھنے سے آپکے وسعت پایہ علم کا ثبوت دیتی ہین۔ حدیث مین آپکو توغل زیادہ ہے **توفی مسلما والحقنی بالصالحین**

آپ کو دو فرزند ہین اوّل میر حسن علی الحسینی الموسوی المتخلص بہ ذکی۔ دوم میر حسین الحسینی المتخلص بہ شہید۔ یہ دونو ہونہار صاحبزادے بھی لایق اور ہوشیار ہین۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے رواج خاندان کے موافق اپنے خالہ کی لڑکی سے شادی کی ہے۔ آپ کا شعر صرف ایک بیان درج کیا جاتا ہے ؎

شعر

بے وقت گر بر آئین امید ہین تو کیا لطف کیا
لاؤن کہان سے پھر دل پر آرزو کو مین

بہ نواب اعتضاد الملک۔ منیر الملک مرحوم فرزند جو بیگم صاحبہ مرحومہ کے نانا اور خواجہ رشید خان ہمت جنگ کے والد تھے اور حضرت آصف جاہ اللہ اللہ بریانہ کے مصاحب اور پیشوا بھی رہے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ ۱۲ مولف

جناب حکیم سید عبدالوہاب صاحب

۱۳۱

آپ منصفات ہندوستان کے رہنے والے ہین - ایک مدت سے حیدرآباد دکن مین مطب کرتے ہین - دونون آنکھون سے معذور ہین - جسکی وجہ سے خاص وعام مین حکیم نابینا کے نام سے موسوم ہین - اس وقت فن یونانی مین آپ کا نظیر حیدرآباد دکن مین مشکل سے ملے گا - بنا ضی مین کمال حاصل ہے - تشخیص امراض مین اچھا مدرک ہے - آپکے مطب کے مجربات ادویہ مریض کے لئے مسیحائی کا کام کرتے ہین - تمام شہر مین آپکے علاج کی شہرت ہے - امیر اور غر بکثرت رجوع ہوتے ہین - روزانہ صدہا مریضون کا ہجوم رہتا ہے - پروردگار عالم نے دست شفا عطا فرمایا ہے - اسی لیاقت وشہرت کے باعث اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے آپکو شرف ایماں عطا فرمایا - اور تنخواہ بھی مقرر فرمائی - شہر گنجی پر رہنے کو ایک مکان بخشہ بھی مرحمت کیا - مگر بوجہ معذوری کے آپکے بھائی سید عبدالرزاق صاحب بارگاہ اقدس اعلےٰ مین حاضر ہوتے ہین جسکو ہمیشہ بابایی کا اعزاز حاصل رہتا ہے - شاہی حکیم کہلاتے ہین - آجکل حضرت اقدس اعلےٰ کی نظر الطاف کمال درجہ [illegible] چونکہ آپنے اپنے لایق بھائی کے ہاتھون - یہ تعلیم پائی ہے - اور نہایت [illegible] اس فن کو کمال شوق کے ساتھ حاصل فرمایا ہے - [illegible] آپکا [illegible] اور علاج مین بھی کمال حاصل ہے - مریض کا علاج نہایت تشفی اور [illegible]

آپ ہر دلعزیز - وجیہ - جامہ زیب - صاحب اخلاق وذی مروت ہین -

حکیم سید حسین صاحب

۳۲

آپ صدر شفاخانہ یونانی واقع چادرگھاٹ میں مقرر ہیں افسر الاطبا کے لقب سے موسوم ہیں۔ آپکی ابتدائی ملازمت ۱۳۱۱ھ ہے رمضان ۱۳۱۳ھ سے افسر الاطبا کے خدمت پر مامور ہیں مطب یونانی اور ڈاکٹری دونوں میں کامل ہیں۔ امراض تشخیص مرض میں آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ اور علاج میں بھی اعلیٰ تجربہ ہے۔ آپ کی لیاقت وغیرہ کاری محتاج بیان نہیں ہے۔ حیدرآباد دکن میں آپنے اچھی شہرت پیدا کی ہے۔ سرکار دواخانہ کے علاوہ اپنے مکان واقع جنینی علم پر بھی مطب نمائگی رکھا ہے جہاں اپنی ذات سے خرچ سے ادویہ وغیرہ مریضوں کو جسبتہ للہ دیتے ہیں اور دواخانہ سرکاری سے غیر اوقات میں اوس خانگی مطب میں مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں۔ ستاتین سو روپیہ تنخواہ سرکار عالی سے مقرر ہے۔ ہر صنف کے علوم میں دخل اور دلچسپی ہے۔ ایک بڑا کتب خانہ قائم کیا ہے جسمیں جملہ علوم و فنون کے کتب موجود ہیں جنکی تعداد ہزارہا ہوگی۔ جہاں کوئی نایاب نسخہ پایا فوراً خرید لیا خصوصاً علمی کتب کا بہت شوق ہے ایک سو روپیہ کی جگہ دس روپیہ دیکر نایاب نسخوں کو آپ نے جمع کیا ہے۔

آدمی خوش اخلاق۔ ذی مروت۔ فیاض۔ پذیرا ہیں۔

جناب ڈاکٹر محی الدین خان صاحب

۳۲

آپ محمد اسمعیل خان مرحوم سردار علاقہ شمس الامرا بہادر کے خلف الرشید ہین - اور حیدرآباد دکن کے مشہور اور نامی حکما مین آپکا شمار ہے - جس زمانہ یہان ڈاکٹری کے علاج کے چندان شہرت نہ تھی - اور لوگ اسکے نفع سے خلایق بالکل بیخبر - بلکہ ڈاکٹری علاج سے خوف کھاتے تھے - چنانچہ اوس زمانہ مین آپ نے باضابطہ طور پر فن ڈاکٹری کو حاصل فرمایا - اور ایک زمانہ دراز سے مریضون کا علاج کرتے ہین - صدہا قسم کے مریض آپکے ہاتھ پر شفا پاے ہین - تجربہ بڑھا ہوا ہے - قدیم وضع وطرز کے پابند ہین - اخلاق ومروت بھی اچھے ہین - اس وقت تقریباً ساٹھ سال سے اونچا ہین ہوگا - محلہ خفیرہ مین مکان ہے - اپنے مکان پر مطب کرتے ہین -

جناب ڈاکٹر محمد عباس صاحب

۳۴

آپ لکھنؤ کے رہنے والے ہین - تین چار سال سے حیدرآباد دکن مین قیام پذیر ہین پرانی حویلی کے متصل کوٹلہ اکبر جاہ کے روبرو آپنے مطب کھولا ہے - اکثر یونانی طریق پر علاج کرتے ہین - بہت کچھہ مرکبات و مفردات ادویہ یونانی موجود ہین - یہان کے امرا و اعزہ مین آپ کی اچھی رسائی ہے اور رسوخ بڑھا ہوا ہے عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر عدالت و امور عامہ سرکار عالی کے اسٹاف سرجنی کی خدمت سے ممتاز ہین - آدمی لایق اور ہوشیار ہین - عالمانہ وضع ہے چہرہ سے فراست و دانائی عیان ہے - تحریر و تقریر بھی اچھی ہے - تشخیص و تجویز علاج بھی قابل تعریف ہے - اخلاق و مروت بھی عمدہ پائے ہین - وجیہ اور خوش پوشاک ہین - مریضون کا مرجوعہ بھی کثیر التعداد ہے - جو آپ کے حسن علاج کی نشانی دلیل ہے - اکثر اشخاص آپ کے معالجہ کے نسبت رطب اللسان پائے جاتے ہین

آپ جملہ دواخانجات سرکار عالی کے منصرم ناظم ہین۔ مدرسۂ طبابت کے پرنسپل اور نظارت و صدر مخزن ادویہ افضل گنج کے منصرم مہتمم ہین۔ جب ڈاکٹر لاری سابق ناظم طبابت ایکٹ مدت دراز کے بعد اپنی ڈیوٹی ختم کرکے رخصت ہلوئے تو اون کی جگہ میجر ڈمی ہراکٹ من۔ آئی۔ ایم۔ ایس ناظم طبابت مقرر ہوکر آئے۔ لیکن یہ بہت جلد رخصت لیکر راہی ولایت ہوئے۔ اور آپ اون کی جگہ ۲۲ محرم سنہ ۱۳۲۰ھ سے منصرم ہین۔ صدر مخزن ادویہ کی مہتمی کے دو سو روپیہ اور صدر دواخانہ افضل گنج کی مہتمی کے تین سو روپیہ جملہ پانچ سو روپیہ ملتے ہین۔

آپ انتہا درجہ کے لایق و ہوشیار۔ تجربہ کار ہین۔ اور فن ڈاکٹری مین متعدد ڈگریان آپنے حاصل کی ہین۔ مختلف مقامات پر ہزارون مریضون کا علاج آپکے ہاتہہ پر ہوا ہے۔ جس سے تجربہ کاری اور مہارت مین معقول اضافہ ہوا ہے۔ یہان بہی اکثر علاج سخت اور مہلک مریضون کے کئے ہین۔ جس مین پوری پوری کامیابی آپ کو حاصل رہی ہے۔ فن جراحی مین بہی تبحر اور مہارت رکہتے ہین۔

۵۲

حکیم رکنا جیو

۳۶

آپ حکیم گنگا متوفی کے خلف الصدق ہین۔ آپکے والد نے اپنے فن حکمت مین بہت کچھ ناموری حاصل کی تھی۔ دور دراز مقامات پر شہرت اور تعریف ہوئی۔ چونکہ آپنے اپنے لایق باپ کے زیر نگرانی فن طبابت مین تعلیم پائی ہے۔ اور اون کی پیشدستی مین برسون کام کیا ہے۔ اور طرز و ترکیب علاج کو اچھی طرح دیکھا ہے۔ اسلئے بالکل اپنے متوفی باپ کے قدم بقدم ہین۔ اور یہ فن آپ کا موروثی ہے۔ متعدد تجربات مختلف امراض کے موجود ہین۔ آپکے جملہ علاج معمولی ہوتے ہین۔ یونانی اور ڈاکٹری سے بالکل علیحدہ ہین۔ جس قدر ادویہ تیار ہوتے ہین وہ سب جنگل کی جڑی بوٹی۔ پھل پتے سے ترکیب دئے جاتے ہین۔ مصری علاج مین اس وقت آپکا نظیر حیدرآباد مین ایک بھی ملنا دشوار ہے۔ اکثر نازک اور اہم موقعون پر آپنے وہ وہ معرکہ کے علاج کئے ہین کہ جس سے ڈاکٹر اور حکمائے یونانی کو بھی حیرت رہی ہے۔ بعض مایوس العلاج کا معالجہ بھی (جنکو ڈاکٹران نامی اور حکمائے حاذق نے جواب دیدیا تھا) کمال حسن و خوبی سے آپ نے کیا ہے۔ بھجرل اپنے فن کے بہت بڑے ماہر اور تجربہ کار ہین۔ ملکہ کے اکثر امراء و معززین کے یہان آپ ہی کا علاج جاری ہے۔ اور متعدد امراء کے یہان سے تنخواہ مین مقرر ہین۔ آدمی خوش اخلاق ذی مروت نوجوان ہین۔

مسٹر ڈاکٹر کریم خان
ایم۔ بی۔ سی۔ ایم

۳۷

آپ مرزا مہدی خان کوکب ناظم مردم شماری کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ڈاکٹری
میں اعلےٰ درجہ کا تجربہ حاصل ہے۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو صیغہ فوج کی ماتحتی
سرجنی کی خدمت پر مامور ہوئے۔ سات سو روپیہ ماہوار۔ بنام ایک سو روپیہ الاؤنس
ملتا ہے۔ مدرسۂ طبابت میں لکچرار بھی ہیں اس کا الاؤنس علیحدہ ایک سو روپیہ مقرر
ہے۔ نہایت لائق۔ ہوشیار۔ تجربہ کار۔ فن ڈاکٹری کے ماہر ہیں۔ مایۂ
اسکے وجیہہ۔ جامہ زیب خوش اخلاق۔ ذی [illegible]

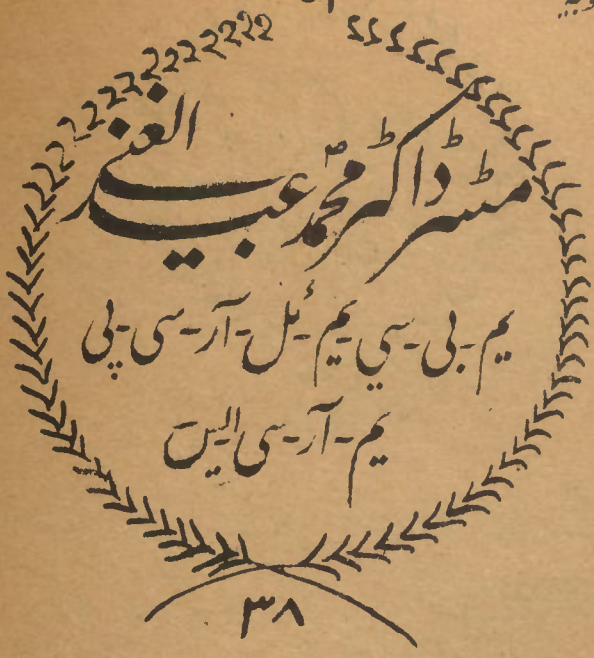

آپ مدراسی الاصل ہین۔ ابتدائی تعلیم آپنے حیدرآباد دکن کے مدرسۂ طبابت مین حاصل کی ہے اور ڈاکٹر لاری سابق ناظم طبابت کے لایق شاگردون مین آپ کا شمار ہے۔ چنانچہ آپ کی ہوشیاری مستعدی چابکدستی کے باعث ڈاکٹر لاری سابق ناظم طبابت نے کلورافارم کمیشن کے موقع پر آپکو اپنے ساتھ لندن لیگیا تھا جہان آپنے تعلیم پائی۔ اور اعلےٰ درجہ کے ڈگریات حاصل کئے۔ اور فن طب کے اکثر شعبون مین کامیاب ہوے۔ ۱۰ ماہ رمضان ۱۳۱۵ھ سے صیغہ صفائی چادرگھاٹ کے ہلت افسر ہین۔ تین سو ماہوار ملتی ہے۔ مدرسۂ طبابت کے لکچرار بھی ہین۔ اس صیغہ سے ایکسو پچاس تنخواہ اور ایکسو بیس الونس بابتہ معالجہ یورپین گرنمنٹ افسران پاتے ہین تشخیص امراض و تجویز علاج مین آپ کو اچھا مدرکہ حاصل ہے تجربہ کار۔ ہوشیار۔ لایق شخص ہین۔ علاوہ بریں اخلاق و مروت بھی اچھی پائے ہین۔

حکیم محمد اسحاق صاحب

حیدرآبادی

۲۳۹

ان کے آباو اجداد کا مولد باس بریلی ہے۔ جو ہندوستان کے ممالک مغربی و شمالی میں داخل ہے بڑے سندی سید ہین۔ حضرت سید علی ترمذی عرف پیر بابا قدس سرہ العزیز کے اولاد مین سے افغانستان مین کنہڑ کی گادی انہین کے بزرگون کی ہے۔ ان کے جد امجد کو ۴۸۶ جاگیر مین اور ملک چوتھائی محاصل بریلی کا معاف تھا۔ یون تو کل مسلمان جو اس خاندان کو جانتے ہین مانتے ہین۔ مگر پٹھان لوگ ان سے بہت اعتقاد رکھتے ہین۔ سخاوت اور صاف باطنی مین یہ بزرگ مشہور ہین بناوٹ اور خامیس ان مین کچھ نہین ہے۔ مشایخانہ لباس اور پیری مریدی کی طرف ان کو بالکل توجہ نہین ہے۔ ان کے بچان کی کرامتین بڑے بڑے جوش کے ساتھ بیان کیجاتی ہین۔ بہت سے روساء ہند ہزارون سے سالانہ ان کو بھیجتے ہین۔ بلکہ لاکھون تک نوبت پہونچی۔ اور بڑے بڑے معتقد رہے۔ ان کی بد دعا مشہور خلایق ہے۔ بڑے بڑے زبردست لوگ تہراتے تھے۔ اور دعا سے بڑے بڑے فتوحات نصیب ہوئے ہین۔ رام پور اور فرخ آباد کی لڑائی مین ان کے جد امجد کی دعا نے بہت صاف طور سے دعوے کے ساتھ حیرت انگیز کام کیا۔ دو چار ہزار آدمیون سے پچاس ساٹھ ہزار فوج میدان جنگ سے ایسی بری طرح بھاگی کہ چوپتان تک پیچھا کیا گیا بارہ کوس تک اس دعا کا دہان کے لوگون کو پورا اعتقاد ہے۔ اسکے سوا اور ابھی بہت سے واقعات سے

معلوم ہوتا ہے کہ سید محمد اسحاق صاحب بے شک اعلےٰ خاندان سے ہین - اور سیر صفات ذاتی بھی اعلےٰ رکھتے ہین - حکیم صاحب کے صداقت نامی دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعلےٰ عہدہ دارون نے ان کے سچے اخلاق اور عمدہ چال چلن اور برگزیدہ صفات کی ذمہ داریان کین ہین - انہون نے حیدرآباد جیسے ملک مین اپنے آپ کو اپنے وضع کا ایسا پابند کر رکھا ہے کہ ان کا رنگ ڈھنگ یہان کی خلقت سے ایک جداگانہ معلوم ہوتا ہے اور رنگ مین رنگ نہ ملانیکے باعث انہون نے بڑے بڑی تکلیفین اوٹھائین عہدہ دارون نے ان کے ساتھہ بڑی بڑی بدسلوکیان کین - اور اب تک چلتے ہین - رشک وحسد کے شعلون نے ان کے سارے فوائد وحقوق جلاکر خاک سیاہ کر ڈالے - مگر انھون نے اپنی وضع کی کچھہ اصلاح نہ کی نوکریان جاتی رہین - اور پرواہ نہ کی - ان کے کمالات کو تعجب کے ساتھہ بڑے تجربون سے ایسے اعلےٰ درجہ کے پروفسرون نے بیان کیا ہے - جو ولایت کے اعلےٰ تعلیم یافتہ اور بڑے راست بازانے جاتے ہین - وہ لکھتے ہین کہ یہ نہایت تیز فہم شخص ہین اور فی الحقیقت عقلمند آدمی ہین - علاوہ علمی معلومات کے ان کو عملی کامون مین بڑی دستگاہ حاصل ہو چکی ہے چنانچہ مکانیکل لائن مین کوئی کام ایسا نہین سمجھا جاتا جسکو یہ نکر سکتے ہون - الکٹری سٹی اور میگناٹیزم کا انکو خوب علم ہے - ان کی ایجادی طاقت سینٹی فک اصول کے ساتھہ آلات کے بنانے مین حیرت انگیز ہے - کام مین انکے صحت اور خوشنمائی ہے - پراکٹکل کیمسٹری ان کی بہت اچھی ہے - اور فن اسے کے امتحان مین تو انہون نے دوبار کامیابی حاصل کی ہے - دارالضرب حیدرآباد مین اسے ماسٹر رہ چکے ہین - کچھہ عرصہ سے اسپلیٹر سکوپ کا کام بھی یہ کر رہے ہین - ڈاکٹر اگھورناتھہ صاحب لکھتے ہین کہ مینے ایسے کئی چیزین تیار کرتے ہوئے خود دیکھا ہے جسکے باعث مینے اون کی قابلیتون کی نسبت ہی بڑی رائے قایم کی اگر مین علم حکمت کا استاد ہوتا - تو ان کو اپنا اسسٹنٹ کرنمین ایک لمحہ توقف نہ کرتا - انکی قابلیتون کا اندازہ کرنا ہو تو ان کے کامون کو دیکھو - ان کے کام اُن کا نجو نمین زیادہ

مفید ہو سکتے ہین کہ ہمان کیمسٹری اور فزیکل سائنس پڑہایا جاتا ہے۔ چونکہ یہ اپنی قابلیتون مین بے نمایش آدمی ہین۔ اسواسطے سب سے اوّل قدر کے لایق ہین۔

ڈاکٹر کرنل للاری صاحب کو ایکبار انھون نے راڈ بو گرافی مین بڑی مدد دی۔ ایک پولیٹکل ایجنٹ ڈاکٹر کا نام سنکر اپنے مرض کی تشخیص اور علاج کے لیے اون کی پاس آئے اون کی ڈیڑہ کی ہڈی مین کچھہ فساد تھا۔ جسکے معلوم کرنے کی بہت کچھہ کوشش کی گئی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر سید صاحب بلائے گئے۔ انہون نے ڈیڑہ کے دونون جانب دو رسولیان دکھلا دین۔ ایک ناکامل سامان سے یہ کام ایسا مشکل ہوگیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کو یہ کہنا پڑا کہ یہ صاحب اس فن پر حکومت رکھتے ہیں۔ اور تعریف مین لکھتے ہین کہ یہ صرف ایسے شخص ہین کہ ان کو فن حکمت مین بہت بڑی مداخلت حاصل ہے۔

یہ ہماری رائے ہے کہ انہون نے علم بڑی عمدگی سے سیکھا ہے۔ یعنی عمل کے ساتھہ۔ یہ کہتے ہین کہ عمل پہلے ہے۔ اوسکے بعد علم ہے کتابین حکمت کی کان کا راستہ بتلاتی ہین نہ وہ جواہر کھود کر نکالنا اپنا کام ہے۔ یعنے علم کا وہ حصہ جس سے دولت پیدا ہوتی ہے۔ کتابون مین نہین رہتا ہے۔ انسان اپنے عمل سے خود ڈھونڈ کر نکالتا ہے۔

محض کتابی علم سے ترقی علم و دولت ہونا بالکل غلط بات ہے۔ البتہ بعض صورتون سے ذریعہ معاش ہوسکتا ہے۔ جیسے ایک عالم کچھہ لیکر دوسرے کو علم پڑہا دے۔ اور دوسرے تیسرے کو اور علیٰ ہذا۔ لیکن جو کچھہ پڑہایا گیا اوس سے کیا کام نکلا۔ مجھکو اس مین بحث ہے اور یہ معاش بھی اوسی صورت مین ہے جب کہ جمہور کے نزدیک علم پڑہنا ایک عزت کی بات قرار پاگئی ہو۔ جو لوگ مدرسہ مین کتابین پڑھہ کر گھر آ بیٹھے ہین۔ اور سمجھتے ہین کہ ہم بی اے۔ اور بم اے ہو آئے۔ لیکن ہماری کوئی قدر ہی نہین کرتا بیشک ہماری قسمت خراب ہے۔ کہ ہمین نوکری نہین ملتی۔ یہ اون کی ناتجربہ کاری ہے۔ کہ تحصیل علم کے وقت سے اور ترقی کر گئی ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ اب اس قابل ہوئے کہ حصول معاش کے واسطے کچھہ سوچین اور سیکھین۔ یہ

دیکھنا چاہئے کہ کتابین کیا چیز ہین - اور اہل کتابون مین عامل کے عمل کا پس ماندہ رہتا ہے جو
باقی نفع اوٹھانیکی غرض سے جمع کرکر فروخت کیا جاتا ہے یعنی وہ ہمارے انہین کامون کا
کم قیمت حصہ ہے جو کتابون مین عزت کے ساتھہ جمع کرکر بڑی شان سے مدارس مین پڑہایا
جاتا ہے - کیا یورپ کی کتابین یاد رکھہ کر ہندوستان یا کوئی اور ملک برابری کرسکتا ہے
ہرگز نہین - ہمیشہ پیچھے رہیگا جب تک انسان کتابون کے مضامین مین رہتا ہے - اگر کوئی شخص
کسی ادنی بات کی اصلاح مین بھی کچھہ کہی - تو اوسکے نزدیک زمین و آسمان کا انقلاب ہوجاتا
اوسی شخص کو جب کام پر لگادیا جاوے - تو کام سے واقف ہوئے بعد وہ خود ہی اصلاحین شروع
کردیتا ہے - نئے مسائل داخل پرانے خارج کرنا علے قدر ذہانت وہ اپنا ہی کام سمجھتا ہے - عمل
وہ فعل ہے کہ جب ہماری مشق مین ہو تو وہ خود بخود ہمکو ایجاد کے ڈھنگ پر لگا دیتا ہے - اگر ہمارا
ذہن اچھا ہے - خلت کی عادت ہے تو یہ ہی عمل ہمارے ہاتھہ سے خود بخود نئی ایجادین
کراتا چلا جاتا ہے -

فی الحقیقت سید صاحب نے اس وضع کی تعلیم سے یہ بات تو بیشک حاصل کرلی ہے کہ
جو فن یہ جانتے ہین اوسکے آلات و اسباب خود تیار کرلیتے ہین - مثلاً فوٹو گرافی تو
اوس کی نیس وغیرہ آلات بنانا یاد ہے - یا طبابت تو اوس کے آلات و ادویات بھی
نالیتے ہین - اور نیز وہ اپنے جس کام مین چاہتے ہین - اوس کے واسطے جدید آلات
و تراکیب نکال لیتے ہین - سرکاری خدمات مین بھی اون کے پردیانت خدمات اور نوادر
اختراعات صحیح طور سے سنے گئے ہین - مگر ان تعلقات کا ذکر مین زیادہ نہین کرنا چاہتا
کیونکہ وہ آتش صرف یہین بڑکی ہے - اور یہان سے اوسکی ورد معلوم ہوتا ہے -
صنعت مین باریک سے باریک کام گھڑیال کا ہے جسکو انھون نے کیا ہے - یہ کہتے ہین
کہ گھڑی کے وہ پرزے یعنی مسالہ لوہا اور پیتل پکڑ جو آجکل کے گھڑی ساز نہین بنا سکتے ہین
انھین پرزون کی تیاری سے گھڑی کا کام سیکھنے کی ابتدا کی ہے - ان کا قول ہے چاہے

کوئی علم سیکھے مگر صنعت ضرور سیکھے۔ کہ ہر فن اس کا محتاج ہے۔

مدرسی کا امتحان یہ سب سے پہلے دیکھے ہیں جس میں ۱۲ بیجکٹ تھے۔ اور ۶۴ آدمی شریک تھے۔ ان کا نمبر سب سے اوّل تھا جس سے معلوم ہوا کہ ابتدا سے یہ صاحب علم ادب میں استعداد رکھتے ہیں اور سرکاری حکم سے انہوں نے دو امتحان فن اُسے کے دیئے جسکے واسطے دور دور سے مختلف اقوام کے لوگ آئے تھے۔ یہ دونوں بار کامیاب ہوئے۔ اور وہ دور ہی دور رہے۔ اب ہمت سے واقعات بیان کی ضرورت نہیں۔ مطب آپکا محلہ مغلپورہ میں امتیاز الدولہ بہادر کے اندر دن مکان نمبر ۲۰۰ میں ہے۔ طبابت ان کی بہت مختصر دیکھی جاتی ہے۔ اکثر ایک دو دوا دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جب چار دوائیں نسخہ میں لکھ دیتا ہوں۔ تو میری دانست میں کام بہت بڑھ جاتا ہے۔ اور اس بات کی نگرانی سے۔ کہ وہ جسم میں کہاں کہاں جاکر کس کس وقت کیا کیا فعل کرینگے۔ مجھکو زحمت ہوتی ہے ہر چند کہ مریض کو ظاہر اکوئی نقصان نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن علمی اصول اور اوسکی احتیاط اور انسانی ہمدردی کے خلاف ہے کہ میں ہر علامت کے واسطے دو دوائیں دوا بڑھاتا چلا جاؤں۔ یاد رکھنے کا گھ انگریزی دواؤں کے استعمال کی بے اعتدالیوں سے جو طبیعت کو مدد جز ہوتا ہے۔ وہ اوسکی قدیمی اور عادی کاموں میں اوسکو بہت ضعیف کر ڈالتا ہے۔ اسی وجہ سے آجکل انسان ادنی سبب سے بیمار ہو جاتا ہے۔ مرض کیا ہے اور طبیعت کس طرح جسم کے اندر کام کرتی ہے میری کتاب بادیہ حیوانی کبھی دیکھ لیجئے۔ علاج کے جو طریقے انہوں نے ایجاد کئے ہیں فی الحال اوسکی تکمیل میں بہت سرگرم ہیں۔ طریقہ میں بھی ان کے بہت اختصار ہے۔ یعنے یہ خیال رہتا ہے کہ کوئی خوراک دوا اپنکی ضائع نہ ہونے پاوے۔ جو امراض ایک خاص مدت میں تمام ہوتے ہیں۔ اونکو اختیار میں لانیکے بھی کوشش ہیں ہیں حاد امراض میں اونکا یہ انداز معلوم ہوتا ہے کہ بتدریج نفع ہونیکے عوض یکایک ہو جاوے۔ اس مسئلہ میں تو ہمارے ہیں دیکھتے کہ بتدریج نفع ہونا اچھا یا یکایک مگر یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ جب تشخیص صحیح ہو کر دوا موافق پہونچتی ہے تو کام بھی جلد ہو جاتا ہے۔ اور مریض بھی جلد اوٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور جس سے مدت زیادہ نہیں لگتی اور مریض کمزور ہونے ہیں پاتا۔ ایک اور اختصار یہ ہے کہ دوا کا نفع۔ اکثر ایک ہی خوراک پر دیکھتے ہیں۔ اور تجویز صحیح ہوئی تو چند خوراکیں دی گئیں ورنہ دوسری خوراک پر دوا بدل دی جاتی ہے۔

ان سب باتوں پر نظر کر کر جو میری دانست میں بیشک صحیح ہیں جناب حکیم صاحب کے نسبت میرا یہ بیان ہے کہ اس اعلیٰ درجہ
خاندانی اور کمالات ذاتی و صفاتی کے ساتھ اس درجہ کا شخص ہوئی میری نظر سے نہیں گذرا۔ اور باوجود اخبارات نہ سننے
سنا۔ اور جو خبریں سنی جاتی ہیں کہ ان کے ساتھ بعض لوگوں کو رشک و حسد بہت ہے۔ تو کیا عجب ہے کیونکہ رذیل لوگ ہمیشہ شریف
سے جلتے ہیں۔ نالائق لائق سے۔ جاہل عالم سے۔ بلکہ ان کو تو مقیاس ٹھہرانا چاہیئے۔ شرافت کا دیانت کا ذہانت کا
خیالات کا کمالات کا۔ رتبہ کا مال چین کا۔ اور فضول اکیٹھے ہوئے عہدہ دار کے ایسے لوگ ملتے کہاں ہیں۔ اس درجہ
کے لوگ کمو تو شتابان عقلمند ڈھونڈتے ہی ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے جمع رہنے سے سلطنت میں برکت رہی
شان و شوکت رہی۔ استقلال رہا۔ کمال رہا۔ ہیبتہ کار مفوضہ محنت و دیانت سے انجام دینے والے۔ اگر کوئی بنا کام
اگر پڑے تو یہی لوگ کر نوا لے ہیں جب یہ گئے تو سب گئے۔ دیکھئے تاریخیں اور تاریخیں کیا زمانہ حال دیکھئے جہاں سے
عقلمند دیانت دار وفادار کمال لوگ کسی ترکیب سے مٹا دیئے گئے۔ چاروں ہیں ہو ہو گیا۔ اور ہو بھی یہ کہ سلطنت ہو
کوئی ایک کارخانہ صرف کسی کا پایہ پکڑنے سے پایہ داری نہیں ہوتی۔ وہ تو اوس پایہ کا آدمی ہونا چاہیئے ۔ ہر کارخانہ
کلہ کنج خادو تدنشست۔ کلاہ داری و آئین سروری دانند۔ اب ہم ایک کارخانہ ڈالتے ہیں جنمیں انجنیر کلارک
اکونٹنٹ۔ فورمین۔ فائرمین فاؤنڈر ٹرنر فٹر کی ضرورت ہے۔ ہمنے کیا کام کیا۔ کہ فن سے تو کچھ غرض نہ رکھی۔ اور ان
قدیم کو۔ رنیا۔ تمیا۔ نیگیا۔ بالنا۔ شریف جیا۔ نجیب صاحب۔ کمال خان نحال خان۔ جنمیں سے کوئی تو یار غار ہے۔ کوئی غار
ہے۔ کوئی غافر ہے۔ تو کوئی غابر اور کوئی غاصب ان کو طلب کیا۔ اور چھیوں ہیں جائدادوں کا نام لکھ لکھ کر گویا ان
بنا کر اچھال دیا۔ اور اوہنوں نے لوٹ لیا۔ پھر کیا تھا۔ نوکریاں ملتے ہی پی کھا کر باغوں میں پہونچے۔ اور
دوستی میں رہے ڈھولک بج رہی ہے۔ اور شادیاں سا رہے ہیں۔ تو اب فرمائیے کہ یہ بیل کیسے منڈھے چڑھے
اور ایسی چاہئے کام والوں کا کیا کام۔ اور اگر کوئی آپہنا۔ کہ طوطی را با زاغ در قفس کردند کی حکایت پوری ہو جاتی ہے۔ ایسوا سطے ؎

کھو بلبل سے یہ جا اس چمن سے آشیاں اپنا
نہ گل اپنا نہ خار اپنا نہ ظالم باغبان اپنا

خاتمہ

ہمنے دفتر حکماء کو صرف اون ہی حکما اور ڈاکٹرون سرکاری وغیر سرکاری کے حالات سے زینت دی ہے۔ جو قابل ذکر اور اس وقت اپنے فن کے ماہر اور تجربہ کار مانے جاتے ہین۔ اور جنکے تشخیص و تجویز علاج پر نے شہر مین حکمائی کے ساتھ شہرت پائی ہے۔ ورنہ یون تو خانگی طور پر صدہا حکیم اور ڈاکٹر حیدرآباد دکن کے کوچہ و بازار مین مطب کھولے بیٹھے ہین۔ اور علاوہ جو ملازم سرکار عالی ہین اونکی بھی تعداد بیشمار ہے اگر اضلاع ممالک سرکار عالی اور دارالسلطنت حیدرآباد دکن کے جملہ حکماء اور ڈاکٹرون کے حالات لکھنا چاہین تو ایک ضخیم دفتر کی ضرورت ہوگی۔ اسلئے اون سے اصرار کیا گیا۔ علاوہ ہمین بامداد سرکاری ہر سال لندن سے دو چار ڈاکٹر بھی سند لیکر آتے ہین۔

یہ بات بھی بتلانے کے قابل ہے کہ بعض نامی ڈاکٹر اور حکما کے حالات بلحاظ خطابات و منصب کے دفتر اول طبقہ امرا مین درج ہوے ہین اور یہان اون کا اعادہ نہین کیا گیا ہے مثلاً نقبان الدولہ نواب نفیس جنگ بہادر وغیرہ بہرحال ناظرین اسکے متعلق سہو اور غلطی کا خیال نفرمائین اسلیے حالات دفتر اول مین ملاحظہ کرین۔ علاوہ برین اون حکمائے حاذق کے حالات (جو اسی عہد میمنت مہد مین کسوقت مسیحائی وقت تھے) بھی قلم انداز کیے گئے ہین جو اسوقت پردہ دنیا پر موجود نہین ہین۔ اور سب عالم جاودانی ہوچکے ہین لیکن یہان اونمین سے چند حضرات کے اسمائے گرامی تحریر کیے جاتے ہین۔ تاکہ ناظرین کتاب کے دلون پر قیام کتاب تک اون کی یاد تازہ اور اونکا نام باقی رہے۔ حکیم ظہور الحق مرحوم (یہ بہت بڑے ناضل تھے) حکیم عبدالعزیز خان مرحوم۔ حکیم محمد اسحاق مرحوم۔ ڈاکٹر تراب خان مرحوم۔ حکیم مراد علی مرحوم۔ حکیم فصیح الدین خان مرحوم۔ حکیم محمد سعید خان مرحوم۔ ڈاکٹر سنجن جانسٹن (گو۔ قوم انگریز سے تھے مگر سخاوت نامور شخص تھے۔ شاعری کا بھی شوق تھا۔ غلاطون تخلص کرتے تھے

مولف

۷۸۶

جلد دوم تزک محبوبیه

دفتر هفتم

طبقه شعرای نازک خیال

غلط نامۂ دفتر ہفتم (طبقہ شعرائے نازکخیال) جلد دوم مترک مجموعہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	۸	میرے	مرے	۲۵	۳	نیشت	پشت	۴۷	۵	الحیت	الحیات
۲	۹	دفاعین	دفائین	۲۶	۱۰	احمد	احمدؐ	۴۲	۱۰	زمرمہ	زمزمہ
۲	۱۱	کرادہر	کہ ادہر	۲۹	۱	مسی	جنسی	۵۱	۱	بارہ ٹیکی	بارہ ٹیکی
۲	۱۳	ڈرایا	ڈرایا	۳۱	۵	مالۂ برتر	نالۂ برتر	۴۳	۶	زادِ راحلہ	زادِ راحلہ
۲	۱۵	چھپائے	چھپائے	۳۴	۹	رہین	رہینِ	″	۱۳	کوچہ	کوچہ
۲	۱۶	صدمے	صدمے	۳۴	۱۴	ساعقہ	صاعقہ	۵۵	۶	ذمینداری	زمینداری
۳	۱۴	ادانے	ادا سے	۳۶	۹	بچسکے	بچکے	۵۶	۵	ہین	نہین
۶	۱۰	کرانے والے	کرنے والے	۳۷	۱۲	خو	جو	″	۹	نا	بنا
۱۲	۱	سید سعد الدین	سید سعید الدین	″	۷	اند	ماند	۵۹	۲	طولے	طویلے
۱۵	″	احمد	احمدؐ	″	۲	لینگہ	کمینگہ	″	۱۳	قصو	تصور
۱۶	۲	قبلہ	قبلۂ	″	۱۱	۴و	او	″	۱۴	کر	گر
۲۱	۶	یریلوی	بریلوی	۴۲	۹	آپ	آپ کو	۶۰	۱۵	ہلے	ہے
″	″	اور	اب	۴۲	۹	ے	سے	۶۰	۱۶	سے	ہے
۲۲	۱۷	بتلائی	بتلایئے	″	۱۰	خدا	فدا	″	۱۹	زبر	زہر
۲۴	۷	تو یکر	کیونکر	″	۱۰	ہرجبا	ہرجا	۱۲	۴	علداری	علداری
″	۹	آس	آمین	″	″	ردیف قافیہ	ردیف قافیہ	″	۸	رہا	رہی
۲۵	۱	احمد	احمدؐ	۳۶	۱۱	حابت	حاجت	۶۶	۲	مے	سے

″	۸	جسکے	جنکے	۸	بدر	ہدر	″	۲۰	از بندر بمبئی	از بندر کراچی
″	″	آجائے	آجائیں	۸	مربی	عربی	۱۱۲	۴	تاب	تاب
۶۹	۳	۹۵۸۰	۹۵۸۰	۵	صعف	ضعف	۱۱۴	۱۹	دہمبہ	دھمبہ
۶۹	۸	بھاد	بہادر	۱۷	مرسے	سرسے	″	۲۰	بار	باز
۷۲	۱	چنچل گوڑی	چنچل گوڑہ	۴	شعبدے	شعبدے	۱۱۸	۲	بتاؤ	بتاو
۷۲	۱۰	نجر	بجبر	۱۵	نماز	ناز	″	۵	نہ کرتا	نہ کرنا
۷۲	۱۵	بستیم	بستیم	۶	کہا	کیا	″	۹	حکومت	حکومت
۷۲	۱۶	زسم	زبیم	۶	ہمرتبہ	ہمرتبہ	″	۱۳	ان بنون	ران بتون
۷۲	۱۷	بگومیت	بگومیت	۱۱	پیمبر	پیمبر	۱۲۰	۶	ڈہونڈا	ڈھونڈھا
۷۶	۶	مین ہی	مین بھی	۴	دس بیس	دس بیس	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۲
۷۶	۱۰	لے	کے	۷	نہ مین ہو	زمین ہو	۱۲۲	″	۱۲۲	۱۲۱
۷۸		محمد	محمود		.	جلد دوم ترک محبت	″	۸	خدا سے	خدا کے
۷۸	۱۴	ارائی	آرائی	″	.	دفتر ہفتم ردیف ط	۱۲۴	۱۲	چرتن	چرن
۸۳	۱	راجہ یان	راجہ راجگان	۲	افتر	اختر	۱۲۵	۱۴	اوترا	اوڑا
۸۷	۵	رہا	رہی	۶	قرعہ	قرعہ	۱۲۶	۱	ہوش	ہوش
۸۹	۱	۱۲۹۲ سنہ	۱۲۹۲ سنہ	۷	خلدری	خلاری	۱۲۶	۱۱	بنتا	بنتا
۹۰	۹	دُر	دُر	۱۷	اینان	اینان	۱۲۶	۱۶	بھی	یہی
۹۲	۸	پرگو	پُرگو	۱۳	خفیف	خفیف	۱۲۴	۱۸	کرنے	کرنے
۹۶	۱	ذائقۃ الموت	ذائقۃ الموت	۱۸	عنبرات	عنبرات	۱۲۶	۲	ضیاءالدین	ضیاءالدین
۹۷	۴	منجملہ اساتذہ	منجملہ اجلۂ اساتذہ	۱۸	مردہ منا	مردہ جنابانی	″	۵	فرد	فرد
۹۷	۸	ممتاز محل	منور محل	۱۹	سلمان	سلیمانی	۱۲۶	۱	احمد	احمد
ب	۱۴	مخاطب کرتے ہین	مخاطب کرتی ہین بلکہ باوجود خلافت				″			

باوجود مخالفت دیگران بکمال شوق مبتلا ہے ق ہی کے سر رہتے ہین اور اعتقاد افتخار کرتے ہین

″	۳	خانہ	خانہ	″	۱۵	اشب	امشب	۱۱	۸	ہرگز	ہرگز
″	۱۲	سدہاری	سدہارین	۱۶	۱۸	ہرسہ	ہرسر	۱۷	۱۰	مار	بار
۱۲۶	۱۲	سید قادر	سید حامد	″	۱۹	دھدے	دھدے	۱۹	۱	بانکی	جانکی
۱۴۰	۱	اللہ و اغفرلہ	اللّٰھم اغفرہ	۱۴۴	۲	ہلگیا	ہلگیا	۲۴	۱۴	نار	تار
۱۴۳	۲	۰	مرزا فرزند علی بیگ مرحوم	″	۴	سینہ	سینہ	۲۵	۱۴	یہاں	یہان
۱۴۵	بلگرامی	ہوشیارپوری	ہوشیارپوری	″	″	چڑھتو	چڑہ تو	۲۶	۴	تر	تر
۱۴۶	۱	بلگرام دکن	محمد عبدالقادر نام شیخ غلام قادر نامی صوبہ خاندیس مہدوی	″	۱۷	سنہ	تسمہ	۲۶	۶	جنبش	جنبش
″	۱	مضامین کے	مضامین کی	۱۶۵	۸	تعزیت	تعزیب	۲۶	۱۲	نامہ	نالہ
۱۴۸	۹	چونست	چونست	″	۱۲	کہ یارون	کہ نہ یارون	۳۰	۱	اپ	اب
۱۵۰	۱۴	یہ آسمان	یا آسمان	″	۱۸	رخسار	زنہار	″	۲	خیالی	خیالی
۱۵۰	۱۵	ملک	فلک	۱۶۵	۱۲	الکہ نہم	اک تم	″	۵	مشاعری	مشاعرے
۱۵۱	بلگرامی	۱۶۳	۱۵۱	۱۶۸	۷	نالئی	نالے	″	۱۲	مدم	عدم
″	بلگرامی	۸۰	۷۴	″	۱۰	لمرا	مرا	″	۰	تمت	۰
″	۱۲	جسکا نام	جسکا نام	۱۷۰	۸	ما یکے	ما یکے	غلط نامہ		تمہ تاریخہا سے کتاب ہذا	
″	″	مادہ عرفان	بادہ عرفان	″	۹	خور	حور	۱	۴	گوہر	گوہر
۱۵۲	بلگرامی	۱۶۴	۱۵۲	۱۷۶	۶	کئے	کٹے	۲	۳	طلع گرد	طلع گردید
۱۵۴	۳	تمتعات	تصنیفات	۱۷۷	۲	آلہ	الہ	″	۵	ترک شر	ترک شہ
″	۴	باقی اندرون	فتح دروازہ دود اندرون دود باولی واقع	غلط نامہ تصحیح دفتر ہفتم	۳	عملداری	بہ عملداری	″	۲	ازنرک	ازنرک
۱۵۵	۱	ازیری	آزیری	″	۱۰	حشمت	حشمت	″	۷	بزماق	بزبان
″	۵	معززین	عہدہ داران	۵	۳	میرالشرا	میرالشرا	″	۸	جون	چون
۱۵۷	۱۰	ادلا	اولاً	۶	۲۰	سمسم	شمع	۳	۹	زمرمہ	زمزمہ
″	ریاض الدین	ریاض الدین	ریاض الدین	۶	۲۱	گھر	گر	۴	۶	خوش مقالی	خوش مقالی

۴	۱۹	جوشی	جوش
〃	〃	باگالی	باکمالی
〃	۱۸	تاریخ	تاریخ

فہرست اسماء وطن جملہ شعرائے کہ کلیات ایشان درین مجلد و مرتب شدہ

نمبر شمار	اسم شاعر مع تذکرہ	صفحہ	نمبر شمار	اسم شاعر مع تذکرہ	صفحہ
۱	۲	۳	۱	۲	۳
	ردیف الالف		۱۴	جناب بابو سہدر آبادی	۳۰ و ۳۱
۱	اعلیحضرت آصف خلد اللہ ملکہ	۱ تا ۴	۱۵	جناب بیرنگ	۳۱ و ۳۲
۲	جناب امیر لکھنوی	۵ و ۶	۱۶	جناب بیدل سہارنپوری	۳۲ و ۳۳
۳	جناب اختر لکھنوی	۷ و ۸	۱۷	جناب پاس حیدرآبادی	۳۳ و ۳۴
۴	جناب اشک لکھنوی	۹ و ۱۰		**ردیف التاء**	
۵	جناب افسر حیدرآبادی	۱۱ و ۱۲	۱۸	جناب ترک	۳۴ و ۳۵
۶	جناب اقبال حیدرآبادی	۱۳ و ۱۴	۱۹	جناب توفیق حیدرآبادی	۳۵ و ۳۶
۷	جناب امیر مدراسی	۱۵ و ۱۶	۲۰	جناب ترکی لاہوری	۳۶
۸	جناب آزاد	۱۷ و ۱۸	۲۱	جناب تقی حیدرآبادی	۳۶ و ۳۷
۹	جناب امیر حیدرآبادی	۱۹ و ۲۰		**ردیف الجیم**	
۱۰	جناب الم حیدرآبادی	۲۱ و ۲۲	۲۲	حضرت جوش حیدرآبادی	۳۷ و ۳۸
۱۱	جناب امین	۲۳ و ۲۴	۲۳	جناب جوش حیدرآبادی	۳۸ و ۳۹
۱۲	جناب احمد حیدرآبادی	۲۵ و ۲۶	۲۴	جناب جلیل لکھنوی	۳۹ و ۴۰
	ردیف الباء			**ردیف الحاء**	
۱۳	جناب بخشی حیدرآبادی	۲۷ و ۲۸			

۲۵	جناب حبیب کنتوری	۵۲ و ۵۵
۲۶	عالیجناب حلیم حیدرآبادی	۵۴ و ۵۶
۲۷	جناب حمزه حیدرآبادی	۵۵ و ۵۷ و ۵۹
	ردیف الخاء	
۲۸	جناب نرم حیدرآبادی	۵۸ و ۵۹ و ۶۰
	ردیف الذال	
۲۹	حضرت شاد داغ وطنوی	۵۹ و ۶۰
۳۰	جناب دانش حیدرآبادی	۶۱ و ۶۳
	ردیف الذال	
۳۱	جناب ذکا مدراسی	۶۳ و ۶۴
	ردیف الراء	
۳۲	جناب رعد حیدرآبادی	۶۵ و ۶۶
۳۳	جناب رفعت حیدرآبادی	۶۷ و ۶۸
۳۴	جناب رنج حیدرآبادی	۶۹ و ۷۰
	ردیف الزاء	
۳۵	جناب زاید مدراسی	۷۱ و ۷۳
۳۶	جناب زور حیدرآبادی	۷۳ و ۷۴
	ردیف السین	
۳۷	جناب سخی حیدرآبادی	۷۵ و ۷۶
۳۸	جناب سلام مدراسی	۷۷ و ۷۸
۳۹	جناب سالک دهلوی	۷۹ و ۸۰
۴۰	جناب سعید حیدرآبادی	۸۱ و ۸۲
	ردیف الشین	
۴۱	عالیجناب شاد دام اقباله	۸۳ و ۸۴
۴۲	جناب شیدا حیدرآبادی	۸۵ و ۸۶
۴۳	جناب شوکت حیدرآبادی	۸۷ و ۸۸
۴۴	حضرت شعله دهلوی	۸۹ و ۹۰
۴۵	جناب شوق عرب حیدرآبادی	۹۱ و ۹۲
۴۶	جناب شفیقه کنتوری	۹۳ و ۹۴
۴۷	جناب شایق حیدرآبادی	۹۵ و ۹۶
۴۸	جناب شوق حیدرآبادی	۹۷ و ۹۸
	ردیف الضاد	
۴۹	جناب ضامن کنتوری	۹۹ و ۱۰۰
۵۰	جناب ضیا دهلوی	۱۰۱ و ۱۰۲

۵۱	جناب مجتبٰی ضیا لکھنوی	۱۰۳ و ۱۰۴
۵۲	جناب ضیغم لکھنوی	۱۰۵ و ۱۰۶
۵۳	جناب ضیا لکھنوی	۱۰۷ و ۱۰۸
	ردیف الطاء	
۵۴	حضرت طوبٰی شوستری	۱۰۹ و ۱۱۰
	ردیف الظاء	
۵۵	حضرت ظہیر دہلوی	۱۱۱ و ۱۱۲
	ردیف العین	
۵۶	جناب عدیل کنتوری	۱۱۳ و ۱۱۴
۵۷	جناب عازم حیدرابادی	۱۱۵ و ۱۱۶
۵۸	جناب عصر حیدرآبادی	۱۱۷ و ۱۱۸
۵۹	جناب عزیز حیدرآبادی	۱۱۹ و ۱۲۰
۶۰	جناب عالم	۱۲۱ و ۱۲۲
۶۱	حضرت علوی قدس سرہ	۱۲۳ و ۱۲۴
۶۲	جناب عاقل دہلوی	۱۲۵ و ۱۲۶
۶۳	جناب عرشی تاجپوری	۱۲۷ و ۱۲۸
	ردیف الغین	
۶۴	جناب غ	
	ردیف الفاء	
۶۵	جناب فکر کانپوری	۱۳۱ و ۱۳۲
۶۶	جناب فاضل حیدرآبادی	۱۳۳ و ۱۳۴
۶۷	حضرت فیض علیہ الرحمہ حیدرآبادی	۱۳۵ و ۱۳۶
۶۸	ماہیجناب فیاض حیدرآبادی	۱۳۷ و ۱۳۸
۶۹	جناب فرح حیدرآبادی	۱۳۹ و ۱۴۰
	ردیف القاف	
۷۰	جناب قدر بلگرامی	۱۴۱ و ۱۴۲
۷۱	جناب فالح حیدرآبادی	۱۴۳ و ۱۴۴
	ردیف الکاف	
۷۲	جناب کریم حیدرآبادی	۱۴۵ و ۱۴۶
۷۳	جناب گرامی بیشیرابادی	۱۴۷ و ۱۴۸
	ردیف اللام	
۷۴	جناب لعل حیدرآبادی	۱۴۹ و ۱۵۰
	ردیف المیم	

۷۵	جناب عبیب کنتوری	
۷۶	جناب عندلیب شادانی	۱۵۱ و ۱۵۲
۷۷	جناب مهدی حیدرآبادی	۱۵۳ ـ ۱۵۴
۷۸	جناب مهدوی حیدرآبادی	۱۵۵ و ۱۵۶
۷۹	جناب معلی حیدرآبادی	۱۵۷ و ۱۵۸
۸۰	جناب ڈاکٹر مایل حیدرآبادی	۱۵۹ و ۱۶۰
۸۱	جناب مهر حیدرآبادی	۱۶۱ ـ ۱۶۲
	ردیف النون	
۸۲	جناب ناجی حیدرآبادی	۱۶۳ و ۱۶۴
۸۳	جناب نظم	۱۶۵ و ۱۶۶
	ردیف الواو	
۸۴	عالیجناب وزیر دام اقبالہ	۱۶۷ و ۱۶۸
۸۵	جناب والہ مدراسی	۱۶۹ و ۱۷۰
۸۶	جناب وصفی	۱۷۱ و ۱۷۲
۸۷	عالیجناب وحید دہلوی	۱۷۳ و ۱۷۴
	ردیف الہاء	
۸۸	جناب ہادی دہلوی	۱۷۵ و ۱۷۶
۸۹	جناب ہاتف حیدرآبادی	۱۷۷ و ۱۷۸

فہرست مسمّا بطبقہ شعراء عنادل بیان با ہیجدہ بیخ ہفتم جلد دوم تزکرہ

۱	حضرت افضل حیدرآبادی	۱ و ۲	۷	جناب راقم حیدرآبادی ۱۳ و ۱۴
۲	جناب جسمت حیدرآبادی	۳ و ۴	۸	جناب عاجز مدراسی ۱۵ و ۱۶
۳	حضرت شہید دہلوی	۵ و ۶	۹	جناب محشری حیدرآبادی ۱۷ و ۱۸
۴	جناب شہرت حیدرآبادی	۷ و ۸	۱۰	جناب سطیر حیدرآبادی ۱۹ و ۲۰
۵	جناب عشق مدراسی	۹ و ۱۰	۱۱	جناب وارفتہ نیشاپوری ۲۱ و ۲۲
۶	جناب گہر حیدرآبادی	۱۱ و ۱۲	۱۲	جناب حاصم حیدرآبادی ۲۳ و ۲۴
			۱۳	جناب فائز علیہ الرحمہ ۲۵ و ۲۶
				خاتمہ ۲۷

کلام الملوک ملوک الکلام

علیحضرت آصف خلد اللہ ملکہ

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا۔ کہ میرے نطق نے بوسے میری زبان کیلئے۔

جو تخلص کہ رونق دہ دفتر اور زیب دہ عنوان ہے۔ علیحضرت میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ بہادر سلطان دکن خلد اللہ ملکہ کا ہے۔ علیحضرت کو کم سنی سے ہی شعر گوئی کا شوق ہے۔ عرشی گرامی وغیرہ حاضر دربار رہتے تھے۔ اسوقت داغ فصیح الملک بہادر سے اصلاح سخن ہے۔ زیادہ حالات لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔ تمام ہندوستان جانتا ہے۔ اور ممالک یورپ پہچانتا ہے۔ کسیقدر اشعار تیمناً درج ذیل کئے جاتے ہین۔

مٹے مٹے نظر آتے ہین داغ دل اکثر — لٹی لٹی میرے دل کی بہار باقی ہے

پاس ادب نہ ضبط محبت رہا مجھے۔ — وہ بے اختیار اون سے کہا گیا ہے دل

پہلے لڑی تھی آنکھ تری اسکا ہے قصور — اسپر ہے کیون عتاب میرا بیخطا ہے دل

غیرون کی بزم ناز مین پہونچے وہ خیر گذری مجھے خبر نہوی۔

تجھکو دل دیکے اپنی رسوائی — وہ ہوی اب جو عمر بھر نہوی۔

پھر کہان جائین گے آہی ہم — خلد مین بھی اگر بسر نہوی۔

بتکدہ مین جو دیکھی ہے صورت — وہ بھلے کو خدا کے گھر نہوی۔

صلح کی کچھ امید ہے باہم — آج اُس صف سے کچھ اگر نہ ہوی

مجھکو ڈر ہے کہین جھٹکا نہ کمر کو پہونچے — ولہ — اُسکی گردن مین گر انبار ہین ہیکل تعویذ

میرے سینہ سے ملو سینہ تو ہو مجھکو شفا — کہ دوائے دلِ بیمار ہین ہیکل تعویذ

آئے ہی نہ تھے اور جو آئے مرے آگے — ولہ — وہ ساتھ رقیبون کو بھی لائے مرے آگے

فتنے تری نظرون نے اُٹھائے مرے آگے — جادو تری آنکھون نے جگائے مرے آگے

بے پردہ کیا حور کی تعریف نے اون کو — جھنجلا کے وہ باہر نکل آئے مرے آگے

آسمان جور و جفا مین ترے ہمسر نکلا — ولہ — فتنۂ حشر ترے قد کے برابر نکلا

مار رکھنے کے یہ انداز نکالے تمنے — آن سے تیغ کھنچی ناز سے خنجر نکلا

مگیئن خاک مین کیا میری وفا مین ظالم — حرف انکار زبان سے تری کیونکر نکلا

ٹھہرو دم لینے دو مین شکر جفا تو کرلون — منہ سے نکلا بھی نہین حرف کہ خنجر نکلا

ہم کہے دیتے ہین پہلو سے ادہر تم اُٹھے — کہ ادہر چیر کے پہلو دلِ مضطر نکلا

جل کے دل خاک ہوا آتش غم سے ایسا — تیر بھی سینۂ بسمل سے مکدر نکلا

روٹھکر وصل مین پہلے تو ڈرایا مجھکو — پھر گلے مل کے کہا ابتو ترا ڈر نکلا

آبرو رہگئی محشر مین کہ ہنگام حساب — نام عشاق مین میرا سر دفتر نکلا

چھپتا نہین چھپائے سے چہرہ عتاب کا — ولہ — ہوتا چلا ہے رنگ گلابی نقاب کا

صدمے بیان کیا ہون شب انتظار کے — ولہ — سو بار چپ ہوا ہون اجل کو پکار کے

دل مین ہمارے اک صنم پردہ دار ہے — آئے خیالِ غیر تو پردہ پکار کے

یہ تو شب وصال ہے ماتم کا دن نہین — کیون سادگی سے آئے ہو زیور اتار کے

انصاف کر تو خاک یہ کس کی ہے اے صبا — پیچھے پڑی ہے کیون مری مشت غبار کے

موت کی شکل بھی منقاشب فرقت دیکھی — ولہ — نہ وہ صورت نظر آئی نہ یہ صورت دیکھی

غیر کے نقش قدم دیکھنے ہم آئے تھے — چلتے پھرتے ترے کوچہ مین قیامت دیکھی

کبھی ٹلتی ہی نہین اسنے تو گھر دیکھ لیا — روز مہمان بلائے شب فرقت دیکھی

انصاف اپنا سلے بت عیار ہو چکا — جب تو ہوا عدو تو خدا یار ہو چکا

آتی نہین ہے شرم تمھین جھوٹ بولتے — وہ وعدہ کرتے ہو جو کئی بار ہو چکا

اوس حسن دلفریب سے سب کا ہی ایک حال — اب اختلاف کافر و دیندار ہو چکا

دل حور کی اداؤن سے بیزار ہو گیا۔ ولہ — جنت مین جا کے مین تو گنہگار ہو گیا

آئے تھے میرے دل کے خریدار جنکو وہ — دل دیکھتے ہی اون کا خریدار ہو گیا

سیدھا ہوا جو تیر نظر دل کو تاک کر — غمزہ بھی ساتھ کھینچکے تلوار ہو گیا

لائے تھے وہ رقیبون کو میرے مزار پر — اوڑھ کر غبار سامنے دیوار ہو گیا

لیتے ہین ہنس ہنسکے میرا نام اوٹھتے بیٹھتے — پیار سے دیتے ہین وہ دشنام اوٹھتے بیٹھتے

غیر کی تعریف میرا شکوہ اپنی خوبیان۔ — وہ بیان کرتے ہین صبح و شام اوٹھتے بیٹھتے

دل ہی جب بیچین ہو آصف تو کوئی کیا کرے — چلتے پھرتے ہی نہ ہے آرام اوٹھتے بیٹھتے

کجی پر اے دل گمراہ تو ہے۔ ولہ — مراد دشمن مرا بد خواہ تو ہے

دل ابتو دیدیا اوس بت کو لینے۔ — مرا یار اور مرے اللہ تو ہے

ادائے ناز سے پاس آکے اوسنے — کہا آصف سے آصفجاہ تو ہے

تو کرے مجھ سے پیار کی باتین ولہ — ہین یہہ پروردگار کی باتین

کہدیا غیر سے تمھارا بھید۔ — یہ سنو راز دار کی باتین

رنج کے ساتھ رنج کا ہے کلام۔ — پیار کے ساتھ پیار کی باتین

نشانہ بننے دیکھئے کونسا دل ولہ — یہ تیر دعا ہے وہ تیر ادا ہے

نہ لکھتا اوسے خط مین کیا جانتا تھا — مرا مدعی بھی مرا مدعا ہے

ترے توڑنے سے نہ ٹوٹیگا ہرگز — مرا دل بھی کیا تیرا عہد وفا ہے

لگا کوئی نہ کوئی مرے دل کے اندر ولہ — تیرین اوسکے تھا پیکان تو سوفار نہ تھا

واہ اے شانِ کریمی ترے صدقے قربان — جس گنہگار کو دیکھا وہ گنہگار نہ تھا
بجھتے بجھتے دو دن بھی نباہی نہ گئی — آپکے ذہن مین آصف تو وفادار نہ تھا
سما جائے غم کونین جس مین - دل کہان سے لاؤن مین اتنا بڑا دل
یہ ہے گفتار یار رفتہ رکیا ہے۔ تری باتون پہ میرا پس گیا دل
جسے دیتا ہون وہ کہتا ہے آصف مبارک آپ کو ہو آپ کا دل
داد خواہون مین جو وارد آج وہ سفاک تھا دل اک نگاہِ تیز کے پھرتے ہی قصہ پاک تھا
رنگ بھی جسکی نزاکت کو ہوا اک بارِ گران پیرہن گل کا کب اوسکے قابل پوشاک تھا
دست وحشت بنگیا دستِ ہوس صبح فراق اوسکا دامن چاک تھا میرا گریبان چاک تھا
محشر مین کون دوست ہو مجھ دادخواہ کا دل اپنی راہ کا ہے جگر اپنی راہ کا
پانی بہا سکے نہ زمین جذب کر سکے قاتل چھپیگا خون نہ مجھ بے گناہ کا
جب آئے وہ خیال مین آئے نہ خواب مین دشوار ناز کی ہے ہوا پھیر راہ کا
یہ ہاتھ سے چرائے تو وہ آنکھ سے چرائے درد حنا سے چور ہے بڑھکر نگاہ کا
وہ مری قبر پہ اک پھولون کی چادر ہوتے دل ہار باسی نہ وہان تمنے اوتارے پیارے
رتبہ کچھ میرے ندیمون سے رقیبون کو نہین یہ ہین محبوب مرے وہ ہین تمھارے پیارے
ناتوان قلب ہوا ہجر مین تیرے ایسا دم بھی آتا ہے تو لے لیکے سہارے پیارے
پاکمی شوق نے کی غیر نے یار روک لیا دل نہین آیا جو یہان قاصد جانان اب تک
گھلکے پانی بھی ہوا بہکے وہ آنسو بھی بہا کیا مرے پاس دھرا ہے ترا پیکان اب تک
حشر مین یاد رہا کنج لحد کا آرام مانتا ہون ملک الموت کا احسان اب تک
کیا مری طرح سیہ بخت کہین اور بھی ہین تو کہان پھرتی رہی اے شب ہجران اب تک
قبر مین بھی تو مجھے چین نہین مل سکتا تو مرے ساتھ ہی اے گردش دوران اب تک
آباد کریں آپ جو کاشانہ کسیکا دل عشرت کدہ خلد ہو غم خانہ کسیکا

حضرت امیر مینائی

مولوی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی سے کون واقف نہین ہے۔ آپکے والد بزرگوار کا نام مولوی کرم محمد تھا۔ حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ العزیز آپکے جد اعلےٰ ہوتے ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپکے نام کیساتھ لفظ مینائی استعمال کیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ مینا قدس سرہ العزیز زمین اودھ کے قطب کہلاتے ہین جنکا مزار لکھنؤ مین آجتک زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ حضرت امیر ۱۶ شعبان ۱۲۴۴ھ کو تولد ہوے۔ علوم متداولہ مین پوری دستگاہ حاصل فرمائی۔ علاوہ اسکے معقول۔ منقول۔ طب۔ جفر۔ نجوم۔ وغیرہ سے بھی ماہر تھے۔ خلاق ازل نے موزونی طبع کے ساتھ نازک خیالی و سخن آفرینی کا مادہ کماحقہ رکھا تھا۔ ابتداے سن شعور سے شعر کا مزہ دل مین پیدا ہوا۔ وہ ایک آگ تھی جو مشاغل کسب علوم کیوجہ سے کچھہ دن دبی رہی۔ اور اندر ہی اندر اپنا کام کرتی گئی۔ بعد فراغ درس و تدریس وہ دبی ہوی آگ بھڑکی اور بھڑک کر گلزار خلیل ہوگئی۔ پھر تو سخن کے ایسے ایسے اچھوتے پھول کھلے کہ ہر پھول نے ہزارون باغ لگا دیے۔ جسکی خوشبو سے آج شاعری کی دنیا اس سرے سے اوس سرے تک مہک رہی ہے۔ آپکو سید مظفر علیخان تدبیر الدولہ مظفر الملک اسیر مرحوم سے تلمذ تھا۔ آپکی آتش بیانی نے اوستاد کا نام روشن کردیا۔ کچھہ دنون دربار شاہ اودھ واجد علیشاہ بہادر مین باریاب رہے بعد زمانہ غدر محمد یوسف علیخان بہادر والی ریاست رامپور نے آپکے کمال کا شہرہ سنکر نہایت قدردانی سے طلب فرمایا۔ جہان آپ نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گذارا۔ جسوقت اعلیحضرت حضور نظام سرکار عالی ۱۳۱۷ھ مین کلکتہ (لارڈ کرزن بہادر وایسرائے ہند کے مہمان ہوکر) تشریف لیگئے۔ وہانسے

واپسی کے وقت بمقام بنارس آپ نے ایک مسدس مدحیہ اعلیحضرت کی خدمت مین پیش کیا۔ اور اسکے
تھوڑے ہی روزون بعد ۱۳۱۱ھ آپکا شجرۂ نسب مین حیدرآباد تشریف لائے کچھ دنون
مزاج اچھا رہا۔ بعدازان بیمار ہوے ۱۳۱۲ھ کو راہی دارالجنان ہوے آخر اوس بیماری جانگسل سے
یون تو آپکے تصانیف بہت کچھ ہین شاعری گل ہوا۔ آپ کا انتقال کیا ہوا کہ چراغ
صنمخانۂ عشق۔ محامد خاتم النبیین۔ مگر مرآۃ الغیب جسکے لئے طوالت درکار ہے
آپکے پانچ صاحبزادے۔ مولوی محمد امیر اللغات آپ کی یادگار ہین۔
لطیف احمد صاحب مسعود احمد صاحب کرنے والے موجود ہوشیار رہے۔

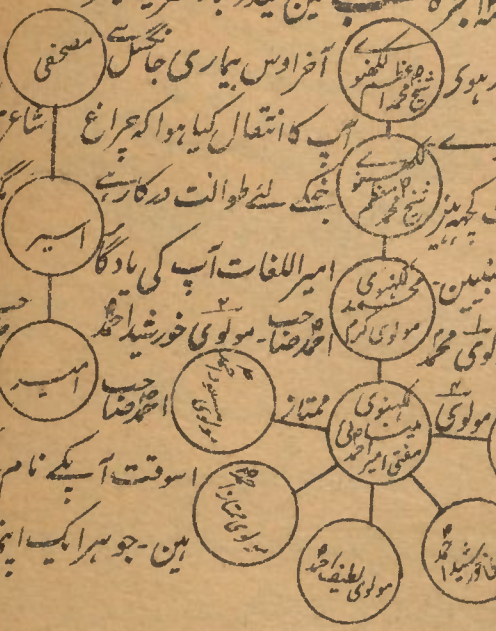

ناوکِ ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا۔ دردا اُٹھ اُٹھ کے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا۔
لوٹ جاتے تھے حسین دیکھ کے آنا دل کا کیا موافق تھا جوانی مین زمانا دل کا
دمِ اخیر ہے لازم نظارہ کرلینا ولہ خدا سے کام پڑا ہے بتو خبر لینا
وہ مسکرا کے مرے چھیڑنے کو کہتے ہین کہان چمک کے یہ بجلی گری خبر لینا
پڑا ہے دیر سے مٹی خراب ہوتی ہے لگا دو ہاتھ جنازے کو پھر سنور لینا
امیر جاتے ہو بتخانے کی زیارت کو پڑیگا راہ مین کعبہ سلام کرلینا
وہ کون تھا جو خرابات مین خراب نہ تھا ولہ ہم آج پیر ہوے کیا کبھی شباب نہ تھا
لحاظ ہم سے نہ قاتل کا ہوسکا دمِ قتل سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب تھا
شکایت اُن سے کوئی گالیونکی کیا کرتا کسیکا نام کسیکی طرف خطاب تھا
وہ کہتے ہین شب وعدہ مین کسکے پاس آتا تجھے تو ہوش نہین اے خانماں خراب تھا

جناب اختر لکھنوی

۳

نام لطیف احمد ہے۔ حضرت امیر مینائی لکھنوی کے فرزند (سیومی) بلند اختر ہین۔
ولادت ۱۲۹۶ھ ہے۔ حضرت مخدوم شاہ مینا قطب ولایت قدس سرہ العزیز سے آپ
دہوین پشت ہے۔ آپ اپنے والد کے ہمراہ ۱۳۱۲ھ مین حیدرآباد تشریف لائے
بعد انتقال پدر بزرگوار فی الحال حیدرآباد (متصل مسجد افضل گنج) ہی مین قیام پذیر ہین۔
اپنے والد سے ہی تلمذ تھا۔ شعر گوئی مین اچھا ملکہ ہے۔ اپنے والد کے قدم بقدم ہین۔
اخلاق و مروت۔ شگفتہ مزاج۔ خندہ رو۔ نوجوان طرحدار ہین۔
صاحبزادہ ہے جسکی عمر دس سال ہوگی۔ نام محمود احمد ہے۔

شجرۂ نسب

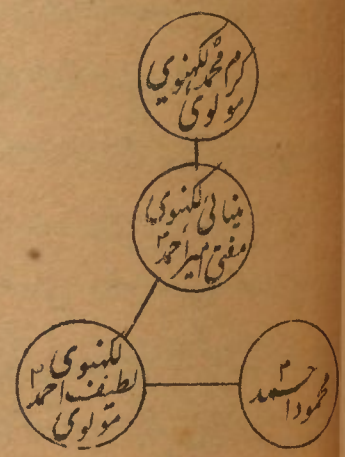

شجرۂ تلمذ

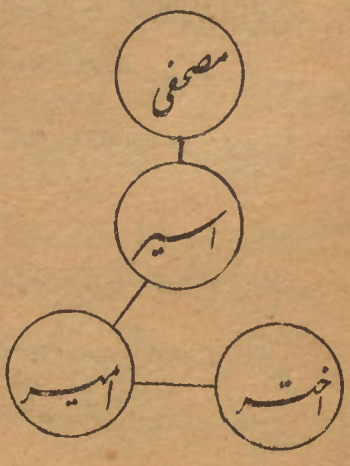

اُن کے خرام ناز کا چرچا ابھی سے ہے — یہ حشر دوسرا ہے جو برپا ابھی سے ہے
ہاتھ اُس نے دلپہ جاہ سے رکھا نہین ابھی — سینے مین ہاتھ بھر کا کلیجا ابھی سے ہے
نازوادا کی بھیڑ ہے بچپن کے ساتھ ساتھ — وہ خود فروش انجمن آرا ابھی سے ہے

ولہ

مین ہون محرم اور دور جام ہے — یہ بھی ساقی گردش ایام ہے
کیا کرون کس کس کو مین سمجھون رقیب — ہر زبان پر آپ ہی کا نام ہے
چرخ مینائی نہو ہمسے خلاف — ہم بھی مینائی ہین اختر نام ہے

ولہ

بنا وحسن کا کیا کیا شب وصال نہ تھا — سحر ہوی تو وہ جوبن نہ تھا جمال نہ تھا
بچھڑ کے یار سے ملنا عجیب ملنا تھا — کہ آنکھین روتی تھین دل مین کوئی ملال نہ تھا
بہار حسن جوانی ہے کس ترقی پر — جوابکے سال ہے عالم وہ پارسال نہ تھا
بُرا کیا انھین دکھلا دیا جو آئینہ — وہ اونکا حال ہوا جو مرا بھی حال نہ تھا
سمجھ کے یوسف ثانی طبیعت آئی تھی — وہ خواب مین بھی نہ آئین گے یہ خیال نہ تھا

ولہ

یاد بھی صورت حسین نہ رہی — کوئی صورت دل حزین نہ رہی
دل پہ کیا کیا مجھے بھروسہ تھا — سچ کہا ہے وفا کہین نہ رہی
رُخ کو افشان سے یہہ فروغ ہوا — آسمان ہو گئی جبین نہ رہی

ولہ

ہاے کیا وصل مین برسات مزا دیتی ہے — جو گھٹا آتی ہے کچھ رات بڑھا دیتی ہے
میری تربت پہ نسیم سحری آکر — شمع گل کرتی ہے اور پھول چڑھا دیتی ہے
درد دل سنکے وہ اختر کا یہ فرماتے ہین — ہان کہو پھر یہ کہانی کہ مزا دیتی ہے

اشک لکھنوی

جناب

آپکا نام سید جمال الدین حیدر عرف میر علی حسن ہے۔ آپ میر عماد خوشنویس کے اولاد سے ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ میں صوبیدار لکھنؤ وغیرہ رہے ہیں۔ چنانچہ میر ابراہیم خان عرف آغا باصوبہ دار کشمیر اور نواب مبارز الملک سربلند خان بہادر صوبہ دار ارکاٹ آپکے اجداد حقیقی تھے۔ آپکے والد میر شمس الدین حیدر بعہد وزارت راجہ چندو لعل بہادر حیدرآباد تشریف لائے۔ دوسو روپیہ منصب بطریق اعزاز سرکار سے عطا ہوا۔ بعد انتقال اونکے آپکے نام چونتیس روپیہ اور بھائی شرف الدین حیدر عرف سید حسین صاحب کے نام چونتیس روپیہ جاری ہوے۔ چنانچہ وہ منصب ابتک آپکے بھائی کے نام جاری ہے۔ ۱۱ محرم ۱۲۷۱ھ کو آپنے بعارضۂ بیضہ انتقال فرمایا۔ بوجہ اولاد نہ ہونیکے آپکی زوجہ کے نام وہ منصب جاری ہے۔ آپ زائر کربلائے معلےٰ اور سادات حسینی سے تھے شیخ محمد بخش شہید سے تلمذ تھا۔ آدمی خلیق پابند وضع تھے۔ آپکے دو دیوان مطبوعہ موجود ہیں۔ کلام انتہا درجہ کا دلچسپ ہے۔

بیچ دے زلف عنبرین نہ کہین — کھائے دھوکا دل حزین نہ کہین
ہوتے ہین دفن اون کے دشت نورد — چرخ کھانے لگے زمین نہ کہین
آہ ہیان چل رہی ہین آہون کی — چرخ برجا رہے زمین نہ کہین
ہچکیان آرہی ہین صبح سے آج — ذکر ہوگا مرا کہین نہ کہین
تازہ ہوجاے عشق پھر دم نزع — ملک الموت ہو حسین نہ کہین
دخت رز پر جو لوٹ ہے واعظ — دلمین سمجھا ہو حور عین نہ کہین
آسمان کیطرح سے بعد فنا — ڈر ہے پیسے ہمین زمین نہ کہین
نالے کرتا ہون اسلئے دن رات — بھولجاے وہ نازنین نہ کہین
تو وہ گل سمجھ نہ اے بلبل — کی ہو صیاد نے کمین نہ کہین
جبہ سابت کے در پہ زاہد ہین — پڑھ لیا ہو خط جبین نہ کہین
کعبہ و دیر کی رہے گردش — یار مل جائیگا کہین نہ کہین
اشک خون ہین ہمارے طوفان خیز — ٹپکے تر ہو کے آستین نہ کہین
جیتے جی کے ہین سارے جھگڑے اشک — مر کے گڑ جائین گے کہین نہ کہین

نظر آتے نہین جو وصل کے سامان دلمین — وہ حسرتین پھاڑتے ہین آکے گریبان دلمین
حال کھلتا نہین کس بات پہ یہ جھگڑا ہے — روز آپسمین لڑا کرتے ہین درمان دلمین
بت کافر کیطرف کھینچ رہی ہے الفت — اپنا سر پیٹ رہا ہے یہان ایمان دلمین
کچھ عجب طرح سے فرقت مین بسر ہوتی ہے — آرزو پلتی ہے روتے ہین ارمان دلمین
نام بھی جانے کا لیتے نہین جب آتے ہین — چھاؤنی چھاتے ہین اوس ترک کے پیکان دلمین

اشک دہیان آتا ہی اوس گل کا جو مانند نسیم
مسرتو کلی مری کھل جاتی ہین کلیان دلمین

جناب فرخ حیدرآباد

۵

ابو سعید سید احمد نام ہے۔ آپکے والد کے طرف سے سلسلۂ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملتا ہے۔ اور والدہ کیطرف سے سلسلۂ نسب حضرت امام رضا علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ سادات نجیب الطرفین ہین۔ آپکے اجداد مشائخ تھے اور سلسلہ پیری و مریدی آپ کے دادا سید شاہ محمد حسین قادری تک برابر جاری رہا۔ اور آپکے نانا کے جد بزرگوار سید شاہ تاج الدین بخفی سپہ سالار سلطان غیاث الدین تھے۔ اور آپکا گھر اولیائے کو سیزن۔ اونکی کرامتین اور خرق عادات تمام کو ہیرین مشہور ہین۔ شاہان سلف کے طرف سے بحسن اعتقاد آپکے بزرگون کو وظائف اور یومیہ وغیرہ عطا ہوے۔ اور قطعات بھی تھے۔ اب بھی آپ کے والد کے نام سے بسلسلۂ وراثت یومیہ انعام وغیرہ کا سے بحال ہے۔ آپ ۱۲۹۷ھ مین پیدا ہوے۔ عربی۔ فارسی۔ ریاضی مین اچھی لیاقت حاصل ہے۔ اور ملکی زبان تلنگی سے بھی واقف ہین۔ انگریزی کی تعلیم بھی جاری ہے۔ ابتداءً آپ مجلس انعام مین تیس روپیہ کے ملازم تھے۔ بعدہ ۱۳۱۰ھ مین آپ نے مختار کالت مین کامیابی حاصل کرکے ملازمت کو استعفا دیا۔ اسوقت ہائیکورٹ کا میابی کیساتھ درجہ اول مین وکالت کر رہے ہین۔ دس گیارہ سال سے شاعری کا شوق ہے۔ نواب میر عباس حسین خان صاحب شہشدر سے تلمذ تھا۔ طبیعت خداداد ہے۔ دلی کے طرز پر

سمٹے ہوئے ہین غزل۔ قصیدہ۔ رباعی۔ سلام۔ مرثیہ وغیرہ ہر صنف مین آپ کو پوری دستگاہ ہے۔ آپ کو ایک کمسن صاحبزادہ سید رسعید الدین حسینی موجود ہے۔
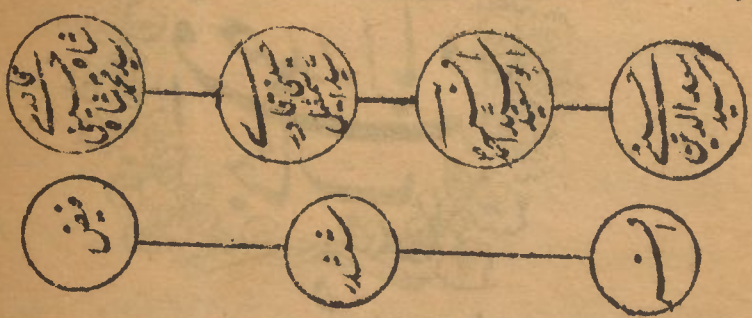
ہے شوق کی افزایش الفت مین فنا ہونا
جان سیکھتی ہے دل سے قربان ادا ہونا

داشد دل غم کش کی آزار کشی یعنے
تیرون کی ہوا پر ہے اس غنچہ کا وا ہونا

مرگ طلب آسان محشر کی توقع پر
اے کاش ہتون کو بھی آجائے خدا ہونا

وہ چاہتے ہین غم ہو دشمن کی لگاوٹ کا
ہم سمجھین گے فطری ہے بیوجہ خفا ہونا

صبح شب غم وہان سے اور بوسہ کا پیغام آئے
لب بند کسیصورت ہنگام دعا ہونا

جیتے بھی رہے تو کیا ہم گور کنارے ہین
تنگ مرض الفت ممنون شفا ہونا

احسان نہ رہا فرط خوشی بخت رسا کا ولہ
وہان جاکے مجھے ہوش نہین ہے سر و پا کا

منزل کو پہونچنے ہوے کیا جانئے کیا ہو
پہلے ہی قدم عشق مین رستہ ہے فنا کا

اے درد جگر ابتو کراہا نہین جاتا
جانے پس دیوار وہ کیا حال غنا کا

آنکھین ہون تری راہ مین کیا فرش کہ دشمن
ساجد ہے ہمیشہ ترے نقش کف پا کا

بیمار کی باطن کی خبر نبض نے کیا دی
خون آنکھ سے تھمتا ہی نہین چارہ نما کا

الفت مین نخافت سے نمری کھولدی آنکھیز
یہ ہستی موہوم نمونہ ہے فنا کا

محشر مین نقاب رخ زیبا نہ الٹنا
تم دیکھنے دو خلق کو دیدار خدا کا

اے شوق عذر جور پس امتحان نہ ہو ولہ
مرنا ہمین قبول اگر رائگان نہ ہو

اقبال حیدرآبادی عالیجناب

تخلص مندرجہ عنوان نواب معین الدین خان اقبال یار جنگ بہادر کمشنر دریافت الغامات ملک سرکار عالی کا ہے۔ آپکے تلمذی کی حالت معلوم نہین تفصیلی حالات دفتر اول طبقۂ اُمرا مین مندرج ہین۔ کلام مین دلچسپی اور فصاحت انتہا درجہ کی ہے طبیعت خوب موزون ہے۔ اشعار حسب ذیل ہین۔

تھا منا دونون کا ہر طرح سے مشکل ٹھہرا
تڑپ اوٹھا جگر اپنا جو کبھی دل ٹھہرا

مشغلہ رونے کا چھوٹا نہ میرا دل ٹھہرا
جوش ہر قطرے کا دریا کے مقابل ٹھہرا

دیکھے جان لعل لب یار کا بوسہ لینگے
اتنی قیمت پہ بھی سودا یہ بہ مشکل ٹھہرا

چہرۂ صاف پہ جو داغ پڑا چیچک کا
وہ ترے چاند سے عارض کیلئے تل ٹھہرا

باغ جنت مین بڑے لطف سے کٹیگی
اپنا معشوق جو وہ حور شمائل ٹھہرا

ناتوان قیس مین اب طاقت رفتار نہین
اپنا ناقہ کہین لے صاحب محمل ٹھہرا

سامنے سے مرے تم جسکو اوٹھا دیتے تھے
وائے قسمت کہ وہی مدمقابل ٹھہرا

پیاس تو بجھنے دے آب دم خنجر سے مری
دم تکبیر ذرا ہاتھ کو قاتل ٹھہرا

بڑھگئی حد سے شب وصل مین گستاخی شوق
روکا ہر چند ادب نے نہ مرا دل ٹھہرا

رزق مقسوم خداوند مجازی سے ملا
دل رہین کرم آصف عادل ٹھہرا

سخت دل آگئے آنکھون مین پے در پے آنسو
قافلہ تشنہ لبون کا لب ساحل ٹھہرا

فرش رہ دیدہ و دل لوگ کئے بیٹھے ہین
تو سن ناز کو اک آن تو قاتل ٹھہرا

اشک آنکھون سے جو بہ جاتے تو طوفان ہوتا
جوش سیلاب مگر تا لب ساحل ٹھہرا

ساتھ سوئے وہ مگر پہلو مین رکھکر آئینہ
میرے حق مین ہو گیا سد سکندر آئینہ

آرسی کا اونکی ہے ہر ایک اختر آئینہ
آسمان کو بھی سمجھ لیجے مدور آئینہ

اپنا دل مشق صفا سے ہو منور آئینہ
اونکا عکس رخ ہوا آئینہ کے اندر آئینہ

مہر وش چہرہ سے گر اوٹھے نقاب بے نگاہ
کیون نہ رشک مطلع خورشید ہو ہر آئینہ

دیکھے گر ساق بلورین کو نگاہ صاف سے
بالیقین ہو جاے خود حیران و شدر آئینہ

صبح ہوتے ہی مقابل ہو گا کوئی مہ جبین
خواب مین مجھکو نظر آیا ہے شب بھر آئینہ

بوسہ جب اقبال نے مانگا تو اک انداز سے
ہنسکے فرمانے لگے ہو گا سکندر آئینہ

ولہ

گھر مرے آیا نہ وہ مہر درخشان ابتک
نہ ہوا اختر طالع مرا تابان ابتک

ہے مرے قتل سے انگشت بدندان ابتک
بال کھولے ہوے قاتل ہے پریشان ابتک

دیکھکر اوس لب پان خوردہ کی سرخی کی بہا
خون ہوتا ہے دل لعل بدخشان ابتک

گلشن حسن کی اغیار نے لوٹی ہے بہار
ہاتھ ملتے ہی رہے ہم گل خندان ابتک

آتشین رنگ کی پشوازنے کھولا یہ راز
اخگر شوق ہے پنہان تہ دامان ابتک

نقد دل لوٹ کے وہ جیسے ہوا ہی روپوش
نہین آیا مرا غارت گر ایمان ابتک

حیف یارون نے پس مرگ رفاقت چھوڑی
ساتھ ہین اپنے فقط حسرت و ارمان ابتک

سرکشون کے لئے راحت نہین دنیا مین کبھی
نہ تھما ایک جگہ گنبد گردان ابتک

ہے دم مرگ بھی دلمین تری الفت کا خیال
گھر مین مہمان کے موجود ہے مہمان ابتک

نہ کیا حج نہ زیارت ہوئی اقبال نصیب
نہ مہیا ہوا بغداد کا سامان ابتک

جناب سید مدراسی

آپکا نام سید امیر اللہ احمد۔ ابدال قادری ہے۔ آپکے والد سید شاہ اسمٰعیل ابدال قادری (خلیفہ حضرت سید محمد علی پیران شاہ صاحب شطاری القادری صبغۃ اللہی قدس سرہ) تھے۔ آپکا وطن خاص مدراس (مقام ترملکھیڑی شکر دکا باغ) ہے سنہ ۱۲۴۱ھ مین پیدا ہوئے۔ آپکو فارسی تحصیل ہے انگریزی اور عربی سے بھی بے بہرہ نہین۔ ابتداءً آپکو تلمذ اپنے والد سے تھا من بعد سید مہدی حسینی ثاقب اور سید مرتضےٰ حسینی بینش کو اپنا کلام بتلاتے تھے۔ اور سنہ ۱۲۸۱ھ مین وارد بلدۂ حیدرآباد ہوے خدمت صدر عامل ٹپہ خانجات سرکار عالی پر مدتون رہے۔ کلام فارسی کہتے ہین۔ اسوقت اسّی سال کی عمر ہے۔ کلام اچھا ہے۔ ایک فرزند سید عنایت اللہ احمد نامی ہے۔ محکمۂ صوبۂ بیدر مین ملازم ہین۔ انکو ایک کم سن لڑکا ظہیر اللہ احمد ہے۔ چنچل گڑہ مین سکونت گزین ہین۔

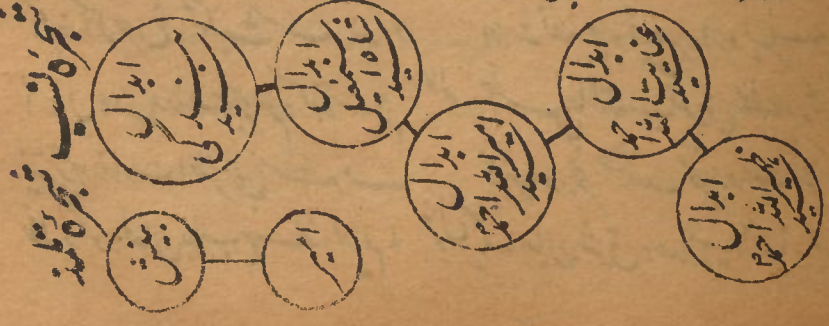

غزل الفیتہ السلام اے حامی دین مالک یوم القیام
السلام اے باعث ایجاد کونین السلام
آسمان شام و سحر صرف سجود است و قیام
السلام اے قبلہ دوران بگرد روضات
میر محبوب علیخان آصف دوران مدام
السلام اے شاہ دین مانند لطفت کام ران

قصیدہ در مدح آصف مدظلہ العالی

دلی دارم کہ جز کفر حقیقی نیست ایمانش
جہانے گویدش کافر خدا خواند مسلمانش
عجب کافر مسلمانے کہ چون در کعبہ جا گیرد
طوافش میکند قدسی خلیل اللہ دربانش
مسلمان کافرنما در چو در بتخانہ می آید
تعالی اللہ گویان میشود آزر ز خجلت خوانش
شہنشاہ زبردستے کہ یک یک میدہد دستے
از النوشاہ جیلانش و زین سو شاہ مردانش
ازل خواندش بالقاب نظام الملک آصف جاہ
ابد خواند بنام میر محبوب علیخانش

غزل بہ تضمین اردو مصرع شاہ آصف دام دولتہ

من آن نیم از دست تو دل باز بگیرم
گر رحم بحالم نکنے یا بکنے جور
بر قول خودم من چو شہ آصف خونگوے
وہ اور کوئی ہوگا کہا اور کیا اور
این شاہ ہمان ست کہ در دور امانش
یکجائے خورند آب بگردون اسد و ثور

قصیدہ بہ جرأت یکے در زمان شاہ آصف

بفطرت ارسطو نشان شاہ آصف
اگر گیرد م ایمان شاہ آصف
بخواہم برم زلہ از خوان مدحش
بہلا مین کہان اور کہان شاہ آصف

قصیدہ اینک رسیدہ است بگردون نوائے ہند

من و دعوی مدح شاہ دکن را
از شہ نظام و قصر و از و لیرائے ہند
بالا گرفت شکر خدا کارہائے ہند
دلہ شمس عالمتاب فکرش برائے روشن بدر ملک
شکر خدا کہ چرخ بہ تثلیث سر نہاد
فخر جاہ و فخر حشمت فخر دولت فخر ملک
آسمان عدل و رافت بحر علم و کوہ حلم
غزل یک بیان شوق و صد تمہید اظہار یم ما
نیر برج وزارت اختر اوج شرف
نالہ و شور و فغان بر لب چو نے داریم ما

جناب آزاد

۸

آپ کا نام محمد ابو الحمید ہے۔ ہائیکورٹ گورنمنٹ نظام حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشر والفتن کے وکیل ہین۔ نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی سے تلمذ ہے۔ کلام سے چند اشعار درج ذیل ہین۔ باقی تفصیلی حالات طبقۂ وکلا مین لکھدیے گئے ہین۔ مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔

کیا کہتے ہو کیا ہوتا گر روز جزا ہوتا — ہم داد طلب کرتے اسوقت مزا ہوتا
گر بہر عیادت بھی وہ آتے تو کیا ہوتا — کچھ دل کی تڑپ بڑھتی کچھ درد سوا ہوتا
اوس کوچہ مین کس دل سے مین خاک بھلا ہوتا — ساتھ اوسکے عدو کا بھی نقش کف پا ہوتا
آئے بھی تو کیا آئے بس آتے ہی گھبرائے — کچھ تم نے کہا ہوتا کچھ مجھ سے سنا ہوتا
وہ کھولکے بالون کو دو گام اگر چلتے — اندھیر تو ہوتا ہی محشر بھی بپا ہوتا
مین سامنے غیرون کے جھوٹا نہ تمہین کہتا — آتے کہ نہ آتے تم وعدہ تو کیا ہوتا
وہ قیمت دل دیتے ہم جان فدا کرتے — وہان فرض ادا ہوتا یہان فرض ادا ہوتا
جل بجھنے کی سیر ایدل دیکھی نہ کسی نے بھی — اس سے تو لہو ہوکے آنکھون سے بہا ہوتا
آزاد جفا سے بھی ہاتھ اوسنے اوٹھایا اب — کمبخت مگر تو بھی دنیا سے اوٹھا ہوتا

ناظر ہے محبت مین اثر ہو نہین سکتا — وہ جو چاہے ہوتا ہے مگر ہو نہین سکتا

لو آؤ تصور ہی مین اب ٹھہرے ملاقات — ملنا کسیصورت سے اگر ہو نہین سکتا
دشوار کسیطرح نہین اوسکی خوشامد — یہ کام ہے آسان مگر ہو نہین سکتا
جو لطف نظارہ ہے میسر مخفل — جلوہ وہ پس روزن در ہو نہین سکتا
میخانہ مین ہے دختر رز حضرت زاہد — تم جیسے گئے اوس گھر مین گذر ہو نہین سکتا
محشر کے تذکرے پہ یہ مجھکو ملا جواب — دل کیا ہو جو دیدے آپکو اوسدن خدا جواب
سن سنکے حال دل کا یہ مجھکو ملا جواب — جو بات لاجواب ہو پھر اوسکا کیا جواب
اسطرح دیجئے مری ہر بات کا جواب — اسکا جدا جواب ہو اوسکا جدا جواب
پیغامبر کا رنگ ہوا سست حال پر — اوس شوخ نے دیا اوسے کیا جانے کیا جواب
دنیا کی سیر کرکے قیامت بھی دیکھ لی — الصاف تو یہ ہے کہ نہین آپکا جواب
کیون عرض حال سنتے ہی خاموش ہو گئے — للہ کچھ تو دیجئے اچھا برا جواب
احسان کیا جاتا ہے تو مجھکو نامہ بر — آئے نہ جو سمجھ مین وہ کس کام کا جواب
دین عرض مدعا پہ سنے مجھے اوسنے گالیان — یہ تھا نگاہ بند ہوا اسبات کا جواب
چلتا ہوا یہ حب کا عمل ہے نگاہ رکھ — اوسکی جفا کا چاہئے ایدل وفا جواب
عاشق کے عرض حال کا کچھ تو جواب دو — حضرت جواب بھی کہین ہوتے ہین لاجواب
اوس نکتہ چین سے پردہ مین احوال دل کہا — ہم جانتے ہین ہم سے جو کہکر سنا جواب
اک حرف آرزو پہ وہ کیسے برس پڑے — لکھا ہے اتنی بات کا اتنا بڑا جواب
اوسنے جو گل کو سرو کو دیکھا تو یہ کہا — یہ ہے مرا جواب وہ آزاد کا جواب
کچھ اسطرح گھر سے وہ دلدار نکلا — دل کہ لینے کو جس کے دل زار نکلا
لڑکپن مین رہتا تھا جو سادگی سے — وہ کافر غضب کا طرحدار نکلا
ملے عشق کا کوئی کامل تو پوچھین — مسیحون مین کوئی وفادار نکلا
کبھی مدعا دل کا آزاد اوس سے — جو اک بار نکلا وہ سو بار نکلا

حیدرآباد

جنات

۹

میر حسن علیخان نام ہے سنہ ۱۲۷۰ھ مین پیدا ہوے۔ مولد اور مسکن حیدرآباد دکن ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ سید محمد صاحب مرحوم بغرض ملازمت زمانہ نواب سکندر جاہ بہادر مدینہ منورہ سے حیدرآباد تشریف لاے تھے۔ چنانچہ یہان پہونچتے ہی اونکو سو روپیہ ماہانہ منصب کی سرفرازی ہوی۔

آپ کی فارسی اچھی ہے۔ کسیقدر عربی اور انگریزی مین بھی دخل ہے۔ شاعری مین آپ کو ابتداءً محمد سرفراز علی صاحب وصفی سے تلمذ تھا۔ اب اپنا کلام نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی کو دکھلاتے ہین۔ اسوقت آپ کو پچاس روپیہ منصب ملتی ہے۔ اور ایک موضع جاگیر بھی ہے۔ رزیڈنسی بازار یعنے میان مین مکان ہے۔ آپ کے اکلوتے فرزند سید آصف الدین صاحب جنکی عمر اسوقت ۱۴ سال کی ہوگی انگریزی اور فارسی مین تعلیم پا رہے ہین۔ آپ انتہا کے ذی اخلاق وصاحب مروت۔ خوش طبع بذلہ سنج ہین۔ کلام حسب ذیل ہے۔

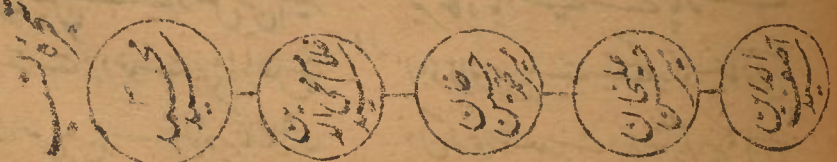

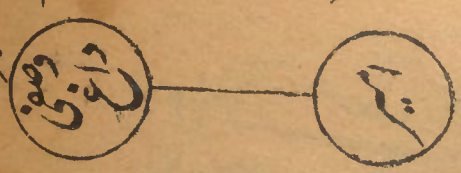

تو نے کس عاشق کی محنت اے فلک برباد کی
پھوٹی قسمت قابل افسوس ہے فرہاد کی

آہ دو بر آنے والی ہے دل ناشاد کی
غیب سے آواز آتی ہے مبارکباد کی

عشق شیرین مین بنائی ایک جانب جوئے شیر
اک طرف ندی بہی خون سر فرہاد کی

اس بہانے سے نہین کرتے وہ غیر و ستم
کہتے ہین تو فیر جاتی ہے مرے بیداد کی

اک قیامت ہے ترے قامت سے اوسکی ہمسری
گلشن ہستی سے جز کٹجائیگی شمشاد کی

ہے وہی رزاق مطلق کام اوسیکا ہی اسر
پرورش ماں باپ یون کرتے نہین اولاد کی

رہنے نہ دیتے تھے جو مجھے در کے سامنے
ولہ اب گھر بناتے ہین وہ مرے گھر کے سامنے

بکھرے ایسے مست ہو گئے رندان بادہ نوش
خم سے اوندھے تو گر گئے ساغر کے سامنے

اوشوا میر بت نے دیا ہے کہین جواب
کیا بیٹھے باتین کرتے ہو پتھر کے سامنے

ترا عشق دل مین سماتا نہین
ولہ سمندر ہے کوزے مین آتا نہین

انجام ہو بخیر شب ہجر یار ہے
ولہ سو آفتون مین ایک دل بے قرار ہے

سینہ ہمارا رشک دہ لالہ زار ہے
طاؤس اس چمن کا دل داغدار ہے

سوز غم فراق سے تڑپا ہے کسقدر
پارہ ہے آگ پر کہ دل بے قرار ہے

اے دل غم فراق سے گھبرا نہ اسقدر
یہ مونس و رفیق ہے مدت کا یار ہے

دو ترک ہین یہ باتون مین بھائے لئے ہوے
یا سرمہ اوسکی آنکھون مین وبالدار ہے

کس طرح چین آئے مجھے وصل مین اسیر
تیر نگاہ یار کلیجے کے پار ہے

کون سنتا ہے کہ دعوے ہی مرا باطل ہے
ولہ ابتو قابو مین ہے جسکے یہ اوسیکا دل ہے

یار کے حسن مین ہے جلوہ نیرنگ عیان
دن کو خورشید ہے وہ شب کو مہ کامل ہے

جناب امام حسن صاحب

۱۰

میر مہدی حسین رضوی نام ہے۔ آپ کے خاندان کا تعلق نواب رشید الملک مرحوم کے خاندان سے ہے۔ اور میر محمد حسین خان بہادر آپ کے نانا ہوتے ہین۔ آپ ۱۲۸۳ھ مین پیدا ہوے۔ عربی۔ فارسی بسیاق و سیاق مین اچھی مہارت پیدا کی۔ اور ڈاکٹری کے فن کو بھی حاصل کیا۔ چنانچہ اسوقت بمشاہرہ پچیس روپیہ ماہوار ملازم گورنمنٹ ڈاکٹر پلین قلعہ گولکنڈہ ہین۔ شاعری مین ابتداءً آپ کو مرزا مہدی حسین خان حیرت بریلوی سے تلمذ تھا۔ اور نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی کو کلام بتلاتے ہین۔ فن تاریخ مین ایک کتاب موسوم بہ گلبن تاریخ آپ ہی کی بدولت طبع کا منھ چھپ چکی ہے۔ اور رسالہ ہادی رد معلم النسوان زیر طبع ہے۔ اور اخلاق مین بھی ایک رسالہ لکھ رہے ہین۔ کلام قریب دیوان کے ہے مگر طبع نہین ہوا۔ آپ صاحب اخلاق و مروت ہین۔ کلام بھی دلچسپ ہے۔

شجرۂ تلمذ

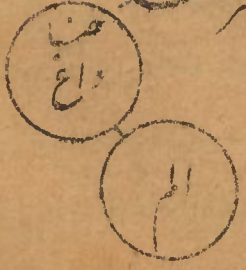

شجرۂ نسب

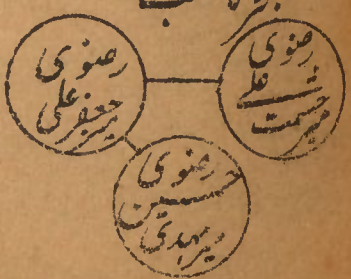

ہمارا رہنے کبھی سہم سے تلا کبھی — دنیا کی ہمکو راس نہ آئی ہوا کبھی
بیچین انتظار مین رکھنا ہر ایک کو — تم بھولکر کسی سے نہ کرنا وفا کبھی
برگ خزان رسیدہ ہین اب تو جہان مین ہم — اس باغ مین بندھی تھی ہماری ہوا کبھی
اب تیرے کان تک بھی پہنچنا محال ہے — جاتی تھی یار عرش کے آہ رسا کبھی
رکھو ہزار آنکھون مین اپنی نظر کو تم — یہ شوخ ہو نہوالی نہین باحیا کبھی
پچھلی عنایتون کا ذرا ذکر کیجئے — وہ بھی اک اتفاق تھا جو ہو گیا کبھی
جب دیکھئے بلند سوے آسمان ہین ہاتھ — زاہد قبول بھی ہوی تیری دعا کبھی
اپنی جفا کو دیکھ ہماری وفا کو دیکھ — قائل تو اپنے دل مین ہوے بیوفا کبھی
خوشگو ہے نامہ بر بھی مگر وہ اثر کہان — سنتے ہمارا حال نہ ہمسے سنا کبھی
توبہ کے بعد بگڑا ہے کیا کیا مرا مزاج — آئی جو جھوم جھوم کے کالی گھٹا کبھی
نکلے ہین اتفاق سے ارمان ہزارہا — ٹوٹے ہین کشمکش مین جو بند قبا کبھی

اوٹھ گیا وہ میکشی کے وقت برسے آفتاب — ولہ بدلے آنسو کے نہ کیون آنکھو سے برسے آفتاب
شام تک ہے وہ منور اور یہ روشن ضمیر — کیا مقابل ہو مرے داغ جگر سے آفتاب
منہ چھپایا اونکا گھونگٹ مین دلایا دا گیا — ابر مین جب چھپگیا میری نظر سے آفتاب
چاندسی صورت جو دیکھی راتکو اوسکی آلم — گر گیا بس صبحدم میری نظر سے آفتاب

گذری بہار آمد فصل خزان ہے اب — ولہ یعنے فراق گل رخ غنچہ دہان ہے اب
تھی جو ہستی ڈھلتی دھوپ چڑھی اور اوتر گئی — بتلائی وہ حسن وہ جوبن کہان ہے اب
دیکھین تو کون اوٹھتا ہے دہلیز سے تری — سر اپنا سنگدل حجر آستان ہے اب
گذرا جو اوس گلی سے وہ پامال ہو گیا — گویا زمین کوے صنم آسمان ہے اب
ہولی مین رنگ کھیل رہے ہین وہ غیر سے — بیوجہ اپنی آنکھ نہین خونفشان ہے اب
کیا حال ہجر مین ہے آلم کا خبر تو لے — ایجان فراق روح و تن ناتوان ہے اب

جناب امین

۱۱

مولوی محمد احمد نام ہے ۱۲۹۶ھ مین پیدا ہوے۔ آپکے جد اعلے مخدوم بندگی شیخ مبارک قدس سرہ الشریف تھے۔ جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب (سابق ناظم عدالت ضلع پرجنی حال پنشن یاب) آپ کے عم بزرگوار ہوتے ہین۔ آپ عربی اور فارسی مین فارغ التحصیل ہین۔ فی الحال بوجہ طالب العلمی جونپور مین اقامت گزین ہین۔ شاعری مین جناب حبیب کنتوری سے تلمذ ہے۔ منطق اور نحو مین کئی رسالے آپ نے لکھے ہین جو ابھی طبع نہین ہوے۔ کلام اچھا ہوتا ہے۔ آپ نوجوان۔ ہوشیار۔ لایق ہین۔

سلسلۂ نسب

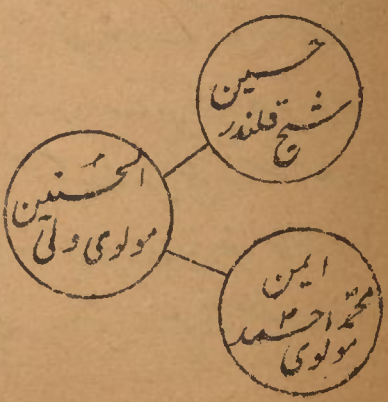

سلسلۂ تلمذ

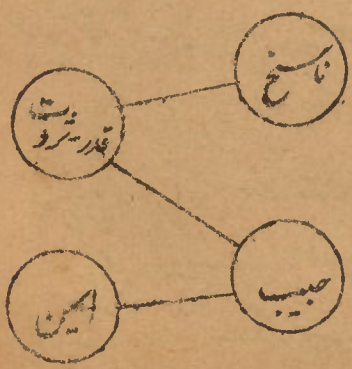

سر وہ کیا سر ہے جس سر مین ہو سودا تیرا
ہر جگہ کیون نہ پھرے عاشق شیدا تیرا
حسن پر حضرت یوسف کو نہ ہوتا کبھی ناز
لطف اور سوقت ہی ظالم کہ دم پرسش حشر
جان و ایمان کے دینے مین نہو جسکو دریغ
جان آنکھون مین ہی ایمن کی لبون پر ترا نام
سب وہی وہ ہین سب مین نظر آئین کیونکر
طالب وصل ہون مین شایق دیدار نہین
نخوت حسن ہے اونکو تو ہمین حسرت عشق
دل ملا روز ازل جب تو یہ سوچھی نہ ہمین
ہاے رو رو کے جنانے پہ یہ کہنا اونکا
ناتوانی کا یہان عذر نزاکت کا وہان
نقش پا بنکے جو تھے کوئی بتان مین ایمن
کر عرض حال رونہ دل زار زار
آخر بجھے جلے کو جلانے سے فائدہ
گلچین کی دست برد نی دلمین خار غم
اک شربت وصال دوا دہ نصیب غیر
کرتا ہے کوئی تیر نظر دل کو چاک چاک
بھر کینہ نہ دلمین عشق کے شعلے وہ اسلے
مثل کلیم دلمین ہے ارمان دید کا
ڈرہے کہ جل نہ جاے کہین جسر من جہان

دل بھی وہ دل ہے کوئی جو نہ ہو شیدا تیرا
دیر تیرا ہے حرم تیرا کلیسا تیرا
نظر آجاتا اگر خواب مین جلوا تیرا
تو گلہ میرا کرے مین کرون شکوا تیرا
اوس سے ایجان مناسب نہین میرا تیرا
منتظر ہے فقط اے رشک مسیحا تیرا
مارہے عاشقون سے منہ نہ چھپائین کیونکر
لن ترانی کی صدائین وہ سنائین کیونکر
گر نہین آتے تو فرمائین ہم آئین کیونکر
جو ہے دشمن اوسے پہلو مین بٹھائین کیونکر
روٹھ کر ہمسے چلے ہین یہ منائین کیونکر
وہ نہین آتے تو ہم ہو شمین آئین کیونکر
باغ جنت مین بھلا لطف وہ پائین کیونکر
نالون سے ہوگا دامن گفتار تار
کر دل کا رخ نہ آہ شرر بار بار
روئی تڑپ کے بلبل گلزار زار زار
ہمکو رولاے کیون نہ یہ آزار زار زار
روتے ہین خون جو دیدۂ خونبار بار بار
کرتے ہین منع آہ شرر بار بار بار
کیونکر نہ ہون مین حاضر دربار بار بار
ایمن نہ کھینچ آہ شرر بار بار بار

حیدرآباد سے
جناب احمد

۱۲

آپ کا نام حاجی سید احمد ہے ۱۲۹۱ھ مین تولد ہوے۔ آپکے پردادا سید علی صاحب بہد (ناصر الدولہ بہادر) اودگیر سے حیدرآباد تلاش روزگار مین آئے تھے۔ پھر تو یہین کے ہورہے چنانچہ چار نشست گذر گئے۔

عربی فارسی مین لایق ہین۔ انگریزی سے بھی بے بہرہ نہین۔ ضرورت کے موافق جانتے ہین معتمدی مالگزاری صیغہ کورٹ آف وارڈز مین ملازم ہین۔ ترپ بازار مقصل باغ محی الدین بادشاہ سکونت گزین ہین۔ اپنے خالہ زاد بھائی سید علی صاحب بہار سے تلمذ ہے۔ اور جناب بہار کو حضرت امیر مینائی کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔

اشعار اردو اور فارسی دونون کہتے ہین۔ خوش اخلاق۔ نوجوان جنٹلمین ہین۔ طبیعت جدت پسند ہے۔ کبھی کبھی جلسون مین قصاید وغیرہ بھی پڑہتے ہین۔ کلام حسب ذیل ہے۔

شجرۂ نسب

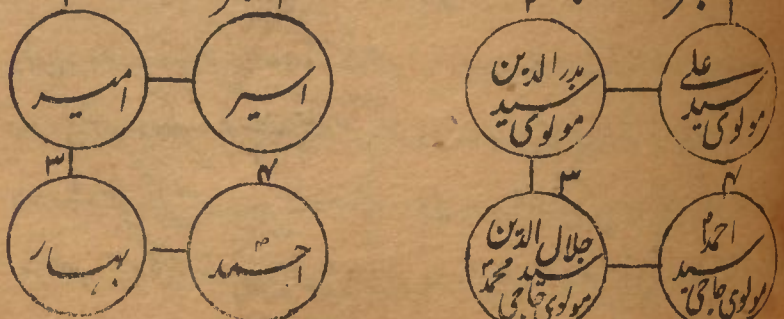

شجرۂ تلمذ

فارسی

دلِ یکے ز دل آشفتگان نیازاری — کہ نیست ہیچ گنہ بہ تر از دل آزاری
زہے نصیب اگر بر کشند بر دارم — بلائے کشمکشِ دار بہ ز ناداری
صدائے رحمت یزدان رسید در گوشم — گنہ اگر نکنی لاجرم گنہ گاری
ہمی گریم ز آزار درون پوشیدہ پوشیدہ — ولہ فغان بیرون برآرم از دہان آہستہ آہستہ
بہیچ عیش مبدل نمی شود احمد — ولہ کہ صدمہ ز رفیقان بے وفا گیرد

اُردو

مانندِ خم خون جو رونا پڑا مجھے — ہنسنے کا یہ مزا دلِ نادان ملا مجھے
لے دامنِ مزار چھپا لے ذرا مجھے — پھرتی ہے ڈھونڈتی ہوئی ہر دم قضا مجھے
رہنا لگے ہوئے مرے سینے سے تا سحر — تنہا نہ بیکسی شبِ غم چھوڑنا مجھے
سوتا ہوں بے ہراس کنارِ مزار میں — آرام خوفِ مرگ سے مر کر ملا مجھے
احمد سرورِ اہلِ صفا کا نصیب ہو — اللہ دے تو دے غمِ آلِ عبا مجھے

ولہ

تیرے جاتے ہی ہوئی درہم و برہم محفل — لے گیا جسام کوئی شیشہ صہبا کر

ولہ

ایک ہم ہیں کہ فدا ہوتے ہیں او پنر دل سے — ایک وہ ہیں کہ ہماری نہیں پروا کرتے

ولہ

وہاں وہ خوابِ تغافل کہ مست سوتے ہیں — یہاں یہ ضعف کہ نالا نہیں رسا کوئی
وعدہ کی شب وہ مگر سے چلے چلکے تھم گئے — ولہ نالوں کا کچھ اثر تو ہوا ہو کے رہ گیا
وہ ملے بھی اگر کہیں نہ ملے — ولہ دیدا دن کی ہوئی مگر نہ ہوئی
سر مطلب نہ ہوگا پیش نامردان فرو ہرگز — ولہ بحمد اللہ احمد ہم ہیں مثل شاہ مردان

حیدرآبادی سید جناب بخشی

۱۳

آپ کا نام میر محمد علی تخلص بخشی ہے۔ میر سردار علیصاحب بخشی کے فرزند اکبر ہین۔ آپ سادات صحیح النسب ہین آپکے مورث اعلےٰ سید عزیز (جنکو عالمگیر نے بسبب پستان نہونیکے شیر زنکا خطاب عطا کیا تھا ایک لاکھ سوار کے سپہ سالار تھے) ہین۔ اونکے چھوٹے فرزند میر کاظم علی کو نواب آصف جاہ بہادر نے حیدرآباد اپنے ہمراہ لاکر ضلع بڑاڑ مین جاگیرات اور محمد امجد خان کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ اور اونکے فرزند میر باقر علی اکثر نواب میر نظام علیخان بہادر کے ساتھ لڑائیون مین رہکر کارہائے نمایان بجالائے۔ اور منصب یکہزاری و یکہزار سوار و نقارہ اور خطاب محمد امجد خان سربلند جنگ سے ممتاز ہوے۔ عہد نواب ناصرالدولہ بہادر مین جاگیرات ملک بڑاڑ سرکار انگریزی مین داخل ہوکر اونکے فرزند میر فضل علی کے نام صرف منصب باقی رہا۔ اور حضرت مغفرت مآب کے زمانہ مین بوجہ حضرت کی اتالیقی کے بخشی گری کی خدمت عطا ہوی۔ اور اونکے فرزند میر سردار علی کو مصاحبت ظل سبحانی کا فخر حاصل ہوا۔ بعد انتقال والد بزرگوار کے میر سردار علی پانسو جوانان علی غول کے بخشی گری سے ممتاز ہوے۔ اور دو سو روپیہ منصب آبائی اجرا ہوا۔ مگر نواب مختار الملک بہادر نے آپکو بخشی گری سے سبکدوش کرکر صرف منصب بحال رکھا جو تا الی الآن جاری ہے۔ اونکے فرزند میر محمد علیصاحب بخشی ہین۔ جو ۲۰ ربیع الاول ۱۲۸۰ھ مین پیدا ہوی۔ عربی۔ فارسی مین اچھی مہارت ہے ابتداءً حضرت سالک دہلوی سے

تلمذ رہا بعد انکے انتقال کے کچھ روز مین میر عباس حسین شیدا کو اپنا کلام دکھلاتے تھے۔ مگر اسوقت مولوی میر نادر علیخان صاحب سے اصلاح سخن ہے۔ کلام اچھا ہوتا ہے۔ آدمی خوش اخلاق ذی فہم اور لایق و ہوشیار ہین۔ ایک دیوان غیر مطبوعہ بھی اسوقت موجود ہے۔

سلسلۂ تلمذ

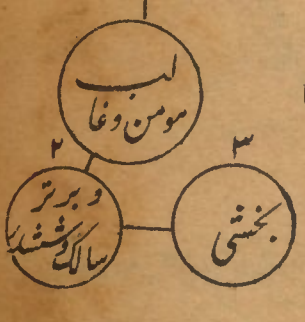

شجرۂ نسب

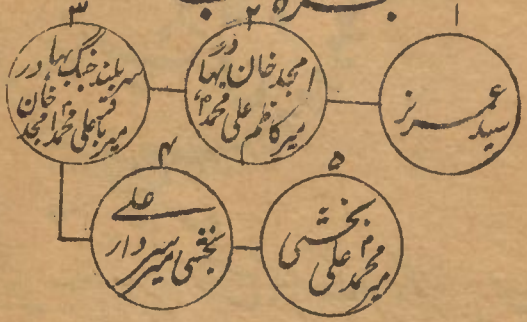

مینے شب وصال مین اتنی خطا تو کی۔
مجبوریون سے منت پیک قضا تو کی

تدبیر پائے بوسی جانان اب اور کیا
مٹ مٹ کے مینے پیروی نقش پا تو کی

مجبوریون سے عشق کے واقف ہین آپ بھی
دشمن سے حال کہدیا مینے خطا تو کی

اوٹھے اگر تو حشر کو اوٹھے لحد سے ہم
ٹھوکر لگا کے تمنے قیامت بپا تو کی

جرم دراز دستی ذوق دعا صحیح
اوٹھنے کی اس جہان سے ہان التجا تو کی

دشمن کی مرگ پر کف افسوس کیون ملے
بے جرم پائمالیٔ رنگ حنا تو کی

حاصل ہوا نہ اور تصور سے کچھ تو کیا
صورت تمہاری دیدۂ دل مین پھرا تو کی

زاہد چھپاؤن کیون مین پڑھی عمر بھر نماز
لیکن شب وصال مین اکدن قضا تو کی

قسمت مین تھی نہ بخشی بیمار کی شفا
کرنے کو یون مسیح نے اوسکی دوا تو کی

بعد مردن رنگ لائین گردشین تقدیر کی
ولہ گرد باد رہگذر ہے خاک مجھ دلگیر کی

داد میرے جذب دل کی دی کسی نے کب مجھے
سب نے اُلٹی مدح کی ناوک فگن کے تیر کی

پھر بانہائے دشمن کی شکایت کچھ نہین
پوچھتا ہون یہ کہ مینے کون سی تقصیر کی

حیدرآباد سے جناب باقی

راجہ گردھاری پرشاد بہادر محبوب نواز و نت عرف بسی راجہ کا تخلص ہے۔ آپ کے خاندان کے حالات تفصیلی طور پر دفتر اول تذکرۂ امراء مین لکھدیے گئے ہین حیدرآباد و دکن کے نامی امرا مین آپکا شمار ہے۔ خدمات۔ مناصب۔ جاگیرات وغیرہ سب کچھ حاصل تھے۔ ابتدائے سن شعور سے شعر گوئی کی چاشنی بھی ذائقہ دہ زبان تھی۔ چنانچہ آخر عمر تک کہتے رہے۔ فارسی اور اردو دونون اقسام کے کلام پر طبیعت رواں قادر تھی۔ حضرت فیض علیہ الرحمہ سے تلمذ تھا۔ آپکے تصانیف کثیرہ ہین۔ جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بھاگوت شریف فارسی۔ بھاگوت سار بہان۔ تیرتھ پال بھاشا۔ توشۂ آخرت۔ ثنونامہ۔ کلیات یادگار باقی۔ دیوان بقائی باقی۔ لغت افضل التصحیح۔ قصاید باقی۔ قدری صنائع بدائع۔ بہار عام۔ پرسن نامہ۔ تنبیہات باقی۔ مکتوبات منظوم۔ ضرب الامثال۔ کنوز التواریخ۔ تحقیقات سیاق باقی۔ پیرایۂ عروض۔ آئینۂ سخن۔ ترانۂ باقی۔ وغیرہ مطبوعہ اسوقت موجود ہین۔ اشعار حسب ذیل ہین۔

ہے مظہر سب ہے نور تیرا ہر ذرہ مین ہے ظہور تیرا

آرام ہزار ہو جہان مین - پر در در ہے خضر در تیرا
اپنے سے جدا خدا کو سمجھا باقی دیکھا شعور تیرا

دلہ
کشتہ چشم بتان ہون یہ وصیت ہے مری پوست پہنائین مجھے جائے کفن آہو کا
کاسۂ چشم لئے پھرتا ہون دریوزہ کو کوئی مجھسا نہین دیدار صنم کا بھوکا

دلہ
جلوہ فرما جو کبھی وہ مہ انور ہوتا شرف منزل خورشید میرا گھر ہوتا
قد بالا کے تصور مین جو کرتا فریاد مرے نالون کا گذر عرش برین پر ہوتا

دلہ
بلبل آتش نفس ہون ڈر ہے کیا صیاد کا شعلۂ آواز سے پھوکون قفس فولاد کا
علم و فن مین عاشقی کے سب مرے شاگرد ہین ہون سبق آموز قیس و وامق و فرہاد کا

دلہ
ملے گا خضر کو اپنا پتہ کب روان ہین صورت ریگ روان ہم
نئے صدمے اسے دیتے رہین گے ابھی دل کا کرین گے امتحان ہم
میسر فیض صاحب سے ہین اوستاد دکن سے جائین کیون ہندوستان ہم

دلہ
بوسے اوس لب کے لیا کرتا ہون مرض دل کی دوا کرتا ہون
ہون سیہ بخت مگر سرمہ نمط اوسکی آنکھون مین رہا کرتا ہون
آگ دیتا ہون جگر کو دل سے حق ہمسایہ ادا کرتا ہون -

دلہ
عارض یار نہین جلس فگن پانی مین گل شاداب کا پھولا ہے چمن پانی مین
آہ سوزان ہو اگر شعلہ فگن پانی مین آگ کیطرح سے پیدا ہو جلن پانی مین
بیٹھتا ہے مرا یون شدت گریہ سے دل جیسے بیٹھے کوئی دیوار کہن پانی مین

دلہ
شور گریہ سے زمانہ کی ہوا بدلی ہے شرط امید ترا برسے کیا بدلی ہے
جا ترحم کی ہے جا ابتو عیادت کیلئے تیرے بیمار نے سنتا ہون کہ جا بدلی ہے
آنکھ وان نکلی یہان جان بھی نکلی اپنی نگہ یار نہین بدلی قضا بدلی ہے
ایک گل مین بھی نہین بوئے وفا اے باقی اندلون گلشن عالم کی ہوا بدلی ہے

جناب برتر

آپکا نام محمد نادر علی ہے ۱۲۸۵ھ مین تولد ہوے قصبہ محمد آباد ضلع غازی پور کشنری بنارس کے رہنے والے ہین آپکے والد محمد یاد علیصاحب ملک برار مین ڈپٹی انسپکٹر مدارس تھے ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۰۵ھ تک خدمت مفوضہ کو بخوبی اسلوبی انجام دی۔ برتر صاحب کو فارسی تحصیل ہے عربی اوسط درجہ کی ہے علاوہ برین علم ریاضی اور جغرافیہ مین بھی مہارت حاصل ہے اسوقت آپکے دو دیوان اور مثنوی مالۂ برتر و اسوختہ فغان برتر شام غمشریت وغیرہ غیر مطبوعہ موجود ہین کلام اچھا ہوتا ہے۔ علاوہ شعر گوئی کے ناول نویسی مین بھی ملکہ ہے چنانچہ ناول اسرار و عصمت جو آپکی جدت طبع کا نمونہ ہین زیر طبع ہین آپکو حیدرآباد آئے تخمیناً تین سال ہوتے ہین۔ راجہ رائے رایان امانت دست بہادر کے یہان ملازم ہین۔ رسالہ نسیم دکن کی اڈیٹری اور امانت پریس کی مہتمی کی خدمت انجام دیتے ہین۔ آپکو مرزا حسن رضا خانصاحب رابط دہلوی جو نواب نجم الدولہ اسد اللہ خان غالب مرحوم کے شاگرد تھے تلمذ ہے آپ کو ایک صاحبزادہ محمد شاکر علی نام ممدوس سالہ موجود ہے۔ شاہ علی بنڈہ پر رہتے ہین کلام حسب ذیل ہے۔

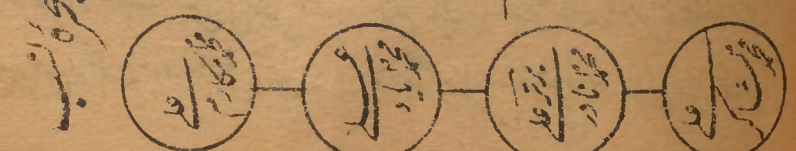

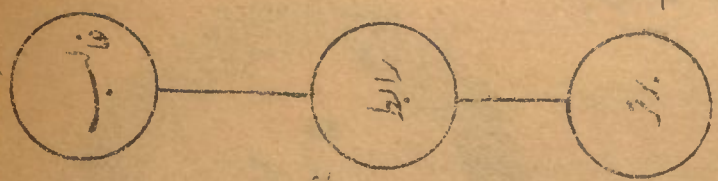

رباعی

ہون کسکو عزیز زندگانی کیطرح — خوشوقت ہون عہد نوجوانی کیطرح
مین بھی ہون وہ جوہر لطیف اے برتر — ہر رنگ مین ملجاتا ہون پانی کیطرح

اشعار

توڑ دین عہد جفا بھی انکو منظور نہین — ورنہ انداز نزاکت سے تو کچھ دور نہین
ارنکے کوچہ مین پہونچکر نہ پہونچنا یعنی — ضعف سے پاؤن سلامت ہین تو کچھ دور نہین
ہان شکست دل بیکس پہ چھینگدو اغماز — کچھ یہ خاموشی بسکستن انگور نہین
تصور رشک کا ہے اس دل بیتاب منزل مین — مرے پہلو مین وہ ہین اور مین ہون بزم دشمن مین
دکھاتا ہے تماشے مجھکو نیرنگ جنون کیا کیا — کبھی مسکن ہے صحرا مین کبھی صحرا ہے مسکن مین
تڑپکر جا رہے ہے سر برافگندہ نیر ترے قاتل — نشان تیغ خط بندگی بنجائے گردن مین

تکلف دیکھنا گرد روان کا — وہ قضا ہے نام میرے پاسبان کا
نگاہ قیس کیا لیلے سے ملتی — ہجوم رشک و پردہ ساربان کا
مئی خود بینیون سے صورت رشک — وہ خود کب رازدان ہے رازدان کا
شکایت برطرف دشمن کے شکوے — تکلف ہے فریب دوستان کا
اشارون سے ہین باتین روز برتر — نظر سے کام لیتا ہون زبان کا
خطا ناکردہ عذر بیگناہی پر خفا تم ہو — تو کیا کچھہ توبہ توبہ داور روز جزا تم ہو
یہ ضد بھی کوئی ضد ہے رنگ میری ضعف کا اکثر — قیامت ہے کہ انداز نزاکت سے خفا تم ہو
اوٹھاتا کون رشک دوستی غیر کے صدمے — اسی مین خیر ہے اے بندہ پرور بیوفا تم ہو
نہین معلوم تمکو قدر اپنے حسن کی لیکن — کہ تم سمجھے ہوئے جسقدر اوس سے سوا تم ہو
قیامت مین بھی ہو اک دھوم بزم عیش برترکی — مزا ہو گر سزائے جرم الفت کی جزا تم ہو

سہارنپوری

جناب بیدل سہارنپوری

۱۶

ابوالحسنات محمد حبیب الرحمن انصاری نام ہے سہارنپور کشمیری میرٹھ کے رہنے والے ہین ۱۲۵۹ھ مین پیدا ہوئے ظہورالدین احمد تاریخی نام ہے - نواب عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات سرکار عالی نے ۱۳۱۱ھ مین آپکو سہارنپور سے حیدرآباد دکن طلب فرماکر مشاہرہ یکصد روپیہ دارالعلوم کی پروفیسری پر مامور کیا - آپ فارسی - عربی - فقہ - حدیث - ادب معانی بیان - تفسیر - ہیئت - فلسفہ - منطق وغیرہ سے بخوبی ماہر ہین - چنانچہ مدرسہ دارالعلوم مین طلبار کو علوم متذکرہ کا درس دیتے ہین - عالیجناب مہاراجہ بہادر بدام اقبالہم سرکار عالی کے بارگاہ مین بھی آپکو باریابی کا شرف حاصل ہے - گو آپکا کوئی دیوان طبع نہین ہوا مگر اکثر کتابون کے ترجمے (مثلاً ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسند کا ترجمہ - تاریخ نجیبی کا ترجمہ - مقامات بدیع ہمدانی کا ترجمہ) جو آپ نے کیا ہے وہ طبع ہو چکے ہین - اور ایک رسالہ فضیلت علم کے نام سے جسمین ابتک قریب پندرہ علوم کے نہ بحث آچکے ہین رسالہ دبدبۂ آصفی مین آپ کے تاریخی نام سے شائع ہو رہا ہے - شاعری مین حضرت غالب دہلوی سے آپکو تلمذ ہے - کلام دلچسپ ہوتا ہے - آدمی ذی خلق معاصرون مین - فی البدیہہ اشعار کہنے مین اچھا ملکہ ہے

دل ہی بٹھا دیا مرا امید و یاس نے
رنج و غم آہ و بکا سوز و قلق کا جمع

تیغ بھی جان تھی میری ہی کر رک رک کے چلی
خوف رسوائی سے آنسو گر پڑے اچھو لگا۔

لگی ہے چپ اسے کیا جلنے کہدیا ہے کیا
تو بدنما امیدی میری امید

اجابت سے اگر ہوتی رسائی
مرنے پہ ہمخیالی زاہد کا اہتمام۔

چشم حریف سحاب آہ عدو سے اثر
بخت جو جاگا کبھی سو گئے پائے امید

چاہنے والے بہت حسن کا غرہ فزون
وفائے عہد کا شاید عدو ہو

مستم اپنا جو گرم گفتگو ہو۔
مضطرب ہیں ساغر شوخی میں سیماب

مٹا دوں صفحہ ہستی سے اوسکو
سمجھتا ہے حسن ملاحت نمک افشاں اپنا تک

اوٹھنا ہے درد بھی تو عصا لیکے آہ کا
ولہ تم اکیلے اگر آتے تو پریشان ہوتا

ولہ نیر بھی میر امقدر تھا کہ سیدھا نہ ہوا
ولہ وہ گلو گیر آج ہے کل تک جو دامنگیر تھا

ولہ نقاہت دل مضطر نے گفتگو ہو کر
ولہ مبارک باد مایوسی مرا دل

خدا سے مانگتا ہے بے دعا دل
ولہ آہ و فغان پہ شکوہ کر سوائے عام ہے

ولہ نامہ رہین جواب دیکھئے کبتک رہے
نندیہ خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے

ببدل خستہ خراب دیکھئے کبتک رہے
ولہ مسیحائی قضا کے روبرو

کلیم طور محو آرزو ہو
مجھے کیونکر امید آرزو

ستم یہ ہے کہ تم جان عدو
ولہ دیدہ زخم جگر ہین مے گریان

حیدرآباد یا جناب

۱۷

آپ کا نام محمد حفیظ الدین ہے۔ ابتداءً آپکے جد محمد حفیظ صاحب جمعدار (بعہد نواب سکندر جاہ بہادر) نواب سورت تاج الدین خان بہادر (جو جمال النسا بیگم صاحبہ صاحبزادی نواب سکندر جاہ بہادر کے شوہر تھے۔ اور صوبۂ حیدرآباد دکن کی خدمت بھی عطا ہوئی تھی) کے ہمراہ سورت سے حیدرآباد دکن آئے تھے۔ اور نواب ممدوح کے یہان ملازم تھے۔ اونکے فرزند عبدالقادر صاحب عرف نبو میان جمال النسا بیگم صاحبہ کی سرکار مین بزمرۂ مرد آدمیان بمواجب (۵۰) روپیہ ملازم تھی۔ اونکے فرزند محمد حفیظ الدین صاحب پاس (جنکا نام عنوان مین درج ہے) بعد تحصیل علوم عربی۔ فارسی اولاً محکمۂ دارالقضا بلدہ سرکار عالی مین مہتمم تعمیل دارالقضا ہوئے۔ بعدازان منتظمی پولیٹکل فنانس پر مامور ہوئے۔ اسکے بعد تحصیلداری کی خدمت پر مقرر ہوئے۔ بہر حال مختلف خدمات سرکاری بجالانیکے بعد ختم سرویس کی وجہ سے پچاس روپیہ حالی وظیفہ ہوگیا۔ اسوقت تقریباً ساٹھ سال کا سن ہوگا۔ شاعری مین حضرت فیض رح سے تلمذ ہے آپ انتہا درجہ کے صاحب اخلاق۔ خوش ترکیب پابند وضع قدیم ہین طبیعت بھی جمعی پائی ہے۔ کلام مین دلچسپی اور دل آویزی بہت ہے۔ پتھر گھٹی اندرون پھاٹک جمال النسا بیگم صاحبہ مکان ہے۔ آپکو تین صاحبزادے نوجوان لائق اور ہوشیار موجود ہین۔

مستی مین سیر عالم امکان مدام ہے
جام جہان نما مرے ساغر کا نام ہے

وہان عذر ہے کبھی تو کبھی وقت کام ہے
یہان کام انتظار مین اپنا تمام ہے

ہے دلمین بے شمار غم و حسرت و الم
اس مختصر مکان مین کیا اژدحام ہے

سینے کا راز کھول رہی ہے شب وصال
انگیا کا اونکی محرم اسرار نام ہے

وہان قید ایک دل تھا یہان سیکڑون پھنسے
زلفون سے بڑھکے حضرت داغط کا دام ہے

جنت مین کب نصیب ہین دنیا کی لذتین
زاہد کی بندگی کو ہمارا سلام ہے

فرط رقم سے بھر گئے اوراق آسمان
مکتوب اشتیاق ابھی ناتمام ہے

اے پاس علم شعر تو دشوار ہے مگر
موزون طبیعتو مین ہمارا بھی نام ہے

پرہیز کیا کرے بشر اس کارگاہ سے
دنیا مین بچ سکے نہ فرشتے گناہ سے

اوس مہروش کے حسن نے دھبہ لگا دیا
جاتا ہے داغ بھی کہین خسار ماہ سے

کشتہ کیا نگاہ نے انکھونکے سامنے
ثابت ہوا ہے قتل مرا دو گواہ سے

ہم مثل نقش پا چو زمین پر گرے تو کیا
وہ دیکھتے نہین کبھی نیچی نگاہ سے

کہتے ہین نکتہ سنج اسے حسن اتفاق
چہرہ کو زیب ہو گئی خال سیاہ سے

بدلی کو دیکھتے ہی بدل جائیگا مزاج
کب تک بچین گے حضرت زاہد گناہ سے

اے پاس قدردان سخن ہین سخن شناس
کام آفرین سے ہی نہ غرض واہ واہ سے

قتیل تیغ تبسم تو ہم ہوے لیکن
کسی نے ہنسکے نہ پوچھا کہ سیر کیسا ہے

۱۸

اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ جناب گرامی شاعر خاص دربار اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کا تخلص ہے۔ گو طبقہ نسوان سے ہین۔ مگر طبیعت مین بلا کی مضمون آفرینی۔ اور دلچسپی ہے۔ کلام اچھا ہوتا ہے۔ چند اشعار ہدیۂ ناظرین ہین۔ اور تلمذ غالبًا اپنے شوہر جناب گرامی سے ہوگا۔ جناب گرامی تو فارسی گو ہین اُردو مین بھی کبھی کبھی کہہ لیتے ہین۔ مگر فارسی مین مذاق زیادہ ہے۔ جناب گرامی کے حالات ردیف (ک) مین مندرج ہین۔

دل کو رہتی ہے جستجو تیری — عشق تیرا ہے آرزو تیری
قصۂ دل سنائے گی تجھکو — موبموز لف مشکبو تیری
حمد کرتے ہین جوش مستی مین — شیشہ و ساغر و سبو تیری
وعدہ کرکے وہ ہوگئے منکر — ہے شرارت یہ اے عدو تیری
دیتے ہین دل ہم اپنی آنکھون کو — رکھ کے تصویر روبرو تیری
دوست دشمن کو کیا پرکھتی ہے — نظر اے شوخ فتنہ خو تیری
کیا بدلتی ہے ایک ہی پل مین — ہائے چشم بہانہ جو تیری
آرزو تیری ہے ہر اک دل مین — ہر زبان پر ہے گفتگو تیری

کوچہ عشق مین نجانے ترک ہو گی برباد آبرو تیری

ستم ہے زہد پر اے زاہد و مغرور ہو جانا ولہ خدا سے دور ہونا ہے بتون سے دور ہو جانا

اگر پہلو مین دل ہے اور دل مین عشق کی لذت کوئی مشکل نہین انسان کو مجبور ہو جانا

کہان دل گرمی شوق اور کہان فتنہ نظر بازی نگہ سے دور ہو جانا ہے دل سے دور ہو جانا

لہو مین ڈوب کر کیون رہ گیا خم گل لالہ مرے داغ جگر سے سیکھ لے ناسور ہو جانا

مرے ملتے ہین اک دیوانگی مین دو جہان عالم کے کبھی رنجور ہو جانا کبھی مسرور ہو جانا

وہ پھر اوٹھتا ہے شور ان ترانی ذری ذری سے قیامت خیز ہے کوئے صنم کا طور ہو جانا

دل عشاق کا اے ترک یہ بھی اک کرشمہ ہے

کبھی برباد ہو جانا کبھی معمور ہو جانا

توفیق جناب حیدرآباد

۱۹

سید جلال الدین نام ہے۔ آپ سادات مہدویہ سے ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت سید علی صاحب اقتصائے گجرات سے (بعہد سلطان ابراہیم قطب شاہ) وارد حیدرآباد ہوئے چونکہ بہت سے اُمرا افغان غلزی آپ کے مرید تھے لہذا یہیں آپ نے اقامت اختیار فرمائی۔ بوجہ سجادہ نشین اور تارک لباس ہونیکے کوئی اعزاز سرکاری یا اعلیٰ منصب بوجہ دیدہ کو آپ نے قبول نفرمایا۔ آپ کا مزار ضلع اندور نصب تک پلی بھی نمایاں ہے۔

جناب توفیق صاحب ۱۳۲۷ھ میں تولد ہوئے۔ فارسی تکمیل ہے۔ عربی میں فوائد ضیائیہ بھی آگے عبور ہے۔ فن عروض معانی و بیان میں بھی پوری بستگاہ ہے۔ طب کی کتابیں بھی قریب تکمیل ہیں۔ خط میں نسخ تعلیق نسخ شفیعہ شکستہ اچھا لکھتے ہیں۔ دفتر صدر محاسبی سرکار عالی میں ملازم ہیں۔ کاچی گوڑہ میں مکان ہے۔ تراجم علماء عہد یہ آپ کی تالیف ہے۔ شاعری میں آپ کو اپنے والد سید ابراہیم صاحب مقصد سے تلمذ ہے۔ دیوان زیر ترتیب ہے۔ کلام اچھا ہے۔ ایک صاحبزادہ ۵۔ ۶ سالہ سید امیر الدین نام موجود ہے۔

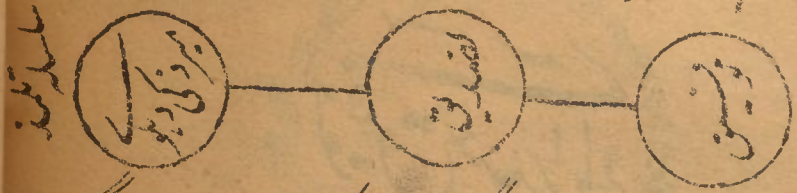

بیان ہونے سے پہلے حال ظاہر ہو گیا میرا
کلید قفل خاموشی ہے رنگ مدعا میرا

نکل کر دل سے لب تک آ نہیں سکتے تو کیا یارب
ملا ہے میرے نالون کو بھی بخت نارسا میرا

تصور مین کسی خورشید منزل کے دم وحشت
بنا چاک گریبان صبح چاک قبا میرا

قدم کو جب مین ہو بیخار راہ ہستی ہو گیا ظاہر
نہ ٹوٹا تا دم مردن کلیسہ نقش پا میرا

اسیری مین بھی سعی کی چھٹکر راہ جنون مین
بنا نقش قدم ہر حلقہ زنجیر پا میرا

ترقی پائی جلکر دانہ باروت کی صورت
ہوا بھی تو ہوا اسطرح سے نشو و نما میرا

بیان داستان غم نہ ہوگا حشر تک پورا
رہیگا بر سر آغاز ختم مدعا میرا

خدا کا شکر دونون بچکے نکلے شرم احسان سے
زبان بے اثر میری دل بے مدعا میرا

زبان خلق پر ہون صورت افسانہ عنقا
مری گم گشتگی توفیق دیتی ہے بجا میرا

دل بیتاب مرا پہلوے حرمان مین رہا
گذر برق طپان خانہ ویران مین رہا

خاک اوڑاتی رہی زمان مین کدورت میری
یون رہا قید مین گویا کہ بیابان مین رہا

چہرہ آئینہ رہا مطلب دل کا میرے
رنگ اظہار مری معنی پنہان مین رہا

خانہ اشکون کو جگہ ملتی یہان بھی کہ دہی
عالم تنگی دل وسعت دامان مین رہا

سبب حسن نمائشگر ہی حیرت میری
صورت آئینہ مین دست حسینان مین رہا

دم وحشت بھی رہی ساتھ بہار بیخودی
عالم خندہ گل چاک گریبان مین رہا

نازپروردہ دامان تصور ہون مین
مدتون سر مرا آغوش گریبان مین رہا

رنگ بیخودی مین بھی ہم لبریز فریاد و فغان
ہاتھ اوجھا ہوا توفیق گریبان مین رہا

تزک لاہور

۳۰

آپ کا نام تزک علیشاہ ہے۔ قصبہ نورمحل ضلع لاہور علاقہ پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ تخمیناً بارا سال ہوتے ہیں (بعہد اعلیحضرت خلداللہ ملکہ) کہ آپ حیدرآباد تشریف لائے (۵۰) سال کی عمر ہوگی۔ آپکو مہاراجگان کشمیر کے دربار سے ملک الشعرا کا خطاب بھی عطا ہوا ہے۔ جسوقت کہ آپ حیدرآباد دکن آئے اوسوقت نواب بہادر وقار الامرا مغفور کی مدار المہامی کا دورہ تھا۔ چنانچہ آپکی رسائی نواب صاحب مغفور تک ہوئی اور منجانب سرکار عالی آپکو ۵۰۰ روپیہ ماہانہ تنخواہ مقرر ہوگئی۔ اب مہاراجہ مدار المہام بہادر کے دربار میں ہمیشہ باریابی کا فخر آپکو حاصل ہے۔ کلام فارسی کہتے ہیں۔ ادنا ناطق مکرانی سے تلمذ تھا۔ بعد ازاں وائق برانی کو اپنا کلام بتایا۔ اور سکے بعد مولانا رکن الدین عشق سے بھی اصلاح لی۔ آپ کے تصانیف سے دیوان گلشن معنی۔ دیوان سرنامہ پیری۔ فرخ نامہ معروف بہ رامائن طبع ہوچکے ہیں۔ اور مثنوی نغمۂ درد۔ مثنوی جلال اختر زیر طبع ہیں۔ بہرحال کلام اچھا ہے۔ تاڑبن میں رہتے ہیں۔ ایک فرزند فتح علی نامی سنسی سالہ موجود ہے۔ صاحب اخلاق۔ خلیق ہیں

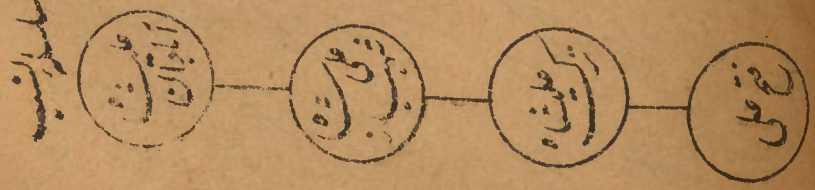

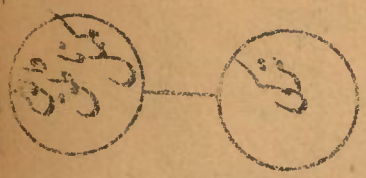

چون بخیزد حصه بسیار زسیم و زر بماند بجا — ذبح می گردد چو مرغ بال و پر ماند بجا
چشمش زغمزه کار دل من تمام کرد — صیاد تیر زد زکمین گه شکار را
حاجت به شمع نیست که خورشید داغ من — روشن کند سیاهی کنج مزار را
عمدو زدو بسر بر نعشش دلم در طپید اینجا — رگ بیتابی زد و آبی از مجنون خون چکید اینجا
از من بهر دیار سخن رفتنی رفت — این مشک چار سو زختن رفته رفته رفت
تا شد جدا زلبم خانه خانه شد — این گل بهر دکان زچمن رفته رفته رفت
چاک دلم از خار مغیلان نتوان دوخت — این زخم بجز سوزن مژگان نتوان دوخت
بیرون چه روی از دل پر درد من ای غم — بگذار نه این خانه که جای تو قدیم است
بگذرم از پیش او بیگانه وار — تا نگوید کس که با من آشناست
اغیار گذارند ز دستت که بخیزد — چشم بدر خانه که شاید بدر آید
خونم ز تیغ او نه بصیقل شود جدا — رنگ حنا زدست به شستن نمیرود
بغیر وعده نه بینم وصال او ما نم — بآن شجر که گلش آید و ثمر نرسد
دل در پی او رفت جگر گفت که من نیز — تن خاک بر آهش شده سر گفت که نرسد
تا شهد بگوید که منم بسته لعلت — از شیر برون جسته شکر گفت که من
دل گفت چو با یار که منم عاشق رویت — غلطیده بخون دیده تر گفت که من
تا یاس بگوید که منم مونس ترکی — آهسته غم عشق زبر گفت که من
قبله رویش چنانم زد که گیسو گفت بس — مو منم دادا اینقدر اید اکه هندو گفت بس
بگذار کنون دسته که از دست ضعیفی — ترکیست حیات تو خنای سرنا

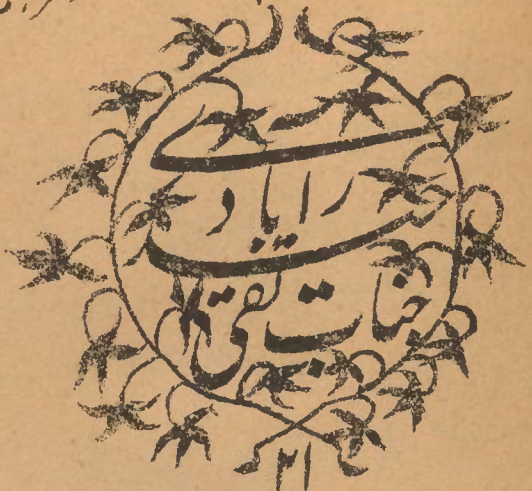

۲۱

ابوالمکارم کمال الدین مرزا محمد نقی نام ہے آپ کے جدمادری حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی ماہانی رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ جنکی کرامات سے تمام کتب وتاریخ سیر مملو ہین۔ اور جد پدری ایک بزرگ قاسم نام گذرے ہین جنکی شہرت کرامات کے ساتھ تمام ایران مین ہے۔ اولاً آپ کے جد محمد رضا بیگ رشتی افشار قاسم لو (بعہد نواب میر نظام علیخان بہادر) نواب محمد علیخان خان ایران (شاہزادۂ ایران) کے ساتھ بغرض سیاحت حیدرآباد دکن تشریف لائے تھے اور خان ایران کے مختار کار و معتمد تھے مگر خواب و خور اور قدردانی دولت سے جانے نہ پائے یہین کے ہوہے۔ اور آپکے والد مرزا قاسم علیضا فایز نواب مختار الملک اول کے اوستاد تھے۔

آپ کو علم عروض وقافیہ۔ رمل۔ نجوم۔ انشا۔ تاریخ۔ سیر۔ صرف۔ نحو وغیرہ تمام علوم متداولہ مین دخل ہے۔ فارسی اچھی ہے عربی مین بھی بے بہرہ نہین خطوط اسلامیہ مثل نسخ و نستعلیق و ثلث وریحان و رقاع و شکستہ وغیرہ سے بھی واقف ہین۔ علاوہ دیوانی (سررشتہ سندر لال جیو) مین منصب پاتے ہین۔ نواب عماد الملک بہادر ڈائرکٹر تعلیمات نے آپکو کتابخانہ آصفیہ پر مامور فرمایا ہے۔ اردو۔ فارسی دونون مین شعر کہتے ہین۔ اشعار فارسی کی اصلاح اولاً اپنے والد بزرگوار سے رہی۔ اب نواب عماد الملک

دفتر ہفتم ردیف ت۔

جلد دوم ترک محبوبہ

آقا سید علی خان شوستری المتخلص بہ طوبےٰ سے حاصل ہے۔ اردو کلام مین حضرت شعلہ مرحوم سے تلمذ تھا۔ فارسی کے قصائد اور غزلیات۔ توانیج کا دیوان اور اردو کا دیوان موجود ہے۔ مگر طبع نہین ہوا۔ علم قافیہ مین ایک ضخیم الحجم کتاب بغایت قابل تعریف موسوم بہ الشافی فی تنقید القوافی لکھی ہے۔ اور محبوب الامثال وغیرہ اکثر مسودے غیر مطبوعہ موجود ہین کلام اچھا ہے۔ آپکو شعر سے خاص مناسبت ہے عالم طفلی سے شعر کہتے ہین۔ محلہ دار الشفا مین مکان ہے۔ نوجوان صاحب مروت و اخلاق ہین۔

اردو

لگا کر نے پھر اوسکی جستجو آج
ستم ڈھائیگا ایدل مجھپہ تو آج

مرے دل کو تری ہے جستجو آج
زبان پر ہے تری ہی گفتگو آج

حضوری مین ہوی ہے یاد میری
اونھین سے ہو رہی ہے گفتگو آج

دوبیتہ

فدا یوسف بھی ہے سو جان سے پتھر
نہین دنیا مین تما خوبرو آج

تصور دل مین ہے تیری کمر کا
عدم کا راستہ ہے روبرو آج

تقی وہ بت جو ہم سے پھر گیا ہے
زمانہ ہو گیا سارا عدو آج

فارسی

اگر افتد بدامم آن بت فرزانہ در پہلو
درون دل دہم جایش کہ سازد خانہ در پہلو

چہ افتاد است بامن واعظا زین سجدہ تو بخت
ترا رشک است اندر دل مرا پیمانہ در پہلو

بجسم اے یار جان استی توان ناتوان آستی
دلم آرام کے گیرد تو باشی تا نہ در پہلو

غمت جا کردہ تا در دل منش انجام دانستم
کہ سازد خانہ آباد را ویرانہ در پہلو

گدائے در گہ طوبےٰ زبس شیرین مقال آستی
نشاند ہر بہشتی روے را شاہانہ در پہلو

اگر پہلو تہی سازد تقی حاسد بود بر جا
کہ نماید در ردیف قافیہ مردانہ در پہلو

طوبےٰ۔ حضرت سلطان العلما سناء الملک آقا سید علیخان بہادر شوستری کا تخلص ہے ۱۲ مولف

حیدرآباد

حضرت جوش

۲۲

آپکا نام میرزا غلام علی الجعفری الموسوی ہے۔ آپکے والد کا نام مرزا محمد علی تھا۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ معانی۔ بیان وغیرہ تمام علوم متداولہ مین شخص کامل مانے جاتے ہین۔ اور آپکے ارشد تلامذہ مین سے نواب عبد العلی خان بہادر و علی محمد خان بہادر فرزندان نواب شیر جنگ مرحوم ہین۔ تدریس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اکثر اشخاص آپ سے ہمیشہ فیضیاب ہوتے رہتے ہین۔ مسقط الراس شہر مدراس ہے۔ چالیس سال سے حیدرآباد دکن مین ساکن ہین۔ اجداد پدری آپکے مقربان سلاطین بیجاپور دکن تھے۔ اور اجداد مادری مین نواب مکرم الدولہ مکرم الملک مغفور (جو دہلی سے ہمراہ رکاب نواب آصف جاہ بہادر وارد حیدرآباد دکن ہوے تھے اور سرکار آصفیہ سے بلقاب خطاب و جاگیر ممتاز تھے) سے سلسلہ ملتا ہے۔

آپکی تاریخ ولادت ۵ ذیحجہ ۱۲۶۳ھ ہے۔ فارسی اور اردو دونون مین ادل درجہ کے مشاق ہین۔ زیادہ تر غل آپ کو مداحی اہلبیت علیہ الصلوٰۃ والسلام مین ہے۔ ساٹھ ستر مرثئے موجود ہین۔ اور ایک دیوان قصائد مدحیہ علی ہے۔ غزلیات و تواریخ وغیرہ کا بھی ایک دیوان ہے۔ ابتدا مین آپکو میر طاہر علیہ الرحمۃ مدراسی غریب تخلص سے تلمذ تھا۔ حیدرآباد مین آنیکے بعد میر محمد زکی صاحب بلگرامی تلمیذ رشید دبیر صاحب مرحوم سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ آپکے ایک فرزند مرزا محمد علی نام ہین۔ ولادت ۱۲۹۲ھ ہے۔ فارسی اور عربی مین کامل مہارت حاصل ہے۔

اپنے والد ہی سے تحصیل کی ہے۔ اُردو اور فارسی اشعار کبھی کبھی کہتے ہیں جعفری تخلص ہے
ابھی تعلیم جاری ہے۔ طبیعت ایسی خداداد پائی ہے۔ کہ حال ہی میں علم نجوم کا شوق ہوا
تو دو مہینے کے عرصہ میں بخوبی کامل ہو گئے۔ اور اوستادان فن جنہوں نے عمر بھر
مصروف رہنے کے بعد جو بات حاصل کی ہے۔ وہ درجہ بلکہ اوس سے بہتر حاصل کیا۔

جگر دوز قمر رویان مرے قاتل کی صورت ہے — کتان خود بنگیا ہے یہ مہ کامل کی صورت ہے
جگر خوار و دل آزار و صفا خصم و وفا دشمن — یہ معنی عشق کے ہیں بت بیدل کی صورت ہے
گھاٹک وار اور ایسا کہ قصہ پاک ہو جاوے — نہایت کرب میں ہے یہ تری گھایل کیصورت ہے
سہے یہ بھی یا ابرو کسی زہرہ شمایل کا — کہ جو زا ہیں مرا سر تیغ کے گھایل کیصورت ہے
دہن کی رہبری کی چشمۂ حیوان ملا مجھکو — خط خضر اتھا را مرشد کامل کیصورت ہے
مرے گھر ماہرو آیا رقیب بخس سے چھٹ کر — قمر عقرب سے نکلا وصلت کامل کیصورت ہے
امیر المومنین سے ملنگنے کی کیا تجھے حاجت — ترا رو ہے کہ در جوش خود سایل کیصورت ہے

غال سے علم خراب دیکھئے کبتک رہے — دلہ نقطہ میں دور انقلاب دیکھئے کبتک رہے
وصل میں اونکا حجاب دیکھئے کبتک رہے — چاند بزیر سحاب دیکھئے کبتک رہے

بسم اللہ ارو سے علی باب صفا بکشا — فارسی بدین مفتاح صد گنجینۂ راز خدا بکشا
ہلال عید پیدا شد ہلال عید پیدا شد — در میخانہ بر ستان بیا ساقی بیا بکشا
جنون فصل بہار آمد رسید ایام آزادی — زپائے قلب ما زنجیر فہم و عقل را بکشا
خزاں شو گلشن دہ بلبل رخصت تبسم را — ز صد برگ گلستانی لب صد مرحبا بکشا
دلم شد لے ہوس خاک در عشق تبان یکسر — اگر فیضے ہمی خواہی سر این کیمیا بکشا
اگر پابند بیماری عصیانی ترس اصلا — بمولا دل بہ بند و صرۂ خاک شفا بکشا
بشہر دین بود اثنا عشر منزل و شب داری — برو چرخ بنگر نیز قفل سال را بکشا
بنا قدری عالم چو ہش دارد عقد ہا در دل — گرہ از خاطر او یا علی مشکل کشا بکشا

جناب جوش جونپوری آبادی

۲۳

جوش تخلص حکیم میر وزیر علی خان بہادر سلطان الحکما کا ہے۔ جن کا مفصل تذکرہ دفتر اول ردیف (س) مین درج ہو چکا ہے۔ آپکو شاعری مین اچھی دستگاہ ہے۔ حضرت شہید دہلوی سے تلمذ ہے۔ اردو اور فارسی دونون مین شعر کہتے ہین۔ چنانچہ ایک دیوان فارسی اور اردو غزلیات کا مطبوعہ موجود ہے۔ کلام اچھا ہے۔ اسکے سوا آپ کی تصانیف سے تاریخ ثمرۃ الحمایت اور ایک مثنوی اور فن طب مین تجربات وزیری وغیرہ کتب طبع ہو چکے ہین۔ یہان ایک دو غزلین لکھے جاتے ہین۔

غزل

مین ہون مدت سے آشنا تیرا — جان و دل سے ہون مبتلا تیرا
اب کہان ظلم چرخ تفرقہ ساز — تو مرا اور مین ہوا تیرا
ہاتھ پائی ہوی کسی سے اگر — چاک ہے دامن قبا تیرا
تکیہ دیتا ہے گالیان ناحق — سچ تو کہہ کیا بڑا کیا تیرا

اے فلک تو ہے وصل کا دشمن نہ بر آوے گا مدعا تیرا
تو نے اکبار بھی نہ یاد کیا
جوش بھرتا ہے دم سدا تیرا

من ز دوران دل خود سینہ گلستان دارم گل مضمون رخ یار بدامان دارم
حاجت شمع نباشد شب تاریک مرا زانکہ صد داغ عمنت ظاہر و پنہان دارم
بخیہ از سوزن مژگان تو نخردی گاہے منکہ در عشق تو صد پارہ گریبان دارم
منکہ در الفت لیلیٰ منشی رسوائم ہمچو مجنون بجنون قصد بیابان دارم
چشم بیمار ترا دیدم و بیمار شدم زلف تو دیدم و من حال پریشان دارم
پیش من کس نکند نغمہ سرائی جوش
زانکہ من زمزمہ چون مرغ خوش الحان دارم

غیروں پہ کرم لطف و عطا اور زیادہ یہاں اوسکے عوض ہم پہ جفا اور زیادہ
معلوم ہو عاشق کی رضا اور زیادہ دو چار ابھی دار لگا اور زیادہ
پہلے ہی سے اے یار میں مال و فا ہوں پھر اوسپہ غضب رنگ حنا اور زیادہ
سمجھتے تھے کہ کہیں گے ہم عشق وہ شوخ جوانی میں ہوا اور زیادہ
سمجھا تھا تسلی ترے نظارہ سے ہوگی دیکھے سے ہوا شوق مرا اور زیادہ
مین نے جو وفا اپنی بیان کی تو وہ بولا
اے جوش نہ حق اپنا جتا اور زیادہ

جناب جلیل لکھنوی

۲۴

عنوان کا تخلص مولوی حافظ جلیل حسن صاحب کا ہے۔ جو حضرت امیر مینائی لکھنوی کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ مانک پور متضافات لکھنؤ کے رہنے والے ہین۔ آپ حضرت امیر مرحوم کے ساتھ ۱۳۱۸ھ مین حیدرآباد دکن آئے۔ جب حضرت کا انتقال ہوا تو اونکے صاحبزادے جناب اختر کے ساتھ فی الحال حیدرآباد دکن (افضل گنج) مین قیام پذیر ہین۔

آپ کا سنہ تولد ۱۲۸۳ھ ہے۔ کچھ کم چالیس کا سن ہوگا۔ آدمی لایق خوش اخلاق و خوش مزاج ہین۔ کلام انتہا درجہ کا دلچسپ و دلکش ہوتا ہے۔ رنگینی اور سخن آفرینی مین امیر مرحوم کے کلام کا مزا آتا ہے۔ کیون نہو آخر اونھین مرحوم کے شاگرد رشید ہین۔ مشتے نمونۂ خروارے یہان چند اشعار درج کئے جاتے ہین۔

کہکے پچائے ہم آنکھون مین ٹھہرنیکے لئے
پاؤن پھیلاتے ہین اب دل مین اترنیکے لئے

پڑگیا صبر مری دل کی پریشانی کا
اب وہ گیسو بھی ترستے ہین سنورنیکے لئے

آنکھین ساقی کی سلامت مرے دشمن تیز
دُہرے میخانے ہین نیت مری بھرنیکے لئے

مرے مرنیکی خوشی کیون ہی قیامت ہے قریب
زندہ ہو جاؤنگا پھر آپ پہ مرنیکے لئے

کوئی بن ٹھن کے اٹھا ہی مرے گھر آنیکو
بگڑے بیٹھے ہین نصیب آج سنورنیکے لئے

زلفین پھر کھولدو گالون پہ بکھیرنیکے لئے
پھر دکھادو ہمین عالم کی دورنگی کا سمان

قیدِ دہر ہا دے کے بعد آپ غنیمت ہین جلیل
جیتے جی یار پہ سو جان سے فدا ہونیکے لئے

سلسلۂ نسب

سلسلۂ تلمذ

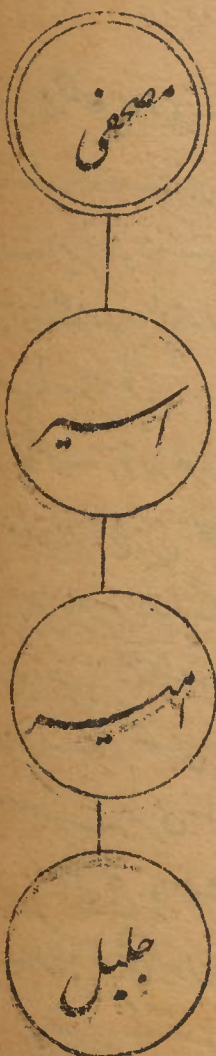

جناب حبیب کنتوری

۲۵

سیّد محمد کاظم صاحب کنتوری موسوی النیشاپوری کا تخلص ہے جنکا مولد کنتور ضلع بارہ نیکی مضافات لکھنؤ ہے۔ آپکے اجداد ابتداءً عرب سے آکر نیشاپور مین صدہا سال رئیسانہ حیثیت سے سکونت پذیر رہے جب سلطنت عباسیہ کا استیصال اور چنگیز خان کا عمل دخل ہوا تو اوسکی جابرانہ حکومت سے اکتا کر نیشاپور سے ۶۱۸ھ مین لاہور (جو اوسوقت ہند کا دارالسلطنت تھا) تشریف لائے چنانچہ اوسوقت ہندوستان مین سلطان محمد تغلق کا دورہ تھا۔ سلطان مذکور نے اونکو اپنے امرائے دربار مین داخل کیا۔ اور تعلقہ بردلی (جسکے تحت مین نوسو موضع تھا) جاگیر عطا فرمایا۔ چونکہ اوس تعلقہ مین کنتور خوش آب وہوا اور بڑا قصبہ تھا اسلئے آپکے جد اعلےٰ نے اوسکو اپنی اقامت کیلئے پسند فرمایا جب لاہور کی جگہ دہلی دارالسلطنت ہوا۔ اور نواب سعادت خان برہان الملک کے وزیر نواب میر مشرف سے سلسلہ قرابت بہم پہونچا تو لکھنؤ مین املاک محلہ مشرف نگر اور رستم نگر کے بانی ہوکے وہین سکونت اختیار کی۔ زمانۂ غدر ۱۸۵۷ء تک مشرف نگر تو ویران ہوچکا تھا مگر رستم نگر مین جو عظیم الشان محل سرائین خاص آپکے حصہ کی موجود تھین۔ جو آخر کار خاک نیستی سے ہموار ہوگئین کنتور کا تعلق معاش کیوجہ سے جو ہنوز موہ عمارات قدیم کسیقدر موجود ہی اعزازی حیثیت سے برابر باقی ہے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے آپ تک اکیسوین پشت ہے۔

جناب حبیب ۱۲ ذیحجہ ۱۲۶۶ھ کو قصبۂ کنتور مین پیدا ہوئے۔ اردو فارسی عربی مین کمال درجہ مہارت

پیدا کی۔ اور علم عروض و قافیہ۔ بدیع۔ بیان۔ ہندسہ۔ ہیئت۔ ریاضی۔ الٰہیات مین واقفیت حاصل ہوی۔ محرم ۹۶ سنہ ۱۲ آمین بتلاش روزگار کنتور سے حیدرآباد آئے۔ چار سال کے بعد سنہ ۱۳ آمین میر منشی گری دفتر معتمد کو توالی پر مشاہرہ یکصد روپیہ مامور ہوے۔ اب دوسو روپیہ ماہوار سے صوبہ بیدر کی سررشتہ داری پر مقرر ہین۔ بمقام کنٹہ گوشہ محل آگا بنگلہ ہے۔ آپکے تصانیف بہت کچھہ ہین اور دیوان وغیرہ طبع بھی ہو چکے ہین۔ حضرت ناسخ کے یادگار ہین۔ آپکو دو صاحبزادے ہین سید محمد ضامن (جو انگریزی مین ایف۔ اے۔ فارسی اردو مین بمثل شاعر۔ صاحب تصانیف کثیرہ ہین۔) اور سید محمد مظفر زیر تعلیم ہین۔

حسن جب صورت گر ذوق خود آرائی ہوا۔ ہر بت بیباک گرم لاف یکتائی ہوا
دیکھکر آئینۂ وحدت مین کثرت کا جمال محشرستان تعین گنج تنہائی ہوا
کچھہ بجز غفلت نہ ہاتہ آیا متاع دہر سے مال دنیا صرف شغل بادہ پیمائی ہوا
سناؤن کیا مرے معبود سرگذشت اپنی دلہ مآل یہ ہے کہ خوف معاد لیکے پھرا
کیون نہ کرتا ہر سبب ثابت مسبب کا وجود جبکہ تھا افعال مین مضمر اثر تسخیر کا
باہم یہ بات بات مین کج بحثیان ہین فقر دلہ ہو جاتا ہے نفاق نتیجہ ملال کا
سر ہے جب تک ترے سودائی کا دلہ شور کم ہوگا نہ رسوائی کا
کھینچا اوسکی خیالی تصویر مشغلہ ہے مری تنہائی کا
ہوا جان دینے سے یہ فائدہ دلہ کہ حق محبت ادا ہو گیا۔
بنا آج کہتے ہین تائب حلیب یہ میخوار بھی پارسا ہو گیا

حیدرآباد سلطنت

اعلیحضرت

۲۶

تخلص مندرجہ عنوان نواب محمد جمال الدین خان صادق جنگ بہادر کا ہے۔ جو نواب مستحکم جنگ فیاض الملک مغفور کے بھانجے ہین۔ آپ کے خاندان عالیشان کا تذکرہ طبقہ امرا مین درج ہے۔ مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔ آپکو ڈاکٹر احمد حسین صاحب مائل سے تلمذ ہے۔ کلام نہایت دلچسپ اور صاف ہوتا ہے

ستمگر وصل کی شب ہے نہ اتنا حشر برپا کر
جھڑک کر گر گالیان دیکر مگر کر اور جھگڑا کر

اوٹھا دو شرم کا پردہ کہ ہون مشتاق مدت سے
دکھا دو چاند سا مکھڑا دوپٹہ منہ سے سرکا کر

بھلا ہو اے دل نادان یہ سب تیری بدولت ہے
ہوے رسوا زمانہ مین ہم اوسکے گھر کو جا جا کر

ابھی الٹھڑ ہین کم سن ہین نہین معلوم یہ دلمین
سوال وصل کرتے ہی اوٹھے پہلو سے گھبرا کر

پینگے جام بھی ہم تم کرینگے عیش بھی ہم تم
ادھر آؤ یہان بیٹھو کرو گے گھر کو کیا جا کر

خوشامد کی درآمد کی دعائین دی بلائین لیز
قدم چومے جو وہ اوٹھے بٹھایا ہمنے سمجھا کر

بڑا سفاک ہے عیار ہی بیدین ہے وہ کافر
مکر جاتا ہے دم بھر مین ہزارون قسمین کھا کھا کر

نیا انداز ہے اوسکا حیا بھی کچھ نرالی ہے
جو دیکھا آئینہ مین منہ تو پھینکا اوٹھ شرما کر

رہے آباد میخانہ ترا محشر تک ای ساقی
چھکا دے حکم کو اکدن غمر اب فصل بلا کر

مین تو کچھ مولے نہین سمجھون جو اسجا طور ہے دلہ
کیا کرون دلمین لقاے ناز کا ہو رہنے

تیرے جلوہ سے خداوندا جہان ماموریہ
چاہنے والون سے تو کسواسطے مستور ہے

اوسکے قدمون تک رسائی کا کہان مقدور ہے
صبر کرنا او دل مضطر کہ دلی دور ہے

یار کی تیغ نظر کے وار روکے اسقدر
جسطرف سے دیکھیے دلکو اوٹھا کر چور ہے

کوئی جو راو سکو کہے اور کوئی کہتا ہی ری
حق تو یہ ہے وہ بت کافر سراپا نور ہے

تیری الفت کا مزا پوچھے کوئی دل سے مرے
ایک اک تیری ادا کا ایک اک ناسور ہے

ہے کوئی یاور نہ مونس اور نہ زاد و راحلہ
راہ کا کھٹکا ہے دلمین اور منزل دور ہے

چاند کس منہ سے مقابل ہو جبین یار کے
سامنے رخسار کے سورج بھی تو بے نور ہے

جان بلب بے دست و پائی اور عدو کا دغدغہ
بندہ پرور حلم کو دیکھو بہت مجبور ہے

ساقی پلا دے جام مئے خوشگوار کا ولہ
جاتا رہے نہ ہاتھ سے موسم بہار کا

پیچھے قدم ہے میرے جنازے سے یار کا
پیدل مقابلہ نہین کرتا سوار کا

غنچہ سے گل کھلا چمن روزگار کا
بھرتا ہے سر بہار کے نالہ ہزار کا

لکھ حضور آپکے اچھا گلے پڑا
دم دگدگی مین ہے گہر آبدار کا

بھائی ہی سیر کوچہ دلدار حلم کو
کیا حال پوچھتے ہو غریب الدیار کا

ٹھمری

چترائی سے کھیل ہوری شام
آئی ہون چوری چوری

ساری پہ موری دہیہ نہ لاگے
چوری ہی رنگ دے موری

حلم پہ لال گلال نہ ڈارو
لوگ کہین گے چھچوری

دیگر شام آئی ہون۔

جا جائے سیان کون کرے توری آس

سینے مین آکے درس دکھا کے
کر گئے جیارا اداس

حلم ایسے جوبن کو
سیان جو ناہی ہو پاس

جا جا رے سیان۔

حمزہ حیدرآبادی جناب

۲۷

محمد امیر حمزہ صاحب نام ۱۲۷۶ سن ولادت ہے۔ فاروقی لقب حنفی مذہب سنی مشرب ہین۔ آپکا سلسلہ جدی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہے۔ آپکے جد اعلےٰ قاضی محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم ہین۔ (یہ واقعہ ۱۱۸۰ھ کے قبل کا ہے جبکہ قلعہ قندہار سلطنت نظام شاہیہ کے تحت تھا اور شاہجہان شہنشاہ دہلی نے فوج کو بہ تختی نصیر خان سپہ سالار دکن بھیجے تھے جس نے سرفراز خان قاعدار قندہار سے علاقہ نظام شاہیہ سے چار مہینے کے محاصرہ مین قلعہ قندہار لے لیا تھا) جو قلعہ قندہار کے قضارت پر مامور تھے چنانچہ ابتک قضارت کی خدمت آپکے خاندان مین سلسلہ بسلسلہ چلی آتی ہے۔ اور الغا مداری (زمینداری) کے علاوہ تعلقہ قندہار مین موضع پڈلی جاگیر سے حصہ بھی ملتا ہے۔

آپ ۱۲۹۹ھ مین قندہار سے حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ آپکو ابتداءً اپنے والد بزرگوار محمد سالار صاحب سے تلمذ تھا۔ بعدازان کچھ عرصہ تک مولوی مظفرالدین صاحب سے اصلاح سخن رہا۔ کلام نہایت دلچسپ ہے۔ فارسی اور اردو مین اعلےٰ لیاقت حاصل ہے۔ محکمہ نظامت پبلک لائبریری جامعہ سرکار عالی مین ہیڈ سرکار متعلقہ کی خدمت پر مامور ہین۔ موسم شباب مین آپکے مصنفہ ناٹک کے فصون کی بہت شہرت اور کمال رہی دہوم تھی جسمین سے مصدر لطف معروف بہ آدمی نکلے۔ ساحر سبھا یعنی مینا بازار۔ غنچہ دلبری یعنی شہزادہ احمق کا قصہ۔ سحر سامری حصہ اول یعنی طلسم بوقلمون۔ سحر سامری جلد دوم یعنے طلسم جمشید مچھ بچکے ہین اور سحر سوسن گل و بلبل۔ شرار عشق۔ لآل لی کی انفل۔ جوہر خنجر غیر مطبوعہ تاریخ قندہار دکن زیر طبع ہے۔

بہ یہ تعلقہ ضلع ناندیڑ صوبہ اورنگ آباد ممالک محروسہ سرکار عالی مین واقع ہے۔ ۱۲ مولف

دو صاحبزادے آپکو ہین۔ محمد عبدالرحیم۔ محمد عبدالعظیم جنکی انگریزی۔ فارسی کی تعلیم جاری ہے۔

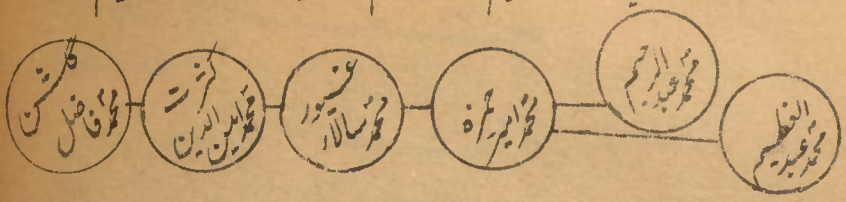

چادر ہو موتیون کی میرے قبر پر ضرور
مارا ہوا ہون مین در دندان یار کا

پوچھا ہون جا کے حمزہ قاضی بھیلسے مین
ولہ مصحف عارض کی بھی تفسیر ہو سکتی ہے کیا

ہر دم خیال ہے رخ رنگین یار کا
ولہ ہر داغ دل مرا ہے شگوفہ بہار کا

آنسو نہین لہو ہے دل داغدار کا
ہم باندھتے ہین رنگ خزان مین بہار کا

آہو کمر سے ہین شوق مین باندھے ہوئے قطار
کس ترک نے کیا ہے ارادہ شکار کا

وہ بے نصیب ہون کہ مرین آنکھ کھل گئی
آیا خیال خواب مین گر وصل یار کا

مرتے مرتے عشق نے گان سنگر لے چلا
ولہ مین لحد کے واسطے کانٹون کا بستر لے چلا

دل ٹوٹ گیا آہ نہ دنیا مین نا کہیں
ولہ کیا خام تھی یارب تری تعمیر کو دیکھا

ابرو کا نہین زلف پریشان پہ ہے عکس
ولہ یہ سانپ سے لڑتا ہوا بچھو نظر آیا

کب مصحف رخ پہ ہین ترے کاکل پیچان
قرآن کا حافظ مجھے ہندو نظر آیا

سونجا جو گریبان مین سر ڈال کے حمزہ
سب جسم پہ لکھا ہوا یا ہو نظر آیا

احتمال گنبد گردون سراسر ہے غلط۔
ولہ دود آہ عاشقان ہے شامیانے کیطرح

عشق کے سرکار مین حمزہ بھی ہے جاگیردار
سینہ پر داغ رکھتا ہے خزانے کیطرح

طلوع آفتاب حشر کا ہر اک کو دھوکا ہو
ولہ دکھادین گے جو چلمن سے وہ اپنے روے روشن کو

پس مردن بھی آنکھین منتظر ہین دید دلبر کی۔
کھلے منہ لیچلو لاشہ اٹھا کر میرے مدفن کو

برے افعال کا بدلہ خدا خود دینے والا ہے
برا اپنی زبان سے کیون کہون مین اپنے دشمن کو

بعد مردن لاش کو سمٹی نہ ہرگز کھا سکے
دل مین حمزہ جذب عشق ہو تراب اتنا تو ہو

خیدرآباد

جناب خرم

۳۸

سیتل پرشاد نام قوم کایستہ سکسینہ ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ چندراجہ بہوالی پرشاد کندان (جو دو ضرب توپ اور سترہ سو نفر جوانان بار کے ساتھ آئے تھے۔) کے ہمراہ (بعہد نواب سکندر جاہ بہادر) حیدرآباد دکن آئے تھے۔ اور کندان صاحب کے سر دفتر بھی تھے اور جد اعلیٰ راجہ لچھمی چند بیرہادر کڑا مانک پور کے دیوان تھے آبا و اجداد کا وطن کڑا مانک پور ہے جو دریائے گنگ کے کنارے پر واقع ہے۔ آپ ۴ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ کو پیدا ہوئے۔ سیاق و سباق۔ فارسی وغیرہ سے بخوبی واقف ہین۔ علاقہ صرف خاص سے چالیس روپیہ تنخواہ پاتے ہین۔ تنبول خانہ سرکار عالی پر متعین ہین۔ شاعری مین حضرت فیض علیہ الرحمہ سے تلمذ ہے۔ قریب دیوان کے کلام طیار ہے مگر طبع نہین ہوا۔ ایک کتاب خواب نامہ خرم بھی غیر مطبوعہ موجود ہے۔ تاریخ گوئی مین آپکو اچھا ملکہ ہے ایک فرزند کشن پرشاد متخلص بہ کاتب موجود ہے۔ جنکو ایک لڑکا کمن للنا پرشاد نامی ہے۔ اندرون لعل دروازہ مکان ہے۔ آپ نے اپنی تنخواہ اپنے پوتے للنا پرشاد کے نام منتقل کرادی ہے۔ نہایت خوش اخلاق پابند وضع قدیم ہین کہنہ مشقی کی وجہ سے کلام مین بھی دلچسپی اور رنگینی ہے۔

بنگیا ہون ایک لٹ دھاری کا جیسے بالکا
یاد مین کاکل کی ہر شب بل جتا ہون کا لکا

جسکو دیکھو اشنا ہے دولت و اقبال کا
بیکسی مین کون ساتھی ہے کسیکے حال کا

مین شرابی ہون لب میگون کا بوسہ دیجئے
کیا مین افیونی ہون جو دیتے ہو بوسہ خال کا

سینے تو سر دیدیا دل دیدیا اور جان دی
تم بھی کچھ دیدو تصدق حسن کے اقبال کا

عشق نے جوگی بنایا ہے اوس آہو چشم کے
دشت مجھکو بچھونا ہو ہرن کی کھال کا

داد نالے کی مری اوس بحر خوبی نے ندی
ماجرا کہنا خدایا کس سے اپنے حال کا

فیض صاحب کے سخن مین جو کوئی ایراد لائے ق
جبہہ کیا ہے شاعران حال و استقبال کا

مین بھی ہون محرم اونھین کے فیض سے اے سحاب
بند کر دون ناطقہ گویا کہ قیل و قال کا

مجنون چلا گیا یونہی لیلےٰ کے شہر تک ولہ
حال فراق کہتا ہوا ساربان سے

قبر مین بھی نخلہ ہے یار کا ۔ ولہ
خاک پتھر دون فرشتون کو جواب

بگولہ مری مٹی کا اوڑا جاتا ہے گردون تک ولہ
کہ بعد مرگ بھی مجھکو تلاش نام دلبر ہے

نہ دل دیتے گا غیرون کو بہت پچتاؤ گے پیارے ولہ
یہ بہتے پر کی چڑیان ہین یہ شکر کے مکوڑے ہین

بتون نے کب کچھون پر اپنے دو کاکل یہ چھوڑے ہین
نگہبان اونکے گنج حسن پر بالون کے جوڑے ہین

مین اپنی ناتوانی کو توانائی سمجھتا ہون
کہ پتھر کو بھی نے ناتوانی مین توڑے ہین

چلاتے کیون ہو مجھپر آپ ہر دم تیغ ابرو کو ولہ
نہ مارین ناتوان پر لٹ لپیٹین اپنے گیسو کو

خجالت سے ہوا خورشید کا رخ زرد اے حرم
لگایا اوس بت مہوش نے جب ماتھے پہ کو کو کو

۲۹

تخلص مندرجہ عنوان نواب مرزا خان بہادر فصیح الملک کا ہے۔ آپکو تمام ہندوستان جانتا ہے شاعری مین آپکو ید طولے ہے۔ اور کلام دلچسپی اور رنگینی مین شہرہ آفاق ہے حضرت ذوق کے لایق شاگردون مین شمار ہے۔ تین دیوان یکے بعد دیگرے داغ آفتاب داغ مہتاب داغ۔ اور مثنوی فریاد داغ مطبوعہ موجود ہین۔ یہان اسیقدر بتلا دینا کافی ہے۔ باقی تفصیلی حالات خاندانی دفتر اول زمرۂ ابن خطاب امرا مین لکھدیے گئے ہین۔ یہان مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔

اللہ رے مرتبہ مرے عجز و نیاز کا — گویا جواب ہے یہ ترے کبر و ناز کا

اس کعبۂ دل کو کبھی ویران نہین دیکھا — ولہ
اس بت کو کب اللہ کا مہمان نہین دیکھا

دلبر سے جدا ہونا یا دل کو جدا کرنا — "
اس فکر مین بیٹھا ہون آخر مجھے کیا کرنا

یہ کام نہین آسان انسان کو مشکل ہے — "
دنیا مین بھلا ہونا دنیا کا بھلا کرنا

ان آنکھون نے کیا کیا تماشا نہ دیکھا — "
حقیقت مین خود دیکھنا تھا نہ دیکھا

نہ ہمت نہ قسمت نہ دل ہے نہ آنکھین — "
نہ ڈھونڈا نہ پایا نہ سمجھا نہ دیکھا

تری یاد ہے یا ہے تیرا تصور — "
کبھی داغ کو ہمنے تنہا نہ دیکھا

اشارہ اسکی نگہ کا روح افزا ہو نہین سکتا — ولہ
کہ جادو گر ہے اعجاز مسیحا ہو نہین سکتا

غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا — تمام رات قیامت کا انتظار کیا
کسیکے عشق نہان مین یہ بدگمانی تھی — کہ ڈرتے ڈرتے خدا پر بھی آشکار کیا
لایا ہے مجھکو بخت رسا بزم عیش مین — دل مجھ سے ڈر وکہ دوست مرا آسمان ہے اب
عالم یاس مین گھبرائے وہ انسان بہت — " دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت
آرام کے لئے ہے تمھین آرزوی مرگ — " اے داغ اور چین نہ پایا قضا کے بعد
امتحان نالۂ دل کا تو دکھا دون لیکن — " یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کسپر
ہوگی فقط شریک دعا ایک بیکسی — میت پر اپنی آپ پڑین گے نماز ہم
رہیگا کوئی تو تیغ ستم کے یادگار مین — " مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزار مین
اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھے کوسین — مرے قاتل کا چرچا کیون ہے میرے سوگوار مین
میرے مرنے کی خبر سنکر کہا — " واقعی کچھ بھی نہین انسان مین
بیکسی صدمۂ ہجران کی مجھے تاب نہین — " کاش دشمن ہی چلے آئین جو احباب نہین
اب شرم سے نظرین تری ملنے کی نہین مین — یہ خانہ نشین گوشہ نشین پردہ نشین ہین
روز مرتا ہون روز جیتا ہون — " زندگی کا کوئی حساب نہین
ہوئے مغرور وہ جب آہ میری بے اثر دیکھی — " کسیکا اسطرح یارب نہ دنیا مین بھرم نکلے
لینے والے کی تو کوئی حد بھی ہے — دینے والے کو بہت سا چاہیے
تیرے جلوہ کا تو کیا کہنا مگر — دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے
ادائے خاص سے معشوق کیلئے مخصوص — " بری بھی شکل ہو جب بھی عزیز ہوتا ہے
تم سے بچکر اک دغا حصہ مین اپنے آگئی — " تم نے خوبی کونسی چھوڑی زمانے کیلئے
زہر سنکر دوا نہین آتی — " مر رہا ہون قضا نہین آتی
ہم نہین سونگتے کبھی وہ پھول — جسمین بوئے وفا نہین آتی
اوڑھین بغرت ہوی سارے بھانسے — " نئی دنیا کوئی لائے کہان سے

حیدرآبادی داشش جناب

۳۰

نام میر دلاور علی ہے ۱۲۶۶ھ مین تولد ہوئے آپکے والد آقا سید علی رشتی المتخلص بہ سید ۱۲۸۱ھ مین بعہد حکومت نواب سکندر جاہ مغفرت منزل بطریق سیاحت ایران سے وارد آباد ہوئے تھے ۔ کچھ دنون بعد نواب سراج الملک مرحوم نے بغرض تعلیم زبان فارسی بسر سالار جنگ مرحوم اولے کے خدمت مین متعین فرماکر سررشتۂ منصب مین سو اسو ماہوار مقرر فرمایا تھا ۔

میر دلاور علی صاحب بزمرۂ امتیازیان بمواجب یکصد و سہ روپیہ ملازم اور بحکم سرکار بعہدۂ نواب میر یوسف علیخان سالار جنگ بہادر مقرر ہین ۔ عربی و فارسی مین لایق ہین ۔ اشعار فارسی اور اردو دونون کہتے ہین مولوی سید اصغر حسین صاحب ناجی سے تلمذ ہے ۔ فن بہوٹ اچھی دستگاہ ہے ۔ اوستاد محمد وزارت علی صاحب مرحوم خلف محمد مراد علی شاہ کے شاگرد اور فن مین قایم مقام ہین ۔ مثنوی تحفۂ عثمانیہ ۔ مثنوی حسن یوسف اور خمسہ پنجۂ حیدری آپ کے تصانیف موجود ہین ۔ اردو غزلیات کا دیوان بھی موجود ہے مگر طبع نہین ہوا ۔ کلام دلچسپ ہے ۔ آدمی خلیق و بامروت ہین ۔ بوجہ لاولدی اپنے برادر زادہ میر عباس علی کو آغوشی مین لیا ہے ۔

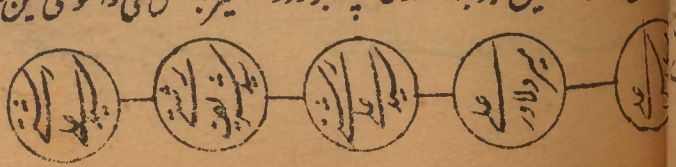

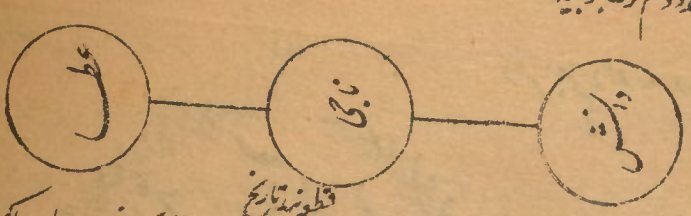

قطعه بتاریخ

پدر بگرد برد و بار شیر افگن
شهریار یگانه مهر اندیش تافت
برق عدلش بسوخت خار ستم
لشکر روزی عطا کند از رشک
زین شه ما شهان بیاموزند
مورد لطف اوست شهر که وهم
بود سالار جنگ دستورش
ازره قدردانی و الطاف
بعد ازو زان سبب باحفاظش
دوست دارد بنیبره اورا
ازره لطف و مهر در دربار
بنوازش خطاب جدش داد
خواند سالار جنگ اورا باز
دانشمندان بگوی مصرع سال
نام شه مستدام روشن باد
سال و مه روز و شب بود یارب
مهر شاهد مدینه باد مدام
باد سالار جنگ پیوسته

بار الها بود بسعد و نشاط
نخبهٔ دودمان صفاست مسکن

عمر و اقبال روز افزون باد
صاحب عالم آباد ما بر قرن

قطعه تاریخ ولادت سعید علی خان صاحب

سال تاریخ او ز مصرع اول

۳۱

محمد حبیب اللہ نام ۔ مدراس کے رہنے والے تھے ۱۲۸۷ھ آپ بمقام مدراس پیدا ہوئے فارسی میں منشی بے نظیر تھے ۔ شاعری میں یدطولےٰ تھا ۔ ابتدا میں آپ مدراس سے ۱۳۱۲ھ میں بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر حیدرآباد دکن آئے اور یہاں امور آمد نگار دفتر [illegible] ہوئے ۔ بعد ازاں میر منشی دفتر صدر محاسب کی خدمت علی اوسکے بعد تعلقہ داری کمل (جاگیر) سالار جنگ مرحوم) ہوئے ۔ آخر عمر میں کسیوم تعلقہ دار ناگرکرنول کی خدمت سے مستفیض ہوئے ۔ شاعری میں پہلے سید مہدی نامی سے شاگرد تھے بعد میں [illegible] بیخش کو کلام دکھلائے ۔ جب حیدرآباد آئے ۔ حافظ میر شمس الدین صاحب شیق سے اصلاح سخن لی ۔ آخر میں اسد اللہ خان غالب دہلوی کو کلام بتلاتے تھے ۔ آپکا مجموعہ نظم و نثر موسوم بہ نمائش و نمائش مطبوعہ ہے جسمیں غالب دہلوی کی تقریظ بہ ثبت موجود ہے ۔

ہجو گوئی میں بھی آپ کو بڑا ملکہ تھا ۔ ثانی نہ رکھتے ۔ جب کبھی کسی سے ان بن ہو جاتی تھی تو آپ اوسکی ضرور ہجو کہتے تھے ۔ اوسوقت کے بعض ذی رتبت عہدہ داران کی بھی آپنے ہجو کہی ہے ۔ اور اونکے اقتدار کی ذرہ بھر بھی پروانہ کی ۔ چنانچہ بعض ہجویہ اشعار اب بھی [illegible] میں اکثر حضرات کے زبان زد ہیں ۱۳۱۹ھ میں آپکا انتقال ہوا ۔ آدمی اچھے تھے لطیفہ گوئی بذلہ سنجی کا آپ پر خاتمہ تھا ۔ آپکا کلام ہمیشہ مذاق کا پہلو لیئے ہوئے ہوتا تھا ۔ اسوقت تک

دو صاحبزادے آپکی یادگار ہیں۔ مولوی محمد میران صاحب (منتظم دفتر صدر محاسب سرکار عالی) محمد اسد اللہ صاحب (صیغہ دار صدر محاسب سرکار عالی) دونوں صاحب لائق اور مجسم باخلاق ہیں۔

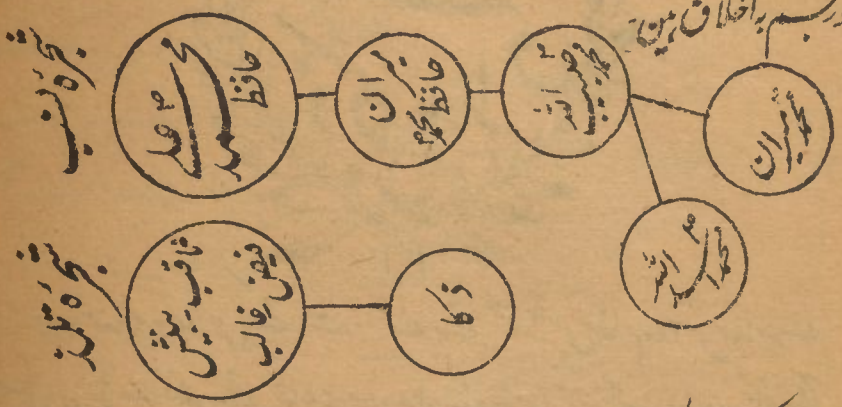

دل برد کہ بردِ دلستان بُرد۔ دل بود از آن او از ان برد
ہجران تو طاقت و توان بُرد فریاد کہ نایۂ فغان برد
دست تو زہر کہ خواست جان برد از دست تو جان نمی توان برد
صبر و دل و دین کہ جمع کردیم عشقت آمد یگان یگان برد
دل در خورِ نقد بوسہ اش بود۔ صد حیف کہ این نداد و آن برد

ولہ

زکوئے او دہمت فاصد انشانے چند ہمی تپند بہر گوشہ نیم جانے چند
نشستہ اند بکویت بلاکشانے چند کہ می کشند بجائے نفس قضائے چند
دماغ کار ندارم بعشق ورنہ ذکا زدود دل فگنم طرح آسمانے چند

ولہ

غم نیست گر زدیدۂ دشمن فتادہ ام گوئی کہ من بقصد فتادن فتادہ ام
بر خاستن بہ حشر ہم آسان نبودہ است با این فتادنی کہ ذکا من فتادہ ام

ولہ

بہ پائے آن کہ بکویت سفر توان کردن ز رائے اینکہ ازان در گذر توان کردن
خدا نکردہ خدا گر شوی چہ خواہی کرد تو آن بُتے کہ ز قہرت حذر توان کردن

ولہ

میخورم سیلیٔ دربان سے می برم نالہ بر ایوان سے

۳۲ جناب عندلیب رامادی

حکیم میر نادر علی نام ہے ۔ میر کاظم علیخان صاحب شعلہ کے چھوٹے بیٹے اور میر احمد علیخان شہید دہلوی کے پوتے ہین ۔ آپ کے جد مرحوم حضرت شہید کو سرکار نظران منزل سے میر الشعرا کا خطاب عطا ہوا تھا ۔

آپ نے اپنے فن آبائی کے علاوہ علم طب مین بھی سرکاری سند حاصل کی ہے ۔ بالفعل اپنے گھر پر مطب کرتے ہین ۔ لیاقت علمی فارسی اور ریاضی مین اعلےٰ درجہ کی ہے ۔ علم طب مین انتخاب نادر آپکی تصنیف سے زیر طبع ہے ۔ اور فن تاریخگوئی مین گنجینۂ تاریخ طبع ہو چکی ہے ۔ نوجوان ہوشیار ۔ لائق ۔ با اخلاق و صاحب مروت ہین آپکی لیاقت علمی کے ثبوت مین عالیجناب سلطان العلما ادیب الدولہ نواب سناء الملک بہادر آقا سید علیصاحب شوستری نے آپکو کسی رقعہ مین لکھا ہے کہ ۔

خود شاعر و جد و باب شاعر پرگشتہ ز آفتاب خانہ
گر قافیہ نشد غلامت دعوا ش نمائی وارثانہ

نادر اخوان کہ ہستی امید کہ نادر زمان نیز گردی ۔ بارك الله فيك وهذا الدعاء يكفيك ۔

حکیم صاحب موصوف کے چند اشعار درج ذیل کئے جاتے ہین ۔

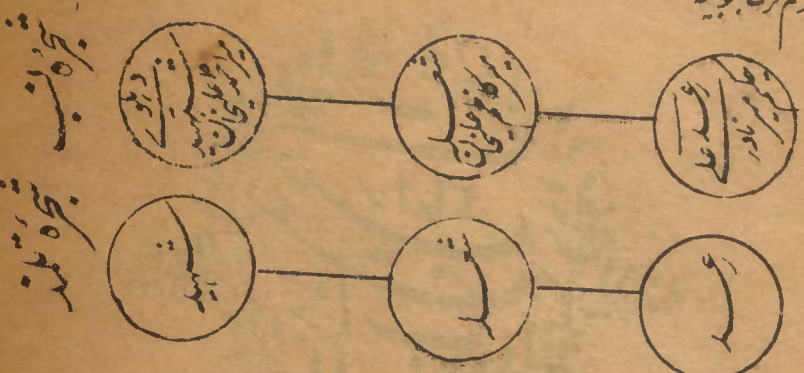

اُلفتِ پری رویان مرگِ ناگہانی ہے
کیا کریں مگر ناصح موسمِ جوانی ہے

کاش حشر پر ہوتا منحصر ترا دیدار
ہم ابھی سے مرجاتے یاد دل ترانی ہے

ابتو اپنی اُلفت کا ہر طرف ہوا شہرہ
عشقِ لیلیٰ و مجنوں بس فقط کہانی ہے

بوالہوس کی شامت ہی آج اک قیامت ہے
امتحانِ الفت ہے وقتِ جانفشانی ہے

ساقیِ مے عرفان مستِ جامِ وحدت ہوں
نشۂ دوئی مجھکو وجہ سرگرانی ہے

وصل و ہجر جانان کا حال کچھ نہ پوچھ ایدل
عیش دو گھڑی کا ہے رنج جاودانی ہے

لاکھ رنج سہتے ہیں آفتوں میں رہتے ہیں
جیتے ہیں نہ مرتے ہیں کیسی سخت جانی ہے

جسکے عشق میں اے رعد جان سے گذرتے ہو
اب بھی وہ جو آجائے عین مہربانی ہے

غزلیوں پہ وہ مہرباں نہیں ہے
عنایت کرم قدردانی نہیں ہے

سنبھل کر ذرا دل لگا کر سنو تم
یہ احوال میرا کہانی نہیں ہے

ہے گر شوق کامل تو دیکھو گے موسے
جو ہو چشم دل لن ترانی نہیں ہے

میں روز ازل ہی سے ہوں مستِ الفت
یہ مے باعث سرگرانی نہیں ہے

ذرا اور بھی ایک ہو وار قاتل
کہ شوقِ شہادت زبانی نہیں ہے

مریں عشق میں مرگ کے کیوں نہ اول
مگر کیا کرے گا جوانی نہیں ہے

جو یہ زندگی جاودانی نہیں ہے

رفعت حیدرآبادی جناب

۳۳

سید مخدوم محمد محمد الحسینی صاحب چشتی بندہ نوازی نام ہے ۱۲۷۹ھ مین تولد ہوے آپکے جد اعلےٰ حضرت حسین شاہ ولی صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز (جنکی درگاہ متصل قلعہ گولکنڈہ زیارتگاہ خاص وعام ہے۔) حسب ہدایت اپنے جد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ۸۰۱ھ مین بعہد ابراہیم قلی قطب شاہ وارد حیدرآباد ہوے۔ ابتداً بادشاہ موصوف نے صدر بخشی گری کی خدمت آپکے تفویض کی بعد ازان جب آپ سے کرامات وغیرہ کا ظہور ہوا تو ابراہیم قطب شاہ نے اپنی صاحبزادی آپ کے حبالۂ عقد مین دیا آپ کے حالات لکھنے کیلئے ایک دفتر کی ضرورت ہے اوسوقت سے اب تک علے التسلسل آپ کے خاندان مین جاگیرات و مناصب برابر چلے آرہے ہین چنانچہ رفعت صاحب کو بھی جاگیرات وغیرہ ہین آپکی اردو فارسی اچھی ہے اکثر اشعار تصوفانہ ہوتے ہین حضرت شیفتہ کنتوری سے تلمذ ہے کلام مین رنگینی ہے ذی خلق وصاحب مروت ہین۔

شجرۂ نسب

شجرۂ تلمذ

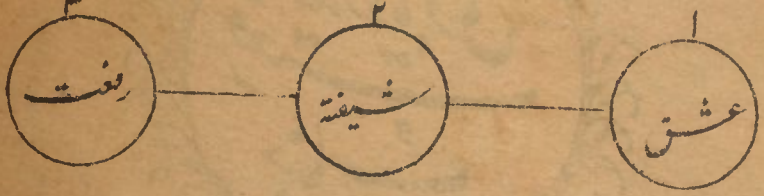

انسان کو خوض کثرت و وحدت مین چاہیے
تفریق پھر مجاز و حقیقت مین چاہیے

غافل نہ آدمی رہے عجز و نیاز سے
ایذا مین صبر شکر مسرت مین چاہیے

خلق و کرم ہو صدق و مروت ہو اور وفا
ان پانچون کا ظہور شرافت مین چاہیے

نیت وہ دیکھتا ہے تری بات بات مین
سچا خلوص دل سے عبادت مین چاہیے

آسان نہین ہے جلوۂ دلدار دیکھنا
تاب جمال یار بصارت مین چاہیے

طالب کو ساتھ جادۂ وصدت پہ لے چلے
ایسا کمال پیر طریقت مین چاہیے

یارب یہ التجا ہے کہ ہو خاتمہ بخیر
تیری ہی یاد بس دل رفعت مین چاہیے

کھلتا نہین ہے یار کدہر ہے کدہر نہین
ولہ ہر شے سے آشکار کدہر ہے کدہر نہین

ہم اپنہ مرتے ہین تو وہ شیدا ہمین پہ ہین
بتلاؤ دلمین پیار کدہر ہے کدہر نہین

آنکھین ہین نیچی بزم مین کھلتا نہین ہے حال
روئے جفا شعار کدہر ہے کدہر نہین

اتنا تو پوچھو عاشق و معشوق سے کبھی
فرقت مین حال زار کدہر ہے کدہر نہین

شیدا ہین اونکے حسن پہ جن و بشر تمام
مشہور حسن یار کدہر ہے کدہر نہین

ہمنے دل دیکے کیا اپنا ضرر آپ سے آپ
ولہ آتش عشق سے اٹھتے ہین شرر آپ سے آپ

اسکو پانی کی نہ حاجت ہے نہ موسم سے غرض
بڑہتا جاتا ہے محبت کا شجر آپ سے آپ

یا نبی کہہ کے پکاریگا جو رفعت دم حشر
اوسپہ پڑجائیگی پھر اونکی نظر آپ سے آپ

کرے کیا کوئی اندازہ حسینونکی شرارت کا
ولہ نگاہ و ناز مین فتنہ بھرا ہے کس قیامت کا

اودہر خوف خدا ہے اسطرف بت جلیتے ہیز
نہین تمامجہان مین کوئی پہلو ہمکو راحت کا

جناب سید حسین

۳۴

آپکا نام میر محمد علی ہے۔ آپ سادات موسوی سے ہین۔ آپکا سلسلہ حضرت امام موسی کاظم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتا ہے۔ آپکا مولد حیدرآباد دکن۔ اور ۲۶ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ دکن ولادت ہے۔ ابتداً آپکے جداعلیٰ میر محمد حسین خان صاحب الطلب سپہ عالم بہادر ایران سے وارد حیدرآباد دکن ہوئے تھے جنکو جاگیر مناصب سرفراز ہوئے۔ جو اب تک اونکی اولاد مین جاری ہین۔

آپ عربی۔ فارسی اور انگریزی مین لیاقت رکھتے ہین اور امتحان ڈپلومہ ایف اے پاس کیا تھا تقریباً چھ سال سے مجلس عالیہ عدالت عسکر کا رعال مین کام کرتے ہین ایک زمانے تک نواب میر لایق حسینخان بہادر عماد السلطنۃ کے مصاحب رہے ہین ایک دیوان موسوم بہ نخبۂ عشق مطبوعہ موجود ہے۔ کلام اچھا ہے۔ حضرت داغ دہلوی سے تلمذ ہے۔ آپکا مکان متصل پرانی حویلی ہے۔

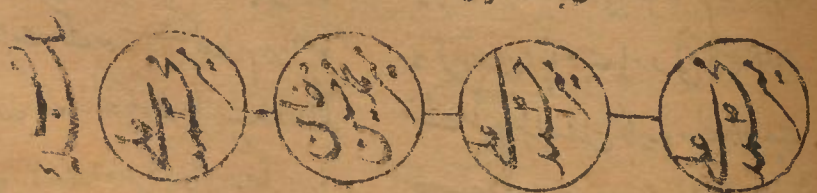

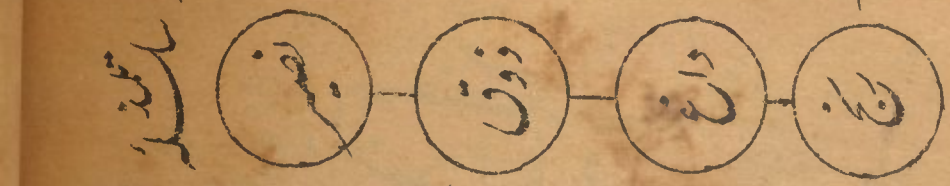

کرتے ہین اب وہ غم مرے غم کا شکر پروردگار عالم کا
گر نہ تھے وہ خیال تھا آن کا سر پہ احسان ہے شب غم کا
دل نے بھی مجھسے بے وفائی کی کیا کرے کوئی ایسے ہمدم کا
اپنے حمام سفال کے آگے نام بھی لون نہ ساغر جم کا
خانہ عنبر کی صفت سرزنش خلد مین ذکر کیا جہنم کا
جسکو حب ابو تراب نہ ہے رنج خوف اسکو نہین جہنم کا
قیامت ہے بیساختہ پن کسیکا ولہ غضب ڈہا رہا ہے وہ جوبن کسیکا
وہ انداز وہ روئے روشن کسیکا وہ اٹھتی جوانی وہ جوبن کسیکا
ملا ہے کوئی خاک مین ملنے والا ہوا آج پامال مدفن کسیکا
ان آنکھون نے کیا کیا دکھایا ہی ہمکو جوانی کسیکی لڑکپن کسیکا
مجھے ہاتھ آیا تو کیا وقت آخر کفن ہو نہ جائے گا دامن کسیکا
مجھے اپنے رونے کا رونا یہی ہے کہین تر نہ ہوجاے دامن کسیکا
بے وجہ نہین گھر سے آج اسنے نکالا ہی ولہ اے رنج سمجھ جا تو کچھ دال مین کالا ہے
دل اور جگر دونون تڑپے جو شب فرقت کچھ اسکو سنبھالا ہی کچھ اسکو سنبھالا ہے
باتون مین اسے گھر تک ساتھ اپنے لگا لایا کیا بات ہے قاصد کی کیا کام نکالا ہے
ذرات کے صدمون سے کچھ رزم ہوا ایسا یہ تن بدن اپنا ہے یا روئی کا گالا ہے
آصف کے لئے کیونکر دل سے نہ دعا مانگون اے رنج ہزارون کا یہ پالنے والا ہے
تڑپ رہا ہے ادہر دل ادہر جگر میرا جو بے قرار ہے وہ بے قرار یہ بھی نہین

حاجی احمد حسین النابلسی الشافعی نام ہے۔ آپ بمقام مدراس ۵ محرم ۱۲۴۷ھ کو تولد ہوے۔ تاریخ تولد۔ (ماہ فیضرسان) ہے۔ آپکے بزرگون کا وطن اولاً مکہ معظمہ و مدینہ منورہ۔ ثانیاً بانڈہ بودی اور بیجاپور رہے۔ آپ کے والد محمد ابراہیم محی الدین صاحب نواب صاحب مدراس کے اسٹیٹ کے وکالت و نظارت کعبہ شریف کی خدمت پر مامور ہو کر مکہ معظمہ مین اقامت گزین ہوے۔ ابھی آپ پانچ ہی سال کے تھے کہ والد بزرگوار کا سایہ سر سے اوٹھ گیا۔ چنانچہ اوسوقت آپ مکہ معظمہ مین ہی زیر عاطفت والدین پرورش پا رہے تھے۔ بعد انتقال والد خدمت وکالت و نظارت آپکے نام مقرر ہوی۔ اور تا سن شعور آپکے چچا محمد شمس الدین صاحب اور بعد اونکے انتقال کے آپکے برادر نسبتی محمد دستگیر صاحب المخاطب بہ دیانت حسن خان مرحوم اوس خدمت کو انجام دیتے رہے۔ ۱۲۷۲ھ مین نواب محمد غوث خان بہادر والاجاہ نواب مدراس نے انتقال فرمایا۔ جسکی وجہ سے اخراجات مکہ معظمہ جو نواب مدراس کے یہان سے مقرر تھے موقوف ہوے۔ آخر آپ ۱۲۷۵ھ مین وہان سے مدراس آئے۔ چنانچہ آپکی کوشش پر سیقدر وظیفہ مقرر ہوا۔ مگر وہ غیر مکتفی ہونے کی وجہ سے آپ نے حیدرآباد دکن کا عزم فرمایا۔ چنانچہ یہان آپ ملازم ہوے اور سلسلہ بسلسلہ خدمت تحصیلداری تک ترقی فرمائی۔ آخر ۱۳۰۰ھ مین آپ خدمت تحصیلداری سے سبکدوش کئے گئے اور وظیفہ مقرر ہوا۔ جو تا حال

جلد دوم تزک جہانگیری

جاری ہے۔ چنچل گرڈی میں سکونت پذیر ہیں۔ اشعار فارسی کہتے ہیں۔ معمائی تخلص
افضل الشعرا شیریں سخن خان بہادر راقم تخلص سے لذت ہے کلام اچھا ہے۔ موش آغا خان
آپکو ایک فرزند محمد ابراہیم محی الدین صاحب اور چار پوتے جن میں عبداللہ حسین عطاء اللہ حسین
حسین قدرت اللہ بھی مثل اپنے اب و جد کے لائق اور ہوشیار ہیں۔

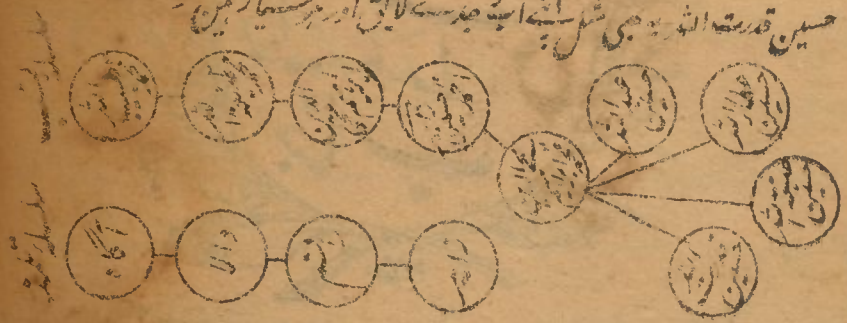

کنم بچشم تر خود خطاب در تہ آب ۔۔۔ کہ خانہ تو دمن شد خراب در تہ آب
خوشم کہ آب شدم من ز شرم عریانی برہنہ را ہمہ باشد حجاب در تہ آب
بگریہ با تو غم خود گہان بگاں گفتم برائے من شدہ روز حساب در تہ آب
ہزار نکتہ ہست سبک در ترازو کار دارد بالا است کسے ندید کہ افتد حباب در تہ آب
جواب اشک کہ در حسرت آبدار بود عجیب ہست نہ گوئی مراب در تہ آب
بجز غریب شدن بہرہ از ہنر نبود فروغ نیست بدز خویش آب در تہ آب
مبند تہمت غفلت بدیدۂ تر ما ۔ چہ طاقتست رود کس بخواب در تہ آب
بہ بحر سخنہائے آبدار از من بود بر نگ گہر غرق آب در تہ آب
بلند شعلہ بدل شد بچشم آب آمد ہزار شکر شہ این التہاب در تہ آب
بوجہ دامن تر گر بہ دارم سائے دوزخ ہراس نیست مرا ہست آب در تہ آب
ز شوق گر بہ لبستیم چشم را ہرگز بر نگ اشک فگندیم خواب در تہ آب
ز بیم آہ شرر بار من بہ بین زائر شود بچشمۂ خود آفتاب در تہ آب
بگو بمت کہ فغان از دلم چرا بر خاست ۱۲ ز جوش درد و محنت تنگ گشت جا بر خاست

حیدرآباد کے جناب زور

۳۶

میر تراب علی نام ہے۔ مولد و مسکن حیدرآباد دکن ۱۲۸۴ھ مین پیدا ہوے۔ آپ کے جد اعلے حکیم سید محمد یٰسین خان مرحوم نواب الف خان مغفور والی کرنول کے سرکار مین بخطاب خانی اور تین سو روپیہ ماہوار سے ممتاز تھے۔ اور آپ کے والد سید مہدی علیخان بعہد حکمرانی نواب ناصر الدولہ بہادر و وزارت مہاراجہ چندو لعل بہادر حیدرآباد آئے اور خطاب خانی عطا ہوا۔ چہار سو روپیہ منصب کی بھی اجرائی ہوی۔ آپ کو کتب متداولہ فارسی سیاق۔ سیاق وغیرہ مین اچھی لیاقت ہے۔ حضرت میر احمد علیخان شہید دہلوی سے تلمذ تھا۔ محلہ سلطان شاہی مین مکان ہے۔ قریب ایک دیوان کے کلام جمع ہے۔ مگر ابھی طبع نہین ہوا۔ شعر خوب کہتے ہین۔ تاریخ گوئی مین تو بیمثل ہین۔ کوئی فرزند نرینہ زندہ موجود نہ ہونیکی وجہ سے اپنے برادر زادہ میر اکرم علی کو اپنے آغوش مین لیا ہے۔ دفتر خزانہ عامرہ سرکار عالی مین مواجب پچاسی روپیہ ملازم تھے۔ مگر اب ۱۳۲۰ھ مین ۴۲ سالہ ملازمت کے بعد پنسن وظیفہ ہوگیا ہے۔ نہایت ہی خوش اخلاق اور باذاق آدمی ہین۔ مذاکر سنجی۔ لطیفہ گوئی مین یکتا ہین۔

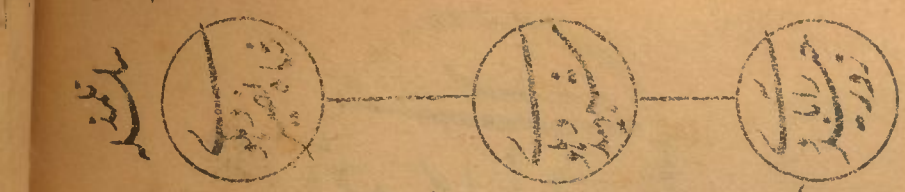

تمھین یہ ناز کہ چہرہ ہے آبدار مین ترے
مجھے یہ فخر مرا دل ہے اضطراب مین برق

سوال وصل پہ وہ کھلکھلا کے ہنستے ہیں
دکھائے ہین مجھے دندان شکن جواب مین برق

قربان ہے بہار تصدق چمن کے پھول
گلشن مین تم جو بیٹھے ہو ہو پن کے پھول

آشفتگان عشق کا حلقہ ہے دیدنی
گر تمھاری بزم ہے تم انجمن کے پھول

ہم تو یونہین رہے گل دیگر شگفت واہ
زیب گلوے یار ہوے یاسمن کے پھول

واعظ مجھے حرام ہے بے یار میکشی
پیتا نہین بغیر کسی گلبدن کے پھول

پھلکاری کی ملی مجھے صدری شب وصال
سینے پہ چنگیون کے نشان ہین چمن کے پھول

تازہ گلون سے مجھکو زیادہ پسند ہین
پہنے ہوے بھی ہون جو کسی اک دلہن کے پھول

اے زور چن چکا گل گلزار شش جہت
اب چن بہشت مین چمن پنجتن کے پھول

رکھئے قدم زمین پہ ذرا دیکھ بھال کے
ٹکڑے پڑے ہوے ہین دل پائمال کے

وہ بات تم سے کہتا ہون مین ہو فلک کو داغ
ٹہلو ذرا اگلے مین مرے ہاتھ ڈال کے

لالے پڑے ہین جان کے دینا کی عشق مین
پالے پڑا ہے زور عبث پیزال کے

محو مرآت رخ یار ہے حیرت میری
اوسکی صورت مین نظر آتی ہی صورت میری

شوق سے دل مین رہو یا مری آنکھون مین رہو
آپکی جس مین خوشی عین مسرت میری

ہاتھ پہونچا ترا خنجر پہ جھکا سر میرا
اب عداوت تری کم ہے کہ محبت میری

جہانکتا مین زادسے بند نہ ہوتا رخنہ
سد راہ نگہ شوق ہے حسرت میری

دوستی اتنی تو السنان کسی سے رکھے
ڈہونڈتی پھرتی ہے مجھکو شب فرقت میری

زور افغان سنیکے وہ آہستہ یہ کہتے اوٹھے
ہوگئی خیر رہی جان سلامت میری

جناب حیدرآباد

۳۷

میر اکرام علی عرف میر خیرات علیخان نام ہے۔ آپ کے اب وجد قصبہ نصیر آباد ضلع رائے بریلی ملک اودھ کے رہنے والے تھے۔ ابتداً آپ کے جد اعلےٰ میر جانعلیخاں مرحوم (بعہد نواب آصف جاہ بہادر حضرت مغفرت مآب) حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ اور سرکار آصفیہ مین بحیثیت رسالدار بمشاہرہ پانصد روپیہ ملازم تھے۔ آپ کو عربی۔ فارسی۔ اردو۔ عروض۔ منطق وغیرہ مین کامل مہارت تھی۔ اور محلات مبارک سے دو سو سات روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔ شعر گوئی مین جناب منتہی شاگرد حضرت آتش مغفور سے تلمذ تھا۔ (۵۴) سال کی عمر مین یکم رجب ۱۳۱۹ھ کو آپنے انتقال فرمایا۔

آپ کا کلام بہت کچھ ہے مگر ہنوز طبع نہین ہوا۔ کلام انتہا درجہ کا دلچسپ اور دلکش ہے۔ آپ کے اکلوتے نوجوان صاحبزادے میر پرورش علیخان سنجا آنریری مجسٹریٹ تعلیم یافتہ گرامر اسکول ہین۔ جو شکل اپنے والد مغفور کے لایق اور ہوشیار ہین۔

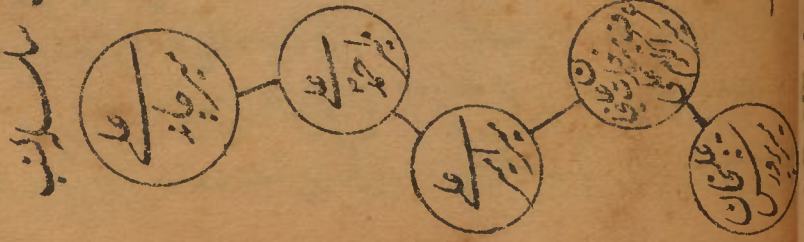

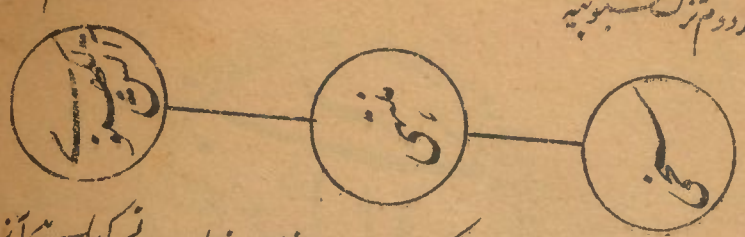

آئے ہین رنج والم دلپر اوٹھانیکے لئے
خلق - خالق نے کیا ہے آزمانیکے لئے

وہ ہلال ابرو جو نکلا رخ دکھانیکے لئے
اوگلیان اوٹھ اوٹھ گئین سبکی بتانیکے لئے

چھوڑکر مرقد مین تنہا چلدئے احباب سب
شمع باقی رہگئی آنسو بہانے کے لئے

ہم سے کیا ہوگی سیہ کاریکی پرسش روز حشر
پاس ہے اپنے خط قسمت دکھانیکے لئے

کرو ٹین بدلوگے کبتک وصل کی شب تاسحر
کچھ تو باقی رہنے دو صبا زمانے کے لئے

ہم سفیر وچھوٹ کر مین ہی سیدن آوگا
جا رہے باقی مرے بھی آشیانیکے لئے

دفن کی تدبیر ہے سارے احباب جمع ہین
ہو رہی ہے فکر مٹی مین ملانیکے لئے

ہم مسافر ہین جہان مین کیا ہماری بود وباش
اس سرا مین ٹھہرے ہین دانستہ جانیکے لئے

پھیر لینا چشم کا پہلو بدلنا دفعتاً
وہ تمھارے واسطے ہے یہ زمانیکے لئے

ایک مشت خاک پر اللہ رے جور وستم
آندھیان آئین ہزارون ہی مٹانیکے لئے

واسطے رونیکے آنکھین جو بے بخشی ہین ہمین
دونون یہ ناسور ہین آنسو بہانیکے لئے

آمد سند ہے نفس کی لازم عمر روان
گھوڑا ایسا چاہیئے اس تازیانیکے لئے

نزع مین جب ہچکیان آئین گرین سمجھا سخی
ہے طلب ہر کارے آئے ہین بلانیکے لئے

مین نہ واقف تھا کبھی درد جگر سے پہلے
دل نہ زخمی تھا مرا تیر نظر سے پہلے

ولہ

کس کے غم دل پہ پڑا داغ جگر سے پہلے
گھر مین دھوپ آئی مری نور قمر سے پہلے

فعل بد نیک عمل دم مین مٹا دیتے ہین
عیب ہو جاتے ہین شب ہو نہر سے پہلے

ابھی پیری کا بھی نہ آئی تھی مٹا عشق کا داغ
شمع گل ہو گئی افسوس سحر سے پہلے

سخی فقر کی دولت ہے اگر ہو سائل
پاک طینت تو کرو خواہش زر سے

جناب مدار السلام

۳۸

سید خواجہ معین الدین چشتی نام ہے مولد شہر مدراس مسکن حیدرآباد دکن ہے۔ ابتداءً آپکے جد اعلےٰ حضرت سید خواجہ محی الدین چشتی قدس سرہ العزیز (بعہد حکومت نواب میر نظام علیخان بہادر) بغرض سیاحت حیدرآباد دکن تشریف لائے تھے مگر کچھ اسباب ایسے ہوئے کہ یہیں اقامت فرمائی۔ بوجہ بزرگی و صاحب کشف و کرامات ہونے کے سرکار سے آپکو جاگیر عطا ہوئی تھی۔ مگر اب اسوقت وہ جاگیر باقی نہیں ہے۔ صرف ایک قطعہ زمین (واقع مستعد پورہ) جہاں آپکا مزار پر انوار ہے۔ باقی ہے۔

آپ ۱۵ صفر ۱۲۸۶ھ کو پیدا ہوئے۔ فارسی و عروض و علم بیان و انگریزی میں بخوبی مہارت حاصل ہے۔ محافظی نظامت پیشہ سرکار عالی کے صیغہ دار ہیں۔ ترپ بازار میں مکان ہے۔ جناب حبیب کنتوری سے تلمذ ہے۔ دیوان غیر مطبوعہ موجود ہیں۔ مثنوی آشوب فاو سوانح عمری حضرت سید خواجہ معین الحق والدین سلطان الہند رضی اللہ عنہ طبع ہو چکی ہے۔ آپ کو تین صاحبزادے ہیں۔ سید خواجہ فخر الدین۔ سید خواجہ محی الدین۔ سید خواجہ محمد محمود حسین۔

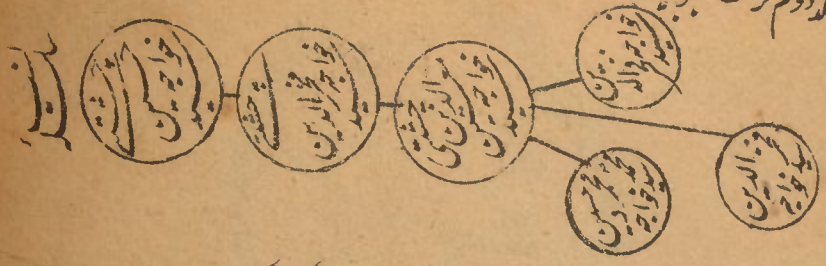

کس جا نہین جہان مین مالک ظہور تیرا
جس شے کو دیکھتا ہون اوسمین ہے نور تیرا

خوان کرم پہ مہمان ہین کافر و مسلمان
بذل و عطا مین شہرہ ہے دور دور تیرا

درات مثل موسے محو جمال ہم ہین
پہلو مین طور دل ہے دلمین ہے نور تیرا

بڑہتی ہین گو خطائین گھٹتی نہین عطائین
ہوشکر کس زبان سے رب غفور تیرا

اسقدر محو جمال روے پیمنبر ہوا
یزتاباں میری تقدیر کا اختر ہوا

الفت زلف نبی ہے دائرہ اسلام کا
اُس سے جو باہر ہوا اسلام سے باہر ہوا

وحشت دل نے مجھے سامان قیامت دکھائے
دامن چشم تصور دامن محشر ہوا

کام آئی مدحت ساقی کوثر اے سلام
خوف کا ہر ایک دامن چشمۂ کوثر ہوا

آفت جان انتشار خاطر پرغم ہوا
صورت گیسو مزاج یار بھی برہم ہوا

کشتۂ حسرت کا دنیا مین نہ کسکو غم ہوا
سوگ رکھا آپ نے اغیار مین ماتم ہوا

خار دامن بنگئی تھی الفت مژگان تین
جان نکلی تن سے جسدم در دل کچھ کم ہوا

مانع فریاد کس سے نفس کی یاد تھی
ہر حجاب قلب مضطر دامن مریم ہوا

سخت جانی کے مقابل کب ہوا فرق غرور
سامنے میرے سر شمشیر قاتل خم ہوا

سوگواری بھی مری اوسکی خود ارائی مین ہے
کاکل مشکین مین شانہ پنجۂ ماتم ہوا

ہوگیا اے شوق ثابت اتحاد حسن و عشق
قسمت عاشق کا بل گیسو کا پیچ و خم ہوا

بنگئی ہے آسمان فکر رسا سے اسلام
لو زمین شعر کا اب اور ہی عالم ہوا

تمام سے مجھکو یہ تشویش ہے کل کیا ہوگا
یار آئیگا کہ آئیگی اجل کیا ہوگا

جناب سالک دہلوی

۳۹

مرزا قربان علی بیگ نام تھا۔ آپکی ولادت خاص حیدرآباد مین ہوی۔ مگر دہلی مین پرورش پائی۔ ایک زمانہ تک مہاراجہ صاحب اودے کے وکیل رہے۔ جب حیدرآباد دکن آئے۔ صیغۂ تعلیمات مین سررشتہ داری کی خدمت پر مامور ہوے۔ ابتداءً آپ مومن خان دہلوی کے شاگرد ہوے۔ قربان تخلص رکھا تھا۔ بعدازان غالب دہلوی سے تلمذ اختیار کیا۔ تب پچھلے تخلص کو بدلا اور سالک رکھا۔

۱۲۹۸ھ مین ۶۵ برس کے سن مین راہی فردوس برین ہوے۔ آپکا کلیات مطبوعہ موجود ہے۔ کلام مین دلچسپی اور لطافت کمال درجہ کی ہے۔ آپ وضع قدیم کے پابند۔ نیک رویہ۔ خوش خلق زیادہ تھے۔

آپکے اکلوتے فرزند محمد مرزا المتخلص بہ عابد دفتر ہوم سکرٹری حیدرآباد دکن مین محافظ دفتر تھے۔ پانچ چھ سال ہوتے ہین کہ وظیفہ لیکر دہلی مین بود و باش اختیار کی۔ سوقت حیدرآباد دکن مین جناب سالک مرحوم کے سیکڑون شاگرد ہین۔

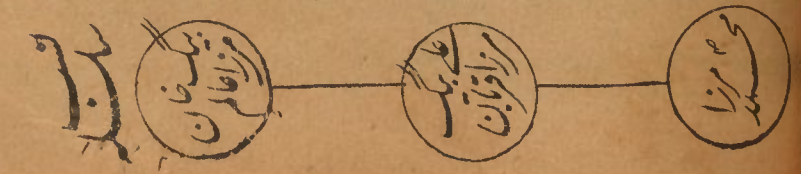

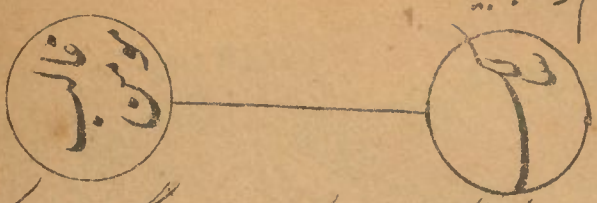

وہان دخل وہم کو نہ گذر ہے خیال کا — اچھی جگہ ہے دل کو بھروسہ وصال کا
مین جانتا ہون جانتے ہین جی کی بات وہ — شرمندہ کس لئے ہون بھلا پھر سوال کا
وقفہ ہے ایک دم کا ولادت سے مرگ تک — گر سو برس بھی ہون تو زمانہ ہے حال کا
بتاتا ہے تیر جسطرف اوسکی نگاہ کا — دلہ اوٹھا ہے شور اودہر سے خدا کی پناہ کا
ناموس ضبط کہوتی ہے کیون آہ و فغان — اوس بدگمان کو ہو نہ گمان مجھپر آہ کا
افتادگی نصیب ہوئی عرض راہ مین — مین ناتوان پتا ہون تری گھر کی راہ کا
نازش ستم پہ اپنے ہوئی اور بھی اوسنین — ذکر اون سے کیون کیا مرے حال تباہ کا
ممکن ہے اوسکے آگے شہادت خلاف دے — آخر زبان گواہ کی ہے لب گواہ کا
سالک صنم کدہ سے نکالے گئے کہیز — حضرت ارادہ رکھتے ہو کیون خانقاہ کا
چاک جگر و دل کا جب شکوہ بجا ہوتا — دلہ یوسف کا زلیخا نے دامن تو سیا ہوتا
یہان ترک وفا مشکل تم کیونکہ ستم چھوڑو — جو کچھ نہ ہوا مجھ سے وہ آپ سے کیا ہوتا
لطف مین وہان ڈھنگ ہے بیداد کا — دلہ کام دے اے خاموشی فریاد کا
بجگیا تیر نگاہ یار سے — واقعی آئینہ ہے فولاد کا
حال سالک پوچھتے ہو کیا کہ وہ — ایک بگڑا ہے جہان آباد کا
بیٹھا جو سینہ سے تو جگر سے گذر گیا — دلہ تیر نگہ کو ڈھنگ نہ آیا نشست کا
آہ زمانہ سوز کو مانع ہے یون وہ شوخ — گو یا شریک ظلم مین ہے روزگار کا
دوکان میفروشی پہ سالک پڑا رہا — اچھا گذر گیا رمضان بادہ خوار کا
ترا کرم ہو تو کیونکر وصال یار نہو — دلہ وہ زندگی دے الٰہی جو مستعار نہو

جناب سعادت مآب سید حیدرآبادی

۴۰

مرزا غلام عباس صاحب نام ہے۔ آپکا مولد و مسکن حیدرآباد دکن ہے سنہ ۱۲۹۰ھ مین تولد ہوے (مولود غلام عباس) سے سن ولادت برآمد ہوتا ہے۔ عربی فارسی و اُردو اچھی ہے فی الوقت محکمۂ مالگذاری صیغۂ کورٹ آف وارڈس مین خدمت صیغہ داری پر مامور ہین نواب میر خیرات علیخان صاحب سخی سے اصلاح سخن ہے ابتداءً آپ کے جداعلےٰ مرزا عیوض بیگ قصبۂ المجپور متعلقہ ملک امانی بڑاڑ سے بعہد حکمرانی نواب سکندر جاہ بہادر حیدرآباد مین آئے پچیس گھوڑون کی جمعداری سے سرفراز ہوے چنانچہ اب بھی ایک یا دو گھوڑے کی سلحداری سعید صاحب کے بھائی کے نام ہے متصل علاوۂ بی بی وعقب علاوۂ تربت مکان ہے۔ آدمی خوش خلق اور شگفتہ رو ہین کلام بھی اچھا ہے چند شعر درج ذیل ہین۔

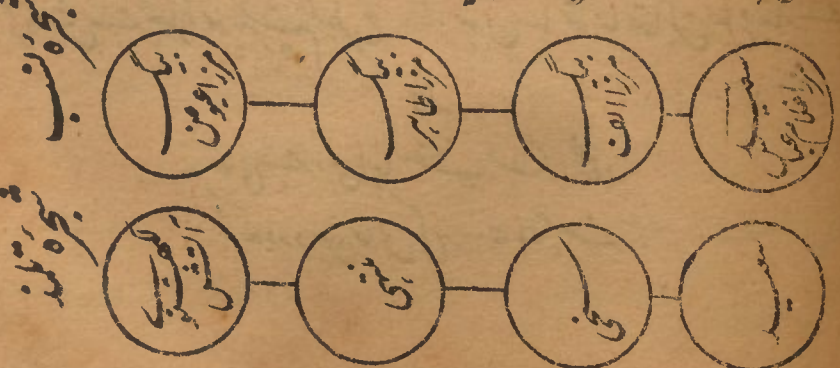

روے انور سے کبھی ہوگا نہ ہمسر آئنہ — مہر کے آگے ضیا پائیگا کیونکر آئنہ
دونون عارض اور دونون ساعدِ تابانِ یار — دیکھکر یہ چار آئینہ ہے شش در آئنہ
عبث خیال ہے زرتار پہرہن کیطرف — ولہ ہمیشہ دھیان رہے منعمو کفن کیطرف
شیرین جو دستو نکو تو دشمن کو تلخ ہی — ولہ دونون طرحکی بات ہمارے سخن مین ہے
آہین گواہی دیتی ہین خالی نہین ہی دل — " اوجڑا ہوا یہ گھر بھی کسیکا مقام ہے
بحرِ خون مین صورتِ ماہی روانہ ہوگئی — " تیغ قاتل تھی آگہی یا کوئی تیر اک تھا
شکر خدا کہ رخ کے قرین زلف کی ہے جا — " وہ صبح وصل اور یہ فرقت کی شام ہے
دلِ ویران کی نہ کھیتی کبھی سرسبز ہوئی — " کچھ بھی اس اجڑی زمین کا نہ محاصل ٹہرا
بڑہتا ہے سود عمر روان گھٹتی جاتی ہے — " پھر ہو تو کسطرح ہو الٰہی ادائے قرض
آرزوے دل او سدم اے سعید حاصل ہو — " پہونچون مین خراسان کو یہان سے کربلا ہوکر
دوزخ کا خوف قبر کی دہشت نہین رہی — " پہونچے نجف مین خواہش جنت نہین رہی
رفیق اپنا نہین کوئی پس مرگ — " فقط اے بیکسی ہمراہ تو ہے
نقاب چہرۂ روشن سے اونکے جب سرکا — " گمان ہر اک کو ہوا آفتاب محشر کا
مری لحد کا نشان تک ملا نہ بعد فنا — پتہ کسی نے نہ پایا غریب کے گھر کا
کوئی سمجھتا ہے سیماب کوئی کہتا ہے برق — عجیب حال ہے عاشق کے قلب مضطر کا

ولہ

گردش ہے مجھکو آٹھ پہر چشم کیطرح — ہون ساتھ ساتھ ابلقِ لیل و نہار کے

ولہ

حامی ہے وہی اپنا سعید جگر افگار
دکھ درد مین خالق کی رہے یاد ہمیشہ

یہ تخلص عالیجناب راجہ یان راجہ مہاراجہ کشن پرشاد پیشکار بہادر مدارالمہام سرکار عالی کا ہے ۔ آپ کے تفصیلی حالات دفتر اول طبقۂ امرا مین لکھدئے گئے ہین یہان صرف نام سے شناسائی کردیگئی ہے ۔ آپ کو تلمذ اعلیحضرت سرکار نظام آصف خلداللہ ملکہٗ سے ہے ۔ آپ کے تصنیفات مین دیوان شاد ۔ رقعات شاد ۔ ناول مطلع خورشید وغیرہ مطبوعہ موجود ہین ۔ چند اشعار درج ذیل کئے جاتے ہین ۔

طور پر موسے نے دیکھا جلوہ جسکے نور کا
مین تو عاشق ہون اوسی معشوق رشک حور کا

نحن اقرب کہدیا قرآن مین صاف صاف
ہرگز اندیشہ نکر ناحضرت دل دور کا

شاد تیری عالم دنیا مین کیونکر ہو نہ قدر
نام ہے محبوب تیرے شاہ ذیمقدور کا

دلہ
اے بتو تم مین اگر جلوۂ ایمان ہوتا
دل وجان سے بخدا مین بھی مسلمان ہوتا

ہوتا افشانہ عنبرون پہ زلیخا کا جنون
چاک اگر یوسف مصر یکا گریبان ہوتا

دلہ
عشق نے جب دل مین گھر پیدا کیا
درد نے اپنا اثر پیدا کیا

کھو دیا سب عشق مین ناموس و ننگ
جسکو مینے عمر بھر پیدا کیا

رہ سوال وصل پر اوٹھکر چلے
رنج ناحق چھیڑ کر پیدا کیا

آرزوئین دل کی بر آنے لگین
اب دعا نے کچھ اثر پیدا کیا

آتشِ فرقت بھی کیسی آگ ہے — داغِ دل سوزِ جگر پیدا کیا

دل مین جب عشق خدا پیدا ہوا — وله سوزِ حبِ مصطفےٰ پیدا ہوا

ذات مین اوسکی ہوا جب دم فنا — مین ہوا پنہان خدا پیدا ہوا

آیا جو میری آنکھ مین وہ خوبرو پسند — وله دل نے کہا پکار کے مجھکو ہے تو پسند

غیرون نے شاد ربط بڑہایا ہی اندنون — کیونکر مزاج یار نہو پھر عدو پسند

عدو کی چشم مین کھٹکا خس کوئی بتان ہوکر — وله کیا کار توانائی یہ مین نے ناتوان ہوکر

بروز حشر اے بت تیرے دیوانونکی وحشت — اوڑیگا دامن صحرائے محشر دہقان ہوکر

حوادث سے بچائے سینۂ پر داغ کو یارب — چمن پھولا پھلا جاے نہ تاراج خزان ہوکر

مرے گھر آتے آتے وہ رقیبون کے چلے گھر کو — گئی بختاوری میری نصیب دشمنان ہوکر

کہہ تو عزت کا ہماری رکھ خیال — وله دو جہان مین تیرے کہلاتے ہین ہم

یہ دل نادان سمجھتا ہی نہین — سو طرح سے اسکو سمجھاتے ہین ہم

کانپتے ہین حاملان عرش بھی — بیخودی مین جبکہ چلاتے ہین ہم

اسقدر ہے دل کو نفرت غیر سے — اپنے سایہ سے بھی گھبراتے ہین ہم

بندے ضعیف ہین ترے اے بے نیاز ہم — وله کیونکر اوٹھا سکین گے ترا بار ناز ہم

عجب و غرور و ناز سے کیا کام ہے ہمین — تیرے نیاز مند ہین اے بے نیاز ہم

اے شاد مانگتے ہین مراد ین جو دل مین ہین — پڑہتے ہین اوٹھ کے صبح کی جسدم نماز ہم

رولانا سمجھکر مجھے اے ستمگر — وله یہ نالے مرے عرش ڈہائے ہوے ہین

معطر سرشک رخ سے نکلینگے آنسو — یہ پھولون مین موتی بسائے ہوے ہین

کسی کے آستانہ پر رہی ہے جبین برسون — وله مٹایا ہینے قسمت کا لکھا اے ہمنشین برسون

سبب پوچھا تھا مین نے کیون عدو پر مہربانی ہے — ذرا سی بات پر مجھ سے رہا وہ خشمگین برسون

تمہارے کوچہ کی ہینے مہینون خاک چھانی ہے — رہی ہے سجدہ گاہ شوق اپنی یہ زمین برسون

حیدرآبادی
جناب سید شاہ
۴۲

کا اصلی نام سید علی عرف سید عباس حسین تھا۔ آپ سید نورالدین موسوی کے
ین۔ آپکے جد اعلےٰ سید رضی الموسوی مدینہ منورہ میں اقامت پذیر تھے۔ کفار ہنود کو
راہ راست پر لاتے تھے۔ بعد چندے سید صاحب موصوف شہر سترمیں تشریف لائے۔ ۱۱۳۲
کن الدولہ بہادر نے بکمال عقیدت آپکو حیدرآباد دکن آنیکی درخواست کی جسکو آپنے
منظور فرمایا۔ مگر رکن الدولہ بہادر نے متواتر درخواستوں کے ذریعہ آپکو اسقدر تنگ کیا کہ آخر
آپ حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ پھر تو یہیں کے ہو رہے۔ آپ کی اولاد کے نام
گیر و مناصب کی اجرائی ہوی۔ جو تا حال جاری ہے۔ اور اُمرائے بلدہ سے قرابت
ی ہوگئی۔ چنانچہ سید عباس حسین میر عالم بہادر کے بھتیجے ہوتے ہیں علمی لیاقت اچھی تھی
کبھی نہایت درجہ پر ہے حضرت فیض سے تلمذ تھا۔ دیوان مطبوعہ موجود ہے۔ مرثیہ
بھی خوب کہتے تھے۔ آپ ۱۲۹۵ھ میں بدمعاشوں کے ہاتھ زخمی ہوئے۔ ایک عرصہ
میر مرزا علی حکیم الممالک کے زیر علاج رہے۔ زخم تو اندمال پائے۔ مگر جنون ہوگیا۔
جنون میں آپنے اپنی بیوی کو قتل کیا۔ برسوں دارالمجانین میں رہے۔ بعد میں بیقدر
ی رو باصلاح ہوا اپنے مکان (ایرانی گلی) پر لائے گئے۔ آخر وہی مرض جان گسل
تخمیناً چار پانچ سال کا عرصہ ہوتا ہے) انتقال فرمایا۔ کوئی فرزند نرینہ نہیں ہے۔ صرف

دو صاحبزادیان جو یکے بعد دیگرے آپکے بھتیجے میر شمشیر حسین صاحب کے منسوب ہوئین - اور صاحب اولاد ہین -

جس جگہ پر ذکر روے سرور عالم رہا۔ مہر کچھ ذرہ سے بھی واں روشنی مین کم رہا۔
بے جان لئے چھوڑا ہی ہین جسکو کہ تاکا " تیر نگہ یار بھی پیکان ہے قضا کا
بھجوائین گے اک غیرت بلقیس کو نامہ طرۂ سر ہدہد پہ رہے بال ہما کا
موسے کو خیال ید بیضا نہ رہے پھر " جلوہ نظر آجاے جو تیرے کف پا کا
خون دیکھ کے عاشق کا نہ ملئے کف افسوس اوڑ جائے نہ اے جان جہان رنگ حنا کا
گردش نہ مقدر کی گئی بعد فنا بھی کاسہ سر ششدر کا ہے شکول گدا کا
خیال جب تری مژگان کا اے نگار آیا " خدنگ ترکش رستم جگر کے پار آیا
نہ کسطرح سے شہیدون مین سرخرو ہون ہم ہمارے قتل پہ بیڑا اوٹھا کے یار آیا
سمند عمر رواں کو جو روک لے ششدر نظر ہمین کوئی ایسا نہ شہسوار آیا
دل پھنس کے اونکے گیسوے پیچان مین رہگیا " یوسف ہمارا شام کے زندان مین رہگیا
باقی رہیگی ایک نہ بلبل ہزار مین صیاد دو گھڑی جو گلستان مین رہگیا
ششدر تلاش دل نہ کچھ پہلو مین عبث زہرہ وشون کے چاہ زنخدان مین رہگیا
عشق ابرو مین قضا کرتے ہین " فرض حق سر سے ادا کرتے ہین

شوکت حیدرآبادی

جناب

۴۳

غلام رسول نام ہے۔ علمی لیاقت اچھی ہے نوجوان ہوشیار اور اعلےٰ درجہ کے خلیق ہین۔ ابتداءً آپ قوم برہمن سے تھے۔ اور ایک شریف ہندو خاندان سے آپکا تعلق تھا۔ اسلام کی خوبیون نے آپ کے دل پر اپنا اثر کیا جسکی وجہ سے آپ مشرف باسلام ہوئے۔ اولاً آپ کو عبدالعزیز متخلص بہ عزیز شاگرد رشید حضرت شعلہ مرحوم سے تلمذ تھا بعد مین خود حضرت شعلہ سے اصلاح سخن رہا۔ کلام دلچسپی مین اپنا آپ نظیر ہے۔ قصیدہ۔ غزل۔ رباعی۔ سلام وغیرہ ہر صنف مین طبیعت قادر ہے بہت کچھہ کلام غیر مطبوعہ موجود ہے۔

دوپٹہ گر ملے اوس گلبدن کا — تردد کیون کرین ہم اپنے کفن کا
یہ کہکر بت نے توڑا آئینہ کو — ہوا ہمسر تو میرے بانکپن کا
دل مضطر سے میرے ڈر تو یہ ہے — نشان خالی نہ ہو ناوک فگن کا
اے خامہ کھینچ نقشہ یہان اور وہان کا — دکھلادے نمونہ تو مجھے دونون جہان کا
آگاہ مجھے کردے تو اسرار نہان سے — راز ایک پوشیدہ رہے کون و مکان کا
گر ابروے خمدار مین ہے برش شمشیر — کرتی ہے تری ترچھی نظر کام سنان کا
اس دہر کے سودے سے وہی خوب ہے واقف — پایا ہے مزا جسنے یہان سود و زیان کا

کونین سے کہو یا ہے نہ مجھے عشق بتان نے — افسوس ہا ہین نہ یہان کا نہ وہان کا
شوکت ہے تو کس فکر مین کر یاد الٰہی — دم بھر کا بھروسہ نہین اس جسم مین جان کا
رہتا ہے اوسکے مضمر ہر اک سخن سخن مین — رکھتا ہے وہ پری رو شاید دہن دہن مین
کیا زیب دیرہا ہے اب گلبدن بدن مین — پھولا چمن چمن مین پھولا چمن چمن مین
دشمن ہین جان کے اب اہل وطن وطن مین — نشتر سے چبھ رہے ہین مجھے بدن بدن مین
اعلےٰ بنے ہین اسفل اسفل بنے ہین اعلےٰ — بیداد ہو رہے ہین شاہ زمن زمن مین
مرقد مین محو صورت ہے داغ دل منور — چاک سحر بنا ہے چاک کفن کفن مین
معشوق بے وفا ہین اے دل تو ہوش مین آ — کیون جان کھو رہا ہے ذکر دمن دمن مین
شوکت غزل پڑہون کیا محفل مین شاعرون کی — کسطرح لیکے جاؤن مشک ختن ختن مین
کچھ بھی نگاہ گر نظر دور بین مین ہے — جائے نگاہ پردۂ عرش برین مین ہے
جھگڑا ہو صاف کیجئے اقرار وصل کا — فتنہ ہر اک طرح کا تمہاری نہین مین ہے
دیکھا جسے اوٹھا کے نظر بے خبر کیا — جادو بھرا ہوا نگہ نازنین مین ہے
عاشق ہزار جان سے قربان کیون نہون — جلوہ ہلال عید کا چین جبین مین ہے
شوکت امید وصل مین دیتا ہون جان مین — لطف وصال یار دم واپسین مین ہے

خنجر کو ہوس ہے گر لہو کی — لو میری خبر رگ گلو کی
آئینہ ہے آپ کے مقابل — اچھی ہے لڑائی دو بدو کی
ہے جامہ دری سے کسکو مہلت — فرصت ہے کسے یہان رفو کی
موسےٰ سے یہ کوئی جا کے پوچھے — ہان طور پہ کس سے گفتگو کی
ہرگز نہ نشان ملا کمر کا — گو ہمنے ہزار جستجو کی۔

ہم ہجر مین مر گئے صد افسوس
امید بر آ گئی عدو کی

شعرائے دہلی

حضرت

۴۴

آپکا نام میر کاظم علیخان تھا۔ جناب میر الشعرا امیر احمد علیخان شہید مرحوم (جنکا سنہ ۱۲۹۲ھ مین انتقال ہوا) کے خلف الصدق تھے۔ آپ ۱۲۵۲ھ مین تولد ہوے۔ اور وطن خاص شاہجہان آباد دہلی ہے۔ ابتداً آپ اپنے والد جناب شہید مرحوم کے ہمراہ بعہد عملداری حضرت غفران منزل وبزمانہ وزارت راجہ چندو لعل بہادر بطریق سیاحت حیدر آباد تشریف لائے تھے۔ مگر یہان آپ کے والد منصب سے ممتاز اور میر الشعرا کے خطاب سے سرفراز کیے گئے۔ پھر تو یہین کے ہو رہے۔

آپ عربی اور فارسی مین فارغ التحصیل تھے جسکی سند مکرر سے ملی تھی اور شاعری مین آپکو اپنے والد مرحوم سے تلمذ تھا۔ جو شاہ نصیر دہلوی کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ جنکا سلسلہ مرزا رفیع سودا تک پہونچتا ہے۔ آپکے سیکڑون شاگرد ہین۔ جو اسوقت بجاے خود اوستاد ہین۔ اس خاکسار مولف ترک محبوبیہ کو فن شعر گوئی مین آپ ہی سے تلمذ ہے۔

آپ ہر صنف کے کلام پر قادر تھے۔ فارسی دیوان طبع ہو چکا ہے۔ اردو دیوان زیر طبع ہے۔ علاوہ برین آپکی ایک اور تصنیف موسوم بہ تاریخ دکن غیر مطبوعہ موجود ہے۔ حجم مین گلستان کی برابر ہو گی۔ اوسمین خوبی یہ ہے کہ جسکے ہر فقرہ مین مادۂ تاریخ نکلتے ہین۔ آپ نے اس جہان فانی کو ۱۳۰۰ھ مین رحلت کیا۔ آپ انتہا درجہ کے

خوش اخلاق اور منکسر المزاج تھے - اسوقت آپکی یادگار تین فرزند ہین سید علی لقی سید نوازش علی لمعہ - میرزا در علی رعد خلف اکبر کو شاعری کا مذاق نہین - مگر باقی دونون صاحب شعر کہتے ہین - چنانچہ رعد صاحب کا حال صفحہ ۶۵-۶۶ - مین درج ہے - اور لمعہ صاحب کا تذکرہ ردیف (ل) مین لکھا جائیگا -

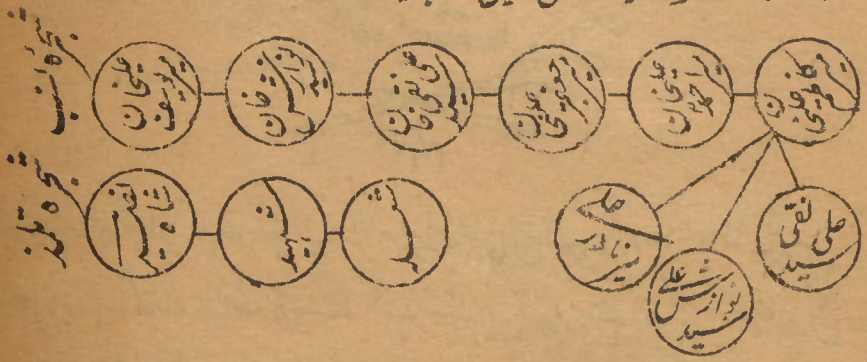

دکھا دین آپ اوسے اپنا اگر چمن مین دہن
چھپائے غنچہ وہین اپنا پیرہن مین دہن

ہوس مین بوسہ لب کی اگر مرونگا مین
تو بعد مرگ رہے گا کہلا کفن مین دہن

دہن چھپائین نہ گیسوئے پرشکن مین آپ
چھپائین آپ نہ گیسوے پرشکن مین دہن

کسیکا شعلہ رخسار شبکو جو چمکا
چھپایا شمع نے اپنا وہین لگن مین دہن

صفائی دانتون کی اوس شوخ کی اگر دیکھے
نہ کھولے جوہری وصف دُعدن مین دہن

دہن کے وصف مین ہمسے نہ ہوسکا کبھات
یقین ہے ہوگا بھی بالفرض اگر دہن مین دہن

جو شبکو چہرہ میرے رشک ماہ کا چمکا
چھپایا ماہ نے اپنا وہین گہن مین دہن

وہ وضع اور وہ سج دھج خدا کی قدرت ہے
وہ چال اور وہ چلن اور بانکپن مین دہن

زبان خسہ نظامی کی ہوگئی شعلہ
ہوا جو باز مراد وصف پنجتن مین دہن

سخت دل رکھتے ہین خوبان زمن پتھر کے
اسلئے کرتے نہین بت یہ سخن پتھر کے

سنگدل میرے گل اندام کو کہتے ہین جو لوگ
اونکے ہوجائین زبان اور دہن پتھر کے

قابل دید ہین اور شاعرون سے داد طلب
شعلہ نے مارے زمین مین جو ہین گہن پتھر کے

عرش حیدرآبادی
جناب شوق

۴۵

غلام محمد عرب نام ہے۔ آپ کے جد اعلےٰ محمد صاحب عرب ۱۱۸۱ھ مین (بعہد حکمرانی نواب سر نظام علیخان بہادر) شہر یمن ملک عرب سے بغرض ملازمت ادھونی آئے اور قصبۂ قلعہ پاکنور تعلقہ عالم پور ضلع رائچور دوآبہ کو مسکن بنایا۔ اور دو سو سوار اور دو سو جمیت بارسے نواب بسالت جنگ بہادر کے سرکار مین ملازم ہوے۔ بعد انتقال اون کے فرزند محمد امین خان عرب بھی اوسی خدمت پر سرفراز رہے۔ جب بسالت جنگ بہادر نے وفات پائی اور دارا جاہ بہادر (فرزند بسالت جنگ بہادر) سے محمد امین خان عرب کی صحبت برآر ہوی۔ وہان سے حیدرآباد آئے۔ چنانچہ یہان بھی جمعیت بارو غیرہ کی سرفرازی ہوی اور جاگیر پرگنہ پلور و پرگنہ جٹپول عطا ہوی۔ بعد وفات محمد امین خان عرب کے اون کے فرزند محمد عدروس خان عرب سرفرازی پاے ۱۲۱۹ھ مین محمد عدروس خان بہادر عرب کے نام سند عطای جاگیر پرگنہ جٹپول وغیرہ سرکار پالنگل صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد برقم جمع کامل (صد لاکھ صد ہزار مکہ للہ) بنام نہاد جاگیر ہوت و نگہداشت جمعیت سواران و جوانان بارو غیرہ سرفراز ہوی۔ چنانچہ اب اس خاندان مین صرف چند مواضع تعلقہ ناگرکرنول ضلع محبوب نگر مین محاصلی (عہ) بطور جاگیر کے بحال ہین۔ عرش صاحب رجب ۱۲۶۲ھ مین پیدا ہوے۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ تلنگی مین کامل مہارت ہی۔ شعر فارسی اور اردو دونون کہتے ہین۔ چنانچہ فارسی مین مولوی عبدالعلی صاحب والہ مدراسی

اور اردو مین سید محمد سلطان صاحب عاقل دہلوی سے تلمذ ہے۔ محکمۂ معتمدی عدالت وکوتوالی
وامور عامہ سرکار عالی مین خدمت صیغہ داری تفویض ہے۔ ابھی کوئی دیوان اپنا
طبع نہین ہوا۔ کلام اچھا ہے۔ آپ کو ایک فرزند غلام غوث عرب ہے۔ جو مثل اپنے والد
کے لایق اور ہوشیار ہین۔ انکو بھی ایک کمسن لڑکا محمد عبد الحلیم عرب موجود ہے۔

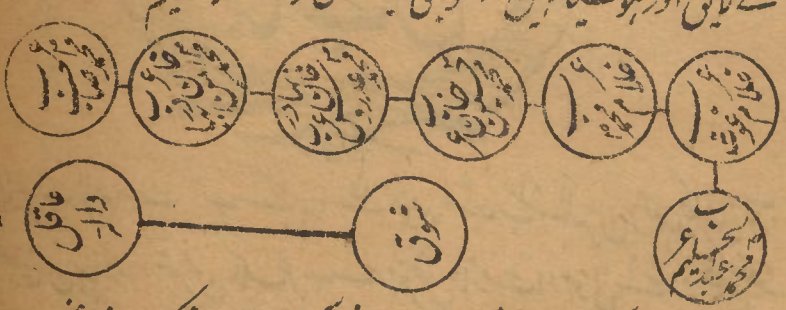

فارسی

افسردہ خاکساری ما افتخار ما — آخر بلند تا بفلک شد غبار ما
ساقی بیار شیشۂ مے مہر بر شکن — صد توبہ در شکست شکست خمار ما
اے مہ بانتظار شب وعدہ تا بصبح — واماندہ بود دیدۂ اختر شمار ما
عقل و خرد تحمل و ہوش و قرار و صبر — گم کردہ کجا تو دل بے قرار ما
گو بعد مرگ وصل میسر شد عاقبت — آمد بکار زندگی مستعار ما
افتادہ اند شوق بلے چو تو صد ہزار — پرسان حال نیست کسے در دیار ما

اردو

مرض عشق کی شدت ہی سہی — عوض مرگ اذیت ہی سہی
ہم بھی فریاد کرین گے سر حشر — ہان قیامت مین قیامت ہی سہی
اے فلک غم نہین کردے برباد — شوق ناکام کی تربت ہی سہی
اوسنے شب ملنے کا پھر پیغام ہے — صبح سے بہتر ہماری شام ہے
کیون بگڑتے ہو سوال وصل پر — یہ بھی کیا گالی ہے کیا دشنام ہے
کٹ گئے پر بھی گلا سوکھا رہا — اونکا خنجر کتنا خون آشام ہے
کیا چھپانے سے کہین چھپتا ہے عشق — شوق تیرا حال طشت از بام ہے

کنتوری شیفتہ جناب

۴۶

آپ کا نام حاجی سید محمد کاظم حسین ہے کنتور ضلع بارہ بنکی وطن ہے۔ ربیع الاول سنہ ۱۳ میں (بعہد اعلیحضرت خلداللہ ملکہ۔) حیدرآباد دکن بغرض تلاش روزگار آئے۔ جناب حبیب صاحب کنتوری سے قرابت قریبہ ہے۔ اور اپنے چچا سید لطف اللہ صاحب قدر کنتوری سے تلمذ ہے۔ پچاس سال سے ادبی عمر ہے۔ اسوقت محکمہ معتمدی عدالت وکوتوالی وامور عامہ سرکار عالی (صیغہ کوتوالی) میں ملازم ہیں۔ غزل۔ قصیدہ۔ سلام۔ رباعی وغیرہ ہر صنف کے کلام پر قادر ہیں۔ کلام انتہا درجہ کا دلچسپ اور دلکش ہوتا ہے۔ اسوقت چار دیوان غیر مطبوعہ موجود ہیں قصائد وغیرہ کے دیوان علاوہ ہیں۔ نہایت پر گو شخص ہیں۔ طبیعت بلا کی بذلہ سنج اور پر مذاق واقع ہوی ہے۔ مولف کو بھی آپ سے قدیمی نیاز حاصل ہے۔ عجیب بامزا آدمی ہیں۔

بہار آئی ہے بادل ہین چار سو آئے
بڑا مزہ ہو جو ایسے مین یار تو آئے

شب فراق مین دردو ملال رنج والم
ہجوم کر کے مرے پاس چار سو آئے

ادہر نہ آئیگا وہ غیرت مسیح کبھی
شب فراق مین اے موت کاش تو آئے

شب وصال مین رکھو سو برا کہو مجھکو
سحر کو جانیکی لب پر نہ گفتگو آئے

وفا پہ ہم ہین بتصدق جفا پہ وہ ہین نثار
محال ہے جو کسیکی کسی مین خو آئے

بتون مین بھی ہے نمود ارشان خالق کی
کبھی جو دیر مین ہم آئے باوضو آئے

اگر چمن مین نہ جاری ہو فیض ابر بہار
نہ رنگ غنچہ مین آئے نہ گل مین بو آئے

لیا جو بوسہ ابرو تو منہ پہ تیغ پڑی
ہم آج کو چہ قاتل سے سرخرو آئے

فراق گل مین تو کرتی ہے نالے اے بلبل
بہار سب ہے کہ منہ سے ترے لہو آئے

اس آرزو ہی نے اے شیفتہ خراب کیا
خدا کرے کہ نہ اب دلمین آرزو آئے

ولہ

ہوی یہ محبت مین حالت ہماری
نہ پہچانی اسنے بھی صورت ہماری

سحر تک بری ہوگی حالت ہماری
بلا سنگئی شام فرقت ہماری

جفا ئین کرو تم تحمل کرین ہم
وہ عادت تمھاری یہ عادت ہماری

رہا قیس بن مین در یار پر ہم
وہ سودا ہے اوسکا یہ وحشت ہماری

وہ بوسے کے دینے پہ راضی ہوے ہین
شب وصل کام آئی حجت ہماری

بس اتنی تمنا ہے اللہ شاہد
ترے ہاتھ سے ہو شہادت ہماری

برون مین برے نیکو نمین نیک بہتر
نہ جانی کسی نے حقیقت ہماری

جو منہ سے کہین گے وہی ہم کرین گے
تمھین تو ہے معلوم عادت ہماری

شب و روز رہتے سینہ کوبی مے مطلب
یہ پہونچی محبت مین نوبت ہماری

خدا کے کرم پر ہے موقوف زاہد
نہ جنت ہے تیری نہ جنت ہماری

وہ آئین گے اے شیفتہ ہمسے ملنے
رسا ہو گی جس روز قسمت ہماری

جناب شایق حیدرآبادی

۴۷

ابو الحیا سید اعظم علی نام ہے۔ عمدۃ العلما نواب محبوب نواز الدولہ بہادر مفتی اول و ناظم دار القضاء بلدہ حیدرآباد کے نواسے اور قایم مقام بھی ہین۔ فارسی۔ عربی مین ید طولےٰ ہے۔ اور ہر صنف کے کلام پر قادر ہین۔ اردو مین جناب مائل حیدرآبادی کے شاگرد ہین۔ فارسی کا کلام مولانا تر کی کو دکھلاتے ہین۔ اپنا تفصیلی تذکرہ طبقہ علما مین لکھا گیا ہے۔ یہان مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔

فارسی

توئی صبر و توئی ہوش و توئی تاب و توان من
توئی قبلہ توئی کعبہ توئی ایمان و جان من

گران خاطر مشو بنشین بخود تا مست برگردی
کہ صہبائے محبت ہست ارزان در دکان من

خدارا گر جدا دانی مدانی نکتۂ وحدت
ہمین ارشاد فرمودست پیر نکتہ دان من

چہ محفل محفل رندان چہ نشہ نشۂ وحدت
چہ ساغر ساغر دلہا چہ ساقی مہربان من

زکلام سخن دا قرب بجنیال استوے رب

اردو

ہمہ تن شدم بحیرت کہ خدا کجا نشستہ
بتصور دو گیسو شدہ رام شیخ و ہندو
دل من ہنوز یاران برہ خطا نشستہ
بدو دام زلف تا شد سر باز دل مقید
چو شکستہ پر کبوتر نہ پرد ز جا نشستہ
والشمس گشت سورۂ روئے نگار ما

اردو

والیل ہست آیت گیسوئے یار ما
دیدم گل جمال محمد دم پسین
در موسم خزان شدہ فصل بہار ما

ہر اہم صدائے ذائقۃ الموت میدہد
بشنو بغور زندگی مستعار را

شایق خوشا نصیب کہ پس مرگ یک بیک
دامان مصطفےٰ چو بگیرد غبار ما

بقلب عاشقان تیر نظر پنہان نمی ماند
چہ تیر است این کہ پار بے جگر پنہان نمی ماند

جہان از سینہ آہ آتشین چون دود بر بندم
کہ رنگ افتد چو بر سنگے شرر پنہان نمی ماند

بروں نام جہان از الفت جاہ و زخود دانش
کہ اندر آب انسان بیشتر پنہان نمی ماند

اگر بابند دعا از صدق دل اے طالب ناقص
خدا شاہد کہ مطلوب اثر پنہان نمی ماند

(ایضاً) عبث ہے روز قرار وصال ہوتے ہیں
ہمارے نام پہ وہ لال لال ہوتے ہیں

کہیں گئے تھے نہ تم خیر ہیں نے مان لیا
یہ پوچھ بہت احتمال رکھتے ہیں

غصہ ہوتے ہو تم ہر کوئی ڈراتا ہے
تمہاری آنکھ سے ڈورے بھی لال ہوتے ہیں

ہمارے حلق پہ خنجر نہ پھر سکے اوسسے
مرد زاکت جاناں حلال ہوتے ہیں

(دیگر) سبب ہے جو تو جلوہ فگن انجمن خنداں ہیں

ایک اک داغ ہلو شگفتگستان دلہیں
آشنائی کا تو اس عہد میں دیکھا ہے یہ رنگ
منہ پہ ہے صبح دلہن شام غریبان دلہیں
سب روشن ہے جو کچھ فرق ہے مجھ میں اوسمیں
آگ تالو میں لگی شمع کے اوریان دلہیں
وہ تو اک آپکا دیوانہ ہے بھولا بھالا
آپ کیا سمجھیں ہیں شایق کو میریان دلہیں
وہ چھپتا ہے سب (دولہا) سے وہ ہے شب میں حسیں ہے
خدا آجتک بھی تو پردہ نشیں ہے
جو کانوں سے سنتے تھے آنکھوں سے دیکھا
وہ علم الیقین تھا یہ عین الیقین ہے
وہ رفتار مستانہ وہ آنکھ خجل
نظر ہے کہیں پاؤں پڑتا کہیں ہے
مرے گھر میں افتاں کا چرچا ہے شایق
میرا دل بھی پابند شرع متین ہے
زلف کس سے (دولہا) کی بھی بھالی جائیگی
ہمسے یہ ناگن نہ پالی جائیگی
اک نہ اک دن ہوگا ظالم بھی خجل
آہ مظلوموں کی خالی جائیگی
حسن کی دولت پہ اتنا خوش نہ ہو
بات سچ ہے آنیوالی جائیگی

شایق اتنی فکر کیوں ہے عمر کی
چیز جو ہے جانیوالی جائیگی

ایک مہمان کا گزر (دولہا) دیکھو تو دو منزلین ہے
اوسکی صورت آنکھ میں اوسکی محبت دلمیں ہے
میری آنکھوں میں ہے نقشہ اوس رخ پر نور کا
آئے منجم دیکھ لے اک چاند دو منزل میں ہے
آپ کیوں بگڑے مرا طرز تکلم دیکھکر
آپ کیوں روٹھی ابھی تو بات دلکی دلمیں ہے
سورہ واللیل پڑھتا ہوں وہ زلفیں دیکھکر
خاتمہ میری تلاوت کا اسی منزل میں ہے
خون کا دریا ہے آہوں کی ہوا دا غوں کا باغ
سیر تو کیجے نئی دنیا ہمارے دلمیں ہے

تاریخ مرجعت سرکار از کلکتہ

اذا ما اب من کلکۃ قرم
رحیب الباع ضدیدٌ نبیلٌ
رئیس الملک محبوب العلیٰ
کمثل المزن نعمتہ تسیل
فقلنا مرحبا اھلاً وسھلاً
فدم لک فی الوری عمرٌ طویلٌ
فارخ شایقٌ غام الرجوع
نظام الملک والدین الجلیل
۱۳۱۷ھ

کنیت ابوالمعارج میر عبدالرؤف نام ہے۔ آپکے والد ابوالمکارم مولوی سعید الکریم حنفی مرحوم (سابق منصف و مفتی شہر اورنگ آباد) اور استاد نواب قاسم یار جنگ نواب رشید الملک جاگیردار موضع اسلام آباد عرف سانیگاؤن ضلع بیڑ ایک اعلےٰ درجہ کے ادیب۔ عالم متبحر۔ حافظ۔ قاری۔ محدث۔ فقیہ تھے۔ اور آپ کے جد اعلےٰ سید شاہ عبدالحی صاحب قبلہ (جو منجملہ اساتذہ شاہ اورنگ زیب عالمگیر تھے۔ جنکا مزار بیرون دروازہ غرب رویہ شہر اورنگ آباد ہے) تھے۔ اور آپکے نانا مولوی میر محمد فیض اللہ صاحب لکھنوی بعہد وزارت مہاراجہ چندو لعل بہادر عہدۂ مہتمی بیانات بزرگان دین پر مامور تھے۔ اور مہاراجہ موصوف کے یہاں تقرب کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ اور مقدم جنگ مرحوم آپکے خالو ہوتے ہین۔ کیونکہ آپکی خالہ معظمہ ممتاز محل مرحوم کی روضہ اولین مین آپ فارسی۔ عربی۔ ریاضی۔ ہندسہ وغیرہ مین لایق ہین۔ اسوقت پینتالیس سال کی عمر ہوگی۔ دفتر معتمدی تعمیرات عامہ سرکار عالی مین صیغہ داری کی خدمت پر مامور ہین۔ اور ایک حصہ جاگیر اسلام آباد معہ ماہوار منصب آپ کے نام جاری ہے۔ ابتداءً آپ اپنا کلام محمد سرفراز علیخان صاحب وصفی آلہ آبادی کو دکھلاتے تھے۔ اور بعد انتقال انکے تقریباً بیس سال سے سید محمد کاظم صاحب حبیب کنتوری سے اصلاح سخن ہے۔ اور حبیب صاحب کے ارشد تلامذہ مین آپکا شمار ہے۔ خود جناب حبیب شاگرد سعید و رشید سے آپکو مخاطب کرکے فرمتے

آپ انتہا درجہ کے خوش مزاج - بذلہ سنج - لطیفہ گو - اخلاق مجسم ہین - کلام بھی دلچسپ ہے

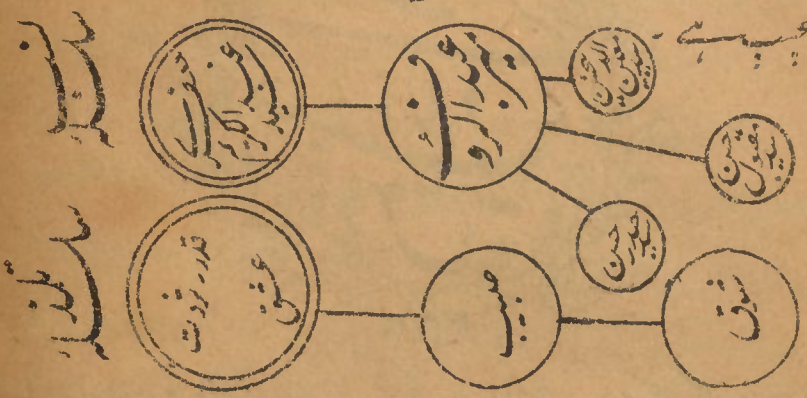

ہاے شوق کو نہیں جیب نکتہ دان کیا کیا
کھلے ہر معرکہ مین جوہر تیغ زبان کیا کیا

نہ کیون دل چھین لین نیچی نگاہین چلتی محفل مین
اشارے کرتی ہین آنکھون سے تیری پتلیان کیا کیا

غضب ہے ہر قفس کی ایک بھی تیلی نہین ٹوٹی
نہ تڑپا کر کو مکر اکر یہ مرغ ناتوان کیا کیا

کیا ہے یاد اسدم اسکو کس منہوار نے ساقی
صراحی کو پیا پے آرہی ہین ہچکیان کیا کیا

شہیدان وفا کو چین ہے گلزار جنت مین
بنی ہے وجہ عشرت انکی عمر جاودان کیا کیا

کٹی شب انتظار آمد رشک مسیحا مین
بدلتا ہی رہا پہلو مریض ناتوان کیا کیا

سوال وصل پر اسنے جھکایا سر جو شرما کے
کلیجے مین ہمارے لین ادا نین چٹکیان کیا کیا

جوانی آتے آتے کیا قیامت ساتھ لائیگی
ابھی سے جان ستان ہین اسکی شوخیان کیا کیا

بتماہل سے جو اسدم بنگئے ہو کان لم یسمع
سناؤن اپنی الفت کی تمھین پھر داستان کیا کیا

براہ قدردار باب سخن کہتے ہین سن سنکر
کلام شوق مین ہے جلوہ حسن بتان کیا کیا

دلہ

مجھے جہان مین کسکو کوئی صورت پسند ہے
تصویر یار سامنے رکھے نماز مین

الفت کی رسم وراہ مین کیونکر کمی ہو شوق -
آنکو کمال ناز مین مجھکو نیاز مین

دلہ

بشردہ ہے جو سلامت روی دکھا کے چلے
گرے نہ دوڑ کے محکم قدم جما کے چلے

پھر کے وقت شبستان دہر ہی ہم شوق
لبان مجمع سے شمع الم بجا کے چلے

جناب ضامن

سید محمد ضامن صاحب نام جناب سید محمد کاظم صاحب حبیب کنتوری کے [illegible]
[illegible] کو تولد ہوئے۔ آپ کے خاندان کے حالات تواریخ والا مآثر کے
مذکور میں تحریر کر دیے گئے ہیں۔ عربی فارسی کی تکمیل [illegible]
انگریزی [illegible]
پاس ہیں۔ تلمذ اپنے والد ماجد سے رکھتے ہیں۔ دفتر گیارہ [illegible]
انگریزی کا کام متعلق ہے۔ ارمغان [illegible] شعرائے [illegible] کا تذکرہ
نظم سے ترجمے اردو میں آپ نے نظم فرمایا ہے۔ [illegible]
سندہ کے تاریخ کا انگریزی سے ترجمہ آپ ہی نے کیا ہے۔ دیوان اردو اور فارسی
غیر مطبوعہ موجود ہے۔ فارسی اور اردو دونوں میں شعر کہتے ہیں۔ کلام میں اعلیٰ درجہ کی متانت
و فصاحت بھری رہتی ہے۔ انتہا درجہ کے خوش اخلاق اور باوضع آدمی ہیں
نوجوان ہوشیار۔ لایق۔ ہونہار ہیں۔ اشعار اردو اور فارسی سب ذیل ہیں۔

عمر بھر اپنے کیے پر آپ ہی رونا پڑا۔ داغ بدنامی کو آب اشک سے دھونا پڑا
ہو برا اغراض کا لینا پڑا احسان جنس بھاگتے تھے جس سے آخر بوجھ وہ ڈھونا پڑا
صورت گلہائے باغ اور ابر نیسان خلق میں ایک کے ہنسنے کی خاطر ایک کو رونا پڑا
اونکے جھوٹے وعدوں نے ایسے دکھائے سبز باغ ڈیہہ میں ضامن ہمیں تخم امل بونا پڑا

جلد دوم ترک محبوبہ

جسکو ہم سمجھے تھے اختر وہی اخگر نکلا — دلہ — دشمن جسمین امید مقدر نکلا

سرو قد سمجھے تھے جسکو وہ صنوبر نکلا

دل ہی دل زلف مین کافر کی نظر آتے ہین

عشق کا دل کی بدولت ہوا دنیا مین عروج

شوق نظارہ انھین تھا لیے ہوئے دعوی وصال

غیر کے ساتھ دم نزع وہ آئے ضامن

پڑ گئی برق نظر کس کی سر جام شراب — دلہ — آج ابلی ہوی ہے چشم تر جام شراب

دور بے تیرے اشارے کے چلے کیا ہے فنا

عید کا دن ہے عداوت ہی سے کہدے واعظ

ہاتھ دھلکے گئین سب دل کی امنگین ضامن

قطعہ — دیکھتے چشم تر کی حالت گر — کچھ تو دہو جاتا اونکے دل کا غبار

سنکے خالی صدائے بے ہنگام — درد دل کا ہو کسطرح اظہار

اشک کیونکر جلو مین دہ رشکین — ہے سمند ہوا پہ نالہ سوار

فایدہ کیا ہے ایسے رونے سے — متاثر نہ جس سے ہو دل یار

خاک مین موتیون کو یون نہ ملاو — مال اچھا ہے لے چلو بازار

چلکے خود اون کو نذر دہ ضامن — ان یتیمون پر آہی جائیگا پیار

بدل سازم بہ غفلت تا کہ عقل روح فرسارا — فارسی کنم زنجیر پاے خود فروشی موج صہبارا

زخود بگذر کہ بگذاری نشان خود درین عالم — شود صد موج پیدا از شکستن موج دریارا

خیال یار بر آئینہ دل نقش می بندم — اسیر دام حیرت کردہ ام تصویر عنقارا

درین وادی کہ ہر دم میزند راہ خرد وحشت — بغیر از بیخودی اے خضر نبود جادہ مارا

نہی مغزان چہ میدانند لذت چیست در مستی — زمے کیفیتے حاصل نہ گردد جام و مینارا

متاع بے بہاے عشق را در یافتم ضامن — چو نذر بیخودی کردم متاع دین و دنیارا

ضمیمہ دہلوی

جناب حافظ

حافظ مرزا میر الدین نام ہے۔ آپ شاہزادگان دہلی سے ہین۔ محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر سے آپ تک سات پشت ہے۔ آپ شاہزادہ مرزا محمد کامبخش کے اولاد سے ہین۔ ۵ ذیحجہ ۱۲۷۶ھ کو آپ تولد ہوے۔ آپ کا مولد خاص شہر دہلی ہے آپ کے والد بزرگوار صاحب عالم شاہزادہ حافظ مرزا رحیم الدین (بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر) بطریق سیاحت دہلی سے بیجاپور تک تشریف لاے تھے۔ مگر آپ نے تو وارد حیدرآباد ہوکر یہان دفتر صدر محاسبی سرکار عالی مین ملازمت اختیار کرلی ہے۔ آپ کو شاعری از اپنے والد بزرگوار حضرت حیا دہلوی سے تلمذ ہے۔ اور باقی دیگر علوم شاعری کے متعلق آپ نے جناب جلال لکھنوی سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ فارسی تحصیل ہے۔ عربی مین صرف و نحو سے واقف ہین۔ شاعری مین۔ بیان۔ بدایع عروض۔ رمل حساب۔ طب۔ تفسیر۔ فقہ۔ وغیرہ مین پوری دستگاہ ہے۔ فنون سپہگری پھینک علی مدد مین بدطولے ہے۔ اور اعلے درجہ کے تیراک ہین۔ علاوہ برین حافظ قرآن مجید ہین۔ مقتل کاروان ساہوان مکان ہے۔ کتاب تحقیقات ضیا قریب طبع ہے۔ کلام اچھا ہے چند اشعار درج ہین۔

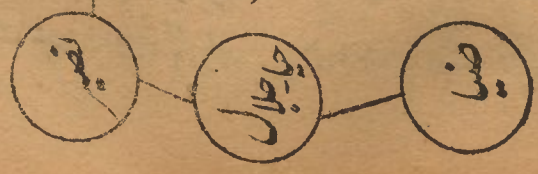

اب کسیکے کام آنا رہگیا ہے نام کا
اس زمانے مین نہین کوئی کسیکے کام کا

جان لیلی ہجر کی تکلیف نے انجام کار
درد ہی باعث ہوا آخر مرے آرام کا

کیون ضیا کو ہاتھ سے کھوتے ہو بیٹھے دھیر
وہ بُرا ہے یا بھلا ہے آدمی ہے کام کا

ولہ

نہین ہوتے رہا جو کشمکش مین غم کی پھنستے ہین
کہا کل کی زیست کیسی زیست مرنیکو ترستے ہین

بڑا موصف ہجر و کثرت اندوہ فرقت کا
کہ منہ سے حرف مطلب کے نکلنے کو ترستے ہین

کرینگے قتل کس کس کو بُرا کہکر یہ دنیا ہے
بھلے بھی آہین رہتے ہین بُرے ہی اسمین رہتے ہین

ولہ

جو دل نہ مانگ لے نہین معشوق کی شبیہ
منہ سے نہ بول اٹھے وہ تصویر ہی نہین

اچھی دعا کا ہے نہ بُری کا ظہور کچھ
اللہ کیا زبان مین تاثیر ہی نہین

ظالم خدا کے آگے ہے ایسا بنا ہوا
جیسے کچھ اس غریب کی تقصیر ہی نہین

ولہ

در و فرقت مین نہ کیون ہمدم رہے
دوست وہ ہے جو شریک غم رہے

کہتے ہین بیدل کو غم سے واسطہ
سینے مین دل ہو تو دل مین غم رہے

قتل ہونے کو بہت آجائینگے
خنجر سفاک تیرا دم رہے

ہم رہے جب تک رہی سو آفتین
دم رہا جب تک ہزارون غم رہے

وہ نہین آتے خوشی اون کی نہ آئین
اب خوشامد کرنے سے لو ہم رہے

مشتاق اونکی بات کا شوق سخن مین ہے
اور اونکی بات ہے کہ دہن ہی دہن مین ہے

ولہ

رونق فزا وہ مجلس رنج و محن مین ہے
شادی کہان مرے بیت الحزن مین ہے

بندش درست لطف زبان شوخی بیان
جو بات چاہیے وہ ضیا کے سخن مین ہے

جناب ضیا لکھنوی

میرے بادشاہ علی نام ہے سید کاظم حسین تنویر مرحوم (مصنف رسالہ عروض و قافیہ نظم) برادر زادہ حکیم نواب شفاء الدولہ مرحوم کے خلف ارشد ہیں۔ لکھنؤ (ملک اودھ) میں ۱۲۷۶ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ میں بلائے خسرو نواب العلا امیر الملک سید محمد میر خان بہادر نصرت جنگ صفوی کے ایک مقدمہ جاگیر (پرگنہ لاکھ بیرہ کا جو پیش گورنمنٹ میں ہے) کے بعض تدابیر کے لئے حیدرآباد دکن بلائے گئے۔ مگر ناہنوز مقدمہ مذکور نارسائی طالع سے بوجہ عدم رسائی پیشگاہ اعلیحضرت ناتمام ہے۔ آپ حکمت۔ درسیات عربی۔ عروض نظم شعر مرثیہ گوئی میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ اور نواب بہرام الدولہ بہادر کے جاگیرات وغیرہ کے متصدی ہیں۔ کوٹلہ عالیجاہ میں (بہرام پورہ) مکان ہے۔ کلام قریب ایک دیوان کے ہے۔ مگر طبع کرانا نہیں چاہتے۔ اصلاح سخن اپنے والد مرحوم سے لیتا۔ علاوہ ازیں رسالہ میزان مشعب دوم بشرح صرفی منظوم و ترجمہ بنابیع المودۃ کے مصنف ہیں۔ اخلاق و مروت میں بےمثل ہیں۔ آپ کو دو فرزند ہیں۔ سید کاظم حسین معمرہ دہ سالہ۔ سید اکبر علی چار سالہ۔

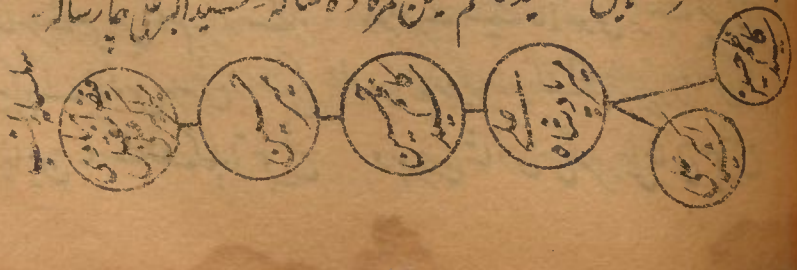

جمع ہون اشک جو گریبان کے ترے پل بھر کے
سارے عالم کو ڈبو دین مین جل تھل بھر کے

وہ گنہگار ہون طومار کا طومار ہوا۔
جرم عصیان مرے لکھے جو گئے پل بھر کے

بہکے لی دامن محشر کی خبر اے قاتل
خون ناحق نے مرے دامن مقتل بھر کے

طول زلف اونکا عجب خیز ہی اس گھونگر پر
ورنہ دیکھا ہے کہ گھٹتی ہے رسن بل بھر کے

اے فلک رنگ فقیری نے بھی میری بدلا
کالے سے زرد ہوا خاکین کمل بھر کے

مجھ سے کھل جائیگی ہے عادت شوخی سے امید
یہ حجاب اونکے ہین مہمان شب اول بھر کے

کھینچ لی مینے تری زلف مجعد کی شبیہہ
آہ پر آہ شب ہجر مسلسل بھر کے

دل پر خون مین دکھاؤن تجھے ساقی آؤ
بادۂ ناب سے رکھ چھوڑی ہی بوتل بھر کے

دیجیان دست جنون سے یہ اڑین دامن کی
جتنے ٹکڑے ہین وہ پورے ہین انگل بھر کے

مجھکو وحشت نے بنایا ہی بڑا عالی ظرف
ایک پھالے مین مرے خار ہین جنگل بھر کے

مین فدا اسکے یہ اسکو ہے محبت میری دلہ
غیر کے گھر نہین جاتی شب فرقت میری

روٹھ کر وہ شب وصل اٹھے پہلو سے
پانون پر گر کے منانے لگی حسرت میری

شرم عصیان مجھے دامن مین چھپالے جلدی
جستجو کرتی ہوئی اٹھی ہے قیامت میری

بل بے عیار ہر اک چیز تری ہے عیار
آئینہ تیرا اڑا لے گیا حیرت میری

بدگمانی سے یقین تھا جو نہ مرینگا مرے
دیکھ لی اوسنے کفن کھول کے صورت میری

اے فنا مر کے بھی مین کام ہر اک کے آیا
وجہ عبرت پئے عالم ہوی تربت میری

بجھا ڈالیگی اے فانوس صرصر شمع روشن کو دلہ
جو اٹھ جائیگا سایہ اوسکے سر سے تیری دامن کا

چین دنیا مین حسد کے مارے کب پاتی ہی شمع
دہر مین شادی کسی گھر ہو جلی جاتی ہی شمع

جناب ضیغم لکھنوی

۵۲

آپکا نام محمد عبداللہ خان ہے آپ آنریبل نواب سر شمس الامرا بہادر مرحوم ممبر کونسل و رئیس مدراسس (جنگو گورنمنٹ انگریزی سے کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اسٹار آف انڈیا رئیس دنادر طبقہ اعلے ہند کا خطاب تھا جو ۱۳۰۳ھ مین بطریق سیاحت حیدرآباد دکن تشریف لائے تھے جنکا غیر مقدم نواب مکرم الدولہ بہادر اور دیگر امرائے بلدہ نے نہایت تپاک سے کیا تھا جنھون نے ۱۲۹۰ھ مین بمقام حیدرآباد انتقال کیا۔ کے داماد ہوتے ہین خالص پور تحصیل بلیہ آباد ضلع لکھنؤ مین ہے ۱۲۷۰ھ مین بمقام حسین آباد لکھنؤ تولد ہوئے عربی فارسی حسب ضرورت جانتے ہین۔ مہر شتہ راجہ رائے رایان امانت دنت بہادر مین ۱۸۱۵ء اٹھیاسی روپیہ منصب ہے محذ کولہ اڑی عقب مکان ماما جمیلہ مین سکونت پذیر ہین یادگار ضیغم (شعراے حال کا تذکرہ جو ۲ ترمیم ہوکر مکرر طبع ہو رہا ہے) آپکی تالیف مطبوعہ موجود ہے۔ کلیات ضیغم غیر مطبوعہ آپکی تصنیف ہے حکیم نواب نیاز احمد خان صاحب ہوش بریلوی سے تلمذ تھا آپکا کلام اچھا ہوتا ہے آدمی خوش خلق ہین دو صاحبزادے کم سن غلام فخر الدین صفی اللہ خان اور غلام حسن نعیم اللہ خان اسوقت موجود ہین۔

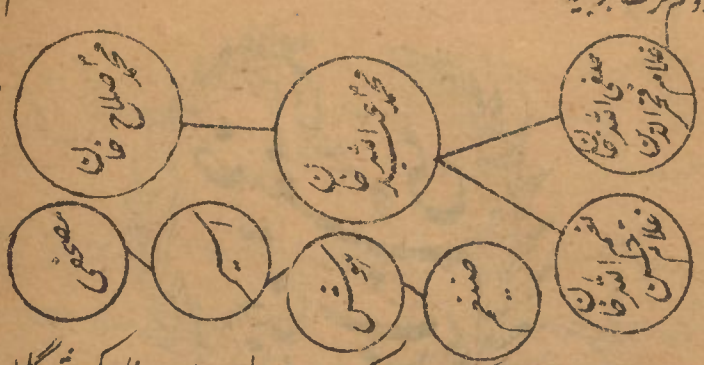

قائل نہیں ہیں وہ خلش نوک خار کے
جو دل ہدف ہیں ناوک مژگانِ یار کے

کس طرح تیر آہ ہمارا اثر دکھائے
تودے لگے ہوئے ہیں وہاں پر غبار کے

کچھ چیز ہی نہیں مرے آگے فشارِ قبر
برسوں رہا شکنجہ میں لیل و نہار کے

آنکھیں دکھائے ہیں سفید و سیاہ کب
یہ شعبدے ہیں گردشِ لیل و نہار کے

لاغر تھے آتے کیا ملک الموت کو نظر
محجوب ہم ہوئے ہیں قضا کو پکار کے

عریاں تنوں نے ملکِ عدم کی جو راہ لی
رکھا ہیں یہ جامۂ ہستی اوتار کے

جلکر ہزار ہا دلِ عشاق رہ گئے
بھڑکے یہ شعلے آتشِ رخسارِ یار کے

خود بین بنے ہیں آئینہ ہر دم ہے روبرو
خود اور ہو گئے ہیں وہ زلفیں سنوار کے

جب چاہیں اوٹھتے بیٹھتے گردوں کو دیکھ لیں
نالے یہ کہہ رہے ہیں کسی بیقرار کے

مے پیتے اور ہو گیا بیخود وہ مست ناز
ضیغم مزے اب آئینگے بوس و کنار کے

وابستہ ہے ناکامی سے تقدیر کسیکی
دلہ کیا کھولے گرہ ناخنِ تدبیر کسیکی

جب چین شبِ غم کسی صورت نہیں آتا
سینے سے لگا لیتا ہوں تصویر کسیکی

پنہاں کرے منہ زیست کا کشتہ ترا ہو کر
حسرت ہے یہ اے دامنِ شمشیر کسیکی

کیا بات ہے پیچھے ہو سحر پہلے وہ آئین
لینا تو خبر نالۂ شبگیر کسیکی

کس ناز سے کہتے ہیں وہ آکر شبِ وعدہ
اچھی تھی گھڑی لڑ گئی تقدیر کسیکی

دل تھام کے ہاتھوں سے جو تم ہو گئے مضطر
یاد آگئی کیا ضیغمِ دلگیر کسیکی

جناب ضیا صاحب

۵۳

سید مہدی صاحب نام تھا۔ لکھنؤ (محلہ مفتی گنج) کے رہنے والے تھے۔ سر سالار جنگ اول کے زمانۂ وزارت مین بغرض ملازمت حیدر آباد دکن آئے اور پچاس روپیہ منصب علاقہ صرف خاص سے مقرر ہوا۔

داستان گوئی مین آپکو کمال تھا۔ میر مہر علیصاحب انس سے تلمذ رکھتے تھے کلام پر لطف اور بامزا ہے۔ اخلاق و مروت مین بیمثیل تھے۔

حال ہی مین اس جہان فانی کو الوداع کیا۔ ایک نوجوان صاحبزادے سید قطب جعفر صاحب نام اسوقت آپکی یادگار موجود ہین۔ اور مرحوم کا منصب بھی اون پر بحال ہے۔ کلام حسب ذیل ہے۔

شجرۂ نسب

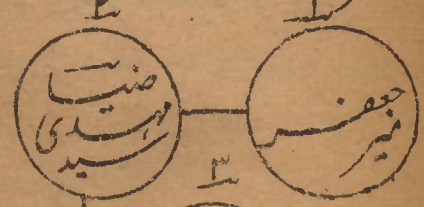

شجرۂ تلمذ

جنون مین داغ دل مہر منور ہوتے جاتے ہین — مرے چاک قبا دامان محشر ہوتے جاتے ہین
چمن مین قہقہہ زن کیون گل تر ہوتے جاتے ہین — یہ کون آیا جو بالیدہ صنوبر ہوتے جاتے ہین
تمھاری دلبری کا اور بھی چرچا ہوا ہوگا — جفاء ظلم کے عشاق خوگر ہوتے جاتے ہین
سوال وصل کب مینے کیا انصاف کچھ کیجے — عبث آپ ایسے جامہ سے باہر ہوتے جاتے ہین
پسینہ سیر گلشن مین جو اونکے رخ پہ آتا ہی — خجالت سے عرق آگین گل تر ہوتے جاتے ہین
تہ ابروے قاتل ہے ترہ کی بس ہی چمک — کہ لوہر تہ شمشیر و خنجر ہوتے جاتے ہین
مقابل مین مرے غیرونکو محفل مین طلب کرنا — نئے یہ طرز اب اے بندہ پرور نکلتے جاتے ہین
امید وصل کیسی یہان قضا پھرتی ہی آنکھون مین — مرے حقمین تو وہ ایسے ستمگر ہوتے جاتے ہین
نظر مین بھی نہین لاتے وقار قیصر و دارا — ترے در کے گدا ایسے تونگر ہوتے جاتے ہین
زوال حسن ہی عارض کی خوبی مٹتی جاتی ہی — خزان آتی ہی پژمردہ گل تر ہوتے جاتے ہین
ملایک کا شرف پائین نہ کیونکر آپکے قاصد — پیمبر آپکے بھیجے کبوتر ہوتے جاتے ہین
نہین ظالم کے ہاتھون قبر مین بھی چین ملتا ہے — مزار کشتگان کہکر برابر ہوتے جاتے ہین
حرارت بڑھ چلی ہی دلکی دیکھین کیا قیامت ہو — کہ اب داغ جگر خورشید محشر ہوتے جاتے ہین
چھپائین گے کہانتک آپکی جلادیان عاشق — کہ اب چرچے انھین ظالمون کے گھر گھر ہوتے جاتے ہین
تمنائین نکلتی ہین مرادین دلکی آتی ہین — مرے ارمان کیا بخت سکندر ہوتے جاتے ہین

ضیا اہل سخن کے فیض سے یہ مرتبہ پایا
مرے اشعار سعدی کے برابر ہوتے جاتے ہین

طوبیٰ شوستری حضرت

۵۴

اسم شریف جناب آقا سید علیخان شوستری ہے۔ سرکار آصفیہ سے خطابات نوابی و بیلا الدولہ ناصر الملک سلطان الملک ہین۔ آپ سادات نوریہ شوستریہ سے ہین۔ آپکے اجداد سب علمائے کاملین اور صاحب تصانیف کثیرہ گذرے ہین جنکے مفصل حالات سلسلۂ امرا مین درج کئے گئے ہین۔ فن ادب مین علاوہ دیگر علوم آپکی شہرت عرب و عجم مین اس درجہ ہے کہ جس شہر مین خواہ عرب مین یا عجم مین آپکا نام لیا جائے تو فوراً اصحاب مین آدمی آپکے جاننے والے اور تعریف کرنیوالے نکل آتے ہین اور ہندوستان مین عام طور پر اس زمانہ مین آپکا نظیر سوائے آپکے کوئی شخص علماء مین نہین ہے۔ اور سب کے نزدیک مسلم الثبوت ہین۔ جو کچھ آپ فرماتے ہین اوسکو اہل علم بمرتبہ اوحی جانتے ہین۔ عربی مین جب قصیدہ کہتے ہین تو ایک گھنٹہ مین تین سو چار سو شعر بدیہہ اور اسیطرح فارسی مین فرماتے ہین کیسی ہی کڑی زمین ہو اوسکو بانی کردیتے ہین۔ اور جو ارشاد ہوتا ہے اوسکا جواب ہماری نظر مین ممکن نہین ہوتا ہے کہ قدما کے سننے مین آئی ہین اوسکا نمونہ دکھائی دیتا ہے۔ بدیہہ گوئی مین اہل فن نے آپکو شخص واحد مان لیا ہے۔ جتنے علما اور فضلا اور شعرا عربی کے اور فارسی کے عجم اور عرب ہندی دکھنی موجود ہین۔ یا تو خود آپ کے تلامذہ مین شریک ہین یا آپکے تلامذہ کے شاگردون سے ہین۔ صرف ایک قصیدہ فارسی بہنیت سالگرہ مبارک اعلیحضرت ظل اللہ لکھ بدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

قصیدہ

محبوب علی شاہ اعظم۔ بادت میمون ہر سالگرہ — ہر سال شود ہمہ از بارت بہتر سالگرہ

گردد در دور تو دور زمان۔ برگار صفت گردون گردان — آنگاہ شود در گردش آن ہر سالہ چو محور سالگرہ

زین بیان زنی اگر ہمایون تا دور زمانه بست بسیار
واثقه شود از تفضل داور بشماره او تر سالگره
تا قطب ارجهان بماند تا آنکه زمین زمان بماند
عیشت تقرار ازان بماند هر سال مقرر سالگره
تو اصف ساد دش دانی در جسم دکن شاها جانی
دارم امید کز خوش مانی کز نی تا محشر سالگره
چون زنده است سالگره عالم بازار شاه خیل خرم
بعداد تمام بنی آدم بکن ایشه او قر سالگره
تا عقد ثریا زگیهان ترفیه دهد دامن دامان
با دست یمون ایشاه جهان هر سالگره هر سالگره
خیزا گر دون جنگ زمان از شکر دولت تو کمان
در بزمه تکن زمین سمان نازد هر یک در سالگره
از کف خفیف فلک بردم در تهنیت مانیه نجم خمسه
رسلا واز خیر مقدم چوشود پیدا هر سالگره
بر جنبش کند انشا خطبه برنام شه دگوید بهه
تکند زدر دگشا تو به چون دید منظر سالگره
بهرام کلنگ گیر نجیر چون عرض گهی واقف بر در
بر دشمن شه فگند چو نظر تحسین کنند ش مر سالگره
از تر سد بگاه انشا نشری موزون نوش حشا
سر فلکی سازد افشا گر من خشان تر سالگره
خورشید شود نور نثار مه مشعله گیر شمع محفل
کیوان عبدی تاش مقبل گیرند چو از سر سالگره

میلاد شه آصف جاهم بگرفته زنا یت تا ماهم
از شاه محامد همراهم گردیده منور سالگره
در جشن همین عید سعد در بار کند شاه آد
کز خطاب زر بخشد پاشد ایجیا هر سالگره
ایجاد زمانه چو جمع کنم در آتقضیل یکی چونم
ایکه تا قرعه زدل نگلم زان جمله مصدر سالگره
داعی شه اندر بر پاهم پاکند زا تحاد انسابم
دین بنده علی در آصحابم چون تشبیه کوثر سالگره
اقبال ترا محرم باد افتح وظفرت پیهم باد ا
رحم وعفوت همدم باد ا پیوند دتا شور سالگره
هر سال بسال گره سازی دربار و جشن تر از
جوا صفت درا نبازی بر شکل دیگر سالگره
دیهیم سر شیهی باشی اورنگ سپهی دیهی باشی
شاهنشه تاج دهی باشی دز نور تو انور سالگره
گیر فغفور و دگر خاقان دربات خادم در بان
از فرنگ وروم و ایران از بهر تو چاکر سالگره
نغمات نبوری داودی موسیقیت از زهره شنودی
سازنده ز چرخت معدودی آید با مزمر سالگره
هر خطه سازد انجمنی کز عنبر شب گیرد معطر
هر رنگ دهی منشک اذفر خورسازد تجمر سالگره
فیروزه صبح زرد شب یاقوت شفق گیرد بادت
هر خشت پیاله صیاغت کند زمین چون زر سالگره

دین تا صیاغ زپیله زبور کز شود زریب جبل تور
پس ارزان بخشی کهین تر کز گیری چو کهر سالگره
گر بیه کند بکوه کان از اجا تر فطر کان
هر رازیه جود تو در احسان خوهد چون گهر سالگره
چشمی که نبود تشنه دمثل منفرد مثل در هر محفل
این مجلس تست کز شد اکمل دارد تشنه سالگره
آرد مدی خلد بری ایران در جانه کاشانه گران
پس در دهد بهمه کران گیرد چون ساعه سالگره
یک هند نماید قبادی از بهر سر در ابن شادی
شیرین کامش بزابادی ریزد چون شکر سالگره
هر سالی زن گرهی بنیان کز جمع گرد بار دوان
خواهی چو کنی احصا بگمان تا سالی بشمر سالگره
طوبی است نگخوار خوانت داعی سلامتی دانت
کز جمله حوادث ازمانت ماند مستور سالگره
حق جدم احمد مرسل با آل باصحاب اکمل
ماند صیت تو بکل دول معلوم دمشهر سالگره
از مشرق دمغرب این بنا بهمه کبادت از جلا
رسد از با خزان آواز تا خاور اندر سالگره
فغفورت اندر دربانی خاقان کمر و جبانی
مانی با فرسلیمان دزر و گوهر از هر سالگره
بند دکے سالگره چون بس کہ نمی شود ا بندد بس
چوقوافی دجود روی متقن کند از من ا بر سالگره

حضرت ظہیر دہلوی

مولوی سید ظہیر الدین حسین رضوی نام ہے۔ خاص دہلی کا کوچہ روشن پورہ اسکے رہنے والے ہین۔ دربار شہنشاہ دہلی سے خطاب راقم الدولہ سید ظہیر الدین حسین خان بہادر وغیرہ عطا ہوا ہے۔ علمی لیاقت فارسی اور عربی مین اچھی ہے۔ تخمیناً ستر سال کا سن ہوگا۔ سرکار رجپور سے کچھ آپکو پنشن ملتی ہے۔ سرکار ٹونک سے بھی ماہوار ہے۔ اندور راجہ بھگوان سہائے بہادر کے مہمان ہوکر حیدر آباد (کوچہ فتح اللہ بیگ) مین تشریف رکھتے ہین۔ اسکے قبل ۱۳۱۲ھ مین بھی آپ حیدر آباد تشریف لائے تھے۔ کچھ روز رہکر واپس گئے۔ آپکی تصنیفات سے قصہ ممتاز اور ایک دیوان غزلیات کا مطبوعہ ہے۔ دو دیوان اور ایک جلد مراثی اور سلام کی بھی غیر مطبوعہ موجود ہین۔ کلام کا کیا کہنا اوستاد کہنہ مشق ہین۔ آپکے اکلوتے صاحبزادے سجاد مرزا سے عین عنفوان شباب مین (بوجہ زہر خورانی اعدا) خلد برین کا راستہ لیا۔ اب مرحوم کے دو لڑکے کمسن۔ باقر مرزا۔ حیدر مرزا موجود ہین۔

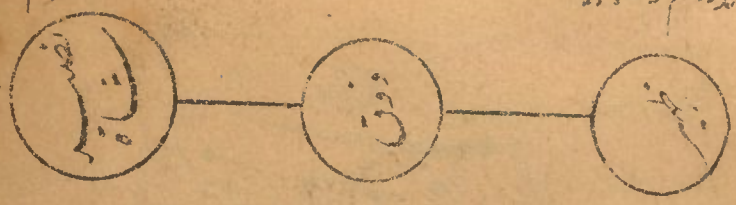

بہت سے نام گرامی کا یادگار ہونگے — بجھا ہوا سا چراغ سرمزار ہونگے
خوشی کا نام بھی سنلون تو اشکبار ہونگے — کہیں قرار سے بیٹھون تو بیقرار ہونگے
تمہارے دلمیں ہو کسطور سے گذر میرا — نہ شوق ہون نہ محبت نہ اعتبار ہونگے
شکستہ دل ہون مجھے درد و غم کی ناکہان — کسیکے پھانس چبھے اور بیقرار ہونگے
چھپو تو سب سے چھپو راز دان سے کیا پردہ — کہ تم ہو پردہ نشین اور پردہ دار ہونگے
نہ لے حضرت زاہد کسیدن بزم رندانمیں — ولہ وگرنہ اوڑ گئے ہوتے پری بنکر پریستانمیں
رہی ہے کشمکش برسون بہم دست و گریبانمیں — جنون اوس نار مین اولجھا نہین جو اونکی دامانمیں
یہ کہکر رخنے ڈالے ہین نقاب روے تابانمیں — ستارے بخت دشمن کے ہین پیشانیکی افشانمیں
تمھاری گرمی ہنگامہ محفل ہے سب ہم سے — بجائے شمع ہم جلتے ہین دشمن کے شبستانمیں
وہ جھوٹا عشق ہے جسمین فغان ہو — ولہ وہ کچی آگ ہے جسمین دھوان ہو
نگاہ راہزن ہر گام پر آواز کستی ہے — ولہ مسافر گانٹھ سے ہشیار یہ چوروں کی بستی ہے
گدا ہو شاہ ہو اس میکدہ مین مست ہین دونون — کسیکو نشۂ دولت کسیکو فاقہ مستی ہے
لگا دی ہے متاع جان نگاہ ناز کی قیمت — اگر اس مول ہاتھ آئے نہ مہنگی ہر نہ سستی ہے
تونگر مال و زر کی حرص مین محتاج رہتے ہین — کہ غنچہ کو زر گل پر بھی حاصل تنگدستی ہے
لو پھر گئے اقرار وفا کر کے ابھی سے — ولہ کہتے ہین کہ کہتے تو کہا تھا یہ ہنسی سے
ہوتے ہین گلے شکوے رقیبون کے مجھی سے — اور اوسپہ یہ طرہ ہے کہ کہنا نہ کسی سے
تم شوق سے اور دن سے ملو اسکا نہین رنج — بندہ کو بھی اور دونکی اجازت ہو خوشی سے
بیزار ہے دنیا سے ظہیر جگر افگار — کیا کام ہے کمبخت کو راحت طلبی سے

جناب حبیب کنتوری

۵۶

آپکا نام سید محمد عسکری ہے۔ سید محمد کاظم صاحب حبیب کنتوری کے حقیقی چھوٹے بھائی ہین۔ سن ولادت ۱۸ جمادی اول ۱۲۷۳ھ ہے آپ اپنے بھائی کے ساتھ ۱۲۹۰ھ مین بتلاش روزگار حیدرآباد آئے اردو فارسی مین اچھی دستگاہ ہے شعر و سخن کی اصلاح اپنے بھائی۔ حبیب صاحب سے لیتے ہین امینی کو توالی اضلاع کی خدمت پر مامور ہین باقی تفصیلی حالات خاندان وغیرہ کے آپ کے بھائی کے تذکرہ مین تحریر کردئے گئے اب یہان مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے آدمی خوش خلق بذلہ سنج مذاق ہین اشعار حسب ذیل ہین۔

نہین ہونٹونپہ ہین پایان نہین آزار دنکا
رشک عیسےٰ ہے یہ عالم ترے بیمار دنکا

کھل گل کیا گئی مرغانِ چمن مرہی گئے
سر پٹکنے سے ہرا رنگ ہے منقار دنکا

رہا رہنہ پائی مین ہوے کچھہ بھی سہی
میری آنکھون نپہ یہ احسان رہا خار دنکا

ن آنکھون نے اوٹھایا ہی غضب کا طوفان
کچھہ بھر دسہ نہین زندان کی دیوار دنکا

ت اوس حور لقا کی جو سنی لوگون نے
رنگ فق ہو گیا یوسف کے خریدار دنکا

فرہاد نے کیا مفت گنوائین جانین
چارہ گر کون ہوا خلق مین بے چار دنکا

ل آئی پھر آباد ہوا میخانہ
ساقیا دیکھہ وہ غول آتا ہے میخوار دنکا

ہم نہین جور و جفا کے کبھی عادی صاحب
ہاں کریں بہر خدا تازہ گرفتارون کا

شرط الفت اسے کہتے ہین ہے یاد عدیل
جان جوکھون پہ ہو اور دھیان رہے یار کا

بادہ نوشی کا میری شور ہے میخوارون مین ولہ
خم ہی خالی کئے جب بیٹھ گیا یارون مین

روش باغ جہان مانع آزادی ہے
پھنس گئے دامن گلہائے چمن خارون مین

بنگیا کوچہ دلدار محل حسرت کا
جب سے عشاق کو چنوادیا دیوارون مین

بلبلو تیر یہ ہدی دست خزان سے پیدا
تنکے چننے کی بھی طاقت نہین منقارون مین

دین و دل اوس بت مغرور کی قیمت ٹھہری
نام لکھوا دیا بہنے بھی خریدارون مین

وعدہ آنیکا جو لینا تو سمجھ کے قاصد
کہین انکار کے پہلو نہون اقرارون مین

کھپ گئی شوخی سنران دکن دلمین عدیل
اب انھین چھوڑ کے کیا جائین گے ہم یارون مین

ولہ

رک گئے تم جو میری جان ادہر آتے آتے
رہگیا شوق سے منہ کو جگر آتے آتے

وائے محرومی قسمت جو قفس سے نکلے
موسم گل نہ رہا بال و پر آتے آتے

کثرت داغ تمنا نے کیا دل بے کار
یہ شجر خشک ہوا ہے ثمر آتے آتے

جاتے ہی شام جوانی کی جو پیری آئی ق
صورتین چھپ گئین کیا کیا نظر آتے آتے

چھوٹے احباب جو رشک مہ و انجم تھے عدیل
صحبتین ہوگئین برہم سحر آتے آتے

لحد نہ چاہیے اس مشت استخوان کیلئے ولہ
بہت ہے نقش قدم جسم ناتوان کیلئے

روان ہے کشتی مے بحر فیض ساقی مین
نگاہ ناز کا دامن ہے بادبان کے لئے

چلو عدیل سے پوچھین وہ مرد عارف ہے
یہ کیا سبب کہ تڑپتا ہے دل فغان کے لئے

نہین ہین جوہر اصلی نمایان تیغ قاتل مین ولہ
ہماری سخت جانی نقش ہے فولاد کے دلمین

ہمارے خون کا دھبہ بہلا دھونے سے چھوٹیگا
گرہ ہے زخم دامندار کی دامان قاتل مین

عدیل اور بلائے الفت زلف مسلسل سے
وہ مرد آدمی گھبرا نہین سکتا ہے مشکل مین

جناب عارم صاحب اورنگ آبادی

۵۷

محمد امداد حسین نام ہے ۱۲۱۸ھ مین بمقام اورنگ آباد پیدا ہوے ۔ آپکے جد اعلی محمد اکبر حسین مرحوم شہنشاہ عالمگیر کے ہمرکاب اورنگ آباد آئے تھے ۔ جہان آپکے والد محمد شریف الحسن صاحب تک علاقہ فوج کنٹنجنٹ حیدرآباد مین بعہدہ ہاے مختلف ملازم رہے ۔ مگر بعد مین محمد شریف الحسن صاحب نے فوج سے استعفا دیکر حیدرآباد آئے ۔ اور یہان صیغہ کوتوالی مین ملازمت پیدا کی ۔ وہان سے بھی بوجہ ضعیفی کے کنارہ کشی کرکے اب نواب علی مرزا خان بہادر بخشی صرف خاص نیرۂ نادعلی بیگ خان مرحوم کے یہان ملازم ہین ۔

آپکو حسب ضرورت فارسی اور عربی مین لیاقت ہے ۔ گولکنڈہ برگیڈ آفس مین بعہدۂ مددگار میر منشی ملازم ہین ۔

مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی سے تلمذ تھا ۔ مختصر دیوان بھی غیر مطبوعہ تیار ہے کلام اچھا ہوتا ہے ۔ خلق و مروت مین بے نظیر ہین ایک فرزند محمد ولایت حسین نامی مدرسۂ اعزہ مین زیر تعلیم موجود ہے ۔

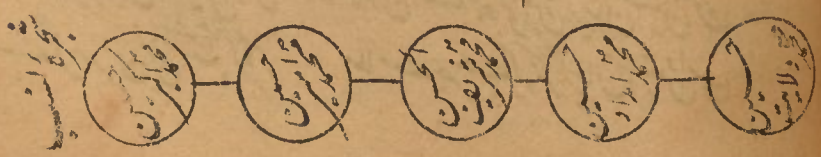

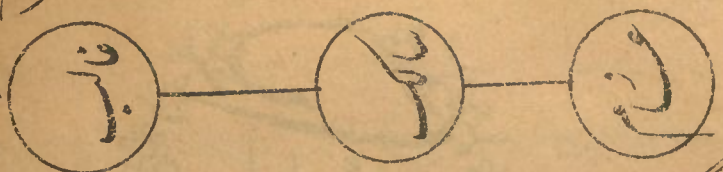

گھٹ گھٹ کے نالہ یان جو میرے دلمین رہگیا — اوٹھا اوٹھ کے فتنہ وان تری محفل مین رہگیا
کھلنا گرہ کا وصل مین دشوار کیون ہوا — بند قبا بھی عقدۂ مشکل مین رہگیا
عازم اوسٹھے وہ غیر کی تعظیم کے لئے — مین اونکو دیکھتا ہوا محفل مین رہگیا
ناصح تو ہمسے باعث خود رفتگی نہ پوچھ — کیا جانے دیکھہ آئے ہین اوس انجمن مین کیا
اللہ بخشے پوچھو نہ عازم کی لاغری — احباب کھہ رہے ہین دہرا ہی کفن مین کیا
عازم کی موت سنکے وہ کہتے ہین شکر ہی — مین کیا زمانہ آہون سے اسکی خراب تھا
پتلے ہے مرقد عازم کا یہ شہر خموشان مین — کہ ہے چھائی ہوی اک بیکسی سی اسکی مدفن پر
کیا کیا کرم یہ ہمپہ ہمارے فغان کے ہین — پہلو مین دلکے ٹکڑے دہن مین زبان کے ہین
غش آگیا کبھی کبھی سنبھلا کبھی گرا — حالات کچھ عجیب ترے خستہ جان کے ہین
سر پر کفن ہے ہاتھ مین محضر ہے خون کا — عازم کہو تو آج ارادے کہان کے ہین
کیونکر کرون نہ ماتم قاصد کا اہتمام — کیا جانے کیا لکھا ہے اوسمین اضطراب مین
تیرے مرنے کی ہے وہان غیر و مین عید — تم چلے ہو کیون مبارک باد کو
خوگر ظلم و جفا ہم ہو گئے — اب وہ چھوڑین شیوۂ بیداد کو
کیے حجاب تھے باقی کہ غش ہوی موقوف — اولٹ ہی جائیگا جسدن نقاب کیا ہوگا
وہ اسنے وعدہ پر رہنے مگر رقیب کیساتھ — زبان مین رہی جرأت مرحبا کے لئے
اسی مین ہے دل گم گشتہ یہ گمان ہی مجھے — دکھا کے زلف پریشان نکر خدا کے لئے
نہ کر اسر نہ ٹکڑے کر گریبان آستین دامن — دلہ کہ خون سے ہو گئی ہین تر گریبان آستین دامن
یہی سودا ہے گر سر مین یہی دھت ہے گر دلمین — سلامت پھر رہے کیونکر گریبان آستین دامن

عصر حیدرآباد سے جناب

۵۸

میر احمد علی نام ہے۔ آپ کے جد اعلےٰ اعظم علیخان بہادر حکمرانی حضرت مغفرت مآب جاگیر اور خطاب سے ممتاز تھے۔ اب اسوقت آپکو علاقہ صرف خاص مین بادن میں منصب ملتا ہے۔ پچہتر سال کا سن ہوگا۔ فارسی۔ عربی۔ حسب ضرورت جانتے ہین حضرت فیض سے تلمذ ہے۔ بیرون علی آباد متصل تکیہ مغل فقیر مکان ہے۔ اسوقت آپ کے چار دیوان غزلیات کے اور ایک دیوان رباعیات کا غیر مطبوعہ موجود۔ صاحب اخلاق شگفتہ مزاج۔ بذلہ سنج ہین۔ کلام بھی اچھا ہے۔

شجرۂ نسب

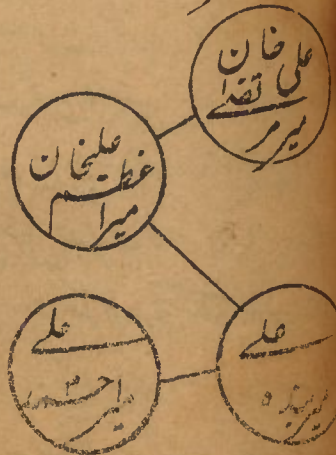

شجرۂ تلمذ

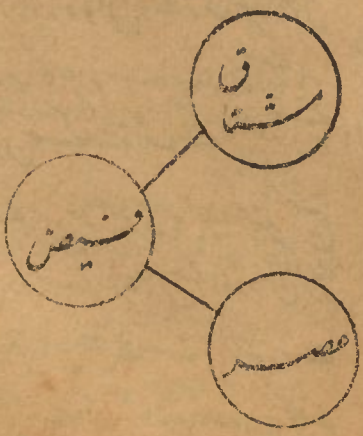

پریرویون کے پھندے مین پھنسا دل — یکایک میرے پہلو سے اوکڑا دل
بڑے منصف ہو کہلاتے ہو عادل — بتاؤ تو بھلا میرا معاملہ دل
ہے یہ بھی شان اللہ الصمد کی — صنم کا کھیل کھیلے ہے مرا دل
یہ سب وحشت کی ہے خانہ خرابی — بھٹکتا پھر رہا ہے جا بجا دل
نہ کرتا ٹھوکرون مین اسکو پامال — فتادہ ہے بزنگ نقش پا دل
خدا جانے پڑے افتاد کیسی — نظر سے اونکی میرا گر گیا دل
فرشتہ پر نہ مارے جس مکان مین — کھپا ہے جاکے وہان غارت گیا دل
ہوا کرتا ہے خون آرزو روز — بنا ہے اندرون ماتم سرا دل
دو عالم کی حکومت ہاتھ آئی — خدائی مل گئی دل ہے ملا دل
دکان عشق پر بیٹھے ہوے وہ — پرکھتے رہتے ہین کھوٹا کھرا دل
یکین سے عصر زینت ہے مکانی — جناب نسیم کا گھر ہے مرا دل

ملک سخن کا آصف سادس نظام ہے — ولہ ہر اک کلام خاص ملوک الکلام ہے
گھران ہنون کا مرجع ہر خاص و عام ہے — ہر ہر سے اندرون مین ہمین رام رام ہے
کیون عیش باغکی نہ میسر ہو آج سیر — صبح بنارس اب مرے بنگلہ کی شام ہے
رندان بادہ نوش نے رکھا ہے حلال — کہتا ہے کون دختر رز کو حرام ہے
آہ رسا کا عزم ہے اب لامکان کے پار — باشندگان عرش ہمارا سلام ہے
کشتون کے پشتے لگ گئے ہین دم دمام سے — ولہ ابرو کی تیغ چلتی ہے اک قتل عام ہے
کرتے ہین بچہ مغزی پہ اپنی گھمنڈ شیخ — مطلق خیال حضرت والا کا خام ہے
ہین رو سے کفر و دین کے دو آبہ مین کیا کرون — دوزخ سے مجھکو کام نہ جنت سے کام ہے
کرتے بیان حلت مے زور شور سے — پر کیا کرین کہ حرمت ماہ صیام ہے
جاری ہے اک زمانہ پہ خاصان حق کا فیض — اے عصر عصر فیض مین اک فیض عام ہے

۵۹

نواب محمد عزیز الدین خان عزیز یار جنگ بہادر خلف نواب مشرف جنگ بہادر کا تخلص ہے نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی سے تلمذ ہے۔ تقسیم حالات دفتر اول جلد اول میں ملاحظہ ہوں۔ نوجوان ہیں۔ طبیعت میں اتنا درجہ کی مضمون آفرینی ہے۔ کلام حسب ذیل ہے۔

جلا ہے سوز غم سے دل مرا کیا محبت میں
بغل میں ایک دوزخ لیے پھرتا ہوں جنت میں

بھلا کیوں چین آئے ٹھہرے دل مضطر مرا اک جا
نہیں ہے کوئی ساکن حرف مسطر خط قسمت میں

کانٹا ہوا ہوں سوکھ کے گو تیری راہ میں ولے
لیکن کھٹک رہا ہوں عدو کی نگاہ میں

شعلے بھڑک رہے ہیں مری دود آہ میں
یا بجلیاں چمکتی ہیں ابر سیاہ میں

اوس زلف پیچدار کے اللہ ری پیچ و خم
زنجیر پڑ گئی مرے پائے نگاہ میں

افتادگی نے خاک میں مجھ کو ملا دیا
مانند نقش پا ہوں محبت کی راہ میں

کھویا ہے اوسکے عشق نے ایسا عزیز کو
کچھ بیکدہ میں ہے نہ پتا خانقاہ میں

ساقی نہ خم نہ شیشہ نہ ساغر نہ جام ہے ولے
کس بار سا کا بزم میں آج اہتمام ہے

یہ میری چشم تر ڈبو نہ دیا تمسا ایک اور
وہ اوٹھا اضطراب اب کہ کیا اوسکا نام ہے

اک تیرا دل کہ جور و جفا و ستم کا گھر
اک میرا دل کہ مہر و وفا کا مقام ہے

اس ناز سے پلائین تو کیونکر نہ پیجئے
اصرار ادنکو ہے کہ یہی ایک جام ہے

حرف غلط سمجھ کے مٹاتے ہین جسکو آپ
دفتر مین عاشقون کے وہ میرا ہی نام ہے

کس شان سے وہ آئے ہین میدان حشر مین
ہمراہ دادخواہون کا اک اژدہام ہے

دیا بھی تو خدا نے کیسا دیا دل ولہ عزین دل مضطرب دل مبتلا دل
مرے دل نے کیا بدنام مجھکو مرے ہاتون سے ہے رسوا مرا دل

بہت ڈہونڈا گیا ہون نے کسیکی کہان ملتا ہے میرا چلبلا دل
نکلتا گھر سے باہر بچ سنبھل کر کہ رستے مین پڑے ہین جا بجا دل

پلٹا دے روک دے اوسے دشمن کی راہ سے ولہ نالہ سے یہ امید ہے مجھکو نہ آہ سے
ہو جائے عہد آنکھون ہی آنکھون مین وصل کا لڑجائے یون نگاہ کسیکی نگاہ سے

مشہور خلق ہو نہ سکی میکشی مری
میخانہ تھا قریب بہت خانقاہ سے

یہ خوف تھا کہ دیکھ نہ لے کوئی نقش پا
وہ میرے دل مین آئے ہین آنکھونکی راہ سے

ایسا نہ ہو کہ آنکھ سے اوجھل ہو نقد دل
مضبوط باندہ لیجئے تار نگاہ سے

ہر چند ہم نے سینہ مین دل کو چھپا لیا
لیکن نہ چھپ سکا یہ کسیکی نگاہ سے

چھٹتا نہین ہے ہاتھ سے شیشہ شراب کا ولہ انجام ہو بخیر الٰہی شباب کا
یہ چلبلا مزاج ترا اور یہ شوخیان خاکا اوڑا رہے ہین مرے اضطراب کا

خلوت مین بھی اکیلا نہ پایا کبھی اوسے
مجمع ہمیشہ رہتا ہے شرم و حجاب کا

قلب شراب سے یہ معما کہلا ہمین
بارش مین لطف دیتا ہے پینا شراب کا

مجھے تو آپ کے وعدون کا اعتبار نہین ولہ زبان کو قید نہین بات کو قرار نہین
تمھاری شوخ نگاہون نے دل کو چھین لیا ہماری چیز پر اب ہمکو اعتبار نہین

کبھی عدو کے جگر پر کبھی مرے دل پر تمھاری تیغ نظر کو کہین قرار نہین
ہزار تاکتے رہیے عزیز کے دل کو کسیکے دام مین آئے یہ وہ شکار نہین

جناب عالم

۶۰

صاحبزادۂ عالمگیر محمد خان کا تخلص عالم ہے۔ آپ کے خاندان کا سلسلہ نسب جاورہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد نیاز محمد خان مرحوم ریاست جاورہ مین فوج کی کپتانی سے ممتاز تھے۔ آپ خاص شہر جاورہ ملک مالوہ عرف گلشن آباد کے رہنے والے ہین سنہ ۱۳۱۵ھ مین بغرض ملازمت حیدرآباد مین آنا ہوا ہے۔ گو یہان ابھی ملازمت کا سلسلہ نہین ہوا ہے۔ مگر شہر جاورہ مین منصب اور جاگیر موجود ہے۔ جناب حبیب کنتوری سے تلمذ ہے۔ مولوی محمد یٰسین خان صاحب جج ہائیکورٹ حیدرآباد (سیف آباد) کے بنگلہ پر مقیم ہین۔ ایک دیوان موسوم بہ مذاق عشق مطبوعہ موجود ہے۔ اردو۔ فارسی۔ عربی اچھی ہے کسیقدر انگریزی بھی جانتے ہین۔ کلام حسب ذیل ہے۔

سلسلۂ نسب

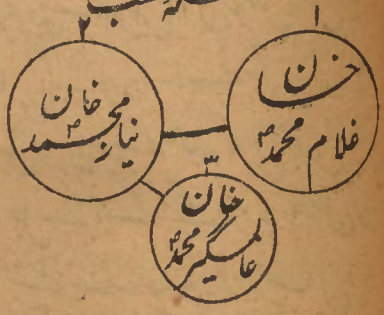

سلسلۂ تلمذ

ڈوب کر دل مرا کہان نکلا۔ ابھی یان تھا ابھی وہان نکلا۔

ملک الموت نے جسمین نہ قدم رکھا ہو ولہ جز بحد ایسا جہان مین نہ کوئی گھر نکلا

اوگلیان دور سے اوٹھنے لگین آتے ہین مین جو عالم طرف کوچۂ دلبر نکلا

دیکھئے جان ابھی دیدون گا۔ ولہ اوٹھ کے پہلو سے اگر جائیگا

قتل مین میرے اگر کی جلدی ملئے گا ہاتون کو پچتائے گا

امتحان بھی سر محفل ہو جائے ہان رقیبون کو تو بلوائے گا

خدا دکھاتا ہے بندون کو قدرتین کیا کیا ولہ بنا بنا کے بگاڑی ہین صورتین کیا کیا

گناہگار ہین محشر مین جائین گے جسدم خدا سے سامنے ہونگی ندامتین کیا کیا

فلک کے ظلم سے شاکی نہین ہے کیکوئی مٹائین صفحۂ ہستی سے صورتین کیا کیا

یہ مانا کہ ہمپر جفا کیجئے گا۔ ولہ جفا ہو چکے گی تو کیا کیجئے گا

پری کا حق نے تجھے اے صنم جمال دیا ولہ دلون کے پھانسنے کو گیسوؤنکا جال دیا

جو عضو مجھکو دیا بس وہ بیمثال دیا۔ خدا نے نور کے سانچے مین جسم ڈھال دیا

خدا نے یار کو کیا حسن کیا جمال دیا۔ دہان غنچہ دیا دیدۂ غزال دیا

گدا و شاہ کا حاجت روا ہے تو مالک کسیکو فقر دیا اور کسیکو مال دیا

اوٹھاؤن بار شب غم سے جو سر یہ تا کیہان شب فراق نے مجھپر پہاڑ ڈال دیا

وہ بات کیسے کرے جو نہ اپنے ہوش مین ہو نہ بیخودی نے ہمین اذن عرض حال دیا

غضب ہے طائر دل کو پھنسا کے پھندے مین بلا مین گیسوؤن والے نے ہمکو ڈال دیا

کوئی نکالدے گر بیچ تیرے زلفون کا مین سمجھون میرے مقدر کا بل نکال دیا

ہزار شکر چھٹی جان رنج فرقت سے اجل نے آکے مجھے مژدۂ وصال دیا

گئی نہ مرکے بھی بیتابیٔ دل عاشق تڑپکے سنگ لحد بارہا اوچھال دیا

علی کا نام لیا وقت بد مین جب عالم خدا کے ہاتھ نے کوہ بلا کو ٹال دیا

علوی قدس سرہ حضرت

۶۱

آپ کا نام مبارک امداد علی تھا اور تخلص علوی۔ آپ سادات علویہ یعنی اولاد حضرت ابوالقاسم محمد الاکبر ابن حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہما مین سے تھے۔ اور چونکہ آپ کے خاندان مین ایک بزرگ عالی مرتبہ حضرت شاہ عبدالرزاق شاہ العالمین جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہین اسلئے آپکو پیرجی بھی کہتے تھے۔ شہر حیدرآباد مین منشی مشہور ہین۔ وطن قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر نواح دہلی مین واقع ہے۔ ابتداء ۱۲۸۵ھ مین ایک دوست کے ساتھ اتفاقیہ حیدرآباد مین تشریف لاکر محکمہ صفائی مین مہتمم قبالہ ہوئے تھے۔ بعدازان ترک ملازمت کرکے فقیر ہوگئے۔ فن شعرگوئی اردو مین حضرت منشی احسن اللہ صاحب مخیر شاگرد رشید حضرت استاذ ذوق دہلوی مرحوم کے شاگرد رشید تھے۔ زبان فارسی خاندانی جوہر ہے۔ علم دین کے فاضل اور عالم متبحر تھے اور سند مستند رکھتے تھے۔ زبان فارسی و اردو کے استاد مسلم الثبوت تھے اور زبان بھاکا مین بھی بہت اچھے شعر لکھتے تھے اور تخلص رنگیلا کرتے تھے انکے سوا اور بہت سے علوم و فنون مین دستگاہ تھی علم حقائق و معارف کے تو گویا مخزن ہی تھے۔ باوجود ان تمام کسب و کمالات کے مذاق فقیری و آزادی مین ایسے محو و مستغرق تھے کہ کبھی اپنے آپکو کچھ نہ سمجھا اور نہ شہرت کی خواہش کی نہ کبھی کسی مشاعرہ مین آئے نہ کوئی کتاب اپنی تصنیف چھپوائی حالانکہ کلام بہت کچھ موجود ہے جسکی تفصیل اس مختصر مین گنجایش نہین رکھتی لیکن کل غیر مطبوعہ البتہ بعد وصال جناب پانچ کتابین چھپی ہین جنکے نام یہ ہین۔

انوار محمدی ۔ رویح ۔ جبل الورید ۔ سالک السلوک ۔ حسام عبرت ۔ ملک ہندوستان و شہر حیدرآباد مین
آپکے شاگرد بکثرت موجود ہین ۔ گیارہوین تاریخ ماہ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ کو آپنے اس عالم فانی سے رخصت
ہوکر فردوس برین مین قیام فرمایا عمر شریف تقریبًا چونسٹھ پینسٹھ سال کی ہوگی ۔ مزار حضرت قبلہ و کعبہ
میرزا سرور بیگ صاحب قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے گنبد کی بست دری مین بنایا گیا کیونکہ آپ ان حضرت کے
خلیفہ و جانشین تھے ۔

(فارسی) چو آن واجب گرہ بکشاد امکان محالی را
نشاندہ بر سریر صدق تصویر خیالی را
پر از نقد خطوط بخت سازد دست شالی را
چراغ وادی ویران کند چشم غزالی را
بدرگاہش اگر تسلیم بیاکانہ گر جبند
عروج بخت میداند نزائے پائمالی را
(دیگر) ساقیا قدح بر گیر وقت کامرانی ہاست
دست جود بے سببی صرف در فشانی ہاست
اے مآل ناکامی جوش آرزو ہا چند
سد راہ جانبازی دہم بدگمانی ہاست
تا مژہ کوتاہست از کمند با نسیم
طائر م بوسہا یم محو لامکانی ہاست
(دیگر) اے برائے خ تو چشم تماشا نیرسد
تا دامنت غبار تمنا نیرسد
در گوش کشتگان ادائے تو تا بچشہ
اے جانجان فسون مسیحا نیرسد

تا بام ہمتت پر روح القدس بگیرت
آنجا قدرت رسید کہ طوبے نیرسد
(اردو) جب ترا جلوہ نظر مین آگیا
میرے گھر کا نور گھر مین آگیا
نور وحدت تھا جو عالم سے نہان
صورت خیر البشر مین آگیا
عالم علوی و سفلی سر بسر
دیدۂ اہل نظر مین آگیا
(دیگر) یہ جو کچھ بولتا ہے مین نہین ہون
فقط موج ہوا ہے مین نہین ہون
چھپا ہے آکے پردہ مین خودی کے
یہ کوئی خود نما ہے مین نہین ہون
یہ نکلا غیب سے ہے حسب دلخواہ
کسیکا مدعا ہے مین نہین ہون
(دیگر) دم خسر کہنے کہ کسکی مری خاک ٹھیکری مرا ہے
کہ ہزار دن کی نگلے ہین ترے پیر کے غبار ہے

مری سوختگی مین ہے شبہ کیا پس مرگ ہی مجھے دیکھنا
کہ کہین دھوان سا نکلگیا کسی ایک کنج مزار سے
مجھے جلد جام دے ساقیا کہ نہ جائے خالی ترے بغیر
کوئی اور مستی تازہ دم کہین ڈھونڈھ نہ جائے خمار سے

ٹھمری

من موہن تورے نین رسیلے بن کجرا بہاوت ہین
سیدھ شام رت نیاری نیاری جیا مورا لبھاوت ہین

من موہن توری

جن چرتن بی سیس دھرے تورے مورا پار لگیہ
رنگیلے من مین کا سوچت ہے پاپ دکھ سب جاوت ہین

من موہن توری

دادرا

بالم مورا ہتیاری جسونوا
گھونگروالے کیس پیارے
ٹھمارو رنگیلا موری انگن و

جناب عاقل دہلوی

۶۲

آپکا نام سید محمد سلطان تھا۔ وطن اصلے برست متعلقہ بارہ ہے۔ لیکن آپ کے بزرگ اکثر دہلی مین رہتے تھے۔ یہ بھی دہلی مین پیدا ہوے۔ وہین ہوش سنبھالا۔ وہین نشو ونما پائی۔ پھر علم کی طرف توجہ کی۔ کچھ روزون مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی مرحوم کی صحبت مین فن شعر کی طرف زیادہ توجہ تھی۔ بعد چندے بنارس آئے۔ میر وزیر حسین مرحوم بھکیت سفید پوش کی دختر کے ساتھ شادی کی۔ مرزا قادر بخش صاحب صابر مرحوم (جو شاہزادگان تیموریہ سے اور ایک بڑے مشاق تھے) شاگردی اختیار کی۔ جب حیدرآباد دکن مین آئے اوستادی کا شہرہ ہونے لگا۔ اور اکثر لوگ امرا و اعزا شاگرد ہوے۔ ایک زمانہ تک اخبار نہزار داستان کی ایڈیٹری کرتے رہے۔ بعد خود ہی نے ایک مطبع جاری کیا۔ اور اخبار آصفی زور و شور سے شایع ہونے لگا۔ طبیعت مین شوخی و چستی بھری ہوی تھی کلام مین عاشقانہ رنگ ہے مختصر سا دیوان بعد انتقال طبع ہوا ہے۔ بہت سا کلام تلف ہوگیا۔ خود کو جمع کرنیکا خیال نہین آیا۔ ہمیشہ رسمی تذکرہ کہا کرتے تھے کہ مین نے لاکھ بھر شعر کہہ ڈالے۔ چند شعر درج تذکرہ ہین۔ نہایت خوش صحبت اور لطاف تھے۔ انتہا کی ظرافت طبیعت مین تھی۔

ترا منہ رات کو اترا ہوا تھا
تصور مین کسی کے تو بنا تھا

نہ لاؤ شکوۂ عاقل زبان پر
تمہارا تھا بھلا تھا یا برا تھا

اک ہاتھ مین تیغ ایک مین دامن ہے قبا کا ۔ ولہ آنا کوئی دیکھے صنم ہوش ربا کا
لے شمع بیان مشق گدازش کی ہے گرمی ۔ شعلہ مرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا
کر اک نگہ بہر نسب عیب دیکھین سبکے ۔ دامان نظر تیرا کفن ہے شہدا کا
ہر گام سناتے ہو خبر موت کی مجھکو ۔ پاؤن سے ادا کرتے ہو پیغام قضا کا
آندھی مین دکھا کاغذ تصویر جلا کر ۔ اس شکل سے ظالم نے اڑایا مرا خاکا
موت آئی عجب حال مین بیمار کو تیرے ۔ شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

شعر بالا جو انہون نے فرمایا ہے انکی موت اسیطرح ہوی مرض وبا سے انتقال ہوا وصیت تک کرنے نہ پائے۔

وقفہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا ۔ گزرا ہے کتنے جلد زمانہ شباب کا
ٹپکے پسینہ بن کے گنہ بال بال سے ۔ احسان ہے فشار زمین کے عذاب کا
منظور ہے فنا کو جو مشق مصوری ۔ بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا
کہتے ہین حسرتین بھی گریہ کنان ساتھ ساتھ مین ۔ دیکھا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

رباعی

عاقل یہ ہے خاص فیض عام اوستاد ۔ شاگرد کے نام سے ہے نام اوستاد
اصلاح کے فیض سے سخن عاقل کا ۔ نادان سمجھتے ہین کلام اوستاد

انکی اوستادانہ بندش پر اکثر شعرا خیال کرتے تھے کہ کلام اوستاد ہے اس رباعی مین بھی اشارہ کیا ہے۔

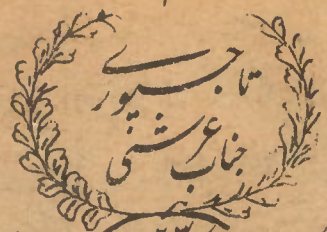

تاجسپوری
جناب عرشی

مولوی سید ابو القاسم محمد فضل حنفی اقادری نام تھا۔ عرشی تخلص کرتے تھے تاجپور منصفات ہندوں کے رہنے والے تھے۔ بعہد وزارت نواب اسلطنت مرحوم وارد حیدرآباد دکن ہوئے تقریباً تین سو روپیہ ماہوار سے سرفراز ہوئے۔ لیکن بعد ازیں کچھ ایسے اسباب پیش آئے کہ وہ ماہوار موقوف ہوگئی۔ ایک زمانہ تک بیکاری کی کیوجہ سے پریشان رہے۔ جب نواب مغفار الامر مغفور کا دورہ وزارت آیا تو آپ پھر سو روپیہ ماہوار سے ممتاز ہوئے۔ کچھ کچھ پریشانی رفع ہوئی۔ گو آپ ہندوستانی الاصل تھے لیکن آپکا کلام فارسی الساتھا ہوتا تھا کہ فردوسی انوری خاقانی۔ قاآنی کے کلام کا مقابلہ کرتا تھا۔ آپکے قصائد دیکھنے کی لائق ہیں کلام نہایت ادق اور مشکل ہے۔ الفاظ کی معنی کرنیکیلئے قاموس صراح کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔ بہرحال آپکی لیاقت مسلم تھی۔ کبھی کبھی اردو اشعار بھی کہتے تھے لیکن فارسی قصائد بہت زیادہ۔ پانچ چھ سال ہوئے ہیں کہ آپکا انتقال ہوگیا۔ آدمی نہایت خلیق و بامروت آشنا پرست تھے۔

خیمہ چو زد بر ہوا موکب ابر بہار — کرد بہا مون صبا فرش جواہر نگار — ابر بدامان باد طبلۂ عنبر نہاد
زلف بنفشہ کشاد سلسلۂ مشکبار — فیل سحاب کبود کرد سیاہی چو دود — گل بدیبا نمود بر کف خود آشکار
باد بہر سو خمان ہمچو مدرد چمان — ابر بہر سو رمان چون شتر بے مہار — غنچہ ز خم شراب ریختہ لعل ناب
داد بگردش گلاب ساغر گوہر نثار — گیسوئے اردی بہشت ہمچو عروس بہشت — در چمن و راغ گشت نافۂ مشک تتار
در لب بہمن چو رفت آتش گل باغ تفت — شاخ نوان را گرفت نامیہ اندر کنار — لالۂ یاقوت پوش گشت چو گل مغبروش
داشت خروس از خروش نغمۂ مزمار و تار — مرغ صنوبر پرست مست شراب الست — توبۂ دیرین شکست بر قدح مشکبار
ابر دُر افشان گرشت بر سر کہسار و دشت — با نوا آفاق گشت غرق درشت ہوار — نشو و نمائے نہال بال ببال کمال
بوی گل از فرو فال دوش بدوش بہار — عالم این آب و رنگ گشت چو پشت پلنگ — خورد چو گام نہنگ حوت خران را بہار
دانۂ زکف رست و رست لالہ قدح جست و جست — گل چو شہان شست و شست کام دہان از عقار — حقہ درج ترنج کردہ پر از سیم و گنج
نیزۂ یاقوت سنج گشت جواہر نگار — برق کف اقحوان سوخت رخ ارغوان — ژالہ چو گرز گران کوفت سر کوکنار
سنبل مشکین ترا زر دکش زلف ایاز — گل چو بتان حجاز تاج نہ افتخار — لالہ گلگون نقاب بگاشیہ دار سحاب
برگ درختان غاب مردہ حرمان بہار — بلبل بستان خطیب خواندہ بصوت غریب — مدحت شاہ اریب زبدۂ ہفت و چہار

خسرو یوشع جلال آصف مثال — جعفر حاتم دل شیست سلیمان وقار — داور ملک دکن ثانی کیو پیشین
رستم اعدا فگن حیدر ضیغم شکار — احمد حیدر نسب حیدر احمد لقب — جعفر یحیی حسب خالد جعفر تبار
فرت زمان و زمین کهف امان و مهین — ثیر بیار و یمین یمن یمین ویار — آمر اهل آهور صدر نشین صدور
کهف اناث ذکور قلعه صغار و کبار — سام غریمان خدنگ صفدر هر پاس جنگ — بیژن گودرز هنگ غارن اشکل سوار
ماه منوچهر چهر ابر کف و مهر مهر — میل کمش بدرد مهر سر سه ده نوزدهم — شاه فریدون گهر صدر فریبرز فرسه
ضیغم غارث جگر غارت ضیغم شکار — خلق چو از یافتا دحصن امل را کشاد — دست عطارا نهاد مائده روزگار
چشم طمع دوخته ریخته اند دخته — از کفش آموخته جود سحاب بهار — ای دل تو جان جود دست تو امان وجود
گشته ازین خوان جود زله ربا یادگار — نام تو آوازه شد برخ دین غازه شد — از کرمت تازه شد دوحه لیل و نهار
جود تو تا پر گرفت ز ابر دُر تر گرفت — خلق دُر و زر گرفت زین کف گوهر نثار — گر گزری سوی جو با کرم پیش پو
دُر ز رخت اُفتد چو ضو بر رخ شبگون جهان — سر و ثمر آورد قطره گهر آورد — نقره قمر آورد ابر دُر شاهوار
جود تو چون در دهد خصم رخ زرد برد — یک نفس سرد بر د از کرمت نوبهار — ای بفزود فلک صفوت نور فلک
اے بفراز سمک رحمت پروردگار — وسعت فکر ترا عرش بزیر پرد ا — قوت طبع ترا عقل دهم پیشکار
عدل تو تا اسپ رانه خنجر کین گشت کند — تیغ شکوهت نشاند غلغله رود الفقار — اے توای مقتدی مهدی سیسے لوا
کلک توای مهتدی خضر حقایق نگار — خلق تو مشک ختن لطف تو شهد و لبن — نطق تو شکر شکن دست تو ابر بهار
کوکبات را یزک شحنه هیجم فلک — بار گهت را ملک بنده فرمان گذار — آه ز دور زمان زاده بطن خزان
رشک و حسد قهرمان فتنه و کین پیشکار — ظلم در و صف شکن جهل در و تیغزن — فتنه در و چرخ زن عدل در و مدسوگار
هم نفسش جانگزای هم نفسش غم فزای — هم عرض آمد هوا اے هم کمر آمد بجا — باز و دین گشت سست خنجر صد فتنه رست
علم و عمل شد نخست زان دم خنجر نگار — منکه گهر میکشم خون ز جگر میکشم — آه سحر میکشم از ستم روزگار
عنصری ثانیم ثانی خاقانیم — روکشی قا آنیم از قلم سحر کار — اے فلک ماه فش مشتری مهوش
گوهر کانی بکش زین دو رق زر نگار — ابر کفا جسرو ا بحر دلا داور ا — جانب عرشی بیا با کرم دجله بار
هر که عطای تو جست عیش و کشش بر تست — نکته دران راز تست عشرت جم متعار — سبزه دمد تا بباغ لاله چمد تا بباغ
گل بکشد تا بباغ نغمه زند تا هزار — بخت تو با داجوان رام تو با دا جهان — حکم تو با داروان بزم تو با دا بهار

مهر سخن تا بتافت کان جگر ها گداخت — گوهر معنی نیافت بهتر ازین آبدار۔

محمد عبدالغنی خان نام ہے۔ فرخ آباد کے رہنے والے ہین۔ اشعار فارسی کہتے ہین۔ کلام دلچسپ اور فصیح۔ بلیغ ہے۔ باقی تفصیلی حالات طبقہ علما دفتر مین لکھدیے گئے ہین۔ چند اشعار ہدیۂ ناظرین ہین۔

من قصائدہ در مدح اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ۔

الٰہی تا جہان باشد نگہدار این جہانبان را — نظام الملک آصفجاہ محبوب علیخان را

ایا خدیو جہان و خدایگان بشر — دلہ ایا قبا دقدر حشم فریدون فر

بلشکر تو سماک سپہر چون رامح — بموکب تو دو پیکر طلایہ لشکر

بر رزمگاہ تو بہرام کمترینہ سوار — بہ بزمگاہ تو زہرہ تحمینہ خنیاگر

ز آستین تو بذلے بود عقود لآل — ز آستان تو خاکے عبیر و عنبر تر

میر محبوب علیخان خسرو دارا دین — دلہ آنکہ بزم و رزم ازو آئین اسکندر گرفت

آن نظام الملک آصفجاہ کز اجلال او — سکتہ در قطب آمد لرزہ در خور گرفت

ہمت او ار سخا طومار حاتم طے نمود — رسم یحیے زندہ کرد فضل ز جعفر گرفت

تا فراز چرخ ہفتم در جنوب و در شمال — سی و شش اشکال گرد منطقہ میگر گرفت

رسم جشن سی و ششش باد امبارک بہر شاہ — آنکہ او رسم الم از اہل عالم بر گرفت

تمام خدا شاہ دکن من سطوۃ سلطانہ — لرزد فلک از ہیبتش مع مالہ من شانہ
رائے زرینش از ضیا کالشمس فی اشراقہا — روئے نکویش از صفا کالبدر فی لمعانہ
رفق ست در رفتار او والعدل فی احکامہ — صدق ست در گفتار او والحق فی برہانہ
این بس دعائے جانفزا فی حضرۃ رب العلے — من آمرم خدامہ اوعی دعا گویانہ
اقصے بہی خواہانہ اعلے ثنا خواہانہ — ادنے نمک خوارانہ عبد النبی خانہ

من غزلیاتہ

شباب موسم گلگشت باغ رنگ ترا — نشاط غازہ شدہ چہرۂ فرنگ ترا
ستم کشان تو دانند لذت جورت — چو گل ز شوق بسر میزنند سنگ ترا
سپر کشم بقضا چون سینہ تیر زنی — مبادا زخم آنسو گذر خدنگ ترا
چمن ز غنچہ پئے خدمت قبا بستہ — نسیم بند کشاید قبائے تنگ ترا

دلہ

کہ یاد آمد مرا در دل کہ من از خود فراموشم — ندانم کہ برہم زد ہمہ ہنگامۂ ہوشم
چو شمع بزم رویم ہر طرف باشد ز دلسوزی — کتاب آسا انیس خلوتم گویا و خاموشم

دلہ

بدور ساقی چشمت خراب شد ہر کس — امام شہر برندان نشست و حاکم کشید
فراغتے کہ دمے چند در عدم دیدم — ز من زمانہ ہمہ عمر انتقام کشید
بیاکہ بے لب خونابہ جگر ہردم — دلم بیاد لبت ہمچو لالہ جام کشید
ز نام و ننگ ہر آزادہ کہ پاک گذشت — نہ نام ننگ گرفت و نہ ننگ نام کشید

دلہ

بہ نعت گوہر جان گر دہی جسد بدہم — شکر فروش چہ داند بہائے قند ترا
گدائے لتست ز شاہی غنی و مستغنی — بتاج شاہ سرے نیست مستمند ترا

جناب فسکر کانپوری

۶۵

آپ کا نام نامی محمد بابر عرف سید علی تھا۔ کانپور کے رہنے والے تھے۔ نو برس کی عمر میں اپنے والد میر محمد حسین کانپوری کے ہمراہ حیدرآباد دکن وارد ہوئے۔ اپنے نانا میر مہدی علی اور مولوی ابو تراب جعفری سے عربی اور فارسی کی تحصیل کی۔ فن شعر میں سید علی حسن اشک مرحوم کے شاگرد تھے۔ تخمیناً بعمر ۵۵ سال ۱۳۱۲ھ میں انتقال کیا۔ مثنوی معراج الاتقیا۔ تذکرۂ شہدا فارسی۔ روضۂ رضوان۔ اور اردو دیوان غیر مطبوعہ آپ کی یادگار ہیں۔ کلام اچھا ہے۔ طبیعت کا رجحان تشبیہات و استعارات کی جانب زیادہ پایا جاتا ہے۔ حیدرآباد دکن میں بہت سے شاگرد آپ کے اسوقت موجود ہیں۔ آپ لایق۔ اور صاحب اخلاق ذیمرتبت تھے۔

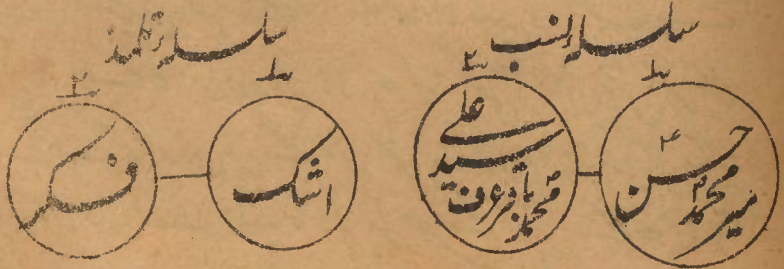

سرخ پوشاک پہنکر ستم ایجاد آیا — آج مریخ کے جامہ مین وہ جلاد آیا
کبھی گلزار مین گلچین کبھی صیاد آیا — ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا
مرگیا دیکھ کے اوسکو مین شب فرقت مین — ملک الموت کے برقع مین پریزاد آیا
جان پر کھیل کے بیٹھا جو شب فرقت مین — کبھی سمجھانے کو مجنون کبھی فرہاد آیا
چلے کپڑے پہن کر وہ جو گھر سے دلہ — مین پتنگے کی طرح لپٹا کمر سے
ادہر سے تیر آیا مین ادہر سے — لڑا دی جان قاتل کی نظر سے
کہان آدم کہان ختم رسالت — شرف مین بڑہگیا بیٹا پدر سے
ملی آدم کو احمد سے نبوت — پدر نے مرتبہ پایا پسر سے
بزور اوسنے لیا قاصد سے نامہ — رسالت چھین لی پیغامبر سے
ملائے لب سے لب غیرون نے ہنسکر — بھرا منہ میرا قسمت نے شکر سے
نہ آئے ناف پر دل یا الٰہی — بچالے میری کشتی کو بھنور سے
خلائے غیر کی کرتا ہون نالش — ہون خواہان عدل کا بیداد گر سے
ہے الجھا گیسوون مین گو شوارہ — مزا ہے لڑتی ہے مچھلی مگر سے
سلیمان نے کیا ہدہد کو قاصد — لیا کام آدمی کا جانور سے
کیا گھر اونکے دلمین جان دیکر — ہوا یہ نفع مجھکو اس ضرر سے
جو خط مین سوز دل لکھا تھا مینے — شرر جھڑنے لگے ہدہد کے پر سے
نئی تعلیم کی مہمان کی مینے — وہ اوٹھے تھے کہ ہوک اوٹھی جگر سے
سنبھالے اشتیاق وصل عیسے — اوٹھا جاتا نہین درد جگر سے
خانۂ دل مین رہے گا نہ مرا طائر دل دلہ — یہ کبوتر کبھی گردان نہین ہونیکا
آہین کرتے کرتے ہجر یار مین ہم مرگئے دلہ — تھی ہوا منہ کی چراغ زندگی گل ہوگیا
انکار پر نہ کرتا تھا اقرار دید کا دلہ — کچھ حضرت کلیم نہ سمجھے کلام دوست

مولوی میر محمد حسین صاحب نام ہے۔ میر محمد حسین خان مرحوم کے پوتے ہین۔ آپ کا تفصیلی تذکرہ طبقہ امراد فتراد مین شریک ہے۔ مولوی میر بادشاہ علی صاحب صبا شاگرد جناب علی اوسط رشک مرحوم کو کلام دکھلاتے ہین۔

طبیعت اچھی پائی ہے۔ اشعار نہایت صاف اور عمدہ سوز و گداز مین ڈوبے رہتے ہین۔

کر دیا دونا بتون نے گردش تقدیر کو
کھینچا ہے سنگ فلاخن پر مری تصویر کو

کب کیا سرسبز حق نے ظالم بے پیر کو
پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہمنے نخل تیر کو

آنکھون پر رکھکے زلفین دیکھو اس دلگیر کو
آڑے سے ٹہکے چھوڑو صید پر تم تیر کو

دیکھتے ہی مجھکو ہوتا ہے دردلدار بند
کور کر دونگا کسیدن دیدۂ زنجیر کو

ہون تو دیوانہ پر اپنے کام کا ہشیار ہون
توڑ کر پہنادر دلدار کی زنجیر کو

بھیڑ سے محشر مین بڑہجاے اگر جوش جنون
بیڑیون کی طرح توڑون عرش کی زنجیر کو

خط قسمت مین مری یکجا نہین حرف وصال
بغض للہی تھا مجھ سے کاتب تقدیر کو

خواب مرگ اکدم مین لاکہونکو دکھا دیتی ہے یہ
چاہیے سونے کا قبضہ آپ کی شمشیر کو

اندنون تعویذ حب تعویذ تربت ہو گئے
کیا کوئی آندہی اوڑا کر لے گئی تاثیر کو

غرق ہون اوس شکرین لب کے مین بحر عشق مین
شربتی کاغذ پہ کھینچو انا مری تصویر کو

دشت گردی سے بچایا عشق زلف یار نے
پاؤن دیوانے کے دیتے ہین دعا زنجیر کو

گر نہ جاے یہ تڑپ کر خانہ سے ہون بیقرار
لوہے کے کیلون سے جڑ دینا مری تصویر کو

بزم عالم مین جو ہین خاموش اون کو غم نہین
آنسوؤن سے تر نہ دیکھا دیدۂ تصویر کو

مجھکو دم لینے نہین دیتے کہین ٹکتے نہین
لگ گئے ہین پاؤن گردش کے مری تقدیر کو

بت پرست ایسا ہی ہون مین بنا اے درد جگر
برہمن رکھتے ہین بت کی جا مری تصویر کو

وہ روان ہے تیرے پیچھے اسکے اے ناوک فگن
تیرے دیوانے نے دیوانہ بنایا تیر کو

اوٹھ سکے فرقت کے صدمے کب دل فاضل سے آہ
مر گیا سینہ سے لپٹا کر تری تصویر کو

دھوم ہے۔ بلبل پس گلزار مر کر رہگئی
باغبان خوش ہو بلا باہر کی باہر رہگئی۔

چوٹ سے پل باندھکر وہ شوخ بازی لیگیا۔
بات جو حق تھی وہ میرے لب تک آکر رہگئی

جوش الفت بھی مرا جوش جنون سے کم نہ تھا
پرزے ہو ہو کر نقاب روئے دلبر رہگئی

وصل مین مجھکو اجازت بادہ خواری کی نہ دی
دل لگی سب طاق پر اے بندہ پرور رہگئی

مے سے ہم رندون نے محراب مصلے بھر دیا
شیخ کی شیخی ہر اک بالائے منبر رہگئی

دیکھنا کل حال پر میرے اوڑینگے قہقہے
آج آآکر ہنسی اوسکے لبون پر رہگئی

رشک آتا ہے شہید باوفا کی موت پر
نام دنیا مین رہا یاد انکی لب پر رہگئی

عید کا دن تھا جو ہم آتے تو ملتا لطف عید
ساری تیاری مجھے تک تک کے دن بھر رہگئی

کیا ہوا فاضل نہ کچھ دلبر ہوا اوسکے اثر
گوش دلبر تک صدائے آہ جاکر رہگئی

بیٹھا کیا دیکھتا ہے کاتب قدرت بنکر
بگڑی جاتی ہے ترے بندہ کی قسمت بنکر

پیچ کرنے لگی ناحق مری قسمت بنکر
مجھسے بگڑی ہے وہ زلف اونکی طبیعت بنکر

چشم عالم سے مرے کیون نہ امیدین گرجائین
اشک بھی آنکھو سے بہتے ہین تو حسرت بنکر

گر کرے غیر پہ تو چشم فسون گر سے نظر
فتنہ اوٹھین تری محفل مین قیامت بنکر

داغ الفت جو مرے سینہ مین تھا اے فاضل
وہی اب نکلا ہے شمع سر تربت بنکر

فیض علیہ الرحمۃ حضرت حیدرآبادی

۶۶

حافظ مولوی میر شمس الدین نام ہے۔ آپکے جد مولوی میر محمد رحمت اللہ خان شاہجہان آباد دہلی سے بعہد غفران مآب بطریق سیاحت حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ آپ سنہ ۱۲۱۴ھ مین پیدا ہوے۔ وجود مظہر کل تاریخ تولد ہے۔ فقہ۔ حدیث۔ عروض۔ توانی وغیرہ جمیع علوم وفنون مین کامل تھے۔ علاوہ ازین حافظ قرآن مجید تھے۔ خوشنویسی مین خط ظفر کے آپ ہی موجد ہین۔ خاندان قادریہ مین آپ کو خلافت تھی۔ آپکے مرید اور خلفا کثرت سے ہین۔ آپ انتہا درجہ کے منکسر المزاج تھے۔ مکان مین ایک بوریا بچھا رہتا تھا۔ جسپر آپ تشریف رکھتے تھے۔ جو کوئی امیر وغریب آتا تھا اوسپر بیٹھتا تھا اخلاق ومروت مین بے مثل تھے۔ آپ کا ایک دیوان اردو موسوم بہ کلیات فیض مطبوعہ موجود ہے۔ سیوا اسکے غیر مطبوعہ تصانیف بہت کچھ ہین۔ مثلاً طریق الفیض۔ شمس النحو۔ شمس التصریف۔ شرح کلمۃ الحق۔ خزانۃ الامثال۔ جدول نصف النہار۔ وغیرہ۔ آپکو حافظ محمد تاج الدین صاحب مشتاق دہلوی سے تلمذ تھا۔ اور حیدرآباد دکن مین آپ کے بہت سے امرا غربا شاگرد ہین۔ آپ نے ۶۹ برس کے سن مین بمقام حیدرآباد دکن سنہ ۱۲۸۳ھ مین انتقال فرمایا۔ بیرون لعل دروازہ آپکا مزار ہے۔ ہر سال ۱۴ رجب کو عرس ہوتا ہے۔ اکثر شعرا آکر قصاید وغزل پڑھتے ہین

باللہ وجود مظہر کل تاریخ وفات ہے۔

آپکو دو صاحبزادے۔ مولوی میر ضیاء الدین احمد۔ مولوی میر عماد الدین احمد مخلص بہ فیض

ناوک عشق از کمان دیگر است — مرغ جانم را گمان دیگر است
مطلبم از کاروان مصر نیست — یوسفم در کاروان دیگر است
بر در کعبہ نیارم سر فرود — سجدہ گاہم آستان دیگر است
فیض مطلق شو مقید تا کجا — بے نشانم را نشان دیگر است

دلہ

جالبش بنجا نقاہ و بہ میخانہ جائے ما — تقوے برائے زاہد و مستی برائے ما
گوید ہر انچہ شارع میخانہ آن کنیم — اینست در شریعت ما اتقائے ما

دلہ

حرم مین دیر مین جب کوئی رو پیرو آیا — مجھے یقین ہوا بس یہی کرو آیا
کسیکا کوئی بھی ممنون نہین ہے کرانصاف — ادہر سے مین نکل آیا او دہر سے تو آیا
اوڑائین جیب کی لاکھون ہی دھجیان مینے — مگر نہ قبضہ مین دامان آرزو آیا

دلہ

کفر جو تھا دین مرا ہو گیا — بت بھی نصیبون سے خدا ہو گیا
کیسی دوا مجھکو مسیحا نے دی — درد محبت کا سوا ہو گیا
موت کدھر آتی ہے دیوانی ہو — فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا

دلہ

نہین مشرق کچھ دیر مین اور حرم مین — جو بت چاہتے ہین خدا چاہتا ہے
تقاضا دہیت کا نگر فیض اون سے — خدا سے کوئی خوبنہا چاہتا ہے

فیض حیدرآبادی

نواب محمد فیاض الدین خان مشرف جنگ بہادر مددگار معتمد صرف خاص کا تخلص فیاض ہے۔ آپ کو حضرت فیض حیدرآبادی سے تلمذ تھا۔ آپ ریاست کے قدیم معززین سے ہیں۔ آپ کے تفصیلی حالات دفتر اول طبقہ امرا میں درج کئے گئے ہیں۔ یہاں صرف چند اشعار درج کئے جاتے ہیں کلام دلچسپ، اور بہتر ہے۔

دیکھے نہ دخت رز کو کوئی بدنگاہ سے — منسوب ہے یہ شیخ شریعت پناہ سے

ساری متاع ہوش و خرد لٹکے رہ گئی — جب لڑ گئی نگاہ کسی کی نگاہ سے

گلگشت باغ کو یہ تکلف سے چلے تھے وہ — پلٹا دیا ہجوم نزاکت نے راہ سے

تڑپے کہ اپنے کشتۂ خنجر کو وہ آج — بجلی کی طرح چلتے ہوئے قتل گاہ سے

لیتے ہیں دل نہیں دیکھنے والوں کے چٹکیاں — وہ دیکھتے ہیں جب کبھی ترچھی نگاہ سے

میں گر گیا زمین میں فیاض جیتے جی — عصیاں کے انفعال سے بار گناہ سے

نہیں ہے جب تمہارے کام کا دل — تو میرے سر پہ دے مارو مرا دل

تصور ہر گھڑی رہتا ہے تیرا — کبھی خالی نہیں رہتا مرا دل

عجب عالم ہے قاتل کی گلی میں — پڑے ہیں جا بجا سر جا بجا دل

نئی سیدا دوہ کرتے ہین ہر دم — کہان سے لاؤن مین ہر دم نیا دل
نہین درد حسنا مٹھی تو کھولو۔ — مرا دل ہے مرا دل ہے مرا دل
کہان دیتے ہین دل لیکر کسیکا — مجھے معلوم ہے سرکار کا دل
دامن پہ ایک بھی نہین دیبا شراب کا — ولہ دفتر ہے پاک صاف ہمارے حساب کا
سر تاج بزم ماہ رخا ہین ہو آپ یون — جیسا ہو گنجفہ مین ورق آفتاب کا
ہون غنچہ لب کے نرگس مخمور کا قتیل — پھولون مین ہو صنور پیالہ شراب کا
اپنی خودی حجاب ہے بس ورنہ ہر جگہ — جلوہ عیان ہے اوس صنم بے حجاب کا
کشتی کو اپنی نوح سنبھالے رہین بہت — دریا ہے موجزن مری چشم پرآب کا
آئے مشاعرہ مین ہین فیاض آپ بھی — سچا ہوا بھی ہے کہین وعدہ جناب کا
جینا نہین ہے یان کوئی زخمی کٹار کا — ولہ مارا ہوا ہون مین بھی تو مژگان یار کا
ناقدر دانیون سے زمانے کے آجکل — لیتا نہین ہے نام کوئی روزگار کا
یون گنتے گنتے عمر ہی ساری گذر گئی — آتا ہے کچھہ شمار مین روز شمار کا
ہوتا ہے بیکسی مین کہان کوئی آشنا — بیگانہ خود ہے سبزہ بھی اپنے مزار کا
پوچھی نہ ایک بات تہ دل سے آپنے — اوپر کے دل کا پیار نہین اعتبار کا
یہ مشت استخوان بھی کرین کیا ہمارے نذر — ملتا نہین مزاج سگ کوئے یار کا
اک جام اور دے کہ چڑہا جاؤن ساقیا — آتا چلا ہے دفت پھر اب کچھہ اوتار کا
کسکو کلام اونکے حشم اور خدم مین ہے — رتبہ جہان کلیم کو ہے چوبدار کا

کوئے بتان مین کون خدا یا ہے دادرس
فیاض اب گلہ جو کرے روزگار کا

فتح حیدرآباد

جناب سبرق

۶۸

میر قادر حسین نام سید نجیب الطرفین میر مجید اللہ خان کے خلف اور حکیم احمد اللہ خان (جو حکماے سلف سے تھے) کے نواسے تھے۔ آپکے مورث اعلیٰ سید فتح اللہ خان بہادر جنکے لئے کلمات طیبات مین شاہ عالمگیر اورنگ زیب نے اپنے خلف الرشید کو فرمایا تھا کہ "شما مثل فتح اللہ خانی را بخدید ع دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ" آپکے جد اعلیٰ صفی اللہ طالب جنگ تھے۔ آپکا سن تولد ۱۲۵۲ھ مرشد تلامذہ حضرت شمس الدین فیض جلیل الرحمہ سے تھے۔ غزلیات۔ تضمین۔ رباعیات۔ تاریخات۔ مین یدطولے رکھتے تھے۔ داروغگی آبخاصہ مبارک اعلیحضرت مدظلہ آپکی تفویض تھی۔ آپکو ابتداءً حکیم مسیح الدولہ کی دختر منسوب تھین جن کے بطن سے ایک فرزند اور تین دختر فرزند مسمی میر فیض اللہ بہ تسن اطفال انتقال کر گئے اور اپنا یادگار ایک فرزند میر جمال اللہ چھوڑ گئے۔ بعد انتقال زوجہ اولے کے آپ کو قاضی شریعت اللہ خان بہادر کی نواسی منسوب ہوئین جن کے بطن سے دو فرزند اور دو دختر۔ ہر دو فرزند عالم شباب مین راہی عالم بقا ہوے اور ایک دختر بھی اپنی دو بیٹیان چھوڑ کر عالم بقا کو سدھاری۔ رہین ایک دختر جو مولوی سید قادر قادری المغربی سے منسوب ہین جن کو چار فرزند ابو الغنی سید عبد الوہاب قادری۔ ابو المعارف سید عبد الواسع قادری۔ ابو الصدق سید حسن عبد اللہ قادری۔ ابو الاحسن سید عبد الباسط قادری اور دو دختر موجود ہین۔

الحاصل سنہ ۱۳۱۳ھ مین بعارضۂ سرسام آپ نے رحلت کی اللہ واغفرلہ وارحمہ۔
آپ کے منصب سے سید عبدالوہاب نبیرہ اور دارونگی آبخاصہ سے میر جمال اللہ نبیرہ
ممتاز ہین

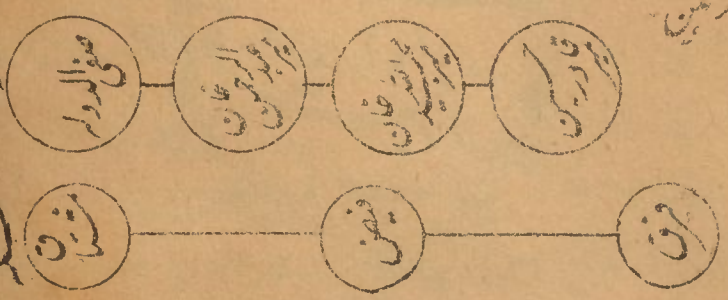

طبع موزون ہے برابر اپنی ۔ ملگئی ٹھیک ترازو مجکو ۔
اون سے ملنے کی کرون کیا تدبیر ۔ نہین ملتا کوئی قابو مجکو
بے قراری ہے شب فرقت مین ۔ نہین وقفہ کسی پہلو مجکو ۔
شعر سب بھول گئے ۔ مین نے فرق ۔ یاد ہے مطلع ابرو مجکو

ولہ

کیا شگفتہ آئی گلشن مین بہار ابکے برس ۔ کیا ترانہ سنج ہے صوت ہزار ابکے برس
وصل جانان مین کبھی ایسا ہنسا بھی مین نہ تھا ۔ ہجر مین جو رو رہا ہون زار زار ابکے برس
میری نظرون مین ہوا ہے پست سرو بلند ۔ یاد آتا ہے چمن مین قد یار ابکے برس
اوس کنہیا کی جو صورت دلکو بھانے لگی ۔ ڈھونڈنے گوکل گیا مین لاکھ بار ابکے برس
یاد آئی ابر باران مین یہ مجکو مے کشی ۔ بند ہوتا ہی نہین آنسو کا تار ابکے برس
پرچے اخبارونکی بھی میری گذرتے ہین وہان ۔ ہوگیا مشہور میرا اشتہار ابکے برس
فکر ہے اے فرق ہمکو شعر گوئی کی بہت ۔ چھوڑ کر بیٹھے ہین سارے کاروبار ابکے برس

منت نہ شاہ کی ہے نہ خواہش وزیر کی ۔ الفت فقیر کو ہے جناب امیر کی
آغاز وانتہا مین نہین جانتا ہون کچھ ۔ اول کی ہے خبر نہ مجھے ہے اخیر کی
اے فرق کیون نہ فخر ہم افتادگون کو ہو ۔ حاصل ہوی غلامی ہمین دستگیر کی

جناب قبلہ بلگرامی

۶۹

سید غلام حسنین نام تھا۔ بلگرام منضافات لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ سنہ تولد ۱۲۴۹ھ ہے غلام حسنین تاریخی نام ہے جو آپ کے چچا نے رکھا تھا۔ اثنائے سفر کلکتہ (اول) اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سنہ ۱۳۱۱ھ مین حسب تحریک نواب آغا مرزا سرور الملک بہادر بمقام بنارس شرف یاب حضوری ہو کر قصیدۂ تہنیت نظر انور سے گذرانا۔ صلہ مین بلبوس خاص عطا ہوا۔ اور ہمراہ رکاب حیدر آباد مین آئے اور بموجب چار سو روپیہ ماہوار ملازم سرکار آصفیہ ہوئے عربی۔ فارسی۔ سنسکرت مین اعلےٰ درجہ کی قابلیت تھی۔ آپ نے چار اوستادون کی شاگردی کی ہے۔ چنانچہ ایک رباعی مین خود ہی فرماتے ہین کہ

سیکھے سحر و برق سے بندش کے بند — پھر غالب و بحر لے بتائے پیوند
مجھسا بھی زمانے مین نہ ہوگا ای قدر — بدنام کنندۂ نکونامے چند

پورا ایکسال بھی آپکو حیدر آباد مین نگذرا تھا۔ کہ ضیق النفس اور ضعف معدہ کی شکایت (جو ایک زمانۂ دراز سے آپکے گلوگیر تھی) سختی کے ساتھ عود کی۔ اسلئے آپ رخصت لیکر لکھنؤ گئے۔ اور بہت کچھ علاج کیا۔ مگر نفع بخش نہ ہوا۔ آخر ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ روز یکشنبہ کو راہی دار الجنان ہوئے۔

کلیات قدر۔ عطر مجموعہ۔ شرح مجموعہ سخن۔ رسم عرفی شرح قصائد عرفی۔ نظم الارکان

فی تقطیع۔ ابیات گلستان۔ قواعد العروض۔ مصطلحات اردو وغیرہ آپ کے تصانیف

اسوقت موجود ہین۔

کلام انتہا درجہ کا دلچسپ اور دل آویز ہوتا ہے۔

سلسلہ تلمذ

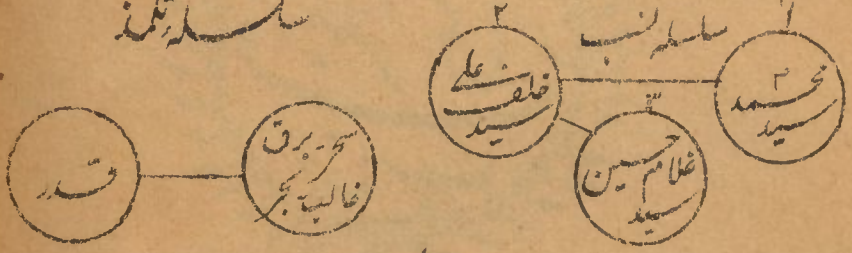

خُم سے جام شراب نکلا — کُہار سے آفتاب نکلا
دوڑو دوڑو کلیم دوڑو — وہ بام پہ بے نقاب نکلا
کیون رُک رہے ہے اُمنگ دل کی — پستان بسکہ شباب نکلا
اچھا ہوا اور آئینہ دیکھہ — لے گھر مین ترا جواب نکلا
اے قدر زمین نے جب دبایا — مُنہ سے یا بوتراب نکلا

ایک بوسے سے ہوا رنگ مسی — ولہ نازک اوسکا ہونٹہہ نیلا ہوگیا
اوس سنہرے رنگ مین ہے یہ چمک — نتہہ کا سونا رُخ سے پیلا ہوگیا
عشق نے پہونچا دیا اللہ تک — خیر اک بُت کا وسیلا ہوگیا

تم اوٹھ گئے اک نگاہ کرکے — ولہ ہم گر پڑے آہ آہ کرکے
مٹی مین ملی مری جوانی — کیا تسکو ملا تباہ کرکے

زلف کا دھیان رہا کرتا ہے — ولہ جی پریشان رہا کرتا ہے
آئینہ دل ہے کسی عاشق کا — جب تو حیران رہا کرتا ہے

نالے کرتا ہون مین اثر والے — ولہ سنبھل اے آہنین جگر والے
آہین کر دین گی آسمان مین چھید — ادہر آجائین گے اودہر والے

قتیل حیدرآبادی

جناب

تخلص مندرجہ عنوان مولوی سید عبدالقادر صاحب وکیل ہائیکورٹ سرکار نظام خلداللہ ملکہ کا ہے۔ آپ کو جناب۔ سے تلمذ ہے کلام اچھا ہے۔ دلچسپی اور دلکشی مین اپنا آپ نظیر ہے۔ باقی خاندانی حالات طبقہ وکلاء مین درج کئے گئے ہین۔ اب یہان مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے

نہین پردہ سے تمہارا رخ زیبا نکلا ۔ دامن ابر سے اک چاند کا ٹکڑا نکلا
ہوگیا محو تماشا تجھے دیکھا جسنے ۔ چشم بد دور ترا حسن بلا کا نکلا
مُنہ نکالا پس چلمن سے پری نے دیرے ۔ در فردوس سے یہ حور کا پیکر نکلا
اوٹھ گئی آنکھ جدہر تیری ہوا وہ بسمل ۔ جو تری بزم سے نکلا وہ تڑپتا نکلا
صنعت حق کی نظر آگئی پوری تصویر ۔ دل کے سانچہ مین جو اوس بت کا پیکر ڈالا نکلا
دیر مین کعبہ مین جلوہ نظر آیا سبکو ۔ اللہ اللہ وہ بت نور کا پتلا نکلا
ہم کہین گر اسے قتال زمانہ سمجھے ۔ اس جوانی پہ یہ جوبن جو تمہارا نکلا
دیکھ کر قانع آشفتہ کو وہ کہتے ہین ۔ چاہنے والون مین چلتا ہوا پرزا نکلا
یونتو مخفی صفت راز نہان آنسو ہین ۔ دل مین ہے درد تو آنکھون مین عیان آنسو ہین
پھول عشاق کے دامن مین کہان سے آئے ۔ دل کے ٹکڑے ہین کہ خونابہ فشان آنسو ہین

ابھی ہے خشک مری آنکھ ابھی دریا ہے
سخت حیرت ہے کہ پوشیدہ کہان آنسو ہین

خرمن دل پہ گری برق تجلی کسکی
اسقدر گرم جو آنکھون سے رواں آنسو ہین

یاد محبوب مین رونا مجھے خوش آتا ہے
ہون وہ غمگسل کہ میرا دل میری جان آنسو ہین

جسسے دیکھا ہے ترے پھول سے رخسارونکو
مثل شبنم میری آنکھون سے رواں آنسو ہین

اپنی حالت پہ نہین آتی ہے اب وقت بھی
سوز فرقت سے مرے خشک یہان آنسو ہین

شوق نظارہ ہے قانع پس مردن کیسا
دونو آنکھین ہین کھلی اور رواں آنسو ہین

ولہ

ہر جگہ موتیون کا کیونکہ نہ انبار بکے
تو صدف بنکے جو اے چشم گہربار بکے

جانکر گہر کوئی دوزخ مین بنائے کیونکر
مول لے کون اگر کوچہ اغیار بکے

اثر سرمہ ہے خاک قدم جانان مین
نہ برابر ہو جو پسکر در شہوار بکے

یہی سودائے محبت ہے تو ای حضرت دل
آپ پہلو سے نکلکر مرے سو بار بکے

ہم خیال غرہ یار مین خود کیون اوجھین
لے نہ دامن کے لئے کوئی اگر خار بکے

مرگ فرہاد پہ ہے رشک کہ کیا سہل ملی
نقد جان دیکے بھی لون مول جو کہسار بکے

جس سخن مین نہ ہو تاثیر کوئی کیا پوچھے
جس مین کچھ کاٹ نہو کیونکہ وہ تلوار بکے

وہ یہ کہتے ہین کہ مرآت شکستہ کیا ہے
ہم یہ کہتے ہین کہ یارب دل افگار بکے

آج جس پر نظر آتا ہے تمھارا جلوہ
چاہئے طور کی قیمت مین وہ دیوار بکے

عشق اوس بت سے ہو گر شیخ برہمن کیا چیز
اوسکی زنار بکے آپکی دستار بکے

شرط افراط محبت کی یہی ہے قانع
ساتھ یوسف کے زلیخا سر بازار بکے

ولہ

ہر داغ بن کے پھول عیان میرے تن مین ہے
سینہ مین میرے دل نہین گویا چمن مین ہے

کیا جلوہ گر رقیب کی وہ انجمن مین ہے
بجلی سی اک چمک مرے بیت الحزن مین ہے

کیا جانے کون کون ہو گھایل نگاہ سے
اک سادگی غضب کی ترے بانکپن مین ہے

قانع نہ دینا اوسکو دل اپنا کبھی مگر
اوسکی ادا مین سحر ہے جادو سخن مین ہے

کرم حیدرآبادی

جناب

۷۱

آپ کا نام راجہ بھگوان سہائے بہادر ہے اور آپکو حضرت ظہیر دہلوی سے تلمذ ہے آپکی مفصل کیفیت جلد دوم طبقۂ امرا صفحہ (۱۱۲) مین لکھی گئی ہے طبیعت اچھی ہے آپ کے چند شعر یہان لکھے جاتے ہین۔ آپ کا دیوان قریب الختم ہے۔ غالبًا کچھ روز ون بعد طبع ہو جائے گا۔

کشتۂ ناز تھا ہر ایک خریدار نہ تھا عرصۂ قتل تھا وہ حسن کا بازار نہ تھا

نہ رہا کوئی مجاور مرے بالین مزار ولہ بیکسی تو ہی رہی میری نگہبان اب تک

آؤ گے۔ پوچھتا ہون جب اونسے ولہ دہور کھو منہ ضرور کہتے ہین

تصویر خیالی تری پھنچوائین گے دلمین ولہ اس خانۂ ویران کو ہم آباد کرین گے

پہونچ جائیگی اپنی خاک اوڑکر ولہ بھلا کیون منتین کیجے صبا کی

راتدن کا ہے جھینکنا ہمکو ولہ عیش وہان صبح وشام ہوتا ہے

آئینہ کس نے اون کو دکھلایا ولہ آج وہ منہ بنائے بیٹھے ہین

وہ ناتوان جو نہ تصور مین آسکے ولہ کھٹکے وہ ناز غیر کے کیونکر اوٹھا سکے

کیا سخت جانیون نے کیا مجھکو منفعل آخر کو وہ گلے نہ خنجر چلا سکے

اے چارہ گر مسیح بھی آئے تو کیا حصول کشتہ ہون اون لبونکا کوئی کیا جلا سکے

نہ غم کا غم نہ اپنی بے بسی کا ولہ اگر ہے دھیان ہے تیری خوشی کا
طلب مین ایک کے بوسہ ملے دو آلہی بول بالا ہو کسی کا
وہ شہید ناز ہون حوران خلد ولہ آئین گے بیت او ٹھانے کیلئے
یہ لگاوٹ آپکی خالی نہین چال ہے ٹھگنے ٹھگانے کیلئے
کچھ ایسے وصل مین روٹھے نہین منتے نہین بنتے ولہ نکالی وقت پر بیوقت کی یہ دل لگی اچھی
کیا کہون تجھ سے مین اے شوخ وہ کیا دیتے ہین ولہ لطف جو ہمکو ترے ناز و ادا دیتے ہین
الحذر اے دل گرانجانی مری ولہ اُن کی حیرانی پر یشانی مری
دام تمنے وہ بچھائے ہین کہ جی جانتا ہے ولہ سبز باغ ایسے دکھائے ہین کہ جی جانتا ہے
بعد کشتن عیب پوشی کے لئے غمناک تھا ولہ قاتل بے رحم میرا کسقدر چالاک تھا
مرے دل مین ترے دلمین ستمگر ولہ تفاوت ہے زمین اور آسمان کا
ہے شور عرشیون مین خدا کی پناہ کا کیا قہر ہے خدنگ مرے دود آہ کا

سلسلہ نسب

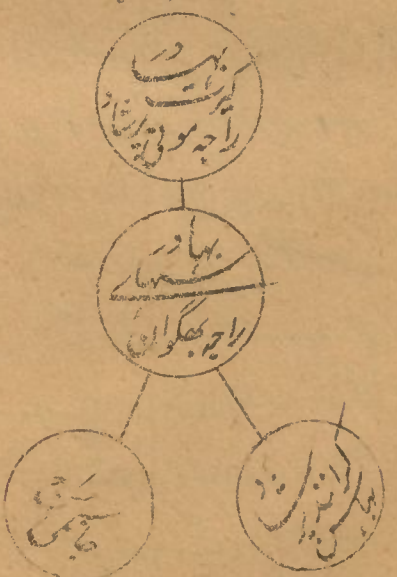

سلسلہ تلمذ

گرامی بلگرامی جناب

محمد عبدالقادر نام بلگرام وطن ہے۔ فارسی اشعار کہتے ہیں۔ طبیعت اچھی پائی ہے۔ مضامین کے بندش درست ہے۔ اشعار نہایت فصیح اور بلیغ ہوتے ہیں۔ فی البدیہہ گوئی میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ شاعر بارگاہ سلطانی کہلاتے ہیں۔ تقریباً دو سو روپیہ ماہانہ منصب سے سرفراز ہیں۔ آدمی خوش اخلاق۔ ذی مروت۔ وجیہ۔ جامہ زیب ہیں۔ ردیف (ت) ... میں جن ترک صاحبہ کا تذکرہ درج ہے وہ آپ ہی کی زوجہ محترمہ ہیں۔

یار جان خواست دل دزدید کہ من — این بچشم آن بلبہ رسید کہ من
گفت گردد سرم کہ مے گردد — نالہ در خاک و خون طپید کہ من
گفت پروانہ شکا ہم کیست — شمع آہ از جگر کشید کہ من
خاک کویش کہ بر سرم افشاند — جگرم از مژہ چکید کہ من
گفت دستے بدامنم کہ زند — از رگ صبر خون چکید کہ من
اے گرامی امام ملک سخن — خود تو الصاف دہ شہید کہ من

مژہ در گرد چشم خار دیوار است پنداری — دلم سرشکم بر شرہ گل بر سر خار است پنداری
تنا از تغافل در جگر خار است پنداری — تنا شا از تبسم گل بدستار است پنداری
دگر سودائے مژگان کہ شد نشتر فروش دل — کہ ہر مو بر تن من نیش خونخوار است پنداری
بمنقار است بلبل را اگر دامان برگ گل — بدست بیدلی دامان دلدار است پنداری

بیاد چشم مستش لشکر بیخود نالهٔ سر کردم ؛
بیت گر کرد بر حال گرفتاران خود رحمے

چنان زلف برهمن زادگان در پرده زد رامش
بهم جمعند رنج و آفت و بیتابی و حسرت

شمار داغ دل از من مپرس تا چند است.
مرا زنامه خوانی عشق شد معلوم.

بیوسف از تو رلیخا ستم ردو ستم است
رخ تو عبد نظرهاست چند زیر نقاب

تو آرزوئے دل من زمن چه مے پرسی
تو صفت از کف من برده نمیدانی.

خدنگ آن نگه نازه در ازل خوردم.
من و حسین من داستان سرور خنگ

بلاکشان ز گرامی خبر نمی دارم
هر قدم که مے نهم بسمل امتحانی هاست

مرگ بے اجل خواهی عشق را اصلا دریده
بیخودی ها هل یکچند مدعی سر خود گیر

جلوه محفل آرایشم صبر فرماید
زاناز تبسم مستی پیمانه می خیزد

سوار مست تو من مست مستی خیز رفتارش
زلبس در هر رگ من آتش عشق است برق آگین

کدامین مست نا یاره روان زین ره گذشت امشب

دلم در سینه ام فریاد بیداراست بیداری
بزنجیر سر زلف گرفتاراست پنداری

که تسبیح امام شهر زناراست پنداری
شب نومیدیم را روز بازاراست پنداری

دلم کز کاردل نظرهاے فتنه پیوند است
که هر نگاه پدر آفتے ز فرزند است

تراست بنده که یعقوب را بگریند است
در آب جلوه که یک شهر آرزومند است

ز دل بپرس که چون است و آرزو پسند است
که قدر گوهر دل هست قیمتش بلند است

هنوز بر لب زخم جگر شکر خند است
که نازنینه دیرینه با خداوند است

اجل گرفته بزنجیر بیکسی بند است
دلم ناک کوچه قاتل انیچه آسمانی هاست

زندگانی عاشق مرگ زندگانی هاست
بر نجزم از کوشش زور ناتوانی هاست

زنگ چهره مطلب داغ پرفشانی هاست
دلم تبسم کز لبان بیخودش مستانه مے خیزد

غباری کز سر ره خیزدش مستانه مے خیزد
نشیند گرد آغوشم پری پروانه مے خیزد

که از هر ذره بر نقش قدم پیمانه مے خیزد

جناب معز حیدرآباد

۷۳

سید نوازش علی موسوی نام ہے۔ میر کاظم علیخان شعلہ مرحوم کے خلف (جو میر الشعرا میر محمد علیخان شہید دہلوی کے فرزند تھے) ہین۔ آپ رجب ۱۲۸۷ھ مین (مقام حیدرآباد دکن) تولد ہوے۔ علم عربی و فارسی۔ ریاضی۔ انگریزی کے علاوہ علم طب مین بھی بعد امتحان آپنے سند سرکاری حاصل کی ہے۔ اور تلمذ اپنے والد سے تھا۔ اردو۔ فارسی دونون مین شعر کہتے ہین۔ کلام اچھا ہے کیون نہ ہو شاعری آپکی موروثی ہے۔ آبائی منصب کے علاوہ دفتر کوتوالی بلدہ مین مددگار محاسب کی خدمت پر مامور ہین۔ محلہ دارالشفا قریب جامع باغ مکان ہے۔ قریب ایک دیوان کے کلام موجود ہے مگر طبع نہین ہوا۔ اور رسالہ اضافت منظوم تسہیل المعنی۔ مرآت العروض طبع ہو چکے ہین۔ ایک فرزند ابوالمحسن سید مہدی علی معمر (۵) سالہ موجود ہے۔

۱ سلسلہ نسب

۲ سلسلہ تلمذ

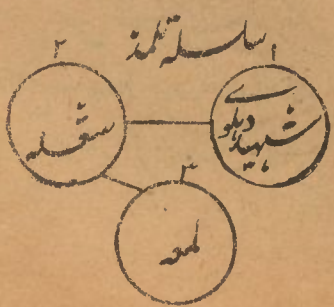

رباعی
پختہ جو ہوا ثمر تو خامی کے بعد — عزت ملی یوسف کو غلامی کے بعد
حاصل ہوا لمعہ خضر کو آب حیات — یک جرعہ ہزار تشنہ کامی کے بعد

غزل
اگر دل صاف شد کار سکندر میتوان کردن — ازین مرآت عالم را منور میتوان کردن
افاعی را زبون از زلف دلبر میتوان کردن — زچوب دست موسے قتل اژدر میتوان کردن
شبہ را کے بآب و رنگ گوہر میتوان کردن — چسان بد شکل را زیبا بہ زیور میتوان کردن
نیاید ہیچ از زور آنچہ از زر میتوان کردن — بیک نقش درم عالم مسخر میتوان کردن
بہاے زر اسیر حلقہ زر میتوان کردن — مطیع و عبد خود اے بندہ پرور میتوان کردن
بنور عشق اگر دل را منور میتوان کردن — چراغ مسجد و محراب ممبر میتوان کردن
گوارا باشد اے لمعہ کہ از خون جگر خوردن — رقم اشعار رنگین چون گل تر میتوان کردن

ولہ
آج پھر جام شراب ارغوان گردش مین ہے — میری نظرون مین زمین و آسمان گردش مین ہے
واہ رے گردش تہ و بالا زمانہ ہو گیا — واہ رے چکر زمین و آسمان گردش مین ہے
کہہ رہا ہے دشت مین اٹھ اٹھ کے ہر اک گرد باد — دیکھ لو خاک فلان ابن فلان گردش مین ہے
گردش قسمت کا رونا کسکے آگے روئین ہم — دور مین اپنے تو ہر پیر و جوان گردش مین ہے
فلسفی کی عقل اسی چکر مین رہتی ہی مدام — یہ زمین گردش مین ہی یہ آسمان گردش مین ہے
ساغر شمس و قمر دست ملک مین رو بشب — کس قدح کش کیلئے اب ہر زمان گردش مین ہے
حرکت وضعی و اینی و طبیعی کم و کیف — قسری و ارضی ارادی سے جہان گردش مین ہے
مسجد کو ہم بنائینگے میخانہ چھوڑ کر — پیمان شکن نہین گے نہ پیمانہ چھوڑ کر
مین چاہتا ہون تیری پرستش کیواسطے — معبد بناؤن کعبہ و بتخانہ چھوڑ کر
نظرون مین ایک کی سماتا نہین ہون نہین — گرتی ہین بجلیان مرا کاشانہ چھوڑ کر
وہ قال ہے یہ حال ہی وہ نقش ہے یہ اصل — کیون غیر کی سنو مرا افسانہ چھوڑ کر
انجام پر نظر ہو اگر بادشاہ کی — تکیہ مین بیٹھے مسند شاہانہ چھوڑ کر

میکش تھانوی

جناب

۸۰

آپ کا اسم گرامی شمس الحق سجاد علی ہے۔ اور پہلا نام پنڈت سورج بھان تھا قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے رہنے والے ہین جو کہ نواح دہلی مین ایک مشہور جگہ ہے ۱۳۰۵ھ ہجری مین حیدرآباد دکن تشریف لائے اور اپنے پیر و مرشد حضرت منشی میر امداد علی صاحب علوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قیام پذیر ہوگئے اور حضرت کے فیضان صحبت سے اسقدر مالا مال ہوگئے کہ اب علوی صاحب علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہین اور سلسلہ بیعت آپ سے جاری ہے شاعری مین بھی تلمذ حضرت ہی سے حاصل تھا فن شعر مین بھی حضرت کے خلیفہ ہین اور علوی صاحب علیہ الرحمہ کی دی ہوئی سند موجود ہے اسوقت ہندوستان اور دکن مین آپکے صدہا شاگرد موجود ہین بہت سے شاگردون کے دیوان بھی ہین کلام نہایت پاکیزہ ہوتا ہے وہی اپنے پیر و مرشد کے رنگ مین کہتے ہین اور بہت اچھا کہتے ہین اسقدر پگو ہین کہ پانچ دیوان (یعنے میخانۂ عشق۔ خانۂ خمار۔ خرابات میکش۔ جوش میکش۔ شراب الصالحین) تو طبع ہوچکے ہین اور چھٹا دیوان جسکا نام پیمانۂ میکش ہے وہ بھی زیر طبع ہے علاوہ اسکے بہت سے مرثیہ اور مثنویان اور سوخت وغیرہ مطبوعہ و غیر مطبوعہ موجود ہین مین نے قصہ جنگوفی زمانا دل کہتے ہین اور عاشقانہ رنگ کی دو انشائین اور ایک رسالہ تذکیر و تانیث کی بحث مین جسکا نام کار آمد نظم ہے طبع ہوچکے ہین ایک مختصر رسالہ متروکات کی بحث مین لکھا ہے جسکا نام معیار فصاحت ہے وہ بھی طبع ہوچکا حضرت مولانا روم کی مثنوی کے دیباچہ کی توضیح بھی نظم مین لکھی ہے جسکا نام مادۂ عرفان ہے وہ طبع ہوچکی ہے اور ایک رسالہ علم حقانی مین غیر مطبوعہ موجود ہے بھاکا زبان مین ٹھمری دوہرہ وغیرہ نظم کرتے ہین اور اس زبان مین بھی بخوبی واقف ہین اسوقت آپکی عمر بیالیس ۴۲ سال کی ہے حضرت علوی صاحب علیہ الرحمہ کے بہت سے شاگردون نے اپنے کلام مین اکثر نکتے اصلاح لی ہے علم عروض سے بھی واقف ہین اصناف نظم پر پوری پوری قدرت رکھتے ہین عجیب مسکین اور خلیق آدمی ہین راقم الحروف کو آپ سے ایک مدت سے نیاز حاصل ہے۔ آپ کا پورا نام کرسلسلہ فقرا مین درج ہے۔

اکرنگ نہ ہو کیونکر پھر وحدت و کثرت کا ہر شکل سے ملتا ہے نقشہ تری صورت کا

جس شے پہ نظر ڈالی وہ تجھسے نہ تھی خالی کثرت مین نظر آیا عالم مجھے وحدت کا

واہ کیا جھگڑا چکایا میری جان زار کا ولہ جی مین آتا ہے کہ قبضہ چوم لون تلوار کا

تشنہ کامان شہادت پی گئے ساری سیل چلو چلو بٹ گیا پانی تری تلوار کا

دم کا دھاگا اسطرف دو ہچکیونمین ہو چکا وہ اُدھر ڈورا ہی سلجھاتے رہے تلوار کا

پھر کسے دیدیگر مرے زخمونکو لے قاتل نہ چھیڑ چور ہین پانی چرالین گے تری تلوار کا

لہو ہے جوش پر پھر پانے تلوار تولی ہے ولہ سرونکے قمقمے برسین گے جانباز دنمین ہولی ہے

گل و نرگس کا قصہ کہئے نرگس کیا بتائیگی ابھی دنیا مین آئی ہے ابھی تو آنکھ کھولی ہے

نہین معلوم مجھکو حق نے کس سانچے مین ڈھالا ہے خدا جانے نزاکت کو نسے کانٹے مین تولی ہے

مرے لیکے مقتل مین ترے کشتے تڑپتے ہین بتا ظالم کہ آب تیغ مین کیا چیز گھولی ہے

خبر بھی ہے تجھے میکش جسے رحمت نے تاکا ہے وہ میخوارونکی نگری ہے سیہ کارونکی ٹولی ہے

کشف نور ذات جس دل کو میسر ہو گیا ولہ وہ کھلی آنکھین کہ اک عالم منور ہو گیا

عشق کے ہاتھون زلیخا ایسی اندھی ہو گئی یہ نہ سمجھی چاک دامان ہمیسر ہو گیا

کچھ نہ دے رنگے ہین کسی پائمال کے ولہ آتے ہو اسطرف تو ذرا دیکھ بھال کے

گردن جھکا لی ہمنے یہی خیر ہو گئی آنکھین تو لے چلین تھین کلیجے نکال کے

دوہرہ

نہ چھا سکتی جان نگاہون کو یک نہ جسین جیوت مرت جاوت نہین کہلکت ہے دن رین

ولہ

تن برتن مین کرم ہوا بھرشت بھرجائے گیان جتن بن سدھ نہوا مانجھ مرجائے

عہد جناب حیدرآبادی

۷۵

مولوی محمد سلیمان نام ہے۔ اپ کے جد کا وطن خاص دہلی۔ (خانقاہ حضرت مولانا شاہ غلام علیخاں صاحب مرحوم طاب اللہ ثراہ اجعل الجنۃ مثواہ ہے۔ آپکے جد رئیس المتکلمین مولوی حیدر علیخاں مصنف منتہی الکلام وازالۃ الغین وغیرہ زیارت کربلائے معلےٰ و بغداد شریف کی غرض سے بمبئی آئے تھے۔ جہان نورالدین شاہ صاحب قادری سے ملاقات ہوی۔ اور شاہ صاحب نے حیدرآباد دکن چلنے کی خواہش کی چنانچہ ۱۲۸۰ھ آمین (بعہد نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان) حیدرآباد تشریف لائے۔ یہان اولاً صدر مدرس دارالعلوم ہوے اور بعدازان رکن عدالت العالیہ مقرر ہوی۔ دوسو روپیہ منصب بھی تھا۔ انکا حال تاریخ جدولیہ مین بزمرۂ متکلمین درج ہے۔ اور مولف ضرب المنکر۔ مولف کشف الالتباس و مولوی محمد مہدی علیخان نے بھی اپنے اپنے تالیفات مین انکا تذکرہ کیا ہے۔

آپ ۱۲۷۳ھ آمین پیدا ہوے۔ غلام رب تاریخی نام ہے۔ زمانۂ غدر مین دہلی سے نکلی دادا کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت بھی کی۔ فارسی اور عربی مین فارغ التحصیل ہین۔ طلبا کو معقول و منقول کا درس بھی دیتے ہین۔ آپ نے لکھنؤ مین حکمای نامی سے علم طب قانونچہ و موجز سے شرح اسباب وقانون تک پڑھا ہے۔ بائیس ۲۲ سال سے آپکا مطب بھی جاری ہے۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ منطق۔ حکمت

فقہ۔ تفسیر۔ حدیث وغیرہ مین پورا پورا ملکہ ہے۔ سورویہ منصب ملتا ہے۔ حالیجناب نواب شمس الملک ظفر جنگ معین المہام فوج سرکار عالی کی مشی کی خدمت تفویض ہے شاعری مین جناب سالک مرحوم سے تلمذ ہے۔ آپکے تصنیفات بہت کچھ ہین۔ فتح دروازہ دودباولی اندرون کمان سو کی میر مکان ہے۔ ایک صاحبزادہ محمد اکبر علی نام زیر تعلیم موجود ہے۔ کلام دلچسپ ہے اخلاق ومروت مین بھی اچھے ہین۔

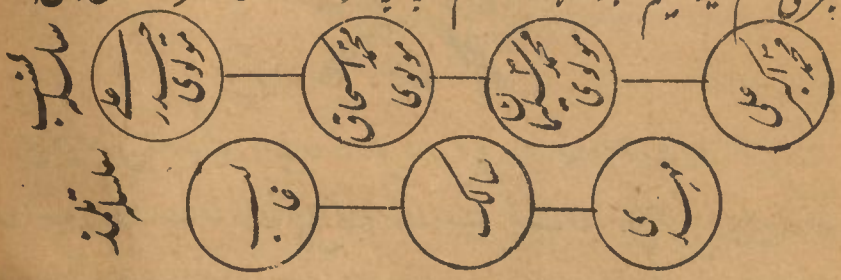

حسن سارا کردیا خود بین کے اوپر آئینہ
ہوگیا ہم خستہ حالونکا ستمگر آئینہ

کسقدر بیخوف ہے اللہ اکبر آئینہ
اونکو خود بین کہرہا ہے اونکے منہ پر آئینہ

سامنا اونکی تجلی کا کہین آسان نہ تھا
ہوگیا آئینہ گرسے لو کمدر آئینہ

خود ہوئے ہین محو حیرت دیکھکر اپنا جمال
آئینہ سے وہ ہین شششدر اونسے ششدر آئینہ

وہ تو قصہ زندگی کا پاک ہی کرنیکو ہین
لو ہمارا ہوگیا ہمپر مقدر آئینہ

تاکہ وہ ڈالین جوانی صرف ہونے پر نظر
نامہ بر کو بھیجتا ہون دیکے اکثر آئینہ

ہم بھی جانین گے اونکا دل جو ہوگا ہمسے صاف
یونتو ہونیکو ہوا کرتا ہے بہتر آئینہ

تا مجھے مجبور سمجھین حسن دلکش دیکھکر
چارہ گر اونکو دکھانا تو مقدر آئینہ

جسمین دیکھوگے وہی تم ہو وہی حسن وجمال
پھر خریدوگے کہانتک آئینہ پر آئینہ

حسن ظاہر جسمین ہے کچھ جنبش باطن اویسی ہے
ٹوٹ کر بنتا ہے کیسا تیز نشتر آئینہ

قتل پر آمادگی جتنون سے ہے ساری عیان
عمر کا میری ہوے ہین اونکے تیور آئینہ

اپنے عاشق ہوگئے وہ اب چلو چھٹی ہوئی
عشق ہے مہدی کا ہادی اونکا رہبر آئینہ

مہدوی حیدرآبادی جناب

۷۶

سید عدلے نام ہے - عدالت دیوانی بلدہ حیدرآباد دکن مین ازیری جج ہین - اردو فارسی اشعار دونون کہتے ہین - حکیم عاشق حسین خان صاحب ہالف سے تلمذ ہے - آپ کے تصنیفات مطبوعہ - مثنوی سفینۂ غم - مثنوی بدر شہادت اردو وغیرہ موجود ہین - کلام اپنے رنگ مین اچھا ہے - باقی تفصیلی حالات افتردوم طبقہ معززین بلدہ مین لکھدیے گئے ہین - مکرر تحریر کی ضرورت نہین

خوب ہی روز ازل مین عہد و پیمان ہوگیا — دل مرا سو جان سے مہدی پہ قربان ہوگیا
جان وہ ہے احمد مختار پر جو ہے فدا — دل وہ ہے جو حضرت مہدی پہ قربان ہوگیا
وسیلہ مغفرت کا اپنی ہے ہر ہر کو ہر ہر کا — سہارا مجھکو مہدی کا بھروسہ ہے پیمبر کا
دعا ہے مہدوی کی رات دن یہ دار و نیاز — دکھادے یا خدا دیدار اپنا اور پیمبر کا
وہ ہے آن مہدی ہے ہر گز نہ جانو — جو دل سے محمد پہ شیدا نہین ہے
وہ ہے ذات مہدی کی مشغول حق سے — جسے طرفۃ العین پروا نہین ہے
وہ ہے کیا خبر کیا ہے مہدی کا رتبہ — فصوص الحکم جسنے دیکھا نہین ہے
وہ ختم الولایت کی کیا شان جانے — اگر گلشن راز سمجھا نہین ہے
نہین دشمن اسلام کی کونسی جا — کہان دین مہدی کا جھنڈا نہین ہے

امیر الممالک اجازت جو دیدے — فرح جانے مین کوئی کھٹکا نہین ہے
مہدوی روضہ مہدی کو پہنچ جائین اگر — ولہ پھر تو ہم اپنے کو سمجھین گے مقدر والے
مہدوی کو میان رود جنبذا — ولہ بھول جانا امام دین نہین
اپنی ہستی کو جہانتک مین مٹانے والے — ولہ بس وہی لوگ ہین اللہ کو پانے والے
دل مومن مین خزانہ ہے خدا کا مخفی — ولہ ہم بھی پاتے اسے کچھ ہمکو جو عرفان ہوتا
ذات مین اسکی اگر خود کو فنا کر دیتا — خود بخود وصل کا اپنے بھی سامان ہوتا
مہدوی اہل طریقت سے ہی مذہب اپنا — ہم چھپاتے جو اسے موجب کفران ہوتا
بہر نظارہ بنا ہے یہ وجود عالم — ولہ دیکھو آئینہ مین ہے کون مقابل کسکا
جنکو ہر لحظہ ہے دیدار کی دولت حاصل — ولہ وہ بھی کیا لوگ ہین واللہ مقدر والے
خنجر یار پکاریگا کہ مین ہون مین ہون — ولہ حشر مین پوچھین گے جب کون ہی قاتل کسکا
دل بے تاب کی آہون مین اثر ہے اتنا — ولہ باہر آجائین ابھی پردہ کے اندر والے
حرم مین بتکدہ کی دھن لگی ہے — ولہ مسلمان ہون کسی کافر پہ جی ہے
مزے مین غم ہے غم مین دل لگی ہے — وہی جانے محبت جسنے کی ہے
بلا ڈھائیگی ہر دم ادن کی شوخی — لب رنگین پہ مسی کی ڈبی ہے
کہانی کیا شب غم کی سناؤن — مرا کہنا تمھاری دل لگی ہے
ذرا اوسکا بھی دل مین دھیان رکھنا — تمھارا شیفتہ یک مہدوی ہے
ساقی چہ گویمت کہ خیال شراب نیست — ولہ امروز در کنار من آن آفتاب نیست

ای مہدوی چو در بغلم آن پری رسید
تسکین جان شدہ بدلم اضطراب نیست

معہ حیدرآباد
جناب

آپکا نام محمد مظفر الدین ہے۔ آپکے آباواجداد تعلقہ راجورہ ضلع بیدر ملک سے قندھار کے رہنے والے تھے۔ آپ بلدۂ حیدرآباد دکن مین ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۸۳ھ کو پیدا ہوئے۔ فارسی کی تعلیم اپنے والد محمد معین الدین صاحب سے پائی۔ اور عربی مولوی محمد زمان خان صاحب شہید سے پڑہی۔ شاعری مین حیدر حسین خان حیدر تخلص سے تلمذ اختیار کیا۔ ابتداءً آپکے جد امجد مولوی عبدالقادر بہمراہی شاہزادہ اورنگ زیب عالمگیر حیدرآباد دکن آکر خدمات شرعیہ پر مقرر ہوے۔ اور منصب و جاگیر سے سرفرازی پائی۔ علےٰ ہذا سلسلہ بسلسلہ علےٰ الخصوص آپ کے جد امجد مولوی غلام محی الدین علاقہ دار کمال النسا بیگم کے لحاظ سے آپ کے والد تک یہی ماہوار منصب و محلات جاری تھی۔

آپ اوّلاً بعہد وزارت نواب مختار الملک مرحوم محکمہ جات مال سمت جنوب مین ملازم ہوے۔ بعد ازان مددگار ناظم سررشتہ پٹہ خانہ سرکار عالی کے خدمت پر مدتون فایز رہے۔ اسوقت جسنے خدمت کے صلہ مین تنوار و پیہ وظیفہ پاتے ہین۔ دیوان غنیمۃ (جو مدینہ منورہ کے قیام مین لکھا گیا تھا) اور ایک دیوان فارسی و قصاید جیہ

اشعار فارسی

بدو گرمی دل منصور را میدارم — مدام در روز بان نام یار میدارم
چو قصد آمدنت بر مزار من باشد — ولہ — بخلق موجب عز و وقار من باشد
دمے زیاد رخ و زلف تو نیم غافل — ہمین وظیفہ لیل و نہار من باشد
دادی تو مرا جان زچہ رو جان تو بخشم — از ملک من آن چیست بگو آن تو بخشم
من مفلس بے مایہ تو سلطان غنی دل — پس من چہ بر این لشکر و سامان تو بخشم
عالم ہمہ پیش تو بہ دانگے نمی ارزد — آن جنس گران چیست کہ ارزان تو بخشم
طائر دل کے پر و براق ہنگام شباب — وقت شب ہر مرغ پنہان در نشیمن میشود

اردو

عشق ہے دلمین ہمارے احمد بے میم کا — داغ اپنا پھول ہے گلزار ابراہیم کا
ہے کون اپنا گنبد گردون مین دا در رس — ولہ — آتی ہے پھر پلٹ کے صدا گر لگائیے
خاکسارون کو ہے راحت سربلندونکو ہے رنج — ولہ — ہے زمین آرام سے اور آسمان گردش مین ہے
دنگ ہین آئینہ مین اپنے لقا کو دیکھکر — ولہ — بت بنے بیٹھے ہین وہ صنع خدا کو دیکھکر
بعد تم سے نالہ و فریاد کرنا — ولہ — ہے لازم خاطر صیاد کرنا
نہین پوچھا کبھی بھولے بھی ہمکو — بت کافر تجھے کیا یاد کرنا
کھل جائیگا جو باب شفاعت حضور کا — رکھا ہے گا طاق مین دفتر قصور کا

آپکا نام نامی حکیم محمد حسین ہے۔ طبقہ حکما مین خاندانی حالات درج ہین۔ آپکو زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین نورافزائے دائرۂ ولایت منورکن جادۂ طریقت وحقیقت حضرت آغا محمد داؤد صاحب قبلہ ابوالعلائی مدظلہ العالی سے بیعت ہے۔ اسی نسبت کے فیض نے آپکی شاعری کے بڑے حصہ کو تصوف کے رنگ مین ڈبو دیا ہے۔ فارسی مین شعر وسخن کی اصلاح آپ نے اپنے والد سے لی ہے۔ شاعری کے ساتھ آپکو فطری مناسبت ہے۔ بچپن ہی مین مقفی فقرے اور موزون مصرع زبان سے نکلنے لگے مصرع سے شعر شعر سے غزل کی نوبت آئی۔ سترہ برس کے سن مین مشاعرون مین شریک ہونے اوسوقت کے اردو اساتذہ مین حضرت محمد سرفراز علیضا صاحب وصفی تلمیذ وحید ہمشیرہ زادہ مولوی غلام امام شہید کو منتخب کے شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ وہ بھی ایسے ضنا کمال اور جوہر شناس تھے کہ تین ہی برس کی تعلیم مین اپنے اس شاگرد کو استاد بنا دیا۔ آپ اپنے اوستاد کی وفات کے بعد جس مشاعرہ مین شریک ہوئے اوسمین جان پڑگئی۔ اہل ملک ہی آپکو فخر دکن نہین کہتے۔ بعض منصف مزاج سخن شناس اہل ہند بھی فخر دکن بلکہ فخر ہند ودکن کہتے ہین۔ آپکی تصنیفات سے تین کتابین نظم مین طبع ہو چکے ہین۔ دو لغت سرور عالم مین جسکا نام نوز ظہور اور ظہور نور ہے۔ تیسری کتاب بلحاظ نام ملک موسوم بہ تحفۂ دکن ہے۔ اور یہی دیوان ڈاکٹر مائل ہے۔ بوجہ ملازمت سرکاری فرصت کم رہتی ہے اسلئے اکثر طالبان سخن کے درخواستین مقبول نہین ہوتین اسپر بھی آپکے شاگرد بہت ہین بعض اہل ہند بھی آپ سے اصلاح سخن مین فیضیاب ہین بہرحال آپ حیدرآباد دکن مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔

جلد دوم ترک محبوبیہ

آلہی تیری ہر صنعت سے لاکھون صنعتین نکلین
خدا ہے لاولد کیون اُسکو بچون نے پیار آئے

چلے فردوس سے آدم سواری کا تشان آیا
ظہور انبیا ماہی مراتب ہے محمد کا

مین ہون حجاب تیری نواہا راز کا
پردہ ہے جسکا نام وہی جرز ساز کا

طور و کلیم آنکھ مچولی کا ایک کھیل
منصور و دار فتنہ تری مشق ناز کا

وحدت کی ہے ہزار مین کثرت مین ہے وحدت
کثرت ہے سلسلہ تری تالف در از کا

غلمت مے جو لکھی پیش و پس جام شراب
آرزو بنکے فرشتہ مگس جام شراب

چشم بگون پر گرا دل تو رکا مژگان سے
نیلیان دیکھیے گرد قفس جام شراب

قد جب سے ساقی تے میخانکی
ہو کسی ناک کا تنکا خس جام شراب

کف رنگین مین پیالہ کف رنگین پر
لائے دو مرغ حنا اک قفس جام شراب

دو زخ کو دیکھنے ہی سے
سمجھے یہان بھی گرم ہے بھٹی کلال کی

سائی نیا کے غنچہ مین بے واہ رکین
پھر پھر وسہ مجھے اللہ کا اللہ رکین

فلسفی اُسکے سمجھتا ہے فلک کو تو اگر
یہ بتا پھر کون شے ہے عکس انگلی آپ مین

کون کہتا ہے کہ ظلمت مین نہین اُسکا نور
روشنی شمع کے کہتی ہے کہان جاتی ہے

فکر عدا کیا مری فکر سا کے سامنے
ساحرون کے سانپ آئین تو عصا کے سامنے

لیلا مادری زبان پہ مدعی کو ناز
مائل وہ اک کنیز ہے میرے محال کی

پھر وہی بات لب پر آئی ہے
پھر اُسی بات پر لڑائی ہے

وہ مری چھیڑ وہ ترا کہنا
شامت آئی ہے موت آئی ہے

اپنے وعدے پہ آپ ہنستے ہین
پھر مزا یہ قسم بھی کھائی ہے

آواز پہ ہے کان مگر آنکھ ہے بند
کیا عجیب چھڑی ستے ہی پیغام ہمارا

لکنت سے جو وہ بوسکا بین تو مزا ہے
کچھ دیر تو ہونٹون پہ ہے نام ہمارا

دفتر ہفتم ردیف میم

وہ جو ہچکی دیتا تھا پاس سے تحسین یاد ہو
وہ جو جاتا تھا اُٹھے در سے تو تمکین یاد ہو

جب تمکو دیا کیا یہی حالت تھی جگر کی
صورت بھی تری چوٹ بھی تیری ہی نظر کی

پھر حشر مین بھی سنئے یہی بات اگر کی
سیکھین گے اسی آگ سے ہم چوٹ جگر کی

اسمین آصف (ظلّ العلی) کے کما لوکا تلا ہی جوہر
وہ زمین بنکے چمکا جسمین ترا علم و ہنر

یہ وہی زمین جو گردون پہ بنے ہین اختر
وہ فلک بنکے اُٹھا شمس و قمر جسمین ہے

ہمارے دل کا ملا چاک آستینون کو
تری گلی نے ہوا پر بھی اڑنے ہین روپے

لباس مین بھی ملائے غم حسینؑ کی ہے
جُڑا ہے کیسی انگوٹھی پہ کن نگینو کو

بنی علی کی ہے تعریف اور خدا کی ثنا
ظاہر ہوا پیغام لب روح امین سے

باہر ہوی تلوار نیام شہ دین سے
نکلا ہے براق بنوی خلد بریں سے

پیدا ہے چمک چہرۂ معشوق حسین سے
ایمن کے بیابان سے تجلی نکل آئی

قدرت کے مضامین سے تعلی نکل آئی
اے داد رہا۔ اے داد دل من

شد کشتہ اشب آبجا دل من
قطرہ دل من دریا دل من

اشکے بچشم بحرے بہ عالم
خود را ندیدی۔ ای دادل من

بر طور رفتی۔ تو دور رفتی
الا اسیر من۔ الا دل من

ہر سو پیش ہر دل بدستش
گردید مائل سو دل من

از آہ سردم در زنگ زردم

مہر حیدرآباد

جناب

۷۹

محمد وزیرالدین نام ہے ۱۲۷۹ھ مین پیدا ہوے۔ آپ شیخ فاروقی ہین مولد اور مسکن حیدرآباد دکن ہے آپکے جدامجد حاجی محمد اکبر مرحوم بعہد نواب سکندر جاہ بہادر بہت بڑے خدمات پر مامور رہتے اور منصب و جاگیر سے ممتاز۔ اور جد غلام محی الدین صاحب مرحوم بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر خدمات لائقہ سے سرفراز اور نواب غفران منزل کے مقرب خاص تھے۔ اور پدر ماجد نواب ناصر الدولہ بہادر و نواب امیر کبیر کے خدمت وکالت کو بھی انجام دیتے تھے۔ آپکے والد حافظ شاہ محمد منیرالدین صاحب چشتی اسوقت موجود ہین۔ جو حضرت قبلۂ عالم شیخ محمود میان چشتی احمدآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہین۔ اور اپنے آبائی مناصب و جاگیر سے بھی سرفراز۔

آپ جناب (مہر) نواب سرخورشید جاہ بہادر کے بہت بڑے مصاحب اور خصوصیت آپ کو گوئین تھے اور نواب صاحب مرحوم بخیال قدامت بڑی وقعت کی نظرون سے آپکو ملاحظہ فرماتے تھے۔ علاوہ جاگیر و منصب کے (۶۰۰) روپیہ ماہوار آپکو پایگاہ سے ملتی ہے۔ آپکی فارسی۔ عربی معمولی ہے۔ لیکن اردو زبان کی تحقیق اچھی ہے۔ ایک دیوان نعتیہ جسکا تاریخی نام منشور چشتیہ ہے طبع ہوچکا ہے۔ دوسرے عاشقانہ دو دیوان اب غیر مطبوعہ موجود ہین۔ طبیعت نازک اور عالی ہے۔ خوش خلق۔ خوش طینت۔ خوش فکر ہین۔ ۴۲ برس کی عمر ہوگی۔

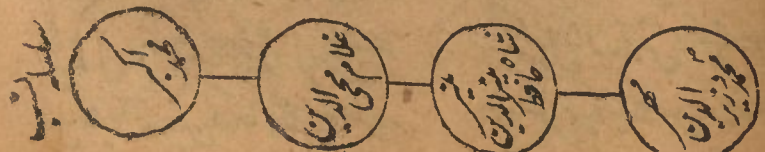

کلیجہ ٹکڑے ہو ہو کر لب فریاد سے نکلا
ترٹپ کر جب کوئی نالہ دل ناشاد سے نکلا

نہ حسرت کم ہوی دلکی نہ زاری چشم گریانکی۔
وہی ہے جوش دل کیا حوصلہ فریاد سے نکلا

اسیر دام الفت پر رہا کی اک نہ اک آفت
ہوا صید اجل جب حلقہ صیاد سے نکلا

نہ ملتی کشتگان عشق کو منزل قیامت تک
پتا راہ اجل کا خنجر جلاد سے نکلا

مقدر نے مدد کی اور پھر پرواز کام آئی
قفس کو ساتھ لیکر خانۂ صیاد سے نکلا

وہ بسمل ہون کہ مرنے تک نہ مرنے پہ نہین نابت
جزاک اللہ زبان خنجر فولاد سے نکلا

جہان مین ڈھونڈتے پھرتے تھے ہر سو لوگ وحشت کو
پتا آخر کو مہر خانمان برباد سے نکلا

محبت غیر کی جب تک انکے دل سے نکلیگی
ولہ ہماری روح بھی سفاک ہی مشکل سے نکلیگی

زمانہ مین پھری لیکن نہ جای اوسکے کوچہ مین
خجل ہوکر قیامت یار کے محفل سے نکلیگی

یہ سینہ وہ نہین جسمین تمنا آکے پھر جاے
یہ حسرت وہ نہین اپنی کہ اپنے دل سے نکلیگی

وہ پردے مین ہین جبتک آرزو بھی دل مین ہی مخفی
وہ جسدن گھر سے نکلین گے تمنا دل سے نکلیگی

یہ ہنسنا چند ساعت کیلئے ہے بزم جانا مین
سحر کو شمع بھی روتی ہوی محفل سے نکلیگی

نہین رہنے کی پیری مین سیہ کاری جوانیکی
سفیدی سر مین آئیگی سیاہی دل سے نکلیگی

اگر تم آؤ سختی نزع کی ہو مہر پر آسان
بدن سے ورنہ جان ناتوان مشکل سے نکلیگی

قصد آجکل فراق مین عرش علے کے ہین
ولہ اونچے خیال نالہ گردون رسا کے ہین

کم سوز برق سے نہین سوز دل بشر
اے آسمان یہ خاک کے پتلے بلا کے ہین

خواہان نہین شفا کے مریضان مے فروش
مے پی رہے ہین طاق پہ شیشے دوا کے ہین

خاک لحد ہماری نہ برباد ہو کہین
کچھ مشورہ فلک سے نسیم وصبا کے ہین

آنکھونکی ہے خطا نہ ترے حسن کا قصور
یہ سب فسانہ ایک دل مبتلا کے ہین

شر کوئی چیز ہے نہ بشر کوئی چیز ہے
سب کھیل خاک و آتش و آب و ہوا کے ہین

اپنی ضیا لحد مین دکھائیگا وہ ضرور
اے مہر ہم فریفتہ جس مہ لقا کے ہین

حسرت آباد

جناب ناجی

۸۰

آپ کا نام سید اصغر حسین ہے۔ آپکے والد کا نام میر صلابت علی صاحب تھا۔ جنکے جد اعلے دیانت خان منصور دہلی مین گذرے ہین۔ دیانت خان کو سلطنت دہلی مین امارت و وزارت کا جو اعزاز حاصل تھا تاریخون سے ظاہر ہے۔ جناب ناجی صاحب کو زمرۂ منصبداران سرکار عالی مین اعزاز منصب حاصل ہے۔ اور نواب مختار الملک بہادر وزیر عدالت و امور خارجہ سرکار عالی کے معتمد جاگیر ہین لیاقت و دیانت مین مشہور اور فن شعر مین شہرۂ آفاق ہین۔ ہر چند تاریخ گوئی و غزل و قصیدہ وغیرہ ہر صنف مین اوستاد کامل ہین۔ لیکن مداحی رسول مقبول و آلہ الطاہرین علیہم السلام کو باحصل اپنی سخنوری کا جانتے ہین۔ منشی تفضل حسین عطا مرحوم سے تلمذ تھا۔ اسوقت ناجی صاحب کا سن تخمیناً پنجاہ سال کا ہوگا۔

شجرۂ نسب

میر صلابت علی

اصغر حسین سید

شجرۂ تلمذ

عطا

ناجی

تھے محجوب شاہ حیران اپنا لشکر دیکھکر سلام اوسطرف لاکھون ستمگران بہتر دیکھکر
آہ کی وہ فاطمہ نے بلگیا عرش بریں۔ بوسہ گاہ مصطفےٰ کو زیر خنجر دیکھکر
چونک پڑتی تھی سکینہ دمبدم یہ خوف تھا خواب مین بھی صورت شمر بدگہر دیکھکر
کہتے تھے شبیر اس سینہ مین ہے سر خدا چڑھتو اس سینہ پہ اے شمر ستمگر دیکھکر
کھاتے ہین پیچان سہمے اور تمانے اتر پڑے مر گئے بس باپ کی صورت کو اصغر دیکھکر
یاد کرکے زیور طفلی کو بانو روتی تھی۔ گردن سجاد مین آہن کا زیور دیکھکر
رونے کی جا ہے محجوب ہنستے تھے سب اہل شام دربدر آل محمد کو کھلے سر دیکھکر
نامہی مہمانی تیری حر سے کہتے تھے حسین شرم آتی ہے مجھے تجھکو برادر دیکھکر
تشنگی اطفال اشہ کی یاد کرکے روتے تھے نہر کو حسرت سے عباس دلاور دیکھکر
بولے شہ اسوقت ہے اصغر سے لپٹی فاطمہ چھوڑ نا تیرا سطرف کو اے ستمگر دیکھکر
روضۂ احمد کی گر ناجی تمنا ہے تجھے چلیو یثرب روضہ سبط پیمبر دیکھکر
جز دعا لفرین نکی ہرگز کسیکے واسطے ولہ مومنو یہ صبر تھا ابن علی کے واسطے
رو نکی جا ہے ہو جسکا عودۃ الوثقا خطاب طوق کا حلقہ ہوا اوسکی لاڈلی کے واسطے
دمبدم اصغر کے منہ مین دیتی تھی بانو زبان کرتی تھی سامان یہ رفع تشنگی کے واسطے
جسطرح لوٹے گئے ہم کہتے تھے اہل حرم ہو نہ رب ذوالمنن یہ دن کسی کے واسطے
دختر زہرا نے اگر بھائی کی تھامی رکاب حیف رہا کوئی نہ شہ کی یاوری کے واسطے
مشک کا سقہ نہ چھوٹا ہو گئے بازو جدا تھی یہ سقائی فقط ابن علی کے واسطے
نار سے آزاد ہو کر خلد مین داخل ہوا واہ کیا سامان ہوا حر جری کے واسطے
وقت قتل سبط احمد کہتے تھے زہرا بہی مینے کیا پالا تھا اس تیغ شقی کے واسطے
تخت پر بیٹھے یزید بخس کہون ایچرخ دون اور کھڑے رہنے کا حکم آل نبی کے واسطے
خود بخود ہر رہ سے ناجی آگہی ہوتی نہین پیشوا جب تک نہ ہوے مقتدی کے واسطے

دفتر بفتم

مولوی علی حیدر صاحب طبا طبائی نام ہے۔ میر مصطفےٰ حسین مرحوم کے خلف ارشد ہین۔ لکھنو مین تولد ہوئے۔ واجد علی شاہ اماز اللہ برہانہ کے ساتھ اون کی زندگی کلکتہ مین رہے۔ شاہزادون کے عربی تعلیم پر مامور تھے۔ حیدرآباد مین آنے کے بعد ابتداءً کتب خانہ آصفیہ کی مہتممی پائی۔ بعد ازان مدرسۂ عالیہ کے پرفیسر عربی مقرر ہوئے۔ حال ہی وسی خدمت سے ممتاز ہین۔ آپ ادیب کامل معقول و منقول کے فاضل اجل ہین۔ علاوہ فضل و کمال کے شعر و سخن مین بھی اوستاد مسلم الثبوت ہین۔ آپ کی تصانیف سے کئی ہین۔ بنمله اون کے کتب ذیل طبع ہو چکے ہین۔

شرح دیوان غالب اردو۔ شرح تشریح الافلاک عربی۔ رسالہ تعزیت نحو عربی۔ رسالہ بنیات اسماء معربات۔ رسالہ تحقیق لون و شعاع مثنوی شفقیہ۔ آپکے تین فرزند ہین۔ میر محمد [illegible] سید احمد [illegible] سید احمد جو زیر تعلیم ہین۔

گلاب کا پھول

دشت باغ مین نظر آتا جو صحبدم
اک گل فراز شاخ چمن آشکار ہے

یہ جینے دیکھ کے اوسکا فروغ حسن
کس نازنین کا تو چراغ مزار ہے

معلوم ہو رہا ہے گریبان کے چاک سے
شاید کسی کی خاک پہ تو سو گوار ہے

کہنے لگا کرے کوئی ماتم کسی کا کیا
اپنی ہی زیست کا نہیں کچھ اعتبار ہے

مینے کہا ہمیشہ رہیگا ترا شباب
کہنے لگا کہ چشم زدن کی بہار ہے

مینے کہا کہ روح فزا ہے تری شمیم
کہنے لگا کہ اک نفس مستعار ہے

پوچھا یہ مینے کان مین آتی ہے کچھ صدا
بولا اجل اجل کی جہان مین پکار ہے

مینے کہا کہ زخم جگر کا ہے کیا سبب
کہنے لگا کہ تیغ قضا سے دوچار ہے

مینے کہا پھری یہ چھری کس گناہ پر
اوس نے کہا مشیت پروردگار ہے

پوچھا یہ رو کے مینے کہ اسکا نہین علاج
بولا یہ ہنسکے وہ مجھے کیا اختیار ہے

مینے کہا کہ حیف تو کہنے لگا کہ حیف
جائے قرار جان ہے نہ پائے قرار ہے

غزل

خوش ہو کشش جو لیجا ہے نزدیار کسیکی
دیکھی ہی نہین گرتے ہے بازار کسیکی

یون مرکہ نہ یاد دن پہ ہو بھاری ترا مردہ
یون جی کہ طبیعت پہ نہ ہو بار کسیکی

عبرت ہے ہوتی ہے مینے پہ صدا کے
اک بات اوٹھاتا نہین کھسار کسیکی

اچھی بھی گذر جاتی ہے انسان پہ بری بھی
رہ جائے گی آسان نہ دشوار کسیکی

یان عشق مین سب چور ہین نرگس مو کہ گل مو
زخمی یہہ کسیکا ہے وہ بیمار کسیکی

مرقد ہی پہ بس جاکے رکے گا فرس عمر
کیا ان کو ملائے گا یہ رہوار کسیکی

کچھ پاس ہے تمکو نہ فلک کو نہ اجل کو
آنکھون مین مروت نہین زنہار کسیکی

کاتون مین گلا اور نہ گردن پہ چلے تیغ
تقدیر سے چلتی نہین رہوار کسیکی

وزیر دام اقبالہ عالیجناب

۸۲

تخلص زیب دہ عنوان نواب آصف یاور الملک بہادر میر وزیر علی بادشاہ کا ہے ۔ جناب عصر حیدر آبادی سے تلمذ ہے ۔ کلام تصوفانہ ہوتا ہے عرفان مین ڈوبا ہوا ہے ۔

تفصیلی حالات دفتر اول طبقۂ اُمرا مین درج ہین ۔ اشعار حسب ذیل ہین ۔

ظاہر ہے سویدا مین مرے رنگ صفا کا — دیدہ مرا آئینہ ہے انوار خدا کا
دیکھا ہون خودی ہی مین خدایا ترا جلوہ — ظلمت مین پتا مجھکو ملا آب بقا کا
کافی ہے ترے دامن دولت ہی کا سایہ — محتاج نہین ہے مرا سر بال ہما کا
وہ دیکھ لے جا کر بت سفاک کا کوچہ — جو عمر مین دیکھا نہو میدان قضا کا
کیا طوف کرون کعبۂ رخ کا کہ ترا خال — بیٹھا ہے یہ بدو کی طرح روک کے ناکا
بکھراتا ہون ہوا کو چہ جانان کی ہمیشہ — بھوکا نہین رضوان تری جنت کی ہوا کا
جیسے خیال سر مین ہے گیسوے یار کا دلہ — آتا ہے میرے گوش مین غل مار مار کا
اک تم ہی مجھکو پاس نہین دیتے ہو جگہ — ورنہ مقام گل کے ہے نزدیک خار کا
کیونکر نہ مجھکو دے زر مضمون نذر فکر — سلطان ہون مین وزیر سخن کے دیار کا
ہے خجل اسدر جہ روے سیمیر سے آفتاب دلہ — جھانکتا پھرتا زمین ہے ہر گز سے آفتاب

گرمی جوشش محبت کا یہی مژدہ ملا — پھل کے بدلے گر پڑے شاخ و شجر سے آفتاب
ہمسری کا جب سے دلدار کا دعوی کیا — گر گیا صد حیف خلقت کی نظر سے آفتاب
اکس رہے ہے غیرت کے عارض پر خشم ہوں اگر — دیکھنے آتا ہے جسکو روز سر سے آفتاب

رہنے کا حق کے کعبہ دلین مقام ہے — آخر کسی نشان سے بندہ کا نام ہے
دیر و حرم مکان ہین ایک ہی مکین کے — جسکی صفت رحیم وہی رام نام ہے
اپنا بنا یا دیدہ دل ہی کو نامہ بر — جب سے میان یار پیام و سلام ہے
نالی کا مال سننے کی صدا سے ہی آئینہ — گویا زبان بندگی حق کا کلام ہے

کیا کام ہے کسیکی خطا و گناہ سے — کب دیکھتے ہین نیک نظر بدنگاہ سے
پیش نظر ہے غیب و شہادت کا آئینہ — چھپ کر کہان وہ جائین گے میری نگاہ سے
کرتا ہون ذکر زلف مین اوصاف روئے یار — کعبہ کو جا رہا ہون شوالہ کی راہ سے

صورت پرست رہتے ہین معنی سے بیخبر — واعظ ہو دور کیون نہ حقیقت کی راہ سے
پیش نظر ہوا ہے افشائے راز کا — قاصد کا کام لیتا ہون تار نگاہ سے
اکدن جہان کا شاہ بھی ہوگا گدا دکن — ہمکو ولی امید ہے فضل الٰہ سے

ہوا زنگ غفلت سے صفا دل — بنا آئینہ شان خدا دل
نظر سے میری کب باہر ہے تو یار — ترا گھر ہے جو سمجھا ہے مرا دل
ہوا آئینہ احوال عالم — کدورت سے ہوا جسدم صفا دل
یہ خالق کی بنا مخلوق کی وہ — کجا کعبہ کجا دیکھو مرا دل
خداوندا دو بت جیسے بنے ہین — مرا اوسدن سے پتھر بنگیا دل

بہر رنگے کہ خواہی جامہ در پوش — گر بیدہ کا ہے پہچانتا دل
کیا ہے خاکساری نے مجلی — صفا آئینہ سے بھی ہے سوا دل
سب سرفراز اصف سادس سے ہین ولی — خالی نہ کوئی شاہ کے در سے پھرا کبھی

والہ جناب مدراسی

۸۳

آپ کا نام مولوی محمد عبدالعلی ہے۔ آپ کے جد مادری اعظم علیخان بہادر امیر الامرا آصف جاہ عارف الدین خان رونق بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر مدراس سے حیدرآباد آئے۔ یہاں آپ نے بہت کچھ اعزاز حاصل کیا۔ سر سالار جنگ اول نے کئی دفعہ آپکے مکان پر تشریف لاکر آپکی عزت کو دوبالا فرمایا تھا۔ اعظم علیخان کو اس سرکار سے خطاب خانی اور عہدہ بخشی عطا ہوا۔ اسکے بعد مولوی محمد مہدی واصف حیدرآباد آئے۔ اور سو روپیہ منصب اور اسکے نام جاری ہوا چنانچہ تا الی الآن اونکی اولاد کے نام منصب مذکور جاری ہے۔

جناب والہ ۱۲۸۰ھ مین پیدا ہوئے علم ادب عربی و علم ادب فارسی مین بے نظیر تھے تفسیر و حدیث وغیرہ مین مہارت کامل حاصل تھی مدرسہ عالیہ مین فارسی و عربی کے صدر مدرس تھے دو سو پینسٹھ ۲۶۵ روپیہ حالی ماہوار ملا کرتی تھی ترپ بازار مین سکونت تھی ۱۳۴۱ھ مین انتقال ہوا اکثر فارسی اشعار کہتے تھے دیوان چمنستان بہشت۔ انشائے والہ۔ اور شرح دیوان اردو غالب دہلوی مطبوعہ اونکی یادگار ہے۔ اور سعدیؒ۔ حافظؒ اور فیضی کے بعض اشعار کی شرح بھی آپ نے لکھی تھی جو ابتک نہین چھپی۔ آپکو تین صاحبزادے ہین۔ مولوی محمد عبدالولی صاحب۔ مولوی عبدالواحد صاحب۔ مولوی عبدالرشید صاحب۔ کلام حسب ذیل ہے۔

شجرهٔ نسب

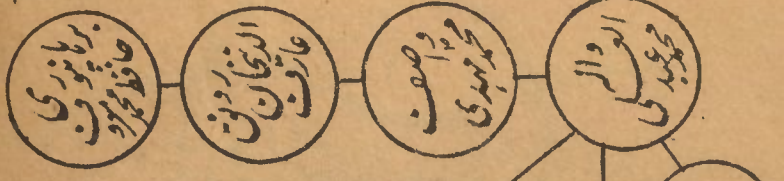

شجرهٔ تلمذ

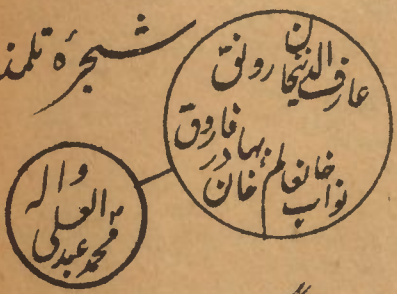

منزل کند خیال تو چشم پر آب را ۔ آرے گذر بجوت فتد آفتاب را
با من کہ ہست جائے تو در پردهٔ دلم ۔ خوش بے حجابی است نمودن حجاب را
مقسوم اہل علم عذاب است زیر چرخ رسمے است در شکنجہ کشیدن کتاب را
خوش میرسد زسیر چمن ترک مست ما ولہ دستے بدوش ساقی و دستے بدست ما
کارہ از رفو گذشت درین موسم بہار تارے بجیب نیست مرا و دست ما
بگوش ناز اگر گفتار شرق من گران آید ولہ قرار نا شنیدن میتوان دادن شنیدن را
کبوتر تا چہ باز آرد جواب نامہ از یارم دو چشم انتظارم کرد و سر انیکسپریدن را
ملیکے خواب فراموشم و غیر از نیستی ولہ کس نمیداند درین غفلت سرا التعبر ما
حدیث خور از و اعظ شنیدن ساقیا تا کے ولہ پری در چشم مستان جلوہ گر کن شیشہ را بشکن
شکستم بوسهٔ آن لعل و جام بادہ بشکستم ولہ مرا خواے توبہ زین محفل کہ بشکن بشکن است اینجا
ناوک افتادہ است مضمون ادائے غمزہ لیب ولہ گوش گل در پردہ می سنجد نوائے غمزہ لیب
جانب مشتاق چشم خویش نادیدن نداشت نقد دل بردن نگاہ ناز دزدیدن نداشت
دل کہ عمرے بجرم رفت و باد آب نشست دیدہ تا چشم تو می خورد و بجرم آب نشست
میدہی والہ خود را بہ محبت تسکین دل ادبردی و ہم فکر دلاسا داری

جناب مولوی وصفی ایلیٹھوی

محمد سرفراز علی نام تھا۔ قصبہ ایلیٹھی بندگی میان ضلع لکھنؤ کے رہنے والے تھے آپ کا سلسلہ جدی شیخ احمد نامجون اوستاد بادشاہ عالمگیر کو پہونچتا ہے۔ آپ معہ اپنے ماموں غلام امام صاحب شہید کے جب الطاف نواب سرفراز الدولہ اودھ (بعہد حضرت مغفرت مکان) حیدرآباد دکن تشریف لائے تھے عربی۔ فارسی بسباق وسباق مین بخوبی مہارت تھی۔ محکمۂ مرافعہ مین ملازم تھے ۱۲۷۵ھ مین بعمر سی وہشت سالہ راہی دار الجنان ہوے۔ فارسی اور اردو دونون مین شعر کہتے تھے۔ کلام مین سلاست اور فصاحت انتہا درجہ کی ہے۔ حضرت خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی کے کسی لایق شاگرد سے آپکو تلمذ تھا۔ تمام علوم نہین یہان حیدرآباد مین آپکے بہت سے شاگرد ہین۔ دیوان فارسی۔ دیوان اردو دیوان تواریخ۔ غیر مطبوعہ موجود ہین۔ فسانۂ گل وبلبل طبع ہوچکا ہے۔ ایک کتاب نثر مین بجواب فسانۂ عجائب بھی لکھی تھی مگر طبع نہین ہوی۔ آپکے اکلوتے صاحبزادے محمد اعجاز علی صاحب شہرت موجود ہین۔

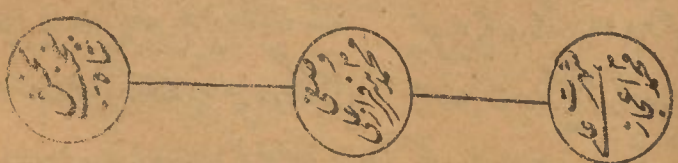

لاؤن مین زبان تک گلۂ سوز درون کیا — دلپر جو گذرتی ہے گذرتی ہے کہون کیا
مرجانیکی کسطرح نہ مانگون مین دعائین — پہلو مین وہ رہتے نہین دنیا مین ہون کیا
بہلاتا ہون دل چھیڑکے زنجیر جنون کو — زندان مین اگر یہ نکرون نہین تو کرون کیا
بے پردہ وہ کیا تجھسے کیا کرتے ہین باتین — قاصد تری ہمراہ اسیوقت چلون کیا
آسمان جسروز سے آمادۂ بیداد ہے — دل کسقدر زیر زمین خلق خدا آباد ہے
دل جلا جاتا ہے ضبط آہ سے فریاد ہے — آتش جانسوز پاس خاطر صیاد ہے
رنج ولطف آمد ورفت صنم بھولونگا کیا — وہ مصیبت یاد ہے مجھکو وہ راحت یاد ہے
سنکے میرا رعا کرتے ہین وہ ترچھی نگاہ — طائر مطلب شکار ناوک بیداد ہے
ضبط کرتا ہون تو سینہ مین گھٹا جاتا ہے دم — نالہ کرتا ہون تو بار خاطر صیاد ہے
رخ زردی ہے مگر کھلتا نہین کچھ انکا حال — آشکارا عشق ہے پنہان مری روداد ہے
ساقیا میخانہ مین بھونچال کیا آیا ہے آج — خم بخم شیشہ بشیشہ ہے یہ کیا افتاد ہے
بیکسی کہتی ہے حاجت شمع روشن کی نہین — لالۂ نعمان چراغ تربت فرہاد ہے
صدمات وہ دے جو نہ دل تاب لاسکے — ہم کو ستا چکے وہ جہانتک ستا سکے
یونہی تمام فصل بہاران گذر گئی — ایسے اسیر تھے کہ رہائی نہ پاسکے
وہ بادہ نوش ہین کہ پیے جائینگے شراب — ساقی کا حوصلہ ہے جہانتک پلا سکے
حاضر ہین جاندہی کیلئے تیرے جان نثار — وہ کرادا کہ لطف قضا کا دکھا سکے
رخ گلفام پر تم چھوڑ دو گیسو اگر اپنا — سواد شام غربت رنگ کھلائے سحر اپنا
نظارہ کرتے ہی اونکا حواس خمسہ کھو بیٹھا — دیار بیخودی مین جاکہ پہونچا نامہ بر اپنا
خیال عارض رنگین مین جب نالہ کیا ہمنے — چمن مین حلقہ ماتم بنا دو دجگر اپنا
وہ شاید وصل کے وعدے پہ راضی ہوگئے وصفی — بہت ہنستا ہوا آج آرہا ہے نامہ بر اپنا
خواب مین جلوۂ دیدار دکھاوصفی کو — تجھ پہ قربان ہون اے حیدر کرار آنکھیز

وحید الدین احمد خان بہادر

۸۵

وحید الدین احمد خان بہادر نام ہے۔ مولوی بشیر الدین احمد خان صاحب ناظم نظام جمعیت سرکار عالی کے چھوٹے بھائی ہین۔ چنانچہ آپ کے خاندان عالیشان کا تذکرہ آپ کے بھائی صاحب کے حالات مین بیان ہو چکا ہے۔ لہذا یہان قلم انداز کیا گیا۔

اسوقت آپ دوم تعلقہ داری اضلاع کے معزز خدمت سے ممتاز ہین۔ آپ کو حضرت مرزا غالب مرحوم سے تلمذ ہے۔ طبیعت اچھی پائی ہے کلام دلچسپ ہوتا ہے۔ نہایت خوش اخلاق وذی مروت ہین۔ چند اشعار ہدیہ ناظرین ہین۔

[illegible] ادس سے نہ رکھی مین نے جان تک	ثبوت دوستی آخر کہان تک
[illegible] یا جب نہ آنکھون مین کوئی بات	نظر پہونچی فضاے لامکان تک
[illegible] ہی ضبط سے رسوائی عشق	نہ آیا راز دل ہرگز زبان تک
[illegible] ائی بھی نہ ہو جب تجھے امید	وفا کوئی کرے آخر کہان تک
[illegible] سے خاک مین ایسا ملایا	کہ اب باقی ہین اپنا نشان تک
[illegible] ن امید اب کچھ زندگی کی۔	کہ ہیچا نشستر غم استخوان تک
[illegible] ی کیا گفتگو اب ماسوا کی۔	ادسیکا جلوہ ہے دیکھا جہان تک

ملامت کر نہ واعظ میکشون کو — یہان بدمست ہے پیر مغان تک
اوڑائی خوب تم نے خاک عاشق — ق — مکدر ہین زمین و آسمان تک
گل و سرو و سمن ہو جائین گے خاک — نہ آئیگا نظر اون کا نشان تک
چمن مین حشر برپا ہو رہا ہے — بچے گا کون پایان خزان تک
کوئی کب تک سنے اس داستان کو — وحید اظہار درد دل کہان تک

تمھایون تو غم عشق سے دل ریش جگر چاک — دلہ — وحشت مین ہے اب ہاتھ آ رائش سر چاک
بے سود نہین جامہ دری دست جنون کی — یان حسرت دیدار مین اک چشم ہی ہر چاک
سودا ہے جو یون اپنے کو رسوا کرے کوئی — تنگ آ کے ہی کرتا ہے گریبان کو لبر چاک
ہے نیشتر غم مین اثر سوز الم کا — سینہ پہ مرے داغ کے مانند ہی ہر چاک
شاید کوئی احوال سنا دے مرا اونکو — دامن کا دکھاتا ہون سر راگندہ چاک
اے دشنۂ غم کیون شب فرقت مین کمی کی — سینہ نہ ہوا مثل گریبان سحر چاک
کیا گریۂ پیہم سے چھپے راز محبت — گویا کہ ہے اس پردہ کا یہ دیدۂ تر چاک
سینہ تو گریبان سے زیادہ ہے دریدہ — اے چارہ گر آتا ہنین کیا تجھکو نظر چاک
تیغ نگہ ناز کو کیون کھیل سمجھتا — قسمت مین دل زار کی ہوتا نہ اگر چاک
جز مشق ستم اور کوئی راز ہے ورنہ — یون کرتی نہ دلکو مرے شمشیر نظر چاک
ہر چند اثر داغ سے محروم نہین دل — منجملۂ اسباب تسلی ہے مگر چاک
کسطرح چلا آتا ہے دیکھو تو وحید آج — دامن ہے ادھر چاک گریبان ہے ادھر چاک

سراپا زخم ہون صد آفرین اون ناوک افگن کو — دلہ — سے کیا خاک حیرت ہوگئی ہے چشم سوزن کو
نہ ترکش ہو کہین خالی نہ رحم آجائے یہ ڈر ہے — کبھی ناوک فگن کو دیکھتا ہو نہین کبھی تن کو
نمود خاک سے بھی ہے ہماری خستگی پیدا — غبار راہ مجنون جانتے ہین لوگ مدفن کو
غضب ہے بے ارادہ حسرت دشمن نکلتی ہے — وحید اوسکی گلی مین کیون بنایا میرے مدفن کو

نام حافظ مولوی ابوالحسن محمد داؤد ہے ۔ آپ مولوی حیدر علی صاحب المخاطب بہ رئیس المتکلمین کے پوتے ہین ۔ آپکا سلسلہ خلیفۂ اول حضرت ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے ۔ مولوی حیدر علی صاحب سنہ ۱۲۸۰ھ مین زیارت حرمین شریفین سے فارغ ہوکر بمبئی تشریف لائے ۔ وہان حضرت نورالدین شاہ قادری (مرشد حضرت معقرت مکان) بھی تشریف رکھتے تھے چنانچہ آپکو وہان سے حیدرآباد ساتھ لائے ۔ بوجہ آپکے علم وفضل کے نواب مختارالملک اولے نے خدمت صدر مدرسی دارالعلوم پر مقرر فرمایا ۔ بعدازان رکن مجلس عدالت العالیہ ہوے ۔ اور دو سو روپیہ منصب بھی علحدہ اجرا ہوا ۔ جو تا الی الآن آپ کے اولاد مین جاری ہے ۔

جناب ہادی سنہ ۱۲۷۵ھ مین بمقام دہلی پیدا ہوے ۔ عربی فارسی مین فارغ التحصیل ہین ۔ ایک زمانہ تک خدمت سررشتہ داری انجام دیتے تھے ۔ اب منصرم تحصیلدار ہین ۔ آپ کو تلمذ مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی سے تھا ۔ کلام دلچسپ ہوتا ہے ۔ ایک مثنوی پری پیکر مطبوعہ موجود ہے ۔ ایک دیوان غیر مطبوعہ بھی موجود ہے ۔ ایک صاحبزادہ بھی نورالنیشین ۱۵ سالہ زیر تعلیم ہے ۔ مکان سوکے میر کی کمان مین واقع ہے ۔

گریہ ہی رہا حال مرے شور و بکا کا
اللہ نگہبان ہے پھر ارض و سما کا

کیا حال کیا کہون فرقت نے شب غم
بیتابیون نے ارض کا نالون نے سما کا

کیا آج شکایت دل پر درد و الم کی
روگی مرے پالے ہی یہ کمبخت سدا کا

چپکے سے مجھے راہ دریار بتا دے
ممنون ہون مین غیر کے نقش کف پا کا

واقف نہین تو ہادی آشفتہ سے ظالم
وہ کشتۂ دل ریش تری تیغ ادا کا

کیا معجزہ ہے ابروے خمدار یار کا
ہو ایک وار اور گئے سر ہزار کا

گھیرے ہوے تھی حسرت و ارمان بری طرح
وہ آئے پر پتہ نہ لگا کچھ مزار کا

ہم صدمے سہ چکے ہین تری شام ہجر کے
کچھ ڈر نہین درازی روز شمار کا

دیکھا نہین کہ ظلم کی کیسی سزا ملی
نالون نے کیا کیا فلک بدشعار کا

دل سے ہمارے حسرت و ارمان نکل گئے
روزن کھلا رہا ترے تیر دوسار کا

لوگون مین نام پڑ گیا ہادی خدا کی شان
بھولے ہوے کا بھٹکے کا اک وہ خوار کا

گر شکست دام کی طاقت نہ پائے عندلیب
بوٹیان منقار سے اپنی اڑائے عندلیب

کون جانے مبتلا کے حال کو جز مبتلا
کون روے حال پر میرے سوائے عندلیب

کوئی حیلہ رہ نہ جائے داد خواہی کے لئے
ہم ادھر پٹخین ادھر کچھ غل مچائے عندلیب

کونسا رشک چمن آیا کہ اے باد صبا
رنگ گل اڑتا ہے گلشن مین بجائے عندلیب

ہمنے ہادی عشق کر کے جو اڑائے ہین مزے
مر کے بھی وہ ذوق وہ لذت نہ پائے عندلیب

ہالف حیدرآبادی

جناب

۸۷

حکیم عاشق حسین خان نام ہے۔ طبقہ حکما مین آپکے تفصیلی حالات درج ہین۔ میر سرفراز علی وصفی مرحوم آگرہ آبادی سے تلمذ ہے۔ کلام اچھا ہوتا ہے۔ اکثر نعتیہ قصائد لکھتے ہین۔ اسطرف طبیعت کا رجحان زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسوقت قصائد نعتیہ۔ خیال مدینہ۔ باغ مدینہ۔ ناقۂ نبوی اور توحید کے بیان مین نغمات توحید ہے۔ یہ آپ ہی کے مصنفہ ہین۔ ایک دیوان غزلیات کا بھی ہے جو ابھی طبع نہین ہوا۔

سلسلہ نسب

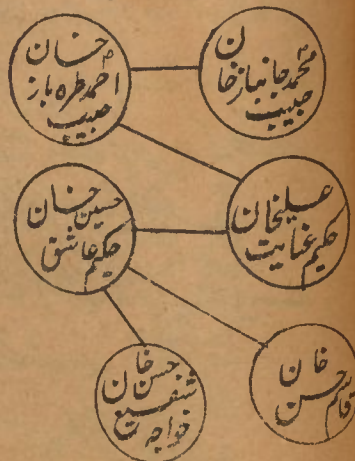

سلسلہ تلمذ

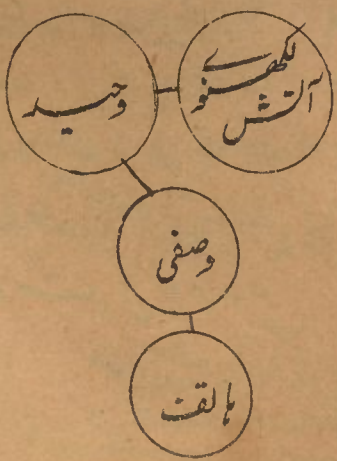

جب وہ بتون کے شکل مین جلوہ فگن ہوا — جو بھید تھا خدا کا سمٹ کر دہن ہوا
نقش قدم مین آبلۂ پا کا خون ہے — جنگل مین نوک خار سے پیدا چمن ہوا
غیرون کو دیکھکر مرے دامن مین چھپے — فانوس شمع حسن مرا پیرہن ہوا
غرور آئینہ بینی سے بڑھا اس شوخ پرفن کا — ادھر ہے نور جوبن کا ادھر ہے عکس جوبن کا
شہادت رتبۂ عالی ہے خون اچھلے گا گردن تک — بلائین حور کی لیگا لہو گہوارے گردن کا
زاہد کو خدا بین ہوا عشق حرم کا — مین دیر نشین دیکھنے والا ہون صنم کا
یہ دل کی تجلی ہے جو ہر آنکھ مین ہے نور — دروازہ کشادہ نظر آتا ہے حرم کا

اپنے پر آپ اپنے لئے ہین نثار آپ — جن آپ آدم آپ ہین اپنی بہار آپ
اپنے کو دیکھتے ہین عناصر کے قید مین — آب آپ خاک آپ ہوا آپ نار آپ
جسکا مجنون ہے دو عالم اسکا جلوہ دلمین ہے — ایک ہی لیلے ہے جو موجود ہر محمل مین ہے
خوب پانچون وقت مسجد مین پڑھی ہاتف نماز — اب تو بتخانے مین جا بیٹھین ارادہ دلمین ہے
محبت کا برا انجام دیکھے کسطرح ہوتے — تمھارے بھی شفا خانہ مین کیا ہاتف دوا کم تھی

نعتیہ

نور احمد مین احد جلوۂ جانانہ ہوا — آپ ہی شمع بنا آپ ہی پروانہ ہوا
دل مین بطحا کی ہوا سینہ مین کعبہ کی ہوس — یہ بنی خانہ بنا اور وہ خدا خانہ ہوا
بھر لی ہے دم چمن مین ترا غنچہ لب زار — ہر پھول مین ہے بوے محبت بھری ہوئی
بھر دل کا حال ہے شہ بطحا کے سامنے — بیمار لوٹتا ہے مسیحا کے سامنے
طالب کو خدا ملا نبی سے — منزل کا پتا لگا علی سے
کیا رد و قبول کا تردد — بندے کو ہے کام بندگی سے

خلد مین پیش نبی دیگی مرزا لغت شریف
سن لے والے یکطرف ہاتف ثنا خوان یکطرف

۶۸۶

جلد دوم نزک محبوبیہ

ضمیمہ

دفتر ہفتم

طبقہ شعراء نازک خیال

فضلِ مدراسی حضرت

مولوی نجم الدین حسن قادری نام ہے۔ آپ حضرت راقم مدراسی (جنکا تذکرہ دفتر ہذا مین درج ہے) کے خلف الصدق ہین تفصیلی حالات خاندانی آپ کے پدر بزرگوار کے تذکرہ مین لکھدئے جائینگے۔

آپ ۱۲۵۵ھ مین پیدا ہوے۔ جملہ علوم وفنون مروجہ دینیہ وادبیہ وحکمیہ مین ماہر اور نظم ونثر عربی وفارسی واردو مین کامل ہین من ابتدائے ۲۹ شوال ۱۲۸۶ھ سررشتہ عدالت مین خدمات مختلفہ پر مامور وملازم رہے۔ آخر مین عرصہ دراز تک اضلاع مختلفہ مین منصف درجہ اول رہکر عدالت دیوانی کا کام معہ اقتدارات مجسٹریٹ درجہ دوم فوجداری انجام دئے۔ بعدازان یک بیک برنبائے رویائے صادقہ (حسب ہدایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) تائب ہوکر ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو ملازمت سے مستعفی ہوکر خانہ نشین ہوگئے۔ ایک سو روپیہ وظیفہ ملتا ہے۔ دیوان کلیات نظم مرتب ہے مگر طبع نہین ہوا۔ رسالہ ضوابط الجمل۔ مخزن الانساب۔ تواریخ اہل اللہ آپ کے تصانیف سے ہین۔

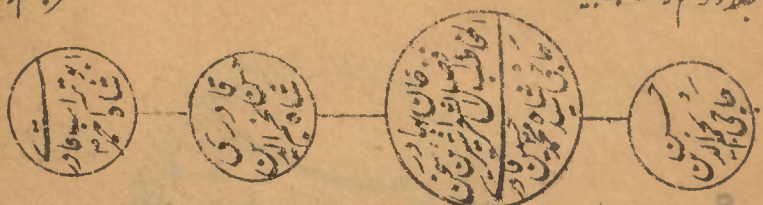

الهی شعله طور معانی کن زبانم را — هم از حسن بدیع خود فروغی ده بیانم را
مقامی یافتم از عاشقی کانجا ملک نگذشت — سگ کویش پسندد کاشن مغز استخوانم را
ادر کاسا بنغز العین یا ساقی وسوّلها — وله تضمین که مست ساغرت بودن نماید حل مشکلها
خم افلاک جوشش باده است را برنمی تابد — کرامت کرده جایش داده در شیشه دلها
خدا حافظ که افضل را سر صهبا زحد بگذشت — الایا ایها الساقی ادر کاسا وناولها
تا هوش بود من نرسیدم بکوی دوست — وله گمراه کرد صحبت این راهبر مرا
غم اولاد زلیس کارگر افتاد مرا — وله کار با اشک ولبخت جگر افتاد مرا
چشم تر بود کزان دشت بحالم بگریست — گریبا آبله اندر سفر افتاد مرا
پنهان تو عشق باخته کردی عیان را — وله اے بے نشان نموده آخر نشان را
میخواهم از تو نیم نگاهے دگر بخود — تا کرده به نیم نگه نیجان مرا
ابروے او بچشم و دلم جا نموده کرد — از یک اشاره بخیر از این و آن مرا
آن بلبلم که رحمت بگلبن نهاده ام — مانند دام کرد اسیر آشیان مرا
پیشم کسے چه دم زند افضل که حاصل است — قبض زمین شعر به تیغ زبان مرا
زشور حسن تو لذت بدل نگاری ما — وله کشاده لب بدعاے تو زخم کاری ما
چو رخ بجانب جانان شود سکون یابیم — بطرز قبله نماهست بیقراری ما
امشب سگ در تو بود مهمان ما — وله در پوست می نگنجد از استخوان ما
از لبش شکسته بال رسنگ حوادثیم — جز رنگ رد سے ما نبرد آشیان ما
افضل بجست وجو در یار بے نشان — از خویش رفته ایم چه پرسی نشان ما

حشمت حیدرآباد

جناب

۲

سید حشمت علی نام ہے۔ آپ کے بزرگ عہد ابراہیم عادل شاہ مین خدمات لائقہ سے ممتاز اور وطنداری سے سرفراز تھے۔ مگر رفتہ رفتہ بوجہ تنازعہ برادری وطن وغیرہ جاتا رہا۔

آپ ۱۲۶۵ھ مین پیدا ہوے۔ فارسی و عربی کی تکمیل آپ نے غلام محی الدین صاحب مرحوم سلحدار و مولوی محمد مظفرالدین صاحب معلے مددگار نظامت ٹپہ سے کی۔ اور فن شعر جناب حیدر حسین صاحب حیدر ابن شیخ حفیظ مرحوم (اوستاد مہاراجہ چندو لعل بہادر شادان) و حضرت معلے سے حاصل کیا۔

سابق مین عملداری نواب قاسم یار جنگ مرحوم اہلکار عملہ تعلقداری سمت جنوب تھے۔ اب سررشتہ نظامت ٹپہ سرکار عالی مین بعہدۂ میر منشی ملازم ہین۔ کلام قریب دو دیوان کے جمع ہے مگر طبع کا موقعہ نہ ملا۔ آدمی خوش اخلاق و صاحب مروت ہین۔ ایک کمسن لڑکا میر اشرف علی نام موجود ہے۔

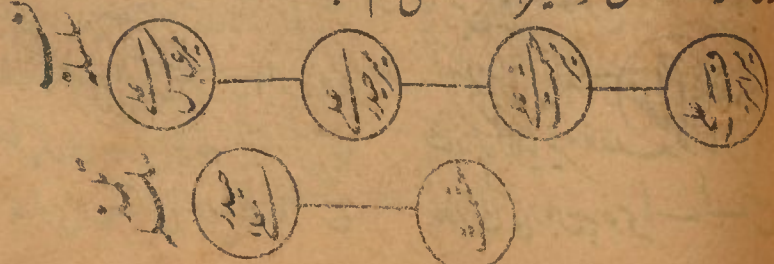

روشن دلونکی بزم مین ہمسر ہون ماہ کا — چشم خسیس مین ہون ہالی مین چاہ کا
اللہ رے عروج تری قتل گاہ کا — خون شہید ناز ہوا فرش راہ کا
خونی کفن مین جاتا ہون قاتل اسی لئے — پڑجائے حشر مین نہ بکھیڑا گواہ کا
دیکھئے دل چیر کر مشتاق چشم یار کا ولہ — دیکھنا گر ہو تماشا جلوۂ دیدار کا
سامنا روشن مزاجون سے کری کیا تیرہ بخت — دھوپ کے بڑنے سے سایہ گھٹتا ہے دیوار کا
اسقدر شوق شہادت نے کیا بیخود مجھے — پھل سمجھکر کھالیا چرکا تری تلوار کا
دنیا اگر حصول ہوی تو کمال کیا ولہ — ناپائدار چیز ہے اسکا خیال کیا
سرسبز باغ دہر مین ہین آبرو کے ساتھ — اب اور تیغ یار کریگی نہال کیا
نے لے حشمت سے محشر مین حساب اے داور محشر ولہ — اسے صدقہ سمجھکر چھوڑ دے اپنی خدائی کا
فروغ پائے وہ رخ کیا جو آب و تاب نہین ولہ — کہ جس مین ہو نہ تمازت وہ آفتاب نہین
تپش سے خشک مرا دیدۂ پر آب نہین — جو خاک جلکے ہوا اسطرح یہ حباب نہین
غبار بنکے رہے دیدہ ہائے مردم مین — پس فنا مری مٹی ہوی خراب نہین
منتظر بیٹھا ہون ساقی انجمن مین کیون نہین ولہ — مضطرب ہون روح میری جسم و تن مین کیون نہین
بعد مرنیکے ملی چادر نہ بجز دو چار ہاتھ — پاؤن پھیلاتی ہوس میری کفن مین کیون نہین
فصل مین دو چار گل تو پھینکدیتا باغبان — قبر بلبل کا پتہ حشمت چمن مین کیون نہین
ہزارون داغ عشق لالہ رویان ہوتے جاتے ہین ولہ — تماشا ہے نئے پیدا گلستان ہوتے جاتے ہین
ملاحت کو نگہ بھر دی ہے کیا خنجر مین قاتل نے — دہان زخمہائے تن نمکدان ہوتے جاتے ہین
ساقی یہ تیرے دور مین کیا اہتمام ہے ولہ — چکر مین اہل بزم ہین گردش مین جام ہے
تماشا دیکھتا پھرتا ہون ہر شے مین نہان ہوکر ولہ — رہا پہلو مین دل بنکر کہین سینہ مین جان ہوکر
جھکی گردن تو دیکھا یار کو آئینۂ دل مین — نشانہ پر لگایا تیر مقصد کو کمان ہوکر
سچ تو ہی کہدے کس نے دل انکے جلائے شمع ولہ — پروانون کی زبان پہ جو ہی ہائے ہائے شمع

دہلی کے شہید

حضرت شہید

۳

آپکا نام میر احمد علیخان تھا۔ آپ سادات موسوی سے تھے۔ بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر و بزمانۂ وزارت مہاراجہ چندولعل بہادر اپنے اوستاد شاہ نصیر دہلوی کے ہمراہ حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ منصب اور خطاب میر الشعرا سے سرفرازی پائی۔ آپکے حالات اور اعزا خاندانی اکثر تواریخ مین درج ہین۔ آپکی پڑدادی کیطرف سے سلسلۂ قرابت نواب سادات خان ذوالفقار جنگ اور نواب سربلند خان مبارز الملک کو پہونچتا ہے۔ اور سلسلہ جدی سید نوازش علیخان تک منتہی ہوتا ہے۔ آپکا اردو دیوان بطور انتخاب آپکے لایق پوتے میر نوازش علیصاحب لمعہ نے حال ہی مین طبع کرایا ہے۔ اور فارسی دیوان غیر مطبوعہ موجود ہے۔ آپکا انتقال تخمیناً بعمر نود سال سنہ ۱۲۹۳ھ مین ہوا۔ آپکی غزلین اکثر سنگلاخ زمینون مین نہایت شگفتگی کے ساتھ ہوی ہین۔ جو آپکی لیاقت کے بین دلیل ہین۔

سلسلہ تلمذ

ضبط درد ہجر جانان تا کجا — حال دل پنہان ز درمان تا کجا
چشم گریان سینہ سوزان تا کجا — ہمچو شمعم کاہش جان تا کجا
پردہ بردار از رخت اے شعلہ رو — شمع در فانوس پنہان تا کجا۔
کفر و دین یک دانم۔ از من دشمنی — ناحق اے گبر و مسلمان تا کجا۔
جامہ ام صد پارہ در وحشت چو گل — از گریبان تا بدامان تا کجا
نغمہ زن اندر چمن شو اے شہید — پیش تو بلبل غزلخوان تا کجا

ہے یاد بت مین رگ جان کا نشتر رگ سنگ — ولہ ہے اپنا رشتہ تسبیح تار ہر رگ سنگ
ترے خیال مین پتھر ا گئین مری آنکھین — مژہ کو اور تو مین کیا کہون مگر رگ سنگ
جو حال دیکھے ذرا میری سخت جانی کا — تو جوش گریہ سے ہوتا رابر تر رگ سنگ
بتو تمھاری یہ اللہ رے قساوت قلب — جگر ہے سنگ تمھارا رگ جگر رگ سنگ
تری وہ تمکنت آئینہ نزاکت ہے — تو ایک سنگ ہے اے بت تری کمر رگ سنگ
رقم کیے جو مضامین تری درشتی کے — مرے قلم کا ہوا ریشہ سیمبر رگ سنگ
شہید شاعر نازک کی تار تار ہو فکر — بندھے ہے تجھسے بآرایش دگر رگ سنگ

اور بھی ہنس ہنس پڑو بیتابی دل دیکھکر ولہ اور بھی نغلین بجاؤ رقص بسمل دیکھکر
چلدئے صبر و خرد بیتابی دل دیکھکر — راہ لی ہمراہیون نے وقت مشکل دیکھکر
قبر مین بھی دل نہ سونے دیگا مجکو گور کن — رکھیئے چھاتی پر مری اچھی کوئی سل دیکھکر
پاؤن سودائی کے چومے آج پھر زنجیر نے — پھر پھنسا شاید کوئی زلف مسلسل دیکھکر
خاک پاک نجد مین اب بھی وہی تاثیر ہے — اب بھی چل جاتے ہین لڑکے گرد محمل دیکھکر
منزل اول کا سونا یاد آتا ہے شہید — بادشاہون کا بھی قصر ہفت منزل دیکھکر

نامرد کی ہوی زن دنیا نہ مرد کی ولہ اس میوا کا لگئے دونون یہانسے داغ
ہستی ہے شہید اہل سخن کی تو سخن سے ولہ گھر مین نہ رہون گا مرا دیوان رہیگا

شہر حیدرآباد

جناب

۴

آپ کا نام محمد اعجاز علی ہے۔ آپ محمد سرفراز علیصاحب وصفی کے لایق وارشد فرزند ہین۔ آپکے خاندانی حالات حضرت وصفی مرحوم کے تذکرہ مین صفحہ ۱۷ پر لکھدیے گئے ہین مکرر اعادہ کی ضرورت نہین۔

آپ ۱۲۸۹ھ مین پیدا ہوے۔ حافظ منیر تاریخی نام ہے۔ آپکے کم سنی ہی مین والد کا انتقال ہوگیا۔ اپنے چچا محمد اکرم علیصاحب وکیل درجہ اول کے نگرانی مین تعلیم پائی۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی مین لایق ہین۔ ابتداءً اپنا کلام حضرت امیر مینائی مرحوم کو دکھلاتے تھے اب حضرت داغ دہلوی سے اصلاح سخن ہے۔ والد مرحوم کے اجرائی منصب کیلئے راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز دنت بہادر کے ذریعہ آپنے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے بارگاہ مین حاضر ہوکر نذر گزرانی اور قصیدہ بھی پیش کیا۔ مگر نارسائی بخت سے محروم رہے۔ اب نواب حسام الملک خانخانان بہادر کے سرکار مین فوج پیدل کے افسر ہین۔ آدمی لایق۔ ہوشیار۔ ملیق اخا ومحبت مین یگانہ روزگار ہین۔ قصیدہ غزل خوب کہتے ہین۔ کوئی دیوان طبع نہین ہوا۔ ایک ناول نیاز والفت آپکی تصنیف سے مطبوعہ موجود ہے۔ دوسرے ناول و ترجمے تیار ہین جو طبع نہین ہوے۔ بہرحال آپ اعلے درجہ کے نثار بھی ہین آپکے مضمون اکثر اودھ پنچ مین طبع ہوتے رہتے ہین۔ لطیفہ گو۔ بذلہ سنج۔ مرنجان مرنج طبیعت واقع ہوی ہے۔

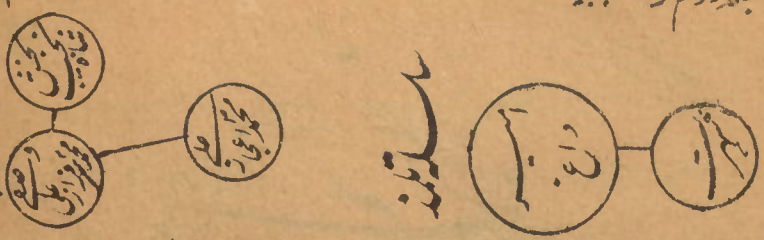

خلق جہان کہتی ہے رسوا مجھے — کسکی محبت ہے خدایا مجھے
شام الم ہے کبھی صبح طرب — چرخ دکھاتا ہے تماشا مجھے
درد مرے کا ہے دوا کیا کرون — نقد فنا ہے دم عیسے مجھے
بیخودی غیب نما چاہیئے — دیکھنا ہے خواب زلیخا مجھے
کوئی تو ہے دیر مین جسنے ابھی — نام مرا لے کے پکارا مجھے
چاہیئے اے شہرت بے خانمان — بہر کفن دامن صحرا مجھے

اشعار در مدح نواب خانخانان بہادر

محفل شادی ہے تیرے عہد رافت مہد مین — بزم امکان مین نہین جائے دل اندوہگین
سایہ دولت ترا فرق جہان پر ظل حق — پایہ رفعت ترا ہم پایہ عرش برین
فضل تیرا بینوائون کو بہر صورت کفیل — لطف تیرا ناتوانون کو بہر حالت معین
سایہ دیوار تیرا سایہ بال ہما — صاحبان تخت و افسر سائلان در نشین
ہمت عالی تری نا آشنائے کیف و کم — دولت پایندہ تیری صرف کار آن و این
عشق و خبط سر و سامان کیون ہے — دلہ فکر ناموس و غم جان کیون ہے
نہین گر پیش نظر جلوہ یار — دیدہ آئینہ حیران کیون ہے
کشتہ تیغ ادا ہون قاتل — پھر مرے قتل کا سامان کیون ہے
تیر مژگان کی نشانی سمجھے — زخم دل طالب درمان کیون ہے
تیرے صدقے دل و جان شہرت — تو خفا مجھ سے مرے جان کیون ہے

عشق مدراسی جناب

۵

آپکا نام حکیم عبدالباسط تھا۔ ۱۲۳۸ھ مین پیدا ہوے۔ بہمہ سر آرائی حضرت مغفرت مکان آپکے والد مولوی مہدی واصف مدراس سے حیدرآباد دکن بتلاش روزگار وارد ہوے۔ چنانچہ سرکار سے سو روپیہ منصب جاری ہوا۔ جو اب تک اونکی اولاد مین جاری ہے۔ آپ عربی۔ فارسی مین لایق اور فن ڈاکٹری سے بھی ماہر تھے۔ مدراس میڈیکل کالج سے سند حاصل کی تھی۔ محکمہ دیوانی خورد پر مامور تھے۔ ڈھائی سو روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔ اشعار فارسی اور اردو دونون کہتے تھے۔ اپکا دیوان غیر مطبوعہ موجود ہے۔ حضرت فارق مدراسی سے تلمذ تھا۔ ۱۳۰۲ھ مین آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ اخلاق و مروت مین یکتا۔ فرشتہ خصال زہد و ورع مین کامل تھے۔ آپکو چار صاحبزادے۔ خلف اکبر مولوی عبدالحی صاحب وصفت۔ (مددگار مہتمم بندوبست) دوم مولوی مُلّا عبدالقیوم صاحب (سابق ڈپٹی کمشنر انعام و اول تعلقدار ضلع حال فظیفہ یاب) سوم مولوی عبدالغنی صاحب چہارم مولوی عبدالسلام صاحب چارون صاحب بھی لایق۔ ہوشیار۔ نیک طینت۔ صاف باطن ہین۔ اور عہدہ ہاے لایقہ سے ممتاز۔

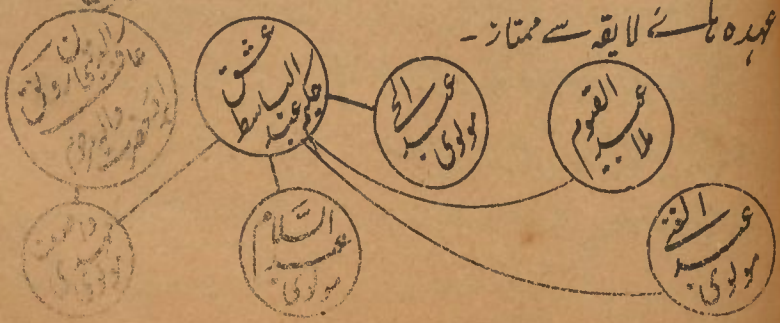

بہار گفتگوے او چہ رنگین کرد دیدن را — گل سیرین حیرت دیدہ ام گوش شنیدن را

خواہش وصل یکن صحبت جانان مطلب — ولہ بخشش آسودہ دلا آفت ہجران مطلب

طرفہ بامہر عالمتاب یکسر و نست امشب — ولہ کہ نہ روئے درین کاشانہ پرتو افگن است امشب

شب عشاق را نبود سحر از روے او — زہر سو ہم نمایان نور صبح روشن است امشب

شور شیرینی تو تازہ کند در عالم — ولہ نمکین چہرہ جدا لعل شکر بار جدا

پردہ بردار و بیا حرف بزن میکشدم — شوق دیدار جدا حسرت گفتار جدا

سر زغم بر در و دیوار زدی عشق چہ سود — در بپایے تو جدا افتد و دیوار جدا

بیخ سنبل ز رخت غربت نشناسم — ولہ عمر بست کہ بیگانہ مرا عشق وطن شد

ترس و ہراس اہل ہوس را مسلم است — ولہ عاشق شدم چو عشق چہ بر روے کس کنم

نازم بضعف خویش کہ اندر ہوا ے تو — پرواز ہا بسوے تو بے بال و پر کنم

اردو

دیدۂ تر مرا کب شوق بن سائل نہ ہوا — ہوا حاصل یہی دیدار بھی حاصل نہوا

کیا وہ جانے مری حیرت کہ جیتے مارے — دیکھ آئینہ جو اپنا ہی مقابل نہوا

مردمک دیدۂ آئینہ میں کب ہے درکار — کیا ہوا عارض جاناں پہ اگر تل نہوا

اب زمانہ سے نہ رکھ قدر کی تو آس اے عشق — بے ہنر کیون نہوا کس لئے جاہل نہوا

افسوس ہے کہ ابتو وہ دل بھی نہین رہا — ولہ جو سُننے والا تھا مرے حال خراب کا

ہم اسیر گلشن میخانہ جب سے ہوگئے — ولہ قلقل مینا سے سنتے ہین نواے عندلیب

کیونکر بھلا ستم پہ ستم مین اوٹھا سکون — ولہ یہ نیم جان بھی مجھپہ تو بار گران ہے اب

لطف وہ چند دکھاتا ہے دہن کا نقطہ — ولہ الف اوس قد کا جو کہتا ہی کہ کیتا مین ہون

کیا کہون کس سے کہون کون ہے سنتا اے عشق — بزم مین ہون بھی اگر جان کہ تنہا مین ہون

جسکے سبب سے چھوٹگئے دوستون سے ہم — ولہ ہے ہے ہمارے حال پہ وہ مہربان نہین

فرط الم سے تاب سخن کب رہی ہے عشق — آوارہ ہے خیال تو دل مین توان نہین

گھرانہ حیدرآباد

جناب

۲

محمد فیض اللہ نام ہے۔ ابتداً آپکے جد اعلےٰ ولی محمد مرحوم بطریق سیاحت (بعہد نواب منیر الملک بہادر) وارد حیدرآباد دکن ہوے۔ اونکے فرزند محمد حنیف نے بجمال محمد مرحوم (مصاحب مہاراجہ چندولعل بہادر) کے دختر نیک اختر سے شادی کرکے۔ اپنے خسر کی پرزور کوششوں سے کمندانی کی خدمت حاصل کی۔ چنانچہ خدمت مذکور علے التسلسل آپ پر بھی بحال ہے۔ اکیسو سات روپیہ چار آنہ ماہوار پاتے ہین۔ آپ ۱۲۹۱ھ مین پیدا ہوے۔ عربی۔ فارسی مین ماہر۔ سیاق و سباق سے واقف۔ علاوہ برین خوشنویس بھی ہین۔

جناب برتر صاحب تلمیذ رابط دہلوی سے آپکو اصلاح سخن ہے۔ قریب دیوان کے کلام موجود ہے مگر طبع نہین ہوا۔ ایک مسدس شارح خیر کے نام سے آپ نے لکھی ہے جو طبع ہوگئی۔ کلام بہت اچھا ہے۔ جدت پسند طبیعت پائی ہے۔ آدمی خوش اخلاق۔ اتحاد و مروت مین یکتا ہین۔

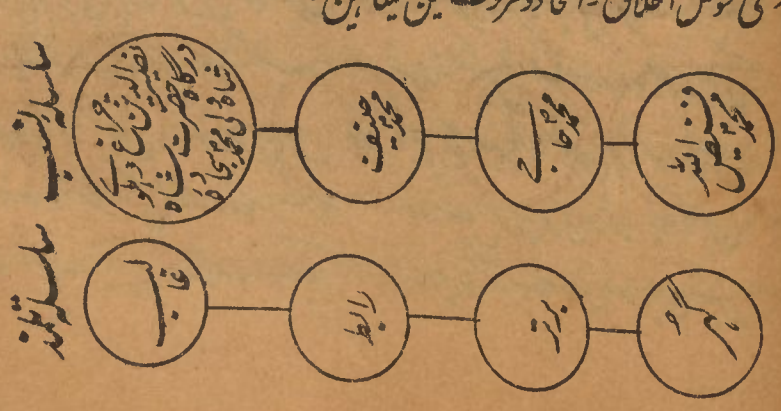

پھر الٰہی تو نے جسدن سے نظر اونا زنین اپنی
فلک نکلا عدو اپنا بنی دشمن زنین اپنی

آلہی سرنوشت بخت مٹجا ے یونہین اپنی
بنے نقش وفا غیر تحریر جبین اپنی

اثر ہے یہ کسی پردہ نشین کی ضبط الفت کا
بنی ہے آرزوے دل بھی اخلوت نشین اپنی

وفور ضعف سے ٹہری نہ دم بھر روے جانان پر
دم آخر بنی دشمن نگاہ واپسین اپنی

کوئی آئینہ تو ہوتا تجر گاہ عالم کا۔
دکھاتا کاش صورت مجھکو صورت آفرین اپنی

خدا شاہد ہے بار رشتک دشمن اٹھ نہین سکتا۔
نہ اٹھین ناز تیرے اتنی کم ہمت نہین اپنی

یہی برباد یان قسمت مین ہین تو خاک ہوکر بھی
عدو کے دیدۂ دل مین بناؤنگا زمین اپنی

کہین آئے نہ دامان محبت پر کوئی دھبہ
چڑھاؤ قتل عاشق پر نہ ہرگز آستین اپنی

جہان اک آئینہ ہے رنج و راحت کا مگر اتنک
نظر آئی نہ مجھکو صورت راحت کہین اپنی

کوئی دیکھے تو اوج جدت مضمون کی خولی
گہر چرخ برین سے کم نہین ہے یہ زمین اپنی

بیخودی سے کھل نہین سکتا جو میرے دلمین ہے
ولہ راز اخفاے محبت عقدۂ مشکل مین ہے

کاوش غم کی خلش پھر آج مرے دلمین ہے
پھر وہ ظالم رونق افزا غیر کی محفل مین ہے

کشتۂ شوق شہادت جی اودھر جان اگی
آمد شور قیامت آمد قاتل مین ہے

نزع مین بھی جان کے ہمراہ ہی یاد تبان
مین کسی منزل مین ہون اور دل کسی منزل مین ہے

پھر رہی ہین پتلیان ہمراہ خنجر دیکھنا
اک نئی صورت کا جلوہ دیدۂ بسمل مین ہے

کیا کہین ہم حالت درد شب تار فراق
جو زبان کو مل نہین سکتی وہ لذت دلمین ہے

بیوفائی پر تری قربان ہوئین سب حسرتین
اے ستمگر ابتو مرجانیکی حسرت دلمین ہے

گو نہوا ایفا مگر امید کیا کم ہے گہر
صورت تسکین تو اونکے وعدہ باطل مین ہے

ہو لب پہ آہ دلمین ہو سوز نہان کہین
ولہ اچھی ہو سیر آگ کہین ہو دھوان کہین

طعنے عدو کے یار کی غفلت فلک کے جور
اللہ سہل ہون مری دشواریان کہین۔

چکے نصیب آئین مرے گھر وہ اے گہر
آسان خدا کرے مری دشواریان کہین

مولوی حاجی سید شاہ محمد حسین قادری نام۔ افضل الشعرا اور شیرین سخن خان خطاب ہے۔ وطن آبائی محمد آباد بیدر۔ مسقط الرأس اس شہر مذکور اس مقام تو طن حیدرآباد دکن ہے۔ آپکے جد اعلیٰ مولانا محمد حسین امام المدرسین قدس سرہ کو (جو شہر بیجاپور سے تشریف لاکر شہر گلبرگہ مین سکونت اختیار کئے تھے۔) بادشاہ اورنگ زیب نے بکمال اصرار شہر محمد آباد بیدر مین مدرسہ خواجہ جہان کی رونق افزائی کے لئے ۱۰۹۰ھ مین روانہ کیا۔ اور لقب امام المدرسین عالمگیر کا عطیہ ہے۔ شاہ موصوف حضرت کا از حد معتقد تھا۔ اور موضع کوٹھور درویش وغیرہ جاگیرات و اراضی (واقع گلبرگہ) دئے تھے۔ کتاب روضۃ الاولیا مین لکھا ہے کہ عالمگیر بادشاہ حضرت مغفرت کے نسبت فرماتا تھا کہ "مرا از دکن تحفہ کہ بدست آمد ہمین یک ذات متبرکہ سید محمد حسین است"۔

۱۲۸۶ھ مین عہدۂ جلیلہ معتمدی (جسکو اب ناظم تعلیمات کہتے ہین) مدارس سے ممتاز فرمایا۔ ایک عرصہ کے بعد آپ مستعفی ہوئے ۱۳۰۱ھ مین انتقال فرمائے۔ آپکو جمیع علوم و فنون مروجۂ دینیہ و ادبیہ و حکمیہ نظم و نثر عربی و فارسی مین مہارت کاملہ تھی۔ اور اپنے جد شاہ احمد ابو تراب قادری صبغۃ اللہی سے بیعت خلافت و اجازت بھی حاصل تھی فن شعر مین آپکو سید ابو طیب خان و الا مدراسی تلمیذ (مولوی محمد باقر آگاہ) و سید عبد القادر فخری مہربان اورنگ آبادی (شاگرد میر غلام علی آزاد بلگرامی) سے تلمذ تھا۔ دیوان فارسی کا مرتب ہے مگر طبع نہین ہوا فارسی شعر آپکے دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین عجیب بندش اور اصطلاحات و استعارات ہین۔ میزان الاشعار۔ رسالۂ اختصار اعظم الصناعہ شرح مہمات۔ بحر المصائب بحر عجم۔ تصریف فارسی۔ ترجمۂ فارسی ابست مقالہ خزینۃ الفوائد۔

آپ کے والد ماجد مولوی سید شاہ محمد حسین قادری نے بھی اپنے والد ماجد کی طرح بیدر ہی مین سکونت اختیار کی۔ اور بیدر ہی مین ۱۲۶۰ھ مین انتقال فرمائے۔

آپکے تصنیفات یہ ہین - آپکے فرزند حاجی نجم الدین حسن صاحب قادری ہین جنکا تذکرہ علیحدہ درج ہے

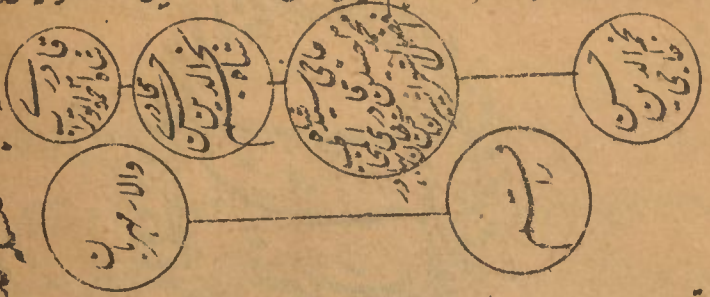

شود مانی ز رشکم پردہ از تصویر دہانت را — بدست آرد بجائے خامہ گر موئے میانت را
نوشتم نامہ چون سعیت بر اقرم ماقیم شہرت — شدم شیرین سخن جانا نمکیدم چون زبانت را
نرود بے وصال آئینہ رو — ولہ ہمچو سیماب بیقراری ما
لب کشاید بشکر شمشیرت — بارک اللہ ز خم کاری ما
از چہ شد زلف یار رو بزمین — گر نپرسد ز خاکساری ما
زنہار بکف گوہر مقصود نیابی — ولہ تا دانگنی ہمچو صدف دست دعا را
(تضمین) راستم بدرت کاسہ بکف ہمچو ہلالی — شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را
چہ سازم پیش آن شیرین شمائل عرض مطلبہا — ولہ چو آرم بزبان حرف طلب چسپد بہم لبہا
آن نزاکت فہم کے آرد سر من زیر پا — ولہ خواب مخمل می شناسد خار آہن زیر پا
عاشقت را فرش سنجابست گلخن زیر پا — خواب مخمل می شناسد خار آہن زیر پا
عیسے غبار تہمت اعدا ز دامنش — ولہ شوید مگر بچرخ ز صابون آفتاب
نے جام جم نہ مہر سلیمانم آرزوست — ولہ داغے ز عشق و دیدۂ گریانم آرزوست
جانا قدم بچشم ترم گر نہی بجاست — بر جو یبار سرو خرامانم آرزوست
سوز تپش بقسمت ہر تند خو بود - ولہ برق از زبان حال من جستہ گفت
تصویرت اے نگار چو نقاش چین کشد — ولہ از سرو قامت تو الف بر زمین کشد
دلم بزلف سیاہت چنان پریشانست — کہ وقت شام غریب الدیار می گردد

دفتر غسم ضمیمہ

حالات جناب مدراسی

مولوی سید غلام دستگیر نام ہے ۱۲۸۶ھ مین (بعہد میر آرائی میر محبوب علیخان بہادر) مدراس سے بطریق سیاحت حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ اور یہان سلسلۂ ملازمت ہوا۔ اب وظیفہ پاتے ہین۔ عربی و فارسی کی تکمیل آپ نے مولوی محمد حیات خانصاحب و مولوی شہاب الدین صاحب اور مولوی محمد صنعۃ اللہ صاحب سے کی ہے۔ اور اصلاح سخن شہیر و فرحان راقم سے رہا ہے۔ انکا دیوان مطبوعہ موسوم بہ نخلۂ گلاب مطبوعہ موجود ہے۔ علاوہ برین علم تصوف مین مطلع الانوار عربی اور ہدیۃ الطالبین فارسی آپ ہی کے تصنیف ہین جو طبع ہو چکے ہین تخمیناً ۶۵ سال کا سن ہوگا۔ بسا بزرگ ہین۔ اخلاق و مروت مین بے نظیر۔ آپکو چار صاحبزادے ہین خلف اکبر مولوی سید محمد حسین صاحب (سررشتہ دار محکمۂ عالیہ عدالت) دوم مولوی سید عبدالرزاق صاحب وکیل درجۂ اول (و ناظم جاگیرات نواب فخر الملک بہادر) سوم مولوی محمد قادر علیخانصاحب وکیل درجہ سوم چہارم سید محمد حسن صاحب۔

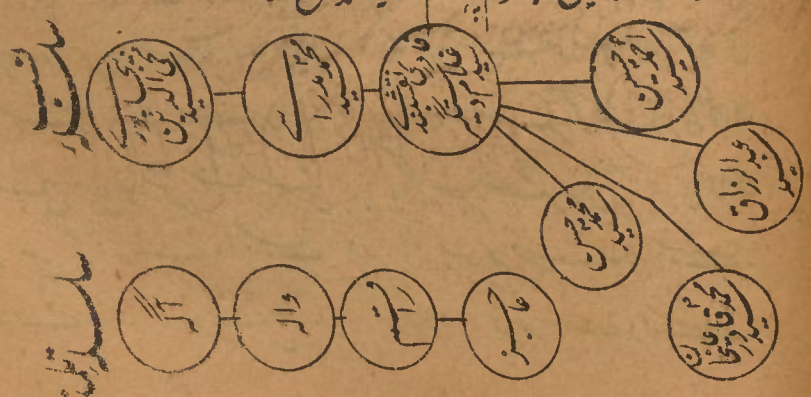

اے ابتدائے ما ز تو ہم انتہائے ما — راجع بسوئے لست ز ہر سو ثنائے ما
از چار رکن ہست قیام سرائے ما — بعد بنی چہار شدہ مقتدائے ما
از کعبہ و کنشت نداریم مطلبے۔ — مطلوب ما توئی و توئی مدعائے ما

چون برنکشم نفسیہ تنہا — ولہ خوردم جگر چو تیر تنہا
اے طرفہ گرگشتہ بے تعلق — ہستم بجہان اسیر تنہا
من عاجز بے خبر ز عشقت — گشتم بجہان شہیر تنہا

گر سرمہ شدہ نرگس شہلائے تو بوسم — ولہ گر رنگ حنا گشتہ کف پائے تو بوسم
بیک نقد دیدار جان میفروشم — ولہ چہ جان بلکہ ہر دو جہان میفروشم
آفت دل بلائے جان شدہ — ولہ فتنہ جشر ہر زمان شدہ
دل دہی میکنی بدل شدگان — یعنے دلدار بے دلان شدہ
دل یوسف ربودہ ز کفش۔ — غارت مصر و کاروان شدہ
شکر صد شکر بر من عاجز — باچنین حسن مہربان شدہ

بدل یارم شدی یاری نکردی — ولہ دلم بردی و دلداری نکردی
بہ تیغ ناز کشتی خونش خوردی — غمش دادی و غم خواری نکردی
مریضت بہ بنی گردد مسیحا — گر تشخیص بیماری نکردی
ز دامت رفت آن مرغ گرفتار — بحفظ صید ہشیاری نکردی
ز عمرے من وفادار تو بودم — تو با من جز جفا کاری نکردی
منم ہر دم بہ تدبیر رہائی — تو جز فکر گرفتاری نکردی
کمر بستی دل عاشق شکستی — بجز فکر دل آزاری نکردی

نالۂ من گر اثرے داشتے — ولہ یار بسویم نظرے داشتے۔
سوختے از سوز درونش جگر — گر ز درونم خبرے داشتے۔

۱۷

حیدرآباد

شعرائے جناب

۹

میر تہنیت علی نام سادات صحیح النسب سے ہین - تقریباً ۲۷ سال کا سن ہوگا - آپ کے دادا میر یاور علی مرحوم نواب ذوالفقار الملک مغفور کے اُستاد تھے - اور پڑدادا میر کاظم علیخان مغفور تخلص کاظم کو نواب سکندر جاہ بہادر کے اوستاد ہونیکا فخر حاصل تھا آپ حضرت منشی میر امداد علی شاہ صاحب علوی قدس سرہ کے مرید اور ارشد تلامذہ سے ہین - آپکی طبع رسا ہر صنف سخن پر حاوی ہے - غزل قصیدہ وغیرہ کے علاوہ مرثیہ گوئی مین بھی آپ کو اعلےٰ درجہ کا تبحر حاصل ہے - کلام دلچسپ اور اچھا ہوتا ہے آدمی خوش اخلاق وذی مروت ہین -

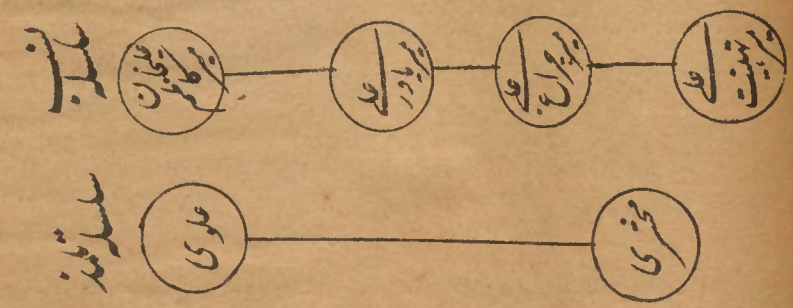

اڑ گیا زنگ خدا دست بت بے پیر کا
کھیل سمجھا تھا چھوڑانا خون دامنگیر کا

مژدہ باد اے جوش وحشت مژدہ باد اے خار دشت
یاس سے تکتا ہے منہ حلقہ مری زنجیر کا

[illegible] زنگ خدا کے ہاتھ تو اوٹھتے نہین
کھولیے گردن پہ اسکے خون بھی انگیر کا

برق بھی کچھ چیز ہے کیا برق خشاکی چمک
یہ بھی اک اوترا ہوا پھل ہے تری شمشیر کا

اسقدر رویا کہ آخر رہگیا مشت غبار
بہگیا آنکھون سے سب پانی مری تعمیر کا

تیرے عاشق کا گیا سودا نہ بعد قتل بھی
رنگ کالا ہوگیا ہے خون دامنگیر کا

رنگ لائیگا فلک اک روز خون مخشری
تو نے سر کاٹا ہے ظالم کیسے بے تقصیر کا

پتلیان کب پھر رہی ہین نزع مین بیمار کی
جان ہے آنکھون مین منتظر طالب دیدار کی

جب کہا دل اک نگہ پر لو تو کہدیتے ہو لا
بات یہ اقرار کی ہے یا ہے یہ انکار کی

یہ ستم ہے یا کرم ہے یہ جفا ہے یا وفا
ہمسے باتین ظلم کی غیرون سے باتین پیار کی

ہائے دل اور دل بھی مجھسے ناتوان و نزار کا
ہائے برچھی اور برچھی بھی نگاہ یار کی

تو میری بالین سے کیا اوٹھا کہ نکلا پر دم
آخری ہچکی تھی بس آہٹ تری رفتار کی

مخشری صدقہ در علوی کا پائی صلح کل
بچگئے تکرار سے ہم کافر و دیندار کی

رباعی

مشتاق تھا جسکا دل وہ جوہر پایا
اعزاز سخنوردن مین اکثر پایا
امداد علی سے یہ مری طبع رسا
حد سے جو ہوی بلند ممبر پایا

(مرثیہ کے بند)

ہان اے بہار طبع اوڑا دے چمن کا رنگ
ہر رنگ مین دکھامے باغ سخن کا رنگ
یون گلفشانیون سے جمے انجمن کا رنگ
ہو میری مجلسون مین گلستان دکن کا رنگ
مین بھی چمن لگاؤن کوئی ایسے رنگ مین
ڈوبے ہوے ہون پھول شہیدون کے رنگ مین

اس خشک تیز رو مین وہ سرعت بلا کی تھی
سایہ کو بھی تو ساتھ نہ چلنے دیا کبھی
گرد ہوپ مین سے چھاؤنین گھوڑی نجیب کی
تن پہ تھی جلنی دھوپ وہ سایہ مین آگئی
دیکھا ہو اپنے ساتھ تو فوراً مچل گیا
سایہ مین دھوپ رہگئی گھوڑا نکل گیا
کیا تیزی حسام کی تعریف ہو سکے
سایہ بھی اسکا تیز ہے یہ لطف دیکھئے
کاٹا ہے اوسکو سایہ نے اس واسطے کہ
چوکے سکا کبھی نہ کسی تیغ تیز سے
خورشید کا نہ اوٹھا بہ حد ہر کو پلٹ گئی
سایہ مگن جہان یہ ہوی دھوپ کٹ گئی

حضرت حیدر آباد جناب

آپکا نام رائے بانکی پت پرشاد ابن رائے رام دین ابن رائے گھانسی رام ہے۔ آپکے بزرگون کا وطن جلیسر ہے۔ آپ کے والد ۱۲۵۸ھ مین حیدرآباد دکن آکر راجہ موتی پرشاد کیرت بہادر (خویش راجہ دھرم ونت بہادر) کے صاحبزادی سے شادی کی جنکے بطن سے آپ تولد ہوے۔ انگریزی مین مڈل پاس ہین۔ فارسی کی لیاقت بھی اچھی ہے۔ شاعری کا شوق زیادہ ہے۔ اولاً مرزا امیرالدین صاحب ضیا دہلوی کو کلام بتلاتے تھے۔ اب محمد نادر علیخان صاحب برتر سے اصلاح سخن ہے۔ دفتر صدر محاسبی سرکار عالی مین بشاہرہ پچاس روپیہ حالی صیغہ داری کے کام کو انجام دیتے ہین آپ خوش اخلاق بامروت۔ نیک رویہ۔ آشنا پرست ہین طبیعت بھی اچھی پائی ہے۔ کلام قریب دیوان کے ہے۔ مگر طبع نہین ہوا۔

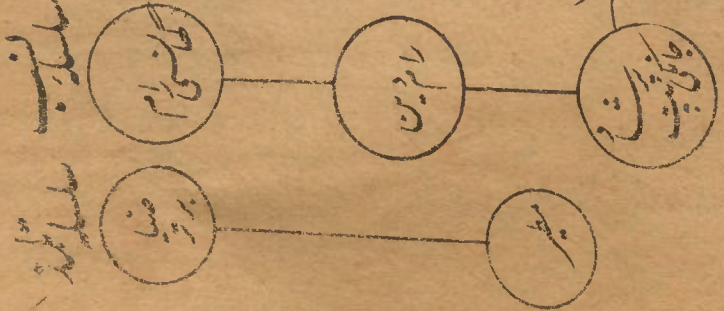

گرمی وحشت مین کیا تاثیر تھی اکسیر کی ہوگئی رنگت طلائی آہنی زنجیر کی

بیقراری کس قیامت کی شب وعدہ رہی — تیرے کچھ غفلت سی کی کچھ موت نے تاخیر کی
سخت حیرت ہے کہ مطلب کیون نہین کھلتا کوئی — کیا تری تحریر بھی تحریر ہے تقدیر کی
داد رس جم ہے وہی ہے کاتب بخت سیاہ — پھر شکایت کس سے کیجے شومئی تقدیر کی
بے سبب کرتے ہو جور و ظلم مجھ پر اتدن — خوب چالین چل رہے ہو آسمان پیر کی
رخ انور پہ تیرے خال ہے یہہ دلہ کہ جلتا ہے کسی کمبخت کا دل.
یہ نگاہین لڑ رہی ہین کس سے آج دلہ آئینہ مین کون پیدا ہو گیا
گالیان دیتا نہین تو پیار سے دلہ پھول جھڑتے ہین تری گفتار سے
تیرے غم فراق مین حالت یہ ہے مری دلہ جیتا رہا کبھی تو سسکتا رہا کبھی
لئے لیتا ہے دل عاشق دلگیر عبث دلہ بنگیا دشمن دین وہ بت بے پیر عبث
مر گیا وحشی گیسو ترا بے آب و غذا — آب شمشیر عبث دانہ رز بجیر عبث
پھر رہی ہے آپکی تصویر آنکھون مین مری دلہ آنکھ کی پتلی بنی ہے خود نمائی آپ کی
کیا کہون آنکھون سے کیا نکلا بجائے اشک غم — خون کا دریا بہا جب یاد آئی آپ کی
حشر مین اب کیا توقع داد خواہی کی رہی — مین ہون تنہا ہو گئی ساری خدائی آپ کی
ہو گئے وحشی اسیر الفت زلف سیہ دلہ دشت ویران ہو گئے آباد زندان ہو گئے
جیتے ہین مرگ بیکسی کے لئے دلہ نہین مرتے ہین زندگی کے لئے
کون شیدا ہے اپنی صورت پر — بوسے کس نے یہ آرسی کے لئے
اون کی محفل سے مین نکل آیا — مدعا بن کے مدعی کے لئے
غم تنہائی لحد کیون ہے — بیکسی کم ہے دل لگی کے لئے
تیری ضد نے عدو سے ملوایا — دوستی کی ہے دشمنی کے لئے

مر مٹے ہجر مین جناب مطیر
لگ گئے خاک مین کسی کے لئے

۲۱

جناب بیخود نیشاپوری

آپ کا نام سید زوار حسین ہے۔ حیدرآباد دکن مین آپ نے درجہ اول کی سند حاصل کی ہے۔ ہائیکورٹ سرکار عالی مین وکالت کرتے ہین۔ حکیم مرزا ضامن علی جلال لکھنوی سے اصلاح سخن ہے۔ کلام دلچسپ اور صاف ہے۔ باقی حالات تفصیلی طبقۂ وکلا مین ملاحظہ ہون۔

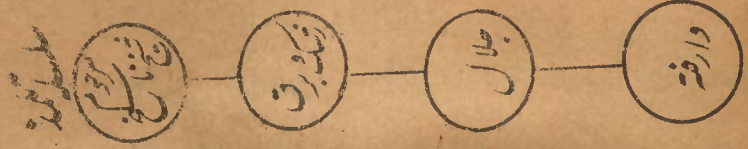

زار ہے دارفتہ چشم زار کا۔ اب ہے دم آنکھون مین اس بیمار کا
آنکھ سے دل مین اتر آئی وہ بھون وار پورا پڑ گیا تلوار کا
مفت بھی کوئی نہین کرتا قبول دل بھی ہدیہ ہے کسی نادار کا
الحذر اے سخت جانی الحفیظ۔ دم لبون پر آگیا تلوار کا

دل بجا گیسوؤن سے فکر مفر کرتا ہے ولہ جن بھی ان پرون کے سایہ حذر کرتا ہے
تار برقی کو بھی رخ تار نظر کرتا ہے پل مین تحنیت اوہر کی یا ادہر کرتا ہے
سر شوریدہ بناتا ہے بنا دار جنون ذرکو دیوار تو دیوار کو در کرتا ہے
آزمایش چاہتا ہے آہ پر تاثیر کی ولہ شامت آئی ہے مگر وارفتہ چرخ پیر کی

ہے ہدایت فصل گل مین آب کے یہ جوش نہا — کیا عجب کھلجائین کلیان بلبل تصویر کی
عیب بھی ہنسنے کے ساتھ وارفتہ کیا — خطِ بدبین شان کھلادی خط تقدیر کی

ولہ

تیرا اعجاز مسیحا کو میسر نہوا — کونسا پردہ اوڑایا جو کبوتر نہوا
آبرو پائی ہے اُستاد سے بہتیرون نے — بے گرے قطرہ نیسان کبھی گوہر نہوا

ولہ

نہ عشق جلائے گا اوس گیسوئے معنبر کا — رہا یہ جان کو جنجال زندگی بھر کا
نہین بناتے ہین اوس بت کے پاؤنکی پازیب — یہ پایہ ڈال رہے ہین سنار محشر کا
پڑا گیا نہ کوئی حرف بھی کجا مطلب — تمہارا خط ہے نوشتہ مگر مقدر کا
بروں سے ہوتی ہے قدر و تمیز اچھونکی — محک سے گرم ہے بازار نقرہ وزر کا
گزند نفس نے پہونچائی کیا خبر تھی ہمین — کہ کاٹ کھائیگا کتا پلا ہوا گھر کا

ولہ

لہو برسا رہی ہے چشم گریان دیکھتے جاؤ — نکلتے ہین صدف سے لعل و مرجان دیکھتے جاؤ
وہ یوسف نکلے تو گاہک گرینگے اندھے ہوکر — جہاندیدہ نہین گے چاہ کنعان دیکھتے جاؤ
عزیز و چند ارمان لب شیرین بھی ہین دلمین — کئی مصری بھی ہین مجبوس زندان دیکھتے جاؤ

غم و شادی ہین تو ام خلق وارفتہ سنا ہوگا
لہو روتے ہین میرے زخم خندان دیکھتے جاؤ

جناب عاصم حیدرآبادی

۱۲

جناب سید شاہ میران عبدالوہاب صاحب عاصم حسنی الحسینی القادری الحنفی

خلف حضرت سید شاہ میران عبدالقادر قادری ابن حضرت سید شاہ میران منور قادری ابن سید شاہ میران مولانا امین قادری ابن حضرت سید شاہ میران منور قادری شہید حقانی قدس اللہ اسرارہم۔ نامون کے ساتھ جو میران لکھا ہوا ہے یہ خاندانی لقب ہے۔ جسکی سلسلہ سلطان الاولیا سیدنا حضرت ابا محمد میران محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ وعلے جدہ صلوٰۃ والسلام کو پہونچتا ہے۔ عاصم صاحب کے جد اعلےٰ حضرت شاہ میران حسن بغدادی قدس سرہ بطریق سیاحت ہندوستان آئے۔ چند ضلع سہارنپور مین فروکش رہکر پھر اپنے پاک وطن بغداد شریف کو واپس گئے اس عرصہ مین حضرت ممدوح کا علم وفضل شہرۂ عام ہوکر حضرت مغفرت مآب آصف جاہ علیہ الرحمہ کے علم دوست دل مین جاگزین ہوا۔ جب حضرت مغفرت مآب صوبہ داری حیدرآباد دکن پر تشریف لائے اوسوقت حضرت ممدوح کو بغداد شریف سے بلواکر سمت شرقی ضلع نلگنڈہ مین موضع سیری لنگوٹم جاگیر دی۔ بعہد اخیر حضرت مغفرت منزل سکندرجاہ رحمۃ اللہ علیہ اطراف کے زمین داروں نے مذہبی مخالفت سے حضرت ممدوح کے صاحبزادہ حضرت سید شاہ میران منور قادری کو شہید کیا جاگیر قبضہ سے چھین لی۔ پھر سرکار عالی سے کچھ زمین انعام مین ملی اور کچھ یومیہ مقرر ہوا جسکا حصہ اولاد مین شاخ در شاخ ہوکر کچھ عاصم صاحب کو اب تک مل رہا ہے۔ آپ ۲۶ جمادی الاول ۱۲۹۳ ہجری مین پیدا ہوئے جب دسوان سال ختم ہوا شفیق والد کا سایہ سر سے جاتا رہا آپنے چند سال سرکاری مدارس مین فارسی وغیرہ کی باقاعدہ تعلیم پائی اکیسوین برس قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین حضرت شاہ محی الدین نبیرۂ قادری قدس سرہ کے

دست حق پرست پر بیعت کی اور آبائی علم کی طرف متوجہ ہوے - فن شاعری مین فخر دکن حضرت مائل دکنی سے تلمذ کا شرف حاصل ہے - یہ سلسلہ حضرت وصفی اور حضرت وحید سے گزر کر خواجہ آتش لکھنوی تک پہونچتا ہے - ہم ضامن باجازت استاد خود بعض طالبان فن سخن کے کلام کو بھی بنظر اصلاح دیکھا کرتے ہین -

ہر ایک ولولہ دل حسرت پناہ کا — زینہ ہے بام عشق حبیب الٰہ کا
آنکھ اور شوق دید - رسالت پناہ کا — نعتیہ — اللہ کس ہوا مین ہے دامن نگاہ کا
جلوہ سرور غ ریز ہے کس رشک ماہ کا — عشقیہ — پھیلا دیا ہے آنکھون نے دامن نگاہ کا
آنکھون مین ہین وہ پھول سے رخسار یار کے — خوشبو مین ہے بسا ہوا دامن نگاہ کا
تر دامنی کا خوف نہین پاکباز کو — اشکون سے بھیگتا نہین دامن نگاہ کا
ترے دینے کے صدقے کیا دیا دل — ولہ — حزین دل شیفتہ دل مبتلا دل
نئے گن ہین - نئی دھن ہے نئی فکر — نہین اب میر کہنے مین مرا دل
وہ بھولی شکل وہ گدرائے جوبن — وہ شرمیلی نظر وہ چلبلا دل
کہان ممکن کہ شوق دل رسم ہو — عوض نامہ کے قاصد کو دیا دل
یہ جینا بھی کوئی جینا ہے عاصم — جگر ناراض - دم ناخوش خفا دل
انداز سانس مین ہے نسیم بہار کا — ولہ — تار نفس تار ہے کس گل کے ہار کا
کیا پھوٹ ہے اللہ رے تاثیر جدائی — ولہ — دوری کا ہر اک حرف بہم ہو نہین سکتا
جبین پہ نمین عرق انفعال کی بوندین — ولہ — چمک رہی ہین قیامت مین آبرو ہو کا
ٹھوکرون مین تری اعجاز مسیح — ولہ — اور مین کشتہ رفتار رہے کہ
لیکے بوسہ مرا بوسے شب وصل — آگیا کہ پہ مجھے پیار رہے کہ
سمجھتے تھے ہمین ہین دشت پیما — ولہ — خضر اک اور بھی نکلے جہا نین
تمھاری بات وہ بھی چلبلی بات — کھان سے ضبط آئے راز دان مین
جسپہ مرنا تھا مر چکے اکبار — ولہ — موت بار دگر نہین آتی

حضرت فائز علیہ الرحمہ

۱۳

آقا میرزا قاسم علی رشتی - آپکا نام تھا جامع کمالات معنوی و صوری نظم و نثر مین ہم پایہ انوری و ظہوری تسلیم کئے گئے خط نستعلیق و شکستہ و نظر بتفاوت در قلاع و ثلث و نسخ و توقیع و محقق و ریحان وغیرہ سب کے متون ہیں - اہل فن نے جسطرح مان لیا تھا کہ یہ بزرگ خط نستعلیق مین ہمسر عبد الرشید و میر عماد ہین حضرت کی طبیعت خداداد تھی - علاوہ خطوط و نظم و نثر جسکا شہرہ تمام شہر مین تھا اور اکثر امرا و اعزا نے نواب مختار الملک مرحوم و والد ماجد راقم الحروف کے شاگرد تھے ہر علم و فن مین آپکے شاگرد موجود ہین جنکی تعداد دستوار ہے سب ہر علم مین کامل تھے - ریاضی و ہیئت مین فرد فرید اور نجوم مین وحید تھے - صرف و نحو منطق و معانی و بدیع و بیان و علم نجوم کیمیا و ریاضی و تاریخ و سیر و غیرہ کا درس ہمیشہ جاری تھا - ایک زمانہ برابر مستفید ہوا تھا باوجود ان کمالات کے منکسر المزاج اور خاکسار آپکا مشرب فقیرانہ اور ہر دل عزیز تھا - نہایت خوش صحبت اور وضع مروت تھے حسن اخلاق و سلوک کی تعریف ہنوز زبان زد خواص و عام ہے چنانچہ جناب سلطان العلما سند الملک بہادر کا ارشاد ہے کہ تمام حیدرآباد مین سوائے حضرت فائز کو فقیر و فقیر اور کمالات مین ثانی میرزا کوچک وصال شیرازی دیکھا - ایک آدہ فن مین کسی شخص کا کامل ہونا ممکن ہے مگر یہ حالت یہ تھی کہ ہر فن مین اکمل اور وحید زمانہ تھے - دسویں جمادی الاول ۱۳۰۲ھ کو راہی دار بقا ہوئے اور دائرہ میر مومن صاحب سے متصل باغ بادی مین مدفون ہوئے - آپکا دیوان جمع نہین ہوا - آپکے فرزند سعید آقا میرزا محمد تقی صاحب نے جسقدر نظم و نثر کا حصہ ملسکا جمع کرکے بطور یادگار ایک گلدستہ بنا لیا ہے اور اون کے حالات جس قدر صحیح طور پر مل سکتے ہین جمع کر رہے ہین - عنقریب ہدیہ ناظرین کیا جائیگا - یہان دو ایک شعر انکے انتخاب کرکے درج کئے جاتے ہین -

وہو ہذا

اشک آلودہ بخون چشم من آورد بسے
تو امان گرچہ ور و لعل ندیدہ است کسے

به زعم ابد خضر و مسیحاست مرا — بگذرد عمرم اگر با لب لعلش نفسی
در دا که علاج دم مسیحا شدنی نیست — ولد این عقده بغیر از لب او وا شدنی نیست
افسوس که از بام نگاهش بفتادیم — ولد چون اشک که افتاد دگر یا شدنی نیست
در فراقت خون دل از دیده تراود — نوبت دردانه آخر شد چو گوهر میچکد
خاکساران که سر خاک نشینی دارند — می برد اشک جهانی که چه ما من دارند
پیرهن نی که کس از جور بگیرد دامنش — بی طمع تا نه سگانند نه دامن دارند
عمر دیگر کند عاشق نکرد دیدارش — ولد بر سر بام اگر جلوه نمایدیارش
بخت خوابیده من باشدنی نیست مگر — ناله صور سرافیل کند بیدارش
بر لوح دل نه روی تو تصویر کرده ام — ولد تسخیر آفتاب جهان گیر کرده ام
کردند ابر دان تو سیرم ز زندگی — یک جام پر ز آب دو شمشیر کرده ام
مونس اگرچه یک دل دیوانه داشتم — آن هم ببیچ زلف تو زنجیر کرده ام
در سومنات و صومعه راهم نمیدهند — در هر دو بسکه ناله شبگیر کرده ام
نازم بخود که شد غم عشقت نصیب من — این حال خوش بدولت تقدیر کرده ام
در دلم زخم هجران بود نمیدانستم — ولد اشک گلگونم ازان بود نمیدانستم
هر شاخ گل که رسته درین موسم بهار — دستی است از برای گریبان دریدنم

خاتمہ

ایسا ن ہم دفتر شعرا کو ختم کرتے ہین۔ اور اس دفتر مین اکثر اون شعرا کے حالات اور اشعار قلمبند کئے ہین جو ملک نظم کے شہر یار ہین مضمون آفرینی سادگی و جانی۔ قادر الکلامی۔ فی البدیہہ گوئی مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ اور فن شاعری کی شہرہ آفاق ہین۔ اہین چند حضرات ایسے بھی ہین جو اسٹیج دنیا سے پا ندان رحلت باندھ چکے ہین مگر اپنے وقت کے آتش و مصحفی اور فردوسی و انوری تھے۔ باقی بفضلہ تعالی موجود اور اپنے سحر آفرین و دلچسپ کلام سے دنیا کو مسخر و محظوظ کر رہے ہین۔ مگر اس قدر احتیاط کے انتخاب پر بھی ان نامی شعرا کی تعداد سو سے متجاوز ہو گئی ہے اور اگر ہر ایک شخص کو صرف شعر کہنے اور مضمون کو موزون کر لینے پر شاعر مان لیا جاتا۔ اور ان تمام کے حالات لکھنا جاتے تو ایک ضخیم دفتر ہو جاتا۔ اور تکمیل کیلئے سالہا سال کی مدت درکار ہوتی۔ کیونکہ حیدرآباد دکن کے ہر کوچہ و بازار مین جدہر دیکھیئے ادھر شاعری کا چرچا ہے۔ کثرت کے ساتھ متشاعری ہوتے ہین۔ متعدد گلدستے چھپتے ہین نو دس سال کے لڑکے تک شعر موزون کرتے ہین۔ طرفہ یہہ کہ شاعری کا دم بھرتے ہین۔ پس ایسی صورت مین ترتیب و تکمیل کتابت مین سخت دقت پڑ جاتی۔ اسلئے ایسے غیر ممکن امر سے عمداً احتراز کیا گیا۔ اور جہا موقع کا انتخاب سے کام لیا گیا۔ آخر مین اس قدر عرض اور ہے کہ اگر اس انتخاب مین کوئی نامی شاعر صاحب کمال سہواً۔ یا ہماری عدم واقفیت و ناشناخت۔ یا اون کی خود بے اعتنائی (جو حضرات متعدد بار کے طلب بھی حالات کے دینے مین بخل فرمایا) سے فروگذاشت ہو گیا ہو تو اون سے ہم معافی کے خواستگار ہین والسلام۔

آپ کا خادم
گویا حیدرآبادی

چند تاریخین (تزک محمودیہ جلد دوم کی اختتام طبع کے متعلق) جو بعض کرمفرماؤں نے
بنظر عنایت مرحمت فرمائے ہیں بکمال شکریہ کے تتمہ (ذیل میں) ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہیں

قطعات تاریخ از مکرمی جناب مولوی حکیم سید شاہ علیصبا صاحب لکھنوی معتمد مجلس نوابیہ بہادر

گو مرے نے خوب کام کیا واہ واہ	وہ جمع کی کتاب کہ جو انتخاب ہے
صاحب کمال شہر میں اب جس قدر ہیں جمع	اون سب کا حال ایک جگہ دستیاب ہے
عالم ہے بے بدل کوئی فاضل ہے بیدیل	وہ فلسفی یہہ منطقی لاجواب ہے
بزم مشاعرہ ہے کہ ہے شاعر نکاب	جو جس کا شعر درج ہے وہ انتخاب ہے
مجمع امیرون کا کہیں ارکان سلطنت	دربار شہ ہیں اہل نظر باریاب ہے
تصویریں بھی ہیں اکثر اہل کمال کی	جو چاہے ہے شکل دیکھلے کیا تجھہ حجاب ہے

دیکھو ضیا صفائے رخ آئینہ ملاؤ
تصویر خانۂ کپلا یہ کتاب ہے

ولہ

جناب گوہر پاکیزہ گوہر ذی اصل	نمود جمع بہ محنت سوانح زیبا
زاہل شہر و وطن ہم زاہل حملہ بلاد	کہ در زمانہ حال اند ساکن اینجا
کتاب جمع نمود از حال شان اینک	جزاد ہاد شہش از لطف خالق یکتا

ازین حقیر بے سال طبع شد ارشا

هنا گفت بدیهه مرقع مفضلا
۱۳۲۱

قطعات تاریخ از جناب مولوی حاجی احمد حسین صاحب ممتاز ایر سابق تحصیلدار احال وظیفه خوار سرکار عالی

طبع گردید چون جلد دوم از ترک شاه
چشم بد دور سن طبع چنین آمده زاید
۱۳ ۲۱

جلد دوم طبع شد از ترک پادشاه
بر لب بشر ای چنین مصرع سالش رسید
۱۳ ۲۱

طبع شد جلد دوم از ترک شاه دکن
دار دالل دکن این مصرع سالش نمان
۱۳ ۲۱

جلد ثانی از ترک خسرو بیه دراست نام
چشم بد بین دور چون گردید زاید سال آن
۱۳ ۲۱

ترک شاه و جلد ثانی آن ترک
سن فصلی طبع شد مشهور ترک
۱۳ ۲۱

ترک پادشاه شهر دکن
جلد ثانی ازان ترک زاید

ولد

از پی اهل دکن هست همین نعمت دلخواه
شده مطبوع جهان جلد دوم ترک شاه
۱۳ ۲۱

بر همه ملک دکن مهر هنر جلوه کرد
از ترک شر همه جلد دگر جلوه کرد
۱۳ ۲۱

بود این بحر دکن مخزن هر علم و هنر
جلوه کرد از ترک شاه همه جلد دگر
۱۳ ۲۱

طبع شد آمد بکفها دولت مانده مفت
جلد ثانی ترک آمد کنون مطبوع گفت
۱۳ ۲۱

سید هد دست دیدنی دارد تر
جلوه مفت است دیدنی دارد
۱۲ ۱۳ فت

هست مطبوع طبع هر زی فن
شده مطبوع چون بوجه حسن

بزبان بشارت آمد سال
ترک پادشاه شهر دکن
۱۳ ۲۱

ملکه

قطعه تاریخ از مکرمی عالیجناب نواب عزیز جناب بهادر ولاسابق اول تعلقدار کشمر کا نظام جل اللہ

للہ الحمد کہ تاریخ دکن شایع شد	دیدۂ اہل نظر حشم برہش سہ مال
بارک اللہ کہ انجامۂ دیبائے گوہر	آبروبخش جہان نسخۂ تاریخ بمال
عندلیب قلمش نغمۂ رنگین زبان	طوطیِ ناطقۂ شکر شکن صدق مقال
ادبہر نکتہ زتحقیق کند استنباط	ادبہر جملہ زتاریخ کند استدلال
ہمہ نظم ونسق ملک دکن را تصویر	عارض لفظش جاہ وحشم را تمثال
صفحہ ہر ورقش آئینۂ حسن بیان	صورت واقعہ را حرف سواد خط وخال
نونہال چمن وگلبن باغ محبوب	بلبل دولت آصف دکن را پر وبال
طوطیِ فکر ولازمزمۂ سنج سال است	رنگ وبوئے چمن بستان دکن عابد جلیل
۱۳ ۲۱	

قطعہ تاریخ از مکرمی جناب مولوی لطیف احمد صاحب اختر مینائی خلف الرشید حضرت امیر مینائی مرحوم

مبارک ہو ہر ایک مشتاق کو	ہوئی طبع دلچسپ ونادر کتاب
جو ہو سال مطلوب اختر ہمین	لکھو ہے یہ محبوب خاطر کتاب
۱۳ ۲۱	

قطعہ تاریخ از مکرمی جناب مولوی حافظ جلیل حسن صاحب جلیل سلمہ

ہے اس مین کاملان دہر کا ذکر	نہ کیونکر شور اٹھے مرحبا کا
جلیل اچھی کہی تاریخ تمنے	مرتع ہے یہہ اخوان الصفا کا
۱۳ ۲۱	

قطعہ تاریخ از مشفقی جناب مولوی میر تراب علی صاحب تمنا زور حیدرآبادی

محبوبیہ ترک بتردد رقم نمود
چون گشتہ چاپ زور سرخ بگفت سال

مشہور نام او صمدانی بجہان صریح
مرآت دودمان دکن طبع شد صحیح
۱۳ ۲۱

قطعہ تاریخ از محب صادق جناب ابوالمعارج مولوی میر عبدالرؤف صاحب سلمہ

بہار آئی ہے پھر ساقی مہوش
لکھون وہ نظم جس کے دولبین

پلا جام شراب پرتگالی
جو ہو وے رشک جامی و زلالی

مدد سے ذہن کی ہے جلوہ افروز
بہ عہد شاہ محبوب علیخان

سر محفل عروس خوش مقالی
نظام الملک عالی المعالی

سخن پرور جناب شاہ آصف
جناب گوہر الامناقب

ہمارا والی حیدر کا موالی
طبیعت فطرتاً جس کی ہے عالی

تو زک محبوبیہ تصنیف کی وہ
بڑا بار گران سر پر اوٹھایا

جو حالات دکن ہی کہنے والی
ہے جوہر حضرت گوہر کا عالی

سمجھتے ہین اسیکو جام جم ہم
سکندر کا اسے آئینہ سمجھو

رقم حالات ہین ملکی و مالی
کہلیگی صاف اسکی ہمیشالی

بس اب درکار ہے وہ چشم انصاف
جو ہو حالات عالم دیکھی بھالی

گل شگفتہ ہر لفظہ ہے اس کا
نکیون ہو سطر پھر پھولونگی ڈالی

خوشی کے جوشی مین میری طبیعت
نہ کیون ہو خود گواہ باکمالی

سن فصلی ہوا یہہ مدخلہ سے
مگر تھی فکر تاریخ ہلالی

سرہ سے لکھو شوق بدل تاریخ
سرائے شاہد ناز خیالی
۱۲ ۱۳ ف

قطعہ تاریخ از حضرت شمس الحق سجاد علی صاحب میکش چشتی نظامی

واہ کیا نایاب یہ تاریخ ہے
ہاتھ آتی ہے کہان ایسی کتاب

جلد اول چھپ چکی تھی پیشتر
جلد ثانی اب چھپی با آب و تاب

طبع کی تاریخ میکش نے لکھی
محسن حالات عالم لاجواب

۱۳ ۲۱ ہجری

قطعہ تاریخ از مکرمی جناب مولوی محمد عبد الجلیل صاحب نعمانی سلمہ

تالیف پاک جسکی ہے محبوبہ تزک
عالی گہر وہ حضرت گوہر ہین باکمال

مذکور اسمین ہین بعبارت یہ سب کے سب
ملک دکن کے صاحب علم و کمال و مال

بولا سروش غیب نے دوران طبع مین
چھپا ہے ذکر مامور و نکا لفکر کسال

۱۳ ۲۱ ہجری

قطعہ تاریخ از محب صادق جناب میر نوازش علی صاحب کلکتہ حیدرآباد سے

لکھی خوب گوہر نے تاریخ واہ
عیان جس سے ہوتی ہے حق کی راہ

ہوا نکتہ مطلوب جب سال طبع
کہا میں نے تاریخ اہل دکن

۱۳ ۲۱ ہجری

قطعہ تاریخ از جناب مولوی میرزا غلام علی صاحب جوش حیدرآباد

جان و دل سے کیون نہ ہون مداح گوہر اے دل
حرز جانی ہے تزک محمود یہ مطبوع طبع

سال طبع جلد ثانی خوش سے کہا یہ
جلد ثانی ہے ترک محبوبہ مطبوع طبع
۱۳ ۲۱ ۰

قطعہ تاریخ از مکرمی جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب ناجی معتمد عالیجناب نواب فخر الملک صاحب

شکر ہے دیوان جلد دوم بھی ہوئی ختم
طبع کا مصرع تاریخ یہ ناجی نے کہا
سب سے کہتے ہیں غلام صمدانی یہ آج
واہ واخوب چھپا حقہ ثانی یہ آج
۱۳ ۲۱

قطعہ تاریخ از مکرمی جناب میر دلاور علی صاحب دانش حیدرآبادی

جلد دوم از ترک محبوبہ گشت چاپ
مصرع سال طبع آن کن رقم این دانش
کز امر او کمالیست در او سر گذشت
جلد دوم از ترک محبوبہ چاپ گشت
۱۳ ۲۱

قطعہ تاریخ از مکرمی جناب مولوی محمد مظفر الدین صاحب معلے سابق مددگار ناظم پیشکار عالی

لکھی گوہر نے تاریخ نوادر
معلے نے یہ سال طبع لکھا
دکن کا حال سب جس میں ہے شامل
ترک محبوبہ نسخہ ہے کامل
۱۳ ۲۱

ولہ

لکھی گوہر نے کتاب نادر
سال مطبوع معلے نے کہا
چلے ایسی کبھی دیکھی نہ سنی
واہ تاریخ دکن آج چھپی
۱۳ ۲۱

قطعات تاریخ از جناب مولوی سید صادق حسین صاحب عنبار دہلوی شاگرد جناب حکیم مادھو شاہ علیہ صاحب

گوہر نے زندہ کر دیا ارباب علم کو
میدان نمود و نام کا کیا کر دیا ہے

تاریخ طبع کہتا ہے یون خلق سے — مقبول دہر تذکرۂ اہل علم ہے

عجب کتاب بنائی جناب گویا نے — ایضاً — بیان ہے کمالات دلکش کا آئین نام
جو سال طبع کا پوچھا غبار سے بولے — کہا بدیہہ یہہ ہے یادگار عہد نظام

ایسے دربار کو جو زینت دار ہے — ایضاً — حسینین جمع ہے ذی کمالون کا
جوہری سر پہ رکھے ہے مین — یہہ مرقع ہے ذی کمالون کا

مرحبا مرحبا حسن اک نقد — ایضاً — کیا لکھی ہے کتاب اے گوہر
اچھے عنوان سے کیا نے — ذکر آسودگی اہل ہنر

ہے یہہ فی الواقع کتاب لاجواب — ایضاً — حسینین ہین حالات اصحاب فنون
تم زمانہ کو سنا دو غبار — سال فصلی ذکر ارباب فنون

قطعات تاریخ از مکرمی عاموی لبیب متخلص بہ محمد حسین صاحب فاضل متخلص بہ ضیا دام اقبالہ

مرحبا گوہر خجستہ خصال تو — آفرین تجھکو کہتی ہے دنیا
خوب لکھی کتاب خوب لکھی — خوب پیدا جہان مین نام کیا
خوش صنادید تجھسے ہوے — دے جزا اسکی تجھکو رب علی
روح خوش ہی بزرگون کی — علما شاد تجھ سے خوش نفسا
تیرے ممنون ہو رہے ہین امیر — دے رہے ہین فقیر تجھکو دعا
تیری تعریف کر رہے ہین ادیب — تہنیت دیتے ہین تجھے شعرا
سعی مشکور ہو گئی تیری تو — ہے ہر اک کی زبان پہ تیری ثنا
تو نے سون کو کر دیا بیدار — کھل گیا سب پہ راز دنیا کا تو
ہو گئی قطعہ ساری بحث نسب — ہو گیا سب کا حال آئینہ سا

بے وفائی کے تجربے دیکھیے — ہوا آشکار لطف وفا
مال و دولت کا کھیل گیا انجام — حاصل حرص و ہوس کا دیکھ لیا
ہو گئے فائدے سب کے عیان — نہ رہا از علم پوشیدا
خوب جوہر بہادری کے کھلے — خوب قلم کا لطف ملا
اوس کی تاریخ کیلئے فاضل — سوچ کی ہمیں ضرورت کیا
نام اچھا ہے شیشۂ تصویر ۱۳۲۱ھ — اور ہے مرقع فضلا ۱۳۲۱ھ

مجموعہ بلند و پست عالم کا یہ ہے — ولہ — خوشدلی نے مخزن کوئی اس کا رکھی
فاضل تالیف کا ہے فضلی کیلئے — آئینہ نیرنگی سال و ماہ ہے ۱۳۲۱ف

اے ہوا خواہ جملہ محبوب — ولہ — پیری تعریف کو ہے مرغوب
سن کر فاضل کو سال طبع کی ہے — کہدے تاریخ جلوۂ محبوب ۱۳۲۱ف

کیا طبع ہوئی کتاب فاضل — ولہ — ہے فکر کی ہمیں کیا ضرورت
سچے سچے ہیں چونکہ حالات — کہتا ہوں خلاصہ صداقت

جمع کئے خوب حال جو یہ لکھی کتا — ولہ — منبع علم و عمل زمن حسن صفات
کسکو ہے فاضل کلام اسکے مضامین بن — سال کہو جدسوی تذکرہ واقعات ۱۳۲۱ھ

اہل دکن کی خاطر ایسی کتاب لکھی — ولہ — آئینہ ہو گیا حال ایک آدمی کا
زیبا ہے اسکی خاطر فاضل مسیحی بن — ہے باصفا مرقع درویشی کا ۱۹۰۳ء

کیا خوب مرقع کہ ہمہ کا کہیا — ولہ — تالیف لطیف ہے کہ ہو یر دکن
فاضل یہ کہو مصرع سال ہجری — لوح زر حالات ماہر دکن ۱۳۲۱ھ

جملہ حقوق اس کتاب کے بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں جس کتاب پر مولف کا مہر و دستخط و مہر کا رخانہ نہ ہوگا مال مسروقہ تصور کیجائیگی اور بذریعہ عدالت مجاز اوسکے نسبت کارروائی کیجائیگی ۔ فقط

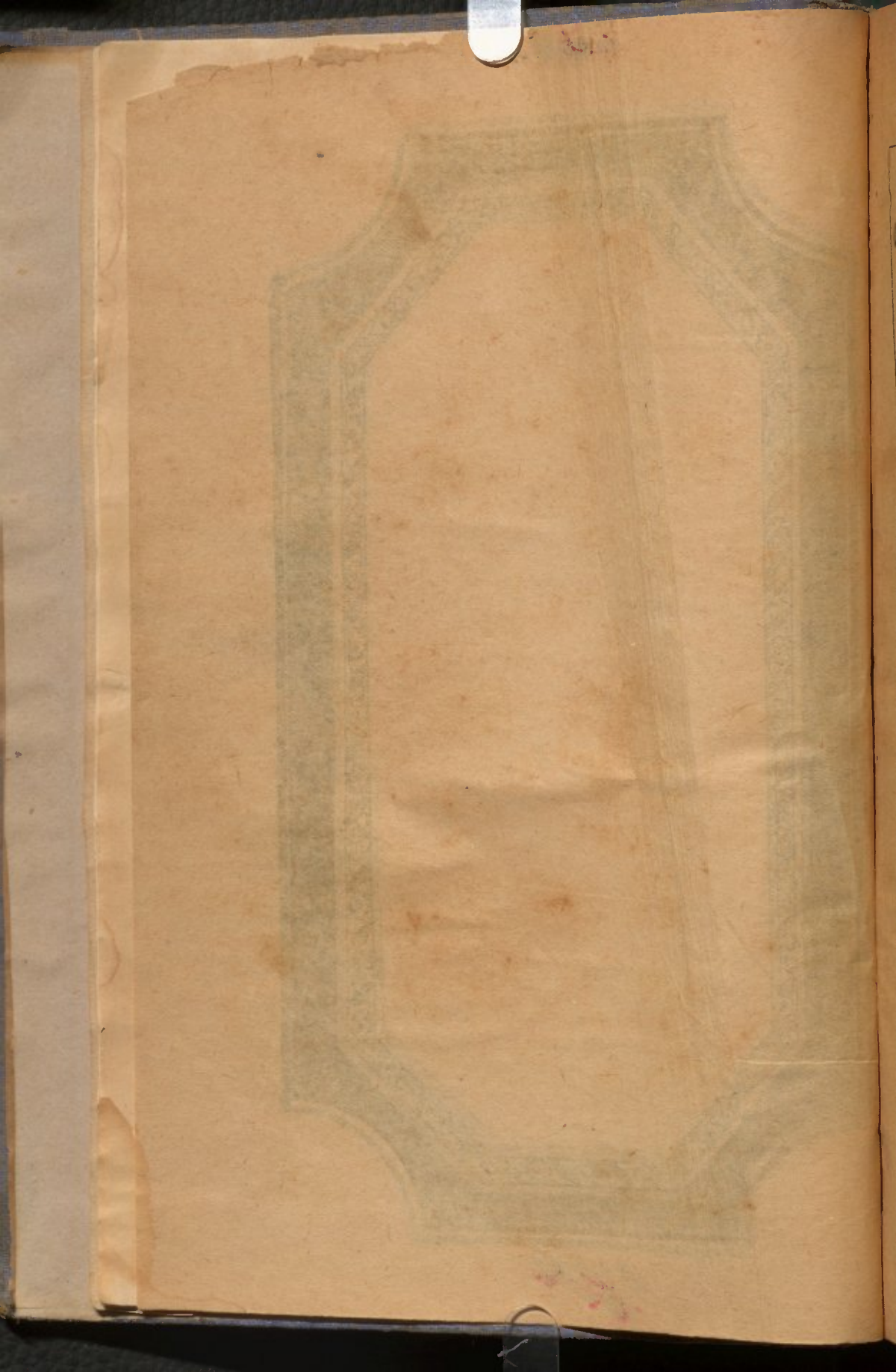

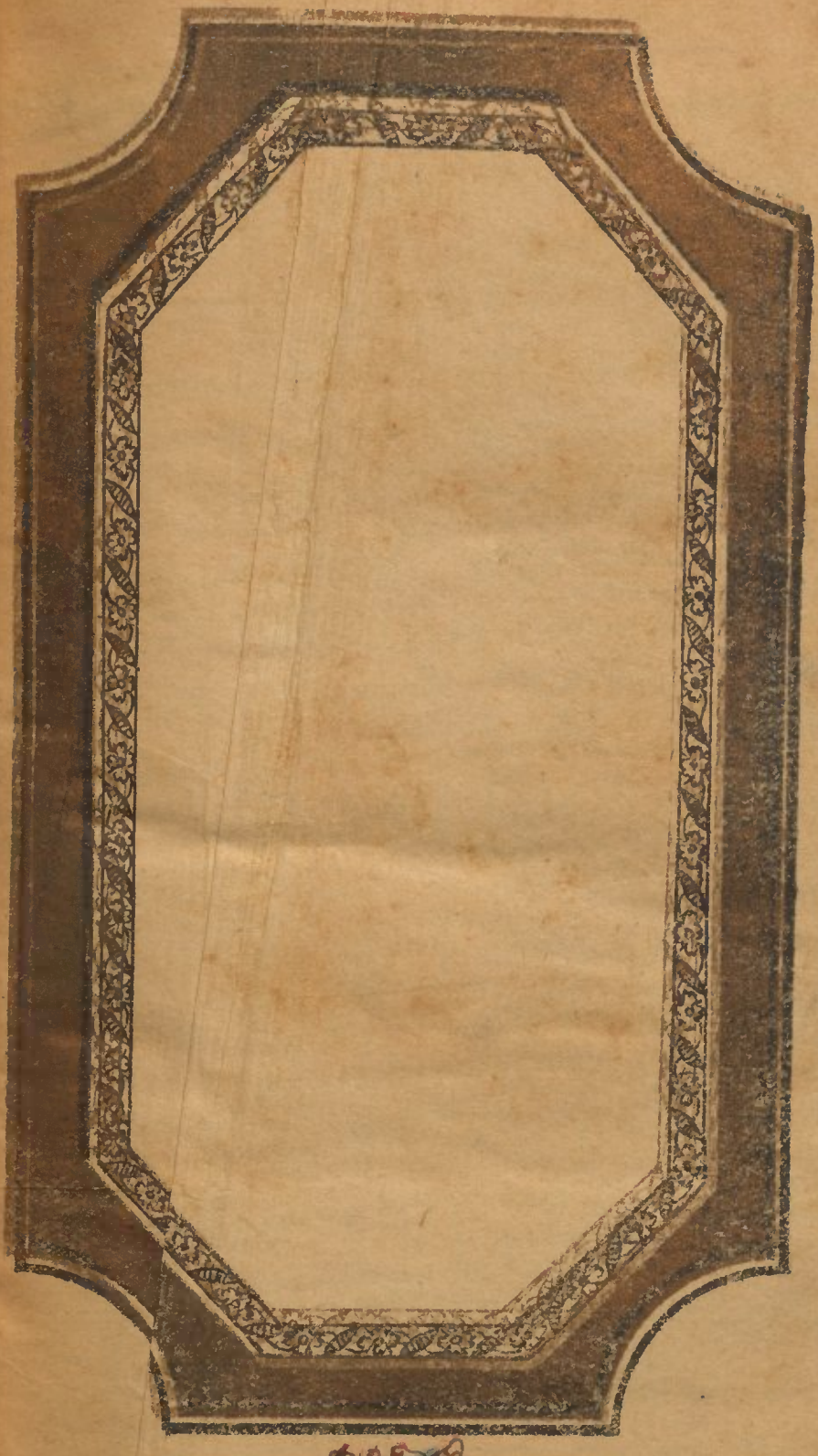

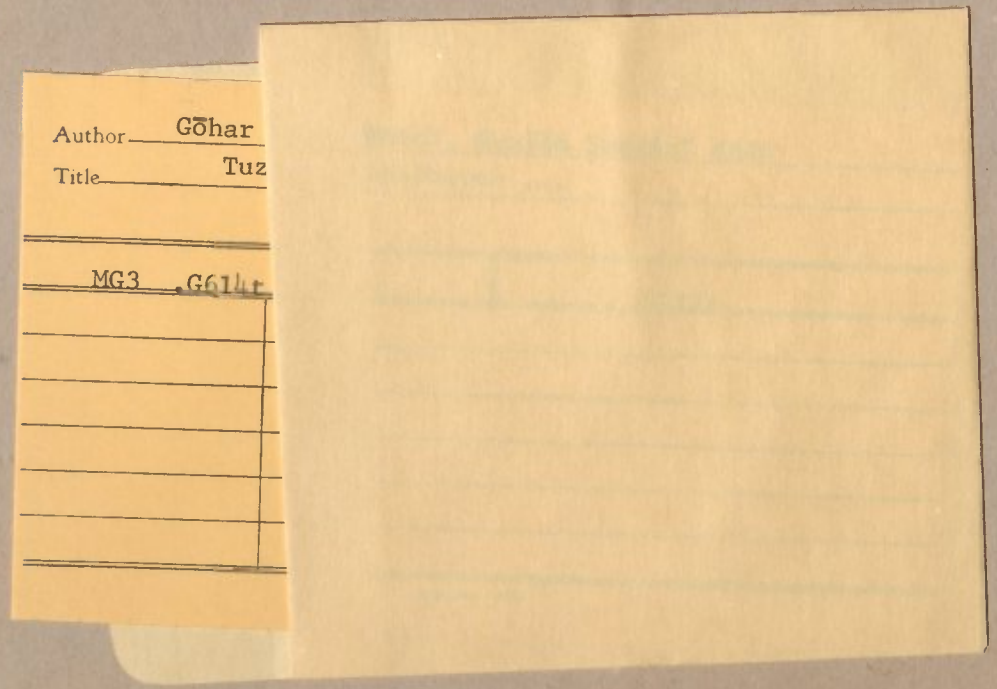
Author Gōhar
Title Tuz
MG3 .G614t